فہرست کتاب ہدایات الرشید الی افحام العنید

التماس ضروری

کافہ اہل سنت وجماعت علمایان پیشوائی دین سلام وامراء روسا پشت پناہ اہل اسلام وتاجران ذوی الاقدام وجملہ خواص وعوام کی خدمت میں التماس ہے کہ تخریب معاندین سے دین کی اعانت اور شکوک وشبہات مخالفین سے اوسکی حمایت وصیانت ہو فرد بشر پر واجب ہے خداوند تعالی شانہ فرماتا ہی واعدوا لہم ما استطعتم من قوۃ اور منجملہ مخالفین کے فی زماننا شیعہ امامیہ اثنا عشریہ ہیں جنکا برخلاف ائمہ کی شش سو بزرگان دین صحابہ کرام وازواج امہات المومنین کو سب وشتم وسب وطعن کرنا وظیفہ ہوگیا ہی اگرچہ بعض علماء کرام نے ہمیشہ تشیع کے رد وابطال میں جد وجہد کو تمامت قصوی کو پہنچا دیا ہی اور کوئی مرحلہ باقی نہیں چھوڑا جسکو طے نفرمایا ہو تاہم میدان مناظرہ وسیع ہی کہ اسکی جزئیات کا حصر واحاطہ دشوار ہے اور اکثر علماء اہل سنت رحمۃ اللہ علیہم نے قدیما وحدیثا اس طرف توجہ نہیں فرمائی اور باعث عدم توجہی چند موانع ہیں منجملہ اونکے جو مانع غالبا سب سے اول پیش آتا ہی وہ یہہ ہی کہ شیعوں کی کتب مذہبی دستیاب نہیں ہوتے اور جب تک کتب دستیاب نہوں تو انکو الزام نہیں دیا جاسکتا اور ظاہر ہے کہ فراہمی کتب بدون وافر سرمایہ کے دشوار ہی اور بدون توجہ امراء وذوی الثروت ممکن نہیں جب فقیر نے اس وادی میں قدم رکہا اور پہلی منزل ہی میں یہہ مانع پیش آیا تو باوجود تلاش وتفحص کے اہل سنت کے یہاں کہیں ایسا ذخیرہ کتب شیعہ معلوم نہو جس جگہ سے اونکی کتابیں بیکجا اونکو تلاش کیا جاوے آخر بعد تلاش وتجسس بعض کتب مہیا اور بعض عاریۃ فراہم کین لیکن یہہ خیال دل نشین ہوا کہ اگر ایسا ذخیرہ فراہم کیا جاوے جو کتب مذہبی شیعہ کو حاوی ہو تو بلاشبہ داخل رباط الخیل ہے چنانچہ اس خیال کی جملہ احباب نے تائید کی اور ذخیرہ کتب مذہبی ومناظرہ جملہ مخالفین عموما اور کتب مذہبی ومناظرہ شیعہ امامیہ خصوصا کے ذخیرہ کی فراہمی کو بالاتفاق ضروری ہونا تسلیم کیا اور یہہ تجویز قرار پائی کہ رسالہ ہدایات الرشید کی طبع میں جو ارباب کرم نے محض خدا کے واسطے امداد فرمائی ہی اس روپیہ کو بہی اسی کام میں خرچ کیا جاوے اور اس کتاب کو نسخی فروخت کرکے جسقدر روپیہ فراہم ہو اوس سے ذخیرہ کتاب مناظرہ شیعہ خریدا جاوے اور یہہ کافہ اہل سنت کو اس طرف متوجہ کیا جاوے کہ وہ اعانت دین کے لئے کمر ہمت باندہکر حسب توفیق کتابوں سے زر نقد سے زبان سے قلم سے قدم سے امداد فرماویں اور نیز یہہ رائے قرار پائی کہ یہہ ذخیرہ کتب کتب خانہ مدرسہ عربی دیوبند میں جو اس وقت میں علوم دینی تعلیم کے اعتبار سے منتہی الانہار ہے اور شہرت کی رو سے آفتاب نصف النہار یہہ ذخیرہ زیر اہتمام مہتمم مدرسہ موصوف رکہا جاویگا اور جسقدر کافی ذخیرہ فراہم ہوجاویگا تو بعد یہ سالانہ کیفیت مدرسہ اور عام اخبارات کے شایع کردیا جاویگا کہ اسقدر فلاں فلاں حضرت کی عنایت وامداد سے اسقدر ذخیرہ کتب فراہم ہوگیا ہے اہل اسلام میں سے جسکو ضرورت ہو اور کتابونکا دیکھنا چاہیں وہ مدرسہ موصوف میں دیکہ لے چنانچہ فقیر ہی اپنی کتب اس قسم کی بعد فراغ انشاء اللہ تعالی مدرسہ موصوف میں رکہیگا۔ اب التماس یہہ ہی کہ جمیع اہل اسلام اس امر خیر میں شریک ہوکر دین کی اعانت وامداد فرماویں سو حضرات اہل علم کتابونسے امداد فرماسکتے ہیں مثل علماء اور مالکان مطابع اور تاجران سب کی وہ کتابونسے امداد فرماویں اور جو ارباب کرم زر نقد سے اعانت فرماسکتے ہیں مثل روسا وامراء وغیرہ کے وہ زر نقد واعانت فرماویں۔ اور جن حضرات کے پاس کوئی اس قسم کی کتاب ہو اور وہ دینا پسند نفرماویں تو ہمکو صرف نقل کرنیکو اسکی جو عاریت چندروز کے لئے ہی عنایت فرماویں۔ اور جو کچھ عنایت فرماویں یا بخدمت جناب مہتمم مدرسہ عربیہ دیوبند ضلع سہارنپور بہیجیں۔ یا بحضور خدام حضرت مولانا ومولی الانام مولانا رشید احمد صاحب ادام اللہ اظلال برکاتہم بمقام قصبہ گنگوہ ضلع سہارنپور بہیجیں۔ یا مولف رسالہ بندہ خلیل احمد عفی عنہ مدرس عربی مدرسہ ریاست بہاولپور حماہا اللہ عن الفتن والشرور کے پاس ارسال فرماویں وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب

ملتمس خلیل احمد عفا اللہ عنہ

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمدك حمدا كثيرا طيبا مباركا يا من هو متصف بالمجد والعلو وصفات الكمال ومنزه عن شوب
النقائص والقبائح والزوال تنزهت ذاته ـ وتقدست اسمائه وصفاته ـ لا اله الا هو الكبير المتعال ـ
الذي انزل علينا احسن الحديث كتابا متشابها مثاني تقشعر منه الجلود ـ منه آيات محكمات
هن ام الكتاب ـ يهدي بها الى دار الخلود قرآنا لا يأتيه الباطل من بين يديه ولا من
خلفه تنزيل من حكيم حميد فرقانا بين الحق والباطل ونورا وهدى للناس فالذين كفروا بآيات الله
لهم عذاب شديد ـ فاكمل لنا الدين القويم ـ واتم به نعمه الظاهرة والباطنة علينا وعلى عباده المؤمنين
بفضله ونصلي ونسلم عدد خلقه وزنة عرشه ومداد كلماته دائما متواليا على رسوله وخير خلقه سيدنا ومولانا محمد سيد
المرسلين خاتم النبيين قائد الغر المحجلين رسول الثقلين امام القبلتين ـ الذي عصمنا عن سبل المتفرقة العوجاء
وشرع لنا الشريعة الغراء ـ وهدانا الملة الحنيفية السمحة السهلة البيضاء ـ التي ليلها ونهارها سواء ـ وعلى آله وصحبه
العروة الوثقى للمستمسكين ونجوم الهدى للمستهدين خصوصا منهم من توموا الاود وودوا اعهدهم وكان مكانهم في
الاسلام لعظيم مصائبهم في الاسلام بجرح شديد شهادة ختام الخلفاء الراشدين بل كانوا كمثل نوح وابراهيم
من النبيين على لسان سيد المرسلين وعلى من تبعهم باحسان الى يوم الدين ـ اما بعد

بندہ حافظ ابو ابراہیم خلیل احمد بن شاہ مجید علی بن شاہ احمد علی بن شاہ قطب علی رحمۃ اللہ علیہم ساکن قصبہ
انبہٹہ ضلع سہارنپور جسکو فخر تلمذ دو واسطون سے ساتھ حضرت خاتم المحدثین استاد البریہ مولف
تحفہ اثنا عشریہ سے حاصل ہے ارباب دین و دیانت و فہم و فراست و عقل و کیاست کی خدمات بابرکات
مین عرض کرتا ہے کہ جو فیما بین اس عاجز کے اور سید فرزند حسین صاحب شیعی اثنا عشری کی مسائل مختلف
فیہا مین تحریری گفتگو ہو رہی ہے۔ اوسکا اصلی قصہ یہہ ہے کہ میرے عنایت فرما پیر جی عنایت احمد
صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ اور مولوی ابو الطیب غفر اللہ لہ نے ایک سوال متعلق مسئلہ خلافت محررہ سید
فرزند حسین صاحب جو حسب عادت حضرات شیعہ متضمن کلمات طنز و تعریض آمیز و طعن خیز نسبت صحابہ کرام
رضوان اللہ علیہم و دیگر اکابر اہلسنت رحمۃ اللہ علیہم تھا۔ بغرض تحریر جواب میرے پاس بھیجا قطع
نظر اخلاق و تہذیب کے اوسکے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ میر صاحب کو اپنی مذہبی محرمات کی بھی خبر
نہیں ہے جسکو کہ محدثین و مفسرین شیعہ نے ائمہ رضوان اللہ علیہم سے بروایات صحیحہ نقل فرمایا ہے کہ اعدا کی
مثالب بیان کرنا اور انکی نسبت طنز و تعریض کرنا اور سب و شتم کرنا حرام ہے اور اسکا مرتکب ائمہ رضی اللہ عنہم کی زبان مبارک سے
ملعون ہے محسن بن مرتضیٰ اپنی تفسیر صافی مین زیر آیت ولا تسبوا الذین الخ نقل کرتے ہین وفی الکافی عنہ
(ای عن الصادق) فی حدیث وایاکم وسب اعداء اللہ حیث یسمعونکم فیسبوا
اللہ عدوا بغیر علم وفی الاعتقادات عنہ علیہ السلام انہ قیل انا نری فی المسجد رجلا
یعلن بسب اعدائکم ویسبہم فقال مالہ لعنہ اللہ یعرض بنا قال اللہ تعالیٰ ولا
تسبوا الذین یدعون الآیۃ علاوہ ازین قبل خروج امام حجاب تقیہ کو رفع کرنا اور مذہب شیعہ کو برملا کہنا دائرہ اسلام
سے خارج ہونا ہے چنانچہ اعتقادات صدوق سے یہہ امر مثل روز روشن ثابت ہے اور روایات مباحث ائمہ مین
بضمن محل مناسب مذکور ہونگی یہہ امر یقینی ہے کہ یہہ جھگڑا اور نزاع جو اسلام کے دو عظیم فرقون مین صدہا

[illegible] حرام ہے

---

۱ کافی مین امام صادق رضہ سے ایک حدیث مین مروی ہے اپنے آپکو بچاؤ اللہ کے دشمنون کو برا کہنے سے کیونکہ وہ تم سے سنکر
اللہ کو برا کہینگے۔ اپنی جہل و عداوت کی سبب۔ اور اعتقادات مین امام صادق رضہ سے مروی ہے۔ انکی خدمت مین عرض کیا گیا کہ ہم دیکھتے
ہین مسجد مین ہر کو تمہاری دشمنونکو علی الاعلان سب و شتم کرتا ہے فرمایا اوسکو کیا ہوا خدا اوسپر لعنت کرے ہمپر تعریض کرتا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ولا تسبوا الذین یدعون الخ

سال سے چلا آتا ہے جسنے باہم دونو فریقون مین ایسا تفرقہ ڈالدیا جیسا کفر و اسلام مین واقع ہے بلکہ اوس سے بھی کچھہ بڑہکر اوسکا اسطرح طے ہونا ممکن نہین اور میدان مناظرہ تحریری نہایت وسیع ہے ہر ایک فریق دوسرے کے جواب مین کچھہ نہ کچھہ کہہ سکتا ہے - دنیا کی حالاتین غور کرنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ اگر بمقابلہ ادیان باطلہ کچھہ لکھے تو وہ بھی جواب دینے سے دریغ نہین کرینگے - ہر کوئی مسئلہ مختلف فیہا ایسا باقی نہین رہا - کہ علماء فریقین نے کماحقہ اوسکی بحث و تفتیش اور مجولی اوسکی چہان بین نہ کی ہو اور جد و جہد کو اوسکی تحقیقات مین غایۃ قصوی کو نہ پونہچایا ہو یہہ ہی وجہ ہے کہ علماء اہلسنت نے یہہ عقبات و مراحل طے کرکے اب راحت فرمائی ہے اور بدون ضرورت اسطرف توجہہ نہین فرماتے اور شیعہ کی کتابین دیکہنا اور انسے ملنا اور جدال و مناظرہ متروک کردیا چنانچہ دوسرے اہل مذاہب باطلہ کو ساتھہ بھی یہہ ہی کیفیت ہے اور تمام مذاہب بحمد اللہ تعالی اہلسنت کا لوہا مان گئے ہین جو فرقہ اہلسنت کی مقابل ہوا اوسکو نیچا ہی دیکہنا پڑا چنانچہ اہلسنت کے ان مباحثونکے قصے جو حال مین ہی واقع ہوئے ہین جیساکہ اگرہ کے مباحثہ پادری فنڈر وغیرہ کے ساتہہ اور چاندپور ضلع شاہجہان پور کا معرکۃ الارا مباحثہ ہنود اور عیسائیون کے ساتہہ مثل آفتاب اظہر و ابہر روشن ہین - جسکو مخالفین خود اپنی زبان سے تسلیم کرچکے ہین شعر

تروی مناقبہم لہم اعداہم
والفضل ما شہدت بہ الاعداء

اسلئے نہایت اختصار کیساتہہ اس عاجز نے اوسکا جواب لکہا اور ایجاز کی ساتہہ بجواب مطاعن مذہب اہل تشیع کی شنائع اور علماء شیعہ کی غلطیان بطور نمونہ عرض کین اور مقصود اس سے یہہ تہا - کہ میر صاحب متنبہ ہوجاوین اور سمجہہ لین کہ اس چہیڑ چہاڑ سے کچھہ فایدہ نہین - بحول اللہ تعالے نہ اہلسنت کچھہ اپنی مذہب مین بودے اور کمزور ہین - نہ مذہب شیعہ کی قبائح و شنائع مخفی و مستور ہین کس برتے پر اہل حق سے چہیڑ چہاڑ شروع کرتے ہین - اور مصداق اس قول کے ہوتے ہین شعر

ہر کہ با فولاد بازو پنجہ کرد - ساعد سیمین خود را رنجہ کرد

بحمد اللہ تعالے تیرہ سو برس سے اہل سنت اور اونکا مذہب حسب وعدہ خداوندی تعالے بمضمون آیت کریمہ

هُوَ الَّذِيْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ

وَلَوْ كَرِہَ الْكَافِرُوْنَ[۱] عموماً تمام ادیانون مذاہب پر اور خصوصاً مذہب تشیع پر جو ابتداء حدوث سے
ستر تقیہ مین مستور و مستتر رہا ہے غالب چلا آیا ہے اور انشاء اللہ تعالے حسب وعدہ تا قیام قیامت
غالب رہیگا۔ پہر کسکا حوصلہ ہی جو اوس سے آنکھہ ملاوے۔ لیکن میر صاحب کو بدین وجہ کہ اونکو
اپنے مذہب سے واقفیت نہین ہے صرف مناظرہ کی ہی کتابین دیکھی ہین اور نیز خیال ہے کہ اہلسنت
کتب شیعہ کی دیکھنے کو خود ہی حرام سمجھتے ہین اور اوس سے متنفر ہین اور عام طور پر کتابین بہی
دستیاب نہین ہوسکتی جو ہر کسیکو الزام کا موقع میسر ہو اور ہم اہل سنت کے مذہب سے واقف ہین
پس اہلسنت بمقابلہ ہماری کیا جواب دیسکتے ہین۔ تنبہ ہوا۔ اور برخلاف بعضے آئمہ رضا کے
جنکی تفصیل عنقریب ابحاث آیندہ مین مذکور ہوگی آمادہ جدال و مناظرہ ہوئے اور اصل وجہہ اسکی
یہہ ہوئی کہ میر صاحب کو دو قسم کے لوگون سے گفتگو اور چہیڑ چہاڑ کا اتفاق ہوا اگر علما سے سلسلہ
چہیڑا تو اونہون نے تو فضول و لغو سمجھکر التفات نہین فرمایا اور عوام بیچاری جو اپنے مذہب سے ہی
چندان واقف نہین ہوتے دوسرونکا جواب کیا دیسکتے تہے اسلئے آپکا دماغ عرش برین پر جا پہونچا
اور ہمچو ما دیگری نیست کا تخیل سر مین سمایا اور اوس مختصر تحریر کے جواب مین جو تقریباً بقدر تین چار
ورق کے ہوگی ایک طومار طویل الذیل لکہکر بواسطہ عزیزان موصوفین بماہ ربیع الثانی ۱۳۰۳ھ
میری پاس بہیجا۔ اگر اوس تحریر کو معمولی طور پر لکہا جاوے تو تقریباً دس یا بارہ جزو ہون گویا بزعم
خود خصم کو لاجواب کر دیا اور میدان مناظرہ جیت لیا مجکو وہ تحریر سفر کے رواروی مین
جبکہ مین وطن مالوفہ کیطرف عازم تہا اسٹیشن لدہیانہ پر ملی تہی اسلئے ہنگام قیام وطن مین ع
اوسکو دیکہہ بہی نہین سکا اور جب مع الخیر بہاولپور اپنے وطن اقامت کیطرف مراجعت کی تو وقت
اوسکو تامل کی نظر سے دیکہا بالکل تعظیم مین باوجود اپنی ہیچمدانی کے اوس تحریر کو ہرگز اس لایق
نہین سمجہتا کہ علما اوسکی طرف التفات فرمائین چہ جائیکہ اوسکو قابل جواب سمجہا جائے اور دل
نہ چاہتا تہا کہ اوسکے جواب پر قلم اوٹہایا جاوے چنانچہ اس امر کی تصدیق ابہی ہوا چاہتی ہے لیکن

---

[۱] وہ ذات وہی جسنے بہیجا اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کیساتہہ تا کہ غالب کرے اوسکو تمام ادیان پر اگرچہ برا لگے کافرون کو ۱۲-

محدثین و مفسرین خود بھی ائمہ کی نسبت اونہی روایت کرتے ہین کہ آیت + اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَیِّنٰتِ وَالْھُدٰی مِنْ بَعْدِ مَا بَیَّنّٰہُ لِلنَّاسِ فِی الْکِتٰبِ اونہی کی شان مین نازل ہوئی ہے اور نیز اُولٰٓئِکَ یَلْعَنُھُمُ اللّٰہُ وَیَلْعَنُھُمُ اللّٰعِنُوْنَ سے بھی ائمہ ہی مراد ہین چنانچہ علامہ مجلسی نے بحار الانوار کی باب کتمان علم مین ان روایات کے تحریر کی ہے جس سے معاذ اللہ اونکا کتمین حق اور اونکی دشمنونکا ملعون ہونا ظاہر و باہر ہوتا ہے اور خود بھی اونکی عصمت کے بھی مدعی ہین پس خیال کرنے کی جگہہ ہے کہ معصومیت اور ملعونیت یعنی چہ الغرض بعد اس مباحثہ کی مینے خیال کیا کہ مکرمی میر حجی عنایت احمد صاحب سلمہ کا جو مدعا تحریر جواب سے تہا وہ باحسن وجوہ حاصل ہوگیا۔ اب کچھہ حاجت نہین رہی۔ کہ میر صاحب کی جواب بجواب لکہنے مین تضیع اوقات کیجاوے۔ چنانچہ حضرت مخدوم دام برکاتہم کیخدمت مین یہی خیال ایک عرضداشت لکہی جسکا خلاصہ مدعا یہہ تہا۔ کہ اس رسالہ کی تحریر سے جو مقصود تہا وہ زبانی مناظرہ سے حاصل ہوگیا پہر علاوہ حرج اوقات اور خلال و اہمال مشاغل دنیہ کی اس تحریر مین کلمات متضمن سوء ادب بجناب بزرگان دین بمجبوری قلم سے نکلتی ہین۔ اگرچہ اونکا صادر ہونا محض الزاماً یا نقلاً شیعہ کی روایات مذہب سے ہی اور عتقاد دلی سے نہین بلکہ دلی اونکو نہایت مکروہ اور برا جانتا ہون اگر اجازت ہو تو اس تحریر کو موقوف و ملتوی کر دون بجواب اسکی حضرت مخدوم دامت برکاتہم نے ارقام فرمایا جسکا حاصل یہہ ہے کہ جو کام للہی طور پر شروع کردیا گیا ہی اوسکا اتمام کو پہونچانا ہی مناسب ہی

لے تحقیق جو لوگ کہ چہپاتے ہین جو کچہہ کہ اوتارا ہمنی دلیلون سے اور ہدایت سے پیچہے اسکی کہ بیان کیا ہمنی اوسکو واسطے آدمیون کے بیچ کتاب کے یہہ لوگ لعنت کرتا ہی اونکو اللہ اور لعنت کرتے ہین اونکو لعنت کرنیوالے۔ وعن حمران عن ابی جعفر علیہ السلام فی قول اللہ ان الذین یکتمون ما انزلنا من البینات والہدی من بعد ما بیناہ للناس فی الکتاب یعنی بذلک نحن واللہ المستعان۔ عن ابن ابی عمیر عن ذکرہ عن ابی عبد اللہ علیہ السلام ان الذین یکتمون ما انزلنا من البینات والہدی فی علی علیہ السلام ۱۲ عن عبد اللہ بن بکیر عن حمران عن ابی عبد اللہ علیہ السلام فی قولہ اولئک یلعنہم اللہ ویلعنہم اللاعنون قال نحن ہم —

تنبیہ اسکی پوری تحقیق اور علامہ مجلسی نے جو کچہہ اسکی تاویل فرمائی ہی اوسکا جواب بحاشیہ آئندہ مین مفصل مذکور ہی ۱۲ عفی عنہ منہ

ناتمام چھوڑنا مناسب نہین اور جس کام کی ابتدا نیک نیتی کی ساتھہ بغرض حمایت اسلام کی گئی ہی
اوسکا انجام بخیر ہے اس تحریر کو پورا کر دینا ہی مناسب ہی حضرت مخدوم دامت ظلال
برکاتہم کے اس ارشاد سی جب معلوم ہوا کہ تحریر بطور عزیمت ہی نہ بطور رخصت اور تحریر
جوابی کوئی چارہ نہین اوسوقت سی کمر ہمت چست باندہ کر بالتزام خارج از اوقات مدرسہ
لکھنا شروع کیا۔ ہرچند کہ اس ہیچمدان ضعیف و ناتوان کی قدرت و استطاعت سی اس تحریر کا
لکھا جانا باوجود تہیای مشاغل کثیرہ کی دشوار بلکہ خارج تھا۔ لیکن محض حق تعالی شانہ کے
فضل و کرم نے دستگیری فرمائے۔ جو کچھہ امداد و اعانت خداوند تعالی شانہ کیطرف سی اس جواب
کی لکھنی مین اس عاجز و ناتوان کے شامل حال ہوئی۔ اوسکے بیان سی قلم و زبان قاصر و کوتاہ
ہین۔ کتب شیعہ کا دستیاب ہونا اس عاجز کی استطاعت سی خارج تھا۔ مگر محض بفضل خداوند
تعالے کتب بقدر ضرورت میسر و فراہم ہوگئین۔ روایات محتاج الیہا جنکا کتب مبسوطہ مین سی
برآمد ہونا غایت تفحص اور نہایت تلاش و تجسس پر منحصر تھا اور بلا کلفت تلاش و مشقت تتبع نکلین
یہہ محض اوسی ہی امداد سے ہے مضامین متعلقہ اوسی طرف سی ذہن مین وارد ہوئے۔ یہہ ہی وجہہ ہی کہ
اس تحریر مین کسی شخص سی استعانت کی ضرورت واقع نہین ہوئی۔ اور وقت التزام سے تقریبا
سات ماہ مین بفضلہ تعالے اختتام کو پہونچ گئی اللهم لا احصی ثناء علیک انت
کما اثنیت علی نفسک[1] اور یہہ سب حضرت مخدوم دامت برکاتہم کی برکات دعوات اور توجہات کا طفیل
ہی ورنہ ع کہا مین اور کہان یہہ نکہت گل۔ نسیم صبح تیری مہربانی۔ حق جل و علا شانہ حضرت
مخدوم کے علم مین اور عمل مین دین مین اور دنیا مین برکت عطا فرماوی۔ اور مراتب قرب پر مستقیم
رکھی اور عالم کو اونکی انوار فیضان سی منور رکھی اور اس عاجز کو اور تمام دوستونکو اونکی جماعت مین محشور
فرماوی۔ اللہم آمین۔ ویرحم اللہ عبدا قال آمینا۔ ولما یسر اللہ تعالے علی اتمامہ
وفرغت عن اختتامہ جعلتہ بضاعة مزجاة وہدیہ محقرة اہداہ لحضرت مولائی ومرشدی ذی

[1] الہی مین تیری ثنا کا احصا نہین کرسکتا ہون کیونکہ تو ویسا ہی ہے جیسا کہ تونے اپنی تعریف آپ کی ہے۔

یومی وعندی اسبغ اللہ علیہ لطفہ الخفی والجلی وتوسلت بہ الی خدمتہ لیکون وسیلۃ لنجاتی وکفیلۃ لرفع درجاتی۔ فالمرجو من لطفہ الکریمۃ ان یاخذ ید ہذا المذنب الجانی یوم تنزل فیہ اقدامہم ولاغیاثی یوم الفزع الاکبر یوم تزیغ فیہ القلوب وتذوب الاجسام ولما کان تالیف علی وفق امرہ در صحیفہ علی حسب ارشادہ ہمیشہ موسوم گشتہ بہدایات الرشید الی افحام العنید۔ ناظرین اہل انصاف وتمکین کی خدمت مین التماس ہے کہ ہنگام ملاحظہ تحریر ہذا بطور مقدمہ چند امور ملحوظ خاطر رکھین —

التماس از ناظرین بطور مقدمہ

اول ناظرین رسالہ اس رسالہ مین اگر کوہی کلمہ ناشائستہ ونامناسب بنسبت جناب خداوند علام یا بنسبت شان انبیا ورسل علیہم الصلوٰۃ والسلام یا بنسبت حضرات ائمہ ودیگر اہل بیت کرام یا صحابہ عظام وغیرہ بزرگان کے ملاحظہ فرماوین۔ تو اوسکو اس عاجز کے عقیدہ پر محمول نفرماوین۔ اور یہ نسمجہین کہ بندہ نے یہہ کلمہ اپنی اعتقاد سے لکہا ہے حاشا وکلا ہرگز ہرگز یہہ عقیدہ نہین کہ اونمین سے کسیکی شان مین خلاف تعظیم وادب کوئی کلمہ جائز ومباح سمجہا جاوے بلکہ قطعی کفر اور حرام اعتقاد کرتا ہون۔ فرق اسلامیہ مین سے کوئی فرقہ ایسا نہین کہ جسکو جناب خداوندی وانبیا ورسل کے وجوب تعظیم مین کلام ہو۔ سوائی بعض فرق شیعہ کے یا بعض مرویات امامیہ اثنا عشریہ کے بقیہ صحابہ اور اہلبیت کے تعظیم وتوقیر مین شیعہ وخوارج خذلہم اللہ کو غایت درجہ شغف ہے کہ شیعہ صحابہ کرام کی اہانت کو واجب اور تفسیق وتکفیر کو فرض اعتقاد کرتے ہین اور خوارج خذلہم اللہ اہلبیت کرام کے تذلیل کو واجب اور تضلیل کو فرض اعتقاد کرتی ہین لیکن ہم معشر اہل سنۃ والجماعۃ عموما اپنی اعتقاد مین جو ہی نبی ہے کہ اہل بیت نبوت کی محبت اور تعظیم کو ایسا ہی واجب اور جزو اسلام اعتقاد کرتے ہین جیسا کہ صحابہ کی محبت اور تعظیم کو واجب اعتقاد کرتے ہین۔ اور انکی جناب مین گستاخی کو ایسا ہی حرام اور ناجائز سمجہتے ہین۔ جیسا کہ صحابہ کرام کی جناب مین گستاخی کو۔ غرض شیعہ وخوارج کو اس باب مین اپنی اعتقاد کی میزان کے دونو پلہ مین برابر وزن کرتے ہین۔ لیکن چونکہ اس رسالہ مین شیعہ کو انکی روایات سے الزام دینا مقصود ہے۔ اسلئی موافق مثل مشہور نقل کفر کفر نباشد اس قسم کا

جو کلمہ تسلیم سے لکھا گیا ہے وہ مذہب شیعہ کی مطابق ہے کہ وہی مضمون اونکی روایات سے بدلالت مطابقی یا التزامی ثابت ہوتا ہے مثلاً حضرت ابوالانبیا آدم علے نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نعوذ باللہ کفر مین ابلیس لعین کے برابر بلکہ دو چند اور سہ چند ہونا۔ حضرات شیعہ کی روایات سے لکھا گیا ہے علاوہ اسکی اور انبیاء کی نسبت خدائی تعالیٰ کی نافرمانی کرنا۔ ائمہ کا قرآن مجید کی توہین و تذلیل کرنا اور اوسمین وقوع تحریف و تبدیل ائمہ کا فرمانا جناب فاطمہ رضی اللہ عنہا کا جناب امیر رضی اللہ عنہ کو دشنام دہی اور سب و شتم کرنا۔ اور اونکا فساق و فجار کے مجمع مین تشریف لیجانا۔ جناب امام حسین رضی اللہ عنہ کا عام مسلمانون کے حقوق مین ناجائز تصرف و خیانت کرنا۔ جناب ام کلثوم رضی اللہ عنہا صاحبزادی جناب امیر و فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہما کی دشمنونکی دامن پاک کو فحش کی نجاست سے ملوث کرنا وغیرہا اس قسم کی سب کفریات اور خرافات حضرات شیعہ کی مذہبی روایات سے باوجود کراہت و استنکار طبع بطور الزام لکھی گئی ہین۔ ناظرین رسالہ اس جنس کے کفریات اس رسالہ مین دیکھکر حیرین بجبین ہون۔ او بندہ کو معاف و معذور فرمائین مین بہزار زبان او صمیم فواد و جنان سے ان کفریات سے تبری و تحاشی کرتا ہون۔

دوم۔ میر زند حسین صاحب نے اپنی پہلی تحریر مین تحریر فرمایا تھا کہ ہماری مقابلہ مین جو عبائر تحریر فرماوین بچشم خود دیدہ لکھین۔ تحفہ وغیرہ کی بہروسے پر نہ رہین۔ جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ حضرت میر صاحب نے تو ضرور ہی اسکا التزام فرما رکھا ہے کہ جو عبارت کتب خصم سے نقل کرتے ہین وہ چشم دید ہوتی ہے۔ چنانچہ بندہ نے حکم کی تعمیل کی اور اوسکے جواب مین جو روایت لکھی وہ چشم دید لکھی۔ اور نیز دائرہ نقل روایات کو وسیع کر دیا اور عرض کیا کہ جب روایات صحیح الماخذ اور غیر صحیح الماخذ ہر ایک فریق نے دوسری فریق سے نقل کی ہین تو اس صورت مین اسقدر کافی ہے کہ جس کتاب سے اوس روایت کو نقل کیا جاوی اوسکا حوالہ دیا جاوی اصل ماخوذ منہ سے نقل کرنا کچھہ ضرور نہین۔ ہان اگر خصم کسی روایت کی نسبت صحت نقل کا انکار کری اور لکھی کہ

یہہ روایت کذب و دروغ ناقل ہے۔ تو اوسوقت اوس روایت کی صحت نقل کا ثابت کرنا کتب معتبرہ مذہب خصم سے لازم ہوگا۔ باوجود اوس دعوی کے جو میر صاحب نے فرمایا اور باوجود اوس توسع کے جو بندہ نے عرض کی میر صاحب نے نقل روایات مین قطع نظر التزام حوالہ کتب خصوصاً معتبرات کے صحت نقل کو بہی ملحوظ خاطر نہین رکہا۔ بلکہ بمقتضاء تدین دعائی روایت کے الفاظ مین حسب مطلب مسخ و تحریف فرمائی۔ مقدمہ نکاح حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا مین ایک روایت فتح الباری سے لکھی ہے جسکی خاتمہ کی الفاظ یہہ ہین لم یکن یقبل مثلہ ذلك العذر حتی الجاه ختم روایت پر کوئی حوالہ نہین دیا جس سے خیال کیا جاسکتا ہے کہ شاید آپنے فتح الباری سے ہی بلا واسطہ نقل کی ہوگی۔ حالانکہ فتح الباری مین اس روایت کا کہین نام و نشان نہین ملا۔ اگر آپنے فتح الباری سے نقل کی ہی تو فرمائین کہ فتح الباری مین یہہ روایت کس باب مین کس صفحہ پر مذکور ہے۔ اور نیز تفسیر معالم التنزیل سے لکھا ہے کہ انبیا مین سے ایک نبی نے بت خانہ مین جانا اور کفار کی عبادت مین شریک ہونا دین حق کی ترویج کی لئے اختیار فرمایا یہہ بہی محض دروغ ہے۔ تفسیر معالم التنزیل سے بحوالہ نزہہ ایک روایت نقل کے جس سے آپکو اہل حق کے مذہب پر کلام مجید مین تحریف کا واقع ہونا ثابت کرنا منظور ہے اوسکی آخر کا یہہ جملہ لکھا ہے۔ وقال عثمان رضی اللہ عنہ فی المصحف لحنا وستقیمہ العرب بالسنتہا اور ترجمہ اسکا اسطرح کیا ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قران مین لحن اور ستقیمہ العرب ہے یہہ لفظ یعنے ستقیمہ العرب بالسنتہا محض حضرت میر صاحب یا اونکی بزرگ کشمیری صاحب صاحب نزہہ کا مسخ اور تحریف کیا ہوا ہے حاشا کہ کسی روایت مین یہہ لفظ ہو بلکہ فی الاصل یہہ لفظ اسطرح مروی ہے وستقیمہ العرب بالسنتہا۔ ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔ لیکن ہمنے جسقدر اس رسالہ مین روایات لکھی ہین حسب قرارداد اکثر اہل تشیع کی کتب معتبرہ سے تلاش کرکے چشم دید لکھی ہین

؎ اوسکا یہہ عذر قبول نہین کیا یہانتک کہ اوسکو مجبور کردیا۔ ۱۲

اور جس جگہہ کوئی روایت بالواسطہ نقل کی ہی وہان حوالہ بہی دیدیا ہی جس مضمون
مین متعدد روایات نقل کی ہین ۔ اوسجگہ اگر کچہہ روایات بالواسطہ نقل کی ہین ۔ تو دو
ایک وہین چشم دید بہی لکھی ہین ۔ پہر باوجود اسکے اگر کسی جگہہ خلاف معاہدہ ناظرین کوئی
ایسا امر ملاحظہ فرماوین جو سہوا واقع ہوا ہو تو بندہ کو معذور سمجہین کہ جناب میر صاحب
پہلی اس معاہدہ کو توڑ چکے ہین ۔ والبادی اظلم ۔
سوم ۔ حضرت میر صاحب نے اپنی تحریر کی مواقع مختلفہ مین اپنی اخلاق و تہذیب و
شائستگی پر افتخار و ناز فرمایا ہے باانہمہ ادعای تہذیب حضرت نے اسی تحریر مین
بمقتضای اپنے ادعای اخلاق و تہذیب کے تعریضات و مطاعن سے کہین دریغ نہین
فرمایا بلکہ کوئی دقیقہ بدتہذیبی کا اوٹہا نہین رکہا کیونکہ فحش اور گالیون تک نہین چوکے
باوجود اسکی بندہ نے ایسی کلمات کے جواب ترکی بہ ترکی سے دانستہ اغماض و اعراض
اختیار کیا ہی اور التزام کیا ہی کہ انشاء اللہ تعالے کوئی کلمہ خلاف تہذیب بطریق طعن
و تشنیع کے دانستہ نہین لکھیگا ۔ اور اگر اتفاقاً کوئی کلمہ نادانستہ سبقت قلم سے نکل گیا
جسکی نسبت بندہ نے یہہ خیال نکیا ہو کہ گران بار خاطر سامی ہوگا تو بندہ اوسکی نسبت
نہایت عاجزی کے ساتہہ معافی کا خواہان ہی ۔ کہ میرا مقصود کسیکا دل دکہانا نہین ہی
بلکہ خود میر صاحب نے آخر تحریر مین گویا میری طرف سے فرمادیا ہی کہ مباحثہ مذہبی مین احقاق حق و
ابطال باطل کے لئے ایسی الفاظ بولے اور لکہی جاتی ہین ۔ جو ناگوار طبع مخاطب ہون
پہر اگر سہواً ایسا کوئی کلمہ نادانستہ میری زبان و قلم سے نکل گیا ہو تو وہ بہی واجب العفو ہی ۔
چہارم ۔ تحریر جواب الجواب کی بارہ مین حضرت میر صاحب کی یہہ فرمایش تہی کہ جواب الجواب
بحذف و سقاط عبارات اصل جواب قولہ قولہ کے طور سے ملتقطانہ لکہا جاوے بلکہ
پوری پوری عبارتین جواب کے لیکر تردید کیجاوے چنانچہ حسب فرمایش میر صاحب بندہ نے
پوری پوری عبارتین اور جملے لیکر تردید کی ہے کہین کوئی عبارت نہین چہوڑی

جسکا جواب نہ لکھا ہو۔ اور جواب الجواب مین جسکو لیکر تردید نہ کی ہو مگر جو عبارت میر صاحب نے
شروع تحریر مین بطور تمہید کے لکھی ہی اوسکی تمام عبارت نقل کر کے تردید کرنا تطویل لاطائل
اور فضول و لاحاصل سمجھا اسلئی اوسمین سے تہوڑی تہوڑی عبارت نقل کر کے تردید کی ہی
اور بعض ترجمہ روایات ہی جو میر صاحب نے تحریر مین درج کیا تہا۔ مین نے بخوف اطناب جواب الجواب
مین اوسکو اخذ نہین کیا صرف اصل عبارت کی نقل پر اکتفا کیا ہے۔
پنجم۔ چونکہ بعض مضامین میر صاحب کی تحریر مین مکرر سہ کرر واقع ہوئی ہین اور اونکی جواب
مین جب ہر جگہ کی عبارت نقل کی ہی تو جہہ بجہہ لکھا ہی اگرچہ ہر موقع مین حتی الوسع طرز
جدید اور جدا مضامین کو ملحوظ خاطر رکہا ہی مگر تاہم بعض مضامین مکرر واقع ہوئی ہونگے
پس ناظرین دقیقہ شناس دلتنگ نہون اور مجکو معاف فرمائین۔
ششم۔ میر صاحب نے بندہ کی عبارت کو اپنی جواب مین مختلف عنوان سے لیکر جواب تحریر
فرمایا ہی کہین کہین بندہ کی عبارت کو بعنوان لفظ قال تعبیر کیا ہی اور اکثر جگہ لفظ قولہ
کی ساتہہ عبارت کو اخذ کیا ہی یہہ ہی وجہ ہی کہ جس جگہ بندہ کی تحریر مین ہی لفظ قولہ
لکہا ہوا تہا اوسجگہ میر صاحب نے اپنی تحریر مین قولہ قولہ مکرر لکھا ہی جو ذوق سلیم کی نزدیک
مستکرہ و مستقبح ہی۔ اسلئی بندہ نے باندیشہ خلط و التباس عبارت نقل عبارات
مین یہہ قاعدہ مقرر کیا ہی کہ جس جگہ میر صاحب نے بندہ کی کلام کو لفظ قال یا قولہ سے
شروع کیا ہی بندہ نے اوسکے نقل مین اوسکی عنوان پر لفظ قال الفاضل المجیب
بخط نستعلیق بقلم جلی لکھا ہی اور اوسکے بعد اپنے عبارت سابقہ اور میر صاحب کی جواب کا
جسقدر بقدر ضرورت نقل کر کے اوسکی تردید کو بلفظ یقول العبد الفقیر الی مولاہ
سے شروع کیا ہی جو بخط نستعلیق جلی ہی اور اس درمیان مین جو لفظ قال یا قولہ یا اقول
میر صاحب کی تحریر کا ہی اوسکو بخط نستعلیق باریک لکھا ہی پہر اس جواب کے جسقدر جملے
باقیماندہ ہین اونکو لفظ قولہ خط نسخ جلی سے اور اونکی تردید لفظ اقول نسخ جلی سے

شروع کی گئی ہی یہانتک کہ میر صاحب کا دوسرا قول شروع ہوا اور میر صاحب کی تمہید
کی تردید مین چونکہ اندیشہ خلط والتباس نہ تہا اور تحریر بہی بنظر اختصار چند اقوال المتقطہ
پر کی گئی تہی اسلئی نقل عبارت میر صاحب معنون بلفظ قولہ نسخ جلی کی گئی اور اوسکی
تردید بہ طرح بلفظ اقول شروع کی گئی ناظرین بنگام ملاحظہ ملحوظ خاطر رکہین۔
ہفتم ۔ میر صاحب نے اپنی تحریر کو دو تین ورق جواب تحریر مولوی پیر محمد خانصاحب سلمہ
اور جواب تحریر کسی دوسرے شخص کے ساتہہ جسکو شاید وہ اس عاجز کی تحریر سمجہی ہونگی
ذیل و مذیب فرمایا شاید اس سے یہہ غرض ہو کہ اسکا جواب بہی بندہ ہی لکہی لیکن چونکہ
اونکے اکثر مضامین کی تردید اس رسالہ مین گذر چکی تہی اور تحریر بہی طویل ہو گئی تہی
اسلئی بندہ نے بنظر اختصار اوسکے بعض اقوال پر گفتگو کی اور باقی کو ماسبق پر حوالہ کر دیا۔
وہا انا اشرع فی المرام مستعینا بالملک العلام وہو حسبی ونعم الوکیل ولا حول ولا قوۃ الا باللہ
العلی العظیم ٥

تردید تمہید

قولہ جواب سے پہلے مباحثہ کا اصلی حال لکہا جاتا ہے۔ الخ اقول یہہ قصہ تو
خدا جانے کہان تک صحیح ہی۔ لیکن علماء اور دعات شیعہ کا عام قاعدہ ہی کہ جہانتک
دسترس اور موقع پاتے ہین۔ ضعفاء اہلسنت سے اختلاط کر کے مذہبی چہیڑ چہاڑ کرتے
ہین۔ اور چکنی چپڑی باتین بنا کر اپنے مذہب کیطرف رغبت دلاتے ہین اور دعوت
کرتے ہین۔ قطع نظر اس سے کہ یہہ وتیرہ حضرات شیعہ کا اونکی مذہبی روایات
منقولہ بحار الانوار وغیرہ کے روسے جائز ہے یا ناجائز انشاء اللہ تعالی کسی جگہ
خلف نہین کریگا۔ چنانچہ اسی قضیہ کلیہ کے مطابق ہماری میر صاحب نے بہی مکرمی حاجی
عنایت احمد صاحب قدوسی گنگوہی کے ساتہہ یہہ ہی چال چلی۔ لیکن چونکہ میر
جی صاحب موصوف کو مذہبی تحقیقات مین حضرت مخدوم العالم مولانا و مرشدنا نانوتوی

شید احمد صاحب گنگوہی دام برکاتہم اور اونکے تلامذہ وخدام کی ایک مضبوط پشت پناہ
حاصل تھی پہلی پیرجی صاحب نے میر صاحب سے مقابلہ کیا اور اونکو جواب دیئے اور اونکے
چالونکو اور پیچونکو کاٹا پس میر صاحب کا یہہ فرمانا کہ پیرجی صاحب خود اس امر کی بادی ہوے
ظاہر غلط اور کذب معلوم ہوتا ہے کیونکہ پہلے اس سے لکھا ہے کہ اونکو مباحثہ مذہبی کا
شوق ہوا جس سے ظاہر ہے کہ پیرجی صاحب کو پہلے سے شوق مباحثہ نہ تھا اور اب
میر صاحب کے فیض صحبت سے پیدا ہوا ہے پھر معلوم نہین یہہ شوق کیونکر پیدا ہوا اور
کس امر سے ناشی ہوا ظاہر بجز اسکے کہ میر صاحب کی چھیڑ چھاڑ سے پیرجی صاحب کو
یہہ شوق مناظرہ پیدا ہوا اور کوئی قریب احتمال نہین ہے کیونکہ اول عموماً اہلسنت کو
مناظرہ کیطرف توجہ نہین ہوتی ہے علی الخصوص پیرجی صاحب تو علوم مروجہ عقلیہ
ونقلیہ سے بہی کچھہ ایسی واقف نہین ہین جو اونکو خودبخود بیٹھے بٹھائے شوق مناظرہ
پیدا ہوا اور خود اس امر کی بادی ہون - جب آپ باوجود مخالفت مذہب کے اونکا اتحاد قلبی
اپنے ساتھہ خیال کرتے ہین تو ممکن نہین کہ آپنے حسب عادت دنیوی بہی چھیڑ چھاڑ نہ کی ہو
اور اونکو اپنے مذہب کیطرف دعوت نہ فرمائی ہو پہر اس بنیاد پر اگر پیرجی صاحب نے آیت
استخلاف لکھکر آپ سے جواب چاہا ہو تو وہ بادی مناظرہ نہین ہو سکتے اور انپر لفظ بادی
کا اطلاق غلط اور خلاف واقع ہے - باقی رہا یہہ جو آپ فرماتے ہین کہ آخر مین جو میری
تحریر گئی تو تمام علمائے لدھیانہ نے اوسکے جواب سے پہلوتہی کی - اور عقب گذاری کے لئے
حیلے و بہانے پیدا کئے ہرچند آپنے اونکی حیلے قطع کئے - لیکن بزعم آپکے کسی مین
جرات نہوئی کہ آپکا جواب لکھتا یا آپکی مناظرہ کا قصد کرتا - یہہ محض آپکی لن ترانیان مین
جو آپکی مجامع قلب و دماغ مین سمائی ہوئی ہین - ورنہ فی الحقیقت ہر شخص آپکی تحریر
کو دیکھکر معلوم کرسکتا ہے کہ آپکی زبانی دعوونکو نفس الامر اور واقع کی مطابقت سے کچھہ
آشنائی نہین اور یہہ دعاوی بالکل خلاف واقع ہین چنانچہ اس تحریر کے دیکھنے سے

جسکے رد و قدح کے بندہ درپے ہے اور میر صاحب کا مایہ ناز و افتخار ہی میری اس گذارش
کی بخوبی تصویب و تصدیق ہو سکتی ہے مگر ہان یہہ مسلم کہ علماء لدہیانہ نے اغماض اعراض
جواب سے فرمایا ہوگا اور جواب نہ دیا ہوگا لیکن وجہ انکے اعراض کا محمل یہہ نہین ہے کہ جو میر صاحب
نے گمان فرمایا بلکہ انہون نے اسوجہ سے جواب ندیا ہوگا کہ اپکو قابل خطاب اور اپکی تحریر کو قابل جواب
نہ سمجھا ہوگا۔ ورنہ خود ہی اول آپ فرماتے ہین کہ علماء فریقین نے کوئی دقیقہ تحقیقات
مسائل مین باقی نہین رکہا اور آپ ہی کا مقولہ ہے کہ باب تاویل ایسا واسع ہے جو
ہر جگہہ جاری ہوسکتا ہی۔ پہر کیا کوئی عاقل باور کرسکتا ہی کہ علماء لدہیانہ کوئی
مضمون جواب اپنی علماء سے ہی نقل نہین کر سکتے تھے یا کوئی تاویل ہی پیدا
نہین کرسکتے تھے حاشا و کلا پہر بعد اس ادعا کی یہہ کسر نفسی اور تواضع فرمانا
کہ پیرجی صاحب کی طرف سے درباب تحریر سوال اصرار اور اپکی طرف سے مدافعت اور عذر و
انکار ہوا طرفہ تماشا ہے۔ اول تو پیرجی صاحب کو جب بجواب آخری تحریر سامی علماء
لدہیانہ کی سکوت سے غیرت و شرم آئی تہی تو جدید سوال کے مطالبہ کی کیا ضرورت تہی
اور مدافعت کی اپکی جانب سے کیا حاجت وہی آخری تحریر سامی جسکے جواب سے بزعم جناب
علماء لدہیانہ عاجز ہوچکی تھے دوسری علماء کے پاس بہیجنے کے لئے اور انسے جواب لینے کے
واسطے کافی تہے اور آپکو بہی گنجایش تہی کہ فرماتے جس تحریر سے علماء لدہیانہ ساکت
ہوچکی ہین اوسیکا جواب دوسری علماء سے لینا چاہیے مگر یہہ کہ شاید آپکو خیال ہوگا کہ
دوسری علماء ہی ایسی عذر و حیلہ مثل علماء لدہیانہ نکرین۔ اور بدین وجہ جواب دہی سے ہی
عقب گذاری نکرین کہ اس مباحثہ کی ابتدا ہی صحیح نہین سلئے آپ تحریر سوال پر آمادہ
ہوئی لیکن یہہ تو اپکا عین مدعا تہا۔ اور ظاہر ہی کہ پہلی تحریر مین بہی مسئلہ امامت ہی
مین تہین اور یہہ سوال جدید بہی امامت ہی مین لکہا گیا ہے علاوہ ازین میر صاحب
کی نزدیک علماء اہل سنت عموماً شیعہ کی کتابین دیکہنی اور انسے ملنا مسائل متنازعہ فیہا

مین خصوص مشاجرات صحابہ مین گفتگو کرنے گناہ اور مذہب کے مخل جانتی ہین اور علماء لدھیانہ
تو انکی زور تحریر کے سامنے ساکت ہو ہی چکی پھر عذر قلت استعداد و ہیچمدانی و عدیم
الفرصتی و ضعف دماغ وغیرہ ہا سکے کیا معنی یہہ حالت تو اسکو مقتضی ہے کہ انکی
وہی لن ترانیان بیجا ہون جنہون نے آپکے تخیلات کی یہہ نوبت پہونچائی تعجب ہے
کہ علماء لدھیانہ کے مقابلہ مین تو یہہ زور شور کہ انکو تو مباحثہ کی دعوت فرمائین
اور عام اجازت دین کہ جا ہو از سر نو گفتگو شروع کر دیا طرز مباحثہ حسب مرضی خود بدل
دو اور سوقت نہ قلت استعداد و ہیچمدانی کچھہ مانع ہو اور نہ عدیم الفرصتی اور دوام مرض
روکی - اور جب پیر جی صاحب سوال لکھوائین تو یہہ سب عذر موجود ہو جائین پس ان
حالات اور قرائن مین غور کرنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ یہہ اظہار حال مباحثہ
واقع سے کسقدر بمراحل بعید ہی **قولہ** غرض یہہ نہی کہ کوئی صاحب اسکا جواب
انصاف سے تحریر فرماوین اور محض تحقیق حق منظور ہو **اقول** جناب پیر صاحب اگر
آپکو اس تحریر سے واقعی تحقیق حق منظور ہو تو سبحان اللہ کیا کہنا - لیکن تحقیق
حق کی تو یہہ صورت ہو سکتی ہے کہ اول آپ اپنی معتقدات سے خالی الذہن
اور تعصب و عناد سے فارغ البال ہو کر مسائل مختلف فیہا کے دلائل متعارضہ
مین حقانیت و انصاف کی نظر سے غور فرمائین اور آپکا خصم بھی یہہ ہی طریقہ
ملحوظ رکھی - اور یہہ ہی تحقیق حق کے کوئی صورت ہو سکتی ہے کہ آپنے فرمادیا
کہ ہماری معتقدات صحیح اور دلائل عقلیہ و نقلیہ سے ثابت ہین ہمنی انکی صحت و ثبوت
مین حق الیقین کا مرتبہ حاصل کر لیا ہے خواہ وہ آپکے معتقدات عند الخصم
صحیح ہون یا غلط اور واقع کے مطابق ہون یا غیر مطابق - لیکن خصم اپنے
معتقدات کو جو بزعم سامی غلط اور مخالف دلائل عقلیہ و نقلیہ کے مین تحقیق
کرے اور محض تحقیق کی منظور ہو - اور ظاہر ہے کہ اسکے جواب مین آپکا خصم انکو ہی

یہہ ہی کہیگا اور صریح آپکا جدل مکابرہ ہی نہ تحقیق حق کیونکہ جب ہر فریق اپنے اپنے
معتقدات کو حق اعتقاد کیے بیٹھا ہے اور دوسری فریق کے معتقدات کو باطل تو ہرگز
اپنے معتقدات کی قبایح اور دوسرے فریق کے معتقدات کی محاسن ذہن مین نہین
آینگی اور ہر فریق اپنے معتقدات کی جنکو وہ حق اعتقاد کیے بیٹھا ہے نصرت اور جانبداری
کریگا۔ اور کبھی تحقیق حق نہوگی بہرکیف لفظ تحقیق حق مین اگر لفظ حق سے مراد حق
واقعی اور نفس الامری ہی تو چشم ما روشن ہم ہر طرح تحریر سے تقریر سے حاضر ہین
ہمکو کسیطرح دریغ نہین اور اگر حق فرعومی مراد ہے تو وہ سراسر بیفایدہ کیونکہ خصم کے
نزدیک وہ محض ناحق اور باطل ہے۔ اگر آپکو تحقیق حق مدنظر تہی تو اول آپنے
اپنی معتقدات کی نسبت حق الیقین کا خلاف واقع دعوی نفرمایا ہوتا اور جب آپ
ابتک نسبت اسکی مدعی ہین کہ آپکو اونکی ثبوت مین حق الیقین کا مرتبہ حاصل ہوگیا ہی
تو بتائو تحقیق حق و انصاف تو خود بدولت ہی نے منہدم فرما دیا اب اپنی خصم سے
انصاف و تحقیق حق کا طالب ہونا عبث اور خیال محال ہی۔ اگرچہ اہل خرد کی نزدیک
ایکے اس جلیل القدر دعوے کی تکذیب تردید آپکی اسی تحریر سے آشکارا طور پر ہوتی ہی
با اینہمہ ہم اب بہی تحقیق حق کے لئی بسر و چشم حاضر ہین اور ملتمس ہین کہ اگرچہ آپنے
ہماری پہلی تحریر کو بنظر انصاف ملاحظہ نہین فرمایا اچہا اب معروض کو ہی بنظر انصاف
و تحقیق ملاحظہ فرماوین۔ قولہ دو ماہ کے بعد میرے شفیق نے مجکو جواب لا کر دیا
کسی گم نام شخص نے لکہا ہی جواب تو کیا ہی حضرت مجیب نے اپنی جودت طبع دکہانے کو
میری سوال کو مجہہ ہی پر منقلب کیا ہی گو بظاہر یہہ علم مناظرہ کی ہتہکنڈی ہین مگر
اصل مین یہہ بہی ایک قسم کا گریز ہے اور واقعہ مین اسکا جواب ہی کیا تہا حضرت نے
غور کیا کہ اصل سوال کا جواب تو کچہہ ہو نہین سکتا اور بدون لکہی کچہہ چارہ نہین
اسلئی یہہ طرز اختیار فرمایی۔ اقول جناب کا سوال اواخر شعبان ۱۳۰۲ھ مین میرے

پاس میری عزیزون نے ارسال فرمایا تہا رمضان شریف مین بسبب شدت گرما وکسل ماندگی
صیام و مدارست قران شریف کی تحریر جواب سے مقصر رہا جسکے بنسبت معافی چاہتا ہون بعد ختم
ماہ صیام بندہ نے حکم کی تعمیل کی - اور شروع شوال مین جواب لکھکر لدہیانہ اونکی خدمت مین
روانہ کردیا - گمنامی کی شکایت فضول ہے آپکو اپنی جواب سے مطلب ہے مجیب کی
گمنامی اور نام آوری سے کیا مطلب - کیا آپنے یہہ نہ سنا ہوگا انظر الی ما قال علاوہ ازین
آپکی مجیب تو آپکی شفیق پیرجی صاحب تہے خواہ وہ آپکو اپنا جواب طبع زاد دیوین یا کسی سے
پوچھکر جواب دیوین اور ظاہر ہے کہ پیرجی صاحب علما و اہل سنت مین سے جس سے دریافت
کرکے یا لکھوا کر جواب دینگی وہ اوسکو جانتی ہونگے اور اس امر کی کچھہ ضرورت نہین
کہ آپ بہی واقف ہون ہان اگر آپ ایسی علامۃ الدہر ہوتے کہ آپکی نظیر دشوار ہوتے
اور اوسوقت آپ فرماتے کہ ہم اوسوقت جواب قبول کرینگے جبکہ فلان عالم اہل سنت
مین سے ہماری مقابل ہو اور ہماری سوال کا جواب لکہی - تو کچہہ چندان مضائقہ نہ تہا
لیکن جبکہ آپ خود اپنی اعتراف سے محض فارسی خوان ہین اور مناظرہ ہی کی چند کتابین
آپکا مبلغ علم ہے تو ایسی حالت مین آپکا گمنام کے جواب سے کراہت و استنکاف
فرمانا اور نام آور کے جواب کا طالب ہونا بروی عقل سراسر نازیبا ہے اور یہہ بندہ عاجز
بیشک گمنام ہے اگر جواب مین اپنا نام لکھہ بہی دیتا تو بہی اپنی گمنامی کے وجہ سے
وہ تحریر گمنام ہی کے تحریر ہوتی اور نام لکہنا اور نہ لکہنا برابر ہوتا - باقی رہا بندہ کی
تحریر کی نسبت جو کچہہ تحریر فرمایا اوسکی جواب مین مختصر کیفیت آپکی سوال کے اور
اپنے جواب کے اہل انصاف کے سامنی پیش کیے دیتا ہون اور انصاف کا طالب
ہوتا ہون - سوال سامی بحیثیت مقصود دو امر کو متضمن تہا - اول جناب نے بڑے
جوش و خروش سے دعوی حقیت اپنی اصول ثلثہ کا فرمایا تہا اور لکہا تہا کہ یہہ
اصول عقلاً و نقلاً ثابت ہین اور کوئی دلیل عقلی یا نقلی مثبت حقیت اصول مذکورہ

آپ نے بیان نہین فرمائی تہی پہر باوجود اسکے یہہ بہی تحریر فرمایا تہا کہ اگر کوئی صاحب
ہماری شرایط کو رد کرین تو محض لا نسلم کہکر ٹال دین اور یہہ حضرت کے مناظرہ
دانی تہے کہ دعوی بلا دلیل لکہین اور خصم سے اوسکی تردید مین دلائل کے طالب
ہون جب آپ مدعی حقیت اصول ثلثہ تہے تو آپ پر واجب تہا کہ اول اونکو دلائل
عقلیہ نقلیہ سے ثابت فرماتے اور بعد اوسکے خصم کو مقتضی کہ محض لا نسلم کہکر
نہ ٹال دین پہر اونکی جواب مین آپکا خصم آپکے دلائل پر حسب قواعد مناظرہ نقض یا
معارضہ پیش کرتا بلکہ جب آپکا خصم مانع ہے تو وہ بعض مقدمات کی نسبت حسب
قاعدہ لا نسلم ہی کہہ سکتا تہا۔ پس آپکو اپنے رتبہ کی اور اپنی مجیب کے منصب کی خبر
نہین لیکن باین ہمہ آپ اپنی دعوے خود ہی بلا دلیل ذکر کیا اور خلاف منصب بے محل
واویلا شروع کردیا۔ یہہ حضرت کے انصاف اور مناظرہ دانی کا مقتضا تہا۔ اسلئی
ہمکو اسکی کچہہ شکایت نہین۔ امر دوم آپنے علماء اہل سنت سے درخواست کی ہی کہ
وہ اپنی اصول موضوعہ کو دلائل عقلیہ سے اور دلائل نقلیہ سے ثابت کرین علاوہ
اسکی اسکے ذیل مین آپنے کچہہ مطاعن خلفاء رضی اللہ عنہم و صحابہ کرام رضوان اللہ
علیہم اجمعین ذکر کیی اور باقیماندہ بجا رغیظ صاحب تحفہ و منتہی الکلام و ہدیہ و ہدایۃ کی
تغلیط مین ٹالا چونکہ آپ محض سائل ہی نہ تہے بلکہ اولا مدعی اور ثانیا سائل ہی تہی
تو حسب قاعدہ آپ پر واجب تہا کہ اپنی دعوی کو دلائل سے ثابت کرتے بعد اوسکے
اہل سنت سے اونکے اصول پر دلائل مثبتہ کی طالب ہونیکا آپکو منصب حاصل ہوتا
برخلاف اسکے آپنے اپنی دعوی کو اپنے زعم مین بدیہی الثبوت تصور فرما کر اور
مسلمات خصم سمجہکر بلا دلیل ذکر فرمایا اور خصم سے اوسکی اصول پر دلائل کے خواہان
ہوئی تو ظاہر ہے کہ آپکا خصم آپکی ایسی کب سنیگا اور آپ سے ضرور دلائل مثبتہ اصول
ثلثہ کی نسبت گلوگیر ہوگا یہہ تو تحریر سامی کی کیفیت تہی اب بندہ کی جواب کی

کیفیت اہل انصاف سنین کہ بندہ نے اول آپ سے آپکی اوس دعوی کا جو تتمہ دع تحریر
مین بلا دلیل فرمایا تہا اثبات چاہا اور ثبوت اصول ثلثہ کی دلائل طلب کیں اور اوسی
پر اکتفا نہین کیا بلکہ بعد اوسکی محض تبرعاً بپاس خاطر سامی آپکے روایات مسلمہ سے آپکی اصول
مذہب کو باطل کیا جو اہل سنت کی بزعم جناب اصول موضوعہ کی ثبوت کے لیئے
ایک بہت بڑی قوی دلیل تہی بعد اوسکے اصول اہل سنت کا ذکر کیا اور باتباع
سامی تفصیل دلائل سے اغماض کیا لیکن بطور تنبیہ و ایقاظ اونکی ثبوت کا حوالہ مجملاً
اقوال و افعال حضرت ائمہ کرام رضی اللہ عنہم پر کرکے تفصیل اقوال و افعال کو وقت
تفصیل دلائل مثبتہ اصول ثلثہ سامی پر منحصر رکہا کہ تفصیلی ذکر اقوال و افعال کا موقع اوسوقت
ہوگا جبکہ جناب اپنی اصول مسلمہ کو دلائل عقلیہ و نقلیہ سے ثابت فرمائینگی اور ظاہر ہی
کہ ایک دلیل مثبت اصول اہل حق حضرتکے اصولکے بطلان سے پیدا ہو ہی چکی تہی پہر
مختصراً آپکی مطاعن کا جواب دیکر الزاماً چند مفاسد مذہب سامی لکہی پہر صاحب تحفہ و
منتہی الکلام کی تغلیط کا ابطال لکہکر آپکو آپکی علماء اغلاط پر متنبہ کیا - اب ہم
کچہہ نہین عرض کرتے آپ ہی بزعم خود منصف ہین اب آپ جو چاہین فرمائین چاہی
اسکو اپنی دلمین واقعی جواب تصور فرمائین اور چاہی مناظرہ کے ہتکہنڈی
بتائین اور چاہی گریز فرمائین تو [illegible] مگر تعجب ہی کہ حضرت نے اپنا نام نامی کیون
نہ تحریر فرمایا - تقیہ تو شاید انکی نزدیک علامت نفاق ہو یہہ ہی شان پروردگار رد
حجت کردگار ہے کہ باوجودیکہ یہہ حضرات تقیہ کو حرام اور منافقون کا نشان فرماتے
ہین پہر ایسی خفیف امور مین تقیہ کرتے ہین - حضرت شاہ عبد العزیز صاحب
صاحب تحفہ جو اس فن مین اپنی اہل مذہب مین وحید عصر تہے اور متاخرین
جمہور اہلسنت اس مناظرہ مین انکی مقلد مین باینہمہ تحفہ مین اپنا نام لکہتی ہین
وہ بہی توریہ جواز قسم تقیہ ہی فرماتے ہین چنانچہ الہ التحفہ خاتمہ الطبع مین مولوی محمد حسن

صاحب صدیقی فرماتے ہین کتاب ازالۃ الخفاعن خلافۃ الخلفا تصنیف عالم ربانی جنید زمانے محمد اسمعیل بخاری ثانی حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی ہست و تحفہ بعض کسانرا از عبارت تحفہ اثنا عشریہ الخ اقول ہماری حضرت مجیب نے اس جگہہ تقیہ کا ذکر فرمایا اور ہمکو عدم تحریر نام کی نسبت الزام دیا کہ باوجودیکہ یہہ حضرات تقیہ کو حرام اور منافقونکا نشان کہتی ہین پہر خود ہی اوسکی مرتکب ہوتے ہین کہ اپنی تحریرون مین تقیہ کرتے ہین اور نام نہین لکہتی یا لکہتی ہین توریۃً لکہتی ہین جو از جنس تقیہ ہی حضرت مجیب کے اس تمام تفصیل و تطویل سے اہل علم و فہم سمجہہ گئی ہونگے کہ حضرت کو نہ حقیقت تقیہ سے واقفیت ہی نہ محل نزاع کی خبر ہے نہ اہل سنت کا مذہب معلوم ہے نہ اپنا مذہب جانتی ہین اسلیے ضرور ہوا کہ ہم مختصر اسجگہ تقیہ کا ذکر کرین اور حضرت مجیب کے کمال علمی و مناظرہ دانی اور انصاف کو آشکارا کرین اوّل تو یہہ ہی سراسر غلط ہی جو اہل سنت کی طرف نسبت کرتے ہین کہ وہ مطلقاً تقیہ کو حرام و منافقونکا نشان کہتے ہین اور یہہ اہلسنت پر محض افترا و بہتان ہی پہر عدم تحریر نام اور توریہ کو تقیہ محرمہ مین داخل کرنا دوسرا طرفہ ماجرا ہی میر صاحب مدعی ہین کہ اونکو عنفوان سن تمیز سے مناظرہ کا شوق رہا اور کتب مناظرہ کی مطالعہ مین انہماک رہا ہی تبلائین تو سہی کہین اونہون نے دیکہا ہی کہ اہلسنت نے مطلقاً تقیہ کو حرام اور منافقون کا نشان لکہا ہی یا کہین یہہ لکہا ہی کہ توریہ از قسم تقیہ ہی یا نام نہ لکہنا یا غیر مشہور نام لکہنا از جنس تقیہ ہی اور اسکا ثبوت اونکو کسی روایت معتبرہ اہلسنت سے ملا ہی - افسوس کہ میر صاحب اتنا ثبوت دے فرمائین اور اسکا ثبوت نہ دین - بڑا افسوس یہہ ہی کہ میر صاحب نے تحفہ اثنا عشریہ کو بہی کہولکر نہ دیکہہ لیا اوسمین کیسی تفصیل کے ساتہہ اس مسئلہ کو لکہا ہے - مین یقین کرتا ہون کہ اگر حضرت مجیب تحفہ کا ملاحظہ فرما لیتی تو یہہ تحریر اس طرح چشم انصاف بند کرکے تحریر نہ فرماتے - جناب میر صاحب - جس تقیہ کو علما و اہلسنت حرام اور منافقون کا

نشان فرماتے ہین وہ تقیہ وہ ہی کہ علماء شیعہ جسکی اپنی رسائل مین یہہ تعریف فرماتے ہین
وهي موافقة اهل الخلاف فيما يدينون به یعنی اہل خلاف کے موافق
انکو دینی امور مین حسب مثل مشہور ۔ گنگا گئی گنگا داس جمنا گئی جمنا داس ذرا سی
خیالی نفع کی امید پر کہ ذرا تعظیم و تکریم ہو گی یا تہوڑی سی وہمی ضرر کے اندیشہ سے اگر خوارج
و نواصب کے محافل مین جا پہنچے تو معاذ اللہ بلحاظ خوشنودی قوم سراپا لوم اہلبیت رضوان اللہ
علیہم کے جناب مین بے محابا گستاخیان کرنے لگے اور اگر مجالس اہل سنت مین شریک
ہوئی تو مزعومی اعداء اہلبیت کے فضائل و مناقب بیان فرمانے لگے اور تقیہ حرام
وہ ہی کہ جو شیعہ ائمہ کرام علیہم السلام (حاشاہم) کی جناب پاک کیطرف منسوب کرتے
ہین ۔ چنانچہ کہتے ہین کہ جناب امیر المومنین علے رضی اللہ تعالے عنہ باوجودیکہ
اونکو کچہہ خوف نہ تہا خلفاء رضوان اللہ علیہم سے بیعت کر کے تمام عمر اونکا ہی
کلمہ پڑہتے رہے بلکہ اونکی انتقال کے بعد ہی بیان فضائل و محامد کا ورد رہا ہمیشہ
باہم شیر و شکر رہے جمعہ جماعات و اعیاد اونہین کے پیچہے ادا کرتے رہے ۔ اکثر
مسائل خلفاء کی رعایت سی اونکی موافق خلاف حق لوگونکو بتلا کر گمراہ کرتے رہے
غصب خلافت و ارتداد امت پر اسی تقیہ کے بدولت چون و چرا نہ کی قرآن کی تحریف
پر صبر و سکوت فرمایا جسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ اصلے قرآن منزل من السماء صفحہ کائنات
سی گم ہو گیا ۔ غصب فدک پر نہ بولے معاذ اللہ تذلیل اہلبیت ہوئی اور حضرت سیدہ
مظلومہ رضی اللہ عنہا پر حسب تصریح علما قوم کیا کیسا جور و جفائین گذرین اور خبر نہوئی
علی ہذا القیاس جسکی تفصیل سے اہل ایمان کے بدن پر بال کہڑے ہوتے ہین ۔
بعد اوسکے خلیفہ ثانی جناب امام حسن رضی اللہ عنہ نے اسی تقیہ مشومہ کی بدولت خلعت
خلافت نبوت جو نیابت رسول صلے اللہ علیہ وسلم ہے اور تمام مسلمانون کے حقوق
کی جوابدہی اور ذمہ داری اوسکی ساتہہ منوط ہی اپنی اوپر سے اوتار کر برعم شیعہ ایک

کافر کو پہنا دیا اور اوسکی حوالہ کر کے آپ ایک طرف ہو بیٹھے اور لوگونکو گمراہی مین چھوڑ دیا
علاوہ انکی آٹھہ ائمہ کرام رضا نے تو خلافت کا نام تک بھی کبھی نہ لیا اور آخر مین خاتم
سلسلۂ امامت حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ نے تو آرام گاہ سُرَّ مَن رَّاے
مین غیبوبت کبری اختیار فرمائی کہ صدہا برس گذر گئی اور شیعیان پاک منتظران قدوم کے
جانین لبون پر آگئین لیکن حضرت اپنی جمال جہان آرا کو مشتاقان زیارت پر
جلوہ گر نہین فرماتے ۔ پہلے کچھہ دنون سلسلہ سفارت و خط و کتابت رقعات جاری تہا
اب وہ بھی منقطع ہو گیا کیا حضرت کو یہہ خبر نہو گی کہ اس زمانہ مین علاوہ اسکی کہ خوارج
و نواصب کا وہ زور شور نہین رہا کسی جگہہ جان کا خوف اونکو نہین ہے کیا مہدی
سودانی کا حال معلوم ہو کر بھی آپکو اسمین کچھہ شک و تردد ہی رہا ہو گا ہمنی فرض کیا
کہ یہہ خوف کیجگہہ ہو بھی سہی اور کوفۃ الہند لکہنو وغیرہ کا اخلاص و ایمان قابل اعتماد نہو
لیکن اور کہین نہین تو بلاد المومنین ایران ہی مین ظہور فرما کر اظہار دعوت حق فرمائی جہان لاکہون
مخلصین آپکی فدائی ہین اور جانبازی کے لئی تیار و مستعد بیٹھی ہین مگر یہہ کہ یہہ بھی
اسرار مین سے ہے جسکی دریافت حقیقت سی عقول مومنین کوتاہ و قاصر ہین سبحانک
ہذا بہتان عظیم اور بحول اللہ و قوتہ اس تقیہ کذائیہ کا ابطال آیات قرآنی و احادیث نبوی
اور قصص انبیاء سابقین اور اقوال و افعال جناب ائمہ کرام رضوان اللہ علیہم سے
مثل آفتاب رابعۃ النہار ثابت ہی آیات قرآنی سے ایک آیت مع اوس تفسیر کے جو مفسر
صافی نے اپنی تفسیر مین لکھا ہی ملتقطاً نقل کرتا ہون ناظرین اہل انصاف ملاحظہ فرمائین ۔

اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَفّٰھُمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ ظَالِمِیۡٓ اَنْفُسِھِمْ فی حال ظلمھم انفسھم بترک
الھجرۃ و موافقۃ الکفرۃ قَالُوْا ای الملٰئکۃ توبیخا لھم فِیْمَ کُنْتُمْ من امر دینکم

۱۔ جو لوگ ترک ہجرت اور موافقت کفار کی سبب اپنی جانون پر ظلم کرتے ہین فرشتی اونکی
جان نکالتی وقت ازروی توبیخ انسی پوچھتے ہین کیون ! امور دین مین تمہارا کیا حال تہا ؟

قالوا کنا مستضعفین فی الارض یستضعفنا اهل الشرک بالله فی ارضنا وبلادنا بکثرة عددهم وقوتهم ویمنعوننا من الایمان بالله واتباع رسوله اعتذروا مما وبخوا به بضعفهم وعجزهم عن الهجرة او عن اظهار الدین واعلاء کلمته قالوا ای الملائکة تکذیبا لهم الم تکن ارض الله واسعة فتهاجروا فیها فتخرجوا من ارضکم ودورکم وتفارقوا من یمنعکم من الایمان الی قطر اخر کما فعل المهاجرون الی المدینة والحبشة فاولئک ماویٰهم جهنم وسائت مصیرا وفی الایة دلالة علی وجوب الهجرة من موضع لایمکن الرجل فیه من اقامة دینه وعن النبی صلی الله علیه وسلم من فر بدینه من ارض الی ارض وان کان شبرا من الارض استوجب الجنة وکان رفیق ابراهیم ومحمد انتهی ملتقطا۔ اہل انصاف اس آیت شریف کو اور اسکی تفسیر کو مع آیات ثلث ملحقہ کے ملاحظہ فرمائیں اور حقیقت تقیہ پر وقوف واطلاع حاصل کرین اگرچہ اسجگہ بہت بحث کی گنجایش ہے اور اس تفسیر سے بہت عقدہ حل ہو سکتی ہین لیکن بخوف تطویل اسی قدر قلیل پہ اکتفا کرکے اور مضامین مستنبطہ کو اذہان صافیہ ناظرین پر حوالہ کرکے

۱؎ تو وہ جواب دیتے ہین کہ ہم اوس وقت مقہور ومغلوب تھے۔ یعنی ہماری ملک و دیار مین مشرک لوگ تہی انہون نے اپنی قوت اور کثرت تعداد کی سبب ہمکو دبا لیا تہا اور خدا تعالیٰ پر ایمان لانے اور رسول کی پیروی کرنے سے ہمکو روکتی تہی پہر اس لئے انکو ہجرت وسرزنش کے جواب مین یہ عذر لانیگے کہ چونکہ ہم مغلوب تہی ہمارا وسعت نتہی اسلئے ہجرت یا اظہار دین اور اعلاء کلمہ الحق نکرسکے۔ تب فرشتی انکو جہٹلانے کے لئے کہتی ہین کیا خدا تعالیٰ کا ملک اتنا فراخ نہ تہا کہ تم وہانسے ہجرت کرجاتے اور اپنے وطن اور گہر وسے چل نکلتی اور جو لوگ تمکو ایمان لانے سے روکتے تہے انسے قطع تعلق کرکی کسی اور طرف کا رستہ لیتی جیسا کہ مہاجر لوگ مدینہ منورہ اور ملک حبش کیطرف نکل گئے۔ پس ایسے لوگونکا ٹہکانا دوزخ ہی اور یہہ بہت بری بازگشت ہے پس یہہ آیت صاف دلالت کرتی ہے کہ جب کوئی شخص کسی جگہہ اپنے دین کو قایم نرکہہ سکے تو اوسکی لئے اس مقام کا چہوڑ دینا واجب ہے + اور آنحضرت سے روایت ہے کہ جو شخص اپنے دین کو (اسلام) لیکر ایک جگہہ سے دوسری جگہہ بہاگ جائے اگرچہ یہہ مسافت ایک ہی بالشت کی کیون نہو۔ اوس پر جنت واجب ہوجاتی ہی اور ابراہیم ومحمد کا رفیق بن جاتا ہے ۔۱۲۔

آگے چلتا ہون احادیث نبوی سینئے علامہ باقر مجلسی جلد اول بحار مین نقل کرتے ہین

ابن یزید عن محمد بن جمھور القمی رفعہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ[1]

علیہ وسلم اذا ظہرت البدع فی امتی فلیظہر العالم علمہ فان لم

یفعل فعلیہ لعنۃ اللہ — ابی عن عبد اللہ بن المغیرۃ ومحمد بن سنان[2]

عن طلحۃ بن زید عن ابی عبد اللہ عن ابائہ علیہم السلام قال قال علیہ

السلام ان العالم الکاتم علمہ یبعث انتن اہل القیمۃ ریحا تلعنہ کل

دابۃ حتی دواب الارض الصغار — یہہ روایات صریح مبطل تقیہ ہین اور علماء شیعہ جو

کچھہ ان روایات مین تاویل فرماکر مسخ وتحریف کرتے ہین اور کہتے ہین کہ مراد ماسوائے موقع

تقیہ کے ہے وہ بروی عقل وانصاف ہرگز قابل قبول نہین اقوال وافعال ائمہ کی تفصیلے نقل

موجب تطویل ہے لہٰذا اسمین سے قدر قلیل کے بیان پر اکتفا کرتا ہون بہت سے اقوال مبطل تقیہ

نہج البلاغۃ وغیرہ کتب مین مذکور ہین انمین سے جناب امیر رضی اللہ عنہ کا ایک قول جو

نہج البلاغۃ مین شریف رضی نے نقل کیا ہے لکہتا ہون ومن کلام لہ علیہ السلام[3]

لما عزموا علی بیعۃ عثمان لقد علمتم انی احق بہا من غیری واللہ لاسلمن

ماسلمت امور المسلمین ولم یکن فیہا جور الا علی خاصۃ — اس قول سے صاف

ثابت ہے کہ جناب نے تسلیم وانقیاد خلیفہ کا اوسیوقت تک قبول کر رکہا ہے جب تک

کہ مسلمانون کے امور سلامت ہین اور سوائے ذات خاص جناب کے کسی پر ظلم وجور

---

[1] حضرت رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب میری امت مین بدعتین ظاہر ہونے لگین عالم کو چاہیے کہ اپنا علم ظاہر کرے پہر اگر ایسا نکرے تو اوسپر اللہ کی لعنت ہو ۱۲ — [2] فرمایا علیہ السلام نے اپنے علم کو چہپانے والا اوٹھایا جائیگا اہل قیامت مین سب سے زیادہ بدبو والا سب جانور اوسپر لعنت کرنے مین یہانتک کہ زمین کے چہوٹے چہوٹے کیڑے ۱۲ [3]

جب لوگون نے عثمان رضہ کی بیعت کا قصد کیا تو اوسوقت جو کچھہ جناب امیر نے فرمایا اوسمین سے یہہ کلام ہے — تم جان چکے ہو کہ مین اپنے غیر کی بنسبت احق بخلافت ہون خدا کی قسم مین تسلیم کرونگا دوسرے کی خلافت کو جبتک کہ مسلمانونکے امور مین خلل نہ پڑیگا اور نہ ہوگا اوسمین ظلم کسی پر سوائے میرے ہی

نہوا اور جب یہہ ہوگا یعنی مسلمانون کے حقوق ضائع ہونگی اور اونپر جور ہوگا تو پہر یہہ تسلیم
وانقیاد نرہیگا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ خلفاء رضی اللہ عنہم کے ساتھہ ہمیشہ تسلیم و شکر رہی
کبہی مخالفت نہین فرمائی اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ وغیرہ کے ساتھہ ذرا نرمی اور مدارات
نفرمائی اول ہر طرح فہمایش فرمالی یہانتک کہ آخر کار قتل و قتال سے بہی دریغ نہین
فرمایا اگرچہ کامیاب نہوئی اور فتنہ فرو نہوا غرضکہ یہہ قول اور یہہ فعل حضرت رضی اللہ عنہ کا
صراحت مبطل تقیہ ہی۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے اگرچہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ
سی مناقشہ نہ فرمایا لیکن یزید پلید جو آپ سی صرف بیعت کا ہی خواستگار تہا آپ نے
ہرگز اوسکی بیعت کرنا قبول نفرمایا اور اپنے قلت اور اوسکی فوج کی کثرت سے ذرا ہراس
نکیا اور اپنے آپ کو اور جوانان اہل بیت کو طعمہ تیغ بے دریغ کرکے شربت شہادت نوش
فرمایا اور شیعہ کی ایک فرض مذہبی کو جو تقیہ ہی بیخ و بنیاد سے اوکہاڑ دیا۔ یہہ مقام استطرادی
ہی اور طول کا بہی اندیشہ ہی اسلئی ہم بسط و تفصیل سے عرض نہین کرسکتے غرض یہہ تقیہ ہی
جو مختلف فیہا مین الفریقین ہی اور جسکو اہلسنت حرام اور منافقون کا نشان کہتے مین نہ توریہ
و معاریض کجا توریہ اور کجا تقیہ ع کجا ریسمان و کجا آسمان۔ اہل سنت کے یہان اکثر
غزوات مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے توریہ منقول ہی اور توریہ مین امر ذو معنیین و
ذو جہتین بغرض ابہام مقصود اور ایہام خلاف مقصود کے استعمال کیا جاتا ہی اور ہم
نہ کہنا تو توریہ بہی نہین ہے چہ جائیکہ تقیہ محرمہ ہو پس حضرت مجیب جیسی مدعی انصاف
سی نہایت استعجاب ہی کہ ایک دفتر بیمعنی لکہہ ڈالا اور یہہ خیال نفرمایا کہ مین کیا کہہ رہا ہون
اور یہہ نہ سوچا کہ مین انصاف کا دعوی بہی اسی تحریر مین کرچکا ہون اگر کوئی اُن دونو کو
جمع کریگا تو کیا کہیگا۔ پہر اب ہم ان تحقیقات پر اپنی مجیب لبیب سی کیا انصاف کی
امید رکہین۔ اگرچہ توریہ مین بحیثیت جواز ضرورت و عدم ضرورت دونو مساوی
ہین چنانچہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مزاح اسپر شاہد ہین منہا التحفہ کی دیباچہ

مین جو حضرت شاہ صاحب قدس اللہ سرہ العزیز نے توریۃً اپنا غیر مشہور نام تحریر فرمایا
علاوہ اور مصالح کے ایک یہہ بڑی ضرورت اس طرف داعی تہی کہ اوس زمانہ مین شیعہ
کا نہایت زور تہا اکثر بڑی بڑی فوجی منصب دار و رئیس متعصب شیعہ تہے چنانچہ تقریباً اوسی
زمانہ مین حضرت مرزا مظہر جانجانان رحمۃ اللہ علیہ بدون اسکی کہ کوئی گناہ مستوجب قتل
اون سے سرزد ہو بیگناہ اونکی دست تعدی سے طعمہ نہنگ اجل ہو کر شربت شہادت نوش
فرما چکی تہے اور اوسکا کچہہ تدارک و انتقام نہوا تہا تو ایسی طوفان بے تمیزی کے وقت مین
اگر یہہ کتاب حضرت شاہ صاحب کے نام سے شائع ہوتی تو وقوع فتنہ قتل و قتال
کا لیقین تہا اور اس فتنہ کی آتش کا شرارہ صدہا خانمان کو خاک سیاہ کرتا - اور بعض اوباش
اوسی زمانہ مین بارادہ فاسد حضرت شاہ صاحب کی مجلس مین بہی آئے لیکن حق تعالے
نے اپنے فضل سے محفوظ رکہا اور اونکی شر کو دفع کیا یہہ قصہ کچہہ بہت پرانا نہین ہے
اگر آپ تحقیق فرماینگے تو معلوم ہو جائیگا یون ہی بے تحقیق اعتراض کرنا آپکی
ادعائی انصاف پر زیبا نہین ہے اور انگریزی عملداری اور انتظام کو بلحاظ اس زمانہ
کی اوس وقت کو انتظامی امور مین خیال کرنا سراسر خلاف عقل ہے کیونکہ وہ زمانہ
ابتدا عملداری اور تسلط کا تہا اوسوقت جسقدر مدارات و مراعات و اغماض ہوتی تہی
اسوقت اوسکا نام و نشان بہی نہین بلکہ جو کیفیت قبل از غدر تہی وہ بہی اسوقت نہین
ہر شخص جانتا ہے کہ انگریزی تسلط تدریجی ہوتا ہی آج کچہہ ہے کل کچہہ پس جن دو
زمانون مین تقریباً سو برس کا فصل واقع ہو گیا ہو اونمین سے ایک کو دوسری پر قیاس
کر کے ایک حکم کرنا کسقدر بعید از عقل و انصاف ہے اور بندہ نے جو اپنا نام نہین لکہا
اوسکی وجہ یہہ ہوئی کہ تحریر سامی میری پاس بالواسطہ آئی تہی مجکو معلوم نہ تہا کہ میرزا جی
صاحب نے پیرایہ مناظرہ کا کیونکر رکہا ہی اپنی ہی طرف سی لپنے علماء سے لیکر
جواب دیتی ہین یا وہ ہی جواب بعینہ پیش کر دیتے ہین اور نہ بندہ کو اس شرط کی

اطلاع دی گئی تہی کہ اگر تحریر مین کسیکا نام نہوگا تو آپ وس تحریر کو قبول نہ فرمائینگی اور جہہ
نام آوری ہی مقصود نہ تہی تو مین نے خیال کیا کہ جواب عاری از نام پیرجی صاحب سلمہ
کی خدمت مین بہیجدون پہر آگی اونکو اختیار ہی یہہ جواب پیش کرین یا نکرین اور اگر
پیش کرین تو خود جسطرح مناسب سمجہین پیش کردین گے تو فی الحقیقت مجہسی
سائل پیرجی صاحب سلمہ اور مولوی ابوالطیب غفرلہ سے تہے اور اونکو اس امر کی
اطلاع تہی کہ یہہ تحریر اس عاجز کی ہی تو اس صورت مین نام نہ لکہنا نہ توریہ ہے نہ تقیہ
اصل وجہ جو کچہہ تہی عرض کردی اگر آپ کو اسمین شک ہو تو پیرجی صاحب سے
دریافت فرمالین۔ اب آپ اسکو چاہین توریہ فرمائین یا تقیہ بنائین آپکی انصاف اعائی
کی سب شایان شان ہی **قولہ** اگرچہ شفیق کا وعدہ یہہ تہا کہ مجیب کا ضرور نام ہوگا
بلکہ اسی شرط پر مجہسی نام لکہوایا تہا اور یہہ اقرار تہا کہ اگر مجیب اپنا نام نہ لکہین تو تو جواب
نہ لکہنا مگر اب وہ بہی حیران ہین اور کہتی ہین کہ خیر گو یہہ وعدہ وفا نہوا مگر تو میری خاطر
سی جواب لکہہ الخ **اقول** پہلے گذارش ہوچکا ہی کہ آپکی شفیق نے یا کسی نے مجکو آپکے
اس شرط کی اطلاع نہین فرمائی ورنہ نام لکہنی مین کچہہ تامل اور کچہہ دریغ نہ تہا پہر یہہ جو
میر صاحب فرماتے ہین کہ میرے شفیق بہی چار ہوجہ حیرت مین گرفتار ہوگئی اور عدم
وفا وعدہ کو تسلیم کرکے جواب الجواب کے ملتمس ہونے لگے سراسر لغو ہی اول
اپنی شفیق سے دریافت فرمایا ہوتا کہ آپنے شرط مقرر کی مولف جواب کو اطلاع دی ہی
یا نہین جب اسکی جواب مین وہ یہہ فرماتے کہ مینی اس شرط کی اوسکو اطلاع دی ہے
تو آپنے دریافت فرمایا ہوتا کہ اوسنی نام لکھنی سے انکار کیا ہی کیونکہ احتمال ہی کہ
نام لکہنا بوقت نقل سہوا رہ گیا ہو اور اگر وہ یہہ فرماتے کہ اس شرط کی اوسکو
اطلاع نہین دی گئی تو آپنے فرمایا ہوتا کہ اس تحریر کو واپس بہیجدنا چاہئی تا کہ وہ یا نام
لکھی یا انکار کرے اور اگر یہہ بہی ممکن نہ تہا تو بذریعہ ایک کارڈ کے آپکے شفیق

دریافت فرما سکتی تھے کہ نام کیون نہین لکہا اور عجب نہین کہ مین اونکو خاتمہ تحریر اپنا نام لکھنے کے اجازت لکہہ بہیجتا یہہ موقع ہرگز نہ آپ کے انکار کا تہا نہ اونکی مبتلائے حیرت ہونیکا اور اصرار کا۔ لیکن ہان انصاف ادعائی کا مقتضا یہہ ہی کہ بدون تحقیق بلا تفتیش اسپر تقیہ کا حکم لگا دیا اور اس اذعان و یقین کے ساتہہ گویا مخبر صادق نے خبر دی یا وحی نازل ہوئی قولہ اگرچہ حضرت مجیب کمال علم و فضل کے مدعی ہین حتی کہ امتحان لینیکو مستعد ہین اقول مین ہیچمدان ہیچکارہ ہرگز مدعی اپنے علم و فضل کا نہین ہون بلکہ تمام خاندان مین اس مرض نفسانی کا نام و نشان نہین۔ لیکن ہان گاہی بنظر حمایت اسلام مخالفین کے زعم شکنی کے لئے مدعی بہے ہو جاتا ہون اور یہان یہہ ایسا ہی محمود ہی جیسا کہ جہاد اعدا کے وقت پسندیدہ خداوند تعالے ہی۔ اور واضح رہے کہ امتحان لینے کے قصد سے جو ادعا کمال علم و فضل استنباط فرمایا ہے محض خوش فہمی سے ناشی ہے کیونکہ جس امتحان کے لئے عرض کیا گیا تہا اوسکے واسطے کمال علم و فضل کی ضرورت نہین اسلئے کہ یہہ دریافت کرنا کہ فلان کتاب کا کون مصنف ہی اور فلان مصنف کی تصنیفات کیا ہین ایسی کمال علم و فضل کی ضرورت نہین ہے پس دلیل دعوی کو مثبت نہوئی لیکن ادعای کمال علم و فضل سامی قابل تماشا ہی جو بنیال فرماتے ہین کہ ایک عالم ہماری مقابلہ مین مہر سکوت برلب ہی سو بفضلہ تعالے اس دعوی کی اصلیت عنقریب منکشف ہوا چاہتی ہے قولہ اور بظاہر بڑی کروفر سے میدان مناظرہ مین قدم رکہا ہے اقول یہہ کچہہ طعن و تشنیع و شکوہ و شکایت کی بات نہین ہی حمایت دین اسلام بڑی کروفر اور مستعدی سے کرنا خاص اہل اسلام کا ہی حصہ ہی آخر بزعم خود اپنے جواب مین تو آپنے بہی بڑا کروفر دکہلایا ہے قولہ مگر ضعف تحریر یہین سے ثابت ہی کہ اصل سوال کے جواب مین کچہہ بہی تحریر نفرمایا اور بجز طعن و تشنیع اور تہدید زبانی کے کسی بات کا تعرض نکیا اقول یہہ حضرت کی فہم کی خوبی ہی

جو آپ فرماتے ہین کہ اصل سوال کے جواب مین کچھہ بہی تحریر نفرمایا اور بجز طعن و تشنیع و تہدید
زبانی کے کسی بات کا تعرض نکیا ورنہ اگر ذرا غور سے ملاحظہ فرماتے تو اوسمین اپنا جواب
پاتے چنانچہ اجمالی طور پر اوس تحریر کی کیفیت اہل انصاف کی سامنی پیش کر چکا ہون بنظر
انصاف ملاحظہ فرمائین اور جناب کو تو اختیار ہی چاہی مناظرہ کی ہٹ کہنڈی تہائین یا
گریز فرمائین یا تہدید زبانی اور طعن و تشنیع تصور کرین مثل مشہور زبان کے آگی نہ کوانہ کہاتی
قولہ حضرت نے خیال فرمایا کہ سوائی تحفہ اور کچھہ سامان نہین ایسی چال چلنی چاہیی کہ
وہ ہی امور جنکا تحفہ مین ذکر ہے اور اونمین ہی اونکی زعم مین کچھہ بحث ہو سکتی ہی اس سابقہ مین
چہڑنے چاہیی ایسلیی میری وہی قول لیی کہ جنکی بحث تحفہ مین موجود ہے یعنی اول شرائط
ثلثہ امامت کی دلائل طلب فرمائی اقول یہہ بہی حضرت کا تخیل محض ہے یا بذریعہ
استخارہ طاق جفت کے معلوم فرمایا ہوگا کہ مین نے خیال کیا کہ میری پاس سوائی
تحفہ کچھہ سامان نہین حالانکہ خود ہی ازالۃ الغین اور آیات بینات کی میری پاس ہونیکا
اعتراف فرماتے ہین اور اس امر کا شیوہ کو بہی اعتراف ہی کہ ازالۃ الغین تحفہ سے ماخوذ نہین
اچہا بپاس خاطر سامی مسلم کہ میری پاس سوائی تحفہ کوئی سامان نہین ایسلیی وہی اقوال
لیی جنکی بحث تحفہ مین موجود ہے اور تحریر ہی ضعیف ہے اور آپکی پاس مواد تالیف ہر قسم کا
موجود و معادن متعدد ملکہ بدرجہ قصوی لیکن اگر یہہ آپکا زعم صحیح ہو تو آپکو مبارک ہو جلدی
فیصلہ ہو جائیگا آپکو کچھہ وقت اوٹہانی نہ پڑیگی بس وہی ابحاث لکہدیجیی کہ جنکی
بحث تحفہ مین موجود نہین اور میدان مناظرہ جیت لیجیی - اور کوئی قول اپنی
سوال مین ایسا بتلائی تو سہی جسکی بحث تحفہ مین نہین ہے قولہ ہم حضرت
کی حکم کی تعمیل کرتے ہین اقول آداب عرض ہی قولہ اور حسب وعدہ جواب کے
منتظر ہین اقول لیجیے حاضر -

تردید اصل جواب

قال الفاضل المجیب قال المجیب اللبیب بسم اللہ الرحمن الرحیم وصلی علی رسولہ الکریم
وعلی آلہ وصحابہ اجمعین - اقول - اس خطبہ مین یہہ کلام ہے حسب مذاق اہل سنت وجماعت
خصوصاً حضرت مجیب اصحابہ کو آلہ پر مقدم کرنا مناسب تہا نہ بالعکس کیونکہ
بعد جناب رسول خدا صلعم کے کل خلایق پر من حیث الثواب بالترتیب تفضیل شیخین
کو ہی ہے جیسا کہ شرح عقاید نسفی مین جو اہلسنت کی معتبر کتاب ہی موجود ہے افضل البشر
بعد نبینا ابوبکر الصدیق ثم الفاروق رض - انتہی اور حضرت مجیب کی خصوصیت کی جہہ یہی
کہ وہ خود ہی پرچہ مین تحریر فرماتی ہین - علی الخصوص خلفاء ثلثہ رضی اللہ عنہم کو
اہلسنت تمام امت سی باعتبار مرتبہ اعلیٰ وافضل اور ایمان مین اثبت واکمل اعتقاد کرتے ہین
الخ حالانکہ اسی عقاید نسفی بلکہ اور کتاب عقاید مین خلفاء اربعہ کی تفضیل بترتیب خلافت
مذکور ہے مگر حضرت مجیب نے خلفاء اربعہ بہی نہ لکہا پہلی مناسب تہا کہ صحابہ کو آلہ پر مقدم
فرماتے تاکہ زبان ساتہہ قلب وجنان کے موافق ومطابق ہوتے نہ یہہ کہ دل مین
کچہہ اور زبان پر کچہہ - **یقول العبد الفقیر الی مولاہ** ہماری میر صاحب نے خطبہ
ہی سی جو یہہ بے سوچی سمجہی کلام وتردید شروع کی شاید اس سے یہہ مطلب ہوگا
کہ جہال مین باعث فخر دیکہنا ہی ہو - کہ میر صاحب نے بسم اللہ سے لیکر آخر تک کی تردید
کردی لیکن اہل علم وفہم کے نزدیک تو ایسی اعتراضات سے بجز اظہار اپنی ناواقفی
اور کم علمی کے اور کچہہ حاصل نہین - اگرچہ ہم مناقشہ لفظی کو پسند نہین کرتے کیونکہ
تطویل لاطائل ہو کر بیان مقصود مین مخل ہوتا ہی چنانچہ ہمنی اپنے پہلی تحریر مین بہی
اسکو ترک کردیا تہا لیکن بپاس خاطر حضرت مخاطب بحث لفظی کیجانے سے کہ اونکی شبہہ کا
رفع واجبات سی ہے - پس واضح ہو کہ ہماری مجیب نے شروع اعتراض مین
تقدم لفظ آل کی نسبت لفظ اصحاب پر مناسب ہونے کا حکم کیا ہی جو اولویۃ کو مقتضی
ہی اور علت تقدم جو ذکر کی ہے وہ مقتضی وجوب کو ہی فرماتے ہین تاکہ زبان ساتہہ قلب

وجدان کے موافق ہو جاوے زبان کا قلب کے ساتھہ مطابق ہونا ضروریات دین سے ہی اور عدم توافق نفاق ہی - بہر تقدیر اولاً امیر صاحب کو ثابت فرمانا چاہیے کہ عطف بالواو ترتیب رتبی کو مستلزم ہی ہم اسکو ہی تسلیم نہین کرتے بلکہ ہم کہتی ہین کہ واو محض جمعیت فی الحکم کو مفید ہی چنانچہ واقفان فن عربیۃ جانتی ہین کہ کلام فصحا مین کبھی تنزل اعالی سے اسافل کیطرف ہوتا ہی اور گاہی ترقی اسافل سی اعالی کیجانب کیجاتی ہی - قران شریف کی مواضع متعددہ مین حق تعالی نے انبیا و رسل کا ذکر فرمایا ہے جو آپکی اس دعوی کو مبطل ہے آیۂ وتلک حجتنا آتینٰاہا آخر چند آیات تک پڑہ جائیے اور اگر یاد نہو تو کسی حافظ سی پڑہوا لیجیے یا قرآن مین دیکھہ کر پڑہ لیجیے اگر یہہ ہی نہو سکے تو پہلے سیپارہ مین من کان عدوا للہ وملٰئکتہ ورسلہ الخ پڑہ لیجیے ثانیاً ہم کہتی ہین کہ لفظ آل اصحاب کو ہی شامل ہے اور اوسکے مغائر و مقابل نہین اور کچہہ ضرورت نہین تہی کہ لفظ اصحابہ ذکر کیا جاتا لیکن چونکہ اکثر حضرات مصنفین شیعہ نے یہہ طرز اختیار فرمایا کہ اصحاب کا ذکر خطبون مین نہین فرماتے اور شاید اونکا یہہ معمول اس وجہ سی ہو کہ اونکی روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ اصحاب مین سے کوئی شخص معصیۃ تو درکنار سوای حضرت مقداد رضہ کی حصہ ارتداد سی ہی نہین بچا چنانچہ اس جگہہ ایک ہی روایت پر اکتفا کرتا ہون جناب قاضی صاحب شوستری مجالس المومنین مین بذیل ذکر مقداد فرماتے ہین و شیخ ابوعمر وکشی کہ از علماء امامیہ است درکتاب اسماء الرجال باسناد خود از حضرت امام محمد باقر علیہ السلام روایت نمودہ ارتد الناس الا ثلثۃ نفر سلمان وابوذر والمقداد فقلت فعمار قال کان حاص حیصۃ ثم رجع قال ان اردت الذی لم یشك ولم یدخلہ شیء فالمقداد - علی الخصوص حضرت مخاطب کی مذاق پر کہ

لے سب لوگ مرتد ہو گئی مگر تین شخص سلمان ابوذر مقداد مین نے پوچہا اور عمار فرمایا کہ وہ کچہہ پہر گیا تہا لیکن پہر لوٹ آیا فرمایا اگر ایسا شخص چاہیے جسکو کچہہ شک نہوا ہو اور جسکی کچہہ دل مین نہ دخل ہوا ہو تو مقداد ہے - ۱۲ -

اونہون نے تصریح فرمائی کہ معصیت کرام ہونے سی بالکل خارج کر دیتی ہے چنانچہ فرماتے
ہین کل صحابہ کا کرام ہونا کتاب اللہ اور احادیث رسول اللہ صلعم اور خود اقوال
وافعال صحابہ بلکہ خود صاحب تحفہ کی تحقیق سے ثابت نہین ہوتا سورہ جمعہ کے
آخر کو ملاحظہ فرمائی۔ واذا راوا تجارۃ او لہوا انفضوا الیہا الخ۔ تو اس سے صاف
ثابت ہوا کہ معصیت کثرت کی بالکل خلاف ہی تو صحابہ کرام معاذ اللہ کرام نہوئی اور
جبکہ صحابہ کرام کا وجود ہی تحقق نہوا تو شاید اسلیئی مصنفین شیعہ نے لفظ اصحابہ
کو ترک فرمایا اور اہلسنت نے خیال کیا کہ اگر لفظ اصحابہ کو ترک کرتی ہین تو وا ہمہ خلاف
مقصود پیدا ہوتا ہے اور ایک امر شنیع مین تشبہ بشیعہ لازم آتا ہے تو بغرض دفع
توہم خلاف مقصود اور حذرا عن التشبہ بطور تخصیص بعد تعمیم کی لفظ اصحابہ کو ذکر کیا ثالثا
فرضنا لفظ آل و اصحاب مین تقابل ہے اور لفظ آل اصحاب کو شامل نہین تاہم یہ اعتراض
باطل ہی کیونکہ اگر خلفا کو فضلیت حاصل ہی تو وہ فضل کلی ہی اور فضل کلی اعتبار
تقدم فضل جزئی کو مانع نہین تو اس موقع پر تقدم لفظ آل کا باعتبار فضل جزئی یعنی
جزئیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واقع ہوا۔ رابعا یہہ اعتراض بلا تدبر کیا گیا ہی
اور اس دلیل مدعا کی مثبت نہین اسلیئی کہ دعوی یہہ کیا گیا ہے کہ لفظ اصحاب
کو آل پر مقدم کرنا چاہیی اور اوسکی دلیل یہہ ارشاد ہوئی کیونکہ بعد جناب رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم کے کل خلایق پر من حیث الثواب والرتبہ تفضیل شیخین کو ہی
اور ظاہر ہی کہ تفضیل شیخین مستلزم تفضیل جمیع اصحاب رضی اللہ عنہم نہین پس اگر لفظ
اصحابہ کا آل پر مقدم کیا جاوی تو موافق زعم سامی موہم ہوتا ہی کہ جمیع صحابہ اہل بیت
سی افضل ہون اور حاشا کہ اہل سنت ایسا اعتقاد رکہتی ہون۔ لیکن مین نہایت متعجب
بلکہ ہمہ تن حیرت ہون کہ جناب والا نے باین ہمہ ادعای انصاف و دانش
جب اس خطبہ پر جو بظاہر نے الجملہ مسلک سامی کے موافق تہا کہ اسمین لفظ

تقدم آل کا اصحاب پر واقع ہے جو مقتضی تقدم رتبی کو ہی اور نیز اصحاب کا ہی ذکر کیا گیا ہی
نمایتہ ما فی الباب آپ اصحاب سے وہی اصحاب سمجھین گے جنکو برخلاف نصوص روایات صحیحہ
اپنی کی آپ نے کرام اعتقاد فرمار کہا ہی اس جوش و خروش سے معترض ہین تو اپنے جمہور
علما مصنفین پر جو قدیما وحدیثاً لفظ آل ہی پر اکتفا فرماتی ہین اور گویا اصحاب کے ذکر کے
خطبو مین صلواۃ وسلام کے لئی قسم کہا رکہی ہی کیا کچھہ اعتراض نہین کیا ہوگا اکثر حضرات
شیعہ تو صرف آل کا ہی ذکر فرماتے ہین اور بعض حضرت جیسی ہماری محب مخاطب شاید
اس خیال سے کہ مبادا کوئی کسی قسم کی گرفت کرے ذکر آل و اصحاب ہر دو ترک فرما دیتی ہین
اور بعض متقیین اگر کہین اہلسنت مین جا پہنچی اور وہان تصنیف کا اتفاق ہوا یا لباس تسنن
مین کوئی کتاب تالیف کی تو لابد اصحاب کا ہی ذکر فرما دیتی ہین۔ پس ہماری حضرت محب
فرمائین تو سہی کیا کسی روایت مین اصحاب کرام پر تبعاً صلواۃ و سلام بہیجنی کے حرمت وارد ہوے
ہی یا کسیبی ائمہ رضا مین ہی خطبات وغیرہ مین اصحاب پر صلوۃ وسلام کی ممانعت فرمائی
ہی جسکی وجہ سے حضرات نے یہہ عہد موثق باندہا ہی۔ ہمنی تو صحیفہ کاملہ کے روایت مین
یون پڑہا ہے۔ اَللّٰهُمَّ وَاَصْحَابُ مُحَمَّدٍ خَاصَّةً الَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الصَّحَابَةَ[۱] در تخصیص بعد
تعمیم ہی ملاحظہ فرما لیجے گا۔ اگر یہہ فرمائین کہ اصحاب کرام معصوم نہین ہم عرض کرین گے
کہ آل ہی تمام معصوم نہین بلکہ صرف آپکی نزدیک ائمہ علیہم السلام ہی معصوم ہین۔ پس بجز
اس امر کی اور کیا سمجہا جا سکتا ہی کہ اصحاب کے ساتہہ بغض و عداوت کی یہان تک نوبت
پہنچی کہ صرف بوجہ اشتراک لفظے کی جو کہ لفظ اصحاب مین ہی اور بوجہ استکراہ لفظ اصحاب کے
اپنی معتقد علیہ اصحاب کو ہی جنکو برخلاف روایات کرام اعتقاد فرمار کہا ہی صلواۃ و سلام
سے محروم کر دیا۔ باقی رہا یہہ ارشاد تا کہ زبان ساتہہ قلب و جنان کے موافق مطابق
ہو جائے نہ یہہ کہ دلمین کچھہ اور زبان پر کچھہ یا تو اپنی مذہب کی ناواقفیت سے ناشی ہی

---

[۱] الہی رحمت بہیج اصحاب محمد پر خاصکر جنہون نے اچہی مصاحبت کی۔ ۱۲

یا انصاف کا مقتضا ہی - ذرا حضرت کلینی کی روایت کو تو ملاحظہ فرمائیے وہ حضرت امام
ابو عبد اللہ جعفر صادقؑ سے روایت کرتے ہین انکم[ل] علی دین من کتمه اعزه الله
ومن اذاعه اذله الله — عن الارغام — پس جب دین اسلام کی یہہ حالت ہی
تو زبان کا قلب و جنان سے موافق ہونا مخالف شرع اور محرم قرار پایا اور زبان کا دل سے
مخالف ہونا اصول دین سے ٹہرا مگر یہہ کہ حضرت نے اس مین ابہی تقیہ فرمایا ہو لیکن غالباً
حضرت بحکم کتاب مختوم بخواتیم الذہب مامور باظہار حق تہی اور حضرت کو تقیہ جائز نہ تہا - اور
لیجیی آپکے شیخ صدوق اپنے اعتقادیہ مین فرماتے ہین - ومن ترکها (ای التقیة)[۵۲]
قبل خروجنا فقد خرج عن دین الله ودین الامامیة وخالف الله ورسوله
والائمة — عن کاشف اللثام - اس سی صاف ثابت ہوتا ہی کہ تا وقتیکہ ائمہ خروج
و ظہور نفرماوین کسی شخص کو اظہار اپنے معتقدات کا اور توافق قلب و زبان ہرگز جایز نہین
بلکہ یہہ خداتعالے اور ائمہ رض کے دین سے خروج ہے کیونکہ وقت ظہور امام علیہ السلام تک زمانہ
مدّتہ دراز نہین اور اگر ایسا ہوتا تو حضرت ہی کیون چہپی بیٹہی رہتے اور کیون ظہور نفرماتے
پہر معلوم نہین کہ ہماری حضرت مخاطب نے خصوصاً اور تمام متکلمین شیعہ نے عموماً برخلاف
فرمودہ ائمہ کے اپنی معتقدات کو کیون ظاہر فرمایا کیا وہ اس وعید سی مستثنی ہین اور اگر یہہ خیال ہو
کہ یہہ حکم کم علم اور ناواقفون کے لیے ہی اور جو صنعت جدال و مناظرہ سے واقف اور اوسکی
مشاق ہون تو وہ اس وعید سے خارج ہین تو ذرا حدیث شیخ ابن بابویہ کو جو کتاب
التوحید ونفی التشبیہ والجبر مین روایت کی ہی ملاحظہ فرمائیے[۵۳] حدثنا محمد بن عیسی
قال قرات کتاب علی بن بلال علی ابی[ہ] علیه السلام انه روی عن ابائك علیهم السلام

[۵۱] تم ایسے دین پر ہو جو شخص اوسکو چہپاویگا اللہ تعالے اوسکو عزت دیگا اور جو شخص اوسکو پہیلاویگا اللہ تعالی اوسکو ذلیل کریگا ۔۔

[۵۲] جس شخص نے ہمارے ظہور سے پہلے تقیہ چہوڑ دیا وہ شخص بیشک اللہ کے دین سے اور ائمہ کے دین سے نکل گیا اور اللہ و رسول و ائمہ کا مخالف ہوا ۔۔

[۵۳] محمد بن عیسی کہتا ہے کہ مینے علی بن بلال کا خط امام علیہ السلام کو لکہا ہوا پڑہا اوسمین یہہ لکہا ہوا تہا کہ آپکے آبا علیہم السلام سے روایت ہی ۔۔

انهم نهوا عن الکلام فی الدین فتاول هولیك المتکلمون بانه انما نهی
من لا یحسن ان یتکلم فیه فاما من یحسن ان یتکلم فیه فلم ینهه فهل ذلک کما
تاولوا ولا فکتب علیه السلام المحسن وغیر المحسن لا یتکلم فیه فان اثمه اکبر
من نفعه - عن کاشف اللثام اور ظاہر ہے کہ حق تعالیٰ شانہ کلام مجید مین
شراب وقمار کی نسبت ارشاد فرماتا ہے یَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيْهِمَا اِثْمٌ
كَبِيْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَاِثْمُهُمَا اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا تو حضرت امام نے بھی اپنی ارشاد مین
درباب ممانعت کلام وگفتگو اس آیت کی طرف اشارہ فرماکر کلام فی الدین کو بمنزلہ شراب
وقمار کی وقفون اور نا وقفون کے لیئی برابر حرام قرار دیا - اگر اس بارہ مین چشم دید روایات
مطلوب ہون تو سینی علامہ مجلسی بحار الانوار کے جلد اول باب کتمان العلم مین جو بہتسی
روایات لکھی ہین اونمین سی چند روایات تنشیطاً للناظرین عرض کرتا ہون - عن
عبد اللہ بن یحییٰ عن حریز بن عبد اللہ السجستانی عن معلی بن خنیس
قال قال ابو عبد اللہ علیہ السلام یا معلی اکتم امرنا ولا تذعہ فانہ من
کتم امرنا ولم یذعہ اعزہ اللہ فی الدنیا وجعلہ نورا بین عینیہ فی الآخرۃ

---

[1] کہ اونہون نے دین مین کلام گفتگو کی ممانعت فرمائی ہے سمین پکڑی اون علاؤن نے جو کلام گفتگو کرتے ہین یہہ تاویل کی ہے کہ یہہ ممانعت اون لوگون کی واسطی ہی جو اچھی طرح مناظرہ نہیین کرسکتی جو لوگ کہ مناظرہ کی مشاق ہین اور اچھی طرح گفتگو کرسکتی ہین اونکی لئی ممانعت نہیین کیہی تو کیا یون ہی ہے جسطرح اونہون نے تاویل کی ہے حضرت علیہ السلام نے اسکی جواب مین لکہا خوب کلام کرنے والا اور خوب کلام کرنے والا کوئی دین مین کلام نہ کری کیونکہ اسکی نفع سی اسکا گناہ بڑا ہی ۱۲ - [2] پوچھتی ہین تجہسے شراب اور جوئی کو تو کہہ اون مین بڑا گناہ ہی اور لوگون کے فائدے ہین اور انکا گناہ اون کے فائدہ سے زیادہ ہے - [3] حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے روایت ہی - کہ فرمایا آپنے اے معلی ہمارے معاملہ کو پوشیدہ رکہہ اور اوسکو آشکارا مت کر پس جو شخص ہمارے امر کو چھپائے اور اوسکو پھیلائے نہین خدا تعالیٰ اوسکو دنیا مین عزت دیگا - اور اس کتمان امر کو نور بنا کر قیامت کے روز اوس کی پیشانی مین رکہے گا - ۱۲ -

يقوده الى الجنة[1] يا معلى من اذاع حديثنا وامرنا ولم يكتمه اذله الله في الدنيا ونزع
النور من بين عينيه في الآخرة وجعله ظلمة يقوده الى النار يا معلى ان التقية ديني ودين
آبائي ولا دين لمن لا تقية له يا معلى ان الله يحب ان يعبد في السر كما يحب ان يعبد
في العلانية يا معلى ان المذيع لامرنا كالجاحد به یہ بھی علی بن خنیس راوی حدیث باوجود امام کے اس
ممانعت کے اظہار سے باز نہ آیا اور امام کی مخالفت کی یہانتک کہ مقتول ہوا قال ابو عبد الله علیه السلام اقرأ موالينا
السلام واعلمهم ان يجعلوا حديثنا في حصون حصينة وصدور فقيهة واحلام رزينة
والذي فلق الحبة وبرأ النسمة ما الشاتم لنا عرضا والناصب لنا حربا اشد مؤنة
من المذيع علينا حديثنا عند من لا يحتمله — عن ابي عبد الله ع قال ما قتلنا من
اذاع حديثنا خطاء ولكن قتلنا قتل عمد عن ابي بصير قال قلت لابي عبد الله ع
ما لنا من تخبرنا بما يكون كما كان علي يخبر اصحابه فقال بلى والله ولكن هات حديثا
واحدا حدثتك فكتمته فقال ابو بصير فوالله ما وجدت حديثا واحدا اكتمه
غرض ان روایات سے اظہار معتقدات زمانہ تقیہ تک صاف حرام معلوم ہوتا ہے پھر باوجود اسکی

---

[1] وہ نور اسکو جنت مین کھینچ لیجائیگا اے معلی جو شخص ہماری حدیث اور ہمارا امر ظاہر کریگا اور اسکو مخفی نہ رکھیگا خدا تعالی اسکو دنیا مین خوار کریگا اور
قیامت کو اسکی پیشانی سے نور کو سلب کر لیگا اور اسی افشائے امر کو ظلمت بنا دیگا جو اسکو دوزخ مین کھینچ لیجائیگی اے معلی تقیہ میرا اور میرے باپ دادا کا
دین ہے اور جس شخص میں تقیہ نہیں وہ بے دین ہے اے معلی خدا تعالی کے نزدیک پوشیدہ عبادت بھی ایسی ہی پسندیدہ ہے جیسا آشکارا پر بیشک اے معلی ہمارا امر کا فاش کرنے والا ایسا ہی
جیسا کہ اسکا انکار کرنے والا [illegible] حضرت جعفر صادق نے کہا ہمارے دوستوں سے سلام کہو اور [illegible] ہماری حدیث کو مستحکم قلعوں [illegible] سینوں [illegible] جگہ دیں [illegible] وقار
عقلوں [illegible] اس قسم [illegible] جس نے دانہ کو پھاڑ کر شگوفہ نکالا اور خلقت کو پیدا کیا [illegible] ہماری عزت میں [illegible] اور ہمارے [illegible] لڑائی برپا کرنے میں [illegible] شخص
آدمی [illegible] زیادہ [illegible] تکلیف [illegible] جو ہماری حدیث کو ایسے شخص پر ظاہر کرے جو اسکا متحمل نہیں ہو سکتا [illegible] ابو عبد اللہ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا جس شخص نے
ہماری حدیث کو ظاہر کیا [illegible] قتل نہیں کیا بلکہ [illegible] ابو بصیر [illegible] ابو عبد اللہ کی خدمت میں عرض کیا
کہ [illegible] آپ ہمکو کیفیت حال کی خبر [illegible] نہیں دیتے جس طرح حضرت علی کرم اللہ وجہہ اپنے دوستوں کو خبر دیا کرتے تھے قسم ہے خدا کی کیوں نہیں
مگر [illegible] ایک ہی حدیث بیان کر دی جو میں نے تجھسے کہی ہو اور تو نے اسکو پوشیدہ رکھا ہو ابو بصیر کہتا ہے خدا کی قسم مجھکو ایک حدیث بھی نہ ملی جسکو میں نے چھپایا ہو

حضرات شیعہ کے اکابر کا جو بزعم انکی مخلص اصحاب ائمہ تہی یہہ حال ہی کہ امام کی نافرمانی کرین امام پر لعنت کری پہر بہی اظہار سے باز نہ آوین اور ان ہی پر کیا منحصر ہی صحابہ مقبولین نے بہی تو امام بلا فصل کے ارشاد مین اطاعت نہین فرمائی تہی تو یہہ کچہہ نئی بات نہین مگر تعجب تو یہہ ہی کہ باوجود ان روایات کی یہہ حضرات یہہ روایتین بہی فرماتے ہین عن محمد بن جمهور القمی قال قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم اذا ظهرت البدع فی امتی فلیظهر العالم علمه فان لم یفعل فعلیه لعنة الله - پہر آپ فرمایئے کہ روایات مذہب کی سے سی زبان کا قلب وجنان کے ساتہہ موافق ہونا اصل اصول دین ہی یا مخالف ہونا اور زبان کو دل کے ساتہہ موافق کرنے سے دین اسلام سے خارج ہوتا ہی یا مخالف کرنے سے فاعتبروا یا اولی الابصار **قال الفاضل المجیب** ثم قال - اما بعد اندنون ایک سوال محررہ مولوی فرزند حسین صاحب اثنا عشری متعلق بحث امامت میری نظر سے گذرا اگرچہ پہلے اس مسئلہ مین اور اسکی متعلقات مین طرفین سے دفاتر سیاہ ہوچکی ہین اور ہنوز فیصلہ نہین ہوا اور نہ جبتک قائد توفیق راہ ہدایت کیطرف کشان کشان لاوی اور عنایت خداوند تعالی شانہ دستگیری فرمائی تب تک فیصلہ ممکن ہی - اقول - مجہہ جیسی ہیچمدان کی نسبت لفظ مولوی تحریر فرمانا محض تواضع و عنایت سامی ہی ممنون ہون واقع مین مین بیچارہ فارسی خوان ہون ہرگز مولویت کی لیاقت نہین رکہتا ہان یہہ ضرور ہی کہ ابتداء سن تمیز سے مناظرہ مذہبی کا شوق رہا ہی کسیقدر طرفین کی کتابین دیکہی اور باتین سنی ہین لفظ مولوی اپنی نام کے ساتہہ لکہا جانا ایک قسم کی ہنسی و استہزا سمجہتا ہون اسلیئی آئندہ معاف کا خواہان ہون **یقول العبد الفقیر الی مولاہ** اگر آپ اپنی اس بیانین سچی ہین اور آپ محض فارسی خوان ہین اور عبارات عربیہ کو نہ سمجہہ سکتی ہین نہ ترجمہ کرسکتی ہین تو ضرور ہی کہ آپ اپنی تحریرات کی مواقع اعتراض و جواب مین جو عبارتین اپنی یا خصم کی کتب عربیہ سی نقل کرتے ہین جنکا سمجہنا بجز استعداد علوم عربیہ کی نہین ہوسکتا اون عبارات کی نقل اور اون سی استدلال کرنے مین اپنی مذہبی بہائیون سے مدد لیتی ہونگی اور آپکی علماء کی

ظہور بدعات کے وقت سکوت کرنے والا ملعون ہی

اعانت وامداد اوسمین آپکی شامل حال ہوگی چنانچہ اس قسم کی تحریرات حضرات شیعہ کی ان [illegible]
کمیٹی ہوا کرتے ہین - تو ایسی صورت مین میری مخاطب ور میرے مجیب [illegible]
قوت اور تائید برادران ایمانی اور صمد قادر وحانی کی ہونگی جو شامل حال آپ [illegible]
عنوان سے مین آپکو تعبیر کرون آپ اوس قوت کی ساتھہ ملکر [illegible]
آپکی نیی اطلاق کیا تو خلاف واقع او سیجا نہین کیا کیونکہ [illegible]
بلکہ آپ مع تقویت و تائید کے ہین اور اوسکی انضمام کے [illegible]
پر لفظ مولوی حمل کیا گیا ہی - اور اگرچہ یہہ تقویت و تائید [illegible]
بمنزلہ لوازم غیر منفک عن الذات ہی سلیے اسکو وصف ذاتی [illegible]
اور عنایت پر محمول فرمانا محض تواضع و عنایت ہی [illegible] ہون - [illegible]
توفیق ایزدی درکار ہی مگر جس فرقہ سے یہہ توفیق یہانتک سلب ہوگئی ہو کہ [illegible] کی کتابونکا
دیکھنا اونسے ملنا امور متنازعہ فیہا مین گفتگو کرنا خصوصا مشاجرات صحابہ مین گناہ سمجھتی ہو
اور ان باتونکو اپنی مذہب کا مخل جانتی ہون عالم اسباب مین اوس فرقہ کی ہدایت کی کیا امید ہی
اقول اس تقریر سے معلوم ہوا کہ آپکو توفیق کے معنی سے بھی ناآشنائی ہے - جناب من توفیق کے
معنی توجیہ الاسباب نحو مطلوب الخیر ہین اور ظاہر ہی کہ ہمین مطلوب خیریت کی ساتھ
مقید ہی جو یہان مفقود ہی مطلوب شر کی توجیہ اسباب کو کوئی ناواقف ہی توفیق کہیگا
اور اگر خیر مزعومی مراد ہوا ور مطلقاً ہر ایک فریق کی کتابین دیکھنا اونسے ملنا امور متنازعہ فیہا
مین گفتگو کرنی اور اوسکو ثواب سمجھنا توفیق ہو تو پھر خوارج کو بھی جو کہ اپنی کتابونمین اہلبیت
نبوت کو سب و شتم کرتے ہین اور سواد الوجہ فی الدارین کماتے ہین جیسا کہ حضرات شیعہ
نی بھی بہ نسبت کبار صحابہ کی یہہ ہی وتیرہ اختیار کر رکھا ہی مژدہ ہو کہ حضرات شیعہ کو
کہہ سکتی ہین کہ جس فرقہ سے یہہ توفیق یہان تک سلب ہوگئی ہو الخ تو اس صورتمین
آپکی ہی اقرار سے آپسی اور تمام شیعہ سے توفیق سلب ہوئی اور کوئی ستمہ مین خیال نہین

کرسکتا کہ خوارج کی کتابونکا دیکھنا جنمین معاذ اللہ اہلبیت اطہار کے دشمنون کی توہین وتذلیل ہو
مستحب وموجب ثواب ہے اگر ہماری مجیب بروئی اپنی مذہب کے واقعی ایسا ہی اعتقاد رکہتی ہون
تو ہمین بھی مطلع فرمائین۔ علے ہذا القیاس یہود ونصاری ومجوس وبت پرست وغیرہ سب کا
بمقابلہ حضرات شیعہ کے اپنی اون کتابونکی نسبت جنمین حق تعالی شانہٗ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی نسبت کلمات سقط وناسزا لکھی ہین یہہ ہی ترانہ ہوگا پہر جو کچہہ اسکا جواب حضرات شیعہ خوارج
وغیرہ کو دیوین وہی ہماری طرف سے بہی قبول فرمائین اور اصل یہہ ہی کہ جس فریق کے نزدیک فریق
ثانی کے پیشواؤن کو برا کہنا جزو مذہب ہو اور اوسکو عبادت اعتقاد کرتے ہون بلکہ اپنی پیشواؤنکو برا کہنی سے پاک نہو
اور اونکی کتابین اس قسم کی مضامین سے مملو ہون اور اونکی زبانین ایسی کلمات کی خوگرفتہ ہون تو بیشک فریق
ثانی ایسی لوگونکی ملنی اور اونکی کتابونکے دیکھنی سے کارہ ہوگا اور حرام سمجہیگا کیونکہ منجر بحرام ہی علاوہ
ازین قاعدہ ہی کہ جب حق منقح ومحقق ہوجاتا ہی تو مخالفین کی کتابین دیکھنی اور ایسی امور متنازعہ فیہا
مین گفتگو کرنے بے سود تضیع اوقات بلکہ کسیقدر خطرناک ہوتا ہے کیونکہ ہر ایک امر کی تحسان
کی ادراک سے عقول قاصر ہین چنانچہ حق تعالی شانہ نے وَمَا اُوْتِيْتُمْ مِنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا
فرماکر اسپر تنبیہ فرمایا اور جابجا کلام مجید مین مخالفین کے ساتہہ اختلاط اور اونکی دوستی اور
موالات کی ممانعت فرمائی۔ اور جب اہلسنت اپنی مذہب کو منقح ومحقق کر چکے اور موافق
کتاب وسنت پا چکی تو اونکو کچہہ ضرورت باقی نہین رہی کہ بنظر تحقیق حق شیعہ وخوارج سے
ملین اور اونکی کتابین دیکھین اور اپنی بزرگونکا سب ودشنام سنین اور دیکھین۔ ہان گاہی بنظر
حمایت اسلام وتبکیتاً لالداء الخصام بغرض الزام کتب مخالفین دیکھتی ہین اور امور متنازعہ فیہا
مین گفتگو کرتے ہین اور اوسکو کوئی حرام نہین کہتا البتہ اسمین اگر کچہہ فرمائین تو اہل ورع
وتقوی فرمائین سو وہ خارج از قانون مبحث ہی۔ لیکن طلب توفیق اوس فرقہ سے دیکھنا
چاہیی کہ کہانتک اور کس درجہ تک ہی کہ جو تمام عمر کتب اہل حق دیکھتی ہین کتاب اللہ پڑہتی ہین
اور ہدایت اونکی نصیب نہین ہوتی اور صراط مستقیم سے منحرف ہین خدا تعالے شانہٗ کے لیئے

جسم وصورت ثابت کرتے ہین کہو کلا اور ہوس تبلاتی ہین کتاب اللہ کو تحرف کہتی ہین انبیا
کی حق مین ناسزا کہتی ہین ائمہ کو انبیاء سے افضل کہتی ہین۔ الی غیر ذلک من المزعومات۔ اب
اس سے اندازہ کر لینا چاہیی کہ سلب توفیق زیادہ کس پر ہے اور معاند حق کون ہی قولہ
شاید یہہ سبب ہی کہ حضرت نے قائد توفیق کے ساتھہ لفظ کشان کشان جو مستلزم جبر ہی
زیادہ کیا ہی۔ اقول اگر یہہ ہی فہم شریف کا حال ہی تو سیطرح کلام اللہ کی بہت اسے
آیتین موہم جبر ہین جو ہدایت وضلالت کے بارہ مین وارد ہوئی ہین وہان بہی آپ شاید
جبر ہی سمجہتی ہونگی۔ خداوند تعالے پر لطف واجب کر کے اوسکو اپنی عقول سی مجبور کرنا مستلزم
جبر ہی کہ نہین۔ ان سب کے علاوہ حدیث الطینہ کو ہی ملاحظ فرمالیجیی اوسمین صریح ہی
کہ حسنات مخالفین کے شیعیان پاک کے بمقتضای طین حوالہ ہونگی اور سیئات شیعان پاک کی مخالفین کے
سر ڈالی جائینگی یہہ سراسر جبر اور خلاف لطف مزعوم ہی۔ اچہا یہہ بہی سہی ہم ایک روایت
مجالس المومنین سے پیشکش کرتے ہین جسکو قاضی نور اللہ صاحب شوستری نے امام
جعفر رضی اللہ عنہ سے امام غزالی کی بیان مین نقل کیا ہی اوسکو ملاحظہ فرمائین اور انصاف
سی فرمائین کہ مستلزم جبر ہی یا نہین الفاظ روایت یہہ ہین العلم النافع لیس بکسب
ولا جد بل ہو نور یقذفہ اللہ فی قلوب اولیائہ اذا اراد بہم خیرا۔ پہر اگر اسمین کوئی
تاویل کر کے اسکو جبر سی خارج کرین تو بندہ کی طرف سی بہی وہی قبول کرین قال الفاضل
المجیب قولہ۔ لیکن جناب سائل نے اپنی اسلاف سی بڑہکر قدم رکہا ہی اور اپنی
سابقین سے سبقت کا قصد کیا ہی اقول۔ تعجب ہی کہ شروع کلام مین یہہ دراز نفسی
ایسی الفاظ اور انکی جواب ترکی بہ ترکی لکہنی کو سم تہذیب کے خلاف سمجہتی ہین اور بجز سکوت
کچہہ جواب نہین دیتی یقول العبد الفقیر الی مولاہ تعجب ہی کہ آپکو یہہ الفاظ اتنے بُری لگی
اور آپنی انکو اسقدر مکروہ اور مستقبح وخلاف تہذیب سمجہا اور انکی لکہنی کو دراز نفسی سی تعبیر
فرمایا۔ باوجودیکہ آپ کی سعی وکوشش اپنی مذہب کے اذاعت وترویج مین اپنے بہت

متقدمین سی بڑہکر ہی تو اگر اس وجہ سی آپکو فخر سابقین کہدیا گیا یا قصد تقدم و سبقت علی المتقدمین
آپکی طرف نسبت کیا گیا تو کیا گناہ ہوا۔ حضرات شیعہ تو اس سے بڑہکر الفاظ اپنی علما کی
شان مین لکھتی ہین اور مین یقین کرتا ہون کہ ہرگز آپ اونکو دراز نفسی اور بد تہذیبی کے ساتہہ
تعبیر نہین فرمائین گے حالانکہ ایسی کلمات مستلزم توہین امامت و ائمہ رضا ہین اور اگر اونمین
تاویل کر کے ظاہر سے نہ پہیرا جاوے اور مجازی معنی نہ لیئی جاوین تو انشاء اللہ آپ ہی
اونپر کفر کا فتوی دیوین۔ فہرست علماء مصنفین شیعہ مین جو اسوقت میری سامنی
موجود ہی لکہا ہی ومنھم الشیخ امام الشیعۃ معین الدین مسعود بن علی
البیہقی صاحب کتاب سلوۃ الشیعہ وفیہ الادلۃ علی تحقیق ایمان ابی طالب
اب آپ غور فرمالیجئی کہ اس شخص کو امام کی لفظ سی تعبیر کیا ہی اور آپ جانتی ہین کہ
غیر امام کو امام کہنا شیعہ کی نزدیک ایسا ہی برا ہی جیسا غیر خدا کو خدا کہنا اور غیر رسولؐ کو
رسول کہنا تو معلوم نہین اس قسم کی کلمات کو جو عموماً علما کی نسبت کتب شیعہ مین
بلا تکلف پائی جاتے ہین ہماری حضرت مخاطب کسقدر سنکر اور مستقبح سمجہتی ہونگی اور اونکی
قائلین کو کس درجہ دراز نفسی اور بد تہذیبی سے مطعون فرماتی ہونگی۔ حالانکہ جو کچہہ
مینی عرض کیا ہی وہ ان کلمات کا عشر عشیر بہی نہین۔ باقی رہا یہہ جو آپ فرماتی
ہین کہ ایسی الفاظ اور اونکی ترکی بترکی جواب کو خلاف تہذیب سمجہتی ہین اور بجز سکوت
کچہہ جواب نہین دیتی۔ بعاینہ آپکی اس تحریر کی حیرت و تعجب انگیز ہی۔ کیونکہ
آپنے اسی تحریر مین باوجود ادعا تہذیب کی کوئی دقیقہ دقائق خلاف تہذیبی کا
اوٹہا نہین رکہا فحش گالیون تک دریغ نہین فرمایا۔ چنانچہ آیندہ جسجگہ ایسی کلمات
آپ لکہین گے اوسجگہ اشارہ کیا جائیگا پہر معلوم نہین آپنے تہذیب کس چیز کا نام
لیا ہی۔ مگر شاید آپکی نزدیک گالیان خلاف تہذیب نہون اور یہہ کلمات خلاف تہذیب ہون

ا؎ ترجمہ علماء مصنفین شیعہ کی شیخ امام الشیعہ معین الدین مسعود بن علی بیہقی مصنف کتاب سلوۃ الشیعہ جسمین [illegible] ہین۔ ۱۲۔

بہرحال این ہمہ اگر ان کلمات کو آپ اسوجہ سی کہ خاص میری قلم سے نکلی ہین مکروہ اور خلاف
تہذیب خیال فرماتے ہین تو لیجئے مین معافی مانگتا ہون اور ممنون ہون کہ اسکی جواب
مین آپنے سکوت فرمایا کیونکہ اس فن مین مجھسی آپکے ساتھہ برابری نہو سکیگی **قال
الفاضل المجیب**۔ قولہ۔ وہ یہہ ہی کہ اپنی مسلمہ شرایط امامت کو تحریر فرماکر اونکی
نسبت دعوی فرمایا ہی کہ یہہ شرایط دلائل عقلیہ ونقلیہ سے ثابت ہین اسکی بعد لکھا ہی کہ جو
صاحب جواب تحریر فرماوین اونکو چاہیی کہ اگر ہماری شرایط کو رد فرماوین تو محض لانسلم
کہکر نہ ٹالدین بلکہ بدلائل عقلیہ ونقلیہ رد فرماوین۔ اقول۔ اسلاف سی بڑہکر قدم
آگے رکہنی اور سابقین سے سبقت کا قصد کرنیکا جو یہہ سبب تحریر فرمایا ہی سمجھہ مین
نہین آتا کیا حضرت مجیب ان شرایط ثلثہ کو میراہی ایجاد سمجھتی ہین اگر انکا یہہ خیال
ہی تو تحفہ کی باب ہفتم کو ملاحظہ فرماوین کہ صاحب تحفہ تحریر فرماتے ہین کہ یہہ شرائط
امامیہ بہر آنی اسلیئی امامت مین لگائی ہین کہ خلافت خلفاء ثلثہ کو عین دعوی مین
برہم کرین۔ کل علماء شیعہ کثرہم اللہ فے البریہ یہہی شرایط لکھتی آتے ہین۔
یا اسلیئی کہ مینی اونکو مدلل بدلائل عقلیہ ونقلیہ لکھا ہی۔ یہہ بہی تجرید الامامت مین
مشرح ومفصل موجود ہے۔ یا یہہ کہ دلائل نہین لکھی سو اب تحریر یہہ ہی ہی کہ اپنی دعوی
گو کو سردست اسکی دلائل نہ لکھین مدلل بدلائل لکہتا ہین۔ چنانچہ حضرت مجیب نے
بہی صحابہ کرام رض وخلفاء ثلثہ کی تمام امت سے افضلیت کے دعوے مین تحریر فرمایا
کہ کتاب اللہ فضائل صحابہ سے پر ہی اور اقوال عترت بشیار انکی مدائح مین وارد ہین حالانکہ
ایک آیت قرانی اور ایک قول عترت بہی نقل نہین فرمایا مین حیران ہون کہ حضرت مجیب نے
جو سبب میری سبقت وغیرہ کا لکھا ہی میری سمجھہ مین نہین آتا **یقول العبد
الفقیر الے مولاہ** مین آپکی ادعای انصاف اور مہارت فن مناظرہ پر کہ تہذ
سن تمیز سے اسی مین منہمک رہی نہایت متاسف ہون کہ خصم کا کلام بجمیع

محتملات نہین سمجھ سکتی یا یہہ کہ سمجھتی ہین لیکن صرف بغرض ایراد و اعتراض کلام کی اوس محتمل سے اغماض فرماتی ہین جسپر بنا مراد قائم ہی۔ پس اگر اسیکا نام انصاف اور مناظرہ دانی ہی تو دیکھیے نا انصافی کیسی کچھہ ہوگی۔ مین پوچھتا ہون کہ اسلاف سی بڑہکر قدم رکھنی اور سابقین سے سبقت کا قصد کر سکنے کے جو جنابنے کلام مین سے تین احتمال پیدا فرمائی ہین کیا بجز اون احتمال سہ گانہ کے اور کوئی احتمال اوس کلام مین پیدا نہین ہو سکتا۔ کیا کوئی دلیل حصر عقلی یا استقرائی جنابنے اوس پر قائم فرمائی ہے ظاہرا تو یہہ آپکا محض زبانی دعوی ہی۔ فی الحقیقت دیکھیے تو یہہ تینون احتمال غلط ہین اور مدار تقدم وسبقت اس پر ہی کہ جنابنے اول تحریر فرمایا کہ یہہ مدعا بدلائل عقلیہ و نقلیہ ثابت ہے اور بعد اوسکی لکھا کہ جو صاحب جواب تحریر فرماوین تو محض لانسلم کہکر نہ ٹال دین۔ اس سے صاف ثابت ہوتا ہی کہ بزعم جناب یہہ شرائط اس درجہ ثابت و متحقق ہین کہ ان پر کوئی اعتراض وارد نہین ہو سکتا اور خصم کو بجز لانسلم کے اور کچھہ بن نہین آتا گویا اہلسنت آجتک بجواب شرائط لانسلم کرتے چلے آئی ہین حالانکہ اسقدر وسیع مسئلہ مین کہ جس مین مجال کلام کو بہت وسعت اور گنجایش ہی بلکہ اگر انصاف دیکھیے تو علماء شیعہ اس مسئلہ مین محض محتملات بعید از لفظ اور دور از عقل سے ہمیشہ استدلال کرتے ہین اور بمجرد دعوی کفر و ارتداد کبار صحابہ مہاجرین و انصار و ازواج مطہرات رسول کردگار امہات المومنین کے اور کوئی مساغ نہین پاتے۔ تو ایسی مسئلہ کی نسبت اتنا بڑا کلمہ کہنا بہت بڑی تقدم و عزم سبقت کو مقتضی ہے۔ جو بہت سی اکابر شیعہ سی صادر نہین ہوا۔ پس حضرت مجیب کا یہہ فرمانا کہ مین حیران ہون کہ حضرت مجیبنے جو سبب میری سبقت وغیرہ کا لکھا ہی میری سمجھہ مین نہین آتا البتہ قابل افسوس ہی اور یہہ جو ارشاد ہے کہ دو جا تحریر یہہ ہی کہ اپنے دعوی کو گو درست اوسکی دلائل نہ لکھین۔ لیکن مدلل بدلائل لکھتی ہین الخ۔ یہہ اور بھی طرفہ تماشا ہی کیون حضرت یہہ کہان کا داب تحریر ہے کہ خاصم

دعوی پیش کرین اور اوسکی دلائل ذکر نہ فرمائین کوئی شخص مناظرہ مین بمقابلہ خصم دعوی کو
ذکر کرکے دلائل کو برات عاشقان برشاخ آہو نہین بتا سکتا - حالانکہ وہ یہہ بہی جانتا ہو کہ خصم
اس دعوی کو تسلیم نہین کرتا - کیونکہ خود جناب کے نزدیک بہی مسلم ہی کہ دعوی بلا دلیل نامسموع
ہی تو معلوم نہین کہ یہہ داب تحریر کس قاعدہ پر مبنی ہی رہا یہہ جو بطور شبہہ بیان فرماتے مین "
چنانچہ حضرت مجیب نے خلفاء ثلثہ کی افضلیت کی دعوی مین" - الخ - اور بندہ کو بہی اپنی خطا
مین شریک کرتے ہین یہہ اوس سے بہی زیادہ عجیب و غریب ہی بلکہ حضرت کے مناظرہ
دانی کی نہایت قوی دلیل ہے اس سی اہل فہم صاف سمجہہ سکتی ہین کہ آپکو مدعی اور حاکی
دعوی مین امتیاز و تفرقہ نہین ہے - اگرچہ مین کیا بلکہ ہر ایک شخص اہلسنت مین سی افضلیت
خلفاء رضی اللہ عنہم کا معتقد اور مدعی ہے لیکن اس عبارت مین جسکو جنابنے نقل فرمایا ہی
میری طرف دعوی کو نسبت کرنا سراسر غلط ہی کیونکہ سیاق کلام بصراحت دال ہی کہ یہہ عبارت حکایت
دعوی ہی بلکہ معتقد اہلسنت کو مثبتی ہی نہ یہہ کہ متکلم کے مدعی ہونے کو مثبت ہی پس حاکی دعوی کو
مدعی کہنا آپ ہی جیسی مناظرہ دان کا کام ہی تو اسلئی بندہ کو عدم سوق دلائل پر نظر نہین
حضرت نے بہی اگرچہ ابتدا مین اختلاف نقل کیا ہی جس سی شاید آپکو بہی یہہ شبہہ پیدا ہو
کہ ہم بہی مدعی نہین اور حاکی دعوی ہین اور بندہ نے جو آپکو مدعی قرار دیا ہی اوسکو غلط اور
خلاف مناظرہ سمجہین لیکن اسقدر اور بہی خیال فرمائین کہ آپنے آخر تحریر مین یہہ فقرہ
تحریر فرمایا ہی (جو صاحب جواب تحریر فرماوین وہ ہماری شرائط کو بدلائل رد فرماوین الخ)
جس سی صاف ثابت ہی کہ آپکی غرض محض نقل و حکایت مذہب نہ تہی بلکہ آپکو دعوے مقصود
تہا اسلیئی آپکو مدعی قرار دیا گیا جسکو جنابنے بلا رد و انکار تسلیم کر لیا - پس اگر آپ تامل فرماوینگی
تو سمجہہ جاوینگی کہ مین اس خطا مین آپکا شریک نہین ہو سکتا - قولہ معہذا یہہ شرائط ایسی
متحقق و ثابت ہین کہ حضرت مجیب نے باوجود سخت انکار زبانی کے دو شرطین تو تسلیم فرمالین
افضلیت خلفاء ثلثہ کا تصریحاً اقرار ہی اور بعض کی بابت تحریر فرماتے ہین کہ (یہہ دعوے

کہ اہل سنت اس باب مین نص کے قائل نہین علی الاطلاق صحیح نہین) اس سے بڑہکر ہماری شرائط کی مدلل ہونیکا اور کیا ثبوت ہو سکتا ہی - اقول - کہان ہین اہل علم و فہم و انصاف جو ہمارے فاضل مجیب کے انصاف و مناظرہ دانی کو ملاحظہ فرماوین اور حضرت کی شرائط ثلثہ کا ایسا کامل ثبوت جس سے زیادہ کوئی ثبوت نہین ہو سکتا بنظر تامل دیکہین اور اس مدلل ثبوت کی کیفیت سنین - اگر حضرات کی پاس اس سے بڑہکر شرائط ثلثہ کے اثبات کے لئی اور کوئی حجت نہین تو اس سے یقین کر لینا چاہیے کہ حضرات کی پاس شرائط ثلثہ کا کچہہ ثبوت نہین ہے جناب میر صاحب مین نے اگر خلفاء ثلثہ رضی اللہ عنہم کی افضلیت کا تصریحاً اعتراف کیا تو اس سے بموجب کس قاعدہ مناظرہ کی خلافت کی لیئے اشتراط افضلیت لازم آیا اور اگر مینی یہہ لکہا کہ یہہ دعوی کہ اہل سنت اس بات مین نص کے قائل نہین علی الاطلاق صحیح نہین تو یہہ کیونکر مستلزم اشتراط نص کو ہوا خدا کے لئی ذرا تو سوچیے اور کچہہ تو انصاف فرمائی کیا وجود شی اور اشتراط شی متحد ہین حاشا کہ باہم اتحاد ہو کیونکہ بدیہی ہی کہ اشتراط شی جو بعض اعتبارات سے موقوف علیہ ہوتا ہی نفس وجود شی سے ایک وصف زائد ہی ورنہ وہ متفرع ہی جیسا کہ اور اوصاف بہی متفرع علی الوجود ہین اور وجود خواہ عین ذات قرار دیا جاوے یا زائد علی الذات سمجہا جاوے ہر طرح مغایر اشتراط ہی اسلئی کہ اتحاد ذات مع الوصف محال ہی اور اتحاد وصفین متغائرین بہی ممتنع - یا یہہ کہ وجود شی مستلزم اشتراط کو ہی اور یہہ بہی بداہۃً غلط ہی کیونکہ علاقہ لزوم باہمی منتفی ہی ورنہ لازم آویگی کہ تمام صفات موجودہ فی فرد واحد کا اشتراط مسلم ہو حالانکہ یہہ صراحۃً باطل ہے اسلئی کہ مستلزم بطلان عقد دائمہ بلکہ انبیاء کو ہی بلو فی اوقات مختلفہ کیونکہ ظاہر ہی کہ تمام صفات موجودہ فی شخص قطعاً و یقیناً دوسری شخص مین نہین موجود ہونگی ورنہ لازم آویگی کہ متغائرین متحد ہو جائین - پس جبکہ اتحاد اور استلزام دونو باطل ہوگئی تو استدلال کہان رہا پس آپ دیدہ بصیرت و انصاف کہولکر ملاحظہ فرمائین اور تامل کرین کہ یہہ جو تحریر فرمایا کہ

اعتراف افضلیت بخصوص صحت خلافت مستلزم اشتراط افضلیت نہین

کہ اس سے بڑھکر ہماری شرائط کے مدلل ہونے کا اور کیا ثبوت ہوسکتا ہی اس سے صاف ثابت
ہوتا ہی کہ آپکو اعتراف ہی کہ آپکی پاس شرائط ثلثہ کے ثبوت کی لئی کوئی دلیل نہین ہی پس
جبکہ آپکو شرائط کے بلا دلیل ہونے کا اعتراف ہی - تو ہمکو اونکی تردید کی کیا ضرورت ہے - اور آپکا
اونکی تردید مین دلائل کا مطالبہ سراسر بیجا ہی - **قال الفاضل المجیب** قولہ پیشتر علماء
شیعہ کا یہہ وتیرہ رہا ہی کہ ہمیشہ اعتراض کیا کیئی - اقول - تین چار سطر پہلے حضرت
تحریر فرما چکی ہین کہ اس مسئلہ - اور اسکی متعلقات مین طرفین سے دفتر سیاہ ہو چکی ہین
اگر علماء شیعہ ہمیشہ اعتراض کیا کیے تو یہہ دفاتر کس نے سیاہ کیے - کیا محض اہل سنت ہی دفاتر
سیاہ کیا کیے اگر یہہ ہی تو پہر طرفین کی قید زائد محض ہے اور یہہ بھی سمجھہ مین نہین آتا کہ تا وقتیکہ ایک
فریق کچھہ نہ لکھے اوسکا مخالف فریق خود بخود دفاتر سیاہ کیا کری ابہی ہی کلام مین یہہ تناقض ہے جب اصلی بحث
شروع ہوگی تو دیکھیے کیا ہوگا **یقول العبد الفقیر الی مولاہ** سمجھ ہماری حضرت میر صاحب نے ہماری کلام
مین وقوع تناقض کا دعوی فرمایا - اہل دانش و انصاف اس کے ملاحظہ کی بھی تکلیف فرمائین اور ہماری
حضرت مجیب کو اونکی اعتراض کے داد دین اور واہ واہ آفرین احسنت کا شور عرش برین تک
پونہچائین ح میر صاحب - مین تو آپکی مناظرہ دانی کا قائل ہوگیا جو حضرت فرمائین وہ بجا اور درست ہے
جناب میر صاحب کو عبارت فہمی کا نہایت ہی ملکہ ہی - بندہ کی عبارت یہہ ہی "پیشتر علما
شیعہ کا یہہ وتیرہ رہا ہے کہ ہمیشہ اعتراض کیا کیے اور جب کبھی خدانخواستہ جواب دہی کا
موقع آپڑا تو شتر گربہ لانے لگے اور ایسی تقریرین فرمانے لگی جو مضحکہ اطفال ہون - اس اردو
عبارت مین ہماری فاضل مجیب نے غالباً لفظ اعتراض کو جو بمعنی باب افتعال سے لکھا تھا
اعراض باب افعال سے سمجھا اور وقوع تناقض کے ہماری کلام مین مدعی ہوئی یعنی مانا کہ ہماری تحریر
مین شاید نقطات تا افتعال کے سہواً رہ گئی ہونگی - لیکن سیاق عبارت کیا چلا کر نہین
کہہ رہا ہی کہ یہانپر اعراض کے کچھہ معنی نہین ہے - اور یہان لفظ اعتراض ہی مناسب ہے
کیونکہ دو امر متقابل ذکر کیئے گئے ہین اول اعتراض دوسرا موقع جواب

دہی ظاہر ہی کہ اعتراض وجواب باہم متقابل ہین اور لفظ موقع جواب خود مقتضی سبقت اعتراض کو ہی۔ تو اس سی صاف سمجھہ مین آسکتا ہی کہ پہلی جو لکہا گیا تہا وہ لفظ اعتراض باب افتعال سی تہا نہ اعراض باب افعال سے تعجب ہی کہ آدمی بے سوچی سمجہے اتنا بڑا اعتراض کردے اور سیاق وسباق عبارت مین تامل نہ فرماوے جب اردو عبارت سمجہنی مین یہہ حال ہے تو اور عبارات کیا خاک سمجہہ سکتی ہین۔ پہر اس فہم پر فرماتی ہین کہ ہمنی مذہب کی حقیقت مین حق الیقین کا مرتبہ حاصل کر لیا ہے۔ مگر شاید آپ یہہ عذر فرمائین کہ مین ایک ایک جملہ لیکر تردید کرتا تہا اور جب مضمون جملہ سابقہ کا تمام ہو کر حافظہ سے نکل گیا اوسوقت دوسری جملہ کی نوبت آئی۔ لیکن جبکہ ابہی سے انصاف وتحقیق حق اور مناظرہ دانی کا یہہ حال ہے تو جب اصلی بحث شروع ہوگی تو اوسوقت دیکہیی کیا ہوگا۔ قولہ۔ تعجب ہے کہ اعتراض کی نسبت ہماری طرف کیجاتے ہے۔ حالانکہ معاملہ برعکس ہی اس باب مین سکوت اہل سنت کا مذہب ہی نہ ہمارا۔ اقول۔ یہہ دعوی غلط ہی مین نے ہرگز آپ کی علما کی طرف اعراض وسکوت کی نسبت نہین کی۔ آپ بندہ کی عبارت نظر تامل سی مکرر ملاحظہ فرمائین۔ گستاخی معاف ہینی اوس تحریر مین آپکی علماء کی نسبت یہہ عرض کیا ہی کہ حضرات موقع جواب دہی مین تقریرات لغو اور لاطائل فرماتے ہین جسکا منشا نفسانیت وابطال حق ہے یا قلت استعداد اور قصور ملکہ اور اوسکو اعراض کے ساتہہ تعبیر فرمانا صحیح نہین ہے۔ کہان اعراض کہان تقریرات سقیمہ۔ ہان آپنے اعراض اور سکوت کو اہل سنت کی طرف نسبت کیا یہہ صحیح ہی بیشک علما اہل سنت اعراض وسکوت ایسی مواقع مین اختیار فرماتے ہین جبکہ دیکہہ لیتی ہین کہ خصم پر حجت تمام ہوگئی اور حق منکشف ہوگیا اور خصم حق سے دست بردار ہو کر بر سر جدال ومکابرہ آگیا یا یہہ کہ ابتدا مین عنوان مباحثہ سے معلوم کر لیا کہ خصم مخاطب صحیح اور قابل خطاب ہی نہین

تو ایسی مواقع مین علماء اہل سنت بمقتضاء ع اینست جوابش کہ جوابش ندہی اور بحکم واذا سمعوا اللغو اعرضوا عنہ ۔ اعراض وسکوت فرماتے ہین اور یہہ اعراض وسکوت محمود وپسندیدہ ہی اور ہر چیز اپنے موقع پر پسندیدہ ہوتی ہے بیت دو چیز تیرۂ عقلست دم فروبستن ٭ بوقت گفتن وگفتن بوقت خاموشی ٭ اور حاشا کہ سکوت واعراض علماء شیعہ کی نسبت خیال کرتا ہون ۔ بہلا شیعہ جنکی صرف زبانی دعوی اطاعت ائمہ رضا کی ہین ۔ ائمہ کی کیونکر اطاعت فرماتے اور ائمہ نے جسکو حرام اور موجب لعنت فرمایا ہے اوس سے کیونکر احتراز کرتے ۔ لیکن اس تقریر سے پایا جاتا ہی کہ مطلقاً آپکے نزدیک اعراض وسکوت علامت عجز وتسلیم ہی کہ اوس سے تبری وتحاشی فرماتے ہین تو علاوہ اسکی کہ وجوب سکوت وحرمت کلام وگفتگو آپکی روایات سے واضح ہوچکی ہی حضرات ائمہ رضا مین ہی جنہون نے بمقابلہ اعداء سکوت فرمایا یا علماء امامیہ مین سے جنہون نے مخالفین کے جواب نہین دیی تو حسب قاعدہ مسلمۂ جناب مستلزم عجز وتسلیم حضرات ہی علاوہ ازین بیچاری متاخرین متکلمین شیعہ تو کس شمار مین ہین آپ کی وہ امام المتکلمین جو بزعم آپکی علماء متقدمین کی کلام مین اسقدر ید طولی رکہتی تہی جو تمام اہل مذاہب پر غالب آئی اور خلق اللہ مین سے کسیکو تاب وطاقت نہ تہی کہ اونسی کلام کرسکی اور اون پر از راہ حجت غالب ہوسکی وہ آپکی فخر الاولین والآخرین بشہادت امام معصوم کلام مین ایسی عاجز تہی کہ اونکو ایک طفل مکتب ساکت وملزم کرسکتا تہا ۔ پس آپ کا اور آپکی دوسرے مذہبی بہائیون کا کلام پر فخر کرنا اور اپنی آپکو یہہ سمجہنا کہ ہمکو کوئی فرد بشر جواب ہی نہین دیسکتا سراسر بیجا اور خرافات اور تکذیب امام ہی ۔ لیجیی روایت سنیی آپکی علامہ باقر مجلسی جلد اول بحار مین نقل فرماتے ہین ۔ قال السید ابن طاوس فی کشف المحجہ

ف[1] سید ابن طاوس نے کشف المحجہ مین عبد اللہ بن سنان سے یہ روایت کی ہے ۱۲۔

اور یہ بات ... جو ہین ... ہین ... کہ ... بین بینی ہو ... ہوتی ... مین ... ۱۲

عن عبد اللہ بن سنان قال اردت الدخول علی ابی عبد اللہؑ فقال لی مومن
الطاق استاذن لی علی ابی عبد اللہؑ فقلت لہ نعم فدخلت علیہ فاعلمتہ مکانہ
فقال لا تاذن لہ علی فقلت جعلت فداک انقطاعہ الیکم وولاءہ لکم وجدالہ فیکم
ولا یقدر احد من خلق اللہ ان یخصمہ فقال بلی یخصمہ صبی من صبیان الکتاب فقلت
جعلت فداک ہو اجدل من ذلک وقد خاصم جمیع اہل الادیان فخصمہم فکیف یخصمہ
غلام من الغلمان وصبی من الصبیان فقال یقول لہ الصبی اخبرنی عن امامک امرک
ان تخاصم فلا یقدر ان یکذب علی فیقول لا فیقول لہ فانت تخاصم الناس من غیر
ان یامرک امامک فانت عاص لہ فیخصمہ یا ابن سنان لا تاذن لہ فان الکلام والخصومات
تفسد النیۃ وتمحق الدین - پس جب آپکی مومن الطاق کا بشہادت امام یہہ حال ہے تو
دوسرون کے حالکو اوسی پر قیاس کرکے اپنی دعوی کی تصدیق یا تکذیب بمقتضاء اپنی دین و
دیانت وانصاف کے فرمالین ہماری عرض کرنیکی کچھہ حاجت نہین رہے قولہ
مین اپنا تجربہ عرض کرتا ہون کہ اسوقت تک دو قسم کے اہل سنت سے گفتگو کا اتفاق ہوا ایک وہ
کہ جن سے رابطہ تعارف وآشنائی ہے اگر ایسے حضرات سے کبھی گفتگو ہوئی تو سوائی ہنسی

ف۵ کہ مین نے ابو عبد اللہ کی خدمتمین حاضر ہونیکا ارادہ کیا۔ تو مومن الطاق نے مجھسے کہا کہ ابو عبد اللہ سے میری واسطے بھی اجازت
(حضور خدمت کی) لے لیجو۔ مین نے اوس سے کہا بہت اچھا۔ پس جب مین خدمت مبارک مین حاضر ہوا تو مین نے آپکی خدمتمین عرض کیا
کہ مومن الطاق بھی باہر موجود ہین فرمایا کہ اوسکو مجھہ تک آنیکی اجازت مت دو مین نے عرض کیا۔ میری جان آپ پر فدا ہو وہ تو سب کچھہ چھوڑ چھاڑ کے آپ ہی کا ہو رہا ہے
اور اوسکا تولا آپ ہی کے ساتھہ ہے اور اوسکا لڑنا جھگڑنا آپ ہی کی خاطر ہے اور بندگان خدا مین سے کسی کی مجال نہین ہے جو اس سے لڑ سکے فرمایا
جی ہان؟ اوس پر تو ایک طفل مکتب بھی غالب آ سکتا ہے مین نے عرض کیا میری جان آپ پر فدا ہو وہ تو اس سے بڑھکر جدلی ہے کیونکہ
اوس نے تمام مذہب والون سے مخاصمہ کیا اور وہ اون پر غالب رہا ہے سو ایک لڑکا اوس پر کیونکر غالب آ سکتا ہے پس فرمایا کہ اگر اوس سے ایک لڑکا پوچھے کیا امام نے
تجھکو لڑنے جھگڑنے کا حکم دیا ہے تو وہ ہرگز مجھہ پر جھوٹ نہین باندھہ سکیگا اور اوسکو انکار ہی کرتے بنیگی تب وہ لڑکا کہیگا پھر تو تو اپنے امام کے حکم بغیر لڑتا پھرتا ہے پس تو
نافرمان ہوا وہ لڑکا اوس پر غالب ہوگا اے ابن سنان اوسکو مجھہ تک اجازت مت دو کیونکہ جھگڑے نیت بگاڑتے ہین اور دین کو ملیامیٹ کرتے ہین ۔۱۲

ونداق کے جواب نہین دیا اور یہہ ہی فرمایا کہ ہامین دوستی ہی اور دوستی مین مذہبی گفتگو نچاہیی حالانکہ
یہہ گفتگو کسیطرح مخل دوستی نہین ہی اگر انصاف مدنظر ہو۔ اقول فے الواقع عوام کو یہہ ہی چاہیی اسلیئے
کہ جب اونکو نہ اپنی مذہبیات پر عبور نہ دوسرونکی مذہب کے اطلاع نہ مناظرہ جانین نہ مباحثہ کے
ڈہنگ سی واقف نہ اپنا جواب دیکھین نہ دوسرونکی جواب کی صحت و غلطی پر متنبہ ہو سکین
تو وہ کیا مباحثہ کرین گے اور کیا انصاف کر سکینگے پس ایسی لوگونکو یہہ ہی چاہیی کہ مذہبی گفتگو
سی پہلو تہی کرین بلکہ اونکو قطع تعلق دوستی کرنا چاہیی۔ آپ ہی فرمائین اگر ایسی صورت
عوام اہل تشیع کو پیش آوی تو علماء شیعہ اوسکی نسبت کیا حکم فرمائین گے۔ ظاہر ہی
کہ یا ترک تعلق کا حکم فرمائین گے یا تقیہ کا حکم لگائینگی۔ اور سنیی کہ بندہ نے جو کچہہ جواب
تمہید مین عرض کیا تہا کہ حضرات شیعہ کے عادت ہی کہ ضعفاء اہل سنت سے اختلاط
کر کے مذہبی چہیڑ چہاڑ کیا کرتے ہین اور میرجی صاحب اس امر کے بادی نہین ہین الحمد للہ
اوس معروض کے تصدیق خود حضرت مجیب کے اعتراف سی ہو گئی آپ فرماتے ہین کہ "اگر ایسی
حضرات سی گفتگو ہوئی جن سی رابطہ آشنائی تہا تو اونہون نے ہنسی ونداق کے جواب ندیا
بلکہ گفتگو کو روکا اور عذر کیا کہ دوستی مین مذہبی گفتگو نچاہیی"۔ قولہ دوسری وہ حضرات
جنسی یہہ رابطہ نتہا اگر اونسی کبہی اتفاق ہوا تو یا مطلق سکوت اختیار فرمائی یا درشتی جواب دیا
اقول۔ بیشک سکوت اختیار فرمایا ہوگا مین پیشتر گذارش کر چکا ہون کہ بعض مواقع مین
علماء اہل سنت اعراض و سکوت اختیار فرماتی ہین لیکن اسکو علامت عجز اور دلیل
تسلیم سمجہنا غلط ہی اور جن حضرات نے درشتی جواب دیا وہ بپاداش آپکی درشتی اور تعریضات
کی ہوگا۔ قولہ میر مہدی صاحب مولف آیات بینات کہ جنکی کلام کو ہماری حضرت
مجیب بڑے فخر و مباہات سی اس جواب مین نقل فرماتے ہین جس زمانہ مین مرزاپور مین
تحصیلدار تہی اور بندہ ریوار ہی تہا اور یہہ رسالہ آیات بینات میری نظر سے گذرا تہا
انکی خدمت مین یک نیاز نامہ لکہکر بعض مسائل مین گفتگو چاہی تہی مگر میر صاحب موصوف نے

مطلق جواب ندیا اور اعراض ہی فرمایا - اقول مین عرض کرچکا ہون میر مہدی علیصاحب نے
بیشک آپکو جواب نہ دیا ہوگا - لیکن اوسکی وجہ یہہ ہی کہ آپکو مخاطب صحیح تصور نہین کیا
اور قابل خطاب نہین سمجہا - نہ یہہ کہ عجز کی وجہ سے سکوت اختیار کیا یہہ محض جناب کا
خیال ہی خیال ہی قولہ خود اسی شہر مین مجہہ سے تین حضرات تحریری
گفتگو کرچکی ہین اور آخر کو اعراض ہی کرتے بن آئی اقول ایسی ہی حضرات کی
بی اعتنائی اور کم التفاتی نے آپکے عجب کو اس درجہ پہنچا دیا - اگر یہہ حضرات توجہ فرماتے
تو آپ کی ان دعوؤنکی کیونکر یہانتک نوبت پہونچتی - پس آپ کی جواب سی اعراض یا تو
بوجہ قلت اعتنا و مبالات کی ہی یا اس وجہ سی ہی کہ آپنے حسب عادت مطاعن و تعریضات
تحریر فرمائی ہونگی اور ظاہر ہی کہ اونکی جواب مین ایسی ہی کلمات الزاماً لکھی جاتے تو عجب نہین
کہ بوجہ استکراہ ایسی کلمات کی اگرچہ الزاماً ہی سہی جواب سی اعراض فرمایا ہوگا - پس یہہ
جو آپ فرماتے ہین کہ آخر کو اعراض ہی کرتے بن آئی جس سی مفہوم ہوتا ہی کہ بوجہ عجز جواب
نہ دی سکی سراسر غلط ہی کیونکہ ظاہر ہی میدان تحریر ایسا وسیع ہی کہ اسمین کوئی شخص عاجز نہین
ہوسکتا کہ ضعیف قوی کچہہ نہ لکہہ سکی اور بندہ تو کسی کی تحریر کی نسبت ایسا خیال نہین کرتا
کہ کوئی مخالف اوسکا معارضہ حقاً یا باطلاً نہ کرسکی یہہ آپ ہی کا عقیدہ ہی کہ علماء شیعہ کی کتب
اس درجہ معجز ہین کہ اونکا معارضہ خارج از امکان ہی حالانکہ بشہادت امام معصوم امام المتکلمین شیعہ
حضرت مومن الطاق ایک طفل مکتب سی مناظرہ نہین کرسکتی تہی اور وہ اونکو ساکت کرسکتا تہا
اور اگر بپاس خاطر سامی اسکو تسلیم کرلین کہ یہہ سکوت عجز کی وجہ سی تہا - تو یہہ بہی انصاف اور حقانیت
کی بہت بڑی دلیل ہے - بخلاف حضرات شیعہ کے کہ اونکا مایہ افتخار یہہ ہی کہ مخالفین کی
تحریر کا برائی نام جواب لکہا جاوی حق و ناحق سے کچہہ بحث نہین ہوتی اور یہہ بہی خاص
اہل سنت کی تحریرات کی ساتہہ معاملہ ہی - صدہا تحریرین نصاریٰ و ہنود و آریون وغیرہ کی
شائع ہوتی ہین خبر ہی نہین ہوتی - اور ظاہر ہی کہ سلسلہ آخر کہین نہ کہین منقطع ہوگا

پھر یہہ خیال کرنا کہ سکوت عجز کی وجہ سی ہی محض واہیات ہی آخر علماء شیعہ نے بہی تو اہل سنت
کی بہت کتابوں کے جواب نہین لکھی پہر کیا میر صاحب اپنی علما کا عجز بہی تسلیم فرماینگی
یا این ہمہ اگر ہماری فاضل مخاطب کے نزدیک اہل سنت کا سکوت اسی وجہ سی ہی کہ آپکی
استدلالات کا جواب نہین دی سکی تو واضح رہی کہ اس صورت مین فاضل مخاطب نے
خود رسول صلعم اور ائمہ رض کی تکذیب کی کیونکہ ائمہ نے جدال و مناظرہ سے اس وجہ سی ممانعت
فرمائی کہ مخالفین تا انقضاء مدت حجت تلقین کئے جاتے ہین پس اگر حسب اعتقاد فاضل
مخاطب مخالفین آپ سی اور آپکی علماء سے ساکت ہوتی رہے ہین اور اونکو جواب نہین
بن آیا تو معلوم ہوا کہ اونکو حجت تلقین نہین ہوئی اور ائمہ رض نے جو کچہہ تلقین حجت کی بابت
فرمایا ہی معاذ اللہ دروغ ہی روایت کی الفاظ سنئی آپکی علامہ مجلسی جلد اول بحار مین
نقل کرتے ہین - عن ابی عبد اللہ ع قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ
ایاکم وجدال کل مفتون فان کل مفتون یلقن حجتہ الی انقضاء مدتہ فاذا
انقضت مدتہ احرقتہ فتنتہ بالنار - انتہی - اس سی صاف ثابت ہوا کہ اعراض و سکوت
عجز کی وجہ سی نہین ہو سکتا - اور اگر یہہ بہی تو بندہ بہی عرض کر سکتا ہی کہ اس شہر مین بندہ
کی بہی ایک حضرت سید صاحب سی جو اس نواح کے مجتہد سمجھی جاتے مین تحریری
گفتگو ہوئی - اور تیسری یا چوتہی تحریر مین اونہون نے اعراض و سکوت فرمایا
تو حسب قاعدہ حضرت مجیب مین بہی کہہ سکتا ہون کہ آخر کو اونکو اعراض ہی کرتے بن آئی
قولہ اب حضرت مجیب کی نوبت آئی ہی - اقول دیکہیے گا - بیت قیس
ز ہاد سے کہدو کہ وہ اس جنگل سے بستر اباندہ کے چلدین میری باری آئی قال
الفاضل المجیب اقول - اور جب کبہی خدا نخواستہ جواب دہی کا موقع آپڑا

---

[1] امام ابی عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا بچاؤ اپنی آپکو ہر ایک مفتون کے جھگڑے سے کیونکہ ہر ایک مفتون بعوض کر
اپنی مدت کے تمامی تک حجت تلقین کیا جاتا ہی اور جب اسکی مدت تمام ہو جاویگی تو اوسکا فتنہ اوسکو آگ مین جلا دیگا - ۱۲ -

[illegible]

نوشتہ گریہ لانی لگی اور ایسی تقریرین فرمانے لگی جو مضحکۂ اطفال ہون ۔ اقول ۔ اسکی جواب مین
بجز خاموشی کیا عرض کرین سخت افسوس اور تعجب ہی کہ ابتدا ہی مین یہہ تند الفاظ اور
سخت کلامی شروع ہوئی ہی خدا خیر کری دیکھیی آیندہ کہانتک نوبت پہونچتی ہے
ہنوز دہلی دور ست ۔ مگر گستاخی معاف ۔ اسقدر عرض کیی بدون رہا نہین جاتا کہ آپنے
محض یہہ ہی ایک اصطلاح سنی ہی ایک اور شتر غمزہ بہی مشہور ہی اگر آپ جنگ جمل کے
واقعات کو بنظر غور و تامل و انصاف ملاحظہ فرماوین تو وہان آپکو بہت سی شتر غمزے معلوم
ہون ۔ **یقول العبد الفقیر الی مولاہ** سمجہہ ہماری حضرت میر صاحب نے
باوجود التزام تہذیب و اختیار سکوت کے جو کچہہ مجموعہ تشنیعات و تعریضات لطیفہ لطف
کی پیرایہ مین ادا کرکے اپنی بزرگون کے ارواح کو ثواب پونہچایا ہی کسی منصف سے بسبب پرمخفی نہین ہرچند
خواہش نفس مقتضی ہی کہ ہم بہی اسکی جواب مین کوئی نمکین لطیفہ عرض کرین ۔ لیکن چونکہ ہم التزام کرچکی
ہین کہ کوئی کلمہ خلاف تہذیب دانستہ نہین لکہین گے اسلئی اسکی جواب مین سکوت کرتے
ہین ۔ قولہ ۔ مضحکۂ اطفال ع لکہا ہی واقع مین پیر و برنا و طفل و جوان و بالغ و نابالغ مین محققین کے
نزدیک صرف عقل کا ہی فرق ہی ۔ گلستان مین یہہ فقرہ لکہا ہی ۔ بزرگی بعقل ست نہ بسال
پس جو فرقہ اصول دین مین عقل سے دست بردار ہوجتی کہ حسن و قبح عقلی کا قائل نہو وہ عقلا کی
نزدیک مثل اطفال ہے اور ظاہر ہی کہ اگر وہ عقلا کی باتین نہ سمجہی اور ہنسی تو معذور ہی ۔
بیت نگوید از سر بازیچہ حرفے ۔ کزان پندی نگیرد صاحب ہوش + اسکا دوسرا شعر گلستان مین
خود ملاحظہ فرمالیجیگا ۔ اقول ۔ اس قول مین بہی حضرت مجیب نے ہمکو بطور تمسخر کیا کچہہ نہین فرمایا
چنانچہ اہل خرد سمجہتی ہین مگر ہم حسب التزام خود اوس سے اغماض کرتے ہین ۔ ہان
حسن و قبح کی بحث جو حضرت مجیب نے فرمائی اور اوسکی نسبت ہمپر طعن کیا کہ ہم حسن و قبح عقلی کے
قائل نہین ہین تو اسلئی بمنزلۂ اطفال ہوئی ۔ اوسکی جواب کیطرف متوجہ ہوتے ہین اور واضح
کرتے ہین کہ کونسا فرقہ عقل و شرع سے دست بردار ہی ۔ لیکن اول ہم اپنی

فاضل مجیب ہی سے اونکو اونکی انصاف ومناظرہ دانی کی قسم دیکر پوچھتی ہین خدا کی لیے
ذرا انصاف سے فرمائین کہ بزعم جناب جو فرقہ اصول دین مین عقل سے یہانتک دست بردار ہو
کہ حسن و قبح عقلی کا قائل نہو۔ تو وہ آپ جیسی عقلا کے نزدیک مثل اطفال ہی تو آپ
فرمائی کہ جو فرقہ اصول دین مین شرع اور شارع سے یہانتک دست کش ہو کہ حسن و
قبح شرعی کا بہی قائل نہو بلکہ خداوند تعالی اور عباد پر اپنی عقول کو حاکم قرار دی تو وہ فرقہ
شارع کی نزدیک کس اسم سے موسوم اور کس لقب سی ملقب ہوگا بدون عصبیت و حمیت
و بلا لحاظ خویش و بیگانہ جواب عنایت ہو۔ اس سوال مین دو امر ذرا حیرت انگیز معلوم ہوتے ہین
عقول کا خدا پر حاکم ہونا اور عقول کا عباد پر حاکم ہونا مبادا کوئی ناواقف اونکو اس عاجز کا افترا و تصور
کرے اسلئے مجملاً اونکا ثبوت ضرور ہی۔ امر اول عقول کا خدا پر حاکم ہونا۔ سو اسکا ثبوت یہہ ہی
کہ ابن مطہر حلی باب حادی عشر مین فرماتے ہین۔ الخامسُ فی انہ تعالیٰ یجب علیہ اللطف
السادس فی انہ تعالیٰ یجب علیہ فعل عوض الالام الصادرۃ عنہ الی ان قال
و یجب زیادۃ علی الالم۔ اس سے بصراحت ثابت ہوتا ہی کہ خدا تعالے پر بحکم عقل لطف اور
آلام کا عوض واجب ہی اور جب لطف و عوض بحکم عقل اوسپر واجب ہوا تو ترک لطف و
عوض بحکم عقل اوسپر حرام ہوگا اور ظاہر ہی کہ وجوب و حرمت کا حکم حسن و قبح کا حکم ہی تو اس صورت مین
معاذ اللہ خداوند تعالے بحکم وجوب حرمت و حسن و قبح اوس فرقہ کی عقل کا محکوم ہی
جو وجوب لطف و عوض کا خدا تعالے پر قائل ہے۔ بلکہ کفار کی عقل کا بہی محکوم ہوا۔
سبحانک اللھم ما قدروک حق قدرک۔ امر ثانی عقل کا عباد پر حاکم ہونا یہہ امر بدیہی ہے
کیونکہ جب حسن و قبح عقلی ہین تو حضرات کے نزدیک عقل ہی محسن اور مقبح ہی اور وہ ہی
موجب اور محرم اور مبیح ہوئی نہ ذات پاک خداوند تعالے شانہ تو جب عقل ہی موجب ہوئی

۱ پانچوان اس بیان مین کہ خدا تعالے پر لطف واجب ہی ۲ چھٹا اس بیان مین کہ جو دکھ خدا تعالی کیطرف سے بندہ کو
پہنچین خدا تعالے پر واجب ہی کہ انکی عوض مین (بندہ کے ساتھہ) کوئی کام کرے ۔۔ ۱۲

اور وہ ہی محرم او مبیح ہوئی تو عباد مکلفین پر وہی حاکم ہوئی۔ شارع سبحان اللہ ایسی نعمت کے
قربان جسمین خدا تعالیٰ شانہ کا یہہ رتبہ کہ عقل کا محکوم ہو اور عقل کا یہہ مرتبہ کہ خدا تعالیٰ اور
تمام عباد مکلفین اوسکی زیر حکم۔ اگرچہ اس موقع پر بہت مضامین باقی ہین اور بحث کی بڑی
گنجایش ہی لیکن خوف تطویل اور عجلت وقت ہمکو رخصت نہین دیتی علاوہ ازین حضرت
مجیب کی کلام سے مفہوم ہوتا ہی کہ قائلین حسن و قبح شرعی علی العموم حسن و قبح عقلی سے
دست بردار ہین۔ اور یہہ محض غلط اور افترا ہی منشا اسکا یہی کہ نہ اہل سنت کی کتابین کبھی
نہ اپنی ہی کتابونکو ملاحظہ فرمایا بے دیکھی بھالے اعتراض فرما دیا۔ یا یہہ کہ باوجود واقفیت
کی انصاف اور عادت نے رخصت نہ دی ہوگی کہ حق لکھتی اور محض بغرض عموم و شمول اعتراض
بلا لحاظ پس و پیش عموم کے پیرایہ مین طعن کو ادا فرمایا۔ ایسی باتون پر اگرچہ ناواقف نازو
افتخار کرین۔ لیکن واقف تو ضرور زیر لب تبسم فرمائینگی۔ لیجی ہم اسکا غلط ہونا آپکی ہی معتبر کتاب سے
لکھتی ہین النافع یوم المحشر فی شرح الباب الحادی عشر مین صفحہ ۲۲ پر لکھا ہے۔
اعلم ان الفعل ضروری التصور وھو اما ان یکون لہ وصف زائد علی حدوثہ
اولا الثانی کحرکۃ الساھی والاول اما ان ینفر العقل من ذلک الزائد اولا والاول
ھو القبیح والثانی وھو الذی لا ینفر العقل منہ اما یتساوی فعلہ وترکہ وھو المباح اولا
یتساوی فان ترجح ترکہ فھو اما مع المنع من النقیض فھو الحرام والا فھو المکروہ
وان ترجح فعلہ فاما مع المنع من ترکہ فھو الواجب او مع جواز ترکہ فھو المندوب۔

ـلـہ واضح رہی کہ فعل ضروری التصور ہی پس یا تو اوس فعل کے واسطی ایک ایسا وصف ہوتا ہی جو اوسکی حدوث پر زائد ہو۔ یا نہین۔ دوسرے صورت کی
مثال ایسی ہی کہ جیسی غافل شخص کی حرکت + اور صورت اول مین یا تو یہہ ہوگا کہ عقل اوس زائد سے نفرت کری یا نکری۔ اول قبیح ہی اور
دوم وہ ہی کہ عقل اوس سے متنفر نہو۔ سو یا تو اوسکا کرنا اور نہ کرنا مساوی ہوگا اور اوسکو مباح کہتی ہین اور یا مساوی
نہوگا۔ پس اگر اوسکا ترک راجح ہو تو اوسکے نقیض ممنوع ہوگی پس وہ حرام ہی اور جو نہین تو وہ مکروہ ہی اور اگر اوسکا فعل راجح ہی پس یا تو
اوسکا ترک ممنوع ہوگا پس وہ واجب ہے۔ یا اوسکا ترک جائز ہی پس وہ مستحب ہی۔ ۱۲

إذا تقرر هذا فاعلم ان الحسن والقبح يقالان على ثلثه معان الاول كون الشي صفة
كمال كقولنا العلم حسن او صفة نقص كقولنا الجهل قبيح - الثاني كون الشي ملائما
للطبع كالمستلذات او منافيا له كالآلام - الثالث كون الحسن ما يستحق على فعله المدح
عاجلاً والثواب آجلاً والقبيح ما يستحق على فعله الذم عاجلاً والعقاب آجلاً ولا خلاف
في كونهما عقليين بالاعتبار الاولين واما بالاعتبار الثالث فاختلف المتكلمون
فيه فقالت الاشاعرة ليس في العقل ما يدل على الحسن والقبح بهذا المعنى بل الشرع
فما حسنه فهو الحسن وما قبحه فهو القبيح وقالت المعتزلة والامامية في العقل ما يدل
على ذلك فالحسن حسن في نفسه والقبيح قبيح في نفسه سواء حكم الشارع بذلك اولا
انتهى بقدر الحاجة - اس کلام سی جیسا یہہ ثابت ہوتا ہی کہ جو فرقہ حسن و قبح شرعی کا قائل ہے
اوسکی طرف یہہ نسبت کرنے کہ وہ علی العموم حسن و قبح عقلی کا قائل نہین غلط افترا ہی
اسیطرح اس کلام سے یہہ بہی ثابت ہوا کہ جو فرقہ حسن و قبح کے عقلی ہونے کا قائل ہے
وہ علی العموم باعتبار تینون معانی کے حسن و قبح کی عقلی ہونے کا معتقد ہی گویا شرع
سی ایسی دست برداری ہے کہ کسی اعتبار سے حسن و قبح مین شریعت کے حکم کو دخل
نہین ہے تو اس سے واضح طور پر ثابت ہوا کہ قائلین حسن و قبح شرعی بعض اعتبارات و
معانی کی روسی حسن و قبح عقلی ہونے کے بہی قائل ہین اور جامع بین العقل والشرع ہین

ف۱ پس جب یہہ قرار پالیا تو جاننا چاہئی کہ حسن اور قبح کا حمل تین معنون پر ہوتا ہی اول ہونا ایک شی کا صفت
کمال جیسا کہ علم حسن ہے یا صفت نقص جیسا کہ جہل قبیح ہی دوم ہونا کسی شی کا موافق طبیعت کے جیسا کہ مستلذات یا مخالف
طبیعت کے جیسا کہ آلام سوم حسن وہ ہی جسکی کرنے پر مدح عاجل ہوا و ثواب آجل - اور قبیح وہ ہے جسکی کرنے پر مذمت دنیا مین ہو
اور عذاب آخرت مین ان پہلی دونون صورتون کے عقلی ہونے مین اختلاف نہین ہے - اور سوم کی نسبت متکلمین کو اختلاف ہی چنانچہ اشاعرہ کہتی ہین کہ
عقل کے نزدیک ایسی کوئی چیز نہین ہے جو اسطرح حسن و قبح پر دلالت کرسکی بلکہ شرع جس چیز کو حسن کہے وہ حسن ہے اور جسکو قبیح کہدے وہ قبیح ہے
اور معتزلہ اور امامیہ کا قول ہی کہ عقل مین ایسی شی ہی جو اسپر دلالت کرتی ہی پس حسن وہ حسن فی نفسہ ہی اور جو قبیح ہی وہ قبیح فی نفسہ ہے خواہ اسپر شارع اسطرح حکم دیا ہو یا نہ دیا ہو

اور قائلین حسن و قبح عقلی کسے اعتبار سے حسن و قبح شرعی کے قائل نہین ہین اور حسب قاعدہ
مسلمہ خود شرع سے گویا بالکل دست بردار ہین بلکہ شرع سے دست برداری کو اپنا مایہ افتخار سمجھتے ہین
پھر با این ہمہ طرفہ تماشا یہہ ہے کہ باوجود اس شرع سے دست برداری کے پھر مجبور ہوکر عقل سے
بیزار اور دست بردار ہوتے ہین اور شرع کیطرف رجوع کرتے ہین اور نہ ادہر کے ہوتی ہین
نہ ادہر کے ہوتے ہین شیخ علم الہدی امامیہ نے جو مسئلہ تفضیل انبیا علی الملائکہ مین لکہا ہے
اوسکی عبارت ملاحظہ فرمائین - مسئلہ[1] - فی تفضیل الانبیاء علی الملائکۃ
علیہم السلام من املاء علم الہدی - اعلم انہ لا طریق من جہۃ
العلم والعقل علی القطع بفضل مکلف علی اخر لان الفضل المراعی فی
ہذا الباب ہو زیادۃ استحقاق الثواب ولا سبیل الی معرفۃ مقادیر الثواب
من ظواہر فعل الطاعات وان الطاعنین قد یتساویان فی ظاہر الامر وان
زاد ثواب واحد علی الاخر زیادۃ عظیمۃ واذا لم یکن للعقل فی ذلک مجال
فالمرجع فیہ الی السمع فان دل سمع مقطوع بہ من ذلک علی شئ عول علیہ
والا لکان الواجب التوقف والشک - اسمین علم الہدی نے صاف طور پر فرما دیا
کہ عقلا طاعات کے ظاہر سے فضیلت کسی مکلف کے دوسری مکلف پر دریافت نہین ہو سکتی
تو لا محالہ سوای حکم شرع اوسکی دریافت کی کوئی سبیل نہین حالانکہ یہہ حکم آپ کے عقل کے خلاف تہا

---

[1] مسئلہ فضیلت انبیاء کی ملائک پر حسب تحریر علم الہدی کے - جاننا چاہیے کہ علم و عقل کے روسے ایک مکلف کی
فضیلت دوسرے مکلف پر قطعی طور پر دریافت کرنے کا کوئی طریق نہین ہے کیونکہ جو فضیلت اس موقع پر مراد ہے وہ
استحقاق ثواب کا زیادہ ہونا ہے اور طاعات ظاہری پر قیاس کرکے ثواب کی مقدار شناخت کرنیکی کوئی سبیل نہین ہے - اور بعض
اوقات دو طاعتین باعتبار ظاہر کے مساوی ہوتی ہین اگرچہ ایک کا ثواب دوسرے کی ثواب سے کہین بڑہ کر ہو
اور جب اس معاملہ مین عقل کو دخل نہین تو استماع (شرع) کی طرف رجوع کرنا پڑتا ہے پس اگر سماع سے یہہ معاملہ قطعی طور پر
اسطرح معلوم ہو جاے تو اوسپر اعتماد کیا جائیگا ورنہ توقف اور شک واجب ہوگا ۱۲ -

لیجئی شرع سی داں دست برداری تہی عقل سی یہاں بیزاری ہے تو ایسی فرقہ کو جو عقل و شرع دونوں سی دست بردار ہو آپ ہی فرمائیں کہ کیا فرمائیں گے ہم تو کچھہ عرض نہیں کر سکتی اور اسی کچھ انحصار نہیں اس قسم کے بہت سی افادات ہین قال الفاضل المجیب
قولہ- مناظرہ فریقین کے کتابین موجود ہین جسکا دل چاہی دیدہ بصیرت کہولکر نظر انصاف دیکھہ لیوی- اقول- واقع مین آپنی دیدہ بصیرت کہولکر نظر انصاف دیکھا تو دیکہنا نظر سرسری ہی ملاحظہ نہیں فرمایا ورنہ ہرگز ایسا نفرماتی- یقول العبد الفقیر الی مولاہ شرطشفی اگر نظر سرسری کیطرف راجع ہے تو مسلم لیکن آپکو مفید نہین کیونکہ بسا اوقات آدمی نظر سرسری مین حق کو باطل اور باطل کو حق سمجھہ لیتا ہی اور اگر منظر تامل اور نظر سرسری دونوں کی طرف راجع ہے تو غلط ہی اور کذب- کاش جیسی عدم رویت خیالی کے نفی کو علت نفرمانے کی قرار دی ہے- اگر دیتی کو علت گذارش تصور فرماتے تو کسقدر موزوں اور قرین انصاف تہا- بندہ نے علاوہ اور کتابوں کے تشئید المطاعن کو بطور عاریت چند روزہ دستیاب ہوی تہی بنظر تامل دیکہا اور نیز ایک جلد عبقات مین سے مطالعہ کیا پس اونکی کیفیت کیا عرض کرون اگر کچھہ کہوں تو ڈرتا ہون کہ مبادا آپ اپنی مصنفین مصنفات کی اہانت و تحقیر استنباط فرمائین اور بندہ کو بد تہذیبی کے ساتہہ مطعون کرین بہتر یہ ہی کہ چپ رہوں اور آپ میری اس سکوت سی یہہ سمجہکر دل خوش کر لیجیگا کہ ہماری کتابین مسکت ہین- لیکن ہاں بقول شخصی لیلی را بچشم مجنون باید دید- اونکو آپکی آنکہوں سے نہیں دیکہا ورنہ جملہ موکدہ بلفظ ہرگز ضرور صادق آتا- شعر[۱] وعین الرضا من کل عیب کلیلۃ + ولکن عین السخط تبدی المساویا + قولہ تعجب ہی کہ برسوں سی تحفہ کی جواب چہپکر شائع ہو گئے منتہی الکلام کا جواب اوسکی مصنف کی ہی زمانہ حیات مین شائع ہوا کسی اہلسنت کے عالم بلکہ خود صاحب منتہی الکلام کی یہہ جرأت

---

[۱] اور رضامندی کی آنکہہ ہر عیب (دیکھنے سے) ضعیف ہی- لیکن عداوت کی آنکہہ برائیاں ظاہر کرتی ہے ۱۲-

وہمت نہوئی کہ جواب لکھتا تحفہ کی اجوبہ اور استقصاء الافحام کا جواب تو ایک طرف مدت سے
آیات بینات کا جواب شائع ہوچکا ہے اور اوسکا مولف زندہ وسلامت ہے اونکی یا انکی
کسی ہم مذہب کی یہہ طاقت نہین کہ جواب کی جرات کرے باینہمہ پہر ایسا لکہنا یہہ حضرت
مجیب کا ہی کام ہے اقول یہہ محض حضرت کی وہی لن ترانیان ہین جنکی نسبت
پیشتر گذارش کرچکا ہون ورنہ حضرت کی اسلاف کو توکبہی یہہ جرات وہمت نہوی کہ بمقابلہ
اہل سنت کے اتنا بڑا کلمہ اپنی منہ سے نکالین اونکا تو یہہ حال تہا کہ ذرا ذرا سی حدیث کے
جواب مین اونکی دل اور جگر کانپتی تہے مبتلای حیرت وتشویش ہوتے تہے کف
افسوس ملتی تہے پہر وسنی اپنا سر پہوڑنے کو تیار ہوتے تہی منشی سبحان علی خانصاحب کا
خط بنام مولوی نورالدین صاحب جو رسالہ المکاتیب مین درج ہے اور اوسکا خلاصہ
وانتخاب آیات بینات مین بہی نقل کیا ہی اوسکی عبارت ملتقطاً عرض کرتا ہون ملاحظہ فرمایئے
اور سوچیے کہ ایسی اکابر متکلمین شیعہ کی دلی حالت بمقابلہ اہل سنت جو باہم مخفی طور پر
ظاہر کیجاتے تہی ایسی تہے اور بندہ خیال کرتا ہی کہ آپ بمقابلہ ان حضرات کی اپنی آپکو
کچہہ بہی نہ سمجہتی ہونگی تو اس پر قیاس کرلینا چاہیے کہ آپکی دلی حالت بروی عقل وانصاف
اہل سنت کے مقابلہ مین کیسی کچہہ ہوگی منشی سبحان علی خان اپنی اوس خط مین جو بنام مولوی
نورالدین صاحب کے لکہا ہی لکہتی ہین چنانچہ المی بے پایان از بودن سند حدیث اصحابی
کالنجوم در طرق شیعہ از تحریر خدام دریافتہ برداشتہ ام برای خدا زود رقمی گردد کہ چگونہ
وچسان سند پیدا کردہ وہرگاہ سند چنین احادیث در طرق شیعہ یافتہ باز مسترا
بکدام سنگ توان زد۔ بجواب اسکی جو کچہہ مولوی نورالدین صاحب نے تحریر فرمایا قابل
ملاحظہ ہی وہ تحریر فرماتے ہین۔ حیرانی وتشویش سامی از بہم رسیدن سند حدیث
نجوم کہ ناصب را اتفاق افتادہ بجائی خود ست۔ پہر اسکی کچہہ بعد تحریر فرماتے ہین
وبندہ را حیرانی کہ در خصوص این امر ست نہ از آن جہت کہ امر با قتدا وفلان وفلان لازم می آید

بلکہ حیرت ازان ہست کہ بعد از احالہ است بدو چیز عظیم القدر یعنے قرآن و عترت ارشاد
این جسنی کہ اصحاب من مثل ابوذر و سلمان و حذیفہ و مقداد و ابن مسعود بخوم ہدایت اند بہر
اقتدا کنید راہ دین و نجات خواہید یافت و مہتدی خواہید شد چہ محمل داشتہ باشد و مزید
حیرت آنکہ بعضی از علما می گویند کہ مراد اہل بیت اندرین معنی بہ بعضی از اخبار و آثار
کہ خلاف انرا شیخ ابن بابویہ غالبًا در ہدایہ نقل کردہ تشبث دارند درین صورت قطع نظر ازین
تخالف مذکور حدیث اوّل ہم معارض میشود و الا باید کہ بزرگان قائل شوند بانیکہ معاذ اللہ حال
اہلبیت ہم مانند اصحاب بود کہ جمعی براہ احداث و ردت رفتند و بعضی بر حال خویش
راسخ ماندند و لم ینقل بہ احد۔ الے قولہ۔ لہذا حیرت بندہ درین باب نسبت بحیرت جناب
مضاعف خواہد بود و سخت حیرتہا دارم کہ کفہای دست را بہم می سایم ارتعاد قلب و جگر خدام جناب
خود ہست بمقتضای بشریت نمیتوان گفت بلکہ عین وردد نیستا۔ انتہی۔ پس اس سے
آپکی فہم اور انصاف کا حال بخوبی واضح ہی اور نیز جب آپ محض فارسی خوان ہین تو آپکو
علمی ابحاث علما سی کیا تعلق اور آپکا قول اسباب مین بروی اعتراف سامی عند العقلا
کیا وقعت رکہہ سکتا ہی غایۃ ما فی الباب جو کچہہ اس باب مین آپ فرماتے مین محض
سنی سنائی باتین ہونگی تو وہ بمقابلہ معاینہ کے کیونکر قابل قبول ہوسکتی ہین۔ پس اصل
یہہ ہی کہ وہ جواب ہی اس لائق نہین کہ علما اونکی جواب کیطرف التفات فرمائین
قبلہ اگر حضرت اہل سنت ان کتابونکا ملاحظہ فرماتے تو یہہ کب ممکن تہا کہ وہی باتین
جو تحفہ مین مذکور ہین اور اونکی جواب نہایت متانت سی مُسکت خصم تحریر ہو چکے ہین
بدون اونکی رد کیئی چہوٹے چہوٹے دو دو یا تین تین جزو یا کم و بیش کے رسالے تحفہ مین سے خلاصہ
کرکے شایع کرتے جیسا کہ ہدیۃ الشیعہ و ہدیہ شیعہ والے وغیرہ حضرات نے کیا ہی اقول
یہہ تو پہلے گذارش ہو چکا کہ جوابات تحفہ کا متانت سی مُسکت خصم ہونا محض خیال سامی ہے
واقع مین نہ اون مین متانت ہی نہ اولسنی اسکات خصم حاصل ہے بلکہ نفس الامر

متصف بصحت بھی نہین- اب اسکو آپ ملاحظ فرمالیجئے کہ بندہ نے بھی توبجواب سوال آپکے
آپکی گمان کے موافق تحفہ سے ہی خلاصہ کرکے کچھہ لکھا تھا پہر اوسکی تردید مین جناب نے ہی
نقل کیا ہوگا جو تحفہ کے جوابات مین اون مضامین کے جواب مین درج ہے پس خدا کے
لئے ذرا تو عقل و انصاف سے دیکھئے کیا اسیکا نام متانت اور اسکات خصم ہی - مثلاً
الزام تحریف کے جواب مین آپ ہی تحفہ کے جوابو لکنی نقل کرتے ہین کہ اہل سنت کی
روایات سے ہی تحریف قرآن ثابت ہی اور روایات اس قسم کی لکھتی ہین کہ ان فی المصحف لحنا
ستقیمہ العرب بالسنتہا علی ہذا القیاس تمام مضامین کا یہہ ہی حال ہے جناب اسکا نام جواب
متین و مسکت خصم نہین بلکہ اسکو موت کی پنجہ سے جان چہوڑانا کہتی ہین - باقی رہا
یہہ جواب فرماتے ہین کہ چہوٹے چہوٹے رسالی لکھتی ہین - اور جوابات تحفہ کی تردید نہین
لکھتی - پس اسکا جواب پہلی معروض ہوچکا ہی کہ علماء اہل سنت امر مفروغ عنہ کی طرف
بلا ضرورت داعیہ متوجہ نہین ہوتے اور بوقت ضرورت بقدر ضرورت اوسکی طرف توجہ
فرماتے ہین - جب کبہی علماء شیعہ وہی اپنے پرانی اعتراضات جو صدہا اوکی اسلاف
نقل کرتے چلے آتے ہین علماء اہل سنت کی پاس بہیجتی ہین یا ضعفاء اہل سنت کی سامنی
فخراً یا اغواءً پیش کرتے ہین اور وہ اون اعتراضات کے جواب کے لئے اپنی علماء کیطرف
رجوع کرتے ہین تو اوسوقت علماء اہل سنت بقدر تردید و ابطال اعتراضات الزاماً تحقیقاً
تحریر فرماتے ہین جو کحل البصر انصاف پسندان روزگار ہوتا ہی - ہان اگر جوابات تحفہ کا
مسکت خصم ہونا اس اعتبار سے آپ فرمائین کہ وہ جوابات خود آپ ہی اپنی جواب مین
کہ اونمین مضامین تعصب آمیز حق سے عاری اور انصاف سے خالی اور تقریرات باطلہ و عبارات
لاطائلہ مذکور ہین اور اس وجہ سے مخالفین کو مسکت ہین اور ضرورت جواب نہین تو مسلم لیکن
آپکو کچھہ مفید نہین اور اگر اس اعتبار سے مسکت خصم ہین کہ اونمین ایسی مضامین عالیہ حقہ
صحیحہ مندرج ہین کہ اونمین نہ جائی انگشت نہادن باقی رہی ہے اور گفت و شنید

اور تحفہ کی کسی استدلال کو ہر ایک مجیب نے سالم باقی نہین چہوڑا تو غلط ہی کیونکہ اول جواب تحفہ کا
جو بنام نزہہ لکہا گیا ہی جب وہی نہایت متین اور مسکت خصم اور غایت درجہ شداد و رشاد و حسن
و استیفا کو متضمن ہے چنانچہ ہماری حضرت مجیب بہی فخراً اوسمین سے نقل کرتے مین
جسکی کیفیت اپنی موقع پر واضح کیجائیگی پہر اسکی بعد اس تطویل کی کیا حاجت تہی جو
متاخرین شیعہ نے بعض بعض ابواب کے بزعم خود جواب تحریر فرماکر شائع فرمائی اس سے
معلوم ہوتا ہی کہ نزہہ اہی مطلب مین کافی نہین تہا پہر صاحب عبقات نے تو اور بہی رہی سہی
اجوبہ سابقہ کی وقعت کہودی اور واضح کردیا کہ تحفہ کے مصائب سے شیعیان پاک کو قیامت
تک بہی رستگاری ممکن نہین اور ہر ایک لاحق اپنے سابق کی کوتاہی و عجز واضح کرتا ہی
پس آپکا اون جوابون پر ناز فرمانا سراسر خلاف انصاف ہی اور اس سی بخوبی اندازہ کیا جاسکتا ہی
کہ تحفہ کس رتبہ کی کتاب ہی اور اسکی مضامین کسقدر متین اور مسکت خصم ہین ۔ قولہ اگر
حضرت مجیب کو دعوی اور حوصلہ ہی تو بسم اللہ کسی جواب کا جواب تحریر فرماوین آیات بینات
کی جواب کا ہی جواب لکہین تحفۃ الاثنا عشریہ جواب ہدیۃ الشیعہ جہکر شائع ہوا ہی اوسکی جواب
الجواب کیطرف متوجہ ہون اور نہین تو ایک چہوٹا سا رسالہ برق لامع منظوم ہی اوسکا ہی جواب
لکہین مگر جب مناظرہ کی کتابین ہی نہ دیکہین تو اور کیا کرین ۔ اقول جناب میر صاحب گستاخی
معاف چونکہ ابتداء سن تمیز سے کتب مناظرہ ہی آپنے دیکہی ہین اسلئی تخیلات کا طبع ملازم ہونا
استیلا ہی اسکا علاج کتب مذہبی دیکہکر معجون انصاف و جوارش تحقیق حق سی فرمائی
مبنی اس تخیل کا محض کبر و اعجاب نفس ہے مستحیل الجواب تو آپکی اسلاف مثل شیخ مفید و شیخ
صدوق وغیرہ کے رسائل و کتب ہی نہین ہین بلکہ مستحیل الجواب تو کیا عسیر الجواب بہی
نہین ان بزرگون کے بعض رسائل و کتب موجود ہین جنکی بحول اللہ تعالی آسانی
تردید ہوسکتی ہی ۔ مگر اصل یہ ہی کہ علماء اہل سنت نے حضرات کو اور حضرات کی
کتب کو اور حضرات کے مذہب کو اور اسیطرح خوارج کو کبہی کسی شمار مین نہین سمجہا

اورہمیشہ بے حقیقت اور لاشی محض سمجھتے رہی یہہ ہی وجہ ہی کہ کتب مذہب فقہ اصول وغیرہ مین
جب خلافیات مسائل ذکر کیجاتے ہین آپ صاحبونکا کوئی نام تک بہی نہین لیتا
الا ندرۃً وشذوذًا - اور آپکی لیئی ہمارا مقابلہ اور ہمارا جواب دینا سرمایہ ناز و فخر رہا ہی چنانچہ
آپکی تمام کتب مذہبی اس دعوی کے شاہد ہین چنانچہ ہماری اقوال کا ذکر آپکی علما شذوذاً
وندرۃً ترک کرتی ہین پس ظاہر ہی کہ مقصود بالبحث والاعتنا وہی مذہب سمجہا جاتا ہی جسکی دنیا مین
کچہہ وقعت ہو جب ہم آپ کو اور آپکی مذہب کو کچہہ سمجہتی ہی نہین تو اوسکی ابطال مین اسطرح
کیون منہمک ہونگی جس سے اوسکی طرف اعتنا اور اہتمام ثابت ہو ہان بوقت ضرورت
یا جس موقع مین عوام کی گمراہی کا خوف ہو وہان البتہ کچہہ لکہہ دینگی ہمارا مذہب بحمد اللہ تعالی
اصولاً و فروعاً غبار نقص و عیب سے پاک و صاف ہی اور مخالفین کی ہدایت کی توقع منقطع ہی
اس فعل عبث کی طرف کیون متوجہ ہون علاوہ ازین آجکل ہندوستان مین بہت مذاہب
اسلام کے مخالف مثل نصاری وہنود و آریہ و برہمو وغیرہ رائج ہین اور روزانہ اونکی تحریرین
چہپتی اور شائع ہوتی ہین جو اصول اسلام کے مخالف وارد ہیں حملہ آور ہوتی ہین اور اہل اسلام
مین سی کوئی اونکی جواب کیطرف قلم ہی نہین اوٹہاتا تو کیا کسی عاقل کی نزدیک
یہہ دلیل عجز و بیچارگی ہو سکتی ہی جیحضرت ہی سے پوچہتا ہون کہ جسقدر تحریرین ہنود و نصاری
کی مثلاً مخالف اسلام شائع ہو چکی ہین کیا علماء شیعہ نے اون سب کا جواب لکہا ہی
تو کیا اسکو دلیل عجز و بیچارگی تصور فرماینگی حاشا و کلا پس عدم تحریر جواب کو
دلیل عجز و بیچارگی سمجہنا خطا ہی - قطع نظر اس سے جن رسائل کی جواب کی نسبت دعوت
فرماتے ہین اور جنکو اعجاز کی مرتبہ مین مستحیل الجواب تصور فرماتے ہین اگر اس اعجاز کی
یہہ وجہ ہی کہ ہم سے اونکی فحش اور بیکڑا اور گالیون کا جواب نہین ممکن ہی تو مسلم اس اعتبار سے
بیشک مسکت خصم ہین اور اگر باعتبار علمی مضامین کے اور دلائل مثبتہ اصول مذہب
کی پختگی کے اعتبار سے فرماتے ہین تو آپ اون دلائل کا انتخاب فرماکر بہیجدیجیئی پہر دیکہیی

کہ مستعمل الجواب اور مسکت خصم ہین یا نہین - رہا بندہ کی نسبت کتب مناظرہ کی ناواقفیت کا الزام کسیقدر صحیح ہی کہ مجکو تو ابتدا ءسن رشد سے اسکا شوق نہین ہوا اور نہ کبھی اسمین انہماک رہا البتہ آپ صاحبون کی چہیڑ چہاڑ کے بدولت نے اسمسلہ اسطرف توجہ ہوئی حضرات کی اصول مذہب کیے واقفیت حاصل کی - اور کتب مناظرہ کسیقدر دیکہین - چنانچہ اسکی کیفیت مطاوی ابحاث مین منکشف ہوجائیگی - لیکن مین حیران ہون کہ ہماری حضرت مجیب کو کتب مناظرہ سے کیا فائدہ حاصل ہوا باعتبار نفع دین کے تو سابقاً معلوم ہو ہی چکا جو ائمہ کرام رضی اللہ عنہم نے متکلمین شیعہ کے مناقب بیان فرمائی اور اونکو بشارتین دین سو دینی فائدہ تو یون برباد ہوا البتہ اگر کچہہ دنیاوی نفع ہو تو مضائقہ نہین لیکن وہ اہل دیانت کی نزدیک بعوض نفع دینی قابل اعتبار نہین یہہ معلوم نہین اسپر اتنا نازو افتخار کیون ہی - **قال الفاضل المجیب** قولہ - تو جناب سائل کے اہل سنہ رجدید اختیار کرنے سے دو احتمال ہوتے ہین ایک تو یہہ کہ واقعی تحقیق حق مدنظر ہے اگر یہہ ہی تو چشم ماروشن دل ماشاد دوسری یہہ کہ عوام اہل سنت کے لیے محض تزویر و تسویل ہی بہر کیف جو کچہہ ہی وہ ایسی کہلاجاتا ہے **بیت** بوقت صبح شود ہمچو روز معلومت ÷ کہ باکہ باختہ عشق در شب دیجور ÷ **اقول** - حضرت یہہ طرز جدید نہین وہی قدیم طرز ہی کہ جسکا جواب آپکی علماء بزعم خود دیتے آئے اور ہرگز عہدہ برا نہین ہوسکی - چنانچہ انشاء اللہ اگر آپ اس میدان مین ثابت قدم رہنگی تو آپ پر بہی بخوبی روشن ہوجائیگا - **یقول العبد الفقیر الے مولاہ** اہل سنت کا عہدہ برا نہونا تحریرات منشی سبحان علیخان صاحب و مولوی نورالدین صاحب سے بخوبی واضح ہی اور نیز یہہ تحریر بہی گویا خلاصہ مضامین سلف کا ہی اسکی جواب سے بہی انشاء اللہ تعالے بخوبی واضح ہوجائیگا کہ فریقین مین کونسا فریق دوسری کے جواب سے فی نفس الامر عہدہ برا نہین ہوسکتا اور کسیقدر اس تحریر کے ابحاث سابقہ سے واضح ہو ہی چکا ہی

بہہ ماوم نہین کہ ہی فضل وکمال کے بہروسی پر یہہ دہمکیان ہین کہ اگر آپ اس میدان
مناظرہ مین ثابت قدم رہی تو آپ پر ہبی بخوبی روشن ہوجائیگا یا کوئی دم واپسین
کسی خاص وقت کے لیے محفوظ رکہہ چہوڑا ہے۔ اہل انصاف ذرا غور فرمائین یہہ تو
ظاہر ہی کہ مسئلہ امامت مع اپنی شرائط وتوابع ولواحق کے شیعہ کے نزدیک اصل
اصول ہی مثل توحید ونبوت کے واجب الایمان ہی اور اہل سنت اوسکو اصلی اعتقادی
نہین کہتی ہے عملے نہ اعتقاد اوسکی شرائط وغیرہ مین گفتگو ہی کہ شیعہ انکو واجب الایمان
اعتقاد کرتے ہین اور اہل سنت کے نزدیک اونکا کچہہ ثبوت نہین۔ توحید اور نبوت
باہم متفق علیہ معاد اخروی جسکو قیامت کبری سے تعبیر کرتے ہین وہ بہی متفق علیہ
امہ ہے اور اونکی عہد حقیقی یا زعومی شیعہ کا دار دنیا مین پہر رجوع فرمانا جسکو رجعت اور قیامت
صغری کے ساتہہ تعبیر کیا جاتا ہی مختلف فیہ ہی کہ شیعہ کے نزدیک واجب الاعتقاد ہی اور
اہل سنت کے نزدیک نہین۔ پس اس صورت مین اہل سنت کا جو اعتراض ہی وہ اصول
مذہب تشیع پر ہی اور اوسکا بیخ کن ہے کیونکہ اہل سنت اون اصول مین سی جنکی صرف علماء
شیعہ مدعی ہین جس پر اعتراض کرینگے وہ اعتراض اصول مذہب شیعہ کو صدمہ رسان ہوگا
اور اہل تشیع اہل سنت کے کسی اصل مذہب پر اعتراض نہین کرسکتی کیونکہ توحید ونبوت
ومعاد متفق علیہ اور امامت خود فروع مین معدود ہی تو علماء شیعہ اہل سنت کے
اصول مذہب سی کسی اصل کو اپنی اعتراض سے صدمہ نہین پوہنچا سکتی۔ ان غایتہ
سی غایتہ باعتبار اصول مذہب یہہ اعتراض کرسکتی ہین کہ اہل سنت بعض اصول
اعتقادیات کی منکر ہین جنپر مدار ایمان ہے اور ظاہر ہی کہ اس صورت مین اس امر کے
اثبات کا عہدہ بہی حضرات شیعہ ہی پر ہوگا کہ ان امور کا اصلی اعتقادی ہونا
ایسی دلائل قطعیہ سے ثابت کرین جو اثبات مسائل اصلیہ اعتقادیہ کے لیئی کافی
ہون اور جسقدر دشواری مدعی اور مثبت کو ہوتی ہے نافی کو نہین ہوتے

پہر اسکی معارضہ مین اہلسنت کہتی ہین کہ آپ نے اون امور کو جنکا دلائل قطعیہ سے
اصلی اعتقادی ہونا پایہ ثبوت کو نہین پونہچا اصلی و اعتقادی اعتقاد کر رکہا ہی اور جیسا
اعتقادی کا انکار مذموم ہی غیر اعتقادی کو واجب الاعتقاد اعتقاد کرنا ہی مذموم ہوگا
تو اس تمام گذارش سے جو اجمالاً عرض کے ہی اہل فہم و انصاف سمجہہ سکتی ہین کہ ہم مین سے
کونسا فریق عہدہ برا نہین ہوسکتا اور کس فریق کو دوسرے کو مقابلہ مین دشواری
پیش آرہی ہے قوله یہ ہرد و احتمال بجائی خود نہین خدانخواستہ مجکو اپنی عقیدہ
مین کسیطرح کا شک و ریب نہین مینے اپنے علم و عقل کے موافق اپنی مذہب کے
حقیت مین حق الیقین کا مرتبہ حاصل کر لیا ہی اور یہا محض دعوی لسانی ہی نہین
بلکہ بفضلہ تعالی ثابت بہی کر سکتا ہون باینہمہ بفرض محال مثل شریک باری اگر اسکی خلاف
حق ثابت ہو تو اوسکی تسلیم کر لنے مین کچہہ عذر نہین - اقول سبحان اللہ یہان تو
ہماری حضرت مجیب مجتہد کیا بلکہ امام بن بیٹہی یا یہہ شوراشوری یا وہ بے نمکی - یا تو
یہہ ارشاد تہا کہ مین محض فارسی خوان ہون اور لفظ مولوی کی اطلاق کو بہی سخریہ و استہزا
سمجہتا ہون - یا یہہ کہ اپنی مذہب کی حقیت مین حق الیقین کا مرتبہ یہانتک حاصل
کر لیا ہی کہ اوسکا حق الیقین ہونا اپنی خصم پر بہی محقق و ثابت کر سکتی ہین - پہر اس فضل
و کمال پر اگر عوام و خواص شیعہ آپکی قدم لین اور آپ پر فدا ہون تو انکا فخر ہے - اور
امام الشیعین اور فخر الاولین و الآخرین کے لقب سے ملقب کرین تو اونکو زیبا ہی - اب اس سے
خیال فرمالیجیے کہ بندہ نے جو سابقاً عرض کیا تہا کہ سابقین سے سبقت کا قصد کیا
جسپر آپ جہلا اوٹہی وہ کچہہ بیجا نہ تہا مگر مین حیران ہون کہ حصول مرتبہ حق الیقین کے ساتہہ
یہہ آپنے قید لگا ئی ہی (اپنی علم و عقل کے موافق) اس قید کے کیا معنی مین کیا
مرتبہ حق الیقین مین ہی باعتبار علم اور عقل اشخاص کے تشکیک ہوتی ہے اس سے
اہل خرد بخوبی سمجہہ سکتی ہین کہ آپ محض تخیلات و وہمیات کو مرتبہ حق الیقین مین

سمجھتی ہین یا آپ جانتی ہی نہین کہ حق الیقین کسکو کہتی ہین اور ظاہر ہی کہ حصول مرتبہ حق الیقین بطریق کشف
یا الہام یا تحدث یا استخارہ وطاق وجفت کی تو نہوگا۔ کیونکہ نہ یہہ طریق یقین ہین اور نہ اِنسی خصم پر مدعا کا
اثبات ممکن ہی نیز نہ آپکو اِن کی کسی مخبر صادق نے خبر دی نہ آپ پر وحی نازل ہوی اور علاوہ انکی اور
کوی طریق علم یقین کا ایسا حاصل نہین ہوا جو مثمر یقین کو ہو بجز اسکی کہ یہہ مرتبہ حق الیقین کا جو آپنی
اصولاً وفروعاً حاصل کیا ہی بعد استیفا ادلہ تفصیلیہ کے اونہین نظر واستدلال سے اور بعد جستجو ا ما یتوقف علیہ
الادلہ اور اونسی کماحقہ ماہر ہوکر حاصل کیا ہوگا کیونکہ تقلیداً اس مرتبہ کا حصول ممتنع ہی
اور یہہ بہی ظاہر ہے کہ یہہ علوم آلیہ کے جاننی پر موقوف ہی اور نیز اِسپیر موقوف ہی
کہ کتاب اللہ کو بسلاسل سند متواترہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اخذ کیا ہو
اور نیز احادیث کو باسانید صحیحہ یاد کیا ہو حالات رجال سے آگہی ہو اور مطالب اصولیہ کتاب
سنت کی اور امر ونواہی عام وخاص ومؤول ومشترک وحقیقت ومجاز وناسخ ومنسوخ وغیرہ
کا واقف ہو اصول صحیحہ جامعہ اوسکی پاس موجود ہون اور اون کے ہر ایک موقع کا واقف ہو اور موارد
اجماع بہی محفوظ ہون جب یہہ امور حاصل ہونگی تو بطریق نظر واستدلال الیقین باطن
مسائل کا حاصل ہوگا۔ لیکن آپ فرماتے ہین کہ محض فارسی خوان ہون نہ کتاب اللہ
کی سمجھہ ہی جسپر دارومدار اصول عقائد کا ہی بلکہ کتاب اللہ منقول متواتر تحریف سی
محفوظ شیعہ کے پاس موجود ہی نہین ہے اور جو موجود ہی وہ نہ متواتر شیعیان ہی
ہی اور نہ حسب اعتقاد محدثین ومفسرین شیعہ تحریف سی خالی بلکہ بتواتر محرف ہونا اوسکا روایات
سی محقق ہے اور اگر تسلیم کیا جاوے کہ کتاب اللہ موجود متواتر غیر محرف ہی تو اون
اکابر بزرگان دین کی نسبت کیا فتوی دینگے جنہون نے بڑی شد ومد سی اسکو
محرف ثابت کیا ہی چنانچہ بحث تحریف مین مفصل اسکا ذکر آئیگا اور یہہ آپ جانتی ہین
کہ تکذیب کتاب اللہ اور انکار متواتر کیسا ہی۔ اور نہ حدیث سی آشنائی ہی اور ان کے
سمجھنی مین دوسرونکی محتاج ہین کہ وہ ترجمہ عبارت کرین اور آپ سمجھین خواہ غلط

ترجمہ کرین یا صحیح علاوہ ازین علوم آلیہ کی بہی تقریبًا ایسی ہی حالت ہوگی صرف ونحو سے بیخبری معانی وبیان وغیرہ سے ناواقفیت تو اس صورت مین تو آپکو صحت مذہب مین مرتبہ علم الیقین کا بہی حاصل نہین ہوسکتا ہی چہ جائیکہ مرتبہ حق الیقین کا جو بالاترین مراتب یقین ہی حاصل ہو۔ بہرکیف اگر دعوی محض فارسی خوانی کذب ودروغ ہو اور یہہ سب مبادی مذکورہ آپکو مستحضر ہون تو غایتہ سے غایتہ آپکو صحت مسائل مین علم الیقین کا مرتبہ حاصل ہوگا جو مرتبہ مجتہد ہی لیکن آپ مدعی حصول مرتبہ حق الیقین مین جو اعلے ترین مراتب سے ہی اور محسوسات وبدیہیات اولیہ سے بہی زیادہ اطمینان بخش ہے اور انبیاء وصدیقین کے مراتب سے ہے تو اس سے مفہوم ہوتا ہے کہ شاید دعوی نبوت یا امامت مکنون خاطر ہوگا مگر جیسا اجتماع محض فارسی خوانی کا اور اس مرتبہ کی حصول کا محال تہا اس سے زیادہ اجتماع کذب وحصول مرتبہ حق الیقین ممتنع ہی پس مین متحیر ہون حضرت یا زمین پر تہی یا آسمان پر جا بیٹہی شاید فارسی خوانی اس غرض سے ظاہر کی ہوگی کہ اگر مناظرہ مین الزام کہا جائین تو کچہہ بہت ندامت وبدنامی نہو۔ زیادہ سے زیادہ یہہ ہی مشہور ہو کہ ایک فارسی خوان تہا کیا ہوا جو الزام کہا گیا غرض اگر اس تحریر کو لحاظ کیا جاتا ہے تو محض فارسی خوانی کی ہی تصدیق ہوتی ہی بلکہ اس تحریر کی آپکی طرف منسوب ہونی مین ہی شک ہوتا ہی اور ہی کچہہ نہین تو دوسرونکی امداد ضرور ہوگی اور اگر ادعائی حق الیقین کو دیکہا جاوی تو قطع نظر اس سے کہ اس دعوی کو یہہ آپکی تحریر زبان حال سے مکذب ہی محض فارسی خوانی غلط ہوئے جاتی ہے۔ ہم جہانتک اس تحریر مین بغور وتامل نظر کرتے ہین کہین اس عظیم القدر دعوی کا ثبوت نہین دیکہتی بلکہ ہر بحث سے اسکی نقیض کا ثبوت پیدا ہوتا ہی چنانچہ بعض مضامین سے جو ابحاث سابقہ کی ضمن مین مذکور ہوئی ثابت ہوتا ہی اور ابحاث آئندہ سے بخوبی ثابت ہوگا۔ ہر دو احتمالات کی تردید وتغلیط سے یہہ ثابت ہوا کہ آپکو تحقیق حق ہرگز

مدنظر نہین ہی کیونکہ احتمال اول تحقیق حق ہی و ثانی علاوہ ازین آخری فقرہ متضمن تعلیق بالمحال مزعوم با این ہمہ بفرض محال سے آخر تک اس مدعا کو آشکار طور پر ثابت کر رہا ہی پہر معلوم نہین کہ انصاف و تحقیق حق کا حکم بمصداق قولہ تعالی اتامرون الناس بالبر دوسرے کی ہی لیئی ہے با این ہمہ عبارت آئندہ مین احتمال ثانی کو تسلیم کر لیا اور فرمایا بلکہ اصلی غرض فرقہ اہل سنت کی ہدایت عموماً اور اپنی شفیق کی خصوصاً الخ اور بندہ کے غرض تزویر و تسویل سے یہہ ہی تہی پس انکار احتمالین اس مناظرہ دالنے پر تعجب انگیز ہی قولہ اور تزویر و تسویل سے مجکو کیا حاصل - مولوی مین نہین مسجد کا واعظ مین نہین مذہبی خدمت سی معاش مین حاصل نہین کرتا مرجع خلائق مین نہین کہ خواہ مخواہ دوکان جمانی کے لیئے ایسی باتین کرون پہر لوگون کو فریب مین پہنسانے سی مجکو کیا ظاہری فائدہ ہوگا اقول معلوم نہین حضرت نے ان اشارات و کنایات کا مورد اپنی ذہن عالی مین کسکو قرار دیا ہی اور یہہ تعریضات کسکی طرف راجع ہین - اگرچہ بادی النظر مین معلوم ہوتا ہی کہ حضرت نے اپنی علماء و اکابر و مقتدایان مذہب مجتہدین وغیرہ کو تو کاہیکو مراد رکہا ہوگا بندہ عاجز یا اوسکی دوسری ہم مذہب مراد ہونگی لیکن بفرض تسلیم اگر ان تعریضات کا اطلاق ہمپر من وجہ ہی ہو سکیگا تو حضرات مجتہدین شیعہ جنمین یہہ سب اوصاف مع شئی زائد پائی جاتی ہین ان تعریضات کی ساتہہ اولی و احق ہونگی بیت شادم کہ از رقیبان دامن کشان گذشتی گو مشت خاک ما ہم برباد رفتہ باشد * قطع نظر اس سی ہماری حضرت مجیب بہی تو بزعم خود درجہ اجتہاد حاصل کر چکی ہین تو اور مرجع خلائق بہی - اور دوکان جمانی کے لیے کیا سر پر سینگ نکلتی ہین مذہبی خدمات سی معاش یون ہی پیدا کیجاتی ہی - قبلہ و کعبہ بننی کی دیر تہی کہ سب کچہہ موجود - مخالفین سے مناظرہ کرکے شہرت پیدا کی موافقین کو فتوی دیکر کناتہً ادعای اجتہاد فرمایا پہر مجتہد بن بیٹہی پہر کیا تہا چراغ روشن مراد حاصل - ابہی حضرت آج ہی کیا تہا اس کشت کا ثمرہ آئندہ دیکہیگا - خدا نخواستہ

اہل سنت تو فریب مین آنے سے رہے ہان اپنے ہم مذہبونسے تو توقع مفاد رکھنی چاہیے اہل سنت کو تو اگر براہ تقیہ سنی بنکر فریب دیتے تو شاید کوئی شقی اولی شاست کا مارا گمراہ ہوجاتا چنانچہ حضرت کی بعض بزرگون نے ایسا کیا ہے - رشید الدین محمد بن علی بن شہر آشوب سروی اپنے کتاب معالم العلماء مین جو اسوقت میری سامنے موجود ہے فرماتی ہین - ابو الحسن محمد بن ابراهیم بن یوسف الکاتب[1] وکان علی الظاهر یفتی علی مذهب الشافعی تقیۃ من کتبہ کشف القناع العدۃ الاستعداد وراس امر کو آپ خوب سمجھتے مین کہ یہہ بزرگ شافعیہ کا بہیس کیون بدلتے تھے - قولہ بلکہ اصلی غرض فرقہ اہل سنت کی ہدایت عموماً اور اپنی شفیق کی جو اس مباحثہ مین واسطہ مین اور محض انکی خاطر سے یہہ بحث شروع ہوئی ہے اونکی ہدایت خصوصاً اقول کاش آپ جانتے کہ آپ اپنی اس غرض مین مخالف امام اور مرتکب حرام وعاصی وگنہگار بروی اپنی مذہب کے ہین اس سے بہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو اپنی مذہب کی کچہہ خبر نہین ہے لیجیے ہم ہی تبلاتے ہین کیا احسان مانیئگے علامہ مجلسی بحار مین نقل کرتے ہین اوسمین سے چند روایات نقل کرتا ہون اونکو ملاحظہ فرمائیے - عن[2] ابی النضر عن یحیی الحلبی عن ایوب بن الحر قال سمعت اباعبدالله علیہ السلام یقول ان رجلا اتی ابی فقال انی رجل خصم اخاصم من احب ان یدخل فی هذا الامر فقال لہ ابی لاتخاصم احدا فان الله اذا اراد بعبد خیرا نکت فی قلبہ حتی انہ لیبصر بہ الرجل منکم یشتهی لقائہ - عن ابی عبدالله علیہ السلام

[1] ابو الحسن محمد بن ابراہیم بن یوسف کاتب ظاہر مین تقیہ کی جہت سے شافعی مذہب کے موافق فتوے دیا کرتا تہا اوسکی تصانیف سے کشف القناع - عدۃ - استعداد ہین ۱۲

[2] مینے امام ابو عبداللہ سے سنا وہ فرماتی تہے ایک شخص میری والد کے پاس آیا اور کہا کہ مین بحث کرنیوالا ہون جسکو مین پسند کرتا ہون کہ تشیع مین داخل ہوجائے اوس سے بحث کرتا ہون میری والد نے اوسکو فرمایا تو کسی سے نہ جہگڑ کیونکہ جب اللہ تعالی کسی بندے کے ساتہہ بہلائی چاہتا ہے تو اوسکے دل مین نقطہ کردیتا ہے یہانتک کہ وہ اوسکی سبب تم مین سے جسکو دیکہتا ہے اوسکی ملاقات کی خواہش کرتا ہے - ۱۲

قال علیہ السلام لا تخاصموا الناس فان الناس لو استطاعوا ان یحبونا لاحبونا ان اللہ اخذ میثاق شیعتنا یوم اخذ میثاق النبیین فلا یزید فیھم احد ابدا ولا ینقص منھم احد ابدا۔ ابی عن صفوان وفضالۃ عن داود بن فرقد قال کان ابی یقول مالکم وللناس انہ لا یدخل فی ھذا الامر الا من کتب اللہ لہ ان روایات سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ اس غرض سے جہگڑنا کہ لوگ اپنی مذہب سے پہر کر شیعہ بن جائین منہی عنہ اور ناجائز ہی پس اس سے آپ خیال فرمالیجیئے کہ آپنے جواپنی غرض اس مباحثہ سے ٹہرائی ہی وہ کسقدر بیجا ہی اور چونکہ علت ہی عموم کو مقتضی ہے اور نیز سابقاً بروایات معتبرہ ثابت ہوچکا ہی کہ ظہور امام آخر الزمان تک زمانہ تقیہ مستمر ہی تو یہہ نہی ائمہ گذشتہ کی زمانۂ امامت پر ہی منحصر نہین ہوسکتی۔ علاوہ ازین اگر مباحثہ و گفتگو سے آپکی غرض اصلی یہہ ہی تہی تو اول غلطی یہہ کہائی کہ آپنے اپنی آپ کو محض فارسی خوان ظاہر کیا کیونکہ ہر شخص سمجہہ سکتا ہی کہ جسکو علوم کتاب وسنت کی خبر نہین محض فارسی خوان ہی وہ کیونکر مطالب عالیہ کتاب وسنت کیطرف دوسرونکو ہدایت کرسکتا ہی بلکہ وہ مصداق اس مصرعہ کا ہی ع او خویشتن گم است کرا رہبری کند + معہذا اگر لفظ ہدایت سے ہدایت مزعومہ مراد ہی تو حسب قول ع برعکس نہند نام زنگی کافور + یستمیۃ الشیٔ باسم ضدہ اور اگر ہدایت واقعی اور نفس الامری مراد ہی تو یہہ حضرت کا کام نہین۔ حق تعالے شانہ نے اپنی فضل وکرم سے اہل سنت کو متمسک بالثقلین اور متبع صحابہ کرام بنجوم ہدایت فرماکر حقیقی و نفس الامری ہدایت پر ایسا مضبوط و مستحکم فرما رکہا ہے

ف ۱۵ امام ابو عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہی فرمایا لوگونسی بحث و مباحثہ نکرو کیونکہ اگر ہمکو لوگ دوست رکہہ سکتے تو بیشک دوست رکہتی اللہ تعالی نے جبدن انبیا سے عہد لیا تہا ہماری شیعونسی بہی عہد لیا تہا اب اونمین نہ کوئی زیادہ ہوسکتا ہی اور نہ کوئی کم ہوسکتا ہی ۱۲ ف ۱۶ میرا باپ کہتا تہا تمہین لوگون کو اپنی دین کیطرف بلانے سے کیا تعلق کیونکہ اس دین مین کوئی شخص سوا اوسکی جسکو خدا نے لکہہ دیا ہی داخل نہین ہوسکتا ۔۱۲

کہ تشکیک مسلک سے تذبذب محال ہے۔ الحمد للہ الذی ہدانا لہذا وما کنا لنہتدی لولا ان ہدانا اللہ ولہ الحمد فی الاولی والآخرۃ قولہ شعر جو حضرت نے لکھا ہی شیخ خبیع پر دال ہے اسکا جواب کیا لکھین مگر بات یہہ ہی کہ ہماری مجیب عالم وفاضل مین اور اہل علم کی نظر آل پر ہوتی ہے دور اندیشی فرماکر اپنے نفس نفیس ہی ہی مخاطب ہین اقول سبحان اللہ ابہی تومین آپکی نزدیک گمنام تہا ابہی عالم وفاضل ہوگیا۔ خیر بہر کیف اگر نظر انصاف واقعی سے اس تحریر کو ملاحظہ فرمایگا تو واضح ہوجائیگا کہ اس شعر مین آپکا مخاطب آپ سے مخاطب ہی یا اپنے نفس سے ورنہ انصاف پسندان روزگار سے دریافت فرمالیجیگا۔ اس سے زیادہ اور کیا عرض کرین قولہ چشم ما روشن دل ما شاد تحریر فرمانا درست معلوم نہین ہوتا کیونکہ اگر اس مباحثہ سے آپکا دل شاد وچشم روشن ہوتی تو شروع ہی مین یہہ سخت کلامی نفرماتے بلکہ نہایت نرمی وملائمت واخلاق سے پیش آتے اقول کسیقدر سخت کلامی اگر کی گئی ہے تو صرف حضرت کی تعریضات مقابلہ مین کی گئی ہی و بس۔ اگر آپ اسکی بنیاد نہ باندہتی تو بندہ سے بہی کوئی کلمہ ثقیل نہ سنتی۔ معہذا مخالفین کے مقابلہ مین ہر جگہ نرمی وملائمت واخلاق اپنی چشم روشن ودل شاد ہونے کو مستلزم نہین ہے بلکہ بعض مواقع مین غلظت وشدت محمود ہوتی ہے تو یہہ تفریع غلط ہی۔ ہان اگر بجای اسکی یہہ فرماتے کہ ہمکو تحقیق حق مد نظر نہین ہی (چنانچہ ابہی صاف انکار کرچکی تہے) تو چشم ما روشن دل ما شاد فرمانا درست معلوم نہین ہوتا تو بجا تہا کیونکہ چشم کا روشن اور دل کا شاد ہونا تو تحقیق حق پر مترتب تہا اور جب وہی جاتا رہا تو یہہ بہی درست نہوا۔ لیکن مشکل یہہ ہی کہ اگر تحقیق حق سے انکار کرین تو کیونکر کرین کہ صریح خلاف انصاف ہی۔ اور اگر اقرار کرین تو کسطرح کرین کہ مستلزم تشکیک فی المذہب کو ہی۔ خیر حسب موقع اقرار یا انکار جو مناسب ہوتا ہی وہ کرتے ہین

قال الفاضل المجیب قولہ ایسی مناسب خیال کیا کہ چندی اپنے وقت

گرانمایہ کو اسمین صرف کرون کہ احدی الحسنیین سے خالی نہوگا۔ اقول۔ مباحثہ مذہبی کیا ایسا خفیف کام ہی کہ اوسمین وقت صرف کرنیکو وقت گرانمایہ کہا جاے اگر غور فرمائیے تو یہہ اعلے درجہ کی عبادت ہی **یقول العبد الفقیر الی مولاہ** ہے صاف مثل روز روشن ظاہر ہوا ہے کہ حضرت میر صاحب اپنی مذہبیات کے کوچہ سے بالکل نابلد ہین جہانتک روایات شیعہ مین غور کیا جاتا ہے اوس سے ثابت ہوتا ہی کہ جدال و مباحثہ کرنا حرام اور خلاف اللہ و رسول صلعم و ائمہ ع کے ہی بلکہ مباحثہ کرنا دین سے نکلتا اور رسول صلعم کی زبانی بشہادت ائمہ ع ملعون ہوتا ہے چنانچہ کچہہ روایات معتبرہ سابقًا مذکور ہوچکی ہین اور کسیقدر اب معروض ہونگی تو معلوم نہین ہماری مجیب لبیب مباحثہ کو کس بنیاد پر اعلی درجہ کی عبادت قرار دیتے ہین اور کیون ہمپر معترض ہین۔ مگر ہان اگر ملعون ہونا اور خدا و رسول صلعم و ائمہ ع کے خلاف کام کرنا اور دین سے خارج ہونا ہی حضرت مجیب کی نزدیک اعلی درجہ کی عبادت ہو تو مضائقہ نہین تو اس صورت مین خوارج نہروان و نواصب شام کو بہی مژدہ فتح سنا دین روایات سنیے آپکے علامہ مجلسی بحار مین تخریج فرماتے ہین اوسمین سے ملتقطًا چند روایات نقل کرتا ہون

شیعون مین مباحثہ مذہبی حرام ہے

باسنادہ التمیمی عن الرضا عن ابائہ عن علی[۱] علیہم السلام قال لعن اللہ الذین یجادلون فی دینہ اولئك ملعونون علی لسان نبیہ صلے اللہ علیہ وسلم۔ اس حدیث سے مناظرہ کرنے والونکا ملعون ہونا بعبارت النص ثابت ہے

عن ابی[۲] عبد اللہ جعفر بن محمد الصادق انہ قال لاصحابہ اسمعوا منی کلاما ھو خیر لکم من الدھم الموقفۃ لا یمارین احدکم سفیہا ولا حلیما فانہ من ماری

---

۱ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا اونپر خدا لعنت کرے جو خدا کے دین مین جہگڑا کرتے ہین یہہ لوگ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی ملعون ہین۔ ۲ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے اپنے یارون سے فرمایا کہ میری بات سنو جو تمہاری لیے (نشان پر) کہڑے ہوئے مشکی گہوڑون سے بہتر ہے تم مین سے کوئی نہ کسی سفیہ سے جہگڑے اور نہ کسی حلیم سے ۔۱۲۔

حلیماً[۱] اقصاہ ومن ماری سفیھاً اردا ہ۔ اس حدیث سے علی العموم مباحثہ کی ممانعت ثابت ہوئی کیونکہ لا یمارین فعل منفی ہے اوسکا فاعل و مفعول دونو نکرہ واقع ہوئی ہین اور قاعدہ ہی کہ نکرہ سیاق نفی مین عموم و شمول کا فائدہ دیا کرتا ہی تو کسی شخص کو کسیکی ساتھہ مباحثہ کرنا جائز نہوا۔ عن ابی عبد اللہ[۲] ع قال یھلك اصحاب الکلام و ینجو المسلمین ان المسلمین ھم النجباء۔ سمعت ابا عبد اللہ[۳] یقول لا تخاصموا الناس لدینکم فان المخاصمۃ ممرضۃ للقلب۔ سمعت ابا جعفر[۴] ع یقول انما شیعتنا الخرس۔ قال امیر المؤمنین[۵] ع ایاکم والجدال فانہ یورث الشك فی دین اللہ سمعت ابی عبد اللہ[۶] ع یقول متکلموا ھذہ العصابۃ من شرار من ھم منھم اس باب مین جسقدر روایات وارد ہوئی ہین اگر اونکا استیفا کیا جاوے اور بسط کے ساتھہ اون پر بحث کیجاوے تو ایک کتاب جداگانہ تیار ہو اسلیئے ہم صرف ایک قول فیصل پر اکتفا کرتے ہین جو امام جعفر صادق ع سے علامہ مجلسی نے نقل کیا ہے اور چونکہ عبارت بہت طویل ہے اسلیئے ملتقطاً نقل کرتے ہین عن ابی محمد العسکری[۷] ع قال ذکر عند الصادق ع الجدال فی الدین و ان رسول اللہ ص والائمۃ المعصومون قد نھوا عنہ فقال الصادق ع لم ینہ عنہ مطلقاً لکنہ نھی عن الجدال بغیر التی ھی احسن اما تسمعون اللہ یقول ولا تجادلوا اھل الکتاب

---

[۱] کیونکہ جو حلیم سے مباحثہ کریگا وہ اوسکو حق سے دور کریگا اور جو کسی سفیہ سے جھگڑیگا وہ اوسکو ہلاک کر دیگا۔ ۱۲ [۲] امام ابی عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا کلام گفتگو کرنے والے ہلاک ہونگی اور مسلمان نجات پا جاینگے بے شک مسلمان ہی نجات یافتہ ہین ۱۲ [۳] مینے امام ابی عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے سنا فرماتے تھے اپنے دین کے معاملہ مین لوگونسے نہ جھگڑو کیونکہ جھگڑا دل کو بیمار کرنیوالا ہی [۴] مینے امام ابو جعفر رضی اللہ عنہ سے سنا کہتے فرماتے تھی ہماری شیعہ صرف گونگی ہین ۱۲ [۵] امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے فرمایا اپنی آپکو جھگڑے سے بچاؤ کیونکہ وہ اللہ کے دین مین شک پیدا کرتا ہی ۱۲ [۶] مینے امام ابی عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے سنا فرماتے تھی اس گروہ میکے متکلمین سب سے بدتر ہین [۷] امام عسکری فرماتے ہین کہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے سامنے دین مین بحث و مباحثہ کرنے کا ذکر ہوا اور یہہ کہ رسول اللہ ص نے اور ائمہ معصومین نے اسکی ممانعت فرمائی ہی فرمایا کہ اسکی مطلقاً ممانعت نہین فرمائی لیکن اوس مباحثہ کی ممانعت کی ہی جو بغیر عمدہ طریقہ کی ہو کیا تم نہین سنتے خدا تعالی فرماتا ہی اہل کتاب سے بجز عمدہ طریقہ کے

الا بالتی هی احسن وقوله تعالی ادع الی سبیل ربک الخ فالجدال بالتی هی احسن قد قرنه
العلماء بالدین والجدال بغیر التی هی احسن محرم وحرمه الله تعالی علی شیعتنا قیل یا ابن
رسول الله فما الجدال بالتی هی احسن والتی لیس باحسن قال اما الجدال بغیر التی هی احسن
ان تجادل مبطلا فیورد علیک باطلا فلا ترده بحجة قد نصبها الله ولکن تجحد قوله او تجحد
حقا یرید ذلک المبطل ان یعین به باطله فتجحد ذلک مخافة ان یکون له علیک فیه حجة
لانک لا تدری کیف المخلص منه فذلک حرام علی شیعتنا ان یصیروا فتنة علی ضعفاء
اخوانهم وعلی المبطلین اما المبطلون فیجعلون ضعف الضعیف منکم اذا تعاطی
مجادلته وضعف فی یده حجة له علی باطله واما الضعفاء منکم فتغتم قلوبهم لما یرون
من ضعف المحق فی ید المبطل واما الجدال التی هی احسن فهو ما امر الله تعالی به نبیه ان یجادل
به من جحد البعث بعد الموت واحیائه فقال حاکیا عنه وضرب لنا مثلا ونسی خلقه قال
من یحیی العظام وهی رمیم فقال الله فی الرد علیه قل یحییها الذی انشاها اول مرة الی قوله فهذا الجدال
بالتی هی احسن لان فیها قطع عذر الکافرین وازالة شبهتهم واما الجدال بغیر التی هی احسن

سے نہ جھگڑو اور اللہ تعالی کا ارشاد ہے دانائی اور اچھی نصیحت کے ساتھ اپنے پروردگار کے رستہ کیطرف دعوت کرو الخ پس بحث اور مباحثہ کو جو عمدہ طریق سے
دین کے ساتھ ملحق کیا ہے وہ جدال و مناظرہ جو عمدہ طریق سے نہو حرام ہے اور اسکو اللہ نے ہمارے شیعوں پر حرام فرمایا ہے کسی نے پوچھا اے رسول اللہ کے فرزند کونسا مباحثہ عمدہ طریقہ والا ہے
اور کونسا مباحثہ بدون حسنہ طریقہ کے ہے فرمایا بغیر عمدہ طریقہ کے مباحثہ تو یہہ ہے کہ تو کسی اہل باطل سے مناظرہ کرے اور وہ تجھپر باطل پیش کرے اور تو اوس حجت کے ساتھ
جو خدا تعالے نے قائم کی ہے اوسکو رد نکر سکے لیکن تو اوسکے قول کا انکار کرے یا اوس حق کا جسکے سبب سے وہ مبطل اپنے باطل کی اعانت و تقویت چاہتا ہے منکر
ہوجائے اس خوف سے کہ مبادا تجھپر اوسکی حجت قائم ہوجائے اور اس حق کا بھی انکار کردیوے کیونکہ اوس سے خلاصی کی راہ تو نہیں جانتا ہے تو یہہ ہمارے شیعوں کے
لیے حرام ہے کہ اپنے ضعیف بھائیوں اور اہل باطل کے حق میں فتنہ بنیں کیونکہ جب اہل باطل سے مناظرہ کریگا اور اوسکے مناظرہ کے نتیجہ میں جو خستگی ہوگی تو وہ تمہارے اوس
اپنے باطل کے حقیت پر حجت قرار دینگے اور ضعفا شیعہ جب مبطل کے ہاتھ میں اہل حق کو خستہ حالت میں دیکھینگے تو ان کا دل دکھیگا اور اوس طریقہ حسنہ
کا مباحثہ وہ ہے جسکا خدا نے اپنے نبی کو حکم فرمایا کہ منکرین حشر سے مناظرہ کریں وہ کہتے تہے کہ ہڈیاں بوسیدہ ہونیکے بعد کون جلا سکتا ہے فرمایا اے محمد تو کہہ کہ ان کو وہ
جلائیگا جسنے پہلی دفعہ پیدا کیا تہا تو یہہ جدال و مناظرہ عمدہ طریقہ کا ہے کیونکہ اسمیں کافروں کے عذر کا قطع اور انکے شبہ کا رفع ہے اور مباحثہ بغیر عمدہ طریقہ کے یہہ

بان تجد حقا لا يمكنك ان تفرق بينه وبين الباطل حين تجادل وانما تدفع عن الباطل بان تجحد الحق فهذا هو الحرام لانك مثله تجحد هو حقا وتجحدت انت حقا اخر۔ انتہی قطع نظر تعارض ان روایات سے جو اس بارہ مین وارد ہوئی ہین اس قول فیصل سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ مباحثہ کرنا سوای انبیاء اور ائمہ کے دوسری شخص کا کام نہین ہے۱ بلکہ دوسرونکو ناجائز وحرام ہے کیونکہ سوای انبیا و ائمہ کے کوئی شخص حجت منصوب من اللہ کو نہین پہچان سکتا اور نہ ضعفاء اخوان یا مبطلین کے حق مین رفیق ہو۔ نہ یہ سچ ہے کہ ایسے علی الخصوص ایسا شخص جسکو اپنے مذہبیات کی بھی پوری واقفیت نہو اور محض فارسی خوان ہی ہو تو اوسکی حق مین مناظرہ کرنا بموجب اس قول فیصل کے بیشک حرام ہوگا۔ اب دل چاہتا ہے کہ اس باب مین علامہ مجلسی کی تحقیق نقل کرون۔ اہل انصاف اوسکو بھی ملاحظہ فرمائین اور ہماری مجیب کی واقفیت مذہب کی داد دین۔ ویظہر من الاخبار ان المذموم منه هو ما كان الغرض فيه الغلبة واظهار الكمال والفخر او التعصب وترويج الباطل واما ما كان لاظهار الحق ودفع الباطل ودفع الشبهة عن الدين وارشاد المضلين فهو من اعظم اركان الدين لكن التميز بينهما في غاية الصعوبة والاشكال وكثيرا ما يشتبه احدهما بالاخر في بادي النظر وللنفس فيه تسويلات خفية لا يمكن التخلص منها الا بفضله تعالى۔ علامہ کی اس تحقیق سے بھی ہم بحث اغماض کرتے ہین اور کہتے ہین کہ اس سے بھی مجیب جیسے متکلمین کے لیے مناظرہ کا

---

۱ کہ تو ایسے حق کا انکار کرے کہ تجھکو اوسمین اور خصم کے باطل مین فرق تمیز نہو اور اوسکے باطل کو حق کا انکار کر کے دفع کرے تو یہہ مباحثہ حرام ہے کیونکہ اس صورت مین تو مثل اہل باطل کے ہوگا اوسنے ایک حق کا انکار کیا اور تو نے دوسرے حق کا انکار کیا ۱۲ ۲ احادیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ برا مباحثہ وہی ہے جسمین غلبہ و کمال کا اظہار اور فخر اور ناحق کی جانبداری اور باطل کی ترویج مقصود ہو اور جس مباحثہ مین حق کا اظہار اور باطل کا رفع اور دین سے شبہ کا ازالہ اور گمراہونکی رہنمائی ہو تو وہ دین کے اعظم ارکان مین سے ہے لیکن ان دونوں مین تمیز اور تفرقہ نہایت سخت دشوار اور مشکل ہے بسا اوقات بادی النظر مین ایک دوسرے کی تمیز مشتبہ ہو جاتا ہے اور اوسمین نفس کی ایسی چھپی فریب ہین کہ سوای اللہ تعالے کے فضل کے اونسے خلاصی ممکن نہین ۱۲

عبادت نہونا بلکہ حرام اور مستوجب لعن ہونا ثابت ہوتا ہی پہر اب ہماری مجیب لِلّٰہ ذرا انصاف سے فرمائین کیا اعلیٰ درجہ کی عبادت ایسی ہے امور ہوتے ہین - علاوہ ازین اگرچہ مباحثہ مذہبی خفیف کام نہو تاہم اس سے یہہ لازم نہین آتا کہ کوئی مذہبی کام اس سے بڑہکر نہو بلکہ بہت سے مذہبی امور اس سے بدرجہا بہتر و برتر ہونگی علےالخصوص ایسی حالت مین جبکہ چندان ضروری یا مفید نہو اور مخالفین کے راہ یابے کی توقع نہو تو ایسی وقت مین جو شخص دوسری امور مذہبیہ عالیہ مین مشغول ہوگا وہ بیشک مباحثہ مین اپنے وقت کے صرف کرنے کو وقت گرانمایہ کہیگا قسّ ۱۸ اس اخیر فقرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپکو تحقیق حق و ابطال باطل منظور نہین بلکہ اپنے رہائی یا مخالف کے مغلوبیت اصلی غرض ہے اور انشاءاللہ تعالے انمین سے کوئی غرض بہی حاصل شدنی نہین ہے اقول جب آپکی نزدیک تحقیق حق مستلزم شک فے المذہب کو ہی تو واقعی مجکو تحقیق حق منظور نہین کیونکہ بفضل اللہ تعالے و رحمتہ مجیب کو اپنی مذہب کی صحت و حقیقت مین کسی نوع کا شک و ریب نہین ہان ابطال باطل و مغلوبیت مخالف ہی مقصود ہی جو انشاءاللہ تعالے علی الرغم ہمکو حاصل ہے شعر ستعلم لیلیٰ ای دین تداینت + وای غریم فے التقاضی غریمہا

قال الفاضل المجیب - قولہ - پس واضح ہو کہ اگرچہ فیمابین اہل سنت و جماعت و شیعہ اثنا عشریہ کے بہت سی مسائل اصول و فروع مین مخالفت ہی لیکن مبنی معظم اختلاف یہہ ہی کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین علے الخصوص خلفاء ثلثہ رضی اللہ عنہم کو اہل سنت تمام امت سے باعتبار رتبہ اعلیٰ و افضل اور ایمان مین اثبت و اکمل اعتقاد کرتے ہین - اقول - اصل اختلافی مسئلہ اور مبنی معظم اختلاف کا ماخذ مسائل دین و ایمان ہی بعد جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امامیہ کل اصول و فروع کو اہل بیت طاہرین سے کہ بموجب حدیث متفق علیہ مثل اھل بیتی کسفینۃ نوحؑ الخ سفینہ نجات ہین اور بموافق حدیث متفق علیہ انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ و عترتی انکا حکم ہرگز

حکم خدا سے جدا نہین ہو سکتا اور صحابہ بہی انکی ہی تمسک کے مامور تہی ماخوذ کرتے ہین
اور اہل سنت صحابہ اور تابعین و تبع تابعین کو ماخذ اپنی دین اور ایمان کا ٹہراتے ہین اگرچہ
بعض اُنہین سے ناصبین عداوت اہل بیت طاہرین اور قاتلین ذریۃ سید المرسلین اور مارقین
اور قاسطین و ناکثین سے ہون ۔ جیسا کہ ملاحظہ رواۃ صحاح اور غیر صحاح اہل سنت سے ظاہر ہے
پس حضرت مجیب نے جو مبنی اختلاف کا معاملہ صحابہ ٹہرایا ہے بجای خود معلوم نہین ہوتا
کیونکہ اگر بفرض محال مثل شریک باری سب صحابہ عدول ہی ٹہر جائین اور برخلاف احادیث
کثیرہ مثل حدیث حوض وغیرہ اور سیکڑون دلائل عقلیہ و نقلیہ کے جسمین کتب ضخیمہ تصنیف ہو چکی ہین
کل صحابہ کا ناجی ہونا ہی ثابت ہو جائے تو اس سے ماخذ مسائل اصولیہ و فروعیہ ہونا اونکا ثابت
نہوگا اسلیئے کہ عدم عصمت اونکی اتفاقی بین الامت ہے اور شیعون کے نزدیک بلکہ ہر عقلمند کے
نزدیک بجز اہلبیت معصومین صلوات اللہ علیہم اجمعین کوئی ماخذ اصول و فروع نہین ہو سکتا
پس کیونکر ہو سکتا ہے کہ مبنی معظم اختلاف کا یہہ ہی مسئلہ ہو بلکہ مسئلہ امامت ہی اس اختلاف
کثیر کا مبنی ہے جیسا کہ بندہ پہلے عرض کر چکا ہی یقول العبد الفقیر اے مولاۂ
دانشمندان روزگار اور منصفان تری و امصار کو صلاے عام ہے کہ ذرا اس بحث کو بنظر
غور و تامل ملاحظہ فرما کر ہماری مجیب کے انصاف و تحقیق حق اور مناظرہ دانی اور اجتہاد مطلق کی داد دین میرے مجیب صاحب کے
نزدیک مسئلہ امامت کے معظم خلافیات ہونے پر بندہ نے عرض کیا تہا کہ اسم الخلافیات اور
مبنی معظم اختلافات کا معاملہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عموماً اور خلفا ثلثہ رضوان اللہ علیہم خصوصاً ہی
کہ اہل سنت انکو تمام امت مین افضل اعتقاد کرتے ہین اور شیعہ بدتر از کفار و منافقین سمجہتے ہین
اور اختلاف مسئلہ امامت بہی اسی اصل سے ناشی ہے ۔ بجواب اسکی مسئلہ امامت کی مبنی
معظم خلافیات ہونے کی تائید مین ہماری حضرت فاضل مجیب نے باین خلاصہ ارشاد فرمایا
کہ اصل خلافی مسئلہ اور مبنی معظم اختلاف کا ماخذ مسائل دین و ایمان ہی بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
امامیہ کل اصول و فروع کو بموجب ارشاد حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اہل بیت طاہرین سے

لیتی ہین اور اہل سنت صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین کو ماخذ اپنے دین وایمان کا ٹھہراتی ہین
اگرچہ بعض اونمین سے ناصبین عداوت اہلبیت طاہرین اور قاتلین ذریتہ سید المرسلین
اور مارقین اور قاسطین اور ناکثین سے ہون - پس حضرت مجیب نے جو مبنی اختلاف کا معاملہ
صحابہ ٹھہرایا ہی بجای خود معلوم نہین ہوتا - کیونکہ اگر بفرض محال سب صحابہ عدول ٹھہر جاوین
تو اس سے بوجہ اسکی کہ اونکی عدم عصمت اتفاقی ہی ماخذ مسائل اصولیہ و فروعیہ ہونا اونکا ثابت
نہوگا - پس کیونکر ہوسکتا ہی کہ مبنی معظم اختلافات کا معاملہ صحابہ ہو بلکہ مسئلہ امامت ہے
اس اختلاف کثیر کا مبنی ہی - ای حضرات خدا کے لئیے ذرا حضرت مجیب کی اس جواب کو
ملاحظہ فرمائین کہ اس سے بندہ کے معروض کی تسلیم و تائید ہوتی ہے یا تغلیط و تردید
اب سنئی کہ فاضل مجیب فرماتے ہین کہ ماخذ مسائل دین اثنا عشریہ کے نزدیک ذریتہ طاہرین
ہین اور اہل سنت کے نزدیک صحابہ رض وغیرہ ہین تو اگر اس تقابل سے حضرت مجیب کی
یہہ غرض ہے کہ اہل سنت ذریتہ طاہرین کو ماخذ دین نہین اعتقاد کرتے تو بداہتہً
غلط اور محض افترا ہی کیونکہ قضیہ کلیہ الصحابۃ کلہم عدول جزئیات ذریتہ طاہرہ کو بھی شامل ہی
اور اہل سنت کی کتب صحاح وغیرہ روایات اہلبیت رض سے مملو و مشحون ہین اور
اونکی فضائل و محامد سے مشرف و مزین ہین اور مجتہدین اہل سنت کا علم غالباً ماخوذ اہل بیت
ہی سے ہی - اہل سنت کے بزرگان طریقت خوشہ چین مائدہ اہلبیت کے ہین
ان دیگر صحابہ رضوان اللہ علیہم وصف مقتدائیت اور ماخذیت مین اہل سنت کے
نزدیک بحکم حدیث متفق علیہ اصحابی کالنجوم الخ شریک اہل بیت ہین اور اگر اس تقابل سے
حضرت مجیب کے غرض انتفاء ماخذیت اہلبیت عند اہل السنۃ نہین ہے تو حبذا الوفاق
اس صورت مین ماحصل یہہ ہوا کہ اہلبیت باتفاق فریقین ماخذ دین ہین اور صحابہ رض
علی الاختلاف - اہلسنت اونکو بھی ایسی کہ وہ مصداق کنتم خیر امۃ ہین - ماخذ دین قرار
دیتی ہین - اور شیعہ اونکو ماخذ مسائل دین نہین ٹھہراتے اور شر امت اعتقاد کرتے ہین

اور اسکی وجہ کلام سے صاف ظاہر ہی کہ بعض اونمین سے بزعم شیعہ ناصبین عداوت اقربین اور مارقین اور قاسطین اور ناکثین ہین اور بفرض محال مثل شریک باری اگر کل صحابہ عدول ٹہر جائین تو عدم عصمت اتفاقیہ مانع ماخذیت ہی۔ تو اس سے کالشمس فی رابعۃ النہار ثابت ہوا کہ دارمدار اختلاف ماخذیت کا خیریت اور شریت صحابہ رضہ پر ہی۔ اور جب ماخذیت صحابہ کی خیریت کی علت خیریت اور شریت اور افضلیت اور نقصیت صحابہ رضہ ہوئی تو فرمائیے اوسوقت اصل مبنی اختلافات معاملہ صحابہ کا جو بندہ نے عرض کیا تہا ہوا یا نہوا اور اس جواب سے بندہ کی گذارش کی تائید و تقویت ہوئی کہ نہوئی۔ یہ سلمنا مبنی معظم خلافیات کا ماخذیت صحابہ رضہ واہلبیت رضہ ہی سہی لیکن اس سے مسئلہ امامت کا مبنی ہونا کسیطرح ثابت نہین ہوتا اس سے صرف اسیقدر ثابت ہوتا ہے کہ مبنی معظم خلافیات کا ماخذیت ہی اور مسئلہ امامت بہی اسی اصل سے ناشی ہے تو آخری تفریع جو بطور نتیجہ مقدمات و دلائل سابقہ کے ذکر کی ہے۔ ئیں کیونکر ہو سکتا ہے کہ مبنی معظم اختلاف کا یہہ مسئلہ ہو بلکہ مسئلہ امامت ہی اس اختلاف کثیرہ کا مبنی ہے غلط اور غیر مرتبط اور دعوی بے دلیل رہی۔ خوش گفت

ع۔ مین الزام اوسکو دیتا تہا قصور اپنا نکل آیا۔ چونکہ اس جگہ ہماری حضرت مجیب نے ماخذیت واہلبیت رضہ و صحابہ رضہ کا ذکر فرمایا اور بہت غلطیان کہائین اور حق سے بمراحل دور ہوگئی اپنی کسیقدر اسکا بیان بہی واجب ہوا۔ پس واضح ہو کہ نفس الاصل ماخذ دین و ایمان ذات بابرکات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے جسقدر دین ہے وہ ماخوذ مشکوۃ نبوت سے ہی ولبس اور واسطہ تبلیغ دین مین اللہ تعالے کے والا مت رسول ہی ہوتا ہی اور علاوہ رسول کے جسقدر احاد امت ہین وہ سب محتاج تبلیغ رسول ہین اور مکلفین و مبلغین اور فی الحقیقت متبع اور آخذین دین ہین۔ نہ متبوع اصلی کیونکہ اگر انکو ماخذ اصلی دین کا قرار دیا جاویگا تو انکا خلیفہ ہونا باطل ہوگا اور نبی ہونا لازم آویگا اور یہہ باتفاق فریقین باطل ہے۔ حسب مذہب اہل سنت تو اسکا بطلان بدیہی ہے۔ اور شیعہ اگرچہ ائمہ کو انبیا علیہم السلام کے

خواص ولوازم مین شریک کرتے ہین جو انکی نبوت کو مستلزم ہی بلکہ انبیاء سے رتبہ مین بڑہاتے ہین - چنانچہ حضرت علی رضؓ کو تمام انبیاء سے سوای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خلاف عقل و نقل افضل اعتقاد کرتے ہین شیخ مفید اپنے رسالہ تفضیل امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ مین فرماتے ہین - اختلف الشیعۃ فی ہذہ المسئلۃ فقالت الجارودیۃ انہ کان علیہ السلام افضل من کافۃ الصحابۃ فاما غیرہم فلا نقطع علی فضلہ علی کافتہم وبدّعوا من سوی بینہ وبین من سلف او فضلہ او شک فی ذلک وقطعوا علی فضل الانبیاء علیہم السلام کلہم علیہ واختلف اہل الامامۃ فی ہذا الباب فقال کثیر من متعلمیہم ان الانبیاء علیہم السلام افضل منہ علی القطع والثبات وقال جمہور اہل الآثار منہم والنقل والفقہ بالروایات وطبقۃ من المتکلمین منہم واصحاب الحجاج انہ علیہ السلام افضل من کافۃ البشر سوی رسول اللہ محمد بن عبد اللہ صلوات اللہ علیہ فانہ افضل منہ ووقف منہم نفر قلیل فی ہذا الباب فقالوا لسنا نعلم اکان افضل من سلف من الانبیاء او کان مساویا لہم او دونہم فیما یستحق بہ الثواب فاما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ محمد بن عبد اللہ فکان افضل منہ علی غیر ارتیاب وقال فریق منہم آخرون امیر المؤمنین صلوات اللہ علیہ افضل البشر سوی اولی العزم من الرسل فانہم افضل منہ عند اللہ - اور سی طرح ہین کہ سیقد

۱؎ مسئلہ تفضیل مین شیعہ باہم مختلف ہین جارودیہ کہتی ہین کہ حضرت علی رضؓ تمام صحابہ رضؓ سے تو بیشک افضل ہین - لیکن سوائے صحابہ رضؓ کی سب سے افضل ہونے کا ہم یقین نہین کرسکتی اُنکو مبتدع کہتے ہین جنہون نے گذشتہ لوگونکی حضرت امیر کو برابر کہا یا حضرت کو بڑا یا ان مین تردد ہی لیکن جارودیہ حضرت امیر سے تمام انبیاء کو یقیناً افضل کہتے ہین اور امامیہ بھی اس باب مین مختلف ہوی بہت سے سیکہنے والے یقین کہتی ہین کہ انبیاء ع حضرت سے قطعاً ویقیناً افضل ہین اور جمہور اہل اخبار وحدیث اور فقہا اور متکلمین اور اہل حجت کہتی ہین کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام آدمیون سے افضل ہین لیکن حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جناب امیر سے افضل ہین اور تہوڑی سے لوگون نے اس باب مین توقف کیا ہی اور کہا ہی کہ ہم نہین جانتے ہین کہ حضرت امیر رضؓ انبیاء ع گذشتہ سے باعتبار زیادتی استحقاق ثواب کے افضل ہین یا برابر یا کم لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جناب امیر سے بی شک وشبہ افضل ہین اور امامیہ مین سے ایک فریق کہتا ہی کہ حضرت امیر افضل البشر ہین سوای رسل اولو العزم کے کہ وہ خدا کے نزدیک حضرت امیر رضی اللہ عنہ سے فضیلت مین

آگے ٹرنیکر یہہ روایت لکھی ہے وقوله علیه السلام وقد سئل عن امیر المؤمنین ما کان منزلتہ من النبی علیه وآله
السلام قال لم یکن بینه وبینه فضل سوی الرسالة التی اوردها - وجاء مثل ذلك بعینه عن ابیه
عن جعفر وابی الحسن وابی محمد العسکری علیه السلام - اس سے صاف ظاہر ہے کہ بجز وصف
رسالت کے جناب امیر رضا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیه وآله وسلم کے درمیان کوئی
وصف زائد نہین جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم کی فضلیت پر استدلال کیا جاوے
اور اس سے ہر شخص سمجھہ سکتا ہی کہ دوسری مدارج صفات جنپر فضل کلی کا دارمدار ہی مثلاً کثرت
ثواب وقرب من اللہ تعالے وغیرہ مین جناب امیر اگر حضرت صلی اللہ علیه وسلم سے
افضل نہین تو کم بھی نہین اور آیت مباہلہ وانفسنا وانفسکم حسب ادعا شیعہ خود مستلزم
مساوات ہی اور وصف رسالت خود مستلزم افضلیت کو نہین کیونکہ یہہ امر بدیہی ہے - کہ
فضیلت نبوت رسالت رسل وانبیا سابقین کے لئے بھی حاصل تھی لیکن باوجود اسکی جناب امیر رضا
اونسی باعتبار دوسری صفات کے افضل ہین تو معلوم ہوا کہ رسالت مستلزم فضلیت کو
نہین - بلکہ مرتبہ امامت مرتبہ رسالت اور خلت اور کلیمیت و روحانیت سے افضل ہے اور
اگر ہم اس سے بھی ترقی کرین اور اصول و روایات شیعہ پر جناب امیر کی افضلیت کے رسول اللہ
صلی اللہ علیه وسلم سے بھی مدعی ہون تو بیجا ہو کیونکہ علاوہ اون فضائل کے جو جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیه وسلم مین پائی جاتے ہین جنہین جناب امیر کو شرکت اور مساوات ہی بہت سے
فضائل جناب امیر مین ایسی موجود ہین جنسی رسول صلی اللہ علیه وسلم محروم ہین - جو شجاعت
اور سخاوت اور فصاحت و بلاغت جناب امیر کو حاصل ہے وہ کسی فرد بشر کو حاصل نہین ہوئے
حضرت صلی اللہ علیه وسلم کو جابجا کلام مجید مین عتاب ہوا اور جناب امیر کی نسبت بجز محامد کے
اور کچھہ وارد نہین ہوا اور ظاہر ہے کہ غیر معاتب معاتب سے افضل ہے - ان سب سے

(حاشیہ: اصول شیعہ پر جناب امیر رضا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم سے بھی افضل ہین)

۱ امام رضی اللہ عنہ سے کسینے پوچھا کہ جناب امیر رضا کا مرتبہ بہ نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم کیونکر تھا فرمایا بجز رسالت کے
جو حضرت صلی اللہ علیه وسلم کو ملی تھی اور کچھہ زیادتی نہ تھی - ۱۲ -

پڑ مگر یہہ ہی کہ اگر حسب روایات شیعہ جناب امیر کی افضلیت کا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے
نصًّا او عاکرین تو ممکن ہی - قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ أَمْ هَلْ تَسْتَوِي الظُّلُمَاتُ وَالنُّورُ[1]
حق تعالے شانہ ارشاد فرماتا ہی جس سے صاف واضح ہی کہ نور ظلمت سی افضل ہی اور شیعہ کی روایات
سی ثابت ہے کہ معاذ اللہ رسول اللہ ظلمت ہین اور جناب امیر نور ہین - علامہ مجلسی بحار ہین ابو نصر
ابن قابوس سے اور وہ امام صادق رضہ سے روایت کرتا ہی قال[2] السواد الذی فی القمر محمد
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تفسیر صافی ہین بذیل تفسیر آیت فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ
وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِي أُنزِلَ مَعَهُ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ[3] لکہا ہی والعیاشی عن الباقر ع
النور علی وفی الکافی[4] عن الصادق ع النور فی ھذا الموضع علی والائمہ علاوہ ازین اور بہت سے
ایسی فضائل ہین جو جناب امیر کے ساتہہ ہی مخصوص ہین اور ذات بابرکات جناب سرور
کائنات کے اون سی خالی ہی جنکی تفصیل مین مستقل جداگانہ رسالہ تالیف ہو تو اس سے
معلوم ہوا کہ بروایات شیعہ جناب امیر کافہ بشر سے بلا استثنا افضل ہین چنانچہ یہہ
مدعا حدیث متواتر المعنی سے جسکو شیخ فقیہ ابو محمد جعفر بن احمد بن علی القمی نزیل ری نے اپنی رسالہ
نوادر الاثر لعلی خیر البشر مین جو اسوقت میرے روبرو کہلا ہوا رکہا ہی روایت کیا ہی بالفاظ ذیل
اسطرح پر حدثنا ابو محمد ھرون بن موسے التلعکبری قال حدثنی احمد بن محمد بن سعید قال حدثنی محمد بن
عبید عتبۃ الکندی قال حدثنی عبد الرحمن بن یزید عن ابیہ عن الاعمش عن
عاصم بن عمر عن جابر بن عبد اللہ[5] قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ علی خیر البشر
من شك فیہ فقد کفر - لیکن باوجود ان سب امور کے خلیفہ و نائب نبی ہی کہتے ہین
نبی و رسول نہین کہتے قاضی نور اللہ شوستری مجالس المومنین ہین بذیل ذکر محمد بن علی

---

[1] تو کہہ دی کیا نابینا اور بینا برابر ہین یا تیرگی اور نور برابر ہین ۱۲ [2] امام صادقؑ نے فرمایا کہ چاند مین کی سیاہی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہین ۱۲ [3] امام باقر سے مروی ہی کہ نور حضرت علی رض ہین ۱۲ [4] کافی ہین امام صادق رض سے مروی ہے کہ اسجگہ نور سے مراد حضرت علی رض اور ائمہ ہین ۱۲ [5] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی خیر البشر ہی جو اسمین شک کرے وہ کافر ہی -

بن الحسین بن موسی بن بابویہ القمی لکھتے ہین - زیرا کہ امام قائم مقام نبی ست در جمیع امور گر در
اسم نبوت و نزول وحی - تو جب ائمہ خلیفہ اور قائم مقام ہوئی علی الخصوص ایسی نبی کی قائم مقامی
جو دین کو جمیع جہات سے مکمل فرما گیا اور کسی قسم کی کمی و کوتاہی باقی نہین چھوڑی تو ایسی نبی کا نائب و
خلیفہ محض ناقل و حاکی ہے و بس - تو وہ اصلی و حقیقی ماخذ دین ہرگز نہین ہو سکتا ہی - لیکن با اینہمہ
چونکہ قرن اول امت محمدیہ علیہ الصلوات و التسلیمات کی قلوب انوار و برکات آفتاب عالمتاب
نبوت سے منور ہو گئی اور فیض صحبت سر حلقہ انبیا سرتاج اصفیا سے جو مس زنگ آلود رذائل
کے لیئے کبریت احمر اور اکسیر اور سموم معاصی کے لیئے تریاق اکبر ہے مجلی و مصلی ہوی اور اونکی قلوب
میتن شعہ انوار نبوت نے یہانتک پرتو ڈالا کہ اونکو اوس صحبت سے وہ کیفیات حاصل ہوئین جو
آہن کو آگ سے بلکہ سنگ پارس سے حاصل ہوتی ہین - اور مدارج ابتلا مین محک امتحان پر کامل
العیار نکل چکے تو شارع علیہ الصلوۃ والسلام نے اونکو نجوم ہدایت فرما کر امت کو اونکے
اقتدا کی طرف رغبت دلائی اور اونکو ماخذ قرار دیا لیکن نہ ماخذ اولی و اصلی بلکہ ثانوی و فرعی -
اسکی بعد ظاہر ہی کہ دین خداوند جل شانہ جسکا ماخذ و مبلغ اصلی رسول ہے قرن ثانی سے آخر تک
اوسکا بلا واسطہ پہنچنا محال ہے تو اسلیئی ضرور ہوا کہ ہر قرن لاحق اپنے قرن سابق سے دین اخذ
کری اس صورت مین ہر قرن سابق اپنے قرن لاحق کے حق مین ماخذ دین ہوگا بلکہ ہر ایک
استاد اپنی شاگرد کے لیئے ماخذ ہوا - غرضکہ اولاً و بالذات ماخذ دین ذات بابرکات حضرت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور ثانیاً و بالتبع اصحاب کرام مین جنمین اہلبیت بھی شامل
ہین اور ثالثاً و بالعرض ہر قرن سابق اپنے قرن لاحق کے لیئے ماخذ دین ہے جنمین محدثین و اخیار مین
مجتہدین و متکلمین و مفسرین و اصحاب رسالت و ارباب رتعات و روات آثار داخل ہین پس
اگر حضرت مجیب کی غرض لفظ ماخذ سے ماخذ اولی و اصلی ہے تو بالکل لغو اور غلط ہی کہ شیعہ اہلبیت کو
ماخذ قرار دیتی ہین اور اہل سنت صحابہ کو بلکہ فریقین حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی
ماخذ حقیقی و اصلی قرار دیتے ہین - اور اگر ماخذ سے ماخذ بطریق عموم مراد ہی تو اور بھی زیادہ غلط اور

اپنی کتب سے چشم پوشی ہی بلکہ خود اسی قول کے مخالف ہی کیونکہ اس قول کے آخر عبارت سے ظاہر ہی
کہ مدار ماخذیت کا عصمت پر ہی اور جسمین عصمت نہ پائی جاویگی وہ ماخذ دین ہونی کی صلاحیت و
قابلیت نہین رکہیگا۔ لیکن یہہ امر مثل بدیہی اولی کے واضح ہی کہ عصمت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے جو ماخذ اول ہین۔ صحیح و مسلم ہی وبس۔ اسلیئے کہ بعد تکمیل دین کے کسی شخص کے عصمت کے
ضرورت باقی نہین رہی اور نہ کسی فرد کی عصمت پر کوئی دلیل عقلی یا نقلی معتد بہ قائم ہی۔ اور اگر
کسیکی لیئے عصمت کی ضرورت ہی تو پہر ضروری کہ تمام ماخذ دین نیچے کے رتبہ تک بہی معصوم ہون
اور سوائی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کوئی معصوم نہین ہے اور ہم دیکھتی ہین کہ
علما شیعہ جو مسائل شرعیہ اہل بیت رضہ سے نقل کرتے ہین اکثر اون مسائل مین اہلبیت رضہ ماخذ اصلی
صلی اللہ علیہ وسلم سے محض ناقل و حاکی ہین نہ خود ماخذ اصلی اور اگر بفرض محال اہلبیت رض کی عصمت
تسلیم کرلین تو اونسی نیچے کے درجہ والون کی نسبت کلام ہی اور وہ بالاتفاق معصوم نہین ہین
حالانکہ وہ ماخذ دین ہین۔ پس یہہ دعوی کہ شیعہ بلکہ ہر عاقل کے نزدیک سوائی معصوم کی اور کوئی
ماخذ نہین ہوسکتا غلط ہوا اور اسکی تغلیط خود معالم الاصول سے وغیرہ کتب اصول سے ہوتی ہی
کیونکہ جو اجماعات بعد غیبوبت کبری امام آخر الزمان کے منعقد ہوئی ہین معلوم نہین اونکو کونسی
معصوم سے اخذ کیا ہی۔ غرض جب رواۃ و مجتہدین وغیرہ بہی ماخذ دین ٹہری کہ جنکی عدم
عصمت ہی مسلمہ نہین بلکہ اونمین سے بعض کا فسق و کفر بہی تسلیم و ثابت کیا گیا ہی تو اب فرمائیگا
کہ حضرت مجیب کا یہہ قول کسقدر غلط اور خلاف واقع ہوگا اول ہم رواۃ کا ماخذ دین ہونا ثابت
کرتے ہین بعد اوسکی اونکی کفر و فسق سے بحث کرینگی۔ علامہ مجلسی نے بحار مین نقل کیا ہے۔
الکلینی عن اسحاق بن یعقوب قال سالت محمد بن عثمان العمری رحمہ اللہ ان یوصل لی کتابا
سالت فیہ عن مسائل اشکلت علی فورد التوقیع بخط مولانا صاحب الزمان علیہ السلام

ف شیعون کو راوی ائمہ کی طرف سے ہونہ پر حجت ہین

---

[1] کلینی محمد بن یعقوب سے روایت کرتا ہی اوسنی کہا مینی محمد بن عثمان عمری سے سوال کیا کہ امام آخر الزمان کی خدمتمین میرا نیاز نامہ پہنچا دے
جسمین مسائل مشکلہ پوچھی تہی پہنچا دی (چنانچہ اوسکی جواب مین) مولانا صاحب آخر الزمان کا دست خطی فرمان نازل ہوا۔

وَاَمَّا الحوادث الواقعة فارجعوا فیها الی رواة حدیثنا فانهم حجتی علیکم وانا حجة اللّٰه
- الخبر- اس حدیث سے صاف ثابت ہی کہ رواتِ حدیث شیعہ کی اوپر ائمہ کیطرفسے حجت ہین اور امام
غیبوبت امام مین وہی ماخذِ دین ہین - اب دوسری دعوی کا جو کفر و فسق رواتِ ہی ثبوت لیجیئی
اگرچہ حضرات شیعہ کی سہام لعن سے انبیا تک نہ بچی تو بیچارے روات کس شمار مین ہین
لیکن چونکہ یہہ موقع بیان محامد و مناقب رواۃ کا ہی اسلیئی یہان صرف روات کی بیان احوال
پر اکتفا کیا جاتا ہے - انبیاء کی محامد عنقریب بذیل ذکر اصحاب بزبان حضرات شیعہ بیان ہونگی
اولا مین اس دعوی کی اثبات کی لیئی معالم الاصول کی عبارت صفحہ ۱۱۵ سے نقل کرتا ہون جو
خبر واحد کی معمول بہ ہونے کی شرائط مین لکھی ہی - الثالث[1] الایمان واشتراطه هو المشهور
بین الاصحاب وحجتهم قوله تعالی اِنْ جَاءَکُمْ فَاسِقٌ وحکی المحقق عن الشیخ انه اجاز العمل بخبر
الفطحیة ومن ضارعهم بشرط ان لا یکون متهما بالکذب محتجا بان الطائفة عملت بخبر عبد اللّٰه ابن
بکیر والسماعة وعلی بن ابی حمزة وعثمان بن عیسی وبما رواه بنو فضال والطاطریون واجاب
المحقق رح بانا لا نعلم الی الآن ان الطائفة عملت باخبار هؤلاء والعلامة مع تصریحه بالاشتراط
فی التهذیب اکثر فی الخلاصة من ترجیح قبول روایات فاسدی المذهب اس سے صاف
واضح ہی کہ حضرات شیعہ کے روات کفار و بدمذہب ہی ہین سبحان اللّٰه کیا اہلبیت کے ساتھ
تمسک اور ولا یہی کہ کفار اور بدمذہبونکی روایات قبول کرین اور اونکو ترجیح دین - بیشک کفار سے

[1] (اسمین لکھا تھا) کہ حوادث واقعہ مین ہماری حدیث کی روات کیطرف رجوع کرو کیونکہ وہ تمپر میری حجت ہین اور مین خدا کی حجت ہون ۱۲
تیسری شرط ایمان ہی اور ایمان کا شرط ہونا اصحاب مین مشہور ہی بدلیل قوله تعالے ان جاءکم فاسق الخ اور محقق نے شیخ سے
نقل کیا ہی کہ شیخ نے فطحیہ اور ان جیسی (بدمذہبونکی) خبر پر بشرطیکہ جہوٹ کے ساتھ متہم نہون عمل کرنا اس دلیل سے جائز رکھا ہی کہ طائفہ (امامیہ) نے
عبد اللّٰه بن بکیر اور سماعہ اور علی بن ابی حمزہ اور عثمان بن عیسی کی خبرون پر اور ان خبرون پر جنکو بنو فضال اور طاطریین نے روایت کیا ہی عمل جائز رکھا ہی
محقق نے اسکا جواب دیا کہ اب تک ہم نہین جانتی کہ طائفہ نے ان لوگونکی خبرون پر عمل کیا ہو اور علامہ طوسی نے باوجودیکہ ایمان کے شرط ہونیکی
تہذیب مین تصریح کی ہی تاہم خلاصہ مین بدمذہبونکی روایات قبول کرنے کو بہت ترجیح دی ہی - ۱۲ -

[illegible]

دین اخذ کرکے سفینۂ نجات مین حضرات شیعہ ہی سوار ہوئی ہین۔ حضرت من ع کین کہ
تو سیر وی بہ ترکستان است۔ سید دلدار علی نے اساس الاصول مین نقلاً لکھا ہی۔ وأما الفرق
الذین اشاروا الیہم من الواقفیۃ والفطحیۃ وغیر ذلک فعن ذلک جوابان احدھما ان ما یرویہ
ھولاء یجوز العمل بہ اذا کانوا ثقات فی النقل وان کانوا مخطئین فی الاعتقاد اذا
علم من اعتقادھم تمسکھم بالدین وتحرجھم من الکذب ووضع الاحادیث وھذہ کانت
طریقۃ جماعۃ عاصروا الائمۃ نحو عبد اللہ بن بکیر وسماعۃ بن مہران ونحو بنی فضال من
المتاخرین عنھم وبنی سماعۃ ومن شاکلھم فاذا علمنا ان ھولاء الذین اشرنا الیہم
وان کانوا مخطئین فی الاعتقاد من القول بالوقف وغیر ذلک کانوا ثقات فی النقل
فما یکون طریقہ ھولاء جاز العمل بہ۔ اب کسیقدر تفصیل اس اجمال کی سنیی اور اپنے
حضرت محقق کے تحقیق کے داد دیجیی اور دیکھیی کہ جو خاص ثقات اسید ائمہ رض ہین اور تشیع کے ماخذ دین
ہین اونکے کیسی کیسی عجیب وغریب حالات ہین۔ آپ کے ثقۃ الاسلام کلینی روایت
کرتے ہین۔ عن[۲] ابن الخزاز وابن الحسین ان میثمی یقول انہ تعالی اجوف الی السرۃ والباقی
صمد کما یقول الجوالیقی وصاحب الطاق۔ اور نیز کلینی نے روایت کی ہی۔ عن[۳] الحسن بن
عبد الرحمن الحمانی قال قلت لابی الحسن الکاظم ان ہشام بن الحکم یزعم ان اللہ تعالی جسم قال قاتلہ اللہ

۱؎ لیکن فرق (باطلہ) واقفیہ اور فطحیہ سے جنکی طرف اشارہ کیا اوسکی دو جواب ہین اول یہہ کہ انکی روایات پر عمل کرنا جائز ہی
بشرطیکہ نقل مین معتبر ثقہ ہون اگرچہ اعتقاد کے رو سے خطا پر ہون لیکن انکی اعتقاد کے رو سے دین پر چلنا اور جھوٹ
اور احادیث کی گھڑت سے پرہیز کرنا معلوم ہوتا ہو اور ان لوگون مین سے جو ائمہ رح کے ہم عصر تھی ایک جماعت کا یہہ ہی طریقہ تھا
چنانچہ عبد اللہ بن بکیر اور سماعۃ بن مہران اور بنی فضال مین سے متاخرین اور بنی سماعہ اور جو انکی مشابہ ہین اور جب ہمنی جان لیا کہ یہہ لوگ
جنکی طرف ہمنی اشارہ کیا ہی اگرچہ اعتقاد مین بسبب وقف وغیرہ کی قائل ہونیکے خطا پر تھی لیکن نقل مین ثقہ تھی تو جو انکا مسند مروی ہی اوسپر عمل کرنا جائز ہی
۲؎ میثمی کہتا ہی کہ (معاذ اللہ) خدا تعالی ناف تک کھوکھلا ہی اور باقی ٹھوس ہے جیسا جوالیقی وصاحب الطاق کہتی ہین ۱۲ ۳؎ عبد الرحمن
حمانی کہتا ہی کہ مینی امام کاظم رض سے عرض کیا ہشام بن الحکم کہتا ہی کہ خدا تعالے (معاذ اللہ) جسم ہی فرمایا خدا اوسکو ہلاک کری ۱۲۔

اور نیز کلینی کے کتاب التوحید کو دیکھہ لیجئے۔عن محمد بن الفرخ[۱] الرخجی قال کتبت الی ابی الحسن
اسئل عما قال ھشام بن الحکم فی الجسم وھشام بن سالم فی الصورة فکتب دع عنک حیرة
الحیران واستعذ باللہ من الشیطان لیس القول ما قال الھشامان رجال کشی میں زرارہ کا حال
ملاحظہ فرمایئے حدثنا محمد بن احمد عن محمد بن عیسی عن علی بن الحکم عن بعض رجالہ عن ابی
عبد اللہ علیہ السلام قال دخلت علیہ فقال متی عھدک بزرارة قال قلت ما رأیتہ منذ ایام[۲] ذ
لا تبال وان مرض فلا تعدہ وان مات فلا تشھد جنازتہ قال قلت زرارة متعجبا مما قال قال
نعم زرارة شر من الیھود والنصاری ومن قال ان مع اللہ ثالث اور یہہ زرارہ وہ ہی جو حضرت
امام پر لعنت کیا کرتا تہا مختار ابو عمر و کشی میں اسکو بہی ملاحظہ فرمایئے[۳] حدثنا محمد بن
مسعود قال حدثنا جبریل بن احمد الفاریابی قال حدثنا العبیدی محمد بن عیسی عن یونس عن
عبد الرحمن بن مسکان قال سمعت زرارة یقول رحم اللہ ابا جعفر واما جعفر فان فی قلبی علیہ
لعنۃ قال قلت وما حمل زرارة علی ھذا قال ان ابا عبد اللہ اخرج مخازیہ ابو الجارود ملقب بہ
سرحوب ہی جو بعض دریائی شیاطین کا نام ہے فاضل استرابادی نے نقل کی ہے
قال ابو عبد اللہ علیہ السلام کثیر النوی وسالم بن ابی حفصۃ وابو الجارود کذابون مکذبون
کفار علیھم لعنۃ اللہ ابو عمر وکشی کے کتاب کو ملاحظہ فرمایئے اوسمین لکہا ہی[۴] حدثنی محمد بن عیسی
عن یونس عن حماد قال جلس ابو بصیر علی باب ابی عبد اللہ علیہ السلام لیطلب الاذن

---

[۱] محمد بن الفرخ الرخجی کہتا ہی میں نے امام کو لکہہ بہیجا کہ متعلق ہشام بن الحکم کے کیا کہتے ہیں کہ ہشام بن الحکم خدا کا جسم بتلاتا اور ہشام بن سالم خدا کی صورت ثابت کرتا ہی حضرت نے اوسکو جواب میں لکہا حیران کی حیرت کو ترک کر اور شیطان (کے فریب) سے خدا سے پناہ مانگ ہشامین کا قول معتبر نہیں ۱۲ [۲] امام ابو عبد اللہ رضی سے مروی ہی راوی کہتا ہی میں حضرت امام کی خدمت میں حاضر ہوا فرمایا زرارہ سے کب ملا تہا میں نے عرض کیا کہ میں نے اوسکو کئی روز سے نہیں دیکہا فرمایا کچہہ پرواہ نکر اور اگر وہ مریض ہو جاوے تو اوسکو مت پوچہہ اور اگر وہ مرجاوے تو اوسکی جنازہ پر مت جا میں نے تعجب سے پوچہا کیا زرارہ (کی نسبت ایسا فرماتے ہیں) فرمایا ہاں یہود و نصاری اور قائلین تثلیث سے بہی بدتر ہی ۱۲ [۳] عبد الرحمن بن مسکان کہتا ہی میں نے زرارہ سے سنا کہتا تہا خدا ابو جعفر پر رحمت کری لیکن جعفر پر میرے دل میں لعنت ہی میں نے کہا زرارہ کو کس چیز نے اسپر برانگیختہ کیا کہا کہ امام ابو عبد اللہ جعفر صادق رضی نے اوسکی برائیاں ظاہر کیں ۱۲ [۴] حماد کہتا ہی کہ ابو بصیر امام ابو عبد اللہ کی دروازہ پر بیٹہا تہا تا کہ حضور خدمت کی پروانگی ملی ۱۲

فلم یوذن فقال لو کان معنا طبق لاذن فجاء کلب فشغر فی وجہ ابی بصیر قال اف
اف ما ھذا قال جلیسہ ھذا کلب شغر فی وجھک کلھا عن الارغام تعجب یہہ ہی کہ یہہ ہی
حضرات نجباء اللہ اور امناء اللہ تھے اور یہہ ہی بزرگواران ائمہ کے خواص مخلصین تھے علامہ مجلسی نے
روضۃ المتقین میں ائمہ سے نقل کیا ہی بشر المخبتین بالجنۃ[۲] یزید بن معویۃ العجلی وابو بصیر
لیث بن البختری ومحمد بن مسلم وزرارۃ اربعۃ نجباء اللہ وامناء اللہ علی حلالہ و
حرامہ لولا ھولاء لانقطعت آثار النبوۃ اساس الاصول میں لکھا ہی وقد ذکرھم الشیخ[۳] الثقۃ
الجلیل الصدوق ابو عمر الکشی فی کتابہ فقال اجتمعت العصابۃ علی تصدیق ھولاء الاولین
من اصحاب ابی جعفرؑ واصحاب ابی عبد اللہؑ وانقادوا لھم بالفقہ فقالوا افقہ الاولین ستۃ
زرارہ ومعروف بن خربوذ وبرید وابو بصیر الاسدی - الی ان قال - وقال بعضھم مکان
ابی بصیر الاسدی ابو بصیر المرادی - عن محمد بن عبد اللہ المسمعی عن علی بن اسباط
عن محمد بن سنان عن داود[۴] بن سرحان قال سمعت ابا عبد اللہ یقول انی لاحدث الرجل
بحدیث وانہاہ عن القیاس فیخرج من عندی فیتاؤل حدیثی علی غیر تاویلہ انی امرت
قوما ان یتکلموا ونہیت قوما فکل یتاول لنفسہ یرید المعصیۃ للہ ولرسولہ فلو سمعوا واطاعوا

ع۱ اوسکو پروانگی نہوئی کہنے لگا کہ اگر ہمارے ساتھہ طباق ہوتا تو پہر پروانگی ہوجاتی پس ایک کتا آیا اور ابو بصیر کے منہہ پر موت گیا ابو بصیر کہنے لگا ہون ہون یہہ کیا ہی اونکی ہمنشین نے کہا کہ کتے نے تیری منہہ میں موت دیا ہی ۔ ع۲ دوستونکو جو یزید بن معویہ اور ابو بصیر لیث بن البختری اور محمد بن مسلم اور زرارہ ہین جنت کا مژدہ سنادے چارون اللہ کی برگزیدہ اور حلال و حرام پر اللہ کے امانت دار ہین اگر یہہ نہوتی تو نبوت کے آثار منقطع ہوجاتے ع۳ شیخ ثقہ اور بزرگ ابو عمر کشی نے اپنی کتاب مین انکا ذکر کیا ہی اور کہا کہ اصحاب ابو جعفر اور اصحاب ابو عبد اللہ مین سے ان پہلونکی تصدیق پر جماعت متفق ہوئی اور انکی فقیہ ہونے کو تسلیم کرلیا اور کہا کہ چہہ شخص پہلوں مین سب سے زیادہ فقیہ ہین زرارہ اور معروف بن خربوذ اور برید اور ابو بصیر اسدی اور بعضوں نے بجای ابو بصیر اسدی کے ابو بصیر مرادی کہا ہی ع۴ داود بن سرحان سے مروی ہی کہ امام ابو عبد اللہ فرماتے تھی کہ فلان شخص کو مین حدیث سناتا ہون اور قیاس سے اوسکو روک دیتا ہون پہر میری پاس سے نکلتا ہی اور میری حدیث کی تاویل کرتا ہی جو اوسکی تاویل نہین ہی مین نے ایک گروہ کو کلام وگفتگو کی اجازت دی اور ایک گروہ کو اوس سے روک دیا پہر ہر ایک فریق نے اپنی خواہش نفس کے موافق تاویل کرلی اور خدا و رسول کی نافرمانی کا ارادہ کیا اگر یہہ لوگ (میری بات) سنکر اطاعت کرتے ۔

لا اودعتهم ما اودع الی اصحابہ ان اصحاب ابی کانوا زینًا احیاءً و امواتًا اعنی زرارة و محمد بن مسلم و منهم لیث المرادی و برید العجلی هولاء قوامون بالقسط هولاء قوالون بالصدق وهولاء السابقون السابقون اولئک المقربون - علاوہ ازین طرفہ تماشا یہہ ہی کہ ابتدا ایام غیبت امام مین سلسلہ سفارت و خط و کتابت جاری رہا ہی جو حضرات امامیہ کا ماخذ دین ہی اوسی شیعیان پاک نے عریضہ لکھکر امام کیخدمت مین بہیجدیا اودہر سے کسی سفیر کے وسیلہ سے جواب آگیا اور سب سے زیادہ عجیب و غریب یہہ ہی کہ حضرات طرفہ رقعات کو بہ نسبت سلسلہ سند روایت کے زیادہ قابل اعتبار سمجھتی ہین اساس الاصول مین نقل کیا ہی۔

الخامس منها ان الشیخ الصدوق قال فی الفقیہ بعد نقل توقیع هذا التوقیع عندی بخط ابی محمد الحسن بن علی و فی کتاب محمد بن یعقوب الکلینی روایة خلاف ذلک التوقیع عن الصادق ع ثم قال لست افتی بهذا الحدیث مشیرًا الی ما رواه محمد بن یعقوب الکلینی عن الصادق ع بل افتی بما عندی بخط الحسن بن علی ع - تو اس صورت مین ماخذ اصلی اپنے دین کا اہلبیت کو قرار دینا سراسر غفلت اور مسامحت ہی ہان شاید کوئی شخص ان حضرات کی توبہ و انابت کے اوپر سوءظن کرے اوسکی متعلق مختصر اگذارش ہی کہ اسکا فیصلہ پہلے ہی آپکی قاضی نوراللہ شوستری صاحب مجالس المومنین مین اور علامہ مجلسی بحار مین علل شیخ المشائخ سے فرما چکی ہین - قاضی صاحب بنو حنیفہ کے ذکر مین لکھتی ہین - مخفی نماند کہ وجوب حسن ظن بخدای تعالے و انبیا و اوصیاء معصومین معقول و مسموع است اما بغیر ایشان کہ جایز الخطا باشند ممنوع است - علامہ مجلسی روایت کرتے ہین

[ف ا] تو جو کچھہ میرے باپ نے اپنے یارونکو سونپا ہی مین ہی انکو سونپتا میری باپ کے یار زندہ اور مرنیکی بعد بہت اچھی تہے یعنی زرارہ اور محمد بن مسلم و لیث مرادی اور برید عجلی یہہ لوگ انصاف برپا رکھنی والی نہایت سچ بولنی والے - ۱۲

[ف ۲] پانچوین یہہ کہ شیخ صدوق نے فقیہ مین بعد نقل ایک فرمان کے کہا کہ یہہ فرمان میرے پاس امام ابو محمد کا دستخطی موجود ہی اور کلینی نے امام صادق سے اس فرمان کے خلاف روایت کی ہے پہر کہتا ہے - کہ مین کلینی کے اس حدیث پر فتوی نہین دیتا بلکہ امام کا دستخطی فرمان جو میرے پاس موجود ہے اوس پر فتوے دیتا ہون - ۱۲

عن ابن عامر عن معلی بن محمد عن محمد بن جمہور القمی باسنادہ رفعہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابی اللہ لصاحب بدعۃ بالتوبۃ قیل یا رسول اللہ وکیف ذلک قال اشرب قلبہ حبہا۔ اور ان روایات سے یہہ بہی ثابت ہی کہ یہہ حالات ان حضرات کے وقت مصاحبت ائمہ کے تہے اور انکی آمد ورفت محض بغرض طمع نفسانی و ہوا پرستی وتخریب دین متین تہی تو ایسی شخصون کے لیے توبہ وانابت کا قائل ہونا اور انکی نسبت حسن ظن کرنا کیا ضروری ہی تو پہر ایسی لوگونکو ماخذ دین قرار دینا اور پہر اہلبیت کی طرف دین کو منسوب کرنا حضرات شیعہ کے ہی جرات ہی اور زیادہ تتبع سے تو یہانتک نوبت پہنچتی ہے کہ بشہادت امام معصوم خوارج ونواصب کی روایات کا بہی رد کرنا جائز نہین مولانا مولوی حیدر علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بحار الانوار باقر مجلسی سے نقل فرماتے ہین امام صادق ؑ نے فرمایا۔ لاتکذبوا بحدیث اتاکم بہ مرجی ولا قدری ولا خارجی نسبہ الینا فانکم لا تدرون لعلہ شئ من الحق فتکذبوا علی اللہ عز وجل فوق عرشہ۔ اس سے صاف ثابت ہی کہ نواصب شام وخوارج نہروان جو ائمہ سے روایات کرین اونکا بہی رد کرنا جائز نہین ہے توجب روات ہی ماخذ دین ہوئی تو اس صورت مین صرف اہلبیت کو ماخذ دین کہنا اور یہہ کہنا کہ عاقل کے نزدیک بجز معصوم کے دوسرا کوئی شخص ماخذ دین نہین ہوسکتا۔ سراسر واہیات اور خرافات ہی۔ پہر اب ہمکو اپنی فاضل مخاطب کے دیانت وانصاف پر کمال افسوس ہی کہ اس قول مین اپنا ماخذ دین تو صرف عترت طاہرہ کو تبلایا اور فرمایا کہ "بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اماسیہ کل اصول وفروع اہلبیت طاہرین ہی بموجب حدیث

ف۱ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالے نے بدعتی کی توبہ سے انکار فرمایا کسینے عرض کیا یا رسول اللہ اسکی کیا وجہ ہے فرمایا کہ اسکی دلمین اوسکی محبت رچ گئی ہی۔ ۱۲ ف۲ کوئی مرجی یا قدری یا خارجی تمہاری پاس کوئی حدیث لاوی اور ہماری طرف نسبت کری تو تم اوسکو ست جہٹلاؤ کیونکہ تم نہین جانتی شاید وہ حق ہے اور تم خدا کی تکذیب کرو اوسکی عرش پر۔ ۱۲

سفینہ وحدیث ثقلین لیتے ہین اور اہل سنت کا ماخذ دین صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین کو
فرمایا اور فرمایا کہ اہل سنت صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین کو ماخذ اپنے دین وایمان کا ٹہراتے ہین
اگرچہ اونمین سے ناصبین عداوت اور قاتلین ذریتہ اور مارقین اور قاسطین وناکثین ہی ہون
کیون حضرت کیا اسیکا نام انصاف ہی کیا اسیکو دیانت کہتی ہین - اگر ماخذ سے عام ماخذ
مراد ہی تو پہر اپنی لیئے عترت طاہرہ پر ہی کیون اکتفا فرمایا اور اگر ماخذ سے خاص ماخذ
مراد ہی تو پہر اہل سنت کے لیئے تابعین اور تبع تابعین کو کیون زیادہ فرمایا وہ ہی تو صحابہ
کی برابر کسیکو نہین سمجہتی مگر شاید ماخذ سے عام ماخذ مراد ہوا ور تمام شیعہ داخل عترت ہون
لیکن اس صورت مین وہ عصمت جو آپ نے ماخذ ہونی کے لیئے شرط ٹہرائی تہی وہ
مفقود ہی بہر کیف یہہ انصاف ملحوظ خاطر رکہنا چاہیئی - باقی رہا یہہ جو ہماری فاضل
مجیب نے احادیث سفینہ اور حدیث ثقلین کا ذکر فرمایا ہی اوسکی متعلق مختصر گذارش ہی
کہ حسب اعتراف آپکی مذہبی بہائی مولوی نورالدین کے حدیث نجوم معارض حدیث ثقلین ہے
اور جب حدیث ثقلین کے معارض ہوئی تو حدیث سفینہ کے بہی معارض ہوگی لاتحادہما فی المعا
اور یہہ بہی مولوی نورالدین کی کلام سے ظاہر ہی کہ معارضہ حدیث ثقلین وحدیث نجوم مین دربارہ
ایک جزو کے ہی جو عترت ہی اور جزو ثانی یعنی کتاب اللہ کی بابت کچہہ تعارض نہین ہی - اور جب
ہم تعارض کی وجوہ مین غور کرتے ہین تو انمین کچہہ معارضہ معلوم نہین ہوتا کیونکہ جب الفاظ
احادیث کو دیکہا جاتا ہی تو حدیث ثقلین مین لفظ تمسک واقع ہے اور حدیث نجوم مین لفظ
اقتدا ہی اور کتب لغات سے واضح ہی کہ تمسک کے معنی حقیقی اتباع اور پیروی کے نہین اور نہ
رکوب سفینہ جو حدیث سفینہ مین واقع ہے اوسکی معنی حقیقی اقتدا کے ہین اور ظاہر ہی کہ لفظ
اقتدا کے حقیقی معنی پیروی کے ہین منتہی الارب مین لکہا ہی امساک چنگ درزدن بقال
امسک بالشی اذا تمسک بہ - پہر لکہتا ہی - تمسک چنگ درزدن وباز ایستادن از چیزے - اور
لکہا ہی اقتدار پے بردن کسی - جب یہہ امر ثابت ہوچکا کہ تمسک کے معنی اتباع کے نہین

بطلان دعوی تعارض حدیث ثقلین و حدیث نجوم

بلکہ پکڑنے اور چنگل مارنے کی ہین۔ اور اقتدار کے معنی اتباع کے ہین۔ تو اب ہمنی قرائن مین تامل کیا
تو قرائن سے یہی معلوم ہوا کہ حدیث ثقلین مین لفظ تمسک کے معنی اتباع کے بحق عترت نہین
ہوسکتی بلکہ معنی ولا و محبت کے ہین چنانچہ حسب تحقیق علما شیعہ الا المودة فی القربا کا مدلول ہے،
کیونکہ اولا تمسک کے معنی اتباع معنی مجازی ہین اور ظاہر ہی کہ صیرورت الی المجاز بلا قرینہ صارفہ جائز
نہین۔ اگرچہ معنی محبت کے بہی اس اعتبار سے مجاز ہین لیکن چونکہ اوسکا کوئی معارض نہین اور قرینہ
صحت معلوم ہو یہی ایلیے وہ صحیح ہوئی۔ ثانیاً حدیث ثقلین اور حدیث سفینہ مین لفظ عترت
اور اہلبیت واقع ہوا ہی۔ اور عترت کے معنی حضرات شیعہ کچہہ ہی کیون نہ اختیار کرین باعتبار
اتباع کے صحیح نہین ہوسکتی کیونکہ ماخذ دین ہونے کے لئے عصمت شرط ہی۔ اور عترت
علی الاطلاق غیر معصوم ہے تو حسب مذاق شیعہ امامیہ عموماً اور حضرت مجیب خصوصاً محال ہی۔ کہ خداوند تعالی
غیر معصوم کے اتباع کی طرف دعوت فرمائی۔ اور اگر عترت و اہلبیت سے مراد صرف جناب امیر و
حسنین و فاطمہ رضی اللہ عنہم ہین تو باقی ائمہ تسعہ خارج ہوگئی اور اگر مراد صرف دوازدہ امام ہون
تو قطع نظر اس سے کہ اس تحقیق پر کوئی قرینہ قائم نہین حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا خارج
ہوجائینگی۔ غرض کہ اگر زید شہید و اسمعیل و حسن مثنی وغیرہ اولاد ائمہ عترت مین داخل ہین تو ان
احادیث سے اتباع ثابت کرنا خلاف عقل اور خلاف مذہب ہی اور اگر یہہ عترت سے خارج ہین تو
پہر ائمہ کے داخل ہونے کی کوئی صورت نہین ہی۔ ثالثاً یہہ امر بدیہی ہے کہ جزئیت یا قرابت
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اتباع مین کچہہ دخل نہین ہی بلکہ صریح دار مدار اتباع اس پر ہے
کہ حضرت صلی اللہ علیہ کی فیض صحبت اور علوم سے استفادہ حاصل کیا ہو۔ کیونکہ حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے زمانہ سے اسوقت تک جسقدر عترت گذرتی چلے آئی ہی صدہا اونمین سے
ایسی ہین جنکو حضرات شیعہ کافر و فاسق سمجہتی ہین اور ظاہر ہی کہ تمسک کی علت اگر جگہہ
جزئیت اور عترت ہونا واقع ہے اور جب علت ہی مقتضی وجوب اتباع بلکہ جواز اتباع کو
نہوئی تو پہر تمسک کو اتباع پر محمول کرنا بعید از عقل ہے رابعاً تمسک کتاب اللہ و عترت مین

اور اونکی نسبت احد ہما اعظم من الآخر ارشاد ہی اور حضرت مجیب ہی فرماتے ہین کہ عترت کا حکم خدا کے حکم سے جدا نہین تو جس نے کتاب اللہ کا اتباع کیا اوسکو عترت کا اتباع حاصل ہوگیا تو اس صورتین تمسک کے معنی اتباع لینا عترت کی لیئے محض تاکید ہی اور ظاہر ہی کہ مناط عدم ضلالت جیسا اتباع ہی ویسا ہی محبت اور ولا ہی تو تمسک کو محبت اور ولا پر حمل کرنا تاسیس ہوگا اور تاسیس پر حمل کرنا باعتبار تاکید کی انسب واولے ہی۔ خامسًا۔ عترت مین سے واجب الاتباع صرف امام زمان ہوتا ہی اور باقی سب تابع ہوتی ہین اگر تمسک سے مراد یہان اتباع ہوتا تو صرف امام کے تمسک واتباع کو ذکر کیا جاتا نہ تمام عترت کو تمام عترت کی اتباع کی طرف دعوت کرنا گویا سب کو امام بنانا ہی۔ تو اس وجہ سے تمسک کے معنی اسجگہ اتباع جائز نہین۔ ہان ولا ومحبت باعتبار قرب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام کے لیئے حاصل ہے تو اس سے صاف سمجھہ سکتی ہین کہ اسجگہ تمسک بمعنی ولا ومحبت ہی۔ سادسًا۔ اگر تمسک اور رکوب سفینہ بمعنی اتباع ہو تو پہر فرق شیعہ زیدیہ و اسماعیلیہ وفطحیہ وناوسیہ وکیسانیہ وغیرہ جو بزعم خود متمسک بہ ثقلین ہین اور اثنا عشریہ کے اصول کے موافق کافر ہین وہ بہی ناجی اور اہل حق ہون وہو خلاف اصول الشیعہ۔ باقی رہا کتاب کے نسبت سو اوسکی نسبت لفظ تمسک کے معنی بجز اتباع ممکن نہین وہان معنی اتباع ہی ماخوذ ہونگی۔ لیکن حدیث نجوم مین کہ حضرت صلعم نے ارشاد فرمایا اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم صریح اقتدا با اصحاب کو ہی اور ہر ایک کے اقتدا کو اہتدا فرمایا اسکی معنی مین راہ تاویل ہی مسدود ہی۔ تو کسیطرح کا تعارض حدیث نجوم مین اور حدیث سفینہ وثقلین مین نہین ہے کیونکہ حدیث نجوم عمومًا اصحاب کے اقتدا پر دلالت کرتی ہے اور حدیث سفینہ وثقلین عمومًا عترت کے وجوب محبت اور ولا پر دلالت کرتے ہی مولوی نور الدین حسین صاحب کی خوش فہمی ہی کہ دونو حدیثون مین تعارض سمجھکر غلطان وپیچان ہوئی۔ اور ائمہ رضی اللہ عنہم مین سے جو زمرہ اصحاب مین معدود ہین اونکی اتباع پر حدیث نجوم دلالت کرتے ہے اور باقی ائمہ رضی اللہ عنہم کا اتباع دوسرے دلائل سے ثابت ہی۔ تو اس حدیث سے کل اصحاب کرام کا

بفضلہ تعالے عدل اور ناجی ہونا ہی نہین ثابت ہوا - بلکہ اونکا مقتدا اور ہادی بھی ناہبی
ثابت ہوگیا - پس اس تمام گذارش سے ثابت ہوا کہ حضرات شیعہ کے ماخذ دین وایمان
لاعنین ذریت طاہرین اور ملعونین اور منکرین امامت اور کافرین اور مارقین مین نہ اہلبیت
طاہرین - اور اہل سنت کے ماخذ دین وایمان اصحاب کرام نجوم الہدی علی لسان سید الوریٰ
اور عترت طاہرین ہین - والحمد للہ علی ذلک - قولہ معہذا اگر یہی اختلاف کثیر کا
یہہ ہی مسئلہ ہوتا تو صاحب تحفہ جنہون نے ایک کتاب ضخیم اس باب مین لکھی - اور اگرچہ اسکی
لکھنی مین اونکو چندان وقت نہین ہوئی صرف صواعق کا ترجمہ ہی کرنا پڑا ہے کوئی
باب خاص اس مسئلہ مین لکھتی حالانکہ کوئی باب تفضیل صحابہ مین نہین لکھا - اقول
اگر ہماری محبیب لبیب کو اس باب مین حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی سند منظور ہی
تو لیجئے منتہی الکلام مین خاتم المتکلمین مولانا مولوی حیدر علی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک
سوال نقل کیا ہی جو درباب صحت مذہب شیعہ یا اہل سنت حضرت شاہ صاحب سے کیا گیا ہی
اور جو کچھہ اوسکا جواب شاہ صاحب نے تحریر فرمایا ہے وہ بھی نقل ہے اوسمین سے ملتقطاً
عرض کرتا ہون اوس سے آپ دیکھہ لیجئے کہ شاہ صاحب کے نزدیک مبنی اختلاف
مذہبین کا کیا ہی - ای برادر اول بنای ہر مذہبی دریافت کن و کتابہای ہر فریق را یکسو گذار
و در طاق نہ و چون بر بنای ہر یکی واقف شوی آن بنارا بر آیات قرانی مطابق کن و بنای
ہر کدام مذہب کہ محکم و راسخ بینی آنرا مذہب حق دانستہ کتابہاے آنہا بخوان و بعمل آر
و بنا ہر مذہبی کہ باطل یا بے کتابہائی آنرا وساوس شیطانی دانستہ در آب انداز و گردان نگرد
و آنہا را پارہ پارہ کن و یقین دان کہ آن مذہب اہلبیت رضی نیست بلکہ مذہب شیطان است
پس بدانکہ بنا مذہب اہلسنت بر ایمان و تقوی و صلاح و راستی ابوبکر و عمر و عثمان و علی رض
و غیر ایشان از مہاجرین و انصار و دیگر اصحاب سید المرسلین است صلی اللہ علیہ وسلم
کہ ہزارہا کس بودند و ہمراہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم در راہ خدا جہاد و نماز کردند تا مدت

حیات شریف ہمیشہ در نصرت وحمایت او بودند وبعد وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در خلافت خود عدل و انصاف وراستی گزیدند وخدمت اہلبیت ومحبت انہا بجا آوردند وامیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ ہمیشہ باانہا نشست وبرخاست نمودہ وہمراہ انہا باکفار جہاد کردہ ودر پس انہا نماز خواندہ وہمیشہ باانہا صحبت داشتہ وبعد وفات انہا درحق انہا دعای خیر نمودہ وبسیار مدح ومناقب انہا بیان نمودہ وبنا مذہب شیعہ بر کفر ونفاق خلفاء ثلثہ وغیرہم ہزاران صحابہ سید ابرار است کہ انہا میگویند کہ ہمہ انہا ایمان بہ نفاق آوردہ بودند وہجرت ہم برای ریاست وطمع دنیا کردہ بودند وہمہ جہاد وعبادت انہا برای ریا بود نہ برای خدا وبعد وفات آنحضرت صلعم باہلبیت او ایذا رسانیدند ومرتضی علے را یاری نکردند وحق او را بزور گرفتند ومتابعت ونماز علی رض ہمراہ انہا بنا بر خوف وتقیہ بود حتی کہ علی رض دختر طاہر خود را در نکاح عمر رض برای تقیہ داد ونام پسران خود ابوبکر رض وعثمان رض وعمر رض برای تقیہ نہاد۔ الی آخر ما قال بلفظہ الشریف۔ اور تحفہ مین باب فضائل صحابہ رض کے نسبت انکار باین معنی درست سہی کہ اس عنوان سے کوئی باب منعقد نہین کیا۔ لیکن اسکو عدم اثبات فضائل صحابہ پر دلیل لانا انصاف سے بمراحل بعید ہی کیونکہ باب امامت کا دار ومدار بالکل تفضیلت صحابہ پر ہی۔ باب مطاعن سے اگر اثبات فضائل صحابہ مراد نہین تو اور کیا ہی باب تولا وتبرا کا مبنی بجز فضائل صحابہ کے اور کچھ نہین۔ معہذا حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بطور تکملہ تحفہ کے ایک باب تفضیل جداگانہ تالیف فرمایا اور وہ کسی وجہ سے تحفہ کے ساتھہ لاحق نہین ہوا مین نے خود اوسکا مطالعہ کیا ہی اور اب بھی بعض احباب کے پاس موجود ہے۔ باقی رہا یہہ ارشاد کہ صرف صواقع کا ترجمہ ہی کرنا پڑا ہی حضرت مجیب کے کمال انصاف اور نہایت واقفیت کی دلیل ہی مین یقیناً کہہ سکتا ہون کہ اگر آپ صواقع کو دیکھتے تو ہرگز یہہ کلمہ منہہ سے نہ نکالتے آپ بی تحقیق جھوٹی خبرین سنی سنائی بمقابلہ خصم لکھکر ناحق خفیف ہوتی ہین اے حضرت تحفہ اور صواقع دونو بندہ کے پاس موجود ہین اگر آپکا دل چاہی تو اپنی

اس قول کی صدق وکذب کو دیکھہ لیجیی ہمنی مانا کہ صواقع سے ہی آپ نے لیا ہی لیکن یہہ کہنا کہ صرف صواقع کا ترجمہ ہی کرنا پڑا ہی بالکل غلط ہی اور اگر بالفرض صواقع کا ہی ترجمہ ہو تو اسمین کیا عیب ہے اور کونسا طعن ہی۔ اولاً اونہون نے تحفہ اپنی نام کیطرف منسوب نہین فرمایا ہی۔ ثانیاً جو کچہہ لیا ہی اپنی ہم مذہب سے ہی اخذ کیا ہی کسی یہودی یا نصرانی یا شیعہ یا خارجی سے تو نہین لیا جو شاید محل طعن ہوتا۔ قولہ خلفاء ثلثہ کے افضلیت کا جواب اعتقاد رکہتی مین تحفہ کے باب ہفتم مین ہی بحث مین وہ فرماتی ہین وور افضلیت ہم گنجایش بحث بسیار ست وہ تو اس باب مین مشکک اور متردد مین اور اکابر اہل سنت سی ہین۔ اقول افسوس کہ اس عبارت کی سمجہنی مین ہی آپ نے خطا کی۔ مشکک اور متردد ہونی پر کونسا لفظ دلالت کرتا ہی کیا بحث کی گنجایش ہونا شک وتردد کو مستلزم ہی حاشا وکلا۔ صدہا مسائل فقہیہ واصولیہ وکلامیہ حضرات شیعہ کے یہان ایسی ہین جنمین گنجایش بحث بہت ہی بلکہ باہم اختلاف وجدال ہے کیا حضرات اون سب مین مشکک ومتردد ہین جناب امیر کی فضلیت انبیاء سے کسقدر محل بحث وگفتگو ہی خود مسئلہ امامت اور اوسکی اصول مین جو تفتیش مین بہت کچہہ قیل وقال ہے مسئلہ رجعت جسکو قیامت صغری کہتی ہین اور مسئلہ غیبت امام آخر الزمان جو امہات مسائل سے ہین اور جنمین حضرات متفرد ہین باوجودیکہ امہات مسائل سے ہین۔ انمین گنجایش بحث جسقدر ہی عقلا پر مخفی نہین۔ جب کوئی دلیل عقلی ونقلی ہم نہ پونہچی تو یہانتک مجبور ہوئی کہ مسئلہ غیبت مین یہہ کہہ دیا کہ[1] وانما ھو لحکم استاثرھا اللہ تعالی باوجودیکہ یہہ معتقدات کسی دلیل عقلی یا نقلی سے ثابت نہین اور حضرات محض تقلید سلف انکی معتقد ہین کیا آپ انکی نسبت یہہ کہہ سکتی ہین کہ حضرات شیعہ اپنی ان عقائد مین مشکک ومتردد ہین۔ پس گنجایش بحث کا ہونا کسیطرح مستلزم شک وتردد کو نہین ہی۔ یہہ صرف حضرت کی خوش فہمی ہے وبس۔ علاوہ ازین اگر کوئی شخص آپکی تمام معتقدات والہیات ونبوات وغیرہ کا انکار کرکے آپ سے ثبوت طلب کرے

---

[1] امام کے غیبت کی وجہہ بسبب پوشیدہ حکمتون کے ہی جسکو خدا تعالے نے اپنی ہی علم مین رکہا ہے دوسرون کو اوسپر مطلع نہین فرمایا۔ ۱۲

تو مشکل پڑ جاتی اور طول طویل بحث کے نوبت آتی حالانکہ یہہ نہین کہا جائیگا کہ آپ اپنی معتقدات مشکوک و متردد مین قوی ہین بہر حال۔ اب ہم یہہ دیکھتے ہین کہ یہہ اعتقاد اہل سنت کا مدلل بدلائل عقلیہ ونقلیہ مسئلہ خود یقینی ہے یا محض تقلید سلف اور ظنی ہے۔ اس بات مین کوئی دلیل عقلی ونقلی قائم نہین چنانچہ بنظر اختصار ایک دو قول ان حضرات کے نقل ہوتے ہین مواقف قاضی عضد الدین کے صفحہ ٦١٦ مین یہہ عبارت لکھی ہے واعلم ان مسئلہ الافضلیۃ لا مطمع فیہا فی الجزم والیقین ولیست مسئلۃ تتعلق بہا عمل فیکتفی فیہا بالظن والنصوص المذکورۃ من الطرفین بعد تعارضہا لا یفید القطع علی ما لا یخفی علی منصف لکنا وجدنا السلف قالوا بان الافضل ابو بکر ثم عمر ثم عثمان ثم علی وحسن ظننا بہم یقضی بانہم لو لم یعرفوا ذالک لما اطبقوا علیہ فوجب علینا اتباعہم فی ذالک۔ خلاصہ اسکا یہہ ہی کہ مسئلہ تفضیل قطعی و یقینی نہین ہی بلکہ ظنی ہے اور سلف کہا یا ہمنے کہ کہتے ہین افضل ابو بکر بعد عمر وبعدہ عثمان وبعدہ علی ہین۔ نقلا عن مجمع البحرین۔ شرح عقاید نسفی مین بعد تفضیل علی ترتیب خلافت لکہا ہی علی ہذا وجدنا السلف والظاہر انہ لو لم یکن لہم دلیل علی ذلک لما حکموا بذلک اور علماء کی اقوال بہی اسی قسم کہ ہین۔ اقول۔ چونکہ اس جگہہ ہماری محبت لبیب کو فہم مطلب عبارت مواقف مین خطا ہوئی ہلئے اولًا ضرور ہی کہ مطلب عبارت بیان کیا جاتا ہی اور بعد اوسکی جواب کے تقریر کیجائے پس واضح ہو کہ مواقف نے شروع اس بحث مین دلائل فضلیت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ذکر کین اور بعد اوسکی حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کی افضلیت کے دلائل ذکر کین جو علما شیعہ اونکی فضلیت کہ اثبات مین تقریر کرتے ہین۔ بعد اوسکی اجمالًا اونکا جواب دیکر یہہ عبارت مذکورہ لکھی جسکا حاصل یہہ ہی کہ مسئلہ فضلیت (حسب مذاق متکلمین) جزمی اور یقینی نہین کیونکہ کلامی طرز پر یقین کے اثبات کے لیئے یا تو کوئی دلیل عقلی جو مقدمات حقہ یقینیہ سے مرکب ہو مثبت افضلیت ہو اور ظاہر ہے کہ فضلیت جسکا مدار کثرت ثواب اور علو مرتبہ عند اللہ اور اقربیت الی اللہ پر ہے امر معقول نہین چنانچہ

سابقاً بشہادت علم الہدیٰ امامیہ بیان ہو چکا ہے - یا نص قرآنی ہو جو بعبارت النص اوسکو مثبت ہو وہ بہی نہین ہے یا کوئی حدیث متواتر مفید یقین ہو وہ بہی مفقود - احادیث احاد جو اِس باب مین وارد ہوئی ہین معارضہ سے قطع نظر وہ مفید یقین نہین تو اہل کلام کے طرز پر اِس مسئلہ کا ثبوت یقینی نہوا - لیکن ہماری مجیب اس سے یہہ سمجہے گئے کہ یہہ مسئلہ کیطرح یقینی نہین حالانکہ یہہ غلط ہے کیونکہ اسکی آگے ہی صاحب مواقف نے بطور استدراک دفع توہم کے یہہ فرمایا - لیکن ہمنی سلف کو پایا کہ وہ افضلیت بہ ترتیب خلافت کہتی تہی اور حسن ظن حاکم ہے اگر اونکی پاس کوئی دلیل نہوتی تو اسپر متفق نہوتے اور اجماع نہ کرتے تو ہمپر اونکی پیروی واجب ہولی - یہہ عبارت صراحتہً اس امر پر دال ہے کہ مسئلہ افضلیت صاحب مواقف کے نزدیک اجماعی ہے اور اوسکی نزدیک اجماع اسپر واقع ہے کہ افضلیت بہ ترتیب خلافت ہے اگر باہم ختنین کے افضلیت پر اجماع نہو تو شیخین کی افضلیت تو قطعاً اجماعی ہے - اور اجماع اگرچہ کلامی طور پر یقینی حجت نہو سہی تاہم باتفاق شیعہ و اہل سنت اصولیین اور فقہا وغیرہ کی نزدیک حجت ہی جمال الدین ابے منصور حسن بن زین الدین بن علی بن احمد شہید ثانی شیعی معالم الاصول مین بعد امکان اور وقوع اور حجیت اجماع کی تحریر فرماتے ہین [1] ونحن لما ثبت عندنا بالادلۃ العقلیۃ والنقلیۃ کما حقق مستقصے فی کتب اصحابنا الکلامیۃ ان زمان التکلیف لا یخلو عن امام معصوم حافظ للشرع تجب الرجوع الی قولہ فیہ فمتی اجتمعت الامۃ علے قول کان داخلا فی جملتہا لانہ سیدھا والخطاء مامون علیہ فیکون ذلک الاجماع حجۃ - اس سے صاف واضح ہے کہ شیعہ کے نزدیک اجماع حجت ہی - اور امام معصوم کے شمول کے

---

[1] اور جب ہمارے نزدیک دلائل عقلیہ و نقلیہ سے ثابت ہو چکا چنانچہ ہماری اصحاب کے کتب کلامیہ مین مفصل مذکور ہی کہ امام معصوم نگہبان شرع جسکی قول کیطرف رجوع ہو سکی زمانہ تکلیف کا خالی نہین ہوتا پس جب کسی قول پر امت مجتمع ہو جائیگی امام کا قول ہی اوسمین شامل ہوگا کیونکہ امت کا سردار ہی اور خطا کا اوسپر خوف نہین تو یہہ اجماع حجت ہوگا - ۱۲ -

خرافات شیعہ کا عجیب و غریب اجماع

نسبت جو کچھہ فرمایا ہے یہہ محض ایک لغویات ہی امام کا شمول اوسمین خود قطعی نہین کیونکہ اوسکی قطعیت پر کوئی دلیل قائم نہین ہے ۔ اجماع کے ساتھہ قول امام کے انضمام پر اگر کوئی دلیل خارجی مثل وجود امام بعینہٖ یا وجدان قول بعینہٖ اور تواتر نقل کے دال ہو تو اجماع کا نام لینا ہی لغو اور بیفائدہ ہے کیونکہ اسوقت معتبر اور حجت قول امام ہی نہ اجماع اور اگر یہہ ہی اجماع قول امام پر دال ہے تو مغلطہ اور محتمل پر بنار اجماع ہے اور محض توہمات پر مذہب کی بنا قائم کی ہے ۔ اور ظاہر حسب مذہب شیعہ شق ثانی ہی کیونکہ صاحب معالم آگی بڑہکر لکھتے ہین ولا یخفی[1] ان فائدۃ الاجماع تعدم عندنا اذا علم الامام بعینہٖ نعم یتصور وجودھا حیث لا یعلم بعینہ ولکن یعلم کونہ فی جملۃ المجتمعین ولا بد فی ذلک من وجود من لا یعلم اصلہ ونسبہ فی جملتھم اذ مع علم اصل الکل ونسبھم ینقطع بخروجہ عنھم ۔ اب آپ بغور ملاحظہ فرماوین کہ یہہ اجماع جسمین وجود امام اور اوسکی قول کے دخول کے بنا محض تخیلات و توہمات پر باندہ رکہی ہے حجت ہی ۔ ظاہر ہے کہ ایام غیبت کبری مین نہ امام کے وجود پر کوئی دلیل قطعی یا ظنی قائم ہے اور نہ اوسکی قول کے دخول پر کوئی حجت ہی تو ایسا عجیب و غریب اجماع حضرات شیعہ کے ہے نزدیک حجت ہوسکتا ہی اگرچہ ہسجگہ بحث کی بہت گنجایش ہے لیکن بخوف تطویل اس سے اغماض کرتا ہون اس سے ہمکو کیا بحث آپ جانے اور آپکی شہید ثانی اور آپکا اجماع صرف مقصود یہہ ہے کہ اجماع اہل تشیع کے نزدیک حجت ہی اور وہ کیسا ہی کچہہ سہی حضرت شہید ثانی کی کلام سے حجت ہونا اوسکا ثابت ہوگیا ۔ اہل سنت کے نزدیک سن لیجئی حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ قرۃ العینین کے شروع مین تحریر فرماتے ہین ۔

---

[1] اور پوشیدہ نہین کہ جب بعینہٖ امام کا وجود معلوم ہو تو اجماع کا فائدہ نہ رہیگا ہان اوسکا وجود اوس جگہ متصور ہی جسجگہ امام بعینہٖ معلوم نہو لیکن منجملہ اہل اجماع کے اوسکا ہونا معلوم ہو اور اسکی لئی ایسی لوگونکا ہونا ضرور ہی جنکی اصل و نسب کی اطلاع نہو اسلیئی کہ اگر سبکے اصل و نسب کی اطلاع ہوگی تو امام کا اوس اجماع سے خارج ہونا یقیناً معلوم ہوگا ۔ ۱۲ ۔

باید دانست کہ مذہب حق کہ اشاعرہ شکر اللہ مساعیہم بمتابعت صحابہ و تابعین بآن رفتہ اند تفضیل حضرت ابوبکر صدیق رضی و عمر فاروق رضی ست بر غیر ایشان از صحابہ چہ علی مرتضی و چہ حسنین رضی اللہ عنہم اجمعین و از عجائب امور آنست کہ این مسئلہ در زمان سلف از اجلی بدیہیات بود کہ ہیچ عاقلی در ان شک نمی کرد الا قومی از مبتدعان کہ تتبع آثار صحابہ و تابعین شیمہ ایشان نباشد۔ دوسرے جگہ اسی کتاب میں تحریر فرماتے ہیں۔ سادساً اجماع کہ اصل ثالث قرار دادہ اند از اصول اربعہ باوجودیکہ اجماع منعقد نمی شود الا بعد قیام دلیلی از کتاب و سنت و قیاس برائی دو فائدہ است یکی آنکہ بسبب اجماع مسئلہ قطعی میشود و اگر اجماع نمی بود بسیار است کہ قطع نباشد مثلاً صورتی مستند اجماع آنجا خبر واحد یا قیاس باشد دیگر آنکہ غالباً چون مجتہدین بر مسئلہ اجماع کردند ماخذ را فراموش میسازند و اعیہ نقل ماخذ فاتر میگردد بجہت کفایت اجماع ازان لہذا در اکثر مسائل مجمع علیہ ماخذ آنہا چنانکہ می باید معلوم نمی شود شاید منقول نیست۔ پس جبکہ یہہ مسئلہ اجماعی اور مجمع علیہ سلف کا ہی بلکہ زمانہ سلف میں اجلے بدیہیات سے ہی تو یہہ کہنا کہ مطلق اسپر کوئی دلیل قائم نہین اور بجمیع وجوہ ظنی ہے غلط ہوا معہذا سلمنا کہ یہہ مسئلہ ظنی ہی اور کوئی دلیل عقلی و نقلی یقینی اسکی اثبات پر قائم نہین تاہم ہماری مجیب کو باعتبار اپنی مذہب کی اعتراض کی گنجایش نہین کیونکہ حضرت مجیب کے مذہب مین اصول و فروع دین اخبار آحاد و ظنیات سے ثابت ہو سکتی ہین یعنی وہی علم الاصول متداول دیکھہ لیجئے۔ خبر واحد جو قراین مفید للعلم سے خالی ہوا اوسکی بحث مین بعد بیان اختلاف کے تیسری دلیل دلائل حجیت خبر واحد مین لکھتے ہین۔ قال العلامۃ[1] فی النہایہ اما الامامیۃ فالاخباریون منہم لم یعولوا فی اصول الدین و فروعہ الا علی اخبار الآحاد المرویۃ عن الائمۃ والاصولیون منہم کابی جعفر الطوسی وغیرہ وافقوا علی قبول خبر الواحد ولم ینکرہ سوی المرتضی و اتباعہ لشبہۃ قد حصلت لہم اور اس سے کچھہ آگے چلکر لکھتے ہین

یعنی شیعوں کے نزدیک اصول اور فروع مین خبر واحد سے مسئلے ثابت ہو سکتے ہین

[1] علامہ نے نہایہ مین کہا ہے امامیہ کے محدثین نے اصول اور فروع دین مین اخبار آحاد پر ہے اعتماد کیا ہے جو ائمہ سے مروی ہین اور اصولیین نے مثل ابے جعفر طوسے وغیرہ کی خبر واحد کی قبول کرنے مین ازنکی موافقت کی ہے اور سید اجل مرتضی اور اونکی اتباع کے سوا کسی نے اسکا انکار نہین کیا کیونکہ اونکو ایک شبہ پڑ گیا تھا۔ ۱۲

وموافقونا من اهل الخلاف احتجوا بمثل هذه الطريقة ایضاً فقالوا ان الصحابة والتابعین اجمعوا علی ذلک بدلیل ما نقل عنهم من الاستدلال بخبر الواحد وعملهم به فی الوقائع المختلفة التی لا تکاد تحصی وقد تکرر ذلک مرة بعد اخری وشاع وذاع بینهم ولم ینکر علیهم احد والا لنقل وذلک یوجب العلم العادی باتفاقهم کالقول الصریح - تو اس بیان سے ثابت ہوا کہ افضلیت پر اگر دلائل ظنیہ اخبار آحاد ہی قائم ہوں - تاہم ہماری مجیب کو گنجایش اعتراض نہین حالانکہ اوسپر دلیل قطعی مسلمہ فریقین قائم ہے اور یہہ حال جو اوپر مذکور ہوا اوس خبر واحد کا ہی جو خالی عن القرائن ہو - چنانچہ شروع بحث معالم مین لکھا ہی اور اگر خبر واحد کے ساتھہ قرائن مفید یقین ملحق و منضم ہوں وہ خود قطعی حجت ہی چنانچہ یہہ بھی اوسی معالم الاصول سے مفہوم ہوتا ہے اور اگر اس مسئلہ فضلیت مین قطع نظر اجماع سے کیجاوے تو قرائن خارجیہ بھی مثل اختصاد فی العبادۃ اور جہاد فی اللہ اور کسر اعداء اللہ کفار و مرتدین اور فتح بلدان اور اشاعۃ اسلام اور عدل وداد و بیعت اہلبیت اور اونکا خلفا کی حمایت و نصرت و مدح کرنا وغیرہا جنکی شرح کتاب قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین مین بشرح و بسط مذکور ہی اسکی ثبوت پر قائم ہین تو اگر اخبار آحاد فی حد ذاتہ ظنی ہوں کچھہ مضائقہ نہین کیونکہ اونکی قطعیت بعد انضمام قرائن کو معارض نہین - تو اوسکو محض ظنی خیال کرنا اور بلا دلیل عقلی و نقلی سمجھنا اگر نادانستہ ہی تو صرف خطا ہی اور اگر دیدہ و دانستہ ہے تو انصاف و تحقیق حق کا خون کرنا ہے - فوالا غور کا مقام ہی کہ اس تفضیل پر جسکی حضرات اہلسنت قائل ہین اور اوسکو عقائد مین داخل کر رکہا ہی خود اونکی ہی علماء کے اقوال سے کوئی دلیل قائم نہین بلکہ یہہ

ف یعنی ہماری موافقون نے اہل خلاف سے اس جیسی طریقہ حجت پکڑی ہی پس کہا صحابہ و تابعین نے اس امر پر اجماع کیا بس دلیل کی کہ وقائع مختلفہ کثیرہ مین خبر واحد پر عمل اور اوس سے استدلال منقول ہی اور یہہ امر مرۃ بعد اخری واقع ہوا ہی اور ونمین شائع و ذائع ہی اور کسی نے ونپر انکار نہین کیا ورنہ منقول ہوتا تو یہہ مثل قول صریح کے اونکے اتفاق پر علم عادی کو موجب ہی - ۱۲ -

لکہتی ہین کہ علی ہذا وجدنا السلف اس قول مین اور انا وجدنا آبانا مین کیا فرق ہے حالانکہ اسی شرح عقائد نسفی کے شروع مین لکہا ہی ومعرفۃ العقائد عن ادلتہا التفصیلۃ بالکلام الخ پہر تفضیل خلفاء کا عقائد مین داخل کرنا اور بدون اقامت دلیل اوسکا قائل ہونا اور علی ہذا وجدنا السلف کہنا کیونکر جائز ہوگا - اقول - گذارش سابقہ سے واضح ہی کہ یہہ اعتراض بلا غور و تدبر بمقام کیا گیا ہی اگرچہ مقام غور کا تہا لیکن حضرت نے غور نہین فرمایا ورنہ بمقتضای انصاف یہہ اعتراض نفرماتے کیونکہ اوسی گذارش سے ثابت ہوچکا ہی کہ اہلسنت کا یہہ اعتقاد بلا دلیل قطعی نہین - لیکن حضرت مجیب اپنا فکر فرماوین اونکی علامہ و دیگر ہاطین نے مبنی اصول و فروع کا ظنیات پر رکہہ دیا اور بیچاری سید علم الہدی کے دعوی تواتر کو آپکی شہید ثانی نی غلطی اور شبہہ پر محمول فرمایا پس اسکی جواب کا فکر کیجیی قطع نظر اس سے اگر آپکو اپنی اصول کی ثبوت قطعی کا دعوی ہی تو مسئلہ رجعت کو جو اصول معتقدات سی ہے چنانچہ شیخ محمد بن الحسن الحر العاملی نے بدایۃ الہدایہ مین لکہا ہی یجب علی المکلف الاقرار بوجود اللہ سبحانہ ووحدانیتہ وعدلہ وعلمہ وقدرتہ وتنزیہہ عن النقص وسائر صفاتہ الواردۃ فی الکتب والسنۃ والاعتراف بالمعاد الجسمانی وھو القیمۃ الکبری وبالرجعۃ وھی القیمۃ الصغری محشی لکہتا ہی ورجعت از ضروریات مذہب شیعہ است - کسی دلیل عقلی یا نقلی قطعی سے ثابت فرما دیجیی اور اگر قطعی نہوسکی تو ظنی ہی سے ثابت کیجیی ہان ناانصافی کے راہ سے کہی جائین کہ ہماری تمام اصول و فروع دلائل قطعیہ سے ثابت ہین جیسا سید مرتضی کا خیال ہے اسکا کوئی علاج نہین باقی رہا آپکی سوال فرق انا وجدنا اور علی ہذا وجدنا السلف کا جواب ہم بوجہ اپنی التزام تہذیب کی کچہہ نہین عرض کرسکتی مگر اتنا کہتے ہین کہ فعلی ہذا اور کت آبائی اور انا وجدنا

ـــــــــــــــــــــــ

ف یعنے مکلف پر خداوند تعالے شانہ کے وجود اور وحدانیت اور عدل اور علم اور قدرت اور تنزیہہ کا اور تمام صفات کا جو کتاب وسنت مین وارد ہوئیں اقرار واجب ہی اور معاد جسمانی جو قیامت کبرے ہے اور رجعت ائمہ جو قیامت صغرے اونکا بہی اعتراف واجب ہے - ۱۲ -

آباؤنامین جسقدر فرق ہی اوسکی نسبت علی ہذا وجدنا السلف مین اورانا وجدنا اباءنا مین زیادہ
فرق ہی اقول - معہذا ان کل کتابونمین تفضیل خلفاء اربعہ کی حسب ترتیب خلافت
درج ہے مگر ہماری حضرت مجیب نے صرف خلفاء ثلثہ پر ہی اکتفا فرمایا اور بباعث نہایت
محبت وغایت تمسک بہ اہل بیت اپنے خلیفہ رابع کا ذکر تک نہ کیا اقول - یہہ امر
بدیہی ہی کہ عدم ذکر شے اوسکی نقص اور برائی کو مستلزم نہین تو معاذ اللہ حضرت امیر المومنین امام الاشجعین کا
عدم ذکر اسوجہ سی نہین کہ انکی خدمت مین م لا د تمسک مین کوتاہی ہو حضرت کے ساتھہ سوء اعتقادی
کو مین ایسی ہی بے دینی اعتقاد کرتا ہون جیسا کہ حضرات ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم کے ساتھہ
سوء اعتقادی کو بے دینی سمجھتا ہون لیکن چونکہ مناظرہ مین متفق علیہ کے ذکر کی کچھہ ضرورت
نہین ہوتی مختلف فیہ کا ذکر البتہ ضروری ہی اسلئی خلفاء ثلثہ رض کے ذکر پر اکتفا کیا گیا
اور یہہ تو حضرت مجیب بہی جانتی ہونگے لیکن آخر کیا کرین آپکی داعیہ انصاف اور تحقیق حق نے نہ چہوڑا
کہ آپ یہہ اعتراض نفرماوین قال الفاضل المجیب - قولہ صحابہ کرام الخ اگر لفظ کرام
صفت احترازیہ ہی اور مقصود اس سے غیر صحابہ کرام سے احتراز ہے تو حاشا وکلا کہ
شیعہ صحابہ کرام کو برا سمجھتی ہون بلکہ اپنی نزدیک جن لوگونکو غیر کرام جانتی ہین اور اونکا
ایسا ہونا کتب فریقین سے ثابت کرتے ہین اونکو ہی برا جانتی ہین یقول العبد الفقیر الی
مولاہ الغنی ای اہل دانش و انصاف و ای متجنبان اعتساف ذرا ہماری حضرت مجیب کے
انصاف و تحقیق حق کو ملاحظہ فرماؤ اور دیکھنا کہ کس شد و مد سی فرماتی ہین کہ حاشا وکلا کہ شیعہ
صحابہ کرام کو برا سمجھتی ہون - اس جملہ کو نہایت مضبوطی کے ساتھہ تہامنا - بندہ عرض کرتا ہے
کہ حضرات شیعہ کے یہہ محض زبانی دعوے ہین ورنہ حضرات نے اپنی کتابون مین تو انبیاء
نیک اصحاب تک سہام تکفیر و تفسیق سے نچہوڑا تو یہہ دعوے محض مخالف اپنے کتب
معتبرہ کی ہے - لیکن نقل روایات سے پہلے یہہ گذارش ہے کہ بطور مقدمہ یہہ قاعدہ
کلیہ اپنے ذہن مین محفوظ رکہیں کہ حضرت مجیب کے نزدیک معصیت مکرمت کی بالکل خلاف ہی

اور جسمین معصیت پائی جائیگی کرامت مرتفع ہوجائیگی چنانچہ آیندہ عبارتمین بزعم خود اس قاعدہ کو
ثابت کرکے بناء اعتراضات اسی پر رکھی ہے توجب یہہ مقدمہ محفوظ ہوچکا تواب روایات سنیئے
انبیاء کو کفر تک نہین چھوڑا حضرت شیخ صدوق طائفہ ابوجعفر محمد بن علی بن حسین بن موسی بن بابویہ القمی
خصال مین روایت فرماتے ہین - عن ابی عبداللہ علیہ السلام قال اصول الکفر ثلثۃ
الحرص والاستکبار والحسد فاما الحرص فادم حین نہی عن الشجرۃ حملہ الحرص علی ان
اکل منہا واما الاستکبار فابلیس حین امر بالسجود فابی واما الحسد فابنا ادم حین قتل احدہما صاحبہ حسداً
یعنی حضرت آدم علی نبینا علیہ الصلوۃ والسلام مین حسب روایت آپکی صدوق کے اوس فعل کا
ارتکاب جو اصل کفر ہے پایا گیا اور کفر مین ابلیس کے برابر ہوگئی کہ اوسمین ہے ایک اصل کفر کی پائی
جاتی ہے اور معاذاللہ توبہ توبہ آپ مین بہی ایک اصل پائی جاتی ہے اب دیکھیئے کہ یا تو
یہہ عقیدہ کہ ائمہ تک صغائر و کبائر سے سہواً و عمداً معصوم تہے یا یہہ کہ نعوذ باللہ ابلیس کے
برابر ہوگئی اب حضرت مجیب یا تو نقل روایت کی تکذیب فرماوینگی اور یہہ تو ممکن نہین کتاب بندہ کے
پاس بعونہ تعالے موجود ہی جسمین یہہ روایت سراپا غوایت مذکور ہی یا اس روایت کے تکذیب فرمائینگی
اور یہہ بہی ممکن نہین کیونکہ حضرت صدوق کی روایت ہی اگر اسکی تکذیب کیجیاوینگی تو اونکا وصف
صدوق نرہیگا بلکہ کذوب صادق آئیگا علاوہ اسکی اور کسی احتمال و تاویل کی گنجایش نہین ہے ایسے
حضرات ایسی کفریات روایت فرماوین اور پہر کوئی صدوق کے لقب سے ملقب ہون اور کوئی علم الہدی کا
خطاب اپنے اہل ملت سے پاوین - اور لیجیئے یہی مبداء سلسلہ نبوت ابوالانبیاء والمرسلین
ہین جنکی نسبت حضرت صدوق نے عیون اخبار الرضا مین ایک طویل روایت بیان فرمائی ہے

انبیاء سے کفر کا ہونا ثابت ہے مذہب شیعہ کے موافق

(۱) یعنی اصول کفر تین ہین حرص اور تکبر اور حسد لیکن حرص پس آدم جبکہ منع کیا گیا درخت سے تو
حرص نے اوسکو اوسپر برانگیختہ کیا - کہ اوسمین سے کہا لیا - اور تکبر پس ابلیس جبکہ حکم کیا گیا سجدہ کا
پس اوس نے انکار کیا - اور حسد پس آدم کا بیٹا - جبکہ اوس نے اپنے بہائی کو حسد سے
قتل کر ڈالا - ۱۲ منہ

اور تفسیر صافی میں ہی ولا تقربا ہذہ الشجرہ کی تفسیر میں مذکور ہی - حدثنا عبد الواحد بن محمد بن عبدوس النیشاپوری العطار قال حدثنا علی بن محمد بن قتیبۃ عن حمدان بن سلیمان عن عبد السلام بن صالح الهروی قال قلت للرضاؑ یا ابن رسول اللہ اخبرنی عن الشجرۃ التی اکل منها آدم وحوا ما کانت فقد اختلف الناس فیها فمنهم من یروی انها الحنطۃ ومنهم من یروی انها العنب ومنهم من یروی انها شجرۃ الحسد فقال کل ذلک حق قلت فما معنی هذا الوجوه علی اختلافها فقال یا ابا الصلت ان شجرۃ الجنۃ تحمل انواعا فکانت شجرۃ الحنطۃ وفیها عنب ولیست کشجرۃ الدنیا وان آدم علیہ السلام لما اکرمہ اللہ تعالیٰ ذکرہ باسجادہ ملٰئکتہ لہ وبادخالہ الجنۃ قال فی نفسہ هل خلق اللہ بشرا افضل منی فعلم اللہ عزوجل ما وقع فی نفسہ فناداہ ارفع راسک یا آدم فانظر الی ساق عرشی فرفع آدم راسہ الی ساق العرش فوجد علیہ مکتوبا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ابن ابیطالب امیر المومنین وزوجتہ فاطمۃ سیدۃ نساء العالمین والحسن والحسین سیدا شباب اهل الجنۃ فقال آدمؑ یا رب من هولاء فقال عزوجل هولاء من ذریتک وهم خیر منک ومن جمیع خلقی ولولاهم ما خلقتک وما خلقت الجنۃ والنار ولا السماء والارض وایاک ان تنظر

لے یعنی عبد السلام بن صالح ہروی کہتا ہی کہ مینی امام رضاؑ سی پوچھا ای فرزند رسول اللہ صلعم وہ درخت کہ جس سے آدم وحوا نے کہایا تہا کون تہا اوسمین اختلاف کرکہا ہی بعضی کہتے ہین کہ وہ گندم کا درخت تہا اور بعضی روایت کرتی ہین کہ وہ انگور کا درخت تہا اور بعضی نقل کرتے ہین کہ وہ حسد کا درخت تہا آپنی فرمایا ای ابا الصلت جنت کا درخت چند قسم پر ہوتا ہی یہہ درخت اصل مین گندم کا تہا اور اوسمین خوشہ انگور کے تہی اور جب خدا تعالےٰ نے آدم علیہ السلام کو فرشتون سے سجدہ کرا کر اور جنت مین داخل کرکے بزرگی عطا فرمائی تو اپنی جی مین کہا کہ کیا کوئی بشر مجہسے افضل ہے - خداوند تعالےٰ نے خطرہ قلبی معلوم فرما کر فرمایا ای آدم سر اوٹہاکر ساق عرش پر دیکہہ آدم نے دیکہا تو اوسپر لکہا ہوا تہا (لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ علی بن ابی طالب امیر المومنین وزوجتہ فاطمۃ سیدۃ نساء العالمین والحسن والحسین سیدا شباب اہل الجنۃ) تو کہا ای پروردگار یہہ کون ہین فرمایا یہہ تیری اولاد مین ہین اور تجہسے اور تمام مخلوق سے بہتر ہین اگر یہہ نہوتے تو نہ تجہکو پیدا کرتا اور نہ جنت و نار کو اور نہ آسمان اور زمین کو اور خبردار انکو -

الیهم بعین الحسد فاخرجک من جواری فنظر الیهم بعین الحسد وتمنی منزلتهم فتسلط الله علیه الشیطان حتی اکل من الشجرة التی نهی عنها وتسلط علی حواء بنظرها الی فاطمة بعین الحسد حتی اکلت من الشجرة کما اکل آدم فاخرجهما الله تعالی من جنته واهبطهما عن جواره الی الارض۔ یہہ روایت بہت وجوہ سے قابل غور ہی لیکن یہان صرف اسیقدر ثابت کرنا ہے کہ حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کے حق مین بہت بڑی معصیت حضرات نے ثابت فرمائی کہ باوجودیکہ حق تعالی شانہ نے نہایت تاکید کے ساتہہ حسد کی ممانعت فرمائی پہر باوجود اسکی حضرت آدم نے نہ مانا اور حسد کر بیٹھی جسکی سزا پائی اور فی الواقع اونچے درجہ کا حسد کبیرہ ہوگا چہ جائیکہ افضل الاولین والآخرین کے مراتب کا حسد کیا جاوی معاذ اللہ کسقدر حضرت آدم کے عرق حسد جوش مین آئی کہ خدا تعالے کی بہی ایک نہ سنی اور پہلے گذارش ہوچکا ہی کہ اصول کفر کے حضرات نے تین قرار دیی ہین۔ حرص اور حسد اور استکبار تو پہلے حرص حضرت آدم کے حق مین بعبارت النص بروایت صدوق ثابت ہوکر مساوات ابلیس ثابت ہوچکی معاذ اللہ تو اب اس روایت مین دوسری اصل کفر کی یعنے جو حسد ہی بلکہ اعلی درجہ کا حسد حضرت ع کے واسطے ثابت کیا گیا تو اب معاذ اللہ توبہ توبہ شیعہ کے نزدیک حضرت آدم علے نبینا وعلیہ السلام کا مرتبہ باوجود نبوت کے کفر مین ابلیس لعین سے دوچند ہوا بلکہ اگر غور کیا جاوی تو ایسی روایت سے آپکا استکبار ہی مفہوم ہوتا ہی آپکا یہہ خیال کہ مجہسے کوئی افضل نہین ظاہرا ناشی عرق استکبار سے ہے تو گویا مبدا رسلسلہ انبیاء ابو الاباء رسل خلیفۃ اللہ فی الارض بہ نسبت ابلیس کے کفر مین سہ گونہ زیادہ ہوئی کیونکہ ہر سہ مراتب اصول کفر کے

لہ حسد کی نگاہ سے نہ دیکہنا نہین تو اپنی قرب سے تجکو نکالدونگا تو آدم نے اونکو حسد کی نگاہ سے دیکہا اور اونکی مرتبہ کے آرزو کی پس خدا تعالے نے اوسپر شیطان مسلط کردیا یہان تک کہ اوس درخت سے کہایا جسکی ممانعت تہی اور حوانے فاطمہ کیطرف حسد کی نظر سے دیکہا تو اوسپر بہی شیطان مسلط ہوا اور اونہی بہی اوسی درخت سے کہایا پس خدا وند کریم نے اونکو اپنی جنت سے نکالدیا اور اپنے قرب سے جدا کر کے زمین پر اوتار دیا۔ ۱۲

معاذ اللہ آپ مین پائی گئی باقی رہا یہہ آپ بتقلید فاضل جائسی وغیرہ حسد کی تاویل غبطہ کے ساتھ نفرماوین اور کلام کی اطراف و جوانب و قرائن کو ملحوظ خاطر رکھین کیونکہ غبطہ اور حسد باہم متضاد مین بطور حقیقت اطلاق احدہما علی الآخر صحیح نہین غبطہ محض آرزو کرنا اوس جیسی نعمت کا ہی جو دوسرے کو حاصل ہے بدون قصد زوال کے اور حسد اوس نعمت کی تمنا کرنا جو دوسری کو حاصل ہوا ہے زائل ہو کر اور غبطہ شرعاً جائز بلکہ محمود ہی اور حسد ناجائز اور مذموم تو اس حدیث کو ہجگہ غبطہ پر حمل کرنا محال ہی اور اگر بفرض محال حسد کی معنے غبطہ کے ہون تاہم جبکہ خداوند تعالے نے سخت تاکید سے ممانعت فرمائی اور ان الفاظ ہی فرمایا وایاک ان تنظر الیھم بعین الحسد تو اوسکی محرم اور مثل حسد ہونے مین کیا کلام باقی رہا تو اس صورت مین اوسکا ارتکاب مثل ارتکاب حسد کی ہوا اور ارتکاب حرام لازم آیا۔ مگر تعجب تو یہہ ہی کہ حق تعالے شانہ نے حضرت آدم کو صرف تمنی منزلت ائمہ پر اس قدر مغضوب و مطرود فرمایا حالانکہ اوس وقت اوس تمناسے اگر وہ بالفرض حاصل ہو جاتے تو کسیکا کچہہ نقصان نہ تہا۔ لیکن دنیا مین جبکہ تمام عالم کے حقوق امامت کے ساتہہ متعلق تہے امامت غصب ہوگئی اور ائمہ ذلیل و خوار ہوئی اور خدا تعالے کو ذرا بہی غصہ نہ آیا اس لطف کی قربان اور اس عدل پر فدا بے شک یہہ بے تکی باتین حضرات شیعہ کی خدا کی ہی شایان شان ہین مگر یہہ کہ جیسا امام نے تقیہ فرمایا شاید خدا تعالے نے بہی ڈر کر تقیہ فرمایا ہو۔ اور روایت لیجئے ۔ روی محمد بن الحسن الصفار عن ابی جعفر قال اللہ تعالی لآدم وذریتہ اخرجہا من صلبہ الست بربکم وھذا محمد رسول اللہ وعلی امیر المؤمنین واوصیائہ من بعدہ ولاۃ امری وان المھدی انتقم بہ من اعدائی واعبد طوعًا وکرھًا قالوا اقررنا وشھدنا وآدم لم یقر ولم یکن لہ عزم علی الاقرار۔ عن التحفہ[1]

---

[1] حاصل یہہ ہے کہ خداوند تعالے نے روز میثاق جب سب سے اقرار وحدانیت و نبوت و وصایت لیا تو سب نے اقرار کیا لیکن حضرت آدم نے نہ اقرار کیا اور نہ ارادہ اقرار کا کیا۔ ۱۲

علاوہ حضرت آدم علی نبینا و علیہ السلام حضرت یونس علے نبینا و علیہ السلام کے شان مین جو روایات
مروی ہین سنیے کلینی روایت کرتا ہے۔ عن ابن ابی یعفور قال سمعت ابا عبد اللہ و
ھو رافع یدہ الی السماء رب لا تکلنی الی نفسی طرفۃ عین ابدا ولا اقل من ذلک فما کان
باسرع من ان تحدر الدمع من جوانب لحیتہ ثم اقبل علی فقال یا ابن ابی یعفور ان یونس
ابن متی وکلہ اللہ الی نفسہ اقل من طرفۃ عین فاحدث ذلک قلت فبلغ بہ کفرا اصلحک اللہ
فقال لا ولکن الموت علی تلک الحال کان ھلاکا۔ عن التحفہ اور ظاہر ہی کہ یہہ حالت حسین
موت ہلاکت کے ساتھ تعبیر کیجاوی یہہ وہی حالت ہی جو معصیت کے ارتکاب کی حالت ہو
اور لیجیئے ملا باقر مجلسی سے مولانا مولوی حیدر علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے روایت
نقل فرمائے ہے ابو حمزہ ثمالی روایت کردہ کہ روزی عبد اللہ پسر عمر بخدمت امام
زین العابدین آمد گفت کہ تو ئی کہ میگوئی یونس را از برای این بشکم ماہی انداختند کہ ولایت جدم
امیر المومنین را برو عرض کردند و او توقف کرد آنحضرت گفت بلی من گفتہ ام مادرت بعزائیت
نشیند عبد اللہ گفت اگر راست میگوئی علامتی بر راست گفتاری خود بکن بنما پس حضرت
فرمود تا عصابہ بر دیدہ من وابستند و بعد از ساعتی فرمود کہ چشمہای خود رابکشائید چون
دیدہ ہائی خود را کشودیم خود را در کنار دریائی کہ موجہائش بلند شدہ بود دیدیم پس پسر عمر
گفت کہ ای سید من خون من در گردن تست حضرت فرمود کہ اضطراب مکن کہ الحال ترا
گوئی خود بتو مینمائم پس فرمود کہ ای ماہی ناگاہ ماہی سر از دریا بیرون آورد مانند کوہ عظیم میگفت
لبیک ای ولی خدا حضرت فرمود تو کیستی گفت من ماہی یونسم ای سید من فرمود
کہ ما را خبر دہ کہ قصہ یونس چگونہ بود ماہی گفت کہ ای سید حق تعالی ہیچ پیغمبری مبعوث

لہ حاصل یہہ کہ ابن ابی یعفور کہتا ہی کہ امام عبد اللہ دعا کر رہی تھی کہ الہی مجھکو تو میرے نفس کیطرف ایک لحظہ کو بھی نہ سونپیو اور فرمایا
کہ یونس کو خدا تعالی نے اوسکی نفس کیطرف پلک جھپک سے کم سپرد کیا تھا تو اوسنی یہہ احداث کیا مینی پوچھا کیا اس سبب سے کفر کو
پہونچ گیا تھا فرمایا نہین لیکن ایسی حالت کو پہونچ گیا تھا کہ اوس حالت مین مرنا ہلاکی تھے - ۱۲ -

نکرده از آدم تا جد تو محمد مصطفی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مگر آنکه ولایت شما اہل بیت را بر وے عرض
کردند پس هر که قبول کرد سالم ماند و هر که ابا کرد مبتلا گردید تا آنکه حق تعالے یونس را بہ پیغمبری مبعوث
گردانید پس حق تعالے وحی کرد باو که ای یونس قبول کن ولایت امیر المومنین علی و ائمہ راشدین
از صلب او با سخنان دیگر باو وحی نمود یونس گفت چگونه اختیار کنم ولایت کسی را که او را
ندیده ام و نمی شناسم و رفت بکنار دریا پس خدا بمن وحی فرمود که یونس را فرو بر و استخوان
او راست مکن پس چہل روز در شکم من ماند و او را میگردانیدم در دریا ها و در تاریکیها ندا میکرد
لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین قبول کردم ولایت امیر المومنین و ائمہ راشدین را
از فرزندان او پس چون ایمان آورد بولایت شما امر کرد پروردگار من که او را انداختم بر ساحل دریا
پس حضرت امام زین العابدین فرمود که ای ماہی برگرد بسوی آشیان خود و آب از موج
قرار گرفته - انتہی - حاصل یہ کہ حضرت یونس علیہ السلام کو جب حکم خداوندی پہونچا کہ ولایت ائمہ پر
ایمان لاؤ تو انہون نے خدا تعالے کے حکم کو نہ مانا اور ولایت ائمہ کی ایمان سے صریح انکار کر دیا
پس اسکی سزا مین چکھا جو کچھہ کہ چکھا - اسیطرح حضرت آدم ؑ سے لیکر حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم تک جسقدر انبیا مبعوث ہوئے ولایت ائمہ ؓ انپر پیش کیگئی اگر قبول کیا تو
بلیات سے محفوظ رہے ورنہ عقوبت مین مبتلا ہوئے چنانچہ حضرت آدم ؑ کا جنت سے نکلنا اور حضرت
ابراہیم ؑ کا آگ مین ڈالا جانا حضرت یوسف ؑ کا چاہ کنعان مین مقید ہونا حضرت ایوب ؑ کا
مصیبت مین مبتلا ہونا وغیر ہا اسی قبیل سے ہے چنانچہ مناقب مرتضوی سے خلاصہ اسکا
مولوی حیدر علی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے - تو اس سے پایا گیا کہ انبیاء نے اعتقاد
امامت ائمہ ہی جو جزو ایمان ہی انکار کیا - سبحان اللہ ع چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی
جب انبیاء ہی حکم نہ مانین اور رد وحی کرین اور بیچارونکا تو کیا ذکر ہے - مجملا حالات
انبیاء کے تو سن چکے اب ذرا ائمہ کے حالات بھی سن لیجئے جو حضرات مدعیان محبت وولا
روایت فرماتے ہین - حضرت علی امیر المومنین و امام المتقین قائد الغر المحجلین جنکی نصیحت

نصیحت حضرت علی کی حضرت عثمان کو

تمام انبیا و رسل پر سوائے حضرت صلعم سے اونکی شان مین حضرت فاطمہ رضہ بضعۃ الرسول
جنکی شان مین من غضبہا فقد اغضبنی تسلیم کرتے ہین اونکی زبان سے یہہ کلمات نقل
کرتے ہین جو مولوی حیدر علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصانیف مین ملا باقر
مجلسی سے نقل کیے ہین - مانند جنین پردہ نشین رحم شدۂ مثل خائنان در خانہ گریختہ
خود را ذلیل کردی گرگان مید رند دمی برند تو از جائی خود حرکت نمی کنی محل اعتماد من تو
دیا ور من سست شد شکایت من بسوی پدر من ومخاصمہ من بسوی پروردگار من انتہی
اجمال کے اسیقدر تفصیل عبارت تذکرۃ الائمہ سے واضح ہوتی ہے - وہی ہذہ
وہمچنین حق وا ستند ایجہ شیخین نسبت باہل بیت رسالت واقع ساختند ونسبت زنا -
استغفر اللہ بحضرت فاطمہ رضہ دادن ودشنام دادن باو وغصب فدک وخلافت
نمودن وکشتن وزدن بطلوبہ وسقط شدن محسن شش ماہہ وآتش بخانہ پیغمبر انداختن الی آخرہ
یہہ باتین کہ جنکی شکایت حضرت فاطمہ رضہ نے فرمائی پس اگر حضرت امیر اپنی اس سکوت
مین ناحق پر تھے اور محض بوجہ جبن ونامردی کے حاشا جنابہ عن ذالک یہہ سب
کچھہ دیکھتے تھے اور نہ بولتے تھے تو قطع نظر اسکے کہ یہہ اعلی درجہ کے معصیت تھے
یہ امر قادح استحقاق خلافت ہے الجبان لایستحق الامامۃ قضیہ مسلمہ ہے اور اگر آپ حق پر تھے
اور بوجہ وصیت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آپ ساکت وصامت رہے تو اولا
کیا یہہ وصیت ابوبکر اشجع کے قتل کیوقت فراموش ہوگئی تھے اور نیز آپ حضرت عباسؓ
کی ہنگامہ مین تصنیف نہین ہوئی تھی - اور ثانیاً کیا حضرت فاطمہ رضہ مطیع حکم حضرت
امیر نہ تھین اور کیا حضرت امیر کی نسبت ایسی کلمات مستہجن جو ازاول مین یہے
معیوب ہین اونکو نا جائز نتھے - اور کیا اونکو حضرت کا یہہ ارشاد جو بحار الانوار مین
خاتم المتکلمین نے نقل کیا ہے لا تعصے علیاً فانہ ان غضب غضبت بغضبہ یاد نرہا تہا
بہرکیف اگر آپ کا سکوت حق تہا تو معاذ اللہ حضرت فاطمہ رضہ ایسے کلمات مستہجن حضرت

ائمہ کے شامین کہکر معصیت سے نہین بچ سکتی۔ علاوہ اسکی علماء شیعہ کو تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے اہلبیت سے ہونے مین کلام و تردد ہی چنانچہ صاحب ارغام نے شافی شرح کافی سے نقل کیا ہے ان[۱] اہل بیت کل نبی اوصائہ وعلے ھذا یمکن دخول فاطمۃ فی اھل بیتہ باعتبار انہا وسیلۃ وما اھل البیت (الی ان قال) ویمکن ان لا تکون داخلۃ فی اھل البیت ۔ اور نیز دیگر علماء شیعہ کی کلام سے بھی اسکی تائید و تقویت ہوتی ہے چنانچہ شیخ مقداد نے کنز العرفان فی فقہ القران مین لکھا ہی اور اجماع شیعہ کا بیان کیا ہی کہ آل صرف ائمہ معصوم ہی ہین اور کوئی نہین اوسکی عبارت یہہ ہی [۲] الذین یجب علیہم الصلوۃ فی الصلوۃ ویستحب فی غیرھا الائمۃ المعصومون لاطباق الاصحاب انہم ھم الآل ۔ ولان الامر بذلک مشعر بغایۃ التعظیم المطلق الذی لا یستوجبہ الا المعصوم واما فاطمۃ علیہا السلام فتدخل ایضاً لانہا بضعۃ منہ انتہی بلفظہ ۔ اسجگہ شیخ مقداد نے دو دلیلین بیان کی پہلی دلیل بصراحت تمام لفظ آل کے ائمہ کے ساتھہ خاص ہونے پر اور حضرت فاطمہ رض کی آل سے خارج ہونے پر دلالت کرتے ہے اور یہہ بھی ظاہر کرتی ہے کہ آل کا ائمہ کی ساتھہ خاص ہونا مجمع علیہ حضرات شیعہ کا ہی دوسری دلیل جناب فاطمہ رض کی معصوم نہ ہونے پر دال ہے کیونکہ مدار استحقاق غایت تعظیم کے لیے معصوم ہونا قرار دیا ہے اور پہر اس سے حضرت فاطمہ رض کی خارج ہونے کا شیخ کو واہمہ پیدا ہوا تو بطور رفع توہم اور استدراک کے حضرت سلام اللہ علیہا کے استحقاق غایت تعظیم کو بسبب جزئیت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ثابت فرمایا ۔ علاوہ ازین علامہ

---

[۱] تحقیق ہر نبی کے اہلبیت اوسکی اوصیا ہوتی ہین تو اس اعتبار سے حضرت فاطمہ کا اہلبیت مین داخل ہونا ممکن ہی کیونکہ آپ اہلبیت کے حمایتہ کا واسطہ ہین (یہانتک کہ کہا) اور ممکن ہی کہ اہلبیت مین داخل نہون ۔ ۱۲ ۔

[۲] جن لوگون پر نماز مین درود پڑہنا واجب ہی اور نماز کے سوا مستحب ہے ائمہ معصومین ہین کیونکہ اصحاب شیعہ کا اسپر اتفاق ہے کہ آل صرف معصومین ہی ہین اور دوسری وجہ یہہ ہی کہ درود کا حکم ہونا نہایت تعظیم کو مشعر ہی جسکا سوائی ائمہ معصومین کے اور کوئی مستحق نہین ہان حضرت فاطمہ رض وجوب صلوۃ مین داخل ہین کیونکہ حضرت م کا جزء ہین ۱۲ ۔

مجلسی نے بھی حق الیقین مین صفحہ ۱۴۵ پر عصمت کو ملزوم امامت تسلیم کر لیا ہی اور لکھا ہی کہ وایضاً صاحب مجمع معروف بلامت
وافادہ عموم میکنید پس دلالت بر عصمت آنحضرت میکند عصمت ملزوم امامت است تو اس سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ حضرت
فاطمہ رضہ معصوم نہین ہین کیونکہ آپ قطعاً امام نہین تو معصوم بھی نہین۔ پس ان دونو
دلیلون سے صاف واضح ہوا کہ حضرت علیہا السلام نہ آل مین داخل ہین اور نہ معصوم
ہین۔ حالانکہ آیت تطہیر سے بضمیمہ حدیث کے حضرت فاطمہ رضہ کا اہلبیت مین داخل ہونا
اوسیقدر ثابت ہی جسقدر ائمہ کا داخل ہونا ثابت ہی بلکہ اوس سے بھی زیادہ۔ کیونکہ سوای جناب
امیر رضہ اور جناب حسنین رضہ کے باقی ائمہ رضہ قطعاً باعتبار نص اوسمین داخل نہین ہین اور جناب فاطمہ رضہ
باعتبار نص قطعاً و یقیناً اوسمین داخل ہین۔ تعجب ہے کہ جو یقیناً داخل نہون بلکہ قطعاً تطہیر سے
خارج ہون وہ تو اہلبیت اور معصوم ہو جائین اور جو قطعاً تطہیر مین داخل ہو اوسکو
تطہیر سے بلکہ آل ہونے سے ہی خارج کر دین سبحان اللہ یہہ حضرات شیعہ کا ہی ولا
اور تمسک ہی بیشک یہہ دین حضرات نے ائمہ رضہ سے ہی اخذ کیا ہوگا کہ حضرت فاطمہ تو اہلبیت اور عصمت سے خارج
ہون دیگر اہلبیت مین داخل ہین۔ تو خیر جب اونکو اہلبیت سے ہی نکال چکی اور عصمت خاصہ ائمہ کا ہی فرما چکی
تو اب معصیت کو بہ نسبت حضرت علی رضہ کے حضرت فاطمہ کی طرف منسوب کرنا آپکو سہل ہوگا
حضرت امام حسین رضہ شہید کربلا کی جناب پاک کی نسبت روایت کرتے ہین کہ معاذ اللہ
آپنے عسل بیت المال بلا اجازت و قبل قسمت مشک سے نکالکر تصرف کیا جو کبیرہ گناہ ہی اصل روایت
امام اعظم شیعہ نے بیان کی ہی لیکن ترجمہ فارسی اوسکا ازالۃ الغین سن فاضل جالبسی کی کتاب
فوائد الصفیہ و مواعظ حسنہ سے نقل کیا گیا ہے بلفظہٖ وہ لکھتا ہون۔ روزے مہمانے
پیش حضرت امام حسین رضہ نازل گردید پس امام حسین درہمی قرض گرفتہ نانے خرید و نان خورش
نداشت کہ نان را بان حاضر سازد و دران روز ہا چند مشکہای عسل از طرف یمن بخدمت
حضرت امیر رضہ رسیدہ بود پس امام حسین بقنبر خادم فرمودند کہ دہن مشکی را از مشکہائے

بکشاید چون کشود حضرت بقدر یک رطل ازان مشک عسل گرفتند بمهمان خورانیدند پس چون
امیر علیه السلام خواست که مشکها را میانه تحقیق آن قسمت نماید از قنبر پرسید که کسی این
این مشکها کشوده قنبر عرض کرد که بلی یا امیر المومنین و سرگذشت را نقل نمود چون حضرت امیر
حرف او را شنیدند در غضب شده فرمودند علی بحسین حسین را حاضر سازند چون حضرت
امام حسین حاضر شد حضرت امیر دره برداشت امام حسین گفت بحق عمی جعفر یعنے بحق و حرمت
عم من از تقصیر من درگذر ضابطه حضرت امیر المومنین بود که هرگاه کسے بحق جعفر میگفت پس
غضب آنحضرت تسکین مییافت پس حضرت امیر فرمود ما حملک اذ اخذت منه قبل القسمة
چه چیز باعث شد ترا که قبل از قسمت آن بآن متصرف شدی امام حسین عرض نمود که حق ما
درو ست چون قسمت میشد بقدر یک رطل از حصه خود داخل میکردم حضرت امیر فرمود که پدر تو
فدای تو باد که ترا نمیرسد که تو ازان منتفع شوی پیش از آنکه مسلمانان منتفع شوند آگاه
باش که اگر نمی بود که دیده بودم که دندانهای ترا پیغمبر خدا صلی الله علیه وآله وسلم می بوسید البته
من ترا درین وقت میزدم بعد ازان حضرت امیر خود درهمی که در کنار ردائی خود بسته بود بقنبر
دادند و فرمود که قسم اول عسل از بازار خریده بیار چون آورد عقیل قسم خورده میگوید که گویا من
می بینم که از سر دو دست دهن مشک را حضرت امیر گرفته اند و قنبر عسل را دران داخل میکند
بعد ازان حضرت امیر علیه السلام دهن مشک را می بست و میگریست و میفرمود - اللهم اغفر
للحسین فانه لم یعلم خداوندا از تقصیر حسین درگذر که او نادانسته این کار کرده انتهی بلفظه
بموجب مضمون اس روایت کے صاف ثابت ہوتا ہے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے
بیت المال کی شہد میں سے بلا اجازت امام و قبل القسمۃ کہ جسمین دوسرے مسلمانوں کے
حقوق بھی تھے لیکر تصرف کیا - میں پوچھتا ہوں کہ یہہ خیانت کچھہ آپکی نزدیک معصیت
نہیں یا مسلمانوں کے مال میں بلا قسمت و اجازت تصرف کرنا امام سے پیچھے چلے جانے
سے زیادہ ظلم ہے - حضرت امام حسین رضی اللہ تعالے عنہ کا حال تو طشت از بام ہے

کہ حضرت نے خلافت نبوت جو نیابت رسول ہے - معاذ اللہ ایک کافر کو سونپ دی حالانکہ
آپکی ساتھ باعتبار ظاہر بھی فوج کثیر تھے اور فی الحقیقت آپکو کچھ اسکی حاجت نہ تھی - کیونکہ
آپکو اپنی موت کا تو حال معلوم ہوگا تو پھر آپکو خوف کس بات کا تھا تو یہہ معصیت اور ظلم و کفر اگر اعانت
نہین تو کیا ہی جسکی بابت حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا جسکو علما شیعہ نقل کرتے ہین
لو جز انفی لکان احب الی مما فعلہ اخی الحسن یعنی اگر میرے ناک کٹ جاتی تو اوس سے بہتر
تہا جو میرے بہائی حسنؓ نے کیا کہ معاویہ کو خلافت سپرد کردی - جز انفی کے آپ معنی جانتے
ہونگی - خواہ حقیقی لیجئے یا مجازی بہرکیف یہہ خلع خلافت و صلح معاویہ ایسی حرکت تہی
جسکو امام معصوم اپنی ناک کٹنی سے بدتر ارشاد فرماتا ہے - تو اگر امام حسینؓ کا قول حق ہی
تو فعل امام حسن رضی اللہ عنہ کا کبیرہ اور معصیت ہی اور اگر خلاف ہی تو کذب امام معصوم کی کلام
مین لازم آتا ہی اور کذب معصیت کبیرہ ہی اور مکرمہ کی خلاف تو پہر معلوم نہین کہ اصحابہ نے
کیا ایسی خطا کی جس سے ادنی ادنی معصیت سی کرام ہونے سے خارج ہوئی اور انبیاء
اور ائمہ رضہ باوجودیکہ اونکی کفر و معاصی نقل کی جاتے ہین پہر اونکو کرام کہی جاتے ہین انبیاءؑ
وائمہؓ کا حال تو مجملاً سن لیا اب اصحاب مقبولین کی کیفیات و حالات بہی ذرا ملاحظہ ہون تاکہ
اوس دعوی کی تصدیق جو ہماری محب نے فرمایا ہی بخوبی ہو جاوے کہ حاشا وکلا کہ شیعہ
صحابہ کرام کو برا سمجھتے ہون منجملہ صحابہ کرام مقبولین شیعہ کے عبد اللہ بن عباسؓ ہین
اونکی نسبت قاضی نور اللہ شوستری مجالس المؤمنین مین تحریر فرماتے ہین علامہ حلی در خلاصتہ
الاقوال فی معرفۃ الرجال آوردہ کہ عبد اللہ بن عباس محب خاص حضرت امیر و تلمیذ او بود و حال
در بزرگی و اخلاص او با آنحضرت اشہر از آنست کہ مخفی ماند و شیخ ابو عمرو کشی در کتاب خود
بعضی از روایات آوردہ کہ متضمن قدح ست در ابن عباس و حال آنکہ شان ابن عباسؓ
اجل و اعلی از انست و ما آن روایات را در کتاب کبیر رجال آوردیم و جواب از انہا گفتیم این ست تمام
کلام علامہ حلی در بین مقام و حاصل جمیع قوادحی کہ از روایات کشی مفہوم میشود راجع بعضی

مصاحب مقبولین شیعہ کے حالات

اعمال ابن عباس ست و مولف این کتاب را با ایمان و اعتقاد است انا اجوبہ کہ علامہ حلی در کتاب کبیر خود ذکر کردہ بنظر قاصرین شکستہ نرسیدہ مجملاً حال حضرت ابن عباس رضہ کا تو معلوم ہو چکا اب اون اعمال کے تفصیل سنیے۔ یہہ ہی حضرت ابن عباس جنکو آپ اور آپکی بزرگوار اصحاب کرام مین شمار کرتے ہین جبکہ حضرت امیر رضی اللہ عنہ نے انکو بصرہ پر حاکم مقرر کیا فرصت و موقع پاکر بیت المال وہانکا لوٹ کر اور خیانت کر کے اپنی گہر آ بیہٹی حضرت امیر رضی اللہ عنہ نے جو درد انگیز خط انکی نام اس معاملہ مین لکہا ہی دیکہنے کے قابل ہی نہج البلاغت سی بعینہ نقل کرتا ہون۔ ومن کتاب لہ علیہ السلام الی بعض عمالہ

اما بعد فانی کنت اشرکتك فی امانتی وجعلتك شعاری وبطانتی لم یکن فی اھلی رجل اوثق منك فی نفسی لمواساتی وموازرتی واداء الامانة الی فلما رایت الزمان علی ابن عمك قد کلب والعدو قد حرب وامانة الناس قد خزیت وھذہ الامة قد فتکت وشغرت قلبت لابن عمك ظھر المجن ففارقته مع المفارقین وخذلته مع الخاذلین وخنته مع الخائنین فلا ابن عمك آسیت ولا الامانة ادیت وکانك لم تکن اللہ ترید بجھادك وکانك لم تکن علی بینة من ربك وکانك انما کنت تکید ھذہ الامة عن دنیاھم وتنوی غرتھم عن فیئھم فلما امکنتك الشدة فی خیانة الامة اسرعت الکرة وعاجلت الوثبة واختطفت ما قدرت علیه من اموالھم

لے اما بعد۔ مین نے شریک کیا تہا تجہکو اپنی امانت مین اور بنایا تہا تجکو اپنا جانی اور پہچاننے۔ میرے جمین میری غمخواری او رمعاونت اور ادار امانت کے لیے میری اہل مین تجہسے زیادہ معتمد کوئی نہ تہا۔ بس جب تو نے دیکہا کہ چچا کے بیٹی پر زمانہ دشوار و سخت ہے اور دشمن غضبناک ہی اور لوگونکی امانت ذلیل ہوگئی اور یہہ اُمت قتل ہوئی اور منتشر و پریشان ہوگئی۔ ڈال کی پیٹہ اپنی چچا کے بیٹے کے لئے تونے اولٹی کر دی۔ اور جدا ہوگیا اوس سے جدا ہونے والون کے ساتہہ۔ اور ذلیل چہوڑ دیا اوسکو چہوڑنے والونکے ساتہہ اور تو نے بہی خیانت کی خیانت کرنیوالون کے ساتہہ۔ نہ تو نے اپنے چچا کے بیٹی کی غمخواری کی۔ اور نہ امانت ادا کی۔ گویا تو اپنے جہاد مین خدا کی رضامندی کا ارادہ نہ رکہتا تہا۔ اور گویا تو اپنی پروردگار پر بہروسا نہ رکہتا تہا۔ اور گویا تو فریب کرتا تہا اس امت سے اونکی دنیا کے لیئے۔ اور دل مین سوچ رہا تہا اونکی غفلت کو مال غنیمت سے پس جب تجہکو امت کی خیانت مین حملہ کی قدرت ہوئی۔ سرعت سے حملہ کیا اور جلدی سے کود پڑا۔ ۱۲۔

المصونة[1] لاراملهم وايتامهم وعاجلت اختطاف الذيب الازل دامية المعزى الكسيرة فحملته الى الحجاز رحيب الصدر بحمله غير متأثم من اخذه كانك لا ابا لغيرك حدرت الى اهلك تراثك من ابيك وامك فسبحان الله اما تومن بالمعاد او ما تخاف نقاش الحساب ايها المعدود عندنا من ذوى الالباب كيف تسيغ شرابا وطعاما وانت تعلم انك تاكل حراما وتشرب حراما و تبتاع الاماء وتنكح النساء من مال اليتامى والمساكين والمجاهدين الذين افاء الله عليهم هذه الاموال واحرز بهم البلاد فاتق الله واردد الى هؤلاء القوم اموالهم فانك ان لم تفعل ثم امكننى الله لاعذرن الى الله فيك ولاضربنك بسيفى الذى ما ضربت به احدا الا دخل النار ووالله لو ان الحسن والحسين فعلا مثل الذى فعلت ما كانت لهما عندى هوادة ولا ظفرا منى بارادة حتى آخذ الحق منهما وازيح الباطل عن مظلمتهما فاقسم بالله رب العلمين ما يسرنى ان ما اخذت به من اموالهم حلال لى ان اتركه ميراثا لمن بعدى فضح رويدا فكانك قد بلغت المدى ودفنت تحت الثرى وعرضت عليك اعمالك بالمحل الذى ينادى الظالم فيه بالحسرة ويتمنى المضيع الرجعة ولات حين مناص والسلام - ابن میثم بحرانی شارح نہج البلاغت اپنی مختصر

---

[1] اور جو کچھ یتیمون اور بیوون کے مال محفوظ سے ہاتھ آیا لی اوڑا - اور وہ جیسے بہیڑیے سخی بہی جلدی کی جو لنگڑی بکری کو لے بہاگے - پس لاد کر لیگیا اوس مال کو حجاز کیطرف ہشاش بشاش - تو اوسکو ردا تہا اور نہین گناہ سمجہتا تہا اوسکی لینے کو گویا تو اپنے باپ یا مان کی میراث اپنی اہل مین لاتا ہے - سبحان اللہ - کیا تجکو قیامت کا یقین نہین ہے کیا تو پورا حساب لینے سے نہین ڈرتا - ای شخص جو ہمارے نزدیک عقلمندون مین شمار ہے تو کیونکر پیتی دیگا - کہاتا پیتا حالانکہ تو جانتا ہے کہ مین حرام کہا رہا ہون اور حرام پی رہا ہون - اور کیونکر لونڈیوں کو خریدتا ہے - اور عورتون سے نکاح کرتا ہے یتیمون اور مسکینون اور مجاہدون کے مال پر جو اللہ تعالے نے اونکو غنیمت مین دیا ہے - پس خدا سے ڈر اور لوگون کے مال واپس کردے - اگر تو نے ایسا نکیا پہر مجکو خدا نے تجپر قدرت دی تو سزا دینے مین خدا کے نزدیک معذور ہونگا - اور تجہکو ایسی تلوار سے قتل کرونگا جس سے نہین قتل کرتا مین کسیکو مگر دوزخ مین داخل ہوتا ہے - قسم خدا کے اگر حسن اور حسین کرتے جیسا تو نے کیا تو نہ ہوتے اون سے مصالحۃ اور نہ مطلب یاب ہوتے مجہسے اپنے ارادہ مین یہان تک کہ مین اون سے حق لیتا اور ظلم اونکا دور کرتا - مین خداوند رب العالمین کی قسم کہا کر کہتا ہون - مجکو خوش نہین آتا جو کچھ لیا ہے اونکی مالو نسے حال یہہ کہ چہوڑون مین اوسکو میراث اپنے بعد - پس تہوڑا صبر کر تو اپنے اجل کو پہونچ چکا ہے - اور مٹی کے نیچے دفن کیا جائیگا - اور تجہپر تیرے اعمال پیش کئے جاوینگے - ایسے مقام مین کہ ظالم اوس مین حسرت کی فریاد کریگا - اور حقوق ضایع کرنیوالا واپس لوٹنے کے آرزو کریگا - اور کہان ہے چہٹکارے کا وقت ہے - ۱۲

شرح مین جو اسوقت میرے سامنے موجود ہی بعد نقل ایک دوسری خط کے کہتا ہے
اقول المروی ان الکتاب الاول الی عبد اللہ بن عباس کما ھو فی بعض النسخ حین کان
والیا له علی البصرة - قطع نظر اس سے کہ حضرت رضی نے اپنی ناموس مذہب کے حفاظت کے
یبی الی بعض عماله تحریر فرمایا اور صاف نام نہین لیا یہہ خط کسقدر ابن عباسؓ کے اعمال شنیعہ
اور احوال فظیعه حرص دنیاوی اور طمع مال اور مخالفت امام بحق وغیرہا ظاہر کرتا ہے معلوم
نہین باوجود اسکی حضرت مجیب اور اونکی علمائے پہر کیون کرام مین شمار کر رہا ہے حالانکہ
بشہادت شہید ثالث گذارش ہو چکا ہے کہ غیر معصوم کے اصلاح کے لیئے تاویل کی
کچہہ ضرورت نہین - اور یہہ ہی ابن عباس ہین جنکا اجل اور اعلی ہونا شہید ثالث بیان فرماتے
ہین حضرت کلینی امام سید الساجدین زین العابدین سے روایت فرماتے ہین کہ آیت
ومن کان فی ھذہ اعمی فھو فی الآخرۃ اعمی یعنی جو دنیا مین راہ حق سے نابینا ہی وہ آخرت
مین بہی راہ جنت سے اندھا ہوگا - اور اوس سے بہی زیادہ گمراہ ان ہی حضرت ابن عباس
اور اونکی والد ماجد حضرت عباس کے حق مین نازل ہوئی انتہی الکلام اور یہہ ہی ابن عباسؓ ہین
کہ حضرت مفسر صافی اپنی تفسیر مین ان کی حق مین روایت فرماتے ہین - وعن الباقر قال
قال امیر المومنین بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیه وآله وسلم فی المسجد والناس مجتمعون
بصوت عال الذین کفروا وصدوا عن سبیل اللہ اضل اعمالھم فقال قال له ابن عباس یا ابا الحسن
لم قلت ما قلت قال قرأت شیئا من القرآن قال لقد قلته لامر قال نعم ان اللہ یقول فی کتابه ما اتاکم
الرسول فخذوہ وما نهکم عنه فانتهوا فتشهد علی رسول اللہ انه استخلف ابا بکر قال ما سمعت
رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم اوصی الا الیك قال فهلا بایعتنی قال اجتمع الناس علی ابی بکر

ے ابو جعفر سے روایت ہی کہ امیر المومنین نے بعد وفات حضرت ص کے مسجد مین جبکہ لوگ مجتمع تہے چلا کر کہا -
(جنہون نے کفر کیا اور منہہ پہیرا اللہ کے رستہ سے ضائع کر دیئی اونکی کام) ابن عباس نے کہا یا ابا الحسن یہہ کیون
پڑہا - آپ نے فرمایا قرآن تلے آیت پڑہی ہے ابن عباس نے کہا کہ بیشک کسی وجہ سے پڑہا ہے فرمایا ہان
اللہ تعالے نے اپنی کتاب مین فرمایا ہے (جو تمہاری پاس رسول ص لاوی اوسکو لو - اور جس سے منع کری
اوس سے باز رہو) کہا تو گواہی دیتا ہی کہ حضرت ص نے ابوبکر کو خلیفہ بنایا عرض کیا مین نے حضرت سے نہین سنا مگر آپکی وصیت کو فرمایا
تو پہر مجہسے کیون بیعت نکی عرض کیا سب لوگ ابوبکر پر مجتمع ہو گئی - ۱۲ -

فکنت منہم فقال امیر المؤمنین کما اجتمع اہل العجل علی العجل ہہنا فتنتم و مثلکم کمثل الذی استوقد ناراً فلما اضاءت ما حولہ ذہب اللہ بنورہم وترکہم فی ظلمٰت لا یبصرون ۔ صم بکم عمی فہم لا یرجعون ۔ اس حدیث سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ معاذ اللہ ابن عباسؓ گوسالہ پرستو مین تہے یہی ابن عباس ہین کہ روایت حلت متعہ کی بارہ مین حضرت امیر نے انکی نسبت فرمایا انک رجل تائہ ۔ منجملہ صحابہ کرام کی حضرت عباس اور حضرت عقیل ہین قاضی نور اللہ شوستری نے مجالس مین لکہا ہے در کتاب کامل بہائی از امام محمد باقر روایت نمودہ کہ حضرت امیر درایامیکہ خلافت در دست غاصبان بود دائما گفتے ۔ واللہ لو کان حمزۃ وجعفر حیین ماطمع فیہا ابو بکر ولکن ابتلیت بجلیفین جافیین عقیل والعباس ۔ نقلاً عن مجالس اور انہی ہر دو بزرگوار کی نسبت روایت سابقہ کے ہم معنی روایت ہے جسکا ترجمہ ملا باقر مجلسی نے حیات القلوب مین لکہا ہے ۔ کہ سدیر از حضرت امام محمد باقر العلوم پرسید کہ کجا بود عزت و کثرت و شوکت بنی ہاشم کہ حضرت امیر المومنین بعد از حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم از ابو بکر و عمر و سائر منافقان مغلوب گردید حضرت فرمود کہ از بنی ہاشم کہ ماندہ بود جعفر و حمزہ کہ در غایت ایمان و یقین و از سابقین اولین بودند بعالم بقا رحلت کردہ بودند و دو مرد ضعیف الیقین ذلیل تازہ مسلمان شدہ بودند عباس و عقیل ایشانرا در جنگ بدر اسیر کردند و آزاد کردند ایمان چنین قوتی نمیدارد بخدا سوگند اگر حمزہ و جعفر حاضر می بودند دران فتنہ ابو بکر و عمر یارای آن نداشتند کہ حق امیر المومنین راغصب کنند و اگر سعی میکردند البتہ ایشان را می کشتند ۔ نقلاً عن منتہی الکلام ۔ اور یہی حضرت عباس ہین کہ انہون نے بعد وفات پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے چاہا تہا کہ حضرت امیر کے ہاتہ پر بیعت کرون

لے مین بہی اونہی مین تہا ۔ حضرت نے فرمایا جیسا گوسالہ پرست گوسالہ پر مجتمع ہوگئی اسیطرح سے تم بہی مفتون ہوئی (ہماری کہاوت اوس شخص جیسی کہ آگ جلائی پس جب گرداگرد روشن ہوگیا ۔ تو اللہ نے ان کا نور کہو دیا) ۱۲ ۔ ۲ خدا کی قسم اگر حمزہ و جعفر زندہ ہوتے تو نگو ابو بکر و عمر امارت کی طمع نکرتے لیکن مین دو دلیلون مین جو عقیل و عباس ہین مبتلا ہون ۔ ۱۲ ۔

لیکن حضرت رضا ہی نے تعلل و تردد فرمایا اور حضرت نے بیعت قبول نہ کی اور کیونکہ قبول فرماتے آپکو معلوم تہا کہ حق ابوبکر رض کا ہے۔ نہج البلاغت مین وہ خطبہ مذکور ہے جسمین حضرت عباس کی درخواست بیعت کا ذکر ہی۔ اور قاضی صاحب شوستری نے مجالس مین بضمن ذکر عباس لکہا ہی تا آنکہ بعد از فوت حضرت پیغمبر صلعم بحضرت امیر گفت امدد یدک ابایعک حتی لایختلف فیک اثنان باوجود حضرت عباس کے اس فدائیت کو پہر ہی سہام ملامت نہ بچی بلکہ جناب امیر نے انکی اس درخواست پر اعتماد نفرمایا اور اسکو نفاق پر محمول کر کے قبول نہ کیا۔ اور حضرت عقیل رضی اللہ عنہ کے امیر معویہ رض کی رفاقت اور حضرت امیر رض کی ترک رفاقت بلکہ مخالفت طشت از بام ہے۔ پس جب اونے معصیت کرام سونے سے لگا دیہی تو یہہ حضرات باوجود ایسی ذمائم موضوعہ کی کیونکر کرام رہے۔ چونکہ بحث طویل ہو گئی اسلیی مختصراً چند اصحاب کے حالات ذوالفقار سی ذکر کر کے ختم کرتا ہون منجملہ انکی ساتہہ بن زید ہی کہ وہ حسب تصریح کتاب نہج الحق مدعی اپنی امامت کا ہوا تہا اور تفسیر اہلبیت سے واضح ہی کہ حروف ثقات مین رفاقت حضرت علی کی ترک کی منجملہ انکی خزیمہ بن ثابت ذوالشہادتین ہے مجالس المومنین اور کامل بہائی سے واضح ہی کہ یہہ حضرت اول اون مین کی شخص ہین جنہون نے سعد بن عبادہ کی خلافت پر اونسکو دغلا تہا منجملہ انکی عامر بن واثلہ ہین جو امامت محمد بن حنفیہ کے قائل ہوئی اور امام سید الساجدین کی امامت سی انکار کیا منجملہ انکی ابوذر ہین کہ جامعین بیاض ابراہیمی انکی نفی اسلام پر دلیل لائے ہین اور بقول ابوجعفر بن احمد بن علی قمی صاحب صفات الشیعہ اخوت پیغمبر سے خارج ہین منجملہ انکی براء بن عازب ہین کہ اونہون گواہی کا انخفا کیا حضرت امیر رض نے اونکو بددعا فرمائی کہ نابینا ہو گیی کما فی الکشی و خلاصۃ الاقوال اور امام حسین رض کے ساتہہ کربلا جانے سے تخلف کیا کما فی مجمع البحرین و بیاض الفخری منجملہ انکی ابن مسعود ہین کہ باقر مجلسی نے حیات القلوب مین در ورود مطاعن و ذمائم ابن مسعود کا احادیث ائمہ سی اعتراف کیا ہی۔

لہ یعنی اپنا ہاتہہ پہیلاؤ مین آپ سے بیعت کرلون تاکہ پہر آپکے بارہ مین دو شخص بہی اختلاف نکرین ۱۲۔

منجملہ اونکی حذیفہ ہین کہ بقول صاحب تلخیص الرجال کے حذیفہ اور ابن مسعود مائلین خلفا سے شمار ہین اور کشی و صاحب خلاصۃ الاقوال نے منجملہ مائلین کے شمار کیا ہی اور عمار کو ملفا نے حاکم کوفہ کا مقرر کیا۔ اور سلمان کو حضرت عمر نے مدائن کا حاکم بنایا۔ اور ابوذر و سلمان و مقداد کو بڑی بڑی لڑائیون پر بھیجا کما لا یخفی علی المتتبع الشافی الاخبار حالانکہ کلینی مین نص امام باقر کے موجود ہی جسکا حاصل یہ ہی کہ ای ابو بصیر کوئی شیعہ دینار بنی امیہ سے نہین پاتا مگر اونکا دین اوسکا مثل اوسکی اور امام کاظم سے مروی ہے کہ جو مین پہاڑ پر سے گر کر پارہ پارہ ہون اس سی بہتر ہے کہ کسی سلطان کیطرف سے عامل ہون پس بموجب ان روایات کے ابوذر سلمان مقداد بھی زمرہ خلفاء سے ہوکر معصیت سے نہ بچی کلہم ذو الفقار اور بقول حضرت مجیب کے کرام ہونیسی خارج ہوئی علاوہ ازین اگر بالاجمال دیکہا جاوی تو کوئی صحابی خالی از معصیت نہین لیکن چند روایتین مختصراً ذکر کرتا ہون۔ مقداد کی ذکر مین قاضی صاحب مجالس مین فرماتے ہین و شیخ ابو عمرو کشی کہ از علماء امامیہ ست در کتاب اسماء الرجال باسناد خود از حضرت امام محمد باقر روایت نمودہ ارتد الناس الا ثلثۃ نفر سلمان و ابو ذر والمقداد فقلت فعمار قال کان حاص حیصۃ ثم رجع قال ان اردت الذی لم یشک ولم یدخله شی فالمقداد صدوق طائفہ شیخ ابن بابویہ قمی در علل الشرائع باسناد خود از حضرت ابو عبد اللہ روایت میکند قال علیہ السلام لما کان یوم احد انہزم اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی لم یبق معہ الا علی بن ابیطالب و ابو دجانہ سماک بن خرشۃ۔ عن کاشف الغمۃ اور تفسیر صافی مین بھی لکہا ہی و لم یبق مع رسول اللہ الا ابو دجانہ سماک بن خرشہ و علی نسخہ سلیم بن قیس مین سلمان سی مروی ہی جسکا ترجمہ باقر مجلسی نے حق الیقین مین کیا ہے

لہ۔ سوا تین شخصون کے سب مرتد ہوگئی۔ سلمان۔ ابوذر۔ مقداد۔ مین نے پوچھا اور عمار فرمایا کچھ پھر گیا تہا پھر لوٹ آیا۔ فرمایا اگر ایسا شخص چاہی جسکو شک نہوا ہو اور اوسکے دل مین کچھ (تردد) نہ آیا ہو وہ مقداد ہی ۔ لہ امام ابو عبد اللہ نے فرمایا جب احد کی لڑائی ہوئی تو سب اصحاب نے شکست کہائی اور بہاگ گئی اور حضرت کے ہمراہ سوائے علی۔ اور ابو دجانہ کے کوئی باقی نرہا۔ ۱۲

[١] قال فلما كان الليل حمل علی فاطمة علی حمار واخذ بيدی الحسن والحسين عليهما السلام فلم يدع
احداً من اهل بدر من المهاجرين ولا من الانصار الا اتاه فی منزله وذكر حقه ودعاه الی نصرته
فما استجاب له الا اربعة واربعون رجلا فامرهم ان يصبحوا محلقين رؤسهم معهم سلاحهم علی ان
يبايعوه علی الموت فاصبحوا لم يوافه منهم الا الاربعة فقلت لسلمان من الاربعة قال انا وابوذر
والمقداد والزبير بن العوام - عن منتهی الکلام - مصنف کتاب اختصاص عمرو بن ثابت سے روایت کرتے ہیں
[٢] قال سمعت اباعبد الله ع يقول ان النبی صلی الله عليه وآله وسلم لما قبض ارتد الناس علی اعقابهم كفارا الا ثلثة
سلمان والمقداد وابوذر الغفاری وانه لما قبض رسول الله ص جاء اربعون رجلا الی علی بن ابيطالب ع
فقالوا لا والله لا نعطی احدا طاعة بعدك ابدا قال ولم قالوا انا سمعنا رسول الله صلی الله عليه وآله وسلم
فيك يوم غدير قال وتفعلون قالوا نعم قال فاتونی غدا محلقين فما اتاه الا هؤلاء الثلثة قال وجاء
عمار بن ياسر بعد الظهر فضرب بيده علی صدره وقال له مالك ان تستيقظ من نومة الغفلة ارجعوا
فلا حاجة لی فيكم انتم لم تطيعونی فی حلق الراس فكيف تطيعونی فی قتال جبال الحديد فلا
حاجة فيكم اور اسی کتاب مین دوسری جگہ روایت ہے عن ابن عيسی رفعه عن ابی
[٣] عبدالله ع قال سلمان كان منه الی ارتفاع النهار فعاقبه الله ان وجیء عنقه حتی صيرت

---

[١] جب رات ہوئی تو علی نے فاطمہ کو گدہی پر سوار کیا - اور حسن حسین کا ہاتھ پکڑا - اور مہاجرین و انصار اہل بدر مین سے کسیکو نچھوڑا مگر اوسکے گہر گئے اور اپنا حق یاد دلایا اور اپنی نصرت کیطرف دعوت کی - پس بجز چوالیس آدمیون کے اور کسینے آپ کی اعانت قبول نہ کی - آپ نے اونکو حکم کیا کہ صبح کے وقت سر منڈا کر مسلح ہوکر موت پر بیعت کے لیے حاضر ہون - جب صبح ہوئی تو سوائے چار شخصون کے ان مین سے اور کوئی نہ پہنچا - مین نے سلمان سے پوچھا چارون کون کون تھے - کہا - مین اور ابوذر اور مقداد اور زبیر بن العوام ١٢ - [٢] امام ابو عبداللہ سے سنا فرماتے تھے جب رسول خدا صلعم نے وفات پائی سوا سلمان - ابوذر - مقداد کے سب لوگ مرتد ہوگئے اور جب حضرت کی وفات ہوئی تو جناب امیر کے پاس چالیس آدمی آئے - اور کہا خدا کی قسم ہم آپکے سوا کسیکی اطاعت کی بیعت نہ کرین گے - آپ نے فرمایا کیون کہا کہ ہمنے حضرت سے ایسے سنا - کہ وہ غدیر کے دن آپ کے باب مین فرماتے تھے فرمایا مارنے مرنے پر راضی ہو کہا ہان فرمایا تو صبح کو سر منڈا کر میرے پاس آؤ - سوا ان تین آدمیون کے اور کوئی انکے پاس نہ آیا امام ابو عبداللہ فرماتے ہین کہ عمار بعد ظہر کے آیا آپ نے اوسکی سینہ پر ہاتھ مارا اور کہا ابھی غفلت کی نیند سے تمکو نہیں جاگنا - جاؤ مجکو تمہاری کچھ ضرورت نہیں جب سر منڈانے مین تمنے میری اطاعت نہ کی تو لوہے کے پہاڑونکے ساتھ لڑائی مین کیونکر اطاعت کروگے تمہاری مجکو کچھ حاجت نہیں ١٢ - [٣] امام ابو عبداللہ سے مروی ہے اونہون نے فرمایا کہ سلمان سے تاخیر دن چڑھے تک ہوئی خدا نے اوسکو یہ سزا دی کہ اوسکی گردن کو پامال کیا یہان تک ١٢ -

مثل[1] السلعة حمراء وابو ذر منه الی وقت الظهر فما قبضه الله الی ان سلط علیہ عثمان حتی حمله علی قتب واكل لحم اليته وطرده عن جوار رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم فاما الذی لم یتغیر منذ قبض رسول الله صلی الله علیه وآله حتی فارق الدنیا طرفة عین فالمقداد ابن الاسود لم یزل قائماً قابضاً علی قائم السیف عیناً فی عینی امیر المومنین ینظر متی یامر فیمضی انتهی الخ

حاصل روایات یہہ ہے۔ کہ صحابہ کرام مین سے کوئی معصیت سے نہین بچا بلکہ ارتداد سی نہین بچا حضرت مقداد اگرچہ داخل مرتدین نہین لیکن فرار جنگ احد سی جو کبیرہ ہی اور جسکی حق مین وارد ہی فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰهُ جَهَنَّمُ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا آپکی طرف منسوب ہوگا۔ ورکرام ہونے سے بروایات شیعہ خارج ہونگی۔ پس اب دیکھنا چاہیی کہ ہماری حضرت محبیب کا فرمانا کہ حاشا وکلا کہ شیعہ صحابہ کرام کو برا جانتی ہون فرماوین تو بہی وہ صحابہ جنکی کرام ہونے کے ہماری محبیب قائل ہین وہ کون ہین کہ جن سے کوئی معصیت سرزد نہین ہوئی وہ یہہ ہے بزرگوار ہین جنکی اوصاف کتب شیعہ سی مذکور ہوئی یا کوئی فرضی ہین اگرچہ خصال ابوجعفر محمد بن بابویہ سے ثابت ہوتا ہے کہ صحابہ جنکی صفت حسب مذاق محبیب لبیب کرام ہوسکتی ہے بارہ ہزار ہین حدثنا احمد بن جعفر الہمدانی رح قال حدثنا ابراهیم بن هاشم عن ابیه عن ابن ابی عمیرة عن هشام بن سالم عن ابی عبدالله[2] علیه السلام قال کان اصحاب رسول الله صلی الله علیه وآله اثنا عشر الفاً ثمانیة آلاف من غیر المدینة والفان من المدینة والفان من الطلقاء لم یر فیهم قدری ولا مرجی ولا حروری ولا معتزلی ولا صاحب رای کانوا یبکون اللیل والنهار ویقولون اقبض ارواحنا قبل ان ناکل الخبز الخمیر انتهی بلفظه

[1] کہ مثل سرخ دمل یار سول کے ہوئی اور ابوذر سی تاخیر ظہر تک ہوئی خدا تعالی نے اوسکو یہہ سزا دی کہ عثمان کو اوسپر مسلط کیا اونٹنی اسکو ایسی پالان پر سوار کیا جس سے اوسکا سرین زخمی ہوگیا اور رسول اللہ صلعم کی پڑوس سے اوسکو نکال دیا۔ لیکن وہ شخص جو بعد وفات رسول اللہ صلعم سے مرنی تک مطلق نہین بدلا۔ مقداد بن الاسود ہے ہمیشہ تلوار کا قبضہ پکڑے امیر المومنین کی آنکھون مین آنکھین ڈالی مستعدی کے ساتھہ منتظر رہا۔ کہ حضرت کب حکم فرماتے ہین۔ ۱۲۔

[2] امام ابوعبداللہ سے مروی ہی کہ اصحاب رسول اللہ کے بارہ ہزار تھی اٹھہ ہزار مدینہ سے باہر کے اور دو ہزار مدینہ والے اور دو ہزار طلقا ان مین کوئی قدری تہا نہ کوئی مرجی تہا نہ کوئی خارجی تہا نہ کوئی معتزلی تہا۔ نہ کوئی دین مین رائی کو دخل دینی والا تہا اور کہا کرتے تہی کہ خداوندا خمیری روٹی کہانے سے پہلے ہماری جان نکال لے۔ ۱۲۔

یہہ تعداد کہ جنمین مدینہ اور غیر مدینہ سے دس ہزار اور طلقار دو ہزار تہی اسمین معلوم نہین
وہ حضرات جنکی مناقب وفضائل کتب شیعہ سے بیان ہوچکی ہین داخل ہین یا خارج
اور یہہ حضرات باوجود ان محامد کے مرتدین مین معدود ہین یا نہین باہمی تناقض
وتہافت روایات کچہہ اسی موقع پر منحصر نہین ہے۔ ماہذہ باول قارورۃ کسرت فی الاسلام
صدہا روایات مین یہہ ہی کیفیت تعارض وتناقض کے ہی بجز تقیہ کوئی مفر نہین
وہو کما تری دلیل العجز۔ پس جبکہ تمام صحابہ معاذ اللہ بروایات معتبرہ قوم عاصی
اور فاسق بلکہ مرتد ہوئی تو صفت احترازیہ ہو ہی نہین سکتی کیونکہ اوسوقت صفت
احترازیہ ہوسکتی ہی کہ جب بعض کرام اور بعض غیر کرام ہون اور جب اہل سنت کے نزدیک
سب کرام ہین تو حسب مذہب اہل سنت صفت احترازیہ نہین ہوسکتی اور شیعہ کے
نزدیک سب غیر کرام ہین تو انکی نزدیک ہی صفت احترازیہ نہین ہوسکتی تو اس سی ثابت ہوا
کہ اہلسنت سبکو بہتر و برتر سمجہتی ہین اور بہلا کہتی ہین اور شیعہ سبکو برا سمجہتی ہین اور
بدکہتی ہین پس حضرت مجیب کا حصر کے ساتہہ فرمانا کہ اونکو ہی برا جانتی ہین جس سی کہ پایا جاتا ہی
کہ بعض مراد ہین غلط ہوا باقی رہا کتب فریقین سے ثابت کرنا سو یہہ ایک خیال
باطل ہی کیونکہ اہلسنت کے نزدیک دو قاعدہ کلیہ مسلم ہین اول یہہ کہ بعد انبیاء کی
کوئی معصوم نہین دوم یہہ کہ وصف صحابیت کی ساتہہ جسمین ایمان ہی ماخوذ ہی
کوئی معصیت مضرت نہیں پوہنچاتی اور کرام ہونے سے نہین خارج کرتے جیسا کہ
شیعہ متعہ نکاح مین فرماتے ہین کہ ایکدفعہ متعہ کرنیسی درجہ حسین رض کا پاوی اور دو دفعہ
کرنیسی درجہ حسن رض کا اور تین دفعہ مین علی رض کا اور چار دفعہ متعہ مین خود حضرت افضل النبیین
والمرسلین کا درجہ اوڑا وے یا حب اہلبیت کے باب مین فرماتے کہ باوجود کفر کے
بہی ذریعہ نجات وفلاح ہے تو جب وصف صحابہ کے ساتہہ کوئی معصیت دون الکفر
مضر نہین تو اہلسنت کی کتابون سے غیر کرام ثابت ہونا محال ہوا غایت ماسے

الباب کوئی روایت دال بر معصیت ہو گے سو وہ کرام ہونے سے خارج نہین کرتے تو یہہ بہی غلط ہوا کہ کتب فریقین سے ثابت کرتے ہین ہان آپکی کتابون سے بیشک صحابہ کا غیر کرام ہونا ہی نہین ثابت ہوتا بلکہ ائمہ اور انبیاء کا بہی غیر کرام ہونا ثابت ہوتا ہے لیکن اسجگہ ہماری مجیب وہی اپنا قدیمی جواب دیسکتی ہین۔ کہ یہہ امر لازم مذہب ہے مذہب نہین قولہ۔ اور اگر لفظ کرام صفت کاشفہ ہے اور یہہ مطلب ہے کہ جو صحابہ کرام ہین تو البتہ یہہ محل نزاع ہے اقول حضرت مجیب کی مناظرہ دانی اور اجتہاد اسجگہ قابل دیکھنی کے ہے کیون حضرت صفت کاشفہ کسکو کہتے ہین کیا بسم اللہ الرحمن الرحیم مین بہی صفت کاشفہ ہے موصوف مین کونسا ابہام تہا جسکے کشف کی ضرورت ہے اور اگر بالفرض ابہام ہو بہی تو وہ باعتبار متعلق کے ہے یہہ صفت کرام اوس ابہام کو رفع نہین کرسکتی بلکہ ایسی وہم کے رفع کے لئی متعلق کیطرف اضافت کرنا چاہی مثلاً کہین کہ صحابہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔ لیجئی ہم آپکو بتائی دیتی ہین ایسی صفات کو صفات مادحہ کہتی ہین صفات کاشفہ نہین کہتی یاد رکہیگا اور جب یہہ صفت مادحہ ہوئی تو بس محل نزاع بنیا دہنیکم یہہ ہی ہی قولہ۔ کل صحابہ کا کرام ہونا کتاب اللہ اور احادیث رسول اللہ اور خود اقوال و افعال صحابہ بلکہ خود صاحب تحفہ کی تحقیق سے جنکو آپ خاتم المحدثین فرماتی ہین ثابت نہین ہوتا بلکہ خلاف اسکی ثابت ہوتا ہی۔ اقول بفضل اللہ تعالی کل اصحاب کا کرام ہونا علاوہ کتاب اللہ کے خود آپکی روایات و قواعد سے بہی ثابت ہوتا ہے یعنی مختصر گذارش ہے آیات (۱) حق تعالی ارشاد فرماتا ہی كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ ۔ صاحب معالم الاصول کہتا ہی وَمَا وضع لخطاب المشافهة نحو يا ايها الذين آمنوا ويا ايها الناس لايعم بصيغته من تاخر عن زمن الخطاب وانما يثبت لهم بدليل آخر

بحث فضائل صحابہ

آیات دالہ بر فضائل صحابہ

ف۱ ہو تم بہتر امت جو نکالے گئے ہو واسطے لوگون کے حکم کرتے ہو ساتھ اچھی طرح کی اور منع کرتے ہو برائی سے اور ایمان لاے ہو ساتھ اللہ کے ۔۱۲۔ ف۲ ۔ جو لفظ خطاب مشافہ کے لئے موضوع ہے مثل یا ایہا الناس اور یا ایہا الذین آمنوا کے زمانہ خطاب سے پچہلی لوگونکو اپنی صیغہ کے اعتبار سے شامل نہین ہوتا اونکی لئی حکم صرف دوسری دلیل سے ثابت ہوتا ہے ۔۱۲۔

وھو قول اصحابنا واکثر اھل الخلاف[۱]۔ تو اس قاعدہ کی روسی یہہ خطاب صحابہ مہاجرین اور انصار کے شان مین وارد ہی اور وہی خیر امت ہین اور مفسرین شیعہ نے بہی اس آیت کی تفسیر مین اصحاب ہی کو مراد رکہا ہے صاحب مجمع البیان لکہتا ہے واختلف فی المعنی بالخطاب فقیل ھم المہاجرون خاصۃ وقیل ھو خطاب للصحابۃ[۲] ولکنہ یعم سائر الامۃ[۳]

۲ لَیْسُوْا سَوَآءً[۴] مِنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ اُمَّۃٌ قَآئِمَۃٌ یَّتْلُوْنَ اٰیٰتِ اللّٰہِ اٰنَآءَ الَّیْلِ وَھُمْ یَسْجُدُوْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَیَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَیُسَارِعُوْنَ فِی الْخَیْرٰتِ وَاُولٰٓئِکَ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ وَمَا یَفْعَلُوْا مِنْ خَیْرٍ فَلَنْ یُّکْفَرُوْہُ وَاللّٰہُ عَلِیْمٌ بِالْمُتَّقِیْنَ ۔ اس آیت شریفہ مین حق تعالی نے اون اہل کتاب کے مدح فرمائی جو اپنی دین کو چہوڑ کر اسلام مین داخل ہو گئی تہی اور اصحاب کے زمرہ مین شامل ہوئی تفسیر صافی مین اسکی تفسیر مین لکہا ہی لیسوا یعنی اھل الکتب سواء فی دینہم من اھل الکتب امۃ قائمۃ علی الحق وھم الذین اسلموا منھم

۳ وَاِذْ غَدَوْتَ[۵] مِنْ اَھْلِکَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِیْنَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ وَاللّٰہُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ اِذْ ھَمَّتْ طَّآئِفَتٰنِ مِنْکُمْ اَنْ تَفْشَلَا وَاللّٰہُ وَلِیُّھُمَا وَعَلَی اللّٰہِ فَلْیَتَوَکَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۔ اس آیت شریفہ مین حق تعالی نے انصار کے دو قبیلون بنی سلمہ اور بنی حارثہ کی لیے کیسا کچہہ خوشنودی عطا فرمایا اور اس سے اونکی کسقدر فضیلت ثابت ہوئی مجمع البیان طبرسی مین ہے ھما بنو سلمۃ وبنو حارثۃ

---

[۱] ہمارے صحاب اور اکثر اہل خلاف کا یہہ ہی قول ہے۔ [۲] اختلاف ہوا ہی کہ خطاب سی کون مخاطب ہی بعضون نے کہا کہ صرف مہاجرین مراد ہین اور بعضی کہتی ہین کہ خطاب جمیع صحابہ کو ہی۔ [۳] لیکن تمام امت کو شامل ہے۔ [۴] نہیں وہ برابر صاحب کتاب کے ایک جماعت ہی قائم پڑہتی ہین آیتین خدا کے اوقات رات مین اور وہ سجدہ کرتے ہین۔ ایمان لاتے ہین ساتہہ اللہ کے اور دن پچہلے کے اور حکم کرتے ہین ساتہہ بہلائی کے اور منع کرتے ہین برائی سی اور جلدی کرتے ہین بیچ بہلائیون کے اور یہہ لوگ صالحون سے ہین اور جو کچہہ کرین وہ بہلائی سے پس ہرگز نکیی دیکی ناقدری اوسکی اور اللہ جاننی والا ہی پرہیزگارونکو۔۱۲ [۵] اور جب صبحکو نکلا تو لوگون اپنی سے جگہہ دیتا تہا مسلمانون کو بیٹہنی کے واسطی لڑائی کے اور اللہ سننی والا جاننی والا ہی جب قصد کیا تہا دو فرقے نے تم مین سے یہہ کہ نامردی کرین اور اللہ دوستدار تہا اونکا اوپر اللہ کے پس چاہیئی کہ توکل کرین ایمان والے۔۱۲ [۶] وہ دونو گروہ بنو سلمہ اور بنو حارثہ انصار کے دو قبیلے مین اور کہتی ہین کہ بنو سلمہ قبیلہ خزرج سے تہا۔ اور بنو حارثہ قبیلہ اوس سے اور یہہ لشکر کے دو بازو تہے۔۱۲

حیّان من الانصار وقیل ھما بنوسلمۃ من الخزرج وبنو حارثۃ من الاوس وکانا جناحے العسکر اسجگہ حضرت مفسر صافی وقمی کی دیانت ودین قابل تماشا ہی وہ طائفتان منکم کی تفسیر مین فرماتے ہین کہ اس سے مراد عبداللہ بن ابی ہیں منافقین اور اوسکی اصحاب ہین۔ اول تو اس سے لفظ طائفتان جو تثنیہ واقع ہی صریح انکار کرتا ہی۔ بعد اوسکی لفظ منکم اوسکی مخالف ہی پہر باینہمہ حق تعالی فرماتا ہی اللہ اونکا ولی ہے تو اگر منافقین کے ساتھہ خدا تعالے کی موالات تسلیم کیجائیگی تو بہت سی دلائل قطعیہ شیعہ کا استیصال ہوجائیگا۔ (۴)

اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ یَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّیْطٰنُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِیْمٌ (۵) اَلَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْۢ بَعْدِ مَاۤ اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِیْمٌ اَلَّذِیْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِیْمَانًا وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِیْلُ (۶) فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّیْ لَاۤ اُضِیْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ فَالَّذِیْنَ هَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ وَاُوْذُوْا فِیْ سَبِیْلِیْ وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَیِّاٰتِهِمْ وَلَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ اس آیت شریفہ مین حق تعالی نے مہاجرین کے لئے تکفیر سیئات ادخال جنات اور ثواب عظیم کا وعدہ فرمایا جسکا خلف محال ہی اور تکفیر سیئات سے اسطرف اشارہ ہی کہ اونسے وقوع سیئہ کچہہ ممتنع نہین ہے اور نہ قادح اونکی فضلیت کو ہی (۷)

---

[۱] تحقیق جو لوگ پہیر گئے تم مین سے اوس دن کہ ملین دو جماعتین سوا اسکے نہین کہ ڈگا یا اونکو شیطان نے بعض اوس چیز سے کہ کما یا تھا اونہون نے اور تحقیق معاف کیا اللہ نے اونسے تحقیق اللہ بخشنے والا تحمل والا ہی۔ ۱۲ [۲] جن لوگون نے قبول کیا واسطے اللہ کے اور رسول کے پیچہے اسکی کہ پہونچی اونکو زخم واسطے اون لوگون کے کہ نیکی کرتے ہین اونمین سے اور پرہیزگاری کرتے ہین ثواب بڑا۔ وہ لوگ کہ کہا اونکو لوگون نے تحقیق آدمی تحقیق جمع ہوئے ہین واسطے تمہاری پس ڈرو تم پس زیادہ کیا اونکو ایمان اور کہا اونہون نے کفایت ہی ہمکو اللہ اور اچہا کارساز ہی۔ [۳] پس قبول کیا واسطے اون کے رب اونکے نے یہہ کہ مین نہین ضائع کرونگا عمل کسی عمل کرنیوالے کا تم مین سے مرد سے یا عورت سے بعض تمہارے بعض سے ہین پس جن لوگون نے وطن چہوڑا اور نکالے گئے گہرون اپنے سے اور ایذا دئے گئے بیچ راہ میری کے اور لڑے اور مارے گئے البتہ دور کرونگا مین اونسے برائیان اونکی اور البتہ داخل کرونگا مین اونکو بہشتون مین چلتی ہین نیچے اونکے سے نہرین ثواب نزدیک خدا کے سے اور اللہ نزدیک اوسکی ہے اچہا ثواب۔ ۱۲

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ حق تعالے شانہ نے اس آیت شریفہ میں مہاجرین وانصار کے لیے فضیلت فی الایمان کی شہادت دی۔ اور ضمیر فصل کے توسط سے جو حصر کو مفید ہے اونکی کمال ایمان کو محقق فرمایا اور اونکی لیے مغفرت اور ثواب فیع کا وعدہ فرمایا لیکن افسوس کہ حضرات شیعہ نے اونکی حق مین مغفرت عظیمہ کو لعنت فاحشہ سے اور ایمان کامل کو کفر شدید سے اور ثواب کریم کو عذاب عظیم سے بدل دیا۔ سبحانک ہذا بہتان عظیم۔ (۸) وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ اس آیت شریفہ مین حق تعالے نے مہاجرین وانصار کی جو کچھہ مدح فرمائی محتاج شرح نہین حضرات شیعہ اسکی تاویل بلکہ تحریف مین عاجز ہین اور کچھہ نہین کرسکتے کہ اسکو ابو ذر مقداد وغیرہ کے ساتھہ مخصوص فرمائین اور پہلے اونکی حالات معلوم ہوچکی مین علاوہ ازین جمع معرف بلام الفاظ عموم سے ہین بالاتفاق۔ (۹) اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَيُقْتَلُوْنَ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَالْقُرْاٰنِ وَمَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهٖ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ السَّآئِحُوْنَ الرّٰكِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ (۱۰) لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ

---

۱ اور جو لوگ کہ ایمان لائے اور وطن چھوڑا اور جہاد کیا بیچ راہ اللہ کے اور جن لوگون نے جاگہہ دی اور مدد کی یہہ لوگ وہی ہین ایمان لانیوالے سچی اونکے واسطے بخشش ہے اور رزق ہے باکرامت ۱۲ ۲ اور آگے بڑہ جانیوالی پہلے ہجرت کرنیوالون سے اور مدد دینی والون سے اور وہ لوگ کہ پیروی کرتے ہین اونکے ساتھہ نیکی کے راضی ہوا اللہ اونسے اور راضی ہوی وہ اوس سے اور طیار کے واسطے اونکی بہشتین چلتے ہین نیچی اونکی نہرین ہمیشہ رہنی والے بیچ اوسکی ہمیشہ یہہ ہے مراد پانا بڑا ۱۲ ۳ تحقیق اللہ مول لیتا ہے مسلمانون سے جانین اور مال اونکی بسبب اسکے کہ واسطے اونکی بہشت ہے کہ لڑتے ہین بیچ راہ اللہ کے پس مارین گے اور مارین جاوین گے وعدہ ہے اوپر اوسکی سچا بیچ توریت کے انجیل کے اور قرآن مجید کے اور کون شخص پورا کرنیوالا ہے عہد اپنی کو اللہ سے پس خوشوقت ہوؤ سودے پر اپنی کہ سے جو سودا گری کی تمنی ساتھہ اوسکی اور یہہ وہی ہے مراد پانا بڑا۔ توبہ کرنیوالی ہین عبادت کرنیوالی ہین تعریف کرنیوالے ہین روزہ رکھنیوالی ہین سجدہ کرنیوالی ہین حکم کرنیوالے ہین ساتھہ بھلائی کے اور منع کرنیوالے ہین نامعقول سے اور نگاہ رکھنیوالی ہین حدون اللہ کی کو اور بشارت دے ایمان والون کو ۱۲ ۴ البتہ پہر آیا اللہ اوپر نبی کے اور وطن چھوڑ دینی والون کے اور مدد دینی والون کے ۱۲

الَّذِينَ اتَّبَعُوهُ فِي سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيغُ قُلُوبُ فَرِيقٍ مِنْهُمْ ثُمَّ تَابَ
عَلَيْهِمْ إِنَّهُ بِهِمْ رَءُوفٌ رَحِيمٌ وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ خُلِّفُوا حَتَّى إِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْأَرْضُ
بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ أَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوا أَنْ لَا مَلْجَأَ مِنَ اللَّهِ إِلَّا إِلَيْهِ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ
لِيَتُوبُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ (١١) الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ
اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ أَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللَّهِ وَأُولَئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ يُبَشِّرُهُمْ
رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِنْهُ وَرِضْوَانٍ وَجَنَّاتٍ لَهُمْ فِيهَا نَعِيمٌ مُقِيمٌ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا إِنَّ اللَّهَ
عِنْدَهُ أَجْرٌ عَظِيمٌ (١٢) لَكِنِ الرَّسُولُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ جَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ
وَأَنْفُسِهِمْ وَأُولَئِكَ لَهُمُ الْخَيْرَاتُ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي
تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ (١٣) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَنْ يَرْتَدَّ
مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ أَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٍ عَلَى
الْكَافِرِينَ يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ
مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ
وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ (١٤) أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا وَإِنَّ اللَّهَ
عَلَى نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ إِلَّا أَنْ يَقُولُوا رَبُّنَا اللَّهُ

سلہ جنہوں نے پیروی کی اوسکی بیچ وقت تنگی کے پیچھے اسکے نزدیک تہا کہ کج ہوجاوین دل ایک جماعت کے اونمین سے پہر آیا اوپر اونکی
تحقیق وہ ساتھ اونکی شفقت کرنیوالا مہربان ہی اور اوپر تین شخصون کے جو کہ پیچھے چھوڑے گئے تھے یہان تک کہ جب تنگ ہوگئی
اوپر اونکی زمین ساتھ اوسکی کشادہ تہی اور تنگ ہوگئی اوپر اونکی جان اونکی اور جانا اونہون نے کہ نہین پناہ اللہ سے مگر طرف اوسکی
پہر پہر آیا اوپر اونکی تو کہ پہر آوین وہ تحقیق اللہ وہ ہی پہر آنیوالا مہربان ہے ۱۲۔ سلہ جو لوگ کہ ایمان لائے اور ہجرت کی اور جہاد کیا بیچ
راہ اللہ کے ساتھ مالون اپنی کے اور جانون اپنی کے بڑی ہین درجہ مین نزدیک اللہ کے اور یہہ لوگ وہی ہین مراد پانیوالی بشارت دیتا ہے
اونکو رب اونکا ساتھ مہربانی کے اپنی طرف سے اور رضامندیکی اور بہشتون کے واسطی اونکی بیچ اونکی نعمت ہی پائدار ہمیشہ رہین گے بیچ اوسکی ہمیشہ تحقیق
اللہ نزدیک اوسکی ہی ثواب بڑا۔ سلہ لیکن رسول اور جو لوگ کہ ایمان لائی تہے ساتہ اوسکی جہاد کیا اونہون نے ساتھ مالون اپنی کے اور جانون
اپنی کے اور یہہ لوگ واسطی اونکی بہلائی ہی اور یہہ لوگ وہ ہین فلاح پانیوالے تیار رکہین اللہ نے واسطی اونکی بہشتین چلتی ہین نیچی
اونکی نہرین ہمیشہ رہنی والی بیچ اوسکی یہہ ہے مراد پانا بڑا۔ سلہ اے لوگو جو ایمان لائی ہو جو کوئی پہر جاویگا تم مین سے دین اپنے سے
پس البتہ لاویگا اللہ ایک قوم کو کہ پیار کرتا ہے وہ اونکو اور پیار کرتے ہین وہ اوسکو نرمی کرنیوالی ہین اوپر مسلمانون کے سختی کرنے
والی ہین اوپر کافرون کی جہاد کرین گے بیچ راہ اللہ کے اور نہ ڈرین گے ملامت کرنے سے ملامت کرنیوالی سے یہہ بڑائی اللہ کی ہے دیتا ہے
اوسکو جسکو چاہی اور اللہ کشایش والا ہی جاننی والا سوای اسکی نہین کہ دوست تمہارا اللہ ہے اور رسول اوسکا اور وہ لوگ
کہ ایمان لاتے وہ لوگ کہ قایم رکہتے ہین نماز کو اور دیتی ہین زکوۃ اور وہ رکوع کرنے والے ہین ۔۱۲۔ سلہ اذن دیا گیا واسطی اون
لوگونکی کہ لڑائی کی جاتی ہی اونسی بسبب اسکی کہ وہ ظلم کیے گئی ہین اور تحقیق اللہ اوپر مدد اونکی البتہ قادر ہی وہ لوگ کہ نکالی گئی
گہرون اپنے سے ناحق مگر یہہ کہ کہا اونہون نے پروردگار ہمارا اللہ ہے ۱۲۔

وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ
يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيْرًا ۗ وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ ۗ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ۝ اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰ
هُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ۗ وَلِلّٰهِ
عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ (۱۵) وَجَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ۗ هُوَ اجْتَبٰىكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ
فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ۗ مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ ۗ هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ ۙ مِنْ قَبْلُ وَفِيْ هٰذَا لِيَكُوْنَ
الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ ۚ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ
وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ ۗ هُوَ مَوْلٰىكُمْ ۚ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ (۱۶) هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ
السَّكِيْنَةَ فِيْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِيْنَ لِيَزْدَادُوْٓا اِيْمَانًا مَّعَ اِيْمَانِهِمْ ۗ وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۗ
وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝ لِيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ
فِيْهَا وَيُكَفِّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ ۗ وَكَانَ ذٰلِكَ عِنْدَ اللّٰهِ فَوْزًا عَظِيْمًا (۱۷) قُلْ لِّلْمُخَلَّفِيْنَ مِنَ
الْاَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ اِلٰى قَوْمٍ اُولِيْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ تُقَاتِلُوْنَهُمْ اَوْ يُسْلِمُوْنَ ۚ فَاِنْ تُطِيْعُوْا
يُؤْتِكُمُ اللّٰهُ اَجْرًا حَسَنًا ۚ وَاِنْ تَتَوَلَّوْا كَمَا تَوَلَّيْتُمْ مِّنْ قَبْلُ يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝ لَيْسَ عَلَى
الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ ۗ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ
جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ وَمَنْ يَّتَوَلَّ يُعَذِّبْهُ عَذَابًا اَلِيْمًا (۱۸) لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ

ف اور اگر نہو تا دور کرنا اللہ کا لوگوں کو بعضی اونمیں کو بعضی سی البتہ ڈہائی جاتے خلوتخانہ درویشوں کی اور عبادتخانہ نصاریٰ کی اور عبادتخانہ یہود کے اور مسجدین کہ نام لیا جاتا ہے بیچ اونکی نام اللہ کا بہت اور البتہ مدد دیگا اللہ اوسکو کہ مدد دیتا ہی اوسکو تحقیق اللہ البتہ زور آور ہی غالب ہی وہ لوگ کہ اگر قدرت دین ہم اونکو بیچ زمین کے قایم رکہیں نماز کو اور دین زکوۃ کو اور حکم کرین ساتہ بہلائی کے اور منع کرین نامعقول سی اور واسطی اللہ کی انجام سب کاموں کی ہی ۱۲ ف اور محنت کرو بیچ راہ اللہ کے حق محنت اوسکے اوسینے برگزیدہ کیا تمکو اور نہین کی اوپر تمہاری بیچ دین کے کچھہ تنگی دین باپ تمہارے ابراہیم کا اوسنی نام رکہا ہی تمہارا مسلمان پہلی سی اور بیچ اس کتاب کے بہی نام رکہا گیا مسلمان تو کہ ہو پیغمبر گواہ اوپر تمہاری اور ہو تم گواہ اوپر لوگوں کے پس قایم رکہو نماز کو اور دو زکوۃ کو اور محکم پکڑو ساتہ اللہ کے وہی ہی دوست تمہارا پس بہت اچہا دوست ہی اور اچہا مددگار ہی ف وہی ہی جسنی اوتاری تسکین بیچ دلوں ایمان والوں کے تو کہ بڑہ جاوین ایمان مین ساتہ ایمان اپنی کے اور واسطی اللہ کے ہین لشکر آسمانوں اور زمین کا اور ہی اللہ جاننی والا حکمت والا تو کہ داخل کری ایمان والوں کو اور ایمان والیوں کو بہشتوں بیچ چلتی ہین نیچے اونکی سے نہرین ہمیشہ رہنی والی بیچ اونکی اور دور کری اونسی برائیان ونکو اور ہی یہہ نزدیک اللہ کے مراد پانا بڑا ۱۲ ف کہہ واسطی پیچہی چہوڑی گیوں کے گنواروں سی شتاب بلائی جاوگی طرف ایک قوم سخت لڑائی والی کی لڑو گی تم اونسی یا مسلمان ہو جاوینگی پس اگر مانو گے تم دیویگا تمکو اللہ تعالی ثواب اچہا اور اگر پہر جاوگے تم جیسا پہر گئی تہے پہلے سی عذاب کریگا تمکو عذاب درد دینی والا نہین اوپر اندہی کے تنگی اور نہ اوپر لنگڑے کی تنگی اور نہین اوپر بیمار کے تنگی اور جو کوئی فرمانبرداری کرے اللہ کی اور رسول کی داخل کریگا اوسکو بہشتوں میں چلتی ہین نیچی اونکی سی نہرین اور جو کوئی پہر جاویگا عذاب کریگا اوسکو عذاب درد دینی والا ۱۲ ف البتہ تحقیق راضی ہوا اللہ

عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنْزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ
وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيبًا وَمَغَانِمَ كَثِيرَةً يَأْخُذُونَهَا وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا (١٩)
إِذْ جَعَلَ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي قُلُوبِهِمُ الْحَمِيَّةَ حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ فَأَنْزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَى
رَسُولِهِ وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَأَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوَى وَكَانُوا أَحَقَّ بِهَا وَأَهْلَهَا وَكَانَ اللَّهُ
بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا (٢٠) مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ
بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِمْ مِنْ
أَثَرِ السُّجُودِ ذَلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنْجِيلِ كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْأَهُ فَآزَرَهُ
فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوَى عَلَى سُوقِهِ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ
آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا (٢١) لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ أَنْفَقَ
مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ أُولَئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً مِنَ الَّذِينَ أَنْفَقُوا مِنْ بَعْدُ وَقَاتَلُوا
وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَى وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ (٢٢) لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ
بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ
أَوْ عَشِيرَتَهُمْ أُولَئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُمْ بِرُوحٍ مِنْهُ وَيُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ

ف مسلمانوں سی جسوقت بیعت کہ کرتے تہی تجہسی نیچے درخت کیکے پس جانا جو کچھہ بیچ دلون اونکی تہا پس اوتاری تسکین اوپر اونکی اور ثواب دیا اونکو فتح نزدیک اور لوٹین بہت کہ لیوینگے اوسکو اور ہی اللہ غالب حکمت والا ١٢ ف جسوقت کیا اون لوگون نے کہ کافر ہوئی بیچ دلون اپنے کی کد کید جاہلیت کے پس اتاری اللہ نے تسکین اوپر رسول اپنے کے اور اوپر ایمان والون کے اور لازم کردی اونکو بات پرہیزگاری کے اور تہی وہ بہت حق دار ساتھہ اوسکی اور لائق اوسکی اور ہی اللہ ساتھہ ہر چیز کے جاننی والا ١٢ ف محمد رسول اللہ کا ہے اور جو لوگ کہ ساتھہ اوسکی ہین سخت ہین اوپر کفار کے رحم دل ہین درمیان اپنی دیکھتا ہی تو اونکو رکوع کرنیوالی سجدہ کرنیوالے چاہتی ہین فضل خدا کا اور رضامندی اوسکی نشانی اونکی بیچ مونہون اونکی کے اثر سجدہ کیسی یہہ ہی صفت اونکی بیچ توراۃ کی اور صفت اونکی بیچ انجیل کے جیسی کہیتی نکالی سوئی اپنی پس قوی کرے اوسکو پس موٹی ہو جاوی پس کہڑی ہو جاوی اوپر جڑ اپنی کے خوش لگتی ہی کہیتی کرنیوالون کو تو کہ غصہ مین لاوی اللہ بسبب اون مسلمانون کے کافرونکو وعدہ کیا ہی اللہ نے اون لوگونکو کہ ایمان لائی اور کام کئی اچھی اونمین سے بخشش اور ثواب بڑا ١٢ ف نہین برابر تم میں سے وہ شخص کہ جسنی خرچ کیا تہا پہلی فتح مکہ سے اور لڑائی کی تہی یہہ لوگ بڑی ہین درجون مین ان لوگون سی کہ خرچ کیا اونہون نے پیچھی اس سی اور لڑائی کی اور ہر ایک کو وعدہ دیا اللہ نے اچھا اور اللہ ساتھہ اوس چیز کے کہ کرتے ہو تم خبردار ہے ١٢ ف نہ پاویگا تو کسی قوم کو کہ ایمان لائی ہون ساتھہ اللہ کے اور دن پچھلی کے دوستی کرین اوس شخص کے کہ مقابلہ کرتا ہی اللہ کا اور رسول اوسکیکا اور اگرچہ ہوویں باپ اونکی یا بیٹی اونکی یا بہائی اونکی یا کنبا اونکا یہہ لوگ لکہہ دیا ہے بیچ دلون اونکی کے ایمان اور قوت

تجری من تحتها الانھر خلدین فیھا رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ اولئک حزب اللہ الا
ان حزب اللہ ھم المفلحون (۲۳) للفقراء المھاجرین الذین اخرجوا من دیارھم
واموالھم یبتغون فضلا من اللہ ورضوانا وینصرون اللہ ورسولہ اولئک ھم الصدقون
(۲۴) والذین تبوؤ الدار والایمان من قبلھم یحبون من ھاجر الیھم ولا یجدون
فی صدورھم حاجۃ مما اوتوا ویؤثرون علی انفسھم ولو کان بھم خصاصۃ ومن
یوق شح نفسہ فاولئک ھم المفلحون - علی ہذا القیاس اور بہت آیات مین جو عموما
وخصوصا صحابہ کرام کی مدح مین وارد ہوئی ہین اور جن سے صحابہ کبار مہاجرین و انصار کی فضائل ومناقب ثابت
ہوتی ہین منصف لبیب کے واسطے تو ایک آیت بہی کافی ہے- اور ناانصاف کے سامنے تمام قرآن بہی مفید نہین
اسلیے ہمنے اسجگہ چند آیات کی مختصر بیان پر اکتفا کرکے بعض آیات کو بخوف تطویل بلا تقریر استدلال ذکر
کردیا مختصرا اپنی اون روایات کو سن لیجیے جن سے صحابہ کا کرام ہونا کالشمس فی رابعۃ النہار ثابت ہوتا ہی
(۱) سید دلدار علی لکھنوی نے اساس الاصول مین صفحہ ۲۷ پر اور بحار مجلسی کی جلد اول مین
صفحہ ۲۷ پر لکھی ہے ہم الفاظ اساس کے لکھتے ہین - منہا ما اوردہ الصدوق
فی کتاب معانی الاخبار عن ابن الولید عن الصفار عن الخشاب عن ابن کلوب
عن اسحاق بن عمار عن الصادق عن ابائہ و محمد بن الحسن الصفار فی بصائر الدرجات
والشیخ الطبرسی فی کتاب الاحتجاج عن الصادق از رسول اللہ قال ما وجدتم فی کتاب اللہ عزوجل

سلہ دی ہے اونکو سب تہہ دل کے اپنے طرف سے اور داخل کریگا اونکو بہشتون مین جلتی ہین نیچے ونکی نہرین ہمیش رہینگے
بیچ اوسکی راضی ہوا اللہ اون سے اور راضی ہوئی وہ اوس سے یہہ لوگ ہین گروہ خدا کے خبردار ہو تحقیق گروہ اللہ کے وہ ہین
فلاح پانیوالے ۱۲ سلہ یہہ مال واسطے فقیرون وطن چھوڑنیوالون کے جو نکالے گئے گھرون اپنی سے اور مالون اپنی سے
چاہتی ہین فضل خدا کے سے اور رضامندی اور مدد دیتے ہین خدا کو اور رسول اوسکے کو یہہ لوگ وہ ہین سچے ۱۲
سلہ اور واسطے اون لوگون کے کہ جگہہ پکڑی ہے گھر ہجرت کے مین یعنے مدینہ مین اور ایمان مین پہلے اونسے
دوست رکھتے ہین اونکو جو وطن چھوڑ کر آئے ہین طرف اونکی اور نہین پاتے بیچ دلون اپنے کے خلش اوس
چیز سے کہ دی جاوین مہاجرین اور اختیار کرتے ہین اوپر جانون اپنے کے اور اگرچہ ہو اونکو تنگی اور
جو کوئی بچ جاوے بخیلی جان اپنی کی سے - پس یہہ لوگ وہ ہین - فلاح پانے والے
۱۲ - سلہ امام جعفر صادق رض سے مروی ہے فرمایا جو کچھ کتاب اللہ مین پاؤ - ۱۲ -

فالعمل به لازم ولا عذر لکم فی ترکه وما لم یکن فی کتاب الله عز وجل وکان فی سنة منی فلا عذر لکم فی ترک سنتی وما لم یکن فی سنتی فما قال اصحابی فقولوا انما مثل اصحابی فیکم کمثل النجوم بایها اخذ اهتدی وبای اقاویل الصحابة اخذتم اهتدیتم واختلاف اصحابی لکم رحمة - قیل یا رسول الله من اصحابک قال اهلبیتی - یہ سوال وجواب جو خاتمہ روایت میں درج ہے سراسر حضرت صدوق کی گھڑت ہے کیونکہ لفظ اصحاب کوئی پہیلی چیستان نہیں تہا جسکو حل کی ضرورت تہی یہہ بیان خلاف خود اسکو مبطل ہے علاوہ جامع الاستفسار کی روایت اس منصوبہ کو صریح باطل کر رہی ہی - (۲) حدثنا الحاکم ابو علی الحسن بن احمد البیہقی قال حدثنا محمد بن یحیی الصولی قال حدثنا محمد بن موسی بن نصر الرازی قال حدثنی ابی قال سئل الرضا علیه السلام عن قول النبی اصحابی کالنجوم بایهم اقتدیتم اهتدیتم وعن قوله دعوا لی اصحابی فقال هذا صحیح - عن آیات بینات - از جامع الاخبار (۳) انا کالشمس وعلی کالقمر واصحابی کالنجوم بایهم اقتدیتم اهتدیتم - عن آیات بینات (۴) اللهم واصحاب محمد خاصة الذین احسنوا الصحابة والذین ابلوا البلاء الحسن فی نصره - صحیفہ کاملہ (۵) امام حسن عسکری کی تفسیر میں ہے - ان رجلا ممن یبغض آل محمد واصحابه او واحداً منهم یعذبه الله عذابا لو قسم علی مثل ما خلق الله لاهلکهم اجمعین عن آیات بینات (۶) امام کی تفسیر میں ہے - فقال یا موسی اما علمت ان فضل صحابة محمد علی صحابة جمیع المرسلین کفضل آل محمد علی آل جمیع النبیین - عن آیات بینات (۷) جامع الاخبار میں

---

[۱] امام جعفر صادق سے مروی ہی فرمایا جو کچہہ تم کتاب اللہ میں پاؤ اسپر عمل کرنا لازم ہی اور اوسکی چہوڑنے میں تمکو کوئی عذر نہیں اور جو کتاب اللہ میں نہو اور میری سنت میں ہو تو میری سنت کی ترک میں بہی تمکو کوئی عذر نہیں اور جو میری سنت میں نہو - تو جو میرے اصحاب کہیں اوسکو تسلیم کرو میرے اصحاب کی مثل ستارونکی ہی جسکو اختیار کرو گے ہدایت پاؤ گے اور جس قول کو تم اصحاب کے اختیار کرو گے ہدایت پاؤ گے اور میرے اصحاب کا اختلاف تمہارے لئے رحمت ہے کسی نے پوچھا یا رسول اللہ آپکے اصحاب کون ہیں فرمایا میرے اہلبیت ۱۲ [۲] کسی نے امام رضا رضی اللہ عنہ سے حضرت کے قول کا حال پوچھا - اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم اور دعوا لی اصحابی - آپ نے فرمایا یہہ قول صحیح ہے ۱۲ [۳] میں مثل آفتاب کی ہوں اور علی مثل چاند کی ہے اور میرے اصحاب مثل ستارونکے ہیں اون میں سے جسکی پیروی کرو گے ہدایت پاؤ گے ۱۲ [۴] الہی اور رحمت بہیج اصحاب محمد پر خاص کر اون پر جنہوں نے اچہی مصاحبت کی اور اوسکی معاونت میں اچہی آزمایش سے ثابت ہوئے ۱۲ [۵] تحقیق جو شخص کہ آل محمد سے یا اصحاب محمد سے یا اون میں سے کسی ایک سے بغض رکہتا ہے خدا اوسکو ایسا عذاب دیگا کہ اگر اوسکو تمام مخلوق میں بانٹ دیں تو وہ سب کو ہلاک کر دے ۱۲ [۶] فرمایا کیا تو نہیں جانتا کہ محمد کے اصحاب کی بزرگی اور فضیلت تمام رسولوں کی اصحاب پر ایسی ہی ہے جیسے آل محمد کی فضیلت تمام نبیوں کی آل پر ہے ۱۲ -

قال النبیؐ من سبّنی فاقتلوہ ومن سبّ اصحابی فاجلدوہ (۸) جلد اول بحار مجلسی صفحہ ۱۱۸ پر مذکور ہے علیؑ عن ابیہ عن ابن ابی نجران عن ابن حمید عن ابن حازم قال قلت لابی عبد اللہ علیہ السلام ما بالی اسئلک عن المسئلۃ فتجیبنی بالجواب ثم یجیئک غیری فتجیبہ بجواب اٰخر فقال انا نجیب الناس علی الزیادۃ والنقصان قال قلت فاخبرنی عن اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ صدقوا علی محمد ام کذبوا قال بل صدقوا قلت فما بالہم اختلفوا فقال اما تعلم ان الرجل کان یاتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ فیسألہ عن المسئلۃ فیجیبہ فیہا بالجواب ثم یجیبہ بعد ذلک بما ینسخ ذلک الجواب فنسخت الاحادیث بعضہا بعضاً امام کے اس ارشاد سے صاف ثابت ہے کہ صحابہ روایات حدیث میں سچے اور عدول اور ثقہ ہیں

(۹) وقال علیہ السلام فی مدح الانصار واللہ ربّوا الاسلام کما یربّی الفلو مع غنائہم بایدیہم السباط والسنتہم السلاط والفلو المہر والسباط السماح ویقال للماہر فی الطعن انہ سبط الیدین ای انہ لقیف فیہ والسلاط الحداد والفصیح۔ شرح نہج البلاغۃ ابن میثم۔ (۱۰) منہا فی خطاب اصحابہ وقد بلغتم من کرامۃ اللہ لکم منزلۃ تکرم بہا اماؤکم وتوصل بہا جیرانکم ویعظمکم من لا فضل لکم علیہ ولا ید لکم عندہ ویہابکم من لا یخاف لکم سطوۃ ولا لکم علیہ امرۃ وقد ترون عہود اللہ منقوضۃ فلا تغضبون

لہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مجھکو برا کہے اوسکو قتل کرو اور جو میرے اصحاب کو برا کہے اور سب کرے اوسکی کوڑے مارو۔ ۱۲ لہ ابن حازم سے مروی ہے کہا ہے میں نے امام ابو عبد اللہ کی خدمت میں عرض کیا میرا کیا حال ہے میں آپسے کوئی مسئلہ پوچھتا ہوں آپ مجھکو کچھہ جواب دیتے ہیں پھر وہی مسئلہ دوسرا شخص پوچھتا ہے آپ اوسکو کچھہ اور جواب دیتے ہیں فرمایا ہم لوگوں کو کم و بیش جواب دیتے ہیں۔ کہتا ہے میں نے عرض کیا یہ تو مجھکو بتلائیے کہ اصحاب رسول اللہ نے (احادیث رسول اللہ میں) سچ بولا ہے یا جھوٹ بولا ہے آپنے فرمایا نہیں بلکہ سچ بولا ہے میں نے کہا تو پھر باہمی اختلاف کی کیا وجہ ہے فرمایا تو نہیں جانتا کہ حضرتؐ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہو کر کوئی مسئلہ پوچھتا تھا اور آپ اوسکو جواب دیتے تھے پھر بعد اوسکے اوسکا ناسخ جواب میں فرماتے تھے۔ تو بعض احادیث بعض کے ناسخ ہیں۔ ۱۲ لہ جناب امیرؑ نے انصار کی مدح میں فرمایا خدا کی قسم انہوں نے باوجود اپنی تکلیف و حاجت کی اسلام کو پرورش کیا جیسا بچھیرے کو پرورش کرتے ہیں۔ اونکے ہاتھوں میں سخاوت ہے اور زبانوں میں بلاغت و فصاحت۔ ۱۲ لہ اپنے اصحاب کو خطاب کرکے فرمایا۔ تم اللہ کی بزرگی سے جو تمکو حاصل ہوئی۔ ایسی مرتبہ پر پہنچ گئے ہو جس سے تمہاری چھوکریوں کی تکریم ہوتی ہے اور تمہاری پڑوسیوں کے ساتھہ پیوند جوڑتے ہیں اور وہ لوگ جن پر تمکو کچھہ فوقیت نہیں ہے اور تمہارا کچھہ احسان نہیں ہے تمہاری تعظیم کرتے ہیں۔ اور جو لوگ نہ تمہاری حملہ سے ڈرتے ہیں اور نہ تمہاری اونپر حکومت ہے وہ تمہاری ہیبت مانتے ہیں اور دیکھتے ہی ہو کہ خدا تعالے کے عہدہ توڑے جاتے ہیں اور تمکو کچھہ غصہ نہیں آتا۔ ۱۲

وانتم[۵۱] لنقض ذمم اٰبائکم تانفون وکانت امور اللہ علیکم ترد وعنکم تصدر والیکم ترجع فمکنتم الظلمۃ من منزلتکم والقیتم الیہم ازمتکم واسلمتم امور اللہ فی ایدیہم یعملون بالشبہات ویسیرون فی الشہوات وایم اللہ لو فرقوکم تحت کل کوکب لجمعکم اللہ لشر یوم لہم اقول کرامۃ اللہ لہم بالاسلام وقولہ وکانت امور اللہ الی قولہ ترجع ای انکم کنتم اہل الاسلام والحل والعقد فیہ لانہم المہاجرون والانصار والظلمۃ البغاۃ وامور اللہ التی اسلمت فی ایدیہم احوال العباد والبلاد - شرح نہج البلاغۃ ابن میثم

(۱۱) ومن[۵۲] کلام لہ علیہ السلام للخوارج فان ابیتم الا ان تزعموا انی اخطات وضللت فلم تضللون عامۃ امۃ محمد صلے اللہ علیہ واٰلہ بضلالی الخ - نہج البلاغۃ

(۱۲) ومن[۵۳] کتاب لہ علیہ السلام الی معویۃ انہ بایعنی القوم الذین بایعوا ابابکر وعمر وعثمان علے ما بایعوہم علیہ فلم یکن للشاہد ان یختار ولا للغائب ان یرد وانما الشوریٰ للمہاجرین والانصار فان اجتمعوا علے رجل وسموہ اماما کان ذلک للہ رضیٰ فان خرج من امرہم خارج بطعن او بدعۃ ردوہ الی ما خرج منہ فان ابیٰ قاتلوہ علے اتباعہ غیر سبیل المومنین وولاہ اللہ ما تولی ویصلہ جہنم وساءت مصیرا - نہج البلاغۃ

---

[۵۱] حالانکہ تم اپنی اولاد کی ہی عہد توڑنی سے ناک چڑہاتی ہو - اور اللہ کی کام تمہاری ہی اوپر وارد ہوتی تہی اور تم ہی سے لوٹتی تہی اور تمہاری طرف پہر واپس ہوتے ہیں - پس تمنی ظالموں کو اپنی مرتبہ میں متمکن کر دیا اور اپنی مہاریں انکی حوالہ کر دیں اور اللہ کے کام انکی ہاتہوں میں سونپ دیے کہ شبہات کے ساتہ عمل کرتے ہو اور اپنی نفسانی خواہشوں میں چلتی ہو خدا کی قسم اگر وہ تمکو ہر ستارہ کے نیچے بہی متفرق کر دیں گے تو خدا تمکو انکی کسی برے ہی دن کے لیے جمع کریگا - شارح کہتا ہے کہ اللہ کی کرامت انکی لیے اسلام ہے - اور قول کانت امور سے لیکر ترجع تک سے یہہ مراد ہی کہ تم اہل اسلام ہو اور اسلام میں اہل حل و عقد ہو یعنی مہمات اسلام کا کہولنا باندہنا تمہاری ہی رائے پر منحصر ہے کیونکہ تم مہاجرین وانصار ہو اور ظالموں سے مراد باغی ہیں اور اللہ کے امور جو انکی ہاتہوں میں سپرد ہیں آدمیوں کے اور شہروں کے احوال ہیں - ۱۲ [۵۲] آپکی کلام جو بمقابلہ خوارج فرمائی - اگر تم میری خطا کا قائل ہوتی اور مجکو گمراہی کی طرف نسبت کرنے سے باز نہ آؤ تو میری گمراہی کے سبب سے تمام امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کیوں گمراہ بتاتی ہو - حاصل یہہ کہ اگر میں گمراہ ہوں تو لازم آتا ہے کہ اہل حل و عقد امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنہوں نے مجکو خلیفہ بنایا ہے سب گمراہ ہوں کہ گمراہ کو خلیفہ بنانیکی سبب سے اور ان سبکی گمراہی محال ہے تو میں بہی گمراہ نہیں ہو سکتا - ۱۲ [۵۳] امیر معویہ رض کو آپنے فرمان لکہا کہ میری ہاتہہ پر ان لوگوں نے بیعت کی ہے جنہوں نے ابوبکر و عمر و عثمان کے ہاتہوں پر بیعت کی تہی جس امر پر انسی بیعت کی تہی اوسی امر پر مجسے بیعت کی ہے - اس صورت میں نہ حاضر کو کچہہ اختیار باقی ہی اور نہ غائب کو رد کی گنجائش ہے - مشورہ حق مہاجرین و انصار کا ہی ہی - اگر وہ کسی شخص پر مجتمع ہو جاویں اور اوسکو امام ٹہرا دیں تو خدا کی رضامندی ہی اوسی میں ہے پہر اگر کوئی نکلنے والا طعن کرکے یا بدعت نکالکر انکی کام میں سے نکلی تو اوسکو وہیں لوٹا دیں جہاں سے نکلا ہی اور اگر انکار کرے تو اوس سے مومنین کے رستہ کے سوا پیروی کرنے پر لڑیں - چہوڑ دینگے ہم اوسکو جدہر وہ متوجہ ہوا ہے اور خدا اوسکو جہنم میں داخل کریگا اور وہ بری جگہہ ہے - ۱۲

(۱۳) ما كنت الا رجلاً[۱] من المهاجرين اوردت كما اوردوا واصدرت كما اصدروا وماكان الله ليجمعهم على الضلالة ويضربهم بالعمى[۹۲] شرح نهج البلاغة (۱۴) ان هذا الامر لم يكن نصره ولا خذلانه بكثرة ولا بقلة وهو دين الله الذي اظهره وجنده الذي اعزه وامده حتى بلغ ما بلغ وطلع من حيث طلع ونحن على موعود من الله[۹۳] والله منجز وعده (۱۵) ومن كلام له عليه السلام في معنى الانصار قالوا لما انتهت الى امير المؤمنين ع انباء السقيفة بعد وفات رسول الله ص قال ما قالت الانصار قالوا قالت منا امير ومنكم امير قال عليه السلام فهلا احتججتم بان رسول الله ص وصى ان يحسن الى محسنهم ويتجاوز عن مسيئهم - نهج البلاغة (۱۶) ومن كلام له عليه السلام وقد شاوره عمر ابن الخطاب في الخروج الى غزو الروم وقد توكل الله لاهل هذا الدين باعزاز الحوزة وستر العورة والذي نصرهم وهم قليل لا ينتصرون ومنعهم وهم قليل لا يمتنعون حي لا يموت انك متى تسر الى هذا العدو بنفسك فتلقهم فتنكب لا تكن للمسلمين كانفة دون اقصى بلادهم وليس بعدك مرجع يرجعون اليه فابعث اليهم رجلاً محرباً واحفز معه اهل البلاء والنصيحة فان اظهر الله فذاك ما تحب وان تكن الاخرى كنت ردأً للناس ومثابة للمسلمين - على هذا القياس اگر تتبع تام دیکھا جاوے تو بہت روایات فضائل صحابہ اور انکا ایمان ثابت برآمد ہونگی لیکن اگر کوئی نظر انصاف سے دیکھے تو ایک ہی کافی ہے اب اجمالاً یہ ہی کہ اسطرح مختصر البطور تکملہ چند روایات

---

[۱] میں صرف ایک شخص مہاجرین میں سے تہا جسطرح وہ وارد ہوئی میں بہی وارد ہوا اور جسطرح وہ لوٹی میں بہی لوٹا اور ہرگز خدا اونکو گمراہی پر اکٹھا نہ کریگا اور اونکو حق سے اندہی ہونے میں مبتلا نہ کریگا ۱۲ [۹۲] اس دین کی نصرت اور اسکی ذلت کچھ قلت وکثرت تعداد پر نہیں ہے (کیونکہ) وہ خدا کا دین ہے جسکو غالب کیا اور اللہ کا لشکر ہے جسکو عزت دی اور جسکی تائید کی یہانتک کہ جس مرتبہ پر پہونچنا تہا پہنچ گیا اور جسجگہ سے نکلنا تہا نکل آیا اور ہم اللہ کے وعدہ پر ہیں ۱۲ [۹۳] انصار کے باب میں آپنے یہ کلام فرمائی - بعد وفات حضرت ص کی جب اصحاب سقیفہ جناب امیر رض کی پاس پہنچی تو آپنے پوچہا کہ انصار نے کیا کہا وہ بولے کہ انصار نے کہا کہ ایک امیر ہم میں سے ہو اور ایک امیر تم میں سے ہو تو جناب امیر نے فرمایا تم نے یہہ دلیل کیوں نہ پیش کی کہ حضرت رسول ص نے وصیت فرمائی ہے کہ انصار کے نیکوکاروں کے ساتھ سلوک کیا جاوے اور گنہگاروں سے درگذر کی جاوے ۱۲ [۹۴] آپ کی تقریر جبکہ حضرت عمر رض نے غزوہ روم میں خود جانے کا قصد کیا - اللہ اس دین والونکی عزت اور پردہ پوشی کا ضامن ہے - جس نے انکی قلت کے وقت مدد کی تہی جبکہ یہہ مدد نہ کیے جاتے تہی اور ان کو (دشمنونکو) روکا تہا - جبکہ یہہ قلیل تہے اور باز رہنے کے قابل نہ تہی وہ حی لا یموت ہے - جب تو خود اس دشمن کیطرف کوچ کریگا اور کچھ صدمہ پہنچا یا جاتیکا تو مسلمانوں کے لیے اونکی اقصی بلاد تک کوئی پناہ کی جگہہ نہوگی - اور نہ تیری بعد کوئی لوٹنے کی جگہہ ہے جسکی طرف لوٹینگے - تو ان دشمنونکی طرف کسی تجربہ کار آدمی کو بہیج اور آزمودہ کار خیر خواہونکو اسکے ساتھہ کر اگر خدا تعالے نے غلبہ دیا تو یہہ تو تو چاہتا ہے ہو اور اگر امر دیگر پیش آیا - تو تو لوگون کے پشت و پناہ اور مسلمانوں کے واسطے ملجا وماوا ہے - ۱۲ -

خاص فضائل شیخین رضی اللہ عنہما کی بھی یہان لکھے جاتے ہین اگرچہ روایات سابقہ کی ضمن مین انکی فضائل بھی بالاولیتہ والاولویت ثابت ہو چکی ہین (۱۷) علامہ متبحر کمال الدین ابن میثم بحرانی نے نہج البلاغۃ کی شرح کبیر مین ذیل شرح خط فاروق و مناقب نبیا جناب کے خطکا ایک حصہ نقل کیا ہے جسکو آپکی شریف رضی نے بمقتضائے دین و دیانت حذف فرمایا اوسکو ہم اصل شرح سی نقل کرتے ہین ـ [له] وذکرت ان الله اجتبی له من المسلمین اعوانا ایدهم به فکانوا فی منازلهم عنده علی قدر فضائلهم فی الاسلام وکان افضلهم فی الاسلام کما زعمت وانصحهم لله ولرسوله الخلیفة الصدیق وخلیفة الخلیفة الفاروق ولعمری ان مکانهما فی الاسلام لعظیم وان المصاب بهما فی الاسلام لجرح شدید یرحمهما الله وجزاهما باحسن ما عملا (۱۸) عن ابی عبد الله [۳] فی حقهما هما امامان عادلان قاسطان کانا علی الحق وماتا علیه فعلیهما رحمة الله یوم القیمة ـ کاشف و [ذات] (۱۹) از کتاب معانی الاخبار ـ عن الحسن بن علی [۳] قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان ابابکر منی بمنزلة السمع و ان عمر منی بمنزلة البصر و ان عثمان منی بمنزلة الفواد ـ ایات [۴] (۲۰) از کشف الغمہ ـ انه سئل الامام عن حلیة السیف هل یجوز فقال نعم قد حلی ابوبکر الصدیق سیفه بالفضة فقال الراوی اتقول هکذا فوثب الامام عن مکانه فقال نعم الصدیق نعم الصدیق نعم الصدیق فمن لم یقل له الصدیق فلا صدق الله قوله فی الدنیا والاخرة ـ ایات وغیره [۵] (۲۱) اساس الاصول کے صفحہ ۱۳۰ پر سید دلدار علی نے نقل کیا ہے [۶] العاشر منها هو ایضا فی الاحتجاج ان المامون بعد ما زوج ابنته ام الفضل

---

[۱] اور تونے ذکر کیا کہ اللہ تعالے نے پیغمبر کے لیے مسلمانون سے مددگار چنے جن سے پیغمبر کی تائید کی اور وہ پیغمبر کے نزدیک اپنی اسلامی برکتون اور فضیلتون کے اندازہ کی موافق اپنی اپنے مرتبون مین تھی اور سب سے افضل اسلام مین جیسا کہ تو نے گمان کیا اور اللہ اور رسول کا خیرخواہ خلیفہ صدیق تہا اور دوسرا خلیفہ فاروق تہا ـ اور میری جان کی قسم بیشک اونکا مرتبہ اسلام مین بہت بڑا ہے اور انکی مصائب اسلام مین سخت زخم مین اللہ تعالے اون دونو پر رحمت کرے اور انکی نیک کو موافق انکو اجر دیوی ـ ۱۲ [۲] امام ابو عبد اللہ سے حضرت ابوبکر و عمر کی حق مروی ہے وہ دونو امام عدل انصاف کرنیوالے حق پر رہے اور حق پر وفات پائی قیامت کے دن اونپر اللہ کی رحمت ہو [۳] امام حسن سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکر میری لیے بمنزلہ کان کے ہے اور عمر بمنزلہ آنکھ کے ہے اور عثمان بمنزلہ دل کے ہے ـ ۱۲ [۴] کسی شخص نے امام سے تلوار کے زیور کو پوچھا کہ جائز ہے آپنے فرمایا ہان جائز ہے (کیونکہ) ابوبکر صدیق نے اپنی تلوار کو چاندی کا زیور پہنایا راوی نے عرض کیا کیا آپ بھی ایسا فرماتے ہین (ابوبکر کو صدیق کہتے ہین) یہہ سنکر امام اپنی جگہ سے اوچھل پڑے اور فرمایا ہان صدیق ہان صدیق ہان صدیق اور جو شخص انکو صدیق نہ کہی خدا تعالی اوسکی بات کو دنیا و آخرت مین سچا نہ کیجو ـ ۱۲ [۵] احتجاج طبرسی مین ہے ـ کہ مامون رشید بعد اسکی کہ اپنے بیٹی ام الفضل کا نکاح ـ ۱۲ ـ ۱۲ ـ

۱۲ ـ ... ...

ابا جعفر کان فی مجلس و عنده ابو جعفر و یحیی بن اکثم و جماعة کثیرة فقال له یحیی بن اکثم ما تقول یا ابن رسول الله
فی الخبر الذی روی انه نزل جبرئیل علی رسول الله ص و قال یا محمد ان الله عز و جل یقرئک السلام و یقول لک
سل ابا بکر هل هو راض عنی فانی عنه راض فقال ابو جعفر ع لست بمنکر فضل ابی بکر و لکن یجب علی صاحب الخبر
ان یاخذ مثال الخبر الذی قال رسول الله ص فی حجة الوداع قد کثرت علی الکذابة و ستکثر فمن کذب علی متعمدا
فلیتبوء مقعده من النار فاذا اتاکم الحدیث فاعرضوه علی کتاب الله و سنتی فما وافق کتاب الله و سنتی
فخذوا به و ما خالف کتاب الله و سنتی فلا تاخذوا به و لیس یوافق هذا الخبر کتاب الله قال الله تعالی و لقد
خلقنا الانسان و نعلم ما توسوس به نفسه و نحن اقرب الیه من حبل الورید فالله سبحانه خفی علیه رضا
ابی بکر من سخطه حتی سأل عن مکنون سره هذا مستحیل فی العقول – انتهی[1]۔ اس روایت سے صاف ثابت ہے
کہ امام معصوم نے فرمایا کہ مین ابوبکر رض کی فضیلت کا منکر نہین ہون لیکن صرف روایت کی صحت مین عقل
اور رائے ہی کلام کیا حالانکہ محض واہیات و خرافات حضرات شیعہ امام معصوم کی طرف نسبت کرتے ہین کیونکہ
سوال کرنا ہرگز عدم علم کو مقتضی نہین۔ قرآن مین مذکور ہے کہ خدا تعالے نے حضرت موسی سے سوال کیا
وما تلک بیمینک یا موسی[2] اگر سوال عدم علم کو مقتضی ہے تو کیا خدا تعالے نہین جانتا تھا کہ موسی کے
ہاتھ مین کیا ہے۔ اور اگر سوال ہو سوائے تحصیل علم کے جو پیشتر سے حاصل نہین تھا کوئی دوسری
غرض بھی ممکن ہے تو پھر اس روایت مین کونسا استحالہ قائم ہے کہ اسمین سوال بجز عدم علم کے اور کسی
محمل پر محمول نہ کیا گیا۔ بلکہ اگر حضرات قرآن مین تتبع فرمائین تو معلوم کرین کہ بعض افعال خدا تعالے

---

[1] امام ابو جعفر کے ساتھ آدمی ایک مجلس مین تھا اور امام ابو جعفر اور یحیی بن اکثم اور ایک بڑی جماعت ان کے پاس بیٹھی ہوئی تھی یحیی بن اکثم نے امام سے پوچھا جو سوال تھا کہ فرزند آپ اس حدیث کے بارہ مین کیا فرماتے ہین جو روایت ہے کہ جبرئیل رسول اللہ کی خدمت مین آئے اور عرض کیا یا محمد اللہ تعالی آپکو سلام فرماتا ہے اور فرماتا ہے ابوبکر سے پوچھ کیا وہ مجھسے راضی ہے مین تو اوس سے راضی ہون۔ امام ابو جعفر نے فرمایا کہ مین ابوبکر کی بزرگی و فضیلت کا منکر نہین ہون۔ لیکن حدیث والے پر لازم ہے کہ اوس حدیث کی مثال کو تسلیم کرے جو حضرت نے حجۃ الوداع مین فرمائی ہے کہ مجھپر جھوٹ کی بندش بہت ہوگئی ہے اور بہت ہوگی جو شخص عمداً مجھپر جھوٹ باندھے وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ مین بنالے جب تمہارے پاس کوئی حدیث آوے تو اوسکو کتاب اللہ پر اور میری سنت پر پیش کرو جو کتاب و سنت کے موافق ہو اوسکو قبول کرو اور جو کتاب و سنت کے مخالف ہو اوسکو قبول نہ کرو اور یہ خبر کتاب اللہ کے موافق نہین ہے کیونکہ اللہ تعالے فرماتا ہے ہمنے انسان کو پیدا کیا اور ہم جانتے ہین اوسکے دل کے وسوسہ کو اور ہم اوسکی شہ رگ سے بھی اوسکے نزدیک ہین تو کیا ابوبکر کی رضامندی کو اور نارضامندی خدا پر پوشیدہ تھی جو پوشیدہ بھید کو اوس سے پوچھا۔ یہ امر عقول کے نزدیک محال ہے۔ ۱۲

[2] اور کیا ہے تیرے ہاتھ مین اے موسی ۱۲

ئی اسلیئی حادث کہی تاکہ اونسی بعض امور معلوم فرماوی حق تعالی ارشاد فرماتا ہے[1] وَتِلْكَ الْأَيَّامُ نُدَاوِلُهَا
بَيْنَ النَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَيَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَاءَ پہر فرماتا ہے[2] أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ
تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللَّهُ الَّذِينَ جَاهَدُوا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصَّابِرِينَ ۰ اور نیز ارشاد فرماتا ہی
[3] أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تُتْرَكُوا وَلَمَّا يَعْلَمِ اللَّهُ الَّذِينَ جَاهَدُوا مِنْكُمْ وَلَمْ يَتَّخِذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلَا رَسُولِهِ
وَلَا الْمُؤْمِنِينَ وَلِيجَةً[4] ان آیات کو ملاحظہ فرماییے اور سوچیے کیا خدا تعالی کو پہلی یہہ باتین معلوم
نہ تہین کیا یہہ آیتین اور نیز سابقہ آیت[5] وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهِ نَفْسُهُ
کی مخالف نہین ہی پس یا تو ان آیات مین علم کے حاصل کرنے سی اور سوال کرنے سی کچہہ اور غرض مراد لیجیے
اگر کچہہ اور مراد ہی تو یہہ حدیث کو امام کا باطل فرمانا غلط ہوا یا ان آیات کو بہی غلط اور محرف فرماییے خدا
کی لیئی ذرا تو انصاف کی آنکہین کہولکر دیکہیے کیا حدیث کی مخالفت کتاب اللہ کے ساتہہ یون ہی ثابت
کیجاتی ہی کیا حدیث کی تضعیف اسیطرح ہوتی ہی۔ کیا کسی امر کو پوچہنا بجز علم کے حاصل کرنے کے
اور کسی غرض سے نہین ہوتا افسوس کہ ایسی خرافات خود گہڑتے ہین اور جناب ائمہ کیطرف نسبت کرتے ہین
سبحانک ہذا بہتان عظیم تو اس تقریر سے واضح ہوگیا کہ یہہ حدیث بالکل مطابق کتاب اللہ ہی جسمین ذرہ
بہی تفاوت نہین۔ (۲۲) للہ در فلان لقد قوم الاود و داوی العمد الخ[6] قال الشارح المراد
منہ ابوبکر او عمر (۲۳) از کشف الغمہ[7] ان جعفر الصادق قال ولدنی ابوبکر الصدیق
مرتین۔ ذو الفقار و لیات۔ منصف لبیب اگر ان آیات و اقوال ائمہ کو دیکہی تو ممکن نہین کہ صحابہ کرام کے
بزرگی کا اعتراف نکری پس جبکہ آیات کتاب اللہ اور احادیث رسول اللہ اور اقوال ائمہ سی اصحاب کبار
کرام ہونا ثابت و متحقق ہوگیا تو اگر بفرض محال اقوال و افعال صحابہ یا صاحب تحفہ کی تحقیق سی نہ ثابت ہو

[1] اور یہہ دن باری باری سے پہیرتے ہم اونکو درمیان لوگون کے اور تو کہ ظاہر کرے اللہ اون لوگون کو کہ ایمان لائے ہین اور تو کہ پکڑے تم مین سے گواہ۔ [2] کیا گمان کیا تمنے یہہ کہ داخل ہو بہشت مین اور ابہی نہ ظاہر کیا اللہ نے اون لوگون کو کہ جہاد کرتے ہین تم مین سے اور ابہی نہ ظاہر کیا صبر کرنے والون کو۔ [3] کیا گمان کرتے ہو تم یہ کہ چہوڑی جاؤ اور حال آنکہ ابہی نہ ظاہر کیا اللہ نے اون لوگونکو جو جہاد کرتے ہین تم مین سی اور نہین پکڑتے سوا اللہ کے اور نہ رسول اوسکی کے اور نہ ایمان والون کے دوست دلی[12] [4] اور البتہ تحقیق پیدا کیا ہمنے آدمی کو اور جانتے ہین ہم جو کچہہ خطرہ کرتا ہی ساتہہ اوسکی دل اوسکا۔ [5] حاشیہ سی معلوم کرنا چاہیے۔ [6] امام جعفر صادق نے فرمایا کہ ابوبکر صدیق نے مجکو دو دفعہ جنا۔ [7] امام جعفر صادق ابوبکر صدیق کیطرف دو سلسلونسی منسوب ہین جب امام نے فخر فرمایا اور اونکو صدیق کہا۔ ۱۲

توکچھہ حرج نہین اور فی الحقیقت یہہ محض آپکا خیال اور زعم ہی ہی ورنہ محال ہی کہ اہلسنت کی تحقیق خلاف کتاب ثابت ہوجاوی **قولہ** چنانچہ اِس باب مین مختصر گذارش ہی کتاب اللہ مین اگرچہ بہت سی آیات اسپر دال ہین مگر صرف ایک ہی آیت لکھتا ہون سورہ جمعہ کے آخر کو ملاحظہ فرماوی واذا رأوا تجارۃ[۹۱] اولہواً انفضوا الیہا وترکوک قائما - صحیح بخاری مین کتاب الجمعہ باب اذا نفر الناس عن الامام مین جابر بن عبد اللہ کہتے ہین بینما نحن[۹۲] نصلی مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا اقبلت عیر تحمل طعاماً فالتفتوا الیہا حتی ما بقی مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم الا اثنا عشر رجلا فنزلت ہذہ الآیۃ واذا رأوا تجارۃ اولہواً الخ انصاف فرماوی کہ نماز واجب سی جسکو احادیث مین معراج مومن ارشاد فرمایا ہے اور رب الارباب کا مناجات کا مقام ہی اور وہ بھی رسول اللہ کی پشت اطہر کے پیچھے سی انفضاض کرنا اور آنحضرت کو کہڑا چھوڑنا اور لہو تجارت مین مشغول ہونا یہہ ہی کرامت کی نشانی ہی کوئی شخص اگر نماز جماعت کو ایک ادنی امام کے پیچھے سے قطع کرکے چلا جاوی تو آپ اوسکی حق مین کیا حکم فرماوین ایک ادنی مومن نماز مستحب کو قطع کرکے خرید وفروخت مین مشغول نہین ہوسکتا اور اگر ایسا کری تولوم وملامت سی نہ بچی - **اقول** اگرچہ اِس شبہ کا جواب اقوال سابقہ سے واضح ہی لیکن ہم اسجگہ بھی بلباس دیگر باضافہ بعض فوائد اسکی رد کیطرف متوجہ ہوتے ہین مبنی اس اعتراض کا وہ ہی ایک اپنا خیالی قاعدہ ہی جو خلاف اپنی روایات مذہب کے حضرت مجیب نے تسلیم کر رکہا ہے وہ یہہ کہ معصیت مکرمت کو رفع کردیتی ہی اور ہم کہتے ہین کہ جب خداوند تعالی نے انکی کفارہ سیئات اور دخول جنات کا وعدہ فرمایا ہے تو کوئی سیئہ و معصیت دون الکفر نہین ہی اور مکرمت صحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تریاق سموم معاصی ہی پس یہہ اعتراض اپنی کمال مناظرہ دانی سے خلاف اصول اہلسنت اپنی قاعدہ مسلمہ کی بنا کیا ہی پس اِس مناظرہ دانی کو آفرین ہے کہ آپ ہی ایک قاعدہ تراش لیا اور خیالی طور پر اوسکو مسلمہ خصم سمجھہ کر اوسی بنا پر اعتراض کردیا چنانچہ

[۹۱] اور جب تجارت یا کہیل دیکھتے ہین تو تجکو کہڑا چھوڑ کر اوسکی طرف چلی جاتے ہین [۹۲] ہم حضرت کے ساتھہ نماز پڑہتے تھی - یہہ قافلہ غلہ لیکر آیا سب اوسطرف متوجہ ہوگئی - اور بارہ آدمیون کے سوا حضرت کے ساتھہ کوئی باقی نرہا تو یہہ آیت نازل ہوئی - واذا رأوا تجارۃ الخ - ۱۲ -

وہ قاعدہ مسلمہ باعتبار اپنی مذہب کے بہی غلط ہوچکا چنانچہ پہلے بیان ہوچکا۔ پس انصاف کا خاتمہ ہوچکا۔ اب مین ارباب انصاف کیخدمت مین حضرت مجیب کے دعوی اجتہاد و تحقیق حق کا دوسرا ثبوت پیش کرتا ہون بغور ملاحظہ فرماوین۔ ہمارے مجیب لبیب نے حدیث بخاری کو اور قصہ انفضاض کو نماز جمعہ پر محمول فرمایا ہے اور فرمایا کہ نماز قطع کر کے صحابہ چلے گئے جو باتفاق اہلسنت و شیعہ غلط اور خلاف واقع ہے نماز قطع کر کے ہرگز صحابہ نہین گئے تمام مفسرین و محدثین کا اتفاق ہے کہ یہہ واقعہ خطبہ کیحالت مین پیش آیا چنانچہ مسلم کی روایت مین صریح مذکور ہے تو پہلے نحن نصلی کے معنی نحن ننتظر الصلوۃ کے ہین یہہ بہی روایت جابر بن عبداللہ کی جو بخاری کے کتاب التفسیر مین وارد ہے اوسمین یہہ لفظ نہین ہے اوسکی الفاظ اس طرح ہین۔

عن[ف۱] جابر بن عبداللہ قال اقبلت عیر یوم الجمعۃ ونحن مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فثار الناس الا اثنا عشر رجلا فانزل اللہ واذا راوا تجارۃ الخ۔ تو اس سے پایا گیا کہ یہہ قصہ حالت صلوۃ کا نہین لیکن بمقتضاء کمال بعض صحابہ کی حضرت نے بطور اجتہاد اسکو حالت صلوۃ پر محمول فرمالیا اگر اہلسنت کی کتابونکو نہین دیکھا تو اپنی کتابون کو تو ضرور دیکھہ کر حق الیقین کا مرتبہ حاصل کرلیا ہے تو اب بغور سنیئے آپکے رسالہ امت صدوق سے جو میری سامنے ہے جو ہر کر سند پیش ہوتی ہے[ف۲] فمن ذلک ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ کان یخطب علی المنبر فی یوم الجمعۃ اذ جاءت عیر لقریش قد اقبلت من الشام ومعہا من یضرب بالدف والصفر ویستعمل ما قد حظرہ الاسلام فترکوا النبی صلی اللہ علیہ وآلہ علی المنبر وانفضوا منہ الی اللہو واللعب رغبۃ فیہ وزہدا فی سماع موعظۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وما یتلو علیہم من القرآن فانزل اللہ عز وجل فیہم واذا راوا تجارۃ الخ آپکی حضرت صدوق صاحب کی شہادت سے بہی ثابت ہوا کہ یہہ قصہ نماز مین واقع نہین ہوا پس اب بہی متحقق ہوا کہ آپکا اجتہاد غلط ہے اور یہی تفسیر مجمع البیان جو اسوقت میری سامنے رکہی اوسمین بہی یہہ روایت موجود ہے۔ وروی[ف۳] عن ابی عبداللہ انہ قال

ف۱ جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ کہتا ہے جمعہ کے دن ایک قافلہ آیا اور ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ تھے پس سوائے بارہ آدمیوں کے سب لوگ اسکی طرف دوڑ گئے تو آیت واذا راوا تجارۃ الخ نازل ہوئی۔ ف۲ کہ منجملہ اسکی یہہ ہے کہ جمعہ کے دن حضرت منبر پر خطبہ پڑہ رہے تہے کہ قریش کا ایک قافلہ شام سے آیا اسکی ساتھہ مین کچھہ لوگ دف بجاتے تہے کچھہ زفیلتی تہی اور مناہی شرعیہ استعمال کرتے تہے تو حضرت کو منبر پر چھوڑ کر وعظ و نصیحت سے منہہ موڑ کر لہو و لعب کی طرف چلے گئے۔ اسپر خدا تعالے نے یہہ آیت نازل فرمائی۔ ۱۲ ف۳ امام ابی عبداللہ سے مروی ہے انہون نے فرمایا۔ ۱۲

انفضوا الیہا وترکوک قائما تخطب علی المنبر - علاوہ ازین دوسری قاعدہ کی روسی بہی یہہ خلاف
قاعدہ مناظرہ اعتراض کیا ہی اور محض قواعد شیعہ پر اس اعتراض کی بنا ہی شرح اس اجمال کی یہہ ہی
کہ حسن و قبیح اشیا عند الشیعہ عقلی ہی اور عند الاشاعرہ شرعی - تو نماز مین سی یا خطبہ مین سے
چلا جانا عقلا عند الشیعہ قبیح ہی خواہ نہی شرعی وارد ہو یا نہو اور اشاعرہ کی نزدیک جب تک نہی وارد نہو
اوسپر اطلاق قبیح کا نہین ہو سکتا اور اوسوقت تک اس فعل کی نہی وارد ہونا ثابت نہین تو اوسی
صحابہ نے کوئی امر قبیح اور منہی عنہ نہین کیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ کی حالت مین جو
حالت تعلیم ہی ممانعت نہین فرمائی تو اس سے اس فعل کے غیر منہی عنہ ہونیکی زیادہ تقویت ہو گئی ورنہ
ممکن تہا کہ جب لوگون نے اوٹہنی کا قصد کیا تہا یا اوٹہی تہی آپ ممانعت فرما دیتی تو اسکو
اس زمانہ کی اونے مومن پر قیاس کرنا غلط ہے اور مع الفارق کیونکہ اسوقت بسبب ورود نہی کے
قبیح ہو چکا ہی اور اوس وقت مین بوجہ عدم ورود نہی کے قبیح نہ تہا ومن ادعی فعلیہ البیان ہٰہنا
اگر بفرض التسلیم نہی بہی وارد ہو چکی تہی اور شرعاً یہہ فعل قبیح ہی تہا اسکی عموم مین وہ صحاب بہی تو
داخل مین جنکو مجیب لبیب نے برخلاف شہادت قوم کرام مستثنیٰ سمجہہ رکہا ہی علی الخصوص عموم روایت صدوق
نے تو کسیکو بہی باقی نہین چہوڑا پس اس اعتراض کا جو جواب اپنی صحابہ کرام کیطرف سی عطا فرماوینگے
وہی تمام صحابہ کیطرف سی قبول فرماوین اور حسب روایت اہلسنت بارہ شخص مستثنیٰ ہین جو
عشرہ مبشرہ اور بلال اور ابن مسعودؓ ہین لیکن شیعہ کی روایت سی کوئی بہی مستثنیٰ نہین ائمہؓ
سی لیکر صحابہ تک سب ہی داخل ہین پس فرمائیی وہ کرام کون ہین جو باقی رہی اور جنکو آپ
کرام سمجہتی ہین اور لوم اور ملامت سی بچی ہوئی ہین اجی میر صاحب بفضل اللہ تعالے اہلسنت
کی لوم و ملامت سی تو تمام بزرگان دین بچی ہوئی ہین لیکن حضرات شیعہ کے لوم و ملامت سی
بچنا محال ہے کہ اون سے انبیا اور ائمہ اور صحابہ مین سی کوئی نہ بچا - ہان یہہ بات باقی رہگئی
کہ آپنے نماز کو معراج المومنین اور محل مناجات پروردگار فرمایا اور اوس سے چلی جانے کو

ف ۱ یعنی اونکی طرف چلی گئے اور تجکو منبر پر کہڑے ہوئی اور خطبہ پڑہتی ہوئی چہوڑ گئے ۱۲

مستحق لوم و ملامت قرار دیا۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ شاید آپنے استصالکی حدیث کو ملاحظہ نہین کیا۔
الحسین بن سعید عن فضالۃ عن معاویۃ بن عمار قال سألت اباعبداللہ علیہ السلام عن
الرجل یعبث بذکرہ فی الصلوۃ المکتوبۃ فقال لا بأس عنہ۔ مین پوچھتا ہون کہ ہی نماز
معراج المومن ہے جسمین ذکر سی کھیلین اور یہی کا نام محل مناجات ہے اور اسکی قطع کرنے سی لوم و ملامت
سی نہین بچتا۔ سبحان اللہ اگر وہ نماز یہہ ہی ہو تو ایسی نماز کو سلام ہے ہماری مقابلہ مین تو
وہ محل مناجات اور معراج ہو اور قطع نظر اسکی وہ ایسا فعل ہو جاوی کہ اوسمین ذکر سے کھیلنا ہی ہو۔
قولہ اما احادیث پس بخاری نی کتاب حوض اور کتاب فتن اور کتاب احکام ملاحظہ
فرماہی بہت سی احادیث میری قول کی مصدق پائیگا بخوف طوالت عرض نہین کرتا **اقول** سبحہ
تو حضرت صحیبنی کمال ہی تبحر ظاہر فرمایا کہ کتاب بر کتاب گنستی چلے جاتے ہین۔ لیکن چونکہ
اجمالی طور پر بیان کیا ہے اسلیئی جواب بہ پیرایہ اجمال گذارش ہوتا ہے کہ عنوان اعتراض سے
معلوم ہوتا ہے کہ آپکو صحابیت کے معنی سی اغماض ہے شاید لغوی معنی پر اعتراض کا دار و مدار
رکہا ہی و اضح ہو جبکہ اہلسنت کے نزدیک صحابیت کی لیئے خاتمہ تک بقا ایمان شرط ہے
تو ممکن نہین کہ بخاری کی کتب مذکورہ کے احادیث معنیہ آپکی قول کے مصداق ہون اور بفرض محال اگر
تسلیم کر لیا جاوی تو جو جواب آپنے اپنی مقبولین کی طرف سی تجویز کر رکہا ہی وہی جواب بکمال خوشی قبول
فرماوین۔ **قولہ** اما اقوال سیاہ بخاری کے کتاب الاحکام دیکھیی اوسمین اجماع کی کیفیت
معلوم ہوگی اور ایک مسئلہ متعلقہ کتاب اللہ ہی دیکھی گا۔ **اقول** مین بخاری اور اوسکی
کتاب الاحکام دیکھ چکا۔ اجماع کی کیفیت معلوم ہی مسائل متعلقہ کتاب اللہ بحولہ و قوتہ معلوم
کر چکا ہون لیکن ان باتون سی مدعا سامی حاصل شدنی نہین ہے اور موقع استدلال و احتجاج مین یہہ
گول مول تقریرین قابل بحث و التفات نہین ہان اسقدر کہنا ضرور ہے کہ کتاب اللہ فضائل و مناقب
اصحابہ سے پُر اقوال ائمہ اور انکی مناقب سی بیشمار ہین چنانچہ ایک شمہ اونکا اقوال سابقہ مین

ف ۔ مین نے امام ابو عبد اللہ سے پوچھا کوئی شخص نماز مین اپنے ذکر سے کھیلتا ہے کیا کچھ خوف
مضائقہ نہین ۱۲

ظاہر کر چکا ہون جو اونے تتبع سے حاصل ہوا تہا **قولہ** اور حضرت خلیفہ ثانی نے جو سعد بن عبادہ رئیس انصار کے حق مین فرمایا ہے۔ فعلت قتل اللہ سعد بن عبادہ بہی ملاحظہ اقدس مین گذریگا اور قتل اللہ کے معنی آپ جانتے ہی ہونگی **اقول** یہہ کلمہ بندہ نے دیکہا اور قتل اللہ کے معنی بہی معلوم مین لیکن جناب کا اس سے کیونکر مدعا ثابت ہوا حضرت کی نزدیک تو جبکہ سعد بن عبادہ اپنی امامت کا مدعی ہوا اور امام برحق کے امامت کا منکر ہوا تو کافر ہو چکا معاذ اللہ پہر جسقدر تحقیر کیجاہے اور جسقدر اہانت کیجائے بجائے خود ہے کیونکہ بوجہ کفر کے کوئی احترام باقی نہین رہا اور اہلسنت دون الکفر کسی معصیت کو بلحاظ مکرمت صحابیت باعث انحطاط نہین سمجہتے تو ایسی اقوال کو اونکی مقابلہ مین پیش کرنا محض ایک خیال خام ہے۔ یعہذا اس جملہ سے یا مراد اخبار ہے یا انشا اگر اخبار مراد ہے تو کچہہ قابل گرفت نہین کیونکہ اخبار صحیح مطابق نفس الامر ہے باین معنی کہ خداوند تعالے نے اوسکو ہلاک کردیا کہ ادعا کا مدعا جو خلافت تہی حاصل نہوا۔ اور اگر انشا ہے تو چونکہ سعد بن عبادہ سے اوسوقت نصرت حق ترک ہوئی اور ایسی خطا سرزد ہوئی تہی جس سے کہ اسلام مین وقوع فتنہ کا اندیشہ تہا اسلیئے خلیفہ ثانی نے اونکو بد دعا دی پس نہ کچہہ الزام خلیفہ دوم کی طرف ہے نہ سعد بن عبادہ کیطرف صرف باعث اسکا عناد و بغض صحابہ ہے کہ جس سے محاسن بہی قبائح نظر آتی ہین **شعر** وعین الرضا من کل عیب کلیلۃ ✦ ولکن عین السخط تبدی المساویا

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے جو کلمات حضرت امیر کی حق مین فرمائی اور عطا دی اسکا ثبوت سابقہ مین گذر ہوئی اونکا اور ان کلمات کا اپنی عقل و انصاف کے میزان مین موازنہ کر لیجیئی اور پہر اعتراض کیجیئی **قولہ** آپ تحفہ کے باب مطاعن کو ملاحظہ فرمائیی اور مطاعن عمر مین ہے طعن دوم نکالیی مین مفید مطلب فقرات لکہتا ہون آپ اصل کتاب کو دیکہکر مطابق کر لیجیئی۔ آپکی خاتم المحدثین فرماتے ہین واگر مراد ایشان از قصد تخویف و تہدید زبانی ہست و گفتن اینکہ من خواہم سوخت پس وجہش آنست کہ این تخویف و تہدید کسانی را بود کہ خانہ حضرت زہرا را ملجا و پناہ ہر صاحب خیانت دانستہ و حکم حرم مکہ معظمہ دادہ در آنجا جمع میشدند و فتنہ و فساد منظور میداشتند و بر برہم زدن خلافت خلیفہ اول بہ گنگاشہا و مشورہا فساد انگیز قصد میکردند و حضرت زہرا نیز ازین نشست و برخاست آنہا مکدر و ناخوش بود لیکن بسبب کمال حسن خلق آنہا بے پردہ نمی فرمود

کرد خانہ من نیامدہ باشید عمر بن الخطاب چو دید کہ حال برین منوال است آن جماعت را تہدید نمود کہ من خانہ را بر
شما خواہم سوخت و تخصیص سوختن درین تہدید مبنی بر استنباط دقیق است از حدیث پیغمبر کہ آنحضرت نیز در حق کسانیکہ در
جماعت حاضر نمیشدند و با امام اقتدا نمیکردند ہمین قسم ارشاد فرمودہ بود کہ این جماعت اگر از ترک جماعت
باز نخواہند آمد من خانہا را بر ایشان خواہم سوخت و چون ابوبکر نیز امام منصوب کردہ پیغمبر بود در نماز و آنہا
ترک اقتدا از آن امام بحق بخاطر خود می اندیشیدند در موافقت جماعت مسلمین درین باب نمیکردند مستحق
ہمان تہدید پیغمبر شدند پس این قول عمر مشابہ است بفعل پیغمبر کہ چون روز فتح مکہ بحضور او عرض نمودند
کہ ابن خطل کہ یکی از شعراء کفار بود و بارہا بہ ہجو پیغمبر در اشعار خود زدی خود را سیاہ کردہ پناہ بخانہ خدا یعنے کعبہ معظمہ
بردہ و در پردہای آنخانہ بحیلی آشیانہ خود را پنہان ساختہ در باب او چہ حکم است فرمود کہ او را ہمانجا
بکشید و پاس نکنید ہرگاہ این قسم مردودان جناب الٰہی را در خانہ خدا پناہ نباشد در خانہ حضرت زہرا
چرا پناہ باید داد حضرت زہرا چرا از سزا دادن اشرار فساد پیشہ مکدر گردد کہ تخلقوا باخلاق اللہ
شیوہ آن پاک طینت بود انتہی بقدر الحاجۃ - اگرچہ اس عبارت کے ہر ہر لفظ پر بحث ہو سکتی اور
تشیید المطاعن میں ہر قول بحجج ساطعہ رد کیا گیا ہے مگر اس مقام میں حضرت مجیب کی خدمت میں صرف
اسقدر عرض ہے کہ اگر کل صحابہ کرام تھی اور کتاب اللہ انکی فضائل سے پر ہے اور اقوال عترت انکی مدائح میں
بیشمار وارد ہین جیسا کہ قول آتیہ میں آپ فرمائینگی تو یہہ لوگ صاحب خیانت اور اشرار فساد پیشہ و این
قسم مردودان جناب الہی جو خانہ حضرت زہرا میں جمع ہوتے تھی کون تھی صحابہ ہی میں سے تھی
یا یہود و نصارا و مشرک وغیرہ تھے - **اقول** اسجگہ بھی مجیب لبیب نے حسب عادت قدیمہ
وہی اعتراض بابت مثالب صحابہ رضی اللہ عنہم ذکر فرمایا جسکا جواب ابحاث سابقہ میں
مکرر دیا جا چکا ہے لیکن چونکہ بہ نسبت اجمال تہمت کے تفصیل تصدیت کا جدا رنگ ہے اور مجانے
از زیادتی فواید نہین سلیے اسجگہ بھی جواب کیطرف متوجہ ہوتے ہین لیکن بطور مقدمہ چند امور
ملحوظ خاطر سامی رکھیں (۱) سوائے انبیاء علیہم السلام کے کوئی شخص معصوم نہین -
(۲) کوئی معصیت دون الکفر فضل صحبت کو رفع نہین کرتے - (۳) ہنگام

مصلحت کلی مثلاً جبکہ امور مہمہ مین اختلال کا اندیشہ ہو تو اس فضل کا لحاظ نہین کیا جاتا (۴)
ابوبکر صدیق رضہ خلیفہ راشد اور امام برحق تھے (۵) مشابہت ایک شی کے دوسری شی
کے ساتھہ کسی خاص فعل مین اسکو مقتضی نہین کہ مشبہ اور مشبہ بہ جمیع امور مین شارک اور مساوی ہوجاوین اگرچہ
یہہ مقدمات سابقہ بدلائل عقلیہ و نقلیہ ثابت و متحقق ہین لیکن بجگہ بحسب ملاحظہ اہلسنت ذکر کئی گئی ہین پس
واضح ہو کہ اولاً جبکہ آپ مدعی ثبوت طعن کے ہین تو حسب قاعدہ مناظرہ آپکو لازم ہی کہ آپ یہہ
ثابت فرماوین کہ یہہ لوگ صرف صحابہ ہی تہی سوائی صحابہ کے اور کوئی شخص اس فتنہ مین تہا جب تک آپ
یہہ ثابت نکرینگی آپکا دعوی ثابت نہوگا کیونکہ مانع کو پہونچتا ہی کہ وہ اس انحصار کو تسلیم نکری اور کہی کہ لا نسلم
کہ یہہ کل صحابہ ہی تہی بلکہ ممکن ہی کہ بعض منافقین مثل عبد اللہ بن سبا فتنہ انگیز بہی ان مین شامل ہون کہ جنکو نسبت دین
اسلام کی درہمی و برہمی کا خیال ہر روز خاطر رہتا تہا - اور جب اونکا شمول محتمل ہوا تو
ہم کہین گے کہ یہہ طعن صرف اونہین منافقین کیطرف متوجہ ہی جو باعث اشتعال فساد تہے
اگرچہ روایت ازالۃ الخفا سی وجود حضرت امیر و جمعی از بنی ہاشم معلوم ہوتا ہے لیکن یہہ عبارت
نفی غیر پر قطعاً دلالت نہین کرتی - اور چونکہ یہہ بزرگ بسبب اسکے کہ ان سی مشورت خلافت
صدیقی نہین کیا گیا تہا اور ناخوشی اکی مستولی تہی نہ یہہ اتفاق ہین شامل تہے منافقین نے
موقع وقت پاکر اوسکو زیادہ مشتعل کیا تو چونکہ اصل بنا اس اجتماع کی وہی ناخوشی اصحاب تہی
اور منافقین باہم دو مشک دوانے کر کے صرف باعث زیادتی اشتعال ہوئی اور اس قسم کا اجتماع
ایسی بزرگون سی زیادہ تعجب انگیز تہا - تو ایسی روایت مین صرف ان ہی حضرات کے نام پر اکتفا
کی گئی اور منافقین کا ذکر نہین کیا گیا کہ اونکا شریک ہونا ایسی امور مین بدیہی ہی کہ قدیم سے اسلام
و اہل اسلام کے ساتھہ اونکا یہہ ہی وتیرہ رہا کیا ہے - ثانیاً اگر سیاق عبارت مین توجہ سے نظر
تامل دیکہا جاوی تو معلوم ہوتا ہی کہ لفظ صاحب خیانت اور کلمہ مردودان جناب الہی ہرگز بحق
صحابہ رضی راجع نہین ہی کیونکہ اس عبارت مین (پس وجہش آنست کہ این تخویف و تہدید سابق
را بود کہ خانہ زہرا رضی را بسوزاند و پناہ بر صاحب خیانت دانستہ) لفظ دانستہ صیغہ ماضی ہے

اوسکی ضمیر راجع بسوئی کسان ہی تو اگر صاحب خیانت سے مراد صحابہ رضؓ ہون تو لازم آتا ہی کہ وہ
خود ہی اپنے آپکو صاحب خیانت جاننے والے ہون اور یہہ بھی البطلان ہی بلکہ حاصل معنی یہہ ہے
کہ اون صحابہ نے جو مجتمع ہوئی تہے حضرت زہرا رضؓ کے خانہ برکات آشیانہ کی نسبت یہہ خیال کیا
کہ جو شخص خیانت کرکے اسمین مستجیر ہو تو یہہ بوجہ عظمت و احترام و جوار حضرت سیدۃ نساء اہل الجنۃ
کی ملجا و مامن ہی رہیگا اور ہمنے تو بزعم خود کوئی خیانت نہین کی ہی۔ اور اسیطرح کلمہ مردودان جناب
الٰہی صحابہ پر ہرگز نہین اطلاق کیا گیا بلکہ ابن خطل اور اوسکی اون ہم جنسون پر اطلاق کیا گیا ہی جنکو خانہ خدا
حرم محترم کعبہ مین پناہ نہین ملی جملہ در خانہ خدا پناہ نباشد جو متصل مذکور ہی وہ اسکی دلیل اور اسپر قرینہ ہی
تو تقدیر عبارت اسطرح ہے دیگر گاہ این قسم مردودان جناب الٰہی را کہ از ہجو پیغمبر بسوئی خود سیاہ
کردہ و چنان چنین کردہ در خانہ خدا پناہ نباشد آنہا نرا کہ از اطاعت امام حق انحراف ورزیدند
و شور تہا ہیچ فتنہ و فساد میکردند بخانہ زہرا چرا پناہ باید داد۔ تو اس سے صاف واضح ہی کہ اطلاق لفظ مردودان
جناب الٰہی کا صرف ابن خطل اور اوس قسم کے لوگون پر ہی کیونکہ جب دونون صنفین جدا جدا ہین اور حکم بھی
ہر ایک کا علیحدہ ہی کہ ایک صنف کی لئی عدم ملجائیت کعبہ کے ہے اور دوسری کے لئی عدم
ملجائیت خانہ زہرا کی ہے تو کیا ضرورت ہی کہ ایک کو دوسری پر محمول کرکے وہ کلمات جو ایک
کی حق مین اطلاق کے گئے اوسمین دوسری کو بھی شامل کیا جاوے کیونکہ تشابہ فی الجملہ جمیع امور
مین مشابہت کو مقتضی نہین۔ غرضکہ جب اہلسنت کی نزدیک صحابہ معصوم نہین اور صدور معصیت
جائز ہے تو اس معصیت کے نسبت طعن بطور استبعاد کرنا یا کسی امر اہم کے انتظام و اصلاح کے لئی
کوئی امر کیا گیا ہو اوسکی نسبت تشنیع کرنا محض عدم تدبر اصول کی وجہ سے ہی کیا معلوم نہین
کہ حضرت امیر رضؓ کے زمانہ کے واقعات تو یدرجہا اس سے بڑہکر ہین باوجود اسکی اہلسنت نہ انکو
مطعون کرتے ہین نہ اونکو ملامت کرتے ہین بلکہ کہتی ہین کہ حضرت امیر رضؓ نے جو کچھہ اپنے زمانہ
خلافت مین نہتمام کیا حق کیا مخالفین خطا پر تہی لیکن معذور حق تعالے اونکی خطائین
حسب وعدہ بخشیگا۔ علے الخصوص ایسی امور مین کہ جسکی نظیر اور مقیس علیہ موجود ہو اور شارع

کی طرف سے اوسمین اوسے قسم کی تہدید کی گئی ہو طعن کرنا بالکل خلاف عقل ونقل ہے معہذا
باینہمہ حضرات شیعہ بھی تو جن صحابہ کو کرام اعتقاد کرتے ہین اونکو مرتدین اور خائنین اور بامثال
ذلک عبارات سے تعبیر فرماتے ہین بلکہ بعض ایمہ معصوم تک بھی خیانت کا الزام لگاتی ہین
پہر جو کچہہ اوسکا جواب تجویز کر رکہا ہے وہ ہی ہماری طرف سے سمجہہ لین۔ **قولہ** تعجب
وحیرت کا مقام ہے کہ اگر بیچاری شیعہ بعض اشخاص کے شان مین جنہوں نے موقع وفرصت پاکر
وتدابیر ملکی کرکے حکومت وریاست حاصل کرلے اور تجہیز وتکفین وتدفین رسول کیطرف بہی متوجہ
نہوئی اور بعد مین اہلبیت کو بجائی تسلی وتشفی اور تعزیت گہر جلانیکی دہمکی دی اور طرح طرح کے
ظلم وستم کیے اور کل جور وجفا کے جو بعد مین عترت اطہار پر واقع ہوئی بانی ہوئی کچہہ بے ادبی
کرین تو رافضی وکافر وبیدین ہون اور اگر خود اہلبیت ہی ان خلفاء متغلبہ کی مخالفت کرین
تو معاذ اللہ نقل کفر کفر نباشد ان کلمات کے جو آپکی خاتم المحدثین تحریر فرماتے ہین مستحق ہون
کیا انصاف ودینداری ہے ہماری مقابلہ مین صحابہ افضل امت ہون اور اگر اس خلافت
کو برہم کرنے کی تدبیرین کرین جسپر بجز اجماع صحابہ بزعم اہل سنت کوئی دلیل عقلی نقلی وعرفی
نہین اور اس اجماع کا ہی بڑا ناز ہے تو مردودان جناب الہی وعسکر کفار ومنافقین ناکثین
جماعت کے مشابہ ہون۔ **اقول** اس عبارت مین بلا آخر قول تک حضرت مجیب نے
جہلا کر جو کچہہ زبان درازی کی ہے اور انصاف کی آنکہونکو بغض وحسد کی میل سے کور کر کے
جو کچہہ ناشائستہ گفتگو فرمائے ہے ہم اوسکی ترکی بترکی جواب مین حسب التزام اپنے زبان آلودہ
کرنا نہین چاہتی سلیئے اوسکی جواب سے اعراض واغماض کرکے اصلی جواب کیطرف عنان
توجہ پہیرتے ہین۔ تعجب وحیرت کا مقام ہے کہ مجیب لبیب باینہمہ ادعائے انصاف ودانش
اون بیچارے شیعہ کے رافضی اور کافر اور بیدین ہونے مین متردد ہون جنہون نے انبیاء
علیہم السلام کو کافر ابلیس سے بدتر چند در چند کہا ائمہ کو خائن اور تارک واجب بنایا اصحاب
مقبولین کو مرتد اور مغضوب من اللہ اور جہنمی قرار دیا۔ اہلبیت وعترت طاہرہ کی دوستی کے

پردہ مین انکی اہانت وتذلیل کے وہ وہ مضمون تراشی کہ ابلیس ودجال کو بوجہ خجالت وشرمندگی مین غوطہ
زن کردیا۔ اور ذات پاک خداوندی پر تو وہ وہ تہمتین باندہین کہ ایک مٹی کا پتلا بنا کر بہلا دیا۔
جو حضرات کی عقل چاہی وہی کام لی تو اگر اسی کا نام ولاء اہلبیت ہی تو یہہ ولاء شیعیان پاک ہی کو مبارک
رہی کیا انصاف ودینداری ہے کہ ہماری مقابلہ مین تو انبیاء وائمہ معصومین اور طاہرین ہون اور صحابہ
کرام کہلاوین اور جب اپنی اغراض فاسدہ متعلق ہون یا بدون لحاظ تقابل انکی شیون بیان ہون
تو معاذ اللہ نقل کفر کفر نباشد جیسا آپکی صدوق وغیرہ فرماتے ہین انبیاء کا فر وحاسد ہون ائمہ خائن
اور تارک واجب اور معین علی الظلم والضلال ہون اور اصحاب کرام مرتدین ومغضوب علیہم ٹہرین اور
باوجود ان باتونکی اہلسنت پر زبان درازیان۔ روایات ان مضامین کے گذشتہ ابحاث کی
مطاوی مین کسیقدر مذکور ہو چکی ہین اور کچہہ آیندہ ابحاث مین اپنی اپنی موقع پر بیان ہونگی۔ بعد
اسکی اس قول مین چند وجہ سے کلام ہے۔ (۱) معلوم نہین تخصیص بلا مخصص اور ترجیح
بلا مرجح کی کیا وجہ ہے بعض اشخاص کو ہے کیون ذکر فرمایا جب حسب تصریح شہید ثالث سوائے
حضرت مقداد سب کے سب مرتد ہو چکی تہے اور رہی یہی مقداد بہی مولین اور منفضین کے عموم
مین شامل ہو گئی تو بتائی کون باقی رہا جو بیچاری شیعہ کے سہام لعن وملامت سے بچا ہو
پہر یہہ تبعیض کہانسی لیتی ہین اور اس کاغذ کی کشتی کو کہانتک بہائینگی۔ (۲) موقع وفرصت
پاکر اور تدابیر ملکی کر کے اونہون نے حکومت وریاست حاصل نہین کی بلکہ یہہ محض وعدہ صادقہ
خداوندی ہے جو اپنی وقت پر ظاہر ہوا۔ خداوند تعالے نے صحابہ کے واسطے استخلاف حقہ
اور تمکین دین مرضیہ کا وعدہ اپنی اوس کلام مجید مین جسکی شان برخلاف مزعوم امامیہ لَا یَأْتِیهِ
الْبَاطِلُ مِنْ بَیْنِ یَدَیْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ فرمایا اور فرمایا وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ
فِی الْاَرْضِ الخ تو یہہ وہی موعود خداوندی ہے جو بلا تدبیر وفکر ومشورہ کے محض مشیت الٰہی
ارادہ حقانے پردہ غیب سی منصہ ظہور پر جلوہ گر ہوا جسکو حضرت عمر رضی اللہ عنہ فلتہ سے تعبیر کرتے
ہین اور بسبب ورود انکی اہل تحکت بسا اوقات معرض اعتراض مین بے سمجہی پیش کیا کرتے ہین

چونکہ یہ وعدہ لامحالہ واقع ہونیوالا تہا اور اسکا مصداق بجز اسکی اور کوئی نہین تہا تو کمند طمع طامعین اوسکی حصول سے کوتاہ اور حسد حاسدین کا اوس سے قاصر ہی حضرت صدوق نے اس آیت شریفہ کی تاویل مین اپنی رسالہ امامت مین جو اسوقت میری سامنی موجود ہی جسقدر پیچ و تاب کہائی ہین۔ اہل انصاف کے ملاحظہ کے قابل ہین (۳۲) تجہیز و تکفین رسول صلعم کا الزام اور اشترک ہی کیونکہ یوم انتقال سے حضرت تیسری روز دفن ہوئی پس اگر صحابہ تدابیر ملکی کے فکر مین مشغول تھی تو اہلبیت کس کام مین مشغول تہے جو نعش کو تین روز تک دفن نہین کیا اگر یہہ کہین کہ غم مین مبتلا تہی جسکی غلبہ مین کچہہ نکر سکی تو یہہ بالکل غلط اور ابلہ فریب بات ہی بقول حضرات شیعہ کے اہلبیب مین کسے تو حضرت کے غم مین کوئی بھی مدہوش نہین تہا کسیکو اپنی غصب خلافت کا غم تہا کوئی اپنی میراث و فدک کے اندوہ مین معاذ اللہ مجامع مہاجرین و انصار مین دربدر پہر رہی تہے اور اوسکی ہم پہنی مصطفی کے غم کا خیال تہا نہ مرتضی کے ایرد کا پاس تہا تو جب اہلبیت کا بہی یہی حال تہا تو جو الزام آپ صحابہ کو دیتی ہین وہ بہی اہلبیت کیطرف راجع ہوتا ہے۔ ثانیاً مسئلہ خلافت بہ نسبت دفن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہم اور ضروری اور خطرناک تہا کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جسد اطہر بگڑتے اور متعفن ہونے سے پاک و منزہ تہا تو اسلیئی دفن کی عجلت کے ضرورت نہین ہے اور امر خلافت مین اگر اختلال واقع ہوتا اور جسطرح انصار کا منشا تہا اوسیطرح خلافت متفرق ہوتے تو اندیشہ بربادی اسلام تہا اسلیئی اوسکو مقدم کیا گیا (ثالثاً) ایک کام کیطرف سب کا مجتمع ہونا ضروری نہین جب اہلبیت اسکی متولی اور متکفل تہے تو اورون کی حاضری و شرکت چندان ضروری نہین تہی اسلیئی وہ دوسری ضروری کامون مین مشغول ہو گیئے۔ (رابعاً) حضرت امیر رضی کی کلام سے جسکو آپکی صدوق نے خصال مین روایت کیا ہے جو اسوقت میرے روبرو حاضر ہی ثابت ہوتا ہے کہ حضرت صلعم کے غسل و تکفین مین صحابہ کو خود حضرت امیر نے ہی دانستہ بکر شریک نہین کیا تہا اور یہہ حضرت امیر کا صحابہ کو شریک نکرنا بوجہ کمال محبت کے تہا نہ یہہ کہ صحابہ ہی تدابیر ملکی مین مشغول رہکر شرکت و حاضری سے باز رہی تہے۔ حدثنا ابی محمد بن

الحسن بن احمد ابن الولید بن محمد بن یحیے العطار رضی اللہ عنہم قالوا حدثنا سعد بن
عبد اللہ عن محمد بن الحسن بن الخطاب عن الحسن بن علی بن فضال عن علی بن عقبہ عن الحارث
بن المغیرہ عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال ان ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہم الی امیر المؤمنین علیہ السلام
حین دفن فاطمۃ علیہا السلام فی حدیث طویل قال لھما فیہ اما ما ذکرتما انی لم اشھدکما امر رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ فانہ قال لا یری عورتی غیرک الا ذھب بصرہ فلم اکن لاوذیکما بہ لذلک

یہہ حدیث نص صریح ہے اس امر مین کہ صحابہ نے شرکت تجہیز و تکفین سے تقاعد نہین کیا بلکہ حضرت
امیر نے ہی بنظر خیر خواہی انکو شریک نہین کیا ورنہ شکایت کا کیا موقع تہا اور حضرت امیر کی آلہ
جواب محبت آمیز کے کیا معنی تہے اگر انکی طرفسے کوتاہی ہوتی تو حضرت امیر یہہ فرماتے کہ تم خود
ہی اپنی تدابیر ملکی مین مشغول رہکر حاضری و شرکت سے باز رہے مینے تمکو شرکت سے کب منع کیا تہا
جو آج شکایت لیکر آئے علاوہ اسکے اس حدیث سے چند فواید حاصل ہوئے اول یہہ کہ یہہ لوگ خود حضرت
کی تجہیز و تکفین مین شریک ہونے سے باز نہین رہے۔ دوم یہہ کہ حضرت امیر نے بنظر خیر خواہی شریک
نہین کیا۔ سوم یہہ کہ حضرت کو ان حضرات کے ساتہہ ایسا تعلق محبت تہا کہ انکی تکالیف گران
بار خاطر عاطر حضرت امیر تہی۔ چہارم یہہ کہ یہہ حضرات کافر و فاسق و غاصب و ناکث نہین تہے
ورنہ ممکن نہین تہا کہ حضرت امیر کو باوجود ان اوصاف کے کہ جنکی نسبت واغلظ علیہم ارشاد
ہی ایسا محبت کا تعلق ہوتا۔ (۴) اہلبیت کو بجائی تعزیت کے گہر جلانے کے دہمکی کے
ہن لیجیے اول حضرات شیعہ نے کونسی فرد یا افراد اہل بیت سے حضرت کا غم باقی چہوڑا ہی اور ہان
جسکا ایسا باپ انتقال کر جاوے یا جسکا ایسا مربی وفات پا جاوے اونکو چند خرما کے درختون
اور تہوڑے سی دنیاوی ریاست کے چہن جانے کا وہ قلق ہو کہ اپنی باپ یا مربے کے غم واندوہ

حرق بیت کی دہمکی کا جواب

۱ امام ابو عبد اللہ سے مروی ہے فرمایا کہ ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہم جب حضرت فاطمہ کو دفن کیا جناب امیرؑ کے پاس آئے اسکا قصہ طویل ہے
اوسمین یہہ بہی مذکور ہے کہ جناب امیر نے اونسے کہا کہ یہہ جو تمنے (شکایۃً) کہا کہ مینے تمکو حضرت ۲ کے تجہیز و تکفین
مین حاضر و شریک نکیا اسکی وجہہ یہہ ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا تہا کہ ستر کو سوائے تیری جو دیکہیگا اسکی بینائی جاتی رہیگی پس
مین نہین چاہتا کہ تمکو یہہ ایذا پہنچاؤن۔ ۱۲۔

کو یکلخت طاق نسیان مین رکھکر اون درختون کے پیچھے مع کفار و منافقین مین در پردہ مین
بہلا کوئی عاقل کہیگا کہ انکو اپنی باپ کا یا اپنے مربی کا غم ہے معاذ اللہ من ذلک مولوی حیدر علی رحمۃ اللہ
علیہ نے نسخہ سلیم بن قیس ہلالی سے بروایت سلمان نقل کی۔ فلما کان اللیل حمل فاطمۃ علی حمار
واخذ بید الحسن والحسین علیہما السلام فلم یدع احدا من اہل بدر من المہاجرین والانصار الا اتاہ فی منزلہ
وذکر حقہ ودعا الی نصرتہ فما استجاب لہ الا اربعۃ واربعون رجلا فامرہم ان یصبحوا محلقین رؤسہم معہم
سلاحہم علی ان یبایعوا علی الموت فاصبحوا لم یواف منہم الا الاربعۃ فقلت لسلمان من الاربعۃ قال انا وابوذر والمقداد والزبیر بن العوام
دوسری روایت بیہقی بن میثم شارح نہج البلاغۃ اپنی مختصر شرح مین جو اسوقت میری سامنی موجود ہے اس کتاب کے
شرح مین جسکا شروع یہہ ہے ومن کتاب لہ الی عثمان بن حنیف وہو عاملہ علی البصرۃ وقد بلغہ انہ
دعی الی ولیمۃ قوم الخ لکہا ہے وفدک قریۃ کانت لرسول اللہ خاصۃ صالح اہلہا علی النصف بعد
فتح خیبر واجماع الشیعۃ علی انہا اعطاہا فاطمۃ علیہا السلام فی حیاتہ فلما ولی ابوبکر الخلافۃ عزم
علی اخذہا منہا فارسلت الیہ تطلب میراثہا من رسول اللہ وتقول اعطانی فدک فی حیاتہ واستشہدت
علی ذلک علیا وام ایمن فشہدا لہا بہا فاجابہا عن المیراث بخبر رواہ نحن معاشر الانبیاء لا نورث
ما ترکناہ فہو صدقۃ وعن دعوی فدک انہا لم یکن للنبی صلی اللہ علیہ وسلم وانما کانت مالا للمسلمین
فی یدہ یحمل بہ الرجال وینفقہ فی سبیل اللہ وانا الیہ کما کان یلیہ فلما بلغہا ذلک لاثت خمارہا
واقبلت فی لمۃ من حفدتہا ونساء قومہا تطأ فی ذیولہا حتی دخلت علیہ وہو فی حشد من المہاجرین والانصار الی آخرہ قال

---

۲ فدک خاص حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا گاؤن تہا بعد فتح خیبر کے نصف محاصل پر گاؤن والونسی مصالحت کرلی تہی۔ اور شیعہ کا اسپر اجماع ہے
کہ وہ گاؤن حضرت نے اپنی زندگی مین حضرت فاطمہ کو دیدیا تہا۔ جب ابوبکر خلیفہ ہوئی اور فاطمہ سے اوسکی لینی کا ارادہ کیا تو فاطمہ نے میراث
کی مطالبہ کا ابوبکر کو پیغام بہیجا اور کہا کہ مجکو فدک اپنی حیات مین حضرت نے عطا فرمایا تہا اور حضرت علی اور ام ایمن سے اسپر گواہی
چاہی اونہون نے اونکی شہادت دی۔ ابوبکر نے میراث کا تو جواب اس حدیث سے دیا کہ ہم انبیا کے گروہ مین ہماری وراثت نہین
ہوتی جو کچہہ ہم چہوڑین وہ صدقہ ہے اور دعوی فدک کا یہہ جواب دیا کہ وہ حضرت کا نہ تہا بلکہ مسلمانونکا مال آپکے تصرف
مین تہا جسمین لوگونکو سواریان دیتی اور خدا کے راہ مین خرچ کرتے تہی اور مین بہی اسیطرح تصرف کرونگا جسطرح حضرت کیا کرتے تہی
جب یہہ خبر فاطمہ کو پہنچی تو اپنے اوڑہنی اوڑہی اور اپنے ہم جولیون اور اپنی قوم کے عورتونکے ساتہ اپنی دامنوںمین چلتی
ہوئی آئین۔ اور ابوبکر کے پاس اوس مجمع مین داخل ہوئین، جسمین اکثر مہاجرین اور انصار حاضر تہے ۱۲

۱۲ ۔ ۔ ۔

ہماری محبیب منصف مزاج نے روایت ازالۃ الخفا کو جسمین اجتماع حضرت علی و زبیر وغیرہ کا بیت فاطمہ رض
مین ذکر تہا بیدینی فرمایا تہا تو یہہ روایات کہ جنمین معاذ اللہ توبہ توبہ محض دنیا طلبی کی غرض سے
حضرت معصومہ کا مجامع فساق و فجار و کفار و شرار مین پہرنا مذکور ہی کس درجہ کی بیدینی بلکہ
کونسا درجہ جو بیدینی سے بالاتر ہی قرار دینگی۔ غرضکہ جب اہل بیت طاہرین سے کسیکو حضرت
کی انتقال کا غم تہا ہی نہین تو تعزیت اور تشفی کسکی کرتے (ثانیاً) پیشتر گذارش ہوچکا کہ اہل بیت کو
گہر جلانے کی دہمکی ہرگز نہین دی بلکہ جو لوگ خلافت حقہ کی برہم کرنی کی مشورہ کرتے تہی انپر گہر جلانے
کی دہمکی دی تہی جو عین اتباع پیغمبر تہا پس اگر ہمت درجہ صلہ ہو تو بسم اللہ شرعاً اسکی برائی ثابت
کیجیئے اگر یہہ ایک برائی ثابت ہوگئی تو انشاء اللہ تعالے حضرت امیر کی نسبت دس گونہ زیادہ
ثابت ہوگی (۵) طرح طرح کے ظلم و ستم اور اقسام اقسام کی جور و جفا اور انواع انواع کے آلام
و مصائب جنکا اہلبیت اطہار پر واقع ہونا صحابہ کے دست تعدی سے بیان کیا جاتا ہے
اور جنکی مجملاً تفصیل یہہ ہی۔ کہ حضرت امیر کے ساتھہ غدر کیا اور پرانے کینون سے اپنی سینونکو
بہرا اور خلافت کو غصب کیا اور فدک کو چہینا اور معافی کے سند کو پہاڑ ڈالا اور معاذ اللہ
حضرت امیر کے گلی مین رسی ڈالکہ جبراً بیعت اونسی لی اور آنکی قتل کے درپے ہوئی اور حضرت
سیدہ کی گہر کو جلایا اور معاذ اللہ حضرت سیدہ معصومہ کے پہلو مبارک پر لگد کا صدمہ پونہچایا۔ اور حمل
شش ماہہ حضرت محسن کا اپنی ضرب کے صدمہ سے گرایا نہ حضرت سیدہ معصومہ کی دشمنونکو منبر پر
علی الاعلان تہمت فاحشہ کے ساتھہ متہم کیا اہلبیت کے لڑکیونکو غصب و عدوان کی طور
پر لیگئی قرآن تحریف کیا پیغمبر کے دین کو بدل ڈالا۔ چنانچہ کلینی اور قمی اور طوسی نے اپنی تالیفات
مین اور مجلسی نے بحار اور حق الیقین اور جلاء العیون مین ان کے تفصیل لکھی ہے اور مولانا حیدر علی
بعد نقل فرماتے ہین وآین ہمہ کہ گفتم بے شائبہ اغراق حرفے ازان کتا بہا و لفظی از ان خطبہا
و سنگی از بیستون و قطرہ از جیحون و خوشہ از خرمن و گلی از گلشن است۔ اور یہہ محض افترا
و بہتان اور تراش خراش حضرات اکابر امامیہ کی ہے۔ حاشا کہ اہلسنت کی یہان ابکا نام

ونشان بہی ہو پس اہلسنت کو ایسی موضوعات ومفتریات سے الزام دینا اپنی علم وعقل وانصاف کو رسوا کرنا ہے۔ اور بانی ہونی سے اگر سبب قریب مراد ہے تو انکی بانی حسب اصول شیعہ حضرت امیر اور حضرت حسنین اور تمام بنی ہاشم اور صحابہ مقبولین امامیہ ہیں کہ اونکی خاموشی اور مداہنت اور جبن اور مسامحت نے تو یہہ نوبت پوہنچائی کاش ان فسادات کو عباس کے پرنالہ کی برابر وقعت کے نظر سے دیکہتے یا ابوبکر شجع کے ہم جنب سمجہتے افسوس کہ قوم عاد کو تو بضرورت جا کر تہ تیغ بے دریغ کرین اور درمیان اسلام خراب ہو اور اہلبیت ذلیل وخوار ہوا در حضرت فاطمہؓ چلاتی رہیں اور ام کلثوم بلبلائیں اور کان پر جون تک نچلی معاذ اللہ اگر سبب بعید مراد ہے تو پہر خود ذات پاک خداوند تعالے شانہ جو تمام علۃ العلل اور سبب الاسباب ہے اوسکو بہی بچاری خلفا نے کیا قصور کیا کہ وہ بیچ میں سے پکڑی گئی (۶)

خلافت صدیقی بحول اللہ تعالی حسب وعدہ خداوندی جسکی طرف اوپر اشارہ کیا گیا ہے قائم ہوئی اور مہاجرین وانصار نے اوسکو بسر وچشم قبول کیا اہل بیت نے اوسپر اقدام نہین کیا اور کیونکر کرتے وہ جانتی تہی کہ یہہ حق صدیقی ہے پہر کیونکر اوسپر اقدام کرتے نہج البلاغۃ مین خطبہ مذکور ہے کہ حضرت عباس نے اور ابوسفیان نے چاہا تہا کہ حضرت امیر کے ہاتہہ پر بیعت کرلین آپنے منظور نفرمایا تو یہہ انکار یا بوجہ خوف ہے اور یہہ محال ہے یا بوجہ اسکی کہ اپنا حق نہین سمجہتے تہی وہو عین المدعا فثبت اونکا حق تصدیق۔ تو یہہ کہنا کہ بجز اجماع کے کوئی دلیل عقلی نقلی موجود نہین غلط محض ہے خطبہ نہج البلاغۃ سے بعینہ نقل کرتا ہون۔ **ومن کلام لہ علیہ السلام** لما قبض رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وخاطبہ العباس رحمہ اللہ وابوسفیان بن حرب فی ان یبایعا لہ بالخلافۃ ایہا الناس شقوا امواج الفتن بسفن النجاۃ وعرجوا عن طریق المنافرۃ وضعوا تیجان المفاخرۃ افلح من نہض بجناح اواستسلم فاراح ماء آجن ولقمۃ یغص بہا آکلہا ومجتنی الثمرۃ لغیر وقت ایناعہا کالزارع بغیر ارضہ فان اقل یقولوا حرص علے الملک وان اسکت یقولوا جزع من الموت ھیہات بعد اللتیا والتی کیف اجزع من الموت واللہ لابن ابی طالب آنس بالموت من الطفل بثدی امہ بل اندمجت علی مکنون علم لو بحت بہ لاضطربتم اضطراب الارشیۃ فی الطوی البعیدۃ۔ انتہی

حضرت عباس نے اور ابوسفیان نے چاہا تہا کہ حضرت امیر سے بیعت کریں آپ نے قبول نکیا۔

اب مین اس خطبہ کا ترجمہ بطور شرح کے لکھتا ہون خیال دو توجہ کے گوش سے طرف متوجہ فرمائی (ہنگام وفات رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم جبکہ حضرت عباس رض اور ابوسفیان رض نے آپ سے آپکی خلافت پر بیعت کی درخواست کی) اور یہہ عباس کی درخواست
اوسوقت تہی جبکہ حضرت تجہیز و غسل جسد مطہر مین مشغول تہی چنانچہ علامہ کنتوری نے سیف ناصری مین فاضل مدائنی اور جلالے
اور صاحب فتح الباری سے نقل کیا ہی حضرت علی علیہ السلام بعض بنی ہاشم تجہیز و غسل جسد مطہر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
مشغول بودند پس عباس از علی گفت کہ دست خود را دراز کن تا با تو بیعت کنم تا مردمان خواہند گفت کہ عم رسول خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم پسر عم رسول خدا را بیعت کرد پس اختلاف نخواہند کرد بر تو دو کس حضرت علی علیہ السلام در جواب گفت آیا
طمع خواہد کرد الی غیر ما درین امر طمع کنندہ نعیر من عباس گفت قریب است کہ خواہی دانست پس دیر نکشد کہ خبرہا
آمدند کہ انصار سعد بن عبادہ را نشانیدہ اند کہ با او بیعت کنند عمر آمدہ با ابوبکر بیعت کرد و سبقت برد بر انصار باین
بیعت ابن ابی الحدید میگوید پس علی نادم شد بر اینکہ بیعت عباس را نگرفت انتہی نقلا عن نالہ یعین (تو ارشاد
فرمایا ای لوگو فتنونکی موجونکو نجات کی کشتیونسی پہاڑ دو اور اپسمین نفرت ڈالنی کے رستی سے بچو اور باہمی فخر کرنے
کی تاجونکو اوتار رکہو) یعنی خلافت کا لینا جو ناحق طور پر ہوگا فتنون اور آپس کی نفرت کا باعث ہوگا اس سے بچو
کیونکہ جب یہہ دوسری شخص کا حق ہی تو ضرور فتنہ فساد قائم ہونگی تو نجات اور باہمی اتفاق اسمین ہی کہ خلافت کی
بیعت اسوقت میرے ہاتہہ پر کیجاوی (جو شخص قوت و بازو کی ساتہہ اوٹہا اوسنی فلاح پالی
یا مطیع ہوگیا تو اوسنی اپنی آپکو راحت مین رکہا) یعنے دو شخص مین ایک وہ کہ اوسکو ظاہری قوت
اعوان و انصار کے اور باطنی قوت حقانیت کی حاصل ہے اور وہ اپنی قوت سی اوٹہا اوسنی فلاح پائی دنیا
و آخرت مین وہ کون ہی وہ ابوبکر ہی اور ایک وہی کہ جسکا حق اطاعت تہا وہ مطیع ہوگیا اوسنی اپنی آپکو تکالیف
سی راحت دی یہہ اپنی نفس کیطرف کنایہ کیا (اس خلافت کی مثال گدلا پانی کی ہی اور اس لقمہ کی ہے جو کہانیوالی کے
گلی مین پہنسی) یعنی جو شخص ناحق اسکا طالب ہو تو ایسی ہی مین اسکو منظور نہین کرتا (پہل کا چننی والا خامی کے
وقت مین ایسا ہی جیسا غیر زمین کے بونیوالا -) یہہ اسکی طرف اشارہ ہی کہ آپکو معلوم تہا کہ ابہی تک میری خلافت کا
وقت نہین تو پہونچا تو سعی بے سود ہی -(اگر مین بولون تو کہین گے کہ بادشاہت کی حرص کی اور اگر سکوت
کرون تو کہین گے کہ موت سی ڈر گیا -) حالانکہ نہ بادشاہت کی حرص ہے نہ موت کا ڈر ہی بلکہ اصل یہہ ہی -

کرا ہی وقت نہین آیا (بعید ہی) یعنی تمہارا مطلوب مجہسی بعید ہی یا ملک و بادشاہت کا حرص کرنا
اور موت سے ڈرنا بعید ہی (ان سب کے بعد کیونکر موت سے مین بے صبری کرون قسم خدا کی ابن ابی طالب اوس
بچی کے بہ نسبت جو اپنی مان کے پستان کی رغبت کرتا ہی موت کے ساتہہ زیادہ مانوس ہی بلکہ مین ایسی
پوشیدہ علم کا واقف ہون اگر اوسکو ظاہر کرون تو تم بیقرار ہوجاؤ اور لرزنے لگو جیسی رسیان گہری کنوون
مین) یعنی احوال قیامت جو کچہہ مجہپر منکشف ہین اور حشر کے سختیان جو مجکو معلوم ہین اور گنہگارون اور لوگونکی
حقوق مین دست اندازی کرنے والونکی بدحالیان جو مین جانتا ہون اگر مین ظاہر و منکشف کردون تو تم
مضطرب ہوجاؤ ـ حضرت کی کلام کو دیکہیی اور اپنے دعوی سے مطابق فرمایئی ـ **قولہ** مولوی حیدر علی
جنکو آپ مقلد میر مہدی خاتم المتکلمین کہتی ہین ازالۃ الغین مین کنتوری علیہ الرحمۃ کی نسبت ذکر خطبہ مد بلاد
فلان مین محض اس گمان سے کہ اونکی زعم مین علامہ علیہ الرحمۃ نے شرح ابن میثم نہین دیکہی جس بحث کو اپنی
بڑی ناز و فخار سے ہدیہ جو واقع مین تہدید اہی لکہا ہے کیا کیا زبان درازیان فرماوین منصب تالیف
و تصنیف سے اونکو وہامین تعجب ہی کہ صاحب تحفہ کتاب ازالۃ الخفا کو جسکا حوالہ خود باب ہفتم مین دیتی
ہین اور گویا اپنی مصنف کی ہوت کا تو رتبہ اظہار نہین فرماتی مگر آیۃ من آیات اللہ و معجزہ رسول اللہ اونکی شان
مین لکہتی ہین خود اس کتاب کو ملاحظہ فرماوین تا کہ معلوم ہو کہ خانہ حضرت زہرا مین کون بزرگوار جمع ہوتی تہی
جنکی شان مین گستاخانہ ایسی کلمات کفر لکہی ہین اور پہر خاتم المحدثین کا خطاب پاتی ہین ـ سبحان اللہ ـ ع
ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا ـ **اقول** ـ اس قول مین مجیب لبیب نے دو امر تحریر فرمائی
جنکا جواب لکہنا اور اہل انصاف کی روبرو پیش کرنا ضروری معلوم ہوا اول علامہ کنتوری کے شرح
ابن میثم نہ دیکہنی کے نسبت مولانا مولوی حیدر علی رحمۃ اللہ علیہ کے اعتراض کے تحقیر و تکذیب دوسری
صاحب تحفہ رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت ازالۃ الخفا نہ دیکہنی کا ادعا ـ پس واضح ہو کہ حضرت مجیب
امر اول کے نسبت صاف طور پر نہ اقرار کرتے ہین نہ انکار لیکن قرائن فحوای کلام سے صاف انکار
مفہوم ہوتا ہے کیونکہ لکہتی ہین (محض اس گمان سے کہ اونکی زعم مین شرح ابن میثم نہین دیکہی ہو) اس
قول مین شرح ابن میثم کا نہ دیکہنا مجیب کے نزدیک بزعم و گمان حضرت خاتم المتکلمین گویا خلاف واقع ہی

لیکن مین پوچھتا ہون اپنی انصاف کو نصب العین کر کے فرمایئے کہ فی الحقیقت نفس الامر مین علامہ مذکور نے شرح ابن میثم کا مطالعہ فرمایا یا نہین اگر مطالعہ نہین فرمایا تو اس جوش و خروش کے ساتھ یہ شد و مد انکار توجیہات کی جو صاحب تحفہ نے کی ہین کیا معنی چونکہ بسبب غایت محبت خاتم المتکلمین رحمۃ اللہ علیہ کے جواب کو زبان درازی سے تعبیر فرمایا اسلیے مناسب معلوم ہوا کہ ملخصاً عبارت تحفہ کے اور اوسپر جو کچھہ علامہ کنتوری نے بے وجہ زبان درازی و یاوہ گوئی فرمائی ہی لکھی جاوے تا کہ اہل انصاف پر وضوح صحیح ہو جاوے اور معلوم کرین کہ خاتم المتکلمین نے جو کچھہ تحریر فرمایا ہی وہ محض بجواب حضرت علامہ کی زبان درازی کی بحکم لَا یُحِبُّ اللّٰہُ الْجَہْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ تحریر فرمایا ہی۔ خاتم المحدثین علامہ دہلوی قدس اللہ سرہ العزیز نے تحفہ مین بعد نقل خطبہ للہ بلاد فلان لقد قوم الاود وداوی العمد الخ کی جو عبارت تحریر فرمائی ہی اوسمین لکھتے ہین۔ ولہذا شارحین نہج البلاغت از امامیہ در تعیین لفظ فلان خلاف کردہ اند بعضی گفتہ اند کہ مراد ابوبکر است و بعضی گفتہ اند عمر الخ علامہ مذکور فرماتے ہین۔ اِنَّ ھٰذَا لَاِفْکٌ مُّبِیْنٌ ازین ناصبی باید پرسید کہ کدام شارح امامیہ گفتہ کہ مراد ابوبکر یا عمر است قال خاتم المحدثین درین عبارت سراسر بشارت ابوبکر را بدہ وصف عالی موصوف ساخت قال العلامہ ثبت العرش ثم انقش اول اینمعنی را اثبات باید رسانید کہ مراد از لفظ فلان درین کلام ابوبکر است بعد ازان باین اوصاف اثبات فضل ابی بکر باید نمود قال خاتم المحدثین رحمۃ اللہ علیہ عمدۂ این توجیہات نزد ایشان آنست الخ قال العلامہ این ادعا کذب محض است احتیاج این توجیہات شیعہ را وقتی می افتاد کہ در کتب شیعہ بجای لفظ فلان لفظ ابوبکر موجود می بود چون لفظ ابوبکر موجود نیست ایشانرا احتیاج بہیچ از توجیہات نیست پس آنچہ ناصبی بعد تقریر این توجیہات از ہذیانات خود سر کردہ از جہت ابتنای آن بر فاسد از قبیل بناء فاسد علی الفاسد باشد قال خاتم المحدثین و بعضی از امامیہ الخ قال العلامہ ہیچیک از امامیہ این توجیہ نکردہ مگر ابن ابی الحدید اور بعد اسکے لکھتا ہے و این ناصبی نیز این کلام ابن ابی الحدید را در حاشیہ ہمین قول نقل کردہ و چون این ناصبی خود در باب اول تصریح کردہ کہ فرقہ زیدیہ در مسئلہ امامت با اہل سنت موافق است باز مقالہ زیدیہ را با امامیہ نسبت دادن کذب صریح است انتہی اے اہل انصاف علامہ کنتوری کی عبارت کو ملاحظہ کر کے اول تو یہہ فرمایئے

درباب خطبہ للہ بلاد فلان علامہ کنتوری کی تکذیب

کہ علامہ کنتوری کے زبان درازی کس بنا پر ہی اور اگر بجواب اسکی کسی خوشہ چین خرمن ہمامین
حضرت خاتم المحدثین نے کچھہ سخت لکہدیا تو کیا بیجا کیا بعد اوسکی یہہ فرمایی کہ اس عبارت سی علامہ کا شرح
نہج البلاغہ کو دیکھنا مفہوم ہوتا ہی یا نہ دیکھنا کیا اس عبارت سی صراحۃً یہہ سمجھہ مین نہین آتا کہ علامہ نے شرح
ابن میثم کو خواب مین بہی نہین دیکھا - ورنہ ان جملون کی (پیچکس از امامیہ این توجیہ نکردہ - ان ہذا
الا افک مبین - این ادعا کذب محض ست) تحریر کی ہرگز ہمت وجرأت نہوتی پہر معلوم نہین
ہماری محجب لبیب کس انصاف کی قتضا سے شرح ابن میثم کے ندیکھنی کو محض مزعوم خاتم المتکلمین قرار
دیتی ہین - اور اگر فی الواقع علامہ مذکور نے شرح ابن میثم کا مطالعہ کیا ہی اور اوسمین واقعی لکھا ہی
کہ مراد لفظ فلان سی ابو بکر ہے یا عمر اور لکھا ہے کہ ابو بکر کے دس اوصاف کی ساتھہ مدح فرمایی تو پہر
آپ ہی علامہ کے حیا و انصاف کی شہادت دیجیی اور انصاف سی فرمایی کہ کیا علامہ کی مشت خاک
سی ماہتاب چہاردہمی پر غبار پہونچ سکتا ہے حاشا وکلا ہماری رائی مین مولانا خاتم المتکلمین کا
بہت بڑا احسان ہی جو آپکی علامہ کی دوش و گردن پر کہا - کہ انکو کتاب ابن میثم کے ندیکھنی کی عذر
وحیلہ کا موقع دیدیا اور اگر علامہ کے وفور علم وفضل اور کمال وانہماک مناظرہ کے اعتبار سے وہ
یہہ فرماتے کہ علامہ نے بیشک کتاب دیکہی ہوگی - لیکن جب دار وگیر خصم سے مفر نہین ملا تو
دیدہ ودانستہ انکار کرتا ہے یہہ ممکن نہین کہ ایسی متداول کتاب ندیکہی ہو اور خیانت وغیرہ کا الزام دیتی
تو علامہ کنتوری عالم برزخ مین بہی تہراتی اور محجب لبیب زیادہ تاب پیچ کہاتے پس محجب لبیب کو
اس الزام پر خوش ہونا چاہیی نہ کہ ناخوش ہون - امر دوم - جو ادعا کہ نسبت ندیکھنی صاحب
تحفہ علیہ الرحمۃ کے ازالۃ الخفا کو فرمایا ہے امر اول سی بہی زیادہ عجیب ہی ای حضرت فرمایی تو سہی
اس امر پر کونسی دلیل قائم ہے کہ صاحب تحفہ نے ازالۃ الخفا کو نہین دیکھا کیا حضرت نے اپنی زعم ہی کو
کافی دلیل تصور فرمالیا ہے - جو اس الزام سی آپ ہمکو دہمکاتی ہین مگر پہر آپ بہی کیا کرین
معذور ہین جواب لکہنا ضرور ہوا تو ایسی ہی باتون سے اپنا دل نہ بہلائین تو اور کیا کرین
ذرا علامہ کی تکذیب وانکار کو خاتم المحدثین کی تحریر سے ملا کر انصاف سے دیکھیی

اور پھر بھی اگر سمجھ مین نہ آوی تو بندہ کی گذارش کو جو جواباً عرض کیے ہے اسکی ساتھ منضم کرکے ملاحظہ
فرمائیے پھر آپ مانین یا نہ مانین لیکن آپ پر منکشف ہو جائیگا کہ خاتم المحدثین کا قول بالکل صاف اور بے غبار
ہی ہے ازالۃ الخفا کی بھی مخالف نہین اور علامہ نے شرح دیکھی یا نہین پھر تقدیر علامہ نے اپنی اس
انکار مین کہ لفظ فلان سے کسی شارح نے ابوبکر یا عمر مراد نہین لیا بڑی غلطی کھائی پس اب دیکھیے
ع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا - باقی آپکے ناشائستہ کلمات کا ہم کیا جواب لکھین

قولہ توضیح اللام ازالۃ الخفا کی عبارت نقل ہوتی ہے تاکہ آپ کو بھی معلوم ہو جائے کہ جنکی
شان مین آپکے خاتم المحدثین یہہ کلمات تحریر فرماتے ہین وہ کون حضرات تھے ازالۃ الخفا کی مقصد دوم
مآثر جمیلہ صدیق اکبر واقعہ صفحہ ۲۹ مطبوعہ مطبع صدیقی مقام بریلی مین تحریر فرماتے ہین
درہمین ایام مشکلے دیگر کہ فوق جمیع مشکلات توان شمرد پیش آمد و آن این بود کہ زبیر جمعی از بنی
ہاشم در خانہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالی جمع شدہ درباب نقض خلافت مشورہ بہا بکار میبردند شیخین
آنرا بہ تدبیر نیکو بالسیتی بہم زدند و تدارک ملالی کہ برمزاج حضرت مرتضی عارض شدہ بود بحسن ملاطفت فرمودند این
قصہ بر یکی چیز را حفظ کرد و چیزی ترک نمود در ینجا چند روایت نبویسیم تا قصیہ منقح گردد - عن زید بن
اسلم عن ابیہ انہ حین بویع لابی بکر بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان علی والزبیر یدخلان علی
فاطمۃ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیشاورونہا ویرتجعون فی امرہم فلما بلغ ذلک عمر بن الخطاب خرج حتی
دخل علی فاطمۃ فقال یا بنت رسول اللہ واللہ ما من الخلق احب الینا من ابیک وما من احد احب الینا بعد ابیک
منک وایم اللہ ما ذاک بمانعی ان اجتمع ھؤلاء النفر عندک ان امرتہم ان یحرق علیہم البیت قال فلما
خرج عمر جاؤھا فقالت تعلمون ان عمر قد جائنی وقد حلف باللہ لئن عدتم لیحرقن علیکم البیت
وایم اللہ لیمضین لما حلف علیہ فانصرفوا راشدین فروا رایکم ولا ترجعوا الی فانصرفوا عنہا فلم
یرجعوا الیہا حتی بایعوا لابی بکر اخرجہ ابن ابی شیبۃ اور اگر اس روایت کی صحت مین کچھ
کلام ہو تو اسی کتاب کے مقصد ثانی کے چھٹی فصل سقیفہ عمر واقعہ صفحہ ۱۷۹ ملاحظہ
فرمائیے کہ اس روایت کو باسناد صحیح علی شرط الشیخین یعنی بخاری ومسلم کے لکھتے ہین

اقول۔ یہہ روایت نہ آپکو کچہہ مفید ہی اور نہ آپکی خصم کو مضر ہی کیونکہ جس بنیاد پر جناب نے اس روایت کو
نقل کیا ہی فی الحقیقت وہ بنا ہی فاسد ہی۔ یہہ امر تو ظاہر ہے کہ یہہ دلسوزی حضرت زبیر رضی کی واسطے
تو نہین ہے کیونکہ اونکو تو کافر جانتی ہین تو صرف حضرت علی رضی کیوجہ سے کہ اونکو بدون کسی دلیل
عقلی نقلی عرفی کے معصوم اعتقاد کر رکہا ہے یہہ شور و شغب ہی اگر اہلسنت بہی معتقد عصمت حضرت
امیر رضی و صحابہ ہوتے تو البتہ یہہ الزام کسیقدر قابل التفات ہوتا لیکن جب اہلسنت ان حضرات کو معصوم
نہین اعتقاد کرتے تو نہ اونپر یہہ الزام وارد ہوتا ہے نہ اسکی طرف التفات کی ضرورت ہان اونکو افضل
امت اور کرام مین جانتی ہین اور دعوات صالحہ سے یاد کرتے مین اور انکی حق مین کہتی ہین ربنا
اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلا للذین امنوا ربنا
انک رءوف رحیم[ف۱] اور کوئی معصیت انکی مرتبہ عالیہ کو کم نہین کرتی حسب وعدہ خداوندی تعالے
اونکے مساعی جمیلہ فی الدین سبہ در مشکور اور انکی زلات و معاصی مغفور ہین باانہمہ کار و بار انتظامیہ
اور امور مہمہ کے اختلال کے وقت نہ حضرت صلی اللہ علیہ نے اسکی مراعات فرمائی اور فرمایا[ف۲] لو ان فاطمۃ
بنت محمد (اعاذہا اللہ من ذلک) سرقت لقطعت یدہا —— زانی کو رجم کرایا قاذف کو حد لگوائی
شارب خمر کو پٹوایا۔ تو جب وہ نے اونے شخصے حقوق مین یہہ نوبت پہنچے تو جن امور مین نوعی حقوق تمام
مسلمانونکی اور خداوند تعالے کے متعلق ہونگی اونمین کیونکر رعایت کیجا سکتی ہے۔ اور باوجود اسکی حضرت نے
ایسی لوگون کی نسبت جو کچہہ ارشاد فرمایا آپ جانتی ہی ہونگی۔ حاطب ابن ابی بلتعہ کا قصہ اور حضرت کا
ارشاد آپکو معلوم ہی ہوگا تو خلفا رضی اللہ عنہم نے بہی سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم
ہی سے یہہ طریقہ اخذ کیا اور اسپر عمل کیا تو اگر اسپر طعن کیا جاوی گا تو سیرت نبوی پر طعن عاید ہوگا
بلکہ خود حضرت امیر کے طریقہ پر طعن و الزام منصرف ہوگا کہ اونکا فعل بدرجہا اس سے زیادہ ہی کہ حضرت نے
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محبوبہ ام المومنین کا بہی جو بالاتفاق وفات شریف تک زوجیت مین رہین

۴۷

ف۱ ای رب ہماری بخش ہمکو اور ہمارے بہائیون ہماری کو جو آگے لائے ہمسے ایمان اور مت رکہہ بیچ دلون ہمارے کے بیر واسطی
اون لوگون کے کہ ایمان لائے ای رب ہمارے تحقیق تو شفقت کرنیوالا مہربان ہے۔ ۱۲ ف۲ اگر فاطمہ رضی اللہ عنہا
محمد کی بیٹی (اللہ اوسکو پناہ مین رکہی) چوری کریگی تو مین اوسکا ہاتہہ کاٹونگا۔ ۱۲

ازنص قرآنی الم المومنین مین پاس ادب نفرمایا اور قیل و قال سے بہی دریغ نکیا علاوہ ازین نقض بیعت صدیقی
کے مشورہ کی بابت خواہ اوسکو آپ حق سمجہین یا ناحق حضرت امیر کی نسبت آپکی اصول کے مطابق الزام لزوم معصیت
ثابت ہوتی ہے وہ یہہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امیر کو غصب حقوق و خلافت کی خبر دی
تہی اور صبر و سکوت کی وصیت فرمائی تہی اور فرمایا تہا خبردار کچہہ بہی کیون نکرین خلافت چہینین گہر
جلادین یا معاذ اللہ بنات طیبات غصب کرین دم نمارنا چون وچرا نکرنا پہر باہمہ تاکیدات بلیغہ و تشدیدات
شدیدہ آپ نقض خلافت کے مشورہ کرنے لگے اور خلاف وصیت و حکم پیغمبر کے عمل کرنے لگے علاوہ
اسکی کہ معاذ اللہ معصیت اور مخالفت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم مین مبتلا ہوئی آپکی اصول پر اس مخالفت پیغمبر
کی مکافات مین خلفا نے جو کچہہ عترت کے ساتہہ کیا بجا کیا۔ معتبر روایات شیعہ کے دیکہنے سے معلوم
ہوتا ہے خطا و نادرستگی کے حرکات انبیاء سے بہی سرزد ہوئی اور سبب لعن وطعن نہین قرار دیے گئے
حضرت موسیٰ کا قصہ حضرت ہارون کے ساتہہ پوشیدہ نہوگا کہ حضرت موسیٰ نے ہارون سے الا تتبعن
افعصیت امری[۱] فرمایا اور داڑہی پکڑ کر کہینچی تو اب خیال فرمائیے گا کہ موسیٰ کون تہے اور ہارون کون تہے
علی بن ابراہیم استاد کلینی نے تفسیر اہل بیت مین لکہا ہے جبکہ حضرت موسیٰ کے ساتہہ حضرت خضر
نے طفل کو مار ڈالا تو موسیٰ نے اونکو زمین پر دے مارا اور کوئی دقیقہ انکی بے حرمتی مین باقی نچہوڑا الفاظ
روایت یہہ ہین۔ اذا جنحت السفینة فی البحر[۲] قام الخضر فنظر الی جوانب السفینة فکسرها و
حشاہ بالخرق والطین فغضب موسیٰ غضبا شدیدا وقال للخضر اخرقتها لتغرق اهلها لقد
جئت شیئا امرا فقال له الخضر الم اقل انك لن تستطیع معی صبرا قال موسی لا تؤاخذنی
بما نسیت ولا ترهقنی من امری عسرا فخرج من السفینة فنظر الخضر الی غلام یلعب بین الصبیان
حسن الوجه کانه قطعة قمر فی اذنیه درتان فتامله الخضر ثم اخذه فقتله فوثب موسی علی الخضر

۱ تو میری پیچہے آیا کیا تو نے رد کیا میرا حکم ۱۲۔ ۲ جب کشتی دریا مین داخل ہوئی خضر اوٹہہ کر کشتی کے کنارونکو دیکہنے لگا پہر اوسکو توڑا اور چہتیڑے و مٹی سے اوسکو بند کیا تو موسیٰ نہایت غصہ ہوئے اور خضر سے کہا کہ تو نے اسکو پہاڑ ڈالا ایسی کہ ڈبادے اوسکے لوگونکو تو نے کی ایک چیز انوکہی خضر نے کہا مین نے کہا تہا کہ تو میرے ساتہہ صبر نکریگا موسیٰ نے کہا نہ مواخذہ کر مجہسے میری بہول پر اور نہ ڈال مجہپر میرے کام مین مشکل پہر کشتی سے نکلے اور خضر نے ایک حسین چاند کا ٹکڑا لڑکا دیکہا جو لڑکون مین کہیل رہا تہا اوسکے کانون مین دو موتی تہے خضر نے اوسکو تامل سے دیکہا پہر پکڑ کر مار ڈالا پس موسیٰ خضر پر چڑہ گیا۔ ۱۲

وجلد بہ الارض فقال اَقَتَلْتَ نَفْسًا زَکِیَّۃً بِغَیْرِ نَفْسٍ لَقَدْ جِئْتَ شَیْئًا نُکْرًا ۔ ظاہر ہی کہ جو کچھہ
حضرت موسیٰ سے ظہور پذیر ہوا خطائے نادانستگی کے طور پر واقع ہوا کہ جوش حقانیت مین اونکو تاب
نرہی اور کر بیٹھی جو کچھہ کہ کیا اسیطرح ان حضرات سی بہی ابتدا انعقاد خلافت صدیقی مین خطائً کوئی
امر بالفرض واقع ہوا ہو تو ہرگز سبب طعن و لعن نہین ہوسکتا ۔ **قولہ** اس مقام مین بہت کچھہ
بحث ہوسکتی ہے مگر چونکہ ہماری غرض بیان اسیقدر ہی کہ جو حضرات خانہ جناب زہرا مین جمع ہوئی
تہی وہ کون تہی ایسی زیادہ نہین لکھتی **اقول** اس تھوڑی بحث کا نتیجہ و ثمرہ تو آپ پا چکی اگر
بہت کچھہ بحث ہوتی تو آپ ہی کے اجتہاد و انصاف پر بہت کچھہ دہبہ آتا ۔ اور اس روایت کی ذکر
سی اگر اتنی ہی غرض تہی کہ جو حضرات خانہ جناب زہرا مین جمع ہوئی تہی وہ کون تہی تو اسکا کنی
انکار ہی کہ یہہ حضرات وہان نہین تہی اور اگر مقصود یہہ ہی کہ یہہ بزرگوار بوجہ ارتکاب اس فعل کے
درجہ مکرمت اور بزرگی سے ساقط ہوگئی اور مستوجب لعن طعن کے ہوئی تو ثابت کیجئی اور ثابت
کرکے اپنی مدار مقبولین کو بچائی ۔ **قولہ** مگر اسقدر عرض کرنے سے باز نہین رہ سکتی
کہ اسجگہہ جو چالاکی و ہوشیاری حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے کی ہی وہ قابل دید ہی فارسی عبارت
مین زبیر و جمعی از بنی ہاشم لکہا ہی جناب امیر کا نام نہین لکہا تاکہ فارسی خوان یہہ نجانے کہ جناب
امیر بھی مخالف تہی ۔ **اقول** حضرت شاہ ولی اللہ نور اللہ مضجعہ کے تو چالاکی ہی یا نہین
لیکن محب لبیب کی دانشمندی انصاف قابل دید ہے کوئی عاقل جبکہ وہ یہہ جان سکتا ہو کہ یہہ اجتماع و شوری
جناب علی و حضرت زہرا کی خانہ مین ہوتا تہا کبا اسمین تردد کریگا کہ حضرت امیر اسمین شریک تہی یا
نہین تہی ۔ بہلا یہہ ممکن ہی کہ ایک شخص کے گہر مین اتنے بڑے عظیم الشان امر مین مشورہ ہوتا ہو
اور اوس کو اوس سے لگاؤ نہو علی الخصوص جبکہ اسکی ساتہہ مین یہہ بہی ضمیمہ کیا جاوی کہ حضرت
زہرا جیسی زوجہ مکرمہ مطیعہ کی ساتہہ مشورہ ہوتا ہو تو ہرگز عقل کو اسکی تسلیم کرنے مین تامل نہوگا
اور عقل اسکو بداہتہ قبول کریگی کہ حضرت کو اسمین شمولیت ہی تو فارسی عبارت مین اسکا عدم ذکر

لہ اور زمین پر دے پٹکا اور کہا تو نے مار ڈالی ایک ستہری جان بن بدلے کسی جان کے تو نے کی ایک چیز نامعقول ۔ ۱۲

بوجہ ہدایت کی ہی نہ چالاکی و ہوشیاری کیوجہ سے علاوہ اسکی اگر یہہ امر بدیہی نہو تاہم فقرہ (و ملالی
ملالی کہ بر مزاج حضرت مرتضی عارض شدہ بود بمجلس بلاطفت زدودند) اظہار اس مطلب مین ایسا
صاف ہی کہ ہر شخص سمجہہ سکتا ہے کہ حضرت امیر اوسوقت ناخوش تھی - معہذا مجیب لبیب یہہ
جو فرماتے ہین (تاکہ فارسی خوان یہہ بجانے -) اسمین فارسی خوان سے کیا مراد ہی - اگر فارسی خوان
سُنی مراد ہی تو بالفرض اگر سنی فارسی خوان اسکو جانیگا تو کیا حرج ہے وہ کب اعتقاد رکہتا ہے
کہ حضرت امیر معصوم ہین اہلسنت جیسی زبیر کی معتقد فضائل ہین ویسا ہے حضرت امیر
کی ہین جب زبیر کا ذکر اونکو مضر نہین تو حضرت امیر کا ذکر کیون مضر ہوگا جیسا اونکی فعل کو
خطا پر محمول کرتے ہین ویسا ہی حضرت امیر کے فعل کو محمول بر خطا کریگا - اور اگر شیعہ مراد ہی
تو اولاً یہہ کتاب شیعہ کی واسطی لکہی نہین گئی کیونکہ دلائل الزامیہ مسلمات خصم سے اسمین استدلال
نہین کیا گیا - اور ثانیاً شیعہ تو پہلے ہی سے اعتقاد رکہتی ہین کہ حضرت علی ابی بیعت صدیق
کی مخالف رہی پس اگر وہ اس عبارت سے حضرت امیر کے ہی شرکت جانیگا تو کیا حرج ہوگا - پس
یہہ مجیب لبیب کی نظر تعصب و عنادی ہی جسنی دانشمندی و انصاف کو خاک مین ملا رکہا ہے
تا ان چالاکی و ہوشیاری اکابر علماء شیعہ کی قابل دید ہی کہ وہ اپنی مذہب کے حفظ ناموس کے لیئی
روایات مین تراش خراش کر ڈالتی ہین - ملا باقر بحار الانوار مین آپکی امام المحدثین کلینی کی روایت نقل
فرماتے ہین اور اوسکی نسبت فرماتے ہین کہ اسمین صدوق صاحب نے تغیر تبدل کیا ہی - ہذا الخبر ماخوذ من الکافی وفیہ
تغییر عجیب تورث سوء الظن بصدوق وھو انما فعل ذلک لیوافق مذھب
اھل العدل اور نیز علامہ رضی کے چالاکیان ہی جو نقل خطبات جناب امیر مین اونہون نے
فرمائی ہین جنکا شراح کو بہی اعتراف ہی قابل تماشا ہی دکہا بہا فخزادفتدوۃ - پس یہہ چالاکیان
و ہوشیاریان حضرت کی اکابر ہی کرتے چلے آئی ہین بفضل اللہ تعالے مذہب اہلسنت

۱ یہہ خبر کافی سے ماخوذ ہی اور اسمین عجیب تغیر ہے جس سے صدوق کی نسبت سوء ظن ہوتا ہی اونسی یہہ تغیر
اسلیئی کیا کہ اہل عدل کے موافق ہو جاسکے ۱۲ -

تراش و خراش سے پاک و منزہ ہی اور یہہ حال تو اوس شخص کا ہی جو ملقب بصدوق ملقب ہی تو جو
حضرات صدوق نہین ہین اونکا کیا حال ہوگا۔ **قولہ** لطف یہہ ہی کہ شاہ صاحب گہر جلانے
کی تہدید کو حسن ملاطفت تحریر فرماتے ہین اور کچہہ نہین شرماتے شاید حضرات اہلسنت کی
اصطلاح مین ایسی ہی باتونکو حسن ملاطفت کہتی ہین تشدد کو خدا جانے کیا ہوگا۔ **اقول**
اس شرم و حیا پر آفرین ہے کہ عبارت کا مطلب خلاف سیاق خود ہی اپنی طرف سے تراش لیا
اور اعتراض کر دیا پہر اوسپر جوش حیا میں طعن و تشنیع مزید بران سخن ہم طعن و تشنیع سے قطع نظر
کرکے مجیب لبیب کی خدمت مین گذارش کرتے ہین کہ شاہ صاحب نے گہر جلانے کو حسن ملاطفت
کہان تحریر فرمایا۔ عبارت شاہ صاحب کی یہہ ہی۔ (حضرت شیخین آنرا بہ تدبیر یکہ بایستی بر ہم
زدند و تدارک ملالی کہ بر مزاج حضرت مرتضیٰ عارض شدہ بود بحسن ملاطفت فرمودند) اہین دو جملہ
مذکور مین جو لاحق سابق پر حرف واو کی ساتہہ معطوف ہی اور کیا آپ باینہمہ ادعای اجتہاد اتنا بہی
نہین جانتی کہ فی الاصل عطف بالواو مغائرت معطوف و معطوف علیہ کو مقتضی ہی تفسیر کا ارتکاب
اوسجگہ ہوتا ہی جسجگہ محل مغائرت کو محتمل نہو۔ استعمالات اسکی شاہد ہین ورنہ لازم آوی کہ تاکید تاسیس
سے بہتر ہو۔ حاصل مدعا عبارت کا جو صاف اور واضح طور پر الفاظ سے سمجہہ مین آتا ہی یہہ ہی
کہ شیخین رض نے اوس فتنہ کو جو ان حضرات کی مشورہ سے اوٹہنی والا تہا اس تدبیر اور تہدید سے فرد
کیا اور حضرت امیر رض کے ملال کا (جو مشورہ بیعت صدیقی مین نہ شامل ہونے یا اس تہدید کی وجہ سے
ناشی تہا) حسن ملاطفت سے تدارک کر دیا اور ذلیل اس رفع ملال کی یہہ ہی کہ آپ ہمیشہ مشورہ
مین شریک رہی اور نیک صلاح بتاتی رہی۔ نہج البلاغۃ کو ملاحظہ فرمایئی۔ میری اس قول کی تصدیق
پاینگا اور ایک روایت استبصار کی بہی یاد آئی جو باب الحد فی اللواطۃ مین مذکور ہی سو لکہی دیتا ہون
ابو علی الاشعری عن الحسن بن علی الکوفی عن العباس بن عامر عن سیف بن عمیرۃ عن عبد الرحمن
العرزمی[1] قال سمعت ابا عبد اللہ علیہ السلام یقول وجد رجل مع رجل فی عمارۃ فہرب احدہما

[1] عبد الرحمن عرزمی کہتا ہی کہ مینے امام ابو عبد اللہ سے سنا فرماتے تہی کہ ایک مرد کو کسی مرد کے ساتہہ (بدفعلی کرتے ہوئی) پایا۔ ۱۲

ما

واخذ الآخر فجئ به الی عمر فقال للناس ما تأثرون قال فقال هذا اصنع کذا او قال هذا اصنع کذا
قال فقال ما تقول یا ابا الحسن قال اضرب عنقه قال فضرب عنقه قال ثم اراد ان یحمل فقال مه انه قد بقی
من حدوده شئ قال ای شئ قد بقی قال ادع بحطب قال فدعا عمر بحطب فامر به امیر المؤمنین ع فاحرق به۔

اور اگر اس سے تسکین خاطر سامی نہو تو لیجیے اس سے بہی زیادہ صریح پیشکش کرتا ہون حضرت مولانا
خاتم المتکلمین رح ازالۃ الغین مین آپکی فاضل اخباری کے جواب ایضاح مین سے عبارت نقل کی ہے وہ
عبارت ملتقطاً بندہ عرض کرتا ہی واگر بانصاف تامل فرمایند واضح است کہ بنا بر علی مزعوم الامامیہ
از خلفاء ثلثہ راشدین گو نسبت بامیر المومنین و فاطمہ سلام اللہ علیہا نقض عہد و نکث بیعت غدیر
وغصب فدک و دیگر چند اعمال دال بر عناد سر زدہ اما با اینہمہ باز در ظاہر طریقہ معاشرت اینہا با اہل بیت سید
ہمین اعزاز و اکرام باتفاق فریقین بود و اجرای شعائر اسلام را بجز افعال معدود کہ در کتب کلامیہ و سیر
موجود و منشاء طعن و قدح در شان شان ست بالمرہ نزد امامیہ نیز از میان برنداشتہ بودند بلکہ پاس
شرع متین را نصب العین خاطر خود ہا میداشتند الخ - اب آپ بغور اپنی فاضل اخباری کی شہادت
کو ملاحظہ فرمایئے کہ شیخین کے حسن ملاطفت کی کس طرح شہادت دیتا ہی اور پہر بہی اگر شک رہی
تو اپنی ہی فاضل کے روح پرفتوح سے دریافت کیجیے کہ حضرت جب ان بزرگوارون نے نقض عہد
کیا اور نکث بیعت کے اور فدک کو چہینا اور بنات طیبات کو غصب کیا جب یہہ سب کچہہ کیا تو تذلیل
و اہانت مین کونسا دقیقہ باقی رہگیا پہر آپ جو یہہ فرماتے ہین کہ اعزاز و اکرام باتفاق فریقین بود اگر
یہہ ہی اعزاز و اکرام ہے تو خدا جانے تذلیل و اہانت کیا ہوگی آپ بہی بات فرماتے ہین اور کچہہ
نہین سمجہتے پہر جو کچہہ آپکو آپکی فاضل کے روح سے جواب ملی وہی ہمارا جواب سمجہہ لیجیئے -

قولہ اب ذرا غور فرمایئے کہ جن حضرات کو آپکی خاتم المحدثین صاحب خیانت و شرار فساد
پیشہ و مردودان جناب الہی لکہتی ہین وہ انکی والد ماجد کی شہادت سے یہہ حضرات تہی

اقول اسکا جواب سابق مین عرض کیا جاچکا ہے حاجت اعادہ نہین اور ہمکو حیا
مانع ہے کہ ہم بار بار اون اوصاف و کلمات کو نقل کرین جو شیعہ انبیاء سے لیکر صحابہ تک کے

شانمین فرماتے ہین **قولہ** جناب سیدہ کی نسبت یہہ کہنا کہ اونکی پاس ایسی اشخاص آتی تہے
بی ادبی ہی نہین بلکہ بیدینی ہے آج کوئی ادنے مولوی کی بیٹی کے نسبت اوسکی شاگردونمین سے
یہہ کلمہ کہہ سکتا ہے - یہہ حضرات اہلسنت کی ہی کمال شادت ہے کہ اہلبیت جناب سالتمآب
کی شانمین یہہ کلمات کہتے ہین اور پہر جرأت مین داخل اور مدعی ولا و تمسک اہلبیت ہین **اقول**
ای اہل انصاف ذرا ان فضائل و کمالات کیا جاگتی ہو یا سو گئی قطع نظر مجیب لبیب کے تہذیب کے اونکی
اجتہاد اور انصاف اور علم و فضل اور دانشمندی و عقل و جرأت و ہمت اور حیا و شرم کو ملاحظہ فرماؤ
اور تحسین و آفرین پڑہو کہ ہمارے حضرت مجیب کو اگر کتاب اللہ کی خبر نہین تو چندان مضائقہ نہین
کہ معذور ہین لیکن اپنی مذہب کے روایات پر بہی تو مطلق نظر نہین شاباش ع این کار
از تو آید و مردان چنین کنند - اب لیجیے اول کتاب اللہ کی شہادت سنیے - حق تعالی شانہ سورۂ
نور مین ارشاد فرماتا ہے - یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ بُیُوْتِکُمْ حَتّٰی تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا
عَلٰٓی اَهْلِهَا[1] یہہ آیت شریفہ صراحۃً مومنین کو اجازت دیتی ہے اور حکم کرتی ہے کہ دوسرونکی گہرونمین باجازت
و استیناس داخل ہونیکا مضائقہ نہین ہے اور یہہ بزرگوار قطع نظر اسکی کہ اکابر صحابہ مین سے ہین
حضرت زبیر حضرت امیر کے ساتہہ قرابت بہی رکہتے ہین تو انکی لئے بالاولے اجازت دخول ہوگی
ظاہر ہے کہ حضرت زبیر آپکی پہوپہی زاد بہائی تہی اور جب حضرت امیر بہی شریک مشورہ تہی تو ممکن نہین
کہ یہہ دخول حضرت کی بلا اجازت ہو اگر مجیب لبیب مدعی ہین تو ممانعت ثابت فرماوین - اگر اس
سے تشفی نہو تو اور سنیے حق تعالے شانہ مومنین کو اپنی نبی کے گہر مین باذن داخل ہونے کی اجازت
فرماتا ہے اور فرماتا ہے یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتَ النَّبِیِّ اِلَّآ اَنْ یُّؤْذَنَ لَکُمْ[2]
اور جبکہ خود نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے گہر مین داخل ہونے کی اجازت ہے تو اہلبیت نبی
کی گہر مین داخل ہونے سے کون مانع ہے تو جب یہہ حضرات داخلین اکابر صحابہ اور اعاظم

---

[1] اے ایمان والو مت جاؤ گہرون مین اپنے گہرون کے سوا جب تک نہ بول چال کر لو اور سلام دے لو ان گہر والون پر - ۱۲

[2] اے ایمان والو نبی کے گہرون مین مت جاؤ - مگر جو تمکو اجازت ہو - ۱۲

مسلمین سے ہین اور جو علاوہ انکی دوسری لوگ تہی تو وہ ان ہی کی معیت اور تبعیت مین تہی
اور باجازت و مشورہ حضرت امیر داخل ہوئی تو کوئی قباحت شرعی و عقلی لازم نہ آئی اور بحمد اللہ
تعالے نہ کچہ اہل سنت کی رشادت اور ولا و تمسک مین فرق و قصور آیا۔ لیکن اب حضرات
شیعہ کی روایات معتبرہ کی شہادات پیش کر کے اہل انصاف سی ملتمس ہون۔ کہ مجیب
لبیب و اکابر شیعہ کے رشادت اور ولا و تمسک کا مشاہدہ فرماوین۔ اور دیکہین کہ ہمارے
مجیب لبیب کا پایہ انصاف و تدین کس درجہ پر پہونچا ہوا ہے بحار مجلسی کی روایت جو طعن
الرماح مین مذکور ہی اوسکا ترجمہ مولانا حیدر علی نور اللہ ضریحہ نے ازالۃ الغین بحث ۱۴ مین
نقل کیا ہے سنیی حضرت صادق علیہ السلام فرمود کہ ابوبکر و عمر از امیر المومنین سوال کردند
کہ شفاعت نماید و ایشانرا ہمراہ خود نزد فاطمہ زہرا ببرد ہر گاہ داخل شدند گفتند کہ ای دختر
پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم چہ حال داری فرمودند بحمد اللہ بخیریتم۔ الخ۔ یہہ روایت
نص صریح ہی اس امر مین کہ شیخین رض حضرت زہرا کی پاس گہر مین داخل ہوئی دوسری روایت
اگرچہ طول طویل ہے لیکن ملتقطاً فقرات موافق مطلب عرض کرتا ہون۔ پس آنحضرت بیمار شد
و جناب ولایت مآب در اوقات نمازہای پنجگانہ بمسجد میرفت و ابوبکر و عمر پرسش حال رسیدہ می نمودند
تا اینکہ بیماری آنحضرت سنگین شد آن ہر دو کس گفتند ای علی درمیان ما و فاطمہ رنجشی کہ واقع
شدہ بود تو بہتر میدانی پس اگر مناسب دانی اجازت فرما تا عذری از تقصیر گناہ خود بیان نمائیم
فرمود شما درین باب خستیار دارید پس آن ہر دو بر در دروازہ حجرہ مطہرہ حاضر شدند و آنجناب
اندرون دولت سرا رونق افزا گشت و فرمود کہ شیخین حاضر اند و میخواہند کہ سلام نمایند
بر شما پس مرضی شما چیست آنحضرت فرمود خانہ خانہ شماست و من زوجہ مطیعہ شما ام پس
ہر چہ مرضی شریف باشد بجا آرید فرمود چادر بسر گیر پس مقنعہ مطہرہ را بر سر کشید و روی خود را
جانب دیوار گردانید پس ہر دو آمدند و گفتند کہ راضی شو از ما خدا راضی شود از تو۔ الخ
یہہ روایت بہی مثل روایت سابقہ کے آشکارا طور پر دلالت کرتی ہے کہ حضرت شیخین جناب زہرا کے

پاس گھر مین داخل ہوئی اور علل الشرائع کی روایت کا خلاصہ جو ازالۃ الغین مین مذکور ہی یہہ ہی
بلکہ اوسمین سی یہہ ہی اوّل حضرت سیدہ نے قسم کہائی کہ مین نہ اجازت دونگی اور نہ شیخین سے کلام
کرونگی بعد اوسکی بسفارش حضرت امیر اجازت دی اور شیخین اندر داخل ہوئی تو اب مجیب لبیب کی خدمت مین
التماس ہی کہ اگر زبیر وغیرہ کا حضرت زہرا کے گہر مین آنا باوجودیکہ وہ اہلسنت کی نزدیک اعاظم اہل اسلام
اور عشرہ مبشرہ مین سی ہین بے ادبی نہین بلکہ بیدینی ہی قرار پائی تو اب بلحاظ ان روایات کی حضرت
شیخین کے حضرت سیدہ کی پاس گہر مین داخل ہونی کی نسبت باوجودیکہ حضرات شیعہ شیخین کے جناب
مین کونسی بے ادبی اور گستاخی ہی جو نہین کرتے حضرت مجیب منصف راویان ان روایات کی حق مین کونسا
بیدینی کا مرتبہ ثابت فرماوینگے اور کس درجہ بیدین انکو ٹہراوینگے - اور کچہہ ان روایات پر منحصر نہین حضرات شیعہ تو
معاذ اللہ حضرت سیدہ کو مجمع فساق و اہل نفاق و شقاق مین جانتے بلکہ اونمین سی ہر ایک کی دربدر پہرنے کی
روایت کرتے ہین الفاظ روایت عنقریب ذکر کر آیا ہون دو چار ورق اولٹ کر دیکہہ لیجئے اور دیکہہ کر انصاف
سی فرمائیے کہ یہہ روایت جو ازالۃ الخفا سے نقل فرمائی ہی بیدینی ہی یا یہہ روایات جو حضرات شیعہ نے
روایت فرمائی ہین اگر آپنے اس روایت کو بنظر انصاف بیدینی فرمایا ہی تو انشاء اللہ تعالے ان روایات کو
جو آپکی اکابر علما نے نقل فرمائی ہین بعد ملاحظہ بشرط انصاف و عدم عصبیت و حمیت اہلیہ و جاہلیت کی ساتہہ
تعبیر فرماوینگے ہم تو کچہہ عرض نہین کر سکتی آپ اپنی انصاف سی جو چاہین فرمائین اور اگر روایات گذشتہ کا
دیکہنا گران بار خاطر گرامی ہو تو بحمد اللہ تعالے میری تتبع قاصر مین اور بہی روایات ہین بخوف طوالت
صرف استبصار سے جو اسوقت میری سامنی موجود ہی ایک روایت نقل کرتا ہون - باب الصلوۃ علی الجنازہ
معہا امرأۃ مین روایت ہی علی بن الحسین عن عبد الرحمن بن ابی نجران و سندی بن محمد و محمد
بن الولید جمیعا عن عاصم بن حمید عن یزید بن خلیفۃ قال[1] کنت عند ابی عبد اللہ علیہ السلام فسألہ
رجل من القمیین فقال یا ابا عبد اللہ تصلی النساء علی الجنازہ قال فقال ابو عبد اللہ ان رسول اللہ

سلہ - یزید بن خلیفہ کہتا ہے کہ مین امام ابو عبد اللہ کے پاس تہا کہ اہل قم مین کے ایک شخص نے آپ سے سوال کیا
اے ابو عبد اللہ کیا عورتین بہی جنازہ کی نماز پڑہین امام ابو عبد اللہ نے فرمایا کہ رسول اللہ نے ---

کان فیما ھدر دم المغیرۃ بن ابی العاص وحدث حدیثا طویلا وان زینب بنت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ توفیت وان فاطمۃ خرجت فی نسائہا فصلت علی اختہا یہہ روایت حضرت سیدہ کی گہر سے نکلنی پر دلالت کرتی ہے اور واضح ہو کہ یہہ نکلنا دوسری روایات استبصار سے ہی ناجائز قرار پاتا ہے - عنہ عن العباس بن عامر عن ابی المغرا عن سماعۃ عن ابی بصیر عن ابی عبد اللہ ؑ قال لیس ینبغی للمراۃ الشابۃ ان تخرج الی الجنازۃ تصلی علیہا الا ان تکون امراۃ قد دخلت فی السن - علی بن فضال عن محمد بن علی عن محمد بن یحیی عن غیاث بن ابراہیم عن ابی عبد اللہ ؑ قال لا صلوۃ علی جنازۃ معہا امراۃ - علاوہ ازین وہ روایت جو حضرت کلینی نے حضرت صفیۃ المعصوم ام کلثوم کی نسبت فرمائی ہے کمال دینداری پر مبنی ہے وہ نہایت حیا اور دینداری سے اول فرج غصبت منا الامر کہے اونکی نسبت روایت فرماتے ہین فی الواقع اہلسنت سے یہہ ہرگز ممکن نہین کہ ادنی مولوی سنی کی دختر کی نسبت ایسی فحش اور بازاری باتین کہین چہ جائیکہ سیدہ مطہرہ کے جناب مین حاشا وکلا یہہ حضرات شیعہ ہی کی کمال شادت اور نہایت دلاوری تمسک و محبت اہلبیت طاہرین ہے کہ اونکی آڑ مین جو چاہتے ہین فرماتے ہین نہ خدا سے ڈرتے ہین نہ رسول سے شرم کرتے ہین خدا کی یہی ذرا انصاف کی آنکھین کہولکر فرمائین کہ کوئی ادنے مجتہد یا مولوی شیعہ کے بیٹی کے نسبت کوئی سنی یا اونکی شاگرد ولنسی یا اونکی دوستون سے ہو ایسی کلمات جو آج اونکی بزرگ اہلبیت کی دشمنون کے جناب مین کہتے ہین کہہ سکتا ہی لا واللہ ثم لا واللہ حضرت سیدہ کا ایسی مجمع مین تشریف لیجانا روایت کرنے کو رشادت اور دلاور تمسک سے تعبیر کرون یا اونکی در بدر پہرنے کو رشادت اور دلاور تمسک کہون یا آپکے پاس ایسی لوگونکی آنے کو یا حضرات شیعہ کے اس فحش بیانی کو عترت طاہرہ کی نسبت رشادت اور دلا تمسک قرار دون ایک ہو تو عرض کرون ع دل ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم انا للہ وانا الیہ راجعون - مگر غالبا یہہ دلسوزی محض بغض اہلسنت اس بنا پر ہی کہ حضرت سیدہ سلام اللہ علیہا اہلبیت مین معدود و محسوب ہون اور حضرت کا دخل اہلبیت ہونا غالبا اسی روز سیاہ کی لیئی تسلیم

سلہ جسمہ لڑکی جنکا خون مباح کر دیا تہا مغیرہ بن ابی العاص تہا اور طویل قصہ بیان فرمایا اور کہا کہ زینب حضرت کی صاحبزادی نے وفات پائی اور حضرت فاطمہ مع عورتونکی شامل ہکین اور اپنی بہن کے جنازہ کے نماز پڑہی ہے ۱۲ - سلہ امام ابو عبد اللہ سے مروی ہے کہ جوان عورت کو مناسب نہین کہ نماز جنازہ کو نکلی مگر یہہ کہ سن رسیدہ عورت ہو ۱۲ - سلہ امام ابو عبد اللہ سے مروی ہے کہ جس جنازہ کے ساتھ عورت ہو اوس پر نماز ہی نہین ہے ۱۲

کیا گیا ہی ورنہ اگر حسب فرمودہ صاحب شافی شارح کافی کلینی و صاحب کنز العرفان دیکہا جاوی جسکی عبارت ہم
اوپر نقل کر آئی ہین تو اس تطویل کی کچہہ حاجت نہین اور ان توجیہات کی کچہہ ضرورت نہین کیونکہ جب حضرت سیدہ کا
اہلبیت مین معدود ہونا محتمل ہی بلکہ اگر اہلبیت مین معدود ہین تو مجازاً اور فی الحقیقت اہلبیت مین شامل
نہین تو پس قصہ ہی طی ہو چکا آپ کس موہہ سی بے ادبی اور بے دینی کا اعتراض فرمائینگی کیونکہ یہہ سب قصہ
تو اسی بنا پر کہا تہا کہ اگر اہلبیت مین شمار کیجاتے تہین سو انکی صاحب شافی اور صاحب کنز العرفان نے ایک
کرشمہ مین ہمارا عقدہ ہی حل کر دیا واقع مین یہہ کتابین اسم بامسمی نکلین **قولہ** اس عبارت دلالت تحفہ
سی وہ راستی و صدق نقل روایت جو صاحب تحفہ نے فرمائی ہی کہ حضرت زہرا ہم از نشست و برخاست
اوہا مکدر و ناخوش بود الخ خوب واضح ہی جناب امیر کی نشست و برخاست سی جناب زہرا معاذ اللہ ضرور
مکدر و ناخوش ہو ہی جاتی ہونگی - **اقول** صاحب تحفہ قدس سرہ کی صدق و راستی نقل روایت مثل روز روشن
ظاہر ہو رہا ہی لیکن اسکا کیا علاج کہ آپنے شاید قسم کہا رکہی ہے کہ عبارت کی صحیح مطلب کو ہرگز فہم تک رسائی
نہ دینگے - پہر اسپر کیا کچہہ حق الیقین کا ادعا اور انصاف کا کیسا کچہہ زعم ہے لیکن آپ بہی مجبور ہین
آپ کیا کرین جیسا کچہہ صاحب تنزیہہ و تشیید وغیرہ نے غلط صحیح فرما دیا آپنے اعتقاد کر لیا اور اگر ایسا نکرین
تو کیا کرین حضرت میر صاحب گستاخی معاف کیجاوین نشست و برخاست اوہا کجا نشست و برخاست
جناب امیر اگر زیادہ نہین تو صرف اتنا ہی کسی طالب علم سے دریافت کر کے سمجہہ لیجئی کہ مجموع
من حیث المجموع کا حکم افراد من حیث الافراد کی حکم سے مباین اور مغائر ہوا کرتا ہے اسکی صدہا مثالین
عالم مین موجود ہین اگر ایک پتہر کو ہزار آدمی اوٹہا سکتے ہین تو ہر ایک ہرگز نہین اوٹہا سکتا
اور اگر ایک رسی بہت سی بالون سے بنی ہوئی ہے ہاتہی کو باندہ سکتی ہی تو ایک بال سے
ہاتہی نہین بندہ سکتا علاوہ ازین جو حکم کسی قید خاص کی ساتہہ مقید ہو اوسکو محض اپنی
غلط خیال سے مطلق سمجہہ کر معترضانہ مخالف کی مقابل ہونا کسقدر خلاف عقل اور نا انصافی ہی
یہہ حضرات یہہ خیال نہین فرماتے کہ وہ قید جسکی ساتہہ یہہ حکم مقید ہو رہا ہی - وہ علت اور مدار
حکم ہے گویا فی الحقیقت حکم اوس حیثیت پر جو بمنزلہ وصف ہی دائر اور وارد ہو رہا ہی لیکن

چونکہ عموماً حیثیات و اوصاف توابع ہوتی ہین اور بدون وجود موصوفات کی وجود خارجی سی معرا ہوتی
ہین سلبی موصوفات کا ذکر ضروری ہوتا ہی لیکن اوس سی یہہ سمجھنا کہ ذات موصوفات کے
مطلقاً محکوم علیہا ہی طلبہ ایسا نوجی خوانان ہی بعید ہی پس اس اعتراض سی حضرت مجیب لبیب اور اونکی
اون بزرگوارونکی جنہوں نے تحفہ پر اس قسم کے اعتراضات کیے ہین بکمال عقل و فہم اور انصاف و تحقیق حق
واضح ہوتے ہی معہذا حضرت مجیب کا ناخوشی آنکہ در حضرت زہرا سی جناب امیر کے ساتھہ اسقدر
استنکاف محض اپنی اکابر کے تصریحات کے ناواقفیت یا تجاہل کے وجہ سی ہے ورنہ حسب تصریح علمائ
سابقین قوم حضرت معصومہ کا جناب امیر کو (دروغ برگردن راوی) جنین پردہ نشین بلفظ نجاست
سی تشبیہ دینا اور خائنین در خانہ گریختہ کے مثل فرمانا کونسی خوشدلی پر اور صفائی طبع پر مبنی ہی اور خاطر
اس معاملہ مین قرائن صاف طور پر دال ہین کہ جناب سیدہ اس نشست و برخاست سی کمال ناخوش
تھین - قرینہ اول یہہ ہی کہ بعد تہدید حضرت عمرؓ کے حضرت سیدہ نے مہاجرین و انصار مین سے
کسیکی دروازہ پر جاکر شکایت نہین فرمائی کہ لوگو عمر میرا گھر جلانا چاہتا ہے تعجب ہی کہ چند درخت
خرما کی بھی تو (معاذاللہ دروغ برگردن راوی) یون مجمع مہاجرین و انصار مین فریاد و فغان
فرماوین اور اتنے بڑے امر کو سنکر اسطرح خاموش ہوکر بیٹھہ رہین دوسرے عمرؓ سے سنکر آپ نے اونکو
بطور اتمام حجت کی بھی کچھہ جواب نہ دیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپکا یہہ ہی منشا تھا تیسرے یہہ
کہ حضرت امیر وغیرہ کو یہہ ہی صلاح دی کہ جاؤ اپنی رائے آپ سوچو اور میری پاس نہ آؤ صریح معلوم
ہوتا ہے کہ آپکا یہہ ہی مدعا تھا جو عمر رضی اللہ عنہ کی دھمکی کے پردہ مین ظاہر فرمایا اور بوجہ کمال حیا
کی آپ اوسکو بے پردہ نہین فرماتے تھین - پس حضرت مجیب خوب غور و تامل کے ساتھہ بنظر انصاف
ملاحظہ فرماوین اگرچہ انصاف کی امید تو نہین **قولہ** اس تناقض سے جو صاحب تحفہ کی عبارت
مین واقع ہی بخوف طوالت اغماض کرکے حضرت مجیب کے اقوال آتیہ کا جواب لکھتی ہین **اقول**
یہانتک مجیب لبیب نے جسقدر اعتراضات فرمائے اور اغماض نہین کیا اونہین حضرت کا مرتبہ علم
و انصاف و تحقیق حق واضح ہوچکا اگر یہان بھی کچھہ فرماتی تو بجز اسکی اور سبب تھا کہ ایک

وجہ غلطی کا اور لگ جاتا لیکن معلوم ہوتا ہی کہ اپنی لمین کچہہ سمجہکر ہی چپکی ہو رہی ہم تنی ہی انصاف کی شکر گذار ہین گو تناقض کا ہونا اور بوجہ طوالت اغماض کرنا ہتہ بدیہیان فرماتے ہین **قال الفاضل المجیب** (قولہ) چنانچہ کتاب اللہ فضائل صحابہ سی پر اور اقوال عترت بیشمار اونکی مدائح مین وارد ہین۔ (اقول) کیون حضرت شروع مین خلفاء ثلثہ رضی اللہ عنہم کو الخ لکھنا اور بعد مین فقط لفظ صحابہ لکھکر کتاب اللہ سی اونکی فضائل کا دعویٰ ہنسا ہکو کیا کہتی ہین ہم تو بپاس ادب کچہہ نہین کہہ سکتی مگر آپ منصف ہین آپ ہی ارشاد فرمائین۔ **یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی** سبحان اللہ ہماری مجیب لبیب عبارت کو لکھتی ہین نہ مطلب سمجھتی ہین اور اعتراض فرمادیتی ہین۔ ای حضرت بندہ کی عبارت کو تو دیکھی کہ کیا عرض کیا گیا ہی پہر اعتراض فرمائی اب مین اپنی عبارت نقل کرتا ہون اہل انصاف ملاحظہ فرمائین اور دیکھین کہ اوسپر اعتراض ہماری مجیب کا بجا ہی یا بیجا (لیکن منشئ معظم اختلاف کا یہہ ہی کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین علی الخصوص خلفاء ثلثہ رضی اللہ عنہم کو اہلسنت تمام امت سی باعتبار مرتبہ اعلیٰ و افضل اور ایمان مین اثبت و اکمل اعتقاد کرتے ہین چنانچہ کتاب اللہ فضائل صحابہ سی پر ہی اور اقوال عترت بیشمار اونکی مدائح مین وارد ہین) یہہ عبارت ہی جسپر مجیب لبیب معترض ہین اور ناز کرکے فرماتے ہین کہ ہم بپاس ادب کچہہ نہین کہہ سکتی۔ حضرت مجیب کا یہہ فرمانا کہ شروع مین خلفاء ثلثہ رض کو لکھنا اگر اس سے مراد یہہ ہی کہ صرف خلفاء ثلثہ رض کو لکھا اور عموماً صحابہ کا ذکر نہین کیا تو محض غلط ہی شروع مین عموماً صحابہ کی فضلیت کو ذکر کیا گیا ہی اور بعد اسکی ثانیاً بطور تخصیص بعد تعمیم خلفاء ثلثہ کو بوجہ غایت اہتمام کے ذکر کیا گیا ہے اور اگر حصر مراد نہین ہی تو صحیح لیکن مفید نہین بلکہ اعتراض مہمل ہے اور اگر لفظ کرام سے آپ متردد و مشکک ہین تو کیا آپ باینہمہ مناظرہ دانی اتنا ہی نہین جانتی کہ اہلسنت کا مذہب جمیع صحابہ کے نسبت کیا ہی علاوہ اسکی اگر بالفرض شروع مین صحابہ کرام کا ذکر نہوتا اور صرف خلفاء ثلثہ رض کا ہی ذکر ہوتا اور بعد اوسکے لفظ صحابہ لکھکر کتاب اللہ سے اونکی فضائل کا دعویٰ کیا جاتا تاہم کچہہ حرج نہین تہا اور نہ حسب اصول اہلسنت کوئی اعتراض تہا کیونکہ جو فضائل بحیثیت صحابیت اور ہجرت اور

انصار وغیرہ کی بیان کی گئی خلفاء ثلثہ رضی اللہ عنہم اوسمین فرد کامل ہین تو اونکی فضائل اوسمین
بالاولی ثابت ہونگی مثلاً جناب امیر کا ذکر کر کے اگر فضائل اہل بیت کا دعوی کیا جاوی تو کیا
یہہ خیال ہو سکتا ہی کہ حضرت امیر کے فضیلت اس سی ثابت نہوگی حاشا وکلا بلکہ بالاولی آپکے
فضائل ثابت ہونگی۔ ہم سے آپ کیا دریافت فرماتے ہین کسی اہل انصاف سی پوچھہ دیکھیی
آپکو بتا دیگا کہ آپکا اعتراض محض بے سمجھی اور ناانصافی کی وجہ سی ہے **قولہ** پہلی عرض
ہوچکا ہی کہ صحابہ کرام کے فضیلت سی انکار نہین مطلق صحابہ کی فضیلت مین گفتگو ہی جیسا کہ
قرآن شریف سی فضائل ثابت ہین ایسی ہی ذمائم ورذائل بھی ثابت ہین چنانچہ بطور نمونہ ایک آیت
لکھی گئی۔ **اقول** وہین یہہ بھی عرض کیا جاچکا ہی کہ حسب نصوص اکابر قوم صحابہ کرام کا
وجود عنقا صفت محض فرضی اور ادعائی ہے پس آپکا یہہ فرمانا صرف بوجہ اغماض تصریحات اپنی
علماء کی ہی اور اگر آپ مدعی ہین تو بسم اللہ ہمین میدان ہین جو گان ہین گو۔ تشریف لائیے اور اپنی
اصول پر جن صحابہ کو کرام سمجھتے ہین کتاب اللہ سی اونکا کرام ہونا ثابت فرمائیی۔ جبکہ صحابہ کی قرآن
شریف سی فضائل بھی ثابت ہین اور رذائل بھی ثابت ہین تو کیا خداوند تعالے کو معاذ اللہ سہو واقع
ہوا تھا یا بداء واقع ہوا جو اس اختلاف فاحش کا سبب ہوا یا یہہ کہ فضائل عثمان جامع القرآن نے
اضافہ کر دیئی اور اگر یہہ غرض ہی کہ بعض کے فضائل اور بعض آخر کی ذمائم اور رذائل مذکور ہین تو برائی خدا
ذرا تعیین تو کیجیی اور اپنی مقبولین کو غیر مقبولین سے تمیز تو دیجیی حق یہہ ہی کہ قرآن شریف
مین حق تعالی شانہ نے عموماً صحابہ کرام کے مدائح دنیوی و آخروی بیان فرمائی اور نہ خداوند
تعالی ہو لاعلمہ اوسکو بداء واقع ہوا اور نہ کسی قرآن مین کمی بیشی کی اور خداوند تعالی نے اونکی معاصی کے
مغفرت کا وعدہ فرمایا جو اونکی گناہ ہین وہ معفو اور جسقدر معاصی ہین وہ مغفور ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ
يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ اور جو آیت بطور نمونہ لکھی تہی اوسکی نسبت بھی ظاہر کر دیا
گیا کہ جس دعوی کے ثبوت مین یہہ نمونہ پیش کیا تہا نفس تحقیق اوسکی یہی نمونہ نہین بلکہ حضرت کی علم
وفہم اور انصاف وتحقیق حق کا ایک عمدہ نمونہ ہی **قولہ** ہان خلفاء ثلثہ کی شان مین

قول جیسا کہ آپ خصوصیت کے ساتھ انکی افضلیت کے مدعی و معتقد ہین ایک ہی آیت لکھئی
اسمین بھی محب لبیب ہی کو انشاء اللہ تعالے زیادہ وقت پیش آیگی۔ حضرت بھی تو خصوصیت
کے ساتھ جناب امیر کی افضلیت کے مدعی و معتقد ہین بلکہ رسل اولو العزم سے بھی افضل سمجھتے ہین
چنانچہ سابقًا ثابت کر چکا ہون تو آپ اسکے ثبوت کے لیے ایک ہی آیت تحریر فرما دیجیئے
اور اگر آپ ہم سے اول اسکے طالب ہین تو لیجیئے ہم ہی گذارش کرتے ہین لیکن یاد رہے کہ اسیطرح
اپنے دعوی کا بھی ثبوت موافق اپنے اصول کے دینا ہوگا۔ اب سنیئے کہ سورۂ نور مین خداوند تعالی شانہ
فرماتا ہے۔ ولا یاتل[1] اولو الفضل منکم والسعة ان یوتوا اولی القربی والمساکین والمہاجرین
فی سبیل اللہ ولیعفوا ولیصفحوا الا تحبون ان یغفر اللہ لکم واللہ غفور رحیم ط باتفاق اہلسنت
و شیعہ یہہ آیت شریفہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے شان مین نازل ہوئی کہ آپ نے قصہ افک مین مسطح
بن اثاثہ پر بوجہ اسکے کہ اوس سے بھی اسمین کچھہ شرکت و گفتگو پائی گئی تھی انفاق ترک فرما دیا تھا
یہہ آیت نصًا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے فضیلت کو ثابت کرتی ہے۔ دوسرے سورۂ واللیل مین حق تعالی
نے ارشاد فرمایا۔ وسیجنبہا[2] الاتقی الذی یوتی مالہ یتزکی یہہ آیت بھی حضرت ابوبکرؓ کے شان مین
نازل ہوئی تفسیر مجمع البیان مین جو اسوقت میری سامنے موجود ہے لکھا ہے۔ وعن[3] ابن الزبیر
قال ان الایة نزلت فی ابی بکر لانه اشتری الممالیک الذین اسلموا مثل بلال و عامر بن فہیرة وغیرہما
فاعتقہم والاولی ان یکون الایات محمولة علی عمومہا فی کل من یعطی حق اللہ من مالہ
وکل من یمنع حقہ سبحانہ اور دوسری جگہ ارشاد ہے ان[4] اکرمکم عند اللہ اتقاکم تو جب ابوبکر اتقی ہوئی تو عند اللہ
اکرم و افضل بھی ہوئے تیسری والذی[5] جاء بالصدق وصدق بہ اولئک ہم المتقون تفسیر مجمع البیان مین ہے
قیل[6] الذی جاء بالصدق رسول اللہ وصدق بہ ابوبکر۔ ظاہر ہے کہ اسجگہ حضرت ابوبکر رض کے

---

[1] اور قسم نہ کہاوین بڑائی والے تم مین اور کشایش والے اسپر کہ دیوین ناتے والونکو اور محتاجون کو اور وطن چھوڑنے والونکو اللہ کی راہ مین اور چاہیے معاف کرین اور درگذر کرین کیا تم نہین چاہتے کہ اللہ تمکو معاف کرے اور اللہ بخشنے والا ہے مہربان ۱۲ [2] اور بچا دینگے اوس سے بڑے پرہیزگار کو جو دیتا ہے اپنا مال دل پاک کرنے کو ۱۲ [3] ابن الزبیر سے مروی ہے کہ یہہ آیت ابوبکر کے شان مین نازل ہوئی کیونکہ اونھون نے وہ غلام جو مسلمان ہو گئے تھے مثل بلال اور عامر بن فہیرہ کی خرید کر آزاد کر دئیے اور اولی یہہ ہے کہ آیات اپنے عموم پر ہر ایک اوس شخص کے حق مین جو خدا کے لیے مال اپنا خرچ کرتا ہے اور جو خدا کے حق کو ادا نہین کرتا محمول ہے ۱۲ [4] بیشک خدا کے نزدیک زیادہ عزت والا وہی ہے جو تم مین زیادہ پرہیزگار ہے [5] جو سچ لایا اور جسنے اسکی تصدیق کی وہی پرہیزگار ہین ۱۲ [6] کہتے ہین جو سچ لیکر آیا رسول ہین اور جسنے تصدیق کی ابوبکر ہین ۱۲

تخصیص کے بجز اسکی اور کوئی وجہ نہین کہ آپ اس باب مین فرد کامل تھے اسے سبب سے آپکا لقب
صدیق قرار پایا جسکو حضرات ائمہ نے بھی بیان فرمایا - علاوہ اسکی آیت اشداء علی الکفار - خاص
خلیفہ ثانی رضی اللہ عنہ کی صفت ہے اور اسکا مصداق جنگ بدر کے قصہ مین درباب اسیران بدر حضرات
شیعہ نے بھی تسلیم فرما لیا ہے علاوہ ان سب کے آیت استخلاف واضح طور پر خلفا رضی اللہ عنہم کے
فضیلت کو ثابت کرتی ہے علاوہ انکے اور بہت سی آیتین پیشتر گذارش کرچکا ہون براے
خدا انصاف کی نظر سے ملاحظہ فرماوین قرآن کے تحریف کے درپے نہون آئندہ آپکو اختیار ہے
قوله اقوال عترت جو بیشمار تحریر فرماتے ہین معلوم نہین کہ اس سے آپکی کیا مراد ہے اگر مقبولہ خود
مراد ہے تو وہ خصم پر حجت نہین - **اقول** اگر اقوال عترت مقبولہ خود مراد ہون تاہم مطلقاً
یہہ فرمانا کہ خصم پر حجت نہین آپکا اپنے بزرگون کے اقوال کی ناواقفیت کی دلیل ہے بیشک عدم
حجت اوسوقت ہے جبکہ غیر مسلمہ خصم ہون اور جبکہ خصم انکو تسلیم کرتے ہون تو اگرچہ مقبولہ خود ہون
خصم پر حجت ہونگی اب سنیے علامہ عبد الرزاق لاہجی نے گوہر مراد مین صحت روایات اہل سنت کی
تصریح فرمائی ہے وہ تحریر فرماتے ہین کہ اہل انصاف در فرقہ سنیان محدثین ایشانند کہ ہرچہ از پیغمبر صلی اللہ
علیہ وآلہ باہمہا رسیدہ بے کم وکاست روایت می نمایند انتہی ملخصاً عن الازعام - پس جبکہ خصم نے
صحت روایات خصم تسلیم کرلیا تو کیا وجہ کہ اوسپر حجت نہون - **قوله** اور اگر متفق علیہ مراد لیجئے
تو سب سے چہان بین کرکے بعد آپکے علماء نے ہماری کتابون سے بزعم خود کل نو قول نقل کئے ہین جیساکہ
آیات بینات والے اپنی رسالہ مین لکھتے ہین ہر ایک کا جواب اپنی محل پر دیا گیا ہے پس آپکا انکو
اقوال بیشمار لکھنا مبالغہ شاعرانہ ہے - **اقول** حضرت میر صاحب آپ آنکھین کھولکر دیکھیے کہ بحول
اللہ تعالی علماے اہل سنت نے کیا کچھہ کیا باوجودیکہ آپکے علماء نے اپنی تمام عمر اخفاے محامد وفضائل
صحابہ اور بیان مثالب ومطاعن مین صرف کردی تو ایسی حالت مین ایسے ایک قول کا ملنا جو صحابہ کے
فضائل پر دلالت کرے عجائبات قدرت الٰہی سے ہے بعینہ خوارج کی کتابون مین فضائل ومحامد
حضرت امیر رضہ کا پایا جانا نہایت مستبعد اور کرامت جناب امیر سے ہے چہ جائیکہ حسب اعتراف سامی نو

صحت روایات اہل سنت بنظر عبد الرزاق لاہجی

قول پائی جاوین ائمہ کا ایک حکم بہی واجب التسلیم ہے اور جب نو مرتبہ ایک حکم فرماوین تو افسوس
کہ علمائے شیعہ اوسمین اونکی تکذیب فرماوین اور اون اقوال کی تحریف کرین باانیہمہ یہہ تعداد حسب
اعتراف مجیب لبیب ہے ورنہ فی الحقیقت اقوال بیشمار شیعہ کی کتب سے نکل سکتی ہین چنانچہ اس عاجز نے
ابحاث سابقہ مین ایک موقع پر (۲۴) اقوال نقل کیے جو صحابہ کے فضائل پر عموماً یا خصوصاً دلالت کرتے ہین
حالانکہ کتب موجودہ کا بھی پوری طرح سے بوجہ قلت فراغ تتبع نہین ہوسکا اگر سامان کتب کافی
موجود ہو اور فراغت ہو اور حسب طریقہ علمائے شیعہ انجمن کے طور پر اس کام کو اہلسنت بہی کرین۔ تو
اوسوقت حضرت مجیب کو معلوم ہو۔ اسوقت ایک حدیث طویل کافی کے ذہن مین ہے لیکن خوف
تطویل اجازت نہین دیتی لیکن مختصراً حوالہ دیتا ہون کہ فروع کافی کے باب من یجب علیہ الجہاد ومن
لا یجب مین علی بن ابراہیم عن ابیہ عن بکر بن صالح عن القاسم بن یزید عن ابی عمر الزبیری
عن ابی عبد اللہ قال قلت لہ اخبرنی عن الدعاء الی اللہ والجہاد فی سبیلہ ہو لقوم لا یحل الا لہم الخ
روایت ہے اوسکو ملاحظہ فرمایئے اور غور کیجئے کہ کسطرح خلفائے ثلثہ رضہ کے استحقاق امامت کو ثابت کرتی ہے
اور مہاجرین کی رفاقت کو حضرت صلعم کے ساتھہ واضح کرتی ہے اور یہہ کہ ان حضرات نے باجازت
خداوندی کسریٰ قیصر پر جہاد کیا اور کفار پر شدید اور مسلمانون پر رحیم تھے اور یہانتک خلوص دل سے
عبادت خداوند تعالی کی کہ حق تعالے نے ان کی تعریف توریت و انجیل مین ہے نازل فرمائی۔ غرض
اس حدیث سے صلاح حال و مآل خلفاء رضی اللہ عنہم ثابت ہوئی چنانچہ مفصل یہہ روایت عنقریب
ثبوت خلافت مین ہم بیان کرین گے اور علی ہذا القیاس روایت غوالی اللآلی ابن جمہور و دیگر مفسرین امامیہ کے
اسیران بدر کے معاملہ مین جب حضرت صلعم نے مشورہ فرمایا تو ابوبکر صدیق رضہ نے اخذ فدیہ کا مشورہ دیا اور عمر فاروق رضہ
نے قتل کی رائے دی تو آپنے فرمایا مثلک یا ابا بکر مثل ابراہیم اذ قال فمن تبعنی فانہ منی ومن عصانی

---

(۱) یہہ تمام روایت اور اسکا ترجمہ بحث اثبات خلافت مین مذکور ہے۔ (۲) ای ابوبکر تیری کہاوت ابراہیم کے ہے کہ اونہی نے کہا جسنے میری پیروی کی وہ میرے گروہ سے ہے اور جسنے میری نافرمانی کی تو تو بخشش والا مہربان ہے اور ای عمر تیری مثل نوح کی ہے جبکہ اونہی کہا ای پروردگار نہ چھوڑ زمین پر کوئی کافر بسنے والا۔ ۱۲

فانک غفور رحیم ومثلک یا عمر مثل نوح اذ قال رب لا تذر علی الارض من

الکافرین دیارا اسجگہ عبارت فخر رازی امامیہ کی منتہی الکلام سے نقل کرتا ہون - روایت است کہ در روز بدر ہفتاد تن اسیر گرفته بودند از ان جملہ عباس وعقیل بودند حضرت رسالت صلی اللہ در باب ایشان با صحابہ مشورہ فرمود ابو بکر گفت کہ اکابر واصاغر این قوم اقارب وعشائر تو اند اگر ہر یک بقدر طاقت واستطاعت فدا بدہند باشد کہ روزی بدولت ہدایت برسند وحالا عدد وعدد مسلمانان زیادہ شود عمر گفت یا رسول اللہ ایشان تکذیب کردند ترا وبیرون کردند ایشان ائمہ کفر اند ہمہ را بفرما تا گردن زنند وہرکہ از ایشان فدا را عقیل بعلی سپار وعباس را بحمزہ وفلان را بمن تا گردن زنیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمود کہ حق سبحانہ وتعالی دلہائی مردم را گاہ است کہ نرم میسازد بمرتبہ کہ نرم تر از شیر است ودیگر دلہا میباشد کہ سخت تر از سنگ مثل تو ای ابابکر ہمان مثل ابراہیم علیہ السلام است کہ گفت فمن تبعنی فانہ منی ومن عصانی فانک غفور رحیم ومثل تو ای عمر ہمچو مثل نوح است وقتیکہ گفت رب لا تذر علی الارض من الکافرین دیارا واین دو حالت کہ نرمی وسختی ست کہ از انبیاء صادر میشود بحسب مقام ومقتضاء وقت خوب است چہ بعضی از کفار ہستند کہ بسیار شدید اند در کفر وایمان از ایشان متوقع نیست ونہ از اعقاب ایشان اینجا استیصال مناسب است ودل سختی ودیگر بخلاف است نرمی وخوشخوئی بعد ازین حضرت فرمود اصحاب را اگر خواہید بکشید واگر خواہید دیت بستانید ایشان دیت را اختیار کردند - پس جناب مجیب کا لفظ مشیار کو مبالغہ شاعرانہ سمجھنا محض بوجہ ناواقفیت اپنی کتب کے ہی وبس **قولہ** بعضے الخلفاء ثلثہ کے شانہین ان قومین سے بھی بعض ہین - **اقول** حضرت مجیب یہ اون اقوال کو جو عموماً مناقب صحابہ کرام مین وارد ہوئی ہین بوجہ کمال دین ودیانت وعلم وفراست خلفاء ثلثہ رضی اللہ عنہم کی شان مین نہین سمجھتے کر لفظ بعض اطلاق فرماتے ہین حالانکہ یہہ غلط ہی کیونکہ جو قول عموماً صحابہ کے منقبت پہ دلالت کریگا خلفاء ثلثہ رضوان اللہ علیہم اوسمین شامل اور اوسکی مصداق ہونگے - **قال الفاضل المجیب** - قولہ - اور شیعہ اونکو خلاف ثقلین ہے تبرا از کفار ومنافقین جانتے ہین (نعوذ باللہ من ذالک) اقول - اپکی اس قول سے معلوم ہوتا ہی کہ معاذ اللہ

شیعہ صحابہ کرام کو ایسا جانتے ہین - یہہ محض افترا ہی حاشا وکلا کہ شیعہ کا یہہ اعتقاد ہو **یقول العبد الفقیر الی مولاہ** جناب مجیب کی اس جرأت کو آفرین اور اس ہمت پر شاباش نہ اپنی کتابین دیکھین نہ اپنی علماء کی شہادتین سنین بیچارے صحابہ کس گنتی مین ہین آپکے بزرگوارون نے تو انبیاء و ائمہ کو بہی کفر وخیانت سے نہ چہوڑا اور صحابہ مین سے تو فسق وکفر ونفاق وارتداد سے شاید ہی کوئی بچا ہو تو شاید کرام کی تسلیم علی سبیل الفرض ہو گی پس اسکو اہلسنت کا افترا کہنا طرفہ تماشا ہے - یہہ وصف تو گستاخی معاف جناب کی ہی اکابر مین پایا جاتا ہے کہ ائمہ پر افترا کرتے تہے بہتان باندہتے تہے جہوٹی روایتین بنا کر انکی طرف سے شائع کرتے تہی اور حضرت کی کتابون مین یہہ بہی موجود ہے - الشیعۃ کانوا یکذبون علی الائمۃ وهم قد نادوا منهم علی ما ذکرہ[۱] الکلینی فی الکافی عن ذوالفقار - باینہمہ اگر شیعہ کا یہہ اعتقاد نہین ہی اور صحابہ کرام کو کرام جانتے ہین اور اپنی بزرگوارون کی جنہون نے کرام ہونے سے صحابہ کو خارج کیا ہی تکذیب کرتے ہین تو مرحبا بالوفاق وحبذا الاتفاق - **قولہ** ہان جنکا نفاق انکی نزدیک ثابت ہی اور روایات اہل سنت ہی اسکی مساعدت کرتے ہین انکو ہی ایسا سمجھتے ہین کہ کل کو ایسی گول مول بات لکھی اور سبکو خلط ملط کرنا انصاف سے بعید ہی **اقول** وہ منافقین کہ جنکا نفاق کتاب اللہ وسنت رسول اللہ سے ثابت ہی اہلسنت کی نزدیک ہرگز عداد صحابہ مین معدود نہین اہلسنت کی نزدیک صحابیت کے واسطی ایمان خاتمہ تک ہونا شرط ہی حاشا وکلا کہ اہلسنت کی روایتین نفاق صحابہ کی مساعدت کرتی ہون لیکن ہان حضرات شیعہ کے روایات صحابہ کرام کے ارتداد ونفاق کو صاف صاف بیان کرتے ہین پس حقیقت مین خلط ملط آپکی بزرگان دین نے اپنی روایات مین فرمایا ہی نہ ہمنے - **قولہ** یہہ کب ممکن ہی کہ شیعہ خلاف ثقلین کسی امر مین حضرات اہلسنت سے اسی امر مین تو مخالفت و جہگڑا ہی **اقول** حضرت میر صاحب یہہ محض آپکا اور آپکی بزرگون کا زبانی دعوی ہے تشیع کو اور اتباع ثقلین کو کیا علاقہ شیعیت تو اتباع ہشام بن الحکم اور ہشام بن سالم اور میثمی اور زرارہ اور سالم بن ابی حفصہ اور ابو الجارود اور ابو بصیر

---

[۱] شیعہ ائمہ پر جہوٹی باتین تہوپتی تہی - اور امام شیعون سے اذیت پاتے تہی -

وغیرہ کے دین کا اتباع ہی آپ جدلیات کو چھوڑیئی اور اپنی کتابون سی اِس امر کی تحقیق فرمائیی اگر
انصاف سی دیکھیئیگا تو معلوم کیجئیگا کہ یہہ طریقہ اِن ہی حضرات کا اور ان کے بزرگون کا ایجاد و اختراع
ہی کہ ہمیشہ تراش کر اور بنا بنا کر ائمہ رضی اللہ عنہم کی طرف نسبت کرتے تھے اور ائمہ انکی
تکذیب فرماتے تھے کسی پر لعنت فرماتے تھے کسیکو شر من الیہود والنصاری فرماتے تھی پس جو
طریقہ ایسی بزرگوارون کے توسط سی لیا جائیگا وہ ہرگز ثقلین کے مطابق نہین ہوگا تعجب یہہ ہی
کہ شیعہ نے اِن حضرات کی درایات و روایات کو مطاعن صحابہ مقدمہ امامت مین تو پیشوا قرار دی رکھا ہی
کیا وجہ ہی کہ الٰہیات مین انکی روایات و درایات کو قبول نکیا چونکہ ان حضرات کا کسیقدر حال معہ
روایات سابق مین ہی بیان کر چکا ہون اسلیئی اِس موقع پر اسی قدر قلیل پر اکتفا کر کر حضرات شیعہ نے
جو خلاف ثقلین اپنی اصول و فروع مین کیا ہی اوسکو نقل کرتا ہون - (۱) وجوب معرفت خدا تعالیٰ عقلاً ہی
حالانکہ یہہ ثقلین کے مخالف ہی کتاب اللہ - اِن الحکم الا للہ لا الٰہ الحکم - یفعل ما یشاء و یحکم ما یرید
عترت روی الکلینی عن ابی عبد اللہ ع انہ قال لیس للہ علی خلقہ ان یعرفوہ وللخلق علی اللہ ان
یعرفھم (۲) اکابر شیعہ مثل زرارہ بن اعین اور بکیر بن اعین اور سلیمان بن جعفری اور محمد بن مسلم کا عقیدہ
ہی کہ خدا تعالے ازل مین نہ عالم تہا نہ سمیع نہ بصیر اور یہہ صریح مخالف ثقلین ہے (۳) اتباع
صاحب الطاق اور بعض اثنا عشری کہتی ہین کہ خدا تعالیٰ بعض اشیاء کو قبل وجود نہین جانتا چنانچہ شیخ
مقداد صاحب کنز العرفان اِسکا قائل ہی کہ جزئیات سی قبل وجود خدا تعالیٰ جاہل ہے اور یہہ بالکل خلاف ثقلین ہے
(۴) ابو جعفر طوسی اور شریف مرتضی کہتی ہین کہ خدا تعالے عین عمل بندہ پر قادر نہین
یہہ کسطرح موافق ثقلین ہے (۵) شیعہ اعتقاد کرتے ہین کہ کلام اللہ مین صحابہ نے تحریف کی
اور یہہ عقیدہ بالکل مخالف کتاب اللہ اور عترت کی ہی (۶) کہتی ہین کہ معاذ اللہ خدا تعالے
کو بداء واقع ہوتا ہی اور یہہ صریح مخالف ثقلین ہی (۷) اعتقاد رکہتی ہین کہ خدا تعالے غیر
شیعہ کے ضلالت اور گمراہی پر راضی ہی اور یہہ مخالف ثقلین ہی (۸) اعتقاد رکھتی ہین کہ

حضرات شیعہ جو اصول و فروع مین ثقلین کے مخالف ہین

لے نہین ہی حکم کسی کا سواء اللہ تعالی کے - خبردار رہو اسیکی ہی حکم ہی - جو چاہتا ہی کرتا ہی سا اور جو قصد کرتا ہی حکم کرتا ہی - سلہ امام ابو عبد اللہ سی مروی ہی وہ فرماتے ہین
کہ خدا کے لیئی مخلوق پر لازم نہین ہی کہ وہ اوسکو پہچانے اور مخلوق کیلیئی خدا پر واجب ہی کہ وہ انکو پہچنوائی - ۱۲ -

خداتعالے محکوم عقل کا ہی اور بحکم عقل بہت سی چیزین خداتعالی پہ واجب ہین (۹) اعتقاد رکہتی ہین کہ نبدے بلکہ تمام طیور و بہائم وحیوانات اپنی اپنی افعال کے خالق ہین اور خداتعالے کو انکی افعال مین کچہہ دخل نہین اور یہہ عقیدہ مخالف ثقلین کی ہی (۱۰) اعتقاد رکہتی ہین کہ ائمہ تمام انبیاء اور رسل سے عنداللہ افضل ہین مگر رسول اللہ صلی اللہ سے اور یہہ عقیدہ ثقلین کے مخالف ہی۔ (۱۱) اعتقاد رکہتی ہین کہ انبیاء اور ملائکہ کی پیدائیش بطفیل حضرت علی کے ہی اگر حق تعالے حضرت علی کو پیدا نکرتا تو انبیاء اور ملائکہ اور جنت کو پیدا نکرتا اور یہہ مخالف عقل و نقل ہے (۱۲) اعتقاد رکہتی ہین کہ خداتعالے نے انبیاء سی اور ملائکہ سے ائمہ کی ولایت اور انکی اطاعت کا میثاق لیا۔ (۱۳) اعتقاد رکہتی ہین کہ انبیاء ائمہ کے انوار سے اقتباس کرتے تہی (۱۴) اعتقاد رکہتی ہین کہ قیامت مین تمام انبیاء حضرت علی کے محتاج ہونگی۔ (۱۵) اکابر امامیہ انبیاء سے صدور کفر و ثبوت کبیرہ روایت کرتے ہین۔ (۱۶) کہتے ہین کہ جبکہ خداوند تعالے نے انبیاء سی میثاق لیا تو حضرت آدم علیہ السلام نے انکار کردیا (۱۷) کہتی ہین کہ بعض رسل نے رسالت سی عذر کیا اور استعفا دیا۔ (۱۸) کہتی ہین کہ بعض مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خوف کی وجہ سی وحی کو رد کیا اور تبلیغ احکام سے تقاعد کیا (۱۹) اعتقاد رکہتی ہین کہ ائمہ اور انکی اعداء قبل قیامت زندہ کیی جائینگی جسکو رجعت سی تعبیر کرتے ہین۔ (۲۰) اعتقاد رکہتی ہین کہ امامیہ مین سے کسیکو معصیت صغیرہ و کبیرہ پر عذاب نہوگا (۲۱) مذی اور ودی اور آب استنجا کو پاک قرار دیتی ہین (۲۲) شراب کو ابن عقیل وغیرہ نے طہارت کا حکم دیا ہی (۲۳) کہتی ہین کہ اگر حسین عورت کو حالت نماز مین بغل مین لیوی یہانتک کہ نفس مشوش و منتشر رہو اور سر ذکر کو محاذی سوراخ عورت کے کری اور مذی بہی بہکر گہٹنون تک پہونچی تاہم نماز جائیز ہے (۲۴) بعضی فرماتے ہین کہ نماز مین اکل و شرب مفسد نہین (۲۵) کہتی ہین کہ بعض سورتین پڑہنی سی نماز فاسد ہوجاتی ہی۔ (۲۶) پانی مین غوطہ لگانی کو مفسد صوم فرماتے ہین (۲۷) کہتی ہین کہ اغلام سے روزہ فاسد نہین ہوتا۔ (۲۸) لونڈیون کے فروج کو عاریۃ دینا جائیز فرماتے ہین (۲۹) عورت منکوحہ اور مملوکہ امد نا لگی ہوئی اور وقف

کی ہوئی اور امانت رکھی ہوئی اور منمتعہ کے ساتھہ لواطت کو جائز فرماتی ہین (۲۳) متعہ دوریہ کو جائز
قرار دیتی ہین اور اوسکی صورت یہہ ہی بہت سی مرد ایک عورت کے ساتھہ متعہ کرین اور دور و نوبت
مقرر کرلین کہ ہر ایک شخص اپنی نوبت مین جماع کرے علی ہذا القیاس بہت سی ابواب فقہ کی مسائل
کثیرہ ہین مشتی نمونہ از خروارو قطرہ نمونہ از بحار بہایت تلخیص و اختصار کے ساتھہ صواقع و تحفہ وغیرہ سے
نقل کرچکی جناب مجیب غور فرماوین اور سوچین کہ ثقلین کا اتباع اسیکا نام ہے باقی رہا نفس
کلام اللہ کے ساتھہ جو سلوک کیا جاتا ہی وہ آیندہ کتاب اللہ کی بحث مین ذکر کیا جائیگا۔ جناب
مجیب اگر زیادہ تفصیل چاہینگی تو ہم تفصیل کے واسطی بھی حاضر ہین بعد اسکی اب یہہ امر واضح ہو گیا
کہ جو جملہ مجیب لبیب نے تحریر فرمایا (اہلسنت سی اسی امر مین تو مخالفت و جھگڑہ ہے) نہایت صحیح ہی
قال الفاضل المجیب۔ قولہ۔ ہلیے حضرات شیعہ کی جہانتک دسترس ہی ابطال
فضائل اور اظہار مطاعن مین بجد و جہد ساعی ہین۔ اقول۔ بے شک جنکی فضائل کتاب اللہ
و اقوال عترت سی ہرگز ثابت نہین اور اہلسنت خواہ مخواہ فضائل اونکی ذمہ لگاتی ہین اور وہ مطاعن
جو حسب ارشاد ائمہ و اعتقادہ ہین کہ چھپائے سی نہین چھپ سکتی چھپانا چاہتی ہین ان فضائل کے ابطال اور ان
مطاعن کے اظہار مین کوشش کرتے ہین تاکہ امر حق ظاہر ہو۔ یقول العبد القوی الی مولاہ
بحول اللہ و قوتہ گذشتہ ابحاث مین مناقب و محامد صحابہ کرام کا اثبات کتاب اللہ سے بھی اور اقوال
ائمہ سی بھی مختصراً کیا گیا اب ہم دیکھتی ہین کہ مجیب لبیب تسلیم فرماتے ہین یا برخلاف تحریر خود فضائل
ثابتہ کو باطل فرماتے ہین بڑے مطاعن جناب مجیب نے دو ذکر فرمائی تھے انفضاض عن صلوۃ
الجمعہ اور تخلف عن بیعۃ الصدیق سو بحمد اللہ اونکا بھی قلع و استیصال واجبی کیا جاچکا ہی
پس حضرات شیعہ برخلاف شہادات کتاب اللہ و ارشادات ائمہ فضائل صحابہ کی ماہتاب کو مشتہای
خاک سی چھپانا چاہتی ہین اور اونکی انوار اپنی مونہوں سے بجھانا چاہتی ہین اور زبردستی اپنی تراشی
ہوئی ذمائم کے نجاسات سی اونکی دامنہای مطہرہ کو ملوث کرنا چاہتی ہین اور جن صحابہ کو کرام نے محترم کر
رکھا ہی اونکو بھی تو سہام ملامت سی خالی نہین چھوڑتے ہین۔ با این ہمہ صدق کے مشتعین

باوجود ارتداد صحابہ کے خصال مین یہہ بھی فرماتے ہین کہ بارہ ہزار صحابہ ایسی تھی جو کوئی ان مین سے
جبری اور قدری اور حرودی نہ تہا رات دن خدا کی خوف سے رویا کرتے تھی دو ہزار انصار تھی
اور آٹھہ ہزار مہاجر تھی اور دو ہزار وہ تھی جو ہنگام فتح مکہ اسلام لائی تھی۔ پس کیا ان بارہ ہزار کے
فضائل خواہ مخواہ اہلسنت ہی انکی ذمہ لگاتے ہین اور انکی مطاعن جو حشت ازبام مین اہلسنت
ہی چہپاتے ہین۔ یا یہہ انکی فضائل کتاب اللہ و سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہین
معاذ اللہ اگر بفرض محال یہہ ہی امر حق قرار پاوی جسکی درپے حضرات شیعہ ہین تو نہ خدا کی خدائی باقی
رہتی ہی نہ رسل کے رسالت نہ انبیا کی نبوت نہ ائمہ کی امامت نہ اہلبیت کی حرمت نہ صحابہ کی صحابیت
پہر اسپر امر حق کے اظہار کے سعی کا دعوی۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ربنا افتح بیننا و بین
قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین — قال الفاضل المجیب۔ قولہ۔ چونکہ مقدمہ
اختلاف خلافت بھی اسی اصل سے ناشی ہے اور حضرات شیعہ کو اتنی بڑی فضیلت باعتبار
اپنی اصول مذہب کے کب گوارا تھی اگرچہ ثقلین اسکی ثبوت کرتے ہین اپنی خلافت کی
اصول و شروط ایسی وضع فرمائی کہ جنکی مراعات سے مدعا حاصل ہوا اور ابطال استحقاق خلافت اپنی زعم مین
ہوجاوی (اقول) یہہ اصل ہی دراصل بجای خود نہین جیسا کہ پہلی گذارش ہوا کہ کل صحابہ اچہی نہ تہی جیسی کہ اکثر خاتم المحدثین
بعض کے شان مین صاحب خیانت و شرار فساد پیشہ مردود ان جناب آپ ہی تحریر فرماتے ہین یقول العبد الفقیر
الی مولاہ اس اصل کا دراصل بجای خود ہونا سابقا اپنی موقع پر مشروحا بیان کیا جاچکا ہی حاجت اعادہ نہین ہمگر اگر
کسیجا بعنوان مجیب لبیب اسکا اعادہ فرمائی تو تعقب کیا جاتا اور خاتم المحدثین کے کلمات کی نسبت ہی مفصلا مذکور ہوچکا ہی لیکن یہانکہ
ہی بقدر عرض ہے کہ خاتم المحدثین نے صحابہ کے حق مین یہہ لفظ نہین لکھی خصوصا لفظ مردود اجناب آپ ہی ہرگز صحابہ کی حق مین نہین لکہا یہہ محض آپکا
یا مجیبین تحفہ کا افترا ہی اور بالفرض اگر صحابہ کے حق مین لکہا ہی تو بطور الزام نقل مذہب شیعہ کی لکہا ہی وبس اور جناب مجیب نے
جو یہہ جملہ تحریر فرمایا۔ (کل صحابہ اچہی نہ تھی) اگر مراد اس سے سلب کلی ہے تو البتہ کہا جاسکتا ہی
کہ یہہ ایک جملہ ہی جو انصاف و راستی و صدق سے باعتبار اپنی روایات و اصول مذہب کے سرزد ہوا ہی اور اگر کل
مجموعی کی طرف نفی راجع ہی تو خلاف نصوص و روایات ہی۔ چنانچہ بارہا اس غلطی پر متنبہ کیا جاچکا ہی

اور نیز اچھا نہونا مرتبہ کا شک یک مین ہو اگر اس سے یہہ مراد ہی کہ معصوم نہ تھی اور شیعہ جیسا ائمہ کو نہایت
سے بھی برتر اور بہتر فرماتے ہین ایسی نہ تھی تو صحیح و مسلم نہ معصوم تھی اور نہ انبیار سے بہتر بلکہ مساوی
بھی نہ تھی اور اگر اچھی نہونے سے یہہ مراد ہے کہ مرتد اور غاصب حق خلافت و فدک اور مغیر دین
اور محرف کلام رب العالمین تھی تو غلط اور کذب و افترا اور وساوس و تخیلات حضرات شیعہ سے ناشی ہے

قوله اگلی یہہ فرماتی ہین کہ مقدمہ خلافت ہی وہ مقدمہ ہی کہ جس سے صحابہ کی فضائل و رذائل پرکہی جاتی
ہین **اقول** - یہہ حصر بالکل غلط اور باطل ہی فضائل و رذائل صحابہ رضی اللہ عنہم کے پرکہی جانے کے
صدہا عقبات اور ہزارہا مراحل زمانہ حیات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین قطع ہو چکی اور
انواع انواع کے تکلیفات مین آزمائشین ہو چکی اور طرح طرح کے صدمات مین امتحان ہو چکا
اول جب سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہونے اور دعوت شروع فرمائی اور کفار ارادہ فساد
و ایذا رسانی ہوئی جن لوگون نے اسوقت حضرت کی تصدیق فرمائی اور حضرت پر ایمان لائی اور کفار کی ایذائین
سہی اور کبھی اپنی مال و جان و آبرو کا پاس نہین کیا علی الاعلان بیخوف و خطر آوازہ دعوت اسلام کو بلند
رکھا چنانچہ بہت سے اکابر قریش ان کی دعوت کی وجہ سے شرف بایمان ہوئی اور بہت سے غلامون کو
جو ایمان لائی تھی اور کفار کے پنجہ تکلیف مین گرفتار تھی اپنی خالص مال سے خرید کر آزاد کیا اور کفار
کی تکلیف دینے سے انکو رہائی دلوائی - اور سفر حضر مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یار غار اور رفیق
غمگسار رہی دین اسلام کی محبت مین ازواج و اولاد اور خویش و اقارب سے پیوند توڑا اور مال و منال کو چھوڑا
اپنی وطن سے موہنہ موڑا راہ غربت اختیار کی مصیبت کو سر پر لیا - صعوبتین جھیلین اذیتین سہی
تکلیفین اوٹہائین کفار و دار الکفار سے قطع تعلق کر کے حضرت کے قدمون مین پڑ رہنی کو دارین کی
سعادت سمجھا - اور جنہون نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپکی رفقا و اہل وطن کو اپنی گھرون مین جگہ
دی جان و مال سے خدمت کر کے دارین کی سرخروئی حاصل کی دین اسلام کے اشاعت مین سعی
ہوئی غزوات و سرایا مین اعلاء کلمۃ اللہ کے لیئی اپنی جانو نکو معرض ہلاکت سے نہین بچایا اپنی
جانو نکو حضرت کے نفس نفیس کے آڑ بنائی رکھا - دین اسلام کو عالم مین پھیلایا کفر و اہل کفر کو مخذول

کل سختیان زمانہ نبوی مین قبل خلافت انہون نے

ذلگو نسار کیا۔ آزمائشون کے بھٹی مین انکی میل کچیل دور ہوئی اور سوہان صیقل صحبت پیغمبر نے انکو مصفا و مجلا کیا۔ انوار آفتاب رحمت خداوندی جل شانہ سے انکی قلوب منور ہوئی اور اشعہ ماہتاب فیض و برکات محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے انکی دل روشن ہوئی عالم خلق و امر کو قطع کیا ملکوت کے سیر کیے حقیقۃ الحقائق کو بچشم قلب مشاہدہ کیا۔ جب انکی جان نثاریان اور خدمات نمایان برگزیدہ جناب محمدی صلی اللہ علیہ وسلم اور پسندیدہ حضرت کبریائی جل وعلا شانہ ہوئین۔ تو خداوند علام الغیوب کی بارگاہ عالی تعالی سے انکی صلہ مین رضا و خوشنودی کے تمغے عطا ہوئی اپنی رسول کے زبانے دخول جنت کا وعدہ فرمایا انکی خطایا و زلات کی مغفرت اور معاصی و سیئات کی کفارہ کا مژدہ سنایا گیا تو گویا آزمائش ختم ہوچکی اور انکی محامد و فضائل ظاہر ہوچکی تو پہر مقدمہ خلافت پر آزمائش کا حصر کرنا اور کہنا کہ مقدمہ خلافت ہی سے فضائل و رزائل پرکھی جاتے ہین سراسر غلط اور بدیہی البطلان ہی معیار آزمائش اور محک امتحان وہ مراحل تھی جو حضرت کے زمانہ مین طی ہوئی منافق و مخلص ممتاز ہوگئے حق تعالی نے فرمادیا۔ ماکان اللہ لیذر المومنین علی ما انتم علیہ حتی یمیز الخبیث من الطیب وماکان اللہ لیطلعکم علی الغیب الخ۔ ام حسبتم ان تترکوا الخ۔ اور ایسی بزرگان دین اور اکابر اہل یقین کے عیوب کا تجسس کرنا اپنی عمر عزیز کو رائگان برباد و تلف کرنا ہی۔ ع۔ کسی وصحن کا چی قلیہ جوید + اضاع العمر فی طلب المحال + معہذا اگر یہی مقدمہ ہی جس سے فضائل و رزائل پرکھی جاتی ہین تو بفرض محال علی سبیل التسلیم ہم کہتی ہین کہ حسب تصریحات علماء شیعہ فضائل و رزائل پرکھی گئی بعض نے جنکو وصیت تجہیز و تکفین تھی حضرت کے جنازہ اطہر کو تین روز تک بلا دفن رکہا حضرت کے وصال کا کسیکو نہ غم ہوا نہ بیہوشی ہوئی اپنی دنیاوی سلطنت اور چند درخت خرما کی پڑگئی جسکی تھی نہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصیت کا پاس کیا کہ آپنے صبر و سکوت کی وصیت فرمائی تھی نہ دودمان نبوی کے آبرو کا پاس کیا کہ در بدر پہرنے لگی

ف ۱ ۔ اللہ وہ نہین کہ چھوڑدیگا مسلمانون کو جسطرح پر تم ہو۔ جب تک جدا نکرے ناپاک کو پاک سے اور اللہ یون نہین کہ تمکو خبر دے غیب کی۔ ۱۲

✦ ✦

منافقین کے ہم پیالہ وہم نوالہ رہی اپنی دین کو اونکی خواہشون کے مطیع رکھا کسی شہر کو
دار الاسلام نہ بنایا۔ معاذ اللہ اللھم انی اتوب و ابرا الیک مما افتروا سولا۔ اور بعض نے حضرت کے
دین کو اختلاف عظیم سے بچا کر سنبھالا۔ اور عالم مین شائع کیا ہزارہا ملک فتح کیے ہزارہا کو
سلک اسلام مین منسلک کیا حضرت کی وصال کے صدمہ مین یہانتک بیہوش ہوے کہ آپکے
انتقال کا انکار کر دیا۔ پس اگر اسی مقدمہ کو معیار امتحان قرار دیا جاوے تو ہم کہتے ہین کہ آپ
ہی نے یہہ فضائل و رذائل کے امتیاز فرمائی ہی پہر جسپر چاہی فضائل منطبق کیجیے اور جسپر چاہیے
رذائل **قولہ** حب ریاست و حکومت و طمع نفسانی و حرص دنیا فانی اسقدر غالب ہوئی
کہ باوجود تہدید و ترہیب و تخویف حضرت نبوی ستحرصون علی الامارۃ وستکون ندامۃ یوم القیمۃ
کما فی صحیح البخاری آپسمین مخالفت و تشاجر کر کے نعش اطہر جناب رسول خدا کو بے غسل و کفن
و دفن چھوڑ کے خلیفہ بن گئی اور اہل بیت کی جنکی تمسک کا حکم تہا بات ہی نپوچھی بات پوچھنی کے کیا
معنی بجای تسلی و تشفی کے گہر جلانے کی دہمکی دی نظر انصاف سے بخاری کو ملاحظہ فرمائیے کتب
تاریخ و سیر کو دیکھیے تو آپکو معلوم ہو کہ وقت انعقاد بیعت کیا کیفیت تہی۔ **اقول**
یہان تو مجیب بسبب جوش بغض و عناد مین اگر جامہ سے باہر ہو گئی تو سمند زبان بے لگام ہو گیا۔
انصاف و تحقیق حق کو بالای طاق رکہکر جو منہہ مین آیا فرمانا شروع کر دیا۔ خیر ہم آپکی کلمات
تشنیع کے جواب مین کچہہ نہین لکھتے لیکن آپنے بخاری کے حدیث سے استدلال کرکے صحابہ کی
حرص و طمع کو بزعم خود ثابت کیا ہی اوسکا جواب و تحقیق ضرور ہوئی پس واضح ہو کہ مجیب لبیب جیسا
اپنی استدلال مین اس حدیث کو پیش فرمائین تو اول اونکو ثابت کرنا چاہیے کہ ستحرصون مین خطاب
کسکو ہی ظاہر ہے کہ تمام صحابہ تو قطعاً مراد نہین ہو سکتی کہ بالاتفاق حرص علی الامارت تمام افراد
صحابہ سے واقع نہین ہوئی تو لا محالہ بعض صحابہ مراد ہونگی اور اوسکے مصداق وہ بعض ہین جو بلا
استحقاق امارت کی طالب ہوئی چنانچہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ چنانچہ منا امیر و منکم
امیر مین لفظ: یہہ اسپر قرینہ اور دال ہے اور حضرت امیر معویہ رضی اللہ عنہ کہ وہ بھی طالب امارت ہوئی

اور خلفاء ثلثہ رضی اللہ عنہم ہرگز طالب امارت نہین ہوئی اور نہ اوسپر حرص کی آپ کتب سیر
و تاریخ ملاحظہ کیجیئے حضرت صدیق اکبر نے اپنے خطبہ مین جو بمقابلہ انصار پڑہا فرمایا کہ عمر یا ابو عبیدہ
کی ہاتھہ بیعت کرلو۔ اور اوسوقت حضرت فاروق نے اپنے اوپر سے دفع کیا او صدیق رض کے ہاتھہ
پر بیعت کرلی اگر حرص دنیاوی اور طمع نفسانی ہوتے تو ہر شخص اپنے نفس کو امارت کے لیے مقدم
کرتا اور کچہہ بھی نہوتا تو اسقدر ضرور تہا کہ حضرت ابوبکر رض کے قول پر فاروق رض چپکے ضرور ہوجاتے تو اس سے
بروے عقل و انصاف معلوم ہوتا ہی کہ ان حضرات کو ہرگز طمع نفسانی اور حرص دنیاوی نہین تہی
بلکہ امارت کیطرف استشراف بہی نہین تہا لیکن ہان تصفح تصریحات علماء شیعہ سی صاف
معلوم ہوتا ہی کہ بروے روایات قوم جناب امیر اس دنیاوی امارت پر حریص اور طامع رہی نسخہ سلیم
بن قیس ہلالی کی روایت مینہی سی نقل کرتا ہون۔ فلما کان اللیل حمل علی فاطمة علی حمار واخذ بیدی
الحسن والحسین فلم یدع احدا من اهل بدر من المهاجرین ولا من الانصار الا اتاه فی منزله وذکر
حقه ودعا الی نصرته الخ یہہ روایت کس طرح صراحتہ معاذ اللہ حضرت کے حرص اور طمع پر دلالت
کرتی ہی اور اگر اس سی تسکین نہو تو نہج البلاغہ کو کہولیئے اور زیادہ تتبع اور تلاش کی ضرورت نہین صرف
خطبہ شقشقیہ کے شروع مین دیکہیے اوسمین ابتدا ہی مین یہہ الفاظ ہین۔ واللہ لقد تقمصها فلان[۱]
وانه لیعلم ان محلی منها محل القطب من الرحی۔ ان الفاظ سی کس قدر حسرت ٹپکتی ہی
جسکا مدار صرف حرص و طمع پر ہی ابن میثم شارح نہج اپنی شرح مین جو اسوقت میری سامنی کہلی
پڑی ہوئی ہی اس خطبہ کے شرح مین لکہتا ہی۔ و[۲]اذا ثبت انه نافس فی هذا الامر کان الظن غالبا
بوجود الشکایة منه وان لم یسمع ذلک فضلا عن ان الشکایة بلغت مبلغ التواتر المعنوی لکثرتها
ونقلها الخ۔ اور یہہ ہی شارح اسی خطبہ کی شرح مین کسیقدر آگی بڑہکر لکہتا ہی

---

[۱] خدا کی قسم فلان شخص نے (بزور) قمیص خلافت پہن لیا۔ حالانکہ وہ جانتا ہے کہ خلافت مین میرا مرتبہ ایسا ہی جیسا کیلی کا چکی مین۔ ۱۲ [۲] اور جب ثابت ہوا کہ جناب امیر نے خلافت کیطرف رغبت فرمائی تو غالب ظن یہی ہے کہ آپسے شکایت بہی ہوگی اگرچہ مسموع نہو۔ مزید بران یہہ شکایت بسبب شہرت اور کثرت کے تواتر معنوی کی درجہ کو پہونچ گئی ہے۔ ۱۲

والشوریٰ مصدرہ کما لیجوی وخلاصۃ خبرھم انہ لما طعن عمر دخلت علیہ وجوہ الصحابۃ وسألوہ
ان یستخلف رجلا یرضاہ فقال لا احب ان اتحملہا حیا ومیتا فقالوا الا تشیر علینا فقال ان احببتم
فقالوا نعم فقال الصالحون لہذا الامر ستۃ وہم سعید بن زید وانا مخرجہ منہم لانہ من اہل بیتی
وسعد بن ابی وقاص وعبد الرحمن بن عوف وطلحۃ والزبیر وعثمان وعلی فاما سعد فیمنعنی منہ
عنفہ ومن عبد الرحمن فانہ قارون ہذہ الامۃ ومن طلحۃ فتکبرہ ومن الزبیر فشحہ ومن عثمان حبہ
لقومہ ومن علی حرصہ علی ہذا الامر الخ اور علاوہ اسکی نہج البلاغہ کی بہت سی مواضع سے جناب امیرؑ
کی حرص و طمع امارت پر صاف صاف ثابت ہوتی ہے اور اس خطبہ کی شرح مین جسکا عنوان یہہ ہے
ومن کلام لہ فی بعثہ عثمان علامہ کمال الدین ابن میثم لکہتا ہی وفیہ اشارۃ الی غرضہ من المنافسۃ فی ہذا
الامر ہو صلاح حال المسلمین واستقامۃ امورہم وسلامتہم من الفتن سے آگی تحریر علامہ لکہتا ہی
فان قلت السؤال من وجہین الاول ما وجہ منافستہ فی ہذا الامر مع انہ منصب یتعلق بامور الدنیا
وصلاحہا مع ما اشتہر منہ من الزہد فیہا والاعراض عنہا وذمہا ورفضہا - اس تصریح سے کچہہ صرف جناب
امیرؑ کے حرص و رغبت بطرف امارت ہی ظاہر نہین ہوتی اس سے یہہ بہی ثابت ہی کہ حرص بر امارت
سلطنت بغرض صلاح حال اور دفع فتن کے غرض سے اعظم ارکان دین سے ہے اور اگر آپکی نزدیک حرص
امارت مطلق حرام ہی تو معاذ اللہ جناب امیر مرتکب ہوئی اور اگر صلاح کے غرض سے جائز ہی تو اگر
فرض کرین کہ جناب خلفاء نے حرص کی تہی تو کچہہ محل طعن نہین کیونکہ انکی حرص علی الامارت بغرض
اصلاح حال امت تہی چنانچہ انکی ایام امارت مین جو اصلاح امور امت ہوئی وہ شیعہ کو بہی تسلیم ہی

ملہ شوری مصدر ہی جیسا نجوی - اور خلاصہ قصہ یہہ ہی جب حضرت عمرؓ مجروح ہوئی تو رؤسائی صحابہ انکی پاس گئی اور انسی کہا کہ جانا
کہ جسکو پسند فرماوین خلیفہ مقرر فرماوین حضرت عمرؓ نے جواب دیا کہ مین پسند نہین کرتا کہ بار خلافت کا حیات اور موت مین اپنی اوپر اوٹہاؤن
پہر صحابہ نے پوچہا کہ بطور مشورہ ہی فرماوین حضرت عمرؓ نے جواب دیا کہ ہان اگر تم چاہو انہون نے کہا اچہا - پس فرمایا کہ اس کام کی لائق
شش آدمی ہین - سعید بن زید اسکو تو مین انمین سے نکالنا چاہتا ہون کیونکہ وہ میری اہل بیت سے ہے - اور سعد بن ابی وقاص و عبد الرحمن
بن عوف اور طلحہ اور زبیر اور عثمان اور علی - لیکن مجہکو سعد سے تو اسکی درشت خوئی روکتی ہی اور عبد الرحمن سے یہہ کہ وہ اس
امت کا قارون ہی اور طلحہ سے اسکا بخل اور زبیر سے اسکا تکبر اور عثمان سے حب قوم اور علی سے حرص علی الامارت ہ ملہ یعنی بطرف اشارہ ہی
کہ جناب امیرؑ کی غرض خلافت مین حرص و رغبت کرنے سے مسلمانونکی حال کی اصلاح اور انکی امور کی استقامت اور فتنونسے انکی سلامتی تہی ملہ اعتراض دو وجہ سے ہی اول تو یہہ
کہ باوجودیکہ امر خلافت دنیاوی منصب ہی اور دنیا اور انکی صلاح کے متعلق ہی تو پہر آپکو حرص اور رغبت کی کیا وجہ ہی حالانکہ آپکی دنیا اور اسکے ترغیب سے مشہور ہی

اور وہ استقامت ہرگز جناب امیرؑ کے ایام خلافت مین نصیب نہوئی اس کے ثبوت مین بھی ہم علامہ
متبحر ابن میثم کی ہی تحقیق پیش کرتے ہین — وقد کان لہم[1] ممن سلف من الخلفاء استقامۃ امرٍ
کان لا تبلغ عندہ کمال استقامتہا لو ولی ہو۔ دفع فتن خود بدیہی ہے کہ ایام خلافت جناب امیر
فتنو مین ہی گذری اور امر خلافت آخر تک منتظم نہوا غرضکہ حرص علے الامارت جو بظاہر محجیب کے
نزدیک مطلق حرام ہے جناب امیر سے پائی گئی - اگر یہہ بھی کافی نہو تو حضبال صدوق جو لستوفت
میری سامنی کہلی ہوئی رکھی ہے اوسمین ایک روایت طویل الذیل نقل ہے جسمین بیان آزمائش
و امتحان جناب امیر کا ہے ایک یہودی کے جواب مین کہ اوسنے سوال کیا تہا کہ اوصیا کے لئے سات
مواضع امتحان کے حیات نبی مین ہوتی ہین اور سات مواضع بعد وفات کی ہوتی ہین تو اس روایت
مین اکثر مواضع سے آپکی حسرت امارت پر اور طمع و حرص ظاہر ہوتے ہیں پس اگر ستحرصون علی الامارۃ
مین خطاب اصحاب کو ہی تو جناب امیر باعتبار روایات آپکی اولی و اقدم اسکی مصداق ہین کیونکہ
انصار تو اپنی دعوی سے باز بھی آگئی لیکن (دروغ برگردن راوی) جناب کے آخر تک یہہ ہی
حسرت و تمنا رہی پس آپکو اس دلداہلبیت و محبت عترت کی آپکی مذہبی بہائی قربان ہوجائین کہ
ستکون ندامۃ یوم القیامۃ کا اوّل مصداق جناب امیر ہی کو قرار دیا - اور واضح رہی کہ حضرت امیر
مامور بالسکوت اور محکوم علیہ بالصبر تہی کہ زمانہ خلفا مین چون وچرا نفرما دین کیونکہ خداتعالے ورسول خدا
ہر قسم کی تدابیر کرکے معاذ اللہ عاجز ہوچکی تہی ہرچند چاہا کہ حضرت امیر بعد حضرت رسالتمآب کے جانشین ہون
اور اسیطرح غاصبین کی دستبرد سی یہہ حق محفوظ رہی آخر کچہہ پیش نہ چلی اور لاچار ہوکر صبر و سکوت کا حکم
کرنا پڑا لیکن وہ صبر و سکوت ان سی نہوسکا اونہون نے اگر اوسطرف مخالفت کی تہی تو ادہر انہون نے
اسطرف حکم کو نمانا - باقر مجلسی کے حیات القلوب سے خاتم المتکلمین نے منتہی الکلام مین وصیت نامہ کی روایت
طویل نقل کے اوسمین سے ملخصاً نقل کرتا ہون و از جملہ امور یکہ بران حضرت شرط گرفت بامر جبرئیل از جانب
خداوند عالمیان این بود کہ گفت یا علی وفا کنی آنچہ درین نامہ ہست از دوستی کسیکہ با خدا و رسول دوستی

[1] یعنی گذشتہ خلفا کیلئے استقامت امر تہا اگرچہ آپکے نزدیک کمال استقامت کو جو آپکی خلافت مین حاصل ہوتا نہ پہنچا ہوا تہا - ۱۲ -

کند و از دشمنی کسی کہ با خدا و رسول دشمنی کند و بیزاری نمودن از ایشان و بران کہ صبر کنی بر فرو خوردن
خشم ایشان و بر رفتن حق و غصب کردن خمس تو و ضائع کردن حرمت تو حضرت امیر گفت بلی یا رسول اللہ صلعم
اور اس سے بھی سیری نہو تو اپنی ابن میثم کی شہادت سنیئے شرح نہج البلاغہ مین تحریر فرماتا ہی وانہ
کان معہودا علیہ ان لا ینازع فی امر الخلافۃ الخ اور یہہ امر بدیہی ہی کہ یہہ کشش و کوشش تمہید
و مقدمات نزاع کے ہین حسب تصریحات قوم اگر حضرت کو اوسوقت اعوان بہم پہونچتی تو آپ قتل و
قتال سے دریغ نفرماتے پس اس ولا و تمسک پر آفرین کہ علاوہ حرص و طمع کے آپکو عاصی و مخالف
امر الٰہی اور وصیت رسالت پناہی ٹھہرایا - غرض خلاصہ یہہ ہی کہ حسب تصریحات شیعہ آپنے حرص و طمع
فرمائی اور یہہ حرص و طمع آپکی شرعًا جائز نہ تھی - اس سے صاف طور پر فعلیت خلافت ہی منتفی نہین ہوئی
بلکہ استحقاق و لیاقت خلافت ہی منتفی ہوگئی با اینہمہ اگر آپ استحقاق کا ذکر چھیڑینگے تو آپ کو اول
ثبوت پیش کرنا ہوگا اور بعد اوسکی ہم معارضہ دوسری استحقاق او فعلیت سے کرینگے پس اگر
آپ بروے استحقاق حدیث منحصرون مین سے بعض کو مستثنی فرمائین تو چشم ما روشن دل ما شاد
ہم ہی بشرطیکہ علی سبیل الفرض حرص و طمع خلفا کو تسلیم کرلین یہہ ہی عرض کرینگی باقی جسقدر
اس عبارت مین عجیب اضافات و مطاعن ہین اونکا جواب پیشتر گذارش ہوچکا ہی حاجت تکرار نہین قولہ
معاذ اللہ کہ جس امر کی ثبوت کی ثقلین شاہد ہون وہ شیعونکو گوارا ہو شیعونکا مذہب ہی تمسک بثقلین ہے
اور اسی امر مین ہمارا آپکا نزاع ہی - یہہ محض آپکا خیال ہی **اقول** اگرچہ اس معاملہ مین قریب ہم
ہم بحث کرچکی ہین جس سی ذرا تمسک کے پوری کیفیت واضح ہوتی ہے لیکن یہان ہی اتنی گذارش
ضرور ہی کہ جناب میر صاحب یہہ محض آپکا خیال ہی خیال ہے جسکا دار و مدار اسیقدر اس امر پر ہی ہی
کہ آپ اپنی روات کی نسبت جو آپکی علما کی تصریح کی موافق مطرود و مردود دربارگاہ جناب ائمہ تھی حسن
ظن بوجہ سادہ لوحی کے رکھتے ہین اگر آپ نفسانیت کو چھوڑدین اور جدلیات کو ترک کرکے بانصاف
اپنی ہی کتابونکا ملاحظہ فرماوین تو آپ پر یہہ عقدہ بخوبی حل ہوسکتا ہی واللہ یہدی من یشاء

سلہ اور حضرت امیر سے یہہ عہد لیا گیا تہا کہ امر خلافت مین جھگڑا نہ کرین - ۱۲ -

الی صراط مستقیم معہذا اگر ایسا ہی تمسک ہی تو پہر اون ارشادات ائمہ مین جو فضائل صحابہ وخلفا
مین وارد ہین کیون تاویلات بعیدہ اور توجیہات رکیکہ کرکے اونکو مسخ کرتے ہین اونکو اپنی ظاہر
پر رکھکر سیدہی طرح تسلیم کرلیجیئی کہ واقع اور نفس الامری طور پر بہی تمسک پایا جاوی اور جب تک
یہہ نہین تب تک ثقلین کا تو تمسک نہین ہان اپنی اہوا کا تمسک ہی اللہم احفظ تومنا منہ ۔
قولہ اصول و شروط خلافت واقعی ایسی ہی ہونے چاہئین چنانچہ دو شرطون کو تو آپ ہی
تسلیم کرتے ہین اور چونکہ خلفا ثلثہ مین عصمت کا متحقق ہونا محال ہی اسلیئی اس شرط سی درگذرتے
ہین ۔ اقول ۔ یہہ وہ مسئلہ ہی جو پیشتر بارہا مذکور ہوچکا ہی اور اسکا جواب بہی مذکور ہوا کہ یہہ
آپکی غلطی اور ناواقفیت ہی کہ آپ تسلیم وقوع کو تسلیم اشتراط خیال کرتے ہین و شتان بینہما ایسی
توہمات اور خیالات مین تو مبتلا ہین اکثر دلائل ایسی ہی مزعومات پر مبتنی ہین عصمت خلفا کا
محال ہونا بیان کرنا اوسوقت اپنی موقع پر ہی کہ جب کوئی شخص مدعی عصمت ہو اور جب کوئی مدعی
عصمت نہین تو محض بفایدہ ہی پس یہ محل یہہ ہے کہ ہم کہتی ہین ائمہ مین عصمت کا متحقق ہونا
محال ہی اور بجز اوہام و خیالات کے کوئی دلیل عقلی و نقلی حضرات ائمہ کی عصمت پر قائم نہین ہی ۔
قولہ جبکہ ہم نص کے قائل ہین تو وضع اصول کی نسبت ہماری طرف کیونکر صحیح ہوسکتی ہی ۔ اقول ۔
سبحان اللہ حضرت کا یہہ افادہ کمال ہی دانشمندی او علم ۔ اور واقفیت اور فہم پر مبنی ہی ۔ ای
حضرت آپ یہہ کیا فرمانے لگے اگر اس سے یہہ مراد ہی کہ ہم اثبات اصول مین نص کے قائل ہین ۔ تو
وضع اصول کے نسبت ہماری طرف غیر صحیح ہے تو مسلم لیکن خلاف واقع کیونکہ نص کا قائل ہونا
اشتراط امامت و خلافت مین مد نظر ہی نہ اثبات اصول مین اور اثبات اصول و شرائط کے لیئی حضرت
کے پاس کوئی نص قطعی موجود نہین بسم اللہ اگر ہو تو لائیی اور اگر مقصود یہہ ہی کہ ہم جب خلافت
و امامت ائمہ مین نص کے قائل ہین تو نسبت وضع اصول باطل ہی تو یہہ بالکل واہی ہی اور ایسی
پوچ دلیل ہی کہ ادنے طالب علم ہی پیش نکری کیونکہ آپکا خصم یہہ کہتا ہے کہ یہہ آپکا نص کا
قائل ہونا یہہ ہی اونہین اصول موضوعہ مین سے ہی جنکی نسبت آپکی طرف کیجاتی ہی وضع

اصول کے نسبت کی امتناع کو نص امامت کے اصول مین ہونے سے کیا تعلق بلکہ اگر آپ تامل فرماوینگی
تو اس سے وضع اصول کی نسبت تائید ثابت ہوگی کیونکہ جب بالنص بعض کے اصول مین ہونے
کی قائل ہوئی تو خود یہہ ہی اصل موضوع پائی گئی اور اس انتساب کی تائید و تقویت ہوگئی - پھر اس
علم و استعداد پر ہماری مجیب کے کیا کچہہ دعوی اور فرماتے ہین کہ ہماری مقابلہ مین وہ بہی ساکت
اور وہ بہی متحیر - **قولہ** ہان یہہ ضرور ہی کہ یہہ وہ اصول و شرائط ہین کہ غیر مستحق کے خلافت
ضرور باطل اور مستحق کے بدستور ثابت و قائم رہتی ہی گو عوام الناس خلیفہ مانین اور ظاہری ریاست
حاصل ہو - **اقول** یہہ وہ اصول و شرائط ہین کہ اگر انکو تسلیم کیا جاوی تو مستحق و غیر مستحق کے
خلافت کی جڑ کاٹتی ہین بشرطیکہ واقعی اور نفس الامری طور پر موافق کتاب و سنت وجدان شرائط کا
احاد انسانیہ مین تفحص اور تجسس کیا جاوی کیونکہ تمام افراد مین سوای انبیا علیہم السلام کے کوئی
معصوم نہین اور اگر اس سے قطع نظر کیجاوی تو یہہ وہ شرائط ہین کہ مستحق و غیر مستحق کے خلافت
کو ثابت و متحقق کرتے ہین علی الخصوص جبکہ اسکی ساتہہ مین اوس طریقہ کا بہی انضمام کیا جاوے
کہ جس طریقہ سے علما شیعہ وجدان شرائط ائمہ مین بیان فرماتے ہین کیونکہ ہر ایک شخص کے
واسطے دعوی وجدان شرائط گہڑا جا سکتا ہی اور اوسکی اقوال مخالفہ کی توجیہہ کیجا سکتی ہی مثلاً زیدیہ
کہتے ہین کہ حضرت زید بن علی بن حسین رضی اللہ عنہم امام برحق ہین اگر وہ یہہ کہین کہ انہین تمام
شرائط عصمت و نص و افضلیت پائی جاتے ہین اور اقوال مخالفہ کی تاویل کرین تو فرمایئے کہ آپ
کیونکر حضرت زید رضی اللہ عنہ کی خلافت کو ان شرائط سے باطل فرمائیگا علی ہذا اسمعیلیہ کہ انکی حق
مین تو شیعہ اولاً نص کے بہی قائل ہین تو اثنا عشریہ انکی امامت کو کیونکر باطل کرینگی - **قال الفاضل المجیب**
قولہ - جب دیکہا کہ شروط ثلثہ سے تطویل کلام مخل مقصود ہی اور تقریب اتم حاصل نہین اسلیئی
بعض حضرات نے ہاشمیہ کو بڑہایا اور جب دیکہا - کہ پہر بہی عباسیہ کی خلش دل سے نہین
ہوتی تو علویہ کو وضع فرمایا تا کہ مطلب بسہولت نکل آوی - (اقول) آپ بغور فرماوین کہ آپکا
یہہ لکہنا کیونکر صحیح ہو اگر تطویل کلام مخل مقصود ہو تو ہاشمیہ و علویہ کا بڑہانا اور زیادہ تر تطویل

ہوگی پہر مخل کو بڑہانی کی کیا حاجت ہی یقول العبد الفقیر الی مولاہ اس قول کے
جواب مین ہمارے مجیب لبیب نے آخر تک جسقدر تحریر فرمایا ہی اوسمین حضرت کا اندازہ علم و اجتہاد و غور
فہم و ادراک قابل معاینہ ہی اور دیکہنا چاہیی کہ مینی کیا عرض کیا تہا حضرت اوسکی جواب مین کیا
فرما رہی ہین۔ ای حضرت آپ تطویل کلام سے کیا سمجہی کیا اس سے آپ یہہ سمجہی کہ بیان شرایط مین
عبارت کی تطویل ہوگی یا آپنے یہہ خیال کیا کہ اثبات شرایط مین بمقابلہ خصم تطویل کلام ہوگی
اول بہی ابطلان ہی جملہ ہلیئی بعض حضرات نے الخ اسکو باطل کرتا ہی ثانی بہی باطل ہے کیونکہ
ثبوت قیاسی تو نہین بلکہ ثبوت کا دارمدار کسی اصل شرعی پر ہی جو اسکات خصم کے لیئے
کافی ہوگی تو اسمین بہی تطویل کلام نہوئے بلکہ اسکا مطلب یہہ ہی کہ شرایط ثلثہ مین عبارۃ امکان
وقوع کی تعمیم ہے جو مخل مقصود ہے تو اسلیئی زیادہ قیود لگاکر اوسمین تقلیل اشتراک کی فرمائی
اور بعض افراد کے ساتھہ مین مخصوص کیا تا کہ امکان وقوع اشتراک کی تعمیم کی گفتگو
کوتاہ ہوپس ہاشمیہ و علویہ کو بڑہانا گفتگو کو کوتاہ کرنا ہے نہ طویل کیونکہ ظاہر ہی کہ جسقدر قیود مخصصہ
بڑہائی جاینگی اوسیقدر تخصیص ہوتی جائیگی۔ معہذا معنی ثانی کے بہی توجیہہ ممکن ہی پس آپکا یہہ فرمانا
کہ ہاشمیہ و علویہ کے بڑہانی سی زیادہ تر تطویل ہوگی نہایت تعجب انگیز ہے اور مخل سمجہنا اور بہی زیادہ عجیب ہے
اب اسکی کسیقدر مفصل گذارش کرتا ہون بغور و تامل متوجہ ہوکر سنیی اول شرایط ثلثہ وضع ہوئی
اور جب بعض دوراندیشون نے اسکی تعمیم کو مخل مقصود پایا۔ اور دیکہا کہ ہر شخص مدعی خلافت ہو وجدان
شرایط کا مدعی ہوسکتا ہی تو اسلیئی ہاشمیت کو بڑہایا پہر بہی کسیقدر تعمیم باقی رہی۔ کہ تمام بنی ہاشم
عباسیہ وغیرہ مدعی ہوسکتی تہی تو علویہ کو بڑہایا لیکن یہہ تخصیص بہی حسب مدعا کافی نہوئی اور اسمین
حنیفیہ کا جدا خرخشہ لگا ہوا تہا اور حسنیہ کا علیحدہ کہٹراک تہا اور روز کی تخصیصات اور آئی
دن کے تقلیلات سی بناوٹ کا زیادہ اشتباہ پیدا ہوتا تہا۔ تو اسلیئی اثنا عشریہ دانشمندون نے
ایسی قید لگائی کہ تمام جہگڑا ہی فیصلہ کر دیا اور کہدیا کہ یہہ حصر شخصی ہے کہ بجز خاص بارہ
شخصون کے کوئی امام نہین اور جو انکی سوا دعوی کرے وہ ایسا اور ایسا چنانچہ ہمارے مجیب نے

ہی اپنی ہی قول مین اس حصر کی تسلیم کو ظاہر فرمایا ہی۔ کاش اگر اول ہی سی اس تعمیم کا نام ہی
نہ لیتی اور اس حصر کو نبہاتی تو آج یہہ دقت کیون پیش آتی۔ لیکن کیا کرین جب قرون اولی مین
اسکا پتا و نشان ہی نہین تہا اول سی کیونکر کرسکتی تہے اگر حضرت مجیب کو دعوی ہو تو ہماری مجیب
اپنی دوازدہ امام کی امامت دلیل قطعی سے ثابت کر دکہلائین۔ تو اس سے صاف معلوم ہوا
کہ یہہ محض بنائی ہوئی باتین ہین۔ معہذا اگر شرائط ہی مین ادنے تامل سے خیال کیا جاوی
تو واضح ہوتا ہی کہ ان شرائط کی وضع ہی ٹہیک نہین کیونکہ اوسین لوازم کو بہی شرائط قرار دیا ہے
فی الحقیقت بعد نص کے کسی شرط کی حاجت نہین جب شارع کسی امر کی نسبت تنصیص فرما وی
تو اوسین کوئی حالت منتظرہ باقی نہین رہتی غایۃ ما فی الباب عصمت و فضلیت لازم ہونگی تو
انکو شرائط مین داخل کرنا بالکل لغو اور فضول ہی اور غلط جب نص پائی جاینگی تو اوسکی لوازمات عصمت
و فضلیت بہی پائی جاینگی لان الشی اذ ثبت ثبت بلوازمہ۔ **قولہ** واقعہ مین شرائط ثلثہ ایسی جامع
و مانع ہین کہ انسی بخوبی مقصد حاصل و تقریب مرام تام ہے **اقول** یہہ دعوی غلط ہی کیونکہ جب تک
انکی ساتہہ مین قید حصر نہ لگائی جاینگی تب تک ہرگز مانع نہین ہونگی اور جب محتاج انضمام قید آخر ہوئی
تو یہہ فرمانا کہ انسی تقریب مرام تام ہی غلط ہی اگر یہہ دعوی صحیح ہوتا تو شیعہ مین باہم اختلاف نہوتا
آپ شیعہ کی خلاف نصوص کے اعتقادات کو ملاحظہ فرمائیے تا کہ اسکی کیفیت آپ پر واضح ہو جائی۔
قولہ اگر ہاشمیہ و علویہ داخل شروط امامت مین تو انہین شرائط ثلثہ مین داخل ہین کیونکہ شرائط
ثلثہ مین سی نص بہی ہی اور نص انہین حضرات کے شان مین ہے نہ غیر کے جیسا کہ آپ بفحوای حدیث
الائمۃ من قریش امامت و خلافت قریش کا ہی حق سمجہتی ہین نہ غیر کا۔ پس آپکا یہہ فرمانا
کہ بعد مین ہاشمیہ علویہ کو بڑہایا بجائی خود نہین **اقول** جسقدر افراد خاصہ ہوتی ہین
وہ سب اپنی عام کے نیچی داخل ہوا کرتے ہین قاعدہ مسلمہ ہی اسکا کون منکر ہی لیکن کلام اسمین
ہی کہ عام مین انواع خاصہ کے تقیید محض بوجہ تقلیل اشتراک بنائی گئی پس اسکا کیا جواب حضرت
کی کلام مین پیدا ہوتا ہی اور یہ جواب دیکی یہہ کہنا کہ خاص ہے اوس عام مین داخل ہی صدا ق

اِس جملہ کا ہی کہ سوال از آسمان و جواب از ریسمان علاوہ اسکی یہہ داخل ہونا بانضمام تیسری تقیید کی ہے جو کہ خصم اوسکو بھی موضوع قرار دیتا ہے معہذا اگر داخل ہونا ہی باعث ترک ذکر اشتراط ہی تو بوجہ تلازم نص کے ساتھہ عصمت و افضلیت کا ذکر بھی بیفائدہ ہے پہر آپکی تفریع اور فرمانا کہ اضافہ ہاشمیہ و علویہ بجاے خود نہین محض آپکی ذہنی مقدمہ پر متفرع ہوگی اِس عبارت موجودہ مین ہرگز بجاے خود نہین۔ **قولہ** اور چونکہ امامیہ کی نزدیک امامت و خلافت راشدہ شرائط ثلثہ سے ہی متحقق ہوتے ہین نہ مطلق قہر و غلبہ و تسلط و حکومت و ریاست ظاہر سے اور جو شخص بدون تحقق شرائط ثلثہ متصدی امر خلافت ہوا ہو اور گو اوسکو حکومت و ریاست ظاہر حاصل ہو وہ خلیفہ مستحق و راشد نہین ہے۔ پہر عباسیہ کے خلش دور کرنیکی ہمکو کیا ضرورت تہی وہ تو شرائط ثلثہ سے ہی دور ہو چکی تہی جو اور خلفاء غیر مستحقین کا حال ہے وہی ان عباسیہ وغیرہ کا۔ **اقول** اختلاف فیما بینہم نص کے بابت تو واقع مین ہی موجود ہی باقی رہی عصمت و افضلیت وہ ہر دو ایسی چیز نہین جو بداہتہً معلوم ہو سکی تو لامحالہ کسی ایسی بدیہی امر کی طرف ضرورت داعی ہوئی جسمین مجال گفتگو نہ ہی اِس سبب سے خلفاء غیر مستحقین کے خلش دور کرنے کی ضرورت پڑی ہاشمیہ۔ علویہ۔ فاطمیہ وغیرہ ایسی بدیہی چیزین ہین جسمین مجال کلام نہین تو حسب مناسب مصلحت وقت انکو اضافہ کرتے گئے۔ تو یہہ فرمانا کہ ہمکو کیا ضرورت تہی یہہ محض اسوجہ سے ہی کہ زمانہ سابق کو جبکہ باہم شیعہ مین تکاذب و تجاحد و تخالف تہا زمانہ حال پر قیاس فرمایا ہی اور مطلق قہر و تسلط سے تحقق خلافت راشدہ کی تعریض اگر راجع بسوی اہلسنت ہی تو اول اسکو دلائل سے ثابت کرنا چاہیے پہر بعد اسکی طعن و تعریض فرماوین۔ **قولہ** اور یہہ بات اہل حق ہی نہین کہتے بلکہ اہل سنت بھی جن اشخاص مین انکی مذہب کے شرائط پائی نہین جاتے وہ بہی انکو خلیفہ مستحق نہین کہتے گو ظاہری حکومت اونکو حاصل ہو۔ چنانچہ علامہ جلال الدین سیوطی شروع تاریخ الخلفاء مین فرماتے ہین ولم اورد احدا ممن ادعی الخلافۃ خروجا ولم یتم لہ الامر ککثیر من العلویین وقلیل من العباسیین ولم اورد احدا من الخلفاء العبیدیین لان امامتہم غیر صحیحۃ لامور

منہا انہم غیر قرشیین وانما سمتہم بالظالمین جہلۃ العوام ولاتجد ہم مجوسی انتہی بقدر الحاجۃ

اقول پہر اس سے کیا حاصل۔ اسکا انکار کسنے کیا تہا آپ پہلی اعتراض کو ہی نہین سمجہے اوّل اوسکو بغور سمجہیئے اوسوقت جواب دیجئے۔ **قولہ** اور چونکہ یہہ شرائط ثلثہ کتاب اللہ اور احادیث رسول اللہ و روایات ائمہ کرام و اقوال صحابہ فخام سے ثابت ہین اور واقعہ مین جامع مانع ہین اسلیئے ہمکو اور شرائط کی وضع کرنے کی کیا حاجت ہے **اقول** شرائط ثلثہ کی ثبوت کی نسبت کتاب اللہ اور احادیث رسول اللہ و روایات ائمہ کرام و اقوال صحابہ فخام کا اسوقت دعوی فرماتے ہین مگر معلوم نہین کہ اپنی اس رسالہ مین ان شرائط کی ثبوت کی وقت وہ آیات و احادیث و روایات و اقوال کیا غار سرمن رائے سے برامد نہین ہوئی ہتی یا فراموش ہوگئی تہی نیز اس باب مین جو ہمارے مجیب لبیب کا پہلے مناظرہ مولوی مشتاق احمد صاحب سلمہ مدرس ہائی اسکول لدہیانہ سے عصمت کے اشتراط مین ہوا اور مجیب لبیب ساکت ہوئی اور ثابت نکرسکی اور زک کہائی کیا اوسوقت تک یہہ آیات و احادیث و روایات و اقوال تصنیف و تالیف نہین ہوئی تہی لیکن یہہ تحریر تو مناظرہ سے پہلے ہی کی ہے پہر معلوم نہین وہ کس دن کے واسطے رکہی گئی ہین۔ اور شرائط کی نسبت جامعیۃ و مانعیۃ کا دعوی ہی بالکل غلط ہے نہ جامع ہین نہ مانع۔ جامع تو اسلیئے نہین کہ اول جناب امیر رضی اللہ عنہ اگر مامور بصبر اور وصی بالسکوت تہی تو اونہون نے اوس حکم اور وصیت کی برخلاف کیا جو سراسر معصیت ہے اور خلاف عصمت اسکی نسبت کچہہ روایات مذکور ہوچکی ہین اور اگر زیادہ دل چاہی تو قصہ منبر ابن عباس رض اور قتل ابو بکر اشجع کو ملاحظہ فرمائیے اور اگر مامور بصبر و سکوت نہین تہی تو پہر اہل بیت کی تذلیل قرآن کی تحریف دین کی تخریب کسنے کرائی معاذ اللہ حسب اصول شیعہ یہہ سب حضرت کے ذمہ علاوہ اسکی طفل پر حد جاری کرنا وغیرہ احکام صریح مخالف عصمت ہین۔ تو اس شرط نے پہلے ہی تو حضرت امام الائمہ سید النبیین والمرسلین بلا خلاف خاتم النبیین کو ہی خارج کردیا۔ بعد اونکی امام ثانی شیعہ کہ اونہون نے بے وجہ خلافت جو نیابت رسول ہے خود بخود ایک غیر مستحق بلکہ بقول شیعہ کافر کے حوالہ کردی اور اسلام و اہل اسلام کو معرض تلف مین ڈالدیا یہہ ہی اعظم معاصی ہے جسمین ہی تو اہل

شرط سے آپکو بھی خارج کیا۔ انکے بعد امام ثالث شیعہ نے حسب تصریح قوم بیت المال کے مال میں بجز اجازت امام کے
تصرف کیا جو حرام تہا اور بپاداش اسکے امام نے اونکے زد و کوب کا قصد کیا اور نیز تقیہ جو واجب تہا
ترک کرکے جوانان اہلبیت کو تہ تیغ بیدریغ ظالمان کرایا اور نساء و ذراری اہلبیت کو ذلیل
و خوار کرایا تو آپکی اس شرط نے انکو بھی خارج کیا پھر اب بتلایئے جامع کیونکر رہے۔ اور اگر ان حضرات
کے اقوال کو دیکہا جاوے تو خلاف شرائط ثابت ہوتا ہے۔ نہج البلاغۃ مین حضرت عثمان کے پیام کے
جواب مین ارشاد ہے۔ واللہ لقد دفعت عنہ حتی خشیت ان اکون آثما اس سے صاف ثابت ہے
کہ آپکو اپنی اس فعل مین معصیت اور اثم کا خوف ہے اور آپکا یہہ ارشاد لا تکفوا عن مقالۃ
بحق او مشورۃ بعدل فانی لست بفوق ان اخطی یاد آتا ہے شاہد نہج البلاغۃ مین ہے یہہ بہی نقیض
عصمت کو ثابت کرتا ہے پس ہر سہ شرط حضرت مشکل کشا ہی کے قول سے باطل ہوئے والحمد للہ
علی ذلک اور عدم نصیت عنقریب اقوال گذشتہ مین مذکور ہو چکی ہے باایہمہ اگر حضرت مجیب کو دعوی تہا
تو دو چار ہی آیات و روایات و اقوال و احادیث بیان فرمائی ہوتی۔ **قولہ** مگر ان حضرات اہلسنت
چونکہ ایسے خلفاء کی خلافت کے قائل ہین جو بدون دلیل عقلی و نقلی محض موقع و فرصت پاکر خلیفہ بن بیٹھے
البتہ اونکو ایسے اصول وضع کرنیکی اشد ضرورت تہی چنانچہ اونہون نے ایسا ہی کیا **اقول**
اہلسنت ہرگز ایسے خلفاء کی خلافت کے قائل نہین ہین جو موقع و فرصت پاکر خلیفہ بن بیٹھے اور جنکی
خلافت دلیل عقلی و نقلی سے ثابت نہین ہے بلکہ ایسے خلفاء کی خلافت کے قائل ہین جنکی خلافت کا
ثبوت کتاب اللہ سے مثل روز روشن واضح ہے اور ائمہ کو بہی انکی ہی اقتدار کا حکم تہا اور ہرگز اجازت نہ تہی
کہ انکے مقابلہ مین دم ماریں۔ یا چون و چرا کرین۔ تمام عمر ائمہ کا انکی مطیع رہنا ہے انکی حقیت خلافت
کے لیے شاہد عدل کافی ہے پس ایسے خلفاء تہے جن اصول و شرائط پر واقع ہوئی اور کتاب و سنت سے انکو موید تہے وہی اصول
و شرائط خلافت کے لیے اہلسنت نے قرار دیے الحمد للہ وضع اصول اہلسنت کے ماخذ صحیح سے قرار پائے بخلاف اصول مخترعہ امامیہ
کی انکی تکذیب جا بجا خود کلام ائمہ سے **قولہ** اور جب بنظر غور دیکہا گیا تو ہم نے یہہ امامیہ کے شرائط ثلثہ نہایت ہی درست ہین تو باوجودیکہ ہمارے
مقابلہ مین ان شرائط کو خلاف عقل و نقل کہتے رہے۔ مگر پہر بہی ان مین سے

دو شرطین تسلیم کرتی ہین **اقول** شرائط ثلثہ کی درستی کی نسبت اہلسنت کا ذکر تو رہنی دیجیئی اگر کبھی خود
بہی انکی دلائل کیطرف متوجہ ہوتے ہونگی تو آپکا دل ہی جانتا ہوگا کہ دلائل سی ثابت ہین یا نہین اور دو شرطونکا
تسلیم کرنا وہ غلطی ہے جو آپکی زبان پر جاری ہی اور چند بار اسپر ہم متنبہ کرچکی ہین **قولہ** اور چونکہ
عصمت کیطرح خلفاء ثلثہ مین ثابت نہ کرسکتی تہی اسلیئی انکی ماننی سے مجبور ہی **اقول** بحمد اللہ تعالی
اہلسنت کا مقتدا و پیشوا مسائل دینیہ مین کتاب اللہ و سنت ہی وہ خلاف اسکی کوئی امر کسی مین
ثابت نہین کرتے اور جو جسقدر ثابت ہوگیا اسمین چون وچرا نہین کرتے بخلاف مقتدایان شیعہ کے
کہ انہون نے اپنا مقتدا اپنی اہوا کو قرار دی رکہا ہی خلاف کتاب سنت جسکیلئی جو دل چاہتا ہی ثابت
کردیتی ہین اور جس سے جو دل چاہتا ہی حسب موقع سلب کردیتی ہین نہ کتاب سنت کو دیکہتی ہین
نہ ائمہ کی سنتی ہین منجملہ انکی یہہ مسئلہ عصمت ہی کہ زبردستی ائمہ کے سر منڈہتی ہین حالانکہ نہ کتاب اللہ
اسکی مساعدت کرتی ہی نہ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی ثابت ہوسکتا ہی پس اہلسنت کو اس مسئلہ کے
ماننی سی مجبوری اس وجہ سے ہی کہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ سے ثابت نہین نہ وہ کہ جو ہماری مجیب نے
گمان کیا چنانچہ دوسری دونون شرطونکا بہی اسوجہ سے انکار کیا گیا ہی **قولہ** مگر خلفاء ثلثہ کے لیئی بناء
کی عصمت مین قدح کرنے لگی **اقول** اس جملہ کا مطلب تو آپ یا آپکی مذہبی بہائی سمجہینگی
خلفاء کے لیئی انبیاء کی عصمت مین قدح کرنے سے کیا مراد ہی اگر یہہ مطلب ہی کہ چونکہ خلفاء کو معصوم
نہین اعتقاد کرتے اور انبیاء کو اگر معصوم اعتقاد کرینگے تو خلفاء سی افضلیت انبیاء پر لازم آئیگی
اسلیئی انبیاء کی عصمت مین قدح کرکے انکو بہی معصوم ہونے سی خارج کرتے ہین تاکہ افضلیت لازم
نہ آوی تو یہہ تو بالکل غلط اور واہیات ہی سراسر مذہب اہلسنت کی خلاف ہی صریح مذہب اہلسنت یہہ ہی
کہ انبیاء معصوم ہین اور سوا انبیاء کی کوئی شخص خلفا ہین سے ہو یا ائمہ مین سی ہرگز معصوم نہین
اور اگر کچہہ اور مراد ہی جو خلاف سیاق عبارت اپنی ذہن مین اعتبار کررکہا ہی تو صاف طور پر بیان
کرنا چاہیئی لیکن بات اصل یہہ ہی کہ حضرات شیعہ کی عادت ہی کہ اگر کسیکو چڑہاتی ہین تو یہانتک
چڑہاتی ہین کہ اسکو حد اعتدال سے خارج کردیتے ہین اور گراتے ہین تو یہانتک گراتی ہین کہ حد

اعتدال سی نکال دیتی ہین مثلاً اسی مسئلہ عصمت انبیا رمین یہانتک بڑہی کہ صغائر و کبائر سی سہواً
و عمداً قبل النبوت اور بعد النبوت معصوم قرار دیا یا گرایا تو یہانتک گرایا کہ انبیا رکی نسبت کفر اور حسد وغیرہ
سی بہی دریغ نکیا ائمہ کی نسبت یا تو یہانتک مبالغہ کیا کہ نبیین و مرسلین سی بہی اونکا درجہ اونچا کر دیا یا گرایا
تو یہہ نوبت پونہچائی وہ امور اونکی طرف منسوب کئی کہ کفار و فجار کو بہی اونکی نسبت سی ننگ و عار ہو
فروع مین اسکی ایسی مثال ہی کہ مثلاً صوم کی یہانتک احتیاط کہ پانی مین غوطہ لگانی سی بہی ٹوٹ جائی یا بی
احتیاطی کی تو یہانتک کہ اغلام سی بہی نہ ٹوٹی پس مذہب کیا ہی مرزا رفیع السودا کی ہجو یا مدح ہی کہ کبہی
عرش بریں پر بٹہلا دیا اور کبہی تحت الثرا مین گرا دیا یا میر و ببر انیس کے مرثیون کے بند بشین ہین
کہ ہر ہر شعر مین بیشمار مبالغہ کی بہت جناب امیر رضی اللہ عنہ نے ایسی لوگونکی واسطی فرمایا ہی
جو نہج البلاغہ مین کئی جگہ شریف رضی نے نقل کیا ہی سیہلک[1] فی صنفان محب مفرط یذھب به
الحب الی غیر الحق و مبغض مفرط یذھب به البغض الی غیر الحق و خیر الناس فی حالا النمط الاوسط
فالزموه والزموا السواد الاعظم فان ید الله علی الجماعۃ انتہی بقدر الحاجۃ اور نہج البلاغۃ
مین دوسری جگہ فرمایا یہلک[2] فی رجلان محب مطرو باھت مفتر حسب ارشاد جناب امیر رض
تمام فرق شیعہ و خوارج و نواصب اس وعید مین داخل ہوئی کسقدر اطراء فی المدح اور افراط فی المحبت ہی
کہ حضرت کا مرتبہ انبیا سی بہی بڑہا دیا بحمد اللہ تعالی اہلسنت بیان ہی ثابت الاعتقاد اور راسخ
القدم ہی انبیاء کو انبیاء کی درجہ مین رکہا اور خلفاء کو اونکی درجہ مین رکہا نہ اونکی درجہ مین اعتدال سی
کمی و بیشی کی نہ اونکی درجہ کو اعتدال سے گہٹایا بڑہایا۔ اور اگر روایات شیعہ کا تتبع کیا جاوی تو صراحۃً ثابت
ہوتا ہی کہ حضرات شیعہ نے ائمہ کی وجہ سی عصمت انبیا مین جرح قدح کیا ہی۔ حضرت آدم علیہ السلام
کی انکار امامت سے روایات حسد کا قصہ اوپر نمبر ا کا ذکر اوپر مذکور ہو چکا ہی۔ علاوہ ازین روایات قوم
سے ثابت ہوتا ہی کہ انبیاء علیہم السلام جسقدر مصائب و آلام مین مبتلا ہوئی سب بوجہ انکار امامت ائمہ مبتلا ہوئی

[1] قریب ہی کہ میری بابت مین دو گروہ ہلاک ہونگی ایک تو افراط کی ساتھہ مجکو دوست رکھنی والی کہ میری محبت اونکو ناحق کیطرف لیجایگی دوسری نہایت دشمنی رکھنی والی جنکو دشمنی بغض کیطرف لیجایگی۔ اور میری بابت مین متوسط حالت والی سب سی بہتر ہین پس ضرور لو اوسکو اور بڑی جماعت کو اختیار کرو کیونکہ جماعت پر اللہ کا ہاتھہ ہی ۱۲ [2] ہلاک ہونگی میری بابت مین دو شخص افراط کی ساتھہ دوست رکھنی والا اور مفتری بہتان باندھنی والا ۱۲

اور یہہ اونکو سزا اسی انکار کی دیگئی اس سے اہل انصاف و عقلا صاف سمجہہ سکتی ہین کہ حضرات شیعہ نے
ہی ائمہ کی لئی انبیاء کی عصمت مین جرح و قدح کی ہی نہ اہل سنت نے **قولہ** غرضکہ امامت
و خلافت کے بارہ مین ان حضرات کے اقوال نہایت ہی مضطرب ہین اگر حضرت مجیب یہہ سلسلہ جاری
رکہین گے تو انشاء اللہ تعالے بحث امامت مین انکا ذکر بخوبی آئیگا۔ **اقول** معلوم نہین ہماری
مجیب نے یہہ نتیجہ کس جملہ کا ماسبق سے پیدا کیا ہی اور پہلے کونسا اختلاف و اضطراب اہلسنت کا مسئلہ
امامت مین ذکر کیا ہی جسکی طرف یہہ غرض ایما کرتے ہی۔ اگر بالفرض اہلسنت کو مسئلہ امامت مین باہم
اختلاف ہو تو یہہ اختلاف بحمد اللہ تعالی کچہہ قادح نہین کیونکہ اہلسنت کی نزدیک مسئلہ امامت
فروع مین سے ہی اور بالاتفاق اختلاف فی الفروع ممنوع نہین ہی حالانکہ اہلسنت مین اس کے بابت
کوئی معتد بہ اختلاف نہین ہی لیکن اگر اختلافات فرق شیعہ کو عموماً اور اختلافات فرقہ امامیہ کو خصوصاً
دیکہا جاوی اور آپسمین باہم جو کچہہ تہافت و تناقض و تکاذب و تجاحد ہی اوسکو غور کیا جاوی تو بے اختیار
آیت وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ۔ زبان سے نکلتی ہی اور آیت اِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا لَّسْتَ
مِنْهُمْ فِيْ شَيْءٍ اوسپر صادق آتی ہی خوف تطویل ہی اور یہہ مقام بہی تہفلے و استطرادی ہی ورنہ اس بحث
کو ہم بسط کے ساتہہ قید تحریر مین لاتے لیکن جسکو اس اختلاف کی دیکہنے کا شوق ہو وہ مبسوطات
مثل صواقع و تحفہ اثنا عشریہ وغیرہ کو دیکہی۔ لیکن اسجگہ مجیب لبیب میری اس گذارش سے ناخوش نہون
کیونکہ یہہ اختلاف فی الحقیقت آپکا یا آپکی اکابر علماء کا قصور نہین ہی بلکہ حسب تقریحات قوم یہہ کشتی تو
تو خضر ہی کی ڈبوئی ہوئی ہی یہہ اختلاف تو بقول حضرات شیعہ ائمہ کا ڈالا ہوا اور انہی کا تعلیم کیا ہوا ہی
کلینی مین باب اختلاف الحدیث مین منصور بن ابی حازم سے روایت ہی[۵] قلت لابی عبد اللہ اسئلک
عن المسئلۃ فتجیبنی فیہا بالجواب ثم یجیئک غیری فتجیبہ بجواب اٰخر فقال انا نجیب الناس علی الزیادۃ والنقصان
اور بحار الانوار مین ہی عن محمد بن بشیر و عن حریز عن ابی عبد اللہ[۵] قال قلت لانہ لیس شیء اشد علی من اختلاف

---

[۵] منصور بن ابی حازم کہتا ہی کہ مینی امام ابو عبد اللہ سے پوچہا کہ مین آپ سے ایک مسئلہ پوچہتا ہون آپ اوسمین کچہہ جواب دیتی ہین
پہر دوسرا شخص آپکی پاس آتا ہی اوسکو آپ دوسرا جواب فرماتے ہین۔ فرمایا کہ لوگونکو ہم کم و بیش جواب دیتی ہین
[۵] راوی کہتا ہی کہ مینی امام ابو عبد اللہ سے کہا کہ مجہپر کوئی چیز ہماری اصحاب کی اختلاف سے زیادہ سخت نہین ۱۲ -

اصحابنا قال ذلك من قبلی[1] وبحار مین ہی عن زرارة عن ابی جعفر قال قال سالتہ عن مسئلۃ فاجابنی قال ثم جاء

رجل فسالہ عنہا فاجابہ بخلاف ما اجابنی ثم جاء رجل فسالہ عنہا فاجابہ بخلاف ما اجابنی واجاب صاحبی فلما خرج

الرجلان قلت یا ابن رسول اللہ رجلان من اہل العراق من شیعتک قدما یسئلان فاجبت کل واحد منہما بغیر

ما اجبت بالآخر فقال یا زرارة ان ہذا خیر لنا وابقی لنا ولکم ولو اجتمعتم علی امر واحد لقصدکم الناس ولکان

اقل لبقائنا وبقائکم فقلت لابی عبد اللہ - الی ان قال فاجابنی بمثل جواب ابیہ[2] وبحار مین ہی عن ابی عبد اللہ

قال انی لاتکلم علی سبعین وجہا فی کلہا المخرج - نقلا عن ازالۃ الغین - تو ان روایات سے صاف ثابت ہوتا ہی

کہ یہہ اختلاف فی الدین حضرات ائمہ کا ہی تلقین کیا ہوا ہی اور واضح رہی کہ اسکی تاویل مین خلاف اپنی

رحمۃ کو پیش نکیجیگا کیونکہ حسب تصریح صدوق جو علل الشرائع مین کی ہی اس حدیث مین اختلاف سے مراد

اختلاف فی البلدان ہی نہ اختلاف فی الدین - پس اپنی اختلافات واضطرابات سے اغماض کرکے اہل حق

کیطرف اضطراب واختلاف منسوب کرنا طرفہ تماشا ہی - **قال الفاضل المجیب** - قولہ - پس

جناب مخاطب کا یہہ قول (ماخذ ان اصول موضوعہ کا محض خلافت خلفاء ثلثہ کا وقوع ہی) بجای

خود نہین - اقول - معلوم نہین کہ جناب مجیب نے اپنی کس قول ومقدمہ پر یہہ تفریع فرمائی ہی

اگر اصول خلافت مسلمہ خود کو اول مدلل تحریر فرماتے اور پھر خلفاء ثلثہ کی خلافت پر انکو ثابت

کرتے بعد مین ایسا لکھتے تو مضائقہ نتہا - اب جناب کا یہہ قول بجای خود معلوم نہین ہوتا - یقول

العبد الفقیر الی مولاہ الغنی حضرت مجیب نے یہہ عجب قسم سے اعتراض فرمایا ہی

شروع سے کچھہ مفہوم ہوتا ہی اور آخر سے کچھہ اور سمجھہ مین آتا ہی اول تحریر فرمائی ہین معلوم نہین کہ یہہ تفریع کس قول ومقدمہ

پر ہی اس سے معلوم ہوتا ہی کہ یہہ تفریع اسوجہ سے غلط ہی کہ ما سبق مین اسکا مفرع علیہ کوئی قول ومقدمہ نہین ہے

اور آخر مین لکھتے ہین کہ اگر اپنی اصول کو مدلل لکھکر خلفاء پر ثابت کرتے اور پھر تفریع کرتے تو صحیح تہا

---

[1] فرمایا یہہ میری طرف سے ہی[2] زرارہ کہتا ہی کہ مینے امام ابو جعفر سے ایک مسئلہ پوچھا آپنے مجکو جواب دیا پھر دوسرے شخص نے آکر پوچھا
اسکو میری جواب کے مخالف جواب دیا پھر تیسری شخص نے پوچھا اسکو ہم دونو کے جواب کے مخالف جواب دیا جب وہ دونو چلی گئی میں نے عرض کیا
ای رسول اللہ کی فرزند عراق کی دو شخص آپکے شیعہ مین سے پوچھنے کے لیئے حاضر ہوئی آپنے ہر ایک کو دوسری کے مخالف جواب دیا فرمایا ای زرارہ ہماری لئے یہی بہتر
اور ہماری تمہاری بقا کا سبب ہی[3] اور اگر تم ایک امر پر اتفاق کروگی تو تمہارا قصد کرینگے اور ہماری تمہاری بقا قلیل ہوگی[4] امام ابو عبد اللہ سے مروی ہی فرمایا

[illegible]

اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ منع علیہ ابن میں موجود ہے لیکن چونکہ بدل نہیں کیا گیا ایسی تفریع تمام ہے قطع نظر اس سے جبکہ اصل منشا اعتراض لیکن پیدا کر کے اعتراض کو ختم
منطبق کیا گیا اور سہو پر بطلان عرض کے تفریع کر گئی تو کون کہہ سکتا کہ یہہ تفریع صحیح نہیں ہے یہہ معنی نا کردیں پر بھی تفریع ہوسکتی تھی لیکن اس سے یہہ لازم نہیں آتا
کہ بعین وہیں تفریع صحیح ہے یہہ تفریع فی الحقیقت ذکر ایسی کی ہے تا ہے جو اپنی جا میں کے منع ہو اور بطلان اعتراض قطعاً اوسکی نقلاب کے فرع ہے تو اوسکو تفریع کے طور پر
ذکر کرنا بھی صحیح ہوا آپ کہ غور فرمایئے اور عبارت کو سمجھیے **قولہ** معہذا یہی جو یہہ لکھا تھا تو کتاب کا جو لب ہی دیا تھا افسوس کہ جناب نے کتاب کا ملاحظہ نہیں فرمایا
ورنہ ایسا ہرگز تحریر نہ فرماتے خیر اب میں ازالۃ الخفا کی عبارت لکھکر اپنا مطلب ثابت کرتا ہوں۔ اگر محل گفتگو ہو تو بسم اللہ حضرت قرۃ العین ازالۃ الخفا کے مقصد اول کے
فصل اول و قسم صفحہ نمبر ۵ مطبوعہ مطبع مذکور میں یہ عبارت درج ہے مسئلہ در طرق انعقاد خلافت انعقاد خلافت بچہار طریق واقع شود طریق اول بیعت اہل
حل و عقد از علماء و قضاۃ و امراء و وجوہ ناس کہ حضور ایشان میسر شود و اتفاق اہل حل و عقد جمیع بلاد اسلام شرط نیست زیرا کہ آن ممتنع
است و بیعت یک دو کس فائدہ ندارد زیرا کہ حضرت عمرؓ در خطبہ آخر خود فرمودہ اند فمن بایع رجلا علی غیر مشورۃ من المسلمین فلا یبایع ہو ولا الذی
بایعہ تغرۃ ان یقتلا۔ و انعقاد خلافت حضرت صدیق بطریق بیعت بودہ است۔ طریق دوم استخلاف خلیفہ ایست مستجمع شروط
یعنی خلیفہ عادل بمقتضای نصیحت مسلمین شخصی را از میان مستجمعین شروط خلافت اختیار کند و جمع نماید در مانہ و نص کند باستخلاف وی
و وصیت نماید باتباع وی پس این شخص میان سائر مستجمعین خصوصیتی پیدا کند و قوم را لازم است کہ ہمان شخص را خلیفہ سازند
انعقاد خلافت حضرت فاروق ہمین طریق بود۔ طریق سوم شوری ست و آن آنست کہ خلیفہ شائع گرداند خلافت را
درمیان جمعی از مستجمعین شروط و گوید از میان این جماعت ہر کرا اختیار کنند خلیفہ او باشد پس بعد موت خلیفہ
تشاور کنند و یکی را معین سازند و اگر برای اختیار شخصی را یا جمعی را معین کنند اختیار ہمان شخص یا ہمان جمع معتبر
باشد و انعقاد خلافت ذی النورین ہمین طریق بود کہ حضرت فاروق خلافت را درمیان شش کس شائع ساختند و آخرہا
عبد الرحمن بن عوف برای تعیین خلیفہ مقرر شد و وی حضرت ذی النورین را اختیار نمود طریق چہارم استیلاست چون خلیفہ بمیرد
و شخصی متصدی خلافت گردد بغیر بیعت و استخلاف و ہمہ را بر خود جمع سازد باستیلاف قلوب یا بقہر بنصب قتال خلیفہ شود و لازم
گردد بر مردمان اتباع فرمان او در آنچہ موافق شرع باشد و این دو نوع است یکی آنکہ مستولی مستجمع شروط باشد و صرف منازعین
کند بصلح و تدبیر از غیر ارتکاب محرمی و این قسم جائز است و رخصت. و انعقاد خلافت معاویہ ابن ابی سفیان بعد حضرت
مرتضی و بعد صلح امام حسن ہمین نوع بود انتہی بقدر الحاجۃ۔ غور فرمایئے کہ یہہ جو چار طریقے انعقاد خلافت کے لکھے ہیں
کسی طریق کو بھی دلیل عقلی یا نقلی سے ثابت کیا ہے حالانکہ یہہ کتاب خاص اسی باب میں بڑے زور و شور سے

تحریر ہوئی ہی ہر طریقہ کی ثبوت مین ہر خلیفہ کی خلافت ہی بطور شہادت لکہی ہی پس میرا یہہ لکہنا کہ ماخذان اصول موضوعہ کا ہی خلافت خلفا کا وقوع ہی انصاف فرمائی تو نہایت ہی درست ہی اور جناب کا یہہ لکہنا کہ بجائی خود نہین واقع مین بجائی خود نہین

اقول عنوان تقریر سی ثابت ہوتا ہی کہ یہہ اعتراض ہماری محب لبیب کا مایہ افتخار ہی و سرمایہ ناز پیشتر اسکی جواب مین جو کچہہ الزاما اجمالا گذارش کیا گیا تہا افسوس کہ ہماری محب لبیب نے اپنی طبیعت آتشگین و سکوت تامل کی نظر سی ملاحظہ نہین فرمایا لہذا ضرور ہوا کہ کسیقدر تفصیل کی ساتہہ لکہا جاے تاکہ محب لبیب کو معلوم ہو جائی کہ یہہ اعتراض محل گفتگو ہی نہین بلکہ محض غلط ہی اور منشا اوسکا یہہ ہی کہ ازالۃ الخفا کی مطلب کو نہین سمجہی پس واضح ہو کہ حاصل اعتراض دو امر ہین اول یہہ کہ اہلسنت نے چند اصول وضع کیی ہین جن سی انکی نزدیک خلافت متحقق متحقق ہی اور چونکہ یہہ اصول موضوعہ کتاب و سنت سی ثابت نہین تو باطل ہوئی اور خلافت جسکا ثبوت ان اصول پر موقوف تہا وہ ہی باطل ہوئی دوسرا امر یہہ ہی کہ جن طریقون سی خلافت خلفا ثلثہ واقع ہوئی ہی اونہی طریقونکو اصول قرار دیا ہی اور یہہ ایک قسم کا مصادرہ علی المطلوب ہی لیکن جہانتک غور کیا جاتا ہی معلوم ہوتا ہی کہ لزوم مصادرہ علی المطلوب بالکل غلط اور باطل ہی کیونکہ مصادرہ علی المطلوب اوسکو کہتی ہین کہ مدعا کو عین دلیل یا جزو دلیل قرار دیا جاوے اور یہان کوئی بہی نہین کہتا پس یہہ حضرت محب کی کمال مناظرہ دانی ہی کہ نو دہرہ کی اصطلاحات کی بہی خبر نہین پر معلوم نہین کہ یہہ جو تحریر فرماتی ہین کہ ابتدا سی تمیز سی مناظرہ ہی کا شوق رہا ہی محض تہدید ہی یا سبقت قلم ہی شاید حضرت کو ورود مصادرہ علی المطلوب یا بہم تشبیہ ہو کسی جگہ ہوگی اور دور کو مصادرہ علی المطلوب سمجہہ گئی ہونگی کہ بطالبہ اس بحث مین دور کا شبہہ پڑتا ہی جسکی تقریر جواب کیطرف ہم متوجہ ہوتی ہین اوسکی تقریر یہہ ہی کہ اہلسنت نے چند اصول وضع کیی ہین جنپر خلافت کا تحقق موقوف ہی اور خلافت کی حقیت کو ان اصول سی ثابت کرتی ہین اور پہر اونہی اصول کی حقیت کو خلافت پر موقوف کر رکہا ہی کہ ماخذ ان اصول کا خلافت خلفا قرار دی گئی ہی تو اہلسنت کی اصول پر دور لازم آتا ہی آپ اسکی جواب کیطرف توجہ فرمایئی مگر اول یہہ گذارش ہی واضح ہو کہ خلافت خلفا کی بارہ مین اہلسنت کی دو فریق ہین بعض کی راے یہہ ہی کہ یہہ خلافت منصوصہ ہی چنانچہ صاحب ازالۃ الخفا ادہر گئی ہین یہہ اونکی رای ہی اور بعض فرماتی ہین کہ منصوص نہین ہی بلکہ بیعت اہل حل و عقد و اجماع سی ثابت ہی لیکن چونکہ اس جگہ فریق اول کی مسلک پر گفتگو واقع ہوئی ہی کیونکہ محب لبیب نے عبارات ازالۃ الخفا کو اپنا مستدل قرار دیا ہی تو اول اوسی مسلک کی بنا پر جواب کی تقریر کیجاتی ہی کہ مسلک فریق اول پر خلافت خلفا رضی اللہ عنہم نص شرعی سی ثابت ہی اور نصوص جلیہ و خفیہ کتاب اللہ و سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و اقوال اہلبیت و صحابہ رضی اللہ عنہم بتفصیل تمام بالالتزام علیہ ازالۃ الخفا مین مذکور ہین اور ایسی نصوص بہی کسیقدر پاسبق مین ذکر ہو چکی ہین تو جب خلافت نص سی ثابت ہی تو لامحالہ عند اللہ حق ہوگی اور جن طریقون سی وہ خلافت واقع ہوگی وہ اوضاع اور اصول بہی

[illegible]

حق ہونگی تو اس اعتبار سے جب خلافت خلفاء منصوص ہوئی اور حق ہوئی تو وہ اوضاع و اصول کہ جنپر یہہ خلافت حقہ مبتنی تھی وہ بھی حق ہوئی - تو پہر یہہ کہنا کہ جنپر خلافت کا تحقق موقوف ہے اگر اس سے مراد قطع نظر حقیت عند اللہ سے تحقق خارجی محض ہے تو لازم باطل ہے اور نہ آپکو کچہہ مفید اور نہ ہمکو کچہہ مضر ہے کیونکہ جب وارمدار حقیت خلافت کا نص پر ٹہرا تو اگر بالفرض یہہ اصول کتاب و سنت سے ثابت نہون تو بھی خلافت خلفائے راشدین کی حقیت مین کچہہ نقصان نہین بلکہ برعکس اسکی بوجہ حقیت خلافت کی یہہ اصول بھی حق ہو جائینگی اور اگر مراد یہہ ہے کہ وہ اصول جنپر خلافت کی حقیت کا تحقق موقوف ہے) تو وہ بھی البطلان ہے کیونکہ جب خلافت منصوصہ ہوکر حقیق ہو چکی تو اوسکی حقیت کسی اصل پر موقوف نہوگی اوسکی حقیت کے واسطے کوئی حالت منتظرہ باقی نہوگی اگرچہ اس تقریر سے لزوم دور کا بطلان بھی واضح ہے لیکن مناسب ہے کہ بغرض رفع خلجان حضرت مجیب خاص پیرایہ مین اوسکو ادا کیا جاوے - پس سنئے اس قیاس مین اگر توقف سے مراد توقف حقیت ہے تو صغری کاذب ہے اور قیاس غیر منتج اور اگر مراد توقف وقوع خارجی خلافت ہے تو کبری کاذب اور قیاس عقیم پس لزوم توقف الشئی علی نفسہ باطل - دوسری یہہ کہ اس قیاس مین جہتہ توقف متحد نہین کیونکہ صغری مین بطور نفس وقوع کی ہے اور کبری مین بطور حقیت کے تو حد اوسط مکرر نہوا تو نتیجہ کاذب ہوگا - غرض ہر کیف ازالۃ الخفاء دیکہہ کر یہہ سمجہنا کہ خلافت راشدہ ان اصول پر موقوف ہے بالکل غلط ہے اگرچہ بعد اسکی کچہہ ضرورت باقی نہین رہی کہ دوسری مسلک پر جواب کی تقریر کیجاوے کیونکہ مبنی اعتراض کا مسلک اول پر ہی تہا لیکن تبرعًا ہم دوسری مسلک پر بھی مختصرًا جواب کی تقریر کرتے ہین تاکہ ہماری مجیب کی دل مین کوئی ہوس و انتظار باقی نرہجاوے اس مسلک پر ہم کہتے ہین کہ وہ اصول جنپر خلافت کا تحقق موقوف ہے خلافت پر موقوف نہین بلکہ اول اون اصول کا کتاب و سنت سے ثابت ہے اور باقی اوسپر متفرع تفصیل اس اجمال کی یہہ ہے کہ اول بیعت صدیقی بیعت حل و عقد و اجماع صحابہ سے منعقد ہوئی ہے اور حجیت بیعت اہل حل و عقد آیت کنتم خیر امتہ سے ثابت ہے اور نیز اسکی صحت و حقیت کلام جناب امیر المومنین جو چند جگہ نہج البلاغۃ مین مذکور ہے اور خود شارح نہج البلاغۃ سے مفہوم ہوتی ہے (۱) انما الشوری للمہاجرین والانصار فان اجتمعوا علی رجل وسموہ اماما کان للہ ذلک رضی اوسپر جو کچہہ مجیب کا اعتراض ہے اور اوسکو دلیل الزامی قرار دی ہے

اسکا جواب ہم اوسی موقع پر بیان کرین گے۔ مگر مختصراً یہان اسقدر جاننا چاہیے کہ خود اس عبارت کا سیاق اور دوسری عبارات کا جو اس بارہ مین وارد ہوئی ہین اسکا مکذب ہی۔ (۲) لانہا بیعۃ واحدۃ لا یثنی فیہا النظر ولا یستانف فیہا الخیار الخارج منہا طاعن والمروی فیہا مداھن (۳) وکانت امور اللہ علیکم ترد وعنکم تصدر والیکم ترجع قولہ وکانت امور اللہ الی قولہ ترجع ای انکم کنتم اہل الاسلام والحل والعقد فیہ لانہم المہاجرون والانصار شرح نہج البلاغۃ (۴) ولعمری لئن کانت الامامۃ لا تنعقد حتی یحضرہا عامۃ الناس ما الی ذلک سبیل ولکن اہلہا یحکمون علی من غاب عنہا ثم لیس للشاھد ان یرجع وللغائب ان یختار الا وانی اقاتل رجلین رجلا ادعی ما لیس لہ وآخر منع الذی علیہ ترجمہ این عبارت بزبان زوری امامیہ کہ ملا فتح اللہ حسن تام درست ملیست وقسم بزندگانی من اگر امامت منعقد نشود تا آنکہ حاضر شوند جمیع مردمان نمی باشد بانعقاد امامت راہی درہیچ زمانی واین جواب انکار معاویہ است واہل شام اجماع را در بیعت آن امام علیہ السلام بنا برآنکہ اجماع محتاج است در انعقاد جمیع اہل اسلام وآنحضرت اشارت فرمود باین کلام باین وجہ کہ اجماع براین وجہ امکان ندارد واگر ممکن باشد عاقل امر او در غایت دشواری میشمارد بلکہ معتبر در انعقاد اجماع اتفاق اہل حل وعقد است از امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ بر امری از امور چنانچہ اشارہ فرمود بدان لیکن اہل امامت حکم میکنند بر کسیکہ غائب است ازان پس ازان نیست مر حاضر را حقی را ہیچ طلحہ وزبیر کہ نقض بیعت رجوع نماید ونہ غائب را ہیچ معاویہ کہ او رای خویش اختیار سازد۔ الخ ۔ نقلاً عن ازالۃ الغین ۔ اور جب بیعت اہل وعقد صحیح ہوئی تو بیعت صدیقی حق ہوئی اور چونکہ خلافت تہامی باقیہ اسی پر متفرع اور مبنی ہین تو وہ بھی معہ اصول خود صحیح اور حق ہوئی اور اگر مجیب لبسبب بعض صحابہ کی تاخر کا خیال کرین تو اول تو اسکا جواب خود ارشادات جناب امیر مین موجود ہی معہذا یہہ ثابت فرمادین کہ یہہ تاخر بوجہ قدح استحقاق خلفا تہا جب تک یہہ ثابت نہوگا اوسوقت تک اعتراض لغو اور فضول ہوگا۔ تو اس سلک پر برعکس دعوی خلافت کی لیی اصول کا ماخذ ہونا مثل روز روشن ظاہر و باہر ہی اور لزوم مصادرہ علی المطلوب حباب بر آب بلکہ لمعان سراب ہی۔ ہماری مجیب کی تقریر اعتراض کے بعینہٖ مثال ہی جیسا طفل کراہی چلپت

نہ سیکہا ہوا ٹہنکر چلنے کا قصد کرتا ہی اور گرجاتا ہی ہر جگہ پانون لڑکہڑاتا ہی کسی جگہہ بہی تقریر اعتراض یا جواب
ٹہیک نہین ہی اسپر دعوی کیا کچہہ پس مسلک ثانی ہر ماخذ اصول کا خلافت کو قرار دینا اور اصول کو
موضوعہ کہنا بالکل غلط ہی اور مسلک اول یعنے خلافت کو ماخذ اصول کا قرار دینا تو صحیح ہی چنانچہ
پہلی تحریر مین بہی اسکی طرف ایما کیا گیا تہا لیکن اوسکی نسبت یہہ کہنا کہ بطور خود چند اصول
وضع کیئی ہین یہہ بالکل باطل ہے کیونکہ جو امر کسی دلیل شرعی سی ماخوذ ہو اگر اوسپر موضوع ہونے کا
اطلاق کیا جاوی تو تمام دین موضوع ٹہرجاویگا۔ علی الخصوص اہل تشیع کا تو دین اصول و فروع جو اکثر حرف
ائمہ ہی سی پہنچی ہیں خود ہی قطعا موضوع ہوگا غرضکہ مطلقاً خلافت کا ماخذ ہونا محل اعتراض نہین ہی۔ اگر اول
منصوصیت خلافت باطل کرتے اور بعد اوسکی یہہ لکہتی تو مضائقہ نتہا۔ اور یہہ قول اب قطعاً بیجا ہی خود ہین
پس میری گذارش کے تردید اس بنا پر ہی کہ نہ ازالۃ الخفا کے مطلب کو سمجہا اور نہ بندہ کی گذارش کو بنظر تامل اور
انصاف کی ملاحظہ فرمایا سو خیر اسکا کچہہ علاج نہین۔ **قال الفاضل المجیب** - قولہ - کیونکہ اونکی تحقیقت
یہہ کام حضرات شیعہ کا تہا کہ مبنی انکی اصول موضوعہ کا محض ابطال خلافت خلفاء ثلثہ رضی اللہ عنہم
ہی جسپر قلم کی الزام اہلسنت کیطرف نسبت فرمائی ہین۔ اقول - شیعہ اپنی اصول کو دلائل عقلیہ
اور اون دلائل نقلیہ سی جو موید عقل ہون ثابت کرتے ہین اور جبکہ امامت کو بہی اصول سے جانتی ہین
اس اصل کو بہی مثل اور اصول کی ایسی دلائل سے ثابت کرتے ہین **یقول العبد الفقیر الی مولاہ**
ہماری حضرت مجیب نے جن دلائل کو عقلیہ تصور فرمارکہا ہی وہ فی الحقیقت صور خیالیہ و وہمیہ ہین
علاوہ ازین جسقدر مخالف فرقے ہین سب اپنی اپنی اصول کی نسبت اسیطرح شد و مد سی صحت
و حقیت کے قائل ہین۔ اگر یہہ دعوی بلا دلیل معتبر ہی تو سب فرق کے حقیت کی قائل ہوجیئی - ورنہ
اپنی اصول کے لیئی دلائل حقہ کی فکر کیجیئی - ہم جہانتک غور و تامل سے بنظر انصاف دیکہتی ہین تو حضرت کے
اصول مخصوصہ مین کہین اس دعوی کی تصدیق نہین پاتے - ائمہ کا انبیا سے افضل ہونا آپ ہی فرمائیے
کہ بدیہیات اولیہ مین سے ہی - ائمہ اور اونکی اعدا کی رجعت - امام آخر الزمان کی غیبوبت - وجوب
علی اللہ تعالے - حسن و قبح عقلی - مساوات اول الائمہ کی خاتم الانبیاء کے ساتہہ جیسا صاحب نافع

یعنی انکا وجود بسبب عدم دلائل عقلی و نقلی کے ثابت نہین ۔

اپنی شرح مین تصریح کی - ائمہ کے عصمت اونکا علم کان وما یکون وختیار موت وحیات وغیرہ بہت مسائل ہی
ہین کہ اونمین صرف جدلیات واقناعیات پر ہی قانع ہین اگر انصاف سے ملاحظہ فرماوین تو حقیقت حال
منکشف ہوجاوی - لیکن جب عقل وانصاف کو کام مین نہ لاوین تو اختیار ہے جو دل چاہے فرماوین زبان و
قلم کو کون روک سکتا ہی - **قولہ** اور ہر امر کی ثبوت کی لیئے مقدمات وشرائط کا ہونا ضروری ہے **اقول**
اگر مقدمات وشرائط واقعی اور نفس الامری مراد ہین تو مسلم لیکن حضرت مجیب کو مفید نہین کیونکہ شرائط مقبولہ
کی لیے نفس الامری ہونا غیر مسلم ہے اور اگر عام مراد ہی تو خود غلط ہی **قولہ** پس جب بنظر تحقیق اس بات پر
غور کیا تو عقل سلیم وکتاب خداوند علیم واحادیث رسول کریم وروایات ائمہ کرام واقوال صحابہ عظام سے
بخوبی ثابت ہوا کہ عصمت وفضیلت ومنصوصیت خلافت وامامت کے لوازم مین ہی اسلیے ان شرطونکو ضروری
سمجھا - **اقول** عقل سلیم تو وہی ہی جو حضرت مجیب کو خصوصاً اور تمام فرقہ شیعہ کو عموماً قسام ازل سے
مرحمت ہوئی اور کتاب علیم وہ ہوگی جو جناب امیرؓ نے ایام تخلف بیعت گہر کے اندر تخلیہ مین جمع فرمائی
اور ائمہ مین سے ہر ایک کی پاس ایک بعد دیگری صندوق تقیہ مین بند چلی آئی اور احادیث رسول کریم
وروایات ائمہ کرام وہی ہین جو حضرات زرارہ اور مومن الطاق وغیرہ مقتدایان قوم جنکا مجملاً حال
مذکور ہوچکا ہی ان ہی صدیقین کے واسطے سے حضرات شیعہ مین شائع اور مشتہر ہوئی - اور اقوال صحابہ
اونہین صحابہ کی ہونگی جنکی مفصل حالات متقدمین ومتاخرین طاب ثراہم اشگاف بیان فرماتے چلے آئی
اور کسیقدر رسالہ مین گذارش بہی ہوچکا - پہر ایسی عقل اور ایسی کتاب اور ایسی احادیث و
روایات اور ایسی اقوال پر نازو افتخار فرمانا ہماری حضرت مجیب جیسی منصف ودانشمند کا ہی کام ہی
ہم توجہانتک غور کرتے ہین تو اوسکو خلاف عقل اور خلاف کتاب اللہ اور خلاف احادیث رسول اللہ
اور خلاف ائمہ وصحابہ پاتے ہین - اور اسیلیے شرائط ثلثہ کو ضروری نہین سمجہتے قال تعالی وانا او
ایاکم لعلی ہدی او فی ضلال مبین ٥ **قولہ** اور چونکہ یہہ شرائط ثلثہ خلفا ثلثہ مین بالمرہ مفقود ہین
اور اہل سنت بلکہ خود خلفا بہی اسکی مقر ہین اسلیے اونکی خلافت کو امامت وخلافت راشدہ جو مراد
نیابت رسول ہے ہی نہین جانتے - **اقول** یہہ شرائط ثلثہ مسلمہ حضرات ائمہ مین بہی بالمرہ

مفقود ہین چنانچہ باعتراف ائمہ ثابت ہی تو انکی امامت وخلافت راشدہ کو بھی نمائیے چونکہ مقام بسط نہین
اسلیے چند روایات پر اکتفا کرتا ہون بنظر انصاف ملاحظہ فرمائی صحیفہ کاملہ مین تو آپ بطور ورد پڑھتے
رہتے ہونگے مگر کبھی تدبر معانی ہی تو فرمایئے - قد ملك الشيطان عنانى فى سوء الظن وضعف اليقين[۱]
وانى اشكو سوء مجاورته لى وطاعة نفسى له - ايضًا[۲] انا الذى افنت الذنوب عمره - نہج البلاغۃ
مین سید رضی جناب امیر سے نقل فرماتے ہین - لا تكفوا عن مقالة بحق او مشورة بعدل فانى لست بفوق[۳]
ان اخطى ولا امن من ذلك فى فعلى الخ ايضًا[۴] ومن كلام له عليه السلام لما اراده الناس على
البيعة بعد قتل عثمان دعونى والتمسوا غيرى فانا مستقبلون امرا له وجوه والوان لا يقوم له القلوب
ولا تثبت عليه العقول وان الافاق قد غامت والمحجة قد تنكرت واعلموا انى ان اجبتكم ركبت بكم ما
اعلم ولم اصغ الى قول القائل وعتب العاتب وان تركتمونى فانا كاحدكم ولعلى اسمعكم واطوعكم لمن
وليتموه وانا لكم وزيرا خير لكم منى اميرا اور ذو الفقار مین محسن بن سلیمان طرسی سے منقول ہی روى محمد بن ابى عمر
عن ابراهيم بن عبد الحميد عن على بن عبد الله الحسين زين العابدين[۵] انه قال رجل انكم اهل البيت
مغفور لكم قال فغضب وقال نحن احرى ان يجرى فينا ما اجرى فى ازواج النبى[ص] انا نرجو للمحسن ضعفين
من الاجر ولمسيئنا ضعفين من العذاب ثم قرا يا نساء النبى من يات منكن بفاحشة الخ اگر آپ انصاف
سے ملاحظہ فرمائینگے تو ان روایات سے واضح ہوجائیگا کہ یہہ شرائط فی الواقع شرائط نہین اور ائمہ ان کی اپنی اندر فقدان کے
معترف تھے اب بمعارضہ اسکی انبیاء کو ذکر نفرمایئے پہلے دلائل شرعیہ سے ثابت کیجیے بعد اسکی اقوال و
افعال کے تاویلات و توجیہات کے درپے ہوجیئے ورنہ ہر گز کسیکی واسطے وجدان شرائط کا قائل ہو کر اسکی اقوال و

---

[۱] تحقیق شیطان بدگمانی اور ضعف یقین مین میری باگ کا مالک ہوگیا ہے اور مین اسکی بری ہمسائگی اور اپنی نفس کے اسکا مطیع ہونیکا شکوہ کرتا ہون ۱۲ [۲] مین وہ شخص ہون جسکی تمام عمر گناہون نے فنا کردی - ۱۲ [۳] حق بات اور راست مشورہ سے تم باز نہ رہو کیونکہ مین خطا سے برتر نہین ہون اور نہ مین اپنی فعل مین خطا سے امون ہون ۱۲ [۴] آپ کی کلام جبکہ بعد قتل عثمان کے لوگون نے آپکے بیعت کا ارادہ کیا مجکو چھوڑ دو اور میری سوا کسی دوسرے کو تلاش کرو کیونکہ ہم بہی امر کیطرف متوجہ ہونیوالے ہین جسکی لئے مختلف طریقے اور رنگا رنگ مین کہ اسکی لئے دلین ٹہرتے مین اور نہ عقلین اسپر ثابت قدم رہتی مین اور دنیا تاریک ہوگئی اور صاف رستہ ناآشنا ہوگیا اور جانو اگر مین تمہاری درخواست قبول کرونگا تو تمکو اپنی علم کے موافق لیجاونگا اور کسی قائل کے قول اور عاتب کی عتاب کیطرف کان نہ رکہونگا اور اگر تم مجکو چھوڑ دوگے تو مین تم مین کا ایک جیسا ہون اور شاید مین زیادہ مطیع ہون جسکو تم امیر بناؤ اور مین اس سے کہ تمہارا امیر ہون یہہ بہتر ہی کہ وزیر ہون ۱۲ [۵] امام زین العابدین سے مروی ہے کہ کسی شخص نے کہا کہ تم تو ای اہلبیت بخشی ہوئی ہو تو آپ ناخوش ہوئی اور فرمایا کہ ہم زیادہ مستحق ہیں کہ جو حکم ازواج نبی مین جاری ہوا ہم مین بھی جاری ہو ہم اپنی نیکوکارون کے لیے دو چند اجر کے اور اپنی گنہگارون کے لیے دو چند عذاب کے امیدوار ہین

افعال کے تاویلات مین معارضہ پیش کیا جا سکتا ہی لیکن کوئی عاقل اسکو ثبوت نہین قرار دیگا۔ اور نظر از اثبات قیاس علی الانبیاء سے کرنا قطع نظر اس سے کہ یہ قیاس ہی قیاس مع الفارق ہی **قولہ** پس شیعونکی اصلی غرض اپنی اصول کو دلائل عقلیہ و نقلیہ سے ثابت کرنا و احقاق حق و ابطال باطل ہی **اقول** و لن یصلح العطار ما افسد الدہر۔ جب وہ اصول خلاف عقل و نقل ہین تو حضرات شیعہ کی سعی و کوشش سے اثبات منجملہ محالات ہی اور اس جد و جہد کا نتیجہ بجز ابطال حق اور اثبات باطل اور کچھہ نہین اور نہ یہہ غرض حاصل ہوئی ہی **قولہ** اور یہہ ظاہر ہی کہ اس صورت مین غیر مستحقین کے خلافت ثابت نہوگی۔ **اقول** بلکہ یہہ ظاہر ہی کہ مستحقین کے بہی خلافت اس صورت مین ثابت نہوگی کیونکہ ائمہ کی بہی خلافت باطل ہو جاویگی **قولہ** نہ یہہ کہ محض ابطال خلافت خلفاء ثلثہ کی غرض سے بدون قیام دلیل و حجت ان شرائط کو خلافت و امامت میں معتبر جانتی ہون جیسا کہ حضرت مجیب یا اور اہلسنت کا وہم و خیال ہی حاشا و کلا **اقول** اہلسنت کا یہہ بہی خیال نہین کہ آپ بدون قیام دلیل و حجت ان شرائط کو خلافت و امامت مین معتبر جانتی ہین بلکہ اہلسنت بدلائل قاطعہ و بشہادات ائمہ یہہ ثابت کرتے ہین کہ باوجود قیام دلائل عدم اشتراط کے ان شرائط کو حضرات شیعہ نے خلافت مین معتبر مان رکہا ہی پس جب یہہ حال ہی تو ان اصول موضوعہ کے وضع محض بغرض ابطال خلافت خلفاء ثلثہ رضی اللہ عنہم ہی و بس۔ **قولہ** ہان چونکہ بدون قیام دلیل حضرات اہلسنت ان خلفاء کی خلافت کے قائل ہین سلیئے انکو ضرور ایسی اصول کے جنکی سوا وقوع خلافت کوئی دلیل نہین سخت حاجت تہی ہلیئے حضرات نے ایسی اصول وضع فرمائی۔ **اقول** خلافت خلفاء رضی اللہ عنہم کے حقیت مثل روز روشن ظاہر ہو رہا ہی آفتاب نص قرآنی اور احادیث نبوی صلعم اور اقوال و افعال ائمہ نے اوسکی چہرۂ ثبوت سے حجاب خفا یک لخت دور کر دیا۔ آیات و احادیث کسیقدر مذکور ہو چکی ہین اسوقت نہج البلاغۃ کی خطبہ کا ایک جملہ یاد آیا جو ثبوت مدعا مین بشرطیکہ انصاف سے دیکہا جاوی نص ہی واذا المیثاق فی عنقی لغیری قطع نظر اس سے کہ اس جملہ کی الفاظ سے کیا مضمون پیدا ہوتا ہی جو کچھہ اس جملہ سے معنی و مدعا سمجہا ہی مین او مین منفرد نہین ہون بلکہ ہمین حضرت ابن میثم بحرانی بہی جو بحمد اللہ تعالی ہم زبان ہین اور انہین بہی اپنی مختصر شرح مین جو اسوقت میری پاس موجود ہی مجبور ہو کر صاف کہنا پڑا کہ بیعت ابی بکر کا میثاق ہی

جو جناب امیر کے گردن مبارک مین تہا الحضرت آپ ابن میثم کی شرح لیکر میری اس گذارش کو مطابق کر لیجیے اور
دیکہیے جناب امیر کسطرح حقیت خلافت کو تسلیم فرماتی ہین اور شاید اگر آپ تمام خطبہ کے شرح ملاحظہ فرماینگے تو یہہ بہی
معلوم ہوگا کہ جناب رضی نے اوسمین کیا قطع و برید فرمائی ہے پس بفضل اللہ تعالے اہلسنت بدون قیام دلیل ہرگز
خلافت کے قائل نہین ہوئے اور یہہ ہی وجہ ہے کہ اونکو اصول گہڑنے کی ضرورت نہوئی تو حضرت مجیب کا یہہ ارشاد
(جنکے سوا وقوع خلافت کوئی دلیل نہین) بالکل غلط اور خلاف واقع ہے منشا اسکا یہہ ہے کہ کتب فریقین سے
بیخبر ہین اور جو کچہہ دیکہا ہے اوسکا مطلب نہین سمجہے- واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم **قال الفاضل
المجیب**- قولہ- ورنہ جبکہ ثبوت خلافت خلفاء رضی اللہ عنہم کتاب اللہ و شہادات ائمہ رضی اللہ
عنہم سے واقع ہے تو اہلسنت کو وضع اصول کی کچہہ ضرورت نہین- اقول- اگر حضرت مجیب کا یہہ قول
درست ہو تو شاہ ولی اللہ صاحب نے ازالۃ الخفاء مین چار طریق انعقاد بیعت کے کیون تحریر فرمائی ہر ایک کے
ثبوت کیلیے شرائط و مقدمات وغیرہ کا ہونا ضرور ہے- **قول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی**
ازالۃ الخفاء کی عبارت کو بتامل ہی ملاحظہ فرمایئے اور اوسکی مطلب کو سمجہیے با اینہمہ ہمہ دانی آپنے اوسکا
مطلب نہین سمجہا طریق رابع کی شق ثانی کو اگر آپ بتامل ملاحظہ فرمائینگے تو یہہ عقدہ حل ہو جائیگا- **قولہ**
تعجب ہے کہ حضرت کتابونکو ملاحظہ نہین فرماتے جو دل مین آتا ہے لکہہ جاتے ہین ورنہ ہر کتاب مین طرق
و شرائط وغیرہ تحریر ہین- **اقول**- اگر کتابون کے ایسی ملاحظہ کیطرف دعوت کیجاتی ہے جیسا کہ جناب نے ملاحظہ کتب
فرمایا ہے تو ایسا ملاحظہ بیفائدہ ہی نہین بلکہ مضر ہے چنانچہ جناب پر واضح ہوگیا اور اگر نظر انصاف و تحقیق
ملحوظ خاطر ہے تو بندہ بہی جناب کیخدمت مین اسی امر کا ملتمس ہے کہ أَتَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ أَنفُسَكُمْ
پر عمل فرمایئے اور بندہ کی نسبت تو انشاء اللہ تعالے بشرط نظر انصاف واضح ہو جائیگا کہ کتابونکا ملاحظہ کیا ہے
یا نہین کیا باقی رہا طرق و شرائط کی نسبت کب انکار ہے آپ گذارش کو بغور ملاحظہ فرمایئے **قولہ** معہذا اور
خلفاء کی خلافت کا ثبوت خلیفہ اول کی خلافت کے ثبوت پر موقوف ہے اگر حضرت خلیفہ اول کی خلافت
صحیح ثابت ہو جاوے تو پہر جائے گفتگو نہین- **اقول** حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ
کی خلافت کی صحت و حقیت مین بحول اللہ تعالی کچہہ تردد و گفتگو نہین ہے کیونکہ جسکی حقیت کتاب اللہ

شاہد ہوا جناب امیرؑ نے اوسکی حقیت تسلیم فرماوین اور اوسکی میثاق کو اپنی گردن مین لازم تصور فرماوین - اوسکی صحت مین بروئی دین وایمان کیا گفتگو باقی رہی - اور جب اوسکی صحت وحقیت مین شک وشبہ نہین رہا تو خلافت استہائی باقیہ بہی صحیح ہوئی **قولہ** مگر جب اس خلافت کی انعقاد کا حال دیکہا جاتا ہی تو صاف ظاہر ہوتا ہی کہ یہہ ایسی حالت اضطراب واضطرار مین واقع ہوئی ہی کہ کسی شہادت کی بہی نوبت نہین پونہچی - **اقول** جب اس خلافت کا حال دیکہا جاتا ہی تو صاف ظاہر ہوتا ہی کہ اس سے اعلاء کلمۃ اللہ حاصل ہوا دین مرضی خداوند تعالیٰ کی تمکین ہوئی اسلام ومسلمین کو غلبہ وشوکت ہوئی کفار ومرتدین مقتول ومخذول ہوئی اور وہ وعدہ خداوند تعالیٰ جو خلافت حقہ کی نسبت تہا بروئی کار آیا ایسی ہر عاقل کے نزدیک ایسی خلافت کی لیئی اوسکا حالت اضطرار مین واقع ہونا اور کسی شہادت کا واقع نہونا کچہہ مضر نہین کیونکہ خداوند تعالیٰ علیم وقدیر اوسکا ذمہ دار ہو چکا ہتا تو جو خلافت موعود من اللہ تعالیٰ تہی وہی واقع ہوئی اور اس خلافت سی انکار نص قرآنی سے انکار ہی اور اوس سے ناخوشی لیغیظ بہم الکفار کا مصداق ہی علاوہ ازین شہادت کی ضرورت اوسوقت ہی کہ جب کوئی منکر ہوا ور جبکہ وہان کوئی منکر ہی نہین تہا تو شہادت کی پیش کرنے کی کیا ضرورت مگر تعجب تو یہہ ہی کہ جناب امیرؑ نے بہی تو بوقت شوریٰ کوئی شہادت پیش نہ فرمائی اور نہ امیر معویہ کی بہی مقابلہ مین کوئی حجت بجز بیعت اہل حل وعقد کے پیش فرمائی تو اگر شہادت پیش نکرنا دلیل عدم حقیت خلافت کی ہی تو آپکی اس قاعدہ سے جناب امیرؑ کی خلافت کی عدم حقیت ثابت ہوتی ہی **قولہ** اوس طوفان بے تمیزی مین کہ جناب سرور کائنات کے انتقال فرمانی ہی سقیفہ بنی ساعدہ مین جو ایسی ہی کام کی لیئی بنا تہا ایک شور وغل منا امیر ومنکم امیر ونحن الامراء وانتم الوزراء کا بلند ہوا اور سرگروہ نفسی نفسی کی ہی لگا بہلا ایسی ثبوت وشہادت کا کیا موقع ہو سکتا ہی نہ کوئی آیت قرآنی اپنی مطلب کے موید بیان کرتا تہا نہ دلیل عقلی وعرفی لاتا تہا نہ اس بابمین کسینی عترت سی کچہہ پوچہا - بدون قول فیصل بخوف ہلکی کہ مبادا انصار ہی یا کسی اور قبیلہ ہی کوئی خلیفہ ہو جائی اور ریاست وحکومت ہاتہ سے نکل جاوی حضرت ثانی نے اول کو خلیفہ بنا دیا چنانچہ روایت بخاری اسپر شاہد ہی -

اقول مجیب کے کلمات ناسزا اور طعن کا تو ہم کیا جواب لکھین - ہان اسقدر گذارش ضروری ہے ذرا عقل کو شوائب نفسانیت سے خالی فرما کر سوچین کہ جب شور و غل منا امیر و منکم امیر اور نحن الامرا و انتم الوزرا کا بلند تھا اور ہر گروہ نفسی نفسی کہتا تھا تو ایسی نفسا نفسی مین باوجودیکہ کوئی آیت یا کوئی دلیل پیش نہین ہوئی ایک گروہ نے دوسری گروہ کے دعوے کو کیون قبول کر لیا اور بلا دلیل کیونکر اطاعت منظور کر لی صرف ایک شخص کی بیعت وہ بھی اپنی گروہ مین سے مخالفین کی بیعت اور اطاعت کی لیے کیونکر حجت ہو گئی حالانکہ بقول آپ کے خود اسی گروہ کے اکابر و اعیان اوس جلسہ مین موجود نہ تھی اور ان کو مشورہ نہین لیا گیا تھا اور وہ اسکے مخالف تھی تو ایسی حالت مین عقل سلیم کیونکر تسلیم کر سکتی ہے کہ جو اپنی امامت پر مصر تھی بلا حجت و دلیل صرف حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بیعت کی وجہ سے بیعت کر لیتی اگر ایسا ہوتا تو انصار مین سے ایک شخص اور تھا سعد بن عبادہ رض کے ہاتھہ پر مثلاً بیعت کر لیتا کیون انکی بیعت کو اپنی لیے حجت قرار دیتی ورنہ کم از کم یہہ ہوتا کہ تا حاضر ہونے باقیماندگان وجوہ مہاجرین کے اپنی بیعت کو موقوف رکھتی تو اس سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ انصار نے جب تک اونپر حجت تام نہو لی اور حق منکشف نہین ہوا ہرگز بیعت نہین کی تو حضرت مجیب کا یہہ فرمانا کہ انصار نے اول کو خلیفہ بنا دیا بالکل غلط ہے کیونکہ یہہ خلافت بیعت وجوہ مہاجرین اور اعیان انصار سے منعقد ہوئی ہے ہان اول اس خلافت راشدہ کے انعقاد کی شرکت کے لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہی موفق ہوئی پس روایت بخاری کا اسجگہ ذکر کرنا بے سود بلکہ بے موقع ہے معہذا جب ہم جناب امیر رضی اللہ عنہ کی استدلال کو دیکھتے ہین جبکہ آپکو اس بیعت کی خبر پہنچی اور آپنے ارشاد فرمایا تو وہ بھی کچھہ اس سے زیادہ نہین ہے یاد آتا ہے کہ نہج البلاغہ مین منقول ہے کہ آپنے فرمایا جو سطاوی احادیث مین مذکور ہے جسکا حاصل یہہ ہے کہ درخت کو لیا اور پہل کو چہوڑ دیا - **قولہ** ائمہ کی شہادات کا جو ذکر فرمایا ہے مقام حیرت ہے اسوقت امام بالفعل جناب امیر تھے اونکی کسیتی بات ہے نہ پوچھی وہ تجہیز و تکفین آنحضرت مین مشغول اور رنج والم مین مبتلا تھے کہ ادہر خلیفہ بن بیٹھی - **اقول** بیشک مجیب کے لیے یہہ مقام حیرت ہے کیونکہ جب حضرت امیر کو امام بالفعل تسلیم کر لیا تو دوسری کی امامت کے لیے شہادت کا صادر ہونا مقام حیرت ہی ہوگا - لیکن

فی الواقع یہہ مقام کچھہ مقام حیرت نہین کیونکہ یہہ جملہ (اسوقت امام بالفعل جناب امیر۲ تہی) غلط ہے
اور خلاف کتاب اللہ تسلیم کر رکہا ہے جسکی وجہہ سے اس حیرت اور بردومات مین گرفتار ہین۔ صحابہ
رضی اللہ عنہم کے ساتھہ دلی عداوت اور اہل بیت رضوان اللہ علیہم کے ساتھہ زبانی محبت نے اکثر
جگہ اصول و فروع مذہب شیعہ مین اسطرح کے اونچہاوی اور پیچیدگیان ڈال رکہین ہین کہ نہ آجتک
وہ کسی سے سلجہی اور نہ قیامت تک سلجہین ولن یصلح العطار ما افسد الدہر۔ انہین شہادت
کی بارہ مین علامہ ابن میثم نے اپنی شرح کبیر نہج البلاغۃ مین تحت شرح خطبہ للہ بلاد فلان مین جو
تعارض و تناقص بیان کرکے جواب تحریر فرمایا ہی قابل ملاحظہ اولوالابصار و منصفان روزگار ہی ذرا
مجیب صاحب بہی ملاحظہ فرمالین۔ اور اگر یہہ حیرت متعلق نفس وقوع شہادت کی ہی تو اسکا جواب بجز
اسکی کچھہ نہین کہ اپنی کتب معتبرہ دیکہکر اپنی طمانیت فرمالیوین۔ باقی رہا یہہ کہ انکی کسی بات پوچھی
سو جو امر بابت استخلاف صحابہ موعود تہا وہ لامحالہ واقع ہونیوالا تہا کچھہ ضرور نہین تہا کہ ہر ایک سی
پوچہا جاتا اور مشورہ کیا جاتا علاوہ ازین وہ وقت ایسا تنگ تہا کہ اگر اس امر مین تاخیر واقع ہوتی تو خطرہ
وقوع فتنہ کا اندیشہ تہا۔ اور نیز جب اکثر اکابر مہاجرین و انصار موجود تہی تو بعض اکابر کا موجود نہونا حالانکہ
وہ قادحین فی الاستحقاق ہی نہ تہی کچھہ مضر نہین۔ اور رنج والم مین مقید ہونا اسکا جواب ابحاث سابقہ مین
گذرچکا ہی کہ حسب روایات سامی غلط ہی ہرگز رنج والم وفات شریف مین مبتلا نہ تہی ہان اگر تہی تو اپنی
دنیاوی حکومت کے غصب کے رنج والم مین مبتلا تہی کیونکہ امامت دینی کا تو غصب کرنا ظاہر غاصبین کے
دست قدرت سی خارج تہا۔ ظاہری تسلط ہی آپکی قبضہ سی غصب ہوا تہا تو اوسیکا رنج والم تہا علاوہ
اسکی اہل بیت رضوان اللہ علیہم تو حلول مصائب کے وقت نہایت یعنی صبر و استرجاع با اختیار فرماتے
ہونگی اور اپنی خدمت خاص یعنی ہدایت خلق مین مشغول ہوتے ہونگی چنانچہ بحمد اللہ ہمکی وہ روایات ہم موجود مین
حدثنا محمد بن الحسن قال حدثنا الحسن مقبل الدقاق قال حدثنا یعقوب بن یزید
عن الحسن بن علی بن فضال عن محمد بن عبد اللہ الکوفی قال لما حضرت اسمعیل
ابن ابی عبد اللہ الوفات جزع ابو عبد اللہ جزعا شدیدا قال فلما ان غمضہ دعا بقمیص غسیل

[1] اوجدید فلبسه ثم تسرح وخرج بامر بینی قول فقال له بعض اصحابه جعلت فداک لقد ظننا انا
لا ننتفع بک زمانا لما رأینا من جزعک فقال انا اهل بیت نجزع ما لم تنزل المصیبة فاذا نزلت
صبرنا انتہی عن ازالۃ العین [2] وقال الصادق علیہ السلام انا اهل بیت نجزع قبل المصیبة فاذا نزل
امر الله عز وجل رضینا بقضائه وسلمنا لامره ولیس لنا ان نکره ما احب الله لنا انتہی عن من لا یحضره
الفقیہ پس جبکہ حق تعالیٰ شانہ کی پسندیدہ امر کو مکروہ بھی نہیں سمجھتے بلکہ محبوب سمجھتے ہونگے تو رنج و الم کیا
اور جزع و فزع کیونکر ہاں جزع و فزع قبل المصیبت حسب روایات مشہور و مثل مشہور قبل از مرگ واویلا بیشک
انبیاء و ائمہ ع کی شان کے شایان ہے حضرات محبان لسانی جو دل چاہے انکی جناب کیطرف نسبت فرماویں
لیکن جزع و فزع قبل البلا کے علت اگر یہہ ہے یا موہوم الوجود یا متوقع الوجود ہے تو جزع و فزع بعد حلول البلا سے
بلکہ قبل الوجود زیادہ مستحق جزع ہے اور اگر امر آخر ہے تو محتاج بیان ہے - اور یہی اُس من لا یحضرہ میں
یہہ بھی موجود ہے - [3] وقال علیہ السلام ان البلاء والصبر یستبقان الی المومن فیاتیه البلاء وهو
صبور وان البلاء والجزع یستبقان الی الکافر فیاتیه البلاء وهو جزوع اور نیز مذکور ہے [4] ولما
قبض علی بن محمد العسکری رای الحسن بن علی علیہما السلام قد خرج من الدار وقد
شق قمیصه من خلف و قدام انتہی اب ذرا اہل انصاف ان روایات میں بغور و امعان نظر فرماویں
اور جناب مجیب بھی بنظر انصاف ملاحظہ کریں روایتین اولین و رابعہ کو صغریٰ بناویں اور ثالثہ کو کبریٰ قرار دیں
اور پھر نتیجہ کے مضمون کو ائمہ کی شان سے تطبیق دیں بعد اسکے اگر مذہب تشیع سالم باقی رہے تو اہلسنت
دست گریباں بجواب تیار ہوں لیکن انصاف شرط ہے - **قولہ** اور بعد فراغ امور ضروریہ اور انعقاد بیعت کے ائمہ وہ
حسب شہادت روایت ازالۃ الخفا جو تحریر ہو چکی ہے خانہ حضرت زہرا میں نقض خلافت کے مشورے کرتے تھے
اور اس خلافت کے برہم کرنے کی تدبیریں فرماتے تھے جسکی لیے خلیفہ ثانی نے انکے گھر جلانے کی دھمکی دی تھی

---

[1] جب اسمعیل بن ابی عبد اللہ کی وفات قریب پہونچی تو امام ابو عبد اللہ نے نہایت فریاد و فغان کی اور جب وفات پا چکی تو آپ نے دھویا ہوا ایا تھا قمیص منگایا اور پہنا پھر کنگھی کیے اور نکلکر امر نہی فرمائی آپکے بعض اصحاب نے عرض کیا میں قربان جب آپنے جزع دیکھا تو یہہ گمان تھا کہ ہم ایک مدت تک آپ کی برکات سے منتفع نہونگے فرمایا ہم اہلبیت جبتک مصیبت نازل نہو جزع فزع کرتے ہیں اور جب نازل ہو تو صبر کرتے ہیں ۱۲ [2] امام جعفر صادق رض نے فرمایا ہم اہلبیت پہلے جزع فزع کرتے ہیں اور جب خدا تعالیٰ کا حکم نازل ہوتا ہے تو راضی بقضا ہو جاتے ہیں اوسکے حکم کو تسلیم کرتے ہیں اور ہمکو لائق نہیں کہ جو کچھ خدا ہمارے لیے پسند کرتا ہے اوسکو مکروہ سمجھیں ۱۲ [3] امام علیہ السلام نے فرمایا مصیبت اور صبر مومن کیطرف دوڑتی ہیں پس مصیبت اوسکے پاس پہنچتی ہے اور وہ صابر ہوتا ہے اور مصیبت اور بیتابی کافر کیطرف دوڑتے ہیں پس مصیبت اوسکے پاس پہنچتی ہے اس حال میں کہ وہ بے صبر ہوتا ہے ۱۲ [4] جب محمد عسکری کے فرزند علی کی وفات ہو چکی تو علی بن حسن کو دیکھا کہ گھر سے نکلے اور آپکا

اقول اگرچہ ہمارا سبق مین اسکا جواب مذکور ہوچکا ہی لیکن اسجگہ ہی
چونکہ ہمارے مجیب لبیب نے مکرر ذکر فرمایا اوسکا اعادہ باضافہ افادات کیاجاتا ہی واضح ہو کہ اگر مذہب
تشیع پر بنا گفتگو ہو تو حضرت مجیب ہی جواب کا فکر فرمادین کہ اولاً حضرت بسبب ترک تقیہ واجبہ وسکوت
مامورہ وعدم منازعہ آثم ہوتے ہین ۔ اور ثانیاً حضرت ایک لغو اور بیفائدہ امر مین مبتلا ہوئی کہ بسبب علم ماکان ومایکون
آپکو معلوم تہا کہ یہہ امر شدنی نہین اور نیز اوس روایت کی بہی تکذیب ہوتی ہی جو آپکی عالم الغیب والشہادۃ
ہونے پر دلالت کرتی ہی ثالثاً باوجود اوس قوت وشجاعت مفرطہ کی جو روایت بساط سے بمقابلہ
ومقاتلہ قوم عاد ومعاملہ قتل ابوبکرؓ اشجع عامل فدک سی معلوم ہوتی ہے اور باوجود اوس عقل وفراست کامل کے
جسکا بیان ناممکن ہی آپ کا زنان پردہ نشین مین حسب روایات شیعہ مانند جنین ملطخ بنجاسات ارحام کے
منہمک بمعاصی وسیئات کی بیٹہکر خفیہ مشورہ کرنا اور اپنی مدعا پر کامیاب نہونا اور ذرا سی دہمکی سے
اپنی دعوی سے دست بردار ہوکر بیعت کرنا علاوہ اسکی کہ اصول شیعہ پر حیرت انگیز اور تعجب خیز ہی مکذب روایات ہے
جنہین تبرہ تو ذاکین تحامد کی روایت کے ہین ۔ اور اگر مذہب اہل سنت کی اعتبار سے گفتگو منظور ہو تو سنیی اہل سنت
جناب امیر کو معصوم کب کہتی ہین اور عالم ماکان ومایکون کب تسلیم کرتے ہین اگر آپنے ابتدا مین بالفرض
نقض خلافت کی شوری کیے تو یہہ خطا تہی ہمرنگ خطا اجتہادی کی اور بعد اوسکی جب آپ متنبہ ہوئی
اور اوسکی حقیقت پر ماحقہ وقوف حاصل کیا تو بیعت بہی کی اور شہادات بہی بیان فرمائی ۔ غرض جتنک
بیعت نہین کی ممکن ہی کہ شہادات بیان نفرمائے ہون اور جب حق منکشف ہوگیا اور بیعت کرلی اور
رنجش دور ہوگئی بعد اسکی شہادات بہی بیان فرمائی ہون اسمین کونسا تناقض اور کیا استحالہ ہی اور یہہ تقریر
اوسوقت تک ہی کہ ہم علی سبیل التنزل نقض خلافت کے مشورونکی وقوع کو تسلیم کرلین لیکن بحول اللہ تعالے
ہمکو یہہ امر حاصل ہی کہ ہم ابتداءً وقوع مشورونکو ہی باطل کردیتے ہین ۔ اہل حق کے نزدیک خلافت صدیقی
حق ہی اور وہ بیعت اہل حل وعقد وجوہ مہاجرین وانصار سے واقع ہوئی اور صحابہ مین سے کوئی فرد اوسکا
مخالف نہ تہا اور کسیکو حضرت صدیق رضی اللہ تعالے عنہ کی استحقاق خلافت مین انکار یا شک
وتردد نہ تہا حضرت علی رضی اللہ تعالے عنہ کو بہی اگر ملال تہا تو اس امر کا تہا کہ ہمکو شریک مشورہ کیون

نقض خلافت کی مشورت کی خبر جناب امیر کو کیونکر ہوئی

نہ کیا۔ جب ہم اہل حل وعقد مین سے تھے تو ہم مستحق مشورہ تھے چنانچہ جو عذر وہی کیا گیا وہ پذیرائی جناب ہوا
اور بعد اسکے رنجش دور ہوگئی اور بیعت علی الاعلان فرمائی اور فرمایا کہ ہمکو اسمین کلام نہین ہے کہ ابوبکرؓ احق بالخلافت
ہین چنانچہ اس مضمون کو حدیث بخاری صراحۃً مثبت ہے اور جب ہم حدیث ازالۃ الخفا کو جو جناب مجیب کا
مستدل ہی دیکھتے ہین تو اوسمین یہہ الفاظ ہین فیشاورہما ویرجعون فی امرہم جسکا ترجمہ مجیب لبیب نے
یہہ کیا ہی اور جناب سیدہ سے مشورہ کرلیتے تھے اور اپنی کام مین مراجعت کرتے تھے اور ان الفاظ مین
کہان ہے کہ آپ نقض خلافت ہی کے مشورے کرلیتے تھے اور صرف مشورہ کرنے سے کیونکر لازم آیا
کہ وہ مشورے نقض خلافت ہی کے تھے بلکہ حضرت امیر کے نزدیک وہ خلافت منعقد ہوچکی تھی اگرچہ بعض
اکابر شریک نہ تھے کیونکہ بیشتر روایات شیعہ سے ثابت ہوچکا ہی کہ حضرت کے نزدیک سب کا حاضر ہونا انعقاد
کے واسطے ضروری نہین ہے تو پھر کیونکر ہوسکتا ہی کہ آپ اوسکی نقض کے بابت دیدہ دانستہ مشورے
اور تدبیرین کرلیتے اور کیا ضرور ہے کہ ہم خطا آپکی جناب مین منسوب کرین بلکہ فی الحقیقت یہہ مشورے
اس امر کے لیے تھے کہ جب اہل حل وعقد نے بیعت صدیقی مین بلا مشورہ سبقت کی اور استبداد کیا
اگرچہ ضرورۃً ہوا تاہم بمقتضائے بشریت باعث ملال اور باعث تاخیر بیعت ہوا اور عموماً صحابہ کو آپکا یہہ ملال
اور یہہ تاخیر باعث ناخوشی اور کشیدگی ہوئی تو جب کشیدگی اور شکر رنجی طرفین سے ہوئی تو جناب امیرؓ
اور انکے ساتھیون نے چاہا کہ کسیطرح ابوبکر رضی اللہ عنہ تنہا ہمارے پاس آئین اور ہم اونسے برادرانہ شکایت
کرین اور وہ عذر واجبی بیان فرماوین تو باہمی شکر رنجی دور ہو اور ظاہری ملال رفع ہو اور بیعت کرلین کیونکہ
اگر یہہ قصہ مجمع مین ہو تو مبادا بسبب اسکے کہ مختلف الطباع لوگ جمع ہونگے کوئی ایسا امر نہ ہوجاوے جو باعث
زیادتی ملال ہو بس صرف اسی امر مین مشورہ تھا اور اسی بابت تخلیہ مین گفتگو ہوتے تھے چنانچہ حضرت
ابوبکر رضی اللہ عنہ کو تنہا بلایا اور گو حضرت عمرؓ تنہا جانے سے مانع ہوئے لیکن ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نمانا
اور تنہا تشریف لیگئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خطبہ پڑھا اور اسمین ابوبکرؓ کے حقیت بالخلافت کا اعتراف
کیا اور عدم مشورہ اور استبداد بالبیعت کی شکایت فرمائی حضرت ابوبکرؓ نے بجواب اوسکی اپنی فضائل مجمل
بیان فرمائی اور عدم مشورہ اور استبداد کا عذر کیا جو قبول ہوا اور شکایت رفع ہوئی اور سب اوسیدم بیعت ہوگئی

چنانچہ آخر تک باہم شیر و شکر رہی اور شہادات فضائل و محامد خلفا رضی اللہ عنہم بیان فرماتے ہی
یہہ مدعا ہی صحاح اہلسنت و تصریح علماء شیعہ سی بدلالت مطابقی ظاہر و باہر ہی چنانچہ میر محسن باقر داماد نے
نبراس میں اسکو تسلیم کیا ہی اور تشیید المطاعن کے مجلد ثانی مین عبارت مذکور ہی چونکہ خوف تطویل تہا اسلیے مختصر
روایات مختصراً عرض کیا گیا۔ اب باقی رہا یہہ امر کہ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے ازالہ مین
یہہ جملہ جو تحریر فرمایا ہی (جمع شدن درباب نقض خلافت مشورہا بکار میبردند) پہر اسکی کیا معنی ہونگی
سو اسکا جواب یہہ ہے کہ اوّلاً ظاہر ہی کہ منشا اس ملال کا یہہ ہی امر خلافت تہا تو جب گروہ مخالف نے
خفیہ مشورے کیے تو اگرچہ یہہ مشورے بابت نقض خلافت کی نہون تاہم عوام مین شورش و اختلال
پیدا ہونے کے باعث مثمر نقض خلافت کی ہو سکتی ہین علی الخصوص ایسی حالت مین جبکہ منافقین
اور اعدا دین تخریب دین متین کے کمین مین بیٹھے ہوئی ہون تو چونکہ یہہ مشورے منتج نقض خلافت
تہی تو اسلیے انپر اطلاق کیا گیا کہ یہہ مشورہ نقض خلافت کی بارہ مین تہی اسکی صدہا نظیرین عالم مین موجود ہین
چنانچہ قاتل خطا کو قاتل کہتے ہین اور ظاہر ہے کہ اس راز مخفی کو جو حضرت زہرا کی دولتسرا مین
ہوتا تہا حضرت عمر رضہ تک ان بزرگوارون سے تو کسینی نہین پہونچایا ہوگا جو باعث اسقدر
جوش و خروش کا ہوا جس سے صاف ثابت ہوتا ہی کہ حضرت عمر رضہ نے ان مشورونکی ظاہری حالت سے
سبب نقض خلافت کا سمجہکر اسقدر تنبیہ فرمائی اور اسیوجہ سے کہا گیا کہ یہہ مشورے نقض خلافت کی بابمین تہے۔ ثانیاً
مسلما کہ یہہ مشورے درباب نقض خلافت کرتے تہے لیکن اسکی معنی یہہ کہا لسنی پیدا کیے کہ یہہ مشورہ
کرتے تہے کہ جسطرح ہوسکی خلافت کو توڑین بلکہ درباب نقض خلافت مشورہا میکردند۔ کی معنی یہہ ہین
کہ نقض خلافت کی بارہ مین مشورے کرتے تہے کہ آیا نقض خلافت مناسب ہی یا نہین چنانچہ بالآخر
یہہ قرار پایا کہ نقض خلافت حقہ مناسب نہین اور بیعت فرمائی۔ ثالثاً مسلما کہ یہہ مشورے درباب نقض
خلافت باین مراد تہی جو حضرت مجیب نے سمجہی ہی لیکن یہہ حکم مجموعہ کیطرف نسبت کیا گیا ہی جسکا
صدق بعض کے طرف نسبت کرنے سے بہی ہو سکتا ہی تو ہم یہہ نہین تسلیم کرتے کہ یہہ حکم حقیقۃً
جناب امیر رضہ اور حضرت زبیر رضہ کی طرف رجوع ہی بلکہ یہہ فعل حقیقی طور پر اون حضرات کا تہا جو

اونہین ادنی درجہ کی تہی اور مہمات شرع پر اونکو پورا وقوف حاصل نہ تہا لیکن چونکہ حضرت امیرؑ اور زبیرؓ
اونہین سرگروہ تہے اور بڑے تہے تو بشرکت مجموعی مجازاً ان حضرات کیطرف بہی وہ فعل منسوب ہوگیا
چنانچہ عبارت تحفہ کی اسی طرف ناظر ہے پس انصاف سے ملاحظہ فرمائیے اگر بالفرض ان حضرات سے
اس قسم کی مشورے واقع ہوئے بہی ہون تو بہی وقوع شہادات کو مضر نہین ہان اسقدر گذارش باقی رہگئی ہے
کہ ہمارے محبیب صاحب یہہ جو تحریر فرماتے ہین کہ (خلیفہ ثانی نے اونپر گہر جلانے کی دہمکی دی تہی) اور
پہلی تحریر مین یہہ عبارت ہے (اور بیعت لینے کے لیے گہر جلانے کی دہمکی دی اگرچہ قصہ احراق بیت فاطمہؓ
بہت سے اہل سنت کی کتب معتبرہ مین درج ہے مگر چونکہ بعض علمائے عصر انکار کرتے ہین اور شیعون کا افترا
بتاتے ہین سہلی گذارش ہے) تو اس سے معلوم ہوا کہ محبیب کو دہمکی اور قصہ احراق مین امتیاز اور تفرقہ
نہین حالانکہ فرق بدیہی ہے۔ **قولہ** پہر جناب امام حسنؓ و امام حسینؓ علیہما السلام نے جو بالقوہ امام
تہے خلیفہ اول و ثانی کو ہر ایک کی خلافت کے زمانہ مین فرمایا کہ منبر سے اوترو کیونکہ یہہ میرے باپ کی جگہ ہے
اور ہر دو خلیفون نے بجز اقرار کے کچہہ چارہ نہ دیکہا چنانچہ کتب معتبرہ اہلسنت مثل تاریخ الخلفاء و
کنز العمال مین یہہ حال تحریر ہے پہر مین حیران ہون کہ کس جرأت سے ہمارے محبیب فرماتے ہین کہ خلافت
خلفائے ثلثہ شہادات ائمہ سے واقع ہوئی۔ **اقول** ہمارے حضرت محبیب کے جوش و خروش کو دیکہنا
کہ کس شد و مد سے اپنی روایات سے چشم پوشی فرماکر فرما رہے ہین۔ اجی حضرت آپکے یہان تو بالقوہ نبی
بہی معصوم نہین چہ جائیکہ امام بالقوہ ہو آپ اپنی کتابونکو تو ملاحظہ کیجیے اپنی علما کی شہادتونکو تو سنیئے
تفسیر صافی مین جو اسوقت میرے سامنے کہلی ہوئی رکہی ہے محمد بن مرتضی معروف ملا محسن حضرت آدم کے
قصہ مین تحریر فرماتے ہین وفی العیون[1] عن الرضاء قال لہما لا تقربا ہذہ الشجرۃ واشار لہما الی شجرۃ
الحنطۃ ولم یقل لہما ولا تاکلا من ہذہ الشجرۃ ولا مما کان من جنسہا فلم یقربا تلک الشجرۃ وانما
اکلا من غیرہا لما ان وسوس الشیطان الیہما ثم قال وکان ذلک من آدم قبل النبوۃ ولم یکن

---

[1] ۔ عیون مین امام رضاؑ سے مروی ہے خدا تعالے نے آدم و حوا کو گیہون کے درخت کیطرف اشارہ کرکے فرمایا کہ اس درخت کے نزدیک مت ہو چہولو یہہ نہین فرمایا تہا کہ نہ اس درخت کے نزدیک ہونا اور نہ اسکی ہم جنس کے تو وہ اوس درخت کے نزدیک نہین ہوئی اور دوسرے سے کہایا جبکہ شیطان نے اونکو بہکایا پہر فرمایا اور یہہ آدم سے نبوت سے پیشتر واقع ہوا تہا ۔۱۲

ذٰلک بذنب کبیر استحق بہ دخول النار وانما کان من الصغائر الموھوبۃ التی تجوز علی الانبیاء
قبل نزول الوحی الیھم فلما اجتباہ اللہ تعالیٰ وجعلہ نبیا کان معصوما لا یذنب صغیرۃ ولا کبیرۃ
قال اللہ تعالیٰ فعصیٰ آدم ربہ فغوی ثم اجتباہ فتاب علیہ وھدیٰ وقال ان اللہ اصطفی آدم ونوحا الایۃ
وفی روایۃ ان اللہ عز وجل خلق آدم حجۃ فی ارضہ وخلیفۃ فی بلادہ لم یخلقہ للجنۃ وکانت المعصیۃ
من آدم فی الجنۃ لا فی الارض لتتم مقادیر امر اللہ عز وجل فلما اھبط الی الارض وجعل حجۃ وخلیفۃ
عصم لقولہ عز وجل ان اللہ اصطفی آدم ونوحا الایۃ — ان روایات سے واضح ہے کہ قبل النبوۃ بہی
بالقوہ بہی ایسی معصیت کا صدور جسکی پاداش مین جوار خداوند تعالیٰ سے بعید کیے گئے اور جنت سے نکالے گئے
اور بتوسط ائمہ معصومین دعا والتجا جناب آلہی مین کی جب معافی ہوئی جائز ہے بلکہ واقع پس اگر بالقوہ
ائمہ سے کوئی ایسی معصیت جس سے مستحق خلود یا دخول نار ہون اور وہ معصیت ہم جنب اس معصیت کے ہو
جو حضرت آدم سے بروایات سامی صادر ہو علی الخصوص حالت طفولیت اور عدم تکلیف مین جو مصداق
حدیث رفع القلم کی ہے تو بلحاظ روایات سابقہ کیا استحالہ واستبعاد ہے لیکن ہم اس قول کو حسب ارشاد جناب
امیر علیہ السلام بمقتضائے سن اوسی فعل کے برابر سمجھتے ہین جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے شانہ ودوش مبارک پر
سوار ہونے کی بابت مروی ہوا۔ قطع نظر اس سے مجیب کا مدعا اوسوقت ثابت ہو جبکہ امور مفصلہ ذیل
ثابت ہون۔ (۱) آپکو اوسوقت رفع تقیہ جائز ہو (۲) لفظ اب سے مراد حضرت علی ہون (۳)
مقصود بیان استحقاق امامت جناب امیر ہو۔ (۴) آپ اوسوقت کامل العقل ومکلف ہون
(۵) عرفاً آپکی اقوال وافعال زمانہ طفولیت پر محمول ہو کر قابل اعتماد وقبول نجانین جائین و الکل محال
اما امر اول پس حسب زعوم شیعہ جن قاسطین ومارقین وناکثین نے معاذ اللہ جناب فاطمی کے دشمنونکی

ل۔ اور کچھ بہت بڑا گناہ بہی نہین ہے کہ جس سے دخول نار کے مستحق ہون اور وہ صرف گناہ صغیرہ بخشا ہوا تہا جو نبیائ
سے نزول وحی سے پہلے جائز ہین۔ پہر جبکہ خدا نے برگزیدہ کرکے نبی بنایا تو معصوم ہوگئے کہ نہ گناہ صغیرہ کرتے تہے نہ کبیرہ حق تعالیٰ نے
فرمایا۔ آدم نے اپنے رب کے نافرمانی کی پس گمراہ ہوا۔ پہر خدا نے اوسکو برگزیدہ کیا اور اوسکی توبہ قبول کی اور ہدایت کی
اور فرمایا اللہ نے آدم اور نوح کو برگزیدہ کیا۔ اور ایک روایت مین ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آدم کو جنت کے لیے
نہین پیدا کیا تہا بلکہ اوسکو اپنی زمین مین حجت اور اپنے شہرونمین خلیفہ پیدا کیا تہا۔ اور گناہ آدم سے جنت مین ہوا تہا نہ زمین مین
تاکہ اللہ کے امر کی تقدیر پوری ہو پس جب زمین پر اوتارا اور حجت اور خلیفہ بنایا تو معصوم ہوگئے بسبب قولہ تعالیٰ۔ ان اللہ اصطفی آدم ونوحا الایۃ۔ ۱۲

گہر کو جلایا اور ضرب شمشیر یا تازیانہ سے صدمہ پونہچے کہ محسن شش ماہہ اسقاط کرایا اور بر سر منبر فاحشہ کے ساتھہ متہم کیا اور اسد اللہ سے جبراً گلے مین رسی ڈالکر بیعت لی اور بنات طیبات کو غصب کیا اور فدک چہینا اون سے کیا توقع تہی کہ وہ ایسی فتنہ انگیز باتونسے سکوت کرین گے۔ اور اونپر ائمہ معصومین کا کیا رعب ہوگا جو ایذا رسانی سے باز رہینگے پس رفع تقیہ کی کوئی وجہ نہین۔ معہذا تعجب ہے کہ خلافت صدیقی سے تو جو بظاہر حسب تصریحات قوم مطابق شرع تہی اسقدر ستنکرہ فرماوین اور خود ہی بلا ضرورت اوس خلافت کو حوالہ امیر معویہؓ فرماوین تو معلوم نہین کہ حسب اصول کفار خدا و رسول کو کیا جواب دینگے۔ زیادہ تعجب صاحب تشیید المطاعن سے ہے کہ باین تبحر اونسے بجواب طعن صدیقی کے عدم تقیہ کی علت زمانہ وجود حضرت فاطمہؓ قرار دیا ہے اور یہہ خیال نفرمایا کہ حسب روایات شیعہ پہلے کونسا دقیقہ بیحرمتی کا اوٹہا رکہا ہے جواب حضرت فاطمہ کا لحاظ کرینگے یا ڈر جاینگے۔ علاوہ اسکے یہہ علت خود زمانہ خلیفہ ثانی مین جو یہہ ہی قول امام ثالث سے صادر ہوا نہین جاری ہوگی۔ امر ثانی ہم کہتے ہین کہ لفظ اب سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہین نہ جناب امیرؓ کیونکہ اطفال کی عادت ہے۔ جب اپنی بزرگ کے جگہ کسیکو بیٹہا دیکہتے ہین یا اپنی بزرگ کا کپڑا کسیکو پہنے دیکہتے ہین تو ناگوار سمجہتے ہین اور تقاضی نزع ہوتے ہین تو چونکہ ہمیشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اوس جگہہ دیکہا۔ اب انکی جگہ دوسری لوگونکو بیٹہا دیکہکر بمقتضاء عمر غبطہ فرمایا اور فرمایا کہ میرے باپ کے منبر سے اوتر اور یہہ ہی وجہ ہے کہ حضرت صدیق اکبر نے اوسکی تصدیق فرمائی اور نیز اپنی ہونے سے بہی نفی نہین فرمائی بلکہ فرمایا سچ ہے تیری باپ کا منبر ہے نہ میری باپ کا۔ اور پہر کہ یعنی بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منبر ہے نہ میری باپ کا اور آپکی مفارقت کو یاد فرما کر رو پڑی پہر صاحب تشیید کا اسکو حاشیہ تشیید مین منضم نفس پر محمول کرکے مقصدی جواب ہونا طرفہ تماشا ہے۔ امر ثالث اگر مقصود بیان استحقاق تہا تو ایسے الفاظ سے بیان کرنا جسمین اندیشہ ثبوت خلاف مقصود ہو خلاف فصاحت اور نہایت مستبعد ہے اور کچہہ مفید نہین چنانچہ اس عبارت سے بغرض محال اگر یہہ ہی مدعا ہو تو ہرگز پایہ ثبوت کو نہین پہنچتا۔ پس اگر بیان استحقاق مقصود تہا اور موافق تقریر صاحب تشیید مخالفین کا کچہہ خوف نتہا تو یون فرماتے۔ ایہا الناس ان مستحق الخلافۃ بعد جدی

رسول الله صلی الله علیه وسلم هو ابی علی بن ابیطالب وان ابابکر تقمصها غصبا و عدوانا[۱] فانزلوه عن منبر جدی فانه لیس لها اهلا - اوسوقت شیعه کو گنجایش استدلال بدلیل رده نهین پر کسی امر کو ایسی طرح چیستان اور پہیلی مین بیان کرنا اور ایسی عبارت مین ادا کرنا جسمین خلاف مقصود اقرب الی الفہم ہو کوئی عاقل تجویز نکریگا - امر رابع بدیہی البطلان ہی انبیا کی نسبت ارشاد ہی فلما بلغ اشده واستوی جو صراحةً دال ہی کہ نبوت بعد بلوغ اشد اور استوی عنایت ہوئی اور مفسرین شیعه نے اشد کے معنی کمال عقل کے فرمائے ہین محمد بن مرتضی المعروف ملا محسن تفسیر صافی مین تحت قوله تعالی فاراد ربك ان یبلغا اشدهما ای العلم وکمال الرای[۲] فرماتے ہین تو اس سے صاف ثابت ہی کہ زمانہ بلوغ اشد سے پیشتر کمال عقل ورای حسب شہادت ملا محسن مفسر نہیں معہذا استثناء اطفال کا عموماً تکالیف شرعیہ سے اسکی دلیل ایسی واضح ہی جسمین کچھ خفا نہین - امر خامس کے بطلان کے لیے حاجت تجشم استدلال نہین یاد آتا ہی کہ خود جناب امیر نے جناب حسنین کے اس قول کی نسبت جو معذرت فرمائی اور شیعه روایت کرتے ہین وہ یہہ ہی کہ تم جانتی ہو کہ حضرت کی دوش مبارک پر سوار ہو جایا کرتے تہے جس سے صاف ثابت ہوتا ہی کہ انکی حالت صبا پر محمول فرما کر قابل مواخذہ و اعتبار نہین سمجہا پس ایسی استدلال خصم کے روبرو پیش کرنا حضرت مجیب جیسی ہی دانشمند کا کام ہے مگر کیا کرین جب استدلال صحیح ہاتھ نہ پہونچین تو کیا اِن ابلہ فریب تقریرونسے بہی دل خوش نکرلین - پہر معلوم نہین کس حوصلہ پر یہہ جسارت ہی اور کس بہروسہ پر دعوی تناقض مابین اقوال ائمہ وشہادات ہی - **قوله** جبکہ یہہ خلافت کتاب الله وشہادات ائمہ وغیرہ سے واقع نہین ہوئی جیسا کہ بیان کیا گیا اسلیئے اہل سنت کو وضع اصول کی اشد ضرورت ہوئی - **اقول** جبکہ مجیب لبیب کی شبہات کا استیصال قرار واقعی کیا جاچکا تو وہ ہی امر حق محقق باقی رہگیا کہ خلافت خلفا رضوان الله تعالی علیہم کتاب الله تعالی اور شہادات ائمہ ہدی سے

---

[۱] ای لوگو مستحق خلافت بعد میری نانا صلی الله علیه وسلم کے میری پدر بزرگوار علی ابن ابی طالب ہین اور ابوبکر نے قمیص خلافت غصب وتعدی کے طور سے پہن لیا ہی - اسکو میری نانا کے منبر سے اتارو - کیونکہ یہہ اوسکا اہل نہین ہے - ۱۲ -

[۲] پس تیرے پروردگار نے چاہا کہ وہ دو تو اپنی کمال عقل کو پہنچ جاتیں ۱۲ -

واقع ہی اور اہل سنت کو اوسکی لیئی اصول بنانیکی کچہہ ضرورت نہین قال الفاضل المجیب قولہ - ہان خلافت راشدہ جسکا ثبوت کتاب اللہ و شہادات ائمہ سے ہی جن اصول و شروط پر واقع ہوئی ہی اہل سنت کی نزدیک وہی اصول صلوح وقوع کی لیی معتبر ہین - اقول آپ اس آپکی قول سے معلوم ہوا کہ سوای کتاب اللہ و شہادات ائمہ رض کی بہی خلافت راشدہ کی لیی اصول و شروط ہین پہر آپکا یہہ فرمانا کہ اہل سنت کو وضع اصول کے کچہہ ضرورت نہین - کیونکر صحیح ہو - یقول العبد الفقیر الی مولاہ اس اعتراض سے معلوم ہوتا ہی کہ حضرت مجیب اپنی پہلی تحریر کی اصل مطلب کو بہولی ہوئی ہین جو ایسا بے سر و پا اعتراض فرماتی ہین لیجیئی اب مین مختصراً خلاصہ مطلب تحریر سابق عرض کرتا ہون اور اوسپر جو کچہہ مینی عرض کیا تہا وہ بہی مختصراً لکہتا ہون اہل انصاف خود دیکہہ لیوین - کہ اوسپر ہماری مجیب کیا فرما رہی ہین اولاً جناب مجیب تحریر فرماتی ہین شیعہ کی نزدیک امامت مشروط بشرائط ثلثہ نص و عصمت و افضلیت ہی اور اہلسنت ان شرائط کو شرط خلافت نہین مانتی بلکہ بطور خود چند اصول وضع کیی ہین جن سی اونکی نزدیک خلافت متحقق ہوتی ہی اور ماخذ ان اصول موضوعہ کا محض خلافت خلفا ثلثہ متنازعہ فیہا کا وقوع ہی اور یہہ ایک قسم کا مصادرہ علی المطلوب ہی انتہی - بندہ نے اسپر باین مضمون عرض کیا کہ جبکہ خلافت خلفا ثلثہ رض کتاب اللہ و شہادات ائمہ رض سی ثابت و واقع ہی تو اہلسنت کو اوسکی اثبات کی لیی اصول گہڑنی اور بنانی کی کچہہ ضرورت نہین لیکن ظاہر ہی کہ خلافت کچہہ خلافت خلفا ثلثہ مین ہی منحصر نہین ہی اور اگرچہ لفظ خلفا مقید بثلثہ نہ تہا تاہم بقرینہ سیاق عبارت خلافت متنازعہ فیہا ہی مفہوم ہوتی تہی اور ظاہر ہے کہ بعد خلافتہای منصوصہ راشدہ کی دوسری خلافتونکی لیی اصول کی ضرورت تہی تو جب یہہ خلافتہای راشدہ حق ہوگی اور اونکا ثبوت کتاب اللہ سی ہوا اور ائمہ رض نے انکی حقیت کی نسبت شہادات فرمائی تو جن اصول پر یہہ خلافتہای راشدہ واقع ہوئی ہین وہ اصول لامحالہ حق ہونگی اور جو خلافت اون اصول کے مطابق واقع ہوئی - وہ بہی حق منعقد ہوگیی بس اسپر مجیب لبیب کا یہہ فرمانا کہ اس قول سے معلوم ہوا کہ خلافت راشدہ کی لیئی سوای کتاب اللہ و شہادات ائمہ کے بہی

اصول و شروط ہین تو آپکا یہہ فرمانا کہ اہل سنت کو وضع اصول کی کچھہ ضرورت نہین کیونکہ صحیح عوام
فہم مطلب عبارت سے ناشی نہین تو کیا ہی کیونکہ اولاً اس کلام سے یہہ مفہوم ہوتا ہی کہ مجیب نے کتاب
و شہادات کو بہی اصول قرار دیا ہی حالانکہ یہہ غلط ہی کیونکہ عبارت تحریر سابقہ سے صاف واضح ہی کہ
اسجگہ اصول سے وہ قواعد کلیہ مراد ہین جو اپنی جزئیات پر منطبق ہون تقضایای شخصیہ علاوہ اسکی کتاب
و شہادات پر اس امر کا اطلاق نہین ہو سکتا کہ یہہ وہ اصول ہین جو بطور خود وضع کیے ہین جسکا
الزام لگایا گیا تہا - ثانیاً مینی یہہ عرض کیا تہا کہ خلافت تہائی متنازعہ فیہا کے لیے وضع اصول
کی ضرورت نہین لیکن جو اصول کہ اون سے مستنبط ہین وہ اصول وقوع و صلوح کے لیے معتبر
ہین اور اس سے ہر ایک نوکی طالب سمجھہ سکتا ہی کہ اس سے یہہ مراد نہین ہی کہ وہ اصول مستنبط جو
خلافت تہائی متنازعہ فیہا سے پیدا ہوئی ہین اپنی ہی صلوح و وقوع کے لیے معتبر ہونگی اگر انکا اعتبار
ہوگا تو آیندہ کی لیے ہوگا - لیکن ہماری مجیب لبیب اپنی کمال دانشمندی سے یہہ سمجھہ گئی
کہ گویا لفظ صلوح و وقوع کا مضاف الیہہ نوی وہی خلافت تہائی متنازعہ فیہا مراد ہین اور غلط
سمجھکر اعتراض فرما دیا - ثالثاً حضرت مجیب نے اہل حق کیطرف اون اصول کا الزام لگایا تہا جو بلا حجت
شرعیہ کی ہوائی نفسانی از خود وضع کیے جاوین اور بندہ کہتے ہین نے اون ہی اصول موضوعہ کا
انکار نسبت خلافت تہائی متنازعہ فیہا کیا ہے تو اب اس اعتراض مین معلوم ہوتا ہی کہ ہماری مجیب
اپنی اصلی قید کو فراموش فرما گئی ہین جو متعلق اثبات اصول کی دہمکی دیتی ہین - اور یہہ تمام گفتگو
اوسوقت تک ہی کہ ہم جناب مجیب کی خاطر سے تسلیم کر لین کہ ازالۃ الخفا کا مطلب جو ہماری مجیب نے
سمجہا ہی وہ صحیح ہی ورنہ فی الحقیقت اگر دیکہا جاوی تو ہماری مجیب اصل مطلب ازالۃ الخفا تک ہی
نہین پونہچی مگر سوچین اور اہل علم و انصاف سے پوچہین بندہ نے ہی ابحاث سابقہ مین اس کو مجملاً و مختصراً
بیان کیا ہی - **قولہ** معہذا تا وقتیکہ وہ اصول و شروط مفصل بیان نہ ہون اور دلائل خارجی سے
ثابت نکیی جاوین یہہ کہنا کہ جن اصول و شروط پر واقع ہو گی ہی اہل سنت کے نزدیک ہی اصول
صلوح و وقوع کے لیئے معتبر ہین مصادرہ علی المطلوب ہی **اقول** سبحان اللہ حضرت مجیب نے

مناظرہ والی ختم ہی کیون جناب میر صاحب ذرا سوچکر فرمایئی تو سہی کہ مصادرہ علی المطلوب کسکو
کہتے ہین اور یہان مصادرہ علی المطلوب کیونکر لازم آتا ہے **قولہ** اور نیز اس تکرار سے بظاہر
کوئی فائدہ معلوم نہین ہوتا - **اقول** جناب میر صاحب گستاخی معاف ذرا تو انصاف
کی آنکھین کہولکر دیکھیی ورنہ کسی دوسرے سے پوچھیی کہ یہہ تکرار ہی یا نہین پہلے یہہ تو فرمایئی کہ تکرار کسکو کہتے
ہین تعجب ہی کہ جناب اپنی تکرارات بیفائیدہ نہین دیکہتے جو کہ بندہ بنظر اغماض و مسامحت قلم
انداز کر آیا ہی نقض خلافت کی مشوری - پہر جلالی کی دہمکی فعلیت امامت جناب امیرؑ - جناب امیر کی تجہیز
و تکفین حضرت مین مشغولی - ابتلا رنج والم مین کسیکا بات نپوچہنا وغیرہ تا یہہ سب امور اور
علاوہ انکے بہت سی امور جو اسی ایک صفحہ مین مذکور ہین قطع نظر تکرارات تمام کتاب سے اگر یہہ تکرارات
بیفائدہ نہین تو کیا ہی اب انصاف سے سوچکر دیکھیی اور فرمایئی کہ تکرار بیفائیدہ اسکو کہتے ہین
جو آپکے عبارات مین موجود ہی یا اسکو کہتے ہین جو آپنے بندہ کی عبارت مین پیدا کیا **قولہ**
ہان لفظہا ان سے یہہ ثابت ہوتا ہی کہ جس خلافت کا ذکر حضرت نے پہلے کیا ہی وہ خلافت راشدہ
نہین - **اقول** عبارت کا مضمون سمجہنا یہہ خاص آپکا ہی حصہ ہی بیشک خلافت کا ذکر پہلے
مطلقہ اس عبارت مین کرچکا ہون (ورنہ جبکہ ثبوت خلافت خلفاء رضہ کتاب اللہ و شہادات ائمہ سے
واقع ہی تو اہل سنت کو وضع اصول کی کچہہ ضرورت نہین ہی) اور ہر ایک ذکی و بلید اس عبارت کو دیکہکر
سمجہہ سکتا ہی کہ جو خلافت کتاب اللہ و شہادات ائمہ سے ثابت ہوگی وہ کیونکر راشدہ ہوگی خلافت کا
راشدہ ہونا تو اپنی اختیار سے جسکو چاہا راشدہ کہدیا جسکو چاہا امارت سلطنت کہدیا نہ کتاب اللہ کی سنی
نہ ائمہ کی غرض نہ یہہ مضمون ہمارے مجیب نے خوب سمجہا لیکن یہہ کچہہ نئی بات نہین حضرت مجیب
بزرگ کا یہہ عمل ہمیشہ کتاب و سنت کے مضامین ایسے ہی سمجہتے چلے آتے ہین یا ہذہ اول قارورۃ
کسرت فی الاسلام **قولہ** اور واقعہ مین بہی یہہ ہی بات ہی **اقول** جو خلافت کہ کتاب اللہ
و شہادات ائمہ سے کہ ثابت ہو اوسکو خلافت راشدہ نہ اعتقاد کرنا ہمارے مجیب جیسے منصف کا ہی
کام ہی پس یہہ محض ہمارے جناب مجیب کے ظن مین ہی نہ واقعہ مین **قولہ** حضرت کا یہہ فرمانا

کہ شہادت ائمہ سے خلافت راشدہ ثابت ہے سمجہہ مین نہین آتا کیونکہ خلافت راشدہ و امامت دونو
لفظ مرادف ہین۔ ائمہ خود خلفاء راشدین ہین اونکی شہادت اپنی سوا کسیکی خلافت راشدہ پر
کیا معنی۔ اگر وہ ائمہ ہین تو خود خلفاء راشدین ہین اور اگر خلفاء راشدین ہین تو وہی ائمہ ہین
پہر سوائے خلفاء راشدین کے اونکی غیر کو ائمہ کہنا کیا معنی رکہتا ہے **اقول** اسجگہ
ہماری مجیب صاحب نے اپنی کمال لیاقت و دانشمندی سے دو اعتراض خلط کرکے ذکر فرمائی اول
متعلق وقوع شہادات اور ثانی متعلق اطلاق لفظ ائمہ ان دونو اعتراضونسے اہل علم پر مخفی نہین
ہوسکتا ہے ع کہ تا کجا رسید ست پایۂ علوم + پہر شہادات ائمہ سے ثبوت خلافت
راشدہ کی عدم فہم کی دلیل جو کچہہ ارشاد ہوئی وہ اور بہی نور علی نور ہے لیجیئے سنیئے اس تقریر کی اغلاط
مختصر گذارش ہین اولاً خلافت راشدہ اور امامت کو (مرادف) مترادف فرمانا یہہ اس پر مبنی ہے
کہ آپنے شاید میزان منطق اور تہذیب بہی نہین دیکہی جو حضرت کو مرادف کی تعریف معلوم ہولی
اور اگر ازالۃ الخفا کی بعض عبارات آپکو شبہہ ڈالین تو واضح ہو کر بعد تامل وہ آپکی مفید مدعا نہونگی
جو کچہہ فرمائین سوچ سمجہکر فرمائین۔ ثانیاً مسلما کہ یہہ ہر دو لفظ اصطلاحاً مترادف ہین لیکن
کسکے نزدیک اگر شیعہ کے نزدیک مراد ہے تو اہل حق پر اونکی مسلمات حجت نہین اور اگر اہل حق کے
نزدیک مراد ہے تو بداہۃً غلط ہے آخر یہہ تو آپ نے بہی سنا ہوگا کہ امام مالک رح امام شافعی رح
امام غزالی رح امام رازی رح علی العموم اطلاق کرتے ہین اور انکو ہرگز خلفاء مین سے کوئی نہین سمجہتا اگر آپنے
ایسا ہی مرادف سمجہہ رکہا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ قرآن مین بہی ہر جگہ یہہ ہی سمجہتے ہونگی تو پہر
ائمۃ الکفر مین کیا کہیگا قرآن کو اگر پیش کیجیگا تو پہر آپکی خصم کو بہت وسعت اور گنجائش ہوجاویگی اور
آپ تنگ ہونگی علاوہ اسکی ابن بابویہ نے خصال مین روایت کی ہے عن ابی عبد اللہ ع[۱]
قال ثلثۃ یدخلہم الجنۃ بغیر حساب وثلثۃ یدخلہم النار بغیر حساب فاما الذین یدخلہم الجنۃ
بغیر حساب فامام عادل وتاجر صدوق وشیخ افنی عمرہ فی طاعۃ اللہ عز وجل واما الثلاثۃ

[۱] امام ابو عبد اللہ سے مروی ہے فرمایا تین شخص ہین جو جنت مین بے حساب داخل ہونگی اور تین شخص ہین جو دوزخ مین بلا حساب داخل ہونگی جو جنت
مین بے حساب داخل ہونگی وہ امام عادل اور سچا سوداگر اور وہ بڈہا جسنے اپنی عمر عبادت مین صرف کردی اور وہ تینون ۱۲

الذین یدخلہم اللہ النار بغیر حساب فاما جائر و تاجر کذوب و شیخ زان - تو اس روایت مین توان کو بہی دیکہہ لیجئی اور فرمائیی کہ امام سے کیا مراد ہی چونکہ اسوقت نقل روایت سے مقصود اسی قدر ہی اسلیئی اس حدیث شریف کی تفصیل فوائد کسی دوسری وقت پر منحصر کرتا ہون ثالثاً عموماً ائمہ کا خلفاء راشدین ہونا یہہ جو اپنی ہی کلمات سے ذکر فرمایا ہی حجت نہین ہو سکتا کیونکہ اوسی بناء فاسد بر مبنی ہی - رابعاً اگر حصر مراد ہی تو سراسر غلط اور غیر مسلم ہی جس سے دریافت کیجیگا آپکو تہادیگا کہ جب خلفاء اور ائمہ باہم متقابل متناظر مین کوہونگی تو ائمہ سے ائمہ اہل بیت مراد ہونگی اور خلفاء سے خلفاء ثلثہ تو یہہ بہی غلط اور از قبیل بناء فاسد علی الفاسد ہی خامساً اگر ائمہ خود خلفاء راشدین ہین اور خلفاء راشدین ائمہ ہین تو ہم کب کہتی ہین کہ وہ اپنی سوائے کسیکی خلافت راشدہ پر شہادت دیتی ہین بلکہ بعضہم لبعض شہادت دیتی ہین اور اسکو کوئی انکار نہین پس اپنی سوائی کسیکی خلافت پر شہادت کے معنی دریافت کرنا بالکل لغو اور بے معنی ہی سادساً یہہ فرمانا کہ اگر وہ ائمہ ہین تو خود خلفاء راشدین ہین الخ نے بجملہ مسلم ہی لیکن یہہ قضیہ محض ایک وجودی حکم پر دلالت کرتا ہی اس سے نفی غیر کی سمجہنا سراسر غلط ہی پس عبارت حجر کے معنی باعتبار ظاہر یہ ہین یا باین معنی کہ جن حضرات کے امامت کی تم معتقد ہو انہین کی شہادت سے خلفاء ثلثہ کی خلافت راشدہ ثابت ہوتی ہی یا یہہ کہ جو متفق علیہم امام فی الدین ہین انکی شہادات سی ثابت ہوتا ہی کہ خلافتہای ثلثہ راشدہ ہین یا یہہ کہ وہ ائمہ جنکی خلافت و امامت اپنی زمانہ مین راشدہ متفق علیہ ہی انکی شہادات ثابت کرتے ہین کہ خلافتہای ثلثہ سابقہ خلافتین راشدہ ہین اور ان سب توجیہات مین کچہہ خلل نہین پس اگر اب بہی آپ نہ سمجہین اور ہٹ دہرمی کرین تو خدا سمجہی

قولہ اور ثبوت کتاب اللہ اور شہادات ائمہ کا جواب پہلی گذر چکا ہی **اقول** اس کا جواب الجواب بہی وہین ملاحظہ فرمالیجیگا **قال الفاضل المجیب** - قولہ بخلاف حضرات شیعہ کی کہ انکی اصول ثلثہ با وجودیکہ دلائل شرعیہ سے ثابت نہین مستلزم دور مین یا لغو تیہ اول یا آخرین لان الشی اذا ثبت ثبت بلوازمہ قولہ دوم مصادرہ علی المطلوب علی اصول اہل السنۃ بالکل باطل ہی - اقول - اصول ثلثہ کی

ف۱ جو دوزخ مین بلا حساب داخل ہونگی وہ امام ظالم اور جہوٹا سوداگر اور بڈہا زانی - ۱۲ -

سنبت آپکا یہہ کہنا کہ دلائل شرعیہ سے ثابت نہین دعوی بلا دلیل ہے اگر کوئی دلیل تحریر فرماتے تو تعرض
کیا جاتا۔ **یقول العبد الفقیر الی مولاہ** سبحان اللہ ہمارے مجیب لبیب با این ہمہ
ادعاء مناظرہ دانی اول خود ہی اپنی تحریر سابقہ مین اپنے اصول ثلثہ کی سنیت اپنی خلاف منصب بے دلیل
دعوی فرماتے ہین کہ ہماری شروط ثلثہ دلائل عقلیہ و نقلیہ سے ثابت ہین اور جب مانع نے اوسکی ثبوت کو
منع کیا تو اولٹی اوس سے اوسکی منع پر دلیل کے طالب ہوتی ہین اور یہہ خیال نہین فرماتے کہ ہمارا
منصب کیا ہے اور اوسکا منصب کیا ہے نہ منصب ہی کی خبر ہے نہ حضرت کو یہہ معلوم کہ دعوی کسکو
کہتے ہین اور منع کیا چیز ہے اور دلیل کا محتاج کون ہے اور کون نہین پھر اوسپر یہہ کچھ لن ترانیان
قولہ بعد اسوائے عصمت کے دو شرطون یعنی افضلیت خلفا موصوفہ کے حضرات اہل سنت بھی
قائل ہین اگر شیعہ کے اصول ثلثہ دلائل شرعیہ سے ثابت نہین تو حضرات ان شرطونکو کن دلائل سے ثابت
کرتے ہین۔ **اقول** یہہ وہی غلطی ہے جو بارہا ہمارے مجیب لبیب سے سرزد ہوئی ہے اور ہم متنبہ
کر چکے ہین اور اب بھی ہم متنبہ کرتے ہین کہ حضرت یہہ آپ غلط سمجھے ہوئے ہین اہل سنت ہرگز ان
شرائط کو شرائط نہین جانتے آپ وجود کو اشتراط سمجھے ہوئے ہین جو منشا اس غلطی کا ہے حالانکہ
بداہتہ وجود اور اشتراط مین بون بعید ہے جو اطفال مدرسہ پر بھی مخفی نہوگا **قولہ** یہہ کب ہوسکتا ہے
کہ اہل سنت غیر شرعیہ دلائل سے کسی امر کی قائل ہون۔ **اقول** بیشک آپنے یہہ صحیح و درست فرمایا
یہہ ہرگز ممکن نہین کہ اہلسنت کسی امر کی بلا قیام دلائل شرعیہ قائل ہون اور یہانتک متمسک بشرع ہین کہ انکے یہان
تو حسن و قبح بھی شرعی ہے ولله الحمد والفضل ما شهدت به الاعداء **قولہ** گو خلافت پر کوئی
دلیل شرعی قائم نہو **اقول** کیون حضرت یہہ کیا کہتے ہین پس اپنی اصلی حالت پر آگئے اجی حضرت
کیا آپکے نزدیک کتاب اللہ دلیل شرعی نہین لیکن اس رسالہ مین تو آپ اوسکی قطعیت کا اعتراف فرماتے
ہین گو آپکے اکابر علما کی خلاف ہو چنانچہ اوس موقع پر انشاء اللہ ہم اسکو ثابت کرینگے یہہ خلافت کے
بارہ مین کیون قابل قبول نہین اگر ائمہ رضہ نے تقیۃ کچھ فرمایا ہو تو حق تعالے شانہ نے تو تقیہ نہین
کیا ہوگا ذرا اوسکو بنظر صادق دیکھیے اور اپنی علما کی تاویلات کو اوسکے ساتھہ میزان انصاف مین

تو ایسی تو معلوم ہو جائیگا کہ اہل سنت بلا دلیل شرعی خلافت کے قائل ہوئی ہین یا بدلائل و لکن اللہ یہدی من یشاء۔ **قولہ** چونکہ دور کا ذکر آپنے بالاجمال کیا ہی مجملاً جواب بہی گذارش کہ ہرچند آپکی کتب عقائد وغیرہ سے یہہ ہر سہ شرائط خصوصاً پچھلے دو شرطین یعنی فضلیت و نص تو ضرور ثابت ہین مگر ہماری مقابلہ مین انسی انکار ہی چنانچہ انشاء اللہ تعالے دلائل شرائط مین انکا ذکر کسیقدر تفصیل سے آئیگا۔ مگر یہان اسقدر گذارش ہی کہ اگرچہ آپ امامت مین ان شرائط کے منکر ہین مگر ثبوت نبوت مین تو ضرور ہی قائل ہونگی جو جواب آپ وہان فرماوین۔ وہی جواب ہماری طرف سے امامت مین کہ تالی نبوت ہی قبول فرمائیے۔ **اقول** یہہ غلطی وہی ہی جسپر بارہا متنبہ کیا جاچکا ہی کہ اہلسنت کے نسبت تسلیم اشتراط فضلیت و نص کا مبنی محض ایک خفیف التباس پر ہی جو اونکے طلبہ پر بہی واضح ہو سکتا ہی باقی رہا لزوم دور کے جواب مین جو بطور الزام ارشاد ہوا ہی کہ اہلسنت شرائط ثلثہ کے اگر امامت مین منکر ہین تو نبوت مین تو ضرور قائل ہونگی سو جو جواب اس دور کا دینگی وہی جواب ہماری طرف سے یہان قبول کرین اس الزام کا مدار محض اپنی گمان پر ہماری مجیب لبیب نے رکھہ چہوڑا ہی کیونکہ فرماتے ہین (مگر ثبوت نبوت مین تو ضرور قائل ہونگی) اول چاہیے تہا کہ شرائط ثلثہ کا اشتراط اہل سنت کی نزدیک ثابت فرماتی لیکن بعد اوسکی الزام دیتی اب بہی اگرچہہ ہوش اور خیال ہو تو بسم اللہ لیکن پہلے اسہی شرائط اور لوازم مین تغایر اور امتیاز سمجہہ لین بعد اگر نبوت مثلاً نص پر موقوف ہو اور نص موقوف نبوت پر تو البتہ دور لازم آوی لیکن ہم کہتی ہین کہ نبوت کا توقف محض اجتبا اور اصطفاء خدا اوندی پر اور ظہور اوسکا موقوف معجزات پر ہے نہ نص پر بخلاف شرائط ثلثہ امامت کے کہ امامت موقوف نص پر اور نص موقوف عصمت و افضلیت پر اور عصمت و فضلیت موقوف امامت پر تو امامت نفس پر موقوف ہوئی اور یہہ ہی دور ہی قطع نظر اس سی ان ہی شرائط ثلثہ مین جو دوسری خرابی آپ ہی کے تقریر سی لازم آئی وہ بہی ملاحظہ فرمالیجئے وہ یہہ کہ آپنے امامت کو تالی نبوت قرار دیا تو لامحالہ یہہ شرائط ثلثہ امامت نبوت کے بہی شرائط ہونگی۔ تو ہم ایک قیاس بنائینگی جسکا کبری وہ قضیہ کلیہ ہوگا جو آپ اپنی تحریر سابق مین تحریر کر آئے ہین وہ یہہ کہ (جسمین یہہ شرائط متحقق ہون

وہ امام خلق ونائب رسول ہے) قیاس اسطرح ہوگا۔ الرسول یوجد فیہ ھذہ الشرائط
وکل من یوجد فیہ ھذہ الشرائط فھو امام ونائب عن الرسول ینتج الرسول نائب
عن الرسول اور یہہ بدیہی البطلان ہے اور لزوم لغویت کے جواب مین توآپ مرح ہے ولکہی معلوم
ہوتا ہے کہ شاید سمجھے ہی نہین ورنہ انکو ہی نبوت کی معارضہ فاسدہ سے تالتی **قولہ** اور لزوم مصادرہ
علی المطلوب آپکی ہی پہلے قول سے ثابت ہے **اقول** ای جناب گستاخی معاف پہلے آپ
مصادرہ علی المطلوب کی تعریف سیکہیے اوسکی بعد اعتراض کیجیے۔ اسکا کیا علاج کہ آپ یہہ ہی نہین
جانتے کہ مصادرہ علی المطلوب کسکو کہتے ہین یہہ آپکا عذر کافی نہوگا کہ مین محض فارسی خوان ہون **قال**
الفاضل المجیب۔ قولہ۔ پس اگر جناب مخاطب کو اصل اختلاف مین بحث منظور تہی
تو اول صحابہ رضی اللہ عنہم کے ایمان وفضائل مین بحث شروع کی ہوتی جو آخر منجر بہ بحث امامت
ہوتی۔ اقول۔ مجکو کسی اختلاف مین خواہ اصل ہو خواہ فروع بحث کی ضرورت نہ تہی کیونکہ کتب
مناظرہ فریقین موجود ہین اور اونمین ہر قسم کی بحث لکھی ہے منصف وحق کے طالب کیلیے کافی ہے
صرف بپاس خاطر عزیز عنایت فرمائی دلی جنکا حال شروع مین تحریر سوال یہہ سوال لکھا گیا اور جو کچھ لکھا جاتا ہے یا لکھا
جائیگا محض انکی خاطر سے ہوگا **یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی**۔ ای جناب۔ آپ
اصل منشاء سوال ہی نہین سمجھے آپنے تو اپنی سوال مین تحریر فرمایا تہا (فرقہ اہل سنت وجماعت
وشیعہ اثنا عشریہ مین اگرچہ اصولاً وفروعاً بہت سی اختلاف مین مگر بہت بڑی مخالفت امر خلافت
مین ہے) تو اس تمہید مین جنابنے گویا ظاہر فرمایا تہا کہ علت تخصیص بالبحث مسئلہ خلافت کی
اوسکی عظمیت ہے بندہ نے اوسپر یہہ عرض کیا کہ اگر یہہ ہی علت ہے تو اصل سے نزاع معاملہ
صحابہ ہے اوسپر جناب اپنی ضرورت کا قصہ لے دوڑی بندہ نے کب آپکی ضرورت کا اثبات تسلیم کیا تہا
جو آپنے اوس سے تبری وتحاشی فرمانی شروع کی وہمنے مانا کہ اصلی غرض تحریر سوال سے باہر
خاطر عزیز عنایت فرمائے دلی تہی لیکن جبکہ جنابنے تحریر نہین فرمایا کہ اصل فرمائش انکی یہہ ہی
تہی کہ مسئلہ امامت مین ہی سوال لکہے جائین بلکہ معلوم ہوتا ہے کہ اونکا مدعا یہہ تہا کہ کسی

مسئلہ مین بحث شروع ہو جائی کیونکہ وہ خود چندان اس مسلک سے واقف نہین تہی لیکن یہہ تعیین مسئلہ جناب نے بطور خود مناسب سمجہکر فرمائی سو یہہ عذر باین خاطر عزیز کا ہی بیجا نہین **قولہ** پہلی گذارش ہو اکہ اصل اختلاف ماخذ مسائل دین ہی نہ محض فضائل بعض صحابہ **اقول** اوسیجگہ یہہ بہی عرض ہوچکا ہی کہ اس اصل کے اصل بہی وہ ہی معاملہ صحابہ ہی کیونکہ اونکی ماخذیت اور عدم ماخذیت باعتبار اون اوصاف کے ہی جنمین فریقین اہلسنت وشیعہ باہم مختلف ہین۔ **قولہ** حضرت نے بیان محض لفظ صحابہ تحریر فرمایا جس سے سمجہا جاتا ہی کہ شیعہ کل صحابہ کے فضائل وایمان مین گفتگو رکہتی ہین حاشا وکلا یہہ ہرگز نہین کہ کل صحابہ کے مفضائل کے منکر ہون یا کل کے ایمان مین کلام ہو۔بلکہ بعض کے فضائل وغیرہ کی نسبت البتہ گفتگو ہی۔ اور یہہ صرف اہل حق ہی نہین کہتی بلکہ حضرات اہلسنت کا ہی یہہ ہی حال ہی جیساکہ پہلی ثابت کیا گیا ہی کہ کل صحابہ کے فضائل کے یہہ حضرات بہی قائل نہین۔ **اقول** شروع رسالہ مین کسیقدر تفصیل کے ساتہہ بیان کیا جا چکا ہی کہ علماء شیعہ کل صحابہ کے فضائل وایمان مین گفتگو ہی یا بعض کے اور وہانبہی ثابت کیا گیا ہی کہ حضرات شیعہ علی الخصوص ہماری مجیب کو تمام صحابہ کے فضائل وایمان مین گفتگو ہی کیونکہ انکی نزدیک معصیت خلاف کرامت ہی اور صحابہ مین سے بالاتفاق کوئی معصوم نہین اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنی سب صحابہ سوائی سماک بن خرشہ یوم احد جنگ سے فرار کر چکی اور بعد انتقال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سب صحابہ سوائی مقداد کے حسب روایات طائفہ مذکورہ سابقہ مرتد ہو چکی تو فرمائی وہ کونسی صحابہ ہین جنکا ایمان اور جنکی فضائل ومحامد مسلم ہین اور بفرض محال اگر پانچ چار بلکہ دس تیس بہی ہوئی تو لاکہون کے شمار مین کس تعداد مین محسوب ہونگی باقی رہا اہل سنت کی نسبت یہہ الزام کہ وہ بہی کل صحابہ کے فضائل کے قائل نہین محض دہوکہ دہی اور افترا ہی اہلسنت کے نزدیک تو کوئی ولی امت ادنی صحابی کے رتبہ کو بہی نہین پہونچ سکتا مگر پہر بہی عصمت صحابہ مسلم نہین پس بعض مطالبہ اہلسنت صحابہ کی خطایا اونکی مذمت کے واسطی بیان کرنا بالکل بے سود ہوگا اہلسنت کو باوجودیکہ انکی فضائل کا اعتراف ہی انکی عصمت مسلم نہین تو اونکو یہہ روایات کچہہ مضر نہین **قولہ** فضائل ایکطرف بعض کو

آگے خاتم المحدثین صاحب خیانت و اشرار فساد پیشہ و مردودان جناب آلہی تحریر فرماتے ہین۔

اقول بحول اللہ وقوتہ اسکا مفصل جواب ابحاث سابقہ مین جسجگہ ہماری حضرت مجیب نے بڑی شد و مد سے یہہ اعتراض فرمایا ہے تحریر ہوچکا ہے حاجت تکرار و اعادہ نہین مگر اسقدر گذارش ہے کہ اگر بالفرض یہہ کلمات الزاماً نہین لکھے تاہم یہہ کہنا کہ صحابہ کو مردودان جناب آلہی لکھتے ہین محض آپکا افترا اور بہتان ہے۔ **قولہ** ہان اگر ان امور مین خلفاء ثلثہ کی بابت تحریر فرماتی تو مضائقہ نہ تھا **اقول** اگر آپکو اور علماء شیعہ کو صرف خلفاء ثلثہ رضی اللہ عنہم کی کل صحابہ کے فضائل کے نہ آپ قائل ہین نہ ہم فضائل و ایمان مین گفتگو ہوتی تو بیشک کچھہ مضائقہ نہ تھا کہ خلفاء ثلثہ کے ہی بابت تحریر کیجاتی لیکن آپکو تو حسب روایات کافی وغیرہ سوای چند چہار یا چھہ صحابہ کے سب ہی کے فضائل و ایمان مین گفتگو ہے معہذا آپ بہی اگر سوائی خلفاء ثلثہ کے باقی صحابہ کے فضائل و ایمان کو تسلیم فرمائین تو ہم صرف معاملہ خلفاء ثلثہ ہی پیش کرینگے اور جبکہ آپکو ہزارون بلکہ لاکھون صحابہ کے فضائل و ایمان مین کلام ہو تو پہر خصوصیت خلفاء ثلثہ بالکل بیجا ہوگی اوسوقت عام طور پر بحث ہوگی جسمین خلفاء ثلثہ بہی داخل ہونگے باقی رہا یہہ کہ اہلسنت کی طرف یہہ نسبت کرنا کہ کل صحابہ کی فضائل کے قائل نہین محض کذب و افترا ہے منشا اس غلطی کا یہہ ہے کہ فضائل کو ملزوم عصمت تصور کر رکہا ہے اور یہہ سراسر غلط ہے **قولہ** و نیز یہہ بحث بہی آپکی قول کے موافق بالآخر منجر بحث امامت ہی ہوتی سو خیر ہمنے اول ہی شروع کردی اب آپکا اختیار ہے۔ **اقول** افسوس کہ اعتراض کچھہ ہے آپ کچھہ سمجھہ رہے ہین سوال از آسمان جواب از ریسمان۔ تاہم جو کچھہ ہو آپنے جو بحث شروع فرمائی وہ خواہ علت بدایت کے موافق ہو یا مخالف آپنے بہت اچھا کیا۔ آفرین و مرحبا اصل غرض یہہ تہی کہ علت کچھہ بیان کی اور بحث کچھہ شروع کی تو شاید بزعم خود اس خاص بحث مین وثوق کچھہ زیادہ ہوگا ورنہ ہماری طرف سی تو جو بحث چاہیے شروع کیجیے ہم خود کیا دعوی کرین جناب کو خود معلوم ہو رہیگا۔ **قال الفاضل المجیب**

قولہ لیکن جناب مخاطب کو شاید مسئلہ امامت مین زیادہ دعوی ہے اور اوسکی بحث پر وثوق

واعتماد ہوگا اسلیے اوّل اسیکو چھیڑا - اقول - مسئلہ مختلف فیہ مین دعوی اور وثوق واعتماد ہر ایک
مسئلہ کی خصوصیت نہین - **یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی** - حضرت مجیب کے
دعوی اور وثوق و اعتماد کا حال اسیقدر ابحاث گذشتہ مین اہل انصاف پر منکشف ہوچکا ہے
اور رہا سہا آئیندہ کھل جائیگا لیکن تعجب یہہ ہے کہ باوجود محض فارسی خوانی کے یہہ اعتماد و وثوق
کس راہ سے آیا اور مرتبہ حق الیقین کا کیونکر حاصل ہوا ہم جہانتک تحریر کو دیکھتے ہین اوس سے
تو صرف یہہ معلوم ہوتا ہے کہ یہہ محض دعوی ہی دعوی ہے - اور کیا عجب ہے شاید بعض
اوقات مین آدمی کو غلطی پر بھی اعتماد اور وثوق ہوجاتا ہوگا جیسے بعض بیوقوف اپنے آپکو دانشمند
تصور کر لیتے ہین اور بعض جاہل اپنے زعم مین عالم بن بیٹھتے ہین آخر آپکو معلوم ہوگا کہ علما نے ایک
قسم یقین کا جہل مرکب بھی قرار دیا ہے جو اعتقاد جازم خلاف واقع کا نام ہے - **قولہ**
مگر چونکہ اس مسئلہ مین پہلے سے گفتگو تھی جیسا کہ گذارش ہوا اور واقعی یہہ ہی مسئلہ اہم تہا
اسلیے اسکو چھیڑا گیا **اقول** یہہ عذر جناب نے اسی تحریر مین فرمایا اگر اصل مین
اسکو طے فرماتے تو کچھہ گفتگو نہ تھی - باقی اہمیت متنازعہ فیہا اس مسئلہ کے تو آپ ثابت کر ہی
نسکے اور جو کچھہ ثابت فرمایا وہ مفید مدعا نہین تو انحصار اہمیت اس مسئلہ مین جیسا دعوی اس
عبارت مین کیا گیا ہے بالکل غلط اور دعوی بلا دلیل ہے - **قال الفاضل المجیب**
قولہ - پس ہم اس خاطر منظور کرکے گذارش کرتے ہین - جناب مخاطب مدعی ہین کہ شروط ثلثہ امامت
یعنی نص عصمت و افضلیت دلائل عقلیہ و نقلیہ سے ثابت ہین تو اوّل جناب کو لازم ہے کہ تعریف
امامت کی فرما دین اور بعد اوسکی شروط ثلثہ مین سے ہر ایک کی تعریف کرکے ہر ایک کو دلائل عقلیہ
سے ثابت فرما دین - اقول - آپکی اس عنایت کا شکریہ ادا کرتا ہون **یقول العبد الفقیر**
الی مولاہ حضرت تسلیم **قولہ** مجھکو امید ہے کہ بفضل الہی آپ امامت اور ۳ شرائط
کی تعریف بخوبی جانتے ہونگے مگر بخیال میرے اس قول (اور اپنے اصول خلافت جو کہین پہلے
انکی تعریف صرف لفظوں کی منقلب کرنے کے لیے ایسا تحریر فرمایا **اقول** مین جانتا ہون

خواہ نہین جانتا آپ سی دریافت کرنہین کیا حرج ہی اگر مین جانتا ہون تو یہہ کیا ضرور ہے کہ آپ
اوسکی موافق ہی ہون معہذا جبکہ آپکو جمیع مسائل مین وثوق واعتماد ہی اور حق الیقین کا مرتبہ
حاصل کر لیا ہی تو محض پوچھنی ہی پر منقلب کرنے کی ڈر سے کیون گھبراتی ہین اور آب ندیدہ
موزہ کشیدہ کیون ہوئی جاتے ہین مگر تعجب یہہ ہی کہ یہان تو بندہ کی علم کی ایسی معتقد ہوئی
کہ یہہ امر خود بخود تسلیم کر لیا کہ مین امامت اور اوسکی شرائط کی تعریف بخوبی جانتا ہونگا اور جسجگہ استکشاف
فروع مین ہونے پر مینی مولوی حیدر علی رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کیا ہی وہان کیون ایسی ناخوش
ہوئی کہ میری جانتی کو بھی بے علمی سی تعبیر کیا **قولہ** افسوس کہ جنابنے میری عرض قبول
نفرمائی مین آپکی ارشاد کی تعمیل بسرو چشم کرتا ہون متوجہ ہو جیی - **اقول** جناب کا ارشاد
بی موقع و بے محل تھا اسلیی کہ مدعی ہو کر اپنی مدعا کی اثبات سے گریز و اعراض کرنا اور دوسرے سی
مطالبہ اثبات معتقد اتہم کرنا بے محل تھا اسلیئی جناب سی اول مطالبہ کیا گیا جب جناب اپنی
واجب سی سبکدوش ہو جائینگی اور اپنی دعوی کو خصم پر ثابت فرماوینگی تو البتہ اوسوقت جناب
کو استحقاق مطالبہ دلیل ہوگا و دونہ خرط القتاد - باقی رہا بندہ کی گذارش قبول فرمانا گو جنابنے
اپنا ذمہ ہی وجوب سی بزعم خود فارغ کیا ہو اور فے الحقیقت صحیح ہو یا نہو اوسکا بندہ ممنون
عنایات ہی **قولہ** امامت کی تعریف یہہ ہی کہ دین دنیا کے جمیع امور مین نیابت پیغمبر سے
کل امت کا مقتدا و پیشوا ہونا عصمت ایسی حالت سی مراد ہی کہ خداوند تعالی کے لطف
وعنایات سی کسی شخص مین ثابت ہو کہ اوس حالت کے سبب سی باوجود قدرت کہ بدی و گناہ
کی خواہش و رغبت اس شخص سے منتفی ہو جاوی - نص سی یہہ غرض ہی کہ خدا و رسول سی صاف
حکم اوسکی امامت کی بابت صادر ہو - افضلیت کے یہہ معنی ہین کہ کل امت سی جسکا امام ہو صفات
حمیدہ و اخلاق ستودہ مین افضل ہو **اقول** یہہ تعریفات بوجوہ چند محل بحث مین اولاً
یہہ کہ امامت کی جو تعریف فرمائی ہی یہہ تعریف قطع نظر اس سی کہ حقیقی ہی یا لفظی یہہ تعریف لغتہ
ہی یا اصطلاحا اگر اول ہی تو بے محل و نیز غلط کیونکہ باعتبار لغت کے اس لفظ کے یہہ معنی پائی

ہی نہین جانتے اور اگر ثانی ہے تو اصطلاح شرع ہے یا غیر شرع اگر غیر شرع ہی تو قابل التفات نہین
اور اگر اصطلاح شرع ہی تو لسان شارع سے اسکا اثبات واجب ہی ورنہ دعوی بے دلیل کب
قابل سماعت ہی ہمکو تو تتبع موارد کلام شارع سے جن مواقع مین یہہ لفظ بلا قرینہ اطلاق کیا گیا ہی
جو حسب قاعدہ دلیل حقیقت شرعیہ ہونی کے ہی یہہ معلوم ہوتا ہی کہ یہہ حد اپنی محدود پر
منطبق نہین کیونکہ جامع نہین - حق تعالے شانہ نے حضرت ابراہیم کی نسبت ارشاد فرمایا -
اِنِّی جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا[1] - اور نیز انبیاء کے باب مین ارشاد فرمایا - وَجَعَلْنَاهُمْ اَئِمَّةً یَهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا[2]
اور بدیہی ہی کہ انبیار کی امامت باعتبار تعریف مذکور کی صحیح نہین ہی - ثانیاً مسلما کہ یہہ اصطلاح
شرعی اور حقیقت شرعیہ ہی تو جسجگہ بلا قرینہ صارفہ اسکا اطلاق ہوگا یہہ ہی معنی مراد ہونگی
توپہر کیا وجہ ہی کہ امام کے قول کو نہین مانتی اور جو کچہہ امام علیہ السلام نے نسبت شیخین رض فرمایا
ہما امامان عادلان اوسمین کیون معنی حقیقی شرعی مراد نہین لیتی اور کسواسطی تاویلات بعید
از عقل فرماتے ہین - ثالثاً یہہ تعریف مانع بہی نہین ہی کیونکہ یہہ تعریف اون انبیار پر بہی صادق
آتی ہے جو کسی رسول کے بعد اوسکی شریعت کے احیار کے واسطے بعد اندراس مبعوث ہوئی حالانکہ باعتبار
اس اصطلاح کے اونکو امام اور خلیفہ راشد نہین کہتی - رابعاً عصمت کی تعریف حالت کے ساتہہ فرمائی
ہی کہ جسکی نبوت پر مترتب ہوتی ہین اوسکی سبب سے معصیت کی رغبت منتفی ہوجاوے یہہ غلط ہی کیونکہ عوام
مومنین مین بہی بعض اوقات یہہ حالت بعنایت آلہی پیدا ہو جاتی ہی کہ رغبت معصیت اوس
حالت کے سبب اوس وقت منتفی ہو جاتی ہی اور اسکا انکار مکابرہ ہی حالانکہ آپ اوسکو عصمت نہین فرماتی
اور تعریف عصمت اوسپر صادق آتی ہی ہان اگر ملکہ کے ساتہہ تعریف کیجاتی تو شاید صحیح ہوتی
کہ اوسمین معنی رسوخ کے ہین اور حالت مین معنی تغیر و تبدل کے - خامساً لفظ خواہش و رغبت سے
یہہ مفہوم ہوتا ہی کہ بدون رغبت کے مثلاً سہواً نادانستگی کی حالت مین صدور معصیت جائز ہی
حالانکہ آپ اسکی قائل نہین ہین - سادساً تقیہ کی آڑ مین تو حضرات نے کبائر بلکہ کفر و شرک تک

---

[1] مین تجکو لوگون کا امام بنانیوالا ہون ۱۲
[2] ہمنی اونکو امام بنایا کہ ہماری کام کے ہدایت کرین - ۱۲

ہی ائمہ پر ثابت کر دیا جو بخواہش و رغبت کرتے ہین کیونکہ تقیہ حسب تعریف قوم وہی موافقۃ اہل الخلاف فیما یدینون بہ ہی تو پہر عصمت کس کا نام ہی ۔ سابعاً افضلیت کی تعریف مین تو ہمارے محبیب نے رہے سہے اپنا تمام علم ہی خرچ کر ڈالا اجی حضرت ذرا اس تعریف کو اپنے معروف پر محمول تو فرمائیگا اور پہر ذرا یہہ ہی تامل فرما کر دیکہہ لیجئے کہ دور صریح لازم آتا ہی یا آپکا وہی مصادرہ علی المطلوب اور بعد اس مرحلہ کے یہہ ہی تحقیق کیجیگا کہ مبنی افضلیت کا صفات حمیدہ و اخلاق ستودہ پر ہی اور مدرک بالعقل ہی یا مدار کثرت ثواب اور قرب من اللہ تعالے پر ہی اور غیر مدرک الا بالشرع بعد ان سب کے اپنی تعریف صحیح فرما کر درج جواب کیجیگا چونکہ خوف طوالت تہا اسلیئے مختصراً اعتراضات متبداً فیل جعلہا فی البعض عرض کر دئیے ۔ **قولہ** اور ان مرتبہ شرائط کی دلائل کے نسبت اگرچہ اسقدر گذارش کافی ہی کہ جب امامت ثانی مرتبہ نبوت ہی اور نیابت نبی سے مراد ہی پس جو دلائل کہ عصمت انبیاء پر دال ہین وہی بعینہ یا کچہہ تغیر سے عصمت ائمہ پر دال ہونگی اور ظن غالب ہی کہ عصمت انبیاء کے آپ قائل ہی ہونگی افضلیت خلفاء کی آپ معتقد ہین نص کے باب مین ہی آپ تحریر فرماتے ہین کہ اہلسنت نص کے علی الاطلاق منکر نہین پس اس صورت مین ہمکو ہر سہ شرائط کے دلائل کے بیان کرنیکی چندان ضرورت نہ تہی مگر چونکہ آپنے بپاس خاطر یہہ بحث منظور فرمائی ہی اسلیئے اسکی رعایت ہمکو بہی ضرور ہی **اقول** یہہ تقریر دلفریب بالکل ناتمام بلکہ غلط ہی اگر ثانی مرتبہ نبوت سے نیابت کی علاوہ کوئی دوسرا مرتبہ مراد ہی تو اوسکی شرح کرنے چاہیی اور اوسکا ثبوت پیش کرنا چاہیی اور اگر نیابت ہی مراد ہی اور جملہ (نیابت نبی سے مراد ہی ۔) عطف تفسیری واقع ہی تو مسلم لیکن یہہ کہنا کہ جو دلائل عصمت انبیاء پر دال ہونگی وہی بعینہ عصمت ائمہ پر دال ہونگی سراسر سفسطہ ہی کیونکہ اسکا مدار اسپر ہی کہ اصل مین جسقدر اوصاف ہونگی وہی فرع مین بہی ہونگی حالانکہ یہہ بداہۃً غلط ہی ہان اگر فیما بین اوصاف اصل و نائب تساوی فرماتے تو مضائقہ نہ تہا اور اگر یہہ مراد ہی کہ بعض اوصاف اصل نائب مین ہوتی ہین تو قطع نظر ترجیح بلا مرجح کے یہہ آپکا قیاس غلط اور باطل ہوگا عصمت انبیاء کا مین قائل ہون اور اس امامت کو دہاپر شرائط تعریز

ف تقیہ اہل خلاف کے موافقت ہی اونکی دینی امور مین ۔ ۱۲

اور پھر اپنی شعائر و مراسم اسلام مین نیابت نبوت اعتقاد کرتا ہون لیکن باوجود اسکی اوصاف نبوت کو نبی کے ساتھہ مختص سمجھتا ہون اور اوصاف امام کو اوسکے ساتھہ - اور عصمت لوازم نبوت سے ہے دیس پس نبوت عصمت کے لیے امام مین بھی یہی دلائل کہے امامت کو صرف نیابت نبوت کا ہونا کافی سمجھنا محض ہماری مجیب کے ناجائز تقلید ہے کیونکہ یہہ ہی غلطی اپکی شہید ثالث وغیرہ کو بھی سدراہ حق ہوئے وہ مجالس المومنین کے ذکر محمد بن بابویہ قمی مین فرماتے ہین زیراکہ امام قائم مقام نبی ست در جمیع امور مگر در اسم نبوت و نزول وحی اور اگر زیادہ تتبع کیا جاوی تو نزول وحی کا بھی مختصات نبوت سے ہونا باطل ہوگا اپنی امام کلینی کے حدیث ملاحظہ فرمایئے عن السجادؑ ان علی بن ابی طالب کان محدثا وھو الذی یرسل اللہ الیہ الملک فیکلمہ ویسمع صوتہ ولایری الصورۃ عن تحف اور کتاب مختوم بخواتیم الذہب در مصحف فاطمیؑ اگر بطور وحی کے نازل نہین ہوئی تو کیونکر آئی - بہرکیف معلوم ہوتا ہے کہ شاید خصوصیات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مثل نکاح چار سے زائد اور بہہ لفظ ہبہ نکاح کا ہونا وغیرہ مختص بہ نسبت عموم امت کی ہین نہ نسبت ائمہ کے تو اب یہہ اصل آپکی اور آپکی اہل نحلت کی ہے مسلم ہی اہل حق کے اور اپنی مسلمات سے خصم کو الزام دینا یہہ آپ جیسی مناظرہ دان ہی کا کام ہے علاوہ اسکی یہہ محض قیاس ہے جسکو آپ فروع مین بھی قابل اعتبار نہین سمجھتے تو معلوم نہین کہ ایسی کیا مجبوری پیش آئی کہ جسکی بدولت اصول عقائد مین اوسکو تسلیم کرکے مستدل قرار دیا - معہذا یہہ دلائل اپکی مدعا کو کیونکر مثبت ہونگی کہ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے یہہ دلائل عصمت انبیاء پر باعتبار اوس مذہب کے وارد کیے ہین کہ جسمین انبیاء کی عصمت صرف زمانہ نبوت مین تسلیم کے گئی ہین اور عصمت معتقد علیہا سامی جسکی آپ اثبات کے درپے ہین وہ یہی جو صغائر و کبائر سے سہواً و عمداً از مہد تا لحد ہو تو جس مدعا پر آپ یہہ دلائل وارد فرماتے ہین خصم پر اوسکی حجت لانا بالکل لغو اور باطل ہے - پس صرف انبیاء کی نسبت عصمت کا قائل ہونا ائمہ کے عصمت کو مستلزم نہین اور آپکا قیاس قیاس مع الفارق اور غلط ہے - باقی رہا ہتر اٰ فضلیت و نص صریح

لہ امام سجاد سے مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ محدث تھے اور محدث وہ ہوتا ہے کہ جسکی طرف خدا فرشتہ بھیجے وہ اوس سے بات چیت کرے اور وہ اوسکی آواز سنے اور صورت نہ دیکھے ۱۲

ثبوت مین صرف میری اعتقاد افضلیت کو جو خلفاء کے نسبت ہی کافی سمجھنا اور میری اس قول کو
مکتفی خیال کرنا کہ اہل سنت علی الاطلاق نص کے منکر نہیں وہ یہ بھی غلطی ہی جو ادنے طالبہ بھی نکرین
اور ہماری علامہ مجیب گذشتہ ابحاث مین بہت جگہ کہہ چکی ہین اور ہم متنبہ کر چکی ہین اب اس
تقریر سے صاف واضح ہوگیا کہ ہماری مجیب لبیب کو ہرشہ شرائط کے دلائل کے بیان کرنے کی کسقدر
ضرورت تھی لیکن کیا کرین ہماری پاس خاطر کے رعایت لابد ہی تھی اسلیے جب کوئی دلیل ہم
نہ پہنچی تو امام رازی کے ہی دامنین پناہ لی کلات حین مناص- **قوله** لہذا گذارش ہی کہ اگرچہ
دلائل عقلیہ ونقلیہ عصمت امام بیشمار ہین اور نیز بہت سی ہماری علماء کرام نے کتب مبسوطہ
کلامیہ مین تحریر فرماتے ہین مگر یہان صرف اسیقدر پر اکتفا کیا جاتا ہی کہ آپکی محققین فخیم نے بھی اونکو
لکھا ہی تاکہ آپکو ہیچ اعتراض نہی- **بیت** خواہی کہ شود خصم تو عاجز ز سخن + می بند نگار قول
پیران کہن + خصم از سخن تو چون نگردد ملزم + از راسخنہائی خودش ملزم کن + ا **قول**
ای حضرات اہل انصاف ہماری حضرت مجیب کے اشد بیز انصاف کو دیکھنا چاہیے کہ اس میدان نبرد آزمائی
مین کسقدر طریق عدل سے منحرف ہی کہ بحث اثبات عصمت ائمہ از عہد تا لحد مین دلائل عصمت
انبیاء کے جو زمانہ نبوت مین ہی تسلیم کی گئی ہی پیش فرماتے ہین اسکا نقض مجملاً گذشتہ
قول کے تحت مین عرض کر چکا ہون اور انشاء اللہ تعالے ہر دلیل کے ساتھ اوسپر جرح قدح
کرکے اوس خطا پر متنبہ کرونگا کہ جو ہماری مجیب اور اونکی ہم مذہبونکو واقع ہوئی ہی پھر با اینہمہ
خوبیہا کس ناز وافتخار سے رباعی زیب جواب فرماتے ہین- **قوله** پوشیدہ نہی کہ امام
فخر الدین رازی صاحب نے سولہ دلیلین عصمت انبیاء ع پر قائم کی ہین کہ وہ سب بعینہ بسبیر
عصمت ائمہ ع اثنا عشر جاری ہین بنظر اختصار اونمین سے بعض لکھی جاتے ہین حضرت مجیب
تفسیر کبیر ملاحظہ فرمائین- امام صاحب موصوف سورہ بقر پارہ اول رکوع ۴ مین ذیل
قولہ تعالے فازلہما الشیطان عصمت انبیاء مین اختلاف مذاہب کے ذکر کی بعد فرماتے ہین والمختار
عندنا انہ لم یصدر عنہم الذنب حال النبوۃ البتۃ لا الکبیرۃ ولا الصغیرۃ ویدل علیہ وجوہ احدہا لو صدر الذنب

منہم لکانوا اقل درجۃ من عصاۃ الامۃ وذلک غیر جائز بیان الملازمۃ ان درجات الانبیاء کانت
فی غایۃ الجلال والشرف وکل من کان کذلک کان صدور الذنب عنہ افحش الا ترای الی قولہ تعالی
یا نساء النبی من یأت منکن بفاحشۃ مبینۃ یضاعف لہا العذاب ضعفین والمحصن یرجم وغیرہ
یجلد وحد العبد نصف حد الحر واما انہ لا یجوز ان یکون النبی اقل حالا من الامۃ فذلک
بالاجماع انتہی - آپ ہی غور فرمایئے کہ یہہ دلیل بعینہ عصمت امام مین بہی جاری ہی ائمہ کے
درجہ بہی نہایت شرف وجلال مین ہین پس ایسی گناہ کا صادر ہونا بہی افحش ہوگا اور یہہ
بات کہ امام کا امت سے کم درجہ ہونا جائز نہین ہے افضلیت کی بحث سے ظاہر ہے چنانچہ
اسکا بیان بہی آگے آئیگا آپ افضلیت خلفا کی معتقد مین - **اقول** یہہ دلیل جو امام
رازی نے عصمت انبیا مین وارد کی ہی کسیطرح عصمت ائمہ کو مثبت نہین ہو سکتی ہی
اور بوجوہ محل بحث ہی اول ظاہر ہی کہ ائمہ مطیع انبیا اور داخل افراد امت مین انبیا نہین
جو جلال و شرف انبیا کو حاصل ہی ائمہ کو نہوگا کیونکہ بالاجماع ہر نبی اپنی تمام امت سے اجل
واشرف ہی ائمہ اگر جلال و شرف کے کسی مرتبہ مین واقع ہون تاہم افراد امت سے خارج نہین
ہو سکتی اور انبیا کی جلال و شرف کو نہین پہونچ سکتی تو صدور معصیت اگر منافی ہی تو اوس
غایت درجہ کے جلال و شرف کو منافی ہی جو صرف انبیا ہی کو حاصل ہی اور افراد امت کو حاصل
نہین ہو سکتا افراد امت مین سے اگر کسیکو کوئی شرف وجلال حاصل ہو وہ غایت درجہ کا جلال
و شرف بدرجہ نہوگا تو صدور معصیت کو بہی منافی نہوگا پس درصورت صدور معصیت مستلزم
کونسی استحالہ کو ہوگا اسمین کیا استحالہ ہی کہ امت مین کا فرد اعلی فرد سافل ہو جاتی - ثانیًا افراد
امت مین ہی ائمہ سے لیکر عدول وصلحا امت تک جسقدر افراد و اصناف مین سبکو اپنی مرتبہ
کے موافق جلال و شرف حاصل ہی صحابہ مقبولین غایت درجہ جلال و شرف مین واقع ہین بلکہ اوصیاءً
مثل ابوطالب غایت درجہ شرف جلال مین واقع ہین ازواج مطہرات مین آپکی نزدیک حضرت
ام سلمہ رضہ غایت درجہ شرف وجلال مین واقع ہین اہلبیت سوائی ائمہ خصوصًا حضرت

فاطمہ رضی اللہ عنہا جو آیت تطہیر مین بہی داخل ہین غایت درجہ شرف وجلال مین واقع ہین تابعین لہم باحسان غایت درجہ شرف وجلال مین واقع ہین علی ہذا القیاس محدثین فقہا اخیار مین اصولیین و متکلمین خصوصاً جنکی شان مین ہے لولاہم لا انقطعت آثار النبوۃ[1] غایت درجہ شرف وجلال مین واقع ہین علاوہ ان سب کے نائب صاحب الزمان جو ہنگام غیبت کا رکن ہے جسپر تمام دین کا دار مدار ہوگا غایت درجہ شرف وجلال مین واقع ہے پس اگر شرف وجلال مطلق مستلزم عصمت ہے تو تمام مذکورین معصوم ہونگے- ولم یقل بہ احد- اور اگر شرف خاص ہے تو وہ فقط انبیا کا شرف وجلال ہے جو غایت اعلیٰ درجہ کا ہے ائمہ کی شرف وجلال کا استلزام کسی دوسری دلیل سے ثابت فرمایئے- ودونہ خرط القتاد- ثالثاً نبی کا امت سے اشرف واجل واعلیٰ وفضل ہونا اور اقل جلالا نہونا امام رازی نے باجماع ثابت کیا ہے لیکن ائمہ جو کہ خود افراد امت مین داخل ہین آپ اونکا اسیطرح اجل واشرف ہونا ہی بالاجماع ثابت کیجیے ورنہ اس دلیل سے ہاتھ دہو لیجیے اور ائمہ کو قیاساً علی الانبیاء امت سے افضل کہنا ہماری مجیب جیسے ہمہ دان کا کام ہے ورنہ فی الحقیقت یہہ تفضیل محال ہے کیونکہ مستلزم محال کو ہے تفصیل اس اجمال کی یہہ ہے کہ ائمہ احاد امت مین داخل ہین پس اگر تمام امت سے افضل ہونگے تو اپنی نفس سے بہی افضل ہونگی اور یہہ محال ہے کیونکہ مستلزم محال کو ہے وھو فضل الشیء علی نفسہ پس افضلیت ائمہ قیاساً علی الانبیا وباطل ہوتی اور اگر ائمہ سے مراد ماعدا انفسہم ہے تو پہر انبیا پر قیاس کرنا بدیہی البطلان ہے اور تمام دلیل لغو- رابعاً اب ائمہ کو اس دلیل سے معصوم کہتے ہین تو اس وجہ سے کہتے ہین کہ جو علت عصمت انبیا ہے وہ بعینہ ائمہ مین بہی پائی جاتی ہے یعنی جیسے انبیا غایت درجہ جلال وشرف مین واقع ہین اسیطرح ائمہ بہی واقع ہین اور جسطرح انبیا کا امت سے کم درجہ ہونا جائز نہین ائمہ کا بہی امت سے کم درجہ ہونا جائز نہین تو بوجہ اشتراک اس علت کے جیسے انبیا معصوم ہین ائمہ بہی معصوم ہونگے اور یہہ صریح قیاس ہے کیونکہ قیاس کے

---

[1] اگر یہہ لوگ نہوتے تو نبوت کے آثار منقطع ہو جاتے ۱۲

تعریف صاحب معالم الاصول نے یہہ کی ہے - القیاس هو الحکم علی معلوم بمثل الحکم الثابت[۵۱] لمعلوم آخر لاشتراکهما فی العلة اور یہہ تعریف بداہتہً اس جگہ صادق آتی ہے اب ہم اس کی علت کو دیکھتے ہین ظاہر ہے کہ یہہ علت منصوصہ تو نہین ہے - تو مستنبط ہوئی پہر اگر آپ معالم الاصول وغیرہ کتب اصول دیکہین سمجہے تو معلوم ہوگا کہ وہ قیاس جسکی علت مستنبط ہو آپکی نزدیک بالاجماع باطل ہے معالم الاصول مین مذکور ہے - والمشترک[۵۲] جامعاً و علة وهی اما مستنبطة او منصوصة وقد اطبق اصحابنا علی منع العمل بالمستنبطة الا من شذ وحکی اجماعهم فیه غیر واحد منهم وتواترا الاخبار بانکاره عن اهل البیت ع وبالجملة فمنعه یعد من ضروریات المذهب اور بالفرض ہمنے تسلیم کیا کہ علت منصوصہ ہے ہوئی تاہم مستلزم جواز عمل کو ہوگی نہ وجوب اعتقاد کو کیونکہ باب اعتقادات مین ظنیات کو دخل نہین ہے پس یہہ دلیل ثبوت عصمت ائمہ مین بالکل ناکافی ہوئی - خامساً وصف جلال و شرف جو انبیاء مین موجود ہے ہم کہتے ہین کہ وہ بہی معلول کسی علت کا ہے اور وہ علت نبوت ہے یعنی وہ جلال و شرف جسکی علت نبوت ہی مستلزم عصمت ہے اور ظاہر ہے کہ وہ جلال و شرف جسکی علت نبوت واقع ہے ائمہ مین بالمرہ مفقود ہے تو یہہ قیاس بہی لغو ہو گیا کیونکہ علت جامعہ اصل اور فرع مین مشترک ہی نہین سادساً حکم علی المشتق علیة ماخذ پر دلیل ہوتا ہے پس انبیاء پر حکم اجل و اشرف ہونے کا کیا گیا ہے تو ظاہر دلیل ہے کہ اس حکم کے علت نبوت واقع ہے - یعنی یہہ شرف و جلال جو انبیاء کو حاصل ہوا ہے اوسکی علت نبوت اور اصطفاء خداوند تعالےٰ شانہ ہے اور یہہ حکم جبکہ معلول نبوت ہوا تو زمانہ نبوت ہی پر مقصور ہوگا اور جب زمانہ نبوت پر مقصور ہوا تو اسکا لازم یعنی عصمت وہ بہی زمانہ نبوت پر مقصور ہوگی پس اگر بفرض محال یہہ دلیل عصمت ائمہ مین جاری ہو تو ہماری مجیب کے مدعا کو مثبت نہوگی کیونکہ

---

۵۱ قیاس وہ حکم ایک امر معلوم پر ہی مثل حکم دوسری امر معلوم کے بسبب اسکے کہ دونو علت مین مشترک مین ۱۲

۵۲ اور امر مشترک کو علت اور جامع کہتے مین اور علت یا مستنبط ہوتے ہو یا منصوصہ اور ہماری اصحاب بجز شاذ کے اسپر متفق مین کہ مستنبطہ پر عمل منع ہے اور بہت لوگون نے اسمین اجماع بیان کیا ہے اور اہل بیت سے اسکا انکار بتواتر ثابت ہے الغرض اسکا منع ضروریات دین سے ہے - ۱۲ -

مدعی اثبات عصمت ائمہ تا لحد ہی اور اس دلیل سے غایت سے غایت یہہ ثابت ہوگا کہ ائمہ زمانہ امامت
مین معصوم ہین وأین ہذا من ذاک - معہذا مدار اس دلیل کا اس پر ہی کہ اگر انبیا سے معصیت صادر
ہوگی تو انبیا با اینہمہ جلال و شرف عصات امت سے اقل درجہ ہونگی اور ظاہر ہی کہ اسکا جریان
اوسی وقت ممکن ہی جبکہ نبوت ہو اور جب نبوت نہین تو امت کہان ہوگی کیونکہ امت بعد
بعثت ہوگی اور جب امت نہوئی تو اقل درجہ ہونا درصورت صدور معصیت لازم نہ آیا تو عصمت
قبل نبوت ثابت نہوئی تو اس دلیل سے عصمت قبل الامامت کیونکر ثابت ہوگی پس ہمارے حضرت
مجیب ذرا انصاف سے ملاحظہ فرماوین کہ یہہ دلیل عصمت ائمہ مین کیونکر جاری ہو سکتی ہی -

قولہ پہر امام صاحب موصوف فرماتے ہین ثانیہا ان یقبل یرا قدامہ علی الفسق وجب
ان لا یکون مقبول الشہادۃ بقولہ تعالیٰ ان جاءکم فاسق بنباء فتبینوا لکنہ مقبول الشہادۃ و
الا لکان اقل حالا من عدول الامۃ وکیف لا نقول ذالک وانہ لا معنی للنبوۃ والرسالۃ الا
انہ یشہد علی اللہ تعالیٰ بانہ شرع ہذا الحکم وذالک وایضا فہو یوم القیمۃ شاہد علی الکل بقولہ تعالیٰ لتکونوا
شہداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شہیدا - چونکہ امام ہی احکام شریعت بیان فرماتا ہی
اور شہادت دیتا ہی کہ خدا و رسول نے یہہ حکم امت کے لیے مشروع کیا ہی پس یہہ دلیل بہی عصمت
امامت مین جاری ہی کیونکہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب ازالۃ الخفا مین قول خلیفہ کو دین مین
حجت اور اختلاف کے حیرت کا مخلص فرماتے ہین چنانچہ مقصد اول کے فصل دوم مین یہہ عبارت
درج ہی صفحہ ۱۴ مطبوعہ مطبع مذکور کے آخر سے شروع ہوتی ہی - واز لوازم خلافت خاصہ تحقیقست
کہ قول خلیفہ حجت باشد در دین نہ بآن معنی کہ تقلید عوام مسلمین او را صحیح باشد زیرا کہ این معنی
از لوازم اجتہاد است و در خلافت عامہ بیان آن گذشت و نہ بآن معنی کہ خلیفہ فی نفسہ بے اعتماد حدیث
آنحضرت صلعم واجب الطاعت باشد زیرا کہ این معنی غیر نبی را میسر نیست بلکہ مراد اینجا منزلتی ست مین
المنزلتین تفصیل این صورت آنست کہ آنحضرت صلعم حوالہ فرمودہ باشند بعضی امور را بشخصی بخصوص
اسم او پس لازم شود متابعت او چنانکہ لازم میشود متابعت امرا جیوش آنحضرت صلعم بمقتضای امر

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دراین خصلت از خلفا راشدین ہمچنان مینماید کہ قول زید بن ثابت را در فرائض مقدم باید
ساخت بر اقوال مجتہدین دیگر و قول عبد اللہ بن مسعود را در قرأت و فقہ و قول ابی بن کعب را در قرأت
بر قول دیگران و قول اہل مدینہ را نزد یک اختلاف ہست بر قول دیگران آنحضرت ؐ بتعلیم اللہ عزوجل
دانستند کہ بعد آنحضرت اختلاف ظاہر خواہد شد و است در بعض مسائل بحیرت واقع شدند اُفت کاملہ
آنحضرت ؐ برای است تقاضا نمود کہ مخلص آن حیرت برای ایشان تعیین فرمایند در ین باب حجتی برای
امت تمام کنند و این معنی ثابت ہست برائی خلفا اربعہ۔ انتہی بقدر الحاجۃ ۔ پس یہ دلیل بھی
مخصوص امامت میں جاری ہی اور جناب امیر المومنین علیہ السلام کا شاہد ہونا احادیث اہل سنت سی
ثابت ہی مگر یہ نہیں کہ وہ جناب بھی معصوم ہیں۔ **اقول** یہ دلیل بھی مثبت مدعا نہیں اور بوجوہ
چند اسمیں اختلال ہی چنانچہ بوجوہ اختلال جو دلیل اول کے ابطال میں بیان کیے گئے ہیں اس دلیل
میں بھی جاری ہیں اور علاوہ انکی اور بھی بعض وجوہ ہیں جو قادح استدلال ہیں۔ پس مختصر اگذارش ہی
اولاً اس دلیل کا مدار اسپر ہی کہ رسول بحکم نص تمام امت پر شہید ہی یا بالبداہۃ خداوند تعالی کے
پر شہید ہی کہ اُسنی یہ احکام مشروع فرمائی اور نیز اسپر ہی کہ رسول کا عدول امت سی کم درجہ
ہونا باطل ہی اب ہم امام کو دیکھتی ہیں تو نہ وہ بحکم نص تمام امت پر شہید ہی اور نہ خداوند تعالی نے
پر اسکی تشریع احکام کا شہید ہی۔ امر اول کی وجہ یہ ہی کہ حق تعالی ارشاد فرماتا ہی وَکَذٰلِکَ
جَعَلْنٰکُمْ اُمَّۃً وَّسَطًا لِّتَکُوْنُوْا شُھَدَآءَ عَلَی النَّاسِ وَیَکُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْکُمْ شَھِیْدًا
اور اس آیت شریفہ کا حاصل یہ ہی کہ ہمنے تمکو امت وسط اسلیے بنایا ہی کہ تم امم ماضیہ پر جبکہ وہ
اپنی رسل کے تبلیغ کا انکار کرینگی انکی رسل کے تبلیغ کے شہادت دو اور رسول ؐ تمہارا تمہاری توثیق
فرماوے اور تمہاری صدق فی الشہادت پر شہادت دیوی تو اسمیں حسب قاعدۂ اصول مسلمہ
سنی یا خطاب ان لوگونکو ہی جو ہنگام نزول آیت موجود تھی یا خیار امت کو یا تمام امت کو
بہر کیف اگر یہ شہادت اول مستلزم عصمت ہی تو ہزارہا احاد امت معصوم ہونگی کیونکہ

ف ۔ اور اسی طرح کیا ہمنے تمکو گروہ عدل تاکہ تم لوگون پر گواہ ہو اور رسول تمپر گواہ ہو ۔ ۱۲

ف ۔ ثبوت مشترا عصمت ائمہ کی دوسری وجہ خود ... کا بطلان

اس شہادت مین سب شامل ہین اور شہادت رسول مین حق تعالے شانہ نے کسیکو امت مین سے
شریک نہین فرمایا اور نیز رسول کی شہادت فی نفسہا کیا کم ہے جو کسی دوسری کی شرکت کرنے
کی ضرورت واقع ہو اور نیز مستلزم اسکو ہے کہ جو شخص احاد امت مین سے شریک شہادت رسول ہوگا اوسکی
شہادت اپنی صدق و توثیق پر ہوگی وہو بدیہی البطلان اور ظاہر ہے کہ جب یہہ شہادت
جناب امیر کے واسطے ثابت نہوئی تو عصمت بھی ثابت نہوگی۔ امر ثانی کے وجہ یہہ ہے کہ جبکہ ف
وانہ لامعنی للنبوۃ والرسالۃ الا ان یشہد علی اللہ تعالی انہ شرع ہذا الحکم لذا
کہ یہہ معنی ہین کہ رسول بلا توسط کسی بشر کی بلکہ بتوسط وحی الٰہی کے یہہ شہادت دیتا ہے کہ یہہ حکم
خداوند تعالے نے مشروع فرمائی اور یہہ شہادت قطعاً امام کو میسر نہین کیونکہ بشہادت شہید ثالث
شوستری ثابت ہو چکا کہ نزول وحی خاصہ رسول ہے امام اگر شہادت دیتا ہے تو رسول پر شہادت
دیتا ہے اور بواسطہ رسول کے کہتا ہے کہ حق تعالی نے بتوسط اپنے رسول کے امت کے لیے فلان حکم
مشروع فرمائی اور یہہ امر کچھہ محض امام کے ساتھہ مخصوص نہین بلکہ ہر ایک علما و فقہا و
مجتہدین و قضات و نواب و رواۃ وغیرہ سبکے سب اپنی اپنی درجہ کی موافق اس امر کی
شہادت دیتی ہین کہ خدا تعالی نے بواسطہ اپنی رسول کے یہہ احکام امت کی لیے مشروع فرمائے
تو یہہ شہادت بھی اسیطرح مستلزم عصمت کو نہین ورنہ یہہ سب فرقہ معصوم ہون پس
اس تقریر سے صاف و اضح ہے کہ ہماری مجیب نے جو عبارت ازالۃ الخفا سے استدلال کیا ہے وہ محض
لغو اور قلت فہم ہے ورنہ اگر تھوڑی سی بھی فہم ہو تو ازالۃ الخفا کی عبارت سے مثل روز روشن ظاہر
اور اس سے سمجھا جا سکتا ہے کہ خلیفہ کا قول یا لا استقلال بلا توسط تنبیہ رسول دین مین حجت
نہین وہ فرماتے ہین ونہ باین معنی کہ خلیفہ فے نفسہ بے اعتماد بر تنبیہ آنحضرت ص واجب الاطاعت
باشد اس عبارت سے جو مطلب بصراحۃ ظاہر ہے وہ اونے فارسی خوان بھی سمجھہ سکتا ہے
لیکن معلوم نہین ہماری حضرت مجیب نے باینہمہ ادعای ہمہ دانی کیونکر اوسکو اپنا مستدل قرار دیا

ف نبوت اور رسالت کے سوا اسکے اور کچھہ معنی نہین ہین کہ خدا پر گواہی دی کہ اوسنی یہہ حکم مشروع فرمایا ہے ۱۲

اہل انصاف ملاحظہ فرمائین اور اگر اور بہی کچہہ نکرین تو حضرت کی خوش فہمی کے تو ضرور ہی داد دیوین۔
باقی رہا یہہ جملہ کہ جناب امیر کا شاہد ہونا احادیث اہل سنت سے ثابت ہی یہہ محض برات عاشقان
بر شاخ آہو کا مصداق ہی اگر واقعی ثابت ہی تو لائیے ہم بہی تو آپکا پایہ علم دیکہین علاوہ
اسکے احادیث احاد کو اگر بالفرض صحیح بہی تسلیم کرلین تو آپ حضرات ہی فرماتی ہین کہ عقائد
مین احادیث احاد کو کچہہ دخل نہین علی الخصوص جبکہ بعض کے معارض واقع ہو۔ معہذا ہم نے
جناب امیر کی شہادت کا کب انکار کیا ہی لیکن یہہ شہادت مستلزم عصمت نہین کیونکہ اگر
یہہ مستلزم عصمت ہوگی تو ہزارہا احاد امت معصوم ہونگے۔ اور امام کے امت سے کم درجہ ہونی کے
بہی دلیل کے جواب مین اسکی بحث گذر چکی ہی۔ ہم بخوف تطویل اوسکا اعادہ نہین کرتے۔ ثانیًا
بفرض محال اگر جناب امیر کا رسول کی شہادت مین شریک ہونا ثابت ہو بہی تاہم آپکا مدعا ثابت
نہین ہوسکتا کیونکہ آپ صرف عصمت جناب امیر ہی کی تو قائل نہین ہین بلکہ آپکے نزدیک ائمہ
احد عشر باقی بہی معصوم ہین اونکی شہادت بہی ثابت کیجیے ورنہ اونکی عصمت سے دست بردار
ہوجیے۔ ثالثًا یہہ دلیل مثبت مدعا مجیب نہین ہی کیونکہ مدعا اثبات عصمت کا ہی معصیت
صغیرہ اور کبیرہ سے سہوًا ہو خواہ عمدًا اور وہ اس سے ثابت نہین ہوتا وجہ اسکی یہہ ہی کہ اس
دلیل کا مدار درصورت صدور معصیت کی عدم قبول شہادت پر ہی اور ظاہر ہی کہ یہہ اوسی معصیت
کی ساتہہ مخصوص ہی جسکا صدور مستلزم رد شہادت ہو پس جو معاصی ایسی ہین جنکا صدور مستلزم
رد شہادت کو نہین مثلًا سہوًا کوئی صغیرہ گناہ صادر ہوجایے کہ وہ ممتنع نہو حالانکہ اوسکا صدور
بہی مثل کبایر کے ممتنع الصدور معتقد ہی۔ رابعًا اس دلیل مین قیاس در قیاس واقع ہی کیونکہ جناب
امیر المومنین رض کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قیاس کرکے حکم عصمت کا لگایا ہی اور باقی گیارہ
ائمہ کو جناب امیر پر قیاس فرمایا وہو ظاہر البطلان **قولہ** پہر امام رازی صاحب فرماتی ہین
لو صدرت المعصیۃ من الانبیاء لکانوا مستحقین للعذاب لقولہ تعالی ومن یعص اللہ ورسولہ فان لہ
نار جہنم خالدین فیہا ولا یستحق اللعن لقولہ تعالی الا لعنۃ اللہ علی الظالمین ولاجتمعت الامۃ علی ان احد

من الانبياء لم يكن مستحقا للعن والعذاب فثبت انه ما صدرت المعصية عنهم انتهى اسيطرح تم کہتے ہین کہ اگر ائمہ علیہم السلام سے گناہ صادر ہوتا تو مستحق عذاب ولعن کے ہوتے اور اہل اسلام کا اجماع ہے کہ ائمہ برحق یعنی جناب امیر علیہ السلام و دیگر ائمہ طاہرین علیہم السلام مستحق لعن و عذاب نہ تھے پس ثابت ہوا کہ ان حضرات سے گناہ صادر نہین ہوا ہے **اقول** یہہ دلیل بھی مثل دلائل سابقہ مخدوش اور محل بحث ہے ہم کہتے ہین کہ جناب فاطمہ رض اور صحابہ مقبولین اور ذریتہ طاہرہ غیر مستحق لعن و عذاب کے تھے تو پھر یہہ بھی معصوم ہونگے۔ بلکہ ادنے ادنے صلحاء امت واہل تقوی مستحق لعن و عذاب خلود نار نہین منشاء اس تلبیس اور سفسطہ کا یہہ ہے کہ امامت کو ہم جنس نبوت جیسا کہ خود معتقد ہین ویسا ہی خصم کی نزدیک بھی سمجھہ لیا ہے حالانکہ خصم اسکو تسلیم نہین کرتا اور چونکہ وصف نبوت بالبداہتہ بالاتفاق ایک ایسا وصف ہے جسمین غایتہ تقرب اور کمال خصوصیت حق تعالے کی جناب کے ساتھہ حاصل ہے اور کوئی وصف امامت وغیرہ اس منصب کو بالاتفاق نہین پہونچتا تو جو منافات کہ اس وصف عالی کو عدم استحقاق عذاب ولعن کے ساتھہ ہوگی وہ منافات کسی دوسری وصف کے ساتھہ نہوگی اور جو استحالہ و فساد اس وصف کی ساتھہ اجتماع استحقاق لعن و عذاب سے لازم آویگا وہ کسی وصف کی ساتھہ اجتماع سے لازم نہ آویگا تو پس نبوت مین اس دلیل کے جاری کرنمین یہہ معارضہ پیش نہین ہوسکتا علاوہ اسکے یہہ جو آپ فرماتے ہین کہ اہل اسلام کا اجماع ہے کہ ائمہ برحق یعنی جناب امیر و دیگر ائمہ طاہرین مستحق لعن و عذاب نہ تھے پہلے آپ ان تمام حضرات کے بالاجماع امامت تو ثابت فرمائیے۔ اوسکے بعد اجماعی ہونی عدم استحقاق لعن و عذاب کا دعوی کیجیے اور بالاجماع ثبوت امامت محال ہے غرض اس دلیل سے بھی حضرات کا معصوم ہونا ثابت نہین ہوسکتا۔

قولہ پہر امام صاحب ممدوح فرماتے ہین کہ انهم كانوا يامرون الناس بطاعة الله فلو لم يطيعوه لدخلوا تحت قوله تعالى اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسكم الى قوله كيف ا تنسب الى الانبياء آخر مین امام صاحب فرماتے ہین کہ جو بات دشمنین امت کو لائق نہین کیونکہ جائز ہو کہ وہ انبیاء کے طرف نسبت کیجائے ائمہ بھی آدمیونکو خدا کی اطاعت کا حکم کرتے تھے کیونکہ امر بالمعروف

اور نہی عن المنکر تعریف تفصیلی امامت مین داخل ہی پس اگر ائمہ خود اطاعت اللہ جل شانہ نکرین تو آیت
کی تحت مین داخل ہون اور جو بات کہ واعظین امت کو لائق نہین وہ ائمہ کی طرف کیونکر نسبت کیجاوے

اقول یہہ دلیل بہی ثبوت عصمت ائمہ مین مثل دلائل سابقہ کے مجروح و مخدوش ہی کیونکہ
اگر مطلق امر بالمعروف اور نہی عن المنکر مستلزم عصمت عند المجیب ہی تو یہہ قضات و نائبان اور وعاظ
وغیرہ کو بہی معصوم تسلیم فرمائین اور یہہ امر بدیہی ہی کہ مرتبہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے اندر تشکیک ہی
اور عصمت مین تشکیک بالاجماع نہین تو امام رازی رحمہ نے فرد اعلی اعتبار فرماکر تحقق عصمت یقینی ہوگا
حاصل یہہ کہ وصف امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اولاً و بالذات انبیاء کو ثابت ہی اور ثانیاً و بالتبع ائمہ
وقضات و محتسبان و وعاظ مین بہی پایا جاتا ہی تو جو امر ادنے درجہ کی لوگونکی شان کے لائق نہین وہ اعلے
درجہ والونکی لیے ممتنع و محال ہوگا کیونکہ اوس مرتبہ کے ساتہہ اوس امر کو منافات تامہ ہوگی اور یہہ ضرور نہین
کہ اگر کوئی امر علی درجہ والونکے واسطے ممتنع ہوجاوے تو ادنے درجہ سے بہی ممتنع ہوجاوے لائق نہونا
دوسری بات ہی اور ممتنع ہونا دوسری ہان اسقدر مراتب متفاوتہ مین ضرور ہوگا کہ جو مراتب ملحق
درجہ عالیہ کے ساتہہ ہونگی اونکو لحوق اور قرب اور تشابہ اوس مرتبہ کے ساتہہ زیادہ ہوگا اور جو مراتب درجہ
سافلہ سے اقرب ہونگی اونکو اوس درجہ کے اوصاف کے ساتہہ زیادہ تشارک ہوگا پس چونکہ مرتبہ
امامت و خلافت کو مرتبہ نبوت سے زیادہ لحوق و قرب ہی تو اسلیے ہم کہہ سکتے ہین کہ اگر معصوم
نہین تو محفوظ ہین ۔ اس تقریر سے واضح ہوگیا کہ یہہ معارضہ اوسی صورت کے ساتہہ مختص ہی جبکہ
حکم فرد عالی سے متجاوز ہوکر کسی دوسری مرتبہ سافلہ مین بہی جاری کیا جاوے اور اگر اوسی مرتبہ
پر منحصر رکہا جاوے تو معارضہ نہین ہوسکتا ۔ معہذا سہو و نسیان مین بہی یہہ دلیل جاری
نہین ہوسکتی پس مدعا حضرت مجیب ثابت ہونا بہی ممتنع ہی اب بعد ختم جواب ادلہ سامی
جو امام رازی سے منقول ہوئی مختصراً اسقدر اور گذارش ہی کہ علاوہ مفاسد مذکورہ کے عموماً
آپکی استدلال مین یہہ فساد ہی کہ آپکو یہہ بہی معلوم نہین کہ عدم عصمت انبیاء کے صورت مین
جو محالات لازم آرہی اون محالات کا عدم عصمت ائمہ کے صورت مین کونسا لزوم ہی

ابطال عصمت اولو العصمت علما کی چوتھی دلیل ماخوذ از تفسیر کبیر کا ابطال

مدعا ہی اور کونسا نہین آپنے صرف اپنی قلت استعداد کے سبب سے دہوکہا کہایا اور آپکی توکیا حقیقت ہے
آپکی جلی وغیرہ نے الغین وغیرہ مین جنکی آپ خوشہ چین ہین یہہ غلطی کہائی - ایسی علماء اعلام
کی بنسبت قلت استعداد کا گمان تو مستبعد ہی لیکن ہان انتصار مذہب کے واسطی بغرض فریب
وہی جہان اسکی مرتکب ہی جو ہوگی تفصیل اس اجمال کی یہہ ہی کہ امام رازی نے دلائل منقولہ میں عدم عصمت انبیا کی صورت
مین جو لزوم محالات بیان کیا ہی مثلاً پہلی دلیل میں عصاۃ امت سی اتیت تر ہونیکا لزوم ہی اور دلیل ثانی مین غیر مقبول الشہادۃ ہونیکا
لزوم ہی اور غیر مقبول الشہادۃ ہولی ہین عادل امت سی اقل مرتبہ ہونے کا لزوم ہے اور دلیل
ثالث مین استحقاق لعن وعذاب کا لزوم ہی اور دلیل رابع مین دخول تحت قولہ تعالی اتأمرون
الناس - الخ - کا لزوم ہی پس عدم عصمت ائمہ کی صورت مین یہہ لزوم محالات تین طرح
ہو سکتی ہی یا بالاولویت ہوگا یا بالمساوات ہوگا یا بالضعف والقلت ہوگا لزوم بالاولویۃ
اور بالمساوات اگر مستلزم ثبوت مدعا ہو تو لیکن لزوم ثالث ہرگز مثبت دعوی نہین لیکن
ثبوت لزوم اول و ثانی ائمہ مین محال کیونکہ مستلزم افضلیت یا مساوات ائمہ کی انبیا سی ہی جو محال ہی
سو ثبوت لزوم بالاولیۃ والاولویۃ اور بالمساوات باطل ہوا اور ثبوت لزوم بالضعف والقلت مفید ثبوت
مدعا نہین تو اوسپر استدلال کا مدار رکہنا محض قلت فہم و استعداد یا دہوکہ دہی پر مبنی ہی آپ میری
گذارش کو خوب غور سی ملاحظہ فرمائین اور سوچین واللہ الہادی **قولہ** غرضکہ اسیطرح کل دلائل
جو امام صاحب نے عصمت انبیاء مین تحریر فرمائی مین وہ بعینہ یا کسیقدر تغیر سے عصمت ائمہ
مین جاری ہین بخوف طوالت اسی پر اکتفا کیا گیا آپ تفسیر کبیر کا یہہ مقام ملاحظہ فرمادین **اقول**
مینی ارشاد سامی کی تعمیل کے اور تفسیر کبیر کا یہہ مقام دیکہا اور سچ کہنی کا جو نتیجہ پیدا ہوا وہ
جناب پر بخوبی منکشف ہو گیا ہوگا - غالباً جنابنے یہہ وہ دلائل نقل فرمائی جو بعینہ بلا تغیر
عصمت ائمہ مین بزعم جناب جاری ہوتے مین سو اونکا بعینہ کیا بلکہ بتغیر بہی عصمت ائمہ مین جاری
ہونا جناب پر خصوصاً اور ارباب انصاف پر عموماً منکشف ہی اور اون دلائل سی جو بتغیر یسیر
عصمت ائمہ مین بزعم جناب جاری ہوتی مین چشم پوشی اور اغماض فرمایا حالانکہ ثبوت عصمت

مین بعض اون دلائل مین سے اقوی تھی خالی از علت نہین - غرض اہل عقل و انصاف کی نزدیک دلائل
مذکورہ سے جو بعینہٖ عصمت ائمہ مین بزعم مجیب صاحب جاری ہوسکتی ہین حال دلائل غیر مذکورہ کا قیاس
کیا جاسکتا ہے - **قولہ** اب آپکی خاتم المحدثین صاحب کی تقریر جو تحفہ کے باب ششم عقیدہ سوم
مین تحریر فرمائے ہے لکھی جاتی ہے - اس سے بھی عصمت ائمہ ثابت ہے گو صاحب تحفہ اسکی منکر ہین وہ
عبارت یہ ہے - والحق مرتبہ نبوت وفائدہ بعثت مقتضی عصمت این بزرگواران ست بچند وجہ اول
آنکہ اگر از انبیاء گناہان عمداً اصادر شوند وامت مامورست باتباع ایشان قل ان کنتم تحبون اللہ
فاتبعونی - وخود ایشان از معاصی وگناہان مردم را باز میدارند ونہی میکنند پس تناقض درمیان
دعوت قولی وفعلی لازم آید - دوم آنکہ اگر گناہ کنند باید کہ باشد عذاب معذب شوند لقولہ تعالی
اذاً لاذقناک ضعف الحیوۃ وضعف الممات ولقولہ تعالی یا نساء النبی من یات منکن بفاحشۃ
مبینۃ یضاعف لھا العذاب ضعفین ومعذب شدن خاصہ باشد عذاب منافی ومخالف منصب
نبوت ست زیرا کہ نبی شفیع امت ست وشاہد نیکی وبدی ایشان ست وچون خود در کار خود
درماندہ باشد شفاعت کہ کند وشہادت کہ ادا نماید - سیوم آنکہ اگر گناہ میکردند مثل سلاطین
جابر میشدند کہ مردم را زجر میکنند وسیاست می نمایند بر رسوم فاسدہ وارتکاب فواحش وخود بعمل
می آرند ولابد روش انبیاء از ملوک جابرہ وسلاطین ظالم ممتاز ومباین می باید - چہارم آنکہ اگر گناہ
کنند مستوجب ایذاء واہانت وعقوبت گردند وقد قال اللہ تعالی ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنھم
اللہ فی الدنیا والاخرۃ واعد لھم عذاباً مھیناً - پنجم آنکہ اگر گناہ ایشان بر امت ظاہر شود امت سرکشی
نماید از اطاعت ایشان واز نظر ایشان بیفتند بلکہ من بعد تصدیق نکنند وتکذیب نمایند گویند
اگر ایشان در اخبار ومواعید خود راست میگفتند خود چرا مرتکب این کار میشدند انتہی بیان دلیل
اول یہ ہے کہ اللہ جل شانہ فرماتا ہے کہ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم اولی الامر کی اطاعت
مثل اطاعت خدا ورسول ہے ضرور ہے کہ جنکی اطاعت مثل اطاعت خدا ورسول ہے وہ معصوم ہون
اور نہ وہ بھی تناقض لازم آئیگا مع باتفاق مفسرین فریقین اولی الامر سے مراد ائمہ وخلفا ہین - اور اگر

آیت مین جو توجیہات بلحاظ ما بعد کی آیتونکی اہل سنت کرتے ہین اون سب کو لفظ اطیعوا باطل کرتا ہی **۲ اقول** جریان اس دلیل کا عصمت ائمہ مین بوجوہ محل بحث ہی مختصر اگذارش ہی اولاً اس استدلال مین غلطی یہہ ہی کہ اطاعت کو اور اتباع کو ہم معنی سمجھہ لیا حالانکہ ان دونو الفاظ کے معانے مین جو بہی تغائر ہی وہ ادنی طلبہ پر بہی مخفی نہین رسول کے حق مین اطاعت اور اتباع ہردو نازل ہوئی ہین اور اولوالامر سی اگر مراد ائمہ ہی ہون تاہم اونکی حقین فقط اطاعت وارد ہوا ہی اتباع وارد نہین ہوا اور علامہ دہلوی قدس سرہ العزیز نے استدلال عصمت انبیا پر لفظ اتباع سی کیا ہی اطاعت سی نہین کیا پس یہہ ہماری مجیب لبیب کے خوش فہمی اور عالی سمجہ دانی ہی کہ اس استدلال کو لفظ اطاعت مین لگیگی حالانکہ اوسمین جاری نہین ہوسکتا ہی کیونکہ اگر ائمہ سے معصیت صادر ہو تو ہم کہہ سکتی ہین کہ ہم اونکی اتباع کی مامور نہین جو معصیت مین بہی اتباع لازم آوے اور اونکا معصیت مین بہی اتباع کرین اور اگر معصیت کا حکم کرین تاہم اطاعت واجب نہین کیونکہ مطاع مطلق نہین بلکہ مطاع محدود ہین کیونکہ واسطہ اطاعت خدا و رسول ہین اور نیز لا طاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق[۱] بہی مانع ہی بخلاف اتباع کے کہ اول اتباع بحق ائمہ منصوص نہین اور اگر کہین وارد ہوا ہو تو ظاہر ہی کہ اتباع مطلق نہین بلکہ وہ بہی محدود ہی اور حق تعالے شانہ نے رسول کے پیروی کو مطلق اپنی محبت کی ساتھہ مرتبط کیا ہی جو کسی امام کے حق مین نہین ہوسکتی فرمایا ہی قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ[۲] حق تعالے شانہ نے رسول کے اتباع کو سبب محبت خدا اور سبب مغفرت ذنوب قرار دیا ہے اور ائمہ مین یہہ امر سراسر مفقود ہی۔ ثانیاً اس آیت سے یہہ دعوی کہ اطاعت امام مثل اطاعت خدا و رسول ہی بالکل غلط ہی ہرگز آیت سی مماثلت ثابت نہین ہوتی اور نہ آیت مین کوئی لفظ مماثلت پر لفظاً و تقدیراً دال ہی اور حرف

[۱] جسمین خالق کی معصیت ہو اوسمین مخلوق کی اطاعت نہین [۲] تو کہہ اگر تم اللہ کو دوست رکھتی ہو تو میرا اتباع کرو اللہ تمکو دوست رکہیگا اور تمہاری گناہ بخشیگا۔ ۱۲

[illegible]

تشبیہ ملفوظ یا مقدر ہے پس یہہ محض ہماری مجیب کا کمال علم ہے و بس - ثالثاً یہہ جملہ کہ اولوا الامر
کی اطاعت مثل اطاعت خدا و رسول ہے ہماری مجیب کے کمال علم پر واضح دلالت کرتا ہے کیونکہ
اگر مماثلت سے مراد صرف تشارک اور مماثلت فی الجملہ ہے تو مسلم لیکن بداہۃً مفید مدعا نہیں
کیونکہ نفس مماثلت مستلزم نہیں کہ جو حکم مشبہ بہ کیواسطے ثابت ہو وہ مشبہ کے واسطے بھی ثابت
ہو ورنہ تشبیہ قالین بھی نقض ہو اور صورت انسان علی الجدار ناطق علاوہ اسکے جو حکم کہ آپ
ائمہ میں جاری کرتے ہیں وہی ہم ان اولوا الامر میں جاری کرینگے جنکو امام عام خاص
ولایات پر عامل حاکم مقرر فرما کر بھیجے جیسے زیاد بن ابیہ دعی ابی سفیان کہ جناب امیر کا
عامل تھا وہ بھی واجب الاطاعت ہونے میں آپکے نزدیک مثل خدا و رسول کے ہیں
تو وہ بھی معصوم ہوں علاوہ اسکے یہہ بھی سوال کرینگے کہ امام کی اطاعت مثل خدا و رسول کے ہوئی
اور آپنے رسول کی اطاعت کے ساتھہ مماثلت سے تو ائمہ کو خاصہ رسول سے یعنے عصمت
میں شریک فرمایا کیونکہ ظاہر ہے کہ عصمت صرف وصف رسول ہے تو رسول کے ساتھہ ائمہ کی مماثلت
ائمہ میں عصمت کے ثبوت کی مقتضی ہوگی - لیکن ائمہ کی اطاعت کو خدا کی اطاعت کے ساتھہ
بھی مماثلت فرمایا ہے تو اس مماثلت کے اعتبار سے ائمہ کو خداوند تعالے کی کونسی خاصہ میں شریک
فرمائیگا اور اگر مماثلت سے مراد مساوات ہے تو غلط اور غیر مسلم ہے اولوا الامر کی اطاعت مساوی
اطاعت خدا و رسول کے ہرگز نہیں ہوسکتی کیونکہ خدا و رسول کو جو کچھہ امر فرماوے اوسمیں ذرہ گنجایش
چون وچرا کی نہیں ہوسکتی کیونکہ وہ سراسر تشریع ہے اور اولوا الامر کا امر تشریع نہیں اور وہ قابل
تامل ہوسکتا ہے اگر موافق کتاب و سنت ہے تو واجب الاطاعت ہوگا ورنہ نہیں چنانچہ خود جناب
امیر نے اسکی نسبت شہادت فرمائی جو نہج البلاغۃ میں منقول ہے لا تکفوا عن مقالۃ بحق او مشورۃ
بعدل فانی لست بفوق ان اخطی خود خداوند تعالی نے اپنی کلام مجید میں اسکی طرف اشارہ
فرمایا اور فرمایا - فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ الخ اس سے صاف معلوم ہوسکتا ہے کہ

سلہ اسکا ذکر سابق گذر چکا ہے ۱۲ سلہ تم اگر کسی چیز میں جھگڑو تو اسکو اللہ اور رسول کیطرف لوٹاؤ ۱۲ -

کہ اولوالامر مین تنازع ممکن ہی لیکن امر خدا و رسول ہر حال واجب الاطاعت ہی اور اوسمین تنازع
ہی ممکن نہین بلکہ تنازع کا فیصلہ اونہی کے امر کے ساتھہ منوط ہی تو اس سی صاف ظاہر ہی
کہ دعوی مساوات بین الاطاعتین صریح رہو کہا ہی جسکا منشا رکم فہمی ہی۔ رابعاً اگر اولوالامر
مراد ائمہ و خلفا ہین اور اونکی اطاعت مثل اطاعت خدا و رسول کے ہی تو حسب شہادت جناب امیرؑ
جسکو شریف رضی نے نہج البلاغۃ اور ابن میثم بحرانی نے اپنی شرح مین نقل کیا ہی ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ
رضی اللہ عنہم بہی امام حق اور معصوم ہونگی علامہ رضی نہج البلاغۃ کے خطبہ ومن کلام لہ علیہ السلام
لما اراده الناس بالبیعۃ بعد قتل عثمان مین نقل فرماتے ہین وان ترکتمونی فانا کاحدکم
ولعلی اسمعکم واطوعکم لمن ولیتموہ ابن میثم اسکی شرح مین تحریر فرماتے ہین قولہ وان ترکتمونی
ای کنت کاحدکم فی الطاعۃ لامیرکم ولعلی اکون اطوعکم لہ ای لقوۃ علمی بوجوب طاعۃ الامام
اس عبارت کو اگر آپ دیکھین تو مختصر شرح ابن میثم مین نہ دیکھین بلکہ شرح کبیر مین ملاحظہ فرماوین
ظاہر ہی کہ جو شخص خود امام مفترض الطاعۃ و خلیفہ برحق ہو تو وہ خود مطاع ہوگا اوسپر
کسیکی اطاعۃ لازم نہین تو جناب امیرؑ اہل حل و عقد سی اونکی بعیت کے ارادہ کے وقت یہہ ظاہر
فرما رہی ہین جسمین صاف لزوم اطاعۃ امیر ذمہ جنابؑ ثابت ہوتا ہی تو اس سی صاف مفہوم
ہوتا ہی کہ اوسوقت خود جناب امیرؑ امام مفترض الطاعت نہین تہی بلکہ امام مفترض الطاعت
وہ شخص ہی جسکو اہل حل و عقد امام بناوین اور جس سی وہ بعیت کرین اور خلفاء ثلثہ رض اہل حل
و عقد کی بعیت سی امام ہوئی تو وہ امام حق اور خلیفہ مفترض الطاعت اور اولوالامر ہوئی او راونکی
اطاعت مثل اطاعت خدا و رسول کے باعتبار اوس مماثلت کے جو مماثلت کہ آپ مراد لیتی ہوئی
۔ خامساً یہہ جو ہماری مجیب صاحب تحریر فرماتے ہین کہ باتفاق مفسرین فریقین اولوالامر
سی مراد ائمہ ہین اگر اس سی مراد حصر ہی کہ سوای ائمہ کی اور کوئی مراد نہین تو غلط ہی باتفاق
مفسرین حصر باطل ہی کیونکہ اس حکم مین امراء و عمال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم و ائمہ بہی
شامل ہین بلکہ نزول اس آیت کا حسب تصریح محدثین و مفسرین اہل حق امراء سرایا مین واقع ہوا ہے

اخرج البخاری ومسلم وابو داؤد والترمذی والنسائی وابن جریر وابن المنذر
وابن ابی حاتم والبیہقی فی الدلائل من طریق سعید بن جبیر عن ابن عباس فی قولہ
اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم قال نزلت فی عبد اللہ بن حذافۃ بن قیس
بن عدی اذ بعثہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی سریۃ واخرج ابن عساکر من طریق السدی
عن ابی صالح عن ابن عباس واخرج ابن جریر عن میمون بن مہران فی قولہ واولی
الامر منکم قال اصحاب السرایا علی عہد النبی صلی اللہ علیہ وسلم - درمنثور الی غیر ذلک
من الروایات اور نیز مجتہد جامع شروط بھی منقوص ہے علی الخصوص جو کہ ایام غیبت امام میں کارکن ہوگا اور یہ بھی
ظاہر ہے کہ اہلبیت نے اسی آیت کو وجوب تقلید ائمہ مجتہدین کی مستدل قرار دیا ہے کیونکہ اسکی موید مفسرین نے تفاسیر میں
روایات وارد کی ہیں - اخرج عبد بن حمید وابن جریر وابن ابی حاتم عن عطاء فی قولہ
اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول قال طاعۃ الرسول اتباع الکتاب والسنۃ واولی الامر منکم قال اولی
الفقہ والعلم واخرج ابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم والحاکم عن ابن عباس فی قولہ
تعالی واولی الامر منکم یعنی اہل الفقہ والدین واہل طاعۃ اللہ الذین یعلمون الناس معانی دینہم
ویامرونہم بالمعروف وینہونہم عن المنکر فاوجب اللہ طاعتہم علی العباد واخرج ابن ابی شیبۃ
وعبد بن حمید والحکیم الترمذی فی نوادر الاصول وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم والحاکم
وصححہ عن جابر بن عبد اللہ فی قولہ واولی الامر منکم واخرج ابن ابی شیبۃ وابن جریر عن ابی العالیۃ
فی قولہ واولی الامر قال ہم اہل العلم الا تری انہ یقول ولو ردوہ الی الرسول والی اولی الامر منہم

۱ بخاری مسلم ابو داؤد ترمذی نسائی ابن جریر ابن منذر ابن ابی حاتم بیہقی نے دلائل النبوۃ میں ابن عباس سے بطریق سعید بن جبیر تفسیر قولہ تعالی اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم میں روایت کی ہے کہ یہ آیت عبد اللہ بن حذافہ [illegible] کے باب میں نازل ہوئی جبکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو ایک لشکر پر بھیجا تھا ۱۲

۲ ابن عساکر نے ابن عباس سے بطریق سدی [illegible] اور ابن جریر نے میمون بن مہران سے تخریج کی ہے کہ قولہ تعالی اطیعوا اللہ [illegible] میں اولی الامر سے مراد حضرت کے زمانہ کے چھوٹے چھوٹے لشکر کے افسر ہیں ۱۲

۳ عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے عطا سے آیت اطیعوا اللہ میں تخریج کی ہے کہا رسول کی اطاعت کتاب و سنت کا اتباع ہے اور اولی الامر اہل فقہ اور علم ہیں - اور ابن جریر اور ابن منذر اور ابن ابی حاتم اور حاکم نے ابن عباس سے قولہ تعالی اولی الامر منکم میں تخریج کی ہے کہ مراد اس سے اہل فقہ اور دین اور اہل طاعت خدا ہیں جو لوگوں کو دین کے احکام سکھاتے ہیں اور نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے منع کرتے ہیں [illegible] خدا تعالی نے ان کی اطاعت بندوں پر واجب فرمائی اور ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید اور حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں اور ابن جریر اور ابن منذر اور ابن ابی حاتم اور حاکم نے اور اسکو صحیح کہا جابر بن عبد اللہ سے قولہ تعالی واولی الامر منکم میں تخریج کی ہے اور ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے ابو العالیہ سے قولہ تعالی واولی الامر میں تخریج [illegible]

منهم لعلمه الذين يستنبطونه منهم اور اگر حصر مراد نہین ہی بلکہ جو بقیہ مدلول لفظ اولی الامر ہی وہ
اس حکم مین شامل ہی تو پہر ہمارے مجیب ہی فرمائین کہ آپکی ثبوت مدعا کی کیا سبیل ہی ائمہ کی
عصمت کی خصوصیت کس دلیل سی ثابت کیجیگا اور اوسکو عام مخصوص منہ البعض کس دلیل سے
قرار دیجیگا - سادساً - اطاعت مامور بہا سے یا عام مراد ہی کہ وجوب اطاعت بطور تقیہ ہو یا بلا
تقیہ - یا خاص مراد ہی اگر عام مراد ہی تو پہر حضرات شیعہ کو اسکا فکر فرمانا چاہیئی کہ تمام سلاطین جابرہ
حتی کہ یزید بہی حسب اصول شیعہ واجب الاطاعت ہوکر اولوالامر مین داخل ہوگیا اور معصوم قرار پایا
کیونکہ تمام امراء جور باعتبار تقیہ کے واجب الاطاعت ہین - اور اگر خاص مراد ہی یعنی وہ خاص اطاعت
جو بلا تقیہ ہو تو چشم ما روشن ہم بہی اطاعت خاص ہی کہتے ہین یعنی وہ خاص اطاعت جسمین
خدا و رسول ع کی معصیت نہو تو اس صورت مین حضرات شیعہ نے بہی اطاعت مین ایک قید
لگا کر اوسکو مخصوص کیا اور ہمنی بہی ایک قید لگائی اور اطاعت کو خاص کیا - لیکن کوئی وجہ نہین ہی
کہ حضرات شیعہ نے جو قید لگائی ہی وہ تو صحیح ہو اور ہمنی جو قید لگائی وہ غلط ہو جائی بلکہ سیاق
آیت ہماری ہی تخصیص کی صحت کو مثبت ہی تو مدعا شیعہ جو اثبات عصمت ائمہ ہی باطل ہوا -
سابعاً حضرات ائمہ نے حضرات شیعہ کے لیئے اس آیت سی عصمت ائمہ پہ استدلال کرنیکی گنجائش
ہی نہین چہوڑی - لیکن یہہ ان حضرات کی کمال دانش و علم و حیا و شرم ہی کہ اس آیت سی عصمت
ائمہ پر بمقابلہ اہل حق استدلال لاتی ہین وجہ اسکی یہہ ہی کہ عصمت ائمہ پر اس آیت سی صحت استدلال
اس امر پر موقوف و منحصر ہی کہ لفظ اولوالامر سی صرف ائمہ معصومین ہی مراد ہون کیونکہ اگر یہہ
لفظ غیر معصومین کو بہی شامل ہوگا تو پہر اسکی دلالت ثبوت عصمت پر قطعاً باقی نرہیگی
بلکہ اوسوقت اسکا مدلول وہی مدعا ہوگا جو کہ اہل حق اس آیت سی کہتی ہین - پس مین کہتا ہون
کہ جناب ائمہ رضی اللہ عنہم نے حسب نقل و روایت عمدۃ المحدثین شیعہ ابن بابویہ قمی الملقب
بصدوق عائفہ وحسب تاویل و تصحیح خاتم المحدثین بل مجدد مذہب شیعہ علامہ باقر مجلسی تصریح فرمادی ہی
کہ اولوالامر سی ملوک مراد ہین اور جب ملوک مراد ہوئی تو وہ بہی معصوم ہونگی کیونکہ عصمت

اولوالامر ہیہ آیت نص ہی روایت سینی ابن بابویہ قمی نے خصال مین ورق ۴۳۵ پر نقل کی ہی اور
اوس سی علامہ مجلسی بحار الانوار کے جلد اول مطبوعہ سلطانی ۲۵۵ صفحہ پر نقل کرتے مین روایت طویل ہی
مختصر عرض کرتا ہون۔ القطان عن احمد الہمدانی عن علی بن الحسن فضال عن ابیہ
عن مروان بن مسلم عن الثمالی عن ابن طریف عن ابن نباتہ قال قال امیر المومنین ؑ کانت
الحکماء فیما مضی من الدھر تقول ینبغی ان یکون الاختلاف الی الابواب لعشرۃ
اوجہ اولہا بیت اللہ عزوجل لقضاء نسکہ والقیام بحقہ واداء فرضہ والثانی ابواب
الملوک الذین طاعتھم متصلۃ بطاعۃ اللہ عزوجل وحقھم واجب ونفعھم عظیم وضررھم
شدید والثالث ابواب العلماء الذین یستفاد منھم علم الدین والدنیا الی اخرہا قال۔
علامہ مجلسی اسکی شرح کرتے مین ارشاد فرماتے ہین بیان یحتمل ان یکون المراد بالملوک ملوک الذین
من الائمۃ وولاتھم ویحتمل الاعم فان طاعۃ ولاۃ الجور ایضاً تقیۃ من طاعۃ اللہ انتہی۔
حدیث سی صاف روشن ہی کہ جنکی اطاعت خدا تعالی کی اطاعت کے متصل ہے جیسا کہ آیت اطیعوا اللہ
واطیعوا الرسول واولی الامر مین پائی جاتی ہی وہ ملوک ہین اور بدیہی ہی کہ ملوک کا اطلاق ائمہ پر نہین
ہوتا بلکہ اون ہی امرا و سلاطین پر ہوتا ہے جنکو تسلط ظاہری حاصل ہو لیکن علامہ مجلسی نے
اپنی حفظ مذہب کے لیے دو احتمال پیدا کیے اول یہہ کہ ملوک سی مراد ملوک دین ہین جو ائمہ اور اونکی ولاۃ۔
کو شامل ہی دوسرا احتمال یہہ کہ ملوک سی عام مراد ہو جو ملوک دین اور ملوک دنیا کو مشتمل ہو۔ بر وہی احتمال
اول قطع نظر اس سی کہ یہہ اطلاق غلط اور خلاف عرف ہی شیعہ کے سراسر مخالف اور ہماری

ؔ جناب امیر المومنین ؑ نے فرمایا کہ گذشتہ زمانہ کے حکما نے کہا ہی کہ دس قسم کے دروازون پر آمد و رفت رکہنا مناسب ہی اول
بیت اللہ پر آنا و رفت اوسکی نسک ادا کرنے اور اوسکی حق کے بپا رکہنے اور اوسکی فرض کے بجالانے کی لیے۔ دوسری اون
بادشاہون کے دروازہ جنکی فرمان برداری خدا تعالے کی فرمان برداری کے ساتھ ملی ہوئی ہی اور اونکا حق واجب ہی اور اونکا
نفع بڑا ہی اور اونکا ضرر سخت ہی۔ تیسری علماء کی دروازہ جن سی دین دنیا کا علم حاصل ہوتا ہے۔ ۱۲
ؔ بیان۔ احتمال ہی کہ بادشاہون سی مراد دین کے بادشاہ ہون جو ائمہ اور اونکی صوبے ہین اور احتمال ہی
کہ عام بادشاہ مراد ہون۔ کیونکہ ظالم بادشاہونکی فرمان برداری بہی بطور تقیہ اللہ کی طاعت سی ہی واجب ہی

مدعا کو مثبت ہی۔ کیونکہ جب علاوہ ائمہ کے اونکی ولاۃ وحکام کی اطاعت بھی خداتعالے کی اطاعت
کی متصل ہوئی تو وہ بھی لفظ اولو الامر مین داخل ہوئی اور مثل اونکی بہی اطاعت کے مثل خدا و
رسول وائمہ کی مامور ہوئی تو اس سے لازم آیا کہ یہہ بھی معصوم ہون لیکن حضرات شیعہ کے نزدیک
سوائی ائمہ کے اور کوئی دوسرا معصوم نہین۔ تو اگر اس آیت سے عصمت اولو الامر پر استدلال فرماوین
اور اس آیت سے عصمت اولو الامر قطعی الثبوت سمجھین تو پھر سوائی ائمہ کے عصمت ولاۃ وحکام ائمہ
کی عصمت بھی قبول فرماوین اور اونکو بھی معصوم اعتقاد کرین ورنہ ائمہ کی عصمت سے بھی ہاتھ دہو بیٹھین
اور بروی احتمال ثانی علاوہ اسکی کہ یہہ عموم اطلاق بھی خلاف عرف ہی اور نیز الزام سابق اور اعتراض
گذشتہ یہان بھی وارد ہوتا ہی یہہ حدیث تمام ملوک جائرہ بنی امیہ وعباسیہ بلکہ تمام ملوک کفار کی
عصمت کو بھی مثبت ہوگی کیونکہ وہ بھی اولو الامر مین داخل ہوئی اور وہ بھی واجب الاطاعت حسب زعم
شیعہ کے مثل خداتعالے کی ہوئی ولو تقیۃً۔ تو وہ بھی معصوم ہوئی چنانچہ وجہ سادس مین ہم اسکو بیان
کرچکی ہین لیکن امید ہی کہ حضرات شیعہ اونکو معصوم تفرمائینگی تو پھر ائمہ کی عصمت کا بھی ثبوت اس
آیت سے محال ہی۔ الحمد اللہ کہ جناب امیر کی بھی ارشاد سے بطلان دلیل شیعہ ثابت ہوا اور عدم
عصمت ائمہ اس آیت سے واضح ہوکر فیصلہ ہوا۔ بعد اسکی ہم ارباب انصاف کو تکلیف دیتی ہین
ذرا متوجہ ہوکر ہماری مجیب کی اوس عبارت کا جو خاتمہ دلیل پر بطور دفع دخل مقدر اور حفظ ماتقدم
کی تحریر فرمائی ہی مطلب فرمائین تو سہی اور ہماری مجیب کے دین ودیانت وعقل وفراست اور سیر
قیاس فرمائین پہلی تو یہہ دیکھین کہ مابعد کے آیتون سے کیا مراد ہوسکتی ہی جنکی لحاظ سے اہل سنت
اس آیت مین توجیہات کرتے ہین یہہ تو ظاہر ہی کہ یہہ آیت لفظ تاویلا پر ختم ہوچکی اسکی
مابعد کے آیتین بلکہ تمام رکوع جو لفظ مابعد سے متبادر الی الفہم ہی وجوب اطاعت خدا ورسول پر
صراحۃً دال ہین اور اسکی موکد ہین۔ تو اون آیات کے لحاظ سے اہلسنت کوئی ایسی توجیہ نہین کرتے
جس سے وجوب اطاعت خدا ورسول مین فتور پڑی اور اگر اہلسنت بلحاظ مابعد کی آیات کی کوئی
توجیہ کرین تو کیا قباحت ہی تؤمنون ببعض الکتاب وتکفرون ببعض مین کیون داخل ہون

اور قاعدہ القرآن یفسر بعضہ بعضاً کو کیون ترک کرین اور اگر مابعد کے آیتو نسی مراد جملہ شرطیہ تتفرعہ ہی جو فان تنازعتم سی شروع ہوتا ہی اور تتمہ اسی آیت کا ہی تو قطع نظر اس سے کہ یہہ اطلاق محاورہ مین کس درجہ غلط ہی اسکی بعینہ وہ نظیر ہی کہ کوئی ملحد بے دین ہوا پرست لاتقربوا الصلوٰۃ سی نماز کی ممانعت پر اور کلوا واشربوا سے وجوب مطلق اکل و شرب پر استدلال کری اور کہی کہ اسمین جو توجیہات بلحاظ مابعد کے مخالفین کرتے ہین اونکو لفظ لاتقربوا الصلوٰۃ اور کلوا واشربوا باطل کرتا ہی سبحان اللہ علم و فہم ہو تو ایسا اور انصاف ہو تو ایسا۔ ع
براین عقل و دانش بباید گریست۔ اور اگر مابعد سی مراد اور الفاظ ہین جو بعد اسکی قرآن مین بعید واقع ہوئی ہین۔ تو اول تو سیاق کلام اوسپر دلالت نہین کرتا پہر جمعیت آیات صحیح نہین علاوہ اسکی یہہ کہنا کہ لفظ اطیعوا باطل کرتا ہی بالکل غلط ہی **قولہ** اور دلیل دوم کا بیان اولہ امام رازی صاحب کے بیان مین ہو چکا۔ ہی شفاعت سو ائمہ بہی شفیع ہونگی فاضل رشید ایضاح لطافۃ المقال مین حضرت امام رضا علیہ السلام کی مناقب کے ذکر مین کتاب فصل الخطاب سی نقل کرتے ہین۔ عن الرضا انہ قال من شد رحلہ الی زیارتی استجیب دعائہ و غفرت ذنوبہ و من زارنی فی تلک البقعۃ کان کمن زار رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم و کتب لہ ثواب الف حجۃ مبرورۃ و الف عمرۃ مقبولۃ و کنت انا و ابائی شفعائہ یوم القیٰمۃ یہہ روایت اسپر نص ہی کہ حضرت امام رضا اور اونکی آباء طاہرین زائرین قبر اقدس امام کی شفاعت فرمائینگی اور شفاعت حضرت شاہ صاحب کے افادہ سی عصمت کے لوازم سی ہی پس الحمد للہ اونکی ہی اعتراف سی عصمت ائمہ ثابت ہی۔ **اقول** اس دلیل کا جواب بہی بیان اولہ امام کی جواب مین گذر چکا ہی لیکن شفاعت کے بابت جو عجیب روایت فصل الخطاب سی دہوکہا کہ کر غلطیون پڑی ہین اونپر تنبیہ کرنا ضرور ہی اسلیی مختصر گذارش ہی اول یہہ روایت حسب قاعدہ حدیث ہی نہین بعد اوسکی صحت مین کلام ہی صاحب فصل الخطاب التزام صحت روایات نہین کیا ہی جو اوسکا وارد کرنا تصحیح روایت سمجہا جاوی چنانچہ بہت سی روایات ابن

بابویہ قمی سے نقل کیے ہین جسمین سے بعض روایات سے ہماری مجیب لبیب نے آئندہ ابحاث مین استدلال کیا ہے اوسکا جواب انشاء اللہ تعالے بشرح وبسط اوسیجگہ مذکور ہوگا اور ظاہر ہے کہ ابن بابویہ اہل سنت کے روات مین سے نہین ہے بلکہ خواجہ نصر اللہ نضر اللہ مثواہ صواقع مین اوسکو زاملۃ الکذب سے تعبیر فرماتے ہین معہذا قاعدہ ہے کہ جو روایات ثواب اعمال مین مروی ہین اور اونمین تہوڑی تہوڑی اعمال پر بڑی بڑی مثوبات موعود ہین وہ اکثر مصنوعات وموضوعات ہین۔ خاتم المحدثین قدس سرہ العزیز عجالہ نافعہ حدیث مین قواعد کلیہ وضع کی بیان مین فرماتے ہین ہشتم افراط وعید شدید بر گناہ صغیر یا افراط در وعد عظیم بر فعل قلیل چنانچہ من صلے[1] رکعتین فلہ سبعون الف دار فی کل دار سبعون الف بیت وفی کل بیت سبعون الف سریر وعلے کل سریر سبعون الف جاریۃ۔ بلکہ احادیث این نسق را خواہ در ثواب باشند وخواہ در عذاب موضوع باید شناخت۔ نہم آنکہ بر عمل قلیل ثواب حج وعمرہ ذکر نماید انتہی۔ باوجود اسکی یہہ روایت حدیث لاتشد الرحال کے بہی معارض ہے پس تو یل رو ہی بفرض محال سلمنا کہ یہہ حدیث صحیح سالم عن المعارضہ ہے لیکن تاہم ہماری مجیب کا استدلال اس سے ہی خطا ہے وجہ اسکی یہہ ہے کہ شفاعت دو قسم ہے شفاعت عامہ ہے کہ تمام امت کی شفاعت ہو یہہ خاصہ رسول کا ہے اور شفاعت صغری شفاعت خاصہ ہے کہ خاص خاص لوگونکی کیجاوے اور یہہ شفاعت صغری عوام صلحی مومنین کو بہی حاصل ہوگی چنانچہ روایات کثیرہ اہل سنت وشیعہ کے کتابونمین اسکی موید مروی ہین اور یہہ شفاعت جو اس روایت مین مروی ہے لی ہے وہ شفاعت خاصہ وصغری ہے کیونکہ زائرین قبر اقدس کے ساتہہ مختص ہے تو یہہ مقتضی عصمت کو نہین ہوسکتی قطع نظر اس سے یہہ جو فرمایا کہ شفاعت شاہصاحب کے افادہ سے عصمت کے لوازم سے ہے یہہ بہی غلط ہے شاہصاحب کے کلام سے ہرگز یہہ افادہ نہین کہ شفاعت

---

[1] جو دو رکعت پڑہے اوسکی لیے ستر ہزار گہر اور ہر گہر مین ستر ہزار دالان اور ہر دالان مین ستر ہزار تخت اور ہر تخت پر ستر ہزار چہوکریان۔ ۱۲

عصمت کے لوازم مین سے ہی ہان اگر کوئی یہہ کہی کہ شفاعت و عصمت دونو نبی مین مجتمع ہین
او نبی کے اوصاف لازمہ مین سے ہین تو مستبعد نہین لیکن ادعای تلازم اور پہر شاہ صاحب کی
کی افادہ سے سراسر غلط ہی پس اگر اسکا نام اعتراف عصمت ہی جیسا کہ آپ حضرت شاہ صاحب
قدس سرہ کی طرف منسوب کرتے ہین تو بیشک آپ میدان مناظرہ جیسے جگہ یہان تو فارسی
خوانی کا ہی حیلہ شاید کچھہ پیش نجاتی ہے۔ **قولہ** تیسری دلیل بھی اعتبار ائمہ علیہم السلام کی عصمت مین جاری ہے
کیونکہ اگر ائمہ گناہ کرتے تو مثل سلاطین جابر کے ہوتی کہ اور آدمیونکو رسوم فاسدہ اور ارتکاب
فواحش پر زجر و سیاست کرین اور خود وہ امور عمل مین لائین اور ضرور ہے کہ ائمہ و خلفاء راشدین کی
روش ملوک جابر و سلاطین ظالم کے روش سے جدا ہو۔ **اقول** یہہ دلیل بھی عصمت کرنے مین
مثل دلائل سابقہ بوجوہ سابقہ منقوض ہے۔ از عہد تا لحد سہواً و عمداً اس دلیل سے عصمت ثابت
کیجئے تب مدعا ثابت ہوگا۔ افسوس کہ سوق دلیل کے وقت آپ اپنی مدعا کو بہول جاتے مین تہا ہی
خیال نہین رہتا کہ مدعا کیا ہے اور ہم دلیل کیا بیان کر رہی ہین علاوہ ازین وہ ائمہ خیالی جواز عہد
تا لحد عوام کے زمرہ مین سے اور تمام عمر ہی کبہی رائحہ حکومت کا نہین سونگہا نہ امر و نہی کا اختیار
سوا نہ زجر و سیاست کبہی کی ہمیشہ دوسرونکی محکوم و مطیع رہے انکو ملوک سے کیا مناسبت
اور سلاطین سے کیا نسبت پس اس دلیل سے انکی عصمت پر استدلال لانا اور دلیل کے مضمون سے چشم
پوشی و تغافل کرنا ہماری مجیب جیسے منصف کا ہی کام ہے۔ ہان اگر اس دلیل سے بانضمام ارشاد
جناب امیر رض کے جو نہج البلاغہ مین منقول ہوا ہے واللہ لاسلمن ما سلمت امور المسلمین
خلفاء ثلثہ رض کی عصمت پر استدلال کیا جاوے اور شارح ابن میثم نے جو کچھہ اپنی شرح کبیر مین اسکی
شرح مین تحریر فرمایا ہے ملحوظ رکہا جاوے تو ہماری منصف مزاج مجیب کسیکو بعید نہین کہ اوس استدلال کو حق
سمجہین شارح ابن میثم فرماتے ہین سه وفیه اشارة الی ان غرضه من المنافسة فی هذا الامر هو صلاح
حال المسلمین واستقامة امورهم وسلامتهم عن الفتن وقد کان لهم ممن سلف
من الخلفاء قبله استقامة وان کانت لاتبلغ عنده کمال استقامتها او ولی هو هذا

سنہ ۵ اسکا ترجمہ سابق میں گذر چکا ۱۲

[illegible]

سنہ ۲ اسکا ترجمہ سابق میں گذر چکا ۱۲

الامر فلذالك اقسم ليسلمن ذالك الامر ولاينازع فيه - ماقل جناب امیر کے ارشاد کو دیکھیے بعد اوسکی شارح کے عبارت مین غور فرمایا ہو تو تحقیق امت حقہ اور خلافت راشدہ کا اس سے بہین معلوم ہوگا اور پہلے اس سے عنقریب گذشتہ اقوال مین حضرت رضی کی ارشاد سے خلفا رکی اطاعت کی تسلیم گذارش کرچکا ہون تو اس سے عصمت خلفا بخوبی ہمارے محبین مستنبط کرسکتے مین - اگرچہ بخوف تطویل اس ارشاد مین ہم بسط کے ساتھہ بحث نہین کرسکتے لیکن تاہم اسقدر عرض کرنا ضروری سمجھتے مین کہ اس ارشاد سے وہ الزامات کہ جن سے شیعہ خلفاء ثلثہ رضی کے دامنہای پاک کو ملوث کرتے ہین وہ شہادت جناب امیر باطل اور لغو ہین نہ جناب سیدہ پر کوئی ظلم ہوا نہ معاذاللہ بنات طیبات غصب ہوئین نہ قرآن تحریف ہوا نہ صحابہ پر ظلم و زیادتی ہوئی یہہ سب ہشامین و زرارہ و ابو بصیر وغیرہ کے جامدان اور ابن بابویہ و مجلسی وغیرہ کے اذہان کا ذخیرہ ہی جو ہر موقع مین نیا رنگ پکڑتا ہی اگر اسطرح ٹھیک نہین ٹھیتا خود جناب امیر کی کلام اوسکی تکذیب ہورہی ہے **قولہ** اور وجہ چہارم کی تقریر یہہ ہی کہ اگر امام گناہ کرے تو مستوجب ایذا و اہانت و عقوبت ہو - قولہ وقال اللہ تعالی وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا - اس آیت کے تحت مین نیشاپوری لکھتے ہین قیل نزلت فی اناس من المنافقین کانوا یوذون علیا کرم اللہ وجہہ اور نیز احادیث سے ثابت ہی کہ جناب امیر علیہ السلام کے ایذا رسول خدا کی ایذا ہی من اذا علیا فقد اذانی اور جب ایک امام مین یہہ بات ثابت ہو تو کل مین ثابت ہوگی **اقول** یہہ وجہ بہی ثبوت عصمت ائمہ مین غلط اور پوچ ہی اور نہ یہہ دلیل وہ دلیل ہے جسکو شاہصاحب رحمۃ اللہ علیہ نے عصمت انبیا مین بیان فرمایا ہی بلکہ یہہ صرف ہماری مجیب لبیب کا ایجاد بندہ ہی شرح اس اجمال کی یہہ ہی کہ دلیل شاہصاحب کا خلاصہ یہہ ہی کہ حق تعالی شانہ انبیا کے حق مین ارشاد فرماتا ہی - اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ[1]

[illegible]

[1] جو لوگ ایذا دیتی ہین اللہ کو اور اوسکے رسول کو خدا نے انپر دنیا اور آخرت مین لعنت کی ہی اور انکے لیے خواری کا عذاب تیار کیا ہی - ۱۲

واعدلهم عذابا مهينا - اسمین حق تعالی نے رسول کے ایذا کو اپنی ایذا فرمایا اور مطلق ایذا کو سبب
لعن و عذاب کا قرار دیا - اور جب مطلق ایذا سبب لعن و عذاب کے ہوئی تو اس سے صاف معلوم ہو سکتا ہے
کہ اونسے معصیت کا صدور ممکن نہین ورنہ وہ مستوجب ایذا کے ہوتے اور اونکی مطلق ایذا سبب
لعن و عذاب کا نہوتی اور یہہ دلیل ائمہ مین بالمرہ مفقود ہے کیونکہ جو دلیل عصمت ائمہ مین جاری
کی ہے اوسکا خلاصہ یہہ ہے کہ حق تعالی شانہ مومنین کے شان مین فرماتا ہے [۵] والذین یوذون
المومنین والمومنات بغیر ما اکتسبوا فقد احتملوا بهتانا و اثما مبینا - اول تو حق تعالی
شانہ نے اس آیت مین عام مومنین اور مومنات کی نسبت یہہ حکم فرمایا اور عموم جمع معرف باللام
سے مستفاد ہے اور نیز حکم علی المشتق علیۃ ماخذ پر دلیل ہے سو جسجگہ علت پائی جائیگی یہہ حکم پایا جائیگا
سکتا کہ نزول خاص جناب امیر کی ہی نسبت ہو لیکن العبرۃ لعموم اللفظ لا لخصوص
السبب قاعدہ مسلمہ فریقین ہے ورنہ اکثر قرآن ہی لغو ہو جائیگا کیونکہ اکثر آیات خاص مواقع
اور خاص لوگونکی حق مین نازل ہوئی ہے اگر خوف تطویل نہوتا تو ہم اسکو فریقین کے تفاسیر سے ثابت
کرتے افسوس کہ ہمارے مجیب کو اتنی ہی خبر نہین دوسری یہہ کہ مومنین کے ایذا کو حق تعالی شانہ نے
اپنی ایذا نہین فرمایا جیسا کہ رسول ص کے ایذا کو اپنی ایذا فرمایا اور اس صورت مین ذکر جلال
بطور توطیہ و تمہید کے واقع ہوا ہے تو اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ جسطرح ایذار رسول صلی اللہ علیہ وسلم
ایذار خداتعالی ہے اسطرح ایذار مومنین ایذار خداتعالی نہین پس اسمین مابہ الفرق اگر پیدا ہوگا
تو یہہ ہی ہوگا کہ رسول ص معصوم ہے اسلیئے اوسکی ایذا مین حق تعالی نے اپنی ایذا کو شامل
فرمایا اور اوسکی ایذا کو اپنی ایذا قرار دیا اور مومنین و مومنات معصوم نہین تو اونکی ایذا کو کیسا
اپنی ایذا کو شامل نفرمایا بلکہ بغیر ما اکتسبوا کی قید کے ساتھہ مقید فرمایا جس سے مفہوم ہوتا ہے
کہ ان سے اکتساب ایسے افعال کا جنپر مستحق ایذا کے ہون ممکن ہے - تیسری یہہ کہ اگر مومنین سے

---

[۵] اور جو لوگ ایذا دیتے ہین ایمان والون اور ایمان والیون کو مدد - بن کیے کام کے تو اوٹھایا انہون نے بہتان
بوجھہ اور صریح گناہ ۱۲ —

مراد ائمہ کو قرار دیا تو لفظ مومنات کو کہان بیجا کر ڈالینگے اور کس محل محمول کرینگے۔ چوتھی یہہ کہ خدا تعالی نی ایذا ہو منین کو بغیر ما اکتسبوا کے ساتہہ مقید فرمایا ہی جسکا حاصل یہہ ہی کہ جو لوگ ناحق بدون پاداش کسی جرم کے مومنین و مومنات کو ایذا دیتی ہین وہ حمال اوزار بہتان اور آثام مبین اور جو لوگ کہ کسی فعل کے بدلہ مین ایذا دیتے ہین وہ اس وعید سی خارج ہین۔ تو اس سے کمال روز روشن واضح ہوا کہ مومنین و مومنات عموماً مصدر ایسی اعمال کے ہو سکتی ہین جسکی پاداش مین مستوجب ایذا کے ہون بخلاف رسول کے کہ حق تعالے نے اوسکی ایذا کو کسی قید کے ساتہہ مقید نہین فرمایا۔ بلکہ اوسکو مطلقاً سبب لعن و عذاب کا قرار دیا۔ جس سی صرف اوسکی عصمت ثابت ہوتی ہی اور ائمہ کی عصمت ہرگز ثابت نہین ہوتی۔ پانچوین یہہ کہ جب نص قرآنی سے ثابت ہو گیا کہ مطلق ایذا مومنین محرم نہین تو یہہ جو حدیث مین وارد ہوا کہ من اذا علیا فقد آذانی۔ نہ ہمکو کچھہ مضر ہی اور نہ ہماری مجیب کے مفید مدعا کیونکہ یہہ ایذا جناب امیر جسکو اپنی ایذا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہہ وہی ایذا ہے جو بغیر ما اکتسبوا ہو نہ مطلق ایذا معہذا اگر ہماری مجیب لبیب ایسی ہی مطلق ایذا جناب امیرؓ کو ایذا جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم سمجھتی ہین اور رسولؐ کے ایذا خدا کی ایذا ہی اور خدا کی ایذا کفر ہی تو پہر اون کلمات موذیہ کے نسبت جنکا جناب سیدہؓ کی زبان مبارک سی نکلنا نسبت جناب امیرؓ کی علماء طائفہ شیعہ بیان فرماتے ہین کیا فرمائینگی۔ مانند جنین پردہ نشین شدہ۔ الخ ظاہر ہی کہ ایسی کلمات نا سزا اگر بما اکتسبوا ہین تو عصمت سی بعید ہین اور اگر بغیر ما اکتسبوا ہین تو حسب روایت خود جناب سیدہ رضی اللہ عنہا کی ایمان سی معاذ اللہ ہاتہہ دہو بیٹھی کیونکہ ایسی کلمات جگر خراش ممکن نہین کہ باعث کوفت قلب و سوزش دل نہون۔ علی الخصوص بے وجہ ناحق اور ایسی ضیق کیحالت مین چنانچہ روایت خصال ابن بابویہ سی جو ایک یہودی کے جواب مین جناب امیرؓ نے اپنی مواضع ابتلاء ذکر فرمائی ظاہر ہو نیز حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ حسب روایت شامی جبکہ بصرہ کی بیت المال کا مال نہب کر کے مکہ لے بیٹھے یہہ بہی جناب کے ایذا کا باعث ہی۔ چنانچہ جیسا کچھہ درد انگیز خط تبہی اونکو لکہا ہی

وہ کسی پر مخفی نہین ہم ثابت کر آئے ہین نہج البلاغہ سے اوسکی نقل کرآئے ہین خود حضرت عباس رض نے بہی جبکہ ام کلثوم رض کا نکاح حضرت عمر رض سے بجبر خلاف رضا جناب امیر رض بطمع نفسانی کیا کیسی کچھہ جناب کو ایذا پونہچائی عقیل رض صاف امیر معویہ سے جاملے یہہ بہی آپکی ایذا کا باعث تہا صحابہ منسوبین نے سوائے مقداد کے آپکو مخذول کیا اور نجلیس ابس وغیرہ مین اطاعت نہکی یہہ بہی آپکی ایذا کا سبب تہا۔ امام حسین رض نے بیت المال کے عسل مین بلا اجازت تصرف فرمایا جس سے آپ یہانتک ناخوش ہوئی کہ ریحان رسول کے جسکو آپ دوش مبارک پر سوار کرتے تہی مارنے کا قصد کیا۔ اور ظاہر ہی یہہ ہر ایک کا فعل دوسری کے سخت ایذا کا باعث ہوا۔ امام حسن رض نے خلافت امیر معویہ کے سپرد فرمائی۔ یہہ بہی آپکی ایذا کا سبب تہا۔ اگر آپ بقید حیات ہوتے تو قطعًا متاذی ہوتی۔ قطع نظر اس سے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے ایذا کا سبب ہوا یہانتک کہ آپنے اوسکو اپنی ناک مبارک کے کٹنے سے بدتر سمجہا۔ محمد بن الحنفیہ نے امام حسین رضی اللہ عنہ کے ہمرہی واعانت سے تاخر و تقاعد کیا یہہ کس قدر آپکی ایذا کا باعث ہوگا بعد اوسکے امام سجاد سے امامت کی بابت تنازع کیا یہانتک کہ نوبت حجر الاسود کی حکومت کی پونہچی یہہ بہی یقینًا جناب امام سجاد کی ایذا کا باعث ہی کہانتک عرض کرین یہہ آپکا قاعدہ انشاء اللہ تعالی کسیکی ایمان کو بہی سلامت باقی نہین چہوڑیگا۔ اگر آپ اسکی علی العموم والاطلاق قائل مین تو ان بزرگوار کے ایمانون کا فکر فرمایئے جہہئی اگر ایک امام مین عصمت ثابت ہوئی تو پہر کل اماموں مین اسکا ثبوت بطریق قیاس ہوگا۔ اور وہ باب اعتقادات مین مفید نہین یا کسی دوسری طریق سے ہوگا اوسکو بیان کرنا چاہیئی کہ وہ کیا ہی اور دیکہنا چاہیئی کہ وہ شرعًا باب اعتقادات مین کار آمد ہوسکتا ہی یا نہین غرضکہ اہل انصاف اور نگار اس دلیل کو دیکہکر ہماری مجیب کے فہم و انصاف کا بخوبی اندازہ کرسکتے ہین ہم اس سے زیادہ کیا عرض کرین۔ **قولہ** وجہ پنجم کا بیان ظاہر ہی کہ اگر ائمہ کے گناہ ظاہر ہون تو اطاعت سے استنکاف کرین۔ اور اونکی نظر دنیں گر جائین اور اونکی احکام وغیرہ کی تصدیق و تسلیم نکرین۔ بلکہ تکذیب کرین کہ اگر یہہ مواعید وغیرہ کے بیان مین سچے ہوتے تو خود کیون اونکی

مرتکب ہوتی — **اقول** — عصمت ائمہ مین اس دلیل کا ذکر سننے کے قابل ہی اہل انصاف سمجھ گئے ہونگے کہ عصمت ائمہ مین اسکا بیان مصداق اس شعر کا ہی بیت چہ خوش گفت است سعدی در زلیخا ٭ الا یا ایہا الساقی ادر کاسا و ناولہا ٭ بہرحال اس دلیل کا مبنی اس امر پر ہی کہ ائمہ بالاستقلال مبلغ شریعت ہین — پس اگر ہی تو یہہ مسئلہ علماء شیعہ کے مسلمات سے ہی کہ تمام امور شریعت کے مثلاً تحلیل و تحریم وغیرہ سب ائمہ کو سپرد کر رکھی ہین اہل حق ہرگز اسکو تسلیم نہین کرتے وہ انبیاء کو انبیاء سمجہتے ہین اور ائمہ کو ائمہ اصل کو اصل اور تابع کو تابع پہر اپنی مسلمات سے خصم کو الزام دینا ہمارے محبیب عجیب قائل و انصاف پرست کا ہی کام ہی ظاہر ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایام حیات مین دین تکمیل ہو چکا ہی الیوم اکملت لکم دینکم نزول اجلال پا چکا تہا اور امام صرف مروج شرع ہی اور اوسکا کام یہہ ہی کہ امت کو شریعت کمدہ پر چلاوی تو وہ اگر مرتکب معصیت ہو تو اوسکی اطاعت کی استنکاف کی کچہہ معنی نہین ہین اور نہ اوسکی احکام جو مطابق شرع ہون عدم تصدیق و تعمیل کے کوئی صورت ہی اور جو احکام کہ شرع کے موافق نہون وہ خود بنص واجب الاطاعت نہین کیونکہ امام کی اطاعت من حیث انہ متبع الشرع ہی نہ بحیثیت متبع تو مدعا ان امور کا مطلق نہوگا — حضرت حق تعالی شانہ نے ائمہ کی اطاعت کی بابت صاف ارشاد فرما دیا فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَالرَّسُوْلِ جس سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ اگر کسی امر مین امت و اولوالامر باہم تنازع کرین اوسکو کتاب و سنت کیطرف لوٹا وین اگر موافق ہو قبول کرین ورنہ رد کرین تو ہر شخص سمجہہ سکتا ہی کہ یہہ کچہہ ضرور نہین کہ امام کا قول و فعل موافق شرع ہی ہو اور یہہ ہی عدم عصمت ہی پس جبکہ امت کے ہاتہہ مین میزان مستقیم شرع موجود ہی تو اونکو امام کے غیر معصوم ہونی سے کیا ڈر دہ کسی حکم مین امام کی تصدیق کرنے سے کیا خوف بخلاف نبی کے کہ اگر اوس سے استنکاف کرین اور اوسکی تصدیق نکرین بلکہ تکذیب کرین — تو دین و شریعت ہی درہم برہم ہو جاتی ہی پس اس دلیل سے عصمت ائمہ مین استدلال کرنا ایک تعجب انگیز قصہ ہی علاوہ اس بحث کے باقی نقوض واعتراضات جو اس استدلال پر وارد ہوتی ہین — وہ ان اعتراضات سے جو ہم دلائل سابقہ کے ابطال مین بیان کر آئی ہین

[illegible]

معلوم ہو سکتی ہین بخوف طوالت ہم انکو ترک کرتے ہین **قولہ** احسن اللہ ذکرہ آگر خاتم المحدثین کے ہی تقریر سے عصمت ائمہ ثابت ہے شاید اب تو آپ بہی مان لین - **اقول** ہماری محبت ہیہ آپکا محض زعم و توہم ہی - جو بمقتضا حبک الشی یعمی و یصم آپکا سد راہ تحقیق ہے ورنہ فی الحقیقت جو امر کتاب و سنت سے ثابت نہو بلکہ عقل و نقل کے خلاف ہو اسکا ثبوت خاتم المحدثین رح کی تقریر سے ہرگز نہین ہو سکتا ہی مین امید کرتا ہون کہ اگر آپ بنظر انصاف و تحقیق حق اس مسئلہ مین غور فرماینگے تو آپ کو بہی معلوم ہو جاویگا کہ واقعی یہہ امر خلاف عقل و نقل ہے بلکہ آپکے روایات مذہب کے بہی مخالف ہی - علامہ مجلسی نے جلد اول بحار الانوار کے باب کتمان العلم مین چند روایات تخریج فرمائی ہین جن سے صاف ثابت ہوتا ہی کہ آیہ شریفہ ان الذین یکتمون ما انزلنا من البینات والہدی من بعد ما بیناہ للناس فی الکتاب اولئک یلعنہم اللہ ویلعنہم اللاعنون کے مصداق ائمہ علیہم السلام ہین - عن حمران عن ابی جعفر علیہ السلام فی قول اللہ ان الذین یکتمون ما انزلنا من البینات والہدی من بعد ما بیناہ للناس فی الکتاب یعنی بذلک نحن واللہ المستعان[۵۱] عن ابن ابی عمیر عمن ذکرہ عن ابی عبد اللہ علیہ السلام ان الذین یکتمون ما انزلنا من البینات والہدی فی علی علیہ السلام[۵۲] عن عبد اللہ بن بکیر عمن حدثہ عن ابی عبد اللہ علیہ السلام فی قولہ اولئک یلعنہم اللہ ویلعنہم اللاعنون قال نحن ہم وقد قالوا ہوام الارض[۵۳] عن بعض اصحابنا عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال قلت لہ اخبرنی عن قولہ ان الذین یکتمون ما انزلنا من البینات والہدی من بعد ما بیناہ للناس فی الکتاب قال نحن نعنی بہا واللہ المستعان ان الرجل منا اذا صارت

---

۵۱ امام ابو جعفر ع سے تفسیر قولہ تعالی (جو لوگ چھپاتے ہین جو کچہ کہ اوتارا ہمنے دلائل اور ہدایت سے بعد اسکی کہ بیان کر دیا ہمنے اوسکو لوگون کے لیے کتاب مین) مین مروی ہی کہ اس سے ہم مراد ہین اور اللہ سے مدد چاہیے کر رہے ہین ۱۲ ۵۲ امام ابو عبد اللہ ع سے مروی ہی کہ آیت ان الذین یکتمون ما انزلنا من البینات والہدی حضرت علی ع کے باب مین نازل ہے ۱۲ ۵۳ امام ابو عبد اللہ ع سے تفسیر قولہ تعالے اولئک یلعنہم اللہ ویلعنہم اللاعنون مین مروی ہے فرمایا وہ ہم ہین - اور کہا ہے کہ حشرات الارض ہین ۱۲ ۵۴ امام ابو عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے راوی نے آپ سے سوال کیا مجھکو خبر دیجیے - ان الذین یکتمون ما انزلنا من البینات والہدی من بعد ما بیناہ للناس فی الکتاب سے فرمایا اس سے ہم مراد ہین - اور اللہ سے مدد مطلوب ہے ۱۲ +

الیہ لم یکن لہ اولم یسعہ الا ان یبین للناس من یکون بعدہ وروایہ محمد بن مسلم قال ہم اہل الکتاب۔ ان روایات سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ معاذ اللہ ائمہ علیہم السلام خدا تعالیٰ کی دین چھپانے والے اور (معاذ اللہ توبہ توبہ مین کیونکر اس کفر نقل کرون) خدا کے اور لعنت کرنے والونکی ملعون ہین پہلی اور دوسری روایت سے بخوبی یہہ مدعا ثابت ہے چوتھی روایت اس مدعا کے اثبات کے لئے بہت بڑی قوی دلیل ہے تعجب حضرات شیعہ نے بمقتضائے کمال ولا و تمسک اونکی دشمنونکو اللہ کے آیتین چھپانے والے اور ملعون ٹھہرایا تو اونکی غیر معصوم ہونے کو بھی ثابت نہین کیا بلکہ کفار سے بھی برائی مین بڑھا دیا۔ حضرت علامہ باقر مجلسی نے اس صریح کفر کو اس طرح چھپانا چاہا ہے کہ وہ صرف تیسری روایت تقسیر مین جو عبداللہ بن بکیر سے مروی ہے فرماتے ہین بیان تاقع ضمیرہم راجع الی اللاعنین بھلا کوئی عاقل متدین علامہ کی اس پوچ توجیہ سے اس کفر صریح کو جو ان روایات سے مثل آفتاب روشن ہے پوشیدہ سمجھہ سکتا ہے۔ اگرچہ ہمکو علامہ کے اس تاویل بلکہ تحریف کے ابطال کی کچھہ ضرورت نہین کیونکہ اہل فہم و انصاف سیاق عبارات سے خود سمجھہ سکتے ہین لیکن بنظر تسکین خاطر محبین کیے ہم مختصر بیان پر اکتفا کرتے ہین۔ پہلی اور دوسری روایت مین جسقدر آیت لکھکر فرمایا ہے کہ اس سے ہم مراد ہین۔ اونمین لاعنین کا ہرگز ذکر نہین کیا بلکہ اوسمین صرف کاتمین کا ہی ذکر ہے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ائمہ کاتمین مین نہ لاعنین علاوہ ازین لفظ واللہ المستعان فرمانا خود اسکی ثبوت کی دلیل ہے کہ آپ کاتمین ہین کیونکہ اسکا اطلاق شفقت اور تکلیف کے وقت ہوتا ہے جیسا کہ واللہ المستعان علی ما تصفون۔ چوتھی روایت اسکی ثبوت مین نص صریح ہے کیونکہ اوس سے صاف ثابت ہے کہ یا مراد ائمہ ہین یا اہل کتاب اور ظاہر ہے کہ لاعنین مین یہہ دونو احتمال جاری نہین ہوسکتے کیونکہ اہل کتاب لاعنین نہین۔ ہان بعض انہین کاتمین حق مین جو مومنین ہین۔ نہ لاعنین تو یہہ دونو احتمال کہ مراد یا ائمہ ہون یا اہل کتاب اوسی صورت مین صحیح ہو جبکہ ضمیر ہم کی راجع لفظ الذین یکتمون یا اونکی کیطرف ہو قطع نظر اس سے اس روایت مین حضرت امام نے بعد اس بیان کے کہ اس سے ہم مراد ہین اوسکی تائید مین یہہ بھی فرمایا کہ ہم اہل سابق

واجب ہی کہ وہ خلافت خلیفہ ناحق پر بغض فرماوی اور اوسکو ہرگز جائز نہین کہ وہ بغض نکرے اور
اوسکو چھپا دی تو اس سے صاف معلوم ہوا کہ مقصود اس آیت سے بیان تہدید نمودنی ہے لیکن
اسمین کوئی ایسا لفظ جو علم وقوع کتمان یا وقوع کے محقق ہونے پر دلالت کرے وارد نہین بلکہ یہہ کلام
صریح وقوع کتمان پر دال ہی چنانچہ اہل کتاب اسیوجہ سے اسکی مصداق ہین تو اس سے معاذ اللہ
ائمہ رضا کے دشمنونکا بروایات حضرات شیعہ کا تعین حق ہونا ثابت ہوا اور علامہ مجلسی کو یہہ دہوکہ
شاید تیسری روایت سے پڑگیا ہوگا کہ اوسمین وقد قالوا ہو امام الارض مذکور ہی تو اوسکی تقابل سے
سمجھا جاسکتا ہی کہ یہہ تفسیر لاعنون کی ہی نہ کاتمین کی مگر یہہ اسوقت ہی کہ جبکہ یہہ مقولہ ائمہ کا
تسلیم ہو اور اگر اسکو مانع منع کری اور کہی کہ یہہ جملہ بعض رواۃ شیعہ کا اپنی ناموس مذہب کے
حفاظت کے لیے تراشا ہوا ہی تو اوسوقت علامہ کا یہہ توہم ہی باطل ہوگا۔ طرفہ تماشا یہہ ہی
کہ علامہ مجلسی کو خود ہی اس جملہ کی نسبت یقین نہین کہ یہہ جملہ ائمہ کا مقولہ ہی بلکہ علامہ کے نزدیک
احتمال ہی کہ یہہ جملہ ائمہ کا ارشاد ہو اور احتمال ہی کہ مولف کے جس سے علامہ نے نقل کی ہی کلام ہو
اور احتمال ہے کہ بعض رواۃ کا اضافہ ہو پہر جب اسقدر احتمالات قائم ہین تو استدلال نہین
ہوسکتا ہی علامہ مجلسی فرماتا ہی قوله وقد قالوا امام الاعمة علیه السلام فضمیر الجمع راجع
الی العامة او کلام المولف او الرواة فیحتمل ارجاعه الی اهل البیت علیهم السلام ایضا فیرجع الی نفر من محال سلمنا
کہ ضمیر ہم لاعنین کیطرف ہی راجع ہی اور حضرات ائمہ ہی بقول حضرات شیعہ کے لاعنین مین
لیکن ہم کہتی ہین یہہ بھی برائی سے خالی نہین کیونکہ جناب امیر نے اپنی شیعہ کے سباب لعان
ہونیکو مکروہ اور ناپسند فرمایا ہی توجو امر اونے امت کے لیے ناپسندیدہ ہو ائمہ کی جناب مین کیونکر نسبت
کیا جاسکتا ہی۔ ومن کلام له وقد سمع قوما یسبون اهل الشام ایام حربهم بصفین انی اکره لکم ان تکونوا

لہ وقد قالوا یا تو امام علیہ السلام کا کلام ہی تو اس صورت مین قالوا کی ضمیر عامہ (اہلسنت وغیرہ) کیطرف پہریگی یا یہہ کلام مولف کتاب (مفسر عیاشی) کا ہی یا دوسری راویونکا کلام ہی تو اس صورت مین احتمال یہہ بہی ہی کہ ضمیر اہلبیت علیہم کیطرف راجع ہو ۱۲
لہ آپکا کلام جبکہ آپنے ایک گروہ کو سنا کہ اہل شام کو سب کرتے ہین اور برا کہتے ہین جنگ صفین کے دنوں مین۔ مین تمہارے لیے مکروہ اور ناپسند سمجھتا ہون کہ تم سباب (برا کہنے والے) ہو ۱۲

سابین۔ تعجب ہی کہ اپنی شیعہ کے لیے تو لعان و سباب ہونا ناپسند فرمائین اور خود اسقدر لعان
ہون کہ خدا تعالے اونکو اِس وصف سے ذکر فرماوے یہہ صرف حضرات مدعیان ولا و تمسک
کی زبانی ولا کا مقتضا نہیں تو اور کیا ہی **اقولہ** اب نص کا بیان سنیے گو آپنے بتقلید اپنے
خاتم المحدثین کے اِن شرائط کے نسبت فرمایا ہی کہ (باوجودیکہ دلائل شرعی سے ثابت نہیں کوسون
دور ہین) مگر نص کا وجوب اقوال صحابہ و علماء کرام اہلسنت سے ثابت ہی صحیح مسلم کی کتاب
الامارت مین باب الاستخلاف ملاحظہ فرمائیے کہ جناب ابن عمر ترک استخلاف کو ضیاع ملک و مردم کا
سبب جانتے تھے چنانچہ اپنے اِس عقیدہ مین ایسے راسخ تھے کہ جب سنا کہ اونکے پدر بزرگوار بدون
استخلاف دنیا سے انتقال فرمانا چاہتے ہین تو نہایت ہی تدین و تورع سے اپنے باپ اور امام
وقت کو نصیحت فرمائی بخوف طوالت نقل عبارت نہیں کرتے آپ دیکھ لین کہ وہ استخلاف
کو نہایت ہی ضروری سمجھتے ہین اور اوسکی ترک کو عین تضییع و افساد مردم جانتے تھے اور اوسکے تارک کو
اوس راعی سے مشابہت دی ہی کہ شتر و غنم کو مہمل چھوڑ کر کہین چلا جاے غور فرمائیے کہ آپکے
خاتم المحدثین جو اِس عقیدہ کو مخالف عقل و نقل فرماتے ہین کیا حضرت ابن عمر کے شان مین بھی ایسا
ہی فرمائینگے یا خاتم المحدثین صاحب نے صحیح مسلم ملاحظہ نہیں فرمائی تھی۔ **اقول** بحول اللہ و قوتہ
جبکہ ہم دلائل عصمت کا ابطال و استیصال کر چکے تو ہمکو کچھ ضرورت نہ تھی کہ ہم ابطال دلائل نص و
افضلیت مین اپنا وقت گران بہا ضائع کرین کیونکہ جب عصمت سے باطل ہو گئی تو تمام امامت ہی
اصولاً و فروعاً باطل ہو گئی تو پھر اشتراط افضلیت و نص باطلہ کے ابطال کے کچھ حاجت نہ رہی
لیکن ناظرین مناظرہ کے رفع خلجان اور اپنی مجیب لبیب کے مزید اطمینان کے لیے ہم اسطرف
بھی متوجہ ہوتے ہین اور مختصر گذارش کرتے ہین چونکہ ہماری مجیب کی عادت ہی کہ استدلال کے
وقت اپنی دعوی کو بھلا دیتے ہین مدعا کچھ ہوتا ہے اور دلائل کچھ لاتے ہین اسلیے مناسب
کہ ما بہ النزاع مسئلہ مجملاً بیان کرین اور ناظرین اوراق و ہمارے مجیب کو یاد دلائین کہ آپکا یہہ دعوی ہی
اگر دلائل اوسکے مطابق ہوئی تو البتہ قابل التفات ہونگی ورنہ لائق توجہ بھی نہیں سمجھی جائینگی

بحث نص

پس واضح ہو کہ اس جگہہ مابہ النزاع اہل سنت و شیعہ مین مسئلہ اشتراط نص و فضلیت ہی شیعہ معتقد ہین
کہ امام کے لیے نص و افضلیت مثل عصمت کے شرط ہی اگر نص و فضلیت نہو۔ تو امامت باطل ہی اور
اہلسنت کہتے ہین کہ جیسی امام کے واسطے عصمت شرط نہین۔ اسیطرح نص و فضلیت بہی شرط نہین ہے
عصمت سوای انبیار کی کسی بشر مین نہین پائی جاتی نص و فضلیت کا تحقق ہو سکتا ہی
لیکن اگر انکا تحقق نہو تو بہی امامت متحقق ہو سکتی ہی ہماری محبب بجگہ اس امر کی اثبات کے درپی
ہین کہ اشتراط نص کو ثابت فرمائین اور اوسکی اثبات کے لیے چونکہ مسئلہ اعتقادی ہی دلائل قطعیہ
بہم پوہنچائین تو بس خلاصہ دعوی مجیب لبیب یہہ ہی کہ امامت کے لیے شرعا نص جلی خداوند تعالے
کیطرف سے شرط ہی اگر نص نہ پائی جائیگی تو امامت و خلافت منعقد نہو گی پس مدعا کو اپنی حافظہ مین
محفوظ رکہکر ہماری گذارش سنین کہ جب یہہ مسئلہ آپکی نزدیک اصول بلکہ اہم اصول دین
مین سے ہی تو اول واجب تہا کہ اوسکی اثبات کے واسطے دلائل قطعیہ پیش کرتے اس مقام مین
جسقدر آپنے دلائل ذکر فرمائی ہین اگر اونکی غلطیون اور مفاسد سے جو مسئلہ متنازعہ فیہا مین
جاری کرنے سے لازم آتی ہی چشم پوشی کیجاوی اور بفرض محال اونکو صحیح تسلیم کر لیا جاوی تاہم آپکی
مدعا کی مثبت نہین ہو سکتی بہلا قطعی مدعا دلائل ظنیہ سے کیونکر ثابت ہو سکتا ہی معہذا قطع نظر
اس سے کہ آپکا مدعا قطعی ہو یا ظنی اسقدر تو ضرور ہی کہ دلیل اس امر کو ثابت کری کہ در صورت عدم
تحقق نص کے عدم تحقق امامت ہوگا اب آپ فرمائیے کہ آپکی کونسی دلیل سے بدلالت مطابقہ
یہہ امر ثابت ہوتا ہی کہ اگر نص نہو تو امامت متحقق نہو گی۔ اب مین تفصیلی طور پر دلیل دلیل سے
بحث کرتا ہون بعون الضعاف سینی۔ دلیل اول صحیح مسلم کی کتاب الامارۃ سے جو ابن
عمر رضہ کے قول کا ماحصل نقل کر کے اوس سے اس مدعا پر استدلال کیا ہی بالکل غیر مفید
مدعا ہی اور غلط کیونکہ ابن عمر رضہ کے قول سے آپکا مدعا اوسوقت ثابت ہوگا جبکہ آپ یہہ ثابت
فرمائینگی کہ جو خلافت و امامت بلا نص و استخلاف واقع ہوئی وہ اونکی نزدیک باطل ہی اور ظاہر ہے
کہ خلافت ثالثہ اور خلافت رابعہ ابن عمر رضہ کے نزدیک بلا نص واقع ہوئی بلکہ اونکی سے بہی

ابن عمر کے نزدیک یہہ ہی کیفیت ہی کیونکہ جناب خلیفہ ثانی رضہ کی اس قول کے جواب مین کہ
ان لم استخلف سکوت فرمایا۔ اور رد نہین کیا اور ثانیہ فرع اولی کے ہی تو مدعا مجیب لبیب
اوسوقت ثابت ہو جبکہ ابن عمر رضہ کے قول ہی بطلان خلافت ثلاثہ بسبب عدم ورود نص
کی ثابت ہو جاوی اور یہہ محال ہی۔ پس اس روایت سی استدلال کرنا اس پر مبنی ہی کہ ہماری
مجیب لبیب اپنی مدعا سی متغافل ہین۔ ابن عمر رضہ کے اس قول سی اگر بفرض محال وجوب نص
ثابت ہو بھی تاہم مستلزم اشتراط نہین کہ مفید مدعا ہو۔ آپنے دیکھا ہوگا کہ امام نووی رحہ نے
اس حدیث کے شرح مین عدم وجوب نص پر اجماع لکھا ہی تو ہو سکتا ہی کہ حضرت ابن عمر رضہ
نص کو اولی و مستحسن سمجھتے ہون۔ لیکن عظماء اسلام مستحبات کو بھی عمل مین مثل واجب کے سمجھتے
ہین اور نیز قاعدہ ہی کہ ہر شخص اپنی مدعا کو حتی الوسع مدلل و مبرہن بیان کیا کرتا ہے تو اسلیے
اونہون نے اوسکو اس دلیل پیرایہ مین ظاہر فرمایا۔ لیکن جب جواب سن لیا تو چونکہ امر ضروری
نہ تھا اسلیے سکوت فرمایا اور بکرار اس باب مین لب کشا نہوئی کیونکہ جو دلیل حضرت عمر رضہ
نے ذکر فرمائی وہ بداہتہ اس امر پر دال ہی کہ استخلاف و عدم استخلاف ہر دو جائز ہین واجب نہین
اور نیز یہہ بھی ممکن ہی کہ ابتدا مین دفعتہ حضرت ابن عمر رضہ کے ذہن مین لزوم نص آیا ہو
لیکن جبکہ حضرت امیر المومنین فاروق رضی اللہ عنہ کی زبانی دلائل قاطعہ سی عدم لزوم معلوم ہوگیا
تو اپنی قول سی رجوع فرمایا۔ معہذا جبکہ خلیفہ ثانی رضہ نے اونکی جواب مین عدم وجوب نص
بیان فرمایا اور صحابہ مین سی کسینی اوسکا رد و انکار نہین فرمایا تو اجماع سکوتی ہوگیا۔
پس خاتمہ دلیل پر جو کچھہ حضرت شاہصاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نسبت ہماری مجیب نے تحریر کیا
وہ کمال وقاحت کے دلیل ہی مدعا کو دلیل سے ثبوت کی بو بھی نہین پہنچی اور زبان درازی
شروع کردی حضرت ابن عمر رضہ کا عقیدہ اشتراط نص کا جو مستلزم عدم انعقاد خلافت غیر
منصوصہ کو بھی پہلی ثابت فرمایا ہوتا اور اوسکی بعد کچھہ کہا ہوتا لیکن جب دیدہ بصیرت کحل
فہم و انصاف سی خالی ہو تو بجز سکوت کے کیا جواب دیا جاوی۔ **قولہ** جناب ابن عمر رضہ

ہی پر منحصر نہین ہی اور صحابہ کا بھی یہہ ہی اعتقاد ہے چنانچہ خواجہ کابلی صواقع مین جسکا ترجمہ آپکی خاتم المحدثین نے فرماکر اور تہوڑا سا تغیر و تبدل کرکے تحفہ لکہا ہی - ذیل قول جناب امیر علیہ السلام یا لیعنے القوم الذین بایعوا ابابکر و عمر الخ مطلب ثانی مقصد رابع امامت مین فرماتے ہین و ذہب بعضہم الی ان الامام یجب ان یکون منصوصا علیہ نصا جلیا او خفیا والیہ ذہب عبداللہ بن مسعود وابو الدرداء وحذیفۃ ابن الیمان وانس بن مالک وابو ہریرۃ وغیرہم وجم غفیر من المحدثین وشرذمۃ من الاصولیین وطائفۃ من المتکلمین وجماعۃ من الفقہا انتہی حیرت وتعجب ہی کہ آپکی خاتم المحدثین نے باوجودیکہ اس کتاب کے اکثر لاطائل مضامین ترجمہ کئی ہین اس مقام کو ملاحظہ نفرمایا ورنہ اس جرأت سے اس عقیدہ کی نسبت نفرماتی کہ یہہ عقیدہ عقل و نقل کے خلاف ہی۔

اقول یہہ دلیل ہی زبان حال سے چلا کر کہہ رہی ہی کہ ہماری مجیب کو اپنی مدعا کی خبر نہین ہی اندنیز اس دلیل سے یہہ بہی ثابت ہوتا ہی کہ ہماری مجیب نے یا ہماری مجیب کے اوس مذہب کے مخالف اور اس عبارت کو بالعد بہت ہی قریب مذکور ہی اور گویا تتمہ اس عبارت کا ہی اسکو حذف کر دیا سمجہا ہوگا کہ صواقع عزیز الوجود کتاب ہی کہان دستیاب ہوتی ہی جو کوئی معائنہ کرکے غلطی نکالیگا - لیکن خدا تعالے کے فضل و کرم سے اس عاجز کو یہہ کتاب بوقت میسر ہوگئی اسلیے اصل کتاب سے پوری عبارت اہل انصاف کے سامنے پیش کرتا ہون اہل انصاف ملاحظہ فرماوین اور یہہ بہی دیکہین کہ ہماری مجیب لبیب کی مدعا سے اس دلیل کو کچہہ تعلق ہی یا نہین -

ذہب بعضہم الی ان الامام یجب ان یکون منصوصا علیہ نصا جلیا او خفیا والیہ ذہب عبداللہ بن مسعود وابی الدرداء وحذیفۃ بن الیمان وانس بن مالک وابی ہریرۃ وغیرہم وجم غفیر من المحدثین وشرذمۃ من الاصولیین وطائفۃ من المتکلمین[1]

[illegible]

[1] بعض سلف گئی ہین کہ امام کا منصوص ہونا خواہ نص جلی ہو یا خفی واجب ہی اور اسیطرف گئی ہین عبداللہ بن مسعود اور ابو درداء اور حذیفہ بن الیمان اور انس بن مالک اور ابو ہریرہ اور محدثین کی ایک بڑی جماعت اور اصولیین کا ایک گروہ اور متکلمین مین کا ایک فرقہ ١٢

وجماعة[1] من الفقهاء تمسكوا بالاحاديث الواردة فی خلافة الخلفاء الاربعة واختلفوا فی النص والجمهور علی انه جلی وجمع علی انه خفی والیه ذهب الحسن البصری واتفقوا علی انها تثبت بالاجماع ان لم یتعین الافضل ولم یوجد النص انتهی - اس عبارت کے آخر کا جملہ واتفقوا سے جو بدا ہتہً مدعا کی نقیض کو ثابت کر رہا تھا ترک فرمایا تاکہ استدلال بوجہ اتم راست ہو پس اگر یہہ نص میں خیانت نہیں تو کیا ہے - لیکن اگر اس جملہ سے قطع نظر کیجاوے تا ہم یہہ عبارت ہمارے مجیب کے ثبوت مدعا میں کچھ فایدہ بخش نہیں ہے - کیونکہ نص عام ہے جلی ہو یا خفی اور آپکا دعوی اثبات نص جلی کا ہے تو اس صورت میں آپکا دعوی خاص ہے اور دلیل عام ہے اور دلیل عام سے خاص مدعا کا ثبوت ناممکن ہے اور اگر بغور و تامل دیکھا جاوے تو دلیل و مدعا میں باہم عموم و خصوص نہیں بلکہ تغایر و تباین ہے تفصیل اسکی یہہ ہے کہ آپکے نزدیک انعقاد امامت کے لیے یہہ شرط ہے کہ حق تعالے کی طرف سے اس طرح نص وارد ہوئی ہو کہ فلان شخص بعد فلان نبی یا فلان امام کے اوسکا خلیفہ ہے اگر اسطرح نص نہوگی تو امامت و خلافت متحقق نہوگی اور صحابہ میں سے کوئی اسکی لزوم و اشتراط کا قائل نہیں اور سنی اوسکو ضروری نہیں سمجھا اور نص جلی سے بھی یہہ مراد نہیں ہے کہ جو معتقد علیہ سامی ہے - چنانچہ جملہ وتمسکوا بالاحادیث الواردة فی خلافة الخلفاء الاربعة اس مدعا پر ظاہر دلیل ہے تو بس دلیل و مدعا باہم متنافر ہوئی پس آپکی یہہ ہیچ اور غلط دلیل پر اسقدر نازو افتخار - اور شاہ صاحب رحمة اللہ علیہ کی نسبت صواعق میں اس عبارت کے دیکھنے کا الزام بالکل لغو اور ناجائز ہے علی الخصوص جبکہ شاہ صاحب رح کی عبارت کو جو تحفہ میں مذکور ہے دیکھا جاوے وہ فرماتے ہیں و امامیہ میگویند کہ نصب امام بر خدا واجب است پس میباید کہ منصوص بود از جانب خدا و این عقیدہ

---

[1] اور فقہا میں سے ایک جماعت اوران احادیث سے دلیل پکڑتی ہے جو خلفاء اربعہ کی خلافت کے بارہ میں واقع ہوئی ہیں اور نص کے باب میں اختلاف ہے جمہور اس پر ہیں کہ نص جلی ہے اور ایک جماعت اسپر ہے کہ وہ نص خفی ہے حسن بصری رح بھی اوسطرف گئے ہیں اور اسپر سب متفق ہیں کہ اگر افضل متعین نہو اور نص نہ پائی جاوے تو خلافت اجماع کیساتھ منعقد ہوجاتی ہے - ۱۲ -

مخالف عقل و نقل ہے۔ معلوم نہین یہہ مدعا جو مجموعہ امرین کا ہی اور جسکو شاہ صاحب ہم مخالف
عقل و نقل فرمارہی ہین اسکو ہماری مجیب نے کیونکر موافق عقل و نقل کے ثابت کیا ذرا تو انصاف فرمائین
اپنی دلیل کو بہی ملاحظہ فرمائین اور جسکی نسبت شاہ صاحب نے فرمایا کہ خلاف عقل و نقل ہی اوسکو
بہی دیکہین اور سوچین بعد اوسکی اپنی طعن کو میزان انصاف مین رکہکر تولین تو صاف معلوم
کرلین گے کہ آپ نہ عبارت صواعق کو سمجہی ہین اور نہ تحفہ کو سمجہی اور نہ خود اپنا مدعا ہی ضبط فرمایا خدا تعالی
توفیق انصاف و راہ راست عطا فرمادی۔ **قولہ** اگرچہ اس مقام مین ہم بہت کچہہ گفتگو
کرسکتی ہین مگر بنظر اختصار ترک کر کے اب حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کی نص کے باب مین
شہادت لکہتی ہین کہ یہہ حضرت جنابِ مشہور آپکی خاتم المحدثین کے والد ماجد ہین اگرچہ تحفہ مین انکی
ابوت مین توریہ فرمایا ہے مگر نہایت ہی درجہ کی تعریف و ستائش فرمائی ہی حتی کہ انہی آیات
الہی و معجزہ از معجزات جناب رسالت پناہی انکی شان مین لکہا ہی جیسا کہ پہلی بہی گذر چکا ہی
اقول نہایت افسوس ہی کہ اس مقام پر آپنے بہت کچہہ گفتگو نہ فرمائی۔ جسقدر اس
مقام پر گفتگو واقع ہوئی ہی اوس سی آپکے علم و فہم و انصاف کی کیفیت اور استدلال کی حالت
بخوبی منکشف ہوگئی ہی اور اگر اور کچہہ گفتگو فرماتے تو اور زیادہ اغلاط فاضحہ ثابت ہوکر اوس
دعوی کو باطل کرتے جو آپنے ابتدائے جواب مین فرمایا ہی۔ بہتر ہوا کہ آپنے اختصار کے پیرایہ مین اسکو
ترک فرمایا۔ اور جو کچہہ حضرت شاہ صاحب کی نسبت لفظ بنا بر مشہور لکہکر تعریض فرمائی اور باوجود
ادعاء تہذیب و اخلاق کے بد تہذیبی کا جامہ پہنا اسکی جواب مین ایسی تعریضین بلکہ اس سی بڑہکر
ہم بہی بہت سی مجتہدین حال و ماضی وغیرہ کی نسبت عرض کرسکتے تہی لیکن ہم بجز سکوت و صبر کے
اسکا کچہہ جواب نہین دیتی۔ اسکی بعد جو شہادتین کہ نص کے ثبوت کی بابت حضرت شاہ ولی اللہ
رحمۃ اللہ علیہ سی نقل فرمائی اونکی کیفیت بہی ملاحظہ ہو۔ **قولہ** آپ بنظر غور و الانصاف ملاحظہ فرماوین کہ جو
تقریرین ہم نقش کتاب مین کرتے ہین بعینہ وہی حضرت شاہ صاحب ازالۃ الخفا مین رقم فرماتی
ہین مقصد اول فصل دوم در لوازم خلافت خاصہ کے نکتہ سوم مین جو صفحہ [illegible] مین واقع ہی

یہہ عبارت تحریر ہی یکنہ سوم آنکہ خلافت امر خطیر است و نفوس بنی آدم مجبول بر اتباع ہوا و شیطان در بنی آدم جاری مجری الدم چون خلافت برای شخصی مستقر شود احتمال دارد کہ جور پیش گیرد در مقاصد خلافت تہاون صریح بعمل آرد و ضرر این خلیفہ در است مرحومہ اشد باشد از ضرر ترک استخلاف دی و این احتمال کثیر الوقوع ست نمی بینی کہ بادشاہان ہمہ الا ما شاء اللہ درین مہلکہ گرفتار شدہ اند و میشوند تا وقتیکہ این احتمال برانداختہ نشود بوعدہ آلہی یا با وصافی کہ نزد ما حصول آنہا جور و تہاون ممتنع عادی گردد۔ و ظن قوی بعدل و قیام خلیفہ بمراسمت ظہور رسد استخلاف چنین شخصی خیر محض نباشد و نفوس بنی آدم تمامت او طمینان پیدا نکنند و کسیکہ مرشد خلائق گردد و سبل ایشان در طی سر و باطن منحصر کند در علم و حال خود و غلط کردہ باشد و دیگران بعض ازاین متمسک شدہ ہمان غلط را رواج دادہ باشند و ما احسن ما قیل۔ بیت ای بسا ابلیس آدم روی ہست ۔ پس بہر دستی نشاید داد دست ۔ تا اعتماد بر علم و حال شخصی بحدیث مستفیض صادق و مصدوق و اشارات او حاصل نشود کار ناتمام ست پیغمبر اعلا کا ملہ بامانت گرفت بصاحب آن داشتہ باشیم بنص شارع و اشارات او نہی بقدر الحاجۃ - اس عبارت کو تامل و انصاف سی ملاحظہ کیجیئی جیسی کہ اس سے نص کا وجوب ثابت ہوتا ہی ویسی ہی عصمت خلیفہ بہی ثابت ہی بباعث خوف طوالت ہم اسکی الفاظ پر بسط و نشاط سی بحث نہین کرتے اسیقدر اشارہ کافی سمجھتے ہین۔ **اقول** اس دلیل کو بہی مدعا سی کچھہ ربط نہین ہی - اور یہان بہی اپنا مدعا ہولی - جو نص کہ عبارت منقولہ ازالۃ الخفا سی مفہوم و مستنبط ہوتی ہی اگر وہی نص معتقد علیہ جناب مجیب دراز نفس ہم بہی ہونگی ہی تو مرحبا بالوفاق لیکن یہہ نص وہی نص ہی جو آیت وعد اللہ الذین آمنوا منکم اور حدیث ان تو مروا ابابکر اور اسکی امثال سے ثابت ہوتی ہی اور نیز یہہ وہی عہدہ خداوندی ہی جسنی احتمال اتباع ہوا کا استیصال کر دیا اور وقوع جور و تہاون کو ممتنع عادی بنا دیا اور یہہ نص و اشارات وہ ہین جن سے صرف تحقاق خلافت مستلزم ہوتا ہی نہ انعقاد اور یہہ نص و اشارات متعدد اشخاص کے حق میں بہی ایکوقت میں

بلا تعیین تقدم و تاخر ممتنع نہین ہین پس اگر آپ اسکی قائل ہون تو بعینہ ہماری آنکی کچھہ نزاع نہین
اور اگر نص متفقہ علیہ سامی جسکی اثبات کا دعوی کیا گیا ہی یہہ نہین ہے بلکہ وہ نص جلی ہی کہ جو
علما قوم امامیہ اثنا عشریہ کی واسطی دعوی کرتے چلی آئی ہین تو اوسکی اشتراط کو اس دلیل سی یا کسی
دلیل سی ثابت فرمایئی مین اس استدلال پر یہہ تن حیرت ہون کہ عجیب لبیب نے اپنی آپکو کم از کم
فارسی خوان تو ضرور ہی تسلیم کیا تھا لیکن اس استدلال سے تو اس دعوی کے بہی ثبوت مین تردد قوی
ہی۔ کیونکہ اگر فارسی خوان ہوتے تو کیا اس عبارت کا بہی مطلب نہین سمجھہ سکتی تہی کہ جسکا
سہل المآخذ ہونا مثل روز روشن ہی معلوم ہوتا ہی کہ آپکی سامنی کسینی یہہ عبارت پڑہکر سنادی
ہوگی آپنی لفظ نص کا سنکر کمال دانشمندی سی یہ سمجھہ لیا کہ بس ثبوت نص مین حجت قاطعہ ملگئی
اور خصم کے سامنی پیش ہی کر دیا۔ افسوس کہ آپنی بسط و نشاط سے اس عبارت کے الفاظ پر بحث
نہین فرمائی۔ پہر جبکہ آپ اس عبارت سی نص کو جو سکا مسوق لہا ہے ثابت نہین کر سکی
تو عصمت کو تو کیا ثابت کرینگی۔ **قولہ** اور سینی مقصد اول کی فصل ہشتم کے مقصد دوم
مقدمہ تحفہ سنتین صفحہ ۲۶۸ مطبوعہ مطبع مذکورہ مین یہہ فرماتے ہین دلیل اول استقرار احادیث
کہ درباب فتن روایت میکنند دلالت ظاہرہ دارد بر آنکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر
وقائع آتیہ تقریر فرمودہ است و سر واقعہ را بلفظی ادا کردہ کہ رضائی خدا تعالی یا سخط یا ان از آن
مفہوم شود و چون این مقدمہ را شناسیم بحدس قوی یقین می نمائیم کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
خلیفہ اول و ثانی و ثالث کہ بر منبر وی بودند و در اختلاف قوم در استخلاف ایشان فتنہ بر بپا است
و کارہای عظیم مثلاً فتح فارس و روم بر دست ہم سر انجام شد البتہ تعیین فرمودہ اند غافل نتوانند تجویز کرد کہ اہم مہمات را بگذارند و
در بیان امور جزئیہ اتمام نمایند سبحانک ہذا بہتان عظیم انتہی بقدر الحاجۃ یہہ دلیل بعینہ وہی تقریر ہی کہ اہل حق خلیفہ کی
منصوص ہونے مین بیان کرتے ہین اور حضرت شاہ صاحب نے اصل اس دلیل کے ہماری ہی تقریر سی اخذ کر کے
بعض الفاظ زائد اپنی طرف سی زیادہ کیے ہین اور بجائی مطلق خلیفہ و امام کے خلفاء ثلثہ کا بالخصوص ذکر کیا ہی
حاصل یہہ ہی جو ہم کہتی ہین کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی امت پر ایسی شفقت

وعطوفت رکہتی تہی کہ احکام جزئیہ ومسائل فروعیہ نہایت تشریح وتفصیل سے بیان فرمائی حتی کہ
آپکی مصاحبت دعوتوں سے مباشرت بلکہ بیت الخلا تککو آداب پر واقف فرمایا کوئی مسلمان کب
تجویز کرسکتاہے کہ آنحضرت با اینہمہ شفقت ورافت ایسی اہم مہمات کو کہ امت کے جمیع مصالح دینی ودنیوی
اوس سے وابستہ ہیں مہمل چہوڑ دیں اور اوسپر نص نفرمادیں اور امت کو معاذ اللہ عمداً اختلاف
وتنازع ولت جرمین ڈالدین ۰ **اقول** ہمارے علامہ مجیب نے جو اس جگہ عبارت ازالۃ الخفا
سے نقل کی وہ بالکل بے سود ہے کیونکہ ثبوت مدعا مجیب سے اوسکو کچہہ تعلق نہیں علی الخصوص حضرت
صاحب ازالۃ الخفا صہ ہمدا اس بحث مین تصریح فرماچکے ہین وپیش از شروع در تقریر ان نکتہ ایست
مہمہ کہ ترتیب دلائل وتقریب آن مسائل بر معرفت او موقوف است وآن نکتہ ایست کہ مراد ما از تعین
خلیفہ کہ بوجوب ولزوم آن زبان میکشائیم نہ آنست کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نزدیک لوفات
خود مسلمانان را جمع فرمایند وبہ بیعت آن خلیفہ امر نمایند الخ اس سے صاف وصریح ہے کہ وہ
نص جسکا دعوی کیا گیا ہے وہ مراد نہیں اور وجہ اسکی بجز بطلان کے اور کوئی نہیں وظاہر ہے
کہ جب وقائع آئندہ کی تقریر فرمائی جس سے رضا یا سخط خداوندی اوسکے ساتہہ مفہوم ہوئی تو وہ
خلافت حقہ جسمین اختلاف کے سبب فتنہ کا اندیشہ نہ تہا اور بڑی بڑے اعلی درجہ کی
کامونکے درہم وبرہم ہونے کا خوف تہا اولی واحق بالبیان ہے بہ نسبت اوس خلافت کے
کہ جسمین یہہ اندیشہ نہ تہا بلکہ اوسمین خود اختلاف واقع ہونیوالا تہا اور اوس اختلاف
پر بہی مطلع فرمادیا اور یہہ تقریر واطلاع بطور کشف واقعہ اور بطور اخبار بالغیب واقع ہوئی
تو یہہ غلط ہے کہ بجائے مطلق خلیفہ کے خلفاء ثلثہ کو ذکر کیا کیونکہ حضرات خلفاء ثلثہ رضی اللہ
عنہم کے ذوات مقدسہ کے ساتہہ وقائع عظیمہ متعلق تہی کہ جسمین کوئی اونکا شریک نہین
ہے اسلیے بالخصوص اونکا ذکر کیا نہ کسی دوسری وجہ سے باقی رہا یہہ کہ یہہ دلیل حضرات
شیعہ کے تقریر سے اخذ کی گئی ہے اور کچہہ الفاظ کم وبیش کیے گیے ہین سوال انصاف جنہوں نے
اول سے آخر تک کتاب ازالۃ الخفا کا مطالعہ کیا ہے اور حضرات شیعہ کی تقاریر علمیہ اونکی

بیش نظر ہین معلوم کر سکتی ہین کہ ابتداء حدوث مذہب تشیع سے یا جس زمانہ سے کہ اس مذہب کے
علماء نے حجاب تقیہ کا چہرہ مذہب سے اوٹھا کر طریق کلام کو جاری کیا آجتک کسی مصنف نے
علماء شیعہ مین سے بیان معانی کتاب وسنت مین باین خوبی و اسلوبی کوئی تفسیر لکھی ہو
اگر کوئی ہو تو عجب نہین ہے نام لین علاوہ اسکی ابتداء زمانہ خلافت خلفاء ثلثہ رضی اللہ
عنہ مین جناب امیر رضی اللہ عنہ اونہی کے ہم مشرب رہے اونہی کی موافق مسائل فرماتی رہے۔ ربنا قرآن
جو متمسک عظم و ثقل اکبر ہے پردہ تقیہ مین ایسا چھپایا کہ بجز ائمہ کی اوسکو کسی نے پڑہا نہ کسی نے
دیکھا اپنی زمانہ خلافت مین بہی تقیہ کے وہی حالت رہی اور بعد اوسکی تمام ائمہ یکی بعد دیگری
حضرت ہی کی قدم بقدم چلے گئے اور اپنے تقاریر علمیہ اور مسائل دینیہ موافق اہل سنت کے
بیان کرتے چلے آئی پہر اگر یہہ اکابر اہلسنت سے اخذ نہین کیا تو کہان سے آیا اپنی مفسرین کو دیکہیے
اکثر سہواً علوم مختلفہ کے بیان مین تفحص خوشہ چین خرمن فیوض اہلسنت مین تفسیر صافی کو دیکہیے کہ اوسکے
مصنف نے اس بارہ مین اپنی مفسرین پر کیسی تشنیع فرمائی تفسیر مجمع البیان جو نہایت
معتبر تفاسیر مین سے ہے ایک صفحہ اوسکا آپ پڑہ لین تو میری قول کی تصدیق ہو جاتی ہے
اگر زیادہ تکلیف گوارا طبع سامی نہو تو رسالہ امکاتیب ہی دیکہہ لیجیے کہ فاضل اجل مولوی نور الدین
حسین اس بارہ مین کس درد انگیز افسوس کے ساتہہ فرماتی ہین صفحہ ۱۵ پر یہہ عبارت لکہی ہے کہ شناخت
سبب عدم مہارت فن حدیث حقیقت الامر را ادراک نکردہ بکاسہ لیسی عامہ پرداختہ اند
و منشاء این امر غیر از قلت استعداد در فن حدیث شریف چیزی دیگر ملحوظ نیست جبکہ علماء
اہل تشیع باعتراف خود ہمیشہ کاسہ لیس اہلسنت رہے تو بڑی شرم کے بات ہے کہ شاہ صاحب
رحمۃ اللہ علیہ پر جہوٹا الزام اخذ و لیس کا لگاتی ہین اور کوئی ثبوت پیش نہین کر سکتی اور اپنی
علماء کی حالات کو نسی لحاظ نہین فرماتی۔ بیشک نمک حلالی اسیکا نام ہے لیکن جو ویسی کہ عجیب
سبب کے ثبوت بعض مین بیان فرمائی اور اونکی اکابر بڑی افتخار کے ساتہہ ثبوت اس مدعا
مین بیان فرمانے چلے آئی ہین بستہ ہیکی تردید اور اوسکا جواب ضروری ہے پس واضح ہو

کہ حضرات شیعہ کو مثل مشہور الغریق[۵۱] یتشبث بکل حشیش جب کوئی دلیل ثبوت مدعا مین نہین ملتی
ہوتی ہے تو ایسی ایسی واہی دلیلون سے ہی اپنا دل خوش کر لیتے ہین اور یہہ نہین سمجھتے کہ جیسا
مدعا ہوتا ہے ویسی ہی دلیلونکی ضرورت ہوتی ہے جبکہ امامت اور اوسکی شرائط
موقوف علیہ اور اصل اصول دین سے ہین تو کیا اونکا ثبوت ایسی ایسی دلیلون سے جو محض
خیالی ہین اور جنکی تائید کسی کتاب و سنت سے نہین ہوتی بلکہ بالعکس کتاب و سنت
سے اونکی تکذیب ہوتی ہے ہو سکتا ہے ہرگز نہین قطع نظر اس سے یہہ دلیل خود مستدل کے
منقلب ہے کہ حق تعالے شانہ نے کلام مجید مین جسکی حفاظت کا وعدہ فرمایا اور اکمال دین کا
مژدہ سنایا اور اصول دین مین سے کوئی چیز ایسی نہین جسکو حق تعالے نے بیان نفرمایا ہو
بلکہ فروعات فقہیہ عبادات و معاملات مین سے صوم و صلوة و حج و زکوة نکاح و طلاق بیع
و شرا و اعتکاف وغیرہ تک بیان فرمائی تو باوجود اس رافت و رحمت کے کہ خداوند تعالے اپنے بندونکے
ساتھہ ہے کوئی مسلمان کیونکر تجویز کر سکتا ہے کہ حق تعالے فروعات کو تو باین اہتمام مکرر
سہ کرر بیان فرماوے اور کلی ایسے اصول دین اور اہم المہمات کو مہمل چھوڑے جسکی ساتھہ عباد کے
تمام مصالح دینی و دنیوی منوط ہون اور عدم اعتبار کو متنازع و تشاجر مین ڈالدے
بلکہ علاوہ فروع دین کے مثلین اور پرانی قصے بلکہ متشابہات تک فرمادے اور اصول دین کو
چھپا رکھے اور بعض نفرماوے اور تارک واجب ہووے سبحانک ہذا بہتان عظیم۔ تعجب ہے کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے نعت و رسالت کتب سابقہ مین خداوند تعالے نے خبر دی اور حضرت
عیسی علیہ السلام نے تو صاف نام ظاہر فرمایا چنانچہ ارشاد ہے۔ وَمُبَشِّرًا[۵۲] بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي
اسْمُهُ أَحْمَدُ۔ اور حضرت علی اللہ علیہ کا خلیفہ راشد جو انبیا و رسل سابقہ سے افضل ہے اوسکا کہین
ذکر نہین فرمایا حالانکہ عباد کا ایمان اسی پر موقوف تھا تو اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہہ اصول
دین ہی مین سے نہین ورنہ خود خداوند تعالے ہی اپنی کلام مین نص فرماتا۔ معہذا ہم کہتے ہین

[۵۱] ڈوبتا ہر ایک گہانس پہونس پر ہاتھہ ڈالتا ہے ۱۲ [۵۲] اور خوشخبری دینے والا رسول کا جو آئیگا میرے بعد جسکا نام احمد ہے ۱۲

گر امر امامت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہمل چھوڑ دیا اور عمداً امت کو باینہمہ شفقت ورافت
اختلاف وتشاجر مین ڈال دیا اور یہہ کچھہ اسی پر منحصر نہین تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
تمام عمر نص نہ فرمائی اور کہتے کہ میری بعد فلان اور اوسکے بعد فلان خلیفہ و امام ہی بلکہ درگاہ
خداوندتعالی سے اس امر کا تشفی ہوا اور تمکین دین کا وعدہ فرمایا اور حضرت رسالت پناہ ہی
صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہو گیا کہ حسب وعدہ خداوندی جو خلافت واقع ہوگی وہ حق ہوگی
اور جیسی خلافت پر ہوگی تو آپ کو کچھہ حاجت نہ تھی کہ آپ خلافت پر تنصیص نص
فرماتے البتہ پانچ خلفا راشدین کی اوصاف اور علامات خلافت کو کنایۃ اور اشارۃ بیان فرمادیا
ور سب سے آخر مین بطور تمہید و تنبیہ یہہ کیا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنی قائم مقام
امامت نماز مین فرمایا بعد وفات سرور کائنات علیہ افضل الصلوات و التسلیمات کے وعدہ صادق
خداوندی کا بوجہ احسن ظہور ہوا کہ خلافت موعودہ ابوبکر صدیق کو ہاتھ آئی اور تمکین دین مرضیہ حاصل
ہوئی اب اس کے مقابلہ مین ہر ایک عقل سلیم معلوم کر سکتا ہے کہ نص ہونے کی صورت مین
پس مرتبہ احتمال باقی رہا اور کون تخلف وتشاجر ہے کہ جسمین امت کو ڈال دیا تھا نہ ہو وہ تشاجر کہ
شیعہ بوجود خداوندتعالی کے بعد وعدہ صادقہ نے بیخ دین سے اوکھاڑ دیا ہے بلکہ اگر
بقول شیعہ رسول اللہ علیہ وسلم نے نص فرمائی تو باوجود اوس شفقت وعطوفت ورافت و رحمت کے
معاذ اللہ مرتکبی کی حالت پر چھوڑ دیا تھی تمام امت کو جسکو سالہا سال کے محنت و مشقت مین صدہا
طرح کی اذیتین اوٹھا کر مسلمان کیا تھا اس نص کے بدولت ورطہ ضلالات مین اوندھا ڈال دیا
اگر یہہ نص نہ ہوتی تو کیون لاکھون آدمی کفر مین مبتلا ہوتے۔ کیا توحید و نبوت و معاد کا
اعتراف شافی نہ تھا سوائے اس قدر مفاسد کے جو یہہ نص متضمن ہے ترک نص ہرگز نہین باینہمہ
نص قطعی ہوہی یوم غدیر خم فرمائی یا کوئی اور اسکا نص ہونا تو ظاہر ہے اور اگر کوئی اور ہو
تو الا ہی شیعہ ہی سمجھی ہونگی علاوہ ازین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باینہمہ رافت و رحمت
نص فرمائی بھی تھی ہی لیکن کیا فائدہ ہوا جبکہ خداوندتعالی نے اونکو تمکین نہ دی اور اپنی وعدے کو

جو لطف تھا اپنی ذمہ سے نہ اوتارا تو جو امور دینی و دنیوی اوسکی ساتھہ وابستہ تھے وہ کیونکر
حاصل ہوئی اور نیز نص سے کیا فائدہ ہوا جبکہ امام نے غائب ہو کر باوجودیکہ تمام منافع دینی و دنیوی
اوسکی ساتھہ وابستہ تھے سبکو خاک مین ملا دیا اور امت کو عمداً اختلاف و تنازع ولٹ جہ مین ڈال دیا
کیا کوئی شخص جسکو ذرا دین اسلام کا لحاظ ہوگا وہ ایسا کہہ سکتا ہے علاوہ ان سب کے ہماری مجیب کے
نزدیک اگر قطع عرق تنازع نص ہی پر منحصر ہے تو یہہ بھی بداہتہً غلط ہے کیونکہ جو تنازع وتشاجر
وتکاذب وتجاحد دربارہ نص فرق شیعہ مین عموماً اور امامیہ مین خصوصاً واقع ہو رہا ہے اوسکو دیکھکر
بے اختیار آیت وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ زبان پر جاری ہوتی ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے
کہ اگر واقعی نص ہوتی تو یہہ اختلاف و تنازع جو نصرانیونکی بھی اختلاف و تنازع سے بدرجہا بڑھکر ہے
واقع ہوتا تو معلوم ہوا کہ یہہ باتین تراشی ہوئی ہین ریس۔ اگر خوف تطویل نہ ہوتا تو اس اختلاف
کو مفصل بیان کرتا لیکن چونکہ صواعق وتحفہ وسیف مسلول وغیرہ مین بشرح وبسط مذکور ہے جسکا دل
چاہے وہان دیکھہ لیوے **قولہ** اگرچہ اس عبارت پر بہت کچہہ گفتگو ہو سکتی ہے کہ بخیال
اختصار عرض بعبر کر کے اسقدر گذارش ہے کہ باوجودیکہ خلیفہ رابع بھی خلفاء اہلسنت کے خلفاء
راشدین سے ہین اور انکی خلافت بھی مدت سنی تسالہ مین بھی واقع ہوئی مگر حضرت شاہ صاحب نے کمال
تورع اور تدین سے محض خلفاء ثلثہ کا ہی ذکر کیا ہے یہہ بھی قابل غور ہے تمسک عترت کی الٹی اہلبیت کی یہہ ہی
معنی ہین۔ **اقول** یہہ تو آپنے اپنی ہی حق مین بہت اچھا کیا کہ اس عبارت پر بہت
گفتگو نہین فرمائی کیونکہ جسقدر زیادہ گفتگو فرماتی اوسیقدر آپکی استعداد ولیاقت کی زیادہ تر
کہلتی سو اسکا کسی پر کچہہ احسان نہین۔ باقی رہا شاہ صاحب پر خلیفہ رابع کے نہ ذکر کرنیکا
الزام یہہ محض عدم فہم مرام و وسوسہ ہے ظاہر ہے کہ خلافت رابعہ کے حقیت متفق علیہ بین
الفریقین ہے اوسکی بیان کرنے کی کچہہ ضرورت نہین اثبات اگر مقصود ہے تو خلافت ہای ثلثہ
کا ہے جو متنازعہ فیہا مین سو انکا بیان کرنا ضروریات سے ہے اگر ایسی مواقع مین خلافت رابعہ کا
ذکر نہ کیا جاوے تو جبکہ اوسکو خلافت حقہ تسلیم کر لیا ہے تو ہماری تمسک و ولا مین کچہہ قصور

واقع نہین ہوسکتا اگر آپ مدعی ہین تو وجوب ذکر کو کسی دلیل عقلی یا نقلی سے ثابت کیجیے
مہمات سے موقع استدلال مین کام نہین چلتا - اور نیز بیان کرنا اس امر کا مقصود تہا کہ ان
خلافتوں نہین اختلاف واقع ہوتا تو جن مہمات دینی و دنیوی کو یہہ خلافتین متضمن تہین مثل
فتح روم و فارس وغیرہ ممالک اور شیوع اسلام کے وہ سب درہم و برہم ہو جاتے چونکہ یہہ حصہ
خاص خلافت ثلثہ ہی کا ہی اسلیے وہ اس بیان کے لیے مخصوص ہین تو انہین کا ذکر کیا گیا
علاوہ ازین ہم اپنی روایات مین بہت جگہ دیکہتے ہین کہ صرف جناب امیر کا ذکر ہوتا ہے
اور باقی ائمہ کا نہین ہوتا تو کیا اس سے استدلال ہو سکتا ہی کہ حضرات کو ائمہ باقیہ سے بغض تہا
قرآن شریف مین حق تعالیٰ شانہٗ نے بعض مواضع مین بعض انبیاء کا ذکر فرمایا ہی اور رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کا ذکر نہین فرمایا اسیطرح بعض انبیاء کا ذکر فرمایا اور بعض کا ذکر ترک فرمایا چنانچہ ارشاد ہی
منهم من قصصنا عليك ومنهم من لم نقصص عليك[1] حالانکہ وہ بہی انبیا تہی اور نیز کسی کا
ذکر کیا تو اس سے حسب قاعدہ خود کیا سمجہیگی - یہہ حضرت ہی کی سخن طرازی ہی کہ ترک ذکر کو
دلیل بغض کے قرار دیتے ہین اور پہلا دلیل خلافت ولا رو شک کہتے ہین - **قولہ** اور نیز امامت کا
اہم المہمات ہونا بہی اس عبارت سے ثابت ہے جسکا شاید آپکو انکار ہو - **اقول**
جبکہ آپ میری انکار مین شاک و متردد ہین تو کچہہ ضرورت نہین تہی کہ اسکا جواب لکہا جاوے
لیکن چونکہ یہہ شک نہین محض تجاہل ہی اسلیے ہم آپکو آپکی غلطی پر متنبہ کرتے ہین واضح ہو کہ
ہماری اور آپکی مسئلہ امامت مین یہہ اختلاف ہی کہ آپ اوسکو اصول دین مین سے مثل توحید
و نبوت کی سمجہتے ہین اور ہم فروع دین مین سمجہتے ہین اگر اسکی اہم المہمات ہونی کا انکار ہی
تو باین اعتبار ہی کہ یہہ مسئلہ اصول مین سے نہین ہی اور اس عبارت سے اوسکا ہرگز اصول دین سے
ہونا ثابت نہین ہوتا اگر آپ اس عبارت یا کسی عبارت سے امامت کا اصول مین سے ہونا
ثابت فرماتے تو بجا تہی خود بہتا ورنہ صرف یہہ فرمانا کہ اس عبارت سے امامت کا اہم المہمات ہونا

---

[1] بعض انبیاء نہین تہی وہ ہین جنکا اصلی قصہ بیان کر دیا ہی اور بعض انبیاء سے وہ ہین جنکا قصہ نہین بیان کیا - ۱۲ -

ثابت ہی اس پر مبنی ہی کہ آپ نے محل نزاع سی تجاہل فرمایا کہا ہی **قولہ** اور سنی اگر نفس و
مقصد مقدمہ مین بصفحہ ۲۷۲ یہہ عبارت مرقوم ہی دلیل ثانی ہر کہ کتاب فضائل الصحابہ را
از اصول خوانده باشد و فن معرفت الصحابہ راتتبع نموده باشد البتہ میداند کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم درحق ہریکی از اصحاب خود گفتہ است و برخاست تآن حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم داشتند نفس رائی فرموده است وکلمہ کہ مرأت حاصل عمر او تواند بود بزبان
شریف جاری شد و این قصص بیرون از شمار است ہرگاه برای ہرکسی کلمہ روان ساختہ است
بر کبار اصحاب خود در زمان حیات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ وزیر و مشیر او بودند بعد
وی صلی اللہ علیہ وسلم بحمل عبار خلافت نمودند چرا نفس رائی نفرموده باشد و خلافت
ایشان از دو بیرون نیست یا خیر است یا شر اگر خیر است بہترین جمیع خیرات است کہ
من سن سنۃ حسنۃ فی الاسلام کان لہ اجرها واجر من عمل بہا این بزرگواران را
مثل اجور جمیع مجاہدین وجمیع آنانکہ بسعی ایشان مہتدی شده اند حاصل است واگر شر است
بدترین شر ہا است زیرا کہ دین محمدی را برہم زدند و امام معصوم را ترسانیدند بہر تقدیر آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم امور خیریہ اصحاب خود را کہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بآن متصف
شدند بیان فرماید چرا امر عظیم را اما الی الخیر واما الی الشر بیان نفرماید اگر خیر است لطف
خدای تعالی ورافت حضرت پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم تقاضا مینماید کہ بر آن
خیریت مطلع سازند تا مردم آن خیر را خیر دانند وبآن اہتمام نمایند واگر شر است لطف الہی
ورافت حضرت رسالت پناہی تقاضا میفرماید کہ بر شریت آن مطلع سازند تا مردم آنرا
شر دانند وحجۃ اللہ برایشان قایم شود واگر نوع ثانی می بود آن نیز بیان امر خلافت است
و نوعی از تعیین خلفاء نیستند کہ فلان فلان بخلافت حقیق نیستند وحقیق غیر ایشان است بالجملہ
استقراء سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در تکلم بر احوال صحابہ دلالت ظاہره دارد کہ خلفا را
بیان فرموده است وتعیین خلفاء بوجہ اتم کرده است انتہی بقدر الحاجۃ سیبہ تقریر چو خلفا کی

وجوب نص کے بارہ مین حضرت شاہ صاحب نے فرمائی ہی نہایت ہی متین و لطیف ہی اور تحقیق
و تدقیق کی داد دی ہی خلفاء پر وجوب نص کو خوب ظاہر کرتے ہیں چونکہ ہمارا مطلب یہان صرف
اسقدر ہی کہ خلیفہ کا منصوص علیہ ہونا واجب ہی اور یہہ شاہ صاحب کی اس دلیل سے بخوبی
واضح ہی لہذا اس مابین کلام کہ شارع علیہ السلام نے خلفاء ثلثہ کی صحت خلافت مین تصریح
فرمائی یا بطلان خلافت مین اور انکی صحت خلافت مین فضول معلوم ہوتی ہی **اقول**
یہہ دلیل بھی جو ہمارے مجیب نے ازالۃ الخفا سے نقل کی ہی اونکی مدعا سے غیر مربوط ہی یہان بھی انکو
مدعا یاد نرہا حضرت آپکا مدعا اشتراط نص کا اثبات تہا پھر براہ خدا ذرا تو دیکھیے کہ اس
عبارت مین اشتراط کس جگہ سے مفہوم ہوتا ہی انصاف کی آنکھون پر ایسی پٹی تو نہ باندہیے
اول تو اس عبارت سے وجوب نص ہی ثابت نہین کیونکہ نص متنازعہ فیہ کی اثبات کو
یہہ عبارت متضمن نہین ہی اور جس نص کو یہہ عبارت متضمن ہی اسکو ہمارے مجیب نے اپنا
مستدل قرار دیا ہی وہ متنازعہ فیہ نہین ہے اور اگر یہہ بھی قیاس وجوب نص متنازعہ فیہ مین جاری
کرین اور یہہ مقصود ہو کہ اسی دلیل سے وجوب نص متنازعہ فیہ بھی ثابت ہی تو غیر مسلم ہی
بلکہ ہم کہتے ہین کہ وجوب نص متنازعہ فیہ کو یہہ بھی دلیل مانع ہی کیونکہ جب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے بیان وقائع و اوصاف صحابہ سب کچھہ بیان فرمایا اور ہر ایک شی کی اونکی
تعیین سے خبر فرما دی تو اب نص متنازعہ فیہ کے کچھہ حاجت نرہی ۔ اور نیز یہہ بھی یاد رکھیکا
کہ آپکے نزدیک وجوب نص مین وجوب علی اللہ ہی جسکی اہلسنت تحت منکر و مخالف ہین و سبیل
اسکا اثبات بھی ملحوظ نہیں معہذا اگر وجوب نص بفرض محال ثابت بھی ہو تو اشتراط
کی ثبوت کو یہہ مستلزم نہین پس ثبوت اشتراط مین اسکو پیش کرنا قلت تدبر پر مبنی ہی ۔ قطع نظر
اس سے یہہ دلیل اقناعی ہی جو اثبات اصول مین کارآمد نہین ہو سکتی ۔ لیکن جس مدعا کے اثبات کے
لیے حضرت شاہ صاحب نے ذکر فرمائی سو اول تو وہ اصول مین نہین پھر جسقدر دلائل اقناعی و خطابی
ذکر فرمائی ہین وہ سب بطور مویدات کی اس دلیل کے ذیل مین واقع ہین جو قطعی طور پر بغیر

اشتراط نص کی دلیل نوزدہم کا بطلان

قرآنی سے مدعا کو ثابت کر رہے ہے لیکن وہ مدعا آپکی مدعا سے مراحل بعید ہے - فی الواقع یہہ تقریر بلکہ تمام تقاریر جناب شاہ صاحب رحمہ اللہ علیہ کی نہایت متین و لطیف ہیں اور تحقیق حق کی داد دی ہے - ع - والفضل ما شہدت بہ الاعداء + لیکن آپکو کچھ مفید نہیں چنانچہ گذارش ہو چکا **قولہ** تاہم اسقدر لکھنے سے باز نہیں رہ سکتی کہ ایسی دلیل سے خلافت خلفاء ثلثہ کی صحیح معلوم نہیں ہوتی کیونکہ اونکا غیر منصوص علیہ ہونا ایسا واضح ہے کہ آپکی خاتم المحدثین نے تحفہ میں اسکا اقرار کر لیا ہے چنانچہ باب ہفتم تحفہ میں وہ یہہ تحریر فرماتی ہیں زیرا کہ خلفاء ثلثہ نزد اہلسنت نہ معصوم اند و نہ منصوص علیہ در افضلیت ہم گنجائش بحث بسیار است ہیں جبکہ خلیفہ کا منصوص علیہ ہونا آپکی خاتم المحدثین کے والد ماجد کی دلیل سے ضروری ثابت ہوا اور یہہ خلفاء اہلسنت کے ہی حسب اقرار صاحب تحفہ منصوص علیہ نہیں تو اونکی خلافت صحیح نہ ہی **اقول** ای حضرات اہل انصاف ذرا ہماری مدعی انصاف محب کے اس دلیل کو جو ابطال خلافت خلفاء ثلثہ رضی اللہ عنہم پر قائم فرمائی ہے ملاحظہ کیجیئے اور اوس سے آپکی غور فہم و غزارت علم اور مرتبہ اجتہاد و انصاف کا اندازہ فرمائیے اور دیکھیے حضرت کو کیسے پوچ و لچر شبہات سد راہ حق ہو رہی ہیں باایںہمہ دعوی یہہ ہے کہ ہمنے حق الیقین کا مرتبہ تحقیق مسائل میں حاصل کر لیا ہے اس دعوی کو دیکھیے اور اس دلیل کو ملاحظہ فرمائیے زمین و آسمان کے فرق سے زیادہ فرق پائیگا اگرچہ اس لغو دلیل کے ابطال کے اور اوسمیں تضییع اوقات کے چنداں ضرورت نہ تھی لیکن چونکہ ہماری محب نے اسے بڑے ناز و افتخار سے بیان فرمائی ہے اسلیے مناسب معلوم ہوا کہ مختصرا اوسکی بطلان پر متنبہ کیا جاوی - پس واضح ہو کہ اول تو آپنے یہہ غلطی کہائی کہ آپنے جو وجوب نص ازالۃ الخفا سے مستنبط کیا ہے اوسکو شرط اور موقوف علیہ صحت خلافت سمجھ لیا حالانکہ اگر بالفرض وجوب تسلیم ہی کر لیا جاوی تو مستلزم اشتراط نہیں دوسری بڑی خطا یہہ ہوئی کہ جو وجوب نص حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ کی عبارت سے سمجھا تھا صاحب تحفہ کی اعتراف عدم منصوصیت خلفاء کو اوسی نص پر محمول فرمایا جسکا وجوب عبارت ازالۃ الخفا سے سمجھا تھا

حالانکہ یہہ ایسی بدیہی غلطی ہے جس سے ادنی طلبہ بھی شرماوین جس شخص کو عبارت فارسی کے
سمجھنے کا تھوڑا سا بھی سلیقہ ہو وہ بخوبی سمجھہ سکتا ہی کہ صاحب ازالۃ الخفا نے نص سے کونسی
نص مراد رکھی ہی - یہہ سہی متنازعہ فیہ ہی یا کوئی اور ظاہر ہی کہ یہہ نص متنازعہ فیہ تو مراد ہی نہیں ہے
کیونکہ وہ عبارت جو ہم اوپر بیان کرائی ہین بدلالت مطابقی اسپر دال ہی وہ فرماتی وآن
نکتہ اینست کہ مراد ما از تعیین خلیفہ کہ بوجوب دلزوم آن لب بکشائیم نہ آنست کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نزدیک بوفات خود مسلمانان را جمع فرمایند و بیعت آن خلیفہ امر نمایند
یا بفعلی از افعال مفہم استخلاف درین حالت بعمل آرد - چنانچہ الحال بر تخت نشاندن وچتر بر سر
نہادن مفہم استخلاف میباشد اور بخوبی سمجھہ سکتا ہی کہ صاحب تحفہ نے عدم منصوصیت سے کونسی
عدم منصوصیت مراد رکھی ہی ظاہر ہی کہ وہ ہی عدم منصوصیت مراد رکھی ہی جو متنازعہ فیہ بین الفریقین ہی
اور وہ منصوصیت جسکا وجوب صاحب ازالۃ الخفا نے بیان فرمایا صاحب تحفہ کو اوسکا ہرگز انکار نہین
جسکا صاحب تحفہ کو انکار ہی وہ اوس سے بالکل جدا ہی پس یہہ ہماری مجیب کے فارسی دانی اور
خوش فہمی ہی کہ دونو کو ایک سمجھہ گئی - پھر ان باتو نپر کیا کچھہ دعوی انصاف ہی ہان اگر
آپ انصاف سے اپنی یہان کی روایات وعبارات کو ملاحظہ فرماوین تو معلوم کرلین کہ اونسے
عدم اشتراط نص ثابت ہوتا ہی زیادہ تکلیف کی ضرورت نہین صرف نہج البلاغۃ کی شرح
ابن میثم کو ملاحظہ فرمائیے - (ا) المیثاق ما لزمہم من بیعۃ ابی بکر بعد القاعہا ای فاذا
میثاق القوم قد لزمنی فلم یمکننی المخالفۃ بعدہ - اس عبارت کو بغور دیکھیے اور فرمائیے کہ خلافت
صدیقی آپکی نزدیک بہرحال غیر منصوصہ ہی تو پھر خلافت غیر منصوصہ کا میثاق لازم کیونکر
ہوا اس سے معلوم ہوا کہ اشتراط نص باطل بلکہ یہہ ہی دلیل بطلان اشتراط عصمت و افضلیت
کو بھی مثبت ہی اور اس دلیل سے صحت خلافت صدیقی مثل روز روشن ثابت ہی (۲)

سلہ میثاق وہ ہی جو کہ آپ پر بیعت ابی بکر اوسکی واقع کرنیکی بعد لازم ہوگئی یعنی ناگاہ قوم کا عہد مجہپر لازم ہوگیا
پھر اوس سے مجھی مخالفت مجسے نہو سکی ۱۲

اس خطبہ مین جسکی ابتدا یہہ ہی ومن خطبۃ لہ[۱] لما خصمھم روایت نقل فرماتے ہین الائمۃ
من قریش جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امامت کو عام قریش مین شائع فرما دیا تو
اوسکی دعوی تخصیص بعض ائمہ اثنا عشر مین محض تراشیدہ ہوئی بات معلوم ہوتی ہی اور نیز حقیقت
وہ نص جسکی ثبوت کا دعوی فرماتی ہین اسکی مخالف ہی شارح ابن میثم نے جواب کو بہی اسیجگہ
افادہ فرمایا ہی ملاحظ فرمایئیگا۔ (۳) وہ خطبہ جسکی ابتدا یہہ ہی ومن کلام لہ
الی معویۃ اما بعد فقد اتتنی منک موعظۃ اسکی شرح مین علامہ ابن میثم نے جو خط جناب
امیر کا نقل کیا ہی وکنت امراء من المہاجرین[۲] اوردت کما اوردوا واصدرت کما
اصدروا وما کان اللہ لیجمعھم علی الضلال ولیضربھم بعمی اس عبارت سے صاف
ظاہر ہی کہ جب مہاجرین کا اجماع خطا نہین ہو سکتا تو نص کا اشتراط باطل ہوا (۴)
اسی خطبہ مین اسکی بعد ہی مذکور ہی واما ما سویت[۳] بین اہل الشام واہل البصرۃ وبینک
بین طلحۃ والزبیر فلعمری ما الامر فی ذلک الا واحد لانہا بیعۃ واحدۃ الی قولہ
لانہا الخ اس عبارت کو بنظر تامل دیکہا جائی معلوم ہوگا کہ کس طرح سے اشتراط نص کو
باطل کرہی ہی اور اگر اطراف وجوانب کلام کو ملحوظ خاطر رکہیگا تو یہہ بہی معلوم ہو جائیگا کہ یہہ
دلیل من باب مجارات الخصم نہین ہی (۵) یہہ امر بہی اولی ہی کہ اگر معاذ اللہ خدا تعالی
ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ نص امامت واجب ہوتی تو وہ عام طور پر اسطرح
نص فرماتی جسمین کوئی خفا باقی نہ رہتا۔ بلکہ یہہ مرا معمول سے تہا اور جب اسمین نزاع
ہوئی والا ہے تو ضرورت کہ اکثر مجالس نشست و برخاست مین اسکی نسبت تنصیص
فرماتے بلکہ قرآن منزل مین بطور وحی متلو کے نازل ہو کر ورد زبان اکابر و اصاغر ہوتا کہ

---

۱ امام قریش مین سے ہونگے ۱۲ ۲ مین ہی ایک شخص مہاجرین سے ہون وارد ہوا مین جسطرح وہ وارد ہوے
اور لوٹا جسطرح وہ لوٹے اور اللہ انکو گمراہی پر اکٹہا نہ کریگا۔ اور انکو حق سے نابینا نہ بنایگا ۱۲ ۳ لیکن تو نی جو کچہہ اہل شام
اور اہل بصرہ مین اور اپنی مین اور طلحہ و زبیر مین فرق بیان کیا پس بخدا کی قسم صرف یہہ ایک ہی امر ہی کیونکہ ایک ہی بیعت ہے ۱۲

اور اوسمین ہر ایک امام کا نام تک بیان کیا جاتا تاکہ یہہ مسئلہ اوسمین محل تردد و انکار باقی
نرہتی - اور اگر بالفرض تنصیص مستفیض کے صورت ہین اور لوگ اسمین مخالف ہوتی تو شیعہ
خصوص امامیہ کی تو باہم کچہہ اختلاف واقع ہنوتا لیکن جب انکی بہی باہم تکاذب و تجاحد
پایا جاتا ہی - تو اس سی صاف یہہ نتیجہ نکلتا ہی کہ یہہ محض بنائی ہوئی باتین ہین نص نعوذ
کسیکی واسطی ہنین ہوئی پس نص یہہ ہی کہ جو نہج البلاغہ مین بایں الفاظ مروی ہے
الائمة من قریش اور نص وہ ہی جو آیات کلام مجید اور احادیث مرویہ اہل سنت سی ثابت ہی
(۶) محمد بن حنفیہ اور امام سجاد کا باہم تنازع اور حجر اسود کا حکم ہونا صاف دلیل ہی
کہ امامت منصوصہ ہنین ورنہ کیا محمد بن حنفیہ پر بہی مخفی ہوتا جو جناب امیر کا اوسی بازو کی ہتا اور
اگر محمد بن حنفیہ کو معلوم ہتا تو نہایت مستبعد ہی کہ نص خداوندی و رسالت پناہی مین توجہ نہ
چرا فرمائی اور حجر اسود کی فیصلہ کو منظور کر لیا حجر اسود کی فیصلہ کے نسبت اتنا اور بہی یاد رکہیگا کہ
اسمین بہی باہم اختلاف ہی بعض کہتی ہین کہ حجر اسود نے امام سجاد کی امامت کی تصدیق کے
اور بعض کہتی ہین کہ امامت محمد بن حنفیہ کے شہادت دی علاوہ اسکی اور بہت دلائل ہین جو
بعجلت وقت اونکی نقل کے فرصت نہین دیتا اسلیئے اسی پر اکتفا کرتا ہون - **قولہ** نص کے
بارہ مین حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کی تیسری دلیل یعنی اسی مقصد و فصل و مقدمہ مین صفحہ ۲۴
مین تحریر فرمائی ہین دلیل ثالث ہر کہ فن مغازی را تتبع نمودہ باشد البتہ میداند کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم ہرگاہ برای غزوہ از مدینہ شریفہ سفر میفرمودند شخصی را حاکم مدینہ میکردند
امر مسلمین را گاہی ہمل نگذاشتہ اند پس چون کوس رحلت از دنیا نواختند و غیبت کبری
پیش آمد آن سیرت مرضیہ خود را چرا رعایت نفرمایند اگر تامل کنی در رفت نامہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم شد روند رگذاشتن امت بغیر نسق محال دانی و اگر اصلاح عالم کہ سبب
بعثت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بود دست پیش نظر داری شاخ گذاشتن بنی آدم بعد
سعی بلیغ در تربیت و اصلاح آنہا تہافت و تناقض انگاری و اگر بہ سیرت علیہ آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم و نصب حکام و قضات و تفویض ہر امری بمستحق آن نظر بر گماری تغیر استخلاف پدر و کردن چنانکہ سنتی بمشابعہ شماری استقرا اکثر افراد و احوال و حکم کردن بموجب آن در افراد و احوال باقیہ یکی از ادلہ خطابیہ است کہ در معرفت احکام تا بن اکتفا نیتوان کرد و قصص نصب ثواب بعد بر آمدن در عزوات از آن واضح تر است کہ بنقل شمہ از آن احتیاج افتد انتہی یہہ دلیل بہی نہایت ہی متین و لطیف ہی اگر اہل حق بمعاملہ اہلسنت یہہ دلیل بیان کرتے تو حضرات شیعہ کیا کیا کچہہ نہ کہتے اور حماقت و عقل کے سخافت کی منسوب کرتے عقل و نقل کے خلاف فرماتی مگر چونکہ حضرت شاہ صاحب نے یہہ دلیل بیان فرمائی ہی اب مجال نہین کہ اسکے جرح و تسمیع مین چون بہی کرسکین — **اقول** اس ضعیف در واہی استدلال پر ہماری حبیب لبیب کا یہہ نازو افتخار و جوش و خروش قابل تماشا ہی اجی حضرت میر صاحب جناب کو اسکی بہی کچہہ خبر ہی کہ وہ مدعا جسمین حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس دلیل کو اپنا استدلال قرار دیا ہی کچہہ اور ہی اور وہ مدعا جسمین آپ اس دلیل کو کہینچا تانی کرکے بیٹہتے مین کچہہ اور ہی باہم ہر دو دعوونکی تغائر دیتا بین ہی گستاخی معاف پہر اگر اہلسنت حماقت و سخافت عقل کے طرف آپکو منسوب نکرین اور تحسین و تحسین نکرین تو اور کیا کرین کیونکہ حماقت کے کام پر کچہہ تحسین ہی نہین ہی — اور تغائر حضرت شاہ صاحب کے دعوی کا آپکی دعوی سے ایسا بدیہی ہی کہ محتاج بیان نہین اور ما قبل مین ہم کسیقدر بیان بہی کر آئی ہین اب بہی اگر شک ہی تو کسی فارسی خوان سے دریافت کر لیجیگا عبارت ازالۃ الخفا کی پڑہکر انشاء اللہ تعالے آپکو بتلا دیگا — اور اس دلیل کا آپکی مدعا مین جاری ہونا یہہ بہی ایسا بدیہی ہے چنانچہ اسکے سیقدر آپ بہی متنبہ ہوئی اور آئندہ عبارت مین بزعم خود اس اعتراض کو رفع کرنے مین تمام علم اصول و معقول کو خرچ کر ڈالا — چنانچہ اوسکی کیفیت ہم اوسی قول کے شرح مین آپ پر اور ناظرین پر واضح کرینگی چونکہ یہہ دلیل متین اور لطیف حسب اقرار سامی حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مدعا کو پوری پوری مفید و مثبت ہی

اور کچھہ گنجایش چون وچرا کی نہین ایسی ہی ہم کو کچھہ تامل ہی نہ آپ ہی کچھہ چون کر سکتے ہین لیکن
آپ کی مدعا کو جو شاہ صاحب مصر کی مدعا کی مباین ہی ہرگز مثبت نہین ایسی بحول اللہ و قوتہ اسکی
نسبت بہت کچھہ تغلیط کر سکتے ہین اور سب کچھہ کہہ سکتے ہین لیکن جناب کا یہہ خیال کہ یہہ
دلیل چونکہ شاہ صاحب نے بیان فرمائی ہے اسلیے ہم اسمین چون وچرا نہین کر سکتے محض غلط ہی منشاء
اوسکا یہہ ہی کہ اہل سنت کی کتابونکو بغور ملاحظہ نہین فرمایا ہمیشہ اہل سنت قول راجح کی تقویت
و ضعیف کی تضعیف و تزییف کرتے رہتے ہین اگر آپ ازالۃ الخفا کو بھی دیکھینگے تو اس دعوی کا
ثبوت پائینگے۔ **قول** اگرچہ شاہ صاحب کی پہلی کلام اس دلیل مین استقرا کیطرف راجع ہی
لیکن پیش روی کلام صریح دلالت کرتے ہی کہ یہہ دلیل قیاس بالاولویت پر بالاتفاق معتبر ہی
اور عقل بھی اوسی کیطرف ہی پھر حسنہ دلالت کرتے ہی راجع ہی۔ **اقول** یہہ ہی قول ہی کہ جسمین
ہماری مجیب لبیب نے اپنا علم صرف خرچ فرمایا اور چند اصطلاحات بطور دفع دخل مقدر ذکر فرمائیں
لیکن مثل مشہور ہنوز دلی دور است مطلب کو نہہ پہنچے تو ذرا ایسی غلطیون مین علمان و پیچان ہوئی
کہ جو حضرت کے دعوی فضل و کمال علم و اجتہاد کی نقیض پر واضح دلائل ہین پس واضح ہو کہ ہماری
فاضل مجیب نے اس دلیل کو قیاس بالاولویت قرار دیا اور یہہ فاحش خطا ہی کیونکہ قیاس بالاولویت اگر
تسلیم کرلین تو قیاس ہی اسجگہ ہرگز جاری نہین ہو سکتا اسکی مثال ولا تقل لہما اف سی اثبات
حرمت ضرب و شتم ہی جو بالاولی حرمت تافیف سی مفہوم ہوتے ہی اسجگہ اصل مین حرمت کا
حکم منصوص ہی کہ حق تعالی شانہ نے بنص متلو حرمت تافیف بیان فرمائی تو چونکہ اصل مین
یہہ حکم قطعی تہا اور فرع مین بالاولویت ثابت ہوا تو قطعی ہوا بخلاف المتنازع فیہ کی کہ اسمین
نہ اصل اصل ہی نہ فرع فرع نہ اصل مین حکم وجوب بنص قطعی ثابت ہی بلکہ نفس وجوب بھی ثابت
نہین پس جسکو فرع قرار دی رکہا ہی اسمین کیونکر وہ حکم بطور وجوب قطعی کی ثابت ہوگا
تفصیل اس اجمال کی یہہ ہی کہ احوال و سیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو سفر غزوات وغیرہ
مین پائی جاتے تہی۔ اس امر پر دال ہین کہ آپ نے جب کبہی سفر فرمایا تو کسیکو مدینہ پر خلیفہ و حاکم

مقرر فرمایا اب اسکو بنظر غور ملاحظہ فرمائیے کہ آپکی قیاس بالاولویت کی اگر اصل ہے تو یہہ ہے سفر
غزوات وغیرہ ہے پس اسکی اصالت کو دیکھیے اور یہہ دیکھیے کہ اسمین حکم کونسا ہے اور وجوب اسکا
کس دلیل سے ثابت ہے اور علت اوس حکم کی کیا ہے اور جبکہ اصل کی یہہ کیفیت ہے تو فرع
کی کیا حالت ہوگی پس اسکا قیاس بالاولویت کہنا صریح غلطی ہے۔ علاوہ ازین لفظ لیکن
کو تتمہ جملہ سابقہ کا استدراک فرمایا جسکا حاصل یہہ تھا کہ شاہ صاحب کی آخر کلام
استقرار کی طرف راجع ہے اگر اس استدراک سے یہہ غرض ہے کہ ہرگاہ شروع کلام اس دلیل
کی قیاس بالاولویت ہونے پر دلالت کرتی ہے تو راجع الی الاستقرار ہونے کا اعتبار نہ ہوا
تو صریح غلط ہے کیونکہ آخر کلام اول کلام کے لیے مغیر ہوتی ہے نہ بالعکس سو قیاس بالاولویت
ہونا باطل ہو نہ رجوع الی الاستقرار۔ معہذا جبکہ دارمدار تتبع و استقرار احوال پر ہے تو
اوسکو کوئی کیونکہ رفع کرسکتا ہے اور اگر غرض یہہ ہے کہ قیاس بالاولویت جو شروع کلام سے
مفہوم ہوتا ہے وہ اس دلیل مین بجائے خود معتبر ہے اور رجوع الی الاستقرار جو پچھلی کلام سے
معلوم ہوتا ہے وہ اپنی جگہ معتبر ہے اور ایک دوسرے کو مزاحم و مصادم نہین تو
اوس سے بھی زیادہ بدیہی غلطی ہے کیونکہ یہہ ایک دلیل ہے جو اعتبار قیاس بالاولویت
اس دلیل کے قطعی ہونے کو مستلزم ہے اور اعتبار رجوع الی الاستقرار اسکی ظنیۃ کو مقتضی ہے
تو ایک ہی دلیل قطعی بھی ہوئی اور ظنی بھی۔ معہذا اتنا تو آپ بھی جانتے ہونگے کہ قطعی
اور غیر قطعی سے مرکب قطعی نہین ہوسکتا پھر معلوم نہین کہ اس استدراک نے آپکو کیا
فایدہ دیا اور بفرض محال اگر قیاس بالاولویت ثابت بھی ہو تو آپکو کیا مفید ہے اسکی بعد
اسقدر اور گذارش ہے کہ یہہ بھی واضح رائے عالی ہے کہ قیاس بالاولویت کو قیاس کہنا
صرف علامہ طوسی کے نزدیک ہے ورنہ آپکی یہان محقق[۱] وغیرہ نے اسکی قیاس ہونے سے
انکار کیا ہے معالم الاصول بحث قیاس مین مذکور ہے۔ ذہب العلامۃ فی التہذیب وکثیر من العامۃ

۱؎ علامہ طوسی تہذیب مین اور بہت لوگ عامہ مین سے اسطرف گئی مین ۱۲۔

الی ان تحدیثا الحکم فی تحریم التافیف لم انواع الاذی النزاید عنه من باب القیاس وسموہ بالقیاس الجلی[۱] واتکر ذلک المحقق وجمع من الناس - اور جو لوگ کہ اسکو قیاس ہونے کے منکر ہین وہ اسکو مفہوم الموافقہ اور فحوی الخطاب وغیرہ اسماء سے مسمی کرتے ہین اس سے یہہ بہی معلوم ہو سکتا ہی کہ یہہ بجز منصوص کے دوسری جگہ جاری نہین ہو سکتا پہر معلوم نہین ہماری فاضل مجیب باایہمہ علم وفضل ایسی کیون بہکی کہ اپنی اصول و فروع کی بہی خبر نہ لیی - ہم نے مانا کہ حضرت کا قیاس بالاولویت عقلاً معتبر ہے لیکن کہان معتبر ہے جسجگہ جاری ہو اوسیجگہ معتبر ہی یا جسجگہ جاری نہو وہان بہی اسکو معتبر سمجہیگا اگر وہان بہی معتبر ہے تو بجز اسکی کہ اوسکی اعتبار کرنے والی صرف ہماری فاضل مجیب ہی کی عقل ہو اور کسی فرد بشر کی نہو گی - واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم **قولہ** اور سینی پر اسی صفحہ مین فرماتے ہین ولیس رابع اگر شریعتی را کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم برای دفع مفاسد عالم و اصلاح جہانیان بہی آوردہ بچشم عبرت تتبع کنی شک نداری درانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آن مقربات کہ افراد بنی آدم را از حضیض بہیمیت باوج ملکیت رساند بیان فرمودہ بعد آزان ہرچہ حاجت آن ناس است از آداب معیشت ومکاسب ومعاملات وتدبیر منازل وسیاست مدن ہمہ را مشروع ساختہ وہر نا بایستی کہ درانجا بود از آن منع وزجر نمودہ وازان ہمہ گذشتہ تحسینات وسد ذرائع مفاسد ودواعی اثم را بوجہ اتم مبین گردانید وہر چیزی بیان کردہ ارکان وشروط وآداب مفصل ساختہ مثل این حکیم دانا ومشفق مہربان عقل تجویز میکند کہ امت خود را درعین مہلکہ بسپارد وتدبیر خلاص ایشان نفرماید درغزوہ تبوک متوجہ شام شود واماره قوة غضبیہ رومیہ کنند وایشان را تخویف نماید ونامہ بکسری نویسد کہ آتش غیرت بسبب آن بر مانع او رسد و وی از کمال رعونت خود قاصدی پیش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرستد وقصد اہانت کند ومتنبیان مانند مسیلمہ کذاب

---

[۱] کہ اوس حکم کا تعدیہ جو حرمت تافیف مین ہی انواع تکلیفات کیطرف جو تافیف سے زیادہ ہین باب قیاس سے ہی اور اسکا قیاس جلی نام رکہا ہی اور محقق اور ایک جماعت نے اسکا انکار کیا ہی - ۱۲ -

داسود عنسی باز زمین عرب برخاسته باشند و مردم ضعیف الاسلام در پی ترویج کفر افتاده باشند
و سور قرآن مانند عصا فقیر در دست مردم پراگنده باشند بحکمته این حکیم دانا و رافت این مشفق
مهربان مناسبت دارد که تدبیر اصلاح عالم ناکرده امت خود را زیر نسق خلیفه سپرده انعام
بجا نزد - سوال اگر گوئی همه احکام در شرع مبین نشده است بلکه بسیاری از احکام بقیاس مجتهدین
حواله گذاشته اند نصب خلیفه هم از احکام غیر مبینه باشد گو - جواب گوئیم چیزی که در زمان
آنحضرت صلی الله علیه وسلم واقع بود خبر آن تا آن حضرت رسیده لابد اصلاح آن حضرت صلی الله
علیه وسلم فرموده است اگر خیر است تقریر نموده و اگر شر است منع فرموده و الا تقریر بر معصیت
لازم آید و آن محال است و تضاد عصمت و چیزیکه قریب الوجود و قریب الحصول بود آنرا بیان
فرموده آری آنچه بعید الوقوع است اشارت بشبهات تا آن نکرد و آن عین رحمت است حکما نیکه
بقیاس مجتهدین حواله کرده اند آن وقایع بعید الوقوع است نه قریب الوقوع و واقعه که تقریر
آن کردیم قریب الوقوع است پیش پا افتاده که هر عاقلی وقوع آنرا بعد عدمی اند نشان
بین القبلتین باز بر قیاس مجتهدین اندرا حواله کرد که عقل به تحقیق ان مشتغل باشد نه آنچه تعبدی
محض باشد و تعیین خلیفه که در زمان آینده تغییر و تبدیل نکند و سعی او مفید مطالب
مقصوده باشد امری موکول ترجمان لسان غیب که عقل را مدخل نتوان بود - انتهی غور فرایئے
کہ اس دلیل کا ہر حرف ہماری مدعا کو کیسا ثابت کرتا ہے اور وہ چاروں اصول انعقاد بیعت
خصوصًا اصل اول کہ حضرت شاہ صاحب نے اس کتاب کے شروع مین لکہی ہین کیسی بانشو‌ونما
ہوگئی بخوف طوالت زیادہ نہین لکہہ سکتی **اقول** یہہ دلیل بہی مثل دلائل سابقہ
ہمارے فاضل مجیب کے مدعا سے بمراحل بعید ہے کیونکہ اولًا یہہ دلیل بہی دلائل خطابیہ مین سے
اور ظنی ہے تو اس مدعا کو جو اصل اصول دین مین ہے ہرگز مثبت نہوگی - ثانیًا جو نص
کہ اس عبارت سے مفہوم ہوتی ہے یا اوس نص پر محمول ہے جو مدعا شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ
کا ہے اور یا اوس نص پر حمل کیجیگا جو ہماری فاضل مجیب کا مقصود بالاثبات ہے اگر نص

احتمال وہی بعض مراد ہو جسکی اثبات کی مجیب درپی ہین تاہم مانع کو گنجایش ہی کہ وہ اس
استدلال کو منع کری اور وہ یہہ کہی کہ محتمل ہی کہ وہ بعض مراد ہو کہ جو مدعا حضرت شاہ صاحب
رحمۃ اللہ علیہ کا ہی اور قاعدہ ہی اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال تو یہہ استدلال جب تک
کہ رفع احتمال کیا جاوی باطل ہوگا اور اس احتمال کا رفع ہونا محال ہی اور ظاہر ہی کہ اگر
اس بعض کو اوسپر محمول کیا جاوی جو شاہ صاحب کا مدعا ہی اور بروی عقل ونقل اوسی
پر محمول ہی تو اس صورت مین اس دلیل سی ہماری مجیب کے مدعا کی ثبوت کی کوئی سبیل
نہین - باقی رہا یہہ جواب فرماتی ہین کہ اس دلیل سی چارون اصول انعقاد بیعت کے
خصوصاً اصل اول ہبا منثورا ہوگئی سو یہہ ہماری فاضل مجیب کے خوش فہمی ہی منشا اوسکا
یہہ ہی کہ اول بعض سی وہ بعض سمجھی جو اپنا مدعا تھا بعد اوسکی یہہ سمجھی کہ یہہ بعض انعقاد کی بہی
کافی تہی حالانکہ یہہ ہر دو امر فاسد ہین نہ بعض سی وہ بعض مراد ہی جو مجیب نے سمجہہ رکہی ہی
اور نہ یہہ بعض انعقاد کیلیی کافی ہی کیونکہ یہہ بعض محض کاشف وقایع اور مثبت استحقاق ہی
پس بطلان اصول کا دعوی محض غلط فہمی ہی ناشی ہے اور بنا فاسد علی الفاسد -

قولہ پہر صفحہ ۴۷ مین فرماتے ہین دلیل خامس غلبہ بر جمیع ادیان در رسالت آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم منطوی بود کما قال عز من قائل هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی
وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ وَلَوْ کَرِهَ الْکَافِرُوْنَ وکما روی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
بالتواتر انہ بشر بفتح فارس والروم فی اول بعثتہ بمکۃ وفی اول قدومہ بالمدینۃ وعند وفاتہ
واگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تقریب عباد بآن فریضہ مختومہ نکنند اداء واجب نکردہ باشند
حاشا من ذلک زیرا کہ فتوح فارس وروم از آن قبیل نیست کہ بدون نصب خلیفہ راشد میسر شود
وتحقق ایجاب خلیفہ اتی خلیفہ کان کفایت نمیکند زیرا کہ برای امر قوت نفسی مساعد
نیست تحقق باغیر مستحق مشتبہ ست وترعہ اختیار برای کسی زدن کہ برای آن موفق باشد
واین امر مرئی میسر گردد ومعلوم است این بیرون نیست ومقدمۃ الواجب واجبۃ وفتنہ

نبوت معلوم آنحضرت صلی الله علیه وسلم بود که پیدا شد نیست بنزول یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا
مَنْ یَرْتَدَّ مِنْکُمْ عَنْ دِینِهِ و اول این فتنه در زمان شریف ظهور کرد که مسیلمه کذاب و اسود عنسی
سر بر داشتند و بانقطاع معلوم بود که آن متنبیان و مرتدان اگر دست یابند ملت اسلام را برهم
زنند و مسلمانان را استیصال سازند و دفع این فتنه سوای نصب خلیفه راشد ممکن نیست و نه هر خلیفه
باشد بلکه شخصی عزیز القدری که بنده سر غیب برای این امر عظیم تعیین فرماید و دفع ضرر واجب است
و حقیقت حَرِیصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِینَ رَءُوفٌ رَحِیمٌ بعینه بتقریب تحریر و تعبیه از شر متحقق نمیشود و قال الله تعالی
إِذْ قَالُوا لِنَبِيٍّ لَهُمُ ابْعَثْ لَنَا مَلِكًا نُقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۔ اگر درین آیت فهم خود را کار فرما شوی
بدانی که مقاتله با کفار اتفاقاً و دفعتاً بغیر نصب خلیفه امکان نیست و هر خلیفه آن قائم نمیتوانند شد
بل واحد بعد واحد و تمیز این واحد از عقول عامه خارج ست پیغامبری باید که از ملقی غیب تعیین
آن فرماید و فتنه اختلاف ظاهر بیان و در تعیین خلافت فرو نشاند و آتش شغب قدح کنندگان
بعض معایب عرفیه و مثالب ترهیبه بآب زلال معارف حقه اطفا نماید و اگر تاریخ ملوک عجم خوانی
البته بدانی که در مثل این حالات مضطر شده اند بنصب بادشاهی عزیز الوجود و در تعیین آن بجا
گاهی بذیل نجوم متمسک میشدند و گاهی بر رؤیا و استخاره و گاهی بفراست حکیمی بر کهانت او اعتماد
داشته باشند و خبریات این قصص از حد شمار بیرون ست و اگر یاد نداری مگر قصه رای زدن
زال دستان بعد قتل نوذر گفتن او ۔ بیت نزیبد بهر پهلوی تاج و تخت * بیاید یکی
شاه فرخنده بخت * که باشد برو فره ایزدی * بتابد زگفتار او بخردی * و در آخر کار
برزد و طهماسپ اتفاق نمودن و قصه ضعف سلطنت کاوس در وقت پیری او و خواب دیدن گودرز
که صلاح سلطنت فارس بخلافت کیخسرو خواهد بود و گیو را فرستادن برای آوردن کیخسرو از
اقصای توران این نیز کفایت میکند ۔ انتهی ۔ اقول ۔ اگرچه آپ جانتی هین که ان فصیح
کلمون اور ان عمده عبارتون نے حضرت شاه صاحب کا کیا مطلب هی مگر الحمد لله که یه هی
تقریرین همارا مدعا ثابت اور آنکا مطلب باطل کرتی هین کیونکه جب ان دلیلون نے خلیفه

نص کا وجوب ثابت ہوگیا تو ہمارا مطلب بکمال وضوح حاصل اور اس باب مین آپکی تمام شبہی دفع
و باطل ہوگیی۔ **اقول** یہہ دلیل بہی مثل دلائل گذشتہ کے ہرگز آپکی مثبت مدعا نہین ہے۔
اور اگرچہ آپ اس دلیل کے تعریف فرماتی ہین اور اوسکو تسلیم کرتے ہین اور اپنا مثبت مرام
اعتقاد کرتے ہین لیکن فی الحقیقت اگر آپ نظر غور سے ملاحظہ فرمائینگی تو آپکو واضح معلوم
ہو جائیگا کہ یہہ دلیل آپکی خرمن مطالب کے لیے صاعقہ آتش بار ہی کہ جسنی اصول مطالب کا
بیخ و بن سے استیصال کردیا قطع نظر مفاسد استدلالات سابقہ کی جو یہان بہی لازم آتی
ہین اس اجمال کے شرح ذرا گوش انصاف و ہوش سے سنیی واضح ہو کر مختصر اخلاصہ مطالب
دلیل یہہ ہی کہ خداوند تعالے شانہ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت سے دین اسلام کا
جمیع ادیان پر غالب کرنا منظور تہا چنانچہ لیظہرہ علی الدین کلہ ارشاد ہوا اور نیز وعدہ تہا
کہ دین اسلام کو تمکین کامل دینگی اور خوف کو زائل کردینگی اور اوسکی جگہ امن تام عطا فرمائینگی پس
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عالم بقا کیطرف رحلت فرمائی اور یہہ امور حجاب قوۃ سے
منصہ فعلیت پر جلوہ گر نہوئی کیونکہ خود دو سلطنتین عظیمہ پہلو بہ پہلو تہی وہ اسوقت تک
اس قوت و شوکت پر تہی کہ جنکو ہر طرح غلبہ تہا اور اونسی ایمن ہونا بعقل سلیم ہرگز تسلیم
نہین کرسکتی تہی تو لامحالہ ایسی شخص کے ضرورت ہوئی جو نبی کے قائم مقام ہو اور اوسکا
فعل بمنزلہ فعل رسول ہو اور مراد خداوند تعالے کی ظہور کا چارہ بنی ہو دو سلطنتین پامال
ہون مرتدین نے جو اسوقت سر اوٹہایا تہا اونکی سرکوبی فرمادی اور نائرہ فتن معاندین کو اب
تدابیر حسنہ سے فرو کری اور جسقدر امور داخلی و خارجی مین تشتت ہو اوسکو منتظم فرماوی
اور ایسی شخص کا دریافت ہونا عقول عامہ سے خارج ہی تو اسلیی ضرور ہی کہ ایسی عزیز الوجود کو
خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیب سے تلقی فرما کر متعین فرمادی کہ جسکی ہاتہہ پر یہہ مہمات
سر انجام ہون اب ہم اسکی بعد اس دلیل کے مطالب کو آپکی ائمہ کی حالات سے مطابقت کرکے
دیکھتی ہین تو مثل روز روشن صاف اور واضح طور پر معلوم ہوتا ہی کہ اون حضرات کے

ہاتھون نہ روم فتح ہوا نہ فارس فتح ہوا نہ مرتدین کی بیخ کنی ہوئی نہ اسلام غالب و شائع ہوا نہ دین کی تمکین ہوئی نہ خوف زائل ہوا نہ امن حاصل ہوا بلکہ برخلاف اسکی ہمیشہ خائف و مختفی و غیر مامون رہے دین ہمیشہ مغلوب رہا کفار و منافقین کی خوف سے ہمیشہ جھوٹ بولتی رہی اور غلط مسائل امت کو بتلاتی رہی ثقل اعظم آجتک تیرہ سو برس گذر گئی وہی محرف اور غلط امت مین مروج رہا کبھی اوسکو نہ سنبھالا ثقل اصغر کے ساتھ کیا کچھ سلوک ہوئی اور کچھ اوسکا چارہ نہو سکا بلکہ خلعت خلافت حقہ اپنی بدن سے جدا کرکے ایک ایسی غیر مستحق کو عطا فرما دیا کہ جس سے کیا کچھ دین و اسلام مین فتن پھیلی کہ جنکی نظیر شاید عالم مین نہو پھر کیا ایسی ہی اشخاص غیب سے انصرام مہمات کے لیے متعین ہوتی ہین اور ایسے حضرات معاذ اللہ بقول آپکی جو انحطاط دولت دین کے جارحہ ہوئی سبب غلبہ دین کے ہوسکتی ہین سبحانک ہذا بہتان عظیم۔ ہم کہانتک عرض کرین درخانہ اگر کس ہست یک حرف بس ست پس اگر بفرض محال اس دلیل سے وجوب نص مدعا بہا ثابت ہوجاوی تو اوسکا مصداق کونسی ائمہ کو قرار دیجیگا۔ اور ثبوت اشتراط نص محال ہے وجوہات گذشتہ سے یہہ امر بخوبی واضح ہوچکا ہے اعادہ کی ضرورت نہین۔ **قولہ** اگرچہ اسیقدر طول ہوگیا مگر شاہ صاحب کا ایک دقیقہ اور سن لیجیے پھر فضلیت کے دلائل گوش توجہ سے اصغا فرمائیے انصاف کرنا آپکا کام ہے عبارت مسطورہ کی متصل ہی فرماتی ہین واینجا دقیقہ ایست اگر فہم کنی اکثر معضلات آسان شود سنۃ اللہ جاری است بر آن کہ چون اکثر خلق بشدتی در مانند مدبر السموات والارض الہامی یا تقریبی میفرستد تا اصلاح عالم بآن تدبیر و رفع شدت صورت گیرد بعثت رسل و نصب مجددین بر سر مایہ و چیزہا ئی بسیار متفرع برہمین اصل است مرئی کہ بعثت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در وقت غلبہ کفر در آفاق تقاضا کردہ است۔ کما جاء فی الحدیث القدسی ان اللہ مقت عربھم وعجمھم الا بقایا من اھل الکتاب۔ وانی اردت ان ابتلیک بھم وان ابتلیھم بک الحدیث

ہمان سر چون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم از عالم ادنی بعالم اعلی انتقال فرمود ہنوز ظہور دین حق چنانکہ می بایست نشدہ و اسباب اختلال دین حق بہم رسیدہ بار دگر بہ رفع از روی عہد کشاد و تعیین خلیفہ ثم خلیفہ نمود تا آنکہ مراد حق تمام شد و موعود او منتجز گشت و چنانکہ معرفت شخصی کہ متحمل اعباء نبوت میشود از علوم بشر خارج است و لہذا جاہلان گفتند لولا نزل ہذا القرآن علی رجل من القریتین عظیم ہمچنان معرفت شخصی کہ اعباء خلافت حمل نماید و آن مراد حق بکمال رساند مقدور بشر نیست انہمہ تدبیر غیب است کہ از پس پردہ کارہا میکند و لابد است کہ پیغامبر آن شخص معین ارشاد فرماید انتہی بقدر الحاجۃ۔ یہہ کلام بلاغت نظام اہل حق کے مطلب کو نہایت ہی صراحت سے ثابت کرتے ہیں اور طالب حق کو ہدایت کے منزل پر پہونچاتی ہے کیونکہ اس سے بذریعہ وحی یزدانی و ارشاد رسول ربانی خلیفہ کا منصوص علیہ ہونا ہر اولی و اعلی پر بالوجوب ثابت ہے اور یہہ بہی صاف ظاہر ہے کہ انسان کا مقدور نہیں کہ متحمل اعباء خلافت اور لائق مسند امامت کو پہچان سکے **اقول** اس کلام بلاغت نظام کی نسبت جسقدر تعریف و توصیف مدح و ثنا فرمائی بجا و درست ہے وہ اسی کے قابل ہے لیکن مین اس تعریف کے نسبت وہ اور کہتا ہون جو جناب امیر رضی اللہ عنہ نے کسی موقع پر فرمایا ہے کلمۃ حق ارید بہ باطل اگرچہ دلائل سابقہ کی جوابات مین اُنکی تمام استدلالات کا بخوبی ابطال ہو چکا ہے لیکن یہان بہی اسقدر گذارش ضرور ہے کہ یہہ جو آپ فرماتے مین کہ اس سے بذریعہ وحی یزدانی و ارشاد رسول ربانی خلیفہ کا منصوص علیہ ہونا بالوجوب ثابت ہے یہہ بالکل غلط ہے کیونکہ ظاہر ہے کہ وجوب سے مراد حسب قاعدہ وجوب علی اللہ ہے اور اس دلیل سے وجوب علی اللہ کا عدم ثبوت اجلی بدیہیات سے بہی زیادہ واضح ہے بلکہ وجوب علی اللہ کا بطلان جابجا قرآن مجید اور احادیث رسول کریم صلوات اللہ علیہ وسلامہ اور اقوال ائمہ سے ثابت ہے معہذا اگر معاذ اللہ خدا تعالی پر بعث رسل و استخلاف ائمہ واجب ہے تو اوسکی علت غائی یہہ ہے کہ عالم کے اصلاح ہو اور وہ شدت کہ جسمین لوگ مبتلا ہون رفع ہو جاوے تو اصلاح

[illegible] کا ابطال

عالم کی پیشتر واجب ہوئی اور جب اصلاح عالم کی خدا تعالی پر واجب ہوئی تو پہر وقوع فساد بجز اسکی
کیونکر ممکن ہی کہ خدا تعالے تارک واجب ہو تو جب وقوع فساد ممکن نہوا تو بعث رسل کی کیا
ضرورت رہی اور اوسکا وجوب محض لغو ہوگیا تو وجوب نص خود اس دلیل سے باطل ہوگیا
علاوہ ازین جو عبارت کہ مابعد متصل اس عبارت منقولہ کے مذکور ہی اور جسکو ہماری فاضل مجیب
اپنی مخالف مطلب سمجہکر نہین لکہی ہی وہ خود اس استدلال کو بیخ و بن سے اوکہاڑ رہی ہی
حضرت شاہ صاحب سم اس عبارت منقولہ کے بعد ہی فرماتی ہین۔ و اگر فرض کنیم کہ بعض الوہم
تعیین بگذارد و آن نخواہد بود الا او جہت اعتماد بر تکفل الٰہی کہ یابی اللہ والمومنون الا ابا بکر اس سے
صاف ظاہر ہی کہ جب کہ خداوند تعالے شانہ اسکی سرانجام کا متکفل ہوچکا تو ضرورت نہین رہی
کہ تعیین و تخصیص خاص فرماوی تو وہ نص جسکی آپ تمام عبارت مین دربی اثبات ہین ہبا
منثورا ہوگیی۔ آپکو چاہئیی کہ آپ خاص نص مدعا یہ کی ثبوت کی لئیی دلیل کے فکر فرماوین ورنہ
دلیل عام کے ضمن مین مدعا خاص کا ثبوت محال ہی۔ اور یہ جو آپ فرماتی مین کہ بشر کے مقدور
نہین کہ متحمل اعباء خلافت اور لائق مسند امامت کو پہچان سکی اس سے اگر مراد یہہ ہی کہ جو خلافت
کی بوجہہ کو اوٹہا سکی اور مواعید خداوندی استخلاف سے اوسکی ہاتہون پر پوری ہون اور کفار
و فجار و فساق و اشرار کا ہم پایہ و ہم نوالہ نہ بنی تو مسلم نفس الواقع ایسی شخص کے پہچان مقدور
عوام الناس نہین لیکن یہہ ظاہر ہی کہ انکو کچہہ مفید نہین اور اگر مراد یہہ ہی کہ ایسی خلیفہ کی
پہچان مقدور بشر نہین ہی جو بوجہ خلافت اوٹہا نسکی بلکہ کفار و فجار کے ہمیشہ ہم پایہ و ہم نوالہ
رہی بلکہ اوسکی مسامحت و مداہنت اور ضعف اور جبن کے سبب دین اسلام تباہ و برباد ہو اور
با وجود قدرت کے کسی امر کی اصلاح اوس سے نہو سکی یا فرض کرو ایسا شخص ہو کہ جسکی نسبت
انصرام مہمات خلافت مین تردد ہوا اور یہہ معلوم نہو کہ سرانجام امور خلافت اس سے ہوسکیگا
یا نہو سکیگا تو یہہ غیر مسلم بلکہ بالبداہت غلط ہی کہ محتاج دلیل نہین پہر با وجود اپنی علماء کی تصریحات
دیکہنی کے جو ائمہ کے حالات کے متعلق ہین یہہ فرمانا کہ اونکی پہچان مقدور بشر نہین

آپ ہی کے علم و انصاف پر زیبا ہی۔ علاوہ اوسکے اس پہچان اور عدم پہچان کا قضیہ تو خود
حضرت امیر علیہ السلام نے ہی فیصل فرما دیا اور اون خطبات مین جو نہج البلاغۃ اور اوسکی شرح مین
منقول ہین یہہ قصہ چکا دیا شرح اس اجمال کی یہہ ہی کہ علامہ ابن میثم بحرانی اپنی شرح کبیر نہج
البلاغۃ مین اوس خطبہ کی شرح مین جسکا عنوان یہہ ہی ومن کتاب لہ علیہ السلام الی معویۃ اما بعد فقد
اتتنی منک موعظۃ موصلۃ الخ فرماتے ہین وکنت امرءً من المہاجرین اوردت کما اوردوا
واصدرت کما اصدروا وما کان اللہ لیجمعہم علی ضلال ولیضربہم بعمی جس سے صاف معلوم
ہوتا ہی کہ اہل حل و عقد مہاجرین و انصار جسپر اتفاق کرلین اور مجتمع ہوجاوین وہی امام و خلیفہ
برحق ہی خواہ وہ اون امور کی حصول کو جو مقاصد خلافت ہین اوسکی نسبت جسکو امام بناوین
معلوم کرین یا نکرین اور پہچانین یا نہ پہچانین کیونکہ بشہادت جناب امیر علیہ السلام اونکا اجماع
ضلال پر محال ہی تو معلوم ہوا کہ حسب ارشاد جناب امیر علیہ السلام بیعت اہل حل و عقد کافی ہی چنانچہ
دوسری خطبہ مین بھی اوسکو بعبارۃ ... فرمایا وانما الشوری للمہاجرین والانصار فاذا اجتمعوا
علی رجل و سموہ اماما کان ذلک للہ رضی اس ارشاد سے بداہۃً واضح ہی کہ اجماع اہل حل و عقد خلاف
مرضی حق ہو نہین سکتا تو حسب ارشاد جناب امیر علیہ السلام آپکا یہہ کہنا نہین کہ ہم پر امام کی پہچاننی ہی
اوسکی منصوص ہونے پر ... قولہ ... تقریر یہ ہی کہ ہم کہتے ہین
کہ چونکہ امامت مین عصمت شرط ہی اور عصمت کا علم بغیر ... نہین اسلیے ضروری ہی کہ امام منصوص من
اللہ والرسول ہو۔ پس فرق لفظ عصمت کے ہونے نہونے مین ہی ورنہ مطلب ایک ہی
اقول اول تو یہہ ہی غلط کہ جز عصمت کے آپکی تقریر مین اور حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کی تقریر
مین درباب نقل کچھہ فرق نہین کیونکہ اولاً آپ اسکو وجوب علی اللہ کے قائل ہین اور حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمۃ
اوسکی قائل نہین اور نہ کوئی عاقل مومن اوسکا قائل ہوسکتا ہی۔ اور ثانیاً آپ ایک نفس کے فرض خاص کے
مثبت ہین جسکا اثبات نہ عقل سے ہوسکتا ہی نہ نقل سے اور شاہ صاحب رحمۃ اللہ کے بیان سے
ہرگز اوسکا اثبات نہین ہوتا۔ معہذا یہہ فرق جو عصمت کے ہونے نہونے کا ہی کہ جو فرق

ضیاء و ظلام کے فرق سے بھی زیادہ ہے کیا آپکے نزدیک کچھہ فرق نہیں ہے - اسکی اوپر تو دلیل
کی صحت و غلط ہونے کا مدار ہے - چونکہ عصمت خود باطل ہے چنانچہ گذارش ہو چکا اسلیے جو
اوسپر مبنی ہے وہ بھی از قبیل بنا بر فاسد علی الفاسد اور باطل ہے اور حضرت شاہ صاحب کی
دلیل ایک ایسی امر حق پر متفرع جسمین مخالفین کو بھی چون کرنے کی گنجایش نہین ہے - پس
ان مین تو کچھہ فرق نہ سمجھنا اور اس دلیل کو بعینہ اپنی دلیل سمجھنا اور یہہ کہنا کہ ورنہ مطلب ایک ہی
ہے یہ ہی مجیب صاحب جیسے مدعی انصاف کے سوا کسی دوسری عاقل کا کام نہین - **قولہ**
اگر حضرات اہل سنت ہماری تقریر لفظ عصمت کے سبب پسند نفرما دین اور اس سے گھبرائین
اور انکار کے لیے آمادہ ہون تو حضرت شاہ صاحب کی یہہ عبارتین جو اوپر مذکور ہوئی پیش نظر
رکھین اور ہماری لفظونکا خیال نفرما کر نزاع لفظی نفرما دین بلکہ مطلب کے اتحاد پر نظر کر کے
اسکو تسلیم کرین اگر ہم عبارت منقولہ از ازالۃ الخفا پر بسط سے گفتگو کرتے تو ایک کتاب ہو جاتی
اور بہت طول ہوتا محض اسی خیال سے صرف اشارات ہی پر اکتفا کیا گیا حضرت مجیب صاحب
بغور انکو ملاحظہ فرمائین انہین عبارت سے عصمت بھی بخوبی ثابت ہے بلکہ اگر نظر دقیق سے دیکھا
جا سے تو عصمت کی ہی لیے ان امور کی ضرورت ہے جو شاہ صاحب نے بیان فرمائی ہین مگر چونکہ خلفاء
ثلثہ مین عصمت مفقود ہے اون معانی کو اور الفاظ سے بیان کیا ہے انصاف کے یہہ ہی
معنی ہین - **اقول** بفضل اللہ تعالے حضرت شاہ صاحب رح کے عبارتین اہلسنت کے
پیش نظر ہین اور وہ انکی مطلب بے مدعا سے بخوبی واقف و آگاہ ہین اور کسیقدر آپ بھی سمجھتی ہین
چنانچہ آپ ہی فرما چکی - (کہ اگرچہ آپ جانتی ہین کہ ان فصیح کامون اور عمدہ عبارتونسے حضرت
شاہ صاحب کا کیا مطلب ہے) لیکن آپ کیا کرین اپنی انصاف کے ہاتھہ سے لاچار ہین اگر
ان عبارتونکو اپنی مدعا کی طرف نہ کھینچین تو اور کیا کرین - کتاب و سنت سے تو دلائل کا میسر
ہونا معلوم تو اب ایسی مجبوری کی حالت مین اپنا دل یون ہی خوش کرلین پہر اسکا
نام جواب رکھہ چھوڑا ہے اور اسپر یہہ جوش و خروش ہان شاید عوام کالانعام تو دہوکہا

کہا جائیگی اور کہہ دینگی کہ جناب میر صاحبنے دلائل نص تحریر فرمائی مدنہ اہل علم و انصاف ایسی جواب سے
سکوت بہتر سمجھتے ہین - جب نص کا یہہ حال ہی جو سوق رہان دلائل کا ہی تو وہ ای بر حال
ثبوت عصمت کہ جسکی طرف اشارہ ہی اشارہ ہی اور نیز عصمت جسکے اون دلائل سے بہی ثابت
نہو سکی جنپر کیا گیا کچہہ نا دوا فتحار رہتا قرآن و دلائل سے آپ کیا ثابت کر سکینگے مشتی نمونہ
از خروارو قطرہ انموذج بحار حضرت کے اشارات ہی سے بسط گفتگو کا حال معلوم ہوگیا اور بخوبی صحیح
صحیح اندازہ کر لیا گیا نفس الحقیقت آپنے دانشمندی کو کام فرمایا کہ کلام مین بسط نہین کیا
اور اشارات ہی پر اکتفا فرمایا - کمینہ نے بہی بجواب اوسکی محض اشارات پر بہی اکتفا کیا اور
مجملاً و مختصراً آپکو آپکی غلطیونپر متنبہ کر دیا اگر جناب بسط و تفصیل کے طرف متوجہ ہوتی تو اُسے
آپ ہی اندازہ فرما لیجیے کہ بندہ بہی بجواب اوسکی کیا کیا کچہہ آپکی استدلالات کے ساتہہ سلوک
کرتا اور آپکی نو غیرہ دلائل پر کیسی صواقع اعتراضات نازل ہوتی باقی رہا خلفا ثلثہ رضی اللہ
عنہم مین عصمت کا مفقود ہونا سو یہہ اہل سنت کے نزدیک کچہہ خلفاء ثلثہ ہی کے ساتہہ مخصوص
نہین بلکہ اہل بیت و صحابہ بلکہ سوای انبیاء تمام افراد انسانی اسمین شامل ہین لیکن اگر بعد انحضرت
اہل سنت بہی معاذ اللہ خلاف کتاب و سنت مثل حضرات شیعہ کے خلفا رکہے ہوتے مدعی عصمت
ہوتے اور اونکی عصمت کے لیے بہی دلائل جیسے حضرات شیعہ ائمہ کے لیے پیش کرتے ہین پیش کرتے
تو آپ کے دلائل سے کچہہ زیادہ ہی مضبوط ہوتی مگر اہلسنت کا امام مقتدا تو کتاب و سنت ہی
جو اوس سے ثابت نہو وہ معتبر نہین بخلاف حضرات شیعہ کے کہ باوجودیکہ عصمت کتاب اللہ یا
کسی دلیل قطعی سے ثابت نہین پہر اوسکی ایسے معتقد ہین کہ اصول دین مین سے سمجہہ رکہا ہی
اور اسی پر کیا منحصر ہی بہت مسائل فروعی و اعتقادی ہین جنہین یہہ ہی حال ہی کتاب اللہ
کی معانی کو پہیر پہیر کر اوس طرف کہینچتی ہین اور نہین کہینچتی تاویلات بعیدہ کیا کرتے ہین
اور کسی کل سے بہی نہین ٹہیتی واقعی انصاف کے یہی معنی ہین اہل سنت کو حاشا للہ
یہہ انصاف کہان نصیب ہو سکتا ہی **قولہ** اب اس بحث کو ختم کرتے ہین

اور افضلیت کو شروع کرتے ہین اسکی دلائل جنمین یہہ ہی عقل و نقل سے ثابت ہی اول ایک
دو عقلی دلیلین عرض ہین غور سی سنیی خلافت ریاست عامہ دین و دنیا سی مراد ہی اور
غرض اس سی شرائع الہیہ و معالم ربانیہ کی ترویج اور مسائل دینیہ و احکام شرعیہ کا پہیلانا
اور حدود و ثغور کا ضبط وجہاد کرنا اور ظالم سی سے مظلوم کا انصاف لینا وغیرہ ہی اور یہہ
سب کام اسطرح ہونی چاہیین کہ رضاء الہی حاصل ہوا اور یہہ بات ظاہر ہی کہ جو شخص
اعلم و اتقی و اورع و اعقل و افضل ہوگا بیشک اوس شخص سی کہ جو علم و ورع و تقوی وغیرہ
مین ادنی نسبت اوسکی کم ہوگا خلافت کے امور مطلوبہ بوجہ احسن بجا لائیگا اور حصول مرضی
حق تعالے جسطرح اس سی ہوگا مفضول سی ہرگز نہوگا اور بدیہی ہی کہ ایسی شخص سی جو خلافت
کی امور بوجہ حسن انجام کری خلافت لیکر ایسی مفضول کو دین کہ یہہ امور اوس سے
ویسی سرانجام نہو سکین عقل مستقیم و رائی سلیم کے نزدیک نہایت ہی قبیح و شنیع ہی
اقول یہہ شبہ بھی مثل اپنی اختین کے خلاف عقل و نقل باطل ہی اور جسقدر دلائل اسجگہ
ذکر ہوئی ہین وہ ہرگز مثبت مدعا مجیب نہین ہین بلکہ افضلیت کے معنی جو ہماری مجیب
لبیب نے سمجہہ رکہی ہین اور اس عبارت سی مفہوم ہوتی ہین اور سابق مین تعریف افضلیت
مین بہی تحریر کر آئی ہین وہ ہی غلط اور خلاف تصریحات علماء قوم مین اسلیی ضرور ہوا کہ اول
مجیب لبیب کو اونکی علماء کی نصوص سی افضلیت کو بتلا دیا جاوی کہ جسکا دار و مدار کن
امور پر ہی بعد اوسکی ناظرین رسالہ مجیب صاحب کی غلطی کو خود سمجہہ لینگی اور تہوڑی سی
تنبیہ کے بعد فاضل مجیب بہی اپنی غلطی پر متنبہ ہوجائینگی ۔ پس واضح ہو کہ پہلی افضلیت کی
تعریف ہماری فاضل مجیب نے یہہ فرمائی (افضلیت کے یہہ معنی ہین کہ کل امت سی جسکا امام ہو
صفات حمیدہ و اخلاق ستودہ مین افضل ہو) اسجگہ مدار افضلیت کا صفات حمیدہ
و اخلاق ستودہ پر رکہا کہ ملکات نفسانیہ ہین اور اس دلیل کے ضمن مین فرمایا (جو شخص
اعلم و اتقی و اورع و اعقل و افضل ہوگا) گویا اسجگہ ہماری مجیب نے صفات حمیدہ و اخلاق ستودہ کی

تفصیل بیان کرد ہی۔ قطع نظر اسکے کہ اجمال و تفصیل باہم موافق ہین یا نہین جب ہم علمائے قوم کے تصریحات کو اس بارہ مین دیکھتے ہین تو صاف معلوم ہوتا ہی کہ نا فہمی مجیب کا افضلیت کی نسبت یہ اعتقاد بالکل غلط ہی اور مدار فضل کا اونپر ہرگز نہین آپکے شیخ مفید رحمہ اللہ بابت افضلیت امیر المومنین مین جو اسوقت میرے سامنے موجود ہی تحریر فرماتے ہین ؂ وقد اعتمد اکثر اهل النظر فی التفضیل علی ثلث طرق احدها ظواهر الاعمال والثانی علی السمع الوارد بمقادیر الثواب وما دلت علیہ معانی الکلام والثالث المنافع فی الدین بالاعمال انتہی بقدر الحاجۃ اس عبارت سے صاف ظاہر ہی کہ افضلیت کا مدار اوصاف و اخلاق پر نہین شیخ صاحب رحمہ اللہ اسی رسالہ مین دوسری جگہ بیان اختلاف مسئلہ تفضیل مین فرماتے ہین ؂ ووقف منهم نفر قلیل فی هذا الباب فقالوا لسنا نعلم اکان افضل ممن سلف من الانبیاء او کان مساویا لهم او دونهم فیما یستحق به الثواب آپکے حضرت علم الہدی اپنی املاء مین فرماتے ہین ؂
اعلم انه لا طریق من جهة العلم والعقل الی القطع بفضل مکلف علی اخر لان الفضل الراجع فی هذا الباب هو زیادة استحقاق الثواب ولا سبیل الی معرفة مقادیر الثواب من طریق فعل الطاعات اور اسکے کچھ بعد فرماتے ہین ؂ فان دل سمع مقطوع به من ذلك علی شی عول علیه والا کان الواجب التوقف عنه والشك فیه آپکے علم الہدی صاحب نے تو فیصلہ ہی کر دیا کہ افضلیت کا مدار زیادتی استحقاق ثواب پر ہی اور اوسمین عقل کو کچھ دخل نہین صرف اوس نقل و سمع پر جو قطعی ہی موقوف و منحصر ہی پھر اب آپ اپنی افادہ کو اس سے مطابق کیجیے اور انصاف سے دیکھیے کہ آپ اونکی موافق ہین یا مخالف ؂ اگر فضیلت کا مدار اخلاق حمیدہ و صفات پسندیدہ پر ہو تو لازم آوے کہ حضرت ہارون علیہ السلام حضرت موسی علیہ السلام سے

ؔ۱ یعنی اکثر اہل نظر نے تفضیل میں تین طریقوں پر اعتماد کیا ہی۔ ایک تو ظاہر اعمال دوسری شارع سے سنی پر جو مقادیر ثواب مین وارد ہو اور جسپر معانی کلام دلالت کرین۔ تیسری دین مین منافع جو اعمال سے حاصل ہوئی ہون۔ ۱۲

مفصل ہوں کیونکہ جب ہم تفاسیر شیعہ سے حضرت موسی علی نبینا علیہ السلام کے حالات دریافت کرتے ہیں
تو انکی اخلاق کی نسبت معلوم ہوتا ہے کہ آپ میں بجائے اخلاق حمیدہ کی معاذ اللہ اخلاق
ناپسندیدہ تھے تفسیر صافی میں سورہ کہف میں جو معاملہ حضرت موسیٰ کا اپنے استاد خضر کے ساتھ
واقع ہوا قابل دید ہے ۔ القمی عن الباقر انہ اخبر رسول اللہ[1] قریشا بخبر اصحاب الکہف قالوا
اخبرنا عن العالم الذی امر اللہ موسی ان یتبعہ وما قصتہ فانزل اللہ عز وجل واذ قال موسی لفتٰہ
قال وکان سبب ذلک انہ لما کلم اللہ موسیٰ تکلیما فانزل علیہ الالواح وفیہا کما قال وکتبنا لہ
فی الالواح من کل شیء موعظۃ وتفصیلا لکل شیء رجع موسی الی بنی اسرائیل فصعد
المنبر فاخبرہم ان اللہ قد انزل علیہ التوراۃ وکلمہ قال فی نفسہ ما خلق اللہ خلقا اعلم منی فاوحی
اللہ الی جبرئیل ادرک موسی فقد ہلک واعلمہ ان عند ملتقی البحرین عند الصخرۃ رجلا اعلم
منک فصر الیہ وتعلم من علمہ فنزل جبرئیل علی موسی واخبرہ فذل موسی فی نفسہ وعلم انہ اخطأ
ودخلہ الرعب وقال لوصیہ یوشع ان اللہ قد امرنی ان اتبع رجلا عند ملتقی البحرین واتعلم
منہ فتزود یوشع حوتا مملوحا وخرجا ۔ اگرچہ اس روایت میں بہت سے فوائد منظور ہیں لیکن
بخیال تطویل فہم ناظرین پر حوالہ کرکے صرف بیان مقصود پر اکتفا کیا جاتا ہے وہ یہ کہ بعض
خداتعالی کے نزدیک خضر علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اعلم تھے اور بحکم خداوندی
حضرت خضر علیہ السلام سے تعلیم پانیکی التجا کی اور بارشاد خداوند تعالے
بقصد [illegible] ہر دو نبی [illegible] اپنے استاد کی تلاش میں نبی موسی کو لیکر

---

[1] نبی نے امام باقر سے روایت کی ہے کہ جب حضرت صلعم نے قریش کو اصحاب کہف کا قصہ سنایا او انہوں نے کہا کہ ہمکو اس
عالم کا قصہ سنا دیجئے جسکی اتباع کا خدا نے موسی کو حکم فرمایا تب تو اللہ تعالے نے یہ آیت واذ قال موسی لفتہ نازل کی
[illegible]

[illegible]

بیابان نورد دشت غربت ہوئی اور پہر بعد ملاقات کی کس عہد و پیمان سے ہمراہ ہوئی کہ مین کسی معاملہ مین چون و چرا نکرونگا چنانچہ بصراحت تمام نص قرآنی مین مذکور ہی - اسکی بعد کا قصہ سفینی غلام کے قتل پر حضرت موسی کا کیسا کچہہ جوش آیا اور اپنی عہد و پیمان کو یک لخت توڑ ڈالا - اور اپنی اوستاد کی کیسی بیحرمتی فرمائی - فی العلل[1] عن الصادق فغضب موسی واخذ بتلبیبہ وقال اقتلت الأیہ قال الخضر ان العقول لا تحکم علی امر اللہ بل امر اللہ یحکم علیہا فسلم لما تری واصبر علیہا فقد کنت علمت انك لن تستطیع معی صبرا - اس سی یہہ بہی یاد رکہیگا کہ عقول پر امر اللہ حاکم ہی نہ بالعکس جیسا کہ حضرت شیعہ معتقد ہین اور اوسکی کچہہ آگی مذکور ہی - فی القمی عن الرضا فی تتمۃ الحدیث السابق فرواثلثہم حتی انتہوا الی ساحل البحر وقد شحنت سفینۃ وہی ترید تعبر فقال ارباب السفینۃ نحمل ہؤلاء الثلثۃ نفر فانہم قوم صالحون فحملوہم فلما جنحت السفینۃ فی البحر قام الخضر الی جوانب السفینۃ فکسرہا وحشاہا بالخرق والطین فغضب موسی غضبا شدیدا وقال للخضر اخرقتہا لتغرق اہلہا لقد جئت شیئا امرا فقال لہ الخضر الم اقل انك لن تستطیع معی صبرا - قال لا تواخذنی بما نسیت ولا ترہقنی من امری عسرا فخرجوا من السفینۃ فنظر الخضر الی غلام یلعب بین الصبیان حسن الوجہ کانہ قطعۃ قمر وفی اذنیہ درتان فتاملہ الخضر وقتلہ فوثب موسی علی الخضر وجلد بہ الارض فقال اقتلت نفسا زکیۃ بغیر نفس لقد جئت شیئا نکرا فقال الخضر الم اقل لك انك لن تستطیع معی صبرا - اور اس سی یہہ بہی ثابت ہوا کہ اعلمیت مستلزم افضلیت کو نہین کیونکہ حضرت خضر اعلم تہی اور افضل نہ تہی اور سنیی کہ قارون نے بسبب خلاف رضا خداوندی عذاب کے خواستگار ہوئی اور جب عذاب نازل ہوا تو ہر چند قارون نے

---

[1] علل مین امام صادق سے مروی ہی کہ موسی غصہ ہوئی اور خضر کی گردن پکڑ لی اور کہا اقتلت نفسا الخ خضر نے کہا کہ عقول خدا کے امر پر حاکم نہین ہین بلکہ اللہ کا امر عقلون پر حاکم ہی پس جو کچہہ تو دیکہہ رہا ہی اوسکو تسلیم کر اور اوسپر صبر کر مین تو جان چکا تہا کہ تو میری ساتہہ صبر نہین کر سکیگا - ۱۲ -

الحاح وزاری کی لیکن شدت غضب مین ایک مسموع نہوئی جو جناب خداوندی مین ناپسند ہوئی اور حق تعالے نے اونہین کلمات کے ساتہہ موسٰی کو عار دلایا جن کلمات کے ساتہہ قارون کو آپنے عار دلایا تہا مختصر اعبارت تفسیر لکہتا ہون - و قد کان قارون قد امران یغلق باب القصر فاقبل موسی فاومی الی الباب فانفرجت ودخل علیہ فلما نظر الیہ قارون علم انہ قد اوتی بالعذاب فقال یا موسی اسئلك بالرحم الذی بینی و بینك فقال لہ موسی یا ابن لاوی لا تزدنی من کلامك یا ارض خذیہ فدخل القصر بما فیہ فی الارض ودخل قارون الی رکبتیہ فبکی وحلفہ بالرحم فقال لہ موسی یا ابن لاوی لا تزدنی من کلامك یا ارض خذیہ فابتلعتہ بقصرہ وخزائنہ وھذا ما قال موسی لقارون یوم اھلکہ اللہ عزوجل فعیرہ اللہ عزوجل بما قالہ لقارون فعلم موسی ان اللہ تبارك وتعالی قد عیرہ بذلك فقال یا رب ان قارون دعانی بغیرك ولو دعانی بك لاجبتہ فقال اللہ عزوجل یا ابن لاوی لا تزدنی من کلامك فقال موسی یا رب لو علمت ان ذلك لك رضی لاجبتہ انتہی بقدر الحاجہ علاوہ اسکی قبطی کو مارڈالنا اور اپنی بڑی بہائی بیگناہ کی جو نبی تہے ڈاڑہی پکڑ کر کہینچنا الواح تورات جو عطیہ خداوندی تہا اور جسمین موعظہ اور تفصیل ہر ایک شی کے مذکور تہی شدت غضب مین ڈال دینا حضرت کی اخلاق و اوصاف پر پوری دلیل ہے حضرت ہارون کے اخلاق کی نسبت جو ہم اوسکی تفسیر ثانی مین دیکہتے ہین تو اوسکی تفسیر سورہ اعراف تحت آیت واخذ براس اخیہ یجرہ الیہ قال ابن ام - مین لکہا ہے وفی الکافی عن امیر المؤمنین

---

۱ قارون نے حکم کیا تہا کہ محل کا دروازہ بند کیا جاوے موسی آئی اور دروازہ کیطرف اشارہ کیا وہ کہل گیا اندر وسکی پاس گیے جب موسی کو قارون نے دیکہا سمجہا کہ عذاب آیا - کہا ای موسی مین تجہسی بواسطہ وس رحم کے جو تیرے اور میری درمیان ہے سوال کرتا ہون موسی نے اوسکو کہا ای لاوی کے بیٹے مجہسی زیادہ کلام مت کر ای زمین لی اسکو پس محل اور جو کچہہ اوسمین تہا زمین مین اوتر گیا او قارون بہی گہٹنون تک دہنس گیا پہر قارون رو پڑا - اور موسی کو رحم کی قسم دینی لگا موسی نے کہا ای لاوی کے بیٹے مجہسی زیادہ بات مت کر ای زمین اسکو لی پس زمین نے اوسکو اور اوسکی محل اور خزانون کو نگل لیا یہہ وہ بات جو قارون کی ہلاکی کے دن موسی نے کہا - پہر خدا تعالے نے موسی کو اس کلام سے جو قارون کو کہی تہی عار دلایا اور موسی سمجہی کہ خدا تعالے نے اوس کلام سی مجہکو عار دلایا عرض کیا ای پروردگار قارون نے تیری غیر کے واسطے سی مجہکو پکارا تہا اگر تیری واسطے سی پکارتا تو مین قبول کرتا - اللہ تعالے نے فرمایا ای لاوی کے فرزند مجہسی زیادہ بات مت کر - موسی نے عرض کیا ای پروردگار اگر مین یہہ جانتا کہ اوسمین تیری رضا ہی تو مین قبول کرتا - ۱۲ - ۲ کافی مین جناب امیر رضی اللہ عنہ سی خطبہ وسیلہ مین مروی ہے ۱۲ -

فی خطبة الوسیلة انه کان اخاه لابیه وامه والکشی مثله عن الباقر والصادق قیل کان هارون
اکبر من موسی بثلث سنین وکان حمولا لینا ولذلک کان احب الی بنی اسرائیل انتهی —
اب ہم ان روایات مین تامل کی نظر سی دیکھتی ہین اور حسب قاعدہ حضرات شیعہ کے عقل کو حسن
وقبح مین خدا پر بھی حاکم ہی اس معاملہ مین حکم کرتے ہین تو معلوم ہوتا ہی کہ معاذ اللہ حضرت موسی مین
اخلاق ناپسندیدہ تھی اور اگر بالفرض ظاہر سی پہیر کر تاویل بھی آپ فرمائینگی تو بغایة ما فی الباب
یہہ ثابت ہوگا کہ فی الجملہ بعض مواقع مین درشتی وسختی وغلظت وفظاظت محمود ہوتی ہی
لیکن بر دی عقل جسکو احکم الحاکمین کہنا آپکی قاعدہ کی بموجب واجب ہی بداہةً یہہ ثابت ہوتا ہی
کہ علی العموم لین ورفق بنسبت درشتی وعنف کی زیادہ محمود وپسندیدہ ہین اور اگر یہہ تسلیم
نکرینگی تو لازم آئیگا کہ حضرت موسی علیہ السلام جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سی افضل ہون
آپکی نسبت حق تعالی ارشاد فرماتا ہی — فبما رحمة من اللہ لنت لهم[٢] اور رؤف رحیم آپکی صفات
خاصہ مین محسوب وقائع واحوال آپکی رفق ولینت ورأفت ورحمت کی شاہد حال ہین اساری بدر کا
قصہ شاید آپکو یاد ہوگا — الحاصل اگر مدار تفضیل کا اخلاق حمیدہ پر ہی تو حضرت ہارون[١] وغیرہ
جنمین رفق ولینت پائی جاتی ہی حضرت موسی سے افضل ہونگی اور نیز حضرت امام حسن رضی اللہ تعالی
عنہ جناب امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ سی کہ اسی افضل اور امام سجاد بہی والد سی افضل ہون اور یہہ
آپکی نزدیک بدیہی البطلان ہی تو اس سی ثابت ہوا کہ مدار فضیلت کا اخلاق حمیدہ
پر نہین ہی جو مدرک بالعقل ہو بلکہ مدار زیادتی استحقاق ثواب پر ہی اور غیر مدرک بالعقل
چنانچہ بیان تعریف افضلیت مین ہم اسکی طرف ایما کر چکی ہین اب بعد اسکی گذارش ہی کہ اس
ہونی کی قید بھی ایجاد واختراع ہی قطع نظر اس سی عقلاً افضلیت کا جاننا اسپر موقوف نہی

---

١ کہ ہارون موسی کا حقیقی بہائی تہے — اور کشی نے مثل اسکی امام باقر رضی اللہ عنہ اور امام صادق رضی اللہ عنہ سی روایت کی کہ
کہتی ہین — کہ ہارون موسی سی تین سال بڑی تہے اور نہایت متحمل اور نرم مزاج تہے اسی سبب سی بنی اسرائیل
انکو زیادہ دوست رکہتی تہی ١٢ — ٢ پس خدا کی رحمت کی سبب تو انکی لیے نرم ہوگیا ہے — ١٢ —

کہ حروب و وقائع وغیرہ معاملات مین اوس سے تدابیر حسنہ ظاہر ہون اور ثمر نتائج محمودہ کو
ہون اور اپنی ناخن تدابیر صائبہ سے پیچیدہ معاملات کی گتھیان کو عمدہ طور پر سلجھا وے اور جب
ائمہ کی تاریخی حالات کو دیکھا جاتا ہے تو اس سے ہرگز یہ نہین ثابت ہوتا کہ آپ اعقل تھے
اور نہین تو قصہ تحکیم کو ہی ملاحظہ فرمالیجیے یا خلع اپنی خلیفہ ثانی کو ہی دیکھ لیجیے غرضکہ ایام
خلافت مین جسقدر معاملات پیش آئے اون مین سے کوئی بھی سلجھا اور کوئی بھی طے شدہ ہوا اور خلافت سے جو غرض
حق تعالے کی تھی کہ ترویج شرائع الٰہیہ و معالم ربانیہ ہو اور مسائل دینیہ و احکام شرعیہ مین کچھ بہی
حاصل ہوئی اور جب کچھ حاصل نہوئی تو اونکو قاعدہ کلیہ معلوم ہی ہوگا اذا خلا الشیء عن مقصودہ
لغا۔ علاوہ ازین عقلیت کی ضرورت تو اوسوقت ہے جبکہ معصوم ہون اور جب معصوم ہون
اور سہواً و عمداً خطا کا صادر ہونا اونسے محال ہو تو بس یہ قید محض لغو ہے۔ اعلم ہونے کی قید
بہی غلط ہے وجہ اسکی یہ ہے کہ جب امامت تالی نبوت ہے تو اوصاف متشارکہ مین بہی فرعیت
ہوگی نبوت کو جب نظر تامل سے دیکھا جاتا ہے تو اوصاف معتبرہ پائے جاتے ہین وہ سب کا مدار محض اصطفا
و اجتبا خداوند تعالیٰ شانہ پر ہے حق تعالے اپنی عباد مین سے جسکو چاہے برگزیدہ فرماوے کسیکو
کچھ عذر خداوند تعالیٰ پر نہین پہونچتا اعتراض لا یسئل عما یفعل اوسکی شان ہے اور یہ بہی
کہ جو اعلم اہل زمان ہو وہی نبوت کے واسطے برگزیدہ ہوسکتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم امی پیدا ہوئے اور بعثت تک امی رہے کسی قسم کی تعلیم تحصیل نہین پائی
اور اس زمانہ مین صدہا علما و احبار دین موسوی و عیسوی کے موجود تھے جنکو کتب سماوی
ازبر تھی اور مسائل شرعیہ مستحضر تھے لیکن خلعت رسالت ہمارے پیغمبر صلوات اللہ علیہ وسلامہ
کو ہی عطا ہوا ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ۔ گو بعد نبوت کے حق تعالے شانہ اپنے
نبی کے سینہ کو مرات لوح محفوظ بنادے اور اوسکی قلب کو گنجینہ علوم و معارف فرمادے
اسیطرح امامت کا حال ہونا چاہیے کہ جو امام ہو وہ محض اصطفا خداوندی سے ہو چنانچہ انتہا درجہ
نفس سے پہلے ہے اور قبل از امامت اوسکا اعلم اہل زمان ہونا ضروری نہو بلکہ باتباع رسول اکرم

گو بعد امامت بسبب محدثیۃ کی کہ خاصہ امام ہی اعلم ہو جاوی لیکن پہلی تو اوسکی اعلمیۃ کا مدعی
ہونا غلط ہی اور آپکو اس بحث مین حضرت موسی و خضر کا قصہ یاد ہوگا باوجودیکہ خضر اعلم تھی
تو بہی حضرت موسیٰ اونسی افضل تہی - باقی رہا یہہ کہ خلافت فاضل سی لیکر مفضول کو
دینا عقلا نہایت قبیح ہی اسمین یہہ تو فرمایی کہ فاضل سی خلافت لینی کے کیا معنی
ہین لینا فرع استخلاف کی ہی اور جب استخلاف نہین تو لینا کیونکر متحقق ہوگا ہان اگر اسکی
معنی یہہ ہین کہ فاضل کو چہوڑکر مفضول کو خلافت دینا ہی تو صحیح ہی مگر اسکی نسبت گذارش ہی
کہ ہم اسکی قبح کو تسلیم نہین کرتے کیونکہ بنص قرآنی ثابت ہی کہ حق تعالی نے فاضل کو چہوڑکر
مفضول کو امامت عطا فرمائی - حضرت شمویل علیہ السلام جو اپنی زمانہ مین نبی اور اورع اور افضل
اور اعلم اور اتقی تہی حق تعالے نے اونکو چہوڑکر طالوت کو امام بنایا جو اونسی کم تہی تو اس سی ثابت ہوا
کہ فاضل کو چہوڑکر مفضول کو امام بنانی کا قبح محض آپکی احکم الحاکمین عقل سی ناشی ہی ورنہ فی الحقیقۃ
عند اللہ تعالے کچہہ قبح نہین بسلمنا قبیح سہی لیکن یہہ ہی قبح و شناعت بعینہ بتعین
ثواب و عمال مین بہی جاری ہی کیونکہ جیسی امامت تالی نبوت ہی ویسی نیابت تالی امامت ہی اور انقلاً
قبیح ہی کہ فاضل کو چہوڑکر مفضول کو کسی ملک پر نائب اور حاکم مقرر کرکے بہیجا جائی اور
اس سی زیادہ اقبح و اشنع یہہ ہی کہ حکومت اوس شخص سی لیکر جو عمدگی سے اوسکی فرائض
بجا لا رہا ہو کسی دوسری ایسی کو دیدین جسکا حال ابہی تک تجربہ مین نہ آچکا ہو اسکی بعد آپ
شرح نہج البلاغۃ یا متن ہی کو کہولیی اور جناب امیر کے حالات کو ملاحظہ فرمایی کہ آپنے کس
کس کو حاکم بنایا اور کس کس کو معزول فرمایا اور کہان تک اس شرط کی رعایت رکہی تاکہ
آپکو اسکی اشتراط کی بابت بندہ کی قول کی تصدیق ہو جاوے اور ہم بہی کسی موقع پر انشاء اللہ تعالے
آپکو متنبہ کرینگی **قولہ** اور نیز افضل کے ہوتے مفضول کی خلافت کے بطلان پر عقل
اور طرح بہی دلالت کرتی ہی اور وہ یہہ کہ اگر مفضول افضل کے ہوتے خلیفہ ہو تو لازم آئی افضل
مفضول کا محکوم ہو اور اشرف اردن کی تواضع کا مامور ہو کیونکہ افضل مفضول کی رعایا میں سے

ہوگا اور رعایا خلیفہ کی تواضع کرینگی اور یہہ بات عقلاً نہایت قبیح ہی اور اگر آپ ہماری عرض قبول نہین کرتے تو فخر الدین رازی صاحب کی تقریر سنیئے وہ سورہ بقر کی تفسیر مین جس مقام پر کہ ان لوگونکی دلائل بیان کیئے ہین کہ جو انبیاء کو ملائکہ پر تفضیل دیتے ہین یہہ فرماتے ہین۔ و ثانیہا انہ تعالی امر الملائکہ بالسجود لادم و ثبت ان آدم لم یکن کالقبلۃ بل کانت السجدۃ فی الحقیقۃ لہ واذا ثبت ذلک فوجب ان یکون ادم افضل منہ لان السجود نہایۃ التواضع و تکلیف الاشرف بنہایۃ التواضع للادون مستقبح فی العقول فانہ یقبح ان یومر ابوحنیفہ ان یخدم اقل الناس بضاعۃ فی الفقہ فدل ہذا علی ان ادم علیہ السلام کان افضل من الملائکہ

اقول یہہ دلیل بہ مراحل مدعا سے بعید ہی دربوجوہ چند محل بحث ہی اولاً یہہ کہ گفتگو اشتراط افضلیت مین ہی اور یہہ دلیل ہرگز مثبت اشتراط نہین کیونکہ اشتراط اوسوقت ثابت ہی جبکہ دلیل مفضول کے امامت کی عدم انعقاد پر یقیناً دلالت کری یہان اگر ہی تو لزوم قبیح ہی جسپر عنقریب بحث کیجائیگی ہان اگر اہل حل و عقد کسیکو خلیفہ کرین تو البتہ افضلیت کو مرعی رکھین اور اگر کوئی فاضل جامع شرائط افضل کے ہوتے مقصدی خلافت ہو تو اوسکی خلافت کی عدم انعقاد پر یہہ دلیل ہرگز دلالت نہین کرتے۔ ثانیاً افضل کا مفضول کے لیے امور ہونے اور اشرف کا ادون کے لیے محکوم ہونے کا لزوم بہی غلط ہی ہم کب کہتے ہین کہ فاضل مفضول کا امور اور اشرف ادون کا محکوم ہو بلکہ ہم یہہ کہتے ہین کہ وہ قانون شریعت جسکو حق تعالی شانہ نے بواسطہ رسول کے امت کی لیے دستور العمل مقرر فرمایا ہی تمام امت کیا افضل وکیا مفضول اور کیا شریف اور کیا وضیع سب اوسکی محکوم و امور ہین امام کا حکم اگر واجب الاطاعت ہی تو اوسی حیثیت سے ہی کہ وہ حکم موافق قانون شریعت ہو جیسا کہ خود ہماری فاضل مجیب بہی فرماچکے ہین کہ غرض اوس سے شرایع الہیہ و معالم ربانیہ کی ترویج ہی پس اگر کوئی ایسا نہو جو اوس حیثیت و اعتبار سے خالی ہو تو وہ ہرگز واجب الاطاعت نہین ہوگا

مثلاً اگر امام کہے کہ اپنی زوجہ کو طلاق دیدے یا اپنا تمام مال میرے حوالہ کردے - یا
فی سبیل اللہ لٹادے یا مجکو سجدہ کرے تو یہہ حکم ہرگز واجب الامتثال نہوگا چنانچہ قولہ تعالیٰ
فان تنازعتم سے اسکی طرف اشارہ ہے بخلاف رسولؐ کے کہ جمیع قول و افعال مگر مختصات
وغیرہ سب امت کے لیے تشریع ہے کیونکہ امت کو بے شریعت کے حصول بدون واسطہ رسولؐ
کے ممکن نہیں - بالجملہ ہر جگہ فاضل کا مفضول کے محکوم ہونا لازم نہیں آتا - ثالثاً سلمنا افضل
مفضول کا محکوم ہو لیکن ہم اسکا قبیح ہونا تسلیم نہیں کرتے کیونکہ بالاتفاق طالوتؑ سے
حضرت شموئیلؑ بلکہ حضرت داؤدؑ افضل تھے اور اونکے محکوم اور تابع ہوئے اور حضرت خضرؑ سے
حضرت موسیٰؑ نصاً افضل تھے اور اونکی امور مطیع ہوئی تو معلوم ہوا کہ افضل کا مفضول کے مطیع و تابع ہونا
قبیح نہیں ورنہ لازم آوے کہ معاذ اللہ شارع آمر بالقبیح ہو جو کہ عقلاً و شرعاً قبیح بلکہ محال ہے
تو لزوم قبیح عقلاً و شرعاً باطل ہے - رابعاً بالفرض و التسلیم اگر افضل کا محکوم ہونا مفضول
کو نہی قبیح و شنیع ہے تو سب جگہ ہی تعین نواب و عمال و حکام سرایا و جیوش و نصب قضاۃ
وغیرہ میں سب جگہ جاری ہوگا لیکن جب ہم اس معاملہ میں جناب امیرؑ کے حالات کا تتبع
کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ حضرت نے ہرگز اسکی پابندی نہیں کی ہے اور اس قبیح کو قبیح
نہیں جانا آپ شرح نہج البلاغۃ ہی کو ملاحظہ فرمالیجیے مختصراً تنبیہاً گذارش کرتا ہوں کہ آپ نے
عمر بن ابی سلمہ کو جو حضرت ام المومنین ام سلمہ کی صاحبزادے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے ربیب تھے بحرین کی حکومت سے معزول فرماکر نعمان بن عجلان کو مقرر فرمایا حالانکہ حضرت
عمر بن ابی سلمہ نے امارت کی مہمات کو ایسی طرح ادا کیا کہ مورد تحسین و آفرین ہوئے چنانچہ اوسی کتاب میں
موجود ہے تو کیا نعمان عمر سے افضل تھے اور ظاہر ہے کہ عمر بن ابی سلمہ نہ حضرت امیرؓ کے کسی کام کے
موقوف علیہ تھے اور نہ حضرت آپکے محتاج تھے پھر بلا ضرورت داعیہ کیون آپنے ارتکاب قبیح
فرمایا اور بانضمام عصمت اور بھی زیادہ اقبح و اشنع ہے اور اسیطرح محمد بن ابی بکر کو امارت مصر سے
معزول کرکے اشتر کو مقرر فرمایا اور اپنی جیش سے دو امیرون پہ جو زیاد بن نضر اور شریح

ابن ہانی تہی اور اونکی اتباع پر مالک بن حارث اشتر کو امیر کیا اور اونکو لکہا فاسمعوا لہ واطیعوا
ان سب کو رہنی دیجیی زیاد بن ابی سفیان کو فارس پر امیر کیا اسکا مختصر احال گذارش کرنا
ضرور ہی آپ شروح نہج البلاغۃ سی مطابق فرمالین - یہہ شخص سمیہ لونڈی کا بیٹا کمبخت
زبان کا فصیح و بلیغ و زبان آور تہا ایک روز حضرت عمر رضؓ کی روبرو مجلس مین ایسی تقریر
کی - کہ حاضرین کو نہایت پسند خاطر ہوئی عمرو بن العاص بولی کاش اگر یہہ قریشی ہوتا تو تمام
عرب کو اپنی لاٹہی سی ہانکتا - ابو سفیان نے کہا خدا کی قسم یہہ قریشی ہی اور اگر تو جانی تو معلوم
کرلے کہ یہہ قبیلہ کی عمدہ لوگون سی ہے عمرو بن العاص نے پوچہا کہ اسکا باپ کون ہی قسم کہاکر
کہا کہ مینی اسکو اسکی مان کے رحم مین رکہا تہا عمرو بن العاص نے کہا تو پہر اسکو اپنی ساتہہ نسب
مین کیون نہین ملا لیتا - اوسنی امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کیطرف اشارہ
کرکے کہا کہ اس سے ڈرتا ہون کہ میری بدن پر میری کہال ہی جلادیگا چونکہ اسکی باپ کا
تعین نہین ہے اسلیے اسکو زیاد ابن سمیہ اور زیاد بن ابی سفیان اور زیاد بن ابیہ کہتی ہین - جناب
امیر نے اپنی زمانہ امارت مین اسکو فارس کا حاکم مقرر فرمایا بعد اوسکی حضرت کو معلوم ہوا
کہ امیر معویہ خفیہ اسکو تحریص و ترغیب دی رہا ہی اور اپنی ساتہہ ملانا چاہتا ہی تو آپنے زیاد کو ایک
خط لکہا جو نہج البلاغۃ مین مروی ہی - اوس خط کو پڑہکر قسم کہاکر کہا کہ حضرت نے بہی ابو سفیان
کی دعوی کے صدق کی شہادت دی قد شہد بہا ورب الکعبہ انجام یہہ ہوا کہ حضرت
امیر المومنین کو چہوڑکر امیر معویہ سی جاملا اور اوسکا جو کچہہ نتیجہ نکلا وہ سب کو معلوم ہی غرضکہ
ایسی شخص کو جسپر ولد الزنا ہونے کا ظن غالب تہا آپنے فارس پر حاکم مقرر فرمایا حالانکہ
ولد الزنا نجس عین ہی اور اوسکا جہوٹا تک نجس ہی من لایحضرہ الفقیہ مین ہی ولا یجوز الوضوء بسور[1]
الیہودی والنصرانی وولد الزنا والمشرک - اور ہرگز ولد الزنا مومن نہین ہوتا ابن بابویہ قمی خصال مین روایت کرتی ہی
عن ابی عبد اللہ علیہ السلام لایدخل حلاوۃ الایمان قلب سندی ولا خوزی ولا زنجی ولا کردی ولا بربری

[1] یہودی، نصرانی، ولد الزنا، مشرک کی جہوٹے پانی سے وضو جائز نہین ہے - ۱۲

ولا تبادوہم بذی ولا من جملتہ ۔ سنزالزنا [۱] شریح بن حارث کو جو خلفا رکی زمانہ سے قاضی تھی اپنا
قاضی مقرر فرمایا ان حالات کو دیکھنے سے صاف ظاہر ہے کہ آپنے تعین مین افضلیت کو
ملحوظ خاطر نہین فرمایا ۔ پس اس سے عدم اشتراط افضلیت ائمہ مین بھی ثابت ہوا ۔ خامساً
امام رازی رح کی دلیل کو جو افضلیت انبیا ر مین بیان کی ہے اپنا استدلال قرار دینا غلط ہے اور
اوسپر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے ۔ کیونکہ امام کی دلیل کے استدلال کا مدار سجود پر ہے
جو نہایت تواضع ہے اور نیز سجود بھی اسطرح کہ بالاستقلال حضرت آدم ع کو بھی تہا یہہ نہین تہا
کہ سجود نے بحقیقت خدا تعالی کو تہا اور حضرت آدم محض واسطہ تھے اور فاضل مجیب کے دلیل مین
نہ نہایت تواضع ہے کہ امت امام کی اطاعت کیلیے مامور ہے بشرطیکہ حکم موافق شرع ہو اور یہہ
اطاعت ہرگز نہایت تواضع نہین نہایت تواضع سب ہو کہ جب امت امام کو سجدہ کرنیکے
لیے مامور ہو پس یہہ کہنا کہ رعایا خلیفہ کے نہایت تواضع کے لیے مور ہی غلط ہے اور نہ تواضع
یا اطاعت بالاستقلال ہے بلکہ امام کی اطاعت اس حیثیت سے ہے کہ وہ واسطہ اطاعت خدا
و رسول ص ہے آپ خود فرما چکے ہین کہ مقصود امامت سے ترویج شرایع الٰہیہ و معالم دینیہ ہے اور اگر
آپکو دعوی ہو کہ امام کے لیے امت مامور بہ نہایت تواضع ہے اور امام بالاستقلال متبوع و
مطاع ہے تو ثابت کیجیے اور دلیل دیجیے ۔ سادساً اس دلیل کا ذکر کرنا اور اوسکا جواب جو امام
رازی رح نے اون لوگونکی طرفسے دیا ہے جو ملائکہ کے تفضیل کے قایل مین [۲] ذکر نکرنا کسقدر نا انصافی
ہے ۔ لیجیے ہم اوس جواب کو نقل کرتے ہین اور جواب استدلال کو اوسپر ختم کرتے ہین ۔
اجاب القائلون بتفضیل الملک عن الحجۃ الاولی فقالوا قد سبق بیان ان من الناس من
قال المراد من السجود ہہنا التواضع لا وضع الجبہۃ علی الارض ومنہم من قال انہ عبارۃ عن وضع

---

[۱] امام ابو عبد اللہ سے مروی ہے کہ ایمان کے شریکی سندی اور خوزی اور زنگی اور کردی اور بربر اور نمک رکھی والی[illegible] مین ہے اور نہ ولد الزنے کے دلمین ۱۲ ۔ [۲] جو لوگ فرشتونکی تفضیل کے قایل ہوئی ہین اونہون نے پہلی حجت کا جواب دیا ہے کہ پہلے گذر چکا کہ بعض لوگ کہتے ہین کہ سجود سے مراد تواضع ہے نہ جبہہ سائی رکھنا اور بعض کہتے ہین ۱۲ ۔

بالجبهة على الارض لكنه قال السجود لله تعالى وآدم قبلة السجود على هذين القولين لا اشكال انما
اذا سلمنا ان السجود كان لآدم فلم قلتم ان ذلك لا يجوز من الاشرف في حق الشريف وذلك لان الحكمة
قد يقتضي ذلك كثيرا من حب الاشرف واظهار النهاية في الانقياد فان للسلطان ان يجلس
اقل عبيده في الصدر وان يأمر الاكابر بخدمته ويكون غرضه من ذلك اظهار كونهم مطيعين له
في كل الامور منقادين له في جميع الاحوال فلم لا يجوز ان يكون الامر ههنا كذلك وايضا أليس
من مذهبنا انه يفعل ما يشاء ويحكم ما يريد وان افعاله غير معللة ولذلك قلنا انه لا اعتراض
عليه في خلق الكفر في الانسان ثم في تعذيبه عليه ابد الآباد واذا كان كذلك فكيف يعترض عليه في
ان يأمر الاعلى بالسجود للادون انتهى **قوله** آپ تفسیر بیضاوی ملاحظہ کیجیے تحت آیت
فلما انبأهم باسمائهم الخ وہ یہ لکھتے ہیں واعلم ان هذه الآيات تدل على شرف الانسان
ومزية العلم وفضله على العبادة وانه شرط في الخلافة بل العمدة فيها انتهى بقدر الحاجة اور
نیز اسکے آخر میں یہ لکھتے ہیں وان آدم افضل من هؤلاء الملائكة لانه اعلم منهم والاعلم افضل
لقوله تعالى هل يستوي الذين يعلمون والذين لا يعلمون دیکھیے آپکے قاضی صاحب علم کو شرط
خلافت بل العمدہ فرماتے ہیں۔ **اقول** یہہ سند لانا تو ایسا ہی ہے کہ ہمین
بزرگ ہی جیسا کسی نے لا تقربوا الصلوة سے کیا تھا اوس کمبخت نے تو صرف قید ہی
کو حذف کرکے دفع مقصود کو بیکار کیا تھا جنابنے تحقیقی ثابت کیے تھے مگر
فاضل مجیب نے تو نہ سیاق عبارت کا ہی لحاظ فرمایا اور نہ بسملہ کے معنی صحیح رکھے پس

ملہ کہ سجدہ اوہی کہنا ہی ہے لیکن سجدہ اللہ تعالے کو تھا اور آدم سجدہ کرنے کی بطور قبلہ کے تھے اور ان دونو اقوال پر کچھہ اشکال
نہیں لیکن جب یہ تسلیم کرین کہ سجدہ آدم کو تھا تو تم یہہ کیون کہتے ہو کہ یہہ اشرف سے شریف کی حق مین جائز نہیں اور یہہ
اسوجہ سے کہ بسا اوقات حکمت اسکی مقتضی ہوتی ہے کہ اشرف کی محبت اور اسکی نہایت اطاعت ظاہر کیجاوے۔ بادشاہ کو اختیار ہے
کہ کمترین غلامان کو صدر مین بٹھلاوے اور اکابر کو اوسکی خدمت کا حکم کرے اور اوسکی غرض اس سے اظہار اطاعت وانقیاد
تمام امور و احوال مین ہو تو کیا جائز نہیں ہے کہ یہان بھی اسیطرح ہو اور نیز کیا ہمارا مذہب نہیں ہے کہ خدا تعالے جو چاہتا ہے کرتا ہے اور جسکا
ارادہ فرماتا ہے حکم کرتا ہے اور اسکی افعال معلل نہیں ہین اسی سبب سے کفر کے پیدا کرنے مین انسان مین اوسپر کچھہ اعتراض نہیں ہے اور نہ
پھر اوسکو ابد الآباد تک عذاب کرنے مین کچھہ اعتراض ہے اور جب یہہ حال ہے تو اوسپر آپ کیونکر اعتراض ہو سکتا ہے کہ وہ اعلی کو ادنی کی سجدہ کا

کہ ابتدا اس قصہ کی یہہ ہی کہ حق تعالی شانہ نے ملائکہ سی فرمایا کہ ہم زمین مین نائب بنانا چاہتی ہین
وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً تو اب اس سی اہل انصاف
وعلم وعقل وفہم بخوبی سمجھہ سکتی ہین کہ خلافت سی کونسی خلافت مراد ہی اور حضرت آدم علیہ السلام
کس معنی کر خلیفہ تھی کیا اسجگہ وہ خلافت جو ہماری اور ہماری مجیب کے متنازعہ فیہا ہی اور
جسمین اسوقت گفتگو ہو رہی ہی اور جسکی لیی شرائط ثلثہ نص و عصمت و افضلیت مختلف فیہا
بین الفریقین ہین وہی خلافت مراد ہے اگر وہی خلافت مراد ہی تو فرمائین تو سہی
کہ حضرت آدم علیہ السلام کونسی نبی کے خلیفہ تھی یا کوئی اور خلافت مراد ہی افسوس کہ ہمارے
مجیب کو یہہ بہی خبر نہین کہ اسجگہ خلافت سی کونسی خلافت مراد ہی اگر قرآن شریف یاد
نہین تہا تو کہولکر دیکہہ لینا تہا یا کسی سنی حافظ سی ہی پوچہہ لیا ہوتا تاکہ سیاق عبارت
سی واضح ہو جاتا کہ یہہ حضرت آدم کا قصہ ہی اور خلافت سی مراد خلافت نبوت ہی علاوہ
ازین اسجگہ ہماری فاضل مجیب کے علم وفہم پر آفرین ہی کہ اس عبارت کو اشتراط افضلیت
کی دلیل سمجہا پیش کیا ہی اور اپنی کمال دانشمندی اور وفور علم سے یہہ سمجہی (وانہ لشرط فی الخلافۃ)
مین وانہ کی ضمیر شرف یا افضل کیطرف راجع ہی حالانکہ اطفال کافیہ خوان بہی سمجہہ سکتی ہین
کہ یہہ غلط ہی اور بسپر طرہ یہہ ہی کہ اس سی آگی فرماتی ہین کہ دیکہی آپکے قاضی صاحب
اسکو شرط خلافت بل العمدہ فرماتی ہین اسجگہ بہی لفظ (اسکو) پر اکتفا فرمایا اور یہہ نفرمایا
کہ قاضی صاحب کسکو شرط خلافت فرماتی ہین مسلمنا آپکی سیاق عبارت کی خلاف مرجع
ضمیر (وانہ) کا علم ہی اور لفظ اسکو بہی علم ہی کیطرف راجع ہی لیکن تاہم مدعا سی
بعید ہی کیونکہ یہہ جب ثابت ہو کہ جب اعلمیت افضلیت کو مستلزم ہو حالانکہ یہہ استلزام
آپکے اعتراف سی باطل ہی آپنے افضلیت کے تعریف مین اسکا دار و مدار اخلاق حمیدہ اور
صفات پسندیدہ پر رکہا تہا اور شروع دلایل مین اعلم و اورع و اتقی و اعقل ہونے پر
رکہا تہا جس سی صاف معلوم ہوتا ہی کہ اعلمیت مستلزم افضلیت کو نہین بلکہ اوسکی

لیے اور صفات کا حاصل ہونا ضروریات سے ہی علی الخصوص ملکات نفسانیہ کا ہونا واجبات سے ہی
پس جبکہ اعلمیت مستلزم افضلیت کو نہین ہے تو یہہ استدلال ہی لغو ہوا۔ قطع نظر اس سے
جب ہم نفس اس عبارت مین تامل کی نظر سے دیکھتے ہین تو بداہتہ معلوم ہوتا ہی کہ یہہ عبارت
ہرگز مثبت مدعا نہین کیونکہ قاضی رحمہ فرماتے ہین وانہ شرط فی الخلافۃ بل العمدۃ فیہا او ظاہر ہی
کہ لفظ بل اسجگہ ترقی کے واسطے نہین ہے کیونکہ شرط بہ نسبت عمدہ ہونے کے اعلی و اقوی ہی تو ترقی
ادنی سے اعلی کیطرف ہوتی ہی نہ بالعکس اور اگر ترقی تسلیم کیجاوے تو اعلی ہی جو شرط ہی ادنی کی
طرف جو عمدگی ہی ہوگی کیونکہ شرط موقوف علیہ ہوتی ہی اور عمدہ کی اولویتہ ہی نہ موقوف علیہ
تو لا بد لفظ بل اسجگہ اضراب کے واسطے ہوگا اور اتیان بلفظ اشتراط محض غرض مزید تاکید ہوگا تو گویا
قاضی رحمہ نے لفظ بل العمدۃ فیہا کہکر یہہ ثابت کردیا۔ وانہ شرط فی الخلافۃ سے یہہ مراد نہین
کہ وہ موقوف علیہ خلافت کا ہی اور اگر یہہ معنی نہونگی تو لفظ بل العمدۃ فیہا محض لغو و لا طائل
محل مقصود ہوگا پس قاضی صاحب کا یہہ قول آپکو کچھہ مفید نہین بلکہ مضر ہی کیونکہ عدم اشتراط
پر دلالت کرتا ہی نہ اشتراط پر **قولہ** حدیث سنیے آپکی علامہ جلال الدین سیوطی نے جمع الجوامع
و جامع صغیر مین روایت کی ہی۔ ایما رجل استعمل رجلا علی عشرۃ انفس وعلم ان فی العشرۃ
افضل ممن استعمل فقد غش اللہ ورسولہ وغش جماعۃ المومنین ع۔ عن حذیفۃ انتہی
اب ذرا انصاف فرمائیے کہ جب مفضول کی حکومت دس آدمیون پر جائز نہو اور اسمین خدا و
رسول و جماعت مومنین سے دغا لازم آوے پس تمام مومنین پر مفضول کی حکومت مین کہ اموال
و نفس وغیرہ کا شامل ہی اولی تصرف ہو کسقدر قباحت و شناعت لازم آئیگی **اقول** اس
حدیث کی معنی آپنے جو کچھہ سمجھی غلط ہین یہان افضلیت سے افضلیت متنازعہ فیہا
ہرگز مراد نہین کہ من حیث مرتبہ استحقاق الثواب عند اللہ افضل ہو بلکہ اسجگہ افضلیت سے
مراد بالفضل الجزئی ہی کہ جو متعلق بجا آوری مقاصد ریاست و شرائط سرداری کی ہو مثلا اگر کسی
سریہ یا جیش پر حاکم مقرر کیا جاوے تو وہ شخص زیادہ لائق ہوگا جو خاص فن حرب و طعان

وضرب مین زیادہ ماہر وخبیر ہو اور شجیع ہو اور خداع حروب اور اوسکی چالونسی واقف ہو
اور اگر کسیکو کسی ملک پر حاکم کیا جاوی تو وصف تالیف قلوب بغیر دہن اور سیاست
بدون ظلم اوسمین اعلی درجہ کا ہو یا مثلاً باوجود سادات یا کسی کے کسی خاص مصلحت کی وجہ سے
مقدم کیا جاوی - مثلاً کسی خاص سانحہ کی وجہ سی اوسکی سعی وکوشش اوسمین زیادہ ہو شہ
متصور ہو آپکو معلوم ہوگا کہ طالوت سی حضرت شموئیل علیہ السلام وداود علیہ السلام افضل تھی باوجود
اسکی حق تعالے نے مفضول کو امام مقرر فرمایا اور ظاہر ہی کہ یہہ کچھہ ضرور نہین کہ جس شخص کو
زیادہ دینی استحقاق ثواب حاصل ہو اور ولی کامل ہو وہ مہم متعلقہ کو بہی سب سی عمدہ طور پر
انجام دیوی علاوہ ازین ہم کب کہتی ہین کہ مراعات افضلیت نہین چاہیی ہم اگر انکار کرتے
ہین تو اشتراط کا انکار کرتے ہین - اس حدیث سی صرف اسقدر معلوم ہوتا ہی کہ جب کسی کو
عامل بنایا جاوی تو لحاظ افضلیت ضروری ہی ہم بہی یہہ ہی کہتی ہین کہ جب کسیکو امیر یا عامل بناوین
تو افضلیت ملحوظ رکہنا چاہیی لیکن اس سی یہہ کیونکر ثابت ہوا کہ اگر افضلیت فوت ہو گئی
تو امارت غیر منعقد ہو گی اور اوسکی اطاعت واجب نہو گی بلکہ اگر تامل کی نظر سی دیکہا جاوی
تو اسی روایت سی انعقاد مفہوم ہوتا ہی کیونکہ خدا و رسول و جماعت مومنین کے ساتہہ غش تو اوسی
نے بیشک کیا اوسکی امارت منعقد ہو گی اور وہ واجب الاطاعت ہوگا اور اگر وہ واجب الاطاعت
نہین ہوا اور اوسکی امارت ہی منعقد نہین ہوئی تو مثل عوام کے رہا اور کیا غش ہوا وہ تو امیر
ہی نہو ہوگی غرضکہ افضلیت کی مراعات سی انکار نہین اشتراط سی انکار ہی تحفہ اثنا عشریہ
کی بحث افضلیت مین تم کو بہی ایسے دیکہا ہوگا آری اگر نصب رئیس بہ بیعت اہل حل
و عقد باشد می باید کہ نصب افضل کنند در ریاست و شرائط سرداری نہ در امور دیگر آری
در تعیین عالم متبحر و سید حسیب الطرفین کہ از دی امور سرداری یک خانہ سرانجام نمی تواند شد
درینجا فضیلتی دیگر می باید - اس سی قطع نظر آپکو بحث مین عنقریب معلوم ہو چکا ہی
کہ جناب امیر نے اس شرط کا لحاظ نہین فرمایا کیونکہ جب زیاد جیسی شخص کو ایک ملک کا

حاکم بنا دیا تو بس اس سے بڑھکر اور کیا عدم رعایت اس شرط کی ہوگی پس اس سے معلوم ہوا
کہ یہہ شرط جناب امیر عم کے نزدیک منسوخ ہے اور معمول بہ نہین یا آپ معصوم نہین ہونگے
خدا و رسول صلعم و جماعت مومنین کے ساتھہ غش کیا۔ معاذ اللہ **قولہ** ایک دو اور حدیث شاہ
ولی اللہ صاحب عہ کی نقل کلام مین آ گئی اس مقام مین عترت کی شہادت سُن لیجیے آپکی عالم
جلیل و فاضل نبیل خواجہ محمد بن محمد بن محمود مشہور بمحمد پارسائی با وجود سخت تعصب کے
کتاب فصل الخطاب کے آخر مین بعد ذکر ائمہ اثنا عشر ابو جعفر قمی علیہ الرحمۃ سے علامات
امام مین جناب امام رضا عم سے ایک طویل روایت لکھے ہے چونکہ شیخ عبد الحق صاحب دہلوی نے
بہی وہ روایت رسالہ مناقب و احوال ائمہ اطہار مین جسکا ذکر فاضل رشید نے بہی ایضاح
مین کیا ہے نقل کی ہے لہذا بخوف طوالت شیخ صاحب دہلوی کی ہی فارسی روایت پہ
اکتفا کرتے ہین وہ اس رسالہ کی اخیر مین بعد ذکر ائمہ فرماتی ہین عبارتہ ہکذا و این ابو جعفر
قمی مذکور در علامات امام و فضل وی از امام علی رضا آوردہ ست کہ فرمود امام را علامات ہست
کہ عالم تر و حاکم تر و حلیم تر و پرہیزگار تر و شجاع تر و عابد تر از دیگران باشد و ولادت کردہ شود
مختون و وی پاک باشد و از پیش و پس یکسان بیند و چون از شکم مادر بر زمین آید بر دو کف دست
افتد و او از شہادتین بر آورد و محتلم نشود و چشم او بخواب رود و دلش بیدار بود و محدث باشد
و درع رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بر وی راست آید و نزد وی سلاح آنحضرت صلعم باشد و شمشیر او
ذو الفقار و نزد وی مصحف فاطمہ رض بود و نزد وی صحیفہ بود کہ در وی نامہای مخالفان او تا روز
قیامت باشند ثبت بود و بول و غائط او را کسی نبیند و زمین موکل بود بر فرو بردن آنچہ بیرون
آید از و و بوی وی خوشتر از بوی مشک بود و بر مردم از نفسہای ایشان نزدیکتر بود
و مہربان تر از مادر و پدر و متواضع ترین مردم بود مر حق را عز و علا و امر بمعروف کنندہ
و نہی از منکر کنندہ تر بود و از ہمہ خلق دعای او مستجاب بود کہ اگر بر سنگ دعا کند
دو پارہ شود و موید بروح قدس بود و میان او و خدا عمودی بود از نور کہ بیند در وی

اعمال بندگان او و ہر چہ بدان محتاج بود گاہی بسط کردہ شود و برای او پس بدانند گاہی قبض
کردہ شود واز وی پس بماند وامام زائیدہ شود و بزاید تندرست بود و مریض بشود و بخورد و بنوشد
وجماع کند وبخسپد وشادمان شود وغمگین نشود وبخندد و وگرید و بزید وبمیرد و در قبر نہادہ شود
وزیارت کردہ شود وحشر کردہ شود وایستادہ کردہ شود در موقف عرصات وعرض کردہ شود
برای اعمال پرسیدہ شود واز انہا واکرام کردہ شود وشفاعتش قبول کردہ شود ودلیل در
دو خصلت ست یکی علم ودیگر استجابت دعوات وائمہ بعد از پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
کشتہ شدہ اند بشمشیر وزہر واین کشتہ شدن درحقیقت ونفس الامر است نہ چنانکہ
غلات گویند علیہم اللعنت کہ ایشان کشتہ نشدہ اند ودرحقیقت بر مردم شبہ ایشان انداختند
واین سخن دروغ است چہ این مخصوص از انبیا واولیا بعیسی بن مریم ع است چہ وی را از
از زمین زندہ برداشتند در میان زمین وآسمان روح او را قبض کردند وچون بر آسمانش بردند
روح او را در بدنش باز آوردند وامامت بزرگتر وعظیم تر است از آنکہ مردم بعقل کنند آن برسند
واو را بکسب حاصل کنند امام مخصوص ست بتمام فضل بے طلب وکسب بلکہ محض اختصاص از
از مفضل وہاب حکما متحیر وعقلا قاصر واو با عاجز وبلغا محصور از وصف نشانی از شانہای او
وفضلی از فضائل او چہ بداو را حق تعالی مخزن از علم وحکمت خود وآنچہ نمی دہد غیر او را۔ انتہی
اگرچہ اس روایت سے جو خرابی کہ مذہب اہل سنت وخلافت وامامت خلفا ثلثہ ودیگر خلفاء
متغلبہ پر کہ ان اوصاف سے موصوف نہ تھے آتی ہے ہویدا کی بلکہ ادنی صاحب فہم پر پوشیدہ
نہیں مگر یہاں مد نظر صرف شرط افضلیت امام کا ثابت کرنا ہے اور وہ اس روایت سے
اظہر من الشمس ہے قطع نظر اوصاف مندرجہ روایت ہذا کے شروع علامات امام میں
یہہ الفاظ ہیں عالم تر وحاکم تر وحلیم تر وپرہیزگار وشجاع تر وعابد از دیگران باشد اور یہی
افضلیت پر دال ہیں کہ اہل حق خلافت وامامت کی شرط جانتے ہیں حضرت مجیب یا ان کے
کسی ہم مذہب کو یہہ وہم ہو کہ چونکہ یہہ روایت ابو جعفر قمی علیہ الرحمہ سے منقول ہے اسلیے

اہل سنت پر حجت نہین کیونکہ یہہ وہم فاسد چند وجہ سے مردود ہے اول یہہ کہ خواجہ پارسا اور
شیخ عبد الحق دہلوی نے اس روایت کی نقل کے بعد سکوت کیا ہے اور ہرگز انکار یا رد کا اشارہ
تک نہین کیا اور آپکی خاتم المحدثین کے نزدیک نقل کے بعد سکوت تسلیم کی دلیل ہے دوم روایات
شیخ ابو جعفر قمی علیہ الرحمۃ خواجہ پارسا کی نزدیک مقبول و شیخ ممدوح معتبر و قابل احتجاج ہے ورنہ روایت
کرتے چنانچہ اس سے پہلی چند روایتین نقل کرکے کہتی ہین - اخرج ھذہ الاحادیث
الخمسہ ابو جعفر محمد بن علی بن الحسین بن بابویہ القمی وکان من شیوخ الشیعۃ
وشھودیھم استشھد بہ البخاری رح فی کتاب الطب الخ اور شیخ عبد الحق صاحب
اس رسالہ مین فرماتی ہین - واین پنج حدیث ابو جعفر محمد بن علی بن الحسین بن موسی ابن بابویہ
القمی اخراج کردہ و ابن بابویہ از شیوخ شیعہ و مشہوران ایشان است بخاری درکتاب خود درکتاب
الطب بوی استشہاد کردہ و در حدیثیکہ مضمونش انیست کہ شفا در سہ چیز است حجامت کردن و عسل
خوردن و داغ نہادن گفتہ رواہ القمی عن لیث عن مجاہد عن ابن عباس الخ چنین آوردہ ست
درکتاب الانساب امام ابو سعید عبد الکریم محمد السمعانی انتہی - **اقول** ہماری فاضل
محبب اس روایت کو نقل کرکے خوشی سے پھولی نہین سماتی جامہ سے باہر ہوئی جاتی ہین سبحان
اللہ سپر کیا کچھہ اترالی ہین اور کیسا کچھہ نازش و افتخار ہے گویا میدان مناظرہ آج آپ ہی کے
ہاتھہ ہے اور بزعم خود مذہب اہلسنت پر کیسی کچھہ خرابی ڈالی گو یہہ خبر نہین کہ ہے یہی روایت
بہت بطر و فرح کے بدلے حزن و غمگینی اور نازش و افتخار کے عوض ذلت و شرمندگی نصیب ہوگی
ہم تو کیا عرض کرین اہل انصاف خود دیکھہ لینگی اور انصاف سے بول اٹھینگی کہ یہہ آپکا نازو
افتخار بجا ہے یا بیجا اور تعلی و ترفع روا ہے یا ناروا ہمکو سخت افسوس ہے کہ آپنے فصل الخطاب
کو ماقبل و مابعد سے ذرا بھی نہ دیکھا کہ آپکو معلوم ہوجاتا کہ یہہ روایت کس موقع کی ہے اور کس
عبارت سے اسکا ربط ہے اور کس مدعا کی لیے نقل کی گئی ہے اگر آپ تمام کتاب کو ملاحظہ فرماتے
تو مین یقین کرتا ہون آپ اس روایت کو اہل حق کے مقابلہ مین نقل تک بھی نفرماتی

[illegible]

چہ جائیکہ آپ ناز و افتخار اوسپر فرماتے ہیں اگرچہ آپ نے اس روایت کو رسالہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے لیکن چونکہ اصل روایت فصل الخطاب کی ہے اور رسالہ مناقب میں بھی اوسی سے ترجمہ لیا گیا ہے۔ اسلیے ہم اصل فصل الخطاب ہی کو پیش نظر رکھکر متصدی جواب ہوتے ہیں کہ یہ ترجمہ کے جواب سے بھی مستغنی ہوگا۔ ہمکو ضرورت نہ تھی کہ بجواب اس روایت کے ہم ابو جعفر راوی کے اسقاط وتضعیف اور روایت کی تغلیط وتزییف کی طرف متوجہ ہوتے کیونکہ بحول اللہ وقوتہ ہمارے پاس اسکا جواب ہادم بنیان استدلال اور قاطع عرق شبہ موجود ہے جسکو ہم آئندہ گذارش وپیشکش کرینگے لیکن جبکہ ہمارے مجیب صاحب نے بطور دفع دخل مقدر کے فرمایا ہے اور گویا بزعم خود دلائل سے ثابت کردیا کہ نہ راوی کی تکذیب ممکن ہے اور نہ روایت کی تغلیط ہوسکتی ہے تو ضرور ہوا کہ ہم اپنے مجیب لبیب کو اونکی غلطی پر متنبہ کردیں واضح ہو کہ صحت وعدم صحت و اعتبار وعدم اعتبار روایت باتفاق فریقین عدالت وعدم عدالت اور صدق وکذب رواۃ پر منحصر ہے۔ آپکے شہید ثانی صاحب معالم الاصول میں تحریر فرماتے ہیں ملخصاً عرض کرتا ہوں۔ وللعمل بخبر الواحد شرائط کلہا تتعلق بالراوی الاول التکلیف الثانی الاسلام الثالث الایمان الرابع العدالۃ وھی ملکۃ فی النفس یمنعہا عن فعل الکبائر والاصرار علی الصغائر ومنافیات المروۃ الخامس الضبط۔[1] علی ہذا القیاس آپکو معلوم ہوگا کہ اہلسنت کے نزدیک بھی روایت کا اعتبار راوی کی اعتبار پر ہے اگر آپنے شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ہی کوئی رسالہ متعلق اصول حدیث ملاحظہ فرمایا ہوگا تو معلوم ہوگا کہ شیخ رحمہ اللہ بھی یہہ ہی فرماتے ہیں اور طریق معرفت عدالت بھی چند امور پر موقوف ہے معالم الاصول ہی میں دیکھہ لیجیے لکھا ہے

[1] خبر واحد پر عمل کرنے کی لیے شرائط ہیں۔ سب متعلق راوی کے ہیں پہلی شرط مکلف ہونا ہے دوسری اسلام تیسری ایمان چوتھی عدالت اور وہ نفس میں ایک ملکہ ہے جو اوسکو کبیرہ گناہونکی کرنے اور صغیرہ گناہوں پر اصرار کرنے سے روکتا ہے اور مروت کے مخالف باتوں سے پانچوین ضبط ہے۔ ۱۲

تعرف عدالة الراوی بالاختبار بالصحبة المتاکدة والملازمة بحیث تظهر احواله ویحصل الاطلاع علی سریرته حیث یکون ذالک ممکنا وھو واضح ومعرفة عدالة باشتھارھا بین العلماء واھل الحدیث وبالقرائن المتکثرة المتعاضدة وبالتزکیة من العالم بھا انتھی بقدر الحاجة

پس جب ہم روایت مذکورہ کی راوی ابو جعفر قمی کی حالات کی طرف تفحص کے نظر سے متوجہ ہوکر دیکھتی ہین تو اہل حق کے اسماء الرجال مین اسکا کہین نام ونشان بھی نہین پاتی عدول وحفاظ مین تو کہان ضعفاء ومجاہیل مین بھی حضرت کا کہین پتا ونشان نہین تقریب التہذیب مغنی میزان الاعتدال انمین کسی مین آپکا ذکر نہین ہان شکلمین نے مناظرہ کی کتابو نمین آپکا ذکر کیا ہی مجملا او صاف بھی نہ کہی مین مولانا خواجہ نصر اللہ رحمہ اللہ نے صواقع مین اور حضرت خاتم المحدثین علامہ دہلوی نے تحفہ مین ذکر فرمایا ہی سو مولانا خواجہ نصر اللہ رحمہ تو امثال کلمہ ذالتہ الکذب سے یاد فرماتے ہین اور تحفہ مین آپنے خود بھی ملاحظہ فرمایا ہوگا کہ کس درجہ کی تکذیب فرمائی بخاری کی طرف نسبت کرنا کہ اونے اپنی صحیح مین ابو جعفر قمی سے استشہاد کیا ہی سراسر غلط ہی بخاری اور اوسکی شروح مفصلہ[1] نادر الوجود نہین جسکا دل چاہی دیکھ لیوی اوسمین ہرگز ابو جعفر قمی کا کہین پتا نہین بلکہ وہ قمی جس سے امام بخاری نے استشہاد فرمایا ہی اور شخص ہی اور اس قمی کے معنی سنو قسطلانی مین ہی رواہ القمی بضم القاف[2] وتشدید المیم المکسورة یعقوب بن عبد اللہ بن سعد بن مالک بن ھانی بن عامر بن ابی العامر الاشعری من اھل قم مدینة عظیمة حصینة واھلھا شیعة حماو صلہ البزار

---

[1] راوی کے عدالت اسقدر پختہ صحبت اور ملازمت کی ساتھ آزمائش سے معلوم ہو جاتی ہی کہ اوسکی احوال ظاہر ہو جائین اور اوسکی چھپی ہوئی حالت پر اطلاع ہو جاوی جسجگہ ممکن ہو اور یہہ امر واضح ہے – اور جب یہہ نہو سکی تو عدالت علماء اور اہل حدیث مین شہرت سے معلوم ہوتی ہی – اور قرائن سے جو بہت سی ہون اور باہم ایک دوسری کی تقویت کری – اور نیز کسی جاننی والے کی تزکیہ سے بھی معلوم ہو جاتی ہی – ۱۲ [2] قمی بضم قاف اور تشدید میم کسورہ سے یعقوب بن عبد اللہ بن سعد بن مالک بن ہانی بن عامر بن ابی العامر اشعری قم کے لوگونمین سے ہے اور قم ایک بڑا مستحکم شہر ہے – اور اوسکی لوگ شیعہ ہین – ۱۲

اور اسیطرح دوسری شروح مین بہی اسکی تشریح ہی تو اس سے ثابت ہوا کہ یہہ ابو جعفر ضعفاء مجاہیل
ہی مین نہین بلکہ اہل حق اسکو وضاعین وکذابین مین سے سمجہتی مین خواجہ پارسا اور شیخ محدث رحمہما اللہ
علیہما کی کتابون مین جو یہہ لکہا ہوا ہی کہ بخاری نے اس سے استشہاد کیا اسکو توثیق سمجہنا بالکل غلط اور نقش
بر آب بالمعان سراب ہی کیونکہ یہہ توثیق نہین بلکہ حکایت لمزوم توثیق ہی بلکہ حکایت در
حکایت کیونکہ خواجہ ع انساب سمعانی سے حکایت کرتے ہین اور صاحب انساب بخاری سے
اور بہی ہی کہ صحت حکایت محکی عنہ کی موافقت پر موقوف ہی اگر حکایت محکی عنہ کی مطابق ہی
تو حکایت صحیح اور قابل اعتبار ہوگی اور اگر محکی عنہ کی مطابق نہین ہی تو ہرگز قابل اعتبار نہین اور
اسجگہ حکایت مروی محکی عنہ کی مطابق نہین بخاری کے استشہاد کا حال تو واضح خدمت ہو ہی
چکا ہی دوسری حکایت انساب کی نسبت عنقریب واضح خدمت کیا جائیگا - باقی رہا خواجہ صاحب
رحمہ اللہ کا خلاف واقع حکایت کرنا اگر نفس الواقع صحیح ہو اور یہہ جملہ الحاقیہ نہو چنانچہ قرائن اسکی
الحاقیت پر دال ہین اور ہم عرض خدمت کرینگے باعث کسی حرج یا خوف کا نہین ہی کیونکہ
ہمنی کب دعوی کیا ہی کہ خواجہ صاحب ع سہو و خطا سے معصوم ہین اگر اونہون نے ایسا لکہا
اونسی خطا ہوئی بحمد اللہ مذہب اہلسنت ایسا محجہ بیضا ہی کہ اوسین نہ کسیکی غلطی سے زوال
نقصان ہی اور نہ غلطی کا اتباع کیا جا سکتا ہے کیونکہ اصل امام کتاب و سنت کو قرار دی
رکہا ہی نہ اپنی اہوا کو والحمد للہ علی ذلک لیکن جب ہم قرائن مین غور کرتے ہین تو
ظن قریب بیقین کے ہوتا ہی کہ خواجہ محمد پارسا کی کتاب فصل الخطاب مین یہہ عبارت
استشہد به البخاری فی کتابه فی کتاب الطب فقال فی حدیث الشفاء فی ثلث شرطة محجم و شربة
عسل وکیة بنار رواه القمی عن لیث عن مجاهد عن ابن عباس رضی الله عنهما کذا فی کتاب
الانساب للامام ابی سعد عبد الکریم بن محمد السمعانی الحاقی ہی کیونکہ اولاً جو جملہ کہ اس عبارت سے

سلہ بخاری نے اپنی کتاب کے کتاب الطب مین ذکر سا بہہ استشہاد کیا ہی اور وہ حدیث یہ ہی جسکا حاصل یہہ ہی کہ شفا تین چیزون مین ہی ... اور شہد پینی ...
کہا ہی حدیث کو قمی نے لیث سے اور لیث نے مجاہد سے اور مجاہد نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی اسیطرح امام ابو سعد عبد الکریم بن محمد سمعانی کی کتاب انساب مین ہی

پہلی متصل کو ہی وکان من شیوخ الشیعة ومشاہیرہم اسکو بالکل مخالف ومنافی ہی کیونکہ وہ جملہ
پکار کر کہہ رہا ہی کہ یہہ شخص شیوخ شیعہ اور مشہورین اونکی سی ہی تو قابل دو انکار ہی مطالب اہل حق
کی اصول حدیث کی رسالہ مین علی الخصوص شیخ عبد الحق محدث دہلوی رح کی تحریرات
مین جنابنے مطالعہ فرمایا ہوگا کہ جو شخص متہم ببدعت ہو وہ درجہ اعتبار سی ساقط ہی علی الخصوص
بدعت تشیع مین ملوث ہونا جسکو اہل حق رفض سی تعبیر فرماتے ہین اوسکا ادنی شبہہ مسقط
اعتبار ہی اور وجہ اسکی یہہ ہی کہ روایت کی صحت کا مدار صدق راوی پر ہی اور ان حضرات کے
نزدیک کذب تقیة جائز بلکہ فرض قطعی ہے جسکی تارک کو دین سی خارج فرماتے ہین تو اونکی
صدق وکذب کی حالت ایسی ملتبس ومشتبہ ہوگئی کہ جسمین امتیاز احدہما عن الآخر محال
وممتنع ہوگیا تو جس شخص کے نسبت یہہ کہا گیا کہ یہہ متہم بہ بدعت رفض ہی تو گویا اوس سے
یہہ مراد ہوئی کہ درجہ اعتبار سی ساقط ہی تو جس شخص کے لیی اوسکے اذعان ویقین کے ساتھہ یہہ لکھا
گیا ہی کہ یہہ شخص اس جماعت کا سرگروہ اور امام ہی اور از سرتا پا تشیع مصطلح مین غرق ہی
تو اوسپر قیاس کرلینا چاہیی کہ اوسکا سقوط اعتبار کس درجہ مین ہوگا اور جب اوسکا
سقوط وعدم اعتبار اس درجہ پر پونہچ پایا گیا تو اب یہہ جملہ استشہد بہ البخاری الخ جو فی الجملہ
وثوق واعتبار پر دال ہی گویا جواز اجتماع نقیضین کا حکم ہی۔ علاوہ ازین بخاری اور
اوسکی شروح عزیز الوجود نہین اور ہر زمانہ مین اسکی یہہ ہی تداول کثرت رہی ہی چنانچہ خود
امام ہی سی اسکی روایت آلاف کی درجہ کو پونہچی ہی اور نیز خواجہ پارسا اپنی کتاب مین بخاری
سی روایات نقل فرماتے ہین اور اوسکی بعض شروح ہم ہی نقل کرتے ہین تو ایسی
حالت مین عقل سلیم ہرگز تسلیم نہین کرتے کہ باوجود علم اس امر کے کہ ابو جعفر شیوخ شیعہ
سی ہی بلا مراجعت اصل کتاب کے محض سمعانی کی نقل پر اوسکو اس درجہ معتبر اور صحیح سمجھین
کہ اوسکو اپنی کتاب مین بہی داخل کردین غرض بہر حیثیت سیاق وسباق کو دیکھکر اس
جملہ کے الحاق ہونیکا قوی شبہہ پیدا ہوتا ہی۔ معہذا یہہ کہنا کہ اس روایت کی نقل کے

بعد سکوت کیا اور ہرگز رد یا انکار نہین کیا سراسر غلط ہی کیونکہ جب ما سبق مین بیان ہوچکا تہا
کہ اس روایت کا راوی شیوخ شیعہ اثنا عشریہ مین سے ہی تو اب حاجت اسکی رد و انکار کے
باقی نہین رہی کیونکہ اوس سے معلوم ہوچکا تہا کہ جسقدر روایات بواسطہ اس راوی کے جنہین
یہہ متفرد ہوگا مروی ہونگی وہ قابل اعتبار نہونگی سو فی الحقیقت کلام سابق مین اس روایت
پر بہی رد و انکار ہوچکا تہا اور نیز بعد ختم روایات اہلبیت سے نقل کیا کہ وہ اپنی دعا مین کہا
کرتے تہی اللّٰھم العن الرافضۃ فانھم یتھموننا[1]۔ تو اب یہہ صریح رد و انکار نہین تو کیا ہی
پہر تعجب ہی کہ آپ یہہ فرمائین کہ رد و انکار کا اشارہ تک نہین کیا۔ مدعی غرض محال اگر یہہ استشہاد
صحیح ہوتا ہم ہماری مجیب کا استدلال بالکل فاسد ہی کیونکہ جب یہہ بات محقق ہوچکی کہ ابوجعفر
راوی شیوخ شیعہ سے ہی تو پہر اگر کسی روایت مین استشہاد کیا تو اوس سے جمیع مرویات کے
نسبت اعتبار اور وثوق سمجہنا سراسر غلط در ناواقفی ہی کیونکہ قاعدہ ہی کہ اگر کسی متہم بدعت کا
وثوق و اعتبار ہی ہو تو اوسکی مرویات کا اعتبار مقصور اون ہی روایات تک ہی کہ جن روایات
مین اپنی مذہب کیطرف دعوت نہین کی اور جن روایات مین مذہب کیطرف دعوت پائی
جاویگی وہ قطعاً واجب الرد و الانکار ہونگی سو اگر بخاری نے بالفرض ابوجعفر سے روایت مین استشہاد
ہی کیا ہی تو یہہ روایت وہ روایت ہی جسمین دعوت اپنی مذہب کیطرف نہین پائی جاتی تو اس
روایت سے استشہاد مطلق اسکی وثوق پر دال نہین اور اس سے اوس روایت کی تصحیح و تقویت
نہین ہوسکتی جسکو ہماری مجیب نے اپنا مستدل قرار دے رکہا ہی کیونکہ اوس روایت مین صاف
اور صریح اپنی مذہب کیطرف دعوت ہی تو حسب قاعدہ مذکورہ وہ روایت جس سے ہماری مجیب نے
استدلال فرمایا ہی قابل قبول نہین ہوسکتی۔ لیکن بحمد اللہ تعالے وجود اسکے ہمکو اس کے
کچہہ ضرورت نہین کہ ہم ابوجعفر کے تکذیب کرین یا روایت کے عدم اعتبار کو اس بنا پر ثابت
کرین۔ کیونکہ جب اس عبارت کو اسکی ماقبل سے دیکہا جاتا ہی تو صاف معلوم ہوتا ہی

[1] الہی رافضیون پر لعنت فرما کہ وہ ہمپر تہمت لگاتے ہین۔ ١٢

کہ خواجہ پارسا صاحب نے کچھ ماسبق سے مذہب شیعہ ائمہ کی بابت بیان کرنا شروع کیا ہی اور چونکہ
اس مدعا کی یہی ضرور تہا کہ شیعہ ہی کی روایات نقل کرتے تو لامحالہ اونکی روایات کو نقل فرمایا
جس سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ جملہ استشہد بہ البخاری الخ اپنی ماسبق سے بے جوڑ اور بے ربط
ہی اور الحاقی ہونے کا گمان ہوتا ہی لیکن نقل روایات کے اثنار مین بعض روایات شیعہ کے
جو موافق روایات اہلسنت کے واقع ہو گئی تو اسلیے اونکے بعد ہی چند روایات اہل سنت کی بہی
ذکر کر کے پہر اصل بیان کیطرف عود کیا جو کہ مقصود تہا یعنی بیان مذہب شیعہ جو ائمہ کی نسبت شیوہ
کر دیا تو اس سے یہہ سمجہنا کہ خواجہ صاحب نے روایت مذکورہ اپنی معقولہ بیان کے تہی سراسر غلط ہے منشا
اس غلطی کا یہہ ہی کہ اول تو یہہ نہین سمجہے کہ یہہ مذہب شیعہ کا اونکی روایات سے بیان ہو رہا ہے
دوسری یہہ غلطی ہوئی کہ جو روایات اثنار مین تبعاً اہل سنت کی مذکور ہوئی تہی اونکی نسبت یہہ
نہین خیال کیا کہ یہہ محض بطور جملہ معترضہ کے ہین اوسکے بعد یہہ خطا ہوئی کہ جب روایات اہلسنت
کو ختم کر کے اصل مدعا کی طرف رجوع کیا تو اوسکو یہہ نہین سمجہا کہ رجوع الی المقصود ہی بلکہ یہی
دانشمندی سے یہہ سمجہہ گئی کہ خواجہ صاحب نے یہہ اپنا مذہب اور اپنا معتقد بیان کرتے ہین
حالانکہ یہہ گمان بالکل غلط تہا اب مین تمام عبارت متعلقہ مضمون اولہا الی آخرہا فصل الخطاب
کی نقل کرتا ہون اور ناظرین جو آپکے حضرات مین عموماً اور اپنی محبب کی خدمتمین خصوصاً
گذارش کرتا ہون کہ ذرا ملاحظہ فرماوین اگرچہ نقل تمام عبارت خالی از اطناب و تطویل نہین
لیکن چونکہ مدار نقل عبارت پر ہے اسلیے آپ مجکو معاف فرمائینگی۔ وقال[1] الامام فخر الملۃ
والدین الرازی ایضاً رحمۃ اللہ فی کتابہ المحصل اما الامامیۃ فالذی استقر علیہ رایہم ان
الامام بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ثم ولدہ الحسن ثم اخوہ الحسین

[1] اور نیز امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب محصل مین فرمایا ہے۔ لیکن جمہور امامیہ کی رای ٹہری ہی یہہ
کہ امام بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہین پہر اونکے فرزند حسن رضی اللہ عنہ
پہر اونکے بہائی حسین رضی اللہ عنہ ۱۲—

ثم ابنه علي زين العابدين ثم ابنه محمد الباقر ثم ابنه جعفر الصادق ثم ابنه موسى الكاظم ثم ابنه علي الرضا ثم ابنه محمد التقي ثم ابنه علي النقي ثم ابنه الحسن الزكي ثم ابنه محمد القائم المنتظر رضي الله عنهم اجمعين لقد كان لهم في كل هذه المراتب اختلافا وروي عن جعفر الصادق رضي الله عنه باسناده عن آبائه الكرام رضي الله عنهم عن امير المؤمنين علي رضي الله عنه انه سئل عن معنى حديث كتاب الله وعترتي من العترة فقال رضي الله عنه انا والحسن والحسين والائمة الى المهدي رضي الله عنهم لا يفارقون كتاب الله عز وجل ولا يفارقهم حتى يردوا على رسول الله صلى الله عليه وسلم حوضه وعن السيد زين العابدين علي بن الحسين رضي الله عنهما عن سيد الشهداء الحسين بن علي عن امير المؤمنين علي رضي الله عنه انه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الائمة بعدي اثنا عشر اولهم انت يا علي واخرهم المهدي الذي يفتح الله سبحانه على يديه مشارق الارض ومغاربها وفي حديث ابي عبد الله جعفر الصادق رضي الله عنه عن آبائه عن علي رضي الله عنهم انه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اثنا عشر من اهل بيتي اعطاهم الله عز وجل فهمي وحكمتي وخلقهم من طينتي فويل للمنكرين عليهم بعدي وعن وكيع رحمه الله باسناده عن سيد الشهداء الحسين بن علي رضي الله عنهما انه قال منا اثنا عشر مهديا اولهم علي بن ابي طالب رضي الله عنه واخرهم المهدي القائم بالحق يحيي الله تعالى به الارض بعد موتها

ف: پھر انکے فرزند زین العابدین پھر انکے فرزند محمد باقر پھر انکے فرزند جعفر صادق پھر انکے فرزند موسی کاظم پھر انکے فرزند علی رضا پھر انکے فرزند محمد تقی پھر انکے فرزند علی نقی پھر انکے فرزند حسن زکی پھر انکے فرزند محمد قائم جو ستھے ولی جنکا انتظار ہے۔ خدا ان سب سے راضی ہو اور البتہ ان سب کو ان مراتب کے ہر ایک مرتبہ میں باہم اختلافات ہیں۔ امام جعفر صادق سے روایت ہے اونکے آبا کرام رضی اللہ عنہم سے جناب امیر سے کہ انسے حدیث ثقلین میں پوچھا کہ عترت کون ہیں فرمایا میں اور حسن و حسین اور ائمہ مہدی تک رضی اللہ عنہم کہ یہ کتاب اللہ سے جدا نہونگے وہ انسے جدا نہوگی یہانتک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حوض کوثر پر وارد ہونگے۔ امام زین العابدین سے وہ سید الشہدا امام حسین سے وہ جناب امیر سے مروی ہے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے بعد بارہ امام ہونگے اے علی ان کا اول تو ہے اور ان کا آخر مہدی ہے جنکے ہاتھ پر اللہ تعالی مشارق ومغارب زمین کے فتح کریگا۔ امام جعفر صادق کی حدیث میں جو بواسطہ اونکے آبا کرام کی جناب امیر سے مروی ہے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری اہلبیت میں بارہ شخص ہیں اللہ تعالی نے انکو میری سمجھ اور میری حکمت عطا فرمائی ہے اور انکو میری مٹی سے پیدا کیا ہے پس ہلاکی ہو انکے جو میرے بعد انکا انکار کرینگے۔ وکیع سے بواسطہ اونکی سند کے سید الشہدا امام حسین سے مروی ہے انہوں نے فرمایا ہم میں بارہ مہدی ہیں پہلے ان میں علی ابن ابی طالب اور پچھلا مہدی حق کا قایم کرنے والا اوسکے سبب سے اللہ تعالے زمین کو آباد کریگا۔ ۱۲

ويظهر به دين الحق على الدين كله ولو كره المشركون وعن ابي عبد الله جعفر الصادق رضي الله عنه انه قال منا اثنا عشر مهديا مضى ستة وبقي ستة ويضع الله تعالى في السادس ما احب

اخرج هذه الاحاديث الخمسة ابو جعفر محمد بن علي بن الحسين بن موسى بن بابويه القمي وكان من شيوخ الشيعة ومشهوريهم استشهد به البخاري رحمه الله في كتابه في كتاب الطب فقال في حديث الشفاء في ثلاثة شرطة محجم وشربة عسل وكية نار رواه القمي عن ليث عن مجاهد عن ابن عباس رضي الله عنهما كذا في كتاب الانساب للامام ابي سعد عبد الكريم بن محمد السمعاني رحمه الله وقد اخرج ابو جعفر القمي هذا باسناده عن جابر بن سمرة رضي الله عنه انه قال اتيت النبي صلى الله عليه وسلم فسمعته يقول ان هذا الامر لن ينقضي حتى يملك اثنا عشر خليفة كلهم فقال كلمة خفية لم افهمها قلت لابي ما قال فقال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم كلهم من قريش وفي رواية كلهم يعمل بالهدى ودين الحق وفي رواية وليس بعزيز ان يجمع الله تعالى هذه الامة يوما او نصف يوم وان يوما عند ربك كالف سنة مما تعدون وحديث جابر بن سمرة رضي الله عنهما اخرجه البخاري ومسلم والترمذي وابو داود رحمهم الله وقد مضى عن قريب روايات هذا الحديث وتاويلاته وعن ابي جعفر القمي هذا باسناده عن علي رضي الله عنه انه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم البشر والبشر والبشر ثلاث مرات انما مثل امتي كمثل غيث لا يدرى

ف۱ اور دین حق کو تمام ادیان پر غالب کریگا اگرچہ مشرکونکو برا لگے ف۲ امام جعفر صادق سے مروی ہے انہون نے فرمایا ہم میں بارہ مہدی ہیں جنمین چھ گذر گئے اور چھ باقی ہیں اور اللہ تعالی چھٹے میں جو چاہیگا رکھیگا۔ ان پانچون حدیثون کی تخریج ابو جعفر محمد بن علی بن الحسین بن موسی بن بابویہ قمی نے کی ہے اور وہ شیعہ کے شیوخ اور انکی شہرت یافتون میں سے ہے۔ بخاری نے اپنی کتاب کے کتاب الطب میں انکی ساتھ استشہاد کیا ہے اور اس حدیث میں جسکا مضمون یہ ہے کہ شفا تین چیزون میں ہے - سینگی لگانا شہد پینا آگ سے داغ دینا کہا ہے کہ اسکو قمی نے لیث سے اور اس نے مجاہد سے اور انہون نے ابن عباس سے روایت کیا ہے اسیطرح امام ابی سعد عبد الکریم بن محمد سمعانی کی کتاب الانساب میں ہے اور اسی ابو جعفر قمی نے اپنی اسناد سے جابر بن عبد اللہ سے تخریج کی ہے کہ مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو مینے سنا آپ فرماتے تھے یہ امر تمام ہوگا یہانتک کہ بارہ خلیفہ مالک ہونگے یہ سب قریش سے ہونگے اور ایک روایت میں ہے سب ہدایت اور دین حق پر عمل کرینگے اور ایک روایت میں ہے کچھ دشوار نہیں ہے کہ خدا تعالی اس امت کو ایک دن یا آدھا دن اکٹھا کرے اور ایک دن تیرے پروردگار کے نزدیک تمہاری گنتی کے موافق ہزار برس کے برابر ہے اور جابر بن سمرہ کی حدیث بخاری و مسلم و ترمذی و ابو داود نے تخریج کی ہے۔ اور عنقریب وہ روایات اور تاویلات گذر چکی ہیں اور اسی ابو جعفر قمی سے باسناد اسکی حضرت علی سے روایت ہے

ل[1] اوله خير ام آخره وكيف يهلك امة انا اولها واثنا عشر خليفة من بعدى والمسيح عيسى بن مريم آخرها وفى كتاب نوادر الاصول فى معرفة اخبار الرسول صلى الله عليه وسلم تاليف الشيخ الامام العارف الولى ابى عبد الله محمد بن على الحكيم الترمذى قدس الله تعالى روحه ونور ضريحه فى الاصل الرابع والعشرين والماية حدثنا الحسين بن عمر بن شقيق البصرى قال حدثنا سليمان بن طريف عن مكحول عن ابى الدرداء رضى الله عنه انه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم خير امتى اولها وآخرها وفى وسطها الكذب حدثنا صالح بن عبد الله قال حدثنا عيسى بن ميمون البصرى عن بكر بن عبد الله المزنى عن ابن عمر رضى الله عنهما انه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم مثل امتى مثل المطر لا يدرى اوله خير او آخره اخبرنا صالح بن حماد الابح عن ثابت البنانى عن انس رضى الله عنه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم بمثله حدثنا الفضل بن محمد حدثنا ابراهيم بن الوليد بن سلمة الدمشقى ثنا ابى ثنا عبد الملك بن عقبة الافريقى الواسطى عن ابى يونس مولى ابى هريرة رضى الله عنه عن عبد الرحمن بن سمرة قال بعثنى خالد بن الوليد بشيرا الى رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم موتة فلما دخلت عليه قلت يا رسول الله فقال على رسلك يا عبد الرحمن اخذ اللواء زيد بن حارثة فقاتل زيد حتى قتل رحم الله زيدا ثم اخذ اللواء جعفر فقاتل جعفر حتى قتل رحم الله جعفرا ثم

ل[1] اوسکا اول بہتر ہی یا آخر اور وہ امت کیونکر ہلاک ہوگی کہ جسکی اول مین مین اور بارہ خلیفہ میری بعد ہین اور مسیح ابن مریم اوسکی آخر مین ہی اور کتاب نوادر الاصول فی معرفۃ اخبار الرسول کا تالیف شیخ امام ابی عبد اللہ محمد بن علی حکیم ترمذی قدس اللہ روحہ و نور ضریحہ کا ایکسو چوبیسوین اصل مین ہی ابو درداسی بسند مذکورہ روایت ہی کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری بہتر امت اول اور آخر اوسکا ہی اور اوسکی درمیان مین جھوٹ ہی۔ اور ابن عمر سے بسند مذکورہ روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کی مثال مثل مینہ کے ہی کہ یہ نہین جانا جاتا کہ اوسکا اول بہتر ہی یا آخر۔ اور بواسطہ انس رضی کے بسند مذکور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مثل اوسکی مروی ہی۔ اور عبد الرحمن بن سمرہ سے بسند مذکورہ روایت ہی وہ کہتی تھے کہ مجکو جنگ موتہ کے روز خالد بن ولید نے خوشخبری سنانی کو بہیجا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین بہیجا جب مین حاضر ہوا عرض کیا یا رسول اللہ تو فرمایا ای عبد الرحمن ذرا صبر کر زید بن حارثہ نے جھنڈا لیا اور قتال کیا یہانتک کہ مقتول ہوا اللہ تعالی زید پر رحمت کرے پہر جعفر نے جھنڈا لیا وہ لڑا یہانتک کہ مقتول ہوا اللہ تعالی جعفر پر رحمت کرے۔ ۱۲

اخذ اللواء عبد الله فقاتل فقتل رحمه الله عبد الله ثم اخذ اللواء خالد ففتح الله لخالد
فخالد سيف من سيوف الله فبكى اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم وهم حوله
فقال ما يبكيكم فقالوا وما لنا لا نبكي وقد قتل خيارنا واشرافنا واهل الفضل منا
قال لا تبكوا فانما مثل امتي مثل حديقة قام عليها صاحبها فاجتث رواكبها
وهيأ مساكنها وحلق سعفها فاطعمت عاما فوجا ثم عاما فوجا ثم عاما فوجا فلعل اخرها
طعما يكون اجودها قنوانا واطولها شمراخا والذي بعثني بالحق ليجدن ابن مريم في
امتي خلفا من حواريه حدثنا علي بن سعيد بن مسروق الكندي قال حدثنا عيسى بن
يونس عن صفوان بن عمرو السكسكي عن عبد الرحمن بن جبير بن نفير الحضرمي قال لما اشتد
جزع اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم على من اصيب مع زيد بن حارثة يوم موتة
قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ليدركن المسيح من هذه الامة اقوام انهم لمثلكم
او خير منكم ثلاث مرات ولن يخزي الله تعالى امة انا اولها والمسيح اخرها قال ابو عبد الله
رحمه الله فمن الله سبحانه على هذه الامة خصوصا ثم عدد المنة فقال كُنتُم خَيرَ اُمَّةٍ
اُخرِجَت لِلنَّاسِ وَكَذٰلِكَ جَعَلنٰكُم اُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ والموصوف
بالوسطة هو الموصوف بالعدل لا يميل الى افراط ولا الى نقصان فالميزان لسانه في وسطه

ف ۵ پھر عبد اللہ نے جھنڈا لیا اور لڑکر مقتول ہوا اللہ تعالے عبد اللہ پر رحمت کرے پھر خالد نے جھنڈا لیا پس اللہ نے خالد کو فتح دی اور خالد اللہ کی تلواروں میں سے
ایک تلوار ہے پس روئے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روئے اور وہ آپکے گرد تھے آپ نے پوچھا تم کیوں روتے ہو عرض کیا ہم کیونکر نہ روئیں حالانکہ ہمارے بہتر
اور اشراف اور بزرگی والے مقتول ہوئے فرمایا مت روؤ کیونکہ میری امت کی مثال مثل اوس باغ کی ہے کہ اوسکا مالک اوسکی خبر گیری پر کھڑا ہوا
اور اوسکی کھجور کے تنہ میں سے دوسری کھجور نکلی ہوئی کو اکھاڑا اور اوسکی رہنے کے جگہ کو تیار کیا اور اوسکی شاخوں کو برابر کیا پس اوس نے
ایک سال ایک جماعت کو پھل دیا پھر دوسرے سال اور جماعت کو پھر تیسرے برس اور جماعت کو پس شاید پچھلے پھل والا عمدہ
خوشوں والا اور لمبی شاخوں والا ہو پس اوس ذات کی قسم جس نے مجھکو حق کے ساتھ بھیجا ہے - ابن مریم میری امت
میں اپنی حواریوں کا جانشین پائیگا - عبد الرحمن بن جبیر بن نفیر سے مروی ہے جبکہ جنگ موتہ کے دن اونپر جو زید بن حارثہ کے ساتھ شہید ہوئے تھے
اصحاب کا واویلا سخت ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دفعہ فرمایا اس امت کے بعض لوگ عیسی بن مریم کو پاوینگے وہ تم جیسے یا تم سے بہتر ہونگے اور
اللہ تعالے اوس امت کو رسوا نہیں کریگا جسکا اول میں اور آخر میں مسیح ہوگا - ابو عبد اللہ نے کہا کہ اللہ تعالی نے اس امت پر خصوصا احسان کیا
پھر احسان گنا اور فرمایا تم بہتر امت ہو جو لوگوں کے لیے نکالی گئی ہے - اور ایسا ہی کیا ہمنے تمکو گروہ بہتر ایسی کہ تم لوگوں پر گواہ ہو اور جو وسط ہونے کے
ساتھ موصوف ہے وہی عدل کے ساتھ موصوف ہے جو افراط و تفریط کی طرف مائل نہو پس ترازو کا کانٹا اوسکی بیچ میں ہوتا ہے - ۱۲

وباستواء الطرفين والكفتين يستوى لسان الميزان ويقوم الوزن فجعلت اوائل هذه
الامة واواخرها ممن يهدون بالحق وبه يعدلون فجعل اولها واخرها ككفتي الميزان
يستويان وما بينهما من الكدر والفتح والعوج كلسان الميزان يستقيم ولا يميل هكذا
وهكذا باستواء الكفتين فمعناه ان ينجو هذا الوسط بين الكفتين فانه ان مال
الوسط الى اي الجانبين مال الى ركن وثيق فغير استواء هاتين الكفتين اعوجاج هذا
الوسط ونتيجه الا يرى انه عمهم فقال وكذلك جعلناكم امة وسطا اى عدلا وفي وسط
الامة اعوجاج فكما كان في استواء الكفتين استقامة اللسان فكذلك في استواء اوائل
هذه الامة واواخرها يقوم الوسط فلا يهلك وقد جاء في الخبر انه سيظهر العلم في اخر الزمان
ويقبل الناس على امر الله سبحانه حتى يتم حجة الله على عباده وقد اخرج ابو جعفر القمي المذكور في
علامات الامام وذكر فضل الامام عن الرضا رضي الله عنه انه قال للامام علامات يكون
اعلم الناس واحكم الناس واحلم الناس واتقى الناس واسخى الناس واشجع الناس
واعبد الناس ويولد مختونا ويكون مطهرا ويرى من خلفه كما يرى من بين يديه واذا وقع
على الارض من بطن امه وقع على راحتيه رافعا صوته بالشهادتين ولا يحتلم وينام عينه ولا
ينام قلبه ويكون محدثا ويستوى عليه درع رسول الله صلى الله عليه وسلم ويكون عنده

ف اور دونو پلونکی برابری سی کانٹا بھی برابر رہتا ہی اور وزن بھی برابر رہتا ہی ایسی اس امت کی پہلی اور پچھلی وہ لوگ کئی تھی جو سچی راہ بتاتے
ہین اور اسیکی ساتھہ انصاف کرتے ہین پس اوسکی اول اور آخر کو مثل ترازو کے دو پلونکی کیا جو برابر رہتی ہین اور اونکی درمیان مین کدورت اور کجی ہو
جیسی ترازو کا کانٹا مستقیم رہتا ہی اور پلونکی برابری کے سبب ادہر اودہر نہین جھکتا تو اس سے مراد یہہ ہی کہ ان دو پلونکی سبب بیچ درمیان
ہی بچ جاتا ہی کیونکہ اگر درمیان ان دونو جانبون مین سے کسی طرف مائل ہوگا تو مضبوط رکن کیطرف مائل ہوگا - تو ان دونو
پلون کی ناہمواری اس درمیان کی کجی ہی - کیا تجکو معلوم نہین ہے کہ خداتعالے نے عام طور پر فرمایا ہی (اسیطرح کیا ہمنے تمکو بہتر گروہ)
حالانکہ درمیان امت مین کجی ہے - پس جسطرح پلونکی برابری مین کانٹی کی ہمواری حاصل ہوتی ہو - اسیطرح اس امت کے پہلون
وپچھلون کی صلاحیت سے وسط کا قیام ہی تو وہ ہلاک نہوگا - اور حدیث مین آیا ہے کہ آخر زمانہ مین علم ظاہر ہوگا اور لوگ اللہ کی
دین پر متوجہ ہونگی یہانتک کہ اللہ کی حجت اوسکی بندون پر پوری ہو - اور ابوجعفر قمی مذکور نے علامات امام مین تخریج کی ہی
درباب بزرگی امام رضا رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہی اونہون نے فرمایا ہی امام کی نشانیان ہین وہ یہہ کہ لوگون مین سب سے زیادہ عالم ہو اور سب
زیادہ حاکم اور سب سے زیادہ حلیم اور سب سے زیادہ پرہیزگار اور سب سے زیادہ سخی اور سب سے زیادہ شجاع اور سب سے زیادہ عابد ہو اور مختون اور ستھرا پیدا ہو اور
جیسا سامنی سے دیکھی ویسا ہی پیچھی سے بھی دیکھی اور جب ماں کے پیٹ سے نکلے کلمہ شہادتین پکار کر کہتا ہوا ہتھیلیونکی بل زمین پر آوی اوسکو احتلام نہو اور اوسکی
آنکھین سوتی اور دل بیدار رہو اور فرشتہ اوس سے کلام کرتا ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زرہ اوسکی بدن پر برابر آتی ہو اور اوسکی پاس ۱۱ ـ

سلاح رسول الله صلى الله عليه وسلم وسيفه ذو الفقار ويكون عنده مصحف فاطمة رضي الله[١]
عنها ويكون عنده صحيفة فيها اسماء مخالفيه الى يوم القيمة ولا يرى له بول ولا غائط لان الله
تعالى قد وكل الارض بابتلاع ما يخرج عنه ويكون رائحته اطيب من رائحة المسك ويكون
اولى الناس منهم بانفسهم واشفق عليهم من ابائهم وامهاتهم ويكون اشد الناس تواضعاً
لله تعالى ويكون اخذ الناس بما يامر به واكف الناس عما نهى عنه ويكون دعاؤه
مستجابا حتى انه لو دعا على صخرة لانشقت بنصفين ويكون مويدا بروح القدس بينه
وبين الله تعالى عمود من نور يرى فيه اعمال العباد وكلما احتاج اليه يبسط له فيعلم ويقبض
عنه فلا يعلم والامام يولد ويلد ويصح ويمرض وياكل ويشرب وينكح وينام ويفرح ويحزن و
يضحك ويبكي ويموت ويقبر ويزار ويحشر ويوقف ويعرض ويسأل ويكرم ويشفع ودلالته
في خصلتين في العلم واستجابة الدعوة والائمة بعد النبي صلى الله عليه وسلم رضي عنهم
قتلوا بالسيف او السم ويجري ذلك عليهم على الحقيقة لا كما يقول الغلاة عليهم اللعنة فانهم
يقولون انهم لم يقتلوا على الحقيقة وانه شبه على الناس امرهم فكذبوا عليهم غضب الله
فانه ما شبه امر احد من انبياء الله سبحانه واوليائه للناس الا امر عيسى بن مريم عليهما الصلوة
والسلام لانه رفع من الارض حيا وقبض روحه بين السماء والارض ثم رفع الى السماء ورد

---

[١] حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتیار ہوں اور اونکی تلوار ذو الفقار ہو اور اونکی پاس حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا مصحف ہو اور ... یا صحیفہ ... حسین
اونکی مخالفین کے نام ہوں جو قیامت تک ہونگی اور اونکا پیشاب پاخانہ کوئی نہ دیکھہ سکی کیونکہ اونکی فضلات کی نگلنی پر زمین ... ہی اور اونکی خوشبو
مشک سی اچھی ہو اور لوگون کا اونکی جانون سی زیادہ اولی ہو اور انکی ماں باپ سی زیادہ اون پر مہربان ہو اور اللہ کی سامنی سب سی زیادہ عاجز
کرنیوالا ہو اور جنکا حکم کریں خود اوس پر سب سی زیادہ عمل کرنے والا ہو اور جن باتوں سی منع کریں خود سب سی زیادہ اون سی بچنی والا ہو اور اونکی دعا یہانتک
مستجاب ہو کہ اگر پتھر پر دعا کریں تو بہت کر دو ٹکڑی ہو جاوی۔ اور روح القدس کے ساتھہ موید ہو اور اونکی اور اللہ تعالی کے ابین نور کا ایک ستون ہو
جسمین بندون کی اعمال دیکہیں اور جبکی ضرورت ہو دیکہہ لیا کریں۔ کبہی اوسکی لیی بسط ہوتا ہی پس جانتا ہی اور کبہی قبض ہوتا ہی پس نہیں جانتا۔ امام پیدا ہوتا ہی
اور اوس سی اولاد ہوتی ہی اور تندرست ہوتا ہی اور بیمار ہوتا ہی اور کہاتا ہی اور پیتا ہی اور نکاح کرتا ہی اور سوتا ہی اور خوش ہوتا ہی اور غمگین ہوتا ہی اور
ہنستا ہی اور روتا ہی اور مرتا ہی اور دفن ہوتا ہی اور زیارت کیا جاتا ہی اور (قیامت مین) اوٹہایا جائیگا اور ٹھہرایا جائیگا اور پیش کیا جائیگا اور سوال کیا جائیگا
اور اکرام کیا جائیگا اور شفاعت قبول کیا جائیگا اور اونکی دلالت دو خصلتوں میں علم اور قبولیت دعا میں ہی اور امام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد یا
تلوار سی قتل ہوئی اور یہ مقتول ہونا واقعی ہی جیسا غالی شیعہ کہتی ہیں خدا اونپر لعنت کری وہ کہتی ہیں کہ واقع میں مقتول نہیں ہوئی بلکہ لوگوں کو
اونکا امر مشتبہ ہو گیا ہی لیس وہ جہوٹی ہیں خدا کا اونپر غضب ہو کیونکہ انبیا اور اولیا میں سوائی حضرت عیسی بن مریم کے کسیکا امر مشتبہ نہیں ہوا وہ زندہ زمین
سی اوٹہایا گیا اور زمین و آسمان کے بیچ میں اونکی روح قبض کی گئی۔ پہر آسمان پر بلند کیا گیا اور اونکی روح اونکو واپس دی گئی۔۱۲

عليه روحه وذلك قول الله عز وجل اذ قال الله يا عيسى اني متوفيك ورافعك الي الآية

ان الامامة اجل قدرا واعظم شانا من ان يبلغها الناس بعقولهم او ينالوها بارائهم الامام مخصوص

بالفضل كله من غير طلب منه ولا اكتساب بل اختصاص من المفضل الوهاب تحيرت الحكماء

وتقاصرت الاولياء وعجزت الادباء وحصرت البلغاء عن وصف شان من شؤنه او فضيلة

من فضائله يؤتيه الله عز وجل من مخزن علمه وحكمه ما لا يؤتى غيره وعن الرضا رضي

الله عنه انه قال ان سرك ان يلقى الله عز وجل ولا ذنب عليك فزر الحسين رضي الله عنه ان

بكيت على الحسين رضي الله ثم سالت دموعك على خديك غفر الله تعالى لك كل ذنب وان سرك

ان يكون لك من الثواب مثل ما لمن استشهد مع الحسين رضي الله عنه من اهل بيته وهم

ما لهم في الارض شبيه فقل متى ما ذكرته يا ليتني كنت معهم فافوز فوزا عظيما ولقد

نزل الى الارض من الملائكة اربعة الاف لنصره لم يؤذن لهم فهم عند قبره شعث غبر الى ان

يقوم القائم رضي الله عنه فيكونون من انصاره وسئل الرضا رض عن قبر فاطمة رضي الله عنها

فقال دفنت في بيتها فلما زادوا في المسجد صار قبرها في المسجد وعن الرضا رضي الله عنه انه قال

من شد رحله الى زيارتي استجيب دعاؤه وغفرت له ذنوبه من زارني في تلك البقعة كان

كمن زار رسول الله صلى الله عليه وسلم وكتب الله له ثواب الف حجة مبرورة والف عمرة مقبولة

ف ل اور یہ اللہ تعالے کا قول ہے (جب اللہ نے فرمایا ای عیسی مین تجکو دنیا سے لیلونگا اور اپنی طرف اوٹھا لونگا) بیشک امامت باعتبار بزرگی قدر اور عظمت شان کی اس سے بالاتر ہے کہ لوگ اسکو اپنی عقلوں سے پہنچ سکین اور اسکو رایون سے پا سکین امام پوری بزرگی کے ساتھ مخصوص ہے بدون طلب اور کسب کے بلکہ مفضل وہاب کیطرف سے محض اختصاص ہے اوسکی احوال مین سے ایک حال اور اوسکی فضائل سے ایک فضیلت کے وصف سے حکما حیران اور ولی قاصر اور ادیب عاجز اور بلیغ گونگے ہیں اللہ تعالے اپنی علم وحکمت کی خزانہ سے جسقدر اوسکو دیتا ہے دوسری کو نہین دیتا ہے اور نیز امام رضا سے یہی فرمایا اگر تجکو پسند آوے کہ تو خدا سے ملے اور تجھپر کوئی گناہ نہو تو امام حسین رض کی زیارت کر اور اگر تو حسین رض پر رووے اور تیری آنسو رخسارون پر بہین اللہ تعالے تیری تمام گناہ بخش دیگا اور اگر تجکو خوش لگی کہ تجکو بہی اسقدر ثواب ملے جسقدر اونکو ملا ہے جو حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ اونکی اہل بیت سے شہید ہوئے حالانکہ روی زمین پر اونکا مثل نہین تو تو یہہ کہہ جب مین مجسے ذکر کرتا ہون - یا لیتنی کنت معہم فافوز فوزا عظیما - اور زمین پر چار ہزار فرشتہ اوسکی مدد کی لیے نازل ہوئی - لیکن اونکو اجازت نہوئی پس وہ اوسکی قبر کے پاس پراگندہ سر غبار آلودہ قائم رضی اللہ عنہ کی قیام تک رہینگی اور اوسکی مددگار ہونگی کسی نے امام رضا سے فاطمہ رضی اللہ عنہا کو پوچھا فرمایا اپنی گہر مین دفن ہوئین اور جب مسجد مین لیا یا تو اونکی قبر مسجد مین ہوگئی اور امام رضا رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا جو شخص میری زیارت کی لیے کجاوہ باندہے اوسکی دعا قبول ہو اور اوسکی گناہ معاف ہون اور جو شخص اسجگہ میری زیارت کرے گویا اوسنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی اور اوسکی لیے ہزار حج مقبول اور ہزار عمرہ مقبول کا ثواب لکہا جاویگا ۱۲

وکنت انا وابائی شفعاؤه یوم القیمه وهذه البقعة روضة من ریاض الجنة ومختلف الملائکة لایزال فوج ینزل من السماء وفوج یصعد الی ان ینفخ فی الصور وعن رسول الله صلی الله علیه وسلم انه قال ستدفن بضعة منی بارض خراسان ما زارها مکروب الا نفس الله تعالی کربته ولا مذنب الا غفر الله تعالی ذنوبه وعن الرضا رضی الله عنه من زارنی وهو علی غسل خرج من ذنوبه کیوم ولدته امه وعن الرضا رضی الله عنه من زارنی عارفا بحقی غفر الله تعالی له ما تقدم من ذنبه وما تاخر وعن الرضا رضی الله عنه من زارنی فی غربتی کان معی فی درجتی یوم القیمة مغفورا له وعن علی بن محمد بن الرضا رضی الله عنهم انه قال من زار الرضا فاصابه فی الطریق قطرة من السماء حرم الله تعالی جسده علی النار وعن علی بن محمد الرضا رضی الله عنهم انه قال من کانت له الی الله عز وجل حاجة فلیزر قبر جد الرضا رضی الله عنه وهو علی غسل ولیصل عند راسه رکعتین ولیسأل الله تعالی حاجته فانه یستجاب له ما لم یسأل فی ماثم او قطیعة رحم وان موضع قبره لبقعة من بقاع الجنة لا یزورها مؤمن الا اعتقه الله تعالی من النار وادخله دار القرار وعن الصادق رضی الله عنه انه قال من زار واحدا من الائمة فکانما زار رسول الله صلی الله علیه وسلم وقیل للرضا رضی الله عنه علمنی قولا بلیغا کاملا اذا زرت واحدا منکم فقال اذا صرت الی الباب فقف واشهد

۱؎ اور قیامت مین مین اور میری آباء اوسکی شفیع ہونگی اور یہہ جگہ جنت کی باغون مین ایک باغ ہی اور فرشتون کی آمد و رفت کی جگہ ہی نفخ صور تک ہمیشہ ایک جماعت فرشتونکی اوتریگی اور ایک چڑھیگی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی روایت ہی فرمایا عنقریب میرا لخت جگر خراسان کی زمین مین دفن ہوگا جو سختی رسیدہ اوسکی زیارت کریگا خدا اوسکی سختی دور کردیگا اور جو گنہگار اوسکی زیارت کریگا اوسکی گناہ معاف کریگا۔ امام رضی اللہ عنہ سی مروی ہی فرمایا جو شخص نہاکر میری زیارت کری اپنی گناہون سی ایسا پاک ہو جائیگا جیسا کہ ماں کے پیٹ سی پیدا ہونے کی دن تھا امام رضا رضی اللہ عنہ سی مروی ہی جو شخص میرا حق سمجھکر میری زیارت کریگا اوسکی پہلی پچھلے گناہ خدا تعالی بخشیگا۔ امام رضا رضی اللہ عنہ سی مروی ہی جو شخص میری غربت مین میری زیارت کریگا قیامت کی دن میری ساتھہ میری درجہ مین بخشا ہوا ہوگا۔ علی بن محمد رضا رضی اللہ عنہم سی مروی ہی فرمایا جس شخص نے امام رضا کی زیارت کی اور رستہ مین اوسکو آسمان سی مینہ کا قطرہ پہنچ گیا اللہ تعالی اوسکی بدن کو آگ دوزخ پر حرام کردیگا۔ علی بن محمد رضا رضی اللہ عنہم سی مروی ہی فرمایا جسکو خدا کیطرف کوئی حاجت ہو چاہی کہ نہا کر دادا رضا کی قبر کی زیارت کری اور سرکے متصل دو رکعتین پڑہی اور اللہ سی حاجت مانگی تو اوسکی دعا قبول ہوگی جبتک کہ گناہ اور قطع رحم کے دعا نہ کری اور اوسکی قبر کی جگہ جنت کے ٹکڑون مین سے ایک ٹکڑا ہی جو مؤمن اوسکی زیارت کریگا اللہ اوسکو آگ سی آزاد کریگا اور اوسکو جنت مین داخل کریگا۔ امام صادق رضی اللہ عنہ سی مروی ہی فرمایا جس نے کسی امام کی زیارت کی تو گویا اوس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی۔ امام رضا رضی اللہ عنہ سی کسی نے کہا کہ مجھکو کوئی بلیغ کامل کلمہ سکھلا دیجئے کہ مین آپکی زیارت کی وقت پڑہون فرمایا جب دروازہ پر جاے تو ٹھہر اور شہادتین پڑہہ

الشهادتين وانت على غسل واذا دخلت ورأيت القبر فقف وقل الله اكبر الله اكبر ثلثين مرة ثم امش قليلا وعليك السكينة والوقار وقارب بين خطاك ثم قف وكبر الله عز وجل ثلثين مرة ثم ادن من القبر وكبر الله عز وجل اربعين مرة تمام مائة مرة ثم قل السلام عليكم يا اهل بيت الرسالة ومختلف الملائكة ومهبط الوحي وخزان العلم ومنتهى الحلم ومعدن الرحمة واصول الكرم وقادة الامم وعناصر الابرار ودعائم الاخيار وابواب الايمان وامناء الرحمن وسلالة النبيين وعترة صفوة المرسلين صلى الله عليه وسلم ورحمة الله وبركاته السلام على ائمة الهدى ومصابيح الدجى واعلام التقى وذوي الحجى والنهى ورحمة الله وبركاته السلام على محال معرفة الله تعالى السلام على مساكن ذكر الله تعالى ومساكن بركة الله تعالى ومعادن حكمة الله تعالى سر الله عز وجل وحملة كتاب الله عز وجل وورثة رسول الله صلى الله عليه وسلم ورحمة الله وبركاته السلام على الدعاة الى الله عز وجل والادلاء على مرضات الله عز وجل والمظهرين لامر الله عز وجل ونهيه والمخلصين في توحيد الله سبحانه ورحمة الله وبركاته اني مستشفع الى الله تعالى بكم ومقدمكم امام طلبتي وارادتي ومسألتي وحاجتي اشهد الله سبحانه اني مؤمن بسركم وعلانيتكم واني ابرأ الى الله عز وجل من عدو

ل‍ے اور تو نہایا ہوا اور جب اندر جائے اور قبر دیکھے تو ٹھہر اور تیس مرتبہ اللہ اکبر پڑھ پھر تھوڑا سا تسکین و وقار کے ساتھ چل اور چھوٹے قدم رکھ پھر ٹھہر اور تیس مرتبہ تکبیر پڑھ پھر قبر کے قریب ہو اور چالیس مرتبہ تکبیر پڑھ یہہ پوری سو مرتبہ ہو گئی پھر کہہ تم پر سلام ہو اے اہل بیت رسالت اور ملائکہ کی آمد و رفت کی جگہ اور وحی کے نزول کی جگہ اور علم کے خزانچی اور حلم کے ختم ہونے کی جگہ اور رحمت کی کان اور کرم کے اصل اور لوگوں کے سردار اور نیکوں کے عنصر اور بہتروں کے ستون اور ایمان کے دروازے اور خدا کی امانتدار اور انبیا کے خلاصہ اور رسولوں کے برگزیدہ اور اللہ کی رحمت اور برکات ہوں سلام اوپر ائمہ ہدیٰ اور اندھیروں کے چراغ اور تقویٰ کے جھنڈے اور عقل و دانش والے اور اللہ کی رحمت اور برکات ہوں اللہ تعالیٰ کی معرفت کی محلوں پہ سلام اللہ تعالیٰ کے ذکر اور برکت کے مساکن پر سلام اور اللہ کے حکمت کے معادن اور بھید ونکی کانوں پر اور اللہ کی کتاب کے اٹھانے والوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وارثوں پر سلام اور اللہ کی رحمت اور برکات ہوں خدا کی طرف بلانے والوں پر اور اللہ کی رضا کی طرف راہ بتانے والوں پر اور اللہ کے امر و نہی کے ظاہر کرنے والوں پر اور اللہ کے توحید میں اخلاص والوں پر سلام اور اللہ کے رحمت اور برکات ہو میں اللہ کی یہاں تمہاری شفاعت چاہتا ہوں اور اپنی مطلب اور سوال اور ارادہ اور حاجت سے آگے تمکو پیش کرتا ہوں میں اللہ کو گواہ کرتا ہوں کہ مجھکو تمہاری ظاہر و باطن پر ایمان ہے ۔ ۱۲

آل محمد من الجن والانس وصلی الله علی محمد واله الطاهرین وسلم تسلیما وعن الرضا
رضی الله عنه وعن آبائه رضی الله عنهم عن رسول الله صلی الله علیه وسلم انه قیل له یا رسول الله متی یخرج
القائم من ذریتك فقال صلی الله علیه وسلم مثله مثل الساعة لا یجلیها لوقتها الا هو
ثقلت فی السموات والارض لا تاتیکم الا بغتة وبروایة اهل البیت فی صفة المهدی
رضی الله عنه یحکم بالعدل ویامر به یخرج من تهامة یصدقه الله عز وجل فی قوله ویصدق
الله عز وجل یجمع الله تعالی له من اقصی البلاد علی عدة اهل بدر ثلثمایة وثلثة عشر رجلا
معه صحیفة مختومة فیها عدد اصحابه باسمائهم وبلادهم وحلاهم له علم اذا حان وقت
خروجه انتشر ذلك العلم وانطقه الله عز وجل وناداه العلم اخرج یا ولی الله وله
سیف مغمد فاذا حان وقت خروجه اقتلع ذلك السیف من غمده وانطقه الله عز وجل
وناداه السیف اخرج یا ولی الله فیخرج ویقیم حدود الله ویحکم بحکم الله عز وجل جبرئیل
علیه السلام عن یمینه ومیکائیل علیه السلام عن یساره طوبی لمن لقیه وطوبی لمن احبه وطوبی لمن قال
به وعن ابی عبد الله جعفر الصادق رضی الله عنه انه قال منا اثنا عشر مهدیا مضی ستة
وبقی ستة ویضع الله عز وجل فی السادس ما احب ومما قیل فی مرثیة الرضا رضی الله عنه

ﻟـﻪ اور مین آل محمد کی دشمن سے خواہ جن ہو یا انسان اللہ کی طرف بیزار ہون اور رحمت ہو اللہ کی محمد پر اور اوسکی اولاد طاہرین
پر اور سلام ہو۔ امام رضا اور اونکی آبا سے روایت ہی کہ کسینی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا یا رسول اللہ آپکی اولاد سے قائم کب
ظہور فرمایگا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اوسکی مثال قیامت کی ہی وہی ظاہر کریگا اوسکو اوسکی وقت پر بھاری ہی آسمانون میں
اور زمینون مین تمہاری پاس نہین آئیگی مگر اچانک۔ اور اہلبیت کی روایت سے ہی مہدی رضی اللہ عنہ کی صفت مین کہ وہ انصاف کرتیہہ
حکم کریگا۔ تہامہ کی زمین سے نکلیگا اللہ تعالے اوسکی قول کی تصدیق کریگا اور وہ اللہ تعالے کی تصدیق کریگا اللہ تعالی اوسکی لیے اقصی
بلاد سے تین سو تیرہ آدمی بقدر تعداد اہل بدر کے اکٹھی کریگا۔ اور اوسکی پاس ایک مہر کی صحیفہ ہوگا جسمین اوسکی اصحاب کی تعداد اور
اونکی نام اور انکی شہر اور انکی حلیے۔ اور اوسکا علم ہوگا جب اوسکی ظہور کا وقت قریب آئیگا تو یہہ علم منتشر ہوگا اور اللہ تعالی اوسکو گویا کریگا اور
پکاریگا اے ولی اللہ نکل۔ اور اوسکی تلوار میان میں ہے جب اوسکی خروج کا وقت قریب ہوگا وہ تلوار اپنی میان سے نکلیگی اور اللہ تعالے اوسکو گویا
کریگا اور تلوار اوسکو پکاریگی اے ولی اللہ نکل پھر نکلیگا اور اللہ کی حدود قائم کریگا اور اللہ تعالی کے حکم کے ساتھہ حکم کریگا جبرئیل علیہ السلام
اوسکی دائین اور میکائیل علیہ السلام اوسکی بائین ہونگے مبارک ہو جو اوس سے ملا مبارک ہو جسنی اوسکو دوست رکھا مبارک ہو جو اسکا قائل ہو۔
امام ابو عبد اللہ جعفر صادق سے مروی ہے فرمایا ہم مین بارہ مہدی ہین چہہ گذر چکی اور چہہ باقی رہی اور اللہ تعالے چھٹی مین جو چاہیگا
رکھیگا۔ امام رضا کے مرثیہ مین کسینی کہا ہے۔

اشعار قبر بطوس به اقام امام * حتم الیه زیارة ولمام * قبر سنا انواره یجلو العمی * وبتربه قد ینفع الاسقام * قبر اذا حل الوفود بربعه * رحلوا وحطت عنهم الآثام * ارواحکم موجودة اعیانها * ان عن عیون غیبت اجسام *

تربة الرضا رضی الله عنه بطوس مبارکة کان یستشفی بها الناس وعن بعض وزراء خوارزم انه اصابه البرص فدعا الله تعالی عندها فشفاه الله سبحانه فعمر لذلک الوزیر فیها عمارة انفق فیها قریبا من عشرة آلاف دینار وعن بعض کبار اهل البیت انه کان یقول فی دعائه **اللهم العن الرافضة فانهم یتهموننا** وعن زین العابدین علی بن الحسین رضی الله عنهما انه قال له رجل کیف منزلة ابی بکر وعمر رضی الله عنهما من النبی صلی الله علیه وسلم فقال کمنزلتهما الیوم وعن زین العابدین رضی الله عنه انه قال اقرب ما یکون العبد من غضب الله عز وجل اذا غضب ومن کلامه رضی الله عنه العافیة ملک خفی ومن کلامه قنوطک اعظم من ذنبک ومن روایته رضی الله عنه یقول الله عز وجل اذا عصانی من خلقی من یعرفنی سلطت علیه من خلقی من لا یعرفنی ومن کلامه رضی الله عنه یا اهل العراق احبونا حب الاسلام فما زال حبکم بنا حتی صار علینا عارا ابلغ شیعتنا انا لا نغنی عنهم من الله سبحانه شیئا وان ولایتنا لا تنال الا بالورع انتهی بلفظه

ل مرشہد طوس مین قبر ہے حسین امام عظیم کی۔ اوسکی زیارت اور اوسکی طرف قرب واجب ہے۔ قبر جسکی انوار کی روشنی اندہی پن کو دور کرتے ہین۔ اور اوسکی مٹی سے بیماریان دور ہوتی ہین۔ ایسی قبر ہے جب جماعتین اوسکی صحن مین اترتی ہین۔ کوچ کرتے ہین درگناہ اونسی دور ہوتی ہین تمہاری ارواح باعیانہا موجود ہین اگر تمہاری جسم آنکہونکی سامنی سے غائب ہوگئے ہین۔ رضا رضی اللہ عنہ کی مٹی طوس مین مبارک ہے لوگ اوس سے شفا طلب کرتے تھے۔ بعض وزرا خوارزم سے حکایت ہے اوسکو برص کی بیماری ہوگئی اوسنے قبر کے پاس دعا مانگی پس اللہ تعالی نے اوسکو شفا دی۔ اس وزیر نے دس ہزار دینار خرچ کرکے ایک عمارت بنوائی۔ بعض کبار اہل بیت سے مروی ہے وہ اپنی دعامین فرمایا کرتی تہی الٰہی **رافضیون پر لعنت** فرما کہ وہ ہمپر تہمتین جہوٹی لگاتی ہین۔ امام زین العابدین علی بن حسین سے مروی ہے کسی شخص نے اونسی کہا کہ آپکے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کا مرتبہ کیسا تہا فرمایا جیسا آج اونکا مرتبہ ہے۔ امام زین العابدین سے مروی ہے فرمایا غصہ کے وقت بندہ اللہ کی غصہ سے زیادہ قریب ہوتا ہے۔ اور آپکے کلام مین سے ہے عافیت پوشیدہ بادشاہت ہے۔ آپکی کلام مین سے ہے تیری ناامیدی تیری گناہ سے بڑہکر ہے۔ اور آپکی روایت سے ہے اللہ عز وجل فرماتا ہے۔ جب میری مخلوق مین سے میری نافرمانی وہ کرتا ہے جو مجہکو پہچانتا ہے اوسپر اپنی مخلوق مین سے اوسکو مسلط کرتا ہون جو مجہکو نہ پہچانتا ہو۔ اور آپ کی کلام سے ہے ای عراق والو ہمکو دوست رکہو بقدر اسلام کے محبت تمہاری محبت تو ہمپر عار ہوگئی ہماری شیعہ کو پہنچاوی کہ ہم اونکی لیے اللہ تعالی سے کچہہ کفایت نہین کرسکتے اور ہماری ولایت ومحبت بجز پرہیزگاری

اب اہل علم و انصاف اس عبارت مین بنظر تامل ملاحظہ فرماوین اور دیکھین کہ اول خواجہ پارسا نے
مذہب شیعہ ائمہ اثنا عشر کے نسبت امام رازی سے نقل فرمایا اوسکے بعد اونکی روایات خمسہ نقل فرمائی کہ جن
سے ائمہ اثنا عشر کی امامت کا ثبوت پایا جاتا ہے اور اون روایات کی مخرج کی مذہب کو بیان کردیا تا
لوگ اوسکی اون روایات سے دہوکا نہ کہاوین جو متضمن بیان مذہب کو ہون - اور اگر الحاق نہین ہے
تو غلطی سے استشہاد بخاری نقلاً عن الانساب نقل کردیا بعد اوسکے اوسی قمی راوی سے چھٹی روایت
جو کتاب الخصال مین مروی ہے - اور مطابق روایات اہل حق ہے نقل کی اور اوسکی تخریج اہل سنت کی
روایات سے کرکے اوسکی تائید روایات سابقہ کیطرف اشارہ کیا اور اونکو یاد دلایا اور اس روایت کی
نقل سے اس امر کی طرف ایما کیا ہے کہ روایات خمسہ سابقہ حضرت ابوجعفر کی موضوعہ و مخترعہ مین
اور صحیح یہہ ہی ہے جو موید بروایات اہل حق ہے بعد اوسکے ساتوین روایت اوسی سے نقل کی جو
کتاب الخصال مین مذکور ہے اور اوسمین بطور بشارت کے دو امر ارشاد ہوئے ہین ایک یہہ کہ امت کے
مثل باران عیسی ہے جسکی اول و آخر کی تمیز . خیریت و نفع رسانی مین ' دشوار ہے دوسرے یہہ
کہ جس امت کی اول مین ہون اور ائمہ اثنا عشر ہون اور آخر مین عیسی بن مریم ہون وہ کیونکر
ہلاک ہوسکتی ہے چونکہ فی الجملہ یہہ روایت بھی روایات اہل حق کے مطابق تھی مگر جزو
اول پورا مطابق ہے جزو دوم مین ذکر خلفا اثنا عشر حضرت قمی نے اپنی طرف سے تراش کر بڑہا دیا حالانکہ
اپنی مذہب کے بھی خلاف ہے کیونکہ ائمہ اثنا عشر کو اوائل امت مین شمار کرنا غلط ہے امام قائم
بالامر اواخر امت مین متصل حضرت عیسی علیہ الصلوۃ والسلام کے ہین نہ اوائل امت مین پس حضرت
صدوق کو حسب قاعدہ کلیہ اسکا خیال نہ رہا ورنہ یون فرماتے انا واحد عشر خلیفۃ من بعدی اولہا
والامام القائم بالامر و عیسی بن مریم آخرہا - اور اگر ترکیب عبارت اسطرح ہے انا اولہا و اثنا عشر
خلیفۃ من بعدی والمسیح بن مریم آخرہا کہ مسیح کا عطف اثنا عشر پر ہے تو اول سے بھی زیادہ غلط
چنانچہ خود بدیہی ہے کہ ائمہ اثنا عشر کو جناب امیر سے لیکر آخر تک جانب آخر امت مین کہنا
بدیہی البطلان اور خلاف واقع ہے تو اسلیے خواجہ پارسا علیہ الرحمۃ نے اپنی روایات سے جو

فی الجملہ اس روایت کی مطابق تہی ذکر داشارہ کردیا کہ اس روایت مین لفظ دا ثنا عشر خلیفۃ من
بعدی حضرت قمی کا افترا و اختراع ہی پہر یہہ روایات نقل کرکے اصل مقصود کیطرف جو ائمہ
کی بابت مذہب شیعہ کا بیان کرنا ہے رجوع کیا اور اوسی ابو جعفر قمی کے روایت علامات امام
مین نقل فرمائی جسکو ہماری فاضل مجیب نے اپنی استدلال مین پیش کیا اور اپنی کمال دانشمندی سی
یہہ سمجہہ گیی کہ یہہ روایت خواجہ پارسا کی مقبولہ ہے اور اوسپر یہہ قرینہ قرار دیا کہ چونکہ بعد نقل
روایت سکوت کیا تو یہہ سکوت دلیل قبول و تسلیم روایت ہی اور یہہ نہ سمجہی کہ مقصود اس روایت کی
نقل سے صرف حکایت مذہب شیعہ ہی اسکو قبول و عدم قبول روایت سی کچہہ تعلق نہین اوسکی بعد
اور روایتین شیعہ کی متعلق فضائل ائمہ نقل فرمائی اور خاتمہ روایات پر تمام مرویات شیعہ کو جو ائمہ کی
حق مین مبالغہ آمیز روایتین کرتی ہین اور اونکی مناقب و مدائح مین غلو و الغزف فرماتی ہین یہانتک
کہ انبیاء کے مرتبہ سی بہی بڑہا دیتی ہین جسپر جناب امیر کی یہ تین گوئی خوب صادق آتی ہی یہلک
فی صنفان محب مفرط الخ روایات اہلبیت سی تکذیب فرماوی اور کبار اہل بیت سی نقل فرمایا
کہ وہ اپنی دعا مین بجناب باری عز شانہ عرض کیا کرتے تہی اللہم العن الرافضۃ فانہم یتہموننا
افسوس کہ اسپر بہی آپ یہہ ہی فرماتی ہین کہ خواجہ پارسا نی بعد نقل روایت سکوت کیا اور اسیکو
آپ تسلیم کی دلیل قرار دیتی ہین - اگرچہ یہہ بحث کسیقدر طویل ہوگیی ہی لیکن ایک گذارش باقی رہگیی ہی
ذرا گوش انصاف و ہوش اسطرف متوجہ فرماکر سن لیجیی وہ یہہ کہ کمال تعجب اور نہایت افسوس ہے
کہ آپنے باوجودیکہ سن تمیز سی ہی آپکو مناظرہ مین توغل و انہماک رہا اور بہت کچہہ کتابین دیکہہ ڈالی
اور بہت لوگون سی مباحثہ کیا گویا اپنی عمر کا ایک بہت بڑا حصہ اسمین صرف کیا اور اہل خلافیہ
وغیرہ مین حق الیقین کا مرتبہ بہی بزعم خود حاصل کرلیا اور گویا اپنی مجتہدین سی بہی گوی سبقت
لیگیی با اینہمہ ادعای ہمہ دانی تحفہ کو بہی ملاحظہ نفرمایا جو اس دبستان کے اطفال کا پہلا سبق ہی
کہ اوسکی مصنف خاتم المحدثین رحمۃ اللہ علیہ نے اس شبہ کا کیسا استیصال کیا ہی مجہی امید ہی کہ اگر
آپ اوسکو ملاحظہ فرماتی تو اس دلیل کا نام بہی نہ لیتی لیجیی اب مین تحفہ کی عبارت نقل کرتا ہون

خاتم المحدثین رحمۃ اللہ علیہ تحفہ کے باب سیوم در ذکر احوال اسلاف شیعہ فرماتی ہین۔ محمد بن
علی بن بابویہ القمی و ابن قمی غیر آن قمی است کہ بخاری بوی استشہاد کردہ است و در روایت حدیث
الشفاء فی ثلث شرطۃ محجم و شربۃ عسل وکیۃ بنار در کتاب الطب از صحیح خود گفتہ است
و رواہ القمی عن لیث عن مجاہد زیرا کہ این بابویہ قمی از قرن رابع است و لیث از اہل قرن
ثانی امکان نیست کہ لیث را دیدہ باشد و از وی روایت کردہ و اگر روایت عن لیث را بر ارسال و روایت بالواسطہ حمل کنیم حالانکہ خلاف
متعارف بخاری است و در امثال این مقامات نیز درست نمی شود زیرا کہ وفات بخاری در سنہ ثانیہ ثالثہ است پس ابن بابویہ از وی
متاخر است بزمان بسیار بوی چہ قسم استشہاد تواند کرد و لنعم ما قیل فی میلاد البخاری و فاتہ
و سنی عمرہ ولد فی صدق و عاش حمیدا و مات فی نور و در ابن مقام بعضی از بزرگان متاخرین را
در فہم عبارت سمعانی غلط افتادہ چنان گمان بردہ اند کہ این قمی ہمان قمی است کہ بخاری بوی
استشہاد نمودہ و در ہیچا نقل عبارت سمعانی کردہ شود و منشا غلط بیان کردہ آید قال السمعانی فی
المنسوبین الی قم و ابو جعفر محمد بن علی بن الحسین بن بابویہ القمی نزل بغداد و حدث
بہا عن ابیہ و کان من شیوخ الشیعۃ و مشہوری الرافضۃ روی عنہ محمد بن طلحۃ النعالی
و یعقوب بن عبد اللہ بن سعد القمی استشہد بہ البخاری فی صحیحہ فی کتاب الطب
فقال فی حدیث الشفاء فی ثلثۃ شرطۃ محجم و شربۃ عسل و کیۃ بنار رواہ القمی عن لیث
عن مجاہد عن ابن عباس و الاسناد العمید ابو طاہر سعد بن علی بن عیسی القمی
صار وزیر السلطان سنجر بن ملکشاہ الی آخر ما قال عبارت الانساب و صحح شراح
البخاری بان القمی الذی استشہد بہ البخاری ہو یعقوب بن عبد اللہ بن سعد القمی

عہ سمعانی نے اونکے بیان مین جو قم کی طرف منسوب ہین کہا ہی اور ابو جعفر محمد بن علی بن الحسین بن بابویہ قمی بغداد مین اُترا اور اپنی
باپ سے وہان حدیث کی شیعہ کے شیوخ اور رافضیونکی شہرت یافتون مین سے محمد بن طلحہ نعالی نے اوس سے روایت کی اور یعقوب بن عبد اللہ
بن سعد قمی بخاری نے اپنی صحیح کے کتاب الطب مین اسکے ساتھہ استشہاد کیا ہی اور اوس حدیث مین جسکا حاصل یہ ہی کہ شفا تین چیزون
مین ہی سینگی لگوانا شہد پینا آگ کے ساتھہ داغ دلانا کہا ہی روایت کیا ہی اسکو قمی نے لیث سے اور اونسی مجاہد سے اور اونسی ابن عباس سے
اور اسناد عمید ابو طاہر سعد بن علی بن عیسی قمی جو سلطان سنجر بن ملکشاہ کا وزیر ہو گیا تہا آخر عبارت سمعانی تک۔ اور بخاری
کی شرحون نے تصریح کی ہی کہ بخاری نے جس قمی کے ساتھہ استشہاد کیا ہی وہ یعقوب بن عبد اللہ بن سعد قمی ہی ۱۲

الا ابن بابویه والضابطة فی کتاب الانساب ان یعطف احد المنسوبین بنسبة واحدة علی
اخری بواو عطف مکتوبة بالحمرة فلعل ناسخ نسخة ذلک البعض سها فکتب تلک الواو
بالسواد حتی ظن من رواة ابن بابویه وان ما بعده وهو قوله استشهد به البخاری
مما یتعلق بحال ابن بابویه والواقع لیس کذلک بل تمت ترجمة ابن بابویه الی قوله
روی عنه محمد بن طلحة النعالی وابتداء بقوله ویعقوب بن عبد الله بن سعد
استشهد به البخاری فی ترجمة اخری وکل هذا نشاء من غلط الناسخ وتحرف النساخ
اشد تغلیطا من هذا القدر والله العاصم عن کل زلل - انتہی

ملفظہ الشریف اب اس تقریر سے صاف واضح ہو گیا کہ ابوجعفر قمی سے نہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے
استشہاد کیا اور نہ انساب میں بخاری کا اوس سے استشہاد منقول ہے صرف بعض متاخرین کو کاتب
کی غلطی سے غلطی واقع ہو گئی ہے اور واضح ہو کہ بالفرض اگر بعض سے مراد علامہ ذہبی رح کی خواجہ پارسا رح
ہی ہے تاہم اس تقریر کا مدار اسی امر پر ہے کہ اس عبارت کو خواجہ رح کی تسلیم کریجاوے اور اوسمیں اسکی الحاق کی
نسبت چون و چرا کی جاوے - چونکہ ثبوت الحاق کا انحصار قرائن خارجیہ ہی پر ہے جسمیں گفتگو کی
گنجایش ہے اور جواب بدون اسکی بھی سہل تہا تو اولًا حضرت خاتم المحدثین صاحب تحفہ نے اوس عبارتکو
خواجہ پارسا رح کی ہی تسلیم و فرض کر کے جواب تحریر فرمایا تو اب بعد اسکی اس تقریر میں اور تقریر سابقہ
میں جو متعلق الحاق بیان ہو چکی ہے باہم کچھہ تعارض و تناقض نہیں ہے اب اسقدر گذارش کرنا اور باقی
رکھا ہے کہ بحمد اللہ تعالیٰ ایسی ایسی واہیہ و موضوعات و مفتریات سے اہل سنت کی مذہب پر خرابی
واقع ہونا محالات سے ہے - لیکن یہہ ہے روایت کہ جسکی ناصبیہ کاذبہ سے امارات وضع و افترا ظاہر

ف: ابن بابویہ تک تھی اور کتاب الانساب کا قاعدہ یہہ ہے کہ جو لوگ ایک نسبت کے ساتھ منسوب ہیں اونمیں سے ایک کے دوسری پر سرخی کا
واو درمیان میں لکھکر عطف کرتا ہے شاید اس نسخہ کی کاتب نے یہہ واو سہوًا سیاہی سے لکھدیا یہانتک کہ یعقوب بن عبد اللہ ابن
بابویہ کی روات سے گمان کیا گیا اور یہہ کہ مابعد اوسکا اور وہ قول استشہد بہ البخاری ابن بابویہ کے حال سے متعلق ہے حالانکہ واقع میں ایسا نہیں ہے
بلکہ ابن بابویہ کا حال قول روی عنہ محمد بن طلحہ النعالی تک تمام ہو گیا تہا اور قول ویعقوب بن عبد اللہ بن سعد استشہد بہ
البخاری سے دوسرا حال شروع کیا اور یہہ سب کاتبوں کی غلطی سے نکلی ہے اور کاتبوں کی غلطی اس سے بھی زیادہ سخت ہوتی ہے
اور اللہ تعالیٰ ہی نگہبان ہے ہر ایک لغزش سے - ۱۲ -

وباہر ہوین حضرات شیعہ کی مذہب پر خرابی ڈالنی کے واسطے کافی ہی ـ شرح اس اجمال کے مختصر اینہہ ہی کہ اس روایت مین بعضی جملے این جو دوسری روایات کی معدمن ومناقض ہین اور نیز باہم متعارض ہین (۱) اس روایت مین مذکور ہی کہ شجاع تر ہو اور جب ہم تتبع روایات وحالات ائمہ کرتے ہین تو نقیض شجاعت ثابت ہوتی ہی روی الاخباریون[1] کلھم من الامامیۃ عن ابی حمزۃ الثمالی عن علی بن الحسین قال ابوحمزۃ قال لی علی بن الحسین کنت متکئا علی الحائط وانا حزین متفکر اذ دخل علی رجل حسن الثیاب طیب الرائحۃ فنظر فی وجہی ثم قال ما سبب حزنک قلت الخوف من فتنۃ ابن الزبیر قال فضحکت ثم قال یا علی ہل رایت احدا خاف اللہ ولم ینجہ قلت لا قال یا علی ہل رایت احدا سال اللہ فلم یعطہ قلت لا ثم نظرت فلم ار قدامی احدا فعجبت من ذالک فاذا بقائل اسمع صوتہ ولا اری شخصہ یقول یا علی ہذا الخضر ـ عن جحفہ قطع نظر اس ہی سے روایت سے قراین اور حالات کو حسب تصریح علما شیعہ جب دیکھا جاتا ہی تو کچہہ نفی ہی عت کے ہی نہین پائی جاتے بلکہ معاذ اللہ توبہ توبہ قطع نظر عدم شجاعت کے ہی پیغمبر نے بحفاظتی حضرات کی دشمنونکی طرف منسوب ہوتی ہی جناب امیر اور جناب حسنین رضی اللہ عنہم کی نسبت خلفاء ثلثہ رضی اللہ عنہم کے زمانہ خلافت مین انکی مظلومی کے کیفیت بیان کرنے پر آتے ہین تو نہ شجاعت ہی چھوڑتی ہین اور نہ غیرت وحمیت ہی باقی رہنی دیتے ہین بلکہ دین وایمان تک خیر باد کہہ دیتی ہین (۲) ومحدث باشد یہہ بالکل خلاف کتاب اللہ ہی کیونکہ قرآن مجید مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صفت بصراحت تام مذکور ہی ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین نبوت آپ پر ختم ہو چکی اب ائمہ کو محدث کہنا حضرت کے ختم نبوت کو باطل کرنا ہی

---

[1] امامیہ کے تمام اخباریون نے بواسطہ ابوحمزہ ثمالی کے امام علی بن الحسین سے روایت کی ہی ابوحمزہ نے کہا مجہسی امام زین العابدین نے فرمایا مین اندوہ اور فکر کی حالت مین دیوار سے سہارا لگائی ہوئی تہا ناگاہ ایک شخص عمدہ لباس اچھی خوشبو والا آیا اور میرے چہری کیطرف دیکہا اور کہا کہ تیری اندوہ کا کیا سبب ہی مینی کہا کہ مین ابن زبیر کے فتنہ سے ڈرتا ہون فرمایا وہ ہنس پڑا پھر کہا ای علی کیا تونی کسیکو دیکہا کہ خدا سے ڈرا ہو اور اسکو نجات نہ دی ہو ـ مین نے کہا نہین ـ کہا ای علی کیا تونے کسیکو دیکہا ہے کہ خدا سے سوال کیا اور اسنی نہ دیا ہو مینی کہا نہین پہر مینی نظر کی تو اپنی سامنی کسیکو نہ دیکہا مجکو اس سے تعجب ہوا ناگاہ ایک آواز سنی که آواز کو سنتا جسکی صورت کو نہ دیکہتا تہا کہتا تہا ای علی یہہ خضر ہے ۱۲ ـ

کیونکہ محدثیت اسکا نام ہی کہ نزول وحی کا بواسطہ فرشتہ کے ہو لیکن اسطرح پر کہ فرشتہ کی صرف
آواز مسموع ہو اور اوسکا مشاہدہ نہو خواہ اوسکا نام وحی رکہا جاوی یا نہ رکہا جاوی یہہ اونکی
اختیار ہی آپکی حضرت کلینی نے امام سجاد سے روایت کی ہی وان علی بن ابی طالب[۱] کان محدثا
وھو الذی یرسل اللہ الیہ الملک فیکلمہ ویسمع الصوت ولا یری الصورۃ (۳) ونزد وی مصحف
فاطمہ ہم بود - کیا جناب امیر کا مصحف کافی نہ تہا جو صحیفہ جناب فاطمہ کی ضرورت پڑی (۴)
وامر بمعروف کننده ونہی از منکر کننده تر بود کیا اسیکا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نام ہی کہ
غلط مسائل خلق کو بتلا کر گمراہ کریں استبصار کو دیکہہ لیجیے حال منکشف ہو جائیگا اور قسم کہا کر امراء جور
کی جہوٹی تعریفین اور خوشامد کرین خطبہ للہ بلاد فلان وغیرہ سے اسکی کیفیت منکشف ہو سکتی ہی اور
کیا امر بمعروف ونہی از منکر اسیکا نام ہے جو جناب امام حسن نے خلع خلافت کر کے کیا (۵) دعای
او مستجاب بود کہ بر سنگ دعا کند دو پارہ شود - افسوس کہ حکام ظالمین کے ظلم وزیادتیان سہتے تہے ثقلین
ذلیل وخراب ہوئی دین ودنیا ایک عالم کے درہم وبرہم ہو گئی ائمہ اوسکا دفع کر سکتی تہی اور نہ کیا اگر
ظاہر سے فوج وسپاہ وعدد وعدد نہین تہی تو کاش کوئی دعای سحری ہی کام کرتے جس سے
معاندین دین کا کام تمام ہوتا امت کی اصلاح ہوتی حق حقدار کو پہونچتا اس سے صاف معلوم ہوتا ہی
کہ جسقدر ائمہ کی زمانہ مین حکام وامراء تہی جابر وظالم ودشمن دین نہ تہی ورنہ یہہ استجابت کسدن کیلئے رکہہ
چہوڑی تہی (۶) درمیان او وخدا عمودی بود از نور کہ بہ بیند دروی اعمال بندگان را ہر چہ
بدان محتاج بود یہہ جملہ اور وہ جملہ جو اسکی بعد متصل مذکور ہے باہم متعارض ہین اور وہ جملہ یہہ ہی
وگاہی بسط کردہ شود برای او پس بداند وگاہی قبض کردہ شود از وی پس نداند جملہ اول دلالت کرتا ہی
کہ ہر شی کو ہر وقت معلوم کر سکتی ہین تو ہر رغبت بدون تخصیص شی ودون شی وزمان ودون زمان
ہر ایک شی جسکی حاجت ہو معلوم کر سکتی ہین اور جملہ دوسرا اوسکا مدعا یہہ ہی کہ ائمہ بردو حالتین

---

[۱] اور علی بن ابی طالب علیہ السلام محدث تہی اور محدث وہ ہی جسکی طرف اللہ فرشتہ بہیجی وہ اوس سی کلام کری
اور آواز سنی اور اوسکی صورت نہ دیکہی - ۱۲ -

طاری ہوتی ہین ایک حالت قبض کے اور دوسری حالت بسط کی حالت بسط مین غیبیات کو
جانتی ہین اور حالت قبض مین غیبیات کے ساتھہ علم متعلق نہین ہوتا اور نیز جملہ ثانیہ اوسکی
بھی منافی جو آپکی علمار محدثین بعض فضلا متبحرین نے جناب امیر کے واسطے علم ما کان و ما یکون ایسی
روایات سے ثابت کیا ہی کہ شاید بعض مرتب بن مدرجہ تواتر کو پہونچتی ہون چنانچہ آپکی امام
کلینی کافی مین اور ابن بابویہ نے خصال وغیرہ مین ثابت کیا ہی بنظر اختصار اسجگہ صرف ایک
روایت خصال پر اکتفا کرتا ہون — حدثنا ابی و محمد بن الحسن رضی اللہ عنہما قال حدثنا سعد
بن عبد اللہ قال حدثنا محمد بن عیسی بن عبید و ابراہیم بن اسحٰق بن ابراہیم عن
عبد اللہ بن حماد الانصاری عن صباح المزنی عن الحارث بن حصیرة عن الاصبغ بن نباتہ[۱]
عن امیر المومنین علیہ السلام قال سمعتہ یقول ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علمنی الف
باب من الحلال والحرام ومما کان ومما یکون الی یوم القیمۃ کل باب منہا یفتح الف باب فذلک
الف الف باب حتی علمت علم المنایا والبلایا و فصل الخطاب اب اس روایت کو
ملاحظہ فرمایئے اور اس جملہ سی مطابقت دیکھیے بلکہ اس روایت سے یہہ بھی معلوم ہوتا ہی کہ
جناب امیر کو جسقدر علم ما کان و ما یکون تہا وہ اس تعلیم کے طفیل تہا جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
مرض کے حالت مین سرگوشی فرما کر تعلیم فرمایا تہا تو معلوم ہوتا ہے کہ عمود نوری محض
حضرات کا اختراع ہی اور یہہ ظاہر ہی کہ یہہ تعلیم ائمہ باقیہ تک انہین پہونچی تو چاہیے کہ انکو
علم ما کان و ما یکون نہو علاوہ ازین کتاب دنیا کی بھی مخالف ہی حق تعالی شانہ فرماتا ہی
وما تدری نفس ماذا تکسب غدا ۔ الآیہ[۲] عن الصادق قال ہذہ الخمسۃ اشیاء لم یطلع علیہا
ملک مقرب ولا نبی مرسل وہی من صفات اللہ تعالی اور فرمایا ہی عالم الغیب فلا یظہر

[۱] صبغ بن نباتہ جناب امیر سے روایت کرتا ہی کہتا ہی مینی جناب امیر سے سنا فرماتے ہتی کہ مجکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ نے حلال سے اور حرام سے جو گذر چکا ہی اور جو آئندہ ہوگا ہزار باب تعلیم فرمائی کہ ہر باب ہزار باب کہولتا ہی تو یہہ دس لاکہہ باب ہوئی یہانتک کہ مجہکو موتون اور مصیبتون اور جہگڑونکو فیصلہ کا علم سکہلا گیا ۔۱۲ [۲] اور کوئی نفس نہین جانتا کہ کل کو کیا کمائیگا — امام صادق سے روایت ہی ان پانچ چیزون پر نہ مقرب فرشتہ اور نہ نبی مرسل مطلع ہی اور یہہ اللہ کی صفات سے ہین ۔۱۲

علیٰ غیبه احداً الا من ارتضیٰ من رسول الخ (۷) ابن بابویه قمی نے جو روایت خصال میں بیان
علامات امام میں لکھی ہے ہم اسکو نقل کرکے بعض فوائد بیان کرتے ہیں۔ عشر خصال من علامات الامام علیه السلام
عن ابی عبدالله جعفر بن محمد علیهما السلام قال عشر خصال من صفات الامام العصمة و
النص وان یکون اعلم الناس واتقاهم لله واعلمهم بکتاب الله وان یکون صاحب
الوصیة الظاهرة ویکون له المعجزة والدلیل وینام عینه ولا ینام قلبه ولا یکون له فیئ ویریٰ
من خلفه کما یری من بین یدیه قال مصنف هذا الکتاب معجز الامام ودلیله فی
العلم واستجابة الدعوة فاما اخباره بالحوادث التی تحدث قبل حدوثها فذلک بعهد
معهود الیه من رسول الله صلی الله علیه وآله واما لا یکون له فیئ لانه مخلوق من نور الله
عزوجل واما رؤیته من خلفه کما یری من بین یدیه فذلک لما اوتی من التوسم والتفرس
فی الاشیاء قال الله عزوجل ان فی ذلک لآیات للمتوسمین۔ انتهی اب براہ مہربانی اس
روایت کو ملاحظہ فرمائیے اور دیکھیے کہ آپکے صدوق صاحب اس روایت میں جو روایت سابقہ
سے کسقدر مخالف ہیں ائمہ کی لیے معجزہ ثابت کرایا ہے عجب اسکی آپ اپنی صدوق صاحب کی
تاویل بلکہ تحریف کا بھی معائنہ فرمائیے کہ اونہوں نے معجزہ کو علم کے ساتھ مخصوص فرمایا اور اخبار
بالحوادث کو معجزہ ہونے سے خارج کیا اور اوسکی نسبت فرمایا کہ اخبار بالحوادث بعہد
معہود من الرسول ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ معجزہ وہ ہونا چاہیے جو اپنا خانہ زاد ہو اور کسی سے
ماخوذ نہو تو آپکے حضرت صدوق نے علم کو حضرت امیر کا خانہ زاد سمجھا اور یہہ خیال کیا کہ یہہ
بعہد معہود الیہ من الرسول نہیں ہے حالانکہ اوسنی اپنی کتاب الخصال کی وہ روایت جو اہی

سلہ بہید کا جاننے والا نہیں ظاہر کرتا اپنی بہید کو کسی پر مگر جو پسند کرلیا کسی رسول کو ۱۲ سلہ امام کی صفات سے دس خصلتیں ہیں عصمت اور نص اور یہہ کہ زیادہ عالم اور زیادہ پرہیزگار اور زیادہ کتاب اللہ جاننے والا اور ظاہر وصیت والا ہو اور اوسکی بہی معجزہ اور دلیل حاصل ہو اور اوسکی آنکہہ سوتے اور دل بیدار ہو اور اوسکی سایہ نہو اور جیسا سامنے سے دیکہے ویسا ہی پیچہے سے دیکہے۔ اس کتاب کا مصنف کہتا ہے امام کا معجزہ اور دلیل علم اور قبولیت دعا میں ہے اور امام کے پیشین گوئیاں یہہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد سے حاصل ہیں اور سایہ اسلیے نہیں ہوتا کہ وہ خدا کے نور سے مخلوق ہے اور پیچہے سے دیکہنا اسلیے ہے کہ اوسکو فراست عطا ہوئی ہے اللہ تعالی فرماتا ہے بیشک ان نشانیوں میں فراست والوں کیلیے ۔۱۲

خصال سے نقل کے گئے علمنی الف باب خود بطریق متنوعہ روایت فرمائی ہی حضرت کو وہ یاد
نہی علاوہ اسکی جب اخبار بالحوادث بعہد معہود الیہ ہی تو وہ مسعود نوری جو روایت
سابقہ مین بنایا گیا ہی وہ محض وضع و اختلاق ہی اور نیز قصہ قبض و بسط کا سنیے غلط ہوا
قوله سیوم یہہ کہ فاضل رشید نے شیخ عبد الحق صاحب دہلوی کی توصیف مین کتاب
الیضاح لطافۃ المقال مین لکہا ہی کہ تصانیفش در علوم دینیہ مسلم الثبوت نزد علماء اہل سنت
وجماعت وکلامش بجہت اتصاف بجودت و انصاف مستند اصحاب دیانت و براعت است
انتہی بقدر الحاجۃ۔ اور یہہ روایت بہی شیخ عبد الحق صاحب کے تصنیف دینی مین بلا رد وانکار منقول ہی
چاہیئے کہ یہہ بہی مسلم الثبوت علماء اہل سنت وجماعت کے نزدیک ہو۔ **اقول** فاضل رشید
رحمۃ اللہ علیہ نے ہرگز یہہ نہین فرمایا کہ شیخ عبد الحق رحمۃ اللہ علیہ معصوم از سہو و خطا تہی نیز بفرض محال
اگر یہہ بات ثابت بہی ہو جاوی کہ یہہ روایت بلا رد وانکار علی سبیل التسلیم نقل کی ہی تو بہی اسکی
صحت کو مقتضی نہین کیونکہ جب بداہۃً نقل مطابق منقول عنہ کے نہین تو کیونکر واجب التسلیم
ہوگی۔ معہذا اگر یہہ قاعدہ آپکا مسلمہ ہی تو ابن بابویہ کی تمام مرویات اور اسیطرح ابنی طوسی
صاحب کے تمام روایات واجب القبول ہونگی علاوہ ان سب کے کافی کلینی جو کتاب اللہ سے بہی
اصح سمجہی جاتی ہی اوسکی روایات تو ضرور ہی واجب القبول ہونگی۔ اور متقدمین مین سے
جوالیقی و صاحب الطاق وغیرہ بہی مسلم الثبوت ہین انکی روایات بہی بلا دلیل بسر و چشم تسلیم و قبول ہونگی
لیکن ہم دیکہتے ہین کہ یہہ بالکل غلط اور غیر معقول ہی ہشام بن الحکم نے جوالیقی اور صاحب الطاق
پر رد لکہا ہی معالم العلماء محمد بن علی بن شہر آشوب مین دیکہیے ہشام بن الحکم کے ترجمہ مین لکہا ہی
جسجگہ اوسکی مصنفات بیان کیے ہین۔ الرد علی ہشام الجوالیقی اور پہر لکہا ہی کتاب علی
شیطان الطاق اور واضح ہو کہ یہہ مبارک لقب آپکے ابن شہر آشوب کا ہی عطیہ ہی بندہ کے
طرف سے نہ خیال فرماوین کہ بندہ نے یہہ گستاخی نہین کی۔ آپکے امام کلینی جو مسلم الثبوت اور
کتاب کافی جو صحاح اربعہ مین اعلی رتبہ اور امام پر پڑہی گئی ہی آپکو معلوم ہی کہ اوسمین تحریف

واسقاط آیات قرآنی کی نسبت روایات باسانید صحیحہ مروی ہین حالانکہ ابن بابویہ نے اون روایات کو موضوع و مفتری اور اونکی قائل کو کاذب فرمایا ہی۔ وقال شیخنا[1] الصدوق رئیس المحدثین محمد بن علی بن بابویہ القمی طیب اللہ ثراہ فی اعتقاداتہ اعتقادنا ان القرآن الذی انزلہ اللہ علی نبیہ ھو ما بین الدفتین وما فی ایدی الناس لیس اکثر من ذلک قال ومن نسب الینا انا نقول انہ اکثر من ذلک فھو کاذب نقلاً عن التفسیر الصافی صفحہ نمبر ۱۵ اسیطرح ابن مطہر حلی نے حدیث لیلۃ التعریس اور حدیث ذی الیدین کو موضوع کہا ہی حالانکہ کلینی مین باسناد صحیح مروی ہے اور نیز شریف مرتضی نے اپنی استاد الاستاد شیخ ابن بابویہ کی حدیث جو میثاق کی بابت روایت کی ہی تکذیب کی ہی اور موضوع کہا ہی باوجودیکہ اوسکی سند بہی صحیح ہی لیکن اتنا فرق ہی کہ ہمنی اوس روایت کی ہی جسکی سند سب قاعدہ بالاتفاق مجروح تہی تکذیب کی ہی اور حضرات نے اون روایات کو موضوع و مفتری کہا ہی جنکی سند کی صحت مسلم الثبوت فرد ہی پہر جو جواب ہمارے جیب اپنی روایات کی طرف سے تجویز فرماوین وہی ہماری طرف سے براہ مہربانی قبول فرماوین۔ باقی رہا رد و انکار کے نسبت بہی گذارش مفصلاً ہو ہی چکا ہی **قولہ**

چہارم یہہ کہ اگر یہہ روایت جو خواجہ پارسا و شیخ عبد الحق نے علامات امام مین نقل کی ہی موضوع و مفتری ہی اور ہم جانتی ہین کہ آخر حضرات اہل سنت کو شاید مجبوراً یہہ ہی کہنا پڑیگی سو لازم آئیگا کہ حضرت خواجہ پارسا و شیخ عبد الحق صاحب نہایت ہی صاحب حیا و غیرت مین کہ خود ہی اپنی بحث مین اہل حق پر اس گمان و وہم سے کہ روایتین موضوعہ نقل کر کے جناب امیر کی افضلیت ثابت کرتے ہین نہایت ہی تشنیعات شنیع و تعریضات قبیح وارد کی ہین یہہ کیا اندھیر ہی کہ بفحوای اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم تمام اپنی افادات کو پس پشت ڈالکر اسی امر کی خود مرتکب ہوئی

---

[1] ہماری شیخ صدوق رئیس المحدثین محمد بن علی بن بابویہ قمی طیب اللہ ثراہ نے اپنی اعتقادات مین کہا ہی ہمارا اعتقاد یہہ ہی جو قرآن اللہ تعالی نے اپنی نبی پر نازل فرمایا ہے وہ وہی ہی جو دو پٹھونکی درمیان ہے اور جو لوگونکی پاس ہی وہ اس سے زیادہ نہین ہے۔ اور جو ہماری طرف نسبت کرے کہ ہم کہتی مین کہ یہہ زیادہ ہے وہ جہوٹا ہے۔ ۱۲۔

کہ جسکا طعن اہل حق پر کرتے تھے یعنی یہی حدیث موضوع و روایت مجعول کہ اونکی زعم مین محض کذب و افترا ہی حضرت امام رضاؑ کی نام لگا کر روایت کی اور اوسکو دینی کتاب مین جو ہدایت خلق سیما اہل سنت کی لیے تصنیف کی ہی لکھی اور کچھہ بہی اوسکا رد و انکار نہ کیا بلکہ برعکس اسکی راوی کی توثیق و بخاری کا اعتماد نقل کیا ورسنی مسلمانونکو جو ضعیفونکی ایسی خرافات سے پاک ہین گمراہ کیا کیونکہ جب وہ دیکھینگی کہ ایسی عالم ثقہ و جلیل و معتمد نے اس حدیث کو اپنی دینی کتاب مین لکھا ہی اور بجای رد و انکار کے اوسکی راوی کی توثیق کی ہی تو بیشک اوسکو حق سمجھینگی اور تصدیق کرینگی

اقول یہہ جوش و خروش ہماری مجیب کا محض اپنی اور اپنی اکابر کے خوش فہمی کے سبب سے ہی کہ عبارت فصل الخطاب و رسالہ مناقب جسمین ترجمہ فصل الخطاب مذکور ہی نہین سمجھی ورنہ فی الحقیقت نہ اوس روایت کی اونمین توثیق ہے بلکہ رد و انکار ثابت ہی اور نہ کسیکو گمراہ کیا۔ اگر کوئی اپنی کوتہ فہمی سے گمراہ ہو اوسکا الزام اونکی ذمہ نہین ہوسکتا ترا ہا آدمی معانی قرآن کے نہ سمجھنی کی وجہ سے گمراہ ہو گیے معاذ اللہ خدا تعالے پر اوسکا الزام آپکے نزدیک نہین حالانکہ وجوب لطف کی ہی آپ قائل ہین پس بحمد اللہ بقول سامی سنی مسلمان اب بہی ایسی خرافات سے پاک و منزہ ہین اور اہل سنت کی تشنیعات و تعریضات کچھہ فضائل ائمہ کی ہی ثابت نہین ہین بلکہ تمام الٰہیات و نبوات و اعتقادات و عملیات کی نسبت ہین اگر آپ تھوڑی سے بہی تحقیقات اپنی روایات و عبادات کی فرماوین تو آپ پر بہی واضح ہوسکتا ہی اور مشرح جواب اس دلیل کا اجابات سابقہ کی ضمن مین گذر چکا ہی اوس سے آپکو واضح ہو گیا ہوگا کہ ہمکو کچھہ مجبوری نہین کہ ہم اوس روایت کو موضوع و مفتری ہی کہین گو فی الحقیقت موضوع و مفتری ہے پس آپکا یہہ فرمانا صرف آپکی کمال فہم و نہایت دانشمندی کی دلیل ہی۔ باقی کلمات نا ملائم کا جواب ہم وابستہ قلم انداز کرتے ہین **قولہ** اب افضلیت کے باب مین حضرت خلیفہ اول کی شہادت لیجیے۔ کنز العمال کے فرع اول خلافت ابوبکر باب ثانی کے فصل ثانی کتاب الامارت حرف ہمزہ مین لکھا ہی عن ابی الشعر قال لما الطعاء الناس

عن بعیۃ ابی بکر قال من احق بهذا الامر مني الست الست من صلى الست الست فذکر خصالا۔
خلیفہ اول کے یہہ کلام صریح اسپر دال ہے کہ سبقت اسلامیہ وخصائل شریفہ مزعومہ اپنی کو اپنی خلافت
کی افضلیت پر دلیل لائی۔ اس سے ثابت ہوا کہ خلیفہ صاحب کے نزدیک بھی احق خلافت وہی ہے
جو افضل ہو۔ **اقول** اجی میر صاحب ہمنے یہہ کب کہا ہے کہ افضل احق بالخلافت نہین
ہے مدعا کچھہ ہے آپ کچھہ فرمانے لگے اصل مدعا جسکی اثبات کا آپنے بیڑا اوٹھایا ہے وہ ہی
آپکی حافظہ شریفہ سے نکل گیا ہے پہلی اوسکو سوچکر یاد کر لیجیے پھر اس روایت سے اوس مدعا پہ
استدلال کیجیے۔ افسوس کہ جنابنے یہہ خیال نفرمایا کہ ثبوت احقیت مثبت اشتراط افضلیت
نہین ہے بلکہ اگر آپ بنظر تامل ملاحظہ اس دلیل کا کرین تو اس آپکی ہی دلیل سے اثبات
عدم اشتراط افضلیت ہوتا ہے کیونکہ جسوقت ایک فرد کے لیے افضلیت اور احقیت ثابت
ہوئی اور ظاہر ہے کہ افعل التفضیل مین زیادتی نسبی ہوتے ہے جسکو اوسکی وضع مقتضی ہے
تو افراد باقیہ کے لیے بھی فی الجملہ فضل او رحقیق بالخلافت ہونا ثابت ہوا پھر اگر خلافت حق
کو کسی وجہ سے نہ پونہچی اور حقیق کو پہونچ جاوی تو کوئی وجہ نہین ہے کہ منعقد نہو کیونکہ جب
حقیق بالخلافت ہونا اوسکی لیے پایا گیا تو وہ خود بالبداہۃ مستلزم انعقاد کو ہی ورنہ حقیق
ہونا باطل ہوگا وذلک خلف نہ ہی ہے تو ثابت ہوا کہ افضلیت شرط انعقاد خلافت نہین
وہذا ہو المطلوب۔ **قولہ** چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب ازالۃ الخفا مین اعتراف
کرتے ہین کہ اثبات خلافت خاصہ مین افضلیت کو دخل ہے مسند ابی بکر فصل رابع مقصد اول
واقع صفحہ نمبر ۲۵ مین یہہ عبارت لکھی ہے اما اثبات صدیق رض خلافت حضرت فاروق را
بافضلیت او۔ فقد اخرج الترمذی عن جابر بن عبد اللہ قال عمر لابی بکر یا خیر الناس
بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ابو بکر اما انک ان قلت ذاک فلقد سمعت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ما طلعت الشمس علی رجل خیر من عمر واخرج ابو بکر
بن ابی شیبۃ عن زید بن حارث ان ابا بکر حین حضرہ الموت ارسل الی عمر یستخلفہ فقال

الناس تستخلف علینا فظا غلیظا و لو قد ولینا کان افظ و اغلظ فما تقول
لربک اذا لقیتہ و استخلفت علینا عمر قال ابوبکر ابربی تخوفنی اقول اللھم
استخلفت علیھم خیر خلقک الحدیث واخرج ابوبکر بن ابی شیبۃ عن محمد عن
رجل من آل زید فی قصۃ طویلۃ قال ابوبکر لعمر انت اقوی منی فقال عمر انت افضل منی
ناظر منصف درین آثار مضطر میشود درآنکہ این اوصاف را دخلی ہست در اثبات خلافت خاصہ
کہ در خلیفہ اولے بود والا ذکر این کلمات در مبحث اثبات خلافت خارج از قانون مخاطبات باشد
انتہی ۔ دیکھیے حضرت خلیفہ اول کے نزدیک افضلیت خلافت کے لیے ایسی ضروری تھی کہ باوجودیکہ
اصحاب کرام خلیفہ ثانی کو فظ غلیظ کہتے تھے اور انکی خلیفہ کرنے سے خداوند تعالے سے ڈراتے رہے مگر چونکہ خلیفہ اول
کے نزدیک وہ افضل تھے کچھ بھی خیال نہ کیا اور خلیفہ کر ہی دیا ۔ **اقول** یہ دلیل بھی مثل دلیل سابق
کے موافق مدعا نہیں اور اس سے بھی اشتراط افضلیت ثابت نہیں ہوتا کیونکہ حسب اعتراف فاضل
مجیب اس دلیل سے صرف اسقدر ثابت ہوتا ہے کہ افضلیت کو اثبات خلافت خاصہ میں دخل ہے
اور اسکا ہم نے بھی انکار نہیں کیا ۔ انکار صرف اشتراط کا ہے اور مطلق دخل ہونا بداہتہً مستلزم اشتراط
کو نہیں پس اثبات اشتراط کے لیے اسکو پیش کرنا بیجا ہے خوب نہیں اور جبکہ افضلیت کو دخل ہے تو
ہنگام استخلاف ضرور اسکو ملحوظ رکھا جائیگا اور افضل احق بالخلافت ہوگا لیکن اس سے اشتراط
افضلیت سمجھنا اور عدم انعقاد کا قائل ہونا خطا ہے اور خلیفہ بنانا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا عمر
فاروق رضی اللہ عنہ کو باوجود لوگونکی ڈرانے کے ایسا مثمر خیرات و منتج حسنات ہوا کہ ایک
عالم میں خداتعالے کی وحدانیت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا ڈنکا بجگیا اور
حسب ارشاد جناب امیر واللہ منجز وعدہ خداوند تعالے شانہ کا وعدہ استخلاف ظاہر ہوا اس
سے صاف معلوم ہو سکتا ہے کہ فراست صدیقی اس معاملہ مین رضائے خداوند تعالے کے موافق
ہوئی اور جو لوگ اس باب مین مخالف تھے اونکی فراست خطا پر تھی ۔ باقی رہا فظ و غلیظ ہونا
یہہ وہ صفت ہے جو مقبول و پسندیدہ جناب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہو چکی اور اوسکے بدر کی

قصہ مین اسی وصف مین حضرت نوح علی نبینا وعلیہ الصلواۃ والسلام سے تشبیہ عطا ہوئی اشداء علی
الکفار رحماء بینھم اونکی شان ہے اونپر اعتراض لیغیظ بہم الکفار کا مصداق ہے - **قولہ** اب
حضرت خلیفہ ثانی بانی مبانی خلافت خلیفہ اول کی شہادت لیجیے بخاری کی کتاب المحاربین
باب الرجم الحبلی من الزنا اذا احصنت مین حدیث فلتہ مسطور ہے وہ بہت بڑی
روایت ہے انعقاد بیعت خلیفہ اول کی کل کیفیت لکھی ہے اوسکو شروع سے مطلب کا فقرہ
لکھتے ہین آپ وہ مقام ملاحظہ فرمائین وہ یہہ ہے - ولیس فیکم من تقطع الاعناق الیہ
مثل ابی بکر الخ اب غور فرمائیے کہ باوجود اس بیعت کی فلتہ یعنی کار بے اندیشہ بدون مشورہ ہونے
کی چونکہ آپکی خلیفہ ثانی کے زعم مین خلیفہ اول افضل تھے بدون مشورہ واجماع و تامل یہہ بیعت صحیح
ہوگئی چنانچہ آپکے خاتم المحدثین مطاعن ابوبکر طعن نہم مین یہہ عبارت لکھتے ہین کہ در آخر این
کلام کہ شیعہ او را برای ترویج شبہ خود نقل کردہ اند این لفظ ہم واقع است وایکم مثل ابی بکر
یعنی کیست در شما مثل ابوبکر در افضلیت وخیریت وعدم احتیاج بمشورہ و تامل در حق او - انتہی
بقدر الحاجۃ - **اقول** افسوس ہماری فاضل مجیب نے اس استدلال مین بہی وہ ہی غلطی کہائی
جو دلائل سابقہ مین کہا چکی ہین اور یہہ دلیل بہی مثل دلائل سابقہ کے مدعا کے ساتھ مربوط نہین ہے کیونکہ
اس دلیل سے صرف اسقدر ثابت ہوتا ہے کہ افضلیت کو خلافت مین مدخل ہے اور ہم بہی کہتے ہین
کہ افضلیت کو خلافت مین دخل ہے افضل احق بالخلافت ہے لیکن اس سے اثبات اشتراط
افضلیت خیال محال ہے باقی رہا فلتہ کے معنی کار بے اندیشہ بدون مشورہ کے فرما کر نفی
اجماع کی فرمانا ہم تو کچھہ عرض نہین کر سکتے گستاخی مین شمار ہوگا - لیکن جناب ہی فرمائین
کہ یہہ کہانکی دیانت ہے کہ جو مفہوم لفظ کا نہین ہے اوسکو اوسپر چسپان کرتے ہین - ذرا دہیرج
تو سمجھو کہ اجماع کو فلتہ سے کیا تعلق ہے آپ اگر نظر انصاف سے ذرا بہی تامل فرمائینگی تو واضح
ہو جائیگا کہ پہلی بے کام مین تامل و مشورہ نہ کرنا دوسرا امر ہے اور بے تامل و مشورہ ایک امر کو
بالاجماع قبول کر لینا دوسرا امر اول کی نفی سے دوسری کی نفی سمجہنا حضرت کی خوش

استدلال بفلتہ بر افضلیت کے ثبوت مین کا ابطال

فہمی کی دلیل ہے **قولہ** تعجب حیرت ہی کہ آپکی خاتم المحدثین افضلیت کو شرط خلافت نہین
مانتی بلکہ اوسکو ہماری مقابلہ مین خلاف عقل ونقل فرمانے مین اور خود ہی اسمقام مین تحریر فرماتے
ہین کہ بسبب افضل وخیر ہونے خلیفہ اول کے مشورہ وتامل کی بہی احتیاج نہین۔ **اقول**
یہہ آپکی حیرت وتعجب خود قابل حیرت وتعجب ہی کیونکہ اس قول سے (کہ بسبب افضل وخیر ہونے
خلیفہ اول کے مشورہ وتامل کی بہی احتیاج نہین) ہرگز اشتراط افضلیت پر دلالت نہین
بلکہ اس سے صرف اسقدر مفہوم ہوتا ہے کہ افضل احق بالخلافت ہی۔ پس اس سے اشتراط سمجہنا
آپ جیسی منصف ومناظرہ دان وذکی وذہین سے البتہ لائق سخت حیرت وتعجب کی ہوگا پہر اوسپر
اظہار حیرت وتعجب باعث مزید حیرت وتعجب اضعاف مضاعفہ ہی۔ آپکی دلمین افضلیت
کچہہ ایسی سمائی ہی کہ آپکی عادت ہوگئی ہے کہ جسجگہ آپنے لفظ افضلیت دیکہا سمجہا کہ
اشتراط افضلیت کی دلیل ہے اور جہٹ پیش کردیا بیت بسکہ در جان فکار وچشم
بیدارم توئی * ہرکہ پیدا میشود از دور پندارم توئی * اور یہہ نہین خیال فرماتی کہ مقابلہ خصم
ایسی دلائل پیش کرنے سے بجز ندامت وشرمندگی کچہہ حاصل نہین۔ **قولہ** اسلی اجماع
جو حضرات سینہ نے محض اس خلافت کے لیے وضع کی تہی اور اوسپر بڑا ناز ہی اوسکا بہی کچہہ
خیال نفرمایا **اقول** ای اہل دانش وانصاف خدا کے لیے ذرا اس جملہ کے مطلب کو فرمانا
اور اوس تعارض وتخالف کو جو فیما بین فاتہ اور اجماع کے ہماری فاضل مجیب نے واقع کیا ہی
دیکہنا اور ہماری مجیب لبیب بے فہم کے داد دینا کیا لاحل اعتراض طبع وقاد سے ایجاد فرمایا
سبحان اللہ۔ آنحضرت مشورہ وتامل کو اجماع کے ساتہہ منافی اپنی نہین ہے کہ اگر مشورہ
وتامل ہو تو اجماع بہی وقوع ہوجاوے گا کہ بغیر مشورہ وتامل ہوا ور اجماع نہو یا مشورہ وتامل نہو اور اجماع ہوجاوے
اسمین کوئی اسی نہین ذرا تامل فرمایئے اور سوچیئے۔ **قولہ** افسوس ہی کہ آپکی خاتم المحدثین
اپنا قول بہی یاد نہین رہتی اور یہہ بہول کچہہ اسی مقام پر منحصر نہین بلکہ تحفہ مین اکثر جا ایسا
ہوا ہے بسبب [illegible] ہم کیا معذور کرین **اقول** جہانتک ہمکو علم ہی

اوسکا تجربہ شاہد ہی ہمہ ہمہ غلطی ہمین کر یا تو آپکی اور آپکی ان بزرگونکی جو تحفہ پر اعتراض کرتے ہین خوش
فہمی ہی یا محض عداوت وعناد ہے جسکی بدولت ع عیب نماید ہنرش درنظر * کا مصداق
ہورہا ہی - آپنے اپنی اعتراض کا حال دیکھہ ہی لیا ہی اور حضرات کا حال بھی اسی پر قیاس فرمالیجیگا
پس آپ کا یہہ افسوس لائق افسوس کے ہی کہ مطلب خود نسمجھین اور الزام قائل کے ذمہ لگائین
علاوہ ازین آپکو معلوم ہی کہ زبان عناد سے خدا تعالے اور اوسکی کتاب پاک اور رسول بہی نہین
بچی تو بمقابلہ اونکی تحفہ وصاحب تحفہ ہم کے کیا حقیقت ہی با اینہمہ ہم صاحب تحفہ کو سہو
ونسیان سے معصوم ہی نہین سمجھتے **قولہ** علاوہ اسکی اور بہت سے اقوال خلیفہ ثانی کی شرط
افضلیت پر دلالت کرتے ہین بخوف طوالت اونکو ترک کیا جاتا ہی **اقول** جبکہ آپنے اون
اقوال سے تعرض نہین فرمایا تو ہم بہی اونسی اغماض کرتے ہین اگر آپ اون اقوال کو ذکر فرماتے
ہم بہی انشاء اللہ تعالے درپی استیصال استدلال کی ہوتی **قولہ** مگر اسقدر گذارش
کرنا ضرور ہی کہ خلیفہ ثانی کا افضلیت کو شرط خلافت جاننا ایسا صریح امر ہی کہ محققین اہل سنت
نے اوسکا اقرار کیا ہی چنانچہ صدر المحققین ابن حجر فتح الباری شرح صحیح بخاری مین کتاب
الاحکام فے اواخر الکتاب باب کیف یبایع الامام مین حدیث شوریٰ کی شرح مین
ابن بطال سے نقل کرتے ہین فان قیل بعض ہولاء الستۃ افضل من بعض وکان رای
عمر ان الاحق بالخلافۃ ارضاہم دینا وانہ لا یصح ولایۃ المفضول مع وجود الفاضل
فالجواب انہ لو صرح بالافضل منہم لکان قد نص علی استخلافہ وھو قصد ان لا یتقلد
العہدۃ فلذلک جعلہا فی ستۃ متقاربین فی الفضل لانہ تحقق انہم لا یجتمعون
علی تولیۃ المفضول ولا یالون المسلمین نصحًا فی النظر والشوریٰ وان المفضول منہم
لا یتقدم علی الفاضل ولا یتکلم فی منزلۃ وغیرہ احق بہا منہ وعلم رضی الامۃ بمن رضی
بہ الستۃ - انتہی اس سے صاف ثابت ہی کہ علاوہ خلیفہ ثانی کے کل صحابہ کے نزدیک
افضلیت خلافت کے ایسی شرط تہی کہ وہ مفضول کے خلافت صحیح نہ جانتی تہی **اقول**

یہہ استدلال بہی ہماری فاضل مجیب کے لیے مثبت مدعا نہین کیونکہ جملہ (وکان عمر یری ان الاحق
بالخلافۃ اشدهم دینا) بصراحۃ اس امر کو بیان کر رہا ہی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مذہب
یہہ تہا کہ احق بالخلافت وہ شخص ہے جو زیادہ دیندار ہو اور اوس سے بالبداہتہ یہہ ثابت ہوتا
ہی کہ اشتراط افضلیت باطل ہی کیونکہ اسم تفضیل ایسی صفت واقع ہے کہ اوسکی یہی ثبوت
فعل مع زیادت پایا جاتا ہے وہ یہہ ہرگز اسکو نہین چاہتے کہ نفس فعل بدون زیادت کے اسکی
واسطے ثابت ہو بلکہ باعتبار اقتضاء اصل وضع تفضیل کے وجود اوسی فرد کا ہونا چاہیے جسکی نسبت
زیادتی ثابت ہو ورنہ مبالغہ اور تفضیل مین کچہہ فرق باعتبار معنی کے نرہیگا جبکہ اس جملہ کا
مطلب ذہن نشین ہو چکا تو دوسرا جملہ جو اس جملہ سے مستنبط اور مستخرج ہے اسیکے مطابق ہونا
چاہیے اور اوسکا بہی مطلب جب واضح ہے کہ ولایت کے معنی تولیہ کے ہین اور لا یصح کے معنی
لا یجوز کے حاصل مدعا عبارت یہہ ہوگا - وانہ لا یجوز تولیۃ المفضول مع وجود الفاضل یعنی
فاضل کے ہوتے مفضول کو متولی امور بنانا جائز نہین - پس اس صورت مین یہہ جملہ اور جملہ سابقہ ہم
معنی ہو گئے کہ دونونکا حاصل احقیۃ بالخلافت افضل کے لیے ہے اور اگر اس جملہ کو باوجودیکہ جملہ اولی کے
فرع ہی اوسکی طرف راجع نکیا جاویگا تو باہم اصل و فرع متعارض رہینگے - اسکی بعد یہی کہ خاتمہ جواب کے
عبارت سے جو لانہ تحقیق سے آخر تک مذکور ہوئی یہہ سمجہنا کہ کل صحابہ کے نزدیک افضلیت خلافت
کو ایسی شرط تہی کہ وہ مفضول کی خلافت صحیح نجانتے تہی سراسر غلط ہی کیونکہ اول تو حضرت عمر
رضی اللہ عنہ نے خلافت کو تمام صحابہ مین دائر نہین کیا تہا بلکہ صرف چہہ شخصون مین منحصر
کردیا تہا جنکا عبارت اعتراض مین صراحۃ ذکر ہے تو جسقدر ضمایر جمع کی اس عبارت مین
مذکور ہین وہ سب راجع بطرف ستہ متقاربین فی الفضل ہین تو اوس سے ہماری فاضل
مجیب کا کل صحابہ کو سمجہنا کمال خوش فہمی کا شاہد ہی اور دوسری یہہ کہ بصراحت اوس عبارت
سے بہی فاضل کا احق بالخلافت ہونا ثابت ہوتا ہی - جو نہ ہماری فاضل مجیب کو کچہہ
مفید ہے اور نہ ہمکو کچہہ مضر ہے - لیکن اس سے اشتراط سمجہنا البتہ تعجب انگیز ہی بنظر

مدعا کا نشان پانا مشکل ہی معہذا اگر بفرض محال یہہ دلیل مثبت اشتراط ہو تاہم ہمارے مجیب کے
مذہب کو مفید نہین کیونکہ مسئلہ امامت جبکہ اصول مذہب سے ہی تو اوسکا اور اوسکی شرائط کا اثبات
ایسی ادلہ سے ہونا چاہیے جو اپنی مدلول کو قطعی طور پر ثابت کرین ظنیات اسمین ہرگز کارآمد نہین
اور بالفرض اہل سنت کے نزدیک اگر افراد امامت کی کسی فرد مین اشتراط افضلیت ثابت ہو جاوے
تو یہہ مسئلہ چونکہ اونکی نزدیک فروعات مین سے ہی ایسی اسکی ثبوت کی لیے ادلہ ظنیہ کافی ہونگی
اور قطعیہ کی ضرورت نہوگی - لیکن اون ادلہ کو علماء شیعہ کا بمقابلہ اہل حق پیش کرنا ثبوت
اشتراط افضلیت مین جو اونکی زعم مین اصول اعتقادیات سے ہی باطل ہوگا پس ہمارے مجیب
لبیب ان دلائل کو جنکو بزعم خود مثبت اشتراط سمجھہ رکھا ہی ہمارے مقابلہ مین پیش کرتے ہین
اور جنپر بہت کچھہ ناز و افتخار فرماکر جامہ سے باہر ہوئی جاتی ہین گو فی الواقع مثبت اشتراط نہین
لیکن اگر واقع کی روسے اشتراط افضلیت ثابت ہو بہی تاہم اپنی مدعا کی ثبوت مین اونکو پیش
کرنا سراسر غلط اور خلاف قاعدہ ہی علی ہذا القیاس جسقدر شرائط ثلثہ کی اثبات کے دلائل فرمائی
سب کی یہہ ہی حالت ہی کیونکہ حضرت مجیب کا گمان یہہ ہی کہ الزامی جوابات و استدلالات
کافی ہونگی چنانچہ فردوسیات سے ابتداء بحث مین ایک رباعی ہی زیب جواب فرمائی تہی
جسکا اول مصرعہ یہہ ہی ع خواہی کہ شود خصم تو عاجز ز سخن + حالانکہ یہہ غایت درجہ کی
بدیہی غلطی ہی۔ اگر بفرض محال ان دلائل سے یہہ مدعا ثابت ہوتا ہم مفید مذہب شیعہ
نہین ہو سکتا اور خصم کو گنجایش ہی کہ اوسکو صرف اس وجہ ہی سے رد کر دے کہ چونکہ ہر دو علما
اہل سنت و شیعہ مین زمین و آسمان کا فرق ہی اونکی نزدیک مسئلہ متنازعہ فیہا فروعی اور اونکی
نزدیک اصولی ہی تو کیا ضرور ہی اگر دلائل ظنیہ سے ان شرائط کا ثبوت اہلسنت کے نزدیک ہوتا ہو تو
قطعی طور پر بہی ثبوت ہو کر مفید مدعا اہل تشیع ہو بلکہ جب دلائل ظنیہ ہین تو مثبت مدعا
قطعی کو نہین ہو سکتی - پہر باوجود ایسی موٹی موٹی اور فاحش غلطیونکے جو ہمارے فاضل
مجیب سے سرزد ہوئی اپنا یہہ دعوی کیونکر صحیح ہوگا کہ ہمنی تمام مسائل متنازعہ فیہا مین

مزید حق الیقین کا حاصل کر لیا ہی - افسوس کہ اتنا بڑا دعوی کیا اور اسکا ثبوت کہین نہ پہنچایا
پس بجز اسکے کہ اسکو سہو و نسیان پر محمول کر کے تامل کیا جاوی مین اور کچھ عرض نہین
کر سکتا کاش خود ہی چشم انصاف کہولکر ملاحظہ فرماوین - علاوہ ازین ترجمہ عبارت مین جو کچھ
غلطیان واقع ہوئی انکو بخوف تطویل ترک کرتے ہین **قولہ** تعجب و حیرت ہی کہ آپکی
خاتم المحدثین نے باایہمہ تبحر فتح الباری کو بہی ملاحظہ نفرمایا کہ باوجود خلیفہ ثانی بلکہ کل صحابہ
کی افضلیت کو شرط خلافت جاننی کے اس شرط کو لازم نہین مانتی اور نہین تو خلیفہ ثانی کے
تقلید تو انکو لازم تہی **اقول** یہہ تعجب حیرت سامی اس سے ناشی ہے کہ باایہمہ ادعای
ہمہ دانی آپ نے فتح الباری کے عبارت کا مطلب نہین سمجہا - لیکن طرفہ یہہ ہی کہ اس
بی سمجہی پر اسپر یہہ کچہہ ناز ہی کہ خاتم المحدثین رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت فتح الباری کے نہ دیکہنے کا
الزام لگاتی ہین حالانکہ خود ہی علامہ کنتوری کے شرح ابن ہیثم نہ دیکہنے کے الزام کے جواب مین
یہہ فرماتے ہین (کچہہ ضرور ہی کہ علامہ نے شرح دیکہی ہو یا دیکہی ہو اور اسکا مطلب سمجہی ہو)
افسوس کہ یہان اگر اپنی غلط فہمی کا خیال نہ آیا تہا تو کیا وہ عذر بہی محو خاطر سامی ہوگیا تہا -
قولہ آپنے جو بتقلید اپنی خاتم المحدثین کے ان شرائط کو دلائل شرعیہ کی خلاف فرمایا ہے
ظن غالب ہی کہ اب تو آپ بہی اس شرط کو مان لین کیونکہ اقتدای صحابہ خصوصاً خلیفہ ثانی آپکو
لازم ہی - **اقول** جو کچہہ مینی ان دلائل کی نسبت گذارش خدمت کیا تہا وہ محض تقلیداً
ہی نہین تہا چنانچہ ابحاث سابقہ سے جناب کو معلوم ہو ہی گیا ہوگا پس مجہکو امید ہی
کہ جناب میری معروضات کو نظر انصاف و تامل سے خالی الذہن ملاحظہ فرماینگی تو انشاء اللہ تعالیٰ
آپ خود ان شرائط سے دست بردار ہو جاینگی واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم **قولہ**
اور نیز خلیفہ ثانی اور صحابہ کی یہہ رای کہ افضلیت کو شرط خلافت جانتی تہی اگرچہ اس روایت
سے بخوبی واضح ہے مگر توضیحاً اسقدر اور گذارش ہے کہ بخاری کی کتاب الفضائل
مین حدیث سقیفہ ملاحظہ فرمائیے کہ خلیفہ ثانی نے خلیفہ اول کے جواب مین فرمایا -

بل نبایعك انت فانت سیدنا وخیرنا واحبنا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الخ
اور خلیفہ ثانی کی یہہ کلام صریح دلیل اسکی ہے کہ جو شخص بہتر و افضل ہو وہ خلافت کا احق ہے
اقول ہم بہی کہتے ہین کہ بیشک وہ شخص جو افضل ہو احق بخلافت ہے لیکن اس سے
آپ کا مدعا کیا ہے افضلیت امامیہ وہی نہین ہیتے جو اکثر اسنا دالاب مین آپکو واقع ہو لی ہی
پس اسکا بہی جواب کہ ما حضرت کی مکان تو دلالت کرتا ہی نصوص تہم کا یہہ حال ہے اور نہ
ترانیون کا وہ حال **قوله** اور یہہ بہی ثابت ہو اجب اسے اور سوال ہی احق بخلافت ہی اسکو
یاد رکہیکا اگر آپنے یہہ سلسلہ جاری رکہا تو پہر کسی کام آئیگا **اقول** تسلیم گذار ہون
کو بندہ کو پہلی سے بہی یاد ہے لیکن تمہید سلم یاد رکہیا ہے اور وسوقت کا بہی منتظر ہون
جسوقت یہہ لفظ کام آئیگا۔ **قوله** جو قضا یا سوقت بعیہ خلیفہ ثانی کے اس قول کو
تسلیم کر لیا اور یہہ نہین کہا کہ افضلیت تو خلافت میں کیا دخل ہے شرط خلافت
افضلیت نہین تو معلوم ہوا کہ صحابہ کے نزدیک افضلیت شرط ہی **اقول** ای حضرت
اہل انصاف ہما ہی واصل تحبیب کے اور تسلیم نبی و مناسب تر بستگی و لطافت تو تو ذرا
ملاحظہ فرمائیگا کہ کسطرح اس دلیل ذکر صحابہ سے کیا ہے استدلال افضلیت ثابت فرمایا ہی
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قول سے یہہ ثابت ہوتا ہی کہ افضلیت کو خلافت مین دخل ہے
اچہا مسلم لیکن دخل ہونی سی یہہ کیونکر لازم آیا کہ افضلیت شرط خلافت بہی ہوگئی علاوہ ازین
بجواب اس قول کے سکوت صحابہ کا کیونکر بہشتر اکر و اسطے حجت ہو گیا۔ ممکن ہے کہ یہہ
سکوت اسوجہ سے ہو کہ جب کہ ہر ایک کے نزدیک اوس خلافت کا تحقق ہو گیا تو کسینی اوسکی
حقیت پر کسی دلیل سے استدلال کر کے حق جانا ہو اور کسینی کسی دلیل سی مثلاً بعض نص قرآنی سے
اوسکی حقیت سمجہی ہو اور بعض نے احادیث سی اور بعض نے اونکی ساتہہ دلائل قیاسیہ بہی منضم
کیے ہون۔ تو چونکہ مدعا اور مطلوب ہر ایک کا متحد تہا تو کیا ضرورت تہی کہ اون دلائل مین
اوجہتی جو اپنی بہی مدعا کو موید تہی اور نیز باعتبار نفس الامر کی صحیح تہی اور مطابق واقع کی تہی

پس اس سکوت کو حجت سمجھنا البتہ باعث استعجاب ہی ـ معہذا اس سکوت کو تو آپ دلیل
تسلیم کی تسلیم فرماتے ہین اور تعجب ہی کہ جناب امیرؑ کی سکوت کو جو بزمان خلفاء ثلثہ فرمایا
بلکہ مسائل بھی اونہی کے موافق بتلاتے رہی اور سامنی ہوکر یہہ کبھی نفرمایا کہ اہل بیت کے
سوا کوئی خلیفہ نہین ہوسکتا ہی تسلیم کی دلیل تسلیم نہین فرماتے علی ہذا القیاس جناب
امام حسن رضی اللہ عنہ کی سکوت کا بالتسلیم کو بھی تسلیم نہین کرتے اور اسیطرح ائمہ باقیہ مین سے جنہون نے
سکوت فرمایا اور سب کچھہ دیکھتے رہے اور کچھہ نہ بولے تو اسکو بھی تسلیم تصور کیجیگا ـ رہا خوف کے
وجہسے تقیہ کا جھگڑا وہ خود ایک الگ مذہب بات ہی کہ اصول شیعہ کے موافق بھی کوئی اوسکو
تسلیم نہین کرسکتا ـ یہہ حرف اسلیے عرض کیا ہے کہ آپنے سکوت کی حجیت کو تسلیم کرکے
استدلال فرمایا ورنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول فانت سیدنا وخیرنا واحبنا الی
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم صحابہ رضی اللہ عنہم کہ اس اعتبار سے بھی تسلیم تہا کہ با عتبار
واقع کے صدیق رضی اللہ عنہ کو یہہ اوصاف حاصل ہے اور اس اعتبار سے بھی تسلیم تہا کہ ان
اوصاف کو خلافت مین دخل ہے **قولہ** اگرچہ بعض صحابہ جلیل القدر مثل ابن عباس وابن
عمر وغیرہ کے یہہ رائی کتب معتبرہ اہل سنت مثل ازالۃ الخفا وغیرہ مین مفصل درج ہی ارادہ تہا
کہ گذارش کرون مگر بخوف اطناب باز رہا اگر حضرت مجیب جناب ازالۃ الخفا ملاحظہ فرمادین اکثر
علماء اہلسنت کا یہہ ہی مذہب ہی کہ افضل امام ہوتا ہی چنانچہ شرح مقاصد کے مبحث سادس
خاتمہ مین تحریر ہی ـ ذہب معظم اہل السنۃ وکثیر من الفرق الی انہ یتعین للامامۃ افضل
اہل العصر **اقول** ظاہر ہی کہ جن دلائل سے جناب نے اشتراط افضلیت پر استدلال
فرمایا ہے تو وہ دلائل بہ نسبت اون دلائل کے جو ترک فرمائی اوضح واقوی ہونگی تو جب
مین دلائل مذکورہ کو جو اوضح واقوی ہین دیکھہ چکا اور اونکو باطل کرچکا تو متروکہ دلائل کے
دیکھنے کے کیا حاجت باقی رہی بہرکیف جنکو ترک فرمایا ہے وہ دلائل مذکورہ سے کچھہ کم
درجہ کے ہی ہونگی تو جو اونکا جواب ہی وہی جواب تقریبًا اونکا ہی سمجہہ لیجیے شرح مقاصد کے

عبارت آپکی مثبت مدعا نہین اور اوسکے مطلب کو آپنی نہین سمجہا افضل اہل العصر کی امامت کے لیے متعین ہونے کے یہہ معنی ہین کہ اگر اہل حل و عقد بیعت خلافت کے لیے امام کو منتخب کرین تو چونکہ افضل احق ہے اوس سے تجاوز کرکے کسی دوسرے کو امام بنا دین۔ افضل کے ہوتے فاضل یا مفضول امام بنانا نہین چاہیے اور اسکے یہہ معنی نہین ہین کہ افضل بدون بیعت اہل حل و عقد کے امام ہو جائیگا اور اوسکی انعقاد خلافت کے لیے بیعت اہل حل و عقد کی حاجت نہوگی اور اگر افضل کے ہوتے فاضل یا مفضول امام ہوگیا تو اوسکا انعقاد نہوگا اور اوسکی اطاعت لازم نہوگی پس اس سے بھی اشتراط کا ثبوت نہین ہو سکتا۔ **قولہ** تعجب ہے و عبرت کا مقام ہے کہ آپکے خاتم المحدثین باینہمہ والی ان اپنی کتابون مین احادیث و اقوال نبی و علما بلا خطہ نفرما کر اس شرط کو مخصوص بروافض سے فرماتے ہین اور اوسکی نفی بعضی کتاب اوسکے اپنی زعم مین ثابت کرتے ہین۔ **اقول** یہہ تعجب اس وجہ سے ہی کہ عبارت کے مطالب تک ذہن رسائی کی رسائی نہین ہوئی ورنہ اگر نظر انصاف سے اون دلائل کو ملاحظہ فرمائینگی اور پہر حضرت فقیر کو بنظر انصاف دیکہین گے تو خود اپنی فہم پر تعجب فرمائین گے اور اوسیکو عبرت کا مقام سمجہینگے چنانچہ پیشتر ہی عرض کیا جا چکا ہے۔ **قولہ** اگرچہ اور بہت سے دلائل اسکے ثبوت مین ہین مگر بخوف طوالت ان سب سے قطع نظر کرکے اب کچہہ شہادتین آپکے خاتم المحدثین کے والد بزرگوار کے پیش کرتے ہین وہ کتاب قرۃ العینین مین لکہتے ہین کہ۔ این سخن حق ست کہ تا اعتقاد افضلیت مبلغ قرآن و سنت و مبین معانی بر دو نکنند خاطر را خذ شرائع جمع نگردد۔ اور یہہ بھی اوسمین لکہا ہے شیعہ قائل شدہ اند باآنکہ امام می باید کہ افضل امت باشد و معصوم و مفترض الطاعت و منصوب من عند اللہ و رسولہ و این قول متضمن حق و باطل ہر دو شدہ ست قول محقق آنست کہ افضلیت از امت بہ نسبت اہل خلافت و نبوت کہ متضمن قوانین مبلغ شرائع و مروج دین ایشان لازم ست والا اعتماد کلی حاصل نشود و بجای عصمت حفظ الہی و تائید ربانی بحسب دقت می باید اثبات کرد و بجای مفترض

طاعت ونصب من عند اللہ ورسولہ استخلاف بنص واشارت می باید ذکر کرد تا سخن درست گردد

انتہی۔ اگرچہ اس عبارت سے صاف ظاہر ہی کہ محض خلافت خلفاء ثلثہ بجا ہی کے پیش شاہ صاحب

یہ تاویل علیل بدون دلیل فرمائے ہیں اور خود انکی اسی قول سے رد ہو سکتی ہے اور ہمارا دعوی

ثابت ہی مگر چونکہ یہہ محل صرف افضلیت کی ثبوت کا ہی اسلیی ہم اس سے تعرض نہین

کرتے اور افضلیت اس عبارت سے بخوبی ثابت ہے کہ افضلیت امامت کو لازم لکھتی ہیں

اقول چونکہ ہماری مجیب لبیب نے اسجگہ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی کلام سے

استدلال فرمایا ہے اسلیی بہ سبب معلوم ہوتا ہی کہ بقدر بسط تفصیل کے ساتھ جواب گذارش

کرین تاکہ وہ شبہات جو ہماری فاضل مجیب کو عبارات ازالۃ الخفا وغیرہ سے واقع ہوئی

ہیں دفع ہو جائین اور اس دلیل مین جو الفئتین سے دوجگہ کی عبارتین نقل فرمائی ہین لیکن

ہم صرف دوسری عبارت کو جسکو ہماری مجیب صاحب نے سب سے زیادہ مستحکم سمجھ رکھا ہی

بتمامہ نقل کرتے ہین اس کی تہہ بھی واضح ہو جاویگا ابعض اشخاص مین نقل عبارت مین

سہو واقع ہوئی ہی ونیز این سخن بدان باید کرشاید قول ثبوت اندیا یکہ امامی نمی باید

کہ افضل است باشد ومعصوم ومفترض الطاعت ومنصوب من عند اللہ ورسولہ واین قول

متضمن حق وباطل بردوشدہ است قول محقق آنست کہ افضلیت امامت بنسبت اہل خلافت

نبوت کہ متقن قوانین ومبلغ شرائع ومروج دین ایشان شد لازم است والا اعتماد کلی حاصل

نشود وبجای عصمت حفظ الٰہی وتائید رحمانی بحسب عادت اللہ می باید اثبات نمود وبجای

افتراض طاعت ونصب من عند اللہ ورسولہ استخلاف بنص واشارت می باید ذکر کرد

اہل سنت وجماعت ہمین قول محقق ومنقح در شیخین بلکہ در خلفاء اربعہ اثبات نمودند تفصیل این

اجمال آنکہ افضلیت کہ میگوئید در طبقہ اولی می باید کہ ہنگام احکام دین وترویج شریعت

وتقنن قوانین آن بودند در ملک عضوض زیراکہ در ملک عضوض اہل علم دیگر شدہ واصحاب

دولت دیگر چنانکہ فتوی موقوف بود بر علم کثیر الحال اینہمہ فتوہا را منقح کردہ نوشتہ اند

ایحال عبارت والی می باید ولیس انتہی - اس عبارت مین لفظ اے خلافت نبوت بترکیب
اضافی واقع ہی اور ہماری مجیب لبیب کی عبارت منقولہ مین واو عاطفہ زیادہ ہوکر بین خلافت
ونبوت منقول ہوا ہی اور ف باہمی صرف اطلاق تمہید ہے اعجب نہین کہ اسلام النبیہ منقولہ
عنہ مین یہ غلطی کاتب سے ہوئی ہو جسکا ہمکو اس سے [illegible] ان تو حق نہین [illegible]
بعد گذارش ہے کہ جو لجیہ افضلیت کے باوجود [illegible] ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ [illegible]
فرمایا ہے وہ آپکی مدعا کو مثبت ہے اور [illegible] معنی [illegible] حضرت [illegible]
رحمۃ اللہ علیہ نے تحفہ اثنا عشریہ میں بعد [illegible] فرمایا ہے [illegible]
یہ ہی کہ خلاصہ مطلب عبارات حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ جو مواقع شتی مین بیان
فرمائی ہین یہ ہی کہ خلافت ایک کلی ہے جسکی ہیچ افراد بحسب اختلاف مین ورلذکی عوارض جہ کانہ
اور اس کلی کا انہی افراد پر صدق بطور تشکیک کے ہی پس حاصل مدعا یہ ہی کہ خلافت جو طبقہ
اولی مین پائی جاتے ہیں وہ حسب تصریح جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مدت
معین تک ہی اور متصف بصفت خلافت نبوت ہی اور افراد خلافت مین اکمل ہے واسکی دیگر
خواص مین سے چند امور ہین - مثلاً اول لازم ہے کہ خلیفہ مہاجرین اولین اور حاضران حدیبیہ اور
حاضران نزول سورہ نور اور حاضران مشاہد عظیمہ مثل بدر و تبوک مین سے ہو - دوسری یہ کہ تشبیہ
بانجۃ ہو تیسری یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکی ساتھہ ایسا معاملہ فرمایا ہو جیسا کہ ایسے
مستظر الامارت کے ساتھہ معاملہ کیا کرتا ہی - چوتھی یہ کہ جن امور کی ظہور کا وعدہ حق تعالے
شانہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا ہو بعض اونمین سے اوسکی ہاتھہ پر بہی ظاہر
ہون - پانچوین یہ کہ اوسکا قول دین مین حجت ہو بسبب تلویح و تنبیہ حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کی ساتوین یہ کہ افضل امت ہو اس سے صاف ظاہر ہے کہ افضلیت گویا نتیجہ
اوصاف ولوازمات سابقہ کا ہی اور وہ خلافت نبوت جو طبقہ اولی مین پائی جاتے ہے
وہ منحصر خلفاء اربعہ پر ہی ہی اور مخصوص اونہین کے ذوات مقدسہ کے ساتھہ ہی اسکی

بعد سینی کہ جو لوازم خلافت خاصہ کی مذکور ہوئی اگر اونمین سے کسیکا تحقق خلیفہ مین نپایا جاوے
مثلاً افضلیت ہی مفقود ہو تو اس خلافت کی نسبت حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ
فرماتے ہین کہ وہ خلافت منعقد تو ہو جائیگی لیکن مرتبہ اکمل سے اوسکا انحطاط ہوگا اور
مرتبہ عزیمت سے نکلکر درجہ رخصت مین مستقر ہوگی لیکن اوسکے خلیفہ کی اطاعت واجب
ہوگی اوسکی تحت حکم جہاد جہاد کہلائیگا اوسکا نصب عمال و قضات و اخذ زکوۃ و صدقہ
صحیح ہوگا حضرت شیعہ فرماتے ہین کہ افضلیت ایسی شرط خلافت ہی کہ اگر وہ فوت ہو جاے تو
مطلق خلافت باطل ہو جائیگی اور اوسکی اطاعت و اعانت حرام اوسکے ساتھ ہو کر جہاد معصیت ہوگا پس
منشا اختلاف صاف ظاہر ہی کہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے افضلیت وغیرہ کو شرط کمال قرار دیا ہی
جسکے فوت ہونے سے نفس خلافت فوت نہین ہو سکتی اور حضرات شیعہ نے اوسکو شرط نفس خلافت
ٹھرایا ہی جسکے فوت ہونے سے اونکے نزدیک اصل خلافت فوت ہو جائیگی پہر اگر حضرت شاہ
عبد العزیز رحمۃ اللہ نے تحفہ مین بمقابلہ شیعہ کے اشتراط افضلیت کا انکار کیا ہی تو وہ ہرگز
معارض اونکے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کے تحریر کے نہین ہی کیونکہ حضرت صاحب تحفہ
نے جس اشتراط کا انکار کیا ہے وہ اشتراط وہ ہی جسکے شیعہ قائل ہوئے ہین وہ یہہ کہ
افضلیت کو شرط نفس خلافت قرار دیا ہی اور حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ
نے جس اشتراط کا اثبات فرمایا ہے نہ وہ اشتراط ہی کہ جسکے شیعہ مثبت ہین اور صاحب
تحفہ نافی بلکہ وہ اشتراط اس سے جدا ہے اور وہ اشتراط راجع الی الکمال ہی نہ نفس خلافت
کیطرف پس نفی و اثبات اون مختلفین کیطرف راجع ہین اور آپکو شاید معلوم ہوگا
کہ تناقض مین آٹھہ وحدتین ماخوذ و معتبر ہین جب اونمین سے کوئی فوت ہو جائیگی تناقض رفع
ہو جائیگا اور اجتماع جائز ہوگا اب اس تقریر سے یہہ بھی واضح ہوگیا کہ جسقدر عبارتین ازالۃ الخفا یا قرۃ العینین
مین حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے مثبت اشتراط تحریر مین ہماری مجیب لبیب کا اونسے
استشہاد صحیح نہین ہی اسلیے کہ اونکی مدعا کی موافق نہین اونکا مدعا اثبات اشتراط

افضلیت کا ہی نفس خلافت کی واسطی اور اون عبارت تو نکا مدعا ثبوت اشتراط افضلیت کا واسطے نفس خلافت کی نہین ہی بلکہ کملیت خلافت کی واسطی ہے پس اگرچہ بادی النظر اگرچہ عبارات مین تامل کرنے سی واضح ہے تاہم اگر ہماری مجیب لبیب پر پوشیدہ رہا تو ہم معذور سمجھتی ہین علاوہ ازین ہم پہلی گذارش کر آئی ہین کہ آپ کا مدعا جو اصول دین مین ہین ثبوت قطعی کو مقتضی ہی اور ہماری واسطی اسکی ثبوت کے لیی دلائل قطعیہ کے اسلیی ضرورت نہین کہ اسکو اصول مین سی نہین سمجھتی تو ہمکو دلائل ظنیہ کافی ہونگی ۔ لیکن آپ اونکو ہماری مقابلہ مین اپنی مدعا کی ثبوت مین کیونکر پیش کرسکتی ہین اور وہ آپ کے مدعا کو کیونکر ثابت کرسکتی ہین پس اون دلائل کا اپنی دعوی کے ثبوت مین پیش کرنا صریح غلطی ہے جسکا منشا یہہ ہی کہ آپ ہمیشہ اپنی دعوی کو بھول جاتے ہین اور یا یہہ ہے کہ دہوکہ دہی مد نظر عالی ہے

قولہ اب ذرا ازالۃ الخفا کو جو کثیر الوجود ہی ملاحظہ فرمایئی مقصد اول کی فصل دوم واقع صفحہ ۱۶ کو دیکھیی یہہ عبارت تحریر ہی ۔ مذ لوازم خلافت خاصہ آنست کہ خلیفہ افضل امت باشد در زمان خلافت خود عقلاً و نقلاً و از انجہت کہ در نکتہ اولی تقریر کردیم کہ چون خلافت ظاہرہ ہمدوش خلافت حقیقیہ است ۔ وضع شی در محل خود ثابت گردد لیکن اینجا این نکتہ باید شناخت کہ غیر افضل خواص ریاست خواص را لائق نیست پس خلافت او مطلق نباشد نصب غیر افضل حکم رخصت دارد بہ نسبت عزیمۃ و رخصت خالی از ضعفی نیست مورد مدح مطلق نتواند شد و از آن جہت کہ در خلافت خاصہ تمکین دین مرضی من کل وجہ مطلوبست و آن بغیر استخلاف افضل صورت نہ بندد چنانکہ حضرت مرتضی نزدیک استخلاف امام حسن فرمود

ان یرد اللہ بالناس خیرا فیجمعھم بعدی علی خیرھم ۔ رواہ الحاکم ۔

بخلاف خلافت عامہ کہ آنجا تمکین دین مرتضی من وجہ دون وجہ مطلوبست نہ آن من کل الوجوہ و انجہت کہ خلافت خاصہ تقیسیت بنبوت زیرا کہ در حدیث آمدہ خلافۃ علی منھاج النبوۃ و نیز آمدہ تکون نبوۃ و رحمۃ ثم خلافۃ و رحمۃ و جامع بودن ریاست عامہ است در دین و دنیا ظاہراً و باطناً

پس چنانکہ استنباط شخصی دلالت میکند بر افضلیت وی براست تا قبح از مستنبی جل ذکرہ مرتفع گردد ہمچنان استخلاف شخصی براست دلالت می نماید بر افضلیت وی براست و از جہت کرامات ختن شخص مفضول خیانت است عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من استعمل رجلا من عصابۃ وفی تلک العصابۃ من ہو ارضی للہ منہ فقد خان اللہ وخان رسولہ وخان المؤمنین وعن ابی بکر الصدیق قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ولی من امر المسلمین شیئا فامر علیہم احدا محاباۃ فعلیہ لعنۃ اللہ لا یقبل اللہ منہ صرفا ولا عدلا حتی یدخلہ جہنم اخرجہما الحاکم از ینجا بشنوانید نسبت کہ خلافت کبری چہ خواہد بود آری نزدیک تزاحم امور و اختلاط خیر و شر و عدم نظام ارعلی امور حضرت شیوخان براہ تخصص پیش گرفت و از جہت آنکہ در وقت مشاورت صحابہ بر ارعلی استخلاف افضلیت را نہادند لفظ احق بہذا الامر گفتند و جمعیکہ مناقشہ داشتند در استخلاف صدیق اکبر چون خطا رای خود برایشان ظاہر شد قائل شدند بافضلیت او و این مقتبس است بر آنکہ استخلاف بافضلیت صادق باشد و افضلیت خلفاء اربعہ ثابت است بترتیب خلافت بدلائل بسیار اینجا بر سہ مسلک اکتفا کنیم مسلک اول آنکہ استخلاف این بزرگواران بنص و اجماع ثابت شدہ و استخلاف کذا لازم است افضلیت را الی آخر تقریرہ انتہی بقدر الحاجۃ۔ اس عبارت کو بنظر غور و انصاف ملاحظہ فرمایئے کہ عقلا و نقلا افضلیت کے قائل ہیں اور جس حدیث کا ہم وعدہ کر آئے ہیں وہ بھی اسمیں مذکور ہے

اقول قول سابق کے جواب میں جو تقریر مطلب حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کی عبارت کی کر آیا ہوں بصراحتہ یہان جاری ہے افسوس کہ آپنے باوجود اس وضوح مرام اور ظہور مطلب کے عبارت کو نہ سمجھا اور مثل لا تقربوا الصلوۃ کے استدلال فرمایا پس مختصرا گذارش ہے متوجہ ہو کر سنیئے وہی مدعا یہان حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ جو خلافت نبوت کے مرتبہ کمال میں واقع ہے اور عالی رتبہ ہے اوسکے لیے افضلیت خلیفہ لازم ہے جس جگہ یہہ خلافت پائی جائیگی افضلیت بھی ضرور پائی جائیگی

[illegible]

اور جسجگہ افضلیت فوت ہوگی یہہ خلافت باعتبار اپنی اس مرتبہ کے فوت ہوجائیگی - دلیل اسکی خود شاہ صاحب کے اسی عبارتسی ظاہر ہی فرماتے ہین (نصب غیر افضل بحکم رخصت وارد شدہ بعزیمت و رخصت خالی از منقصتی نیست و مورد مدح مطلق نتواند شد) اس سے صاف ظاہر ہی کہ غیر افضل کی امامت و خلافت منعقد ہوجاتی ہے - لیکن مرتبہ عزیمت میں نہین پہنچتی مطلق مورد مدح نہین ہوتی تو افضلیت شرط کاملیت خلافت ہوی نہ شرط نفس خلافت - اور اسکے آگی فرماتے ہین - آری نزدیک تزاحم اور اختلاط خیر و شر عدم انحفاظ مراعات موجب شد ما ان را ترخص پیش گرفت انتہی - آپ نے اس عبارت کو نقل کیا - اور اس سے استدلال فرمایا اور ان جملونکو نہ دیکہا اور نہ انکی مطلب کو سمجہا - ای کاش کچہہ بہی فہم و انصاف سے کام لیتی اب ملاحظہ فرمائیے کہ آپکا استدلال ان عبارتونسے اور جو انکی مماثل ہین کیونکر صحیح ہوگا اور مدعا کیا کارآمد ہوگی **قولہ** حیرت ہی کہ حضرت شاہ صاحب تو اس شرط کے عقلاً و نقلاً قائل ہون اور انکی خلف رشید یعنی انکی خاتم المحدثین اس عقیدہ کو مخصوص بشیعہ فرماتے ہین اور کتاب اللہ سے اوسکی مخالفت بزعم خود ثابت کرین اور کتب احادیث وغیرہ تو خیر - کاش یہہ کتاب اپنے پدر بزرگوار کی ہی جسکا ذکر خود فرماتے ہین مطالعہ کرلیتے **اقول** اس افسوس کا مورد ہماری حضرت فاضل مجیب کے فہم شریف ہی ہے اور یہہ عبارات ازالۃ الخفاء وغیرہ کو دیکہکر اور بندہ کی گذارش سنکر ہر شخص سمجہہ سکتا ہی کہ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ جسکی عقلاً و نقلاً قائل ہین حضرت خاتم المحدثین رحمۃ اللہ علیہ اوسکی ہرگز منکر و مخالف نہین یہہ معارضہ محض فاضل مجیب کی خوش فہمی سے ناشی ہے حضرت خاتم المحدثین نے اسکی نسبت جو کچہہ تحریر فرمایا وہ نہ صرف بالکل صحیح ہے یہہ عقیدہ مخصوص شیعہ کے ساتہہ ہی اور مخالف عقل و نقل کے ہی نہ اسکو کتاب اللہ مساعد ہے اور نہ احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسکی موید ثم ارجع البصر کرتین **قولہ** حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے اس عقیدہ کو تا ... ... میں نہیں فرمائی - بلکہ ... ...

آپ نہین سمجہتے اور اوسکی فہم مطالب مین سراسر خطا کی راہ پر چلتی ہین افسوس آپ جیسا ذکی
الطبع مناظرہ دان جسنی تمام مسائل خلافیہ مین یہانتک تحقیقات کی ہو کہ مرتبہ حق الیقین کا
حاصل کر لیا ہو ایسی عبارت مین ایسی فاحش غلطی کہاوی فیا للعجب ولضیعۃ الادب آپنے اس عبارت
سے استدلال نہین فرمایا بلکہ اوسکو مسخ و تحریف کر ڈالا اب یہی مختصر گذارش ہے شاہ صاحب
رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ نبی کا واجب الاطاعت ہونا اور وحی کا اوسکی طرف نازل ہونا
اور آمر و ناہی و حاکم علی الاطلاق ہونا اور امام کا اوسکا تابع ہونا یہہ مجموعہ اوصاف جو خداوند
تعالی نے نبی مین ودیعت رکہی ہین اس امر کو مستلزم ہین کہ نبی امام سے افضل ہو اور
بدون افضلیت نبی کے امام سے یہہ امور متصور نہین اور یہہ تمام اوصاف ہر ایک نبی مین
پائی جاتے ہین اور امام مین مفقود ہین تو کوئی امام کسی نبی سے افضل نہین ہو سکتا ہے
آپنے اس سے استدلال اسطرح فرمایا کہ آمر و ناہی و حاکم علی الاطلاق ہونا افضلیت کا
سبب ہے اور یہہ امر یعنی آمر و ناہی و حاکم علی الاطلاق ہونا امام مین بہی پایا جاتا ہے تو وہ
بہی افضل ہوگا اس استدلال مین چند وجہ سے بحث وارد ہے اول یہہ کہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ
علیہ نے بصراحت ان امور کے امام مین نہ پائی جانے کو بیان فرمایا ہے آپنے اپنی استدلال
مین اوسکی خلاف اوسکو تحریف کیا اور یہہ کہا کہ امام مین آمر و ناہی و حاکم علی الاطلاق ہونا
پایا جاتا ہے اور باوجود اسکی اس مخالف دعوی کو کسی دلیل سے ثابت نہین فرمایا پس
شاہ صاحب کی عبارت سے یہہ کونسا استدلال ہے آپکو شاید یہہ خیال نہین رہا کہ اس تغییر سے
تمام دلیل ہی درہم و برہم ہو جاویگی اور اصل مدعا سے اوسکو کچہہ تعلق نہین رہیگا کیونکہ مدعا
یہہ تہا کہ کوئی امام کسی نبی سے افضل نہین ہو سکتا اور جب وہ اوصاف مخصوصہ کہ جن
پر بنی افضلیت کا امام پر دار مدار تہا امام مین بہی پائی جانے تسلیم کر لیے تو تمام دلیل و
مدعا کو مسخ کر دیا پس سنئے فی الحقیقت یہہ استدلال شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دلیل سے نہین
بلکہ اپنی مقدمہ مطویہ فی الذہن سے استدلال ہوا جسکا ثبوت نہ عقلاً ہو سکی اور نہ نقلاً

ثانیاً ہم کہتے ہین کہ سبب افضلیت مجموعہ صفات مذکورہ کا ہی نہ ہر واحد کیونکہ واجب الاطاعت ہونا علی العموم علت افضلیت نہین عمال وقضات بلکہ والدین واجب الاطاعت ہین اور افضلیت شرط نہین تو یہہ حضرت مجیب کی کمال مناظرہ دانی اور نہایت فہم و انصاف ہی - کہ اوس مجموعہ مین سی بعض اوصاف لیا اوسپر حکم مجموعی محمول فرمایا اور یہہ سمجہا کہ مجموعہ کا حکم اجزا کی حکم سے جداگانہ ہوتا ہی اسمین نزول وحی کو بہی شامل کیا ہوتا کہ امام کیواسطی ثابت ہی چنانچہ آپکی حضرت کلینی نے محدث کی معنی مین ایک قسم کے نزول وحی کو روایت کیا ہی اور جب نزول وحی اور آمر وناہی و حاکم علی الاطلاق ہونا ثابت ہوتا تو آپکا استدلال شاید صحیح ہوجاتا گو خصم کے نزدیک صحیح ہوتا یا نہین - ثالثاً سلمنا کہ آمر وناہی و حاکم علی الاطلاق ہونا مستلزم افضلیت ہی - لیکن ہم کب تسلیم کرتے ہین کہ امام آمر وناہی علی الاطلاق و حاکم علی الاطلاق ہی یہہ تو صرف حضرات شیعہ ہی سے خلاف عقل و نقل تسلیم فرمارکہا ہی پس اپنے مسلمات سی خصم کو الزام دینا ہماری مجیب لبیب کی کمال دانشمندی اور مناظرہ دانی ہے - ہم امام کو آمر وناہی و حاکم علی الاطلاق نہین کہتی بلکہ علی التقیید کہتی ہین کیونکہ وہ متبع قانون شرع ہی بخلاف نبی کے کہ اوسکی اوامر ونواہی خود تشریع ہین جو کچہہ وہ فرماوی وہ قطعاً حکم خداوند تعالے ہی اوسمین دوسرا احتمال نہین اور نہ کوئی دوسرا قانون اوسکیلیے ہے کہ جسکی مطابقت و عدم مطابقت سی اوسکی صحت و غلطی کو جانچا ہو لیکن وہ دوسرونکی اوامر ونواہی کیلیے میزان و قانون ہے - رابعاً اس جملہ کا مطلب ہماری سمجہہ مین نہین آیا معلوم نہین یہہ کیا چیستان و پہیلی ہی (اوسکے امام کا متبوع ہونا اوسکی مفضولیت کا موجب ہی) ہماری مجیب فرماوین تو سمجہیں کہ حضرت نے اس جملہ مین مطلب رکہا ہی یا نہین ہماری خیال مین تو یہہ آتا ہی کہ متبوع اسم مفعول کا صیغہ تہا تو خیال کیا ہوگا کہ اوسکیلیے مخالف صیغہ اسم فاعل کا (فاضل یا افضل) تو مناسب نہین اور باعتبار معنی کے صحیح نہوگا اوسکیلیے اگر صحیح ہوگا تو ہمجنس مفعول کے واسطے

مفعول کا ہی صیغہ ہوگا اسلیے مفضولیت کا اطلاق کر دیا سبحان اللہ ع برین علم و دانش
بباید گریست بہ بلکہ بباید بخندید۔ پہر اس فہم و لیاقت پر یہہ دعوی یہہ کچہہ بلندی کی شان مشہور ہی
اس پر بہی پڑتا پانی **قولہ** اب امید ہی کہ کوئی غبی بہی چہ جائیکہ ہماری مجیب سے ذکی
و ذی ہوش اس شرط کا انکار نکریگا کیونکہ ہمنے عقل و نقل کتاب و سنت حتی کہ اقوال شیخین
و صحابہ و عترت و علماء اہلسنت و والد ماجد آپکی خاتم المحدثین کے قول سے اس شرط کو بخوبی
ثابت کر دیا و الحمد للہ علی ذلک **اقول** جسقدر آپنے افضلیت بلکہ شرائط ثلثہ کی ثبوت میں
دلائل پیش فرمائی اور بزعم خود عقل و نقل کتاب و سنت و اقوال شیخین و صحابہ و عترت و علماء
اہلسنت سے ثابت کیا وہ فی الحقیقت نقش بر آب بلکہ لمعان سراب تہا بحول اللہ و قوتہ تعالی
ہماری معروضات سے جو اونکے متعلق جرح و قدح کے کیے گئی یک لخت تمامہ کرماد اشتدت بہ الریح
فی یوم عاصف ہبا منثور ہوگیا اور مثل تار و پود عنکبوت کی ہمنے اوسکو توڑ پہوڑ کر رکہہ دیا۔ اور
آفتاب نیمروز کی واضح کر دیا کہ یہہ استدلالات محض حضرت مجیب کی اور اونکی بزرگونکی خوش
فہمی سے ناشی ہین اب بعد اسکی یقین ہی کہ کوئی اجہل و اغبی بہی چہ جائیکہ ہماری فاضل
مجیب جیسی ذکی الطبع و ذی ہوش ان شرائط کو تسلیم نکریگا کیونکہ جو امر عقل و نقل کے خلاف
ہو اوسکو کوئی عاقل و دیندار تسلیم نہین کر سکتا و اللہ الموفق للرشاد **قال الفاضل المجیب**
قولہ۔ اور بیان کرنا چاہیے کہ مدار وجوب نص کا اس اصل پر ہی کہ لطف علی اللہ واجب ہی یا نہین
اگر ہی تو اسکا اثبات بہی ضروری ہی۔ اقول ہم آپکی علماء و صحابہ مقبولہ کی اقوال سے وجوب
نص ثابت کر چکے آپ اپنی علماء سے دریافت کیجیے کہ وجوب نص کا مدار اس اصل پر ہی یا کس اصل پر
یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی ہماری فاضل مجیب علماء و صحابہ کی اقوال سے جیسا
کچہہ وجوب نص ثابت فرما کر آئی وہ اہل علم و انصاف پر بخوبی واضح ہو چکا اب اس سے
صاف ظاہر ہی کہ یہہ محض تعلل و دفع الوقتی بلکہ گریز ہی جب ان حضرات کو دار و گیر ابحاث کے
شکنجہ میں پہنسنے کا خوف ہوتا ہی تو اسیطرح راہ فرار ڈہونڈہتے ہین علاوہ ازین

یہہ کیا ضرور ہی کہ جو چیز وجوب نص کے لیئے آپکی نزدیک اصل مدار ہووہ ہی ہماری نزدیک
ہی ہو - ہماری نزدیک سری ہی وجوب علی اللہ ہی غلط اور لغو ہی لیکن آپکی نزدیک بہہ
بروی آپکی عقل کے خداوند تعالے عما یقولون علوا کبیرا کی ذات پاک پر لطف چونکہ
اور وجوب علی اللہ ثابت ہی اور وجوب نص کا مدار یہی آپکی یہہ ہے - لیکن چونکہ
وجوب نص کے دلائل ہی مین بہت غلطان و پیچان ہوے اور بہزار وقت وہ بہی
منہ ساط دلائل نقل کیے تو اب اگر اس اصل کے دلائل کو چہیڑا جاتا تو دلائل کا سلسلہ بہت پہنچی تو
تو معلوم سلین بحکم المبنی علی الفاسد فاسد - جسقدر دلائل ثبوت وجوب نص مین ذکر فرمائی
ہتی وہ بہی لغو اور لاحاصل ہو جاتے اس دو مینی پر آفرین ہی **قولہ** اگرچہ اسیقدر جواب
کافی تہا اور جو عبارت کہ ازالۃ الخفا کی نقل ہوئی ہین اونمین اس وجوب کا مدار ہی اسیقدر
لکہا ہی مگر ہم حضرت مجیب کے ارشاد کی تعمیل کرتے ہین اور مدار ہی اس وجوب کا عرض کرتے
ہین چونکہ امامت کے لیئے عصمت ضروری ہی چنانچہ ثبوت اسکا گذر چکا اور عصمت
سوائی اللہ جل شانہ کے کوئی نہین جانتا اسلیئے ضرور ہی کہ امام منصوص من اللہ والرسول
ہو - عبارات ازالۃ الخفا سے پہی یہہ بات ثابت ہی گو شاہ صاحب نے لفظ عصمت صریح نہین لکہا
اور وہ بپاس ملاحظت خلفاء ثلثہ یہہ لفظ کیونکر لکہہ سکتی تہی - **اقول** کتب عقاید
شروح تجرید و شرح باب حادی عشر المسمی بالنافع یوم المحشر کے دیکہنی سے معلوم ہوتا ہی کہ اصل
امامت کا مدار اس اصل پر ہی کہ لطف علی اللہ واجب ہی اور اسکی یہہ شرائط ہیں خواہ بلا واسطہ
خواہ بالواسطہ اوسی اصل کیطرف راجع ہونگی - لیکن وجوب لطف کا نام کیونکر لین اسلیئے
نہ اوسکی صداقت کا اقرار کرتے ہین اور نہ اوس سے انکار ہی فرماتے مین اگر اقرار کرین
تو اوسکا ثبوت کہان سے لاوین اور انکار کرین تو یہہ ڈر ہی کہ کل کو خصم دست بگریبان ہوگا
اسلیئے آپنے وجوب نص کا مدار وجوب عصمت کو ٹہرایا اور اصل سوال (کہ وجوب نص کا مدار
اس اصل پر کہ لطف علی اللہ واجب ہی یا نہین) کی جواب مین لا و نعم کچہہ نفرمایا یہہ مناظرہ مین

وارد کیا خصم سے بحث کے ہتکہنڈے نہین تو کیا ہین۔ لیکن آپکا خصم بجوج کب بھا چھوڑتی والا ہی
اور جب وجوب لطف کو ٹہیرا رہنے دیا اگر وجوب عصمت پر ہی کچھ ناز ہی تو ہمنے اوسکی دلائل
پر بھی مختصر اور کچھ جرح و قدح کی ہی جواب جاینگی اور حضرت شاہ صاحب رح نے اگر عصمت کو
نہین لکھا تو بپاس خلافت خلفا نہین بلکہ بپاس کتاب سنت نہین لکھا کہ خلاف کتاب
و سنت کیونکر لکھہ سکتے تہی **قوله** اور لطف علی اللہ کا جو ذکر کیا ہی اور اوسکا ثبوت
چاہا ہی اگرچہ یہہ اصل بھی اپنی محل پر ثابت کی گیی ہی مگر چونکہ یہہ بحث الٰہیات سے
متعلق ہی لہذا اوسکی ثبوت کی چندان ضرورت نہین **اقول** جناب میر صاحب
یون تو آپکا جو دل چاہی فرمایین نہ آپکو ثبوت الٰہیات کی ضرورت نہ ثبوت انکے حرف ایک
امامت ہی کافی ہی لیکن پہلے آپ اپنی خصم کے گذارش سنیے اوسکی بعد فرمایئے کہ آپکو
وجوب لطف کے ثبوت کی ضرورت ہی یا نہین وہ یہہ گذارش خدمت والا کرتا ہی کہ وجوب
عصمت نص وغیرہ بلکہ تمام مبحث امامت کے لیے وجوب لطف علی اللہ اصل ہی یا نہین
اگر ہی اور فی الواقع آپکی نزدیک اوسکی اصالت مسلم ہی تو یہہ اصل فاسد ہی کیونکہ مستلزم
محال کو ہی تو وہ فرع جو اس اصل پر متفرع ہوگی وہ بھی فاسد و باطل ہوگی تو گویا آپکی خصم نے
اس صورت مین آپکے مسئلہ امامت کو معہ اوسکی لواحق کے سیدار بحث ہی مین باطل کرنا چاہا
اور خیال کیا کہ ابطال دلائل مین زیادہ تجشم استدلالات کی ضرورت نہین ہی اسپر جناب والا کا
یہہ فرمانا کہ چونکہ یہہ بحث الٰہیات سے متعلق ہی لہذا اسکی ثبوت کی چندان ضرورت نہین
آپ ہی انصاف سے فرما دین کہ بدیہی آداب مناظرہ کے صحیح ہی یا غلط ہی اور آپکو
بحث امامت ہی مین اوسکی ثبوت و اثبات کی ضرورت ہی یا نہین۔ علاوہ ازین اس
بحث کے الٰہیات سے متعلق ہونے سے اگر یہہ غرض ہی کہ اسکا امامت سے کچھ تعلق نہین
تو غلط ہی چنانچہ ابھی واضح ہو چکا ہی اور اگر نفی علاقہ کی امامت سے مقصود نہین تو پہر یہہ
ارشاد فرمانا کہ اسکی ثبوت کی چندان ضرورت نہین میدان مناظرہ سے صریح گریز ہی۔ **بیت**

حرف مطلب کو میری سنکر بصد ناز کہا + ہم سمجھتے نہین بکتا ہی یہہ سودائی کیا + شاید
لفظ چیدان ہلیی پڑہا ہوگا کوئی حمایہ ضرورت تو ہی لیکن بمقابلہ کشمکش شکنجہ انظار کی کا نلم بکن
سمجہی گئی قال الفاضل المجیب قولہ- اور اختلاف نص کے صورت مین کسکو امام
سمجہا جائیگا- اقول- اسکا مطلب سمجہہ مین نہین آتا جبکہ نص کی شرط ہمنی ثابت
کردی اختلاف نص کے کیا معنی اگر نص مین اختلاف ہی تو نص ہی کہان ثابت ہوئی
یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی- حضرت میر صاحب واقعی اسکا مطلب
جناب کے فہم شریف مین نہ آیا ہوگا کیونکہ باوجود اینہمہ ادعاے تبحر آپکو اپنی مذہب کے
روایات و نصوص کی خبر نہین ہی لیجیے ہم ہی خدمت سامی مین گذارش کرتے ہین کہ حضرت
امام صادق رضی اللہ عنہ کی جو دو فرزند تہے ایک اسمعیل دوسرے حضرت موسی کاظم ان مین سے
آپکی فرزند کلان اسمعیل تہی جنکو آپ حسب تصریح صاحب تذکرۃ الائمہ سب سے زیادہ محبوب رکہتی
تہی اور بہت پیار کرتے تہے اور قدر و منزلت مین تمام اولاد سے زیادہ برگزیدہ و ممتاز سمجہتی
تہی دل حضرت نے امامت کو انکی نامزد فرمایا اور انکی لیے امامت کی نص فرمائی یہہ ہی وجہ
ہوئی کہ ایک جم غفیر اسمعیل کی امامت کا قائل ہوکر فرقہ اسمعیلیہ کے نام سے موسوم ہے
بعد اسکی حسب روایات حضرات شیعہ (دروغ بر گردن راوی) جب اسمعیل سے بعض افعال ذمیمہ و حرکات
قبیحہ کا ہوا تو حضرت امام صادق رضی اللہ عنہ نے امامت کو بنام امام موسی کاظم کے منصوص
فرمایا اور اپنی اصحاب کے جواب مین جو بابت اختلاف نص صادر ہوا بداء کا عذر فرمایا آپ کے
رئیس المتکلمین نے نقد المحصل مین ہنچہ پیشوایان دین سے نقل کیا ہی کہ حضرت امام صادق رضی اللہ
عنہ اسمعیل پسر خود را قائم مقام خویش فرمودہ بود پس امامتش نص نمودند چون امور ناشایستہ از وصدور
یافت امامت را بنام موسی کاظم قرار دادند و بجواب اصحاب عذر بداء آغاز نہادند- نقلا عن
ازالۃ الغین و اسکی تائید و تقویت کلینی کی روایت سے ہوتے ہے جسکو خاتم المتکلمین رحمۃ اللہ علیہ نے
ازالۃ الغین مین نقل کیا ہی- بداء للہ فی ابی محمد بعد ابی جعفر ما لم یکن یعرف لہ کما بدا لہ

کہ حضرت امام کو اگر حالات آئندہ کے بیان کرنے مین خوف تھا تو یہہ بھی احتمال ہے کہ شاید
بطور بداء کے بدل سدل ہو جاوے اور ہم جھوٹے ہون اور نہین بیان فرماتے ہین تو اسی وجہ سے نہین
بیان فرماتے تھے اور علاوہ اسکی تفسیر صافی کے مواضع متعلقہ سے بدلالت النص بدا ثابت ہے
اور نیز خاتم المحدثین علامہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تحفہ مین جو اسکی نسبت بہت روایات
نقل فرمائے ہین ان مین سے تبرکاً چند روایات نقل کرتا ہون - ومارواه البنا صاحب الکافی [۵۱]
فی کتاب النکاح فی باب اللواط فی تضاعیف حدیث رواه بالاسناد عن ابی جعفر و
هذا موضع الحاجة منه قال لهم لوط یا رسل ربی فما امرکم ربی قالوا امرنا ان ناخذهم
بالسحر قال فلی الیکم حاجة قالوا وما حاجتك قال تاخذوهم الساعة فانی اخاف ان
یبدو لربی فیهم وما رواه صاحب الکافی فی باب بداء خلق الانسان من کتاب
الحقیقة ان الله یقول للملکین الخلاقین اکتبا علیه قضائی وقدری ونافذ امری
واشترطا لی البداء فیما تکتبان اور تفسیر صافی مین ہے [۵۲] وعن الصادق انه سئل عن قول الله
تعالی ادخلوا الارض المقدسة التی کتب الله لکم قال کتبها لهم ثم محاها ثم کتبها
لابنائهم فدخلوها والله یمحو ما یشاء ویثبت وعنده ام الکتاب لیکن بقدر گذارش اور بھی
کہ اس بداء مذکورہ کو نسخ [illegible] آپ کے علماء مجتہدین نے اسطرح بیان فرمایا ہے
یقال بدا له اذا ظهر له رای یخالف للرای الاول و ظهر له من الامر ما لم یکن ظاهرا —

---

۵۱ اور روایت کی صاحب کافی نے کتاب نکاح کے [illegible] ابو جعفر [illegible] کہا [illegible] کیا ہی حکم ہی تمکو صاحب یہہ بھی فرشتہ کو لوط نے کہا [illegible] ہمکو حکم کیا ہی کہ ہم انکو وقت سحر کے پکڑین کہا [illegible] میں [illegible] روایت کی ہی [illegible] پروردگار کو [illegible] اللہ تعالی پیدا کرنے والی دو فرشتوں کو فرماتا ہی [illegible]

۵۲ [illegible] ادخلوا الارض المقدسة التی کتب الله لکم [illegible] والله یمحو ما یشاء ویثبت وعنده ام الکتاب ۲ —

اور بداءمین نادانستگی اور خلاف مصلحت ہوتی ہے بخلاف نسخ کے کہ نسخ مین بیان اتمام مدت ہوتا ہے
وبس غرضکہ بدا و نسخ ہر دو متغایر و متباین ہین انہین اتحاد نہین **قولہ** اسکو مفصل تحریر فرما کر سمجہائین
تاکہ جواب گذارش ہو **اقول** ہمنے مفصل گذارش کر کے بخوبی سمجہا دیا حسب عادت جواب عنایت
ہو - **قال الفاضل المجیب** قولہ - اور زمان فترت مین کیا حکم ہوگا - اقول
وہی جو زمان فترت نبوت مین ہوتا ہے **یقول العبد الفقیر الی مولاہ**
یہہ جواب محل بحث و تامل ہی کیونکہ فترۃ الرسل کے معنی حسب تصریح صاحب تفسیر صافی کے
فتور الارسال اور انقطاع الوحی کے ہین جس سی مراد وہ زمانہ ہی جسمین رسالت بند ہو جاوے
اور وحی منقطع ہو جاوے تو ہمارے فاضل نے جو فترۃ امامت کو فترۃ رسالت پر قیاس کیا وہ قیاس
قیاس مع الفارق اور غلط ہی کیونکہ شرائع سابقہ کے نسبت خداوند تعالی شانہ کیطرف سے
حفظ اور بقا کا وعدہ نہین تہا یہہ ہی وجہ ہوتی تہی کہ لوگ دین کو متغیر کر دیتے تہے
اور کتاب اللہ کو تحریف کر ڈالتے تہے بعد اوسکی جب کوئی نبی مبعوث ہوتا تہا تو اوسکی تجدید
کرتا تہا اور جو کچہہ اوسمین خرابیان ہوتی تہین رفع فرماتا تہا کوئی مستقل شریعت جداگانہ دیکر
بہیجا جاتا تہا جب ہمارے نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم الی کافۃ العرب والعجم مبعوث
ہوئی اور خداوند تعالی شانہ نے کتاب نازل فرما کر دین کی تکمیل فرمائی اور اوسکی حفظ و صیانت
کا وعدہ فرمایا اور تمام ادیان پر دین اسلام کی غلبہ کا مژدہ سنایا تو اس سے صاف معلوم
ہوتا ہی کہ اس شریعت مین تغیر واقع نہوگا اور اوسکی کتاب محرف نہوگی تو اگر ایسی شریعت مین
فترۃ امامت واقع ہی جسکا واقع ہونا کچہہ ضرر رسان نہین ہی تو اوسکو ایسی شرائع کی فترت رسالت پر قیاس
کرنا جو مندرس ہو چکی ہو اور نہ اوسکی کتاب باقی ہو اور نہ اوسکی احکام اپنی حال پر ثابت
رہی ہون سخت بدیہی غلطی ہے قطع نظر اس سے فترۃ کا واقع ہونا ہی خود وجوب
لطف کے خلاف ہی گویا اگر نبی مبعوث نفرماوی یا ائمہ منصوص نفرماوی تو معاذ اللہ
آپکی نزدیک خدا تعالی خود تارک واجب اور ملام ہوگا تعالی شانہ عما یصفون اور ظاہر ہی کہ

کہ قضیہ موجبہ مین وجود موضوع کی ضرورت ہی تو اگرچہ حضرات شیعہ خلاف کتاب اللہ وشواہد حسیہ محض ایک خبر واحد کی وجہ سے جو خود ہی جناب امیر سے روایت کرتے ہین لا یخلوا الارض من قائم للہ بحجۃ اما ظاہر مشہور واما خائف مغمور زمان فترت کو منکر ہین لیکن ہماری فاضل محب نے انصاف فرمایا زمان فترت کو قبول فرمایا مگر قیاس مین غلطی کہائی سو خیر ہم اسکو بھی غنیمت سمجھتے ہین۔ قال الفاضل المجیب۔ قولہ اور بعد تحقیق امامت نزع و خلع جائز ہے یا نہیں اقول۔ اس سوال سے ہی تعجب ہی جبکہ ہم ثابت کر چکی کہ امامت کا کام ہی امام بنانا نہین ہے بلکہ منصوص من اللہ و من الرسول ہونا چاہیے تو بعد تحقیق امامت نزع خلع کے کیا معنی۔ یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی بے شک اس سوال سے جناب کو تعجب ہوگا لیکن شاید تعجب اسوجہ سے ہوگا کہ اپنی خلیفہ دوم جناب امام حسن رضی اللہ عنہ کا قصہ مصالحت محفوظ خاطر اشراف ماثر نرہا ہوگا اور عنقریب بزعم خود منصوصیت امام ثابت کرائی ہین تو ایسی حالت مین اس سوال سے زیادہ استعجاب ہوگا لیکن جناب اوسی قصہ مصالحت کو دیکھین اور مصالحت نامہ کو تاریخ کی کتابون مین پڑہین تو پھر یہ استعجاب جو سوال سے ناشی ہوا ہی رفع ہوجائیگا اگرچہ دوسری حیرت لاحق حال ہوجائیگی اول مصالحت نامہ کی نقل کرتا ہون یعنی میرزا غیاث الدین شیرازی نے جنکا تشیع انکی تاریخ سے ثابت ہی اپنی تاریخ مسمی حبیب السیر مین جلد دوم صفحہ ۱۴ و ۱۵ پر مصالحت نامہ بایں الفاظ لکہا ہی بسم اللہ الرحمن الرحیم ھذا ما صالح علیہ الحسن بن علی بن ابیطالب ومعویہ بن ابی سفیان صالحہ علے ان یسلم الیہ ولایۃ امر المسلمین علے ان یعمل فیہم بکتاب اللہ تعالی وسنۃ رسولہ وسیرۃ الخلفاء الصالحین ولیس لمعویۃ

سلہ اللہ کی زمین امام سے خالی نہین ہوتی یا ظاہر مشہور ہوتا ہی اور یا ڈرا ہوا چھپا ہوا۔۱۲ سلہ بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ وہ ہی جسپر حسن بیٹے علی بن ابیطالب نے معویہ بیٹے ابو سفیان سے صلح کی یعنی اسپر مصالحت کہ مسلمانون کی امر کی ولایت اسکو سپرد کر دی اسپر کہ وہ عمل کرینگے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ اور سیرت خلفاء صالحین پر عمل کرینگے اور اسپر کہ معویہ۔۱۲

بن ابی سفیان ان یعهد الی احد من بعده عهدا بل یکون الامر من بعده [1]
شوری بین المسلمین وعلی ان الناس آمنون حیث کانوا من ارض الله فی شامهم
وعراقهم وحجازهم ویمنهم وعلی ان اصحاب علی وشیعته آمنون علی انفسهم
واموالهم ونسائهم واولادهم وعلی معویة بن ابی سفیان بذلک عهد الله
ومیثاقه وما اخذ الله علی احد من خلقه بالوفاء بما اعطی الله من نفسه و
وعلی ان لا یبغی للحسن بن علی بن ابی طالب ولا لاخیه الحسین ولا لاحد من
اهل بیت رسول الله صلی الله علیه وسلم غائلة سرا ولا جهرا ولا یخیف احدا منهم
فی الآفاق شهد علیه بذلک وکفی بالله شهیدا فلان وفلان والسلام اس
صلح نامہ کی کلمات کو غور سے ملاحظہ فرمائیے کہ حضرت امام نے امیر معویہ کو کیا امر
تسلیم فرمائی وہ تولیت اور ولایت امر مسلمین ہے جو عبارت امامت ہی یا کوئی اور چیز ہے
اگر ولایت امر مسلمین کے سپرد فرمائی ہے تو پھر آپ ہی فرمائیے کہ امامت کو اپنی بابت
کیا یا نہیں کیا اب فرمائیے آپکی وہ نص کہاں گئی جسکو آپ ثابت فرما کرائی تھی۔ اور
علاوہ اسکی دو جملے یعنی ان یعمل فیهم بکتاب الله وسنة رسوله وسیرة الخلفاء الصالحین
اور بل یکون الامر من بعده شوری بیت اللہ میں مذہب شیعہ پر کیسی کچھ خرابی واقع کرتے ہیں
میں اور جڑ تشیع کی نکالتے ہیں چونکہ مقصود اختصار ہے اسلیے اشارہ کیے دیتے ہیں اہل فہم

---

[1] ابن ابی سفیان کو حق نہیں ہے کہ اپنے بعد کسی کو [illegible] عہد سپرد کرے بلکہ اسکے بعد مسلمانوں میں بطور شوریٰ کے ہوگا
اور یہ کہ لوگ امن سے رہیں جس جگہ خدا کی زمین سے شام میں اور عراق میں اور حجاز میں اور یمن میں امن سے رہینگے اور یہ کہ
علی کے اصحاب اور انکے شیعہ اپنی جانوں اور مالوں اور عورتوں اور اولاد پر امن سے ہونگے [illegible] اور اسپر معاویہ
بن ابی سفیان پر خدا کا عہد اور میثاق ہے [illegible] عہد [illegible] کسی سے لیا ہے اپنی مخلوق
وفا کرنے اور اس عہد پر [illegible] کی طرف سے جو عہد کے ساتھ کیا ہے اور یہ کہ حسن بن علی بن ابی طالب [illegible]
اور [illegible] کسی [illegible] پوشیدہ [illegible] کوئی فریب ہوگا نہ پوشیدہ اور نہ ظاہر اور نہ کوئی ان میں سے کسی کو
ڈرائیگا اسپر فلاں فلاں گواہ ہوئے اور اللہ گواہ کافی ہے ۔ والسلام

دونکا سمجھہ لیتین - ہان بیان اسقدر باقی رہگیا کہ حضرت امام نے خلافت و امامت حضرت
امیر معویہ کو تسلیم تو فرما دی - لیکن بیعت بہی فرمائی یا نہین فرمائی سو اسکو ہم جیسب ایسی ہی
مین دیکھتی ہین - اوس سی معلوم ہوتا ہے کہ امام نے بیعت بہی فرمائی ہکذا عبارتہ
چون امام ہمام اہل اسلام بقبضۂ اقتدار اعاظم شام درآمد روزی عمرو بن العاص معویہ را
گفت کہ حسن را بگو کہ خطبہ خواند و مردمان از استعفای خویش و خلافت تو آگاہ گرداند و حیا ن
نمود کہ حسن رضی اللہ عنہ از ادای خطبہ عاجز خواہد آمد و خلایق را معلوم خواہد شد کہ او را
قابلیت این امر نبودہ معویہ نخست از قبول این سخن ابا نمودہ بالآخر بنابر الحاح عمرو آن
امر را از امام حسن التماس نمود آنحضرت ملتمس ورا مبذول داشتہ در مجمعی کہ جمہور اعیان عراق
و شام حاضر بودند بر منبر صعود فرمودہ فرمود کہ ایہا الناس بہترین مرکب تقوی ست
و بدترین حمق فجور ست و بدرستی کہ اگر شما طلب نمائید از جابلقا و جابلسا مردی را کہ جد او محمد
باشد نیابید کسی غیر از من و برادرم حسین بدانید کہ خدای تعالی شما را ہدایت داد بجد من و نجات بخشید
از غوایت و شما را عزیز گردانید بعد از مذلت و بسیار ساخت بعد از قلت و بدرستیکہ معویہ
با من نزاع کرد در امری کہ حق من بود پس من برای قطع فتنہ و صلاح امت این مہم را
بوی باز گذاشتم و ترک محاربہ گفتہ ریختن خون اہل شام روا نداشتم و ہر آئینہ شما ملامت
کنید مرا کہ این امر را بغیر اہل آن دادم و این حق را در غیر موضعش نہادم اما قصد من صلاح
امت بود و ان ادری لعلہ فتنۃ لکم و متاع الی حین - چون سخن بدینجا رسید معویہ
بی طاقت شدہ گفت بس است ای ابو محمد فرود آی و بر دانیکہ در کشف الغمہ مرقوم گشتہ
در آنخطبہ اینکہ مسطور است کہ [ك] قد بایعت و رایت ان حقن الدماء خیر من سفکہا و لم
ارد بذلک الا صلاحکم و بقاکم و ان ادری لعلہ فتنۃ لکم و متاع الی حین

[ك] تحقیق مینی اس سی بیعت کر لی ہی اور میری رائی مین یہ آیا کہ خونکا بند کرنا اونکی بہانی سی بہتر ہی اور مین ارادہ اس سے
بجز تمہاری خیر خواہی کی اور بقا کی اور کچھہ نہین ہی اور مین نہین جانتا یہ شاید تمہاری بہی فتنہ اور ایک وقت تک نفع لوٹنا ہو - ۱۲

وازین عبارت چنان مستفاد میشود کہ امام حسن با معویہ بیعت نمودہ واز کتب اہل سنت نیز ہمین معنی فہم میشود اما باتفاق علماء امامیہ امام حسن علیہ السلام دست بیعت بمعاویہ نداد والعلم عند اللہ الملہم الرشاد۔ اس عبارت سے صاف ظاہر ہی کہ جناب امام حسن نے امیر معویہ کے ساتھہ بیعت ہی فرمائی اور جب کشف الغمہ کی روایت مین بیعت کا واقع ہونا بنص صریح موجود ہی اور امام قدس بالیقین فرماتے ہین تو پھر یہہ کہنا کہ علماء امامیہ کا اتفاق ہی جناب امام نے امیر معویہ سے ہاتھہ پر بیعت نہین کی سراسر پوچ اور لغو ہی **قولہ** یہہ بعینہ ایسا سوال ہی کہ کوئی کہی کہ بعد تحقق نبوت نزع و خلع جائز ہی یا نہین جو جواب اسکا حضرت مجیب دین وہی ہماری طرف سے قبول فرماوین **اقول** یہہ بعینہ ایسا سوال جب ہو کہ جب کسی نبی نے خلعت نبوت کسی کافر و فاسق کو بخشا ہو اور کسی کافر کے ہاتھہ پر بیعت کی ہو اور اسکا ربقہ اطاعت اپنی گردن مین ڈالا ہو اور اگر ایسا نہین ہوا تو یہہ سوال ہی بعینہ ایسا سوال نہین ہو سکتا لیکن اگر ہماری مجیب لبیب کے نزدیک کسی نبی سے بھی ایسا واقع ہوا ہو جیسا کہ انکی امام ثانی ذی شرف سے ہوا تو اسکی جواب دہ وہی ہین نہ ہم بخلاف الحن فیہ کے کہ اول حضرات شیعہ کی حضرت خلیفہ اول نے زمانہ خلافت خلفا ثلثہ رض مین خلع کیا اور ہر سہ خلفا رضی اللہ عنہم کے ہاتھہ پر بیعت فرمائی اور یہہ بیعت کرنا کسیطرح ہو علی الظاہر جسپر دار و مدار جملہ امور ہی اپنی ہی امامت کا خلع اور دوسرونکی امامت کی تسلیم ہی اگرچہ یہہ خلع قبل از وقوع بیعت اہل حل و عقد ہوا لیکن آپکی نزدیک بیعت کی وقوع اور عدم وقوع کو انعقاد خلافت مین کچھہ دخل نہین ہی بعد ازانکی حضرت امام ثانی رض نے بیعت اہل حل و عقد کے بعد اور باعتبار ظاہر استقرار خلافت کی بعد امیر معویہ کے ساتھہ اس طور مصالحت کی کہ ولایت امور خلائق کے جو خدا اور رسول سے آپکو مفوض و مخصوص تھی اپنی سے جدا کی اور امیر معویہ رضی اللہ عنہ کو تسلیم فرمائی اور خدا تعالے کو اسپر گواہ کیا اور اسکی ہاتھہ پر بیعت کر لی پس جب ائمہ مین نزع

اور خلع کا وجود پایا جاتا ہی اور انبیا رمین کہین نہین پایا گیا تو پہر اس قسم کے جواب
دینا اپنی لیاقت اور مادہ قابلیت کو ظاہر کرنا ہے اور دارو گیر ابحاث سے جان
چہوڑانا جیسا کہ اس بحث مین جو کچہہ جواب بعد اختتام شرائط ارشاد ہوئی ہین سب کی
کیفیت ایسی ہی کہ ہر شخص سمجہہ سکتا ہی کہ ہمارے فاضل مجیب کو ان جوابات مین [illegible]
فراخ تنگ نظر آرہا ہی اور رہائی مد نظر ہے [illegible] مناص **قال الفاضل
المجیب** قولہ اور در صورت تخطیہ احد [illegible] جواب [illegible] سمجہا جائیگا اور کس کو
خطا پر۔ اقول۔ یہہ سوال ہی حیرت انگیز ہی جبکہ عصمت ثابت ہو جاے [illegible] زیادہ اشخاص
معصوم ثابت ہون انکو آپسمین تخطیہ کی کیا معنی عصمت و خطا بینی چہ ہرگز آپسمین تخطیہ
ممکن نہین **اقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی** لاریب آپکا یہہ سوال
حیرت انگیز معلوم ہوتا ہوگا کیونکہ اول [illegible] خلاف عقل نقل ائمہ کی عصمت تسلیم کرکے
بعد ازان آپکو اوس تخطیہ کی جو ہوئی ہو ایک [illegible] کی نسبت فرمایا تو یہہ
کتب معتبرہ مین موجود ہی پس آپکو یہہ سوال حیرت انگیز نہ معلوم ہو تو تعجب ہی جبکہ آپکو ابہی تہہ
ادعای تبحر وقوع تخطیہ کے اطلاع نہین ہے تو [illegible] بحث کرنے مین کیا [illegible]
کشف الغمہ وغیرہ امامیہ نے نقل کیا ہی کہ جب اوس مصالحت کی خبر جو فیما بین حضرت امام حسن
رضی اللہ عنہ اور امیر معویہ رضی اللہ عنہ واقع ہوئی تہی امام حسین رضی اللہ عنہ کو پہونچی
آپ نے یہہ خبر وحشت اثر سنکر یہہ کلمہ اپنی زبان مبارک سے نکالا اور فرمایا لو جز انفی لکان احب الی مما فعلہ اخی
اب عاقل اس عبارت کے مضمون مین تامل فرماوے اور سوچے کہ یہہ عبارت کس درجہ شناعت وقباحت فعل امام حسن رضی اللہ
عنہ پر دلالت کرتی ہی لفظ جز انف کے معنی خواہ حقیقی لیے جائین یا مجازی ہر طور اس پر
دلالت کرتی ہین کہ امام حسن رضی اللہ عنہ کا یہہ فعل جناب امام حسین رضی اللہ عنہ کے نزدیک
اس درجہ قبیح و شنیع تہا کہ جز انف کو اوس سے زیادہ بہتر اور پسندیدہ سمجہتے ہین اور امام حسن
رضی اللہ عنہ اوس ہی فعل کو صلاح سے تعبیر فرماوین تو ظاہر ہی کہ امام حسن رضی اللہ عنہ کا

اوسکو قبیح سمجھنا امام حسن رضی اللہ عنہ کا تخطیہ صریح ہی پس ہم پوچھتے ہین کہ عصمت اور خطا
یعنی چہ۔ علاوہ ازین اوائل رسالہ ہذا مین گذر چکا ہی کہ ایک دفعہ امام حسین رضی اللہ عنہ بیت المال
کی عسل سے ایک ضیف کے لیے بقدر ایک رطل کے عسل لے لیا تہا اوسپر جناب امیر رضی اللہ عنہ نے بہقدر
غیظ و غضب فرمایا کہ مارنے کا قصد کیا اور عذر استحقاق بیت المال کا پذیرا نفرمایا بلکہ تصرف
قبل القسمت کو ناجایز فرمایا اور حضرت امام نے جسقدر عسل بیت المال سے لیا تہا فے الفور
جناب امیر رضی اللہ عنہ نے قسم اول بازار سے خرید کر کے اوسیقدر اوسمین داخل فرمایا اور ظاہر ہی کہ یہہ
تخطیہ ہی پس اب فرمایئے کہ عصمت اور خطا یعنی چہ۔ لیجیے آپ امکان تخطیہ کے بہی منکر
تہے ہمنے آپکو اوسکا وقوع ثابت کر دیا۔ اور نیز شروع اس رسالہ مین ہم حضرت فاطمہ رضی اللہ
عنہا کا جناب امیر رضی اللہ عنہ کی نسبت تخطیہ کرنا اور کلمات مستہجن مثل جنین پردہ
نشین بحجم شدہ الخ فرمانا بیان کر آئی ہین آپکو یاد ہوگا اب مجیبکو نظر آتا ہی کہ آپ جتنا احادیث
مین محصور ہوکر بجا دامن قصہ حضرت موسی و ہارون علیہما السلام کو سمجھینگے اور الزاما اوسکو
پیش فرماینگے لیکن اتنا خیال رہے کہ اول اوسکا تخطیہ ہونا باطل ہی علاوہ اسکا ایسی خطا ہونا
جس سے انبیا معصوم ہین غیر مسلم ہے اور بفرض محال اگر انبیا مین تخطیہ واقع ہوا ہی تو چونکہ
انبیاء باتفاق فریقین معصوم ہین اور اونکی عصمت دلائل قطعیہ سے ثابت ہی تو ایسی اونکی
تاویل ضرور ہوگی بخلاف ائمہ کی کہ نہ اونکی عصمت مسلم الفریقین اوسپر کوئی دلیل مثبت قائم ہی
تو اوسکو انبیاء کی تخطیہ پر قیاس کرنا کیونکر صحیح ہوگا **قولہ** مگر ہم حسب مذاق حضرت
مجیب عرض کرتے ہین کہ بفرض محال اگر یہہ امر ثابت ہی ہو تو اسی طرح سمجھا جائیگا جسطرح
انبیاء ایک دوسری کا تخطیہ فرماتے ہین جو جواب حضرت مجیب وہان دینگے وہی یہان بہی
تصور فرمادین۔ **اقول** ہماری فاضل مجیب کو فرض محال کے تکلیف اوٹہانے کی کچھہ
ضرورت نہین ہمنے آپکی ہی روایات سے وقوع تخطیہ ثابت کر دیا اب فرمائین کہ انبیا مین
کونسا تخطیہ واقع ہوا ہے جو اس تخطیہ کے برابر ہو جسکو مشترک الجواب تصور فرما رکہا ہی

علاوہ ازین اسکا دارومدار ثبوت عصمت ائمہ پر ہی اور اسکو ہم سابق مین باطل کر آئی ہین تو یہہ محض بناء فاسد علی الفاسد ہوگی۔ قطع نظر اس سے اگر اسکو تامل سے دیکھا جاوے تو یہہ مشترک الالزام بہی نہین ہو سکتا کیونکہ جو تخطیہ ائمہ مین واقع ہوا ہی وہ اسطرح ہی کہ امام بالفعل نے امام بالقوہ کا تخطیہ فرمایا ہی اور اگر یہہ ہی صورت تخطیہ کے ابنیا مین فرض کیجاوی تو چونکہ عصمت ابنیا قبل البعثہ علی الخصوص صغائر سے مختلف فیہ مین اہل سنت سے ہر اسیی کہا جاسکتا ہی کہ نبی بالفعل کا تخطیہ کرنا نبی بالقوہ کی نسبت صحیح ہے۔ اور جب آپکی حکم کے بموجب ہمنے اس جواب کو آپکی طرف سے ائمہ مین ہی تصور فرمایا تو یہہ ثابت ہوا کہ جو تخطیہ ائمہ مین واقع ہوگا اوسمین امام بالفعل صواب پر ہوگا اور امام بالقوہ خطا پر تو غسل کے قصہ مین جناب امیر رضی اللہ عنہ صواب پہ ہے اور معاملہ صلح مین جناب امام حسن رضی اللہ عنہ صواب پر ہی یہی بطلان عصمت کو بیان تو خود تسلیم فرمالیا **قال الفاضل المجیب** ۔ قولہ اور نیز عصمت کا تحقق جمیع عمر مین ہی یا بعض مین — اقول۔ مذہب اہل حق یہہ ہی کہ زمہد تا لحد عصمت متحقق ہی **یقول العبد الفقیر اصلحہ مولاہ** چونکہ عصمت کی نسبت سابق مین بہت کچہہ بحث ہو چکی ہی جو کافی ہی اسلیی اوسکی اعادہ کی ضرورت نہین ہان قدر اسقدر گذارش ہی کہ قطع نظر اس سے کہ ابتدا از غایتہ از مہد صحیح ہی یا نہین کیونکہ شاید آپکو معلوم نہین ہے کہ اسمین بہی باہم اختلاف ہی اسلیی اسکو مذہب اہل حق فرماتے ہین۔ بحث اثبات عصمت مین جسقدر دلائل ذکر فرمائی ہین اونمین سے کوئی دلیل بہی عصمت از مہد پر دلالت نہین کرتی کاش اثبات کے وقت بہی یہہ ہی دعوی ملحوظ خاطر سامی ہوتا **قال الفاضل المجیب** قولہ جب جناب مخاطب اپنی شرائط کو دلائل کے ساتہہ بیان فرمائینگے تو اوسپر رد و قدح اوسطرح ہوگی — اقول۔ ہمنے آپکے ہی کتب سے یہہ شرائط مدلل بیان کردیی اگر آپ رد و قدح ہی علماء کی کلام وصحابہ کی اقوال پر کر سکتی ہین تو بسم اللہ کیجیی ہمارا ہر طرح فائدہ ہی۔ **یقول العبد الفقیر اصلحہ مولاہ** سبحان اللہ یہہ ہمارے فاضل مجیب کے

فہم و دانش اور مناظرہ دانی ہے کہ اپنی استدلالات کی ابطال کو کلام علما و اقوال صحابہ پر رد و قدح سمجھتے ہیں۔ کیونکہ حضرت اگر آپنے کتاب اللہ یا سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا ارشادات ائمہؒ یا اقوال صحابہ یا تحقیقات علما سے غلط استدلال کیا اور اپنی فاسد مدعا پر استشہاد کے طور پر غلطاً پیش کیا اور آپکے خصم نے آپکو آپکی غلطی پر متنبہ کیا اور آپکو جتلایا کہ آپکا استدلال ان دلائل سے غلط ہی اور انکو آپکے ثبوت مدعا سے کچھہ مساس نہین اور اوسنے دلائل سے ثابت کردیا تو کیا اس صورت مین آپ یہہ ہی فرماوینگے کہ آپکے خصم نے کتاب اللہ وسنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعترت پر رد و قدح کے اور آپ اسی دہمکی سے ڈرا کر اپنی استدلالات کی ابطال و رد و قدح سے باز رکہینگے۔ قطع نظر اس سے کہ ایسی غلط اور واہی باتین آپکی لیے ثبوت نفضل و کمال مین مضر و قادح مین آپکے خصم کو ہرگز رد و قدح سے باز رکہنے والے نہین اور نہ آپکا خصم ایسا بزدل ہی با نونیہ کان رکہ۔ پس آپکا آمین کہنے سے کچھہ فائدہ نہین بلکہ نقصان ہے۔ چنانچہ جب ہماری رد و قدح سے آپکو روز سیاہ نظر آئیگا تو معلوم ہوگا کہ آپکے کہنے کے ضرر رسان ہے۔ **قال الفاضل المجیب** - قولہ - سرست جنابنے دعوی کیا کہ یہہ مدعا بدلائل عقلیہ و نقلیہ ثابت ہے اور دلیل دینی کو نہین فرمائی تو دعوی بلادلیل کے واسطے تو لانسلم ہی جواب ہے بلکہ لانسلم کے بھی حاجت نہین کیونکہ دعوی بلادلیل خود ہی غیر مقبول ہے ان مدلل جواب کے واسطے آئندہ اپنی دلائل کے ساتھہ منتظر رہین۔ **اقول** - اگرچہ اسکی جواب مین بھی کچھہ گذارش ہوتا اور اسیقدر شروع مین عرض کیا گیا ہے مگر چونکہ کوئی مطلب کی بات نہین اسلیے صرف اسیقدر گذارش ہے کہ ہمنے آپکی ارشاد کی تعمیل کردی اب ہم حسب وعدہ منتظر ہین۔ **یقول العبد الفقیر** اے مولاہ ہم بھی اسجگہ صرف اسیقدر گذارش کافی سمجھتے ہین کہ ہمنے اپنا وعدہ وفا کیا اور آپکی استدلالات کا مدلل جواب آپکی دلائل کے ساتھہ گذارش کرکے آپکا انتظار رفع کردیا اب ہم حسب وعدہ انصاف کے منتظر ہین۔ **قال الفاضل المجیب** - قولہ - معہذا مجملاً مختصراً اسقدر گذارش ہے کہ جن شروط کی نسبت

دعوی فرمایا ہی کہ دلائل عقلیہ ونقلیہ سی ثابت ہین اونکی مکذب خود کلام امیر المومنین علی
رضی اللہ عنہ ہی جسکو شریف رضی نے نہج البلاغۃ مین ذکر کیا ہی وانما الشوری
للمهاجرین والانصار فان اجتمعوا علی رجل وسموہ اماما کان ذلک للہ رضی
ملخصاً بقدر الحاجۃ۔ اقول الحمد للہ کہ شرائط ثلثہ اون دلائل عقلیہ ونقلیہ سی
جو آپکی ہی علمانی اپنی کتب معتبرہ دینیہ مین لکھی ہین ثابت کی گیی **یقول العبد**
الفقیر الی مولاہ بحول اللہ وقوتہ شرائط ثلثہ کی ثبوت کو اون دلائل عقلیہ
ونقلیہ سی جو ہماری علمانی اپنی کتب معتبرہ دینیہ مین لکھی ہین بالکل زیر وزبر کا ہبا منثورا
کر آئی ہین اوس سی بخوبی یہہ بات ثابت ہوئی ہی کہ شرائط خلاف عقل ونقل تسلیم
کر رکھی ہین نہ اونکی عقل ساعد ہی اور نہ نقل موید ہے **قولہ** آپنے جو یہہ تقلید اپنی
خاتم المحدثین کے کہ وہ حضرت اپنی خوش فہمی سے اس قول جناب امیر المومنین علیہ السلام
کو مکذب ان شرائط کا سمجھتی ہین یہہ قول نقل کیا ہی اسکا ہی جواب سنیئی **اقول**
شاید ہماری مجیب لبیب کچھہ ملہم یا محدث ہونے کی ہی مدعی ہین۔ اگرچہ خاتم المحدثین
رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید ہمارا فخر ہی لیکن معلوم نہین اسجگہ ہماری مجیب کس دلیل سی
تقلید سمجھی آپکی عادت ہوگیی ہے کہ ہرگاہ کسینی کوئی دلیل پیش کی خیال کرلیا کہ تحفہ
سی نقل کی ہوگی گو آپکی کتابین بدقت میسر آئی ہین لیکن خداوند تعالی کی فضل سے بعض
کتابین اس عاجز کو میسر آگئی ہین منجملہ اونکی نہج البلاغۃ اور اوسکی شروح ہین پس
ہمنی جو کچھہ عرض کیا تہا تحفہ سی نقل نہین کیا تہا بلکہ نہج البلاغۃ سی ملخصاً عرض کیا تہا باقی رہا خوش
فہمی سو اس بحث مین انشاء اللہ تعالی بخوبی واضح ہوجائیگی کہ آپکی اون اکابر کی
خوش فہمی ہے جنہون نے اس کلام کو دلیل الزامی قرار دیا ہے یا خاتم المحدثین
کی خوش فہمی ہے کہ اونہون نے اسکو دلیل تحقیقی ٹھہرایا ہے **قولہ**
اول ہم اس روایت کو جسکی تلخیص آپنے فرمائی ہی تحفہ سے نقل کرتے ہین آپکی خاتم المحدثین

تحفہ مین یہہ تحریر فرماتے ہین - منہا ما اوردہ الرضی فی نہج البلاغۃ عن امیر المومنین
فی کتاب کتبہ الی معاویۃ وھو اما بعد فان بیعتی یا معاویۃ لزمتک
وانت بالشام فانہ بایعنی القوم الذین بایعوا ابابکر وعمر وعثمان علی
ما بایعوھم علیہ فلم یکن للشاھد ان یختار ولا للغائب ان یرد وانما
الشوری للمہاجرین والانصار فان اجتمعوا علی رجل وسموہ اماما کان ذلک للہ
رضی فان خرج منہم خارج بطعن او بدعۃ ردوہ الی ما خرج منہ فان ابی قاتلوہ علی
اتباعہ غیر سبیل المومنین وولاہ اللہ ما تولی واصلاہ جہنم وساءت مصیرا - انتہی
اب اسکا جواب سنیئے یہہ امر بخوبی ثابت ہی کہ جناب امیر علیہ السلام نے خلیفہ اول کے بیعت
بفور انعقاد خلافت نہین کی بلکہ اوسکی برہم کرنے کی تدبیرین فرماتے رہی چنانچہ ازالۃ الخفا
کی عبارت جو قصد احراق بیت جناب سیدہ علیہا السلام مین نقل ہوئی ہی اسپر شاہد ہی
اور بعد مین جو بیعت فرمائی وہ بھی بخوشی نہین کی چنانچہ بروایت بخاری بلکہ صحیحین تا ششماہ
وحیات جناب سیدہ بیعت نہین کی اور اس روایت مین یہہ الفاظ ہین وکان لعلی
من الناس وجہ حیاۃ فاطمۃ فلما توفیت استنکر علی وجوہ الناس فالتمس
مصالحۃ ابی بکر و مبایعتہ پس اگر اس خط سی جو جناب امیرؑ نے معاویہ کیطرف تحریر فرمایا ہی
خلیفہ اول کی صحت خلافت ثابت ہو اور جناب امیر علیہ السلام اسکی معتقد ہون تو لازم آتی
کہ معاذ اللہ جناب امیر علیہ السلام خلیفہ برحق وامام مطلق سے تا ششماہ منحرف رہی
ہون اور ایسی برحق خلیفہ کے خلافت وامامت برہم کرنے کی ایسی مشورہ کرتے رہی ہون
حالانکہ کتاب اللہ مین یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا أَطِیعُوا اللّٰهَ وَأَطِیعُوا الرَّسُولَ وَأُولِی الْأَمْرِ
مِنْکُمْ وحدیث رسول اللہ مین مَنْ مَاتَ ولم یعرف امام زمانہ مات میتۃ جاہلیۃ
موجود ہی او جناب امیر علیہ السلام کے شان اس سی ارفع ہی بلکہ اصل بات یہہ ہی کہ یہہ
خطبہ بطور الزام معاویہ کو تحریر فرمایا ہے - چونکہ معویہ خلفاء سابق کو برحق خلیفہ جانتا تھا

اور اونکا ہی حاکم کردہ تہا اسلیے جناب امیر نے اوسپر حجت ختم فرمائی چنانچہ اس خطبہ کے
یہہ الفاظ انہ بایعنے القوم الذین بایعوا ابا بکر و عمر و عثمان علے ما بایعوہم اسپر صاف
دلالت کرتے ہین اگر یہہ نہ تحقیقی ہوتا تو اسکے لکہنے کی کیا ضرورت تہی اور خصوصاً وہ
فقرہ جو آپکے خاتم المحدثین اپنی تحریر میں سے اصل سمجہتے ہین یعنی لزمنک وانت بالشام
الزامی تحریر پر دال ہے کیونکہ یہہ دابِ تحریر نہین ہے کہ اپنی مسلمات کو بیان کرکے
خصم پر کوئی بات لازم کرین - **اقول** ہمنے نمبر ۶ اجمالی طور پر جناب امیر کا
یہ الزامیہ جو بنام امیر شام تحریر فرمایا مخصماً بجزا نہ تکذیب خلفاء ثلثہ کے ہی اور فی الحقیقت
شیعوں اصول و فروع مذہب تشیع کی غرض سے گذارش خدمت کیا تہا بجواب اوسکے جناب نے
اوسکے تحقیقی ہونے سے تو انکار کیا اور الزامی ہونا اوسکا تسلیم فرمایا گویا اسکو تسلیم کرلیا
کہ اگر یہہ کلام جناب امیر رضی اللہ عنہ سے بطور تحقیق کے صادر ہوئی ہو تو شبہ خلافت ثلثہ بلکہ
تمام اصول و فروع مذہب شیعہ کے باطل اور برباد ہوجاتے بالبدیہ ہمارا منشور اسکی
تمام الزام نکاہ یہہ ہے فیصلہ ہوگا - اب ہمپر لازم ہے کہ وہ خطبہ کہ الزامی ہونیکا
البطلان انہر من الشمس ہین ہم نقل کرکے دکہلا دین اور ثابت کردین کہ یہہ خطبہ الزامی
طور پر تحریر نہین ہوا بلکہ واقعی تحقیقی طور پر جناب نے تحریر فرمایا ہے - پس واضح ہو کہ جب ہم اول
خطبہ کے جملونین اور اونکے مضامین مین غور و تامل کی نظر سے دیکہتے ہین تو تمام خطبہ مین اول
سے آخر تک کوئی حرف ایسا نہین پاتے ہین جو اوسکے الزامی ہونے پر دلالت کرتا ہو اسلیے
مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اول تمام خطبہ کی نقل شرح ابن میثم بحرانی سے کیجاوے اور بعد اوسکے اوسکے
جملونسے ثابت کیا جاوے کہ یہہ الزام نہین بلکہ تحقیق ہے اوس خطبہ کی شرح مین جسکا
شروع یہہ ہے - ومن کلام له علیه السلام وقد اشار الیه اصحابه بالاستعداد لحرب
اهل الشام بعد ارساله الی معویة جریر بن عبد الله - شارح ابن میثم تحریر فرماتا ہے

۱؎ یہہ آپکے اوس کلام میں سے ہے جبکہ آپکے اصحاب نے اہل شام کی لڑائی کی تیاری کیواسطے مشورہ دیا جریر بن عبد اللہ کو معویہ کیطرف بہیجنے کے بعد

ثم کتب معها[له] اما بعد فان بیعتی بالمدینه لزمتک وانت بالشام لانه بایعنی القوم
الذین بایعوا ابا بکر وعمر وعثمان علی ما بایعوهم علیه فلم یکن للشاهد ان یختار
ولا للغائب ان یرد وانما الشوری للمهاجرین والانصار فاذا اجتمعوا علی رجل وسموه
اماماً کان ذلک لله رضی فان خرج من امرهم خارج بطعن او رغبة ردوه الی ما خرج
منه فان ابی قاتلوه علی اتباعه غیر سبیل المؤمنین وولاه الله ما تولی ویصلیه
جهنم وساءت مصیرا وان طلحة والزبیر بایعانی ثم نقضا بیعتی فکان نقضهما کردهما
فجاهدتهما علی ذلک حتی جاء الحق وظهر امر الله وهم کارهون فادخل فیما دخل
فیه المسلمون فان احب الامور الی فیک العافیة الا ان تتعرض للبلاء فان تعرضت
قاتلتک واستعنت بالله علیک وقد اکثرت فی قتلة عثمان فادخل فیما دخل فیه الناس
ثم حاکم القوم الی احملک وایاهم علی کتاب الله فاما تلک التی تریدها فخدعة
الصبی عن اللبن ولعمری لئن نظرت بعقلک دون هواک لتجدنی ابرأ قریش من دم
عثمان - واعلم انک من الطلقاء الذین لا تحل لهم الخلافة ولا تعرض فیهم الشوری
وقد ارسلت جریر بن عبد الله وهو من اهل الایمان والهجرة فبایع ولا قوة الا بالله

[له] پهر اسکی ساتهه لکهکر بهیجا بعد حمد و صلواة کے - میری بیعت مدینه مین تجهپر لازم هوگئی باوجودیکه تو شام مین هی کیونکه مجهسے ان لوگون نے بیعت کی هے جنهون نے ابوبکر و عمر و عثمان سے بیعت کی تهی تو اب حاضر کو کچهه اختیار نهی اور نه غائب رد کرسکتا هی شوری صرف مهاجرین و انصار کا هی جب وه کسی شخص پر مجتمع هو جاوین اور امام بنالین وه الله کے نزدیک پسندیده هی پهر اگر کوئی نکلنے والا ان مین طعن یا ان سے اعراض کی نکلے اسکو ادهر پهیر لاوین جهان سے نکلا هی پس اگر وه انکار کرے تو اس سے لڑین اسلیے که سوا مومنین کے رسته کے دوسرا پیروی کرنے پر لگا هے اور الله اسکو متوجه کریگا جدهر وه پهرا هے اور داخل کریگا اسکو دوزخ مین اور وه بهت بری جگه هی - اور طلحه و زبیر نے مجهسے بیعت کی پهر بیعت توڑ دی تو یه انکا بیعت توڑنا مثل انکے رد کی هوا تو مین نے اسپر ان دونون سے جهاد کیا یہانتک که آ پہنچا سچا وعده اور غالب هوا الله کا حکم اور وه ناخوش رہے تو تو بهی داخل هو جا جسمین مسلمان داخل هوئے هین کیونکه مجهکو زیاده پسند یه هے تجهمین عافیت هو مگر یه که تو بلاؤ کی طرف آپ هو پس اگر تو بلا کی درپے هوگا تو مین تجهسے لڑونگا اور تجهپر خدا سے اعانت چاهونگا - اور تو نے عثمان کے قاتلون مین بهت گفتگو کی هے تو جسمین لوگ داخل هوئے هین تو بهی داخل هو - پهر قوم سے میری طرف محاکمه کر مین تجهکو اور انکو کتاب الله پر ٹهراونگا اور یه جو تو چاهتا هے تو ویسی هی که دوده سے فریب دینا هے اور میری زندگانی کی قسم اگر تو اپنی عقل سے بدون خواهش نفسانی کے نظر کریگا تو مجهکو قریش مین عثمان کے خون سے سب سے زیاده بری پاویگا اور جان تو که تو طلقاء مین سے هی جنکے لیے نه خلافت کا زیور حاصل هوسکتا هے اور نه انکو کچهه مشوره کی سمت تعرض هے اور مین نے تیری طرف جریر بن عبدالله کو بهیجا هے وه اهل ایمان اور هجرت سے هی پهر بیعت کر لے [illegible] الا بالله - ۱۲

عاقل منصف اول اس تمام خط کی عبارت کو اجمالی نظر سے دیکھے کوئی جملہ یا کوئی حرف وغیرہ
اس خط کے الزامی ہونے پر دلالت کرتا ہے ہرگز نہین تو اس سے صاف ثابت ہوا کہ یہہ خط
الزامی نہین اور وجہ اسکی یہہ ہے کہ خبر فی الحقیقت حکایت ہوتے ہے اور اوسکا محکی عنہ یا تو
حال واقع ہوتا ہے یا اعتقاد متکلم بلکہ اعتقاد متکلم کا محکی عنہ ہوتا ہے اسی وجہ سے معتبر ہے کہ متکلم
اپنے اعتقاد کو مطابق واقع کے سمجھتا ہے یہہ ہی وجہ ہے کہ صدق وکذب کا مدار جمہور کے
نزدیک تطابق وعدم تطابق واقع پر ہے پس جب کوئی متکلم کسی خبر کے ساتھہ تکلم کریگا تو سامع بمجرد استماع
خبر کے یہہ سمجھیگا کہ متکلم نے حال واقع یا اپنے اعتقاد کی حکایت کی اور اسقدر سمجھنے
مین کسی قرینہ حالیہ یا مقالیہ کا محتاج نہوگا اور ظاہر ہے کہ تبادر الی الفہم دلیل حقیقت کی ہے
لفظ موضوع کے اطلاق کے بعد جو معنی کہ بلا احتیاج قرینہ متبادر الی الفہم ہونگے اوسکو حقیقی
سمجھا جائیگا اور جو معنی کہ کسی قرینہ سے سمجھے جاوینگے اور محتاج سمجھنے مین قرینہ کی طرف
ہونگے اوسکو حقیقت نہین کہا جائیگا بلکہ اوسکو مجاز کہینگے تو اب اگر اس خط کے مضمون
کو حقیقی سمجھا جائیگا تو تمام عبارت اپنے معنی حقیقی پر محمول ہوگی اور بسبب تبادر الی الفہم
ہونے کے کسی قرینہ کی محتاج نہوگی اور سمجھا جائیگا کہ جناب امیر رضی اللہ عنہ حال واقع کی
حکایت فرما رہے ہین - اور اگر اسکو الزامی سمجھا جاوے اور تصور کیا جاوے کہ حضرت بطور
الزام کے حکایت حال اعتقاد مخاطب کے فرما رہے ہین تو یہہ عبارت اپنے معنی حقیقی پر محمول
نہوگی اور بسبب عدم تبادر الی الفہم کے محتاج قرینہ کی طرف ہوگی اگر کوئی قرینہ پایا جاویگا
تو اپنی حقیقت سے تجاوز ہو کر اس معنی پر محمول ہوگی ورنہ نہین - اب تفصیلی نظر سے اہل فہم
و انصاف ہر ایک جملہ کے مضمون کو بغور ملاحظہ فرمائین اور دیکھین کہ اس کلام مین کوئی
قرینہ پایا جاتا ہے جس سے اسکا الزامی ہونا سمجھا جاوے یا نہین اور واضح رہے کہ قرینہ خارجیہ جو
کلام کو معنی حقیقی پر محمول ہونے سے مانع ہو وہ ہوتا ہے جو عام طور پر متبادر الی الفہم ہو
اور ہر شخص اوس سے یہہ سمجھ سکے کہ یہہ کلام مصروف عن الظاہر ہے اور یا ظن فیہ من لا قرینہ

تحقیقی ہی اور جسکی نسبت اوسکا ہی وہ بلا دلیل ہی اور غیر مسلم اول جملہ لانہ بایعنی القوم الذین بایعوا ابا بکر و عمر و عثمان علے ما بایعوھم علیہ - تو ظاہر ہی کہ یہہ جملہ حال واقع کی حکایت ہی اور اپنی محکم عنہ کے مطابق ہی اور یہہ اخبار باعتبار واقع کے صحیح ہی کیونکہ جن لوگون نے خلفاء ثلثہ سے بیعت کی تھی اور اہل حل و عقد تھی اونہون ہی نے حضرت سے بھی بیعت کی - دوسرا جملہ فلم یکن للشاھد ان یختار ولا للغائب ان یرد اس جملہ مین کوئی قرینہ دلالت نہین کرتا کہ برخلاف واقع کے عرف مخاطب کے اعتقاد پر مدار کلام ہی اور یہی معنی فاذا اجتمعوا لیس للشاھد ان یختار الخ مین اور جب کوئی قرینہ موجود نہین تو یہہ جملہ اسی معنی خلاف متبادر ظاہر پر محمول ہوگا بلکہ اپنی معنی حقیقی پر جو متبادر الی الفہم ہین بعدم القرینہ ہوا ہی محمول ہوگا اور وہ یہہ کہ بیعت اہل حل و عقد کی صورت مین باعتبار واقع و نفس الامر کے نہ شاہد اختیار کر سکتا ہی نہ غائب منع کر سکتا ہی جب بیعت اہل عقد کی واقع ہوگئی تو پہر کسیکو چون و چرا کی گنجایش نہ رہی تیسرا جملہ وانما الشوری للمہاجرین والانصار ہی اس جملہ مین بھی کوئی قرینہ نہین جو اسکی الزامی ہونے پر دلالت کرے بلکہ اگر اس عبارت مین تامل کیا جاوی تو صراحۃً ثابت ہوتا ہی کہ اس سے مراد تحقیق ہے اور الزام نہین کیونکہ لفظ انما مفید حصر کو ہی جسکی معنی یہہ ہوئی کہ شوری فقط مہاجرین وانصار ہی مین منحصر ہی اور کسی دوسری کو اوسمین دخل نہین تو گویا ضمنًا اس جگہ یہہ ثابت کیا کہ مخاطب کو جو طلقا مین سے ہے شوری مین بھی کچھہ دخل نہین تو خلافت کا مستحق کیونکر ہو سکتا ہی اور اس حصر کے بموجب یہہ تقریر اوسی وقت صحیح ہو سکتی ہی جبکہ اسکو تحقیق پر محمول کیا جاوے اور اگر اسکو الزام پر حمل کیا جاوی تو باطل ہی کیونکہ امیر معویہ اس امر کے قائل نہین کہ شوری منحصر مہاجرین وانصار مین ہی - بلکہ اونکی نزدیک شوری مین تمام مسلمین کو دخل ہے - چنانچہ اس خط کی جواب مین جو خط امیر شام نے جناب امیر کی خدمت مین بھیجا ہی اوس سے ظاہر ہی اور اوس خط کو ہم آئندہ نقل کرینگے - اس جگہ کچھہ بے موقع

نہیں ہی اگر ہم اپنی دعوی کے ثبوت مین شاہ ابن تیمیہ کے عبارت جو اس جملہ کی شرح
مین لکھی ہے نقل کرین اہل انصاف و فہم اوس عبارت سے بخوبی سمجھہ لینگی کہ یہہ عبارت
بالیقین تحقیقی ہے نہ الزامی وهذا عبارته وحصر الشورى والاجماع في المهاجرين
والانصار لانهم اهل الحل والعقد من امة محمد وان اتفقت كلمتهم على حكم من الاحكام
كاجماعهم على بيعة ونصبته اماما كان ذلك اجماعا حقا انتهى بقدر الحاجة
بس جملہ فان اجتمعوا على رجل وسموه اماما كان ذلك لله رضى مین بھی کوئی
قرینہ نہیں جس سے سمجھا جاوے کہ مراد فی الواقع نہیں بلکہ عند المخاطب ہے اور صارف عن الحقیقة ہو
تو اس عبارت کا خلاف واقع اور کذب پر محمول کرنا بلا قرینہ کیونکر جائز سمجھا جائیگا کیونکہ
بلا ضرورت تفسیر الیہ جائز نہیں تو بس یہہ عبارت محمول اپنی معنی حقیقی پر ہوگی اور حاصل
معنی یہہ ہوگا کہ اگر لوگ یعنی اہل حل و عقد مجتمع ہو کر کسی شخص کو امام بناوین تو وہ شخص
فی الواقع عند اللہ امام ہو جائیگا اور اوسکی بیعت خدا تعالی کے نزدیک پسندیدہ ہوگی
پانچوان جملہ فان خرج منهم خارج بطعن او بدعة ردوه الى ما خرج منه ہے
اس جملہ مین بھی کوئی حرف نہیں جو صارف عن الحقیقة ہو اور الزامی ہونے پر دلالت کرے
تو اپنی معنی حقیقی پر محمول ہوگا اور بمطابق واقع نفس الامر کے متصور ہوگا چھٹا جملہ
فان ابى قاتلوه على اتباعه غير سبيل المؤمنين وولاه الله ما تولى واصلاه جهنم و
ساءت مصيرا ہے۔ اس عبارت مین بھی کوئی لفظ نہیں جو اسکے الزامی ہونے پر دلالت کرے
بلکہ یہہ عبارت بصراحت اس امر پر دال ہے کہ مراد تحقیق ہے نہ الزام کیونکہ یہہ عبارت بطور اقتباس کے
کلام اللہ سے ارشاد ہوئی ہے اور اس آیت شریفہ کی طرف مشیر ہے جو سورہ نساء مین آئی ہے
ومن يشاقق الرسول من بعد ما تبين له الهدى ويتبع غير سبيل المؤمنين نوله ما تولى
ونصله جهنم وساءت مصيرا - اور اس آیت سے استدلال فرماکر امیر معاویہ کو
متنبہ کیا کہ یہہ استدلال گویا نص قرآنی کے ساتھہ استدلال ہے اور اسمین گنجائش تاویل نہ

نہین ہو کیونکہ جس سبیل کا مبنی علاوہ اجماع کے نص قطعی پر ہو اوسمین شک وشبہ کو دخل
نہین ہوسکتا اور خفا نرہی کہ اتباع غیر سبیل کے مذمت حق تعالے شانہ نے بطور الزام
نہین فرمائی بلکہ بسبیل تحقیق فرمائی ہے اور اس آیت شریفہ سی کسیکو الزام نہین دیا بلکہ
واقع اور نفس الامر کے اعتبار سے فرمایا ہی پس جناب امیر نے اوسی آیت شریفہ کو اوسی قسم کے
اپنی مدعا کی ثبوت مین پیش فرمایا تو کیونکر ممکن ہی کہ اوسکو الزام پر محمول کیا جا کیونکہ اگر
اسکو الزام پر محمول کیا جاوی تو یہہ ثابت ہوگا کہ جناب امیر اس آیت شریفہ کے مضمون کے
منکر تھی حالانکہ یہہ بالبداہتہ غلط ہی - پس اس جملہ سی مثل بدیہی اولی کے واضح ہوگیا کہ یہہ تمام
نامہ تحقیق واقع پر مبنی ہی اور حضرت علماء شیعہ کی خوش فہمی ہے کہ اس کلام کو الزام پر محمول
کرکے اوسکی معنوی تحریف فرماتے مین اور نکرین تو کیا کرین صریح دیکھتے مین کہ مذہب
تشیع کی بیخ وبنیاد اکھڑی جاتی ہی اسلیے ہاتھہ پانو مارتے ہین تو اس تمام عبارت مین
باوجود اسقدر بسط وتطویل کے با اینہمہ عقل وفراست ودانش وکیاست ایک حرف بھی
ایسا تحریر نفرمایا جو اس کلام کے الزامی ہونے پر دلالت کرتا حالانکہ بدون قرینہ کے
ہرگز الزام پر حمل نہین کیجا سکتی بلکہ جسقدر بسط کیا اور جسقدر جملے بڑہائی اونسی اس امر کا ثبوت
قوی ہوتا گیا کہ اس عبارت کی بنا تحقیق پر ہی الزام ہرگز ممکن نہین پس اگر اب بھی اوسکو
الزام ہی پر محمول کیا جاوی تو اس سی یہہ ثابت ہوگا کہ معاذ اللہ حضرت امیر کو عبارت
نویسی کا کچھہ بھی سلیقہ نہین تہا اور آپکو یہہ بھی خبر نہین تہی کہ کس مضمون کیلیے قرینہ کی حاجت
ہی اور کونسی معنی قرینہ سی مستغنی ہین علاوہ اسکی جو عبارت کہ اسکے بعد اس خط کی شارح نے بڑہائی
جسکو حضرت سنی صاحب نے ساقط کردی ہی جسکو ہم اوپر نقل کر آئی ہین وہ بھی دلالت کرتے ہی
کہ مقصود الزام نہین وہ جملے یہہ ہین - وان طلحۃ والزبیر بایعانی ثم نقضا بیعتی وکان
نقضہما کردتہما فجاھدتہما جب حقیت خلافت دلیل اجماعی نصی سی ثابت فرماچکی
اوسکی بعد فرماتے ہین کہ طلحہ اور زبیر نے بیعت خلافت جو دلائل حقہ سی ثابت تہی

توڑی اور یہہ نقض مثل سودتکے ہی کیونکہ گویا انکار بعض سے ہے ایسی بیعت سے جہاد کیا تو اس سے
معلوم ہوا کہ سابق مین جو کچھہ فرمایا تہا وہ تحقیق تہا الزام نہین تہا اوسکی بعد فرماتی ہین
وادخل فیما دخل فیه المسلمون فان احب الامور الی فیك العافیة
پہر مکرر امیر معویہ کو اتباع سبیل المومنین کی تاکید فرماتے ہین کہ جس امر مین مسلمان داخل ہوئی
تو بہی داخل ہو کیونکہ وہی حق ہی اور اسمین عافیت ہی اور مجکو پسند بہ وہی امر ہی کہ جسمین
عافیت ہو - اس سی صاف ظاہر ہے کہ جسکو مسلمان اختیار کرین وہ حق ہوگا اور اوسمین
عافیت دارین متصور ہوگی تو وہ امر جسکو کبار اہل اسلام نے اور اہل حل و عقد نے منعقد
کیا وہ کیونکر حق نہوگا - پس اس عبارت نے بالبداہت ثابت کردیا کہ تمام دربار سابق
تحقیق ہی الزامی نہین اسکے بعد آخر خط مین تحریر فرماتے ہین واعلم انك من الطلقاء
الذین لا تحل لهم الخلافة ولا تعرض لهم الشوری اس عبارت کی
بالکل واضح ہی کہ یہہ الزام نہین بلکہ تحقیق ہی کہ باعتبار واقع و نفس الامر کے خلافت و شوری
مین طلقاء کو کچھہ دخل نہین خلافت بہی سوائے طلقاء کے اور لوگو نمین ہی اور اہل شوری بہی
سوای طلقا کے دوسری آدمی ہین تو اس سی سمجہا گیا کہ شوری حق ہی پس اسکا منکر ہی شرائط کا
بطلان سمجہہ لیجیگا - اب اسکے بعد گذارش ہی کہ جو جواب اس خط کا امیر معویہ نے تحریر کیا
اور جو کچھہ اوسکا جواب الجواب جناب امیر نے تحریر فرمایا ہم اوسکو شرح سی نقل کرتے ہین
آپ اونکو ملاحظہ فرماوین اور دیکہین کہ وہ خط بدیہی طور پر ثابت کرہی ہین کہ ان تحریرات سے
مدار الزام پر نہین اور یہہ دلائل باب مجارات الخصم سی ہرگز نہین بلکہ بیان واقع و تحقیق نفس الامر
ہی[1] فاجابه معویة اما بعد فلعمری لو بایعك القوم الذین بایعوك وانت بری
من دم عثمان کنت کابی بکر وعمر وعثمان ولکنك اغریت بعثمان المہاجرین

[1] پس معاویہ نے اسکا جواب لکہا - اما بعد تجہسی جنہون نے بیعت کی ہی اگر وہ تجہسی بیعت کرتے اور عثمان کے خون سی بری ہوتے
تو تو بہی مثل ابوبکر و عمر و عثمان کے ہوتا لیکن تونے عثمان پر (مہاجرین کو) ابہارا اور انصار سی مدد کا ذکر جدا کردیا - ۱۲

لائق نہو اور مہمات خلافت کو سرانجام نکر سکی تو بیعت اہل حل و عقد سی وہ شخص خلیفہ
نہین ہو سکتا ہی تو جب اونکا یہہ مذہب ہی تو اوسکو یہہ الزام دینا کہ ہماری خلافت ثابت
ہی کیونکہ ہم سی اہل حل و عقد نے بیعت کی ہی اور جس سی اہل حل و عقد نے بیعت کے
وہ خلیفہ ہی بالکل پوچ اور لغو ہوگا اسلیے کہ معویہ رضی اللہ عنہ بیعت اہل حل و عقد کو
بدون وجود صلاحیت کے بالکل لغو او فضول سمجہتا ہی بلکہ اس پوچ الزام پر بسط
کلامی اور تطویل اور بہی زیادہ بیہودہ ہی چنانچہ اہل ذوق صحیح اسکو بخوبی سمجہہ سکتی ہین
اور صاحب تحفہ علیہ الرحمۃ نے اسکی طرف اشارہ فرمایا ہی اسکی بعد اس خط کا جو کچہہ جواب
جناب امیر نے تحریر فرمایا اور اوسکو آپکی حضرت رضی نے نہج البلاغۃ مین نقل کیا ہی
لیکن اپنی عادت شریفہ کے موافق حضرت رضی نے وسمین کمی و بیشی فرمائی اور سبب
اسکا آپ جانتی ہی ہین کہ حضرت رضی جناب امیر کے خطوط مین ایسا تصرف
کیون فرماتے ہین اور کسواسطی انکی تحریف کرتے ہین اسلیے ہم اصل خط شرح ابن میثم
سی نقل کرتے ہین اور بعد اسکی شارح نے جو کچہہ تحریف کی نسبت لکہا ہی نقل کرینگے
سلہ فکتب جوابہ من عبد اللہ علی امیر المومنین الی معویۃ بن صخر اما بعد فانہ
اتانی کتابک کتاب امرء لیس لہ بصر یہدیہ ولا قاید یرشدہ قد دعی الہوی
فاجابہ و قادہ الضلال فاتبعہ فہجر لاغطا و ضل خابطا ان قال زعمت انما افسد
علی بیعتک و کنت امرأ من المہاجرین اوردت کما اوردوا و اصدرت کما اصدروا

سلہ جناب امیر نے اوسکا جواب لکہا اللہ کے بندہ امیر المومنین علی کیطرف سی معویہ بن صخر کیطرف اما بعد میری
پاس ترا خط آیا اسکی شخص کا خط ہی کہ اوسکی بینائی نہی جو راہ دکہلاوی اور نہ کہینچنے والا قائد جو سیدہا رستہ چلاوے
خواہش بیہودہ نے اوسکو بلایا اوسنی اوسکی اجابت کی اور گمراہی نے اوسکو کہینچا تو اوسنی اوسکا اتباع کیا پس
بیہودہ بکواس کی اور خبط مین گمراہ ہوا یہانتک کہ فرمایا تو نے گمان کیا کہ تیری بیعت کو میری ساتہہ
بگاڑ دیا۔ مین بہی ایک شخص مہاجرین مین سی ہون وارد ہوا جس طرح وہ وارد ہوئے اور واپس
جس طرح سی ہو لوٹے ۱۲

وما كان الله ليجمعهم على ضلال ولا يضربهم بعمى واما ما شجر بين اهل الشام واهل البصرة وبينك وبين طلحة والزبير فلعمري ما الامر في ذلك الا واحد لانه بيعة واحدة لا يثنى فيها النظر ولا يستانف فيها الخيار الخارج منها طاعن والمروي فيها مداهن

اس خط سے جیسی کچھہ خرابی و مصیبت مذہب تشیع پر واقع ہوئی ہے بے پایان اور خارج از بیان ہے اور جو کچھہ فوائد و منافع اس سے حاصل ہوتے ہین اونکا حصر و احاطہ خارج از حیطہ امکان ہے لہذا بخوف اطناب حوالہ اذہان صافیہ اولو الابصار و البصائر کرکے صرف اس مبحث کی متعلق اسقدر بیان کرتے ہین کہ یہہ خط صریح دلیل ہے کہ جو کچھہ مضامین پہلی خط مین مرقوم تھی جنکی نسبت الزامی ہونیکا دعوی کیا گیا تھا وہ سب تحقیقی تھے اور الزامی ہونا اونکا بالکل باطل ہے پس واضح ہو کہ جناب امیر رض نے اپنی پہلی خط مین جسمین بحث واقع ہو رہی ہے جو کچھہ تحریر فرمایا تھا امیر معویہ نے اوسکی جواب مین اوسکی مضامین مین سے دو امر کی تردید کی اور ایک امر کو کنایۃً غیر مسلّم رکھا اور باقی امور کو تسلیم کیا جناب امیر نے دلیل اول یہہ تحریر فرمائی تھی کہ میری خلافت اہل حل و عقد کی بیعت سے کہ جنکی بیعت سے ابوبکر و عمر و عثمان رض کی بھی خلافت ثابت ہوئی تھی واقع ہوئی چونکہ اوس خلافت کی حقیت جو بیعت اہل حل و عقد سے واقع ہو عند اللہ و عند المومنین واقعی اور نفس الامری ہے اسلیے اوسمین نہ حاضر کو بدل سدل کا اختیار نہ غائب کو رد کی گنجایش اور اہل شوری صرف مہاجرین و انصار ہین جسکو وہ امام

ف اور اللہ نہ تھا اون کو گمراہی پر اکھٹا نہین کرے گا اور اونکو اندھے پن مین مبتلا نہین فرمایگا اور جو کچھہ تم نے اہل شام اور اہل بصرہ مین اور طلحہ و زبیر اور اپنے مین فرق کیا ہے ۔ پس میری زندگانی کی قسم اسمین صرف ایک حکم ہے کیونکہ ایک بیعت ہے نہ اسمین مکرر نظر ہو سکتی ہے نہ دوسری سرے سے اختیار ہو سکتا ہے اسمین سے نکلنے والا طعن کرنے والا ہے اور اس مین توقف کرنیوالا مداہن ہے ۱۲

بنائین اور جب سب وہ اکھٹی ہو جائین وہی خدا کی نزدیک بہی پسندیدہ ہوگا امیر معاویہ نے
اسکی جواب مین اس امر کو تو تسلیم کیا کہ بے شک آپ سی اہل حل وعقد نے بیعت کی ہی
اور وہ جو مہاجرین و انصار نے جنہون نے خلفاء ثلثہ سی بہی بیعت کی اونہون ہی نے
آپکو بہی خلیفہ بنایا گویا امیر معویہ نے قیاس کے صغری کو تسلیم کیا لیکن کبرے قیاس کو
نمانا اور اوسکی کلیت کو باطل کیا اور کہا کہ یہہ غلط ہی کہ جس شخص سے مہاجرین وانصار
بیعت کرلین وہ امام برحق ہی بلکہ اگر وہ شخص جس سی اہل حل وعقد بیعت کرین صلاحیت خلافت
نرکہتا ہو تو وہ بیعت اہل حل وعقد سی خلیفہ نہین ہو سکتا اور آپ خلافت کی صلاحیت نہین
رکہتی کیونکہ مہمات خلافت کا سرانجام نہین کرسکتی اور قوی سی ضعیف کا حق نہین دلا سکتی بلکہ
بلکہ امام برحق کے خون مین شریک ہوئی کہ اونکی مدد نہ کی یہانتک کہ بغاۃ نے اونکو شہید
کرڈالا پس اگر تم مین صلاحیت خلافت ہوتی اور جیسی صالح الخلافت ابوبکر و عمر و عثمان
تہی ایسی ہی تم بہی ہوتے تو بیعت اہل حل وعقد تمکو بہی مفید اور باعث انعقاد خلافت
ہوتی اور جب تم مثل خلفاء سابقین کے صالح الخلافت نہین تو تمکو بیعت اہل حل وعقد
کچہہ مفید نہین اور نہ اونکی بیعت سی تمہاری خلافت بسبب عدم صلاحیت کے منعقد
ہوسکتی ہی اگر تم مثل ابوبکر و عمر و عثمان کے ہوتی تو مین تمہاری ساتہہ ہرگز قتال نکرتا لیکن
جب تم جور پیشہ ہوگئی تو اب خلافت تم مین سی نکل گئی اسکی جواب مین جو کچہہ جناب امیر نے
تحریر فرمایا وہ قابل دیکہنی کے ہی حضرت شیعہ خصوصاً ہماری مجیب بسبب بغور ملاحظہ فرمائین
حاصل جواب یہہ ہی کہ تیری کتاب پہونچی ایسی شخص کی کتاب کہ اوسکی لیئے عقل ہادی نہ کوئی قائد
رہنما ہی ہوا کا مطیع ضلال کا متبع ہوکر بیہودہ گوئی کی اور خبط کے ساتہہ ہاتہہ پانو ماری جو
معاملہ شہادت عثمان مین ذکر کیا اور سقوط صلاحیت خلافت اور فساد بیعت کا سبب
سمجہا اور [illegible] کے وزن [illegible] کیا ہو [illegible] بے عقلی و ضلال [illegible]
گوئی اور خبط ہی [illegible]

مین بہی وارد ہوا - اور جیسی وہ صادر ہوئی مین بہی صادر ہوا اور خدا تعالے اونکو یعنی
مہاجرین کو گمراہی پر اکٹہا نہین کریگا - اور سبکو اندہی پن مین مبتلا نہین فرمائیگا - حاصل یہہ
کہ بموجب اعتراض کے اگر مین صالح للخلافت نہون اور بدون میری صلاحیت کی اہل حل
وعقد نے میرے ساتہہ بیعت خلافت کی ہو تو سب اہل حل وعقد وجوہ مہاجرین واعیان
انصار گمراہی پر ہون کہ غیر صالح للخلافت کو خلیفہ بنا دیا اور مہاجرین وانصار کا گمراہی
پر مجتمع ہونا محال ہی کیونکہ خدا تعالے ہرگز اونکو گمراہی پر مجتمع نہین فرمائیگا اور نہ اونکو حق کے
نابینا کریگا تو اس سے ثابت ہوا کہ جب وجوہ مہاجرین وانصار نے میری ساتہہ بیعت کی
تو مین صالح للخلافت ہون ورنہ لازم آوی کہ تمام مہاجرین وانصار گمراہی پر مجتمع ہون اور
یہہ محال ہی اور ثبوت اس استحالہ کا کتاب اللہ و حدیث رسول اللہ سے ہے اب
اوس خط کی عبارت مین بانضمام مطلب اس خط کی عاقل منصف تامل فرماوے اور سوچے کہ آیا
اوس سی مقصود قطع نظر قرینہ اور عدم قرینہ کے الزام ہے یا تحقیق - اس خط کی عبارت نے
مثل روز روشن کے روشن کر دیا کہ پہلے خط مین جسقدر مضمون شوری کے متعلق تہا وہ
سب تحقیقی تہا ہرگز الزامی نہین تہا کیونکہ اگر اوسکو الزامی تسلیم کیا جاوے گا تو یہہ
جواب بالکل لغو و مہمل ہو جاویگا - ایسی کہ جب امیر معویہ تو بیعت مہاجرین وانصار کو
بدون صلاحیت لغو سمجہتے ہین تو پہر اونہین مہاجرین وانصار کے بیعت سی الزاماً
اپنی صلاحیت استحقاق خلافت ثابت کرنا بالکل خلاف عقل ہوگا دوسرا معاملہ جناب امیر نے
طلحہ وزبیر کا تحریر فرمایا ہے کہ اونہون نے بیعت توڑی اوسپر مینے اونسی جہاد کیا سو اگر
تو بہی مخالفت کریگا تو تجسے بہی جہاد کرونگا - امیر معویہ نے اسکا جواب لکہا کہ میری
اور طلحہ وزبیر اور اہل شام اور اہل بصرہ کے معاملہ مین زمین و آسمان کا فرق ہے جیسی
آپکی حجت طلحہ و زبیر و اہل بصرہ پر قائم ہے مجپر قائم نہین ہو سکتی کیونکہ طلحہ و زبیر نے
آپکی بیعت کی تہی اور مینے آپ سی بیعت نہین کی اور اہل بصرہ نے آپکا ربقہ اطاعت

اپنی گردنوں میں ڈال لیا تھا اور اہل شام نے نہیں قبول کیا تو آپ کی بیعت و اطاعت
جنہوں نے قبول کیے اون ہی پر لازم ہے نہ کہ جنہوں نے نہ قبول کی ہی اور نہ ہمیر لازم ہو سکتی ہی
جناب امیرؑ نے اوسکی جواب مین یہہ مضمون لکہا اور قسم کہا کر فرمایا کہ اسمین کچہہ فرق نہین
حاضر و غائب سب برابر ہین کیونکہ ایک بیعت ہی نہ اسمین مکرر سوچکر کچہہ ہو سکتا ہی
اور نہ اسمیں توکچہہ اختیار رہ سکتا جو ایک دفعہ منعقد ہوگیی وہ ہوگیی اوسمین گنجائیش
چون و چرا کی کچہہ نہین ہی حاضر و غائب سب پر لازم ہوگیی جو شخص اوسمین سے خارج ہو
وہ گویا اوسمین طاعن ہی اور سکی ساتہہ جہاد کرنا واجب ہی کہ سبیل المومنین کا مخالف ہی
اور جو اوسمین متوقف ہو وہ مداہن ہی اور یہہ بہی ایک قسم کا نفاق ہی شارح فرماتا ہی[1]
قوله الخارج منها الخ قسمه من لم يدخل في بيعته الى قسمين لانه اما خارج عنها
وهو الطاعن في صحتها ويجب مجاهدته لمخالفته سبيل المومنين واما متوقف
في ذلك وحكمه انه مداهن وهو نوع من النفاق قال الله انصاف اہل حق کو بہی ملاحظہ فرماوین
کہ اہل حل و عقد کی بیعت کی ثبوت کہ جناب الزاما فرما رہی ہین یا تحقیقا اور قسم اوسکی الزام
ہونے پر کہا رہی ہین یا تحقیق ہونے پر اگر الزام ہے تو اوسنی کب اسکو تسلیم کیا تہا
اور اگر تحقیق ہی تو ہو المراد غرض جواب بجواب اخصام ہی مثل آفتاب نیمروز روشن ہوگیا
کہ پہلی خط مین حضرت نے جو کچہہ تحریر فرمایا ہے وہ الزامی طور پر نہین بلکہ تحقیقی طور پر ہی
اور جس امر کو کنایۃ غیر مسلم رکہا وہ یہہ تہا کہ حضرت نے شوری کو مہاجرین و انصار مین
منحصر فرمایا تہا اور فرمایا تہا طلقا کو اوسمین کچہہ دخل نہین تو اوسکی عدم تسلیم کیطرف کنایۃ

---

[1] قوله الخارج منها الخ جو لوگ آپکی بیعت مین داخل نہیں ہوئی انکو دو قسمو میں منقسم کیا کیونکہ یا تو وہ بیعت کے اوسمین بسی نکلنی والا تہا اور وہ اوسکی صحت میں طعن کرنے والا ہی وہ اس سے مومنین کے رستہ کی مخالفت کے سبب جہاد کرنا واجب ہی اور یا بیعت مین متوقف ہی اور اسکا حکم یہہ ہی کہ وہ مداہن ہے اور یہہ بہی نفاق کی ایک قسم ہے ۱۲۔

ایسا کیا اور کہا کہ اگر تم قاتلین عثمان رضؓ کو ہمارے حوالہ کردو تو خلافت شوریٰ بین المسلمین ہوگی
گویا عموماً اہل اسلام جسکو خلیفہ بنا دین وہی خلیفہ ہوجاویگا کچہہ تخصیص اہل حل وعقد کی نہین۔
اب اسکی بعد حسب وعدہ جناب امیر کے خطونکی تحریف کی بنسبت جو کچہہ الزام حضرت رضی
کیطرف شارح نے قائم کیا ہے اوسکو نقل کرتے ہین شارح اس جواب الجواب کی شرح
مین جسکا شروع یہہ ہی ومن کتاب لہ الی معویة اما بعد فقد اتتنی منک موعظة
موصلة لکہتے ہین فکتب جوابہ من عبد اللہ علی امیر المؤمنین الی معویة بن صخر
اما بعد فانہ اتانی کتابک کتاب امرء الی قولہ خابطا ثم یتصل بہ ان قال زعمت
انما افسد علی بیعتک ولست امرء من المہاجرین اوردت کما اوردوا واصدرت
کما اصدروا وما کان اللہ لیجمعہم علی ضلال ویضربہم بعمی واما ما میزت
بین اہل الشام واہل البصرة وبینک وبین طلحة والزبیر فلعمری ما الامر فی
ذلک الا واحد ثم یتصل بہ قولہ لانہا بیعة عامة الخ آخر مین شارح لکہتا ہی
ومما ینبہ[1] علی ہذا ان ہذا الفصل المذکور لیس من الکتاب الاول لان
الاول لم یکن فیہ ذکر موعظة حتی یذکرہا فی جوابہ غیر ان السید
اضافہ الی ہذا الکتاب کما ہو عادتہ فی عدم مراعات ذلک وامثالہ انتہی ۔
اب تو آپکو تحریف کا یقین ہوا کہ رضی صاحب نے اپنی طرف سے خطبہ مین عبارت جو اوسمین
نہین تہی اضافہ کردی اور واضح ہو کہ یہہ عبارت جو زعمت انما افسد سے شروع ہوکر بعض بہم
بعمی پر ختم ہوئی جو مخالف مذہب کے تہی یہہ بہی حذف فرمادی ہی تاکہ کسیکو موقع استدلال کا
ہاتہہ نہ آوے اسکی بعد جو دوسری کتاب نقل کی ہی جسکا شروع یہہ ہی

---

[1] اور جسپر اس موعظہ کے بس پر تنبیہ کرنا چاہیے یہہ ہے کہ یہہ فصل مذکور پہلے خط مین سے نہین کیونکہ پہلے
خط مین موعظت کی ذکر نہ تہا جب تک نہ اسکی جواب مین اوسکا ذکر ہوتا مگر یہہ کہ سید نے اس خط مین اضافہ کردیا۔
جیسا کہ انکی عادت ہی کہ ان جیسی امور کو بہت لحاظ نہین کرتے ۔ ۱۱ ۔

در بیان طعن حضرت رضی کی تحریف

ومن کتاب له الی معاویة فاراد قومنا قتل نبینا الخ اسکی شرح مین فرماتے ہین
ثم یتصل به قوله ولعمری الخ وهذا خبط عجیب من السید رح[1] مع وجود
کتبه فی کثیر من التواریخ اب آپ دیکھیے کہ شارح انکی نسبت کیسے وق ہو ہو کر کیا کیا
کچھہ فرما رہے ہین خیر یہہ ایک بطور جملہ معترضہ کی حضرت مخاطب کو جتلا دیا ہے یاد رہین
اور کچھہ اسی جگہ خاص نہین بلکہ یہہ قطعہ دیر بد بہت جگہ ہے اب پہر ہم اصل مقصود کیطرف
رجوع کرتے ہین اور گذارش کرتے ہین کہ جناب امیر کی کلام بلاغت نظام سے واضح
وعیان ہو گیا کہ خلفاء راشدین کی بیعت اجماع اہل حل و عقد سے منعقد ہوئی اور خداوند تعالے
کی رضوان کے نورانی اور پہر توروشنی ڈالا اور جس شخص نے اوس سے انحراف کیا بغاۃ مین معدود
ہو کر مستوجب جہاد ہوا بلکہ جہنم کا مستحق ہوا اب ذرا اتنی کہ جناب امیر خلفاء راشدین کی
خلافت کی وقت اگر ہمراہ مہاجرین و انصار کے تھی سب بیعت منعقد اہل حق کا ہے تو فہو المراد
اور اگر مہاجرین و انصار سے خارج تہی حاشا ثم حاشا فاذا تفید جو کچھہ لازم آتا ہے ظاہر
و باہر ہی آپکے بہی زبان اوسکی ادا کی طاقت کہتی ہے اگرچہ بعد اس وضوح و تبیان کے
حاجت نہین رہی کہ ہم اوس خط کا تحقیقی ہونا اور بہی ثابت کرین۔ لیکن تبرعاً حضرت مجیب کے
مزید اطمینان کے لیے تہوڑی سی اور بہی کد و کاوش کرتے ہین ذرا متوجہ ہو کر سنین علاوہ اوسکی
کہ جو کچھہ نہج البلاغۃ سے نقل کیا گیا اور جگہ بہی جہد اثبات بیعت مذکور ہین اسپر اول دلیل
ہین کہ حضرات ائمہ اہل حل و عقد کو تسلیم کرتے تہی اور امامت کو اجماع سے منعقد اعتقاد کرتے
تہی بلکہ ثبوت اجماع کے لیے اجتماع جمیع کا شرط نہین سمجھتی تہی اول ہم ازالۃ الغین سے
نقل کرتے ہین۔ ولعمری لئن کانت الامامة لا تنعقد حتی یحضرها عامة الناس
ما الی ذلک سبیل ولکن اهلها یحکمون علی من غاب عنها ثم لیس للشاهد ان یرجع ولا للغائب

---

[1] پہر اسکو ساتھہ متصل ہے قول او ولعمری الخ اور یہہ سید رح سے عجیب قسم کا خبط ہے باوجودیکہ جناب امیر کے خطوط اکثر تواریخ مین مذکور ہین ۔۱۲

ان یختار الاولی اقاتل رجلین رجلاً ادعی ما لیس له وآخر منع الذی علیه

ترجمہ این عبارت بزبان زواری امامیہ کہ علی بن حسن نام اوست اینست وقسم بزندگانی
من اگر امامت منعقد نشود تا آنکہ حاضر شوند جمیع مردمان ممکن نباشد بانعقاد امامت راہی در
ہیچ زمان واین جواب انکار معویہ ست واہل شام را بر بیعت آن امام علیہ السلام بنا بر آنکہ
اجماع محتاج است در انعقاد جمیع اہل اسلام وآنحضرت اشارت فرمود باین کلام کہ اجماع باین جمع
امکان ندارد واگر ممکن باشد عاقل او را در غایت دشواری میشمارد بلکہ معتبر در انعقاد اجماع
اتفاق اہل حل وعقد ست از امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم برامری از امور چنانچہ اشارت فرمود
بدان ولیکن اہل امامت حکم میکنند برکسیکہ غائب ست از آن پس از آن نیست مرحاضر را نمی
ہمچو طلحہ وزبیر کہ از بیعت رجوع نماید ونہ غائب را ہمچو معاویہ کہ او را برای خویش اختیار سازد الخ
بلفظہ اس عبارت کو تامل کے نظر سے ملاحظہ فرماوین اور اوسکی ترجمہ کو جو آپکے زواری نے کیا ہی
پڑہین اور دیکہین کہ کس صراحت کے ساتہہ جناب امیر رضی اللہ عنہ نے اہل حل وعقد کی اجماع کو
ثابت فرمایا اور اونکی اجماع سے انعقاد امامت کو تسلیم فرمایا اور انعقاد اجماع کے لیے حضور جمیع
کی نسبت عدم اشتراط ظاہر فرمایا اور حضور بعض کو کافی فرمایا اور بدیہی ہے کہ یہہ عبارت
الزام نہین تو وہ خطبہ جوابہ النزاع ہی اور اوسکی ہم معنی ہے وہ بہی الزامی نہین ہو سکتا
الحمد للہ والمنة خود جناب امیر نے اہل حل وعقد کی اجماع کی حجیت انعقاد خلافت
کے لیے ثابت فرما کر اور مہاجرین وانصار کے اتفاق پر ترتب رضا الٰہی تباکر خود ہی
مذہب شیع کو بیخ وبنیاد سے قلع وقمع کردیا الا۔ دوسری نہج البلاغة مین ایک خطبہ ہی
جسکا شروع یہہ ہی۔ ومنہا فی خطاب اصحابہ وقد بلغتم من کرامة اللہ لکم منزلة تکرم بہا
اماؤکم الخ خطبہ مین یہہ جملہ مذکور ہی[1] وکانت امور اللہ علیکم ترد وعنکم تصدر والیکم ترجع
شارح ابن میثم اپنی مختصر شرح مین اس جملہ کی شرح اس طرح فرماتی ہین

[1] اور اللہ کے کام تمپر وارد ہوتے تہی اور تمسی صادر ہوتے تہی اور تمہاری طرف لوٹتی تہی۔

قولہ کانت امور اللہ الی قولہ ترجع الی انکم کنتم اھل الاسلام واھل الحل والعقد فیہ وھم المہاجرون والانصار اب ان الفاظ کو ملاحظہ فرمائیے اور دیکھیے کہ حضرت اپنے اصحاب کو اہل حل وعقد فرما رہے ہیں اور شارح کی تصریح سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اہل حل وعقد مہاجرین وانصار ہیں اور جب اہل حل وعقد ہونا ثابت ہوا تو آپکی شرائط ثلثہ باطل ہو لی تو اصل اصول دین آپکا جو امامت ہے وہ بھی باطل ہوا بلکہ تمامی اصول و فروع بھی باطل ہوگیے اور ظاہر ہے کہ یہہ خطبہ بخطاب اپنے خواص اصحاب کے ہے تو اسمین نہ الزامی ہونے کا احتمال ہوسکتا ہے اور نہ تقیہ کے گنجایش ہوسکتی ہے۔ مثیرہما جو صلحنامہ فیما بین حضرت امام حسنؑ اور حضرت امیر معویہؓ تحریر ہوا تھا اور اوسکی نقل ہم عنقریب اوپر کرچکے ہین اوسکی چند الفاظ کی نقل اپنے مدعا کی اثبات کیلیے بھی کرتے ہین ہمارے فاضل مجیب ملاحظہ فرمائین چنانچہ علے ان یسلم الیہ ولایۃ امر المسلمین علے ان یعمل فیہم بکتاب اللہ تعالی وسنۃ رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم وسیرۃ الخلفاء الصالحین وسیرۃ الخلفاء الراشدین المہدیین واقع ہوا چنانچہ صاحب ازالۃ الغین کے مخاطب نے اسیطرح ضبط کیا ہے اور دوسرا جملہ اسکی متصل مذکور ہے ولیس لمعویۃ بن ابی سفیان ان یعہد الی احد من بعدہ بل یکون الامر من بعدہ شوری بین المسلمین انتہی یہہ ہر دو جملے اس صلحنامہ کے حقیت خلافت خلفا اور صحت وحقیت اوس بیعت کو جو بطور شوری کے بین المسلمین واقع ہو ثابت کرتے ہین اور جبکہ یہہ امر ثابت ہوگیا تو تمام مذہب تشیع اصولاً و فروعاً باطل ہوگیا اور مذہب اہل حق ثابت ہوا الحمد للہ علی ذالک بعد اسکی اسقدر گذارش کرنا ضرور ہے کہ ہمارے فاضل مجیب نے اس خط کو الزامی ہونے پر جب اونکو کوئی دلیل ہم نہ پہنچی تو تاخر بیعت کو قرینہ الزام قرار دیا اور حدیث بخاری کو جو مشعر ہے کہ جناب نے تا ایام حیات فاطمہ رضی اللہ عنہا بیعت نہین فرمائی اپنا مستدل ٹہرایا تو ضرور ہوا کہ مختصر ہم اسکا بھی جواب گذارش کرین پس واضح ہو کہ ہمکو مجملاً اسکی

يا علي ان القرآن خلف فراشي في الصحف والحرير والقراطيس فخذوه واجمعوه ولا تضيعوه كما ضيعت اليهود التوراة فانطلق علي فجمعه في ثوب اصفر ثم ختم عليه في بيته وقال لا ارتدي حتى اجمعه قال كان الرجل ليأتيه فيخرج اليه بغير رداء حتى جمعه[1]
او ظاہر ہے کہ اس جمع و تالیف کے لیے ایک معتدبہ زمانہ چاہیے۔ اس سے واضح ہوا کہ حضرت فاطمہ کی رنجوری اور بیمارداری غرض حالتوں میں مشغول و مبتلا ہونگے تو ان حالتوں کی وجہ سے سب یا حیات فاطمہ رضی اللہ عنہا عقد بیعت میں تاخیر رہا ہوگا ورنہ بطور منافسہ اور نزاع کے ہرگز ممکن نہیں کہ آپنے بیعت سے تاخیر فرمایا ہو بہرحال بر خلاف روایات معتمدہ اہل سنت کے اگر اس خبر کے وقوع کو جو روایت منقولہ سے مفہوم ہوتا ہے تسلیم کر لیا جاوے تو فریقین کے نزدیک بروایات خود واجب التاویل اور مصروف عن الظاہر ہے اہل سنت کے نزدیک تو ظاہر ہے کہ ابوبکر صدیق خلیفہ برحق تھے اور ایسی انحراف کبیرہ تھا تو بفرض صحت اس جناب سے بھی تاویل واجب ہے اور شیعہ کے نزدیک اس سے بھی اظہر ہے کیونکہ امام معصوم کا خلاف حکم خدا اور رسول کرنا محال ہے تو تاویل لازم ہوئی باقی رہا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وجاہت کا حال سو شرح نہج البلاغۃ اور تالیفات مجلسی سے خوب روشن ہے کہ خلفاء و صحابہ کے نزدیک کیسی وجاہت تھی کیا اسی کا نام وجاہت ہے کہ کوئی دقیقہ تذلیل و توہین و بے حرمتی کا (معاذ اللہ خاک بدہن دشمنان آن پاک نژاد) اوٹھا نہ رکھا تفصیل جسقدر سابق میں مذکور ہو چکی تو جنہوں نے خود حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے حقوق غصب کیے اور ضرب و توہین کی اور گھر کو جلا ڈالا تو وہ اونکی وجاہت کی وجہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی کیا رعایت کرینگے

---

[1] اے علی قرآن میرے فرش کے پیچھے صحیفہ اور ریشم اور کاغذوں میں ہے اوسکو لیکر اکٹھا کر لیجو اور ضائع نکیجو جسطرح یہود نے توراۃ کو ضائع کر دیا پس علی نے اوسکو جمع کیا زرد کپڑے میں پھر اوسپر مہر لگائی اپنے گھر میں اور فرمایا میں تا وقتیکہ اسکو جمع نہ کر لوں چادر نہ پہنونگا۔ کہ بعض شخص آپکے پاس آتا تھا تو بدون چادر آپ اوسکی لیے نکلتے تھے یہانتک کہ آپنے اوسکو جمع کر لیا۔ ۱۲

ہان اسقدر گذارش کرنا رہا جاتا ہے۔ یہہ روایت بخاری کے جسکو ہماری مجیب لبیب نے
اپنی استدلال مین پیش کیا ہی دوسری روایت صحیحہ سے معارض ہے جسمین صاف مذکور ہی
کہ حضرت علی و زبیر نے ابتداء انعقاد خلافت مین بیعت فرمائی اور وہ روایت ابن سعد اور
حاکم اور بیہقی نے تخریج کی ہی اور الفاظ اوسکے ملخصاً صواعق سے نقل کرتا ہون ثم بایعہ[۱]
المهاجرون والانصار وصعد ابو بكر المنبر فنظر في وجوه القوم فلم
ير الزبير فدعا به فجاء فقال قلت ابن عمة رسول الله صلى الله عليه وسلم وحواريه اردت
ان تشق عصا المسلمين فقال لا تثريب يا خليفة رسول الله صلى الله عليه وسلم
فقام فبايعه ثم نظر في وجوه القوم فلم ير عليا فدعا به فجاء فقال قلت ابن عم رسول
الله صلى الله عليه وسلم وختنه على ابنته اردت ان تشق عصا المسلمين فقال
لا تثريب يا خليفة رسول الله صلى الله عليه وسلم فبايعه اور نیز اسیکی قریب دوسری حدیث
ابن حجر نے صواعق مین نقل کی ہے[۲] واخرج موسى بن عقبة في مغازيه والحاكم
وصححه عن عبد الرحمن بن عوف قال خطب ابو بكر فقال والله ما كنت حريصا على الامارة
يوما ولا ليلة قط ولا كنت راغبا فيها ولا سالت الله في سر وعلانية ولكن
اشفقت من الفتنة وما لي في الامارة من راحة لقد قلدت امرا عظيما

---

[۱] پھر آپسے مہاجرین اور انصار نے بیعت کی۔ اور ابوبکر منبر پر چڑہے اور وجوہ قوم مین نظر کی زبیر کو نہ پایا اسکو بلوا بھیجا وہ آئی فرمایا مین نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پہوپہی کا بیٹا اور انکا حواری تو نے مسلمانون کی جماعت کا تفرقہ کرنا چاہا کہا ای رسول اللہ کے جانشین ملامت نہین پس نہا بیعت کی پہر وجوہ قوم مین نظر کی اور علی کو نہ دیکھا بلا بھیجا وہ آئی فرمایا مین نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے بیٹا اور آپکا داماد تو نے مسلمانون کی جماعت کا تفرقہ کرنا چاہا کہا ای خلیفہ رسول اللہ کے ملامت نہین پہر بیعت کی ۱۲۔ [۲] موسی ابن عقبہ نے اپنی مغازی مین اور حاکم نے تخریج کی ہی اور تصحیح کی ہی عبد الرحمن بن عوف سے کہا خطبہ پڑہا ابوبکر نے اور کہا کہ اللہ کی قسم مین امارت پر کبھی نہ کسی دن اور نہ کسی رات حریص تہا اور نہ مین اوسمین راغب تہا اور نہ پوشیدہ و ظاہر خدا سے اسکا سوال کیا ہے لیکن مین فتنہ سے ڈرا اور مجہکو امارت مین کچہہ راحت نہین مین ایک امر عظیم گلے مین پہنایا گیا ہون ۱۲۔

ما آلی بہ من طاقۃ ولا بیدا الا بتقویۃ اللہ تعالی فقال علی والزبیر ما غضبنا الا
لانا اخرنا عن المشورۃ وانا نری ان ابا بکر احق الناس بہا انہ لصاحب الغار وانا
نعرف شرفہ وخیرہ ولقد امرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالصلوۃ وھو حی اوجب ہم اُس
روایت مین جو ابو سعید سے مروی ہوئی اور اوس روایت مین جو بخاری مین حضرت عائشہ
رضی اللہ عنہا سے مروی ہوئی اور ہماری مجیب نے اوسکو اپنا مستدل قرار دیا ہی
وجوہ تطبیق کو دیکھتے ہین تو ظاہر ہے کہ حضرت ام المومنین کا اون مجامع مین شریک
ہونا ثابت نہین بلکہ بغیر نہایت مستبعد ہی اور ابو سعید خدری راوی حدیث بیعت
خود ان مجامع مین شریک تہی تو وہ جو کچھ بیان کرینگی اپنی مشاہدہ ومحسوس اپنی معاینہ
سے کرینگے اور یہ ہی ہی لیس الخبر کالمعاینۃ[52] تو اسلیے روایت ابو سعید کے جو مثبت بیعت
ہی بہ نسبت روایت ام المومنین کے جو نافی ہے ارجح ہوگی علاوہ ازین حضرت
ام المومنین کی روایت متضمن نفی کو ہی اور حضرت ابو سعید کے روایت متضمن اثبات کو
اور قاعدہ ہی کہ عند الترجیح اثبات نفی پر مقدم ہے اور مثبت نافی سے ارجح واقوی ہی علی الخصوص
جبکہ اسکی تائید روایت وحدیث کو بھی منضم کیا جاوی جسکو ہماری فاضل مجیب نے
منضم کیا ہی یا ایہا الذین آمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم ومن مات
ولم یعرف امام زمانہ الخ اور اس ضمیمہ سے خیال کیا جاوی کہ حضرت امیر کے شان ارفع ہی کہ
خلیفہ برحق سے تا شش ماہ منحرف رہین۔ چنانچہ سابقا بروایت بحار مجلسی گذر چکا ہی کہ تقیۃ
ائمہ تو بمنزلہ مثل خدا ورسول کے واجب الاطاعۃ ہین اور اولو الامر کے زمرہ مین معدود ہین تو ان

مسلمہ ہمی عبارت سے تفرقہ کے مجکو طاقت اور قوت نہین تو اسپر علی اور زبیر نے کہا ہم ناخوش نہیں ہوئی مگر
یہ کہ ہم مشورہ سے پیچھے ڈالی گئی۔ اور ہم جانتے ہین کہ ابو بکر لوگون مین سب سے زیادہ اوسکی مستحق ہین کیونکہ وہ یار غار
ہین اور ان کی بزرگی اور بہلائی ہم پہچانتے ہین۔ اور بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زمانہ حیات
مین نماز کا انکو حکم فرمایا تہا ۱۲ — ۵۲ خبر معاینہ کی برابر نہین ہوتے ۱۲

وجوہ مذکورہ سے ابو سعید کے روایت کو حسب قاعدہ رجحان و اعتبار رہوگا تو اب اس
صورت مین مرجع نفی بیعت اول کا جو روایت بخاری مین ام المومنین سے ہے یا تو عدم اور
اطلاع کی طرف ہے کہ انکو بیعت سابقہ کی اطلاع نہین ہوئی اور یا وہ بیعت ہے جسکی بعد کچھ
ملال اور شکر رنجی نہ ہے ہو چونکہ بیعت اول کے بعد بھی نفس جملہ ملال رہا تھا اور معاملہ فدک
اوسکا ضمیمہ ہوکر اور باعث کشیدگی ہوگیا اور دلجوئی و تیمارداری حضرت زہرا اور بھی مشغولی
اور عدم حاضری مجلس خلیفہ برحق کا سبب ہوا اوسکی بعد جب آپنے ابوبکر صدیق رضی اللہ
عنہ کو اپنی پاس بلاکر تفصیلاً معذرت فرمائی اور افضلیت کا اقرار کیا اور مکرر بیعت کی
تو قلب شریف ملال و کدورت سے بالکل صاف ہوگیا اور عام طور پر یہہ سمجھا گیا کہ آپنے
بیعت فرمائی بہرکیف جہانتک روایات مین دیکھا جاتا ہے تو آپ کا ملال باتاخر عدم
المیتہ و صلاحیت خلیفہ صدیق رضی اللہ عنہ کی وجہ سے نہین تھا جو قادح یا مضر اجماع
ہو جیسے روات نے اسکو صراحۃً بیان کیا - ما غضبنا الا انا اخرنا عن المشورۃ الخ
مائیہ روایت کیا اور کہا و لکنا کنا نری ان لنا فی ھذا الامر نصیبا اور ہمارے نزدیک بقرینہ سیاق
عبارت ہذا الامر نصیبًا سے مراد مشورہ ہے کیونکہ ماقبل اس عبارت کا یہہ ہے وحدثت انہ لم
یحملہ علے الذی صنع نفاسۃ علے ابی بکر و لا انکار للذی فضلہ اللہ بہ اور بعد مین
نہ تو ہے و استبد علینا تو اس عبارت کے قبل و مابعد کے لحاظ سے ہرگز یہہ معنی معلوم
نہین ہوتے کہ لنا فی ہذا الامر نصیبًا سے مراد استحقاق خلافت ہو کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ
یہہ فرماتے ہون کہ ہم جانتی تھی کہ خلافت ہمارا حق ہے یہہ حضرات شیعہ کی خوش فہمی ہے
اور روایت مسلم کی ابو سعید سے جو تاخر بیعت پر دال ہے اسکو شراح بخاری نے بسبب ...

لـه اور لیکن ہم جانتی تھے کہ ہم کو بھی اس مرتبہ مین حصہ ہے ۔ لـه اور اس ... اور
پر ... اور اسکی فضیلت کے انکار نے کچھ اسپر برانگیختہ نہین کیا جو تم کہا ہے ـ ۱۲

+ + + + + + + +

اسناد زہری کی ضعیف کہا ہے اور عموماً محدثین لکھتے ہیں قال البیہقی[1] واما ما وقع
فی صحیح مسلم عن ابی سعید من تاخیر بیعتہ ہو وغیرہ من بنی ہاشم الی
موت فاطمۃ رضی اللہ عنہا فضعیف فان الزہری لم یسندہ وایضاً فالروایۃ الاولی عن ابی
سعید ہی الموصولۃ فیکون اصح انتہی پس بعد اس تحقیق کے ثابت ہوا کہ استحقاق خلافت بیعت
خلیفہ اول سے جناب امیر کو کبھی انکار نہیں ہوا اور روایت تاخیر بیعت کی جو جس سے اگر
اوس سے ہم استدلال ہمارے فرقہ مجیب کا صحیح نہیں ہے اور خود انکی عقیدہ تھا تو اس جملہ کا
تحریر فرمایا ... یا ایہا القوم الذین بایعوا ابابکر و عمر و عثمان اسوجہ سے ہی
کہ وہ خلفاء تھیں رضی اللہ عنہم اور ہماری نزدیک اور تمہاری نزدیک حق تھی اور بیعت اہل حل وعقد
سے ثابت ہوئی تھیں اور جس سے وہ بیعت کرین انکی خلافت حق ہے تو اس جملہ سے اونکی
استدلال فرمایا کہ اونکی حقیت میں کسیکو کسیطرح کا تامل نہ تھا اور ہمیشہ دانشمندوںکا قاعدہ ہے
کہ ایسی ہی دلائل سے استدلال کیا کرتے ہیں کہ جنکی حقیت مثل آفتاب نیمروز روشن ہو
پس یہہ دلیل بہی ایسی قضایا حقہ سے مرکب ہے کہ جنکی حقیت عند اللہ و عند الفریقین
مسلم ہے اور فی الحقیقت یہہ دلیل اوسی وقت تام ہو سکتی ہے بلکہ لاجواب ہے جبکہ اسکو
بتنقیح التسلیم کیجاوے اور مقدمات حقہ سے مرکب سمجھی جاوے کیونکہ جب واقع اور نفس الامر میں
عند اللہ و عند الفریقین صحت و حقیت خلافت کے اجماع اہل حل و عقد سے ثابت ہوئی
ہے اور حضرت امیر رضی اللہ عنہ کی بہی حقیت خلافت اسیطرح اور اسی دلیل سے ہم ثابت
کرسکتے ہیں تو آپ ہی فرمایئے کہ اس دلیل کا کیا جواب ہے اور امیر معویہ رضہ اوسکی کیونکر تردید
کر سکتے ہیں اگر اسکی جواب میں یہہ کہیں کہ صحت و حقیت خلافت بیعت اہل حل و عقد پر

---

[1] بیہقی نے کہا ہے کہ جو روایت ابو سعید سے مسلم میں واقع ہوئی ہے موت فاطمہ رضی اللہ عنہا تک
بیعت جناب امیر و دیگر بنی ہاشم کی بابت وہ ضعیف ہے کیونکہ زہری نے اوسکو مسند نہیں کیا اور نیز پہلی روایت
ابو سعید کی موصولہ ہے تو وہ اصح ہوئی ۔ ۱۲ منہ

اور سوقت مترتب ہوتی ہی جبکہ بیعت اہل حل وعقد صالح للخلافت کے واسطے واقع ہو چنانچہ خلفاء
ثلاثہ کی ایسی ہوئے ہین اور اگر غیر صالح کے لیے واقع ہوگی جیساکہ جناب کے لیے ہوئی
تو وہ بیعت مثبت نہوگی تو ظاہر ہی کہ یہہ تردید بالکل مردود ہی اور اسکا جواب خود جناب امیر
نے اس خط مین جو اسکی جواب مین لکھا تحریر فرمایا وہ یہہ کہ جب خداوند تعالے نے صحت
خلافت بیعت اہل حل وعقد پر رکھدی ہی تو جسکو وہ خلیفہ بناوینگی اور باختیار خود جسکی ہاتھہ پر
بیعت کرینگی وہ صالح الخلافت ہوگا اسلیے اسکی خلافت حق ہوگی کیونکہ خداوند تعالے
انکو ہرگز گمراہی پر مجتمع نہین فرماویگا اور اگر انکی بیعت خلافت باختیار خود کسی غیر صالح
للخلافت کے ہاتھہ پر واقع ہوجاوی تو سب گمراہ اور ضال ہوگئی اور تمام ضلالت پر مجتمع
ہوگئی اور یہہ محال ہی تو اہل حل وعقد کا کسی شخص کے بیعت پر متفق ہونا خود اسکی صلاحیت
اور اہلیت کی دلیل ہے اور اس جواب کا کچھہ جواب نہین ہوسکتا نہ امیر معویہ اسکا کچھہ
جواب دیسکتے ہین اگر حوصلہ ہو تو آپ ہی انکی طرف سے اسکی تردید کیجیے اور اگر اس دلیل کو
دلیل الزامی کہا جاوی تو ناقص و ناتمام ہے اور ہرگز مثبت مدعا نہوگی اور اسکی جواب مین
جناب امیر ملزم و مجحوج ہوجاوینگی کیونکہ جب امیر معویہ نے بجواب اسکی اہل حل وعقد کے
بیعت پر ترتب حقیت کی یہی صلاحیت وعدم صلاحیت کا فرق نکالا تو اب
فرمائیے الزام تو باطل ہوگیا اب جناب امیر کو مرحلہ ثبوت صلاحیت واہلیۃ کا پیش آیا تو
اوسکو خود اس بیعت اہل حل وعقد سے ثابت نہین کرسکتی کیونکہ واقعی اور نفس الامری نہین
تو دوسری کسی دلیل کیطرف مثل نص وعصمت کی رجوع فرماوینگی اور یہہ دلائل ایسی ہین کہ صدہا
مواقع ومعرکے پیش آئی لیکن کبھی ظاہر نہین کی گئین پس انکی نسبت امیر معویہ کو انکی
ابطال مین اتنا ہی کہنا کافی ہوگا کہ حضرت یہہ دلائل خلفاء ثلاثہ کے زمانہ مین کبھی
پیش ہوئین جو آج میرے مقابلہ پیش کیجاتے ہین اور جب انہون نے تسلیم
نہین کی تو مین کیونکر تسلیم کرون تو آپ ہی فرمائیے کہ حضرت امیر کے پاس اسکا کیا

جواب ہی اور اس مرحلہ سے کیونکر خلاصی ممکن ہی بجز اسکی کہ آپ ملزم و محجوج ہون اور
اگر جناب نے کوئی امر اسوقت تراشا ہی ہو تو اوس جواب کا ملحوظ خاطر رکہنا ضرور ہوگا جو
اسکی جواب مین خود حضرت نے تحریر فرمایا ورنہ وہ بالکل لغو ہوگا۔ اور اس قول مین جو آپنے
یہہ جملہ تحریر فرمایا (خصوصاً وہ فقرہ جو آپکے خاتم المحدثین اپنی تبحر علمی سے اصل
سمجہہ گئی ہین یعنے لزمتک و انت بالشام الزامی تحریر پر دال ہی کیونکہ یہہ داب تحریر نہین ہے
کہ اپنی مسلمات کو بیان کر کے خصم پر کوئی بات لازم کرین) معلوم نہین آپنے کس
حالت مین یہہ جملہ تحریر فرمایا نہ مدعا صحیح ہی نہ دلیل دعوی کے مطابق اور اسکی مثبت ہی
اب سنیے کہ حضرت خاتم المحدثین ع کی نسبت الزاماً تحریر فرمایا کہ وہ جملہ لزمتک و
انت بالشام کو اپنی تبحر علمی سی اصل سمجہہ گئی تو اس جگہ اصل و فروع کو کیا دخل ہی اور
یہان اصل سے کیا مراد ہے اور اسکی اصل ہونے کی کیا وجہ ہے خط مذکور مین جناب
امیر نے اول اپنا دعوی ذکر فرمایا اور وہ یہہ ہی جملہ ہی یعنے لزمتک و انت بالشام
اور اسکی بعد اسکی دلیل بیان فرمائی پس جملہ مذکورہ اس اعتبار سے کہ مکتوب مین داخل ہی
اصل ہے اور اس اعتبار سے بہی اصل ہی کہ دعوی مقصود وہی ہی جسکا اثبات مد نظر ہی
پہر حضرت شاہ صاحب کو الزام دینا کہ وہ اپنی تبحر علمی سے اصل سمجہہ گیی اور دریافت بتحقیق
اصل نہین ہے سراسر نافہمی ہی قطع نظر اس سے جسجگہ حضرت شاہ صاحب اس خط کو
نقل فرمایا ہی اور اوسپر بحث کی ہی چنانچہ ہماری فاضل مجیب ہی اوسجگہ سی اس خط کو نقل
فرماتے مین وہان اس جملہ کا کچہہ مذکور نہین ہے اور نہ اسکی اصالت و عدم اصالت سے
تعرض فرمایا ہی اور اس جملہ سی تعرض کرنیکی کوئی وجہ بہی نہین ہی کیونکہ یہہ محض دعوی
ہی دعوی ہی اگر بحث و گفتگو واقع ہوئی ہی تو دلیل کی نسبت ہی کہ دلیل مقدمات
الزامیہ مسلمہ خصم سے استدلال فرمایا ہی یا مقدمات حقہ ثابتہ فے نفس الامر سے اور اس
جملہ کی اصالت و عدم اصالت کو دلیل کی تحقیقی و الزامی ہونے سی کیا تعلق غرض

شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اسکی اصالت سے تعرض فرمایا اور اگر ہو بھی تو اسکی اصالت مین کچھہ
تردد نہین مدعا حاصل ہوا ہی کرتا ہے۔ پس یہہ الزام محض لغو اور پوچ ہے جسکا مدار ہماری
فاضل مجیب کے خوش فہمی پہی تحفہ کے جوابات مین کہین کچھہ مضمون دیکھا ہوگا بے سمجھے اسکو
کچھہ سے کچھہ نقل و ترجمہ کردیا اسکی بعد یہہ لکھنا کہ یہہ جملہ الزامی تحریر ہونے پر دال ہے سراسر
بیجا اور واہیات محض ہے مدعا کو دلیل کے الزامی یا تحقیقی ہونے پر دلالت سے کیا علاقہ اسکی لیے
خواہ دلیل الزامی ہو خواہ تحقیقی ہاں وہ ہر صحیح اپنا مسلمہ ہے اور خصم کا غیر مسلمہ اگر اسکا ثبوت صحت
و حقیت نفس الامری و عند الخصم مطلوب ہوگا تو دلیل تحقیقی ذکر کیجاویگی ورنہ اگر صرف
اسکات و الزام خصم مقصود ہوگا تو دلیل الزامی ذکر کیجاوی گی پس یہہ کہنا کہ یہہ جملہ تحریر کے
الزامی ہونے پر دال ہے حضرت کے کمال تبحر علمی پر دال ہے ہان حضرت کی تبحر علمی سے
کچھہ بعید نہین کہ اس جملہ مین جو لفظ لزمتک کا واقع ہوا چونکہ مادہ الزام کا ہے تو اس سے
جناب نے اپنی تبحر علمی کے بدولت سمجھا ہو کہ یہہ مادہ الزام اس تحریر کے الزامی ہونے پر
دال ہے اسکی بعد اسکی دلیل ارشاد ہوئی کیونکہ یہہ دأب تحریر نہین ہے کہ اپنی مسلمات کو بیان
کرکے خصم پر کوئی بات لازم کرین سبحان اللہ یہہ دلیل اور بھی حضرت کے تبحر علمی خصوصاً
مناظرہ دانی پر اوضح دلیل ہے کیون حضرت یہہ دلیل جملہ لزمتک وانت بالشام کے
الزام ہونے پر وارد فرماتے ہین اوسکو کیونکر مثبت ہے ذرا سمجھا بھی تو بہی گا کاش
آپکے ان افادات تازہ کو کوئی منصف لبیب دیکھے اور آپکو آپکی علم اور فہم اور مناظرہ دانی کی داد دی
اس عبارت سے صاف مستفاد ہوتا ہے کہ جملہ لزمتک وانت بالشام کو بھی آپ مسلمات
خصم سے سمجھی ہوئی ہین حالانکہ یہہ مدعا ہے یہہ اگر مسلم خصم ہو تو وہ خصم ہی کیون بنی اور
دلیل سے اوسکی اثبات کی ہی کیا ضرورت پڑی ای حضرت یہہ دعوی ہے جو صرف اپنا ہی
مسلم ہے اور خصم اسکا منکر ہے اب اس دعوی کا دلیل سے ثابت کرنا مطلوب ہے قطع نظر
اس سے بلکہ پوچھتی ہین اس قول سے کہ یہہ دأب تحریر نہین کہ اپنی مسلمات سے خصم پر کی

بات لازم کرین) کیا مراد ہی اگر یہہ مراد ہی کہ ایسی اقوال سی جو حرف اپنی ہی مسلمات
ہین اور خصم اونکو تسلیم نہین کرتا اور واقعہ اور نفس الامر کی اعتبار سی مسلم ہین خصم پر کوئی
بات لازم کرنا داب تحریر نہین تو صحیح و مسلم لیکن آپکو مفید نہین کیونکہ اس دلیل کی
نسبت ہم کب کہتی ہین کہ حرف جناب امیر ہی کی مسلم ہی اور باعتبار واقع کے غیر
مسلم ہی اور اگر یہہ مراد ہی کہ اپنی مسلمات سی گو وہ حق و واقعہ اور مسلمہ خصم ہی کیون
نہون الٹی خصم پر کسی امر کا لازم کرنا خارج از داب تحریر ہی تو غلط ہی اور اوسکی غلطی
ایسی بدیہی ہی کہ اوسپر حاجت دلیل پیش کرنیکی بہی نہین اور ہم اس دلیل کو
ایسا ہی کہتی ہین مثلاً کوئی شخص اہل اسلام مین سے کسی مسلمان پر قرآن کے آیت
پیش کری یا حدیث پیش کرے یا اجماع پیش کرے تو اوسکو کوئی الزامی دلیل نہین
کہیگا حالانکہ اوسنی اپنی مسلمات سی خصم کو الزام دینا چاہا ہی غرضکہ یہہ جملہ عجیب
و غریب ہی جو حضرت کی تبحر علمی کو آشکارا طور پر بیان کرتا ہی اور علم و فہم و مناظرہ
دانی کا پورا پورا اندازہ بتاتا ہے **قولہ** جناب امیر علیہ السلام چونکہ حجت خدا تھی
خصم پر ایسی حجت ختم فرماتی تھے کہ پہر جواب کا موقع نہ رہی۔ **اقول** اس دلیل کا
ایسی حجت ہونا جسکی پہر جواب کا موقع نہ رہی اسیوقت ممکن ہی جبکہ اسکو باتباع
اہل سنت دلیل تحقیقی قرار دیجاوی اور اوسکو بموجب حضرت امیر کا حجت خدا ہونا
بہی بقول شیعہ ثابت ہوجائیگا اور اگر اس دلیل کو حسب تقریر علماء شیعہ دلیل الزامی
کہا جاوی تو پہر یہہ دلیل ہی تمام نہین چہ جائیکہ عسیر الجواب ہو اور حضرت کا حجت
خدا ثابت ہونا تو رہا ہان ملزم و منحجم ہونا لازم آئیگا چنانچہ مفصلاً ہم ہی گذارش کر آئی ہین
قولہ جناب امیر کا ابو العقاد بیعت و خلافت خلیفہ اول جب حضرت کو بیعت کیواسطی بلایا
تو آپنی فرمایا کہ تمنی قرابت رسول کے ذریعہ سی انصار سی خلافت لی ہی اب تم ہی انصاف
کرو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سی کون اقرب ہی چونکہ تمنی حق پایا ہی حق دوا کا

جواب بجز سختی و درشتی حسب عادت خود خلیفہ ثانی نے کچھہ ندیا اور جواب بھی کیا تھا
چنانچہ یہہ کل حال کتب معتبرہ تواریخ مثل روضۃ الصفا وغیرہ مین مفصل و مشرح مندرج ہے

اقول اس کلام مین بوجوہ چند بحث و کلام ہے اولاً اس قصہ کو اہل سنت کی معتبر
کتابون سے ثابت کیجیے اوسکے بعد جواب لیجیے اور کتب معتبرہ کے اندراج کی نسبت جو کچھہ
آپنے تحریر فرمایا اگر معتبرہ سے اپنی کتب معتبرہ مراد ہین تو ہم پر حجت نہین اور اگر ہماری
معتبرہ مراد ہین تو پہلے اعتبار ثابت فرمایئے اور روضۃ الصفا کا معتبر ہونا غیر مسلم ہے ثانیاً
خود آپکی بھی کتب معتبرہ مین سطح مرقوم نہین نہج البلاغۃ جو نہایت معتبر کتاب ہے
اسمین لکھا ہے ومن کلام له عليه السلام لما انتهت الى امير المؤمنين انباء السقيفة
بعد وفات رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ما قالت الانصار قالوا قالت
منا امير ومنكم امير قال فهلا احتججتم عليهم بان رسول الله صلى الله عليه وسلم
وصى بان يحسن الى محسنهم ويتجاوز عن مسيئهم قالوا وما في هذا من الحجة فقال
لو كانت الامارة فيهم لم تكن الوصية بهم ثم قال فماذا قالت قريش قالوا احتجت بانها
شجرة الرسول فقال احتجوا بالشجرة واضاعوا الثمرة انتهى۔ دیکھو نہ اس مجلس مین خلیفہ
ثانی کا حاضر ہونا ہے نہ حق خلافت کا مطالبہ ہے نہ خلیفہ سے کلام و گفتگو ہے نہ
کچھہ سختی و درشتی ہے انمین ثابت ہے جب آپکو خلیفہ سے خبرین پہنچین تو آپنے
حال دریافت فرمایا اور یہہ کلام فرمایا اور اگر وہ بھی روایت معتبرہ ہوتی تو سید
رضی صاحب نقل فرماتے کہ اولی علی المقصود تھی۔ ثالثاً یہہ مطالبہ بھی حق کا کرنا

ل اور آپکی للہ تعالیٰ ہی خطبہ سقیفہ کے جو مین بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امیر المومنین کو پہنچی بوجہ انصاف لیا کہا انہون نے
جواب دیا کہ انصار نے کہا ہے کہ ایک امیر ہم مین سے ہو اور ایک تم مین سے فرمایا تمنے اونپر یہہ دلیل کیون نہ قائم کی کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت فرمائی ہے کہ انکے نیکوکارون کے ساتھ احسان کیا جاوے اور انکے گنہگارون سے درگذر کیجاوے
اونہون نے کہا کہ اسمین کونسی حجت ہے فرمایا کہ اگر امارت انمین ہوتی تو انکی وصیت کیون فرماتا پھر فرمایا کہ
قریش نے کیا کہا کہا کہ قریش یہہ دلیل لائی کہ وہ رسول کے درخت مین ہین فرمایا اور وہ ایک درخت کی شاخین ہین پس فرمایا
درخت سے وابستہ تو کیا اور پھل کو چھوڑ دیا۔

اور خلفا کے ساتھ معاملہ خلافت مین جون وچرا کرنا سراسر خلاف حکم الٰہی ووصیت
رسالت پناہی ناجائز اور حرام تھا تو کیونکر ممکن ہی کہ آپ باوجود عصمت کے مرتکب
معصیت کے ہوئی حالانکہ آپکو ایک خطبہ مین جسکا شروع یہہ ہی ومن کلام لہ
فی بیعۃ عثمان فرماتے ہین واللہ لاسلمن ما سلمت امور المسلمین ولم یکن فیہا جور الخ تو اس سے معلوم ہوا کہ یہہ روایت
بالکل غلط اور موضوع ومفتریٰ ہے۔ ثانیاً جب ہم نفس استدلال مین تامل کرتے
ہین تو اسکو غلط اور ہیچ پاتے ہین اور دیکھتے ہین کہ اس دلیل سے ہرگز احتجاج
صحیح نہین ہوسکتا ہی اور نہ کوئی عاقل اس دلیل کو لائق احتجاج سمجھہ سکتا ہی کیونکہ
یہہ دلیل حضرت نے اپنی حقیت خلافت کے لیے حسب زعم اولیا سامی فرمائی ہی
پس ہم دیکھتے ہین کہ اس سے آپکی حقیت خلافت کسیطرح ثابت نہین ہوتی کیونکہ
آپکے اس قول سے کہ قریش نے شجرہ کو پکڑا اور ثمرہ کو ضائع کیا یا یہہ مراد ہی کہ ابعد کو لیا
اور اقرب کو چھوڑ دیا تو اس سے آپکی خلافت متنازعہ فیہا یعنی بلا فصل ہرگز ثابت
نہین ہوتی بلکہ اس تقریر سے لازم آتا ہی کہ حضرت عباس وعقیل احق بالخلافت ہین
کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اقرب العصبات ہین اعمام کا درجہ بنی الاعمام
سے مقدم ہے۔ یا یہہ مراد ہی کہ اصول کو لیا اور فروع کو چھوڑا تو اس سے بھی واضح ہی کہ
جناب امیر اسجگہ اپنی آپکو فرع ہونے سے تعبیر فرماتے ہین حالانکہ ابن العم فروع
مین داخل نہین اور اگر احقیت بالخلافت فروع کے لیے ثابت ہوگی تو جناب حسنین
بہ نسبت جناب امیر احق بالخلافت ہونگے اور اگر فرعیۃ مجازیہ مراد ہی تو قطع نظر اس سے کہ ایسے
امور مین مجازیۃ کو دخل نہین اور لفظ شجرہ اور ثمرہ اس سے ابا کرتا ہی یہہ لازم آتا ہی کہ اسامہ
بن زید احق بالخلافت ہون غرض یہہ دلیل کسی پہلو پر ٹھیک نہین بیٹھتی اور کسی کل سیدھی
نہین ہوتے۔ ایسی واہی دلائل کا حضرت کے طرف منسوب کرنا گویا آپکی حجیت
خداداد مین قدح کرنا ہی کہ معاذ اللہ حضرت کو سلیقہ استدلال کا کچھہ بھی نہین تھا،

خاصکر ظاہر ہی کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جو اوسوقت سقیفہ بنی ساعدہ مین انصار کے
دعوی خلافت کے تردید مین جو دلیل پیش کے تہی جسکو سب نے تسلیم کیا اور کسی چون و چرا
نہین کی اور جو متفق علیہ فریقین ہے وہ یہہ حدیث ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا [۱]
الائمۃ من قریش ۔ صورت استدلال یہہ تہی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نص سے
امامت کا خاص قریش مین ہونا ثابت ہوا کہ جسمین احتمال ہی نہین ہوسکتا تو انصار کا
استحقاق باطل اور انکا مطالبہ بے محل ہوا اور اس حدیث متفق علیہ شیعہ و اہل سنت سے
یہہ بہی واضح ہی کہ جب امامت قریش کا حق ہی تو بعض اشخاص جنہین تمام قریش متساوی
الاقدام مین کیونکہ الفاظ نص سے کسیکی تخصیص و ترجیح ثابت نہین ہوتے اور ظاہر ہی
کہ خداوند کریم کے نزدیک اوسکی عباد مین بہتر وہی ہے جو زیادہ پرہیزگار ہو چنانچہ فرمایا [۲]
ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم ۔ ارشاد ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک
بہی پیارا وہی ہے جو احکام الٰہی کا زیادہ مطیع ہو خواہ حبشی ہو یا سید عربی یا عجمی چنانچہ شرح
نہج البلاغۃ مین آپ سے نقل ہوا ہی [۳] ان ولی محمد من اطاع اللہ وان بعدت لحمتہ وان
عدو محمد من عصی اللہ وان قربت قرابتہ ۔ اسیواسطے خداوند کریم نے
حضرت نوح کے فرزند کی نسبت انہ لیس من اھلک فرمایا تو اس سے صاف ظاہر ہی کہ
مدار قرب کا قرب قرابت پر نہین بلکہ اوسکی لیے دوسری اوصاف کی ضرورت ہی تو اس سے
واضح ہوا کہ اس حدیث مین حضرت نے خاص قریش ہی کو اس فضل خاص کے ساتہہ
مخصوص فرمایا کہ الائمۃ من قریش یہہ خصوصیت نص توقیفی ہے عقل کو اس مین دخل نہین
ہی اور قاعدہ ہی کہ جو امر شارع علیہ الصلوۃ سے خلاف قیاس ثابت ہوا اوسکا تعدیہ نہین
ہوسکتا اور شیعہ کے نزدیک تو قیاس عموماً ایمان نہی جائز نہین ہی حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ

---

[۱] امام قریش مین سے ہونگی ۱۲ [۲] خدا کے نزدیک تم مین بزرگ وہی ہی جو تم مین زیادہ پرہیزگار ہو ۱۲

[۳] محمد کا دوست وہی ہو جو خدا کا حکم مانے اگرچہ اوسکی قرابت بعید ہو اور محمد کا دشمن وہی ہی جو خدا کا نافرمان ہے اگرچہ اوسکی قرابت قریب ہو ۱۲

اگر اس حدیث سے انصار کی امامت کو رد کیا تو آپنے نص سے رد کیا جو خلاف قیاس محض توقیفی
ہتی تو اگر جناب امیر نے اوسکو سنکر یہہ فرمایا ہو احتجوا بالشجرۃ واضاعوا الثمرۃ جیسا کہ
شیعہ کا زعم ہے اور واقع مین ایسا آپنے نہین فرمایا ہوگا تو گویا آپنے خلاف قیاس نص
مین قیاس کیا اور یہہ ایسی خطا ہی کہ مجتہدین امت سے بہی صادر نہین ہوسکتی آپکے شہید
ثانی نے معالم الاصول مین تحریر فرماتے ہین القیاس هو الحکم علی معلوم بمثل الحکم
الثابت لمعلوم اخر لاشتراکهما فی علۃ الحکم فموضوع الحکم الثابت یسمی اصلاً و
موضوع الاخر یسمی فرعاً والمشترک جامعاً وعلۃ وهی اما مستنبطۃ او منصوصۃ
وقد اطبق اصحابنا علی منع العمل بالمستنبطۃ الا من شذ وحکی اجماعهم فیه
غیر واحد منهم وتواتر الاخبار بالانکار عن اهل البیت علیهم السلام وبالجملۃ
فمنعه یعد من ضروریات الدین واما المنصوصۃ ففی العمل بها خلاف بینهم
فظاهر المرتضی المنع ایضاً الخ اور نیز اس متفق علیہ نص سے یہہ بات بہی ثابت ہوئی
کہ تخصیص ائمہ اثنا عشر کے غلط اور بلا دلیل ہے کیونکہ جب ایک حکم ایک بڑی قبیلہ کیطرف
عموماً نسبت کیا گیا ہی وہ اوسکی تمام افراد کو شامل ہوگا اور اوس قبیلہ کی افراد مین سے جسجگہ
وہ حکم پایا جائیگا معتبر اور صحیح ہوگا ورنہ ظاہر ہی کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امامت
بابت نص فرماتے کہ ائمہ کے یہی واسطے ہے تو الائمۃ من قریش کی کیا ضرورت تہی پس
معلوم ہوا کہ وہ نص محض حضرات کی تراشی ہوئی ہی الزمن یہہ الزام ایسا واہی الزام ہی
کہ ہمکو جسکو بلکہ ذرا سی بہی عقل ہوگی وہ اس الزام کا جناب امیر کیطرف منسوب کرنا نہایت
شنیع سمجہیگا اور حضرات شیعہ کو اسی پر کیا کچہہ افتخار و ناز ہی اور اسیکو لاجواب
سمجہتے ہین افسوس کہ اسی وقت مین تمام نصوص و وصایا حضرت کو فراموش ہوگئی اور یاد آیا
تو یہہ ایک ناقص دلیل سنہ لال یاد کرنا فاعتبروا یا اولی الالباب **قولہ** اسیطرح اس خط مین
معویہ کو الزاماً تحریر فرماتے ہین کہ تو خلفاء سابقہ کی خلافت کو حق جانتا ہی اور مہاجرین

وانصار کا شوریٰ حجت سمجھتا ہی میری بیعت بھی تجھپر لازم ہے کیونکہ یہہ بیعت بھی اون
اشخاص نے کی ہی کہ جنہون نے خلفاء سابقہ کی بیعت کی تھی **اقول** حضرت
خط کے آخر جملونکے مطلب کا خلاصہ یہی تو ذکر فرمایا ہوتا تاکہ بزعم سامی الزام کو او-
زیادہ تقویت ہوتی۔ آخر کس مصلحت سے اونکی مضمون کو ترک کیا ہی ہم سابق مین تفصیل کے
ساتھہ گذارش کر آئی ہین کہ یہہ دلیل الزامی نہین ہو سکتی اور یہہ جو ہماری فاضل
مجیب اپنی کمال تبحر اور تدین سے فرما رہی ہین کہ تو خلفاء سابقہ کی خلافت کو حق
جانتا تھا اور مہاجرین وانصار کا شوریٰ حجت سمجھتا تھا یہہ ہرگز اون الفاظ سے
مفہوم نہین ہوتا اگر اوس عبارت کے یہہ معنی ہون تو مصداق مثل المعنی فی بطن الشاعر کا
ہوگا اور کیا ضرورت ہی جو بے ضرورت خلاف اصل ارتکاب حذف کا اختیار کیا جاوے
پس صاف اور سیدھا مطلب اوس عبارت کا یہہ ہی جو ہم کہتی ہین کہ جناب نے تحریر فرمایا
میری ہاتھہ پر متابعین خلفاء نے بیعت کی ہی اوسمین کسی حاضر و غائب کو چون و چرا
کی گنجایش نہین ہے کیونکہ شوریٰ کا استحقاق صرف مہاجرین وانصار ہی کو ہی جب وہ
کسی امر پر مجتمع ہو جاوین اور کسیکو امام بنالین تو اوسمین خدا کی رضامندی ہے اور اگر
کوئی طعن یا بدعت کرکے اوسمین سے نکلی اوسکو اوسمین لوٹا دو اور اگر انکار کرے تو
لڑو۔ اور خدا اوسکو جہنم مین ڈالیگا۔ آپ اس مضمون کو بھی مطابق اصل عبارت کے سمجھیے
اور اپنی مدعا کو بھی مطابق سمجھیے اور انصاف سے دیکھیے کہ کونسا ترجمہ مطابق عبارت
کی ہے پھر آنکھین کھولکر دیکھیے کہ الزام ہے یا تحقیق واللہ ہو الموفق **قوله** آنکہ خاتم المحدثین
یہہ فرماتے ہین کہ و پر بدیہی است کہ بیعت مہاجرین وانصار را کہ ہرگز بر معویہ پوشیدہ
نبود اگر جوی می شمرد چرا در حیات حضرت امیر در مجالس و مکاتیب خود ذکر میکرد
انتہی بقدر الحاجۃ۔ اسکا جواب یہہ ہی کہ یہہ لازم نہین کہ ہر آدمی اپنے ہر قول
و فعل مین ہمیشہ صواب پر ہی ہو اور اوسکی افعال و اقوال مین تناقض نہو بلکہ اہل ہوا

اصحاب دنیا کا یہہ ہی حال ہی کہ جسمین اپنا نفع دیکھتے ہین وہ اختیار کرلیتے ہین جب خلفا
ثلاثہ کی خلافت مین اپنا دنیوی فایدہ دیکھا اونکی صحت وحقیت خلافت کا قائل ہو گیا
اور جب سمجھا کہ جناب امیر علیہ السلام کے صحت خلافت مین وہ فایدہ دنیوی نرہیگا منکر
یاغی ہو گیا ورنہ آپ ہی فرماوین کہ اگر معویہ خلفا ثلثہ کی صحت خلافت پر مہاجرین وانصار
کی بیعت کا قائل تہا تو حضرت کی خلافت اوسکی نزدیک کیونکر اوس دلیل سے ثابت ہوئی تہی کیا
معویہ جو خال المومنین اور اصحاب رسول اللہ صلعم سے ہی اجماع اہل حل وعقد کو حجت نجانتا تہا
اور وہ بہی مثل روافض بعض عصمت وافضلیت کا قائل تہا یا اوسکی نزدیک خلافت کے
اور شرایط تہین اگر یہہ بات ہی تب بہی اجماع حجت نرہا اور خلیفہ اول کے خلافت
جو اجماع سے ثابت ہی اور اہل سنت کا اسپر ثابت ہی درست نرہی **اقول** اگرچہ اسکا جواب
... تامرتب ... ہی واضح ہے لیکن چونکہ حضرت مجیب کو عبارت تحفہ کی فہم مین
غلط ہوئی اور یہہ مضمون اوسپر بطور اعتراض بیان فرمایا ہلیئے آپکے خوش فہمی کا اظہار
ہی ... ہی بس صاف ہو کہ اے حضرت سید صاحب سخن فہمی جناب پر ختم ہے
جواب تو آپنے تحریر فرمایا لیکن پہلی تحفہ کی عبارت کا مضمون تو سمجھا ہوتا بے سوچے
سمجھے انا پ شنا پ یونہین لکہہ دینا کونسی عقل کا کام ہی چونکہ تحفہ عام طور پر ہر جگہ
دستیاب ہوتا ہی نقل عبارت کے کچہہ ضرورت نہین صرف بیان مضمون پر اکتفا
کرتا ہون اور اوسکے بعد آپکی جواب کے خوبیان ظاہر ہو جاینگی حضرت خاتم المحدثین رحمۃ اللہ علیہ
دلیل کے الزامی ہونے کی ابطال مین فرماتے مین کہ اگر یہہ دلیل الزامی ہو تو الزامی
دلیل ... الزم ہی کہ اوسکی مقدمات مسلم عند الخصم ہون ۔ اور امیر معویہ کے نزدیک
یہہ مقدمات ... مسلم نہی اوسکا مذہب جو اوسکی خطوط سے جو حضرت امیر کی خطوط کی
... بہی اور امامیہ وزیدیہ کی کتابون مین مذکور ہین ظاہر ہوتا ہی وہ یہہ ہی کہ جو مسلمان
... کہ مہمات امت کو سرانجام کریگی اور تنفیذ احکام و جہاد کفار وسیاست ...

اور تجہیز جیوش اور سد ثغور پر قادر ہو اور مسلمانوں مین سے ایک جماعت اوسکے ہاتھہ پر بیعت کرلین
خواہ وہ جماعت اہل مدینہ اور مکہ ہون یا اہل عراق و شام وہ امام ہے اور جسکے اندر یہہ صفات
مذکورہ نپائی جاوین اور اونپر قادر نہو اور دفع مفاسد نکرسکے گو وہ مہاجرین اولین سے ہو
اور اگرچہ اوسکے ہاتہہ پر مہاجرین و انصار نے بیعت کی ہو وہ صالح اور اہل للامامۃ نہین اور
بیعت اہل حل و عقد سے وہ امام نہین ہو سکتا پس جناب امیر رضی اللہ عنہ کی خلافت امیر معویہ
کی نزدیک اسیواسطی صحیح نہین ہے کہ اوسکے زعم مین جناب مین یہہ اوصاف مفقود تہی
بلکہ علاوہ فقدان اوصاف کی کہ جو خلافت کی لیی شرائط ہین بوجہ اتہام قتل عثمان رضی اللہ عنہ
اور اونکی قاتلین کے حمایت کے حضرت کو غیر مصلح اور ساعی فے الارض بالفساد گمان کرتا
تہا چنانچہ بارہا مجالس و مکاتیب مین ذکر کیا اور طنز و تعریض کے طور پر تخطیہ کیا تو ایسی
حالت مین جبکہ اوسکی نزدیک معاذ اللہ جناب امیر مین شرائط صحت خلافت ہی مفقود
ہین اور آپ اہل اور صالح للخلافت ہی نہین ہین تو بیعت مہاجرین و انصار اوسکی نزدیک
کیا حقیقت و وقعت رکہہ سکتی ہے اور یہہ بیعت اوسکی نزدیک کب تک صحیح اور مسلم ہو سکتی
ہی اور اس بیعت سے اوسپر کیونکر الزام دیا جا سکتا ہی بخلاف خلفاء ثلثہ رضی اللہ عنہم کی کہ وہ بحول اللہ
و قوتہ ان سب صفات کے ساتہہ متصف تہی مرتدین کی قوت و شوکت کو اون ہی کی ہمت
عالیہ نے خاک مین ملایا کسری و قیصر کے بڑی بڑی سلطنتین اون ہی کی حسن تدبیر سے
پامال ہو کر اہل اسلام کے قبضہ مین آئی شرق سے غرب تک اسلام کا شیوع اون
ہی کی قوت ایمانی اور نیک نیتی کا ثمرہ ہی اور اون ہی کے نامہ اعمال مین ثبت ہی
جناب امیر اسیواسطی ہمیشہ حسرت سے فرماتے رہی ابتلیت بقتال اہل القبلہ
اور اس سے زیادہ اونکی قوت و شوکت ہمت و شجاعت و حسن تدبیر کی کیا دلیل
ہو سکتی ہے کہ اونہون نے امت کو بزور و زبردستی ایسی شخص کے ہاتہہ سے غصب
کیا جو شجاعت مین یکتا اور تہور مین لاثانی اور جرأت مین بے مثل تمام قوم عاد کو تن تنہا

ایک لمحہ مین دار الفنا کو پوہنچا دیا اور منصوص من اللہ اور منصوب من الرسول تہا موت و حیات کا
بہی اوسکو علم تہا بلکہ اختیار بہی تہی اگر تمام روی زمین کے آدمی بہی اوسکے مقابلہ مین ہون
تو کچہہ پروا نہ کرے لیکن خلافہ تہا فی الواقع ایسی شخص سے زبردستی غصب کرنا بڑی شجاعت اور
عقل کی دلیل ہے بلکہ اس سے زیادہ یہہ ہی کہ معاذ اللہ تو یہ تو یہ خدا و رسول نے بہی کر کر بکمال تاکید
و تشدید یہ اشجع الناس و اعقل الناس کو فرمایا کرتا اونکی مقابلہ مین چون و چرا کچہہ نکیجو اور
بہولی سی بہی کبہی اپنی حق کا نام نلیجو اور اونسی بیعت بہی کر لینا اور جسطرح گذری تقیہ کے
پردہ مین اطاعت و آشتی سے گذارنا پس جب انکی اندر یہہ کمالات و جوہر تہی تو جب
اہل حل و عقد نے اونکی ہاتہہ پر بیعت کرلی تو معویہ کو اسمین کیا چون و چرا کی گنجایش تہی اور کسی
متدین عاقل کو اوسمین چون و چرا نہین ہو سکتی اب اسپر آپکا یہہ فرمانا کہ (اگر معویہ
صحت خلافت خلفاء بر بیعت مہاجرین و انصار کا قائل نہ تہا تو اونکی خلافت اوسکی
نزدیک کیونکر اور کس دلیل سے ثابت ہوئی تہی) بالکل لغو اور پوچ ہوگیا منشا اوسکا یہہ تہا
کہ مطلب عبارت کا نہین سمجہے اور بعد اوسکی یہہ فرمانا کہ (کیا عصمت و نص و فضیلت کا
قائل تہا یا اوسکی نزدیک اور شرطین تہی تب بہی ثبوت خلافت باجماع نرہا) اوس سے بہی
زیادہ لغو اور بیہودہ ہی عبارت تحفہ کو سمجہے اوس سے بخوبی واضح ہی کہ اوسکو کون امر تسلیم
خلافت جناب امیر سے مانع تہا اور وہ خلفاء ثلثہ مین موجود ہی یا مفقود نہ اوسکی
نزدیک شرائط ثلثہ شرط خلافت تہی نہ کوئی اور شرط تہی بلکہ بیعت اہل اسلام کو مع وجود الاہیہ
وجاہت دنیویہ شرط خلافت کہتا تہا جو اوسکی زعم مین جناب امیر مین مفقود تہی اور خلفاء
ثلثہ مین موجود۔ پس بروی اوسکی مذہب کے خلفاء ثلثہ رض کی صحت خلافت مین تامل و تردد
نہین ہو سکتا رہا یہہ الزام کہ امیر معویہ نے جبتک خلفاء ثلثہ کی خلافت مین اپنا دنیوی
فائدہ دیکہا اونکی حقیت خلافت کا قائل رہا اور جب سمجہا کہ جناب امیر کی خلافت مین
وہ فائدہ نہی گا منکر و باغی ہوگیا عجیب و غریب ہی کیا آپکی نزدیک امیر معویہ بہی مثل

جناب امیر کی محدث وغیب دان تہا کہ وہ اول ہی سمجھ گیا کہ حضرت کی خلافت مین وہ فایدہ
نہ ہی گا کیا امیر معویہ زیاد بن ابے سفیان سے بہی زیادہ برا تہا کہ آپنے اوسکو عامل مقرر فرمایا اور
امیر معویہ کو نکرلتے ۔ علاوہ ازین اگر آپکی نزدیک یہہ امر شنیع ہی تو آپکی حضرت محمد بن الحنفیہ نے
جناب سید الشہدا کی رفاقت ترک کی اور یزید کی خدمت اور آستانہ بوسی کا احرام
باندہا دستان مینہا ۔ آپکی صحابہ مقبولین نے جناب امیر کی خدمت چہوڑ کر خلفا کا عامل ہونا
قبول فرمایا ۔ پس آپکی نزدیک اگر یہہ حضرات مطعون بطلب دنیا ہین تو امیر معویہ بہی سہی
ورنہ جو جواب یہان دین وہ ہی وہان بہی قبول فرمادین ۔ **قولہ** واقعی یہہ الزامی
حجت جناب امیر نے اوسپر ایسی ختم فرمائی تہی کہ اوسکا کچہہ جواب نہ دیسکا اور صرف دو کاغذ
سفید وسادہ پیچیدہ کرکے اور یہہ عبارت لکہکر من معویہ بن ابے سفیان الے علی بن
ابی طالب بہیجدیئے چنانچہ ابن ابے الحدید نے زبیر بن بکار سے جو محدثین اہل سنت سے ہے
نقل کیا ہی کہ اونہی جریر بن عبد اللہ بجلی سے ایک طویل روایت کی ضمن مین روایت کی ہے
فلما جاء هذا الكتاب وصل بين ابيضين ثم طواهما وكتب عنوانهما من معوية
بن ابي سفيان الى علي بن ابيطالب ودفعهما الي لا اعلم ما فيهما ولا اظنهما الا جوابا و
بعث معي رجلا من بني عبس لا ادري ما معه فخرجنا حتى قدمنا الكوفة واجتمع
الناس في المسجد لا يشكون انها بيعة اهل الشام فلما فتح علي الكتاب لم يجد شيئا انتهى
پس جو نسبت اسکا آپکی خاتم المحدثین نے لکہا ہی اگر وہی ہوتا تو اس خط کی جواب مین کیون نہ
اسکو لکہا اس سے صاف ظاہر ہی کہ یہہ حجت الزامی اوسپر ایسی ختم ہوئی تہی کہ بجز سادہ کاغذ کچہہ
جواب نہ دیسکا کیونکہ ایسی مجبوری الزامی حجت ہی مین ہوسکتی ہی ورنہ اوس قسم کا جواب تو ہر شخص
اپنی عقل کے موافق دی سکتا ہی **اقول** امیر معویہ نے کے جواب نہ دینے اور سادہ کاغذ لپیٹ کر
بہیجنے کی نسبت جو کچہہ لکہا وہ حضرت کے باجود ادعائی ہمہ دانی کے کمال تبحر علمی پر صراحۃً
دلالت کرتا ہے اور اوسکی تکذیب ہماری پہلی قول سے جسمین ہمنے ابن ہشام سے جواب

اور جواب الجواب نقل کیا ہی کما حقہ ہوئی ہے اور ابن ابی الحدید باوجود معتزلی ہونے کے اگرچہ
علماء شیعہ کے نزدیک فی الجملہ معتبر ہی لیکن بمقابلہ ابن میثم اسکا قول ہرگز قابل احتجاج
نہین ہوسکتا ہی اور اہلسنت پر اسکی قول و روایت سے حجت لانا ہماری فاضل مجیب جیسی مناظرہ
دان کا ہی کام ہے غرض آپ شرح ابن میثم دیکھہ لیجئی آپکو ابن ابی الحدید کی روایت کی غلطی
معلوم ہو جائیگی اور ثابت ہو جائیگا کہ امیر معویہ نے ایسا جواب دیا کہ اگر یہہ تحریر الزام ہو
تو آپ یا منتم یا مفحم ہون اور اگر بفرض سادہ کاغذ ہی چپ رہ کرکے بھیجدیا تو اس سے ہماری مجیب
لبیب کا یہہ مطلب سمجھنا کہ چونکہ جواب کچھہ نہ تھا اسلیئی سادہ کاغذ لپیٹ کر بھیجدیا
اصلا غلط ہی کیونکہ ممکن ہے کہ اس وجہ سے سادہ کاغذ بھیجا ہو کہ اس امر کی طرف اشارہ ہو جاوے
کہ اسکا مدعا بیان کے قابل ہی نہین - چونکہ اپنے جریر کے ہاتھہ جو خط بھیجا ہے اوسمین
بیعت کی درخواست کی تھی تو یہہ سادہ کاغذ اوس سے انکار کے طور پر بھیجا تاکہ اوسمین ناکامیابی
پر دلیل ہو جاوے - یا ممکن ہے کہ سادہ بھیجنے سے یہ اشارہ ہی کہ یہہ تحریر قابل جواب
ہی نہین ہے پہلے آپ اپنے آپکو اہل اجماع للخلافت تو ثابت کرین - باقی رہا
یہہ فرمانا کہ ایسی مجبوری کی باتین بستہ ہی مین ہو سکتی ہے - ورنہ اور قسم کا جواب
تو تحریر مین بھی مخالف کے موافق دیا جا سکتا ہے) حضرت کی کمال مناظرہ دانی پر دال ہی
معلوم نہین کہ یہہ بات آپکو معلوم نہین کہ اقسام ادلہ مین سے کونسی دلیل زیادہ قوی اور معتبر
ہوتی ہے - حضرت میر صاحب الزامی دلیل کے واسطے یہہ لازم نہین ہے کہ باعتبار واقع
اور نفس الامر کے بھی صحیح ہو یا نہو پس اگر اوسکی صحت ہو گئی ہی تو صرف بزعم مستدل عند الخصم
ثابت ہی خواہ واقع مین اور عند الخصم غلط ہی کیون نہو اور ہم اس تحریر کو جو دلیل تحقیقی
اور مقدمات حقہ سے مرکب کہتی ہین اوس سے یہہ مراد ہی کہ یہہ دلیل عند اللہ حق ہے
اور باعتبار واقع کے صحیح تو ہر یک مسلمان کو اوسکا اتباع واجب ہی کیونکہ جسکی حقیقت
اصول شرع سے ثابت ہو وہ تمام اہل اسلام کو واجب القبول ہے اور مستدل اور خصم کے

ہوتی ہین اور نہین سمجھتے اگر اس عبارت کو بھی نہ سمجھی تو کچھہ تعجب نہین اس کلام مین
قدر الزام سے جسقدر زیادہ بسط کیا ہی وہ صاف طور پر اسکی تحقیقی ہونے پر دال ہے
تو جب ایسی کھلی بڑہائی جاینگی جو الزامی ہونے کو باطل کرینگی تو کیونکر مخالف کی نزدیک
باعث قدر و منزلت دلیل کے ہونگی تو شاہ صاحب رحمۃ اللہ فرماتے ہین یہ چشم پوشی
کرنا اطراف وجوانب کلام سے جو زاید قدر الزام سے ہے الزام صرف اسیقدر سے حاصل
ہو سکتا ہے کہ ذکر بیعت فرما دیتی اور باقی عبارت کو فاذا اجتمعوا علی رجل سے آخر
تک الزام مین کچھہ دخل نہین ہے ترک کر دیتے امام معصوم معاذ اللہ کیون جھوٹ بولی اور وہ بھی
خدا تعالی کے نام پر کہ کان للہ رضی ویصلہ جہنم وساءت مصیرا کمال نشاط و تحسین و تاکید
وتکرار کے ساتھہ معاذ اللہ غرض کلام کی اطراف جوانب جو زاید قدر الزام سے ہین وہ
ہین جنکو الزام مین کچھہ دخل نہین بلکہ کذب ہی اصل اور الزام کے مخالف ہین اس مین
بسط و نشاط کرنا سراسر بیجا اور ناجائز ہی سا افسوس کہ کلام مین اسقدر بسط و نشاط ہو
اور ایک لفظ بھی ایسا نہ فرماوین جو اسکی الزام ہونے پر دال ہو بلکہ جسقدر بسط کرین وہ
اور نشاط اوسکی تحقیقی ہونے پر زیادہ دلیل ہوتا جاتا ہی آپ ہی کہ اعتقاد کے بموجب حجت اللہ
کی ایسی کلام ہو سکتی ہے کہ ارادہ کچھہ کرین اور زبان سے اوسکی خلاف کچھہ ظاہر ہو معاذ اللہ
من سوء الظن **قولہ** معہذا یہہ کلام گو بطور الزام فرمائے مگر واقع مین عین صدق
محض حق ہی اور اسی سے بطلان خلافت خلیفہ اول ثابت ہے کیونکہ خلیفہ اول کی بیعت
پر سب مہاجرین وانصار کا اجماع نہین ہوا کیونکہ جناب امیرؑ و بنی ہاشم وغیرہ و سعد
بن عبادہ نے بیعت نہین کی چونکہ اسمین ذات ستودہ صفات جناب امیر بھی
داخل ہے کیونکہ آنحضرت بھی جملہ مہاجرین بلکہ رئیس المہاجرین تھی فی نفسہ
ہماری موید ہی اس تقریر پر جا ہیی کہ شش ماہ تک خلیفہ اول خلیفہ نہ ہوے **اقول**
الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ اسوقت ہماری فاضل مجیب نے اس دلیل کا تحقیقی ہونا

يرد وقوله وانما الى قوله تولى تقرير لكبرى القياس وحصر الشورى والاجماع في
المهاجرين والانصار لانهم اهل الحل والعقد من امة محمد صلى الله عليه وسلم
فاذا اتفقت كلمتهم على حكم من الاحكام كاجتماعهم على بيعته وتسميته اماما كان
ذلك اجماعا ورضى لله اى رضا له وسبيل المؤمنين الذي يجب اتباعه فان خالف
امرهم وخرج عنه بطعن فيهم او من اجمعوا عليه كخلاف معوية وطعنه فيه بقتل عثمان
ونحوه او ببدعة كخلاف اصحاب الجمل وبدعتهم في نكث بيعته ردوه الى ما خرج عنه فان
ابى قاتلوه على اتباعه غير سبيل المؤمنين حتى يرجع اليه وولاه الله ما تولى واصلاه
جهنم وساءت مصيرا ۔ اگرچہ اس عبارت سے اس دلیل کا تحقیقی ہونا صاف وصریح
مفہوم ہوتا ہے۔ لیکن چونکہ بمقابلہ اعتراف سامی اس عبارت سے اوسکی تحقیقی ہونے
پر کسی شاہد وبرہان کی ضرورت نہیں تو یہہ عبارت صرف بطور تنبیہ وتشریح اجزاء قیاس
عرض کی گئی ہے تو جب اس کلام کا حسب اعتراف فاضل مجیب عین صدق اور
محض حق ہونا ثابت ہوا تو اس کلام میں ابوبکر وعمر وعثمان کے حقیت خلافت کی شاہد ہے
اپنی خلافت کے حقیت پر استدلال کیا ہے اگر اونکی خلافت کے صحت حقیت کسی دلیل
سے باطل ہو تو آپ کے خلافت بھی ثابت نہوگی اور اگر اونکی خلافتیں حق ہونگی تو چونکہ یہہ خلافت
بھی اون ہی پر متفرع اور اون ہی کی قدم بقدم ہے یہہ بھی حق ہوگی تو اس کلام کے
عین صدق محض حق ہونے کی صورت مین ثبوت حقیت خلافت خلفاء ثلثہ کی

له ۱۱ یہہ نتیجہ قولہ فلم یکن سے قولہ برد تک ہے اور قولہ انما سے قولہ تولی تک کبری قیاس کی تقریر ہے اور شوری اور اجماع کو مہاجرین
اور انصار میں حصر کیا کیونکہ سب محمد صلی اللہ علیہ وسلم مین وہ ہی اہل حل عقد ہین جب وہ متفق ہوگئے کسی حکم پر احکام مین سے
مثلاً جیسا آپکی بیعت اور آپکی امام جاننے پر تو یہہ اجماع صحیح اور اللہ کا پسندیدہ اور مومنین کا رستہ جسکا اتباع واجب ہی ہوگا پھر
اگر کوئی اونکی امر کی مخالفت کرے اور اون مین سے اوسپر طعن کر کے نکلے جیسا کہ معویہ نے خلاف کیا اور حساب مین قتل عثمان
کا مع ... یا مثل اسکے یا کوئی شخص بدعت کرکے نکلے جیسا اصحاب جمل نے خلاف کیا اور بدعت نکالی تو اونکو لوٹا دو جس جگہ سے
نکلے ہیں اور اگر انکار کرے تو لڑو مسلمان لوگ سوا دوسرے رستہ کی پیروی کرنے پہچانا تک کہ اوسطرف لوٹے اور متوجہ کریگا خدا اوسکو اوسطرف
جدھر وہ پھرا ہے اور جہنم مین داخل کریگا اور وہ بری جگہ ہے - ۱۲ -

اولاً یہی اور ثبوت حقیت خلافت جناب امیر ثانیاً کیونکہ اولاً اجماع و بیعت اہل حل و عقد کے
صحت حجیت ثابت ہوئی بعد اوسکی صحت و حقیت خلافت خلفاء ثابت ہوئی اوسکے بعد
حضرت کی خلافت کی حقیت ثابت ہوئی اسپر ہماری فاضل مجیب کا یہہ ارشاد کہ اسی سے
بطلان خلافت خلیفہ اول ثابت ہی کیونکہ خلیفہ اول کی بیعت پر سب مہاجرین و انصار کا
اجماع نہین ہوا الخ قابل تماشا ہے منصفان روزگار اولی الابصار و الابصار ہی کیونکہ اس
قول مین کہان ہی کہ انعقاد خلافت کے لیے تمام مہاجرین و انصار کی بیعت کی ضرورت ہی
اور اس کلام مین کس جگہ اشتراط اجتماع جمیع اہل حل و عقد حقیت خلافت کے لیے لکھا ہی
اسمین تو صاف و صریح مثل آفتاب روشن ہے کہ میری ہاتہہ پر بیعت اون لوگون نے
کی۔ جنہون نے ابوبکر و عمر و عثمان کی ہاتہہ پر کی تہی خواہ وہ تمام مہاجرین و انصار تہی
اور خواہ وہ بعض تہے اور خواہ وہ دس تہی یا پانچ تہے یا ہزار تہے یا دس ہزار تہی
جسقدر تہی اونکو بیعت کرنے سی انعقاد خلافت ثابت ہوا اور حقیت خلافت متحقق ہوئی
خواہ جناب امیر و بنی ہاشم و سعد بن عبادہ شریک تہی یا نہین تہی حضرت امیر نے اس
قول عین صدق و محض حق مین یہہ تسلیم فرمالیا کہ جنہون نے خلفاء سے بیعت کی وہ
کرچکی تہی اور اگرچہ بالفرض وہ مہاجرین بہی نہین تہی کیونکہ معرفت حجت کے جو شرط حجیت
علی مزعوم الامامیہ ہی مفقود تہی تاہم اونکا بیعت کرنا موجب حقیت خلافت تہا پہر اس
پر دعوی عدم ثبوت خلافت خلفاء کو ذرا سوچیی اور دلمین شرمائیی حفظت شیئاً و
غابت عنک اشیاء خود اس خط کا یہہ جملہ فلم یکن للشاهد ان یختار ولا للغائب ان یرد
اور شارح کا یہہ قول فلیس لمن شہد بیعتہم ان یختار غیر من بایعوہ ولا للغائب
عنہا ان یردھا اور یہہ فرمانا وذلک یستلزم کونہا لازمۃ لمن حضر او غاب

سلہ اور شخص کو اونکی بیعت مین حاضر ہو اوسکو یہہ امر حاصل نہین ہے کہ اوسکی سوا کسیکو اختیار کری
جسکو سا نہہ اہل حل و عقد نے بیعت کی ہی اور نہ غائب کو حاصل ہے کہ اوسکو رد کرے ۱۲ سلہ
اور یہہ حاضر و غائب پر لازم ہونیکو مستلزم ہی ۱۲

بدلالت مطابقی اس امر کو مثبت ہی کہ بعد لوگوں کے جنہوں نے خلفاء ثلثہ سے بیعت کی
بہی کسی غائب کے غیبوبت اور کسی متخلف کا تخلف اسکو قادح نہیں ہی اور نہ اوسکی انعقاد
کو مانع ہے بلکہ جب اونہوں نے بیعت کر لے چونکہ انکا ضلالت پر اکہٹا ہونا محال ہے
اور سب کا حق سے الگ ہونا ناممکن ہے لہذا وہ خلافت راشدہ ہو لی ہی اور سب حاضرین وغائبین
پر لازم ہوجاتی ہی تو جیسا طلحہ و زبیر و ابن سعود و جمیع اہل شام پر باوجود اونکی تخلف کی لازم
ہوگئی تہی اسیطرح جناب امیر و زبیر و بنی ہاشم و سعد بن عبادہ پر لازم ہوگئی تہی پس
جبکہ حسب اعتراف سامی یہ کلام عین صدق اور محض حق ہوئی اور فی الواقع یہی ہی تو
اور اس سے جو آپ نے اپنی خوش فہمی سے بطلان خلافت خلفا سمجہا تہا وہ بالبداہۃ باطل
ہوا تو اس سے ملاحظہ فرمائیے کہ آپکے شبہ ابطال ثلثہ بلکہ تمام امامت بلکہ تمام اصول و فروع کا
کیا حال ہوا سب پر یکقلم پانی پہر گیا اور مٹی چہٹ گیی اور آپکی بلکہ جناب امیر کی اعتراف
سے صحت حقیت مذہب اہل حق ثابت ہوئی والحمد اللہ علی ذلک مضمون آیت۔
هوالذی ارسل رسوله بالهدی ودین الحق لیظهره علی الدین کله صادق آیا
باقی رہا نفس تخلف کی بنسبت گزارش ہی کہ جناب امیر و حضرت زبیر کے تخلف کے نسبت
پہلی مفصلاً عرض ہوچکا ہے سعد بن عبادہ کا بیعت سے تخلف کرنا
مرجوح اور ضعیف ہی چنانچہ صواعق او صواعق او منتہی الکلام وغیرہ سے معلوم ہوتا ہی اور ابن میثم
بحرانی نے بہی اپنی کبیر شرح نہج البلاغۃ مین اسکی طرف لفظ قیل سے اشارہ کیا ہی وھکذا
سعد بن عبادۃ وھو مریض فادخل منزله وقیل انه بقی ممتنعا من البیعۃ حتی مات
بحوران من طریق الشام۔ علاوہ ازین حسب اقرار سامی اگر بفرض محال
خلیفہ اول چہہ ماہ تک امام نہون اور بعد چہہ ماہ کے امام مطلق اور خلیفہ برحق

سلہ اور سعد بن عبادہ کو مرض کی حالت مین اٹہا کر گہر مین لیگئی اور کہا گیا ہی کہ وہ بیعت سے باز رہا تہا
راہ شام مین حوران مین اوسکی انتقال ہوا۔ ۱۲

ہوجاوین تو آپ خیال کر لیجیے کہ مذہب شیع کی سقیفال کے واسطے تو یہہ بہی بہت کچہہ ہے
پہر آپکا بعد چہہ ماہ کے خلافت کو حق تسلیم کرنا خود آپکی حق مین باعتبار آپکی مذہب کے
سم ہوگیا۔ اچہا اگر آپکی دین وایمان وعقل وانصاف کے روسی خلیفہ اول چہہ ماہ تک
خلیفہ نہون اور بعد شش ماہ اونکی خلافت ثابت ہوئی ہو تو آپ اوسی وقت سے اونکی
حقیت خلافت کے قائل ومعتقد ہو جیئی شش ماہ کے لیے یہہ ہم آپ سے سمجہہ لینگے
ہان خوب یاد آیا اسکی تو ہم آپکی نہایت شکر گذار ہین کہ آپنے اس کلام کو باعتبار واقع اور نفس
الامر کے عین صدق ومحض حق تسلیم فرمایا۔ لیکن آپنے اوسکے ساتہہ یہہ کیا فرمایا
کہ (یہہ کلام کو بطور الزام فرمائی) اگر اس سے یہہ مراد ہی کہ یہہ کلام دلیل الزامی ہے
لیکن باوجود اسکی پہر واقع مین عین صدق اور محض حق ہے تو ظاہر البطلان ہے
کیونکہ دلیل الزامی صرف اوسکو ہی کہتی ہین جو صرف مسلمہ خصم ہو اور بطور مجازات
مع الخصم ذکر کیجاوی اور اگر یہہ مراد نہین ہے تو اسکی ذکر کرنیکی کیا ضرورت تہی اور کیا
اسمین فائدہ تہا۔ ظاہر ہے کہ دلیل تحقیقی سے بہی مقصود یہی ہوتا ہی کہ خصم بہ
مدعا کو لازم کرین اور اسکا تسلیم کرنا واجب ہو۔ غرض الزام وتحقیق کا اجتماع مستحسن ولذیذ از
صرف حضرت مجیب کے مناظرہ دانی کے ارفع دلیل ہے۔ ہم نے یہہ جملہ صرف آپکی
دعوی مناظرہ دانی کی ہی وجہ سے ذکر کردیا ہے وبس۔ **قولہ** اور نیز نہج البلاغہ
مین اس خط سے چند ورق پہلے ایک خطبہ موجود ہی جسمین یہہ عبارت ہی لا یقع اسم
المہاجر علی احد الا بمعرفۃ الحجۃ فمن عرفہا واقر بہا فہو مہاجر۔ اور ابن ابی الحدید
نی اسکی شرح مین لکہا ہی لا یصح ان یعد الانسان من المہاجرین الا بمعرفۃ امام
زمانہ وہو معنی الا بمعرفۃ الحجۃ فی الارض قال فمن عرف الامام واقر بہا
فہو مہاجر۔ انتہی۔ جناب امیر علیہ السلام کے اس فرمان کے بموجب خلیفہ اول کی
سبعیت کرنے والی مہاجرین بہی نہ ہے کیونکہ اسوقت حجۃ اللہ وامام وقت جناب

امیر علیہ السلام تھی کہ اونہون نے نہ پہچانا اور اگر موافق اہل سنت کے اسکے معنی یہی جائین
تو معاذ اللہ جناب امیر علیہ السلام و بنی ہاشم وغیرہ مہاجرین نہین ہیتے **اقول**
اس قول مین بوجوہ چند بحث ہی۔ اولاً افسوس کہ ہماری فاضل محجیب نے شرم وحیا کو
بالای طاق رکہکر یعنی شیعی اور ابن ابی الحدید معتزلی بلکہ شیعی کے اقوال سے ہمپر استدلال
فرمایا ہم نے کب تسلیم کیا ہی کہ یہہ خطبہ قول جناب امیر علیہ السلام کا ہی ہم ایسی پوچ و لچر
اقوال کو جو باعتبار لغت و اصطلاح کے ہرگز صحیح نہین کب جناب امیر کیطرف منسوب
کرتے ہین ثانیاً ہمنی کب کہا ہی کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ یا حضرت علی رضی اللہ عنہ ایسے
حجۃ اللہ اور امام مطلق تھے جنکی نہ پہچاننی سے آدمی مہاجر نہین رہتا۔ ثالثاً ہمنی ہرگز
نہین کہا ہی کہ ثبوت ہجرت کے واسطے معرفت خلیفہ وقت شرط ہی۔ رابعاً ہم ہرگز
نہین کہتی کہ جناب امیر و بنی ہاشم وغیرہ کو امام وقت کی معرفت نہین تھی خامساً
ہم کہتی ہین کہ اس قول مین امام سے مراد خلیفہ نہین بلکہ رسول ہی اور اوسکی معرفت سے
مراد اوسپر ایمان لانا ہی یعنی مہاجر انسان اوسوقت ہوتا ہی جبکہ رسول پر ایمان لاکر
ہجرت کرے ورنہ مہاجر نہین ہوتا۔ سادساً اگر مہاجر ہونا معرفت خلیفہ پر ہی موقوف
ہو تو ہم کہتی ہین کہ حسب مذاق شیعہ خلفاء ثلثہ اور اونسی بیعت کرنے والی سب مہاجرین
تھی کیونکہ اونکو معرفت حجۃ اللہ فی الارض حاصل تھی ایسی کہ اونہون نے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے علی زعم الامامیہ جناب امیر کی خلافت و امامت کی نسبت ہزارہا نصوص صریحہ
تھی مع ہذا التاکیدات و تشدیدات قارع صماخ ہوئی اور یہی نہین تو خم غدیر کا
خطبہ تو خود ایسا تھا جو اب تک اہلسنت کی بہی کتابون مین مروی ہی علاوہ ازین بہت
روایتین شیعہ کی اسپر دال ہین کہ صحابہ نے نکث عہد کیا اور اوسکو پس پشت
ڈال دیا خلاصہ یہہ کہ اسمین کسی شیعہ کو چون و چرا نہین ہی کہ صحابہ حضرت امیر کو
امام برحق و خلیفہ مطلق جانتے تھی لیکن باوجود امام برحق جاننے کے بطمع نفسانی

مقصد ہی خلافت ہوئی اور حق جناب امیر کا غصب کیا غرض اس ساری گفتگو سے یہہ ثابت ہوا کہ علے زعمہم تمام صحابہ جناب امیر کو خلیفہ برحق پہچانتی تھی۔ لیکن معاذ اللہ طمع نفسانی کے ہاتہہ سے لاچار ہوکر مخالفت اختیار کر رکھی تھی پس اس سے ثابت ہوا کہ وہ مہاجرین ہوئی کیونکہ مہاجر ہونے کے جو شرط معرفت امام کی ہی وہ اونمین پائی گئی اور چونکہ مہاجر ہونے کے واسطی صرف معرفت شرط ہی تسلیم و انقیاد کا ہونا اس کی مفہوم نہین ہوتا اسلیے عدم انقیاد و تسلیم اونکی مہاجر ہونے کو مضر اور قادح نہوئی چنانچہ خداوند تعالے شانہ نے اوس معرفت کو جو کہ کفار کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حاصل ہے جسکو ان الفاظ کے ساتہہ تعبیر فرمایا ہے یَعْرِفُوْنَہٗ کَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآئَہُمْ وَ جَحَدُوْا بِہَا وَ اسْتَیْقَنَتْہَآ اَنْفُسُہُمْ ظُلْمًا وَّ عُلُوًّا۔ ایمان کے تحقیق کے واسطی کافی نہین فرمایا اور یاں فقط صرف معرفت ہی ضروری ہی اور وہ متحقق ہے تو مہاجر ہونا صحابہ کا متحقق ہوا۔ سابعاً اگر صحابہ مقبولین ہی جنہون نے خلفا ثلثہ کی بیعت کی اور اونکی حکم کے موافق خدمات بجالائی کوئی عامل ہوا اور کوئی حاکم ہوا وہی مہاجرین نہی جو جواب اونکی طرف سے دیجیگا وہی ہماری طرف سے قبول کریجیگا ثامناً باعتبار لغت کی مہاجر وہ ہی جو ایک جگہ سے چہوڑ کر دوسری جگہ چلا جاوی اور اصطلاح شرع مین وہ ہی جو مومن دار الکفر سے قطع تعلق کرکے اور جدا ہوکر دار الایمان مین آکر متوطن ہو پس معرفت خلیفہ کی ہجرت کے لیے نہ لغۃً ہی نہ اصطلاحاً تاسعاً اگر اسوقت کوئی شخص دار الکفر مین ایمان لاوی اور اوسکو چہوڑ کر دار الاسلام مین توطن اختیار کری تو مہاجر ہی کہ اسوقت بعد غیبت کبری کے امام کی معرفت شیعون اخص الخواص کو بہی حاصل نہین ہی چہ جائیکہ ایک بیچارہ نومسلم کو حاصل ہو تو ایسی حالت مین شیعیان

ف ۱ اوسکو پہچانتی ہین جیسا اپنی بیٹونکو پہچانتی ہین ۱۲ ف ۲ اور اونہون نے اسکا انکار کیا از راہ ظلم اور بڑائی کے اور اونکی دلون نے اوسکا یقین کر لیا تہا ۱۲

مستحق اور ظاہر ہی کہ رسول ع کے زمانہ میں جن لوگون سے بعد ایمان لانے کے دار الکفر کو
چہوڑا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں توطن اختیار کیا تو اونکو حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی معرفت اور تسلیم و انقیاد حاصل ہی تھا تو اس اعتبار سی وہ لوگ مہاجرین تھے اور
اسلیے خداوند تعالے نے جابجا اونکو مہاجرین کے نام سے ذکر کرکے مشرف فرمایا
تو جب اونکا مہاجر ہونا مشخص ہو گیا تو مراد سکی لیے کسی حالت منتظرہ کی ضرورت جیساکہ
نہین رہی اور نہ اور کوئی موقوف علیہ ہے لیکن اس قرن کے بعد کے لوگ جو امام کے
زمانہ مین ہجرت کرین گے انکا یہی بموجب اس قول کے اوس امام کے موقت ضرور
ہوگی دیس لیکن اگر نظر تدقیق سے دیکہا جاوی تو تخصیص بس امر کی کہ معرفت امام موجود
شرط ہجرت ہی بالکل غلط ہی کیونکہ مشاہدہ تو شرط نہین اخبار پہ مکتفی ہی تو جس لئے گذشتہ
ائمہ مین سی بہی کسیکو پہچان کر بلکہ نبی ہی کو پہچان کر ہجرت کی تو چاہی کہ وہ مہاجر ہو
اور جملہ ولا یدخل لاحد منہا بعد الوصفان نے تخصیص مسمی الحجۃ المذکور صاف
دلالت کرتا ہی کہ معرفت لا علی سبیل تعیین کسیکی ہونی چاہیی علاوہ ازین کیا ضرور ہی
کہ حجت سی مراد بتقلید ابن ابی الحدید خلیفہ ہو بلکہ حجت سے مراد حکم خداوندی ہی جو نبی نے
اونہلیغسے پہنچایا اور ایمان کیطرف دعوت کی جو شخص بس حکم خداوندی کو جو انبیا اور ائمہ
کے واسطہ سی پہنچی پہچانی اور ایمان لا کر دار الکفر سے قطع تعلق کرکے دار الاسلام مین آیا ہو
وہ مہاجر ہے چنانچہ عبارت آئندہ اسپر دلالت کرتی ہی ولا یقع اسم الاستضعاف[ف]
علے من بلغتہ الحجۃ پس اسجگہ حجت سی خلیفہ مراد لینا خود غلط ہی۔ ہان حسب تحریر شارح
فاضل محجت خط انہ ما یعنی القوم الذین الخ عین صدق و محض حق ہی جو مثبت حقیقۃ
خلافت خلفاء ثلثہ ہی لو بجای خود اما کو حجت شناو کرہی رکہا ہی جسکی نہ پہچاننی سے
مہاجر ہونا باطل ہوتا ہی اور یہ بہی اعتراف ہی کہ جناب امیر نے خلفاء ثلثہ کو خلفاء

ف استضعاف کا نام اوسپر واقع نہین ہوتا جسکو حجت پہونچ گئی ہو ۱۲۔

نہین مانا تو لازم آیا کہ حضرت امیر و بنی ہاشم و زبیر وغیرہ مہاجر نہ ہی اور من لم یعرف امام زمانہ کی وعید مین زیادہ نہین تو شش ماہ تک حسب اعتراف فاضل مجیب داخل ہوئی۔ تعجب یہہ ہی کہ مہاجرین ہونے مین تو یہہ تصرف کیا لیکن انصار ہونے مین کچہہ کیون نہ تراش گیا۔ شارح ابن ہیثم کی کلام سے جو اس خطبہ کے متعلق ہی معلوم ہوتا ہی کہ اس جملہ مین ہی آپکی حضرت رضی نے قطع و برید فرمائی ہی چنانچہ مختصر مین لکہتے ہین والکلمۃ وما قبلہا وما بعدہا وہو قولہ لایقع اسم الہجرۃ الی قولہ قبلہ کلمات ملتقطۃ منقطعۃ اب آپ اس گزارش کو ہی ملاحظہ فرمائیے اور اپنی استدلالات کو ہی دیکہیے **قولہ** جناب امیر علیہ السلام حجت خدا تہی ایسی کلام جامع مانع فرماتے تہی کہ مخالف کو چون وچرا کی گنجایش ہی نہ ہی **اقول** یہہ تو حضرات کا محض زبانی دعوی ہے دعوی ہے جسقدر اسکی ثبوت مین تحریر فرمایا وہ فی الحقیقت اس دعوی کو تو مثبت نہین ہان اسکی نقیض کو مثبت ہی چنانچہ جو کچہہ مجملاً ومفصلاً گذارش ہوچکا منصف لبیب کے لیے وہ ہی کافی ووافی ہی۔ **قولہ** انما الشوری الخ اصل مین یہ واقعہ مین قایع بنیان خلافت خلفاء سابقہ ہی اور ظاہر مین انکی مذہب کے موافق ہی سوای حجت الٰہی یہہ کسیکا کلام نہین **اقول** معاذ اللہ توبہ توبہ اصول تشیع مین حجت الٰہی اوسکا نام ہی جو ظاہر مین کچہہ ہو اور باطن مین کچہہ اور اوسکا قول ذووجہین ہو اسلیے حضرت امیر کی کلام مین یہہ اعجاز ہی جیسا آپکا ظاہر و باطن یکسان نہ تہا ظاہر مین خلفاء سابقہ کے ساتہہ خلا وملا محبت والفت رکہتے تہی اور باطن مین خلاف وعداوت اوسیکا اثر گویا حسب زعم مجیب لبیب آپکی کلام مین ہی کہ اسکا ظاہر کچہہ اور باطن کچہہ اور ہی ہی لیکن سوای مخلصین لسانی کے دوسرونکو اوسکا سمجہنا محال ہی اہل فہم اس تقریر سی اس قول کے لغو اور واہی ہونے کی علاوہ یہہ ہی سمجہہ گیے ہونگی کہ اصول تشیع پر جناب امیر معاذ اللہ وحاشاہ عن ذلک

ف۱ اور یہہ کلمہ اور اسکا ما قبل اور ما بعد اور وہ قولہ لایقع اسم الہجرۃ سی قولہ قبلہ تک کلمات ملتقط اور منقطع ہین ۱۲۔

[illegible] علوم ہوتا ہی کہ [illegible]

صفت نفاق مین تمام منافقین سی بڑہکر تہی کہ اونکا راز تو فاش ہی ہوگیا ہتا لیکن یہہ عقدہ کہل ہی نہین سکتا نعوذ باللہ من ذالک۔ ان حضرات دشمن دوست نما اہلبیت سی کوئی پوچہی کہ ایسی واہیات باتونسی جن سے علاوہ توہین اہلبیت کی خود اپنی عقل وفہم پہہ دہبہ لگی اور الزام آدمی کیا حاصل ہے اسیکی بدولت ہماری فاضل مجیب اپنی اون روایات کی صحت سی ہاتہہ دہو بیٹہین جنمین تو وہ تو وہ مناقب شجاعت وشوکت بمقابلہ خلفائ روایت کیی جاتے ہین کیونکہ جب جناب امیر کو یہانتک اخفا منظور تہا اور یہانتک رعایت فرمائی تہی کہ محض اونکی خوشنودی کے واسطی ایسی کلام فرمائی تہی جو بظاہر اونکی موید ہو اور فی الحقیقت اونکی خلافت کی قاطع بنیان ہو تو کیونکر ممکن ہے کہ ایسی امور جو باعث اثارہ وہیجان فتن ہون برملا عمل مین لاوین بہذا ہماری فاضل مجیب نے اپنی زبان شریف سی یہان ہی اسقدر اعتراف فرمایا کہ یہہ کلام بظاہر خلاف ہے کی مذہب کے موافق ہی اور ایسین ہمارا مدعا ہی کیونکہ جب ہمکو ظاہر کا ہی مامور اور پابند فرمایا اور یہہ حکم نہین کیا کہ لوگونکی دل چیر کر دیکہین تو جب ظاہر کے اعتبار سی حسب اعتراف سامی ہماری موید ہی تو ہماری استدلال کے حقیت کے لیی بس ہی خداوند تعالے کی یہان ہی ہماری لیی یہہ ہی آپکی حجت الہی کا قول سند کافی ہوگا اور واضح رہی کہ ظاہر مین اس خطبہ کا خلفا ثلثہ کی مذہب کے موید ہونا اوسی وقت ممکن ہی جبکہ اوسکو دلیل تحقیقی قرار دیا جاوے اور عدم وجدان اجماع سی بطلان خلافت پر حجت لایا جاوی اور اگر اوسکو دلیل الزامی قرار دین جیسا کہ علماء شیعہ نے توہم فرمار کہا ہی تو پہر بظاہر موید ہونا ہی غلط ہوگا تو اس صورت مین آپنے اوسکی تحقیقی ہونے کا اعتراف فرمالیا وللہ الحمد۔ باقی رہا اس قول کا فی الحقیقت قاطع بنیان خلافت خلفاء ہونا سو بحول اللہ تعالے وقوتہ بخوبی ہم اسکا قلع بنیان کر چکی ہین ضرورت اعادہ نہین قال الفاضل المجیب۔ قولہ۔ اور دوسری جگہ مذکور ہے۔ وانہ لابد للناس من

امیر برا و فاجر یعمل فی امرتہ المؤمن و یستمتع فیھا الکافر - اقول - حضرات اہل سنت کے فہم و عقل پر تعجب ہی کہ اصل مطلب کو نہین سمجہتے فحوای کلام کو نہین دیکھتے اقبل و ما بعد کا کچھہ خیال نہین کرتے جہان لفظ امیر وغیرہ دیکھا اور فوراً سند الزاماً نقل کر دیا اور اپنی زعم مین اہل حق کو جواب دیدیا آدمی کو کچھہ تو عقل و علم سے بہی کام لینا چاہیے انصاف بالائی طاعت مشہور ہی یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی اسکی جواب مین ہم اور کچھہ نہین صرف اسقدر بادب گذارش کرتے ہین کہ اہل علم و انصاف فریقین کے مذہب کی تحقیقات کا اصولاً و فروعاً عموماً اور ہماری اور ہماری فاضل مجیب کے تقریرات کا خصوصاً موازنہ کرکے دیکھین اور جو کچھہ امر واجبی انصاف سے اونکی سمجہہ مین آوی فرماوین - **قولہ** اب ذرا انصاف فرماوین کہ اگر آپکا یہہ توہم صحیح ہو تو اوس سے لازم آتا ہی کہ معاذ اللہ جناب امیر علیہ السلام کے نزدیک عدالت بہی شرط امامت نہ تھی کیونکہ آپکی غرض اس نقل کرنے سے یہہ ہی کہ آنجناب نے فرمایا ہی کہ آدمیونکو امیر نیک یا فاسق و فاجر سے چارہ نہین پس اگر عصمت شرط امامت ہوتی تو فاجر کی امامت کیون صحیح ہوتی حالانکہ جناب امیر نے فاجر کی امامت صحیح فرمائی و فاجر معصوم نہین اگر یہہ بات درست ہی تو باوجود ادعای تمسک اہل بیت حضرات اہل سنت عدالت کی قید کو وقت نصب ہی کیون ہنوز کیون لگاتی ہین چنانچہ آپکی خاتم المحدثین تحفہ مین فرماتے ہین آری در وقت نصب باید کہ مرتکب کبایر و مصر بر صغایر نباشد یعنی عدالت است **اقول** مناظرہ دانان روزگار و ارباب قانون توجیہ و استدلال کہان ہین جو ہماری فاضل مجیب کے ادعای مناظرہ دانی کا تماشا دیکھین کہ حضرت کو اپنی منصب کا بہی ہوش نہین رہا بندہ نے ابطال شرائط امامت کے لیے الزاماً نہج البلاغۃ کی ایک عبارت

لہ اور یہہ کہ ضرور ہے کہ لوگون کے لیے امیر خواہ نیک ہو یا فاجر مومن اوسکی امارت مین عمل کرے اور کافر اوسمین فائدہ اوٹہاوے - ۱۲منہ

نقل کے تھی جس سے صاف متحقق ہوتا ہی کہ امامت کے لیئے عصمت وغیرہ تو ایک طرف عدالت بھی شرط نہین ہی کیونکہ فاسق وفاجر کی امامت کو جناب امیر نے بزعم شیعہ ضروری تسلیم فرمائی اور فرماتی ہین واِنَّہٗ لَابُدَّ لِلنَّاسِ مِنْ اَمِیْرٍ بَرٍّ اَوْ فَاجِرٍ اس کے جواب مین ہمارے حضرت فاضل مجیب ارشاد فرماتے ہین (کہ اگر آپکا یہہ توہم صحیح ہو تو لازم آتا ہی کہ معاذ اللہ جناب امیر علیہ السلام کے نزدیک عدالت بھی شرط امامت نہو) مین کہتا ہون کہ یہہ توہم نہین بلکہ واقعی مضمون ہی جو اس عبارت سے مفہوم ہوتا ہی کہ بزعم شیعہ جناب امیر کی نزدیک عدالت بھی شرط امامت نہین پس اسکا لزوم آپکو ہی مخی کفر و مفر ہی نہ ہمکو اور اب ہی اسکی جوابدہ مین نہ ہم تو اس لزوم سی آپکا ہمکو ڈراتا یہہ آپکی مناظرہ دانی اور کمال عقل و فہم کی دلیل ہے۔ ہمنی خود اسی لزوم کے لیئے نقل عبارت کی ہے رہا اہلسنت پر الزام دینا کہ جب تم بھی مدعی مسلک اہلبیت ہو تو یہہ الزام درباب تعارض عدالت تمہاری بھی مخالف ہی اور زیادہ عقل و فہم سامی کا اندازہ بتاتا ہی کیونکہ جب یہہ لزوم محض نہج البلاغۃ کی عبارت سی ہے تو اس سی اہل حق کو الزام دینا سراسر خلاف عقل ہی ہم کب کہتی ہین کہجو آپکی رضی صاحب نے نقل کیا ہی وہ صحیح ہے **اقولہ** اگر فرمایئی کہ ہمنی الزاماً یہہ روایت پیش کی ہی جو اعتراض اسپر ہوگا اسکی جوابدہ شیعہ ہین نہ اہلسنت **اقول** یہہ تو صاف واضح تھا کہ یہہ الزاماً عرض کیا گیا ہی پھر جواب مین اس حشو و تطویل سے کیا فائدہ تھا ہان اس کلام سے یہہ مترشح ہوتا ہی کہ پہلے تو بزعم خود جواب لکھا اسکی بعد تنبہ ہوا اور آنکھہ کھلی تو معلوم ہوا کہ یہہ جواب تو کچھہ بھی نہین ہے کیونکہ خصم الزام دیتی رہا ہی تو اسکو اسطرح پھیرا سو اسکی کیفیت بھی آئندہ ملاحظہ ہو۔ **قولہ** اسکی جواب مین گذارش ہی کہ اول تو کتاب نہج البلاغۃ ثقات اہلسنت مثل نوشجی و تفتازانی و بعقوب لاہوری و گاذرونی کے اعتراف سی جناب امیر کی کلام سی ہے **اقول** سبحان اللہ ثقات اہلسنت کے اعتراف سی نہج البلاغۃ کا کلام جناب امیر ہونا اب مفروغ ثابت۔

فرمائینگی حالانکہ ہمنی آپکی فاضل متبحر ابن میثم شارح نہج البلاغۃ کے اعتراف سی ثابت کردیا کہ
کہ اسمین جابجا حضرت رضی صاحب کے طرف سی خلط و خبط، حذف و الحاق و محو و اثبات ہی
پس کیونکر ممکن ہی کہ اہل سنت جو کلام حق و باطل کے امتیاز کے لیے نقاد و معیار ہین اسکو
خالص کلام جناب امیرؑ کا تسلیم کرلین اہل سنت کے اصول حدیث کا عام قاعدہ ہی
کہ جس روایت کے سلسلہ سند مین کوئی راوی اگر غیر ثقہ واقع ہو تو اسکو صحیح نہین
سمجھتی پس نہج البلاغۃ کی روایت جو صرف بواسطہ حضرت رضی صاحب کے ہی
اسکو کیونکر کلام جناب امیر کا باور کرین گے۔ علی الخصوص جسمین جا بجا اسکی عقیدہ فاسدہ
کیطرف دعوت پائی جاتی ہی۔ ہان نہج البلاغۃ کو جناب امیر کی ایسی کلام سمجھین تو
کچھ بعید نہین جیسا کہ توراۃ و انجیل کو جو آب یہود و نصاری کے پاس ہی یا بعد
تحریف کے بہی کلام خداوند تعالی شانہ کی سمجھتی ہین۔ اور آپکو یہہ تسلیم کچھ مفید نہین ہی

قولہ ثانیاً اہل سنت کے اور کتابونمین یہہ کلام جناب امیر علیہ السلام سی وارد ہی
چنانچہ شہرستانی نے کتاب ملل نحل ترجمہ خوارج حکمیہ مین لکھا ہی ولما سمع امیر المؤمنین
علی رضی اللہ عنہ هذه الکلمة قال کلمة عدل یراد بها جور انما یقولون لا امارة و
لابد من امارة برة او فاجرة اور درمنثور مین ذیل آیت اَطِیعُوا اللّٰہَ وَالرَّسُولَ الخ یہہ عبارت
لکھی ہی اخرج البیہقی عن علی بن ابی طالب قال لا یصلح الناس الا امیر بر او فاجر الخ
اور اسکی وجہ بہی بیان فرمائی ہے ہمنی صرف اشارہ کردیا ہے آپ تفسیر مذکورہ کا یہہ مقام
ملاحظہ فرماوین ثالثاً اہل سنت نے مثل اسی کلام کے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم
سی بہی نقل کی ہی چنانچہ کنز العمال کے کتاب الامارة حرف الالف مین تحریر ہی۔ لابد للناس
من الامارة برة او فاجرة فاما البرة فتعدل فی القسم و تقسم بینکم بالسویة و اما الفاجرة
فیبتلی فیها المؤمن، والامارة خیر من الهرج قیل یا رسول اللہ وما الهرج قال القتل و
الکذب طب عن ابن مسعود۔ انتهی اب فرمائیے کہ اگر کوئی ان روایتونسی دلیل لائی

کہ جناب امیر علیہ السلام و جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فجار کے امارت و خلافت
جائز فرمائی اور تم عدالت کی قید کو وقت نصب ہی ہو کیون لگاتی ہو تو آپ کیا
جواب فرماینگی کیونکہ یہان باب تاویل خود جناب نے ہی بند کردیا ہی بالجملہ جو جواب
اب عدالت کے شرط قائم رکھنی کے واسطی فرماین وہی ہماری طرف سی عصمت
مین قبول فرمائین - اقول الحمد للہ ہر چہ کہ خاطر میخواست + آمد آخر ز پس
پردہ تقدیر پدید یہان تو ہماری فاضل مجیب نے اپنی شرط عصمت کی خود اپنی ہاتھ سے
جڑ کاٹ ڈالی - تفصیل اس اجمال کی یہہ ہی کہ اسجگہ امارت برہ اور فاجرہ ہماری روایات
ہی ثابت کرکے فرماتے ہین کہ یہہ جیسا عصمت کی منافی ہی ویسا ہی عدالت کی
مخالف ہی جو معتقد علیہ اہلسنت ہی پس جو جواب عدالت کیطرف سی اہلسنت دوین
وہی جواب شیعہ کیطرف سے عصمت کے بارہ مین قبول فرمادین - اس سی معلوم ہوا کہ وہی
جواب ہماری فاضل مجیب کو عصمت کے بابمین تسلیم ہوگا خواہ اوس جواب سی عصمت
باقی رہی یا نہ رہی - پس واضح ہو کہ جو مذہب اہل سنت کا اشتراط عدالت کی نسبت ہی -
اوسکو یہہ روایات ہرگز مخالف نہین ہین اول روایات کی الفاظ مین تامل کرنا چاہیے اور
پھر مذہب اہلسنت کو سمجھکر اوسکی مطابق کرنا چاہیے روایات کے الفاظ سے صاف ظاہر
ہی کہ امارت ضرور ہی خواہ برہ ہو یا فاجرہ اور امیر ضرور ہونا چاہیے خواہ بر ہو یا فاجر اور وقت
ضرورت و احتیاج اگر امیر بر نہو سکی تو فاجر ہی ہونا چاہیے مثلاً کوئی شخص فاجر اپنی غلبہ
و استیلا کی وجہ سی امیر ہوگیا یا اہل حل و عقد نے کسی بر کو امیر بنایا تھا اور بعد امارت کے
وہ فاجر ہوگیا اور جور پیشہ ہوگیا تو ایسی وقت مین اس امارت فاجرہ کو ہی تسلیم کیا جاویگا
کیونکہ اسکی رفع مین نائرہ قتل و قتال متضمن افناء نفوس مشتعل ہوگا جو بہ نسبت اس
امارت کے مفاسد کے اشد ہی - بالجملہ اسوقت اس امارت کی لابدیت جو لفظ لابد سی
مفہوم ہوتی ہے صادق ہے پس اب ہم مذہب اہل سنت مین اشتراط عدالت کی

نسبت تامل کرتے ہین تو معلوم ہوتا ہی کہ اشتراط عدالت اہل سنت کی نزدیک اسوقت
کی ساتھہ مخصوص ہی جبکہ اہل حل و عقد باختیار خود دانستہ کسی شخص کو امیر بناوین اور اگر یہہ صورت
نہو تو انعقاد امارت کے لیی اشتراط عدالت نہین ہے بلکہ وہ امارت فاجرہ ہی منعقد
ہو جاویگی اور انواع زکوۃ و عُشر و خراج اوسکو ادا کرنے سی ادا ہو جائیگا اوسکی ساتھہ
ہوکر جہاد جہاد کہلائیگا اوسکی غنائم و اموال فے و سبایا وغیرہ سب حلال ہونگی غرضکہ
اس تقریر سے یہہ ثابت ہوا کہ یہہ روایات مذہب اہل حق کے درباب اشتراط عدالت
منافی نہین ہین اور نہ اہل حق کے نزدیک اشتراط عدالت بالعموم ہے بلکہ ضرورت اور ابتلا کی
وقت مین شرط عدالت ساقط ہوجاتی ہی اور امارت غیر عادلہ منعقد ہوجاتی ہی چنانچہ
اشتراط قرشیت کے بارہ مین یاد آتا ہے کہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین یہہ ہی
لکھا ہی ۔ پس حسب الحکم جناب مجیب جب ہم اس جواب کو جو ہمنی اشتراط عدالت کی بارہ مین
اہلسنت کی طرف سی دیا ہی حضرت مجیب کیطرف سی قبول کرتے ہین تو اوسکا حاصل
یہہ نکلتا ہی کہ ہماری فاضل مجیب بلکہ تمام شیعہ عصمت کی مسئلہ مین اس امر کے معتقد ہین
کہ اشتراط عصمت علی العموم ثابت نہین بلکہ اگر کوئی شخص بنص خداوندی یا باختیار
اہل حل و عقد امام ہو تو وہ معصوم ہوگا اور اگر کوئی شخص بدون نص یا بیعت اختیاری اہل
حل و عقد مدعی ریاست ہو اور دار الاسلام پر اپنا تسلط و استیلاء کرے تو اوسکی امارت
باوجود عدم عصمت کے بھی منعقد ہوجائیگی اور باوجود عدم عصمت کے اوسکی امارت منعقد ہوگی
اوسکو نصب عمال و قضات و اخذ جزیہ و خراج و صدقات و قسمت غنائم وغیرہ حلال ہوگی
اور ظاہر ہی کہ عصمت کے لیی ہی نص کی ضرورت ہی جب اشتراط عصمت مرتفع ہوگیا
تو نص بھی مرتفع ہوئی پس حسب ارشاد اپنی فاضل مجیب کے اشتراط عصمت مین اس
جواب کو ہمنی اونکی طرف سے نہایت شکرگذاری کے ساتھہ قبول کرلیا اور اگر اپنی اس
قول پر مستقیم رہینگی اور اس سے نہین پھرینگی تو مذہب تشیع سے پھر چکی اور اوسکو باطل اور غلط

تسلیم کرچکے اور فی الواقع وہ مذہب اسی لائق تھا **قولہ** یہہ جواب تو الزامی تھا
اب بطور حل گوش توجہ سے سنیئے یہہ کلام بلاغت نظام خوارج لئام کے مقابلہ مین رداً
لقولھم کہ بارادہ باطل کہتے تہے لاحکم الا للہ صادر ہوا ہے کیونکہ نہج البلاغۃ مین اسکا
عنوان اسطرح مسطور ہے ومن کلام لہ علیہ السلام فی معنی الخوارج لما سمع
علیہ السلام قولھم لاحکم الا للہ فقال کلمۃ حق یراد بھا الباطل نعم لاحکم
الا للہ ولکن ھؤلاء یقولون لا امرۃ وانہ لابد للناس
من امیر بر او فاجر الخ جناب امیرؑ نے جب اونکا یہہ قول لاحکم الا للہ سنا
تو فرمایا کہ یہہ کلمہ حق ہے مگر اس سے باطل مراد لی گئی ہے خوارج نے اسکے اصل معنے ہی نہین
سمجھے اور باطل معنے سمجھکر گمان کیا ہے کہ ہمکو رئیس کی متابعت درکار نہین اسکے جواب مین
فرمایا لابد للناس الخ غرض اس سے یہہ ہے کہ چونکہ انسان مدنی الطبع ہے اور بدون مشارکت بنی
نوع اسکے کام تمام نہین ہوتے اور مشارکت واجتماع بدون سیاست منجر بفساد وافساد ہوتا ہے اور
جانون مالون کی ہلاکت کا سبب ہوتا ہے پس انسان کی جبلی یہہ بات ہے کہ بدون رئیس و امیر کے خواہ
نیک ہو خواہ بد زندگی بسر نہین کرسکتا اور مطلق امارت سے انکا انکار بدیہی امر کا انکار ہے چنانچہ یہہ
ہی سبب تھا کہ باوجود اس انکار زبانی کے عبد اللہ بن وہب کو اپنا امیر کرلیا اور بدون امیر اونکا
کام منتظم نہوا چنانچہ ابن ابی الحدید نے لکھا ہے انھم کانوا فی بدو امرھم یقولون ویذھبون
الی انہ لاحاجۃ الی الامامۃ ثم رجعوا عن ذلک القول لما امروا
عبد اللہ وھب الراسبی انتہی **اقول** اب ہم اس حل کی بھی قلعی کہولی دیتے ہین ذرا گوش
توجہ سے سنیئے کہ شیعہ کے نزدیک حسن و قبح عقلی ہین عقل جسکے حسن کی شہادت دے وہ
حسن ہے اور جسکے قبح کی شہادت دے وہ قبیح ہے چونکہ آپکو اسکا اعتراف ہے کہ شروع
رسالہ مین اہل حق پر حسن و قبح شرعی ہونے کی نسبت طعن فرمایا ہے تو اسلئے
حاجت نقل روایات و تصریحات طایفہ نہین ہے اب ہم مطلق امارت کو دیکھتے ہین تو بروئے عقل

نہایت ضروری علوم تمدنی ہے اور چونکہ انسان مدنی الطبع ہے اسکی امور کا انتظام
و اجتماع بدون مشارکت بنی نوع کے ممکن نہین اور مشارکت و اجتماع بوجہ اختلاف طبائع
منجر بفساد ہے تو سیاست لابدی ہے جو بدون امارت حاصل نہین ہو سکتی تو امارت
خواہ جائرہ ہو یا عادلہ انسان کے لیے لابد اور ضروری ہے اور واجب عقلاً اقسام حسن مین
داخل ہے بلکہ اقسام حسن مین سے اعلی قسم ہے کیونکہ اوسکی اقسام مین سے مندوب وغیرہ
بھی ہین پس جبکہ امارت مطلقہ خواہ عادلہ ہو یا فاجرہ حسن ہوئی اور حسن مین بھی اعلی درجہ کے
یعنی واجب ہوئی تو پھر خلاف حکم عقل کے حکم شرع سے وہ قبیح اور ناجائز اور حرام نہین
ہو سکتی اور نہ حکم شرع بمقابلہ حکم عقل کے جو بدیہی ہے حسب اصول قوم مسموع ہو سکتا ہے
ہان یہہ بھی چونکہ مرتبہ تشکیک کو بہت گنجائش ہے تو اوسکی اعتبار سے یہہ ممکن
ہے کہ فیما بین ہر دو قسم امارت یعنی عادلہ و فاجرہ کی تشکیک ہو اور امارت عادلہ امارت
فاجرہ سے اولی و احق ہو چنانچہ عقل اسکی استحسان کے بھی بالبداہت شہادت دیتی ہے
جسکا کسی عاقل کو انکار نہین اور اگر فاضل مجیب یا اونکی کسی ہم مذہب کو یہہ شبہہ ہو کہ امام
برحق کے ہوتے امام جائر کے ضرورت اور اوسکا لابدی ہونا غیر مسلم ہے او واجب ضروری
نہوئی تو قبیح ہوئی تو اسکا جواب یہہ ہے کہ اول تو اس صورت مین یہہ عبارت خطبہ کے
لغو اور باطل ہو جائیگی کیونکہ ہم پوچھتے ہین امارت مطلقہ خواہ عادلہ یا فاجرہ ضروری ہے
یا غیر ضروری - اگر ضروری ہے تو مدعا حاصل اور اوسکی ضرورت سے انکار باطل اور اگر غیر ضروری
ہے تو خطبہ مین مطلق امارت برہ یا فاجرہ کو ضروری کہنا غلط اور کذب ہوا اور نیز اوسکی
ضرورت کا بھی اعتراف کر چکے ہین اوسکی مناقض ہوگا دوسری یہہ کہ امام کے غیبت مین
علی الخصوص [illegible] کے حاصل ہو تو اوسوقت بداہتہ عباد و امام برحق کی بیعت
کرنے مین معاذیر ہین اور وہ اوسکو کسی تدبیر و حیلہ سے حاصل نہین کر سکتے چنانچہ [illegible]
اسوقت [illegible] مین [illegible] ایران [illegible] منتظم مین [illegible] امارت ایسی

لابدی ہی کہ بدون اوسکی مدت قلیل بہی گذارنا دشوار ہی تو اگر امارت فاجرہ کی ایسی وقت
مین بہی ضرورت ہوگی تو کس وقت ہوگی اور ثابت ہوگا کہ مطلق امارت و سیاست کے کچھہ
ضرورت نہین علاوہ ازین اگر بالفرض امام بہی موجود ہو لیکن کوئی شخص کسی حیلہ و تدبیر
سی لوگونکو اپنی طرف راجع کرلے اور امیر بن جاوے اور مسند امارت پر ایسا استحکام پیدا کری
کہ اگر اوسکی عزل کا نام بہی لیا جاوے تو ہیجان فتن و ثوران حوادث و مفاسد کا یقین
ہون تو ایسی وقت مین کوئی سلیم العقل اوسکی ضروری ہونیکا انکار نہین کرسکتا تو جب امارت
مطلقہ عقلاً لابدی اور حسن ہوئی تو لامحالہ شرعاً بہی حسن ہوگی کیونکہ برخلاف حکم عقل
شرعاً قبیح نہین ہوسکتی اور جب عقلاً و شرعاً لابد اور حسن ہوئی تو کم از کم اتنا تو ضرور ہوگا
کہ ضرورت کی وقت مین منعقد ہوجاوے اور شرعاً و عقلاً اوسپر احکام امامت کی جاری
ہون اور جہاد و قسمت غنائم وغیرہ مین اوسکا حکم شرعاً نافذ ہو اور شرعاً اوسکی اطاعت
واجب ہو اور عموم اولی الامر مین شمار کیا جاوے چنانچہ مذہب اہل سنت کا بہی اس بارہ
مین یہہ ہے کہ ایسی امارتین ضرورۃً منعقد ہوجاتے ہین اور شرعاً احکام امارت جاری
ہوتی ہین اور اونکی اطاعت واجب ہوتی ہی اور اگر خود ان ہی الفاظ مین جو نہج البلاغہ
مین ہین تامل کیا جاوے تو مفہوم ہوتا ہی کہ جناب امیر نے اس کلام مین لا بد للناس من
امیر بر او فاجر فرمایا مسلم او کافر نہین فرمایا حالانکہ انسانی ضرورت [illegible] مین امارت مسلمہ
اور کافرہ دونو برابر ہین سب سیاست اور سب ہی حاجتین جو کافرہ سی بہی حاصل ہوتی ہین
اور انتظام و اجتماع و دفع فساد و افساد جیسی مسلم سی متصور ہی ویسی ہی کافر سی بہی متصور ہی باوجود
اسکی حضرت امیر نے کافر کا ذکر نہین فرمایا کیونکہ کافر کی امامت کسیطرح صحیح نہین ہے
ولن یجعل اللہ للکافرین علی المومنین سبیلا ارشاد ہی اور مسلم کی امامت گو فاجر ہو
ضرورۃً منعقد ہوجاتی ہی اور یہی مذہب اہل سنت کا ہی جو موافق ارشاد جناب امیر
ہی بخلاف مذہب شیعہ کے کہ اونکی نزدیک کسی مومن کی امامت کیسا ہی متقی و پرہیزگار بلکہ

قرشی فاطمی حسنی حسینی ہو اوسکی امامت علاوہ ایمہ اثنا عشر کے ہرگز صحیح نہین اور کیسے ہی ضرورت کے وقت مین ہو منعقد نہین ہوسکتی سوائے ایمہ اثنا عشر کے کوئی شخص واجب الاطاعۃ نہین ہوسکتا اور نہ اوسکے ساتھہ ہو کر جہاد جایز ہے اور جو سبایا و اموال کفار کہ اوسکی جہاد سے حاصل ہون نہ وہ حلال ہین اسلئے حنفیہ وغیرہ وغیرہ کی بابت علما شیعہ مبتلائے تشویش ہین بہرحال اس تقریر سے ثابت ہوا کہ یہہ مذہب حضرت ع کے ارشاد کے سراسر منافی و مخالف ہے اور جناب امیر کے اس ارشاد سے بطلان عصمت واضح طور پر ثابت ہے مگر اوسکے سمجھنے کے لئے بہی عقل بینا چاہیئے۔ وباللہ التوفیق **قولہ** بالجملہ اس قول سے جناب امیر ع کی غرض یہہ ہے کہ انسان کو باعتبار اسکے مدنی الطبع ہونے کے امیر سے چارہ نہین نیک ہو یا فاجر اس سے یہہ قیاس نہین کرسکتے کہ امام مصطلح شرعی جو نایب رسول سے مراد ہے وہ بہی فاجر ہوسکی پس یہہ کلام بلاغت نظام جناب امیر لتعیش انسان کے بیان مین ہے نہ حکم شریعت مین **اقول** ہمارا مدعا بہی اسی غرض سے جو جناب امیر رض کی اس کلام سے ہی حاصل ہے کیونکہ جب کوئی فرد افراد امامت مین سے ایسی ثابت ہوئی کہ جو باوجود عدم عصمت کے بہی منعقد ہوئی تو آپ کا دعوے عصمت باطل ہوا اور ہمارا مدعا ثابت ہوا باقی رہا خلیفہ راشد اور امام مصطلح کا فاجر نہونا سو اسکے ہم بہی معتقد ہین بیشک فاسق و فاجر خلیفہ راشد نہوگا لیکن یہہ اسکو مستلزم نہین کہ معصوم ہو کیونکہ عصمت اور فسق و فجور کے درمیان مین مراتب کثیرہ ہین اور نہ خلیفہ راشد کا فاجر نہونا اسکو مستلزم ہے کہ غیر راشد امام بامامت عامہ نہوسکے ممکن ہے کہ علے سبیل التنزل ضرورۃً اوسکی امامت منعقد ہوجاوے اور اوس سے منافع دینی و دنیوی حاصل ہون اور کچہہ نہو تو انتظام و سیاست و شوکت اسلام تو ضرور حاصل ہونگی غرض انسان کو باعتبار مدنی الطبع ہونیکے جب امیر نیک یا فاجر سے چارہ نہین تو جناب امیر کا یہہ ارشاد اگرچہ تعیش انسان کے بیان مین ہو لیکن تاہم مستلزم حکم تشریع کو ہوگا اور تشریع اس امر کی

جو برو ے عقل انسان کو لازم و متحتم ہے مخالف عقل ہوگی چنانچہ فے الواقع ایسا ہی ہے کہ
تشریع اسکے خلاف واقع نہین ہوئی بلکہ جا بجا روایات سے اسکی تائید و تقویت ثابت ہوتی
ہے اسوقت صرف ایک ہی روایت پر اکتفا کرتا ہون ابن بابویہ قمی نے خصال مین روایت
کی ہے عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال ثلثۃ یدخلھم اللہ الجنۃ بغیر حساب
وثلثۃ یدخلھم النار بغیر حساب فاما الذین یدخلھم الجنۃ بغیر حساب
فامام عادل وتاجر صدوق وشیخ افنی عمرہ فی طاعۃ اللہ عزوجل واما
الثلاثۃ الذین یدخلھم اللہ النار بغیر حساب فامام جائر
وتاجر کذوب وشیخ زان اس روایت سے صاف واضح ہے کہ ائمین جزا و سزا کو عدل
وجور کے ساتھ جو بعد امامت کی فصل خصومات وغیرہ مین پیش آتے ہین متوط و مربوط فرمایا گیا
اور اصل بناء فساد یعنے انعقاد امامت جائرہ کی نسبت کچھ نہین فرمایا اول واجب تھا کہ اوسکی
نسبت عدم انعقاد بیان فرماتے اور لوگون کو ہدایت کرتے کہ اوسے نزع و خلع کرادیں اور امام
جائر پر خروج کرین جب یہہ نہین فرمایا تو معلوم ہوا کہ امامت جائرہ جیسی کچھ تہی ضرورۃً منعقد
تو ہوگئی اب اوسکے مفاسد سے جو آیندہ محتمل ہین کہ امام جائر سے صادر ہون اوسکو تخویف
وترہیب ضروری ہوئی۔ علاوہ ازین یہہ جو حضرات شیعہ کی عادت ہے کہ جہان
کہین لفظ امام کا اپنے مذہب کے مخالف دیکھا اوسکے معنے لغوی لینے پر تیار ہوگئے
اس حدیث سے وہ بہی باطل ہوگیا اور ثابت ہوا کہ امام فاجر ہے بامامت عامہ نہ بامامت
خاصہ راشدہ لفظ امام اصطلاحی کا مصداق ہے۔ کیونکہ لفظ امام اپنے معنے اصطلاحی شرعی
مین حقیقۃ شرعیہ ہے اور عدول حقیقۃ سے تاوقتیکہ کوئی قرینہ صارفہ نہو جائز نہین قاعدہ مسلمہ ہے کہ حتی الامکان

امام ابو عبد اللہ رضہ سے مروی ہے فرمایا تین شخص ہین جنکو اللہ تعالے بلاحساب جنت مین داخل کریگا اور
تین ہین جنکو دوزخ مین بلاحساب داخل کریگا جنکو جنت مین بلاحساب داخل کریگا وہ ایک امام عادل دوسرا سچا سوداگر
تیسرا بڈہا جسنے اپنی عمر اللہ کی طاعت مین فنا کردی ہو اور جن تینوکو بلاحساب دوزخ مین داخل کریگا وہ امام ظالم اور جہوٹا سوداگر اور بڈہا زناکار

نصوص اپنی ظواہر سے محمول ہوتے ہین پس ظاہر ہے کہ اس جگہ بامقابل و لفظ امام
عادل اور امام جائر واقع ہین پس ان دونو لفظون سے یا ہر دو جگہ معنی لغوی مراد ہین اور یہہ
باطل ہے کیونکہ اول تو کوئی قرینہ نہین جو حقیقت شرعیہ سے صارف ہو علاوہ ازین جو سلاطین
وخلفا کہ عادل گذرے ہین جنکا اب تک عدل ضرب المثل ہے مثل کسریٰ نوشیروان و عمر
بن الخطاب رضی اللہ عنہ و عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ وہ سب برخلاف زعم امامیہ
اس وعدہ کی مستحق ہونگی اور اگر ایک جگہ معنی اصطلاحی اور دوسرے جگہ معنی لغوی مراد لیے جاوین
تو یہہ بھی صحیح نہین کیونکہ وجود قرینہ جو صارف عن الحقیقت ہو غیر مسلم ہے علاوہ ازین تقابل
صحیح نہین ہوگا بلکہ خود تقابل قرینہ ہے اور اس امر پر دال ہے کہ جو معنی لفظ امام اول کے ہونگی
وہی ثانی کی ہونگی اور تقابل کے بطلان سے کلام درجہ فصاحت سے ہی نہین گریگا بلکہ مہمل
ہو جاویگا تو اب متعین ہوا کہ ہر دو جگہ معنی اصطلاحی ہی مراد ہین۔ چونکہ اور کوئی محتمل باقی
نہین اور ہمین ہر دو جگہ معنی اصطلاحی ہونے پر بوجہ انعقاد خلافت ائمہ جور کے جو کچھ کہ بعیت
واقفت مذہب شیعہ پر واقع ہوئی ہے محتاج بیان نہین چونکہ اس تحریر مین اطناب ہوتا جاتا ہے
اسلیے ہم اسکی شرح وبسط کو کسی دوسرے وقت پر منحصر کرتے ہین۔ **قولہ** اور اگر
معاذ اللہ یہہ بات جائز ہوتی تو فرمائیے کہ جناب امام حسین علیہ السلام نے یزید کی بیعت
کیون نہ کی اور کیون شہید ہوئی بلکہ اصلی بات یہہ ہے کہ انسان کو حاکم سے چارہ نہین
الا معصوم کو جب رعایا برایا کی امور مین تمکین نہ دین اور اس سے منازعت کرے اسکی
اصلی مقام کسی مدافعت کرین تو اس صورت مین حفظ نوع انسانی وحصول انتظام امور کے
لیے گو وہ کیسا ہی ہو امیر وحاکم سے گزیر نہین **اقول** کیون حضرت اور اگر معاذ اللہ
یہہ بات جائز نہوتی تو اول الائمہ وافضلہم کیون خلفاء ثلثہ کے ہاتھ پر بیعت فرمائی
اور کیون اونسے مثل امام ثالث رضی اللہ عنہ کے مناقشہ کرکے ہنگامہ کارزار گرم نہ کرتے
یہانتک کہ یا اپنے حق کو پہونچتے یا مثل جناب امام ثالث کے شربت شہادت چکھتے

اور نیز اگر معاذ اللہ یہہ بات جائز نہوتے تو کیون جناب امام ثانی رضی اللہ عنہ امیر معویہ کو
خلافت تسلیم کر دیتے اور کیون اوس سے بیعت کر لیتے اور باوجود عہد وعدہ و کیون
جدال و قتال نکر گئے یا اپنی حق کو پا تے - یا درجہ شہادت پر پہونچتے اور مصداق
اس شعر کے ہوتے بیت ورنشاید بدوست رہ بردن + شرط عشقست در طلب مردن
ع حفظت شیأ وغابت عنک اشیاء - افسوس کہ آپکو ایک امام ثالث کا ہی
قصہ یاد رہا اور امام اول و ثانی کا فراموش ہو گیا لیجیے ہم ہی آپکو یاد دلا دیا لا یعنیک
مثل خیبر علاوہ ازین جبکہ دلائل و بینات واضحہ سے اس بات کا ضرورۃً جائز ہونا
ہمنے حسب اصول امامیہ ثابت کر دیا تو اب اسکی ہی جواب دہ اہل تشیع ہی ہونگے
معہذا حاصل اس دلیل کا جو ہماری فاضل مجیب نے عدم انعقاد بیعت امام جائر کی
نسبت بیان فرمائی ہے یہہ ہی کہ معاذ اللہ اگر امامت جائرہ منعقد ہوتے تو امام
حسین رضی اللہ عنہ ضرور بیعت فرماتے اور شہید نہوتے اور جب اوہون نے بیعت
نفرمائی اور یہانتک لڑے کہ شہید ہو گیے تو اس سے معلوم ہوا کہ امامت یزید جو امامت
جائرہ تہی صحیح نہوئی تو کوئی امامت جائر منعقد نہو گی بعدم الفصل فیہما - بندہ
عرض کرتا ہی کہ خود اس دلیل سے بالبداہت یہہ امر ثابت ہی کہ امامت مین جیسا مناقشہ
کرنا امام معصوم کا دلیل اور قرینہ اوسکی بطلان اور عدم انعقاد کا ہی اسیطرح تسلیم
امامت اور مناقشہ نکرنا دلیل اوسکی صحت کی ہے علی الخصوص ایسی حالت مین ترک
مناقشہ کرنا کہ حالت علم عجز اور خوف کی ہو - اب ہم ائمہ کی حالات کو دربارہ تسلیم
خلافت کی نظر تفصیلی سے دیکھتے ہین تو معلوم ہوتا ہی کہ جناب امیر نے زمانہ خلفاء ثلثہ
مین انکی خلافت کو تسلیم کیا اور یہہ تسلیم و انقیاد بسبب عجز دیجاہگی و خوف کے نہین تہا
بلکہ از روئے رضا کہ یہہ خلافتین مطابق رضا مندی او ز ہتے شانہ واقع تہین چنانچہ یہہ امر
آپکے اون بعض خطبو تمین جو نہج البلاغہ سید شریف رضی نے جمع کیے ہین بصراحۃ درج ہے

وہ خطبہ یہہ ہے ومن کلام لہٗ لما عزموا علی بیعۃ عثمان لقد علمتم انی احق بہا من غیری واللہ لاسلمن ما سلمت امور المسلمین ولم یکن فیہا جور الا علیّ خاصۃ التماسا لاجر ذلک وفضلہ وزھدا فیما تنافستموہ من زخرفہ وزبرجہ۔ انتہی اس خطبہ سے مثل آفتاب روشن ہے کہ جناب امیر نے باوجود اپنے دعوے احقیت الخلافہ کے جسکا مدار حسب مزعوم امامیہ وجود نص وعصمت وافضلیت پر ہے خلافت غیر اہل کو تسلیم فرمائی اور قسم خدا نے پاک کی کہا کر فرمایا کہ مین جبتک مسلمانون کے کام درست رہینگے اور بجز میری ذات خاص کے کسی پر جور وظلم نہو گا اوسوقت تک خلافت کو تسلیم کرونگا اور اوسمین چون وچرا نہ کرونگا تو اس سے صاف جواب کا منشا ظاہر ہوتا ہے یہہ ہے کہ اگر مسلمانون کے اوپر اس خلافت مین جور ہوا اور اونکی حق تلفی ہوئی تو اوسوقت مناقشہ کرونگا اب دیکھا چاہیئے کہ جناب امیر کے اس ارشاد سے مذہب تشیع پر کیسی کچھ آفت وبلا نازل ہوئی کیونکہ ظاہر ہے کہ جناب امیر نے اخیر زمانہ خلافت تک اوسمین مناقشہ اور منافسہ نہین فرمایا اور کچھہ چون وچرا نہین کی اور پہلی دونون خلافتون مین حقیت کا بھی نام نہین لیا اور ہمیشہ سر تسلیم خم رکہا اور یہہ تسلیم کچھہ عجز اور بیچارگی اور تقیہ کے وجہ سے نہ تہی کیونکہ اگر عجز اور بیچارگی کے وجہ سے ہوتی تو ماسلمت امور المسلمین ولم یکن الخ بالکل مہمل ہوجائیگا بلکہ یہہ سکوت وتسلیم حقیہ خلافت کیوجہ سے تہا اور اس وجہ سے تہا کہ خدا اور رسول کیطرف سے حکم سکوت وتسلیم تہا چنانچہ فاضل بحرانی نے اپنی شرح مین دوسرے جگہ لکہا ہے وانہ کان معہودا الیہ ان لاینازع فی امر الخلافۃ پہر اگر

ترجمہ آپ کی کلام کے جبکہ لوگون نے عثمان کی بیعت کا قصد کیا بیشک تم جانتے ہو کہ مین بہ نسبت دوسرے کسی شخص کے احق بالامامت ہون اللہ کی قسم مین تسلیم کرونگا جبتک مسلمانون کے امور سلامت رہینگے اور اوسمین بجز میری ذات خاص کے کسی پر ظلم نہو گا اسکے اجر اور بزرگی کی طلب کیلئے اور جسکی زینت اور خوشی آیندگی مین تمنی رغبت کی ہے اوسمین بے رغبتی کے سبب سے ۔۱۲

ان خلافتون مین کسی پر جور ہوتا تو ضرور جناب امیر مناقشہ فرماتے کیونکہ آپنے فرمایا کہ اوسوقت تک خلافت تسلیم ہے جب تک کسی پر جور نہو تو جناب امیر کی تسلیم و عدم مناقشہ کی وجہ سے ثابت ہوا کہ یہہ خلافتین منعقد تہین بلکہ اس سے یہہ بھی ثابت ہوا جو چہہ تو وہ تو وہ روایات متضمن کمال ظلم و جور کے جو خلفا رض کے ہاتھون اہلبیت رض پر اصحاب مقبولین پر ہوئے بشہادت جناب امیر کے کذب و زور و افترا و بہتان ہین چنانچہ ہم شرح کبیر ابن میثم سے ملخصاً احداثات عثمان رض نقل کرتے ہین - واما الاحداثات المنقولة عنه فالمشهورة منها عشرة الاولى توليته امور المسلمين من ليس اهلا من الفساق مراعاة للقرابة دون حرمة الاسلام كالوليد بن عقبة وسعيد بن العاص وعبد الله بن السرح - الثانية رده للحكم بن ابى العاص - الثالثة انه كان يوثر اهله بالاموال العظيمة الرابعة انه حمى الحمى الخامسة انه اعطى من بيت مال الصدقة المقاتلة وغيرها السادسة انه ضرب عبد الله بن مسعود السابعة انه جمع الناس على قراءة زيد بن ثابت واحرق المصاحف الثامنة اقدامه على عمار بن ياسر بالضرب التاسعة اقدامه على ابى ذر حتى نفاه الى الربذة العاشرة تعطيله الحد الواجب على عبيد الله بن عمر فانه قتل الهرمزان مسلما انتهى

ان احداثات کو دیکھکر ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ یہہ احداثات ظلم اور جور ہین [illegible] بعض انمین سے عموماً حقوق اہل اسلام پر جور و تعدی ہے اور [illegible] جناب امیر کی ذات خاص کے متعلق انمین سے کوئی نہین [illegible] تو ضرور تہا کہ حضرت مناقشہ فرماتے اور جب آپنے تسلیم [illegible]

ل اور یہہ عثمان سے منقول ہین انمین مشہور دس ہین اول یہہ تہا کہ فاسقون کو بسبب رعایت قرابت کی بدون رعایت اسلام امور مسلمین پر متولی کرنا جیسا ولید بن عقبہ اور سعید بن عاص اور عبد اللہ بن سرح دوسرے حکم بن ابی العاص کو لوٹا لینا تیسرے اپنے لوگونکو اموال عظیمہ کے ساتھ مخصوص کرنا [illegible] بیت المال صدقہ سے [illegible] چھٹے عبد اللہ بن مسعود کو مارا ساتوین لوگونکو زید بن ثابت کی قرات پر اکٹھا کر لینا باقی مصحف کو جلا دیا آٹھوین عمار بن یاسر کو [illegible] نوین ابوذر کو ربذہ کی طرف جلا وطن کر دیا دسوین حد کو جو عبید اللہ بن عمر پر [illegible]

نہیں ہے اور یہ معلوم ہوا کہ یہ احداثات محض اون جیسی حضرات کے مجعولہ و مخترعہ ہین جو لعون
و اعداء اہلبیت ہین [illegible] نے یہ کتنی مصیبت برپا کیا تہا اور نفس الواقع ایسی کذبات کے پاداش
[illegible] چاہیے اور [illegible] ابن ابی الحدید نے اسکا کس قدر انصاف کیا اور بعد بیان احداثات
مذکور یہ لکہا وقد اجاب الناصرون لعثمان عن هذه الاحداثات باجوبة
مستحسنة وهي مذكورة في المطولات ابن ابی الحدید کیطرف رجوع کرتے ہین اور گذارش کرتے
ہین کہ ابن میثم بحوالہ دوسرے خطبہ کے شرح مین جسکا عنوان یہہ ہے - ومن کلام له
علیه السلام لما اریده علی البیعة بعد قتل عثمان دعونی والتمسوا غیری الخ فرماتے ہین
قوله علیه السلام وان ترکتمونی فانا کاحدکم ولعلی اسمعکم واطوعکم لمن ولیتموه امرکم ای
کنت کاحدکم في [illegible] لامیرکم بل اجب ان اکون اطوعکم له ای بقوة علمه بوجوب
طاعة الامام - خدا سے بہی کوئی عاقل منصف ان نصوص صریحہ کو دیکہی کہ جناب امیر
[illegible] بتقریر و اعتراف ابن میثم کس صفائی سے ارشاد فرماتے ہین کہ مجہکو چہوڑ کر جسکو تم امام
بناؤ مین بہی تم مین کا ایک ہون جیسی تمپر اسکی اطاعت واجب ہوگی ویسی ہی مجہپر بہی واجب
ہوگی بلکہ امید ہے کہ مین بہ نسبت تمہاری زیادہ مطیع و فرمانبردار ہون کیونکہ جب امام
واجب الاطاعت میں ہوئین اور امام جب ہین زیادہ ساعی ہونگا ایسلیے کہ اطاعت امام
کی وجوب کا علم آپکو سب سے زیادہ تہا اب فرمایئے کہ اگر امامت منعقد ہی نہین ہوئی
تو وجوب اطاعت [illegible] اور وہی امام منصوص و معصوم مفترض الطاعت پر کیسا اور امام معصوم
کی اطاعت مین مثل عوام الناس کے ہونے کی کیا معنی یہان بہی فرما دیجیگا کہ حضرت نے تعبیر [illegible]

له اور تحقیق ان بد عملی عثمان کے حامیون نے عمدہ عمدہ جواب دیے ہین جو بڑی بڑی کتابون مین مذکور ہین ۱۲

قوله علیه السلام وان ترکتمونی الخ یعنی اگر تم مجہکو چہوڑ دوگے تو مین تم کا ایک جیسا ہون اور شاید مین زیادہ سننے والا اور اطاعت کرنے
والا ہون جسکو تم اپنی امارت [illegible] یعنی مین تم مین کا ایک جیسا ہون تمہاری امیر کی فرمان بردار مین بلکہ شاید مین اوسکا
تم سے فرمانبردار مطیع ہون یعنی اس سبب سے کہ مجہکو امام کی طاعت کی وجوب کا قوی علم ہے ۱۲

بیان کیا ہے مسئلہ شرعی سبحان اللہ فہم و انصاف ہمارے فاضل مجیب پر بس ختم ہے چنانچہ جناب
امیر کے اس ارشاد نے ہر رشتہ اشتراط عصمت و منصوصیت کا بیخ و بن سے استیصال
کر دیا اور بصراحت ثابت کر دیا کہ اہل حل و عقد جسکو امام بناوین وہی امام ہے اور واجب الاطاعت
اور ظاہر ہے کہ حسب اصول امامیہ درمیان امامت بارہ اور امامت فاجرہ کے اور کوئی واسطہ
نہین ہے بلکہ جو امامت کہ غیر منصوص غیر معصوم کے واسطے ثابت ہوگی کائناً من کان وہ امامت
فاجرہ ہوگی کیونکہ امام معصوم کا حق انہین غصب ہوا ہے اور جناب امیر نے اپنے ارشاد مین
امارت اور امیر کو صرف دو قسمون مین منحصر فرمایا ہے لابد للناس من امیر بر او فاجر اور ہر ایک
قسم کا حکم جدا ہے کہ امارت بارہ راشدہ خلافت عادلہ ہوگی اور امارت فاجرہ امارت جائرہ ہوگی
اسیطرح امیر بار خلیفہ راشد و امام عادل ہوگا اور فاجر جائر ہوگا [illegible] ہمین بھی ہم
فاضل مجیب کے لئے کوئی حکم مقرر کرتے ہین وہ اوسمین [illegible] کی نزع مین [illegible]
وهما یوید ذلک ان اکثر الخلق متفقون علی ان امراء بنی امیه کانوا فجارا [illegible]
[illegible] کہ عثمان و عمر بن عبد العزیز اور جب [illegible] امامت
امامت بارہ ہوگی جو امارت راشدہ کے [illegible] عصمت [illegible]
اگرچہ اس معروض مین کسیقدر طول ہو گیا ہے مگر اسقدر اور گذارش ہے کہ امامت مطلقہ کے
خواہ عادلہ ہو یا جائرہ آپ بھی اسکی اشد ضروری ہونے کے قائل ہین کہ دنیاوی مصالح
عباد کے اوسکی ساتھہ منوط و مربوط ہین بدون اوسکے انتظام ممکن نہین ہے اور اوسکی حالت
یہہ ہے کہ اگر اوسکی نزع و خلع کا نام بھی لیا جاوے تو اوسمین ایسی ایسی نوائر فساد کا مشتعل
ہونا یقینی ہے کہ جسمین بحیثیت دین و دنیا کے ضرر و نقصان ہے اور دین کے حیثیت سے
بھی جب ہم نظر کرتے ہین تو اوسمین بہ نسبت ضرر کے فائدہ زیادہ ہے اگر نقصان ہے

ف اور اوسمین سے جو اوسکی تائید کرتا ہے یہہ ہے کہ اکثر مخلوق اسپر متفق ہین کہ امراء بنی امیہ بجز دو تین
شخصوں کے مثل عثمان اور عمر بن عبد العزیز کے فاجر تھے ۔ ۱۲

توخاص اونکی ذوات کے واسطے ہے اور جبکہ ائمہ اور مجتہدین و علما احیاء مراسم دین و اجرای شعائر
اسلام میں مشغول ہیں تو اونکی فسق و فجور سے اسلام میں ضرر کا اندیشہ نہیں چنانچہ خود فاضل
بحرانی نے اپنی شرح میں اسکی بہی شہادت دیتی ہیں ومما یؤید ذلك ان اکثر الخلق
متفقون علی ان امراء بنی امیة کانوا فجارا عدا رجلین او ثلثة کعثمان وعمر بن
عبد العزیز وکان الفئ یجمع بهم والبلاد تفتح فی ایامهم والثغور الاسلامیة
محروسة والسبل امنة والقوی ماخوذ با لضعیف ولم یضرجورهم شیئا فی تلك
الامور پس جب مختار کے امامت میں یہہ امور مثل ثغور و بنا رقناطر و جسور و تجهیز جیوش و فتح
بلدان و قلاع و جمع فئ و امن طرق و فصل خصومات علی الحق ہوتے ہین تو اونکی فجور سے
اسلام میں کوئی ضرر شدید نہ پہنچا تو انکی امامت کو وہ فاجر ہی سہی باعتبار دنیا کے
تو حسب اعتراف فاضل مجیب لابدی ہے لیکن باعتبار دین کے بہی اوسکی منافع
اوسکی مضار سے بہت زیادہ ہین تو ایسی ضرورت کی حالت مین جبکہ وہ لابدی ہوا اور اوس سے
گزیر نہو بروی عقل ہرگز جائز نہیں کہ اوسکو غیر منعقد کہا جاوے اور اوسکی ساتہہ جہاد کو
ناجائز اور اوسکی فئے کو حرام اور اوسکی اطاعت کو جو امور موافق شرع مین ہو معصیت اور
ناجائز قرار دیا جاوے سبحانك هذا بهتان عظیم تو جب بروی عقل اوسکا واجب ہونا
ثابت ہوا تو حسب قاعدہ امامیہ اگر شرع سے اوسکی حرمت اور عدم جواز کا حکم صادر ہو تو
لازم آوے کہ معاذ اللہ خدا تعالی نے قبیح کا حکم کیا اور ترک اصلح و لطف فرمایا کیونکہ اسوقت اصلح
و لطف یہہ ہی تہا کہ اوسکی جواز و رخصت انعقاد کا ضرورۃً حکم دیا جاتا تعالی شانہ عن
ذلك علوا کبیرا پس اس تمام گفتگو سے ثابت ہوا کہ حضرت نے اس خطبہ میں جو کلم تعیش نامی

ف ۱ اور منجملہ انکی جو انکی تائید کرتا ہے یہہ ہی کہ اکثر مخلوق اسپر متفق ہی کہ امرا بنی امیہ بجز دو تین شخصوں کے جیسی
عثمان اور عمر بن عبد العزیز فاجر تہی اور اونکی سبب اموال غنیمت جمع ہوتے تہی اور بلاد اونکی ایام مین فتح ہوتی تہی اور اسلامی
گہاٹ محفوظ تہی اور رستے امن تہی اور قوی ضعیف کے حق کے عوض پکڑا جاتا تہا اور اونکی جور نے اسمین کچہہ نقصان نہین پہنچایا تہا ۱۲ –

نہین فرمایا بلکہ حکم شرعی ہی بیان فرمایا ہی تو اوس سے ثابت ہوتا ہی کہ عصمت امامت کی کوئی
شرط نہین معہذا جب ہم ان ہی الفاظ مین تامل کرتے ہین اور قطع نظر دوسری قرائن
و عبارات سی جو اوپر بیان کرائی ہین دیکھتے ہین تو بداہتہ سمجھ مین آتا ہی کہ عصمت امامت کے
لیے شرط نہین کیونکہ جناب امیر نے منحصر فرمایا کہ یا امام نیک ہوگا یا امام فاجر ہوگا مسلمانا
فاجر کے امامت ناجائز اور غیر منعقد ہی لیکن امامت بر و نیک کے تو ضرور جائز و راشد ہی کیونکہ
خلاف دونو کی جائز نہین اور ظاہر ہی کہ نیک کے واسطے یہہ ہی کچھہ لازم نہین ہے کہ وہ معصوم
ہی تو مطلق بر کے امامت جائز و منعقد ہوئی جو معصوم و غیر معصوم کو شامل ہی تو اگر بالفرض
فاجر کی امامت صحیح نہو تا ہم ہمارا استدلال اس عبارت سی بے غبار ہی اور اس عبارت سی
بطلان عصمت کالشمس فی نصف النہار و الحمد للہ علی ذلک اس بحث کی تفصیل
مین ہمکو اور بہی گنجایش ہی اور مضامین ذہن مین ہین لیکن خوف تطویل اجازت نہین
دیتی اگر موقع ہوا تو انشاء اللہ تعالے کسی موقع پر عرض کرینگے یار باقی صحبت باقی

قولہ جناب امیر علیہ السلام کے اس قول کے مثال یہہ ہی کہ لا بد للناس من قوت اور قوت
عام ہے حلال اور حرام ہی اگرچہ شرع حرام کی اجازت نہین دیتی مگر انسان کو قوت لابدی ہی اگرچہ
حلال سے حاصل کرے شرع کی پابندی کے ہو اگرچہ حرام سے ہو تو خلاف شرع ہے اسیطرح
امام شرعی کے عصمت وغیرہ شرائط بہ دلائل شرعیہ و عقلیہ ثابت ہین اگر ایسے امام کی طاعت
کرین اور اوسکو امام بنائین تو شرع کی پابندی کی ہو ورنہ چونکہ حاکم سے چارہ نہین کسی نہ
کسیکو ضرور حاکم و امیر کرینگے جیسا کہ خوارج نہروان نے باوجود انکار زبانی کے آخر کو حاکم کیا

اقول اس موقع پر ہمارے فاضل مجیب نے مثال قوت کی تحریر فرمائی اور قوت کو مقیس
علیہ قرار دیا یہہ بعینہ ہماری مدعا کی موید ہی اور فاضل مجیب اسکی نقل مین مصداق مثل مشہور
کالباحث عن حتفہ بظلفہ کے ہین تفصیل اس اجمال کی یہہ ہی کہ امام مطلق کا لابدی
ہونا جناب امیر کی شہادت اور جناب مجیب کے اعتراف سی ثابت ہو چکا ہی کہ لوگونکو

بہلی امام لابدی نیک ہو اگر نیک میسر نہو سکے تو فاجر ہی ضروری کیونکہ احدہما سے گزیر
اور جب اسکا لابد ہونا ثابت ہوا لاچاری اور ضرورت کے وقت مین اوسکا انعقاد بطور
رخصت بلکہ حسب روایات امامیہ اوسکی صحت اور اوسکا جواز انعقاد بطور وجوب و عزیمت کے
ہوگا کیونکہ مقیس علیہ اسکا قوت ہی کہ لابد للناس من قوت من حلال کان او حرام پس اگر
انسان کو قوت حلال ہی میسر نہو اور مضطر ہو قوت حرام کی طرف تو بشہادت نص صریح
قرآنی جو چند جگہ کلام مجید مین ارشاد ہی تناول حرام اوسکی لیے مرخص ہو گیا چنانچہ ایک آیت[1] فمن اضطر
غَیْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَا اِثْمَ عَلَیْہِ ۔ فَمَنِ اضْطُرَّ[2] فِیْ مَخْمَصَةٍ غَیْرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ
فَاِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ بلکہ حسب تنصیص روایات شیعہ ایسی حالت مین اوسپر فرض ہی کہ حرام کو
قوت بنا دے اور اگر اوسنے حرام سمجھکر ترک کیا اور مرگیا تو کافر مرا کیونکہ حق تعالی نے جس چیز کو
اوسکے حق حلال فرما دیا تہا اوسکو اوسنے حرام سمجہا تفسیر صافی مین تحت تفسیر قولہ تعالی
فمن اضطر جو روایت لکہی ہے اوسی پر اکتفا کرتا ہون[3] فی الفقیہ عن الصادق فمن
اضطر الی المیتة والدم ولحم الخنزیر فلم یاکل شیئا من ذالک حتی یموت فہو
کافر اب ہم اسی حکم کو جو مقیس علیہ مین موجود ہی مقیس یعنی امامت مین جاری کرتے ہین تو یہ حاصل ہوتا ہی[4]
وکذالک من اضطر الی الامارة الفاجرة فلم یقبلہا ولم ینقد لہا حتی مات
فہو کافر یعنی اگر کوئی شخص امارت فاجرہ کیطرف مضطر ہو اور اوسکو حرام سمجہکر اوسکا مطیع
و منقاد نہو اور نمانے یہانتک کہ مرجاوے تو وہ شخص کافر ہی کیونکہ جس چیز کو خداوند تعالی نے
اوسکے لیے حلال فرما دیا اوسکو اوسنے حرام سمجہا اور مقابلہ حکم خداوندی اپنی عقل کو دخل دیا تو مستحق کفر ہوا

---

[1] پہر جو شخص مضطر ہو نہ بے حکمی کرتا ہے نہ زیادتی تو اوسپر گناہ نہین ۱۲ [2] پہر جو شخص لاچار ہو بہوک مین نہ گناہ پر
ڈہلنے والا تو اللہ بخشنے والا ہی مہربان۔ [3] فقیہ مین امام صادق سے مروی ہے جو مردار اور خون اور خنزیر کے گوشت کیطرف
مضطر ہو اور اوسمین سے کچہہ نہ کہاوے۔ یہانتک کہ وہ مرجاوے وہ کافر ہی ۱۲ [4] اسیطرح جو امارت فاجرہ کیطرف
مضطر ہو اور اوسکو قبول نکرے اور مطیع نہو یہانتک کہ مرجاوے وہ کافر ہے ۱۲

تو اس سے صاف ثابت ہو لسکہ ضرورت و اضطرار کے وقت مین شریعت تناول قوت حرام کی
رخصت و اجازت دیتی ہی بلکہ فرض فرماتے ہیں اور اوسکی تارک مسلکر کو کافر کہتی ہی تو اونکی
جب ایسی حالت مین قوت حرام سے کیا تو عین اتباع شرع کیا اور اگر حلال کے انتظار
و تلاش مین رہا اور اوسکو ترک کیا تو سراسر مخالفت شریعت کے اور کافر مرا لہذا ظاہر ہی کہ حکم
امامت بہ نسبت اکل کے اگر واہم ہی تو امامت کی اضطرار کے صورت مین اوسکا انکار باطل اور لے
منجر بکفر ہو گا یہہ ہماری مجیب کا یہہ ارشاد کہ اگرچہ حرام سے ہو تو خلاف شرع ہی لیکن فیہ
مین سراسر غلط ہی منشا اوسکا یہہ ہی کہ آپکو باایمہہ ادعائی ہمہ دانے اپنی گہر کے بھی خبر
نہین ہے۔ الحمد للہ کہ جو مثال آپنے اپنی مدعا کے ثبوت مین پیش کے تہی وہ ہی
اوسکی مکذب اور خود جناب پر منقلب ہوگئی الحمد للہ اولاً و آخراً و ظاہراً و باطناً۔

قال الفاضل المجیب قولہ۔ اگر شک ہو تو نہج البلاغۃ نکال کر دیکھہ لیجیے اور انصاف
سے فرمائیے کہ آپکا دعوی سچا ہی یا امیر المومنین رضہ کا ارشاد سچا ہی۔ اقول۔ بے شک
یہہ نہج البلاغۃ مین ہی اور جناب امیر علیہ السلام کا یہہ ارشاد سراسر ارشاد مین صدق محض
حق ہے مگر آپ اسکا مطلب نہین سمجہے اور گستاخی معاف کلمہ حق یراد بہا الباطل کا مضمون آپکے
صادق ہے یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی جب یہہ ارشاد جناب
امیر جو نہج البلاغۃ مین منقول ہے محض صدق اور عین حق ہے اور ہمنے بدلائل صحیحہ ثابت
کردیا کہ اسکا مطلب یہی وہی ہی جو ہم سمجہی اور جو کچہہ آپنے سمجہا تہا وہ غلط اور آپکی
اصول کے برخلاف تہا تو انصاف سے فرمائیے کہ کلمہ حق ارید بہا الباطل کس پر صادق آیا
اور اسکا مصداق کون ہوا چنانچہ اگر اس گذارش کو بروی عقل و انصاف ملاحظہ فرمائینگی
تو آپکو بہی اسکی بخوبی تصدیق ہوجائیگی۔ **قولہ** اور چونکہ ہمارا دعوی جناب امیر و
رسول خدا و دیگر ائمہ ہدی علیہم السلام کے اقوال سے مقتبس ہی بیشک سچا ہی **اقول**
بیشک آپکا دعوی آپکی زعم مین اقوال جناب امیر و رسول خدا و ائمہ ہدی سی مقتبس لہذا سچا

ہوگا لیکن اس سے یہہ لازم نہین آتا کہ فے الواقع آپکا اقتباس صحیح ہو بلکہ فے الحقیقت آپکا
اقتباس غلط ہے چنانچہ ہم دلائل سے ثابت کر چکے اگر اسیطرح ہر ایک فرقہ کے دعوی
اقتباس کو مطابق واقع سمجہا جاوے تو خوارج بہی کہتے ہین کہ ہمارا دعوی خدا و رسول خدا
کی ارشادات سے مقتبس ہے بلکہ یہود و نصاری و مجوس وغیرہ تمام اہل ملل یہہ کہتے ہین کہ ہمارا
دعوی خدا و رسل کے کلام سے مقتبس ہے یہہ معلوم نہین کہ جناب کو اونکی تسلیم کرنے مین
کیون انکار ہے پس جو جناب اپنی انکار کے دلائل و دلیل قائم کرین وہی دلیل یہان
بہی سمجہہ لین۔ ہان جناب امیر صاحب آپنے شروع جواب مین یاد آتا ہے کہ ہمپر
اعتراض فرمایا تہا کہ ہمنی اپنی خطبہ مین جو تقدیم آل کے صلوۃ و سلام مین اصحاب پر کی تہی
تو آپنے فرمایا تہا کہ یہہ خلاف مذہب اہل سنت کے ہے کیونکہ باعتبار مذہب اہلسنت کے
تقدیم صحابہ کے آل پر ہونی چاہیے اور وجہ اسکی یہہ ہی کہ آپکے نزدیک تقدم فے الذکر
مستلزم تقدم فے الرتبہ کو ہے پس سمجہہ جو آپنے رسول خدا پر جناب امیر کو مقدم فرمایا
کیا آپکے نزدیک جناب امیر رسول خدا سے من حیث الرتبہ افضل ہین جیسا کہ یہہ تقدم
حسب زعم سامی مقتضی ہے اگرچہ آپکی بہت سی روایات سے مستفید ہوتا ہے کہ جناب
امیر جیسا تمام انبیا سے حسب اعتقاد شیعہ افضل ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے بہی افضل ہین لیکن چونکہ زبانی طور پر خاص حضرت کی نسبت اسکا انکار کیا ہے
اور عبارت اس مضمون کے متعلق ہم پہلے نقل کر چکے ہین تو اسلیے دریافت کر لیا گیا

قولہ اور حاشا کہ ہمارا دعوی اور ارشاد مین کسی قسم کی مخالفت ہو مردود بجائی
خود درست ہین **اقول** یہہ صرف جناب کا زعم ہے ورنہ واقع مین جناب امیر کے
ارشاد اور آپکے دعوی مین سراسر تناقض و تخالف ہے کیونکہ جناب امیر کا ارشاد
ضرورۃ مطلق نابارت کی صحت کو مقتضی ہے اور آپکا دعوی اوسکی عدم صحت کو مقتضی
لیس حاشا کہنا کہ آپکے دعوی اور جناب امیر کے ارشاد مین باہم توافق ہو نقیضین کا

اجتماع باتفاق وحدات ثمانیہ محال ہے اور جناب امیر کے ارشاد مین تو کچھہ نہین ہے ہان آپکا دعوی باطل ہے کیونکہ اگر آپکا دعوی صحیح ہو تو جناب امیر کا ارشاد غلط ہوگا پس ہر دو کیجائی خود درست کسیطرح نہین ہوسکتی **قولہ** آپ عقل سے علم سے انصاف سے کام لین **اقول** بحول اللہ وبفضلہ بمنی تو آپنے عقل وعلم وانصاف خداداد کام لیا تہا مگر افسوس کہ آپنے اسپر عمل نفرمایا اور گستاخی معاف آیت اتأمرون الناس بالبر وتنسون انفسکم کا مضمون اسجگہ صادق آیا اور ہم اب بہی بیشک گذاری اہیر عامل ہین اور جو کچھہ عرض کرتے ہین وہ اپنی علم وعقل وانصاف سے کام لیکر عرض کرتے ہین اور دعا کرتے ہین کہ خداوند تعالے جناب کو بہی توفیق عطا فرماوی آمین اللہم آمین ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین قال الفضل المجیب - قولہ - اسکے بعد فرماتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسکو خلیفہ مقرر فرمایا یا اس باب مین کیا ارشاد فرمایا اگر اس کلام کے موافق ہے تو ہم جنابا بالوفاق اور اگر مخالف ہے تو کسکو حق کہیگا اور کسکو باطل مع ذلک یہ باب تا دیر سد ود ہے - اقول کلام بلاغت نظام جناب امیر علیہ السلام کے معنی اور اصلی مراد عرض ہوئی آپکا شبہہ رفع کیا گیا اور اپنی دعوی شرائط ثلثہ کو انکی ہی علما مستند کی کلام سے ثابت کردیا **یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی** جناب امیر رضی اللہ عنہ کی کلام کے معنی اور اوس سے اصلی غرض جو کچھہ آپنے سمجھی وہ جناب کے مرحوم پر ہی منحصر ہی صحت اور واقعیت سے اوسکو کچھہ مساس ہی نہین اور اس کلام سے معنی مذکورہ کو اصلی غرض سمجھنا قبیلہ توجیہ القول بالا یرضی بہ قائلہ سے ہی اور شرائط ثلثہ کا ابطلان تو ایسا جلی بدیہی ہے کہ کسی عاقل پر مخفی نہین رہ سکتا علے الخصوص جنابنے جسقدر ثبوت لکہا تو نہایت ہی پوچ تہا بندہ نے جو کچھہ اوسپر گذارش کیا ہی اگر اسکو بنظر انصاف ملاحظہ فرماوینگی اور انصاف ملحوظ رکھینگے تو خود ہی بطلان تو اور اگر بعد ملاحظہ معروض بندہ پہر بہی دلمین شبہات خطور کرین تو ہم پہر بہی تحریر

حاضر ہین واللہ ہو الموفق **قولہ** آپ چاہتی ہین کہ جو امر ہمنی سوال مین دریافت کیا ہی وہ ہمسی ہی پوچھین اور اس سے غرض آپکی یہہ معلوم ہوتی ہے کہ ہمیطرح بحث مین طول ہو اور آپ اعتراضات و شبہات کرتے رہین اور اصل سوال کے جواب ہی سے بچ جائین

اقول جب ہمنی جناب امیر رضا کی ارشادات مسلمہ سامی سے آپکی شرائط اور مسئلہ امامت کا ابطال کر دیا تو وہ سوال جو آپ ہمسے کرتے تہی آپ پر ہی منقلب ہوا اور آپکو ہی اوسکا جواب دینا لازم ہوا پہر اگر ہمنی آپ سے دریافت کیا کہ حضرت نے کسکو خلیفہ مقرر فرمایا یا اس باب مین کیا ارشاد فرمایا تو آپ اس سے کیون گہبراتے ہین اور اگر آپ اعتراضات و شبہات سے ڈرتے ہین اور طوالت پسند نہین فرماتے تو قصہ مختصر کیجیے اور زبانی بالمشافہ گفتگو کر لیجیے جلد فیصلہ ہو جائیگا اور جب ہمنی آپکی شرائط کا ابطال مثل آفتاب نیمروز واضح کر دیا اور مسئلہ امامت مسلمہ سامی باطل ہو گیا تو ہمکو آپکے سوال کے جواب ہی کی کیا ضرورت رہی اور جواب دہی سے بچنے کی کیا حاجت اگرچہ ہمکو مناسب یہہ تہا کہ ہم آپکی سوال کا جواب اوسوقت لکہتی کہ جب آپ اپنی مسلمہ مسئلہ امامت کو اور اوسکی شرائط ثلثہ کو بدلائل ثابت فرماتے حالانکہ اسوقت تک جسقدر دلائل بہ ثبت شرائط ثلثہ تحریر فرمائے ہین وہ دلائل اون شرائط کو آپکے اصول پر ہی ثابت نہین کرتے اور خصم کے اصول پر تو اوسکا ثبوت از قبیل محالات ہی لیکن ہم انشاء اللہ تعالے حسب فرمایش ایما بن خاطر سامی خلفاء ثلثہ رضی اللہ عنہم کی خلافت کا ثبوت عقلی و نقلی دلائل سے خدمت مین ابہی انتہا پیش کرینگی تاکہ آپکو ہی حسرت اعتراضات باقی نرہ جاوی فانتظروا ولا تکونوا من المستعجلین **قولہ** اگرچہ ہم اس سوال کا جواب بہی مفصل و مدلل دیسکتی ہین اور جب موقع آئیگا انشاء اللہ تعالے آپکو بخوبی معلوم ہو جائیگا اور اگر آپ کچہہ انصاف و غور کرینگے تو سمجہہ جائینگی کہ ہمارا یہہ دعوی زبانی ہی نہین ہے یہہ جواب جو لکہا گیا ہے نمونہ ہی مگر اسوقت صرف خیال مذکورہ بالا سے اسکا جواب عرض کرنا مصلحت نہین جانتی **اقول** جسقدر جناب نے

تحریر فرمایا ہی وہ بے شبہ نمونہ ہی جس سے بخوبی آپکے مناظرہ دانئکو اور پایہ علم معلوم ہو سکتی
ہین یہہ ہی وجہ ہوئی کہ جب اس ہیچمدان نے آپکی علم وفہم کا اندازہ کرلیا تو آپکے جواب
کی لیے بکراہت قلم اوٹہایا اور تمام دلائل کو فجعلناها حصیدا کان لم تغن بالامس کا مصداق
کردیا بلکہ نہ اس تحریر کو قابل جواب اور نہ جناب سامی کو اس حیثیت سی لائق خطاب سمجہا جاتا ہی
یہہ ہی وجہ ہی کہ آپکے تحریر کا دوسری حضرات نے جواب تحریر نفرمایا جس سے دماغ سامی مین
یہہ سمایا کہ ہمچومن دیگری نیست اگر وہ حضرات پہلو تہی نفرماتے تو جناب کو یہہ حوصلہ
کبہی نہوتا پس مینی جہانتک انصاف سی دیکہا اور غور کیا مجکو تو یہہ معلوم ہوتا ہی کہ آپ
اپنی ضروریات دین اور اصول مذہب کو بہی ثابت نہین کرسکتی تو آپکا یہہ دعوی محض
زبانی اور تقلیدی ہے جسقدر مواقع آئی کہ جسمین آپنے بہت کچہہ زور لگایا جب اونمین
ہی آپ سی کچہہ نہوسکا تو اور کونسا موقع ہے کہ جسمین آپ کچہہ کرکے دکہلاوینگی آپ
کسی مصلحت سی اور کسی خیال سے جواب مین تعلل کیجئی اور جان بچائیی لیکن جب کبہی
آپ کچہہ فرماوینگی انشاء اللہ تعالے ایسی شکنجہ احجاث مین کہینچی جاینگی کہ راہ فرار تنگ ہوگی
الا ان حزب اللہ هم المفلحون وان جندنا لهم الغالبون۔ **قولہ** آپکے ارشاد
کی ہمنی تعمیل کردی اب آپ براہ مہربانی ہماری ہی عرض قبول فرماوین **اقول**
آپنے تو کیا ہماری گذارش قبول فرمائی اور کیا قبول فرماسکتی ہی لیکن ہم آپکے حکم کی
تعمیل کرتے ہین اور خلافت خلفاء رضی اللہ عنہم کو بدلائل تحقیقیہ والزامیہ وعقلیہ
ونقلیہ ثابت کرتے ہین ذرا تہوڑی دیر کے لیے انصاف دوست ہوکر سنین اور یہہ ہی
اختیار ہی کہ چاہی دشمن انصاف ہوکر مہر منیر کے نور پر خاک افشانی کرین جب ہمنی
آپکی نمونہ سے آپکی خبر علم وفہم کا بخوبی اندازہ کرلیا ہی تو ہماری نظر مین آپکی اعتراضات
طفلین وباب سی زیادہ وقعت نہین رکہتی فشمر ذیلک واجلب علینا بخیلک ورجلک وخیالات
آپ بیشک دل کہولکر اعتراضات قدیم وجدید وظریف وملمیہ جسقدر ہوسکتی ہون فرماوین

بحث اثبات خلافت خلفاء ثلثہ رضی اللہ عنہم

واضح ہو کہ اس رسالہ مین جسقدر دلائل ہم مواقع مختلفہ مین لکھہ آئی ہین اونمین بہت دلائل
ایسی ہین جو خلافت خلفا ثلثہ رضی اللہ عنہم کو واضح طور پر ثابت کرتے ہین
چنانچہ بعض جگہ ہمنی اسطرف اشارہ بھی کر دیا ہی لیکن چونکہ ہمارے فاضل مجیب کے فرائش
یہہ معلوم ہوتے ہین کہ بحث اثبات خلافت جداگانہ مستقل طور پر ہو اسلیے ہم حسب
ارشاد سامی اس بحث کو مستقل طور پر لکھنے کے لیے آمادہ ہوتے ہین پس سنیے کہ ہم اول
معاملات فیما بین جناب امیر و خلفاء ثلثہ کو دیکھتے ہین اور سوچتے ہین تو اول مرحلہ آپکے
باہمی محبت و عداوت کا ہی اہلسنت کہتے ہین کہ یہہ حضرات باہم یکجان و دل شیر و شکر
تھی نہایت محبت و الفت فی اللہ اور تواضع تعظیم رکھتے تھے اہلبیت فضائل
و محامد بیان فرماتے تھی ہر ایک دوسری کا خیرخواہ دلی تھا۔ اور اگر بمقتضای بشریت
کبھی کبھی معاملہ مین دوستانہ شکر رنجی ہو جاتی تھی تو وہ زائل ہو جاتے تھی اور اوسکو قلوب مین
ہرگز قرار نہوتا تھا اور کبھی اختلاف نفس یہ جوش حقانیت اختلاف جنبہ دینی ناشی ہوتا تھا جو اونکی مراتب عالیہ کو کم
نکرتا تھا۔ حضرات شیعہ فرماتے ہین کہ جناب امیر کے ساتھہ اونکو کمال عداوت تھی بلکہ
تمام اہلبیت نبوت کے ساتھہ یہی حال تھا آپکا حق منصوص خلافت غصب کیا اور کوئی
دقیقہ تکلیف رسانی اور تضلیل کا اوٹھا نہین رکھا یہانتک کہ قتل کا بھی قصد کیا تو لامحالہ جناب
کو بھی اونسی ویسی ہی بغض و عداوت تھی لیکن جناب امیر مظلوم و مخذول بے یار و انصار تھی
اسلیے ہمیشہ تقیہ کے پردہ مین اونکے ساتھہ خلا و ملا رکھتے تھے تقیہ کے طور پر کبھی کبھی
اونکی تعریفین بھی فرماتی تھی اور خلفاء ثلثہ بھی زمانہ سازی کے طور پر اونکو اپنی شامل رکھتے تھے
اور ظاہری مدارات و تواضع و تعظیم سے دریغ نہین کرتے تھی۔ لیکن جب ہم کتاب
کو دیکھتے ہین اور روایات و واقعات مین تامل کرتے ہین تو دعوی اہلسنت کا حق اور دعوی
شیعہ کا باطل پاتے ہین۔ اما آیات پس اولا خداوند علام الغیوب صحابہ کو خیر امت
ارشاد فرماتا ہی او ظاہر ہی کہ اوسکی مخاطب وہی چند شخص ہین جنکو حضرات شیعہ کرام

سمجھتے ہین بلکہ خطاب تمام صحابہ موجودین وقت نزول آیت کو عام ہے پس اگر یہہ موردِ عتاب
اونسے فرضاً صادر ہون جنکی صدور کا حضرات شیعہ دعوی فرماتے ہین تو صحابہ خیر است نبوت
بلکہ شامت ہو گا باوجود صدہا معجزے دیکھنے کے اور سالہا سال فیض صحبت نبوی اٹھا کر پھر
مرتکب ایسے اعمال شنیعہ کے ہوئے - ثانیاً موقع مدح و امتنان مین ارشاد فرمایا ہے ہو الذی
ایدک بنصرہ و بالمؤمنین و الف بین قلوبہم لو انفقت ما فی الارض جمیعا ما الفت
بین قلوبہم و لکن اللہ الف بینہم اگرچہ بحیثیت نزول یہہ آیت مخصوص با نصار ہو لیکن حسب [۵]
قاعدہ العبرۃ لعموم اللفظ لا لخصوص السبب تو یہی عام ہے اور کمال مدح و امتنان
بھی زیادہ مناسب اور چسپان یہی ہے علاوہ ازین بعقل سلیم سب یقین کرتے ہین
کہ خداوند تعالے انصار کے تالیف قلوب کو رسول کے اعانت کے واسطے نکالی ہے اور فرمایا ہے
جو باہم استقامت رکھتی تھی وہی کینے خذول کرنے کے واسطے بغض و عداوت کہ اگر دیکھا جاوے
بھی ایک بڑا احسان عظیم تو جب خدا تعالے نے باہم اونکو دلونمین الفت ڈالی تو اب یہہ
کہنا کہ حسد اور ضغائن جاہلیہ کے اونکے دلونمین کامن تھی جو وقت غصب خلافت
بروے کار آئی سراسر خداوند تعالے کو جھٹلانا ہے اور سبب علامہ کمال الدین ابن میثم بحرانی
شرح نہج البلاغہ مین بیعت سقیفہ کی بارہ مین جو یہہ لکھا ہے فقدم بشیر بن سعد الخزرجی [۶]
وکان یحسد سعد بن عبادۃ ان یصل الیہ ہذا الامر البتہ قابل ملاحظہ اہل دین و زیادہ ہو [illegible]
حق تعالے شانہ سورہ حجرات مین فرماتا ہے اذ جعل الذین کفروا فی قلوبہم
الحمیۃ حمیۃ الجاہلیۃ فانزل اللہ سکینتہ علی رسولہ و علی المؤمنین و الزمہم
کلمۃ التقوی و کانوا احق بہا و اہلہا و کان اللہ بکل شیء علیما - اس آیت شریفہ مین

۵؎ اور وہی جلد رد دیا اپنی مدد کا اور مومنون کا اور الفت ڈالی ہی اونکے دلون مین اگر تو خرچ کرتا جو کچھ ساری دنیا مین ہے [illegible] الفت نہ دیتی اونکے
دلون مین لیکن اللہ نے الفت ڈالی اونمین ۶؎ لفظ کا عموم کا ہی اعتبار ہے نہ سبب خاص کا ۱۲ ۷؎ بشیر بن سعد خزرجی اور وہ سعد بن عبادہ کا حسد کیا کرتا تھا
[illegible] ۸؎ جب رکھی منکرون نے اپنے دلون مین پچ نادانی کی ضد پھر اتارا اللہ نے اپنی طرف کا چین [illegible]
اور [illegible] اور لگا رکھا ادب کی بات پر اور وہی تھے اوسکے لائق اور وہی اللہ ہر چیز سے خبردار - ۱۲

خداوند تعالے نے مدح صحابہ اسطرح فرمائی کہ جب کفار نے حمیت جاہلیہ اختیار کی تو اللہ نے رسول اپنے پر اور مومنین پر تسلی نازل فرمائی اور کلمہ تقوی انکو لازم کردیا اور وہ اوسکے ساتھہ احق اور اوسکے اہل تہے اور خدا ہر چیز کو جانتا ہے پس غیر ممکن ہے کہ جب وہ ایسی اوصاف کے ساتھہ ممدوح تہے تو اونمین حمیۃ جاہلیہ موجود ہو۔ غایۃ کوشش حضرات شیعہ کی ان نصوص مین یہہ ہے کہ یہہ کہین کہ عمومات ان نصوص کے مخصوص بائمہ ہین یا بعض مقبولین صحابہ لیکن چونکہ ایسی احتمالات جو ناشی عن غیر دلیل ہر ایک نص مین پیدا ہو سکتی ہین اور خوارج بہی بمقابلہ بہہ بہی احتمال پیدا کرسکتی ہین اور خود نصوص کے عمومات انکو رد کرتے ہین لہذا ہمکو اونکی ابطال کیطرف توجہ کرنے کی کچہہ ضرورت نہین۔ اما روایات پس اولاً شیخ ابن بابویہ قمی ملقب بصدوق خصال مین روایت کرتے ہین[1] حدثنا ابی و محمد بن الحسن بن احمد بن الولید بن محمد بن یحیی العطار رضی اللہ عنہم قالوا حدثنا سعد بن عبد اللہ عن محمد بن الحسن بن الخطاب عن الحسن بن علی بن فضال عن علی بن عقبۃ عن الحرب بن المغیرۃ عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال جاء ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالے عنہم الی امیر المؤمنین علیہ السلام حین دفن فاطمۃ علیہا السلام فی حدیث طویل قال لہما فیہ اما ما ذکرتما انی لم اشہدکما فان رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم قال لا یری لی عورتی غیرک الا ذہب بصرہ فلم اکن لاوذی کما بہ انتہی بقدر الحاجۃ اس حدیث کو دیکہیے اور آخر جملہ کو ملاحظہ فرمایئے اوس سے کسقدر محبت شیخین کے ساتھہ مترشح ہوتی ہے اور کیسی الفت ٹپکتی ہے جناب امیر کو یہہ گوارا نہوا کہ اونکی بینائی جاتی رہے

[1] ابن بابویہ نے بسند خود امام ابو عبد اللہ سے روایت کی ہے فرمایا ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہم امیر المومنین رض کی پاس آئے جبکہ فاطمہ رض کو دفن کیا۔ طویل حدیث ہے۔ اوسمین جناب نے ان دونوں سے فرمایا تمنے جو یہہ ذکر کیا کہ مینے تمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تجہیز و تکفین مین نہ بلایا سو اسکی وجہ یہہ ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ میری بدن پنہانی کو بجز تیری کوئی نہ دیکہیگا مگر یہہ کہ اسکی بینائی جاتی رہیگی تو مین نہین چاہتا کہ تمکو اسکی ایذا پہونچاؤن ۱۲۔

اگر باہم عداوت ہوتے اور شیخین نے حق خلافت غصب کیا ہوتا تو اس سے بہتر کوئی موقع
عداوت نکالنے کا اور اپنے حق کے لینے کا نہیں تھا شیخین کو حضرت کے تجہیز و غسل میں اپنی
خواہش کے موافق شریک کر لیتے اور جب وہ نابینا ہو جاتے تو اوسوقت اپنا
بسہولت حاصل کر لیتے نہ لشکر کشی کی نوبت آتی نہ جدال و قتال کا ہنگامہ ہوتا
کسی حیلہ و تدبیر کی بھی ضرورت نہ پڑتی وہی حضرت عباس جو اول بیعت کر لینے
آمادہ ہوئی تھی اب بھی وہی بیعت کر لیتے اور وہ بارہ آدمی جنہوں نے فرمایا تھا کہ ابوبکر
منبر سے اوتار دینا چاہیے اور خلافت سوای جناب امیر کے اور کسیکا حق نہیں چنانچہ مطابق
روایت صدوق کے سب برملا جا کر امر خلافت میں ابوبکر سے جھگڑے اور یہ بارہ آدمی
اوسوقت سب موجود تھے جب ذرا ہم سے میدان صاف دیکھتے پھر کسیکو سوای جناب امیر کے
کیون مقدم ہونے دیتے اگرچہ روایت طویل ہے تاہم اوسکی نقل خالی از فائدہ نہیں ہے
اسلیے ہم اصل روایت خصال سے نقل کرتے ہیں[1] الذین انکروا علی ابی بکر
جلوسہ فی الخلافة اثنا عشر عن زید بن وہب قال کان الذین انکروا علی ابی بکر
جلوسہ فی الخلافة وتقدمہ علی علی بن ابی طالب علیہ السلام اثنا عشر رجلا من
المہاجرین والانصار کان من المہاجرین خالد بن سعید بن العاص والمقداد
بن الاسود وابی بن کعب وعمار بن یاسر وابو ذر الغفاری وسلمان الفارسی
وعبد اللہ بن مسعود وبریدة الاسلمی وکان من الانصار خزیمة بن ثابت
ذو الشہادتین وسہل بن حنیف وابو ایوب الانصاری وابو الہیثم

---

[1] زید بن وہب سے روایت ہے کہتے ہیں کہ جن لوگون نے ابوبکر پر مسند خلافت پر بیٹھنے اور علی بن ابی طالب
پر سبقت کرنے کے باب میں انکار کیا تھا بارہ آدمی مہاجرین و انصار سے تھے مہاجرین میں سے خالد بن سعید بن العاص مقداد
بن اسود۔ ابی بن کعب۔ عمار بن یاسر۔ ابوذر غفاری۔ سلمان فارسی۔ عبد اللہ بن مسعود بریدہ اسلمی تھے اور انصار میں سے
خزیمہ بن ثابت ذو الشہادتین سہل بن حنیف۔ ابو ایوب انصاری۔ ابو الہیثم ۱۲۔

ابن التیهان وغیرهم فلما صعد المنبر تشاوروا بینهم فی امره فقال هلا نأتیه فننزله عن منبر رسول الله صلی الله علیه وآله وقال آخرون ان فعلتم ذلک اعنتم علی انفسکم فقال الله عز وجل ولا تلقوا بایدیکم الی التهلکة ولکن امضوا بنا الی علی بن ابی طالب علیه السلام نستشیره ونستطلع امره فاتوا علیّا علیه السلام فقالوا یا امیر المومنین ضیعت نفسک وترکت حقا انت اولی به وقد اردنا ان نأتی الرجل فننزله عن منبر رسول الله صلی الله علیه وآله فان الحق حقک وانت اولی بالامر منه فکرهنا ان ننزله دون مشاورتک فقال لهم علی علیه السلام لو فعلتم ذلک ما کنتم الا حربا لهم ولا کنتم الا کالکحل فی العین وکالملح فی الزاد وقد اتفقت علیه الامة التارکة لقول نبیها والکاذبة علی ربها عز وجل ولقد شاورت فی ذلک اهل بیتی فابوا الا السکوت لما یعلمون من وغر صدور القوم وبغضهم لله عز وجل ولاهل بیت نبیه علیهم السلام ایطلبون بثارات الجاهلیة والله لو فعلتم ذلک لشهروا اسیوفهم مستعدین للحرب والقتال کما فعلوا ذلک حتی قهرونی

له بن تیهان وغیرہ تھے۔ جب ابوبکر منبر پر چڑھ گئے تو انہون نے باہم اوسکے معاملہ مین مشورہ کیا بعضون نے کہا کہ ہم کیون نہ آکر اوسکو حضرت کے منبر سے اوتار دین۔ دوسرون نے کہا کہ اگر تم ایسا کروگے تو تم اونکی اپنی جانون پر اعانت کروگے اور اللہ تعالی نے فرمایا ہی اپنی ہاتہون کو ہلاکی مین نہ ڈالو لیکن چلو علی بن ابی طالب سے مشورہ کرین اور اوسکا امر دریافت کرین علی کے پاس آئی اور کہنے لگی ای امیر المومنین تو نے اپنی نفس کو ضایع کردیا اور تونے اپنی اوس حق کو جسکا تو زیادہ مستحق تہا چہوڑ دیا اور ہم چاہتی ہین کہ اس شخص کے پاس جاکر اوسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر سے اوتار دین کیونکہ یہ حق تیرا حق ہی اور تو اسکا زیادہ مستحق ہے بہ نسبت اوسکی اور ہمنی ناپسند سمجہا کہ اوسکو بدون تیری مشورہ کے اوتار دین علی علیہ السلام نے فرمایا اگر تم ایسا کروگے تو تم اونکی لیے بجز لڑائی کے اور کچہہ نہوگی اور تم ایسی ہی ہوگی جیسا آنکہہ مین سرمہ اور کہانے مین نمک اور تحقیق امت اپنی نبی کے قول کو چہوڑنیوالی اور اپنی پروردگار پر جہوٹ بولنیوالی اوسپر متفق ہوگئی اور اس باب مین مینی اپنی اہل بیت سے مشورہ کیا تو بجز سکوت کی کچہہ نہ مانا کیونکہ قوم کے دلونکی کینون اور اللہ تعالی اور اہل بیت نبی کے ساتہہ دشمنی کو جانتی ہتی اور جاہلیت کے عداوتین نکالینگی خدا کی قسم اگر تم ایسا کروگی تو وہ لڑائی کے واسطی مستعد ہوکر تلوارین کہینچ لینگی چنانچہ انہون نے ایسا کیا یہانتک کہ مجکو مقہور

سله

وغلبوني على نفسي ولببوني وقالوا لي بايع والا قتلناك فلم اجد حيلة الا ان
ادفع القوم عن نفسي وذلك اني ذكرت قول رسول الله صلى الله عليه واله يا علي
ان القوم نقضوا امرك واستبدوا بها دونك وعصوني فيك فعليك بالصبر
حتى ينزل الله الامر الا وانهم سيغدرون بك لا محالة فلا تجعل لهم
سبيلا الى اذلالك وسفك دمك فان الامة ستغدر بك بعدي
كذلك اخبرني جبرئيل عليه السلام عن ربي تبارك وتعالى ولكن ائتوا الرجل
فاخبروه بما سمعتم من نبيكم عليه السلام ولا تجعلوه في الشبهة من امره ليكون
ذلك اعظم للحجة عليه وابلغ في عقوبته اذا اتى ربه وقد عصى نبيه وخالف
امره قال فانطلقوا حتى حفوا بمنبر رسول الله صلى الله عليه واله يوم الجمعة فقال
المهاجرون والانصار ان الله عز وجل بدأ بكم في القرآن فقال لَقَدْ تَابَ
اللهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ فبكم بدأ فكان اول من بدأ وقام
خالد بن سعيد بن العاص بادلاله لبني امية فقال يا ابا بكر اتق الله فقد
علمت ما تقدم لعلي بن ابي طالب من رسول الله صلى الله عليه واله الا تعلم ان

سله مغلوب کیا میری نفس پر اور مجھکو نرم کیا اور کہا کہ بیعت کرلے ورنہ ہم تجھکو مار ڈالینگے پس نہین سمجھ سکی کوئی حیلہ سوا اسکے کہ قوم کو
اپنی نفس سے دفع کرون اور وہ یہہ کہ مین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اس قول مین فکر کیا کہ ای علی قوم نے تیرا امر توڑ دیا اور بدون
تیری اوسپر مستقل ہوگئی اور تیری بابین میری نافرمانی کی تو تجھکو صبر کرنا لازم ہے یہانتک کہ اللہ اپنا امر نازل کرے خبردار یہہ لوگ
میری بعد ضرور تیری ساتھہ غدر کرینگے تو انکے لیے کوئی راہ اپنی ذلیل کرنے اور خون بہانے کی مت نکالیو کیونکہ امت میری بعد
غدر کرینگے مجکو جبرئیل نے پروردگار تعالے سے اسیطرح خبر دی ہے لیکن اس شخص کے پاس جاؤ اور جو کچھہ اپنی نبی
علیہ السلام سے سنا ہوا اسکو جتاؤ یقینی طور پر اوسکی امر مین تاکہ یہہ اوسپر جبکہ وہ اپنی رب کی نافرمانی اور اوسکی مخالفت
کرکے اوسکے پاس آئیگا بڑی حجت اور ابلغ نے العقوبت ہو کہا پس وہ چلی یہانتک کہ حضرت کی گھر کو جمعہ کے دن گھیر لیا
انصار نے کہا کہ اللہ تعالے نے قرآن مین پہلی تم کو ذکر کیا ہی اور فرمایا لقد تاب اللہ علی النبی والمہاجرین والانصار تو تمہارا
ہی پہلی ذکر کیا ہے پس جسنے اول ابتدا کی او بنی امیہ پر ناز کرکے اوٹھا خالد بن سعید بن العاص تھا کہا ای ابوبکر خدا سے
ڈر تو جانتا ہے جو کچھہ علی بن ابی طالب کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گذر چکا ہے کیا تو نہین جانتا ۱۲

رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ قال لنا ونحن محتوشون فی یوم بنی قریظة وقد اقبل علی رجال منا ذوی قدر فقال یا معشر المہاجرین والانصار اوصیکم بوصیة فاحفظوھا وانی مؤد الیکم امرا فاقبلوه الا ان علیا امیرکم من بعدی وخلیفتی فیکم اوصانی بذلک ربی وانکم ان لم تحفظوا وصیتی فیه وتؤازروه وتنصروه اختلفتم فی احکامکم واضطرب علیکم امر دینکم وولی علیکم الامر شرارکم الا وان اہل بیتی ہم الوارثون من بعدی والقائمون بامر امتی اللہم فمن حفظ منہم وصیتی فاحشرہم فی زمرتی واجعل لہم من مرافقتی نصیبا یدرک نور الاخرة اللہم ومن اساء خلافتی فی اہل بیتی فاحرمه الجنة التی عرضہا السموت والارض فقال عمر بن الخطاب اسکت یا خالد فلست من اہل الشوری ولا ممن یرضی بقوله فقال خالد بل انت اسکت یا ابن الخطاب فوالله انک لتعلم انک تنطق بغیر لسانک وتعتصم بغیر ارکانک وان قریشا لتعلم انک الامہا حسبا واقلہا ادبا واخملہا ذکرا واقلہا من الله عز وجل ومن رسوله وانک الجبان عند الحرب بخیل فی الجدب لئیم العنصر مالک فی قریش مفخر وسکت خالد فجلس ثم قام ابوذر رحمة الله علیه الخ الحدیث الطویل —

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جبکہ ہم بنی قریظہ کے دن مجتمع تھے ہاری بڑی مرتبہ والے لوگونکی طرف متوجہ ہو کر فرمایا ای مہاجرین وانصار کی جماعت مین تمکو ایک وصیت کرتا ہون اوسکو یاد رکھو اور مین تمکو ایک امر پہنچاتا ہون اوسکو قبول کرو۔ دیکھو علی ابن ابیطالب میری بعد تمہارا امیر اور میرا جانشین تم مین ہے۔ مجکو میری پروردگار نے یہہ وصیت فرمائی ہی اور تم اگر میری وصیت کو یاد نرکھوگے اور اوسکی مدد نکروگے تو اپنی احکام مین مختلف ہوگی اور تمہارے دین کا امر مضطرب ہوگا اور تمہاری شریر لوگ تمپر حاکم ہونگی۔ دیکھو میری اہل بیت ہی میری پیچھی وارث ہین اور میری امت کے امر کے برپا رکھنی والے آلہی جو لوگ میری وصیت یاد رکھین انکا میری گروہ مین حشر فرما اور انکو میری مرافقت کا حصہ عطا فرما جس سے آخرت کا نور حاصل ہو اور جو اہل بیت مین میری بری جانشینی کرے۔ اوسکو جنت سے محروم فرما جسکی چوڑائی آسمان و زمین ہی عمر بن خطاب بولا ای خالد چپ رہ تو نہ اہل شوری سی ہے اور نہ انلوگون سی جنکا قول پسندیدہ ہوا ہی خالد نے جواب دیا بلکہ تو ہی چپ رہ ای ابن خطاب خدا کی قسم تو جانتا ہی کہ تو بغیر اپنی زبان کے بولتا ہی اور بغیر اپنی ارکان کے پناہ پکڑتا ہے خدا کی قسم قریش جانتی ہین کہ تو زیادہ ملامت کی قابل ہے حسب مین اور کم ہی ادب مین اور گمنام ذکر مین خدا تعالی و رسول سے اور لڑائی کے وقت نامرد اور قحط مین بخیل ہے قریش مین تیری لیئی کوئی فخر نہین اور اوسکو اسکی امون نے روک لیا اور بیٹھ گیا

اسیطرح زبانے حضرت صدوق شیعہ کے ہرایک نے اپنی اپنی بولیان بولی - اس حدیث مین
جو کچہہ خبایا ہہکی زوایا مین ہین اونکی تخریج کو حوالہ اذہان صافیہ کیا کرکے جسکی ہم دریے
ہین اوسکو کہتے ہین روایت سابقہ مین صدوق سے بدلالت واضحہ ثابت ہوتا ہی کہ جناب امیر کو
شیخین کے ساتہہ کمال محبت والفت تہی اور کسی قسم کی عداوت ودشمنی نہین تہی نہ خلافت کو
اپنا ہی خاص حق سمجہتے تہے اور شیخین کو غاصب خلافت سمجہتے تہے ورنہ اوس سے بہتر خلافت
لینے کا کوئی موقع نہ تہا کہ بدون شمشیر سیوف وتیران فتن بسہولت ہاتہہ آتی تہی - ثانیاً حضرت
شیعہ کے صدوق نے خصال مین روایت فرمائی ہی حدثنا احمد بن جعفر الہمدانی
رضی اللہ عنہ قال حدثنا ابراہیم بن ہاشم عن ابیہ عن ابن ابی عمیرہ عن ہشام بن
سالم عن ابی عبد اللہ قال کان اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم
اثنا عشر الفا ثمانیۃ آلاف من المدینۃ والفان من غیر المدینۃ والفان من الطلقا
لم یر فیہم قدری ولا مرجی ولا حروری ولا معتزلی ولا صاحب رای کانوا یبکون
اللیل والنہار ویقولون اقبض ارواحنا قبل ان ناکل الخبز الخمیر
اس روایت سے معلوم ہوتا ہی کہ صحابہ کرام جناب رسالتمآب کے بارہ ہزار تہی اب ہم پوچہتے ہین
کہ جسوقت بیعت سقیفہ واقع ہوئی اور خلافت غصب ہوئی اوسوقت یہہ حضرات کہان تشریف
رکہتے تہی کیا معاذ اللہ یہہ حضرات بہی اون ہی مین سے ہین جو بعد وفات سرور کائنات صلی اللہ
علیہ وسلم کے مرتد ہو گئے تہی اور سوای ابوذر اور سلمان اور عمار اور مقداد کے روت سے کوئی نہین بچا تہا
بلکہ سوای مقداد کے کوئی بہی ایسا نہین کہ جسکو شک ہوا ہو اور اوسکی دلمین کچہہ شبہہ نہ آیا ہو
پس اگر یہہ مرتدین مین سے ہین تو یہہ طویل وعریض مناقب ومحامد بالکل لغو وبیجا ہونگی جب انہونے
امام حق سے انحراف کیا اور امام باطل کے اعانت وتائید کی تو اونکی تمام اعمال صالحہ حبط وباطل
ہوگئی اور غصب خلافت کی اوزار اونکی ظہور رقاب پر رہی اگر یہہ لوگ امام برحق کو مخذول
نکرتے اور اوسکی اعانت وتائید کرتے تو حق اپنی مرکز سے کیون متجاوز ہوتا تو جب امام

معصوم کے زبانی جو مامور باظہار حق تھی انکی اسقدر مدح وثنا ہوئی تو قطعاً معلوم ہوا کہ یہہ لوگ وہ ہین جو کل صحابہ مین سے ہین اور جو کاملین فی الایمان ہین تو ایسی حضرات موصوفین وممدوحین کی نسبت محال ہی کہ وہ اہل بیت نبوت کی دشمن ہون اور امام حق کو مخذول کرین یا خلافت غصب کیجے دین یا خود غصب کرین پہر بعد اسکی اگر حضرت شیخین رضی اللہ عنہما انہین داخل ہین جیسا کہ تعریف وتوصیف ائمہ سے جو حضورؐ کی ساتھہ فرمائی واضح ہوتا ہی کہ کہین انکو اماماں عادلاں فرمایا اور کسی جگہہ انکی عظمت اسلام مین بیان فرمائی اور کبھی صدیق کے لقب سے مخالفین کے تکذیب فرمائی اگر وہ انہین داخل ہین تو ہمارا مدعا حاصل ہے اور اگر بفرض محال شیخین ان بارہ ہزار مین داخل نہین ہین تاہم ہمارا مطلب حاصل ہے کیونکہ بے شبہہ یہہ جماعت بہی انکی معاونین مین سے ہی اور جبکہ اتنا جماعت ممدوحہ کرتی وہ بہی لامحالہ ممدوح ہونگی تو جو ایسی محامد کے ساتھہ موصوف ہون انکی نسبت بروی عقل سلیم خیال کر لینا چاہیی کہ انکو اہلبیت نبوت کے ساتھہ ولا وتمسک کسقدر ہوگا اور اہلبیت کو انکی ساتھہ نظر عنایت ومحبت کسدرجہ ہوگی ثالثاً جبکہ حضرت فاروق نے غزوہ روم مین خود بنفس نفیس جانے کا قصد کیا اور آپ سے مشورہ کیا تو آپنے یہہ مشورہ دیا جو نہج البلاغہ مین موجود ہی۔ ومن کلام له وقد شاوره عمر بن الخطاب في الخروج الى غزو الروم وقد توكل الله لاهل هذا الدين باعزاز الحوزة وستر العورة والذي نصرهم وهم قليل لا ينتصرون ومنعهم وهم قليل لا يمتنعون حي لا يموت انك متى تسر الى هذا العدو بنفسك فتلقهم فتنكب لا يكن للمسلمين كانفة دون اقصى بلادهم وليس بعدك مرجع يرجعون اليه فابعث اليهم رجلا مجربا واحفز معه اهل البلاء والنصيحة فان اظهر الله فذاك ما تحب وان تكن الاخرى كنت رداء للناس ومثابة للمسلمين — انتہی اب اس شوری کے الفاظ مین غور کرنا چاہیی اور اس سے اندازہ کر لینا چاہیی کہ باہم کسدرجہ اتحاد ونصح تہا اور جناب امیر جناب فاروق کو کانفۃ المسلمین وردا للناس ومثابۃ للمسلمین سمجہتے تہی اور آپ یہہ بہی خیال

۹۷ [illegible]

کرتے ہیں کہ اگر حضرت فاروق شہید ہو گئے تو بعد آپکے فوج اسلام کا کوئی مرجع و ملجا نہو گا
اسیطرح جب حضرت فاروق رضہ نے خود بنفس نفیس فارس پر فوج کشی کا قصد کیا اور جناب امیر سے
مشورہ فرمایا تو جناب امیر نے اوسکے جواب مین جو کچھ فرمایا نہج البلاغہ سے نقل کرتا ہون
ومن کلام له ع وقد استشاره عمر بن الخطاب فی الشخوص لقتال الفرس
بنفسه ان هذا الامر لم یکن نصره ولا خذلانه بکثرة ولا بقلة وهو دین
الله الذی اظهره وجنده الذی اعده وامده حتی بلغ ما بلغ وطلع حیث طلع
ونحن علی موعود من الله والله منجز وعده وناصر جنده ومکان القیم بالامر
مکان النظام من الخرز یجمعه ویضمه فان انقطع النظام تفرق وذهب ثم لم یجتمع
بحذافیره ابدا والعرب الیوم وان کانوا قلیلا فهم کثیرون بالاسلام عزیزون
بالاجتماع فکن قطبا واستدر الرحی بالعرب واصلهم دونک نار الحرب
فانک ان شخصت من هذه الارض انتقضت علیک العرب من اطرافها
واقطارها حتی یکون ما تدع وراءک من العورات اهم الیک مما بین یدیک
ان الاعاجم ان ینظروا الیک غدا یقولوا هذا اصل العرب فاذا قطعتموه
استرحتم فیکون ذلک اشد لکلبهم علیک وطمعهم فیک فاما ما ذکرت
من مسیر القوم الی قتال المسلمین فان الله سبحانه هو اکره لمسیرهم منک وهو
اقدر علی تغییر ما یکره واما ما ذکرت من عددهم فانا لم نکن نقاتل فیما مضی بالکثرة

له ترجمہ آپکے کلام کے جبکہ عمر بن خطاب نے اہل فارس کے لڑائی کے واسطے خود جانے کا مشورہ کیا اس دین کی فتح و شکست کچھ کثرت
و قلت پر نہیں ہے اور یہ اللہ کا دین ہے جسکو غالب کیا اور اوسکا لشکر ہے جسکو بڑھایا یہانتک کہ جہان پہنچنا تہا پہنچا اور جسجگہ سے ظاہر ہونا تہا
ظاہر ہوا اور ہم اللہ کے وعدہ پر ہین اور اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کا پورا کرنیوالا اور اپنے لشکر کا مددگار ہے اور امام منزلہ دہاگہ کے ہوتا ہے لڑی مین کہ اوسکو
اکٹھا کرتا ہے اور ملاتا ہے اور اگر لڑی ٹوٹ جاتی ہے تو پوتھین پراگندہ ہو جاتی ہین اور جاتی رہتی ہین پھر سب کبھی فراہم نہین ہوتے
اور عرب اسوقت اگرچہ تعداد مین قلیل ہین لیکن اسلام کیوجہ سے کثیر ہین اور اپنی اتفاق کیسبب سے عزت و شوکت والے ہین تم تو کلی بنکر بیٹھے رہو
چکی چلاؤ اور اپنی آڑ مین لڑائی کی آگ بہڑکا کیونکہ اگر تم خود اس زمین سے ہٹ جاؤ تو تمام عرب ہر طرف سے ٹوٹ پڑینگے یہانتک کہ جو کچھ تمہیں
حفاظت کے قابل چیزین چھوڑ جاؤ گے وہ زیادہ مہتم بالشان ہو جائیگی اوس سے کہ جو تمہارے سامنے ہے اور عجمی اگر کل تمکو دیکھینگے تو کہینگے یہ اصل عرب ہے

وانما لنا نقاتل بالنصر والمعونة — انتہی جناب امیر کے اس کلام سے جسقدر خوبیان اہلسنت کے لیے حاصل ہوئی ہین اور جسقدر دلائل ثبوت حقیت خلافت خلفا رضی اللہ عنہ کے لیے پیدا ہوئی اونکی بیان تفصیلی کے لیے تو ایک دفتر چاہیے یہہ رسالہ اوسکی گنجایش نہین رکھتا ہان اسقدر گذارش کرتا ہی کہ اس کلام سے اندازہ کرنا چاہیے کہ فیما بین جناب امیر و جناب فاروق کس درجہ کا دو ربط و ضبط تھا اور یہہ بھی سمجھنا چاہیے کہ جناب امیر نے اوسوقت کے اسلام کو بزعم شیعہ خواہ وہ ارتداد تھا یا طغیان اور خواہ فسوق تھا یا عصیان وہ دین فرماتے ہین کہ جسکی غلبہ کا تمام ادیان پر خداوند کریم نے اپنے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ فرمایا تھا اور غایت ارسال تھی ھُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْمُشْرِکُوْنَ ارشاد ہوا تھا اور اوس دین کو اوس دین سے تعبیر فرماتے ہین جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک مین تھا اور اوس دین کو جسپر خلفا تھے اور جسکی تائید و تقویت کرتے تھے جناب امیر نے خدا کا دین قرار دیا اور جناب امیر نے اوسوقت کے اہل اسلام کو خواہ معاذ اللہ مرتد تھے یا کافر اور خواہ ناکثین و مارقین اور غاصبین و ناصبین عداوت اہل بیت تھے یا فی حقیقت اللہ اور خدا کا لشکر فرمایا اور فرمایا کہ ہم خداوند تعالی کے وعدہ کے منتظر ہین یعنی اوسکا وقوع بھی ہے جو کہ خداوند تعالی نے ہم سے وعدہ فرمایا اور وہ وعدہ تمامہ یہہ ہی جسکی شرح اپنے چند جگہ تشریح کی ہے[1] وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَھُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّھُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِھِمْ اَمْنًا یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِکُوْنَ بِیْ شَیْئًا وَمَنْ کَفَرَ بَعْدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ اور جناب امیر نے فرمایا کہ خداوند تعالی اپنی وعدہ کو جو ہم سے کیا ہے

---

[1] وعدہ کیا اللہ نے جو لوگ تم مین سے ایمان لائی اور کیے نیک کام البتہ پیچھے حاکم کریگا اونکو زمین مین جیسا حاکم کیا تھا اون سے اگلون کو اور جما دیگا اونکی لیے انکا دین جو پسند کر دیا اونکو واسطی اور دیگا اونکو ڈر کے بدلی مین امن میری بندگی کرینگے شریک نہ کرینگے میرا کسیکو اور جو ناشکری کریگا اس پیچھے سو وہی لوگ ہین نافرمان — ۱۲

ضرور پورا فرمائیگا اور اپنی لشکر کو جو یہہ موجود ہی بے شک مظفر و منصور کریگا چنانچہ جسطرح جناب
امیر نے فرمایا تہا اوسکی مطابق واقع ہوا خداوند تعالے نے دین اسلام کو اپنی خلفاء کے ہاتہون
تمام ادیان پر غالب کیا اور تمام ادیان مغلوب ہوئی اور اپنا وعدہ پورا فرمایا اور بواسطہ خلفاء کے
دین مرتضی کو تمکین دی اور اہل اسلام کے خوفناک حالت کو امن سے بدل دیا دو سلطنتین عظیم الشان
کسری و قیصر کے جو پہلو مین تہی جنکا سخت خوف تہا اور ہر وقت کہٹکا رہتا تہا پامال
ہوگیی اور اہل اسلام کے قبض و تصرف مین آگی اسلام کے نور نے شرق و غرب مین اطراف و کناف
عالم کو منور کردیا اور ظلمت کفر دور ہوگیی پس یہہ سب کچہہ اگر خلافت تہائی راشدہ کا ثمرہ
نہین ہے تو کیا ہی اوسکی بعد جناب امیر نے خلیفہ فاروق کو قیم بالامر فرمایا اور فرمایا کہ اگر تم شہید
ہوگیی تو یہہ اجتماع ہرگز نہو سکیگا اوسکی بعد فرمایا کہ ہم زمانہ گذشتہ یعنے حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے زمانہ مین کثرت فوج و سپاہ پر نہین لڑا کرتے تہے بلکہ خداوند تعالی کی امداد و اعانت پر
کفار سی لڑا کرتے تہی اور اب بہی چونکہ وہی حالت ہی وہی اسلام کے سپاہ ہی جسکی خداوند
تعالے نے ملائکہ سی امداد فرمائی ہی اور وہی کفر و اسلام کا مقابلہ ہی - وہی اعلاء کلمۃ اللہ اور جہاد
مقصود ہی - تو پہر اب کیون خدا تعالے کی نصرت کے بہروسہ پر قتال نکیا جاوی پس جو
کچہہ حضرت امیر نے اسجگہ فرمایا عاقل منصف اوسمین غور فرمائی کہ حضرت نے خلفاء کے
اور اونکی خلافت کے کسقدر تعریف و توصیف بیان فرمائی اور کسقدر اونکی حقانیت کو
بدلائل ثابت فرمایا اور طرفہ یہہ ہے کہ اوسکی ناقل ہی حضرت شریف رضی جیسی غالی
شیعی ہین - ہمکو اسجگہ خوف اطناب و تطویل ہی ورنہ ہم انکی تصدیق کے لیی تمام و کمال عبارت
کمال الدین بحرانی کی شرح سے جو اسکی متعلق ہے نقل کرتے اب بہی جنکو تفصیل کا شوق
ہو وہ علامہ بحرانی کی شرح کبیر کو مطالعہ فرماوین - رابعاً نہج البلاغۃ کی اوس خط
کی شرح مین جسکا عنوان یہہ ہی ومن کتاب لہ علیہ السلام الی معویہ فاراد قومنا قتل
نبینا الخ علامہ ابن میثم بحرانی نے خط کی وہ عبارت نقل کی ہے مین جو آپکی شریف صاحب

نہج البلاغۃ میں حذف فرمائی - وہی ہذہ وذکرت ان اجتبی لہ من المسلمین اعوانا
ایدھم بہ فکانوا فی منازلھم عندہ علی قدر فضائلھم فی الاسلام وکان
افضلھم فی الاسلام کما زعمت وانصحھم للہ ولرسولہ الخلیفۃ الصدیق وخلیفۃ
الخلیفۃ الفاروق ولعمری ان مکانھما فی الاسلام لعظیم وان المصاب
بھما لجرح فی الاسلام شدید یرحمھما اللہ وجزاھما باحسن ما عملا - انتہی
سبیب جناب امیر کی اس کلام کو تامل دیکھی اور سوچی کہ جناب نے شیخین کے فضائل ومناقب
کس درجہ تاکید شدید کے ساتھہ قسم کہا کر بیان فرمائی اور فرمایا کہ مجھکو اپنی عمر وزندگانی کی قسم
تحقیق شیخین کا مرتبہ اسلام میں البتہ عظمت والا ہی اب اس جملہ کو دیکھنا چاہیی - کہ
حضرت رضی اللہ عنہ نے مزید تاکید کے غرض سے تمام اقسام تاکید کی اس جملہ میں جمع
فرمائی اور اس جملہ کو قسم کے ساتھہ اور جملہ اسمیہ کی ساتھہ اور ان کے ساتھہ اور لام کے ساتھہ
موکد کیا تاکہ منکرین کو گنجایش انکار کی کسی راہ سے باقی نرہی جمیع جہات سے انکار کا راستہ
مسدود ہوجاوی اور فرمایا کہ ان کا انتقال اسلام میں سخت زخم ہی خدا ان دونو پر رحم
فرماوی اور ان کی نیک کاموں کی ان کو جزاء عمدہ فرماوی خیال کرنا چاہیی کہ جناب امیر شیخین کے
انتقال کو اسلام میں سخت زخم فرماتے ہیں پس اگر معاذاللہ شیخین موصوف ان اوصاف
کی ساتھہ ہوں جو حضرات شیعہ فرماتے ہیں اور مصدر ان اعمال کے ہوں جنکی حضرات شیعہ مدعی
ہیں تو جناب امیر کا یہہ ارشاد سراسر کذب ہوگا اور انکا انتقال ہرگز اسلام میں زخم نسمجھا جائیگا
بلکہ انکا وجود اسلام میں زخم ٹہریگا - لیکن جناب امیر کے ارشاد کا کذب ہونا تو محال ہی
تو ثابت ہوا کہ جو کچھہ حضرات شیعہ فرماتے ہیں وہ ثقلین کے مخالف ہی اور ضلالت اور
جو کچھہ اہلسنت کہتی ہیں وہی حق اور موافق ثقلین کے ہے خامسا جناب امیر رضی نے اپنی
صاحبزادی ام کلثوم (جو حضرت فاطمہ رضی کے بطن مبارک سے تہیں) کا نکاح حضرت
عمر رضی کے ساتھہ کردیا جو کمال اتحاد و محبت کی واضح دلیل ہے اگر حضرت فاروق میں

---

۴۷ شیخین کی فضیلت

من الحجارة مثلک یا ابابکر مثل ابراهیم اذ قال فمن تبعنی فانه منی ومن عصانی
فانک غفور رحیم ومثلک یا عمر مثل نوح اذ قال رب لا تذر علی الارض من
الکافرین دیارا انک ان تذرهم یضلوا عبادک ولا یلدوا الا فاجرا کفارا ثم
قال ان شئتم قتلتم وان شئتم فادیتم ویستشهد منکم بعدتهم قالوا بل ناخذ
الفداء فاستشهد بعدتهم باحد کما قال صلی الله علیه وسلم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے اس ارشاد سے دیکھنا چاہیے کہ شیخین کا مرتبہ کسقدر عظیم وجلیل ثابت ہوتا ہے جب بشہادت
سید الانبیاء والرسل علو مرتبہ شیخین کا یہانتک پہونچا کہ اپنی ذاتی اوصاف مین اولوالعزم
رسل کے ساتھہ تشبہ حاصل ہوا تو پہر اسکے بعد کونسی فضیلت باقی رہگئی اور جب شیخین کے اوصاف
وکمالات وملکات نفسانی اسقدر رفیع المنزلت ہوئی اور اونکا اسلام مین یہہ رتبہ ہوا
تو اس سے قیاس کرلینا چاہیے کہ اونکو اہلبیت نبوت کی ساتھہ کیا تعلق ہوگا اور اہلبیت کو انکی
کی ساتھہ کیسا ارتباط ہوگا اور کوئی عاقل باور کرسکتا ہے کہ جنکی کمالات کمالات نبوت کی ساتھہ
مشابہہ ہون وہ منافق وفاجر ہون یا وہ غاصب خلافت ہون یا وہ اہلبیت کے
توہین وتذلیل کرین اگر وہ فی الواقع ایسی ہون تو معاذ اللہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا
ارشاد خلاف واقع ہوگا اور آپکے ارشاد کا خلاف واقع ہونا محال ہے تو ان حضرات کا
بہی منافق وغاصب ہونا محال ہوا قطع نظر اس ارشاد سے کہ جسمین شیخین کی تشبیہ انبیا کا تمغہ
عطا فرمایا مطلق شورہ فرمانا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا شیخین سے اساری بدر کی بابت مین
اس امر پر واضح دلیل ہے کہ حضرات خلفا کو جناب رسالت مین کمال قرب حاصل تہا اور
بمنزلہ وزیرین کی تہے کہ آپ حسب ارشاد وشاورہم فی الامر مہمات امور مین انسے شورہ لیتی تہی پس
جن حضرات کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہہ قرب منزلت حاصل ہوا انکو بدی
کی ساتھہ یاد کرنا اور دشمن اہلبیت نبوت اعتقاد کرنا کسقدر اسلامی طریقہ سے بعید ہے
نعوذ باللہ من ذلک تا منا تفسیر مجمع البیان مین سورہ واللیل کے تفسیر مین

تحت قولہ تعالے وَسَیُجَنَّبُهَا الْأَتْقَى الَّذِي يُؤْتِي مَالَهُ يَتَزَكَّىٰ لکہا ہی
وعن ابن الزبیر ان الآیۃ نزلت فی ابی بکر لانہ اشتری الممالیک الذین
اسلموا مثل بلال وعامر بن فہیرہ وغیرہما فاعتقہم والاولی ان یکون
الآیات محمولۃ علی عمومہا فکل من یعطی حق اللہ من مالہ وکل من یمنع
حقہ سبحانہ تاسعؔ آیات بینات مین مجمع البیان سے نقل کیاہے قال اللہ تبارک
وتعالی وَالَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ قیل الذی
جاء بالصدق رسول اللہ وصدق بہ ابوبکر عن ابی العالیۃ والکلبی عاشرؔ جب حضرت ام المومنین عائشہ
رضی اللہ عنہا کے برات نازل ہولی اورمنجملہ ان لوگونکے جنہون نے افک کے بابمین کلام کی تہی
مسطح بن اثاثہ تہی تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اسکی پاداش مین اوس نفقہ کو جو مسطح پر کیا کرتے
تہی بند کردیا تو اوسپر حق تعالے نے یہہ آیت نازل فرمائی وَلَا يَأْتَلِ أُولُو الْفَضْلِ
مِنكُمْ وَالسَّعَةِ أَن يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَ
لْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا أَلَا تُحِبُّونَ أَن يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ اگر اس آیت شریفہ
مین حق تعالے شانہ نے ابوبکر صدیق کو اولوالفضل ہولی سے تشریف بخشی اور خلعت فضیلت
عطا فرمایا منتہاہی حید جہا حضرت صدوق کا جوان ہر سہ آیات کے جواب مین ہے
قابل مطالعہ اہل فہم ودانش ہے ہمکو تطویل مانع ہے ورنہ اونکی رسالہ امامت سی وہ جواب
نقل کرتے اور اہل فہم وانصاف کے روبرو پیش کرتے اور اگر یہہ سلسلہ جاری رہا ۔ تو
انشاء اللہ تعالے عرض کرینگی غرض بحول اللہ وقوتہ شہادات کتاب اللہ
سی اور ارشادات رسول اللہؐ سے اور افادات ائمہ سے مثل روز روشن واضح ہوا
کہ جناب شیخین رضی اللہ عنہما خدا اور رسول خدا کی نزدیک مقرب اور صاحب مراتب رفیعہ
اور مدارج عالیہ تہی اور اہلبیت کی ساتہہ باہم محبت ونصح رکہتی تہی چنانچہ حسب نقل
مولانا مولوی حیدر علی رحمۃ اللہ علیہ آپکی مولانا باقر مجلسی بحار مین فرماتے ہین

رجناب امیر نے بار ہا قسم شرعی کہا کر دیا کہ میری دمین کوئی عداوت اغیار و طلال شیخین کے نسبت نہین ہے تو جسقدر اونکی مناقب و فضائل زبان ائمہ و اہل بیت سے نکلے وہ نفس الامری اور مطابق واقع کے ہین تقیہ پر ہرگز محمول نہین ہو سکتی اور یہہ بھی ثابت ہوا کہ جو کچہہ قبائح و مطاعن حضرات شیعہ اونکے امنہائی پاک کو ملوث کرتے ہین وہ سب خدا و رسول اور ائمہ کے تکذیب اور دین و اسلام کی تخریب ہے پس جب خلفاء رضی اللہ عنہم کے فضائل و مناقب و علو مرتبہ و عند اللہ و الرسول و محبت و الفت باہم نصیبت سے ساتہہ ثابت ہو چکی جو بظاہر اثبات خلافت کے لیے تمہید ہے حقیقت مین ثبوت خلافت کے لیے برہان موثق اور مزید تقویت و تائید تہی تو اب ہم ثبوت حقیت خلافت خلفاء کے دلائل عقلیہ و نقلیہ کتاب و سنت و اقوال ائمہ سے مختصراً بیان کرتے ہین لیکن چونکہ ہماری فاضل مجیب کے نزدیک اونکی عقل سب پر قاضی و حاکم ہے پہلی ہم اول دلیل عقلی ہی ذکر کرتے ہین جس سے مثل بدیہی اولی کے ثبوت حقیت خلافت ہو جاوے پس واضح ہو کہ امامت مثل نبوت کے اصول دین مین سے ہی اور تالی نبوت ہی جس قدر خاصہ اور خواص بہمہ کے ساتہہ نبوت کے مخصوص و متصف ہی اونہین اوصاف و خواص کی ساتہہ امامت بھی متصف ہی یہہ ہی وجہ ہے کہ عصمت و افضلیت وغیرہ جو شرط نبوت ہی تو شرط امامت بھی ہے چنانچہ عموماً تمام امامیہ کو اسمین اتفاق ہی اور خصوصاً ہماری فاضل مجیب نے شروع جواب مین اسکا اعتراف فرمایا ہے وہ فرمایا ہے (اور ان ہر شہ شرائط کی دلائل کے نسبت اگرچہ اسقدر بھی کہہ دینا کافی تہی کہ جب امامت تالی مرتبہ نبوت ہی اور نیابت نبی سے مراد ہے پس جو دلائل عصمت انبیاء پر دال ہین وہی بعینہ بلا کچہہ تغیر کے عصمت ائمہ پر دال ہونگی) اور نیز اسیواسطے امام و نبی مین کچہہ فرق نہین تمام احکام مین متحد ہین اگر فرق ہے تو صرف اسم نبوت اور نزول وحی مین فرق ہے چنانچہ آپکی شہید ثالث قاضی نور اللہ شوستری مجالس المومنین مین بتقریب ذکر

دلیل اول بر اثبات حقیت خلافت خلفاء ثلثہ عقلی

اور دوسری نزول وحی کا جو حسب دعا حضرت شہید ثالث انبیا کے ساتھ مختص ہے ائمہ مین نہین پایا جاتا ہی لیکن حضرت شہید ثالث کا یہ زعم باطل ہے کیونکہ ائمہ کو خصوصاً جناب امیر کو آخر محدث توفرماتے ہی ہین اور محدث حسب تفسیر محمد بن یعقوب الکلینی انکا نام ہے کہ نزول فرشتہ کا ہو اور اوسکی آواز سنے لیکن اوسکی جثہ کو نہ دیکھے پس اگر انکا نام وحی نہین ہے تو یہ امر بھی راجع اسی الاصطلاح ہے اور نزاع لفظی ہے غرض ہر کیف یہہ دو وصف ایسے ہین کہ جنمین انبیا سوائی ائمہ کے منفرد ہین ۔ اور جب اتحاد و اشتراک فی الاوصاف ثابت ہوا تو ہم کہتے ہین کہ مجملہ اوصاف نبی کے ایک یہہ بھی وصف ہی کہ انبیا کی ساتھ عادت اللہ جاری ہے کہ نبی کے مقابلہ مین متنبی نبوت کا جھوٹا دعوی کرنیوالا ہرگز اپنے دعوی مین کامیاب نہین ہوسکتا ہی بمقابلہ معجزات نبوی کے اوسکی سب استدراجات منقلب اور منعکس ہوجاتے ہین نبوت کا جھوٹا دعوی کرنیوالا ہمیشہ انجام کار مخذول اور مقہور ہوتا ہی اور ہرگز فروغ نہین پاسکتا حضرت آدم علیہ السلام سے آجتک کوئی نظیر ایسی نہین پائیگی کہ کسی شخص نے بمقابلہ کسی نبی کے نبوت کا جھوٹھا دعوی کیا ہو اور وہ اپنی دعوی مین کامیاب ہوا ہو مسیلمہ کذاب و اسود عنسی اور سجاح وغیرہ کے قصص و حکایات تاریخ کے واقفون پر مخفی نہین اور کیونکر ممکن ہے کہ خداوند تعالے بمقابلہ اپنی نبی رسل کے جھوٹھے مدعی کو غالب اور کامیاب کری اگر ایسا ہو تو محض تلبیس ہی خداوند تعالے شانہ سورہ مومن مین ارشاد فرماتا ہی وَاِنْ یَّکُ کَاذِبًا فَعَلَیْهِ کَذِبُهٗ وَاِنْ یَّکُ صَادِقًا یُّصِبْکُمْ بَعْضُ الَّذِیْ یَعِدُکُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِیْ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ کَذَّابٌ[۱] جسکا حاصل یہہ ہی کہ خداوند تعالے جھوٹی مسرف کے رہنمائی بینات اور معجزات کی طرف نہین کرتا کہ نبوت کا جھوٹا دعوی کرکے کامیاب ہوجاوے تو اس سے معلوم ہوا کہ حضرت موسی کا

---

[۱] اور اگر وہ جھوٹا ہوگا تو پڑیگا اوسپر اوسکا جھوٹ اور اگر وہ سچا ہوگا تو تمپر پڑیگا کوئی وعدہ جو وعدہ کرتا ہے بیشک اللہ نہین دکھاتا اوسکو جو ہو حد سے گذرنے والا جھوٹا ۔ ۱۲

دعوی کذب نہین ہو سکتا کیونکہ اگر یہہ دعوی کذب ہوتا تو یہہ معجزات اسکی لیے اور بینات
ظاہر نہوتے اور خدا تعالے اُن پر قدرت ندیتا - صاحب تفسیر صافی اسکی تفسیر مین لکھتے ہین
[1] قیل احتجاج ثالث ذو وجهین احدهما انه لو کان مسرفا کذابا لما هداه
الله الی البینات ولما عضده بتلك المعجزات اور جب نبوت اس وصف کے ساتھہ
متصف ہی اور نبی کے ساتھہ عادت اللہ جاری ہے کہ متنبی ہمیشہ مخذول ہوتا ہی تو چونکہ
امامت بھی جمیع اوصاف مہمہ مین نبوت کے ساتھہ متحد ہی اور مقاصد مین اسکی مشارک ہی
تو امامت بھی لامحالہ اس صفت کے ساتھہ متصف ہوگی اور امام کے ساتھہ بھی یہہ ہی عادت
اللہ جاری ہوگی کہ اگر کوئی شخص نیابت رسول اور امامت کا جھوٹا دعوی کری وہ ہرگز اپنے
دعوی مین کامیاب نہوگا اور مخذول و مقہور ہوگا اگر ایسا نہو تو قطع نظر ان مفاسد بیشمار
اور قبائح غیر متناہی کے جو اس تلبیس سے لازم آتی ہین اشتراک فی الاوصاف اور اتحاد
فی الخواص جو نبوت کے ساتھہ ہی وہ فوت ہو جاویگا تو ضرور ہوا کہ امامت کی لیے بھی یہہ
وصف لازم ہو اور امام مین بھی یہہ خاصہ پایا جاوی بعد اسکی ہم جناب رسالتمآب صلوات اللہ
علیہ وسلامہ کے خلفا مین کو بموجب اس قاعدہ کے تامل کی نظر سے دیکھتے ہین بعد اس امر کے کہ ہم
فرضا حسب زعم شیعہ تسلیم کرتے ہین کہ بعد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بلافصل امام برحق
اور خلیفہ راشد جناب امیر ہی تھے تو بداہتہ یہہ بات پیدا ہوتی ہے کہ حسب قاعدہ اگر جناب امیر
بلافصل نائب رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور امام برحق اور خلیفہ راشد ہون تو جو لوگ بالمقابل کذبا
وعدوانا مدعی خلافت ہوئے وہ مخذول و مطرود ہون اور انکی خلافت ہرگز مسلم نرہی
بلکہ انکا انجام خواری و خرابی و تباہی و بربادی ہو لیکن جب ہم واقعات مین نظر کرتے
ہین تو معاملہ بالعکس پاتی ہین اور قصہ منقلب دیکھتے ہین اور وہ یہہ کہ بعد وفات جناب سرور

---

[1] کہتی ہین کہ یہہ تیسرا استدلال ذو وجہین ہی ایک تو یہہ کہ اگر موسی مسرف کذاب ہوتا تو اللہ تعالے اسکو بینات کیطرف
ہدایت نکرتا اور ان معجزات سے اسکو تقویت ندیتا - ۱۲ -

کائنات علیہ وعلی آلہ افضل التحیات والتسلیمات جناب امیر کے سامنے اور انکی موجودگی مین تین شخص
یکے بعد دیگرے مدعی خلافت ہوئے اور امامت کا دعوی کیا۔ اول ان مین سے ابوبکر صدیق
ہین۔ دوسرے عمر بن الخطاب۔ تیسرے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہم پس دو حال
سے خالی نہین کہ یا یہہ تینون حضرات اپنے دعوی مین کاذب تھے یا صادق اگر کاذب
تھے تو واجب تھا کہ وہ اپنے دعوی مین کامیاب نہوتے۔ بلکہ مخذول ہوتے۔ لیکن ہم مثل
روز روشن دیکھتے ہین کہ وہ اپنے دعوی امامت مین ایسے کامیاب ہوئے کہ امام برحق سے بھی
فوق لیجا پڑے گئے اور انہون نے اپنے اس دعوی کی تصدیق کے لئے نہایت ترقی
کرکے ایسی طرح دکھا دیا کہ اپنے دعوی کو بینہ و برہان کر دیا اور خداوند تعالی نے انکو وہ
قدرت دی کہ دینی اور دنیاوی ترقیات انمین ایسی ہی رسول کی جاری ہوئی تفصیل اسکی
یہہ ہے کہ اسلام کے دو حقیقین ہین۔ دو ترقیات ہین ایک جہت دینی ترقیات اور دوسری جہت دنیاوی
ترقیات۔ ترقیات جہتہ دینیہ مین تو اس صورت سے ہے کہ احکام شریعت کا شیوع و رواج ہو حدود
و قصاص جاری ہون۔ اسلام پہیلتا جاتا ہو کفر و کفار نگونسار ہون اور
کلمۃ اللہ ہی العلیا صادق آوے شعائر اسلام کا زور و شور ہو اور علی ہذا القیاس۔ اور ترقیات
جہت دنیاویہ کے یہہ صورت ہے کہ مثلا مال و دولت کے انبار جمع ہو جاتے ہون اور دنیا کے تو کیا
فراش اراضی اہل اسلام کے ہون سلاطین جا بجا اسلام کے ہون قریہ و قصبات و ولایات اور قطعات
دیگر اراضی اہل اسلام کے تصرف و قبضہ مین آجاوین وغیرہ ذلک۔ اب ہم ان دو جہات کی
حالتون کو جو زمانہ خلفاء ثلثہ مین ہوئی غور سے دیکھتے ہین تو صاف معلوم ہوتا ہے
کہ اس زمانہ مین دونون حالتون کی ترقی زمانہ خلفاء ثلثہ مین اوج کمال پر پہونچ گئی تہی پہر جب
ہم دعوی خلافت کی ساتہہ وجود خلافت مین غور کرتے ہین تو تین طرح سے پاتے ہین
اول تو یہہ کہ خداوند تعالی نے ان خلفاء کے ہاتہی سے گویا تمام عالم مین شعائر اسلام کو
پہیلایا اور دین اسلام کو انکی ذریعہ سے تمام ادیان پر غالب کیا کثرت جہاد سے

کفر و کفار انکو نثار ہو کر کلمۃ اللہ ہی العلیا کا صدق ان ہی خلافتونکا ثمرہ اور ان ہی کے سعی کا نتیجہ ہی غرض جو اصلی غرض ارسال رسل او نصب خلفا رسی تہی کہ دین اسلام کو شیوع و رواج ہو بخوبی خلفا ثلثہ کی خلافتو نسی حاصل ہوا۔ اور خداوند تعالے نے انکو ان مہمات کے تمکین عطا فرمائی اگر یہہ حضرات اپنی دعوی خلافت مین کاذب ہوتی تو ممکن نہ تہا کہ وہ بمقابلہ خلیفہ و امام برحق کے اپنی دعوی مین کامیاب ہوتے اور حق تعالے انکو مقاصد خلافت کے حصول پر تمکین دیتا۔ دوسری یہہ کہ اسلام کی شق دنیاوی کے ترقی بہی خلفا رکے ذریعہ کمال کو پونچ گئی اور خزائن کسری و قیصر جنکا وعدہ حصول جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خندق کے کہودنے کی وقت فرحت وانبساط کے ساتہہ فرمایا تہا ان ہی خلافتونکی بدولت اہل اسلام کے ہاتہہ آئی بلکہ ہر چہار طرفسی اموال ٹوٹ پڑی اور خزائن کے مونہہ کہولی گئی اگرچہ صرف دنیاوی ترقی حقیت کی عموماً دلیل نہین ہو سکتی۔ لیکن چونکہ حصول وعدہ خداوندی کو متضمن ہی جو رسول کے زبانی ہوا اور نیز بانضمام ترقی دینوی البتہ قطعاً ثبوت حقیت خلافت کی دلیل ہو سکتی ہے۔ تیسرے یہہ کہ انکو زمانہ خلافت مین انکی خلافتون کو تمام اقاصی وادانی نے انا بعز عزیز او ذل ذلیل سب نے حق تسلیم کر لیا جس سے ہمارا مدعا یہہ ہی کہ خداوند تعالے نے انکو وہ قدرت و تمکین دی کی تمام حوزہ اسلام انکی مطیع و مسخر و منقاد ہو گیا اور یہہ تسخیر و انقیاد اور یہہ بجا آوری دستور امہات خلافت آخر تک یکسان بہ تمکین اللہ تعالی رہی بلکہ الی یوم القیمہ جماعت عامہ اسلام جنکی شان مین نہج البلاغۃ مین ہی وان ید اللہ علی الجماعۃ وایاکم والفرقۃ فان الشاذ من الناس للشیطان[۱] اور سواد اعظم امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جنکی شان مین ہی فالزموا السواد الاعظم سوا

---

[۱] بیشک اللہ کا ہاتہہ جماعت پر ہی اور اپنی آپ کو تفرقہ باہمی سے بچاؤ کیونکہ جدا ہونے والا اوسمین سے شیطان کے واسطے ہی ۱۲۰—

چندی متشعین کے حقیت خلافت خلفا ثلثہ کے معتقد اور قائل ہونگے پس اس سے زیادہ
خدا تعالی کیطرف سے اور کیا تمکین وعطا ہی قدرت ہوسکتی ہی تو اس سے مثل آفتاب کے
ظاہر ہوا کہ یہہ حضرات خلفا اپنی دعوی خلافت مین ایسی صادق تھی کہ اس سے زیادہ کسی کو
حاصل نہین ہوا اور امام غائب کے لیے دعوی کیا جاتا ہی اور مثل ہیہات اولیہ کی ثابت ہوا
کہ یہہ دعوی جو حضرات شیعہ فرماتے ہین کہ بعد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
امام بلا فصل جناب امیر تھی اور ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم ظالم اور غاصب خلافت
تھی کہ حق جناب امیر کا بزور غصب کر کے متقمص خلافت ہوگئی کذب اور باطل اور لغو اور
لا طائل ہے کیونکہ اگر بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے امام بلا فصل جناب امیر ہوتے
اور خلفا محض جائر و غاصب اور جھوٹے مدعی خلافت بمقابلہ خلیفہ برحق ہوتے تو ہرگز اپنی
دعوی مین کامیاب نہوتے اور وہی سنت اللہ جو مدعیان نبوت مین جاری ہوتی
ہی ان مدعیان خلافت مین بھی جاری ہوتی تو اس سے مثل آفتاب نیمروز ثابت ہوا
کہ حضرات خلفا رضی اللہ عنہم امام برحق اور خلیفہ راشد تھی - اب مجکو یہہ خیال ہوتا ہی
کہ بعض کم فہم اسوجہ سے کہ انکو مقدمات دلیل کے پوری طور پر ذہن نشین نہوئی شاید یہہ
اعتراض کرین کہ بہت سی ملوک اسلام مثل امیر معویہ رضہ کے ایسی ہین کہ جنکو خداوند تعالی نے
بمقابلہ ائمہ کے کامیاب فرمایا اور انکو تمکین دی اور صدہا قریٰ و امصار انکی سعی و کوشش
سے مفتوح ہوئی تو اس دلیل کے اعتبار سے انکو بھی امام برحق اور خلیفہ راشد کہنا چاہیی
حالانکہ وہ سلاطین باتفاق فریقین خلفاء راشدین مین سے نہین ہین - تو اسکا جواب
دونگا یہہ ہی کہ اس دلیل کے مقدمات کا مبنی صرف مذہب خصم پر ہی اگر یہہ اعتراض وارد ہوتا ہی
تو اصول شیعہ پر بھی وارد ہوتا ہی اسکا جواب بھی وہی دیوین ہم کب کہتے ہین کہ موت
وامامت متشارک فی الاوصاف والخواص ہین ہم کب قائل ہین کہ امام تائم مقام نبی ہی
الخ - اور جب یہہ مقدمات مسلمہ خصم ہین تو جو اونپر ایراد ہوا اسکا جوابدہ خصم ہی نہ ہم

ثانیاً مسلّم لیکن ہم کہتے ہین کہ بعد خلفا کے ترقیات اسلامی ہر دو جہت دینوی اور دینیہ
مین کامل طور پر کسی کو تمکین نہین ہوئی اور اگر قدرت و تمکین ہوئی ہے تو صرف دنیاوی
ترقی مین جو مقاصد سلطنت سے ہی ہوئی ہے اور دینوی ترقی جو اہم مقاصد خلافت سے ہے
ہرگز حاصل نہین ہوئی اسکو بھی ہم بحول اللہ تعالے وقوتہ آگی کتب معتبرہ سے ثابت کرسکتے
ہین علامہ کمال الدین ابن میثم بحرانی نہج البلاغہ کی اپنی شرح کبیر مسمّی بمصباح السالکین
مین اوس خطبہ کی شرح مین جسکا عنوان یہہ ہی ومن کلام له ع فی بیعة عثمان لقد
علمتم انی احق بہا من غیری واللہ لاسلمن ما سلمت امور المسلمین ولم
یکن فیہا جور الا علی خاصة الخ فرماتے ہین فان قلت[1] السوال من وجہین
الاول ما وجہ منافستہ فی ہذا الامر الخ الثانی کیف سلم ہہنا عند خوف
الفتنة ولم یسلم لمعویة ولطلحة والزبیر مع قیام الفتنة فی حربہم قلت الجواب
عن الاول ان الخ وعن الثانی ان الفرق بین الخلفاء الثلثة وبین معویة فی
اقامة حدود اللہ والعمل بمقتضی اوامرہ ونواہیہ ظاہر انتہی ملخصاً۔ ثالثاً
ہم گذارش کر آئے ہین کہ مدعی امامت کی کامیابی کے لیے اپنی دعوی امامت مین جیسی ترقیات
اسلامیہ کے ہر دو شق کے ضرورت ہے اسیطرح یہہ بھی ضرور ہی کہ جماعت عامہ امت محمد
صلی اللہ علیہ وسلم اوسکو خلیفہ راشد اعتقاد کرتے ہون اور سواد اعظم امت محمدی نے
اونکو حق تسلیم کرلیا ہو تا کہ اوس جماعت کا اتفاق جسپر ید اللہ ہی اور جنکی شان مین
وما کان اللہ لیجمعہم علی ضلالة بغیرہم بعینہ فرماتے ہین اوس خلافت کے

[1] اگر تو اعتراض کری سوال دو وجہ سے ہی اول تو یہہ کہ امامت مین آپکی رغبت کی کیا وجہ ہی۔ الخ۔ دوسری یہہ کہ یہان تو وقت خوف فتنہ کے تسلیم کرلیا اور معویہ اور طلحہ و زبیر کے لیے باوجود قیام فتنہ کی تسلیم نکیا مین کہتا ہون پہلی اعتراض کا جواب یہہ ہی الخ اور دوسری کا جواب یہہ ہی کہ خلفا ثلثہ مین اور معویہ مین اللہ کے حدود قائم کرنے مین اور اوسکی امر و نہی کے مقتضا کی موافق عمل کرنے مین فرق ظاہر ہے ۱۲۔

حقیقت کی دلیل ہو جاوی پس جسقدر سلاطین اسلام گذری ہین اونکو کسینی خلیفۂ راشدین
تسلیم کیا نہ اونکو سواد اعظم امام برحق اعتقاد کرتا ہی بلکہ وہ خود بھی مدعی خلافت
نہین ہوئی اور اگر ہوئی تو اوائل امارت مین غلطی سی ہوئی بعد اوسکی آخر اپنی ملوک
اسلامی مین ہونے کا اعتراف کیا ہی تو اونسی یہہ دلیل منقوض نہین ہو سکتی اب
دلائل نقلیہ مین بھی دلیل تامہ کی حق سبحانہ وتعالے سورہ نور مین اوسوقت کے مومنین کو
خطاب کر کے ارشاد فرماتا ہی ۔ وعد الله الذین امنوا منکم وعملوا الصلحت
لیستخلفنهم في الارض كما استخلف الذين من قبلهم وليمكنن لهم دينهم الذي ارتضى لهم وليبدلنهم
من بعد خوفهم امنا يعبدونني لا يشركون بي شيئا ومن كفر بعد ذلك
فاولئك هم الفاسقون حاصل یہہ ہی کہ خدا تعالے نے اون لوگونکی ساتھ تم مین سی
جو ایمان لائے ہین اور عمل صالحہ کیے ہین وعدہ فرماتا ہی کہ اونکو بیشک زمین مین خلیفہ بناویگا
جیسا اونسی پہلے لوگونکو خلیفہ بنایا اور البتہ ٹہراویگا اونکے لیے اوس دین کو جو پسندیدہ ہے
اونکے واسطے اور بیشبہ اونکے خوف کو امن سی بدل دیگا میری پرستش کرینگے اور کسیکو میری ساتھ
شریک نکرینگے اور اسکی بعد جنہون نے اس نعمت کی ناشکری کی پس وہی فاسق ہین اس آیت
شریفہ سی چند فوائد حاصل ہوئی اول تو یہہ کہ حق تعالے نے بعض مومنین حاضرین عند نزول الآیۃ کی
ساتھ یہہ وعدہ فرمایا من اگر تبعیضیہ ہی تو ظاہر ہی اور اگر بیانیہ ہی تو اولاً من بیانیہ ضمیر
مخاطب مجرور پر داخل نہین ہوتا ہے رسائل نحو مین دیکھا ہوگا کہ من تبیینیہ کی علامت صحت وضع
لفظ الذی کی اوسکی جگہہ ہی اور ظاہر ہی کہ اسجگہ لفظ الذی نہین داخل ہو سکتا اور اگر بتکلف
بتاویل بعید اسکو بیانیہ کہا جاوی تاہم مخاطبین کے استخلاف سی بعض کا استخلاف مراد ہی
اور چونکہ اوسکا نفع تمام کو شامل ہوتا ہی اوسی سب پر اطلاق کیا گیا عرف مین شائع ہی کہ جب
کسی قوم مین سلطنت ہوتی ہی تو باوجودیکہ ایک ہی بادشاہ ہوتا ہی لیکن تمام قوم کے
سلطنت کہلاتی ہی کیونکہ اوسکا نفع اون سب کے طرف عائد وراجع ہوتا ہی اور فی الجملہ

خلافت خلفاء رضی اللہ عنہم کا ثبوت قرآن مجید کی آیت سورہ نور سے

وہ بھی حاکم ہوتی ہین اب آپ کیا دیکھتے نہین اونی اونی گوری کیسی حکومت کرتے ہین اور اپنی حکومت و سلطنت سمجھتے ہین - علاوہ ازین اگر من تبعیضیہ کے آپ ابطال کے درپی ہون اور تبیین ثابت کرین تو حضرات شیعہ اس آیت سے امام مہدی عم کا استخلاف مراد لیتی ہین وہ باطل ہوگا جو جواب اوسکی طرف سے دیوین وہی ہماری طرف سے بھی قبول فرماوین اور حاضرین عند نزول الآیت ایسی خاصۃً مراد ہین کہ علمائے شیعہ نے تصریح فرمائی ہے کہ جو کلام کہ خطاب شافہہ کے لیے موضوع ہے وہ حاضرین کے ساتھہ ہی مختص ہوتی ہی آپکی علامہ شہید ثانی معالم الاصول مین صفحہ ۶۲ پر فرماتے ہین - وما وضع لخطاب المشافہۃ نحو یا ایہا الناس و یا ایہا الذین امنوا لا یعم بصیغتہ من تاخر عن زمن الخطاب وانما یثبت حکمہ لہم بدلیل اخر وہو قول اصحابنا واکثر اہل الخلاف - اور ظاہر ہے کہ یہہ عبارت موضوع للمشافہہ ہی تو حاضرین کے ساتھہ مخصوص ہوگی - دوسری یہہ کہ خداوند تعالے نے وعدہ فرمایا کہ تم مین سے بعض کو خلیفہ بناویگی اور اسوجہ سے کہ خداوند تعالے کی وعدہ مین بدا اور خلف محال ہے لامحالہ یہہ وعدہ واقع ہوگا ورنہ خلف وعدہ لازم آئیگا - جو محال ہے اور جو امر مستلزم محال کو ہو خود محال ہے اب وقوع استخلاف موعود کی دو احتمال ہین اول یہہ کہ وعدہ استخلاف سے یہہ مراد ہو کہ ہم نفس بالاستخلاف کرینگے اور جب نفس بالاستخلاف فرماوی تو وعدہ پورا ہوگیا دوسری یہہ کہ موعود یہہ ہی کہ ہم خلیفہ بناوینگی اور نفس استخلاف واقع کرینگے لیکن احتمال اول بوجوہ باطل ہے اولاً معنی استخلاف ایقاع فعل خلافت ہے اور بدیہی ہے کہ امر بالشی عین شی نہین اور نص بالاستخلاف عین استخلاف نہین تو اس صورت مین لازم آتا ہے کہ وعدہ تو کچھہ فرماوی اور کری کچھہ اور یہہ ہی خلف وعدہ ہی - ہان بعض جگہ

ــــــــــــــــــــ

لے اور جو الفاظ خطاب شافہہ کے لیے موضوع ہین مثل یا ایہا الناس اور یا ایہا الذین امنوا کے اپنی صیغہ سے اونکو شامل نہین ہوتے - جو زمانہ خطاب سے پیچھے ہین اور اسکا حکم اونکے لیے صرف دوسری دلیل سے ثابت ہوتا ہے اور ہماری اصحاب کا اور اکثر اہل خلاف کا یہہ ہی قول ہی ۱۲ -

مجازاً بقرائن خارجیہ استخلاف سے نفس یا لا استخلاف ہی مراد ہوتا ہی اور یہہ محل کچھہ معارض نہین - ثانیاً بعد استخلاف کی جو امور کہ حق تعالیٰ شانہٗ نے بمنزلہ نتائج و ثمرات استخلاف کی بیان فرمائی ہین مثل تمکین دین مرضی کے اور تبدیل خوف کے امن سے وہ بداہتہً مستلزم کر وعدہ استخلاف سے مراد نفس استخلاف ہی نہ بعض یا استخلاف کیونکہ وقوع ان امور کا متفرع علی الاستخلاف اسی وقت ضروری ہی جبکہ وعدہ نفس استخلاف ہو اور اگر بعض یا استخلاف ہو تو وقوع ان امور کا ضروری نہین کیونکہ جب بعض نفس یا استخلاف وقوع نفس استخلاف کو ہی مستلزم نہین تو ان امور کو جو نفس استخلاف پر مترتب ہین کیونکر مستلزم ہوگی کیونکہ اگر حق تعالیٰ نے استخلاف پر بعض فرمادی تو یہہ ضرور نہین ہے کہ وہ واقع ہی ہو بلکہ جائز ہے کہ عباد اوسکو نمانین اور اوسپر عمل نکرین چنانچہ حسب زعم شیعہ ایسا واقع ہوا تو پھر ترتب ان ثمرات و نتائج کا کیونکر ہو سکتا ہی اور ظاہر ہی کہ یہہ ثمرات و نتائج بھی داخل وعدہ ہین تو خلف وعدہ لازم آیا اور یہہ محال ہی تو اس سے ثابت ہوا کہ احتمال ثانی متعین ہی - ثالثاً حق تعالیٰ شانہٗ نے اس وعدہ کو اوس فعل کے ساتھہ تشبیہ دی ہی جو گذشتہ لوگون مین پہلے ہو چکا اور ظاہر ہے کہ پہلی لوگون مین صرف بعض یا لا استخلاف نہین تھا بلکہ نفس استخلاف تھا تفسیر صافی مین ہی وعد الله الذين امنوا منكم وعملوا الصلحت ليستخلفنهم فی الارض لیجعلنهم خلفاء بعد نبیکم کما استخلف الذین من قبلهم یعنی وصاة الانبیاء بعدهم تو اس تشبیہ سے صاف ثابت ہوا کہ وقوع نفس استخلاف مراد ہی - رابعاً حضرات شیعہ اسی آیت کو امام مہدی کے استخلاف پر محمول فرماتے ہین اور ظاہر ہی کہ اگر احتمال اول مراد ہو تو وہ مستلزم نفس استخلاف اور اوسکی

سلہ وعدہ دیا الله نے تم مین سے جو ایمان لائی اور نیک کام کیی البتہ خلیفہ بنائیگا اونکو ملک مین دوبقیہ بنائیگا اونکو خلیفہ تمہاری نبی کے پیچھے، اجیسا ستی اگلی لوگون کو خلیفہ بنایا ۱۲ یعنے انبیا کے اوصیا کو اونکا جانشین کیا ۱۲ -

نتائج کو نہین تو یہہ دلیل خود جناب امام مہدی کی امامت و غلبہ و شوکت کی ثبوت مین ناقص و ناتمام
ہوگی۔ خامساً مسلم نص ہا لاستخلاف ہی مراد ہی لیکن لانسلم کہ نص سی وہی نص مراد ہی
کہ جسمین خصوصیت کی ساتہہ او رہیئۃ کذائیہ ہی حضرات شیعہ فرماتے ہین بلکہ نص سے مراد
نص جلی ہو یا خفی کسی ہیئۃ کی ساتہہ اور کسی طریقہ کی ساتہہ ہو چنانچہ اہلسنت خلفاء ثلثہ
کی خلافت کے لیی نص کے قائل ہین آپنے ازالۃ الخفا کا مطالعہ فرمایا ہے اوسمین بخوبی
یہہ امر ثابت ہو سکتا ہی لیکن پہر بہی وعدہ تمکین دین مرتضی اور تبدیل امن بعد الخوف
مین کوئی احتمال نہین اور اوسکی وقوع مین موعود لہم کے لیی کچہہ شک و تردد نہین ہے
تو ثابت ہوا کہ اگر وعدہ نص ہے تاہم متضمن وعدہ استخلاف کو ہی اور اوسکا وقوع لازم
و متحتم ہے۔ تیسری یہہ کہ اس استخلاف سی مراد وقوع سلطنت جائرہ جیسی فساق
و فجار یا اشرار و کفار کرتے ہین مراد نہین ہے بلکہ مراد وہ خلافت و ریاست راشدہ
و امامت و سلطنت حقہ ہی جو اجرای شرایع دین و احیاء شعائر اسلام کے لیی ہو اور جس
سی عالم مین احیاء مراسم اسلام ہا پایا جاوی اور اسپر وجوہ چند دلالت کرتے ہین اول یہہ کہ
جب حضرات شیعہ کے مفسرین نے اس آیت شریفہ کو حسب روایات خود حضرت امام مہدی
کی استخلاف پر محمول فرمایا ہی چنانچہ محمد بن مرتضی صاحب تفسیر صافی اپنی تفسیر مین[۱]
فرماتے ہین۔ والقمی نزلت فی القائم من آل محمد والمجمع المروی من اہل
البیت انہا فی المہدی من آل محمد قال و روی العیاشی باسناده
عن علی بن الحسین انہ قرأ الآیۃ وقال ہم واللہ شیعتنا اہل البیت یفعل

---

[۱] تفسیر قمی مین ہی کہ یہہ آیت قائم آل محمد (امام مہدی) کے بارہ مین نازل ہوئی
اور تفسیر مجمع مین ہے کہ اہل بیت سے مروی ہے کہ یہہ آیت آل محمد کے مہدی کے باب مین ہے
اور عیاشی نے اپنی اسناد کے ساتہہ امام زین العابدین سے روایت کی ہی کہ آپ نے یہہ آیت پڑہکر
فرمایا کہ خدا کی قسم یہہ ہم اہلبیت کی شیعہ ہین۔ ۱۲

ذلک علی یدی رجل منا وهو مهدی هذه الامة وهو الذی قال رسول الله[1] لو لم یبق من الدنیا الا یوم یطول الله ذلک الیوم حتی یلی رجل من عترتی اسمه اسمی یملاء الارض عدلا وقسطا کما ملئت ظلما وجورا قال روی مثل ذلک عن ابی جعفر وابی عبد الله وفی الاکمال عن الصادق فی قصة نوح وذکر انتظار المؤمنین من قومه الفرج حتی اراهم الاستخلاف والتمکین قال وکذلک القائم فانه تمتد ایام غیبته لیصرح الحق عن محضه ویصفو الایمان من الکدر بارتداد کل من کانت طینته خبیثة من الشیعة الذین یخشی علیهم النفاق اذا احسوا بالاستخلاف والتمکین لهم والامر المنتشر فی عهد القائم الی غیر ذلک من الروایات تو ظاہر ہی کہ اونکی خلافت تو حضرات شیعہ کے نزدیک منصوصہ راشدہ ہی تو اگر اس آیت سی استخلاف حق مراد ہی نہین اور خلافت راشدہ پر یہہ آیت دال ہی نہین تو اس کا نزول امام مہدی کے لیے جنکی خلافت راشدہ ہی کیونکر ہوسکتا ہی اور یہہ سب روایات جنمین نزول آیت امام غائب عن الابصار کے حق میں کی لیے بیان کیا گیا ہی اور عبد بہی کیا گیا ہی اس آیت استخلاف موعود سی مراد استخلاف

---

[1] یہہ وعدہ ہم مین سی ایک شخص کے ہاتہہ پر پورا ہوگا اور وہ اس امت کا مہدی ہوگا اور وہ وہی ہی جسکی لیے رسول اللہ نی فرمایا اگر دنیا سی بجز ایک دن کے باقی نرہیگا تو خدا تعالیٰ اوسکو طویل کریگا یہانتک کہ ایک شخص میری عترت سے حاکم ہوگا ہمنام ہوگا جیسا زمین ظلم وجور سی پر ہوگئی ہے اسیطرح عدل اور انصاف سی بہر دیگا کہا اور ایسی ہی روایت امام ابو جعفر اور ابو عبد اللہ سے ہی ۔ اور اکمال مین امام صادق سے نوح کے قصہ مین ہی مومنین کی اونکی قوم مین سی کشایش کے انتظار کا ذکر کیا یہانتک کہ اونکو استخلاف وتمکین دکہلایا فرمایا اور اسیطرح قائم ہی کہ اوسکی غیبت کا زمانہ دراز ہوگا تاکہ خالص حق ظاہر ہوجاوی اور ایمان کدورت سی صاف ہوجاوی اون شیعہ مین سی جنپر نفاق کا خوف ہی ہر ایک کے ارتداد کے ساتہہ جسکی خبیث مٹی ہے جب استخلاف اور تمکین اونکی لیے دیکہین گے اور امر پہیلا ہوا قائم کے زمانہ مین ہوگا ۔ ۱۲ ـــ

امام مہدی ہی سب لغو ولا طائل ہو جاینگی تو ثابت ہوا کہ مراد استخلاف سے استخلاف حق و خلافت
و امامت حقہ ہی اور اس سے یہہ بھی ثابت ہوا کہ بعض روایات مین جو حضرات شیعہ ائمہ سے
نقل کرتے ہین کہ مراد استخلاف سے استخلاف و تمکین فی العلم ہو سراسر کذب و افترا ہی تفسیر
صافی مین نقل کیا ہی[1] و فی الکافی عن الصادق انہ سئل عن ہذہ الآیۃ فقال ہم
الائمۃ و عن الباقر و لقد قال اللہ فی کتابہ لولاۃ الامر من بعد محمد خاصۃ
وعد اللہ الذین امنوا منکم الی قولہ فَاُولٰئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ یقول استخلفکم
لعلمی و دینی و عبادتی بعد نبیکم کما استخلف وصاۃ آدم من بعدہ حتی
یبعث النبی الذی یلیہ یعبدوننی لا یشرکون بی شیئا یقول یعبدوننی بایمان
لا نبی بعد محمد فمن قال غیر ذلک فاولئک ہم الفاسقون فقد مکن
ولاۃ الامر بعد محمد العلم و نحن ہم فاسئلونا فان صدقناکم فاقروا و ما
انتم بفاعلین اور وجہ اسکی یہہ ہی کہ اول تو استخلاف جو مقید بقید فی الارض ہوا ہی کا ملاً
جب تک سلطنت و تسلط ظاہری فی الارض حاصل نہو نہین ہو سکتا دوسری یہہ کہ
کلمات آیۃ خود حکومت ظاہری کو مستلزم ہو رہی ہین کہ انکا حصول بدون سلطنت
ظاہری کے صرف استخلاف فی العلم سے ممکن نہین ہی علاوہ ازین مخالف ان روایات کی ہی
جو سابقاً گذارش ہو چکی ہین جن سے ثابت ہوتا ہی کہ آیت کا نزول امام مہدی کے حق
مین ہی اور اس استخلاف سے استخلاف امام مہدی مراد ہی افسوس کہ یہہ حضرات نہ خدا

---

[1] کافی مین امام صادق سے مروی ہی انسے کسی نے آیت کی بابت سے پوچھا فرمایا وہ ائمہ ہین اور امام باقر سے مروی ہی کہ بتحقیق
اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب مین بعد محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کے خاص اماموں کے لیے فرمایا - وعد اللہ الذین امنوا منکم الخ حق تعالیٰ
فرماتا ہی کہ خلیفہ بناؤنگا مین تمکو اپنی علم اور دین اور عبادت کے واسطے تمہارے نبی کے بعد جیسا خلیفہ بنایا آدم کے
اوصیا کو انکے پیچھے یہانتک کہ انکے پیچھے نبی مبعوث ہو - میری عبادت کرینگے اور کسیکو میرا شریک
نہ کرینگے فرمایا میری ایمان کے ساتھ پرستش کرو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے کوئی نبی نہین ہی جو اسکے سوا کہے
وہ فاسق ہین بتحقیق تمکین دی والیان امر کو بعد محمد صلی اللہ علیہ وسلم علم مین اور وہ ہم ہین پس ہمسے پوچھو اگر ہم تمسے سچ کہین تو اقرار

ورسول سے ڈرتی ہین نہ ائمہ سے حیا و شرم فرماتے ہین اور جو دل چاہتا ہے جسمین اپنی مخلصی
ونجات کی امید علما سے صورت دیکھتی ہین خدا و رسول و ائمہ پر افترا باندہتی ہین دوسری
یہہ کہ حق تعالے شانہ نے اس وعدہ کو مومنین عاملین صالحات کے ساتھہ فرمایا ہے اور
قاعدہ ہے کہ حکم علی المشتق علیہ ماخذ پر دلیل ہوتا ہے تو معلوم ہوا کہ کمال ایمان اور غایۃ
صلاح فی العمل اسی استخلاف موعود کے علت واقع ہے اور نہایت بدیہی ہے کہ حسن موعود
خداوندی کا موقوف علیہ اور جسکی علت ایمان اور اعمال صالحہ ہونگی وہ امر خیر اور حق اور رشد
محض ہوگا اور خداوند تعالے کے نزدیک مرضی اور پسندیدہ ہوگا تو جب استخلاف کو
بہی حق تعالی نے ایمان اور اعمال صالحہ کے ساتھہ منوط و مربوط فرمایا ہے تو یہہ استخلاف
استخلاف حق و پسندیدہ جناب باری جل و علا شانہ ہوگا۔ تیسری یہہ کہ حق تعالی شانہ
نے اس آیت شریفہ مین صرف استخلاف ہی کا تو وعدہ نہین فرمایا کہ اوسکو سلطنت کے
اوپر بہی حصول کر دینگے گنجایش ہو بلکہ اوسکی ساتھہ یہہ بہی وعدہ فرمایا کہ اوسکی ساتھہ مین
ہم اوس دین کی بہی تمکین اونکی لیے کرینگی جو دین کہ ہمارے نزدیک مرضی اور پسندیدہ
ہے اور یہہ وعدہ فرمایا کہ ہم اونکی خوف کو جو کفار و منافقین سے لاحق حال ہے امن
کی ساتھہ بدل دینگی اب ان وعدوں سے صاف ظاہر ہے کہ جو استخلاف کہ ان فواید کو مثمر و منتج ہوگا
قطعا خلافت جائرہ نہو گی اسکی بعد بطور اخبار کے فرمایا کہ جب استخلاف پردہ غیب
سے منصۂ ظہور پر جلوہ گر ہوگا اور اوسکی ثمرات و نتایج کمال تمکین دین اور زوال خوف اور حصول
امن عام عالم مین شیوع پذیر ہونگی تو لوگ میری عبادت مین مشغول ہونگی اور کسیکو
میرا شریک نہین کرینگی تو معلوم ہوا کہ وہ وقت ایسا وقت ہوگا جسمین شریعت
اسکی مکمل طور پر مروج اور شایع ہوگی اور بدیہی ہے کہ جو خلافت اسکو متضمن و مشتمل ہوگی
وہ راشدہ اور حقہ ہوگی۔ اسکی بعد ارشاد ہوا کہ ومن کفر بعد ذلک فاولئک
ہم الفاسقون یعنی بعد اس نعمت عظمی کے جو شخص اسکا کفران کرین پس وہی

فاسق ہین ظاہر ہی کہ حق تعالے شانہ نے اوس ہی انکار و کفران اور اوسپر پورش و
طغیان کو کمال فسق سے تعبیر فرمایا جس سے اوسکا بڑی نعمت اور کمال احسان
خداوندی ہونا مفہوم ہوتا ہی اسیلیے موقع امتنان ہین اوسکو بیان فرمایا پس اگر یہہ
خلافت محض سلطنت اور خلافت جائرہ ہو تو اوسکا انکار تو بجائی خود عند الشیعہ واجب
اور اوسکی نقض کی تدابیر لازم و متحتم ہین چہ جائیکہ خداوند تعالے اوسکو موقع امتنان مین
بیان فرمادی اور اوسکی انکار کو فسق سے تعبیر فرماوی تو اس ہی کی صریح طور پر سبب
کہ جب یہہ استخلاف اسقدر پسندیدہ جناب باری ہی کہ اوسکو موقع احسان و امتنان
مین بیان فرمایا اور اوسکی انکار کو فسق کے ساتہہ تعبیر فرمایا تو وہ استخلاف کمال حقیت و رشد
کی ساتہہ متصف ہوگا - چوتہی یہہ کہ حق تعالے شانہ نے اس استخلاف کو اپنی ذات
پاک کیطرف منسوب فرمایا ہی کہ ہم خلیفہ بناوینگی اور ہم تمکین دینگی اور یہہ تبدیل خوف کی با
امن کے ساتہہ کرین گے اور جب اسکا متکفل خود خداوند کریم ہوا اور اسکا ذمہ دار
پہر اوسنی جب وعدہ پورا کیا اور خلیفہ بنایا اگر وہ خلافت جائرہ تہی تو یہہ فعل خداوند تعالے
کا قبیح ہوا تعالے عن ذالک علوا کبیرا پس علے مذہب الشیعہ صدور قبیح نسبت بجناب
باری لازم آیا و ہو محال تو معلوم ہوا کہ یہہ استخلاف سلطنت و خلافت جائرہ نہین بلکہ خلافت
حقہ و خلافت راشدہ ہوگی - علامہ طوسی تجرید مین لکہتی ہین واستغنائہ وعلمہ دالان[1]
علے انتفاء القبح عن افعالہ اسکی بعد گذارش ہی کہ جب خداوند تعالے نے خلیفہ بنانیکا
وعدہ فرمایا تو لامحالہ یہہ وعدہ واقع ہونیوالا ہی اب باقی رہا یہہ امر کہ یہہ وعدہ کسزمانہ مین
واقع ہوا اور موعود لہم اس وعدہ کی کون ہین اور یہہ خطاب کسکو ہی سو آیت مین احتمال
ہین و لارابع لہ باتفاق الفریقین - احتمال اول یہہ ہی کہ اس وعدہ کا وقوع زمانہ

---

[1] اور اوسکی بے پروائی اور اوسکا علم اوسکی افعال سے برائی کے دور ہونے پر دلالت کرتے ہین - ۱۲ -

حیات جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ایام فتح مکہ مین ہوا اور استخلاف سی مراد
استخلاف مومنین کا ہی بجای کفار کے اور موعود لہم اوسکی مومنین ہین جو اوسوقت
موجود تہی اور اون ہی کو خطاب ہی دوسرا احتمال یہہ ہی کہ اوسکی موعود لہم حضرت امام مہدی
رضی اللہ عنہ اور اونکی اتباع ہین اور یہہ وعدہ اون ہی کے زمانہ خلافت مین پورا ہوگا
تیسرا احتمال یہہ ہی کہ یہہ خطاب صحابہ حاضرین عند نزول الآیۃ کو ہی اور اوسکی موعود لہم
خلفاء اربعہ ہین رضی اللہ عنہم اور یہہ وعدہ جناب خلفاء اربعہ کی زمانہ خلافت مین پورا ہوچکا ہی
اور خداوند تعالے نے بعد وفات جناب رسالتماب صلوات اللہ علیہ وسلامہ کی آپکی جگہ خلفاء
اربعہ کو خلیفہ بنایا لیکن ان ہر سہ احتمالون مین جہانتک ہم غور کرتے ہین اور اپنی ایمان و انصاف
سی تامل کرتے ہین تو پہلا و دوسرا احتمالونکو غلط پاتے ہین اور تیسری احتمال کو متعین دیکہتی
ہین اگرچہ ابطال احتمال اول مین کچہہ چندان تجشم استدلال کی ضرورت نہ تہی کیونکہ
مفسرین محدثین شیعہ نے اسکو امام مہدی پر محمول کر کے اور اوسکی نزول کا مورد متعین کر کے
خود اس احتمال کو باطل کر دیا لیکن چونکہ بعض شیعہ جب شکنجہ انظار علماء اہلسنت مین گرفتار
ہوکر میدان فرار تنگ دیکہتی ہین تو ایسی پوچ احتمال اور واہی توجیہین پیش کرنے لگتی
ہین اسلیئی مناسب ہی کہ مختصراً اس احتمال کے ابطال کیطرف بہی اشارہ کیا جاوی اور ضمناً
وتبعاً اوسکا ابطال بہی حرض اثبات مین لایا جاوی پس واضح ہو کہ ہر دو احتمالات کا
بطلان ایسا واضح و بدیہی ہی کہ اگر ذرا آیت مین تامل کیا جاوی تو اونکا بطلان بے تکلف فہم
مین آ سکتا ہی احتمال اول کی ابطال کی لیئے پس یہہ ہی وجوہ کافی ہین کہ اولاً حق تعالے جل
شانہ نے یہہ وعدہ مومنین کے ساتہہ فرمایا ہی۔ اگر مراد اس سے فتح مکہ ہوتا تو یہہ وعدہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتہہ ہوتا اور تبعاً مومنین بہی اوسمین داخل ہوتے ثانیاً یہہ کہ خداوند
تعالے نے فتح مکہ کو بصورت رویا کی دکہلا دیا تہا اور چونکہ انبیاء کے خواب بہی
وحی ہوا کرتے ہین تو اسلئی اوسکا وقوع قطعی ہوتا ہی چنانچہ خداوند تعالے نے ارشاد فرمایا

لقد صدق الله رسوله الرؤیا بالحق لتدخلن المسجد الحرام ان شاء الله
آمنین محلقین رؤسکم ومقصرین لا تخافون - اور نیز دسکو فتح کے ساتھ تعبیر فرمایا ہی
وجعل من دون ذلک فتحا قریبا - اور اذا جاء نصر الله والفتح - تو اس سے بشرط
ذوق سلیم صاف سمجھہ مین آتا ہی کہ یہہ واقعہ دوسرا ہی - ثالثاً ممکن ہی کہ اس آیت کا
نزول بعد فتح مکہ کے ہو - رابعاً سلمنا کہ نزول اس آیت کا قبل فتح مکہ کی ہی تاہم
عند الشیعہ فتح مکہ پر حمل کرنا صحیح نہین ہے کیونکہ اس صورت مین وعدہ استخلاف کو الذین
امنوا وعملوا الصلحت کے ساتھہ مقید کرنا اور تخصیص موعودلہم کے اہل ایمان و صلاح کی
ساتھہ کرنا بالکل لغو ہوگا - اور قید الذین امنوا وعملوا الصلحت کی سراسر فضول ہوگی کیونکہ
حسب تصریحات قوم یہہ امر بخوبی ثابت ہی کہ بعد کفار مکہ کے استخلاف جیسا کاملین
فی الایمان اور عاملین صالحات کو نصیب ہوا اس سے زیادہ ان صحابہ کو نصیب ہوا
کہ بزعم شیعہ بدتر از کفار تھی نعوذ بالله من ذلک اور اگر سب مومنین اور عاملین صالحات
تھی تو حیا بالوفاق ہم بھی یہہ ہے کہتی ہین حاشا ممکن نہین کہ اس آیت کا مورد
فتح مکہ ہو سکی کیونکہ اس آیت مین بعد استخلاف کی جو دو صفتین ذکر فرمائی ہین اونکا
مصداق ہرگز فتح مکہ کا زمانہ نہین ہو سکتا اول ارشاد فرمایا کہ خدا تعالے اونکی لیی دین
پسندیدہ کو متمکن اور راسخ کریگا اور دوسری فرمایا کہ اونکی مطلق خوف کو امن سے
بدل دیگا اور امن تام حاصل ہو جائیگا اور یہہ دونو امر فتح مکہ کے زمانہ مین حاصل نہین ہوئی
کیونکہ جب دو سلطنتین عظیمہ کسری و قیصر کی جو بالکل مخالف اسلام کے تھی پہلو بہ پہلو
لگی ہوئی تھین جنکی ظاہری قوت و شوکت اور عدد و عدد کے مقابلہ مین اہل اسلام کو
کچھہ نسبت نہ تھی تو ایسی دشمنونکی صورت مین جب تک وہ مغلوب نہون اور اونکی شوکت
و عظمت نہ ٹوٹی کیونکر کہا جا سکتا ہی کہ دین کو تمکین و استقرار حاصل ہو گیا اور خوف
امن سے بدل کر امن تام حاصل ہو گیا بلکہ تمام عرب مین بھی اسلام شائع نہین ہوا تھا

بلکہ علی زعمہم حضرت کی اصحاب اکثر منافقین و کفار و فساق ہتی تو ایسی حالت مین کیونکر تمکین دین اور امن تام حاصل ہو سکتا ہی تو اس سی بداہتہ معلوم ہوا کہ اس آیت کا مورد فتح مکہ نہین ہو سکتا۔ شاید اسجگہ ہماری فاضل مخاطب کو یہہ شبہہ واقع ہو کہ حق تعالے شانہ فتح مکہ کے بیان مین ہی فرماتا ہی امنین محلقین رؤسکم و مقصرین لاتخافون جس سے ثابت ہوتا ہی کہ ایام فتح مکہ مین امن حاصل ہوگیا اور خوف زائل ہوگیا تو اس صورت مین مصداق ولیبدلنہم من بعد خوفہم امنا کا یہی واقعہ فتح مکہ ہوگا جواب اس شبہہ کا یہہ ہی کہ یہہ شبہہ عدم تدبیر اطراف و جوانب کلام اور نظم کے ماقبل و مابعد مین غور نہ کرنے سی ناشی ہوا ہی ورنہ فی الحقیقت اسمین اور اومین فرق از زمین و آسمان کا ہی کیونکہ آیت سورہ فتح مین اسطرح واقع ہے لتدخلن المسجد الحرام انشاء اللہ امنین محلقین رؤسکم و مقصرین لاتخافون جس سے صاف واضح ہی کہ اسجگہ امن و عدم خوف دخول مسجد کی قید واقع ہو رہی ہے جسکی معنی یہہ ہین کہ جو خوف تمکو دخول مسجد کی وقت کفار مکہ سی بسبب اپنی ضعف و قلت اور کفار کے شوکت و کثرت کے ہوتا وہ خوف تمکو دخول مسجد حرام کے وقت نہوگا اور اوس خوف سی تم آمن ہوگی نہ یہہ مراد ہی کہ تمکو اوسوقت امن تام اور عدم خوف کامل حاصل ہو جائیگا یہہ تو سراسر واقع کے اور عقل کے خلاف ہی جب تک وہ سلطنتین مخالف ذات قوت و شوکت برابر موجود ہین ہرگز خوف زائل نہین ہو سکتا اور امن تام حاصل نہین ہو سکتا تو بقرینہ سیاق نظم ماقبل مین ادنے تامل سے مفہوم ہو سکتا ہی کہ اسجگہ امن و عدم خوف سی وہی مراد ہی جو کفار مکہ سے حاصل ہوا اور آیت سورہ نور مین ارشاد فرمایا ہی۔ لیستخلفنہم فی الارض و لیمکنن لہم دینہم الذی ارتضی لہم و لیبدلنہم من بعد خوفہم امنا اس نظم کے سیاق سی بداہتہ واضح ہی کہ حق تعالے شانہ نے وعدہ فرمایا ہی کہ اللہ تعالے تمکو جانشین فرمائیگا جسکی سبب سی تمہارا دین تمام ادیان پر غالب ہوگا اور تمہاری دین کو مستقر و متمکن فرمائیگا اور جسقدر

کفر و کفار کی شوکت ہی سب ٹوٹ جائیگی اور تمکو خوف کے بدلی امن مطلق ارزانی فرمائیگا
جسکو تہوڑی سی بہی فہم ہو وہ اس نظم کے سیاق سے اور اطراف وجوانب مین تدبر
کرنے سے سمجہہ سکتا ہی کہ اس آیت شریفہ مین حق تعالے شانہ نے حصول امن اور
زوال خوف کی نسبت ارشاد فرمایا ہی وہ امن تام اور خوف کامل ہے جو بعد زوال سلطنت
کسریٰ و قیصر کے ہوگا چنانچہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی طرف اشارہ فرمایا
وسیبلغ ملک امتی ما زوی لی منہا پس معلوم ہوا کہ یہہ حصول امن اور زوال خوف دہیرا ہی
اور وہ امن اور عدم خوف دوسرا اسکو اوسپر محمول نہین کر سکتی تو اس موعود کا فتح مکہ پر
حمل کرنا باطل ہوا اور احتمال ثانی کا بطلان بہی نظم کلام سے صاف و واضح ہی کیونکہ
اول کہ حق تعالے شانہ نے یہہ وعدہ الذین امنوا کو شامل فرمایا ہی جو حقیقۃً جمع ہی اور باعتبار معنی حقیقی جمع کم کم
اسکی صدق کیلیے تین فرد کا ہونا لابد ہی تاکہ معنی حقیقی جمع کے صادق آوین صاحب مسلم الاصول نے لکہا ہی
ف۱ فائدہ اقل مراتب صیغۃ الجمع الثلثۃ علی الاصح وقیل اقلہا اثنان
بہر کیف اقل مراتب صیغہ جمع کے لیے ایک فرد ہونیکا کوئی قائل نہین پس اگر ایک فرد پر
محمول کیا جاویگا تو معنی مجازی پر محمول ہوگا اور حمل علی المجاز جب تک حمل علی الحقیقۃ
متعذر نہو جائز نہین ہے اور یہان کوئی قرینہ قائم نہین ہے کہ جو معنی حقیقی سے صارف
ہو صیرورت الی المجاز کو مقتضی ہو تو اسکا حمل کرنا امام مہدی رضی اللہ عنہ پر جو ایک فرد ہین
جائز نہوا ثانیاً یہہ وعدہ حق تعالے شانہ نے حاضرین عند نزول الآیۃ کے ساتہہ فرمایا
چنانچہ ارشاد- وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنہم یعنی خدا نے
وعدہ فرمایا ہے تمہین بعض ان لوگونکی لیے جو مومنین اور عامل صالحات ہین کہ انکو
اپنی رسول کا جانشین و خلیفہ بناویگا تو یہہ خطاب حاضرین کو ہی اور سابق مین علما سے
گذارش ہو چکا ہی وما وضع لخطاب المشافہۃ لا یعم بصیغۃ من تاخر عن زمن الخطاب.

ف۱ فائدہ صیغہ جمع کے مراتب کا کم درجہ تین ہین اور بعض کہتی ہین دو ہین - ۱۲-

اور یہ بھی ہے کہ امام مہدی حاضرین عند نزول السورۃ سے نفیں ہیں اور اونکی خلافت کے حمل کرنے
پر نہ کوئی دلیل دلالت کرتی ہے تو یہ آیت اونکی خلافت پر حسب قاعدہ محمول نہین ہو سکتی
ثالثاً خداوند کریم جل و علا شانہ نے اس استخلاف کو اوس استخلاف کے ساتھہ تشبیہ دی ہے
جو انبیاء سابقین کے زمانہ مین سنت اللہ جاری تہی کہ بعد انبیاء کے اونکی خلفاء اونکی جانشین
ہوتی تہی اور اونکی شریعت کی ترویج کرتے تہی اور امور باقیماندہ نبوت حق تعالے انکی
ہاتھون پر پوری فرماتا تہا اور ظاہر ہے کہ جب انبیاء سابقین کے جانشین اونکی بعد
خلیفہ ہوتے تہی اور مہمات خلافت کو سرانجام فرماتے تہی چنانچہ حضرت موسی علیہ السلام
کی بعد حضرت یوشع اونکی خلیفہ اور جانشین ہوئی پس اگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
کی خلافت آپکی بعد گذرنی دو ہزار سال کے ہو تو قطع نظر اس سے کہ مستلزم نقصان مرتبہ
رسالت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہ نسبت انبیاء سابقین ہے تشبیہ ناقص و ناتمام ہوگی
کیونکہ بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جب خلافت راشدہ ممکن نہوئی اور آخر تک فسق
و فجور کا غلبہ رہا حالانکہ انبیاء سابقین کے خلفاء اونکی بعد ہی ممکن ہو گئی تو اس سے بداہتہً
مفہوم ہوتا ہے کہ آپکی قوت نبوت اور مرتبہ رسالت بہ نسبت انبیاء گذشتہ کے کم ہے اگر دس
پانچ سال امام مہدی نے خلافت فرمائی اور ایسی رسول کا جو افضل الرسل ہے تمام زمانہ امتداد
نبوت مین معدودی چند سال کے واسطی ایک خلیفہ کو تمکین عطا ہوئی اور باقی تمام زمانہ نفاق
و شقاق و کفر و فسق سے مملو رہا تو وہ استخلاف کیا وقعت رکھہ سکتا ہے اور اون انبیاء کے
کیونکر ہم پلہ ہو سکتا ہے کہ جنکی خلفاء و اوصیاء اونکی متتابع پیدا ہوئی اور وقتاً فوقتاً تجدید
دین اور احیای شریعت کرتے رہی اور یہ تشبیہ کیونکر تشبیہ تام ہو سکتی ہے اور باقی ائمہ
جب اونکو تمکین ہی عطا نہین ہوئی اور ہمیشہ خائف و مختفی رہی وہ خود بین سے ساقط
ہوگئی کیونکہ اونکا وجود و عدم برابر ہوگیا تو اس تشبیہ سے صاف بداہتہً ثابت ہوا کہ اس
استخلاف سے استخلاف مہدی مراد نہین ہے بلکہ وہ استخلاف مراد ہے جو بعد رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کے متصل متتابعا ہوا اور خدا تعالے نے اوسکو تسلط اور تمکین عطا فرمایا اور اوس سے
عالم مین دین شیوع پذیر ہوا اور وہ استخلاف بجز استخلاف خلفاء اربعہ کے اور کوئی نہین
اور اوسکی اتصال و قرب پر وہ روایت بہی دلالت کرتے ہین جو صافی مین اسی آیت کے
تفسیر مین مذکور ہے ۔ وفی الجوامع عن النبی علیہ السلام قال زویت لی الارض
فاریت مشارقہا و مغاربہا وسیبلغ ملک امتی ما زوی لی منہا [۱] آپنے نحو کی
چہوٹے چہوٹے رسائل مین ملاحظہ فرمایا ہوگا کہ سین استقبال قریب کا فائدہ دیتا ہے جس سے
معلوم ہوتا ہے کہ عنقریب اسلام شائع ہونے والا ہے اور یہہ تمام مشارق و مغارب
زمین کے جو حضرت کو دکھلائی گئی ہین وہ عنقریب مملکت اسلام مین داخل ہونگی
اور دوسری روایت جو صافی مین مروی ہے وہ بہی ہیگا گویا مصداق ہے قال وروی
المقداد عنہ انہ قال لا یبقی علی الارض بیت مدر ولا وبر الا ادخلہ اللہ
الاسلام بعز عزیز او ذل ذلیل اما ان یعزہم اللہ فیجعلہم من اہلہا واما ان یذلہم فیدینون
لہا [۲] منکہ اس شبہ سے اس آیت کا امام مہدی کی خلافت پر حمل کرنا صحیح نہوا ۔ رابعاً حق تعالے
شانہ اس آیت کے خاتمہ پر بعد بیان اس نعمت کی ارشاد فرماتا ہے ومن کفر بعد
ذلک فاولئک ہم الفاسقون یعنی بعد اتمام اس نعمت کے جو لوگ اسکی ناشکری کرینگے وہ فاسق
ہین اور اس سے اشارہ اسطرف ہے کہ بعد حصول استخلاف بعض اہل ایمان وصالح من الصحابۃ
الحاضرین عند نزول الآیۃ جنکی تعداد حد جمع تک پہونچیگی اور تمکین و استقرار دین اور
بعد تبدیل خوف از امن اس نعمت کا کفران واقع ہوگا تو خداوند تعالے شانہ نے

---

۱ تفسیر جامع مین نبی علیہ السلام سے مروی ہے ۔ فرمایا سمیٹی گئی میری لئے زمین اور اسکی مشرقی و مغربی
کنارہ دکھلایا گیا اور عنقریب میری امت کا ملک وہانتک پہنچیگا جہانتک میری لئے سمیٹا گیا ہے ۲ مقداد نے
روایت کی ہے کہ فرمایا نہین رہیگی کوئی گہر مٹی اور بالون کا دنیا مین مگر اوسمین خدا تعالے اسلام کو داخل کریگا کسی عزیز کی عزت کی ساتھ
یا کسی ذلیل کے ذلت کی ساتھ یا انکو خدا عزت دیگا کہ انکو اسکی اہل مین سے کریگا اور یا انکو ذلیل کریگا کہ وہ اسکے مطیع ہو جاوینگے

بطور تخویف اور بصورت تحذیر کے اون لوگونکی وصف کی خبر دی کہ جو مصداق اس کفران نعمت کے
ہونگے اور چونکہ خلافت امام مہدی مین اسطرح نہین پایا جائیگا۔ تو اس واسطے اس آیت کو
خلافت مہدوی پر محمول نہین کر سکتی اور ظاہر ہی کہ یہہ کفران مخبر بہ زمانہ خلفاء اربعہ
رضی اللہ تعالے عنہم مین جسطرح جناب رب العزت عز اسمہ نے خبر دی تھی کہ اول استخلاف
ہوگا۔ پہر تمکین دین اور تبدیل خوف ہوگا پہر کفران کے وقوع کیطرف ایما فرمایا تہا اوسیطرح
واقع ہوا اول استخلاف ہوکر تمکین دین اور تبدیل خوف واقع ہوئی بعد اوسکی کفران نعمت کا
قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ سے واقع ہوا تو اس سے بداہتہ ثابت ہوا کہ مصداق
اس آیت کا خلافت مہدویہ نہین ہوسکتی بلکہ خلافت خلفاء رضی اللہ عنہم ہی خاص ہے گو
ہمکو اسپر ان دلائل کے بیان کرنیکی کچہہ ضرورت نہین کہ یہہ آیت سوای خلافت خلفاء
اربعہ کی کسی دوسری خلافت پر محمول نہین کیونکہ جناب امیر رضہ نے خود اسکا فیصلہ فرما دیا اور اسکا
تصفیہ چکا دیا آپنے فرما دیا کہ اس موعدہ کا زمانہ وہی ہی جو خلافت خلفاء کا زمانہ ہے اور
اوسکی موعود لہم وہی حضرات خلفاء رضی اللہ عنہم مین کیونکہ وہ مصداق تمام اوصاف مذکورہ
فی الآیت کے ہین اور طرفہ یہہ کہ اوسکو شریف رضی نے نہج البلاغہ مین نقل فرمایا ہی چنانچہ بعینہ
ہم وہ خطبہ شرح نہج البلاغہ سے نقل کرتے ہین اور جو چند جگہ شارح ابن میثم نے اپنی شرح مین
اس آیت کی طرف اشارہ کیا ہے اوسکو نقل کرینگے خطبہ یہہ ہی ومن کلام لہ وقد
استشارہ عمر بن الخطاب فی الشخوص لقتال الفرس بنفسہ ان ہذا الامر لم یکن نصرہ
ولا خذلانہ بکثرۃ ولا بقلۃ وہو دین اللہ الذی اظہرہ وجندہ الذی اعدہ
وامدہ حتی بلغ ما بلغ وطلع حیث طلع ونحن علی موعود من اللہ واللہ منجز وعدہ
وناصر جندہ ومکان القیم بالامر مکان النظام من الخرز یجمعہ ویضمہ فان
انقطع النظام تفرق وذہب ثم لم یجتمع بحذافیرہ ابدا والعرب الیوم وان
کانوا قلیلا فہم کثیرون بالاسلام عزیزون بالاجتماع فکن قطبا واستدر الرحی

بالعرب واصلهم دونك نار الحرب فانك ان شخصت من هذه الارض انتقضت
عليك العرب من اطرافها واقطارها حتى يكون ما تدع وراءك من العورات اهم
اليك مما بين يديك ان الاعاجم ان ينظروا اليك غدا يقولوا هذا اصل العرب
فاذا اقتطعتموه استرحتم فيكون ذلك اشد لكلبهم عليك وطمعهم
فيك فاما ما ذكرت من مسير القوم الى قتال المسلمين فان الله سبحانه هو
اكره لمسيرهم منك وهو اقدر على تغيير ما يكره واما ما ذكرت من عددهم فانا لم
نكن نقاتل فيما مضى بالكثرة وانما كنا نقاتل بالنصر والمعونة انتهى - اگرچہ اس ارشاد
میں بھی بے شمار فوائد حاصل ہوسکتے ہیں مگر بسبب خوف تطویل کے سب سے اعراض و اغماض کرکے
ہم اُس مدعا کی طرف جسکی ہم درپے ہیں رجوع کرتے ہیں وہ یہہ کہ جناب امیر نے اس خطبہ
میں زمانہ حصول موعود آیت سراپا ہدایت کو زمانہ خلفاء کا قرار دیا - اور اس دین کو وہ
دین فرمایا جسکا غلبہ موعود ہے اور اس لشکر کو وہ لشکر فرمایا جو اللہ کا لشکر ہے اگرچہ اس
خطبہ سے بھی یہہ مضمون واضح ہے لیکن علامہ ابن میثم کے شرح کبیر سے یہہ مدعا آشکارا
طور پر ثابت ہوتا ہے - پس ہم جو کچھہ شارح ابن میثم اس خطبہ کے شرح میں تحریر فرماتے
ہیں لکھتے ہیں وقوله ان هذا الامر الى قوله للاجتماع صدر الكلام ليبنى عليه
الرأى تقرير فيه اولا ان هذا الامر اى امر الاسلام ليس نصره بكثرة ولا
خذلانه بقلة وبنه على صدق هذا الدعوى بانه دين الله الذى اظهره وجنوده
هم جنده الذى اعده وامده من الملائكة والناس حتى بلغ هذا المبلغ

لہ قولہ ان ہذا الامر سے قولہ للاجتماع تک کلام کا صدر ہے تاکہ اسپر رائے قائم کرے - تو پہلے یہہ ثابت کیا
کہ اس امر یعنی امر اسلام کی فتح کچھہ کثرت پر ہے اور نہ اوسکی شکست کچھہ قلت پر ہے اور اس دعوی کے صدق
پر اطلاع متنبہ کیا کہ وہ اللہ کا دین ہے جسکو غالب کیا اور اوسکی لشکر اللہ کا لشکر ہے جسکو تیار کیا اور جسکی مدد فرشتون
اور آدمیون سے دی یہانتک کہ اس مرتبہ میں پونہچا اور شہرونکی کنارونمین نکلا - ۱۲ -

وطلع فی آفاق البلاد حیث طلع ثم وعدنا بموعود هو النصر والخلیفة وا لاستخلاف فی الارض کما قال وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِی الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ الآیة وکل وعد من الله فهو منجز لعدم الخلف فی جزء وقوله ناصر جنده ویجری مجری النتیجة اذ من جملة وعده نصر جنده وجنده هم المؤمنون فالمؤمنون منصورون علی کل حال سواء کانوا قلیلین او کثیرین ثم شبه مکان القیم بمکان الخیط من العقد ووجه التشبیه هو قوله یجمعه ویضمه الی قوله ابدا۔ آخر شرح تک جو نہایت طویل و عریض ہی اور اس خطبہ کی شرح کی آخر میں بہ تحریر فرمایا [۵۶] واما ما ذکرت من عددهم الخ فهو ان عمر ذکر کثرة القوم وعددهم فاجابه بتذکیر قتال المسلمین فی صدر الاسلام فانه کان من غیر کثرة و انما کان بنصر الله ومعونته فینبغی ان یکون الحال الآن کذلک فهو یجری مجری التمثیل کما اشرنا الیه فی المشورة الاولی وعد الله تعالی المسلمین بالاستخلاف فی الارض وتمکین دینهم الذی ارتضی لهم وتبدیلهم بخوفهم امنا کما هو مقتضی الآیة بعینه الحاجة۔ اس خطبہ کے الفاظ سے اور شہادت و بیان شارح سے ثبوت حقیت خلافت ایسا عیان ہی کہ جسکی بیان کی حاجت نہیں علاوہ ازین دوسرا خطبہ جو نہج البلاغۃ مین منقول ہے۔ ومن کلام له وقد شاوره عمر فی الخروج الی غزو الروم بنفسه

---

[۵۵] پھر ہم سے وعدہ فرمایا اور وہ فتح اور خلیفہ اور ملک مین جانشین کرنا ہی چنانچہ فرمایا وعد الله الذین آمنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنهم فی الارض کما استخلف الذین من قبلهم الآیة۔ اور الله کا جو وعدہ ہی وہ ضرور پورا ہوگا کیونکہ اوسکی خبر مین خلاف نہین ہو سکتا اور قوله ناصر جنده نتیجہ کے قائم مقام ہی کیونکہ منجملہ اوسکی وعدہ کے اپنی لشکر کی مدد ہی اور اوسکا لشکر مومنین ہین تو مومن ہر حال منصور ہین خواہ تھوڑی ہون یا بہت پھر عالم کے مرتبہ کو لڑی کی جگہ کا تشبیہ دی اور وجہ تشبیہ قوله یجمعه ویضمه ہی تو ابدا تک۔ [۵۶] قوله واما ما ذکرت من عددهم الخ وہ یہ ہی کہ عمر نے قوم کی کثرت تعداد بیان کر کیا تھا تو جواب صدر اسلام مین مسلمانون کا قتال یاد دلا کر جو ایسا کہ وہ کثرت سے نہین تھا بلکہ الله کی مدد اور اعانت سے تھا تو اب بھی یہی حال ہونا لائق ہی [illegible]

وقد توکل الله لاهل هذا الدین باعزاز الحوزة وستر العورة والذی نصرهم وهم قلیل لا ینتصرون ومنعهم وهم قلیل لا یمتنعون حی لا یموت انک متی تسر الی هذا العدو بنفسک فتلقهم فتنکب لا یکن للمسلمین کانفة دون اقصی بلادهم ولیس بعدک مرجع یرجعون الیه فابعث الیهم رجلا مجربا واحفز معه اهل البلاء والنصیحة فان اظهر الله فذلک ما تحب وان تکن الاخری کنت ردء للناس ومثابة للمسلمین ۔ اسکی شرح میں شارح ابن میثم فرماتے ہیں ۔ قوله وقد توکل الله الی قوله لا یموت صدر لهذه النصیحة والرای فیه علی وجه التوکل علی الله والاستناد الیه فی هذا الامر وخلاصتها انه ضمن اقامة دینه واعزاز حوزة اهله وکنی بالعورة عن هتک الستر فی النساء ویحتمل ان یکون استعارة لما یظهر علیهم من الذل والقهر لو اصیبوا فضمن ذلک سبحانه ستر ذلک بافاضة النصر علیهم وهذا الحکم من قوله تعالی وعد الله الذین امنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنهم فی الارض کما استخلف الذین من قبلهم ولیمکنن لهم دینهم الذی ارتضی لهم ولیبدلنهم من بعد خوفهم امنا ۔ انتهی بقدر الحاجة ۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ مصداق اس آیت کا زمانہ خلفاء رضی الله عنهم ہے اور اس وعدہ کے موعود لہم خلفاء ثلاثہ ہیں اور انجاز اس وعدہ کا زمانہ خلفاء اربعہ میں ہوا اور مثل آفتاب نیمروز روشن ہے کہ جناب امیر خلافت خلفاء کو حق اعتقاد فرماتے تھی

۲ قوله وقد توکل الله سے قوله لا یموت تک اس رای اور نصیحت کا صدر ہے جسمیں الله پر توکل کرنے اور اسی طرف سہارا لگانے کے پر متنبہ فرمایا ہے اور خلاصہ اسکا یہہ ہے کہ الله تعالیٰ اس دین کے قائم رکھنے اور دین والونکی عزت دینی کا ضامن ہوا ہے اور لفظ عورت کی نسبت عورتونکی بے پردگی سے کنایہ کیا اور احتمال ہے کہ یہہ اسکی لیے استعارہ ہو جو ذلت و سختی انکی پہنچیگی اگر مغلوب ہوں تو خدا تعالیٰ نے اسکی پردہ پوشی کا ضامن ہوا ۔ اپنی مدد کے بھیجنے کی ساتھ اور یہہ حکم قوله تعالیٰ وعد الله الذین امنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنهم فی الارض کما استخلف الذین من قبلهم ولیمکنن لهم دینهم الذی ارتضی لهم ولیبدلنهم من بعد خوفهم امنا سے ماخوذ ہے ۱۲

اور آپکو یقین تہا کہ جو کچھ وعدہ خداوند تعالے نے مومنین کے ساتھ تمکین دین اور تبدیل خوف اور حفظ وحمایت اور غلبہ وصیانت کی فرمائی ہین اون سبکے انجاز کا وقت یہہ ہی زمانہ خلفا کا ہے اور جو کچھ مفسرین ومحدثین شیعہ نے اس کے خلافت مہدویہ پر حمل کرنے کی کوشش کی ہے وہ بالکل اسکی مخالف ہی اور جسقدر توجیہات لاطائلہ اس آیت کے خلافت مہدویہ پر کرنے مین کی ہین وہ سب کہ با منثور ہوگئین بلکہ یہہ بھی ثابت ہوا کہ وہ سب تو وہ تو دہ روایات جو جناب امیر ہی درباب شکایت غصب خلافت خلفا کی نسبت کے گئین ہین وہ سب محض افترا واختلاق ہین — اور خلافت خلفاء امامت حقہ اور خلافت راشدہ ہی اور حضرات خلفا امام برحق اور خلیفہ راشد ہین جناب امیر کے اس ارشاد سے تمام شکوک وشبہات وخلجان واحتمالات رفع ہوگئے والحمد للہ علی ذلک دلیل ثالث ثبوت حقیت خلافت خلفا رضی اللہ عنہم پر وہ خط ہی جو سابق مین بھی نہج البلاغہ اور اوسکی شرح سے تغییر یسیر نقل کیا گیا ہی اما بعد فان بیعتی بالمدینة لزمتك وانت بالشام لانه بایعنی القوم الذین بایعوا ابا بکر وعمر وعثمان علی ما بایعوهم علیه فلم یکن للشاهد ان یختار ولا للغائب ان یرد وانما الشوری للمهاجرین والانصار فاذا اجتمعوا علی رجل وسموه اماما کان ذلك لله رضی فان خرج من امرهم خارج بطعن او بدعة ردوه الی ما خرج منه فان ابی قاتلوه علی اتباعه غیر سبیل المؤمنین وولاه الله ما تولی ویصلیه جهنم وساءت مصیرا وان طلحة والزبیر بایعانی ثم نقضا بیعتی فکان نقضهما کردتهما فجاهدتهما علی ذلك حتی جاء الحق وظهر امر الله وهم کارهون فادخل فیما دخل فیه المسلمون فان احب الامور الی فیك العافیة الا ان تتعرض للبلاء فان تعرضت له قاتلتك واستعنت بالله علیك وقد اکثرت فی قتلة عثمان فادخل فیما دخل فیه الناس ثم حاکم القوم الی احاکك وایاهم علی کتاب الله فاما تلك التی تریدها

حقیت خلافت خلفاء رضی اللہ عنہم [illegible]

حذ عنا الصبی من اللبن ولعمری وان نظرت بعقلک دون ہواک لتجدنی

ابرء قریش من دم عثمان واعلم انک من الطلقاء الذین لا یحل لہم الخلافۃ

ولا یعرض فیہم الشوریٰ وقد ارسلت الیک جریر بن عبد اللہ وہو من اہل

الایمان والہجرۃ فبایع ولا قوۃ الا باللہ۔ اس خط سے ثبوت حقیت خلافت خلفاء ثلثہ

مثل آفتاب کے روشن ہے۔ اور غایۃ کوشش علماء شیعہ کے اسکی تاویل میں یہہ ہے کہ اسکو دلیل الزامی

کہکر اپنی مذہب کے جان بچاتے ہیں اور ظاہر ہے کہ ایسی لچر رائے اور بیہودہ تاویلات بلکہ تحریفات

سے ناموس مذہب گیر ودار علماء سے مصئون ومامون نہیں رہ سکتا ع کف مخمل است

کہ ہر لب دریا گردد + چونکہ ہم بحول اللہ وقوتہ اس دلیل کے تحقیقی ہونیکا اثبات اور الزامی ہونیکا

ابطال سبق میں عنقریب کر آئے ہیں۔ اسلئے حاجت اعادہ وضرورت تطویل بحث نہیں

دیکھئے دلیل رابع نہج البلاغۃ میں ایک خط آپکی شریف رضی نے اپنی عادت

شریفہ کی موافق کلام طویل سے ملتقطاً نقل کیا ہے جسکا عنوان یہہ ہے۔ ومن کلام

لہ یجری مجری الخطبۃ فقمت بالامر حین فشلوا الخ اس خطبہ کے خاتمہ کی عبارت

یہہ ہے فنظرت[۱] فی امری فاذا طاعتی قد سبقت بیعتی واذا المیثاق فی

عنقی لغیری عاقل ان جملونکو نظر غور سے دیکھے اور عجیب قدرت خداوندی کا تماشا دیکھے

کرے اب سنیئے کہ شارح ابن میثم اس سے وسیع تر اور صاف فرماتے ہیں انکی عبارت نقل

کرتا ہوں قولہ[۲] فنظرت فی امری الخ فیہ احتمالان احدہما قال بعض

الشارحین انہ مقطوع من کلام یذکر فیہ حالہ بعد وفات الرسول

صلی اللہ علیہ وسلم وانہ کان معہودا الیہ ان لا ینازع فی امر الخلافۃ بل ان

ف۱ میں نے اپنی امر میں سوچا ناگاہ میری طاعت میری بیعت سے سابق ہو چکی تھی اور غیر کا میثاق میری گردن میں تھا ۱۲

ف۲ قولہ فنظرت فی امری الخ اسمیں دو احتمال ہیں ایک تو یہہ ہے کہ بعض شارحین نے کہا کہ یہہ اس کلام میں سے مقطوع ہے جسمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وفات کے بعد کا حال اور یہہ کہ آپ سے عہد لیا گیا تھا کہ امر خلافت میں جھگڑا نہ کریں۔ ۱۲

حصل له بالرفق والا فليمسك فقوله فنظرت في امري فاذا طاعتي قد سبقت
بيعتي اي طاعتي لرسول الله صلى الله عليه وسلم فيما امرني به من ترك القتال قد سبقت
بيعتي للقوم فلا سبيل لي الى الامتناع منها وقوله واذا الميثاق في عنقي لغيري
اي ميثاق رسول الله صلى الله عليه وسلم وعهده الي بعدم المشاقة وقيل
الميثاق ما لزمه من بيعة ابي بكر بعد ايقاعها اي فاذا ميثاق القوم قد لزمني
فلم تمكني المخالفة بعده الاحتمال الثاني ان يكون ذلك في تضجره
وتبرمه من ثقل اعباء الخلافة وتكلف مدارات الناس على اختلاف اهوائهم
ويكون المعنى اني نظرت فاذا طاعة الخلق لي واتفاقهم علي قد سبقت بيعتهم
واذا ميثاقهم قد صار في عنقي فلم اجد بدا من القيام بامرهم ولم يسعني عند
الله الا النهوض بامرهم اور اسکے آخر مین لکھا وهذا الاول اشهر بين الشارحين عاقل جناب
امیر کی کلام مین تامل کری اور شارح کی تصریح کو ملاحظہ کری اور دیکھی کہ خلافت صدیقیہ کا
ثبوت حقیقت اس کلام سے کس وضوح و صراحت و ظہور و بداہت کے ساتھ ہو رہا ہے بندہ
اوسکو مختصر کر عرض کرتا ہے کہ شارح کے بیان سے بخوبی معلوم ہو چکا ہے کہ یہہ کلام اوس کلام سے
مقطوع ہے جسمین اپنا وہ حال جو بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوا بیان فرمایا ہے
پہلی عبارت جو شارح نے پڑھائی ہے وانه كان معهودا اليه ان لا ينازع في الامر

ساے یا کہ اگر نرمی سے حاصل ہو جائی فبہا ورنہ باز رہین بیان فرما رہے ہین پس آپکا ارشاد (کہ مینی اپنی
امر مین سوچا ناگاہ میری طاعت میری بیعت سے سبقت کر چکی تہے) یعنی میری طاعت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ترک قتال کے اب مین میری بیعت سے قوم کے لیے سابق ہو چکی تو اب
اوس سے باز رہنے کی طرف رستہ نہین ہے اور آپکا ارشاد (اور ناگاہ غیر کا میثاق میری گردن
مین تہا یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا میثاق اور عہد عدم منازعت مین اور بعض کہتے ہین کہ میثاق وہ ابوبکر کی بیعت
تہی جو بعد واقع کرنے کے لازم ہو گئی تہی یعنی قوم کا میثاق مجکو لازم ہو گیا تو بعد اوسکی مجسے مخالفت نہو سکی دوسرا
احتمال یہہ ہے کہ یہہ آپکا ارشاد مہمات خلافت کی بار سے تنگ دلگیری مین اور لوگونکی مدارت کی تکلف مین با وجود
اختلاف خواہشون کے صادر ہوا اور معنی یہہ ہے کی مینے دیکھا لوگونکا میری طاعت کرنا اور مجہپر اتفاق کرنا انکی میری ساتھ بیعت سے مقدم

الخلافة بل ان حصل له بالرفق والا فليمسك ۔ دلالت کرتے ہیں کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو طمانیت تھی اور معلوم تھا کہ بعد وفات شریف کے خلافت اہل کو حاصل
ہوگی اور چونکہ اوسوقت اہلیت و صلاحیت خلافت چند اشخاص مین وافر تھی جنمین
جناب امیر بھی ان صفات لائقہ للخلافت مین شریک تھی اور حسب تصریح علامہ ابن میثم
کی شرح خطبہ شقشقیہ مین ثابت ہی کہ حضرت امیر کو استشراف الی الخلافت تھا اور دوسرے
بہت جگہ سے بھی شرح نہج البلاغہ مین یہہ امر ثابت ہی چنانچہ وقت بیعت حضرت
عثمان رضی اللہ عنہ کے فرمایا ۔ لقد علمتم انی احق بہا من غیری اور شارح
اسکی شرح مین بطور اعتراض و جواب کے لکھا ہی[له] فان قلت السوال من وجہین الاول
ما وجہ منافستہ فی ہذا الامر مع انہ منصب متعلق بامور الدنیا ولا جہلہا
مع ما اشتہر منه من الزہد فیہا والاعراض عنہا ودفعہا ورفضہا قلت الجواب
عن الاول ان منصب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس منصبا دنیاویا و
ان کان متعلقا باصلاح احوال الدنیا لکن لا لکونہا دنیاویا بل لانہا
مضمار الاخرة ومزرعہا الخ تو اس سے صاف ثابت ہی کہ آپکو رغبت و استشراف امر
الامارت تھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپسے عہد لیا تھا کہ اگر خلافت کسی دوسرے کو
حاصل ہو تو منازعت نکرنا کیونکہ جسکو حاصل ہوگی وہ اہل خلافت ہوگا اور صحابہ غیر اہل کو خلافت
کبھی ہرگز تسلیم نکرینگے پس جب وہ خلافت حقہ اور امامت راشدہ ہوئی تو اوسکی ساتھ
منازعت ممنوع ہوئی چنانچہ آپنے ارشاد فرمایا لقد علمتم انی احق بہا من غیری

له اسجگہ اعتراض دو وجہ سے ہے پہلی یہہ کہ منصب خلافت باوجودیکہ متعلق اصلاح امور دنیا ہی اور آپکا زہد اور اعراض اور ترک مشہور ہی پہر اوسمین آپکی رغبت کی کیا وجہ ہی پہلے اعتراض کا جواب یہہ ہی کہ یہہ منصب اگرچہ احوال دنیا کی اصلاح کے متعلق ہی تاہم منصب دنیاوی نہین ہی لیکن اوسکا تعلق دنیا سے بحیثیت دنیاوی ہونیکے نہین ہی بلکہ اس حیثیت سے ہی کہ وہ آخرت کی کھیتی کے جگہ ہی ۱۲

واللہ لاسلمن ما سلمت امور المسلمین شارح اسکی شرح مین کہتا ہے[۱] وفیہ اشارۃ الی ان غرضہ من المنافسۃ فی ہذا الامر ہو صلاح حال المسلمین واستقامۃ امورہم وسلامتہم عن الفتن وقد کان لہم ممن سلف من الخلفاء استقامۃ امرالخ ما قال۔ تو آپنے خلافت کو اوسی شرط کے ساتھہ تسلیم کیا کہ جو شرط خلافت راشدہ کہی گویا یہہ فرمایا کہ اگر یہہ خلافت راشدہ ہوگی تو تسلیم کرونگا ورنہ نہین اور اگر مطلقاً عدم منازعت کا عہد لیا گیا تھا تو یہہ آپ کا ارشاد ما واللہ الخ سے اسپر لغو ہوگا اور خلاف جبلیت رسول کے ہوگا اور یہہ ہی وجہہ ہی کہ آپنے زمانہ خلافت مین منازعۃ ومناقشہ نہین فرمایا اور امیر معویہ کے ساتھہ منازعہ فرمائی اور فتنہ کا کچھہ خوف نفرمایا۔ اگر مطلقاً عدم منازعہ معہود تہی تو آپ کا یہہ مناقشہ امیر معویہ کے ساتھہ امر خلاف معہود ہی اور باعث ثوران فتن تو اگر خوف فتن کی وجہہ سے خلفا کے ساتھہ ترک منازعہ کی تو یہان ظاہر وقوع فتن نہ تو معہود ہوا کہ آپنے عدم منازعت اسی وجہ سے نہین فرمائی کہ وہ خلافتین راشدہ نہین حضرت کا ارشاد ہی عدم منازعہ کی بابت گویا مشروط اسی شرط کے ساتھہ تہا کہ اگر ہو مسلمین سلامت ہین تو عدم منازعت معہود ہی یعنی اگر خلافت راشدہ ہو تو عدم منازعت معہود ہی حاصل یہہ کہ یہی استثناء اِن کی وجہ سے عہد عدم منازعہ لیا گیا تہا اور اصل یہی کہ جو خلافت واقع ہوگی وہ راشدہ ہولی اوسکی ساتھہ منازعہ نکرنا اور اوسکی نقض کے تدبیر نکرنا بلکہ تمہاری یہی آگاہ اوسکے حصول بالرفق ہوسکی تو فبہا کیونکہ منجملہ صالحین للخلافت کے ایک آپ ہی ہین اور اگر حصول اوسکا بالرفق نہو اور اہل حل وعقد آپسے بیعت نکرین بلکہ کسی دوسری سے بیعت کرلین تو اوسپر منازعت سے باز رہنا چاہیئی اور اس عبارت سی یہہ بہی صریح مستفاد ہی کہ اوسوقت تک خلافت کامل حصول

---

[۱] اور اسمین اسطرف اشارہ ہی کہ آپکی غرض خلافت مین رغبت سے مسلمانونکی حال کی درستی اور اونکی کامونکی استقامت اور اونکی فتنوںسی سلامتی ہی اور گذشتہ خلفا کی لیے ہی استقامت اور درستی امر کی حاصل تہی۔ ۱۲

جناب امیر کو نہین ہوا تب ظاہر ہی کہ ضمیر حصل کے امر خلافت کیطرف راجع ہی اور یہہ جملہ
مدخول ان شرطیہ کا ہی جو باعتبار اپنی اصل وضع کی مشکوک پر داخل ہوتا ہی یعنی یہہ ہوئی
کہ اگر تمہاری بیعت حصول امر خلافت کیواسطے ہوگی تو فبہا اور اگر حصول نہو۔ تو
منازعت سی باز رہنا چاہیی۔ غرض حصول امر خلافت حضرت کی نہی مشکوک ہی اور موقوف
اس پر ہی کہ گر بیعت اہل حل وعقد کے آپکی ساتھہ واقع ہوگی تو حصول خلافت ہوگا
ورنہ نہین تو اس سے صاف منصوصیت خلافت جناب باطل ہوگی اور حصول امر خلافت کا
وارمدار بیعت اہل حل وعقد پر ہوا۔ خیر یہہ ایک جملہ معترضہ تہا جو درمیان مین مذکور ہوا اصل
مقصود یہہ ہی کہ اس عبارت سے بانضمام عبارت خطبۂ ثانیہ واللہ لاسلمن ما سلمت
امور المسلمین مثل آفتاب روشن ہی کہ عہد معدود منازعہ صرف اسوجہ سی تہا کہ جو خلافت
واقع ہوگی وہ خلافت راشدہ اور امامت حقہ ہوگی اور اسکی ثبوت سی جو آفت کہ مذہب شیعہ پر واقع
ہوئی بے پایان اور اوسکا بیان خارج از حد امکان ہی اسکی بعد دوسرا جملہ جو جناب امیر
کی کلام مین سی نہج البلاغۃ مین مذکور ہی یہہ ہی فنظرت فی امری فاذا طاعتی قد
سبقت بیعتی یعنی بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مینی اپنی امر مین تامل
کیا اور سوچا تو ناگاہ میری طاعت میری بیعت سی سبقت کرچکی تہی اس جملہ کی ترکیب کی
ملاحظہ سی واضح ہے کہ لفظ طاعتی و بیعتی مین مصدر مضاف طرف یائی متکلم ہو رہا ہی اور
اسمین دو احتمال ہین اول یہہ کہ مصدر مضاف الی المفعول ہو اور اوسکا فاعل محذوف ہو
اور دوسرا احتمال یہہ ہی کہ مصدر مضاف الی الفاعل ہوا ور مفعول محذوف ہو احتمال اول چند وجوہ سی
باطل ہے اولا یہہ کہ اضافت الی المفعول خود قلیل ہی چنانچہ مسائل نحو مین مذکور ہی شرح
جامی مین ہی وقد یضاف[۵] ای المصدر الی المفعول سواء کان مفعولا بہ

---

۵ یعنی مصدر مفعول کیطرف مضاف ہوتا ہی خواہ مفعول بہ ہو خواہ مفعول لہ ہو فاعل کے بہ نسبت
تفسیل ... ۱۲

اوظرفا او مفعولا لہ علے قلتہ بالنسبۃ الی الفاعل اور رضی شرح کافیہ صفحہ ۱۹۵ مین لکھا ہے وانما یضاف الی المفعول اذا قامت القرینۃ علے کونہ مفعولا[1] اما بمجی تابع لہ منصوب حملا علے المحل نحو اعجبنی ضرب زید الکریم او بمجی الفاعل بعدہ صریحا کقولہ ؎ امن رسم دار مربع ومصیف لعینیک من الشوق وکیف او بقرینۃ معنویۃ نحو اعجبنی اکل الخبز۔ تو جب یہہ قلیل ہے تو اسکو کثیر الاستعمال پر بلا ضرورت داعیہ بلا قرینہ ترجیح دینا باطل ہے۔ ثانیاً یہہ کہ حسب تصریح شارح جب اس کلام کو اوس حال کے بیان پر محمول کیا جاوے جو بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واقع ہوا تو بالکل واقع کی اور سیاق کلام کے مخالف ہوگا کیونکہ بعد وفات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سبقت ما عۃ الناس لہ علی البیعت واقع ہوئی ہی نہین اور حذف مثل عند اللہ وغیرہ کو تسلیم کرنا خود خلاف ظاہر و خلاف اصل ہی۔ ثالثاً ظاہر کہ یہہ کلام بطور تحسر کے صادر ہوئی اور ظاہر ہی کہ اضافۃ الے المفعول کی صورت مین تحسر و تحزن کی کوئی وجہ نہین کیونکہ جناب کے مطاع ہونے مین جسکی طرف خواہش استشراف تھا کیا تحسر لاحق ہو سکتا ہی ہان جبکہ اضافت الے الفاعل ہوا اور آپ مطیع ہون تو اوسوقت تحسر کا اظہار زیبا اور شایان ہو آبیگا۔ اگر اس عبارت کو جناب امیر کے اوس تحسر پر محمول کیا جاوے جو مدلول احتمال ثانی کا ہی کہ آپنے اپنی زمانہ خلافت مین اعبار خلافت کے ثقل سے دلتنگ ہوکر یہہ فرمایا تو یہہ وجہ بعید اوس سے بھی زیادہ واہی ہی بس شارحین اشہر نہین پس بوجوہ مذکورہ ثابت ہوا کہ لفظ طاعتی او معنی مین اضافت مصدر کے الی الفاعل ہے اور اضافت الے المفعول نہین ہی چنانچہ شارح ابن میثم بھی اسیکا قائل ہوا ہی کہ مصدر مضاف الے الفاعل ہے اور مفعول محذوف ہی لیکن

---

[1] جبکہ اوسکی مفعول ہونے پر قرینہ قائم ہو یا کوئی اوسکا تابع منصوب حملا علی المحل نہ آجائی جیسا اعجبنی ضرب زید الکریم یا فاعل اوسکی بعد صریح واقع ہوجائی جیسا قول شاعر مین یا کوئی قرینہ معنویہ ہو جیسا اعجبنی اکل الخبز۔ ۱۲

اب گفتگو اس مین ہی کہ دو نو معمد ذکی لی مفعول کیا محذوف ہی سو ہمین تو ہمارا اور شارح ابن
میثم کا اتفاق ہی جو لفظ بیعتی کا مفعول محذوف کیا ہی شارح فرماتا ہی فاذا طاعتی قد
سبقت بیعتی للقوم فلا سبیل لی الا متناع منہا اور ہم بھی یہہ ہی کہتی ہین کہ جب
بیعت اہل حل و عقد سی ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ راشد اور امام برحق ہو گئی تو عموماً
حاضر و غائب کو اور اوسکو کہ جسنی بیعت کی تھی اور جسنی نہین کی تھی ابو بکر صدیق رضی اللہ
عنہ کی اطاعت واجب لازم ہو گئی تو اوسکو آپ فرماتے ہین کہ مینی اپنے امر مین فکر کیا
تو معلوم ہوا کہ اس سی پہلے کہ مین ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بیعت کرون میرا
ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اطاعت کرنا سابق ہو چکا تہا صرف ہماری اور شارح
ابن میثم کے درمیان مین درباب اظہار تقدیر مفعول لفظ بیعتی اسقدر فرق ہے کہ شارح صاحب
کول مفعول لفظ قوم کا فرماتے ہین اور ہم صاف لفظ ابی بکر نہین کہتی اور ظاہر ہی کہ مراد شارح
کی لفظ قوم سے ابو بکر ہی ہے چنانچہ جملہ آئندہ کے شرح مین جبکہ اگرچہ لفظ قوم کا فرمایا
لیکن ابو بکر کا نام نامی بھی لیا جب ہے بصراحت معلوم ہوتا ہی کہ قوم سے مراد
ابو بکر ہین کیونکہ مطلق قوم کے بیعت کی کچھہ معنی نہین اگر تھی تو بیعت ابو بکر کی تھی
اور شارح بھی یہ معذور ہی ابو بکر کا نام کیونکر لے جانتا ہی کہ تمام مذہب کا استعمال
ہو جاتا ہے لیکن تاہم مجبور ہو کر ایک لفظ لکھا جو بمنزلہ نام کہنی کے ہی لیکن لفظ
طاعتی کے مفعول مین ہمارا اور شارح صاحب کا باہم فی الجملہ اختلاف ہی شارح
صاحب لفظ طاعتی کے مفعول کی تقدیر یہہ نکالتی ہین فاذا طاعتی لرسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم فیما امرنی بہ من ترک القتال اور ہم یہ کہتی ہین فاذا طاعتی لابی بکر
لاجل انعقاد خلافتہ ولکونہ اماما حقاً یہ تقدیر ہے لیکن ہماری تقدیر صحیح ہے
اور تقدیر شارح کی خلاف صواب ہی کیونکہ اولاً اس تقدیر سے جو شارح نے پیدا
کی ہی اذا مفاجاتیہ انکار کرتا ہی اسلیی کہ اذا مفاجاتیہ کا مدلول تو یہہ ہی کہ وہ

جملہ جو مدخول اذا کا ہی اوسکی مضمون کا حصول بعد حصول مضمون جملہ سابقہ کے بغتۃً
او فجاءۃً ہوا کرتا ہی اسیواسطے اوسکو مفاجاتیہ کہتے ہین شرح جامی مین ہی[۵۱] یقال فاجأ
الامر مفاجاۃ من قولہم فجئتہ فجاءۃ بالضم والمد اذا لقیتہ وانت لا تشعر
خرجت فاذا السبع واقف اسکی مثال رسائل نحو مین مذکور ہی اوس سے بخوبی یہہ مدعا
فہم مین آسکتا ہی اب ہم ما نحن فیہ مین اسکو دیکھتے ہین تو بموجب تقدیر شارح کی حصول
مضمون جملہ کا جو مدخول اذا کا ہی فجاءۃً صادق نہین آتا کیونکہ نہایت بدیہی ہی
کہ جس امر کی نسبت خداوند تعالے کیطرف سے احکام بتاکید نازل ہوئی ہون اور رسول علیہ
الصلوٰۃ والسلام نے اوسکی بابت عہود موثقہ اور مواثیق موکدہ لیی ہون وصیت نامہ
یا کان کہ شہادات لکہا گیا ہو کتاب مختوم بخواتیم خاص اسی مطلب کے لیے نازل
ہوئی ہو اور وہ پاس بطور حرز جان موجود ہو تو ایسی حالت مین کیونکہ ممکن ہے کہ کوئی
عاقل اس امر کا قائل ہو کہ حصول مضمون ایسی جملہ کا جسکا مدلول ایسا موثق وموکد ہی
بغتۃً او فجاءۃً ہو فہل ہذا الا کذب صراح ومین بواح ہان بموجب ہماری تقدیر
کلام کے البتہ حصول مضمون جملہ پر فجاءۃً اور بغتۃً ہونا صحیح اور درست صادق
آتا ہی کیونکہ دفعۃً بیعت اہل حل وعقد سے خلافت صدیقیہ منعقد ہوگئی اور ایک
عام وخاص پر اوسکی اطاعت لازم ہوگئی تو جناب امیر نے اوسکی نسبت فرمایا کہ مینی
اپنی امر مین سوچا تو اچانک اطاعت ابوبکر کو جو ذرا پیشتر لازم نہین تہی اپنی بیعت کرنے
سے بہی پہلی اپنی اوپر لازم پایا پس اس صورت مین یہہ تقدیر اذا مفاجاتیہ کو نہایت چسپان
اور اوسکی ساتہہ نہایت مربوط ہی اور بخوبی حصول مضمون جملہ بطور مفاجات کے
ہوتا ہی - علاوہ ازین جسکو فہم کلام کا ذوق صحیح ہے وہ سمجہہ سکتی ہین کہ اسجگہ در صدد

---

[۵۱] بولتی ہین فاجأ الامر مفاجاۃً ماخوذ قول عرب سے فجئتہ فجاءۃً بالضم والمد جب تو اوس سے ملے اور اوسکو خبر نہو - ۱۲-

مضاف فاعل کیطرف جو بینہما متحد ہی اور وہ ضمیر متکلم کی ہی واقع ہین اور جب وہ متحد فی الحکم
ہین کہ دونو وجوب اطاعت کو مقتضی ہین اور متحد فی الفاعل ہین کہ دونو کا فاعل
متکلم ہے تو اوسکو مناسب اور چسپان یہہ ہی ہے کہ مفعول بھی دونو کا متحد ہو اور یہہ
امر ہماری تقدیر کی صورت مین ہے نہ شارح صاحب کے تقدیر کی تو اس سے ثابت ہوا
کہ تقدیر کلام یہہ ہی فاذا طاعتی لابی بکر فقد سبقت بیعتی لہ اور ظاہر ہی کہ لزوم
وجوب اطاعت بدون صحت و حقیت خلافت متصور نہین تو اس سے ثابت ہو کہ جناب
امیر نے خلافت صدیقیہ حقہ اور خلافت راشدہ واجب الاطاعت ہو دیکھ لطلوب
تنقیح نظر اس مین اگر ہم تحت تقدیر شارح کو تسلیم بھی کر لین تاہم اوسکا مآل بھی وجوب لزوم
طاعت ابی بکر ہی ہے کیونکہ شارح کی تقدیر یہہ ہی فاذا طاعتی لرسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فی ترک المنازعۃ فی القتال اور ظاہر ہے کہ اوسکی معنی یہہ ہین[1] فاذا طاعتی لرسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی اطاعۃ ابی بکر اور ظاہر بدیہی ہے کہ فاذا طاعتی
لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی اطاعۃ ابی بکر اور فاذا طاعتی لابی بکر[2]
کا مدعا اور مآل ایک ہے پس اس تقدیر مین بھی ہماری و شارح کی تقدیر مین صرف لفظی فرق ہوا
اور بلحاظ معنی کے اتحاد ہی باقی رہا اس امر کا ثبوت کہ اطاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ابی بکر کی اطاعت کی بارہ مین محض بوجہ مصلحت عدم ثوران فتن تہی یا یہہ کہ یہہ اطاعت
بوجہ حقیت خلافت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تھی سو اسکو ہم بعون اللہ تعالے
ابھی جملہ سابقہ کی شرح مین بیان کر چکے ہین کہ جناب امیر کا خلافت کو تسلیم کرنا اور نماز
مگر ناصرف اسی وجہ سے تہا کہ خلافت کو حقہ اور راشدہ سمجہتے تھے بعد اسکے تیسرا جملہ جو آخر مین
مذکور ہی یہہ ہے واذا المیثاق فی عنقی لغیری یہہ جملہ ثبوت حقیت خلافت مین

---

[1] اچانک میری فرمان برداری رسول اللہ صلی اللہ علیہ کے لیے ابو بکر کے فرمانبرداری مین [2] اچانک
میری فرمانبرداری ابو بکر کے لیے ۱۲

گویا نص صریح تھی اور شارح نے بھی اس جملہ کی شرح مین اسکو مثبت خلافت تسلیم فرمایا ہی شارح ابن میثم اسکی شرح مین فرماتے ہین قوله[1] واذا المیثاق فی عنقی لغیری ای میثاق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وعہدہ الی لعدم المشاقۃ وقیل المیثاق مالزمہ من بیعۃ ابی بکر بعد ایقاعہا ای فاذا میثاق القوم قد لزمنی فلم یمکننی المخالفۃ بعدہ شارح نے اس جملہ کی دو تقدیرین لکھی اور دو معنی بیان کیے ظاہر و بدیہی ہی کہ اس عبارت کے معنی ثانی جو شارح نے بیان کیے وہ سراسر ہماری مدعا کی مثبت ہین اور قالع اساس تشیع کیونکہ لزوم بیعت ابی بکر رضی اللہ عنہ بجز اسکی ممکن نہین کہ اونکی خلافت حقہ راشدہ ہو کیونکہ بحسب اصول تشیع کی کوئی شخص بجز امام برحق کے واجب الاطاعت نہین اور جو شخص غصباً و عدواناً متقمص خلافت ہو اوسکی اطاعت اوسکی اعانت اوسکی حمایت حرام ہے اور اوسکی اطاعت و اعانت کرنے والے آثم اور مرتکب حرام کے اور اوسکا خذلان واجب ہی۔ پس جب ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت جناب امیر پر لازم ہوگئی اور یہ لزوم بنص رسول تھا۔ اور بدون خلافت راشدہ ہونے کی لزوم ہو نہین سکتا تھا تو معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکرؓ کی خلافت خلافت حقہ اور امامت راشدہ تھی اور اس سے یہہ بھی ثابت ہوا کہ جناب امیرؓ اوسوقت نہ خلیفہ تھی اور نہ امام تھی اور جیسے شرائط ثلثہ عصمت و نص و افضلیت ہی بالکل باطل ہوگیی اور خود آپکی علامہ ابن میثم بلکہ شریف رضی بلکہ خود جناب امیرؓ نے ان دو جملوں مین مذہب تشیع کا استیصال کر دیا علی الخصوص لفظ بعد ایقاعہا جو شارح نے بڑہایا ہی عجب قدرت الہی کا تماشا دکھلاتا ہی شارح نے تو یہہ قید جس غرض سے لگائی ہی وہ ہر شخص سمجھہ سکتا ہی لیکن وہ بالکل لغو اور

---

[1] اور ناگاہ غیر کا میثاق میرے گردن مین تھا یعنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا عہد و میثاق عدم منازعۃ مین اور بعض کہتی ہین میثاق وہ ہی جو ابوبکر کی بیعت کا میثاق اوسکو واقع کرنے کی بعد آپ کو لازم ہوگیا یعنی قوم کا میثاق مجہپر لازم ہوگیا اور یہہ اوسکی مجہے مخالفت نہو سکی ۱۲۔

باطل ہے اگر ہماری محبت بسبب اوسکی دل پر ہوئی تو ہم انشاء اللہ تعالے بدلائل اوسکی بطلان کو
ثابت کر دکھاوینگی حق یہہ ہے کہ یہہ جملہ ہماری نہایت مفید مدعا ہی اور ہماری نہایت
کار آمد ہی اور تقدیر اس جملہ کی یہہ ہی واذا میثاق بیعة ابی بکر بعد ایقاع القوم
ایاھا فی عنقی اس سے صاف ثابت ہوتا ہی کہ بیعت کے انعقاد کا دارمدار بیعت
اہل حل وعقد پر ہی اور شارح نے باعتبار تقدیر اول کے جو اول معنی بیان فرمائی ہین
وہ غلط ہین چنانچہ اس سے پہلے جملہ کے بحث سے اونکا بطلان بخوبی ثابت ہوتا ہی علاوہ
اسکی جو پہلے گذارش ہوا کہ لفظ اذا مف جاتیہ اس تقدیر سے اباکرتا ہے یہہ التماس ہی
کہ اس جملہ کے لیے مقدر و محذوف کی کچھہ ضرورت نہین اور ظاہر ہے کہ حذف و تقدیر کا
ارتکاب اوسی جگہ کیا جاتا ہی جسجگہ بدون حذف و تقدیر کے تصحیح عبارت ممکن نہو سیوا اسکی
حذف خلاف اصل ہے اور یہہ جملہ بجمیع اجزاء المذکورہ تام ہی محتاج کسی خبر کی حذف یا تقدیر
کا نہین ہی کیونکہ اس جملہ کے اصل عبارت اسطرح ہے فاذا المیثاق لغیری فی عنقی
اور یہہ خود جملہ تام ہے جو اپنی تمامی مین محتاج کسی جز کا نہین بجز اسکی کہ خبر ظرف مستقر کی
جو محتاج متعلق کا ہی سو اوسکی تقدیر خارج از بحث ہی پس اس عبارت مین بجز تقدیم و تاخیر کے حذف
کا قائل ہونا بالکل بے ضرورت و خلاف اصل و ناجائز ہی تو اس صورت مین معنی صاف و اضح
ہین کہ ہینی اپنی امر مین فکر کیا ناگاہ میثاق غیر کا میری گردن مین تھا اور پہلے شارح
کی تصریح سے معلوم ہو چکا ہے کہ لفظ غیر سے مراد قوم ہی جس سے مراد ابوبکر ہین اور یہان
حذف مضاف الیہ یعنی لفظ رسول کا بطلان ثابت کیا گیا تو اسکی معنی یہہ ہوئی فاذا میثاق
ابی بکر من لزوم بیعته بعد ایقاع القوم ایاھا فی عنقی فلم یمکننی المخالفة
بعدہ اور وہ تقدیر جو شارح نے بیان کی ہے غلط ہو گیی اور دونو جملی باہم خوب

سلہ ناگاہ ابوبکر کا میثاق اوسکی بیعت کے لزوم مین بعد واقع کرنے قوم کے اوسکو میری گردن
مین تھا تو بعد اوسکی مجھسی مخالفت نہو سکی ۱۲۔

مرتبط ہوگئی اور اوسمفا جاتید کے بہی مناسب ہوگیا اونحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد
وفات کی بیان حال کے ساتہہ بہی نہایت چسپان ہوگیا اور حاصل عبارت یہہ ہوا
فنظرت فی امری فاذا طاعتی لابی بکر قد سبقت بیعتی لہ واذا میثاق الغیر
وھو ابو بکر من لزوم بیعہ ووجوب طاعتہ علینا لبعد ایقاع القوم ایاھا فی
عنقی فلا سبیل الی الامتناع منھا ولا یمکننی مخالفتھا - علاوہ ازین اگر شارح
کی اس تقدیر کو صحیح تسلیم کرلیا جاوی توبھی ہماری مدعا کی منافی نہین چنانچہ پہلے
جملہ کے تقدیر مین گذارش ہوچکا ہی بلکہ ہماری مدعا کے موید ہی کیونکہ میثاق رسول اللہ
وعہدہ الی بعد مفارقتہ کا حاصل اور میثاق رسول اللہ فی لزوم بیعتہ
ابی بکر ولطاعتہ کا حاصل ایک ہی اور بہہ معنی - میثاق ابی بکر فی لزوم بیعتہ وطاعتہ
کا ہی بلکہ ذکر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد و میثاق کا اور زیادہ موکد ہوگیا اور بمنزلہ
دعوی اثنی مبنیہ و برہان ہوا الحمد للہ کہ خود جناب امیر رض کی اعتراف اور انکی جناب
رضی کے نقل اور جناب شارح ابن میثم کی شرح سے صحت و حقیت خلافت خلفاء ثلثہ ثابت
ہوئی اور جھگڑا چکا - **بیت** کیا لطف جو غیر پردہ کہولے * جادو وہ جو سر چڑھ کے
بولے * دلیل خامس - شریف رضی نے نہج البلاغتہ مین ایک خطبہ نقل کیا ہی جسمین تمام
وہ مناقب و اوصاف بیان فرمائی ہین جنکا مصداق شیخین کے سوا ممکن نہین کہ کوئی دوسرا
شخص ہو خطبہ یہہ ہی ومن کلام لہ ع للہ بلاء فلان[۱] فلقد قوم الاود وداوی
العمد اقام السنۃ وخلف الفتنۃ وذہب نقی الثوب قلیل العیب اصاب خیرھا
وسبق شرھا ادی الی اللہ طاعتہ واتقاہ بحقہ رحل وترکہم فی طرق متشعبتہ

---

[۱] فلان شخص کے آزمایش خدا کے بہی ہی خدا کی قسم اوسنی کجی کو سیدہا کیا اور بیماری کا علاج کیا اور سنت کو
برپا کیا اور فتنہ پیچہے چھوڑا اور پاکدامن بے عیب کیا خلافت کی بہلائی کو پہنچا اور برائی سے گذر گیا خدا کی طاعت ادا
کی اور حق تقوی کا ادا کیا لوگونکو ایسے پیچیدہ رستون مین چھوڑ کر کوچ کر گیا کہ ان مین گمراہ راہ یاب   نہیں ہو سکتا اور ہدایت پانیوالا یقین پر نہیں پہنچ سکتا

[illegible]

لا یہتدی فیہا الضال ولا یتیقن المہتدی - انتہی بندہ کمترین عرض
کرتا ہی کہ ممدوح ان اوصاف مدائح کی یا ابوبکر ہین یا عمر یا رجل ثالث لیکن جائز نہین
کہ مراد رجل ثالث ہو کیونکہ جو رجل ثالث کہ مراد ہے یا ابوبکر و عمر سے پہلے ہی یا پیچھی
ظاہر ہے کہ پیچھی بجز عثمان رضی اللہ عنہ کی اور کوئی نہین اور ظاہر ہی کہ حضرت عثمان رض
مراد نہین اور نہ کوئی اسکا قائل ہوا تو لامحالہ یہہ ممدوح وہ رجل ہوگا جو ابوبکر و عمر سے پہلے
زمانہ حیات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین تہا اور اوسی زمانہ مین وفات پاگیا لیکن
چند وجوہ سے ممکن نہین کہ یہہ توصیف ایسی شخص کے ہو جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی زمانہ مین ہے وفات کر گیا ہو کیونکہ اولاً جب تک بوجود جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کا موجود ہی وحی نازل ہوتے ہی تمام امور وحی خداوندی سی سرانجام پاتے ہین
اور خود جناب امیر بھی موجود ہین اور بفضلہ تعالی آپکو بوجہ قرب و منزلت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم ہر امر کے رتق و فتق مین دستاندازی ہے اور بفضلہ تعالے اوسوقت آپ
مخذول و متروک بھی نہین ہین تو ایسی حالت مین کیسی ایسی شخص کے جو نہ امام ہوا اور نہ بالقوہ خلیفہ
راشد ہو ایسی اوصاف کے ساتھہ موصوف کرنا جو خاص امام کے واسطی ہوں سراسر کذب
و خلاف واقع ہے علاوہ ازین ثانیاً اس خطبہ کی الفاظ خود اس سی ابا کرتے ہین کیونکہ
اصحاب خیرہا و سبق شرہا کی ضمیرین خلافت کیطرف راجع ہین شارح ابن میثم فرماتی
ہین والضمیر فی خیرہا وشرہا للخلافۃ وان لم یجر ذکرہا لکونہا
معہودۃ او لتقدم ذکرہا - انتہی - اور اس سے صاف ظاہر ہے کہ جو شخص موصوف
ان صفات کا ہی اوسنی خلافت کو پایا اور بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مہمات
خلافت سرانجام کر کے تمام برائیون سے بچکر اور تمام خوبیون کو سمیٹ کر اپنی ساتھہ
لگیا پس ایسا شخص بجز حضرت ابوبکر یا عمر رضی اللہ عنہما کے اور کوئی نہین ہوا تو اس سے
متعین ہوا کہ وہ رجل جو موصوف ان صفات کا ہی یا ابوبکر رض ہے یا عمر رض تیسرا شخص

کوئی نہیں ہو سکتا۔ ثالثاً اگر سوای ان دونوں کی کوئی تیسرا ہی تو آپکے قطب صاحب
مراد ہی اور آپ فرماوین تو بھی وہ کون ہے اور اوسکا نام تو لین بہلا جو
ایسا نمودار شخص ہو اور جس کے ایسی اوصاف ہون عقل سلیم کب تسلیم کرتی ہے
کہ وہ ایسا مجہول الاسم والجسم عقا صفت ہو کہ جسکو کوئی بھی نہ پہچانتے اور کہا ہے
کہ حضرت امیر نے جو اوسکا نام نہیں ذکر فرمایا تو اوسکی وجہ یہی ہو گی کہ بوجہ اوسکی شہرت
کے اوصاف کی ذکر کو نام کے ذکر سے مغنی سمجہا اور صرف اوصاف کی ذکر پر اکتفا
کیا اور جب کوئی آپکو اور آپکی مرادندی صاحب کو ایسا شخص جو موصوف ان اوصاف کا ہو
نہیں معلوم ہوا تو شخص یہہ تخییل و وسوسہ ہی اور آپکی قطب صاحب کے مکاشفہ کی غلطی ہی
اگر مصداق ان اوصاف کا حضرات کو دستیاب ہو جاتا تو زمین و آسمان کو باہم ملادیتے
اور کیسا کچھہ غل شور مچاتے تو معلوم ہوا کہ بجز ابوبکر و عمر رض کے تیسرا شخص موصوف
ان اوصاف کا نہین ہو سکتا ہی۔ آج اگر صرف اسی موقع پر منحصر نہین ہی بلکہ جناب
امیر نے بعض اور مواقع مین بھی حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہم کی قریب قریب اسکی
تعریف و توصیف فرمائی ہے جس سے ثابت ہوتا ہی کہ یہان بھی جناب امیر تعریف و توصیف
انہیں کی فرما رہی ہین نہ شخص ثالث کی جیسا کہ آپکی قطب صاحب نے توہم فرمایا چنانچہ
بجواب خط امیر معویہ رضی اللہ عنہ کے تحریر فرماتے ہین جسکو علامہ ابن میثم نے اپنی شرح
کبیر مین نقل کیا ہی و ذکرت ان اللہ اجتبی لہ من المسلمین اعوانا ایدہ بہم
فکانوا فی منازلہم عندہ علی قدر فضائلہم فی الاسلام وکان افضلہم فی الاسلام
کما زعمت وانصحہم للہ و لرسولہ الخلیفۃ الصدیق وخلیفۃ الخلیفۃ الفاروق

؎ اسکا ترجمہ صفحہ ۳۰۰ پر گذر چکا ہی۔ ۱۲

ولعمری[1] ان مکانهما فی الاسلام لعظیم وان المصاب بهما فی الاسلام لجرح شدید یرحمهما الله وجزاهما باحسن ما عملا۔ انتہی بقدر الحاجت اور یہہ عبارت اوس خطبہ کے شرح مین مذکور ہی جسکا عنوان یہہ ہی ومن کتاب له الی معاویہ فاراد قومنا قتل نبینا الخ اس تعریف میں حضرت نے قسم کہا کر شیخین کے فرائی جسکو حضرت رضی نے خطبہ مین سے نکال ڈالا ہی۔ وہ جملہ ایسی جامع ذکر فرائی مین جو اوصاف عشرہ مذکورہ سابقہ کو مع شی زاید جامع ہین پس اولی ہم ان دونو جملونکی مضمون کو اوس خطبہ کے مضمون ہی اور اس مدح و توصیف کو اوس مدح و توصیف سے مقابلہ کرکے دیکھتے ہین اور موازنہ کرتے ہین پس اس خط مین پہلا جملہ اس خط کا ان مکانهما فی الاسلام لعظیم ہی اور دوسرا جملہ۔ وان المصاب بهما فی الاسلام لجرح شدید ہی ظاہر ہی کہ ہر شخص کی علی الخصوص خلیفہ کے دو حالتین ہین ایک یہہ کہ اوسکا معاملہ خدا کے ساتھہ جو اپنی ذاتی امور مین ہو مثل تقوی و صلاح اعمال و ادای طاعات و عبادات بجا آوری حقوق اللہ مین ہوگا دوسرا یہہ کہ اوسکا معاملہ عباد کے ساتھہ اونکی حقوق کے بجا آوری کے متعلق ہوگا جناب امیر نے اپنی دونو جملونمین ہر دو امر ذکر جمع فرمایا اور دونو حقوق کے ادا کرنے کی نسبت ایسی مدح و توصیف فرمائی جو اعلی درجہ کی ہے اور حق تعریف کا ہی پہلا جملہ ان مکانهما فی الاسلام لعظیم اگرچہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کے بجا آوری کو شامل ہے لیکن ہم علی سبیل التنزل کہتے ہین کہ اس سے مراد اونکی عظمت مکانی فی الاسلام صرف باعتبار بجا آوری حقوق اللہ اور کمال تقوی ہے چنانچہ ارشاد ہی۔ ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم اور دوسرا جملہ ان المصاب بهما فی الاسلام لجرح شدید بصراحت اونکی مدح باعتبار کمال بجا آوری حقوق العباد کے بیان کر رہا ہی یہانتک کہ اون پر مصائب موت کا واقع

---

[1] اسکا ترجمہ صفحہ ۱۳۵ پر گذر چکا ہے ۱۲۔

ہونا یعنی انکا وفات پانا اسلام مین سخت زخم ہی یا یون کہی کہ ہر خلیفہ کے دو حالتین ہوتی
ہین ایک زمانہ حیات کے کہ جو اپنی زمانہ حیات مین خیرات وحسنات کا حقوق اللہ اور
حقوق العباد کو بجا لاکر ذخیرہ جمع کرے دوسری یہہ کہ بعد اوسکی وفات کے امت مین اوسکی
وفات کا کیا اثر پیدا ہوا اور اوسکی فقدان سے امت کو کیسا صدمہ پونہچی پس ظاہر ہی کہ پہلا
جملہ زمانہ حیات کے حسنات کو حقوق اللہ اور حقوق العباد سی واشگاف بیان کر رہا ہی
جسکا حاصل یہہ ہی کہ اونسی ایسی اعمال حسنہ ظہور پذیر ہوئی جو اونکی باعث عظمت مرتبہ کے
عند اللہ تعالے ہوگیی اور دوسرا جملہ واقعات بعد وفات کو پکار کر کہہ رہا ہی کہ اونکی انتقال
کی سبب سے اسلام کو سخت زخم پہونچ گیا ہی چنانچہ مشاہد ومحسوس ہی عیان را چہ بیان
کہ شیخین کے انتقال ہی سے اسلام کو ایسا سخت زخم پونہچا جو پہر مندمل نہوا اب ہم ان
دو جملونکی مضمون کو باعتبار پہلی دو حالتونکی اوصاف عشرہ سابقہ سے مقابلہ وموازنہ
کرکے دیکھتی ہین تو صاف معلوم ہوتا ہی کہ اوصاف عشرہ مین سے پہلا وصف خلق اللہ
کی اعوجاج اور کجی کو سیدہا کرنا اور دوسرا وصف اپنی مواعظ بالغہ کے ساتھہ امراض
نفسانیہ عباد کا معالجہ اور مداوا کرنا۔ تیسرا وصف سنت نبوی کا قائم کرنا جبکہ اوس سے
مراد ہو کہ خود موافق سنت کے عمل کرنا۔ چہارم وصف دنیا سی قلیل العیب رخصت ہونا
یعنی معاصی قلیلہ کے ساتھہ جانا قلت کا لفظ اسی واسطے فرمایا ہی کہ معصوم نہ تہی آٹہوان
وصف خداوند تعالے کی پوری طور پر بندگی بجالانا نوان وصف اتقا کرنا خدا
تعالے کے حقوق کے ساتھہ اور اوسکی حقوق کو اوسکی عقوبت کے لحاظ سی بجالانا یہہ
چہہ اوصاف گویا اوس جملہ کے شرح اور تفصیل ہین جو اس خطبہ مین اول مذکور ہوا یعنی
ان مکانہما من الاسلام لعظیم جو مجملاً ان سب صفونکا جامع ہے اور تیسرا وصف
اگر اوس سے مراد یہہ ہی کہ سنت نبوی کا لوگومین جاری کرنا اور لوگونکو اوسکا پابند کرنا
اور عامل بالسنہ بنانا اور چوتہا وصف فتنہ کو بہی چہوڑنا یا پانچوان وصف دنیا سی

پاک صاف لوگونکی مذمت لئے اپنی حقوق کی نسبت جانا ساتوان خلافت کے بہلائی عدل و انصاف و اقامت دین حاصل کرنا اوسکی شرور یعنی فتن اور خونریزی سے محفوظ رہنا دسوان ایسی حالت مین دنیا سے رخصت ہونا کہ بعد مین لوگ جہالتونکی پیچیدہ رستونمین گمراہ ہوگئی ہون کہ جن مین گمراہ کو راہ یابی دشوار ہوا اور راہ یاب کو اپنی راہ یابی پر پورا اعتماد نہو یہہ پانچون وصف متعلق حقوق العباد کے ہین اور گویا شرح جملہ ان المصائب طہما فی الاسلام لجراح شدید کی ہین بلکہ چوتہا اور دسوان وصف تو گویا اس جملہ کا ہم معنے اور مرادف ہی ہی چنانچہ ظاہر ہے ہمنی بخوف تطویل اجمالاً ذکر کردیا ہے اور تفصیلاً ہر ایک وصف کو جداگانہ اوسکی شرح کرکے جملہ کے اندر داخل کرکے نہین بیان کیا اگر ایسا کیا جاتا تو زیادہ طوالت ہوتی اہل فہم خود سمجہہ لین جبکہ اوسکی جانب ہم اوصاف عشرہ مذکورہ سابقہ کو دونو جملونکی ساتہہ باعتبار دوسری دونو احتمالونکی مقابلہ کرتے ہین تو واضح ہوتا ہے کہ جملہ اولی اس خط کا ان مکانھما الخ ممدوح کے اون اعمال حسنہ کی جو اپنی زمانہ حیات مین بجا آوری حقوق اللہ یا حقوق العباد سے کی ہی گویا تصویر کہینچی ہوئی ہے اور جملہ ثانیہ ان المصائب طہما الخ اون حالات اور واقعات کو ظاہر کررہا ہی جو ممدوح کے وفات کے بعد امت کو پیش آئی اور اون صدمونکی خبر دی رہا ہی جنکی سبب سے ممدوحین کے انتقال کے بعد اسلام زخمی اور مجروح ہوگیا اور یہہ ہی دونو امر ہین کہ جنکی شرح اور تفصیل اوصاف عشرہ مین مذکور ہی چنانچہ پہلا وصف اور دوسرا اور تیسرا اور پانچوان اور چہٹا اور ساتوان اور آٹہوان اور نوان جملہ اولی کی شرح ہے جنمین اون حسنات کا ذکر کیا گیا ہے جو کہ ممدوح اپنی زمانہ حیات مین بجا آوری حقوق اللہ یا حقوق العباد سے کرکے عظمت مرتبہ خدا تعالی کی نزدیک پیدا کرکے لیگیا اور چوتہا اور دسوان وصف جملہ ثانیہ کی شرح ہی اور اونمین اون مصیبتونکا بیان ہی کہ جو وفات ممدوح کے سبب سے اسلام اور اہل اسلام کو پہونچی غرض یہہ تفصیل اور یہہ اجمال باہم پوری طور پر مطابق ہین تو اس تقریر سے ثابت ہوا

کہ مدح و ثنا کسی تیسری شخص کی نہیں بلکہ یا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ہی یا جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی۔ خامساً علامہ ابن میثم نے بھی اسیکو ترجیح دی ہی کہ موصوف ان اوصاف کا یا ابوبکرؓ ہے یا عمرؓ بلکہ اپنی رای میں حضرت ابوبکرؓ کو بہ نسبت جناب عمرؓ کی ترجیح دیتا ہی ہم علامہ کی کلام اسکی شرح کبیر سے نقل کرتے ہیں اہل عقل و انصاف ملاحظہ فرمائیں والمنقول ان المراد بفلان عمر وعن القطب الراوندی انه انما اراد بعض الصحابة فی زمن الرسول صلی الله علیه وآله وسلم ممن مات قبل وقوع الفتن وانتشارها وقال ابن ابی الحدید ان ظاهر الاوصاف المذکورة فی الکلام یدل علی انه اراد رجلا ولی امر الخلافة قبله لقوله قوم الاود وداوی العمد ولم یرد عثمان لوقوع الفتنة وتشعبها بسببه ولا ابابکر لقصر مدة خلافته وبعد عهده عن الفتن وکان الاظهر انه اراد عمر واقول ان اراد تعالی بکر اشبه من ارادته لعمر لما ذکره فی خلافة عمر وذمها به فی خطبتها المعروفة بالشقشقیة کما سبقت الاشارة الیها انتهی بقدر الحاجة۔ اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ شارح کے نزدیک لفظ فلان سے سوائی ابوبکرؓ و عمرؓ کے شخص ثالث کا مراد ہونا مرجوح ہے کیونکہ اول بطور نقل کے بیان کیا کہ مراد لفظ فلان سے عمر ہیں قطب راوندی

۱؎ اور منقول یہی ہی کہ مراد لفظ فلان سے عمر بن خطاب ہیں اور قطب راوندی سے منقول ہی کہ مراد بعض صحابہ زمانہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جو فتنوں کی واقع ہونے اور پھیلنے کی پیشتر انتقال کر گیا مراد رکھا ہی اور ابن ابی الحدید نے کہا کہ ظاہر اوصاف سے دال ہیں کہ وہ شخص مراد ہی جو آپ سے پہلے امر خلافت کا متولی ہوا بسبب اس قول کے کجی کو سیدھا کیا اور بیماری کا علاج کیا۔ اور عثمان تو مراد نہیں ہے کیونکہ وہ فتنوں میں پڑا اور اسکے سبب سے فتنے پھیلے اور ابوبکر بھی بسبب کمی مدت خلافت اور بسبب دور ہونے زمانہ خلافت کے فتنوں سے مراد نہیں ہے تو گویا ظاہر یہ ہی کہ عمر بن خطاب کو مراد رکہا اور میں کہتا ہوں ابوبکر کو آپ کا مراد رکہنا بہ نسبت عمر کے زیادہ مشابہ ہی کیونکہ خطبہ شقشقیہ میں خلافت عمر کی مذمت کی ہی چنانچہ اسکی طرف اشارہ گذر چکا۔ ۱۲

قول نقل کیا ہی اوسکے بعد ابن ابی الحدید کے قول حسین عقلی طور پر بطلان قول راوندی کا
ثابت کیا گیا ہی اور بتلایا گیا ہے کہ قطب راوندی کا قول فحوای عبارت کے سراسر
مخالف ہی اور بیان کیا گیا ہے کہ اظہر یہہ ہی کہ مراد حضرت عمر ہین پھر شارح خود کہتا ہی
کہ اشبہ بحق یہہ ہی کہ مراد ابوبکر صدیق ہین پس شارح ابن میثم اور ابن ابی الحدید متفق ہین
کہ شخص ثالث مراد نہین اور تیسرا شخص مصداق ان اوصاف کا نہین ہو سکتا ہی یہہ محض آپکے قطب
صاحب کی دنشمندی کا تالی یا قصور مکاشفہ ہی ہے کہ نہ عبارت کو دیکھتے ہین نہ اوسکے مضمون کو سمجھتے
ہین اور اپنی توجیہ کیے چلے جاتے ہین خواہ الفاظ سے پیدا ہو یا نہو خیر ہمکو اس سے کیا بحث
خدا تعالے اونکو اس ایمانداری اور دیانت کے جزا دیوی اور یہہ کہی کہ ع جزاہ عنی عدی
بن حاتم الخ - ہماری غرض یہہ تہی کہ موصوف ان اوصاف کا یا ابوبکر ہین یا عمر اور یہہ ثابت
ہو گیا اور بدیہی ہے کہ جو شخص موصوف ان اوصاف کا ہوگا وہ خلیفہ راشد اور امام برحق ہوگا
نہ ظالم و غاصب اور فاسق و فاجر کیونکہ امام باتفاق و قطعاً باتفاق سے مراد نہین یا ملوک و سلاطین اور زمین یہ اوصاف
قطعاً مفقود تھے ہین یا خلفاء راشدین ہین اور یہی محل ان اوصاف کی ہین لیکن ان خلفاء ثلثہ میں سے کوئی سوا انکے نہین ہے تو ابوبکر یا عمر مراد
ہونگی اور انکا خلیفہ راشد ہونا ثابت ہوا اب ہم ان اوصاف عالیہ کو بغرض عموم نفع شرح سے لکھتے ہین وقد وصف
بامور احدها تقويمه للاود وهو كناية عن تقويمه لاعوجاج الخلق عن سبيل
الله الى الاستقامة فيها الثانى مداواته للعمد واستعار لفظ العمد للامراض
النفسانية باعتبار استلزامه للاذى كالعمد ووصف المداواة لمعالجة
تلك الامراض بالمواعظ البالغة والزواجر القارعة القولية والفعلية الثالث اقامته

ا؎ اور تحقیق چند اوصاف کے ساتھ اوسکو موصوف کیا اول اوسکا کجی کو سیدھا کرنا اور یہہ کنایہ ہی اس سے کہ آدمی خلق کی کجی کو
اللہ کی رستہ سے استقامت اور ہمواری کیطرف سیدھا کیا - دوسری اوسکا بیماری کا علاج کرنا اور لفظ عمد کو
امراض نفسانیہ کے لیے چونکہ وہ بہی مثل عمد کی تکلیف کا مستلزم ہی استعارہ کیا اور پوری نصیحتون اور جھڑکیون قولیہ اور
فعلیہ کے ساتھ امراض کے معالجہ کو مداواۃ کے ساتھ وصف کیا --- ۱۲ ---

للسنة ولزومها الرابع تخليفه للفتنة اى موته قبلها ووجه كون ذلك مدحا له
هو اعتبار عدم وقوعها بسببه وفى زمنه بحسن تدبيره الخامس ذهابه نقى الثوب
واستعار لفظ الثوب لعرضه ونقاه سلامته عن دنس المذام السادس
قلة عيوبه السابع اصابة خيرها وسبق شرها والضمير فى الموضعين يشبه
ان يرجع الى المعهود مما هو فيه من الخلافة اى اصاب ما فيها من الخير المطلوب
وهو العدل واقامة دين الله الذى به يكون الثواب الجزيل فى الاخرة والشرف
الجليل فى الدنيا وسبق شرها اى مات قبل وقوع الفتنة فيها وسفك الدماء
لاجلها الثامن اداؤه الى الله طاعته التاسع اتقاه له بحقه اى ادى حقه خوفا من
عقوبته العاشر رحيله الى الاخرة تاركا للناس بعده فى طرق متشعبة من الجهالات
لا يهتدى فيها من ضل عن سبيل الله ولا يستيقن المهتدى فى سبيل الله
انه على سبيله لاختلاف طرق الضلال وكثرة المخالف له اليها والواو فى قوله و
تركهم للحال - عاقل منصف ان اوصاف عاليه مين غور کرے اور دیکھے جو کچھ ابن ابی الحدید اور ابن میثم نے کہا ہے
مین اوصیح ہی یا جو کچھ قطب راوندی فرماتی ہین اور پھر یہ بھی خیال کرے کہ یہ اوصاف مجموعۃً بجز خلیفہ راشد کے

سلہ تیسرے اوسکا سنت کو قائم کرنا اور اوسپر قائم رہنا - چوتھی فتنونکا پیچھے چھوڑنا یعنے فتنون سے پہلے مرجانا
اور یہہ اسوجہ سے اوسکی مدح ہے کہ اوسکی حسن تدبیر سے امت مین فتنے واقع نہوئے - پانچوین اوسکا پاک دامن جانا اور ثوب کو
اوسکی آبرو کے لیے استعارہ کیا اور ثوب کی پاکیزگی کو اوسکی سلامت رہنے مذمت وملامت کی میل کچیل سے استعارہ کیا - چھٹی اوسکی
عیوب کا کم ہونا - ساتوین خلافت کی بھلائیکا پانا اور اوسکی برائی سے محفوظ رہنا اور ضمیر خیرہا وشرہا کی شاید بحق یہہ ہے خلافت کیطرف
راجع ہے جو معہود ہے یعنی خلافت سے جو چیز مطلوب ہے اور وہ عدل کرنا اور اللہ کا دین قائم کرنا جس سے عمدہ بدلا آخرت مین اور بڑی
بزرگی دنیا مین حاصل ہوتی ہے وہ اوسنے پالیا اور خلافت کی شر سے بچا یعنی فتنونکے واقع ہونے سے پہلے اور فتنہ پر خونریزی سے پیشتر
وفات پاگیا آٹھوین اوسکا اللہ تعالے کی طاعت وبندگی کو ادا کرنا نوین اوسکا تقوی کرنا جو کہ حق تقوی کا ہے یعنی اوسکی عذاب کے خوف
سے اوسکا حق ادا کیا دسوین اوسکا لوگونکو اپنے پیچھے جہالت کی پراگندہ راہون مین چھوڑ کر اسطرح جانا کہ گمراہ اوسمین راہ نپائے اور راہ یاب اپنی راہ

کسی مین پائی جاسکتی ہین حاشا وکلا اور خلفا مین سے جب ایک کی بہی خلافت راشدہ ثابت ہوگیی تو سبکی
ثابت ہوگیی تو اس سے ثابت ہوا کہ خلفا خلیفہ راشد تھی اور یہہ ہی مدعا تھا اور یہہ تغلیط قول قطب الدین
راوندی کے جو کی گئی ہی بشرط تسلیم اس امر کی ہی کہ راوندی کا مدعا یہہ ہی ہو کہ مراد رجل سے وہ رجل
ہی کہ جو زمانہ حیات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین تھا اور اسی زمانہ مین قبل از وقوع فتن وفات
پاگیا ورنہ علامہ ابن میثم نے جو عبارت متضمن مضمون مذہب راوندی نقل کی ہی اوس سے صرف
اسیقدر ثابت ہوتا ہی کہ رجل سے مراد ایک صحابی ہی جو وقوع اور انتشار فتن سے پہلے فوت
ہوگیا اور ظاہر ہی کہ یہہ عبارت ہرگز اس امر پر دلالت نہین کرتے کہ مراد رجل سے کوئی شخص
ثالث سوای ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی ہو بلکہ یہہ عبارت صاف دلالت کرتے ہی
کہ مراد یا ابوبکر رض سے یا عمر رض کیونکہ اولًا وہ شخص جو موصوف ان صفات کا ہو یہہ ممکن نہین ہی
کہ زمانہ حیات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین بصدر ان اوصاف کا ہوسکی۔ اور ثانیاً
ممن مات قبل وقوع الفتن وانتشارہا ہرگز اس امر پر دلالت نہین کرتا کہ زمانہ حیات
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین اوسنی وفات پائی ہو بلکہ اس سے صاف مفہوم
ہوتا ہی کہ بعد وفات رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بہی زندہ رہا۔ ہان وقوع
اور انتشار فتن سے پہلے رحلت کر گیا اور ایسا شخص بجز ابوبکر یا عمر رضی اللہ عنہما کے
اور کوئی دوسرا نہین۔ ابن ابی الحدید سے علامہ ابن میثم نے صاف طور پر نقل کیا ہی
کہ جس سے معلوم ہوتا ہی کہ زمانہ خلافت شیخین رض شوائب فتن سے بالکل پاک ار صاف
ہی زمانہ فتن بعد وفات جناب فاروق رض شروع ہوا ہی پس حضرات شیخین پر مضمون
عبارت راوندی۔ انہ انما اراد بعض الصحابۃ فی زمن رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم ممن مات قبل وقوع الفتنۃ وانتشارہا بخوبی صادق آتا ہی اور
اس عبارت سے معلوم ہوتا ہی کہ راوندی کے نزدیک بہی مراد رجل سے یا ابوبکر رض مین
یا عمر رض لیکن صاف نام نہین لیتا اور نام لے تو کیونکر لے اوسکو اپنی مذہب کے

ہیچ رخصت نہین دیتی کہ خود اپنی ہاتہون سے اپنی مذہب کا استیصال کرین پس بحمد اللہ
بقول قطب الاقطاب شیعہ و علامہ ابن میثم و ابن ابی الحدید ثابت ہوا کہ مدح ابوبکر مین
ہاشم الحمد للہ علی وضوح الحق وفضوح الباطل اب وہ جواب بہی
ضرور ہی چاہیین جو حضرات شیعہ نے اس کلام کے جواب مین فرمائے ہین۔ جواب
اول یہہ ہی کہ ممکن ہے کہ یہہ مدح اون لوگونکی دلجوئی و اصلاح کے لیے فرمائے ہو کہ جو
سخت و تقیت خلافت شیخین کے معتقد تہی اور بدیہی ہے کہ یہہ جواب نہایت واہی
ہی کیونکہ ہم تسلیم کرتے ہین کہ آپ نے یہہ مدح دلجوئی کے طور پر فرمائی تہی لیکن ہم یہہ پوچہتے
ہین کہ یہہ مدح مطابق واقع و نفس الامر کے تہی یا نہ تہی اگر مطابق واقع کے نہ تہی۔ تو
معاذ اللہ اپنی لوگونکی دلجوئی کے واسطی قسم کہا کر دس جہوٹ بولی اور جہوٹ
و فریب کے ساتہہ لوگونکا راضی کرنا چاہا اور خدا تعالی کی نارضی کے ساتہہ لوگونکی رضا
چاہی اور اس جہوٹ کا نتیجہ صرف یہہ ہوا کہ لوگ شیخین کے مدح و ثنا حضرت کے
زبانی خلافت کے بارہ مین سنکر اونکی حقیت خلافت کے معتقد ہون اور زیادہ گمراہی
مین پڑین پہر اگر بقول ابن میثم کے اگر آپکو ایسا ہی جہوٹ بولکر کام نکالنا تہا تو
بمقابلہ امیر معویہ کے اسیطرح کیون جہوٹ بولکر کام نہ نکالا۔ وہان تو امیر معویہ علیہ ما علیہ کی مذمت
اور اپنی مدح مین فرماتے ہین کہ وہ فریب کرتا ہی اور ہم دغا اور فریب نہین کرتے
پس تو دین ہی حضرات شیعہ کے و لارد تمسک پر کہ اسکی پردہ مین کیا کیا خوبیان حضرت
[illegible] کیطرف منسوب فرماتے ہین اور اگر یہہ مدح مطابق واقع کے ہی تو ہمارا مدعا ثابت
اور یہہ جواب بعد لہو باطل رہتا ہے۔ دوسرا جواب اسکا یہہ فرماتے ہین کہ یہہ مدح بطور
طنز و تعریض بعض صفات کے دراونکی توبیخ کے تہی باین معنی کہ بعد اوس شخص کے جو ان صفات
کی ساتہہ متصف تہا جو شخص خلیفہ ہوا وہ ان صفات کی اضداد کے ساتہہ متصف تہا
یعنی کہ خلافت عثمانی مین فتنہ اوٹہی اور اونہون نے بیت المال کو بیجا صرف کیا جسکو

سبب سے اون پر ہوا ہوا یہہ جواب بھی ویسا ہی ضعیف اور واہی ہے جیسا کہ پہلا جواب تھا
کیونکہ اسمین بہی وہی کلام ہے کہ جو اوس جواب مین کی گئی ہے علاوہ اسکے ابن انصاف
نظر انصاف سے دیکھین کہ اس کلام مین کوئی ایسا لفظ مذکور ہے جو طنز و تعریض یا
تصریح پر دلالت کرتا ہو۔ حقیقت یہہ سب ڈہکوسلہ گھڑا ہوا ہے کیونکہ جناب امیر نے خدا کی قسم
کہا کر فرمایا تھا کہ واللہ لاسلمن ما سلمت امور المسلمین و لم یکن فیہا جور الا علی خاصۃ
ظاہر ہے کہ آپنے باوجود اس جور و ظلم کے سکوت فرمایا تو بقول شیعہ اپنی یمین مین جو طاعت پر
تہی حانث ہوئی اور عاصی۔ علاوہ ازین یہہ جواب خود ہماری موید ہے اور صاف دلالت
کرتا ہے کہ مراد رجل سے قطعاً یا ابوبکر رضی اللہ عنہ ہین یا عمر رضی اللہ عنہ کیونکہ طنز و تعریض
جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی گئی تو یہہ بنسبت کسی خلیفہ سابق کے کی گئی گویا یہہ کہا
گیا کہ فلان خلیفہ تو ان محامد و اوصاف کے ساتھہ متصف تھا اور یہہ خلیفہ اون اوصاف
سے متصف نہین اور ظاہر ہے کہ پہلے کوئی خلیفہ بجز ابوبکرؓ و عمرؓ کے نہین ہوا کہ وہ ان اوصاف
کے ساتھہ متصف ہو اور اگر واقع مین وہ خلیفہ جسکی بہ نسبت عثمان رضؓ کو تعریض کی گئی ہو
ایسا نہو تو طنز و تعریض کے غلط ہونے کی علاوہ عثمان رضؓ اور اونکی اولیا کہہ سکتے مین
کہ آپنے غلط فرمایا پہلے ایسا کون ہوا ہے جو موصوف ہاین صفات ہو آپ خود معتقد
نہین ہین کہ پہلے ایسا کوئی ہوا ہو تو جہوٹ سے الزام نہین ہو سکتا۔ پس ثابت ہوا کہ یہہ
مدح و صفت و ثنا و منقبت ابوبکر رضؓ کی ہے یا عمر رضؓ کی اور واقعی اور نفس الامری ہے اور جب یہہ
ثابت ہوا تو حقیت خلافت کا ثبوت اسکی گویا فرع ہے وہ بہی ثابت ہوئی باقی اسکو
بحث اوسجگہ کیجاویگی جسجگہ ہمارے فاضل مجیب نے بہت کچہہ جوش و خروش فرمایا ہے۔

دلیل سادس۔ آیۃ الکبری الم الائمہ امام کلینی نے فروع کلینی مین باب من یجب علیہ الجہاد و من لا
یجب مین ایک طویل حدیث نقل کی ہے۔ جسکو خاتم المتکلمین مولانا مولوی حیدر علی
رحمۃ اللہ علیہ نے ازالۃ الغین مین نقل کیا ہے چونکہ وہ حدیث مثبت خلافت خلفا

ثلثہ رضوان اللہ علیہم بھی اوس حدیث کو ازالۃ الغین سے نقل کرتے ہین علی بن ابراھیم

عن ابیہ عن بکر بن صالح عن القاسم بن یزید عن ابی عمیر[۱] الزبیری عن

ابی عبد اللہ قال قلت اخبرنی عن الدعاء الی اللہ والجہاد فی سبیلہ اھو لقوم

لا یحل الا لھم ولا یقوم بہ الا من کان منھم ام ھو مباح لکل من وحد اللہ

عزوجل وامن برسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ ومن کان کذا فلہ ان یدعو

الی اللہ عزوجل والی طاعتہ وان یجاھد فی سبیلہ فقال ذلک لقوم لا یحل

الا لھم ولا یقوم بذلک الا من کان منھم قلت من اولئک قال من قام بشرائط

اللہ عزوجل فی القتال والجہاد علی المجاھدین فھو الماذون لہ فی الدعاء الی اللہ عزوجل

ومن لم یکن قائما بشرائط اللہ عزوجل فی الجہاد علی المجاھدین فلیس بماذون لہ

فی الجہاد ولا الدعاء الی اللہ حتی یحکم اللہ فی نفسہ ما اخذ اللہ علیہ من شرائط الجہاد

قلت فبین لی یرحمک اللہ تعالی قال ان اللہ تبارک وتعالی اخبر فی کتابہ الدعاء الیہ ووصف الدعاء الیہ فجعل

ذلک لھم درجات یعرف بعضھا بعضا ویستدل ببعضھا علی بعض فاخبر انہ

[۱] ابو عمیر زبیری امام ابو عبد اللہ سے روایت کرتا ہے کہا مین نے عرض کیا یا حضرت مجکو اللہ کیطرف بلانے اور اوسکی راہ مین جہاد کرنے کی خبر دیجیے کیا وہ کسی قوم کے ساتھ مخصوص ہے کہ بجز اونکی کسی دوسرے کو حلال نہین ہے اور اوسکو بجز اونکی کوئی دوسرا برپا نہین کر سکتا یا وہ ہر ایک شخص کو جو وحدانیت الہی کا قائل اور رسالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معترف ہو مباح ہے کہ اللہ کے اور اوسکی بندگی کیطرف بلائے اور اوسکی راہ مین جہاد کرے فرمایا یہہ ایک قوم کے ساتھ مخصوص ہے کہ بجز اونکی کسیکو حلال نہین اور سوای انکی اوسکو اور کوئی برپا نہین کر سکتا مین نے عرض کیا وہ کون لوگ ہین فرمایا جو شخص اللہ کے شرائط کے ساتھ قتال و جہاد مین مجاہدین پر قائم ہو۔ وہ اللہ عزوجل کیطرف دعوت کا ماذون ہے۔ اور جو اون شرائط کے ساتھ جو مجاہدین پر جہاد مین ہین قائم نہو۔ تو وہ جہاد کا اور خدا کی طرف دعوت کا مجاز نہین ہے تاوقتیکہ اللہ اوسکی نفس مین شرائط جہاد کا جو اوسپر مقرر کی ہین حکم کرے۔ مین نے عرض کیا۔ تو بیان فرمایئے خدا آپ پر رحمت کرے فرمایا اللہ تبارک و تعالے نے اپنی کتاب مین اپنی طرف دعوت کی خبر دی اور اوسکو بیان کیا۔ اور اوسکی درجہ مقرر کیے جنمین بعض کو بعض سے جانیں اور بعض پر بعض سے استدلال کرین پس خبر دی ۱۲۔

تبارک وتعالی اول من دعا الی نفسه فدعا الی طاعته واتباع امره فبدأ بنفسه فقال والله یدعوا الی دار السلام ویهدی من یشاء الی صراط المستقیم ثم ثنی برسوله فقال ادع الی سبیل ربک بالحکمة والموعظة الحسنة وجادلهم بالتی هی احسن یعنی بالقرآن ولم یکن داعیا الی الله عز وجل من خالف امر الله ویدعوا الیه بغیر ما امر فی کتابه والذین امر لا تدعی الابه وقال فی نبیه صلی الله علیه وآله وَاِنَّکَ لَتَهْدِیْ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ یقول تدعو ثم ثلث بالدعاء الیه بکتابه ایضا فقال ان هذا القرآن یهدی للتی هو اقوم ای یدعو ویبشر المؤمنین ثم ذکر من اذن فی الدعاء بعده وبعد رسوله فی کتابه فقال ولتکن منکم طائفة یدعون الی الخیر ویأمرون بالمعروف وینهون عن المنکر واولئک هم المفلحون ثم اخبر عن هذه الامة وممن هی وانها من ذریة ابراهیم ومن ذریة اسمعیل من سکان الحرم ممن لم یعبد واغیر الله قط الذین وجبت لهم الدعوة دعوة ابراهیم واسمعیل من اهل المسجد الذین اخبر عنهم فی کتابه انهم اذهب عنهم الرجس وطهرهم تطهیرا الذین وصفناهم قبل هذا فی صفة الله ابراهیم الذین عناهم الله تبارک وتعالی فی قوله ادعو

ف کہ اللہ تبارک وتعالے نے سب سے پہلے اپنی دعوت کی اور اپنی بندگی اور فرمانبرداری کیطرف بلایا پہلے اپنی آپ کو رکھا اور فرمایا (اللہ جنت کیطرف بلاتا ہے اور جسکو چاہتا ہے سیدہی راہ دکھاتا ہے) دوسری اپنی رسول کو مقرر کیا اور فرمایا (اپنی پروردگار کی رستہ کیطرف دانائی اور اچھی نصیحت کے ساتھہ بلا اور ان سی جھگڑ اچھی طریقہ سے) یعنی قرآن کے ساتھہ اور جو اللہ کے حکم کا مخالف ہو اور قرآنی حکموں کے سوا اوسکی طرف بلائی تو وہ اللہ کیطرف داعی نہو اور دین الٰہی میں بجز اوسکی دعوت نہین کیجی تے اور اپنی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ کے باب مین فرمایا (اور بیشک سیدہی راہ دکھاتا ہے) یعنی بلاتا ہی پہر تیسری اپنی کتاب کی دعوت کو بیان کیا اور فرمایا (یہہ قرآن محکم طریقہ کی طرف راہ دکھلاتا ہی) یعنی بلاتا ہی اور خوشخبری سناتا ہی پہر اونکا ذکر کیا جنکو اپنی اور اپنی رسول اور اپنی کتاب کے بعد دعوت کی اجازت دی ہی اور فرمایا (تم مین سے ایک ایسی جماعت ہونی چاہیے جو بھلائی کیطرف بلاتے ہیں اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کریں اور یہہ لوگ فلاح یاب ہیں) پہر اس امت کی خبر دی کہ یہہ کون سے ہیں اور یہہ ابراہیم و اسمعیل کے اولاد حرم کے رہنی والوں سی ہیں جنہوں نے خدا کی سوا کبھی کسیکی عبادت نہیں کی اور جنکو ابراہیم و اسمعیل کی دعا پہونچی اور مسجد والوں مین سی جنکی خبر اپنی کتاب مین دی ہی کہ اونسی پلیدی دور کر کے اونکو خوب پاک کر دیا اور جنکا ہم نے اس سے پہلے وصف بیان کیا ابراہیم کی امت کی صفت میں اور جنکو اللہ تبارک وتعالی نے اپنی اس قول مین ادعوا الے اللہ ۱۲

الی اللّٰہ علیٰ بَصِیْرَۃٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِیْ یعنے اول من اتبعہ علی الایمان بہ والتصدیق له
وبما جاء به من عند الله عز وجل من الامة التے بعث فیها ومنها والیها قبل
الحق ممن لم یشرک بالله قط ولم یلبس ایمانه بظلم وهو الشرک ثم ذکر
اتباع نبیه صلے الله علیه واله وسلم واتباع هذه الامة التی وصفها
فے کتابه بالامر بالمعروف والنهی عن المنکر وجعلها داعیة الیه واذن له
فے الدعاء الیه فقال یَا اَیُّهَا النَّبِیُّ حَسْبُکَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَکَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ
ثم وصف اتباع نبیه من المومنین فقال عز وجل مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِیْنَ
مَعَهٗ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ تَرٰهُمْ رُکَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا
مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِیْمَاهُمْ فِیْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ذٰلِکَ
مَثَلُهُمْ فِی التَّوْرٰاةِ وَمَثَلُهُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ وقال یَوْمَ لَا یُخْزِی اللّٰهُ
النَّبِیَّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ نُوْرُهُمْ یَسْعٰی بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَبِاَیْمَانِهِمْ یَقُوْلُوْنَ
رَبَّنَا اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ یعنے اولٰئک

ف علیٰ بصیرۃ انا ومن اتبعنی سے مراد اور کہا ہے یعنی سب سے پہلے جنہوں نے حضرت کی پیروی کی آپ پر ایمان لائے اور آپکی تصدیق کرتے ہیں اوسکو جو آپ خدا تعالیٰ کے پاس سے لائے اوس امت سے جسکی طرف مبعوث ہوئے حق کو قبول کیا اور کبھی اللہ کے ساتھ شرک نکیا اور نہ اپنے ایمان کے ساتھ ظلم کو جو شرک ہے ملایا پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کا ذکر کیا اور اس امت کی اتباع جنکا اپنی کتاب میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ساتھ وصف فرمایا اونکو اپنی طرف بلانیوالا قرار دیا اور اونکو دعوت کا اذن فرمایا اور کہا (اے نبی تجکو اللہ اور تیری پیروی کرنیوالے مومنین کافی ہیں) پھر مومنین اپنے نبی کے پیروی کرنیوالوں کا وصف بیان کیا اور فرمایا (محمد اللہ کا رسول ہے جو اوسکے مصاحب ہیں کافرون پر سخت اور آپس میں نرم ہیں تو اونکو رکوع سجدہ کرتے ہوئے دیکھتا ہے کہ طلب کرتے اللہ سے فضل اور رضوان کو اونکی علامتیں اونکی چہروں پر سجدہ کے نشان ہیں یہ اونکی مثل ہے توراۃ میں اور مثل ہے انجیل میں) اور فرمایا (جس دن نہ رسوا کریگا اللہ نبی کو اور اونکو جو اوسکے ساتھ ایمان لائے اونکا نور اونکے آگے اور داہنے دوڑتا ہوگا کہینگے اے رب ہمارے پورا کر ہمارے لیے ہمارا نور اور بخش ہمکو تو ہر شی پر قدرت والا ہے) ۱۲

المومنين[له] فقال قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ثم حلاهم ووصفهم كيلا يطمع
فى اللحاق بهم الامن كان منهم فقال فيما حلاهم ووصفهم اَلَّذِيْنَ هُمْ
فِىْ صَلٰوتِهِمْ خَاشِعُوْنَ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ الى قوله
تعالى اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوَارِثُوْنَ الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِيْهَا خَالِدُوْنَ
ثم حلاهم ووصفهم كيلا يطمع فى اللحاق بهم الامن كان منهم فقال
فيما حلاهم به ووصفهم وقال فى وصفهم وحليتهم ايضا اَلَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ
مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ الاية ثم اخبر انه اشترى من هولاء المومنين ومن كان
على مثل صفتهم اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ يُقَاتِلُوْنَ فِىْ سَبِيْلِ
اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَيُقْتَلُوْنَ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِى التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَالْقُرْاٰنِ
ثم ذكر وفائهم له بعهده ومبايعته فقال وَمَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ
فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِىْ بَايَعْتُمْ بِهٖ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ فلما نزل
هذه الاية اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ

[له] یعنی یہہ مومنین او زمایا (بیشک کامیاب ہوئی ایمان والے) پہر اونکو زینت بخشی او اونکا وصف کیا تاکہ بجز اوسکی جو اونمین سے ہو اونمین ملنے کے طمع نکرے تو اونکی زینت اور وصف مین فرمایا (جو اپنی نماز مین خشوع کرتے ہین اور جو بیہودہ گے سے معرض ہین۔ الی قولہ تعالے۔ یہہ ہی وارث ہین جو جنت فردوس کے وارث ہونگی ہمیشہ اوسمین رہینگے) پہر اونکو زینت بخشی اور وصف کیا تاکہ بجز اوسکی جو انمین سے ہو انمین ملنے کی طمع نکرے تو انکی وصف و حلیہ مین فرمایا (جو نہین پکارتےہین اللہ کے ساتہہ دوسری معبود کو الآیۃ) پہر خبر دی کہ اوسنے ان مومنونسے اور جو انکی صفت پر ہین اونکے جانون اور مالون کو اسکے عوض مین کہ اونکی لیے جنت ہوگی اللہ کے راہ مین لڑین پس مارین او مرین اللہ کا سچا وعدہ ہے۔ توریت اور انجیل اور قرآن مین پہر اونکی عہد کے پورا کرنیکا۔ اور بیعت کا ذکر کیا (او جو پورا کرے اپنی عہد کو اللہ سے تو مژدہ ہو تمہاری بیعت کا جو تمنے کی ہے اور یہہ بڑے کامیابی ہے) جب یہہ آیت۔ ان اللہ اشتریٰ من المومنین انفسہم و اموالہم بان لہم الجنۃ ۔۱۲۔

الجنة [۱] قام رجل الى النبي صلى الله عليه وسلم فقال يا نبي الله ارأيتك الرجل
يأخذ سيفه فيقاتل حتى يقتل الا انه يقترف من هذه المحارم اشهيد هو فانزل
الله عز وجل اَلتَّائِبُوْنَ الْعَابِدُوْنَ الْحَامِدُوْنَ السَّائِحُوْنَ الرَّاكِعُوْنَ
السَّاجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحَافِظُوْنَ
لِحُدُوْدِ اللّٰهِ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ففسر النبي صلى الله عليه وسلم المجاهدين
من المؤمنين الذين هذه صفتهم وحليتهم بالشهادة والجنة وقال
التائبون من الذنوب العابدون الذين لا يعبدون الا الله ولا يشركون
به شيئا الحامدون الذين يحمدون الله على كل حال في الشدة والرخاء السائحون
وهم الصائمون الراكعون الساجدون الذين يواظبون على الصلوات
الخمس الحافظون بها والمحافظون عليها بركوعها وسجودها في الخشوع
فيها وفي اوقاتها الآمرون بالمعروف بعد ذلك والعاملون به والناهون
عن المنكر والمنتهون عنه قال فبشر من قتل وهو قائم بهذه الشروط بالشهادة

[۱] نازل ہوئی تو ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف اوٹھا اور عرض کیا یا نبی اللہ بتلائیے ایک شخص ہے
کہ اپنی تلوار لیکر لڑتا ہے اور مقتول ہوتا ہے لیکن وہ حرام کاموں کا مرتکب ہوتا ہے کیا وہ شہید ہے تو اللہ نے
نازل فرمایا توبہ کرنیوالے بندگی کرنیوالے شکر کرنیوالے روزہ رکھنیوالے رکوع کرنیوالے سجدہ کرنیوالے بھلائی
کا حکم کرنیوالے برائی سے روکنیوالے اللہ کی حدود کے نگہبانی کرنیوالے اور خوشخبری دے ایمان والونکو) تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے تفسیر کی اون ایمان والونکی جنکی یہہ صفت اور یہہ زیور ہے شہادت اور جنت کے ساتھہ تفسیر
فرمائی اور فرمایا گناہوں سے توبہ کرنیوالے جو سوائے خدا کے کسیکی عبادت نہیں کرتے اور کسیکو
اوسکا شریک نہیں کرتے شکر کرنیوالے جو ہر حال سختی و نرمی میں شکر کرتے ہیں روزہ رکھنیوالے
رکوع سجدہ کرنیوالے جو پانچوں نمازوں پر مداومت کرتے ہیں اور اونکے رکوع سجود کے اور اونکے خشوع اور اوقات
کی نگہداشت کرنیوالے ہیں بعد اسکے بھلی باتونکا حکم کرنیوالے اور خود اوسپر عمل کرنیوالے اور برائی سے روکنیوالے
اور خود باز رہنیوالے فرمایا پس خوشخبری سنا جو ان شرطونکے ساتھہ قائم ہوکر مقتول ہو شہادت ۱۲-

والجنة ثم اخبر تبارك وتعالى انه لم یأمر بالقتال الا اصحاب هذه النعوت[سلا] فقال عز وجل اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقَاتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا وان الله علی نصرهم لقدیر الذین اخرجوا من دیارهم بغیر حق الا ان یقولوا ربنا الله وذلك ان جمیع ما بین السماء والارض لله عز وجل ولرسوله ولاتباعه من المومنین من اهل هذه الصفة فما كان من الدنیا فی ایدی المشركین و الكفار والظلمة والفجار من اهل الخلاف لرسول الله صلی الله علیه وسلم والمولی عن طاعتهما مما كان فی ایدیهم ظلموا فیه المومنین من اهل هذه الصفات وغلبوهم علیه مما افاء الله علی رسوله فهو حقهم افاء الله علیهم ورده الیهم وانما معنی ایضاً كلما صار الی المشركین ثم رجع مما قد كان علیه او فیه فما رجع الی مكانه من قول او فعل فقد فاء مثل قول الله عز وجل فان فاؤا فان الله غفور رحیم ای رجعوا ثم قال وَاِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَاِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ وقال وَاِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ

سلا اور جنت پر خدا تعالی نے خبر دی کہ اپنی بجز ان شرطون والونکی کسیکو قتال کا حکم نہین دیا پھر خدای عز و جل نے فرمایا (اذن دیا گیا اونکو لیے جنسی لوگ لڑتے ہین اس سبب سے کہ اونپر ظلم ہوا ہی اور بتحقیق اللہ اونکی مدد پر قادر ہے جو لوگ نکالے گئی اپنی گہرونسی ناحق لیکن یہ کہتی ہین کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے) اور یہ اسلیے کہ تمام جو کچھ آسمان اور زمین مین ہی اللہ تعالے اور اوسکی رسول اور اوسکی پیروی کرنے والے مومنونکا ہی جنکی یہ صفت ہی تو جو کچھ دنیا مین رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالفون اور اوسکی فرمانون نا شریکین اور کافرون اور ظالم اور فاجرونکے قبضہ مین ہے اوسمین اس صفت کے ایمان والونپر ظلم کیا ہے اور اونپر غلبہ کرکے لیلیا - جو کچھ اللہ نے اپنی رسول کو بطور فے کے دیا وہ اونکا حق ہی کہ اللہ نے اونپر لوٹایا اور تحقیق فے کے معنی یہ ہر وہ شی جو مشرکون کی طرف چلی جاے پہر لوٹ آئی جس حال پر تہی - تو جو چیز اپنے مکان پر لوٹ آئی تو اوسکیلیے لفظ فاء ہے چنانچہ اللہ عز و جل کا قول فان فاؤا فان اللہ غفور رحیم - یعنے اگر وہ پہر فرمایا - فان عزموا الطلاق فان اللہ سمیع علیم اور فرمایا - وان طائفتان من المومنین ۱۲ -

سلہ

اقتتلوا فاصلحوا بینهما فان بغت احدیهما علی الاخری فقاتلوا التی تبغی حتی تفیٔ الی امر الله ای ترجع فان فاءت ای رجعت فاصلحوا بینهما بالعدل واقسطوا ان الله یحب المقسطین یعنی بقوله تفیٔ ترجع فذلک الدلیل علی ان الفیٔ کل راجع الی مکان قد کان علیه اوفیه ویقال للشمس اذا زالت قد فاءت الشمس حین تفیٔ الفیٔ عند رجوع الشمس الی زوالها وکذلک ما افاء الله علی المومنین من الکفار فانما هی حقوق المومنین رجعت الیهم بعد ظلمهم ایاهم وذلک قوله اذن للذین یقاتلون بانهم ظلموا ما کان المومنین احق به منهم وانما اذن المومنین الذین قاموا بشرائط الایمان التی وصفناها وذلک انه لا یکون ماذونا له فی القتال حتی یکون مظلوما ولا یکون مظلوما حتی یکون مومنا ولا یکون مومنا حتی یکون قائما بشرائط الایمان التی شرط الله عز وجل علی المومنین والمجاهدین فاذا تکاملت فیه شرائط الله عز وجل کان مومنا واذا کان مومنا کان مظلوما واذا کان مظلوما کان ماذونا فی الجهاد

سلہ اقتتلوا فاصلحوا بینهما فان بغت احدیهما علی الاخری فقاتلوا التی تبغی حتی تفیٔ الی امر الله۔ یعنی لوٹے فان فاءت۔ یعنی لوٹے فاصلحوا بینهما بالعدل واقسطوا ان الله یحب المقسطین۔ تو مراد تفیٔ سے یہہ ہی کہ لوٹے تو یہہ دلیل ہے کہ فی ہر وہ شی ہے جو اپنی پہلے حال مین لوٹ آوی اوسپر کہ پہلے تہا جیسے کہتے ہین قد فاءت الشمس جبکہ آفتاب کے زوال کیطرف لوٹنے کے وقت سایہ پہر آئی اور ایسیہی جو کچہہ مومنونکو اللہ نے کفار سے بطور فی کی دلوایا ہی وہ صرف مومنونکا حق ہی جو اونکی طرف بعد کفار کے ظلم کے اونپر واپس آگیا۔ اور یہہ اللہ کا قول ہے (اذن دیا گیا اونکو جنسی کفار لڑتے ہین بسبب اسکی اونپر ظلم ہوا ہے) مومن بہ نسبت اونکی زیادہ حقدار نہین تہی اور صرف اون مومنونکو اذن دیا گیا ہے جو ایمان کے شرائط کے ساتہہ متصف جنکا ہم بیان کر چکی اور یہہ اسلیی کہ ماذون لہ فی القتال نہین ہوتا یہانتک کہ مظلوم ہو اور مظلوم نہین ہوتا۔ یہانتک کہ مومن ہو اور مومن نہین ہوتا یہانتک کہ ایمان کے اون شرائط کے ساتہہ قائم ہو جو اللہ نے مومنون اور مجاہدون کے ساتہہ شرط کی ہی پس جب اوسمین اللہ تعالے کے شرطین پوری ہونگی تو مومن ہوگا اور جب مومن ہوگا مظلوم ہوگا اور جب مظلوم ہوگا ماذون فی الجہاد ہوگا۔ ۱۲۔

لقوله عز وجل اذن للذين يقاتلون بانهم ظلموا وان الله على نصرهم لقدير الاية وان لم يكن مستكملا لشرايط الايمان فهو ظالم لم يمن ينبغي ويجب جهاده حتى يتوب وليس مثله ماذونا في الجهاد والدعاء الى الله عز وجل لانه ليس من المؤمنين المظلومين الذين اذن لهم في القتال فلما نزلت هذه الاية اذن للذين يقاتلون بانهم ظلموا في المهاجرين الذين اخرجهم اهل مكة من ديارهم واموالهم احل لهم جهادهم بظلمهم اياهم واذن لهم في القتال فقلت فهذه الاية نزلت في المهاجرين بظلم مشركي اهل مكة لهم فما بالهم في قتال كسرى وقيصر ومن دونهم من مشركي قبائل العرب فقال لو كان انما اذن لهم في قتال من ظلمهم من اهل مكة لم يكن لهم الى قتال جموع كسرى وقيصر وغير اهل مكة من قبائل العرب سبيل لان الذين ظلموهم غيرهم وانما اذن لهم في قتال من ظلمهم من اهل مكة لاخراجهم اياهم من ديارهم واموالهم بغير حق ولو كانت الاية انما

سلہ بسبب قول عز وجل کے اذن للذین یقاتلون بانہم ظلموا وان اللہ علی نصرہم لقدیر الایۃ ۔ اور اگر مستکمل ایمان کی شرائط کو مستکمل نہو تو وہ ظالم ہے اوسپر جہاد کرنا واجب ہی یہانتک کہ توبہ کری اور ایسا شخص جہاد کرنے اور اللہ کی طرف بلانی مین ماذون نہین کیونکہ وہ اون مومن مظلومین سے نہین ہے جنکو جہاد کا اذن ہوا ہی جب آیت اذن للذین یقاتلون بانہم ظلموا ۔ اون مہاجرین کے بابمین جنکو اہل مکہ نے اونکی شہرون اور مالونسی نکال دیا تہا ۔ وہی تو بسبب ظلم کفار کے اونکو جہاد حلال ہوا اور قتال کی اجازت ہوئی مینی عرض کیا یہہ تو مہاجرین مین بسبب ظلم مشرکین مکہ کے نازل ہوئی پہر کسری وقیصر وغیرہ مشرکین قبائل عرب سے لڑائی کا کیا حال ہی فرمایا اگر صرف اہل مکہ کی لڑائی کا اذن ہوتا تو پہر کسری اور قیصر کے لشکر اور قبائل عرب غیر اہل مکہ سے لڑائی کی کوئی راہ نہین کیونکہ ظلم کرنیوالے اونکی غیر ہین اور اونکو صرف اہل مکہ کے قتال کا اذن تہا جنہون نے اونپر ناحق اونکی گہر دستی اور مالونسی نکالنی کا ظلم کیا تہا اور اگر اس آیت سی ۔ ۱۲ ـ

سلہ
عنت المهاجرين الذين ظلمهم اهل مكة كانت الآية مرتفعة الغرض من
بعدهم اذا لم يبق من الظالمين والمظلومين احد وكان فرضها مرفوعا
عن الناس بعدهم اذا لم يبق من الظالمين والمظلومين احد وليس
كما ظننت ولا كما ذكرت ولكن المهاجرين ظلموا من جهتين ظلمهم اهل
مكة باخراجهم من ديارهم واموالهم فقاتلوهم باذن الله تعالى لهم
فى ذلك وظلمهم كسرى وقيصر ومن كان دونهم من قبائل العرب والعجم
بما كان فى ايديهم مما كان المؤمنون احق به منهم فقد قاتلوهم باذن
الله عز وجل لهم فى ذلك وبحجة هذه الآية يقاتل مؤمنوا كل زمان وانما اذن
الله عز وجل للمؤمنين الذين قاموا بما وصف الله عز وجل من الشرائط التى
شرطها الله على المؤمنين فى الايمان والجهاد ومن كان قائما بتلك الشرائط
فهو مؤمن وهو مظلوم ومأذون له فى الجهاد بذلك المعنى ومن كان
على خلاف ذلك فهو ظالم وليس من المظلومين وليس بمأذون له فى القتال

سلہ صرف مہاجرین ہی مراد ہون جنپر اہل مکہ نے ظلم کیا تو تجہلو نے اس آیت کا مدعا ہی مرتفع ہوجا جبکہ
اون ظالمون اور مظلومین سے کوئی باقی نرہی اور اونکی بعد یہہ فرض ہی اوٹہہ جائے جبکہ ظالم اور مظلوم کوئی
باقی نرہی اور ایسا نہین ہی جو تونے گمان کیا اور بیان کیا لیکن مہاجرین دو طرح سے مظلوم مین اہل مکہ نے
تو اونکو گہرون اور مالونسی نکالنی مین ظلم کیا تو اونسی خدا کی اذن کے ساتہہ لڑے اور کسری و قیصر وغیرہ قبائل عرب نے
اسپر قبضہ کرنے مین ظلم کیا جو مومنونکا حق تہا اونسی بہی خدائے عز وجل کے اجازت سے لڑے اور اس آیت کے
حجت کی ساتہہ ہر زمانہ کے مومن لڑینگے اور اللہ نے صرف اون مومنونکو اجازت دی ہی جو اللہ کے اون شرائط
کی ساتہہ قائم ہون جو اللہ نے مومنونسی ایمان اور جہاد مین کہے ہین اور جو اون شرائط کے ساتہہ قائم ہو وہ مومن اور مظلوم
اور ماذون فی الجہاد ہی اسی سبب سے اور جو اسکی خلاف ہو وہ مظلوم نہین ظالم ہی اور نہ اوسکو قتال کا اذن ہی

✤ ✤ ✤ ✤ ✤ ✤

ولا بالنهی عن المنکر والامر بالمعروف لانه لیس من اهل ذلك ولا ماذون له فی الدعاء الی الله عز وجل لانه لیس مجاهد امثله وامر بدعائه ولا یکون مجاهدا من قد امر المومنون بجهاده وخطر الجهاد علیه ومنعه منه ولا یکون داعیا الی الله عز وجل من امر بدعاء مثله الی التوبة والحق والامر بالمعروف والنهی عن المنکر ولا یامر بالمعروف من قد امر ان یومر به ولا ینهی عن المنکر من قد امر ان ینهی عنه فمن کانت قد تمت فیه شرایط الله عز وجل التی وصف بها اهلها من اصحاب النبی صلی الله علیه وسلم وهو مظلوم فهو ماذون فی الجهاد کما اذن لهم لان حکم الله عز وجل فی الاولین والاخرین وفرایضه علیهم سواء الا من علة او حادث یکون والاولون والاخرون ایضا فی منع الحوادث شرکاء والفرایض علیهم واحدة یسال الاخرون من اداء الفرایض عما یسال عنه الاولون ویحاسبون عما یحاسبون ومن لم یکن علی صفة من اذن له فی الجهاد من المومنین ولیس من اهل الجهاد لیس بماذون له فیه

سلہ اور نہ بھلائی کی حکم اور برائی سے روکنے کے اوسکا اجازت ہی کیونکہ وہ اسکا اہل نہیں ہے اور نہ خدائے عزوجل کیطرف بلانے کا مجاز ہے کیونکہ وہ اون جیسے لوگونمین سے جن سے جہاد کرنے اور جسکی خدا کے طرف بلانے کا حکم ہے اور وہ شخص مجاہد نہیں ہوسکتا جسکی جہاد کا مومنونکو حکم ہوا یا اوسکو جہاد ممنوع ہوا اور وہ شخص خدا کی طرف داعی نہیں ہوسکتا جسکو توبہ اور حق اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی طرف بلانے کا حکم ہوا اور وہ شخص بھلائی کا حکم نہیں کرسکتا جسکی بھلائی کے حکم کیے جانے کا حکم ہو اور نہی عن المنکر نہیں کرسکتا جسکی خود باز رہنے کا حکم ہو اگر جس شخص مین الله کے شرائط پوری ہون جنکی اہل کا اصحاب نبی صلی الله علیہ وسلم سے وصف فرمایا اور وہ مظلوم ہو تو وہ ماذون فی الجہاد ہے جیسے اونکو اذن تہا کیونکہ الله کا حکم اور اوسکی فرائض مین پہلے اور پچھلے برابر ہین مگر یہہ کہ کوئی علت یا حادثہ پیش آوے اور پہلے اور پچھلے ہی حوادث کے منع مین شریک ہین اور فرائض مین متحد ہین جن فرائض سے پہلے پوچھے جاتے ہین پچھلے بہی سوال کیے جائینگے اور جسکا پہلونسے حساب ہوگا پچھلونسے بہی ہوگا اور جو شخص اونکی صفت پر نہو مومنونسے جنکو جہاد کی اجازت ہے تو وہ

حتى يفي بما شرط الله عز وجل عليه فاذا تكاملت فيه شرائط الله عز وجل على المومنين والمجاهدين فهو من الماذونين لهم في الجهاد فليتق الله عز وجل عبد ولا يغتر بالاماني التي نهى الله عز وجل عنها من هذه الاحاديث الكاذبة على الله التي يكذبها القرآن ويتبرء منها ومن حملتها ورواتها ولا يقدم على الله عز وجل بشبهة لا يعذر بها فانه ليس وراء المتعرض للقتل في سبيل الله منزلة يوتى الله من قبلها وهي غاية الاعمال في عظم قدرها فليحكم امرء لنفسه وليرها كتاب الله عز وجل ويعرضها عليه فانه لا احد اعرف بالمرء من نفسه فان وجدها قائمة بما شرط الله عليه في الجهاد فليقدم على الجهاد وان علم تقصيرا فليصلحها وليقيمها على ما فرض الله عليها من الجهاد ثم ليقدم بها وهي طاهرة مطهرة من كل دنس يحول بينها وبين جهادها ولسنا نقول لمن اراد الجهاد وهو على خلاف ما وصفنا من شرائط الله عز وجل على المومنين والمجاهدين لا تجاهدوا ولكن نقول قد علمنا كم ما شرط الله عز وجل

یہانتک کہ اللہ کے شرط کو پورا کری پس جب اوسمین اللہ کی شرائط جو مومنون اور مجاہدون پر مین پوری ہون تو وہ اونمین سی ہی جنکو جہاد کا اذن ہے تو بندہ خدا سے ڈری اور ان جہوٹی باتونکا امیدوں منہیہ سی جنکو قرآن جہٹلاتا ہے اور جس سے اور جسکو اوٹہانے والون سی اور جسکی روایت سے بیزار ہوتا ہی فریب نہ کہاوی اور اللہ عزوجل پر شبہہ کے ساتہہ پیش قدمی نکری کیونکہ اللہ کے راہ مین تعرض کرنے کی سوائی کوئی مرتبہ نہین ہے کہ اوس سی پہلے اللہ دیوی اور وہ امیدونکی منتہا ہی اپنی قدر کی عظمت مین ۔ پس چاہیی کہ کتاب اللہ کو اپنی نفس کے لیی حکم بناوی اور اوسپر پیش کرے کیونکہ اپنی آپکو اپنی نفس سے زیادہ کوئی پہچانتی والا نہین اگر اپنی نفس کو اللہ کی شرطونپر قائم پاوی تو جہاد پر پیش قدمی کری اور اگر کوتاہی سمجہی تو اوسکی اصلاح کری اور یون شرطونپر قائم کری جو اللہ نے جہاد مین مقرر کیے ہین پہر میل کچیل سی جو اوسمین اور جہاد مین حائل ہوتا ہاک صاف ہوکر پیش قدمی کری ۔ جو لوگ کہ جہاد کا ارادہ کرنیوالے اون اوصاف پر نہین ہین جو مومنین مجاہدین کے ہین ہم انکو یہہ نہین کہتی کہ وہ جہاد نکرین لیکن ہم کہتی ہین کہ ہمنی تمکو سکہلا دیا ہی جو اللہ نے ۱۲ ۔

[۱] علے اہل الجہاد الذین بایعہم واشتری منہم انفسہم واموالہم بالجنان فیصلح امرءًا ما علم من نفسہ من تقصیر عن ذلک ولیعرضہا علے شرائط اللہ فان رای انہ وفیٰ بہا وتکاملت فیہ فانہ ممن اذن اللہ عزوجل فی الجہاد وان ابیٰ ان لا یکون مجاہدا علے ما فیہ من الاصرار علے المعاصی والمحارم بالاقدام علے الجہاد بالتخبط والعمی والقدوم علے اللہ عزوجل بالجہل والروایات الکاذبۃ فلقد لعمری جاء الاثر فیمن فعل ہذا الفعل ان اللہ عزوجل ینصر ہذا الدین باقوام لا خلاق لہم فلیتق اللہ عزوجل امرؤ ولیحذر ان یکون منہم فقد بین لکم ولا عذر لکم بعد البیان فی الجہل ولا قوۃ الا باللہ حسبنا اللہ علیہ توکلنا والیہ المصیر انتہی بقدر الحاجۃ

اس حدیث کی عبارت سہل ہے محتاج ترجمہ وبیان حاصل مطلب نہیں فرنیز ہمنی بخوف طوالت ترجمہ اور حاصل مطلب بیان کرنا ترک کردیا ہے ایسی ہم ترجمہ اور حاصل مطلب نہیں لکھتے لیکن جسقدر کہ موافق جو بدلہ اس حدیث سے ما نحن فیہ بیان کرکے اپنی مدعا کی ثبوت پر جو اثبات خلافت ہے استدلال کرتے ہیں پس واضح ہو کہ راوی کہتا ہے کہ مینے امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ جہاد اور دعوت الے اللہ کسی خاص قوم کے ساتھ مخصوص ہے یا ہر مومن موحد کرسکتا ہے فرمایا کہ ایک قوم کے ساتھ مخصوص ہے کہ بجز انکے کسیکو حلال نہیں مینے عرض کیا

---

[۱] اون اہل جہاد سے شرط کی ہے جنکی جانون اور مالون کو جنت کے بدلے خریدا پس آدمی اپنی نفس مین اس جو کوتاہی دیکھے اوسکی اصلاح کرے اور اوسکو اللہ کے شرائط پر پیش کرے پھر اگر دیکھے کہ وہ اوسمین پوری ہوگئی ہین تو وہ انمین ہے جنکو جہاد کا اذن ہے اور اگر باوجود معاصی اور حرامون پر اصرار کے اوخبط اور اندھے پن کی ساتھ جہاد پر اقدام کے اور نادانی اور جھوٹے روایتونکی ساتھ اللہ عزوجل پر پیش قدمی کی اسکو نمانی کہ مجاہد نہو پس مجھکو اپنی زندگانی کی قسم جو یہہ کام کرے اوسکی بابمین حدیث وارد ہوئی ہے (بتحقیق اللہ عزوجل اس دین کی ایسی اقوام کے ساتھ مدد کرتا ہے جنکو آخرت مین حصہ نہین ہے پس آدمی کو چاہیے کہ خدا سے ڈرے اور خوف کرے کہ انمین سے ہو۔ تمہاری واسطے بیان کردیا ہے اور بعد بیان کے جہل مین تمہاری لیے کچھہ عذر نہین ولا قوۃ الا باللہ حسبنا اللہ علیہ توکلنا والیہ المصیر ۱۲ —

وہ کون لوگ ہین فرمایا کہ اسکی یہی شرائط ہین جو لوگ مستجمع شرائط ہون وہی ماذون فی الجہاد
ہونگے مینے عرض کیا بیان کیجئے فرمایا کہ خداتعالے نے اسکے درجات مقرر فرمائے ہین اور درجہ بدرجہ
بیان فرما کر آخر مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کو مومنین بیان فرمایا اور فرمایا کہ یہہ
لوگ مصداق آیت محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار
رحماء بینہم الآیہ کے ہین پہر اونکو اوصاف مندرجہ آیت قد افلح المومنین الذین
ہم فی صلوتہم خاشعون الآیہ کے ساتہہ متصف فرمایا کہ اونہین بحقوق کے طمع نکرے
مگر جو انہین سے ہو پہر اونکا وصف آیت والذین لا یدعون مع اللہ الہا آخر کے ساتہہ
بیان کیا پہر خبر دی کہ خداتعالے نے اونکی مالون اور جانونکو جنت کے بدلے خرید لیا راہ
خدامین مارتے ہین اور مرتے ہین جب یہہ آیت نازل ہوئی ان اللہ اشتری من المومنین
انفسہم الآیہ تو ایک شخص نے پوچہا یا رسول اللہ ایک شخص اپنی تلوار لیکر لڑتا ہے
یہانتک کہ مقتول ہوتا ہے کیا وہ شہید ہے تو یہہ آیت نازل ہوئی التائبون
العابدون الحامدون الآیہ حضرت نے اس آیت کی تفسیر فرمائی اور فرمایا مژدہ
شہادت اور جنت کا اوسکو ہے جو ان اوصاف کے ساتہہ متصف ہوکر مقتول ہو پہر خدا
تعالے نے خبر دی کہ خدا نے کسیکو قتال کا امر نہین کیا مگر جو لوگ کہ ان شرائط کے ساتہہ
متصف ہون چنانچہ ارشاد ہے اذن للذین یقاتلون بانہم ظلموا الآیہ اور یہہ اسلیے
کہ تمام اشیاء مابین السماء والارض خدا و رسول کی اور اون مومنین کے ہین جو ان اوصاف کے ساتہہ
موصوف ہون پس جو کچہہ کفار کے قبضہ مین ہے وہ سب مومنین موصوفین بالصفات
کا ہے لیکن کفار نے مومنین پر ظلم کیا اور اونپر غالب ہوگئے اور جب مظلوم ہوئے
تو ماذون فی الجہاد ہوئے اور مظلوم نہین ہوتا جب تک کہ مومن نہو اور مومن
اوسوقت ہوگا جب شرائط مذکورہ کے ساتہہ متصف ہو۔ پس جو شخص شرائط
مذکورہ کے ساتہہ متصف ہوگا مومن ہوگا اور جو مومن ہوگا مظلوم ہوگا اور جو مظلوم ہوگا

ماذون فی الجہاد ہوگا بدلیل قولہ تعالے اذن للذین یقاتلون بانہم ظلموا الآیۃ
جب یہہ آیت مہاجرین کے لیے نازل ہوئی جنکو کفار مکہ نے اونکے گہر ولسے نکال دیا تہا
تو اونکے لیے بسبب اونکی مظلومی کے جہاد حلال ہوا۔ یعنی مومن کیا کہ یہہ آیت مہاجرین
کے لیے تو اس وجہ سے نازل ہوئی کہ اونپر اہل مکہ نے ظلم کیا تہا پہر کیا وجہ ہے کہ کسری و قیصر
اور سوا اونکے مشرکین عرب سے کیون لڑے نہ اونہون نے ظلم کیا نہ گہر ولسے نکالا۔ فرمایا
کہ اگر اذن بالقتال خاص بسبب ظلم اہل مکہ کے ہو تو پہر واقعی کسری وغیرہ کی جواز قتال
کی کوئی سبیل نہین اور یہہ فرض قتال ہی لوگونسے اوٹہہ جائیگی لیکن اسطرح نہین جیسا
تو نے گمان کیا بلکہ کفار کا ظلم دو طرح ہے اہل مکہ کا ظلم تو یہہ ہے کہ مومنین کو اونکے
گہر ولسے نکالا اور کسری وغیرہ کا ظلم اسطور ہے کہ جو کچہہ اونکے قبض و تصرف مین ہے
وہ مومنین کا حق ہے جسپر کفار ظلماً غالب ہوگئے تو خدا کے حکم اور اجازت کے موافق
مومنین نے کسری و قیصر وغیرہ سے مقابلہ کیا اور اسیطرح ہر زمانہ کے مومن اس آیت کے
دلیل سے کفار کے ساتہہ مقاتلہ کرینگے پس اس حدیث سے بدلالت واضح ثابت و محقق ہے
کہ جن لوگون نے کسرے و قیصر سے جہاد کیا وہ ماذون فی الجہاد تہے اور وہ خلفاء ہین
رضوان اللہ علیہم اجمعین پس جب وہ ماذون فی الجہاد تہے تو معلوم ہوا کہ مظلوم
تہے اور مظلوم نہین ہوسکتا جب تک مومن کامل نہو تو ثابت ہوا کہ وہ مومن کامل تہے
اور جب مومن تہے تو ثابت ہوا کہ متصف بشرائط و اوصاف مذکورہ تہے کہ رسول کی
رفاقت و مصاحبت مین کفار پر سخت مومنین کے ساتہہ نرم عبادت مین سرگرم بارگاہ خداوندی
مین اوسکے فضل و رضوان کے طالب اونکی خلوص ارادت و حسن عبادت کی وجہ خداوند
تعالے نے کتب مقدسہ توراۃ و انجیل مین اونکی مدح و توصیف کو بطور مثل کے بیان فرمایا
اور اونسے وعدہ مغفرت اور اجر عظیم کا دار آخرت مین فرمایا اور جیسے دنیا مین رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے یار غار اور رفیق غمگسار رہے آخرت مین بہی اسکا نتیجہ اونکو یہہ ملیگا کہ

نورا ونکی آگے آگے جلو مین ہوگا اور انبیاء کی ساتہہ جنت مین داخل ہونگی - اور نیز فلاح پایب
کامل الایمان خاشعون فے الصلوٰۃ بیہودگی سے مجتنب اور معرض زکوٰۃ دینی والی عفیف
امانتکے ادا کرنے والی عہد کی پورا کرنے والی اپنی پہچ کو شہادتو نپر قائم اور ان حضرات نے
بسبب ان اوصاف کے جنت الفردوس کو میراث مین پایا ہی گناہونسی توبہ کرنے والے
خدای وحدہ لاشریک کی پرستش کرنے والی ہر ایک حال مین خدا تعالے کی حمد کرنیوالے
روزہ رکہنی والے - نمازونکو اونکی اوقات پہ پوری طور پر ادا کرنے والے لوگونکو
معروف کا حکم کرنے والی اور آپ بجا لانے والے منکر سی روکنی والے اور خود بازر
رہنی والی - اور خدا کی حدود کی محافظت کرنے والے پس یہہ صفات ہین جنکی درجہ سے
حق تعالے نے مومنین سے جانون اور مالونکو جنت کے بدلی خرید لیا خدا کی راہ مین لڑتین
تو مارتین اور مرتین خدا کا سچا وعدہ ہی توراۃ اور انجیل و قرآن مین جس نے خدا کے ساتہہ اپنا
عہد پورا کیا خوش ہو اپنی بیع کے ساتہہ اور یہہ بڑی کامیابی ہی پس یہہ اوصاف ہین جنکی ساتہہ
وہ مہاجرین متصف ہین جنکو کفار نے گہر سی نکال دیا اور اون اوصاف کے ساتہہ وہ مہاجرین
موصوف ہین جہنون نے باجازت نامہ خداوندی - اذن للذین یقاتلون الآیۃ کسری
وقیصر کے ساتہہ جہاد کیا اور اونسی اپنا حق واپس لیا پس اگر معاذ اللہ یہہ حضرات جنکی بشہادت
امام جعفر صادق رض جو معصوم بالظاہر ما ہو الحق تہی یہہ اوصاف ہین کافر و منافق ہون
اور غصب خلافت منصوصی اور فدک فاطمی ہون یا محرف قرآن اور محرق بیت اہل
بیت ہون یا اہلبیت کی تذلیل کرین یا معاذ اللہ بنات کو غصب کرین یا جناب فاطمی کو
صدمہ ضرب پہونچا دین جس سی اسقاط محسن ہوکر سر دو وفات پادین یا صحابہ مقبول کو زدو کوب
اور تذلیل و توہین کرین الی غیر ذلک من الافترات تو لازم آتا ہی کہ معاذ اللہ امام
جعفر صادق رض نے جو کچہہ فرمایا وہ جہوٹ ہی اور اس باب مین آپ جہوٹی ہون اور یہہ
محال ہی تو ثابت ہوا کہ شیخین مجاہد قیصر و کسری اوصاف مذکورہ کے ساتہہ قطعاً و یقیناً

متصف تھے اور ثابت ہوا کہ خدا و رسول کے نزدیک صاحب مراتب رفیعہ اور مدارج عالیہ تھے
اور اونکی امامت حقہ اور خلافت راشدہ تھی والحمد للہ علی ذلک اور نیز اس سے بالبداہۃ اوسکا
بھی بطلان واضح ہوگیا جو آپکے علماء رضی نے نہج البلاغۃ میں مہاجر ہونے کے لیے معرفت
حجت یعنی امام کی شرط کی ہے - **دلیل سابع** جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
ایام مرض الموت میں باوجودیکہ تمام اصحاب کبار مہاجرین و انصار اوسوقت حاضر و موجود تھے
مسجد نبوی میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنی جا بجا پیشوای نماز مقرر فرمایا اور تمام
حاضرین پر امامت نماز میں مقدم کیا اور سب کا امام بنایا تو اس سے صاف ثابت ہوا کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک تمام حاضرین پر اوصاف استحقاق امامت میں
فضیلت اور تقدم رکھتے تھے چنانچہ حسب تقریر خاتم المتکلمین مولانا مولوی حیدر علی رفع اللہ
درجتہ فی العلیین اکثر مولای مجلسی وغیرہ نے بحار وغیرہ میں اسکی روایات نقل فرماکر
جواب دیے ہیں قطع نظر اس سے اگر مجیب لبیب کو اسکا انکار ہے تو فرماوین کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اشتداد مرض میں جو شب جمعہ سے لیکر صبح دوشنبہ تک ممتد تھا
جسمیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بجز ایک دو بار کے مسجد میں نہیں تشریف لیجا سکے کون
امام تھا اور کسنے نماز پڑھائی ظاہر ہے کہ بلا اجازت تو نماز نہیں پڑھائی ہوگی اور ضرور آپنے
کسیکو امام مقرر فرمایا ہوگا اور امر صلوۃ کو مہمل نہیں چھوڑا ہوگا تو آپنے کسکو نماز کے لیے
امام مقرر فرمایا اور یہہ واقعہ ایسا نہیں ہے کہ یاد نرہا ہو - قرب وفات کا واقعہ ہے ہان اگر بعض
رواۃ شیعہ نے بنظر حفظ مذہب اس سے نسیان یا تناسی فرمائی ہو تو کچھہ تعجب نہیں لیکن
اہل تاریخ کو دیکھنا چاہیے وہ اس قصہ کو کیونکر بیان کرتے ہیں غیاث الدین بن ہمام الدین الحسینی
صاحب حبیب السیر اپنی کتاب میں لکھتا ہے نقلست کہ در ایام بیماری آن مقتدای انبیاء
و مرسلین در وقت اداے صلوۃ یک نوبت بمسجد شریف بردہ شرائط امامت بجا آوردی
اما در اواخر اوقات مرض سہ روز بیرون نتوانست آمد و دران ایام بموجب اشارت نبی

صلی اللہ علیہ وسلم امیر المومنین ابوبکر رضی اللہ عنہ پیش نماز خلایق بود۔ اسیطرح اور مورخین نے
بھی تصریح کی ہے پس اس سے انکار گویا آفتاب کو مشت خاک سے پوشیدہ کرنا ہے اور محض عناد
ومکابرہ ہے پس باوجود اسکی کہ آپ پر واقعہ غصب خلافت منکشف تھا اور جانتی تھے کہ
بعد آپکے یہ لوگ خلافت مرتضوی کو غصب کرینگے تو ایسی حالت مین کہ سب اکابر مہاجرین
واعیان انصار موجود ہون اور آپکا بھی وقت رحلت قریب ہو ایسا فعل کرنا جو موید اونکی ثبوت
حقیت خلافت کو ہو بلکہ ناسخ نصوص خلافت مرتضوی ہو البتہ حسب روایات شیعہ موجب
کمال استعجاب اولوالالباب ہے اول تو خود ایسے شخص کو اکابر مہاجرین وانصار پر امام مقرر
فرمانا جو محض عشق وعاشقی کی وجہ سے مکہ چھوڑ کر نکلا ہو اور حرف ظاہر مین ہے کلمہ گو ہو حالانکہ
سورہ برات وغیرہ نازل ہو چکی تھی دین کی تکمیل ہو چکی تھی ماکان اللہ لیذر المومنین
علی ما انتم علیہ حتی یمیز الخبیث من الطیب کا وعدہ پورا ہو چکا تھا اور حضرت کو
ہر ایک کا حال معلوم ہو چکا تھا البتہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جو افضل الانبیاء والرسل
ہین حیرت خیز اور تعجب انگیز ہے پھر غصب خلافت کے کھٹکے نے اور زیادہ قابل حیرانی
وتعجب کر دیا تو اس سے صریح معلوم ہوتا ہے کہ جن اصول پر یہ لزوم ہے فی الحقیقت وہ
اصول ہی موضوع ومفتری اور مخالف دین اسلام ہین اور فی الواقع حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کو آخر وقت مین ابو بکر رضی اللہ عنہ کو امام مقرر فرمانے سے یہی غرض
تھی کہ اونکی خلافت کی طرف ایما جو قریب تنصیص کے ہے ہو جاوے چنانچہ سقیفہ بنی ساعدہ
مین منجملہ دلائل کے ایک دلیل یہ بھی پیش کی گیی تھی جسکو انصار نے بر سر وچشم قبول
کر لیا چنانچہ کتب اہل سنت مین مذکور ہے اور جب انصار نے اسکو قبول کر لیا اور کچھ رود
قدح وچون وچرا نہین کی تو اوسکو تائید وتقویت حاصل ہو گئی اور معلوم ہوا کہ یہ بابت
امامت کبری کے لیے توطیہ وتمہید تھی ہم اسوقت اسی قدر قلیل پر اکتفا کرتے ہین
بعد اسکی اگر ہمارے فاضل مجیب نے کچھہ اسمین لم ولا نسلم فرمائی تو انشاء اللہ تعالی مفصل

گذارش کرینگے دلیل ثامن حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ جو مامور باظہار حق تہے اور تقیہ اونکو جائیز نہ تہا بلکہ حسب وصیت نامہ اونکو یہہ حکم تہا۔ حدث الناس وافتہم ولا تخافن الا اللہ وانشر علوم اہل بیتک وصدق اباءک الصالحین فانک فی حرز وامان اور ہرگز خلفا کی پاسداری نہ فرماتے تہے شیخین رضی اللہ عنہ کی حقمین فرماتے ہین ہما امامان عادلان قاسطان کانا علی الحق وماتا علیہ فعلیہما رحمۃ اللہ یوم القیمۃ۔ نقلا عن کاشف۔ ارباب عقول اس عبارت کو ملاحظہ کرین اور دیکہین کہ یہہ کلام ثبوت حقیت خلافت شیخین رضی اللہ عنہما کے لیے نص صریح ہی چونکہ جناب امام جعفر کو حکم تہا۔ وصدق اباءک الصالحین پس بموجب اس حکم کے آپنے یہ کلمات ارشاد فرمائی جو مصدق کلام جناب امیر و جناب امام حسن رضی اللہ عنہما ہین چنانچہ ہم سابق مین سیقدر گذارش کر چکے ہین یہان بطور تذکر کے اسقدر گذارش ہی کہ پہلے معروض ہو چکا ہی کہ جناب امیر نے شیخین کی نسبت ارشاد فرمایا ولعمری ان مکانہما فی الاسلام لعظیم وان المصائب لہما فی الاسلام لجرح شدید یرحمہما اللہ جزاہما باحسن ما عملا اب ہم نص جعفری کو اس کلام سے مطابق کرتے ہین اور اسکی تصدیق اوس سے کرتے ہین ظاہر ہی کہ شیخین کے لیے امامت حقہ کا ثابت ہونا متضمن ثبوت عدل اور قسط کو ہی اور نیز مستلزم اسکو ہی کہ حق پر ہین اور یہہ گویا شرح ان مکانہما فی الاسلام لعظیم وان المصائب لہما فی الاسلام لجرح شدید کی ہی اور اس سے پوری تصدیق اون دونو جملونکی ہوتی ہے۔ بعد اوسکی فعلیہما رحمۃ اللہ یوم القیمۃ اور جملہ یرحمہما وجزاہما باحسن ما عملا ظاہر ہی کہ بالکل ہم معنی ہین ہمین کچہہ حاجت بیان ہی نہین ہی علاوہ ازین خطبہ للہ بلاد فلان کو بہی مصدق ہی علی الخصوص فلقد قوم الاود وداوی العمد اصاب خیرہا

---

[1] لوگونسی حدیث بیان کر اور اونکو فتوی دے اور بجز خدا کے کسی سے نہ ڈر اور اپنی اہلبیت کے علوم کو پہیلا اور اپنی آبا صالحین کی تصدیق کر تو حفاظت اور امان مین ہی۔ ۱۲

وسبقوا شرها۔ کی ہما اماماں عادلان قاسطان کانا علی الحق گویا ہم معنی
او مرادف ہین اور گویا جناب امام صادق نے جناب امیر کی کلام کی شرح فرمادی از جناب امیر کے
اس کلام مین گو جملہ دعائیہ نہین لیکن اوصاف مذکورہ قطعی ستلزم فعلیہما رحمۃ اللہ یوم القیمۃ
کو ہین اسیطرح جناب امام صادق نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی کلام کے بھی تصدیق فرمائی
کیونکہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے جب خلافت امیر معویہ رضی اللہ عنہ کو تسلیم فرمائی تھی اور باہم
صلح نامہ تحریر ہوا تھا تو اول شرط یہہ تحریر ہوئی تھی بیسلم الیہ ولایۃ المسلمین
علی ان یعمل بینہم بکتاب اللہ وسنۃ رسولہ وسیرۃ الخلفاء
الراشدین ۔ اور ظاہر ہے کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے پہلے خلفاء راشدین بجز خلفاء اربعہ کے اور کوئی
نہین جب اونکو راشد فرمایا اور اونکی پیروی کا حکم فرمایا تو وہ اگر فے الواقع امام برحق اور خلیفہ
راشد نہوں تو امام معصوم کے کلام مین کذب لازم آویگا تو معلوم ہوا کہ وہ فے الواقع خلفاء ثلٰثہ راشدین
اور ائمہ برحق تھے اور جو کچھہ اونہون نے کیا وہ عدل و قسط تھا چنانچہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ
نے اوسکی تصدیق فرمائی اور اپنی اس کلام مین حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے ارشاد کی گویا شرح کردی تو اب
مطابق وصیت نامہ کی حضرت امام جعفر رضی اللہ عنہ پر پوری طور سے صادق آیا۔ وصدق اباءک
الصادقین اور واقعی آپنے مطابق حکم وصیت نامہ کے اپنی ابار صالحین کی پوری تصدیق
فرمائی ۔ اور علاوہ ازین چونکہ حضرت امام جعفر مامور با ظہار ہوا لحق تھی اور تقیہ جایز نہ تھا
اسلیے جو کچھہ ظاہری طور پر آپنے ارشاد فرمایا وہ قابل قبول ہوگا اور جو کچھہ کہ مین خفیہ طور پر اوسکی
خلاف بیان کرنیکو باعتبار لفظ و معنی کے نہایت لغو اور پوچ ہے اوسکی بابت منضم کیا جاتا ہے
وہ حضرات کا ایجاد و اختراع محض ہوگا چنانچہ تصریح بعض علماء شیعہ کے بعض کی نسبت یہہ امر
ثابت ہے باقر مجلسی نے صدوق کی نسبت ایک حدیث مین یہہ امر فرمایا ہے وانما فعل
ذلک لیوافق اهل العدل ۔ خود شریف رضی نے جناب امیر کے کلام مین کیا کیا کچھہ
اپنی کی ہی کردہ تحریفات یہود و نصاری سے بھی بڑھ گئی ہیں ایسی حالت مین ایسے

روات کو صحیح تسلیم کر لیا جاوے تو اس صورت مین ابا بصالحین کے تصدیق نہوگی بلکہ تکذیب ہوگی
اب ہم اس زیادتی کی تکذیب پر دلائل قایم کرتے ہین گو ہماری گذارش سابقہ سے اسکی تکذیب بخوبی
ہو چکی ہے اور علماء کے خصوص اس زیادتی اکی روایت کو جھوٹا کرتی ہین واضح ہو کہ اولاً جملہ
ولعمری ان مکانہما فی الاسلام لعظیم الخ اور کلام - رحمہ اللہ و فلان صریح اسکی اور اسکی روات کے
تکذیب کرتے ہین - ثانیاً علامہ بحرانی نے جو جواب اس اعتراض کا دیا ہے کیف سلم ہشام
یسلم لمعویۃ و لطلحۃ والزبیر مع قیامہ الفتنۃ فی حربہم - اور وہ یہہ ہے - الثانی انا لفرق بین الخلفاء
الثلثہ و بین معویۃ فی اقامۃ حدود اللہ و اہمل مقتضی اوامرہ و نواہیہ ظاہر - اس سے صریح
ثابت ہوتا ہے کہ راوی نے جو عادلان فاسطان کے معنی جابران ظالمان کے گھڑے ہین محض دروغ ہے
کیونکہ خلفاء ثلثہ کا حدود اللہ کو قائم کرنا اور بموجب اوامر و نواہی خداوندی کے عمل کرنا یہہ ایسا ظاہر ہے
کہ جسکا شیعہ کو بھی اعتراف ہے اور ظاہر ہے کہ عدل و انصاف اسیکا نام ہے کہ حدود اللہ کو قائم کیا جاوے
اور بموجب اوامر و نواہی خداوندی کے عمل کیا جاوے اور حق پر ہونا ہے اسی پر منحصر ہے اور استحقاق دعا
فعلیہما رحمۃ اللہ یوم القیمۃ کا بھی اسی پر گویا موقوف ہے اور جب یہہ وصف شیخین مین حسب
اعتراف علامہ بحرانی پائی جاتی ہین اور ہم جانتے ہین کہ شیعہ مین سے کسی کو بجز خاص
وقت کے اسکا انکار نہین اور بحرانی کو جھوٹا نہین سمجھتے تو معلوم ہوا کہ حضرت امام نے جو کچھہ
فرمایا وہ اپنی ظاہر پر محمول ہے اور راوی نے جو اسکی بعد مین تحریف فرمائی وہ کذب و دروغ ہے
ثالثاً ہم اس سے زیادہ صریح دلیل اور واضح تر عرض کرتے ہین جس سے پوری تکذیب اس
زیادت اور اوسکی روات کی ہو جاوے - نہج البلاغت مین ایک خطبہ مذکور ہے جسکا عنوان یہہ ہے
واللہ لاسلمن ما سلمت امور المسلمین ولم یکن فیہا جور الا علی خاصۃ الخ یہہ خطبہ
صریح دلالت کرتا ہے کہ جناب امیر نے تسلیم خلافت اس شرط پر فرمائی تھی کہ امور مسلمین بدستور درست رہین
اور سلامت رہین کسی پر جور و جفا ظلم و زیادتی نہو چنانچہ آخر خلافت خلفاء تک جناب نے اس
تسلیم کو قائم رکھا اور کوئی امر ایسا واقع نہین ہوا جس سے جناب امیر کو گنجایش مناقشہ ہمارے

بلی چنانچہ شارح ابن میثم اسکی تصدیق فرماتے ہیں اور اسکی تائید میں لکھتے ہیں قولہ واللہ لاسلمن
ما سلمت امور المسلمین ای لاترکن المنافسۃ فی ہذا الامر ما سلمت امور
المسلمین من الفتن وفیہ اشارۃ الی ان غرضہ من المنافسۃ فی ہذا
الامر ہو صلاح حال المسلمین واستقامۃ امورہم وسلامتہم عن الفتن
وقد کان لہم ممن سلف من الخلفاء قبلہ اس سے بدلالت مطابقی ثابت ہے کہ خلافت خلفاء ثلثہ رضی اللہ
عنہم ظلم و جور کی نوبت تک بالکل نہ پہنچی تھی اور تحقیق رضی اللہ عنہما مصدق ہما امامان عادلان
قاسطان کانا علی الحق و ماتا علیہ فعلیہما رحمۃ اللہ یوم القیمۃ کے ہیں اور روایات جو پہلے
بعد اسکے جو کچھ ہیں تلف النفس اختیار کیا وہ سراسر کذب اور دروغ ہے اور جناب امیر علیہ السلام کی کلام
اور بحرانی کی تصریح سے اسکا کذب ہے۔ رابعًا ناقد المتکلم مرزا مولوی حیدر علی رحمۃ اللہ علیہ فاضل
اخباری کی جواب میں بیان کرتے ہیں نقل فرماتے ہیں اگر اعتراف فرمایند دارع است کہ بنا علی
زعوم الامامیہ از خلفاء ثلثہ نسبت بامیر المومنین علیہ السلام و فاطمہ علیہا السلام انتقض عہد و نکث
بیعت غدیر و غصب فدک و دیگر چند اعمال و افعال بر خلاف شریعت بظہور رسیدہ و طریقہ معاشرت ایشان
با اہل بیت بعین اعزاز و اکرام باتفاق فریقین بود و اجبار سید الشہداء علیہ السلام بر جبر و اکراہ و در کتب کلامیہ و سیر
موجود و منشاء طعن و قدح در شان ایشان بالمرۃ نزد امامیہ زبان بر بندہ اند و با نکے تمسک
نصب العین خاطر خود امامیہ ساختہ۔ دیکھو فاضل اخباری اس تصریح کے ساتھ فرماتے ہیں کہ خلفاء ثلثہ کا طریقہ
معاشرت اہل بیت کے ساتھ عین اعزاز و اکرام باتفاق فریقین شیعہ و اہل سنت کے تھا اور جبر جناب امیر علیہ السلام
کو امامیہ کے نزدیک بھی اور تھا نہیں دیا تھا اور بالکل اسی طرح تمکین کو بر وقت اپنی دلکی آنکھونکی سامنی رکھتی ہیں
پس جنکی باعتراف فاضل اخباری یہہ صفات ہوں انکی نسبت صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہہ زیادتی کا
دروغ ہے اور یہہ جو فاضل اخباری نے بعض اعمال معدودہ کی نسبت ذکر کیا یہہ بھی جناب امیر کی
تصریحات سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرات کا کذب و افترا ہے چنانچہ ہم بارہا گذارش کر چکے اور بھی
گذارش کیا ہے کہ جناب امیر کا تسلیم خلافت کو مستدرک ہے ... ابا بکر علیہ السلام کے ساتھ

پہر ادس تسلیم پر آخر تک قائم رہنا اور چون و چرا نکرنا لون افعال کو جو کتب کلامیہ اور سیر مین موجود ہین مثل
ترک بیعت و نقض عہد و غصب فدک وغیرہ سب کو ثابت کرتا ہی کہ موضوعہ و مفتریٰ ہین کیونکہ اصول شیعہ پر
کوئی فعل ایسا سرزد نہین ہوا جسکا اثر خاص جناب امیر کے ذات بابرکات تک محدود ہو بلکہ جو فعل صادر
ہوا ہے جسکو حضرات شیعہ معرض طعن و قدح مین بیان کرتے ہین وہ علاوہ جناب امیرؑ کے دوسرونکی
حقوق پر بہی موثر ہی مثلاً غصب خلافت یہہ ایسا فعل ہی کہ اس سے زیادہ دینوی اور دنیاوی حقوق
اہل اسلام کو کوئی چیز ضرر رسان نہین ہی چنانچہ خود ظاہر و بدیہی ہے غصب فدک خاص حق
جناب سیدہ معصومہ کا بلکہ ائیندہ تمام بنی فاطمہؓ کا تہا جو تلف ہوا اور اس سے آئندہ ایک حصہ کا
نقصان چندان خود جناب امیرؑ کو بہی پہونچا علی ہذا القیاس پس اگر انکا وقوع صحیح ہو تو معاذ اللہ
جناب امیر نے جو کچھہ — واللہ لاسلمن ما سلمت امور المسلمین — الخ — فرمایا وہ جہوٹ تہا اور اگر
وہ سچ تہا تو ان امور کا وقوع کذب ہی لیکن ہم کہتے ہین جناب امیر کا ارشاد بجا تہا وہ ہرگز کذب
نہین لیکن یہ امور محض ان جیسی لوگونکی تراشی ہوئی ہین جو لاعن و ملعون ائمہ تہے جنکی مونہہ
پر کتے پیشاب کرتے تہے جنکی صراحۃً ائمہ تکذیب فرماتے تہے جو ائمہ پر افترا و بہتان باندہتے
تہے پس انکی تکذیب کر دینا البتہ قرین قیاس ہی — غرض یہہ دلائل ان روایات مخترعہ کی بخوبی تکذیب
کرتے ہین اور علاوہ انکی اور بہی دلائل عقلی ہین جو اس روایات اور اوسکی رواۃ کے تکذیب کرتے ہین
مگر مینے بخیال تطویل اور نیز اس خیال سے کہ ہر شخص جسکو ذرا بہی عقل و فہم سے اور علم و انصاف سے
حصہ ملا ہوگا وہ مجرد دیکہنے اس روایتی کی بداہۃً یقین کرسکتا ہی کہ یہہ محض بناوٹ اور جہوٹ
ہی انکی استیعاب کو ترک کر دیا ہی **دلیل تاسع** جناب امام حسن رضی اللہ عنہ نے جب
ضلع خلافت فرمایا اور امیر معویہ سے مصالحت کرکے اونکو تسلیم فرمائی اور صلح نامہ لکہا گیا جو علماء
تاریخ نے نقل کیا ہی اور ہم سابق مین اوسکی نقل کرچکی ہین کہ اوسمین چند شرائط قرار پائی تہی
چنانچہ اول شرط یہہ تہی کہ کتاب و سنت و سیرت خلفاء راشدین پر عمل کری دوسری
شرط یہہ تہی کہ معویہ کو یہہ استحقاق نہین ہی کہ اپنے بعد کسیکو خلیفہ مقرر کری بلکہ بعد اوسکی

[illegible]

خلافت شوریٰ کی طور پر بین المسلمین ہوگی چنانچہ عبارت صلحنامہ کی یہہ ہی بسم اللہ الرحمن
الرحیم ھذا ما صالح علیہ الحسن بن علی بن ابی طالب ومعویۃ بن
ابی سفیان صالحہ علی ان یسلم الیہ ولایۃ امر المسلمین علی ان یعمل
فیھم بکتاب اللہ تعالی وسنۃ رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم وسیرۃ
الخلفاء الصالحین ولیس لمعویۃ بن ابی سفیان ان یعھد الی احد من
بعدہ بل یکون الامر من بعدہ شوریٰ بین المسلمین انتہی نقلہ ابن حجر
یہہ دونو شرطین بداہۃً ایسی ہین جو ہماری مدعا کی مثبت ہین اور اصول شیعہ کی مبطل کیونکہ خلاصہ
ہی پہلی شرط مین بدلالت مطابقی ہماری دعوی کا ثبوت موجود ہی امیر معویہ سی معاہدہ فرمایا کہ سیرت
خلفاء صالحین پر عمل کرے اب فرمایئے کہ خلفاء صالحین کون ہین جنکو جناب امام صالحین
یا راشدین سی ہی تعبیر فرماتے ہین اس سی پہلے بجز خلفاء اربعہ کے اور کوئی خلیفہ نہین ہوتا
تو بجز اسکی کہ خلفاء صالحین سے خلفاء اربعہ مراد ہو اور کوئی صورت نہین اور خلفاء صالحین
اوسیوقت ہوسکتی ہین جبکہ اونکی امامت حقہ اور خلافت راشدہ ہو نہ امارت فاجرہ تو یہہ شرط
چند وجوہ سی مثبت مدعا ہی اول یہہ کہ جناب امام علیہ السلام نے اونکو خلفاء صالحین فرمایا
اگر فی الواقع وہ خلفاء صالحین ہین تو ہمارا مدعا ثابت ہی اور اگر باعتبار فرض وہ خلفاء صالحین
نہین ہین تو معاذ اللہ امام معصوم نے جہوٹ بولا دوسری یہہ کہ کتاب و سنت کی ساتہہ اونکی
سیرت کو بہی معمول بہا شرط قرار دیا جس سی صاف معلوم ہوتا ہی کہ اونکی سیرت اتباع شریعت
مین یہانتک راسخہ ہی کہ جو اوسکا اتباع کریگا — فی الحقیقت شریعت کا ہی اتباع ہوگا
اور اونہون نے یہانتک اجرای شعائر شرع کیا اور پاس شرع کو اپنی افعال و اقوال مین
یہانتک ملحوظ خاطر رکہا کہ جو شخص اونکا اتباع کریگا وہ اتباع کتاب و سنت و سبیل شریعت
سی جدا نہوگا اور یہہ مستلزم اسکو ہی کہ وہ خلفاء راشدین تہی اور اونکی خلافت خلافت
راشدہ تہی — تیسری یہہ کہ جناب امام حسنؓ نے وسیرۃ الخلفاء الصالحین اپنے الفاظ فرما

ہے خلفاء اربعہ کو شامل ہے تخصیص نہین ہے اور جناب خلفاء ثلثہ برابر شریک اسمین ہین ہرگز خصوصیت
نہین ہے اسکا استحقاق جناب امیر ہی مین ہو سکتا اور یہہ بدون اختیار فرق کے سب کے سیرت کی اتباع کو شرط
کرنا صاف سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ زمانہ صلح مین جیسی انکی نزدیک جناب امیر تھی ویسی ہی
خلفاء ثلثہ بھی اور جیسی اتباع سیرت جناب امیر کا پسندیدہ تھا ویسی ہی اتباع سیرت خلفاء
ثلثہ محمود و پسندیدہ تھا اور یہی عین مدعا اہلسنت کا ہے اور ظاہر ہے کہ یہہ وقت تقیہ کا نہین ورنہ
اسوقت بھی ان کا خیال پیش ہے اور کتاب و سنت کا ہی ذکر کردینا کافی تھا یہہ جو آپنے بڑھایا اس سے
ہر ایک معلوم ہوتا ہے کہ یہہ بات تقیہ کی نہ تھی اور دوسری شرط بھی ہماری مدعا کو
ثابت کرتی ہے دوسری شرط یہہ تھی کہ معاویہ ابن ابی سفیان کو اختیار نہین ہے کہ اپنی بعد
کسی کو خلیفہ بناوے بلکہ امر خلافت کا بیچ مسلمانوں کے بطور مشورہ کے ہوگا اس شرط مین غور
کیا جاوے تو صاف ہے کہ یہہ شرط صلح کی تعین نص کی تصحیح کرتی ہے اور اس سے
ثابت ہوتا ہے کہ خلافت بطور شوری کے واقع ہو وہ صحیح ہوا جسپر اہل حل وعقد متفق
ہوجاوین پس ثابت ہوا کہ حقیت خلافت خلفاء ثلثہ ثابت ہوئی اور نیز ثابت
ہوا کہ جو حضرات شیعہ نے نص کو شرط امامت قرار دے رکھا ہے یہہ باطل ہے **دلیل**
تاسع شریف رضی نے نہج البلاغت مین ایک خطبہ نقل کیا ہے جو صراحۃً مثبت مذہب الحق
و مبطل مذہب شیعہ ہے ہم اوسکو شرح نہج البلاغت سے نقل کرتے ہین جو کچھہ شارح اوسکی شرح
مین ہمارے مدعا کے ثبوت مین ہے اسکو بھی نقل کرتے ہین ومن کلام له لما
اراده الناس علی البیعة بعد قتل عثمان دعونی والتمسوا غیری فانا
مستقبلون امرا له وجوه والوان لا تقوم له القلوب ولا تثبت علیه العقول
وان الآفاق قد اغامت والمحجة قد تنکرت واعلموا انی ان اجبتکم رکبت
بکم ما اعلم ولم اصغ الی قول القائل وعتب العاتب وان ترکتمونی
فانا کاحدکم ولعلی اسمعکم واطوعکم لمن ولیتموه امرکم وانا لکم وزیرا خیر لکم

ثانی کو یہہ نہ سوجھی جو لاکھوں مسلمانونکی دین و دنیا کی بربادی اپنی ہاتھ سے فرمائی اور اگر یہہ
فرماتے کہ بمقابلہ خوف فتنہ کی سیرت کا لحاظ ضروری نہ تھا تو ہم گذارش کرینگے کہ نہایت
افسوس ہے کہ جناب امیر نے ایک ہیہ ضروری امر کے لیے ہزارہا مسلمانونکی جانین ضایع
کرائین تو معلوم ہوا کہ بعض ظاہری حالت ہی کو نہین بیان کیا بلکہ حکم شرعی بھی بیان
فرمایا علاوہ ازین اس صورت مین جملہ لاحقہ اوسکی ترقی صحیح ہوگی پھر ابن میثم کی
شرح جسکو ہم حاشیہ آیندہ کی شرح مین نقل کرینگے - بالتصریح اسکی مکذب ہی اور نیز ترک
بیعت اور عدم ترک کے حالت کا امتیاز سب سے زیادہ اصول شیعہ پر لغو اور باطل ہی پس
ہماری تو جنس جیب کا یہ زعم اس جملہ کی تاویل مین محض لغو اور لاطائل ہوگا دوسرا جملہ
جناب امیر نے یہہ فرمایا - ولعلی اسمعکم واطوعکم لمن ولیتموہ امرکم گویا جملہ سابقہ سے
بطور ترقی فرماتے ہین اور شاید مین تم سے زیادہ اوسکی حکم کا سننے والا اور اوسکی حکم کا
مطیع ہون جسکو تم اپنے امر کا والی بناؤ اور اپنا امام قرار دو - اب ہم پوچھتے ہین کہ جناب
امیر کی زیادتی سمع اور زیادتی اطاعت کی وجہ کیا ہی - جو لوگ ایسے ہین کہ جنہون نے
اون خلفا کو جنکو اہل حل وعقد نے خلیفہ بنایا ہی امام برحق سمجھ رکھا ہی تو وہ
تو اپنی غلطی کی وجہ سے کسیقدر معذور ہونگی لیکن جناب امیر نے بھی اگر انکو امام برحق
اور خلیفہ راشد اعتقاد کر رکھا ہی تو ہو المراد اور اگر آپ نے ظالم و غاصب اور خائن و ناحق
سمجھ رکھا ہی تو پھر کیا وجہ ہے کہ اپنی سمع و اطاعت کو بہ نسبت عوام کے زیادہ فرماتے
ہین اور اگر یہہ کہ اپکی سمع اور اطاعت محض ضروری ہین جو بنظر مصلحت وقت بہ خیال فتن
کی خوف سے اختیار کی تہی تو بقدر ضرورت اسیقدر رہا اور بقدر ضرورت سے تجاوز نہین ہوتے
پس اگر ضرورۃً اطاعت کی گئی تھی تو وہ اسیقدر ہوتے جسمین ضرورۃ وقت رفع ہو جاتی
یہہ تسلیم نہ ہوا کہ حضرت وغیرہ اپنی ولی امر بناوگی مین اسکا ہمتا ری بہ نسبت زیادہ مطیع
ہونگا تو یہہ زیادتی سمع و اطاعت کی بجبر اسکی ممکن نہین کہ آپنے وس شخص کو

جسکو اہل حل وعقد نے امام بنایا ہی شرعاً واجب الاطاعت سمجھیگا کہا ہو اور جب آپ بروی حکم شرع
واجب الاطاعت اعتقاد کرینگے تو بے شک بہ نسبت دوسرونکی آپ زیادہ اتیان ما موربہ مین سرگرم
ہونگی اور بدیہی ہے کہ کسی شخص کا شرعاً واجب الاطاعت ہونا اور جناب امیر کا اوسکی مطیع ہونا بدون
اسکی ممکن نہین ہے کہ بروی شرع اوسکی امامت وخلافت صحیح ومنعقد ہو چنانچہ ہم اس مدعا کی
ثبوت مین علامہ بحرانی کی عبارت کو اوسکی شرح سی نقل کرتے ہین اہل فہم وانصاف
ملاحظ فرماوین قوله وان ترکتمونی الخ ای کنت کاحدکم فی الطاعة
لامیرکم بل لعلی اکون اسمعکم واطوعکم له ای لقوة علمی بوجوب طاعة
الامام وانما قال لعلی لانه علی تقدیر ان یولوا احدا یخالف امر الله
لا یکون اطوعهم له بل اعصاهم واحتمال تولیتهم لمن کذلک قائم
فاحتمال طاعته له قائم فحسن ایراد لعل انتهی بقدر الحاجة بحرانی صاحب کی عبارت
اور اوسکی تصریح قابل ملاحظ اولوا الابصار ہے وہ فرماتے ہین کہ جناب امیر کا اسمع واطوع ہونا اسوجہ سے ہے
کہ آپ حکم شرعی وجوب طاعت امام کے اعلم ہین اور آپ جانتے ہین کہ امام کے طاعت بروی حکم
شرع واجب ہی اور ظاہر ہی کہ امامت تاوقتیکہ شرعاً منعقد نہو اور امام بروی شریعت امام
صحیح نہو واجب الاطاعت نہین ہو سکتا تو اس سی صاف ثابت ہوا کہ اہل حل وعقد جسکو
امام بناوین وہ شخص عند اللہ امام اور واجب الاطاعت ہی اور جناب امیر بھی اوسکو
واجب الاطاعت اعتقاد فرماتے ہین اور جب شرعاً امام اور واجب الاطاعت ہوا تو آپ کیون نیز
اوسکو امام سمجھینگی لیکن شارح بحرانی نے اسقدر قید اور لگائی کہ یہہ حکم عام نہین بلکہ بلفظ لعل
سی یہہ بات پیدا ہوتی ہے کہ احتمال ہے اہل حل وعقد ایسی شخص کو امام بناوین کہ جو مخالف
امر اللہ کے ہو تو اوسوقت آپ اطوع نہونگے بلکہ زیادہ مخالف اور نافرمان ہونگے اگرچہ بحرانی کا
یہہ فرمانا غلط ہی کیونکہ اس احتمال کی وقوع کے تکذیب وتغلیط خود جناب امیر بجواب
امیر معویہ کے فرما چکی امیر معویہ نے آپکو اوس خط کے جواب مین جسمین آپنے امیر معویہ سی

بسبب طلب کرتے تھی اور یہہ فرمایا تھا کہ میری ہاتھہ پر ان لوگوں نے بیعت کی ہے جنہوں نے ابوبکر
و عمر و عثمان کے ہاتھہ پر بیعت کی تھی تو تم کو بھی اسکو قبول کرو۔ لکھا تھا۔ کہ اگر آپ بھی مثل ابوبکر و عمر کے
ہوتے تو آپکی خلافت بسبب اہل حل و عقد سے صحیح ہوتی اور میں آپ سے ہرگز نہ لڑتا لیکن جب
مثل ان کے نہیں ہیں بلکہ حدود و قصاص جاری نہیں کر سکتے یا قاتلین عثمان سے کہ حامی ہیں
تو اس حالت میں بیعت اہل حل و عقد سے آپکی خلافت منعقد نہیں ہو سکتی اور اہل حل و عقد نے خطا کی
جو آپ سے شخص سے بیعت خلافت کے جو مہمات خلافت کو سرانجام نہیں کر سکتا۔ اسکی جواب میں
جناب امیر نے تحریر فرمایا۔ وزعمت انا قد علے معیذ خطیئک فی عثمان و
کنت امرا من المهاجرین اوردت کما اوردوا واصدرت کما اصدروا و
ما کان اللہ لیجمعهم علی ضلال ولا یضربهم بعمی۔ ماحصل جواب یہہ ہے کہ جو مجہپر الزام خون عثمان و قتل
عثمان کا لگاتا ہے اسی وجہ سے مجکو صالح واسطے خلافت نہیں سمجہتا اور گمان کرتا ہے کہ اہل حل و عقد
نے خطا کی جو بغیر اہلیت کے ہاتھہ پر بیعت خلافت کے گویا بالکل غلط و لغو ہے کہ چونکہ میں بھی ایک
رجل مہاجرین میں سے ہوں جو انکا حال تہا وہی میرا حال ہے اگر میری ذمہ الزام ہے تو سبکے
ذمہ الزام ہے اس معاملہ میں مجہکو کوئی خاص کلام کہ جو سب مہاجرین سے علیحدہ ہو نہیں ہے لہذا پس
اگر اہل حل و عقد نے مجہسے بیعت کی اور میں شخص صالح خلافت نہ تہا تو لازم آتا ہے کہ وہ سب گمراہی
پر مجتمع ہوں اور سب کے سب حق سے اندہے ہو گئے اور یہہ محال ہے تو ثابت ہوا
کہ بیعت اہل حل و عقد کی صحیح ہے خلافت کے ساتھہ میں ہو سکتی ہے اور علامہ بحرانی نے
جو یہہ احتمال قائم کیا کہ اہل حل و عقد جس شخص کو امام بنا دیں جو مخالف امر اللہ کے ہو یہہ غلط ہے
اور جناب امیر کا جواب سراسر اسکو مکذب ہے لیکن بالفرض ہم اسکو علی سبیل التنزل تسلیم کرتے
ہیں تو کہتے ہیں کہ جیسا اوسی امام کو جب بالاجماعت اعتقاد کرو جسکو اہل حل و عقد
امام بنا دیں اور وہ جدی پیشرا اور تم ہم کہ شریعت میں مخالف امر اللہ کی نہو اور خلاف اسی
نوع میں جناب امیر کے ارشاد کو مانو اور اپنی مسئلہ بحرانی کا سمجہو اور ظاہر ہے کہ

امامت ثابت ہوئی اور اس سے یہہ بھی ثابت ہوا کہ امام برحق وہی ہی جسکی امامت کو اہل حل و عقد تسلیم کرلیں اور متفق ہو کر اہل حل و عقد جسکو امام بنالیں اور خلفاء ثلثہ کو اہل حل و عقد نے امام برحق تسلیم کرلیا تھا اور اونکو امام بنا لیا تھا تو وہ واجب الاطاعت اور امام برحق اور خلیفہ راشد ہوئی۔ تیسرا جملہ جناب امیر نے ارشاد فرمایا۔ وانا لکم وزیرا خیر لکم منی امیرا۔ یعنی تمہاری لیے میں وزیر ہوں یہہ بہتر ہی اس سے کہ میں تمہارا امیر ہوں حاصل یہہ ہی کہ میری امارت سے تمہاری لیے میری وزارت بہتر اور خیر ہے اور ظاہر ہی کہ جس امارت کے آپ وزیر و مشیر اور جن امراء کی آپ معین و ظہیر ہونگی وہ امارت بہی خیر ہوگی اور یہ بہی ہے کہ خلفاء ثلثہ سابقہ مین جناب امیر وزیر و مشیر رہی ہمیشہ مہمات مین آپ سی مشورہ لیا جاتا تھا اور آپکے مشورہ پر عمل کیا جاتا تھا تو وہ خلافتین جنکی آپ وزیر تھی وہ حق اور خیر ہوئی باقی رہا یہہ امر کہ یہہ خیر یہ کس امر کے طرف راجع ہے آیا صرف ظاہری دنیاوی سہولت حال کیطرف راجع ہی یا مطلق باعتبار دینی دنیاوی امور کے سب کے طرف عائد ہی لیکن ہم کہتے ہیں کہ احتمال اول بعید ہی اور قابل اعتبار نہیں اور احتمال ثانی بروی دلائل صحیح و مستغنی ہے کیونکہ ظاہر ہے وہ ظاہری سہولت حال کہ جسمین دین و دنیا کا نقصان ہو اوسپر خیریت کا اطلاق کسیطرح صحیح نہیں ہوسکتا امامت دین و دنیا کی امامت عامہ ہی جسکی ساتھہ دین اور دنیا کی اصلاح حال منوط و مربوط ہی اور امام بمنزلہ نبی کے ہی کہ امت کے احوال دینی اور دنیاوی کی اصلاح کرتا ہی لیکن تیسیر و سہولت خود شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مد نظر ہے اسیواسطی اونکی شان مین۔ عزیز علیہ ما عنتم۔ ارشاد ہی خود خداوند تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر۔ اور فرماتا ہی وما جعل علیکم فی الدین من حرج۔ پس جب شارع کو یسر و سہولت مد نظر ہی تو اوسکو کون انکار کرسکتا ہی کون امام امت کا مطیع ہو جاوی کہ جو کچھہ اونکی مرضی ہو وہ کری یہہ ہیئت اگر پہلی کسی امام نے کیا ہوتا تو اوسوقت جناب کو اسکا فرمانا شایان تھا اور جب کسی امام نے

ایسا نہین کیا اور نہ لوگ اسکی عادی تہی ہمیشہ امام اپنی رای و مشورہ سے سرانجام مہمات کرتے رہے تو ایسی حالت مین آپکا یہ ارشاد صرف سہولت حال کیطرف راجع نہین ہوسکتا علاوہ ازین مطلق خبر سے بلا قرینہ فرد ناقص بلکہ انقص مراد لینا یہہ خود خلاف قاعدہ عرف اور غلط ہے تعجب ہے کہ امام منصوص من اللہ و منصوب من الرسول بالفعل ہو اور وہ کبہی اپنی حق کا نام نہ لی اور اگر لوگ اوسکو چاہین تو دفعتا ورتعلل فرماوی اور فرماوی کہ میری وزارت تمہاری لیے بہتر ہے امارت اسقدر بہتر نہین۔ خبر۔ دعونی والتمسوا غیری تک مضائقہ نہ تہا لیکن یہہ سراسر منصوصیت خلافت کو باطل کر رہا ہے اور ثابت کرتا ہے کہ انعقاد خلافت بیعت اہل حل و عقد پر موقوف ہے چنانچہ ان جملوں مین یہہ جملہ صریح دلیل ہے واعلموا انی ان اجبتکم رکبت بکم ما اعلم ولم اصغ الی قول القائل وعتب العاتب اسمین آپنے اجابت کو ضمیر متکلم کیطرف منسوب فرمایا ہے یعنی اگر تمہاری ملتمس کے اجابت کرلونگا تو پہر تمکو اپنی رائی پر چلاونگا اور تم سے اپنی علم کے موافق کام لونگا تو آپنے اپنی عمل و تصرف کو اپنی اجابت پر منحصر فرمایا ہے تو معلوم ہوا کہ جب آپ اہل حل و عقد کی التماس کو قبول فرماوینگی خلیفہ بالفعل اوسیوقت ہونگی کیونکہ انعقاد طرفین کے ایجاب و قبول و رضا و تسلیم سے ہوتا ہے تو معلوم ہوا کہ آپ بالفعل امام و خلیفہ نہ تہی ورنہ خلیفہ کو جو خدا تعالے کیطرفسے مقرر ہوا اجابت کے سوا چارہ نہین ہے۔ ان اجبتکم کچہہ معنی نہین رکہتا اگر اہمال امر خلافت اسوجہ سے تہا کہ امت کے طرفسے اجابت و تسلیم مین کوتاہی ہے تو پہر ان اجبتم تُنے فرمانا مناسب تہا یعنی تمہاری طرفسے تقصیر ہے اگر تم اجابت و تسلیم کروگے۔ الخ۔ پس اس سے صراحۃً یہہ ثابت کردیا کہ دارمدار انعقاد خلافت کا بیعت اہل حل و عقد پر ہے اور جناب امیر ہرگز خلیفہ منصوص نہ تہی جیسا کہ حضرات شیعہ کا ادعا ہے پس حاصل مطلب تحقیقی طور پر اس عبارت کا یہہ ہے کہ آپکو معلوم تہا کہ ابتدا زمانہ خلافت نبوت مین کارہای نمایان اور اسلامی ترقیات بی پایان ہونے والی ہین تو عجب نہین کہ کبہی آپکی خواہش ہوئی ہو کہ یہہ کام میری

ہاتھہ سے نکل جاوین تو اور یہہ حسنات میری نامہ اعمال مین درج ہونے ہا سکین چونکہ یہہ امر مقدر نہ تھا
اور اسکی نام دے لیی کارپردازان قضا و قدر نے اور لوگ مقرر کر رکھی تھی تو آپکا دست خواہش
اسکی حصول سے کوتاہ رہا بعد شہادت عثمان رضی اللہ عنہ آپکو معلوم ہوا کہ زمانہ خلافت نبوت
قرب الاختتام پونہچا اور ترتیبات اسلام کا شباب بڑہاپی کے ساتھہ مبدل ہو گیا۔ اب باہم
خانہ جنگیونکی رزم بازاری ہوگی تو پہلی آپنے بیعت کے قبول کرنے مین تعلل و تسویف
فرمائی اور یہہ الفاظ جو انسے صحیح طور پر اس مدعا کو ثابت کرتے ہین فانا مستقبلون
امرا له وجوه و الوان لا یقوم له القلوب ولا تثبت له العقول وان الافاق
قد اغامت و المحجة قد تنکرت چنانچہ آپکی زمانہ خلافت مین ایسا ہی واقع ہوا اور شور ہیجان
فتن سے پاک نہوا یہانتک کہ زمانہ خلافت نبوت منقرض ہو گیا اور ملک عضوض کے نوبت
آئی بعد بعثت حضرت کو ساتھہ جناب امیر نے فرمایا۔ انتلیت لقتال اہل القبلہ۔ غرض ہمکو
کلام کی طلب نہ کرنا غرض اور اسکی غرض سے کیا مطلب ہمارا مدعا جسکی ہم اثبات کے درپی
ہین یعنی ثبوت حقیت خلافت خلفاء ثلثہ وہ بحول اللہ و قوتہ اس کلام سے بخوبی ثابت ہے دلیل
حادی عشر۔ امام ابوالفرج اصفہانی نے اپنی کتاب اغانی مین روایت درج کی ہے
عن ابی الابجر الاکبر قال جاء ابوسفیان الی علی بن ابیطالب فقال یا ابا الحسن
ما بال هذا الامر فی اضعف قریش واقلها فوالله ان شئت لاملانها علیهم
خیلا ورجلا فقال علی بن ابیطالب طال ما عادیت الله ورسوله والمسلمین فما ضرهم
ذالک شیئا انا وجدنا ابا بکر لها اهلا۔ اس روایت سے ثبوت حقیت خلافت صدیقی

ترجمہ ابو الابجر اکبر سے مروی ہے کہا ابو سفیان علی ابن ابیطالب کے پاس آیا اور کہا ای ابوالحسن
امر خلافت کا کیا حال ہے کہ قریش مین سے ضعیف اور ذلیل ترین مین ہے۔ خدا کی قسم اگر تو چاہی تو مین میدان کو
سوار اور پیادہ سے بھر دون۔ علی ابن ابیطالب نے فرمایا تو ہمیشہ اللہ کا اور رسول کا اور مومنونکا دشمن رہا اور اسنے
انکو کچھہ نقصان نہ پہنچایا۔ ہمنے ابو بکر کو خلافت کے لیے لایق پایا ہے ۱۲

بدلالت مطابقی ثابت ہوتا ہی اور دوسری خلافتین بہی جوکہ اسپر متفرع ہین توجب اسکی
حقیت ثابت ہوئی تو اونکی بہی صحت وحقیت ثابت ہوگئی اور کچہہ شک وشبہ نرہا
مگر ہان۔ اسقدر گذارش ہے کہ جناب اگر صاحب اغانی ابوالفرج علی بن حسین اصفہانی
کی عدم اعتبار کا قضیہ پیش کرینگے تو ہم آپکو آپکی روایات و درایات کی حالات اور آپکے علما کے
تحقیقات عرض کرکے متنبہ کرینگے کہ اس صورت مین آپکی صحاح کی خیر نہین
اور غالب روایات قابل اخراج ہونگی جنکو معمول بہا اور معتقد علیہا اعتبار فرما رکہا ہی چونکہ
اس بحث مین بہت قدر اطناب ہوگیا ہی اسلیے اسکو اسیجگہ ختم کرتے ہین اور اقوال آتیہ کا
جواب لکہتے ہین۔ **قولہ** جبکہ ہمنے اپنی شرائط ثلثہ کو اپنے کتب معتبرہ سے
مدلل ثابت کردیا اور ضمنا اسکا اہم المہمات ہونا بہی ثابت ہوگیا اور کچہہ آپکو قول آتیہ مین
ثابت کیا جائیگا تو اب فرمائیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسکو خلیفہ مقرر فرمایا۔۔یا
اس باب مین کیا ارشاد فرمایا۔ **اقول** دعوی اثبات شرائط ثلثہ بدلائل
محض اپنا تخیل ہے ناشی ہے زعم خود تخیل کرتے ہین کہ ہمنے شروط ثلثہ دلائل سے ثابت کیے ورنہ
فی الحقیقت اونکا ثبوت محال ہے کیونکہ یہہ امور کتاب اللہ وسنت کے خلاف ہین اونکا
ثبوت کتاب وسنت سے کیونکر ممکن ہے چنانچہ آپکی دلائل کے جواب مین گذارش ہو چکا اور اہم
المہمات ہونا جو بار بار آپکی زبان پر ہے معلوم ہوتا ہے کہ آپکو اپنی عادت قدیمہ کی
موافق یہہ بہی یاد نہین کہ اس مسئلہ مین ما نحن فیہ کیا ہے چنانچہ ہم آئندہ فرقین
جسمین آپنے اسکی بحث کی ہے گذارش خدمت کرینگے اور جبتک شرائط ثلثہ کا آپسے ثبوت نہین
ہوسکا تو یہہ سوال آپکا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسکو خلیفہ مقرر فرمایا یا اس باب مین
کیا ارشاد فرمایا بے موقع ہے ہان یہہ موقع ہماری سوال کا ہے کہ جب شرائط ثلثہ باطل ہین
تو فرمائیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسکو خلیفہ مقرر فرمایا اس باب مین کیا ارشاد فرمایا
قولہ رہا آپکا یہہ قول کہ اگر اسکا کلام اونکے موافق ہے تو حنفیہ بالوفاق الخ جب ان

کلام کے اصلی معنی بیان کیے گئی اور ثابت کیا گیا کہ جو آپ سمجھے ہین وہ ہرگز اسکا مطلب نہین ہو سکتا تو سبکا شبہہ رفع ہو گیا جو کچھہ جناب رسالت مآب نے اس باب مین فرمایا ہوگا ظاہر ہی کہ ہمین معنی اور اس کلام مین کچھہ فرق نہوگا اور ہرگز مخالفت نہوگی اور ہر دو ارشاد بجائی خود حق و درست ہونگے

اقول بحول اللہ وقوتہ ہم ثابت کرائی ہین کہ جو معنی آپنے اس کلام کے اصلی سمجھے تھی وہ محض غلط ہین اور تمام ہمارے وہی معنی دوسری کلام مین کسیقدر ہماری موید ہین پس اس تحقیق سے محقق ہو چکا ہی کہ اسکے اصلی معنی اور واقعی مطلب وہی ہین کہ جو ہم سمجھے تھے پس ہمارا اعتراض کسیطرح آپکے اصول سے رفع شدنی نہین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس باب مین جو کچھہ فرمایا وہ اسکی ہرگز موافق نہین ہوگا **قولہ** تعجب ہی کہ باب تاویل آپنے کس دلیل سے مسدود کر دیا ہی حالانکہ یہہ معنی وہ عرض ہوئی ہین جو اصلی و واقعی ہین ورنہ اگر تاویل کیجا ئی تو تاویل کی بہت گنجایش تھی کیونکہ باب تاویل نہایت وسیع ہی **اقول** جن دلائل سے ہمنے باب تاویل کو اسجگہ بند کیا ہی وہ دلائل وہ ہین کہ جن سے ہمنے آپکی معانی کو باطل کیا ہی اور ماسبق مین مذکور ہو چکی ہین اور انہین مین یہہ بھی ثابت کیا گیا ہی کہ یہہ معنی جو آپنے بیان فرمائی ہین محض خیالی ہین اور واقعی ایسی معانی کو تاویل نہین کہا جاتا بلکہ یہہ تحریف معنوی ہے پس جس جگہ عبارت بجز ایک معنی کے کسی دوسری معنی کو محتمل ہی نہو اور نہ بجز ایک معنی موضوع لہ کے کسی دوسری معنی کے ثبوت پر کوئی قرینہ قائم ہو بلکہ نفی احتمالات پر قرائن دلالت کر رہی ہون تو ایسی حالت مین باب تاویل مسدود ہوا کرتا ہی پس اس قاعدہ سے کہ باب تاویل واسع ہی یہہ استخراج کرنا کہ ہر جگہ جاری ہو سکتا ہی یہہ حضرت ہی کے علم و فضل سے زیبا ہی بھلا اگر ایسا ہی باب تاویل واسع تو نصوص صریحہ مین مثل اللہ الھنا محمد نبینا وغیرہ مین تو تاویل کیجیے تعجب ہی کہ باوجود اسکی خطبہ غدیر من کنت مولاہ کو نص صریح استخلاف مین سمجھتے ہین اور قابل تاویل نہین سمجھتے معلوم نہین وہ کس دلیل سے ہی باب تاویل مسدود فرمایا پس باب تاویل کی وسعت اسکو مقتضی نہین کہ ہر جگہ جاری ہو سکی۔ **قال الفاضل المجیب**۔ قولہ۔ باقی رہا۔ اہلسنت سے یہہ سوال کہ خلافت انکی نزدیک امر دین مین۔ الخ سو اولاً اسکی کچھہ ضرورت نہین

کیونکہ جب آپ امر امامت کو معہ اوسکی شرائط کے بدلائل ثابت فرمادینگے تو اوسکا اہم المہمات ہونا بھی ثابت ہو جائیگا اہلسنت کچھہ ہی کہا کرین بمقابلہ دلائل معتبرہ کے اونکا قول کیونکر معتبر ہوگا۔ اقول۔ جبکہ بہت بڑا اختلاف اور مابہ النزاع اہل سنت و شیعہ مین امر خلافت ہی ٹہرا جیسا کہ ثابت کیا گیا لہذا آپکے نزدیک بھی جو امر مبنی معظم اختلاف کا ہی وہ بھی بالآخر منجر بحبث امامت ہی ہوتا ہی تو اس سوال کی اشد ضرورت تہی کیونکہ جبتک وہ امر اہم المہمات اور مسائل شرعیہ مین سی عمدہ مسئلہ ثابت ہوگا تب تک یہہ اختلاف موجب بدعت وضلالت وگمراہی وغیرہ نہوگا جو طرفین ایک دوسری کو کہتی ہین

یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی اہل انصاف دیکہین کہ ہمنی کیا عرض کیا تہا اور ہماری مجیب لبیب اوسکی جواب مین کیا فرما رہی ہین پہر جو کچھہ فرمایا ہی اوسکی دلیل مدعا سی کچہہ مساس رکہتی ہی یا نہین یہہ محض حضرت کی سخن فہمی ہی آپنے سوال کیا تہا کہ امامت امر دین سی ہے یا نہین اگر ہی تو اصول سی ہے یا فروع سے اسپر ہمنی عرض کیا تہا کہ اس سوال کی کچھہ ضرورت نہین ہے کیونکہ جب مسئلہ امامت مع اوسکی شرائط کے بدلائل آپ ثابت فرمائینگی تو اوس مسئلہ کا امر دین مین سی ہونا بھی ثابت ہو جائیگا اور اصول سی ہونا بھی ثابت ہو جائیگا اسکی جواب مین آپ ارشاد فرماتے ہین کہ جب فیمابین اہلسنت و شیعہ بہت بڑا اختلاف امر امامت مین ہی اور آپکی نزدیک بہی معظم خلافیات راجع بہ بحث امامت ہی تو اس سوال کی اشد ضرورت تہی اور اسکی دلیل یہہ ارشاد ہوتے ہے کیونکہ جب تک وہ امر اہم المہمات او مسائل شرعیہ سی عمدہ مسئلہ ثابت نہوگا تب تک یہہ اختلاف موجب بدعت وضلالت نہوگا پس اس تقریر سی ہماری اعتراض کا کیا جواب ہوا اور اس دلیل کو اپنی مدعا سی کیونکر ربط ہوا ظاہر ہے کہ جب یہہ مسئلہ بہت بڑا مابہ النزاع ہی اور جب تک اسکا اہم المہمات ہونا ثابت نہوگا تب تک یہہ اختلاف موجب ضلالت نہوگا تو اس سے صرف یہہ بات ثابت ہوئی کہ اوسکی اور اوسکی شرائط کی اثبات کی ضرورت ہی جب وہ مع اپنی شرائط کی دلائل سے ثابت ہوگا تو اوسوقت یہہ اختلاف موجب ضلالت بہی ثابت ہو جائیگا پس اسکی مع اوسکی شرائط کی اثبات کی ضرورت ہی

نہ سوال کی اور بندہ نے بھی یہی عرض کیا تہا کہ اس سوال کی کچہہ ضرورت نہین آپنے اسجگہ
محض دعوی بلا دلیل فرمایا ہے دلائل سے اونکو ثابت فرمائیے دین مین داخل ہونا اصول مین سے ہونا
خود ثابت ہوجائیگا تو اس عبارت سے ہماری اعتراض کے تقویت ہوئی نہ ہماری اعتراض کا
جواب ادا اس سے یہہ بھی صاف واضح ہوگیا کہ مدعا تو اشد ضروری ہونا سوال کا تہا اور دلیل سے اشد
ضروری ہونا اثبات امر خلافت کا مع اوسکی شرائط کے ثابت ہوا - رہا اثبات امر خلافت
مع اوسکی شرائط کے سو اوسکی بحث گذر چکی ہے اہل انصاف ملاحظہ فرمائین - اور انصاف سے
بولئے ہین اور بحث اہم المہمات ہونے کی عنقریب آتی ہے اوسکی منتظر رہین **قولہ**
بحمد اللہ رحمنی امامت کو مع اوسکی شرائط کے بدلائل ثابت کردیا **اقول** جن دلائل سے
آپنے امر امامت کو مع اوسکی شرائط بزعم خود بدلائل ثابت فرمایا ہے اون دلائل کی کیفیت و حالت
بندہ بخوبی واضح کرچکا ہے اور بحول اللہ ثابت کرچکا ہے کہ یہہ دلائل ایسی واہی یا ضعیف
ہین کہ اونسے ہرگز ممکن نہین کہ قیامت تک بھی ثبوت مدعا ہوسکے **قولہ** جو عبارت ازالۃ الخفا
سے نقل ہوئی ہے بیان واقعی ہے یہی لفظ یعنی اہم المہمات بلکہ اس سے زیادہ مثل اسکی کہ اگر آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم تقریب عباد بآن فریضہ مخصوصہ نکنند ادائی واجب نکردہ باشد حاشا من ذلک الخ
جو مقتضا اس آیت وافی ہدایت کا ترجمہ ہے کہ وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ موجود ہے
آپ ان عبارت کو نظر غور سے انصاف سے مطالعہ فرمادین - **اقول** آپ کی اس تقریر سے
اور نیز تقریرات سابقہ و لاحقہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جو فیما بین اہلسنت و شیعہ مسئلہ امامت کی
اہم المہمات ہونیکی بارہ مین تنازع ہے وہ غیر جاری ہے اور آپکی اس مسئلہ مین خلاف ظاہر ہوچکا ہے اسمین
آپ بھی نہین سمجھے کہ اصل مابہ النزاع کیا ہے اور کس چیز مین تنازع و خلاف ہے - آپکی فحوائے کلام سے
مترشح ہوتا ہے کہ آپ خلافت کے اہم المہمات ہونے اور نہونیکو مابہ النزاع سمجھے ہوئے
ہین اور یہہ سمجھ رکھا ہے کہ تنازع اوسکی ضرورت اور اہمیت مین ہے اسلیے اہل سنت کی کتابونمین
جسجگہ لفظ اہمیت یا اوسکی ہم معنی ملگیا وہی ثبوت مدعا کیلیے بزعم خود نص ہے حالانکہ یہہ

اور ضرورت اور تعیین تعلق صرف اوسکی امر اہم المہمات ہونیکی نہین [illegible]

خیال بالکل غلط اور سراسر لغو ہی کیونکہ جس شخص نے احکام و نصوص شرعیہ کا تتبع کیا ہی وہ سمجھہ سکتا ہی کہ اہم
اور ضروری ہونا کسی حکم کا اس امر کو مستلزم نہین ہی کہ وہ اصول مین سے ہو۔ ممکن بلکہ بہت احکام ایسی
مین جو فروع عملی مین اور نہایت اہم اور ضروری مین کیا آپکے نزدیک صوم و صلوۃ اہم اور ضروری
نہین کیا آپ انکو و نیز باقی ارکان اسلام کو اہم اور ضروری نہین سمجھتے۔ الیس اہمیت شی کے
کچھہ اسی پر منحصر نہین ہی کہ وہ اصول ہی مین سے ہو بلکہ ہو سکتا ہی کہ اوسکی اہمیتہ بوجہ وجوب اور قطعی
الثبوت ہونیکے ہو چنانچہ اتیان بالفرائض و اجتناب عن المحرمات اسکی ایسی شاہد عدل
کافی مین اور نیز ممکن ہے کہ اہمیتہ حکم کی بالواسطہ اور بالتبع کسی دوسری ضروری امر کی ہو اکثر
وسائل کو حکم مقاصد کا دیا جاتا ہے اور یہی وجہ ہی کہ مقدمۃ الواجب واجب قاعدہ قرار پایا
چنانچہ ہمنی جو لفظ اہم المہمات کا لکھا ہی وہ اسی اعتبار سے لکھا ہی اور یہہ امر سیاق عبارت سے بخوبی
ظاہر ہے اور ہر شخص اسکو سمجھہ سکتا ہی بشرطیکہ فہم سے کام لے پس یہہ ضرور نہین کہ جو بروئی
شرع اہم ہو وہ اصول مین بھی داخل ہو ہان یہہ ضرور ہی کہ جو امر اصول دین مین سے ہوگا وہ ضرور
اہم اور ضروری ہوگا پس ہم مسئلہ امامت کو اہم اور ضروری کہتے ہین لیکن اصول مین سے نہین سمجھتے
اور حضرات شیعہ اسکو اصول دین مین داخل کرتے ہین تو منشاء نزاع فیما بین اہل سنت و شیعہ
امر خلافت کا اہم اور ضروری ہونا نہین ہے بلکہ اصول مین ہونا ہی اسلیے ہماری مقابلہ مین
وہ دلائل پیش کرنا جنکا مدلول صرف اہمیتہ خلافت ہو بالکل واہیات اور پوچ ہین جنکا منشاء
یہہ ہی کہ مستدل نے محل النزاع کو ہی نہین سمجھا اور نہ تعین محل نزاع کا اوسکو معلوم ہوا۔ نہ وہ دلائل اس
قابل ہین کہ ہم انکو نظر التفات سے دیکھین اور اصل وجہ اس نزاع و خلاف کے فیما بین اہلسنت
و شیعہ مسئلہ خلافت مین یہہ ہی کہ اہل سنت کہتے ہین کہ عباد پر واجب ہی کہ کسیکو اپنا خلیفہ بنا دین اور امام
مقرر کرین اور شیعہ کے نزدیک ہمین عباد کو کچھہ دخل نہین ہی بلکہ کہتے ہین کہ خدا پر واجب ہی
کہ وہ خلیفہ و امام کو مقرر فرما دی اہلسنت کے نزدیک جب استخلاف عباد پر واجب ہی تو اسکا
وجوب متعلق انکے عمل کے ہوا اسلیے فرعی عملی ہوا۔ پس بمقابلہ اہلسنت کے انکا ابطال کیلیے وہ

دلیل قابل جواب ہوگی جو اس مسئلہ کے فروعی ہونے کو باطل کرے اور اصولی ہونا ثابت کرے اور ظاہر ہے
کہ جو دلیل ازالۃ الخفا سے نقل کی ہے وہ ہرگز مفید مدعا مجیب نہیں ہے کیونکہ اس سے اگر ثابت ہوتا ہے تو یہہ ثابت ہوتا ہے
کہ خلافت فریضہ محتومہ ہے وبس اور یہہ مستلزم اسکی اصولی ہونے کو ہرگز نہیں بلکہ کلام سے ثابت ہے
کہ فریضہ محتومہ بھی عباد پر ہے اور انکی عمل کے متعلق ہے تو اس سے بھی اسکا فروعی عملی ہونا ثابت
ہوا نہ اصول میں سے ہونا۔ رہا آیت وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ سے استدلال اس مدعا پر
اوس سے بھی زیادہ لغو ہے کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جو احکام وجوب و حرمت
و ندب و اباحت و کراہت اور علی ہذا القیاس قصص و امثال و متشابہات وغیرہ سے نازل ہوئے
اور جنکی نسبت حکم ہے کہ عباد کو پہنچا دو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر واجب ہے کہ اون سب کے
تبلیغ فرما دیں اور کسی میں اخلال و کوتاہی نہ فرما دیں خواہ وہ اہم اور ضروری شی فی النفس کے ہوں یا نہوں
پھر اگر بفرض محال جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اونمیں سے کسی امر کی تبلیغ میں اخلال فرما دیں
خواہ وہ امر ضروریات دین سے ہو یا نہو تو بھی تبلیغ رسالت میں کوتاہی ہوگی اور مضمون آیت
وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ صادق آویگا۔ پس اس آیت شریفہ سے اثبات اہمیہ کیا ہے استشہاد
للناملیس لا طائل ہے پس ان عبارات کو ہماری فاضل مجیب بغور ملاحظہ فرماویں اور عقل و انصاف سے کام لیں
معہذا بمزید احتیاط اور بھی ثبوت لیجیے۔ جن صحابہ کرام کے آپ فضیلت کے معتقد ہیں اور بہ
معظم اختلاف کا اونکی فضائل کے بھی اعتقاد کرتے ہیں وہ بھی اسکو ایسا اہم المہمات سمجھتے تھے کہ سید
کائنات و فخر موجودات کی نعش اطہر بدون تجہیز و تکفین کی پڑی رہی اور اوسکی طرف آپکی
صحابہ کرام متوجہ بھی نہوئی اور سقیفہ بنی ساعدہ میں ثانی نے اول کو خلیفہ بنا سے دیا اب فرمائیے
کہ اسمیں یہہ جلدی و عجلت کہ سر محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کمال اور اہمیت اطہار
کی ہمدردی و مروت پر دال ہے یا امر خلافت کے اہم المہمات ہونی کی غرض سے تھی یا کسی اور غرض سے
مفصل ارشاد ہوا اور یہہ حال کل کتب احادیث و تاریخ و سیر میں درج ہے اور ہمیں تو
مدارج النبوت کو ہی ملاحظہ فرما دیں اسمیں بعینہ یہہ ہی لفظ یعنی اہم المہمات تحریر ہے

اقول اس استدلال مین بہی وہی خرابی موجود ہی کہ ہماری فاضل مجیب نے اس تشاجر و تنازع فیہ کو جسکا
اثبات مطلوب ہی اپنی عادت قدیمہ کے موافق پس پشت ڈال دیا اور اوسکو بہول گئی اور صرف
لفظ اہم المہمات کی چہپی ہولیی اور یہہ نہ سمجہا کہ ما بہ النزاع کیا ہی اور اگر یہہ ثابت ہوگیا تو اس سے
خصم کا کیا نقصان ہوگا آفرین ہے اس علم و فہم پر اور شاباش اس حیا و شرم کو سقیفہ بنی ساعدہ
کی قصہ سے جو آپنے استدلال فرمایا ہی بالکل لاطائل و پوچ ہے کیونکہ غایۃ ما فی الباب اگر اس سے
لازم آتا ہی تو یہہ لازم آتا ہی کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے امرین ضرورین مین سے جو باہم
متعارض ہیش آئی ایک امر کو جو زیادہ اہم تہا دوسری پر مقدم فرمایا۔ پس اس سے بجز اسکی
کہ یہہ ثابت ہو کہ امر خلافت اہم اور ضروری اور واجب ہی اور کیا ثابت ہوتا ہی سو اسکا کوئی منکر
نہین ہی جسقدر فرائض و واجبات عملی ہین وہ سب اپنی اپنی مرتبہ مین اہم اور ضروری ہین یہہ
نزاع آہین ہی کہ امر خلافت اصول مین سے ہے یا فروع مین سی پس اس دلیل سے صاف ثابت ہی
کہ امر خلافت اصول مین سی نہین ہی بلکہ فروع مین سی ہے کیونکہ جو لوگ شریک بیعت سقیفہ
بنی ساعدہ تہی وہ سب علی الخصوص خلیفہ اول و خلیفہ ثانی رضی اللہ عنہما وجوب امر خلافت کو
منوط بعمل امت اعتقاد کرتے تہی تو اس سی صاف ثابت ہوا کہ یہہ واجب اونکی نزدیک
داخل فروعات تہا۔ رہا یہہ امر کہ امر خلافت کا سر انجام تجہیز و تکفین نعش اطہر واقدس صلی اللہ
علیہ وسلم سی اہم اور اقدم تہا یہہ خود ظاہر ہی کہ امر خلافت ایسا مقدمہ ہی کہ اسپر استحکام
بنا دین و اسلام اور نظام امر دین موقوف تہا اگر اس مین تزلزل آتا تو خدانخواستہ تمام دین
ہی درہم برہم ہوجاتا اور تجہیز و تکفین کی تاخیر سی کوئی خرابی لازم نہ آتی تہی اور ہمیشہ قاعدہ ہی
کہ اہم الامرین کو دوسری پر مقدم کیا جاتا ہی مگر تعجب تو یہہ ہی کہ جناب امیر رضی اللہ عنہ نے زمانہ خلافت
خلفاء ثلثہ رضی اللہ عنہم مین اس خوف سی کہ اگر مین امر خلافت کا مطالبہ کردن اور ہمین مناقشہ
کردن تو یہہ تمام لوگ جو بظاہر کلمہ گو اور بباطن کافر ہین ظاہری اسلام سی بہی پہر جاوینگی
اور فتنہ اور بہہ کہڑا ہوگا امر خلافت کا مطالبہ نہ فرمایا اور اوسکو ترک کیا اور حیا امر تشل

توحید و نبوت کی اصول دین مین سے تہا اوسکو بہی ڈال دیا تو گویا جناب امیر رضی اللہ عنہ نے موافق اصول شیعہ کے کفر و نفاق کو اصل اصول ایمان سے مقدم فرمایا اور کفر و نفاق کو بہ نسبت اصول دین کے اہم المہمات سمجہا تو اس سے معلوم ہوا کہ معاذ اللہ آپکے نزدیک کفر و نفاق اصل اصول دین سے اہم اور ضروری تہا نعوذ باللہ من ذالک ۔ اور یہہ طعن کہ صحابہ نے نعش اطہر کی تجہیز و تکفین کیطرف متوجہ نہولی اسکا جواب ہم ابحاث سابقہ مین مفصل گذارش کر چکے ہین حاجت اعادہ نہین ۔ پس اگر اربعہ النبوة وغیرہ مین خلافت کی نسبت لفظ اہم المہمات درج ہو تو وہ ہماری ہرگز مخالف نہین اور نہ ہماری مجیب کے مفید مدعا بلکہ وہ اوسی معنی کے اعتبار سے ہے کہ جو ہم گذارش کر چکے ہین

قولہ شرح عقاید نسفی مین یہہ عبارت موجود ہے ولان الامة قد جعلوا اہم المہمات بعد وفات النبی عم نصب الامام حتی قدموہ علی الدفن وکذا بعد موت کل امام ولان کثیرا من الواجبات الشرعیة یتوقف علیہ الخ شرح عقاید نسفی تو شاید اہل سنت مین کتب درسیہ مین سے ہے اور حضرت مجیب عالم فاضل بن ظن غالب ہے کہ یہہ کتاب بہی سبقاً پڑہی ہوگی پہر تعجب ہے کہ حضرت امامت کو اہم المہمات نہین سمجہتے

اقول عبارت منقولہ شرح عقاید نسفی سے استدلال کا منشا بہی وہی خطا ہے جو ہماری فاضل مجیب کو واقع ہوگئی ہے کہ ما بہ النزاع کو فراموش فرمادیا ہے اور لفظ اہم المہمات کے دیکہتے ہی ہوش مین نہ رہے یہہ لفظ ملکیا فرط خوشی سے جامہ سے باہر ہوگئے اور آنکہین بند کر کے بے سمجہے بوجہے نقل کر دیا اور سمجہے کہ میدان مار لیا پہر اس فہم پر کسقدر دعوی اور کیا کچہہ ناز و افتخار اس عبارت مین بجز اسکے کہ لفظ اہم المہمات مذکور ہے کونسا مفید مدعا ہے اور کونسا لفظ ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ امامت اصول دین مین سے ہے ۔ اور پہلے گذارش ہو چکا ہے کہ لفظ اہم المہمات سے ثبوت اس امر کا ممنوع ہے کہ یہہ حکم اصول مین سے ہے اور فروع مین سے نہین شرح عقاید بیشک درسی کتاب ہے لیکن آپکو کچہہ مفید نہین بلکہ اس ناشائستہ استدلال کے واسطے تو اگر آیت قرآنی بہی ہو تو بہی ثبوت مدعا محال ہے ۔ پس اگر آپ ہماری امر امامت کو اہم المہمات

سمجھنے سے تعجب فرماوین تو کچھ تعجب نہین لیکن تعجب یہ ہے کہ خود ہی سوال فرماوین کہ آیا
نزدیک خلافت امور دین مین سے ہے یا نہین شق اول ہین اصول مین سے ہی یا فروع
سے) اور خود ہی جواب دیوین **قوله** جو امر واقعہ مین اہم ہی وہ کسی کے
ماننے نہ ماننے پر منحصر نہین اہم ہی ہے مگر حضرات اہل سنت کا عجیب حال ہے کہ خود ہی اسکو
امر کو اہم المہمات کہتے ہین بلکہ اوسکا ایسا ہونا بہ دلائل ثابت کرتے ہین اور باینہمہ خصم
ضعف بہ مین اوسکو نہایت ہی اخف سمجھتے ہین **اقول** بے شبہ جو امر واقعہ مین اہم
ہی اوسکو کوئی مانے یا نہ مانے وہ ہر طرح اہم ہے لیکن اگر اس سے یہ مراد ہی کہ خلافت
باعتبار داخل اصول ہونے کے اہم ہے تو یہ سراسر غلط ہوا اسوقت تک آپنے اسکی ثبوت
کے لیے نہ کوئی دلیل پیش کی نہ کوئی محبت بیان فرمائی تو اسکو واقعیہ بلا دلیل کیونکر تسلیم
کیجاوے۔ اور اگر اہمیتہ خلافت اسطرح ملحوظ ہی جسطرح فرعیات بالواسطہ اہم ہوتی ہین
تو اسکا کوئی منکر نہین پس یہ اہل سنت کا حال نہین ہی ہے جسپر آپکو تعجب ہے
یہ صرف حضرت کے علم و فہم و فضل و کمال کی خوبی ہے کہ اہم ہونے اور اصول مین
ہونے مین امتیاز نہین فرماتی اور باہم تفرقہ نہین سمجھتے اہلسنت کے نزدیک اہمیتہ
و غیر اہمیتہ باعتبارات مختلفہ ہی لیکن البتہ حضرات شیعہ کی حالت عجیبہ قابل دیکھنے کے
ہی کہ خود ہی اسکو اہم المہمات اور اصول دین مین سے کہتے ہین اور خود ہی فرماتے ہین کہ ائمہ نے
کبھی خلافت کا نام ہی نہین لیا بلکہ بعض نے تو خلعت خلافت جو تالی نبوت ہے
ایک کافر و منافق کو سلے علیہم بخشد یا ان ہذا لشی عجاب **قوله** جب ہمنے اسکو
اہم المہمات مدلل ثابت کر دیا تو اب آپکی ہی قول کے موافق اہلسنت کچھ ہی کہا کرین یہ امر
اہم المہمات ہی ہے بمقابلہ دلائل معتبرہ مذکورہ بالا انکا قول معتبر نہین **اقول** بے شک اگر آپ
دلائل معتبرہ شرعیہ سے امر خلافت کا اصول مین ہونا ثابت کر دیتے تو اہلسنت کا قول
بیشک [illegible] ہوگا معتبر ہوتا لیکن [illegible] شرعیہ سے اسکا ثبوت کہ خلافت

اصول دین مین سے محال ہی آجتک آپکی اسلاف بزرگوار ونسی تو یہہ ثابت ہوی نہین سکا تو آپ
کیا ثابت کرینگے اور جسکو آپنے اپنی زعم مین اثبات سمجھا تھا اوسکو ہم واضح کر چکی مین کہ یہہ
آپکی خوش فہمی کا ثمرہ تھا اور بس **قال الفاضل المجیب** قولہ مبحث خلافت اہل سنت کے
نزدیک فروع دین ہی سے ہے چنانچہ خاتم المتکلمین مولانا مولوی حیدر علی رحمۃ اللہ علیہ نے
ازالۃ الغین مین تصریح کی ہی۔ **اقول** اگر واقعی امر خلافت فروع دین سے ہے تو منکر ترتیب
خلافت ضال و گمراہ کیون ہے حالانکہ مسائل فروعیہ مین ائمہ اربعہ اہلسنت مین اختلاف
کثیر ہے اور باینہمہ چارون برحق ہین کوئی ایک دوسری کو مبتدع و ضال نہین کہتا
یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی ہمکو اپنی مجیب کی خوش فہمی پر
کمال افسوس ہی کہ حضرت کو یہہ بھی معلوم نہین کہ کونسی مسائل و احکام مین جنکی انکار سے
مستحق تکفیر و تضلیل ہوتا ہی اور یہہ سمجھی ہوئی ہین کہ منکر فروع کو مطلقا ضال نہین
کہا جا سکتا بلکہ صرف اوسیوقت تکفیر و تضلیل کیجائیگی جب انکار اصول دین کا ہوگا۔
حالانکہ یہہ انحصار بالکل غلط اور باطل ہے کیا یہہ بات آپکو معلوم نہین ہی کہ اونھون نے فروعات کی
انکار سے مثل وضو و تیمم کے مستحق تکفیر و تضلیل کا ہو سکتا ہی حاصل یہہ ہی کہ ضروریات دین کا انکار
خواہ فروع ہی کیون نہون مستوجب تکفیر منکر ہوگا چنانچہ خود یہہ بھی ہی اور مسئلہ ترتیب خلافت
باوجودیکہ فروع مین سے ہے لیکن چونکہ ضروریات دین سے ہے اور قطعی الثبوت ہی لہذا اسکا
منکر بھی مستوجب تضلیل ہی پس استحقاق تضلیل منکر مسئلہ کی اصول دین مین سے ہونے پر
دلالت نہین کرتا علاوہ اسکی وہ مسائل جنمین اجتہاد کو مساغ ہی اور ایک نوع کا خفا یا اشکال
یا اجمال اونکی نصوص و دلائل مین پایا جاتا ہی اور محتملات ناشیہ عن دلیل کی اونمین گنجایش
ہی تو ایسی اختلافات موجب رحمت ہین اور یہہ اختلافات مستوجب تکفیر یا تضلیل کے نہین ہین
چنانچہ ائمہ اربعہ اہل سنت مین جسقدر اختلافات ہین وہ اسی قسم کے ہین اور جب یہہ اختلافات
موجب توسعہ و رحمت ہین چنانچہ ارشاد ہی اختلاف امتی رحمۃ تو یہہ اختلافات

[illegible] کا ابطال

کتابین لکھی جو صریح ضروریات دین کے منکر تھی اور اصول دین مین جمہور فرق اسلامیہ کے مخالف تھی اور خداوند تعالے شانہ عما یقولون علوا کبیرا کی جسم کے قائل تھے اونکی نسبت مفصل ارشاد فرمائین - اچھا فرق شیعہ اور فرق امامیہ کو اور اونکی اختلافات کو رہنی دو جناب امین ہا مین ثانی و ثالث درباب تسلیم خلافت امیر معویہ جو اختلاف ہوا اگر یہہ مسئلہ اصول دین مین سی ہے اور اصولی اختلاف مستوجب تضلیل ہے تو معاذ اللہ اپنی اصول پر کسکی تکفیر و تضلیل کیجیگا اور نیز امام رابع شیعہ اور محمد بن حنفیہ مین باہم امامت مین اختلاف ہوا کہ ہر ایک شخص امین سے اپنی امامت کا مدعی اور دوسری کی امامت کا منکر ہوا تو فرمایئے کہ اپنی قاعدہ کے موجب کسکی تکفیر و تضلیل کیجیگا اور کسکو مبتدع اور ضال کہیگا اور جو کچھہ اختلاف کہ فروعات مین ہی اوسکا تو کیا ذکر کرون **قولہ** اس فروعی مسئلہ کے لیے آپکی خلیفہ ثانی نے خلیفہ اول کے بیعت نہ کرنے والونکو اونمین جناب امیر علیہ السلام و بنی ہاشم اور آپکی عشرہ مبشرہ مین سے زبیر بھی تھے گھر جلانے کی دھمکی کیون دی اور ان حضرات کا کچھہ پاس لحاظ کیون نکیا فروعی اختلاف مین اس تشدد کے کیا معنی **اقول** اگر فروعی اختلاف آپکی نزدیک مستوجب تشدد نہین ہی تو جناب امیر جناب امام حسین پر اونکی عسل بیت المال سے بقدر ایک رطل کے لیلینے پر کیون اسقدر تشدد اور غضب فرمایا اور کیون اونکی مارنے کا قصد کیا اور اونکا پاس لحاظ کیون نکیا آپ ہی فرمایئے کہ فروعی خلاف مین اسقدر تشدد کے کیا معنی - اور نیز جبکہ بزعم شیعہ مخالفین کے ڈر سے گھر مین دبک کر بیٹھہ گیے اور اپنی حقوق و فدک وغیرہ کا نام تک نلیا اور جناب معصومہ حضرت فاطمہ رض نے حضرت کی (بروایات قوم والعہدۃ علیہم فیہا) کیا کچھہ تذلیل و توہین کی اور کیسی کیسی کلمات ناملائم مستنکر فرمائی پس اگر فروعات مستوجب تشدد نہین ہوتے تو آپنے جناب امیر کی ایسی کیون تذلیل و توہین صرف فروعات کی لیے فرمائی اور کیون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت اور حضرت کی خویشی اور اونکی امامت و عصمت اور افضل الناس ہونے کا کچھہ لحاظ و پاس نفرمایا فروعات مین

اسقدر تشدد کی گیا یعنی - اسی ہی ایک طرف دیکھو جناب یا بن عم النبی و افقہ الناس ابن عباس
جیکی شہادت روایات تو م بیت المال بصرہ سے کچھ مال لیکر مکہ آ بیٹھے اور جناب امیر کو اس امر کی
اطلاع ہوئی اور آپنے ایک سخت تشدد کا خط لکھا جو نہج البلاغہ مین درج ہی اور ہم ابحاث
سابقہ مین اوسکی نقل کر آئی ہین اوسمین یہانتک لکہا - فانک لو لم تفعل ثم امکننی اللہ
لا عذرت الی اللہ فیک ولاضربنک بسیفی پس اگر فروعی اختلاف مستوجب
تشدد نہین تو جناب امیر نے فروعات مین کیون اسقدر تشدد کیا اور کیون پاس و لحاظ کچھ
نکیا اور یہانتک فرمایا کہ اگر حسن و حسین ایسا کام کرتے تو مین اونسے بھی مصالحہ نکرتا اور باطل
کو انکی مظلمہ سے دور کرتا پس اگر فروعی اختلاف مستوجب تشدد نہین ہوتا تو آپکی اس تشدد کی
کیا معنی اور اسکے علاوہ جناب امیر نے اپنی عمال پر فروعات مین تشددات فرمائی وہ بھی آپکی
نزدیک ظلم اور ناحق ہونگی - قطع نظر اس قصہ کے یہ سب یہ بھی آپکی نزدیک پایا گیا کہ حدود و قصاص
کا اجرا اور سیاست و تعزیر کا عمل سب ظلم ہی اور ناجائز کیونکہ یہہ امور بالاتفاق فرعیات میں اور فرعیات
مین ایسا تشدد جائز نہین ہی تو یہہ بھی جائز نہونگی پس آپکی اس قاعدہ نے شریعت کا ایک بہت
بڑا حصہ بھی منہدم کر دیا اور بنیاد اسلام کو بھی گرا دیا - آپ کے اس علم و فہم پر نہایت افسوس ہی
اور بڑا افسوس اس وجہ سے ہے کہ آپنے تمام عمر مناظرہ دانی اور موافق و مخالف کی کتابونکی
اوراق گردانی مین گذاری ہے علی الخصوص تحفہ اثنا عشریہ تو ازبر ہوگا پہر اوسپر یہہ حال ہی
اب مختصر گذارش ہی کہ تحفہ مین جواب قصہ احراق بیت سیدۃ فاطمہ کی ضمن مین لکہا ہی
کہ جناب فاروق کا یہہ قصد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد سے مستنبط ہی کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے متخلفین عن الجماعۃ کی حق مین وعید تحریق فرمایا تہا حالانکہ جماعت
فروعات مین سے یا واجب ہی یا سنت موکدہ پس اسکی ترک کی وجہ سے جب آپنے وعید احراق
صادر فرمایا تو معلوم ہوا کہ فروعات مین بھی تاکید و تشدید جاری ہوتے ہی اگر آپکو
فن حدیث سے کچھ بھی مس ہوتا تو صدہا احکام اس قسم کی بہم پہونچتی مثلاً چندی بعرض

کرتا ہون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ترک صلوۃ کو کفر سے تعبیر فرمایا تعبیر حج کی ترکے کو
یہودیت و نصرانیت سے تعبیر فرمایا۔ جس شخص کی نسبت اتہام تہا کہ اسنے آنکی لونڈی کے ساتھ
زنا کیا ہے حضرت علی ؓ کو اسکے قتل کا حکم فرمایا۔ آپنے فرمایا لوان فاطمۃ بنت محمد سرقت
(اعاذنا اللہ من ذلک) لقطعت یدہا علی ہذا القیاس بلا مبالغہ صدہا ایسے واقعات
فریقین کی کتابون مین نکلینگے جو اس امر پر واضح دلیل ہونگے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے اور جناب امیر نے فروعات مین تہدیدات و تشدیدات فرمائے ہین۔ پس انکو
یا اصول دین مین داخل سمجہیے یا اپنے قول سے رجوع کیجیے اور قائل ہوجیے کہ یہہ الزام غلط تہا اور وقوع
فروعات مین تشدیدات شرعًا وارد ہوئی ہین ہمنے اسوقت مخوف التطویل چند امثلہ پر ہی اکتفا
کیا ورنہ اگر یہہ بہی ہماری جناب مجیب کو شک رہیگا تو ہم انشاء اللہ تعالی اسکی بہت جزئیات
فریقین کی کتابونسے نکالکر دکہلا دینگے **قولہ** فروعی مسائل سے جاہل موت جاہلیہ سے نہین
مرتا ہے حالانکہ یہہ حدیث ومن لم یعرف امام زمانہ فقد مات میتۃ جاہلیۃ متفق علیہ
ہے جاہل امام زمانہ موت جاہلیہ سے مرتا ہے اگر یہہ بات ہو کہ جاہل مسائل فرعیہ کا یہہ حال ہو
تو انکی خود مفسر ثلثہ بعض مسائل نہین جانتے تہے حتی کہ بعض الفاظ قرآن کے معنی سے آگاہ نہ تہے
انکی کیا حال ہوگا۔ **اقول** اس استدلال مین بوجوہ چند بحث ہے۔ اول تو اس روایت کو
اہلسنت کے مذہب پر صحت ثابت کرنا چاہیے۔ دوسری یہہ کہ یہہ ثابت کرنا چاہیے کہ اسجگہ لفظ
امام سے مراد خلیفہ ہی ہے ہم کہتے ہین ممکن ہے کہ امام سے مراد نبی یا کتاب اللہ ہو چنانچہ اطلاق
لفظ امام کا کتاب اور نبی پر کتاب اللہ مین وارد ہے۔ تیسری یہہ کہ جب امامت آپکے نزدیک
اصول دین مین سے ہے اور اصول دین کی اثبات کے لیے دلائل قطعیہ کا ہونا ضروریات سے ہے
اور یہہ خبر بعد ثبوت صحت خبر واحد ہے اور ظنی تو اس سے اصول دین کا اثبات ممنوع ہے چوتہی
یہہ کہ حق یہی ہے کہ خدا تعالی نے معرفت نبی کو کافی نہین سمجہا اور اس امر کی خبر دی کہ کفار کو
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کمال معرفت حاصل تہی اور ارشاد فرمایا یعرفونہ کما یعرفون ابناءہم

ابنائھم اور باوجود اس کمال معرفت کے اونکی حق مین تحقق ایمان کیلیے کافی اور معتبر نہین ہوئی تو امام کے حق مین یہہ معرفت کیونکر معتبر ہوسکتی ہی پس اس معرفت سی وجوب ایمان مراد ہو یا وجوب طاعت اول باطل ہی کیونکہ خداوند کریم نے اپنی کتاب مجید مین جسجگہ ایمان مذکور فرمایا ہی یا ایمان باللہ ہے یا ایمان بالرسل یا ایمان بالکتب ہی یا ایمان بالمعاد کسیجگہ ایمان بالائمہ نہین فرمایا اگر امامت بہی داخل اعتقادیات ہوتی تو کہین تو خداوند کریم تعالے شانہ اپنی کتاب مین مذکور فرماتا اور جب کسیجگہ اوسکی نسبت ایمان کا ذکر نہین کیا تو معلوم ہوا کہ یہہ مسئلہ اصلی و اعتقادی نہین ہی تو فرعی عملی ہوا چنانچہ کتاب اللہ مین دوسری الشق یعنی اطاعت کا ذکر فرمایا اور وہ بہی اسطرح پر کہ اعمال و قضات و نواب علما کو شامل ہے اور ظاہر کہ حکم وجوب اطاعت امیر کا خود فرعیات سی ہی اور متعلق بافعال عباد ہی تو معلوم ہوا کہ معرفت سی مراد ایمان تو نہین ہی اگر ہی تو اطاعت ہی کیونکہ خداوند تعالے نے ایمان بالائمہ کی تکلیف نہین دی بلکہ اونکی اطاعت کو مامور بہ فرمایا تو اس حدیث کے اس صورت مین یہہ معنی ہونگے من لم یطع امام زمانہ فقد مات میتۃ جاھلیۃ اور یہہ معلوم ہی ہوچکا ہی کہ حکم وجوب اطاعت فروع مین سی ہی تو یہہ بمنزلہ اون فروعات کی ہوگا جنکی بابت تاکیدات و تشدیدات کے روایات مین مذکور ہین مثلاً ترک صلوٰۃ سی کفر کے ساتھہ تخویف مذکور ہو ترک حج سے موت یہودیت و نصرانیت سی ڈرایا گیا ہی ترک تقیہ کو خروج دین سی تعبیر کیا گیا ترک متعہ کو خروج ایمان سی بیان کیا گیا ہی حالانکہ اونمین سے کوئی مسئلہ اصلی اعتقادی نہین سب فرعیات مین ہوسکتا ہی اس مسئلہ فرعی مین بہی تغلیظ و تشدید کے طور پر آپنے یہہ ارشاد فرمایا۔ اسوجہ سی کہ بہت سی فرائض و واجبات کا موقوف علیہ ہی بلکہ اجرائی شرائع اسلام و شعائر دین اس پر منحصر ہین اگر اسمین خلل ہو تو تمام دین مین برہمی پیدا ہوگی اسیواسطے بزعم شیعہ جناب امیر نے بہی سکوت فرمایا تہا تو ایسا مسئلہ فرعی جو موقوف علیہ تمام دین کا ہو بہت زیادہ مستحق ہی کہ اوسکی ترک و اخلال سے موعید شدیدہ اور زواجر غلیظہ کے ساتھہ عباد کو ڈرایا جاوی

پس اس سے ہمارے مجیب کا خلافت کے اصلی اعتقادی ہونے پر دلیل لانا اونکی خوش فہمی کا یہی ثبوت ہے - پانچوین محل طعن و استدلال مین موت جاہلیہ سے کیا مراد ہے اگر موت علی الکفر مراد ہے تو غلط ہے اسکا ثبوت دیجے اور اگر موت جاہلیہ کے ساتھ تشبیہ مراد ہے کہ جیسے زمانہ جاہلیہ مین لوگ خود سر مر جاتے تھے اور اونکا کوئی امام عام نہین ہوتا تھا ایسے ہی یہہ شخص بھی جو امام زمانہ کو نہ جانے اور اسکا منقاد نہو خود سر مثل موت زمانہ جاہلیہ کی مریگا تو کوئی وجہ صحت طعن و استدلال کی نہین ہے - باقی رہا خلفاء ثلثہ رضی اللہ تعالے عنہم کی نسبت یہہ طعن کہ بعض مسائل نجانتے تھے اونکا کیا حال ہوگا سو اول تو اس طعن کی بنا ہی فاسد ہے کیونکہ اول یہہ ثابت کرنا چاہیے کہ ہمارے نزدیک جمیع مسائل جزئیہ کا علم شرط ہے و دونہ خرط القتاد اور جب یہہ ثابت نہین تو پھر یہہ طعن محض غبار فاسد علی الفاسد ہے دوسرے یہہ کہ ہم کہتے ہین کہ بعض مسائل جناب امیرؓ بھی نجانتے تھے چنانچہ جناب امیرؓ نے قوم مرتدین کو جلوایا حالانکہ شریعت مین سزائے احراق نہین ہے اور نیز جناب امیرؓ نے معلم کو بھی جلوایا اور جناب امیر نے غلمان و جواری پر حد جاری فرمائی من لایحضر مین ہے وھذا ابو ایوب عن الحلبی عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال ان کان فی کتاب علیؓ انہ کان یضرب بالسوط و بنصف السوط و ببعضہ یعنی فی الحدود و اذا اتی بغلام او جاریۃ لم یدرکا و لم یکن یعطل حدا من حدود اللہ - حالانکہ رفع القلم عن ثلثۃ صریح حدیث متفق علیہ ہے اور نیز جناب امیر نے حد سرقہ معاف کر دی - من لایحضر مین ہے وجاء رجل الی امیر المومنین علیہ السلام فاقر بالسرقۃ فقال لہ امیر المومنین ع اتقرأ شیئا من کتاب اللہ عز و جل قال نعم سورۃ البقرۃ فقال قد وھبت یدک لسورۃ البقرۃ الخ حالانکہ سیتعالیٰ

جواب طعن بعض مسائل نہ جاننا

---

[۱] امام ابو عبد اللہ سے مروی ہے فرمایا حضرت علیؑ کی کتاب مین تھا کہ آپ پوری کوڑی سے اور آدھی کوڑی اور بعض کوڑی سے یعنی حدود مین مارتے تھے جب کوئی نابالغ لڑکا یا لڑکی لاتے تھے اور اللہ کے حدود کو معطل نہین کرتے تھے ۱۲ -

[۲] ایک شخص امیر المومنین کے پاس آیا اور چوری کا اقرار کیا تو اوس سے جناب نے فرمایا کیا تو کچھ قرآن بھی پڑھا ہوا ہے کہا ہان سورۃ بقر فرمایا تو تجکو چھوڑا تھا سورۃ بقر کے بدولت بخش دیا - ۱۲ -

حدود مین یہہ تشدد تہا کہ صبیان پر جاری کیجاتی تہی اور معطل نہین کیجاتی تہی یا یہہ کہ عاقل
بالغ پر جاری نفرمائے اور معطل فرمائی اور خلاف شرع ایک قاعدہ گہڑ دیا کہ جب تک جنایۃ
اقرار کری تو امام کو اخذ و عفو کا اختیار ہی لیکن جب بینہ قائم ہو تو امام کو عفو کا اختیار نہین
علاوہ ازین آپکو امام ابو جعفر سے من لا یحضر مین اسی قسم کی روایت بہی وارد ہے العلی
[1] عن محمد بن مسلم عن ابی جعفر علیہ السلام قال سالتہ عن الصبی یسرق قال
ان کان لہ سبع سنین او اقل رفع عنہ فان عاد بعد السبع قطعت بنانہ او حکت
حتی تدمی فان عاد قطع منہ اسفل من بنانہ فان عاد بعد ذلک وقد بلغ تسع سنین
قطعت یدہ ولا یضیع حد من حدود اللہ — اور یہلی شرع معلوم ہوگا کہ اجرای
حدود کا صبیان پر بوجہ رفع عنہم القلم کے خلاف شرع ہی اور جملہ ولا یضیع حد من حدود اللہ وغیرہ
سے یہہ بہی ثابت ہوا کہ یہہ محض سیاست اور تعزیر نہین تہی — علی ہذا القیاس بہت مسائل
ہین کہ جن سے ثابت ہوتا ہے کہ آپکو انکا علم نہ تہا پس جو حال جناب امیر اور دوسری ائمہ کا ہوگا وہی
خلفاء ثلثہ کا ہوگا **قولہ** آپکی زعم مین جناب سیدہ علیہا السلام عدم ارث انبیا سے واقف
نہ تہین انکی کیا کیفیت ہوگی **اقول** اونکی بہی ہماری نزدیک وہی کیفیت ہوگی جو کہ
جناب امیر و دیگر ائمہ کی ہوگی اور جو کہ خلفاء ثلثہ کی ہوگی — **قولہ** اسکا امہات ہونا ثابت
کیا گیا ہی اگر یہہ فروعی مسئلہ ہوتا تو حضرت شاہ ولی اللہ صاحب اسکی نسبت ایسی الفاظ تحریر
نفرماتی جو عبارت مین موجود مین **اقول** یہہ تکرار بیفایدہ ہی عنقریب یہہ استدلال بہی گذر
چکا ہی اور اسکا جواب بہی عرض کیا جا چکا ہی کہ یہہ عبارت ہرگز اس مسئلہ کی اصلی ہونے پر
دلیل نہین ہوسکتی یہہ محض حضرت کے خوش فہمی ہی وبس **قولہ** آپکی ابن حسن جیسی جلیل القدر

---

[1] محمد بن مسلم امام ابو جعفر سے روایت کرتا ہی کہ مینے اونسی لڑکی سے پوچہا جو چوری کری فرمایا اگر سات برس یا کم کا
ہو اوس سے حد دفع کیجاتی ہی — پہر اگر بعد سات برس کے پہر کری تو اوسکی پوریان کاٹی جاوین یا چہیلے جاوین یہانتک کہ
خون آلودہ ہوجاوین اگر پہر بہی کری تو اوپر اونسی نیچے سے کاٹا جاوے پہر اگر نو برس کا ہوکر پہر بہی کرے تو اوسکا
ہاتہہ کاٹا جاوی اللہ کے حدود مین سے کسی حد کو ضائع نکیا جاوی — ۱۲ —

صحابی اسکو ایسا اہم اور ضروری سمجھتے تھے کہ یزید تک کی بیعت کر لے اور خلع بیعت سے منع
فرمائی ہوئی - آپ صحیح بخاری کی کتاب الفتن باب اذا قال عند قوم شیئا ثم خرج فقال بخلافہ وصحیح مسلم کی کتاب
الامارۃ باب من فرق امر المسلمین وھو مجتمع کو ملاحظہ فرمائیے **اقول** یہہ بھی آپکی
ویسی ہی خوش فہمی موجود ہے کہ ضرورت مطلقہ سے آپ اصلی اعتقادی ہونا سمجھتے ہیں
حالانکہ یہہ بداہتہً غلط ہے چنانچہ چند بار عرض ہوچکا ہے ضرورت ہرگز مستلزم اعتقادی ہونیکی
نہیں ہے بلکہ صدہا فروعات بھی ضروری اور لابدی ہیں اور یہہ جب ہے کہ ہم تسلیم کرلیں
کہ ابن عمر رض نے یزید سے بیعت برضا ضروری سمجھکر کی تھی ورنہ ہم کہتے ہیں کہ اول یہہ اتفاقیہ
مسئلہ ہو وقوع بیعت ابن عمر کو نہیں ہیں اگر کی بھی تو ممکن ہے کہ بکراہت بخوف سلب
نفوس و نہب اموال وغیرہ مفاسد کی ہو اور خلع بیعت سے بھی اسیواسطے منع کی ہو لہذا
پس آپکا استدلال اس سے باطل ہے آخر جناب امیر و دیگر صحابہ مقبولین نے بھی تو خلفاء
ثلثہ کے ساتھ بیعت کی تھی جناب عقیل حضرت امیر کو چھوڑ کر امیر معویہ کی خدمت میں چلے گئے تھے
جناب امام حسن رض نے امیر معویہ سے بیعت فرمائی محمد بن الحنفیہ یزید کی مطیع ہوگئے اور بیعت کرلی
غرض یہہ کہ ابن عمر یا کسیکی ضروری سمجھنے سے اس مسئلہ کو اصلی اعتقادی
کرنا سراسر خطا ہے اور سوء فہم سے ناشی ہے **قولہ** ابن عمر تو اسکو ایسا ضروری سمجھتے
تھے کہ ایک رات بدون امام رہنا جائز نجانتے تھے حتی کہ وقت شب حجاج کے گھر تشریف
لائے تاکہ بیعت عبد الملک بن مروان فرماویں - چنانچہ ابن ابی الحدید شرح نہج البلاغۃ
وصاحب حیوۃ الحیوان وغیرہ یہہ لکھتے ہیں - ان عبد اللہ بن عمر طرق علی الحجاج
بابہ لیلا لیبایع لعبد الملک کیلا یبیت تلک اللیلۃ بلا امام لانہ روی عن
النبی ص انہ قال من مات ولم یعرف امام زمانہ مات میتۃ جاہلیۃ خلاصہ مطلب اسکا وہی لکھا گیا
اور بعض کتب میں یہہ بھی ہے کہ حجاج نے بیعت کے لیے اپنا پیر بڑھا دیا کہ ہاتھ خالی نہیں ہے
اقول بعد تسلیم صحت روایت مقتضا اس روایت کا یہہ ہوگا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ

بدون امام کے ایک رات بہی گذارنا جایز نجانتے تہے جیسا کہ ہمارے فاضل مجیب نے سمجہا ہے اور بہت
ضروری سمجہتے تہے لیکن اس سے یہہ نتیجہ نکالنا کہ ابن عمرؓ کے ضروری سمجہنے سے امامت اصول دین مین
سے ہوجائے یہہ محض غلط ہی کیونکہ ضروری طور پر کسی کام کرنے سے اوسکا ضروری ہونا ہی ثابت نہین
ہوتا چہ جائیکہ اوسکا اصول دین سے ہونا ثابت ہو محتاط اور متورعین کا قاعدہ ہے کہ آداب اور سنن کو
بہی التزام کے ساتہہ ضروری طور پر مثل واجبات کے ادا کیا کرتے ہین حالانکہ وہ فے الواقع ضروری
نہین ہوتے پس ابن عمرؓ کے اس فعل سے جو بظاہر ضرورت کو موہم ہے خلافت کا ضروری ہونا ہی مفہوم نہین ہوتا
اور غایۃ ما فے الباب بعد رد و قدح اگر بطور تنزل تسلیم کرلین تو اچہا اس سے یہہ ثابت ہوا کہ بیعت امام ابن عمرؓ کے
نزدیک ضروری اور اہم الواجبات سے تہی لیکن اس سے ہرگز یہہ ثابت نہین ہوتا ہے کہ خلافت مسایل اصلیہ
اعتقادیہ مین سے ہو یہہ تو اوسوقت ثابت ہوگا جب ضروری ہونا مسایل اصلیہ اعتقادیہ مین منحصر ثابت ہوجائیگا
اور مسائل فرعیہ عملیہ سے ضرورت مرتفع ہوجائیگی اور یہہ محال ہے قطع نظر اس سے اس روایت یا الفاظ خود اِس
قصہ کو موید نہین ہوتے کیونکہ حدیث کے الفاظ سے تو صراحۃً ترتب موت جاہلیۃ کا عدم معرفت امام پر
ہے تو اس حدیث کے الفاظ سے معرفت کی ضرورت ثابت ہوتی ہے پس معرفت سے یا مراد معرفت ہی سے
یا ایمان ہے اور یہہ دونو صحیح نہین پہر یا وجوب بیعت و اطاعت مراد ہے اور ظاہر ہے کہ وجوب اطاعت
نصاً ثابت ہے اور وجوب عقد بیعت بشرط تسلیم فوری نہین ہے کہ بدون اوسکے ایک رات بہی نگذرے
چنانچہ خود ظاہر ہے پس اس سے واضح ہوا کہ ابن عمر رضے اللہ عنہ کا یہہ فعل اس حدیث سے مستنبط
نہین ہوسکتا تو نفس اس روایت مین ایک علت قادحہ موجود ہے علاوہ ازین بخاری کی حدیث صحیح اس قصہ کی
مکذب ہے حدثنا مسدد حدثنا یحیی عن سفیان حدثنا عبد اللہ ابن دینار قال شہدت ابن
عمر حیث اجتمع الناس علی عبد الملک کتب انی اقر بالسمع والطاعۃ لعبد اللہ عبد الملک
امیر المومنین علی سنۃ اللہ و سنۃ رسول اللہ ما استطعت وان بنی قد اقروا بمثل ذلک

(۱) عبد اللہ ابن دینار نے کہا کہ جب لوگ عبد الملک کی خلافت پر مجتمع ہوئے مین ابن عمر کے پاس
حاضر ہوا اوسنے لکہا کہ مین بقدر اپنی استطاعت کے حکم اللہ اور رسول کے طریقہ پر امیر المومنین عبد الملک کے
حکم سننے اور اطاعت کرنیکا اقرار کرتا ہون اور میری بیٹون نے بہی یہی اقرار کیا ہے ۱۲

اس روایت سے واضح ہے کہ حضرت ابن عمرؓ نے عبد الملک کی بیعت بذریعہ خط کی تہی نہ یہہ کہ مثل روایت عجیب لبیب کے جو ابن ابی الحدید معتزلی شیعی وغیرہ سے نقل کی ہے ابن عمرؓ نے حجاج کے گہر پر رات کے وقت بیعت کے واسطے گئے ہون اور اوسنے پانو پہیلایا ہوا اور اسی روایت بخاری سے یہہ بہی واضح ہے کہ ابن عمرؓ کی خطی بیعت بہی عبد الملک کے ساتہہ ابتدا خلافت مین نہین ہوئی بلکہ بعد اجتماع و رفع اختلاف ناس واقع ہوئی اور جبتک اختلاف رفع نہو لیا کسی سے بیعت نہین کی اور بلا بیعت رہے چنانچہ حضرت علیؓ و امیر معویہؓ کے عہد مین بہی انکا یہی طریقہ رہا ہے۔ رہا یہہ طعن کہ حجاج نے بیعت کیلئے پانو پہیلا دیا اگر حجاج پر طعن ہے تو اوسنے صدہا مسلمانون کو بیگناہ قتل کیا وہ کیا کچہہ کم ہے اور اگر مقصود طعن ابن عمرؓ سے تو یہہ بہی بیجا ہے کیونکہ اس مین ابن عمرؓ کا کیا قصور ہے جناب امیر کو ابن ملجم نے شہید کیا جناب امام حسینؓ کو یزیدیون نے شربت شہادت چکہایا تو کیا اس سے اونکے شان مین خلل آگیا اسلئے اگر حجاج نے بیعت کیواسطے پانو بڑہایا تو اس سے ابن عمرؓ کا نقصان نہین ہوتا ہان حجاج کے خبث پر دلالت واضح ہوتی ہے وبس **قوله** اور نیز اگرچہ اس مسئلہ کو اہلسنت فروعی کہتے ہین مگر سب کتب اعتقادیہ کلامیہ مین بہی اسکا ذکر کرتے ہین چنانچہ شارح مواقف اسپر متنبہ ہوکر یہہ تحریر فرماتے ہین کہ انما ذکرناها فی علم الکلام تاسیا بمن قبلنا اذ قد جرت عادة المتکلمین بذکرها فی اواخر کتبهم للفائدة المذکورة فی صدر الکتاب اس عذر کا ضعف ظاہر ہے کیونکہ مآل اسکا یہہ ہے کہ اتنا افسوس نہیں سے دور کرکے علماء متقدمین کے ذمہ لگاتا ہے وہ فائدہ جسکا حوالہ صدر کتاب پر دیا ہے یہہ ہے وایضا وان کانت من فروع الدین الا انها الحقت باصوله دفعا لخرافات اهل البدع وصونا للائمة المجتهدین عن مطاعنهم کیلا یفضی بالقاصرین الی سوء اعتقاد فیهم یہہ کلام بہی کچہہ مفید نہین کیونکہ دو حال سے خالی نہین یا تو مسئلہ امامت معرفت واعتقاد قلبی سے تعلق رکہتا ہے یا نہین اگر تعلق نہین رکہتا تو اسکا الحاق علم کلام سے کہ مراد ایسے ملکہ سے ہے کہ اوس سے عقائد دینیہ ثابت کرین کیون ہے۔ اور اگر متعلق ہے چنانچہ ظاہر ہے کہ معرفت حدود و شرائط و فضیلت امام و نیز تصدیق حسن اعتقاد یا طعن و سوء اعتقاد ائمہ مین علوم کے قسم سے ہے نہ اعمال و افعال جوارح کی قسم سے یہہ اس

مسئلہ کو فروعی کہنا کس لیئے ہے شاید یہہ ہی وجہ ہے کہ شارح نے اس توجیہہ و تاویل پر اعتماد نہ کرکے
تقلید اسلاف کا عذر کیا ہے اور اسکا ضعف ظاہر ہے **اقول** یہہ استدلال بھی مثل اور استدلالات
کے ہمارے مجیب لبیب کی خوش فہمی سے ناشی ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ابتک آپکے فہم مین یہہ ہی نہین
آیا کہ فیما بین اہل سنت و شیعہ کے وجہ اس نزاع و اختلاف کی کہ اہلسنت امامت کو فروع مین سے
کہتے ہین اور شیعہ اصول مین قرار دیتے ہین کیا ہے اگر یہہ بات آپکو معلوم ہوتی تو ہرگز یہہ استدلال
ہمارے مقابلہ مین تحریر نفرماتے اگرچہ کسیقدر ہمنے پہلے بھی عرض کردیا ہے لیکن مناسب معلوم ہوتا ہے کہ
یہان بھی ظاہر کرین تاکہ واضح ہوجائے کہ اس قسم کی آپکے استدلالات بے اصل و بے بنیاد ہین پس
واضح ہو کہ مسائل فرعیہ وہ مسائل عملیہ ہین جنکا اتیان متعلق اعمال عباد کے ہو اور مسائل اصلیہ وہ
مسائل اعتقادیہ ہین جنکا اتیان متعلق اعتقاد عباد کے ہو اب ہم مسئلہ امامت کو دیکھتے ہین اور فریقین
کے مذاہب کو اوسمین خیال کرتے ہین تو علمائے شیعہ نے اوسکو اعتقادات مین دخل کیا ہے اور عمل عباد
کو اوسمین کچھہ دخل نہین دیا اہلسنت کہتے ہین کہ یہہ مسئلہ فروع مین سے ہے کیونکہ اسکا اتیان متعلق
اعمال عباد کے ہے وبس اور یہہ بھی جاننا ضرور ہے کہ فرعیات اگرچہ فی حد ذاتہ عملیات ہوتے ہین لیکن
بحسب قوت و ضعف ثبوت کے اونکا اعتقاد وجوب و ندب و اباحت و حرمت و کراہت علے قدر منازلہا
لازم ہوتا ہے مگر چونکہ وہ مسائل فی حد ذاتہ متعلق اعمال عباد کے ہین اور اعتقادی ہونا اونکا بالتبع
اور بالواسطہ ہوتا ہے اسلئے وہ مسائل فروع سے خارج نہین ہوتے اور اصول اعتقادیات مین
داخل نہین کئے جاتے ظاہر ہے کہ صوم صلوۃ وغیرہ تمام عبادات و معاملات فقہیات باتفاق فریقین
عملیات ہین اور کوئی اونکو علم کلام مین داخل نہین کرتا مگر باوجود اسکے پھر ہر ایک حکم کا اپنے اپنے مرتبہ
کے موافق اعتقاد ضرور ہے اور ترک اوس مرتبہ مین اور اعتقاد خلاف مین اوسیقدر خرابی و برائی
ہے مثلاً اعتقاد عدم فرضیت صلوۃ و صوم مین لزوم کفر ہے و علے ہذا القیاس پس ہمارے مقابلہ مین کوئی
دلیل جب تک وہ اس امر کو ثابت نہ کرے کہ خلافت کو فعل عباد سے کچھہ تعلق نہین اور اوسکے اتیان مین
عمل عباد کو کچھہ دخل نہین اور وہ محض اعتقادی ہے مفید نہوگی اب بعد اس تقریر کے ملاحظہ فرماوین

کہ ہمارے فاضل مجیب کا یہہ استدلال کسقدر رواہی اور ضعیف بلکہ باطل ہوگیا اس استدلال کا
مدار اس امر پر ہے کہ چونکہ متکلمین اہلسنت نے مسئلہ امامت کو علم کلام مین جو عبارت مسایل اعتقادیہ
سے ہے ذکر کیا ہے تو یہہ مستلزم اس امر کو ہے کہ یہہ مسئلہ بہی اعتقادی ہو اور یہہ نہین سمجہتے کہ منشاء
اختلاف مین الفریقین کیا ہے وُہ یہان صادق آتا ہے یا نہین آتا اور یہہ خیال نہین فرماتے کہ ذکر
کرنا مستلزم اس امر کو نہین کیونکہ جائیز ہے کہ اس ذکر کی کوئی علت خاص جداگانہ ہو چنانچہ خود شارح
مواقف نے اوس علت کو ظاہر کردیا اور بالفرض اگر کوئی بہی علت نہوتی تاہم جب منشاء اختلاف
قائم تہا اور حضرات ائمہ اہلسنت نے امامت کے اثبات کو متعلق بافعال عباد قرار دیا ہے اور بالتصریح
اس مسئلہ کو فروعی کہا ہے تاہم اس ذکر کی تاویل و توجیہ ضروری تہی کیونکہ جبتک بناء اختلاف
قائم ہے اوسوقت تک اس مسئلہ کو صرف اسوجہ سے کہ علم کلام مین ذکر کیا گیا ہے اعتقادی قرار
دینا سراسر غلط تہا اور منشاء اختلاف سراسر اسکو مکذب ہو رہا دلیل اس امر کی کہ یہہ مسئلہ فرعی
عملی ہے اصلی اعتقادی نہین ہے یہہ ہے کہ خداوند کریم تعالے شانہٗ نے اپنی کتاب مجید مین احکام اصلیہ
اعتقادیہ کو جو متفق علیہا بین الفریقین اصلیہ اعتقادیہ ہین مثل توحید و نبوت و معاد کے جابجا
بعبارات مختلفہ و عنوانات شتّٰے بیان فرمایا کہ جس مین کسی قسم کے شک و شبہہ کی گنجایش نہ رہے
اور تمام احتمالات کے عرق کو مستاصل کردیا اور مسئلہ امامت کو کسیجگہ بہی واضح اور صاف طور پر
بیان نفرمایا صرف ایک جگہ اولو الامر کی اطاعت کا ارشاد فرمایا جو محتمل بہت سے محامل کو ہے
چنانچہ فریقین کے مفسرین نے تفسیر فرمائی ہے علاوہ ازین اطاعت خود متعلق باعمال عباد ہے
اگر یہہ مسئلہ اصلی متعلق باعتقاد عباد ہوتا تو خداوند کریم تعالے شانہٗ اپنی کتاب مین مثل دیگر اعتقادیات
کے اسکو بہی کیون ذکر نفرماتا اور بزعم شیعہ اپنے اس فرض سے کیون سبکدوش نہوتا اور ظاہر ہے
کہ خداوند تعالے شانہٗ عجز سے تو منزہ ہے پس جب اوُسنے اسکا ذکر کہین نہین فرمایا
اور یہہ مسئلہ اس قبیل سے نہین کہ عقل اسکی ادراک مین مستقل ہو اور ہمارے نزدیک حُسن و قبح شرعی
ہے تو ہم یقیناً کہہ سکتے ہین کہ خداوند کریم کا اسکو ذکر نفرمانا اصول فریقین پر صریح دلیل ہے کہ یہہ مسئلہ

مسئلہ امامت فرعی ہونیکی دلیل

اصلی اعتقادی نہین ہے اور اگر یہہ نہین تو اصول شیعہ پر لازم آتا ہے کہ معاذ اللہ خداوند تعالی
شانہ عاجز ہے یا تکمیل دین کی جو خبر دی ہے وہ کذب ہے اور فی الحقیقت اب تک تکمیل نہین ہوئی
سبحانہ و تعالے علوا کبیرا اگر یہہ کہ بروئے عقول حاکمہ خداوند تعالے شانہ کو بھی مجبور بالتقیہ کرین تو البتہ
اس اشکال عضال سے شاید کچھہ مخلصی ممکن ہو علاوہ اسکے اسکی اثبات کے لئے اور بھی دلائل ہین لیکن
خوف تطویل اور عجلت وقت ہمکو اونکے بیان کی اجازت نہین دیتی اب ہم اصل بحث کیطرف پھر رجوع
کرتے ہین جب یہہ امر ثابت ہو گیا کہ باعتبار اپنی ذات کے مسئلہ امامت فروع دین مین سے ہے
اور متعلق باعمال عباد ہے تو متکلمین نے اگر اسکو کتب کلامیہ مین ذکر کیا ہے اور ملحق
بالاعتقادیات کیا ہے تو لامحالہ اسکے لئے کوئی علت اور وجہ خاص ہوگی شارح مواقف نے
اسکو بیان کیا کہ ہمنے اپنے اسلاف کی پیروی کرکے امامت کو علم کلام مین ذکر کیا ہے
اور اونہون نے اسوجہ سے علم کلام مین اسکو ذکر کیا ہے تاکہ اہل بدع واہوا کی خرافات
ائمہ دین اور خلفاء راشدین مہدیین سے دفع کرین پس اسپر ہمارے فاضل مجیب جو یہہ فرماتے
ہین کہ اسکا ضعف ظاہر ہے کیونکہ مآل اسکا یہہ ہے کہ اعتراض کو اپنے سے دور کرکے علماء سابقین
کے ذمہ لگایا ہے یہہ سراسر ضعیف ہے کیونکہ یہہ عذر اوسوقت ضعیف سمجھا جاتا جبکہ عذر مین
صرف تقلید سلف ہی کی بیان کی جاتی اور جب علاوہ اسکے اوسکی علت بھی بیان کی اور
کہا کہ سلف نے دفع خرافات اہل بدع کی غرض سے اسکو ملحق بالاعتقادیات کرکے علم
کلام مین ذکر کیا ہے تو اب اس عذر مین کوئی ضعف باقی نہین رہا اسکے بعد ہمارے فاضل
مجیب جو اس علت کی نسبت اعتراض فرماتے ہین اور لکھتے ہین کہ یہہ کلام بھی مفید نہین
ہے کیونکہ اگر امامت کا تعلق اعتقاد قلبی سے نہین ہے تو الحاق بالاعتقادیات کیون ہے
اور اگر تعلق ہے چنانچہ اوسکے حدود و شرائط وحسن اعتقاد وسوء اعتقاد کے ملاحظہ سے
ظاہر ہے کہ از جنس علوم ہین نہ اعمال تو فروعی کہنا کس لئے) سراسر پوچ و لغو ہے اور بوجوہ
چند باطل ہے (۱) اجمالی طور پر جو دو شق قرار دئیے ہین کہ مسئلہ امامت یا تو معرفت

اور اعتقاد قلبی سے تعلق رکہتا ہے یا نہین یہہ بالکل غلط ہے کیونکہ کوئی دینی مسئلہ خواہ وہ
اصلی اعتقادی ہو خواہ فرعی عملی ایسا نہین ہے جسکا تعلق اعتقاد قلبی سے نہو جسقدر مسایل
دینیہ ہین اون سب کا تعلق اعتقاد قلبی کے ساتہہ ہے (۲) شق اول جس مین یہہ دعوے ہے
کہ اگر وسکا تعلق اعتقاد قلبی کے ساتہہ نہین ہے تو الحاق کیون ہے بدیہی البطلان ہے
کیونکہ الحاق غالباً ایسی ہی جگہ مستعمل ہوتا ہے جبکہ غیر جنس کو کسی کے ساتہہ شامل کیا جائے
شاید آپ کو ملحق بربا عی اور ملحق بخماسی کتب صرفیہ سے یاد ہونگے اور علاوہ اسکے اس معنی مین
کثیر الاستعمال ہے تو مسئلہ امامت فی حد ذاتہ فروعی ہے اور ایک وجہ خاص سے ملحق
بالاصول کیا گیا ہے اور وجہ اسکی کہ کیون ملحق کیا گیا وہ خود شارح مواقف نے ذکر کی ہے
اگر یہہ مسئلہ اصلی اعتقادی ہوتا تو پہر الحاق کے کچہہ معنے نہ تہے (۳) ہم اس شق کو اختیار
کرتے ہین اور الحاق کی وہی علت بیان کرتے ہین جو شارح مواقف نے بیان کی ہے مگر
آپ اوسپر اعتراض فرمایئے بعد اوسکے فرمایئے کہ یہہ کلام مفید نہین جب تک آپ اسکو باطل
نکرین آپکا یہہ فرمانا کہ یہہ کلام مفید نہین آپکو کچہہ مفید نہین ہے (۴) شق ثانی کا
بطلان مثل روز روشن واضح ہے کیونکہ جسقدر مسایل دینیہ فرعیہ عملیہ ہین اونکی معرفت
حدود و شرائط و اعتقاد فرضیۃ و وجوب وغیرہ علوم کے قسم سے ہے نہ اعمال و افعال
جوارح کے قسم سے پہر اون مسایل کو بہی فروعی کہنا کسلئے اونکو بہی اعتقادیات مین داخل
کیجئے سبحان اللہ ہمارے فاضل مجیب کے علم و فضل کا یہہ حال ہے کہ جو شئے فی الجملہ از قسم
علوم ہو اوسکو بہی فروعی ہونے سے خارج فرماتے ہین اور اعتقادیات مین داخل کرتے
ہین۔ حالانکہ تمام مسائل فقہیہ معرفت اور علم مین داخل ہین اگر زیادہ نہین تو کیا آپ نے
علم الفقہ بہی کبہی نہین سنا ہوگا اور یہہ بہی نجانتے ہونگے کہ فقہ علم ہے پہر معلوم نہین
اوسکو اعتقادیات مین کیون نہین داخل کرتے (۵) کسی مسئلہ دینیہ کا اعتقاد قلبیہ سے
فی الجملہ تعلق ہونا ہرگز اسکو مستلزم نہین ہے کہ وہ مسئلہ اعتقادیات سے ہی ہو

بلکہ مسائل اعتقادیہ وہی ہونگے جنکا تعلق محض اعتقاد عباد کے ساتھہ ہو ورنہ عملیہ ہونگی
تو اونکا تعلق فی الجملہ اعتقاد قلبیہ کے ساتھہ بہی ہوگا بشرطیکہ وجدانیات نہون پس شق
ثانی سے جو یہہ مفہوم ہوتا ہے کہ جن مسائل کا تعلق اعتقاد قلبیہ سے ہوگا وہ اصلیہ اعتقادیہ
ہونگے محض غلط ہے پس اس توجیہ مین جو متکلمین اہلسنت نے مسئلہ امامت کی نسبت کتب کلامیہ
مین ذکر کرنے کے بارہ مین فرمائی ہے کسی قسم کا وہن وضعف نہین اور یہہ اعتراضات وتضعیف
ہمارے فاضل مجیب کے خود ضعیف ہین۔ ہان اسقدر ضرور ہے کہ یہہ توجیہ وتاویل شرح طلب ہے
جسکی وجہ سے شاید آپکو شبہہ واقع ہوا ہو پس شرح اوسکی یہہ ہے کہ متکلمین کا منصبی کام یہہ ہے کہ وہ
اپنی اعتقادیات کو دلائل سے ثابت کرین اور مخالفین کے اعتقادیات اور اونکی دلائل کو مدلائل
باطل کرین اور اونکا جواب دیوین اور ظاہر ہے کہ مسئلہ امامت ایسا مسئلہ ہے جو شیعہ کے نزدیک
داخل اعتقادیات ہے اور اہل سنت اوسکو داخل فروع اعتقاد کہتے ہین اور جب شیعہ کے نزدیک
اعتقادیات مین سے ہے تو لامحالہ متکلمین شیعہ اوسکو اور اوسکی دلائل کو اپنی کتب کلامیہ مین
ذکر کرینگے۔ اہل سنت اگر اوسکو اپنے اصول کے موافق اپنی کتب کلامیہ مین ذکر نکرین تو اس
مسئلہ کا اصول مخالفین پر ابطال اور اوسکی دلائل کا جواب کیونکر دیوین اور ائمہ مہتدین کی
سطاعن مخالفین سے کیونکر صیانت وحمایت کرین اور اس اپنے منصبی کام سے کیونکر سبکدوش
ہون اور اگر ذکر کرین تو لازم آتا ہے کہ علم کلام مین جو عبارت مسائل اصلیہ اعتقادیہ سے ہے
فروع مین بحث ہو اور یہہ بہی بظاہر فی الجملہ خلاف قاعدہ ہے۔ لیکن یہہ نہایت بدیہی
ہے کہ علوم مین تبعاً اور استطراداً اون اشیاء کو ذکر کردیتے ہین جو اون علوم اور اونکے
اغراض سے بالکل بیگانہ اور اجنبی ہوتے ہین اگر آپ تامل کرینگے تو علوم مین ایسے
بہت مسائل معلوم ہونگے دور نجایئے چہوٹے چہوٹے رسایل منطق مین ابتداءً بحث
الفاظ لکہتے ہین اور پہر عذر کرتے ہین اور کہتے ہین کہ گو اس علم سے بحث الفاظ کو
تعلق نہین ہے لیکن ایک ضرورت خاص کے وجہ سے ہمنے ذکر کیا ہے اور اسی سے

یہہ لازم نہین آتا کہ بحث الفاظ داخل اصول مقاصد منطق ہو جائے اور کوئی شخص ہو تو
سے بیوقوف بہی یہہ اعتراض نہین کرتا کہ تمہارے اس ذکر کرنے سے بحث الفاظ داخل
اصول منطق ہوگئی تو پس مسئلہ امامت کا بہی یہہ ہی حال ہی کہ وہ بہی ملحق بالکلام ہے جو
ایک وجہ خاص سے کلام مین ذکر کیا گیا ہے اور اس سے ہرگز نہین سمجہا جاتا کہ وہ
داخل اصول ہو اور متکلمین کا عذر ضعیف ہو یہہ صرف ہمارے فاضل مجیب کی خوش فہمی کا
ثمرہ اور علوم کی واقفیت کا نتیجہ ہے **قولہ** اگرچہ اسباب مین اور بہی گفتگو ہو سکتی تہے
مگر بنظر اختصار بس کیا جاتا ہے **اقول** جسقدر گفتگو فرمائی وہ بہی غلط تہی اور
اس قابل نہ تہی کہ کسی کے سامنے پیش کیجاتی اور جسقدر اور گفتگو فرماتے وہ بہی ایسی ہی
یا اس سے کم درجہ ہوتی پہر معلوم نہین کہ آپنے ایسی گفتگو مین کیا فایدہ سمجہہ رکہا ہی
بجز اسکے کہ چند ناواقفون کے نزدیک وقعت ہو اور یہہ سمجہین کہ ہماری مولانا وسیدنا
نے کسقدر طول طویل جواب لکہدیا اور کسقدر مضامین کا جوش ہے لیکن علماء کے
نزدیک تو ایسی لغو باتین آپکی تحقیر کی باعث ہین آیندہ جناب کو اختیار ہی **قولہ**
صرف اسقدر گذارش ہے گستاخی معاف ادعائے علم یہہ کہ امتحان لینے کو موجود اور
ابتک یہہ معلوم نہین کہ مسئلہ امامت فروعی ہے یا اصولی یہہ مسئلہ کتب متداولہ عقائد مین
مشرح موجود ہے خاص خاتم المتکلمین کی تقلید کی کیا ضرورت ہتی اور اونکے حوالہ کی
کونسی حاجت **اقول** امتحان لینے کی درخواست سی ہرگز ادعائے کمال علم نہین
سمجہا جاتا اور نہ امتحان لینے کے لئے بہت علم کی ضرورت ہی۔ یہہ حضرت کی کمال علم کی
خوبی ہے غایتہ سے غایتہ یہہ ہے کہ بقدر امتحان کے علم کا ہونا کافی ہی یہہ دعوے کہ
ابتک یہہ معلوم نہین کہ مسئلہ امامت فروعی ہے یا اصولی صریح کذب و دروغ ہی ظاہر
ہے کہ ہمنے لکہا تہا کہ مسئلہ امامت فروعی مسائل سے ہے جسکا خود آپکو اعتراف ہی لیکن
اوسمین جو حوالہ خاتم المتکلمین کا دیا گیا تہا اوسکی نسبت یہہ طعن ہے پہر یہہ کہنا

ابتک یہہ معلوم نہین کہ مسئلہ امامت فروعی ہے یا اصولی جہوٹ ہوا یا نہین کیا مسئلہ کا علم اسی پر منحصر ہے کہ کتب متداولہ عقاید کا حوالہ دیا جاوے تو جب علم ہو ورنہ نہو اگر اسکا ثبوت آپ کسی دلیل سے کر سکتے ہین تو بسم اللہ لائیے۔ حضرت مسئلہ کے لئے ہمکو لامحالہ تقلید کی ضرورت نہتھی کہ متکلمین مین سے کسی کی تقلید کرتے۔ پس جسکو ہم اس مبحث کا خاتم المتکلمین سمجہتے ہین اگر کوئی مسئلہ ہمنے اوس سے نقل کر دیا تو کیا خلاف قاعدہ کیا اور اس سے کیونکر لازم آیا کہ ہمکو اس مسئلہ کا علم نہین۔ پس منجملہ حضرت کی خوش فہمیون کے ایک اور یہہ بہی سہی ع این ہم اندر عاشقی بالائے غمہائے دگر قال الفاضل المجیب قولہ اور کتاب اللہ مین اوسکی نسبت وعدۂ خیریت ہو چکا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اوسکی مدت بیان فرمائی اور ایات سے جنکی قدر مشترک تصریح تک ہو چکی ہے اوسکی ترتیب وقوع تک بیان کی گئی اقول لفظ وعدہ کے آگے جو لفظ لکہا ہے بخوبی پڑہا نہین گیا معلوم نہین کہ حضرت نے خیریت جو بمقابلہ شریت ہے تحریر فرمایا گو یا جزئیت جو بمقابلہ کلیت ہے لکہا ہے یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی ہمنے یہہ لفظ خیریت بجائے معجمہ منقوطہ بنقطہ من فوق وبعدیا ی منقوطہ بنقطتین من تحت وبعدہا راء مہملۃ بمقابلہ شریت لکہا ہے قولہ بہر حال ہر دو احتمال کا جواب گذارش ہے اگر خیریت بمعنے نیکی ہے تو حضرت مجیب سے نہایت تعجب ہے کہ اس لفظ کا یہہ کون موقع تہا کیونکہ غرض اس خلافت سے اصطلاحی ہے جو نیابت رسول سے مراد ہے اسکی نسبت لفظ خیریت لکہنے کے کیا معنے نیابت رسول تو خیر ہی ہو گی اقول یہہ اعتراض سراسر خلاف عقل ونقل ہے کیونکہ بقاعدہ معقولیین اگر یہہ موقع لفظ خیریت کا نہین ہے اور یہان خیریت صادق نہین آتی تو لامحالہ عدم خیریت جو اوسکی نقیض ہے اوسکا موقع ہو گا اور وہ صادق آئیگی لاستحالۃ ارتفاع النقیضین تو لازم آئیگا کہ خلافت راشدہ عدم خیریت کے ساتہہ مجامع ہو اور یہہ خلاف ہے کیونکہ یہہ مسلم فریقین ہے کہ خلافت راشدہ مجامع

خیریت اور مباین شریت ہی تو ثابت ہوا کہ اس لفظ کا یہ ہی موقع ہی اور یہان خیریت صادق آتی ہے اور اس لفظ کا اطلاق اسجگہ غلط نہین بلکہ صحیح ہے قطع نظر اس سے ہمکو اپنے فاضل مجیب کے اوما و کمال علم سے نہایت تعجب ہی کہ وہ ہمپر ایسا اعتراض فرماتے ہین باوجودیکہ اس قسم کے الفاظ جنپر ایسے مہمل اعتراضات وارد ہو سکتے ہین کتاب اللہ اور اقوال ائمہ مین بہی بہت موجود ہین چنانچہ ارشاد ہے وما من دابۃ فی الارض ولا طائر یطیر بجناحیہ الا امم امثالکم۔ ظاہر ہے کہ دابہ اوسی کو کہتے ہین جو یدب علے الارض ہو چنانچہ ابتدائی چہوٹے چہوٹے رسائل مین اسکو منقول عرفی کی مثال مین لکہا ہے پہر علے الارض کی قید کا آپکے نزدیک کون موقع تہا اور طائر وہی ہے جو جناحین سے پرواز کرے پہر یطیر بجناحیہ کا لفظ آپکے قاعدہ کے موافق بالکل لغو اور فضول۔ پہر معاذ اللہ خدا کی جناب مین عرض کیجیے کہ حضرت آپ سے نہایت تعجب ہی کہ ان الفاظ کا یہ کون موقع تہا دابہ تو زمین پر چلا ہی کرتا ہے اور طائر دونو بازوون سے اوڑا ہی کرتا ہے پہر ان الفاظ کے فرمانے کی کیا معنے پہر جو کچہ اوسکا جواب ملے اوسی قسم کا جواب ہمارے طرف سے بہی قبول ہو۔ علاوہ ازین وہ خلافت جو ما نحن فیہ سے متعلق ہے جسکو ہم راشدہ اور ہمارے فاضل مخاطب جائیزہ سمجہتے ہین یعنے خلافت خلفا ثلثہ رضی اللہ عنہم ہمکو اوسکی رشد وخیریت کے طرف اور اوسکی دلیل کے طرف اشارہ کرنا مد نظر تہا کہ جناب کو متنبہ کردین کہ جس خلافت کی ہم رشد و خیریت کے معتقد ہین وہ خلافت وہ ہی جسکی خیریت کا وعدہ کتاب اللہ مین ہو چکا آپ کا اوسکو جائیزہ سمجہنا مخالف کتاب اللہ کے ہے پس آپ انصاف سے ملاحظہ فرمائیے کہ اس لفظ کا اسجگہ اطلاق کسقدر موزون اور

---

۵۱ اور نہین کوئی چلنے والا زمین مین اور نہ کوئی پرند جو اوڑتا ہے اپنے دو نو بازوون سے مگر گروہ ہاین تم جیسے ۱۲۔

بجائے خود ہے **قولہ** اور چونکہ اسکے تعیین بالقاء ربانی و وحی یزدانی بذریعہ رسول علیہ السلام کے ہوگی جیسا کہ ازالۃ الخفا کے عبائر منقولہ سے ظاہر ہے پھر اسکی نسبت کتاب اللہ مین وعدہ خیریت کے کیا معنے **اقول** چونکہ اسکی تعیین بالقاء ربانی و وحی یزدانی بذریعہ رسول علیہ السلام کے ہوگی جیسا کہ عبارات ازالۃ الخفاء سے واضح ہے۔ اور وہ خیر محض ہوگی اسیواسطے کتاب اللہ مین اوسکی خیریت کا وعدہ ہوا اور صلاح و فلاح کی خبر دی اگر وہ غصب و عدوان و ظلم و طغیان ہوتی تو اوسوقت اوسکی خیریت کی اخبار کی کچھہ معنے نہی اور جب وہ خیر محض ہے تو ظاہر ہے کہ اوسوقت اوسکی خیریت کا اخبار واقعی و نفس الامری کا اخبار ہے اور صحیح و بجا ہے یہہ فرمانا کہ پھر اسکی نسبت کتاب اللہ مین وعدہ خیریت کے کیا معنے) گنجائش نہین رکھتا اور اسکی کچھہ معنے نہین۔ آپ اسکو سوچئیے بہت موٹی بات ہے **قولہ** اور اگر جزئیت بمقابلہ کلیت مراد ہے تب بھی سمجھہ مین نہین آتا کہ اوسبحانہ تعالے ایسی اہم المہمات کی جزئیت کا وعدہ فرمائے اور کلیت سے اعراض کرے جس سے تمام مصالح امور دینی و دنیوی امت مرحومہ کے وابستہ ہین حالانکہ اور احکام مفصل و مشرح ارشاد ہوں **اقول** یہہ شق محض ہمارے فاضل مجیب کی حدت ذہن و تیزی ذکا سے ناشی ہوئی ہے ورنہ اول تو یہہ ہی خیال کرنا چاہئیے کہ اس لفظ کا اسجگہ اطلاق کیونکر اور کس معنے کے اعتبار سے صحیح ہے اور اگر بتکلفات و تاویلات اس لفظ کی اطلاق کو اسجگہ بنایا بھی گیا تو پھر کتاب اللہ مین اسکی جزئیت کا وعدہ کہان مذکور ہے اور کلیت سے کیونکر اعراض ہے خلافت کی جزئیت کے وعدہ کا قرآن شریف مین وجود تو اوسوقت صادق آئے کہ خلافت مطلقہ کلیہ مین سے ایک فرد خاص کا وعدہ مذکور ہو اور ظاہر ہے کہ اوسکا فرد خاص جزئی نہین پایا جائیگا مگر جبتک کہ اوسکا موصوف مذکور نہو اور اوسکے طرف اضافہ کرکے بیان نہ کی جاوے لیکن تمام قرآن شریف مین ایسی خلافت کسیجگہہ مذکور نہین اور نہ کہین ایسی خلافت کا وعدہ ذکر فرمایا تو اس سے

صاف ثابت ہوا کہ کتاب اللہ مین خلافت کی نسبت وعدہ جزئیت ہونے کی کچھ معنے
نہین رہا یہ کہ اوسبحانہ وتعالے نے ایسی اہم المہمات کی کلیت سے اعراض فرمایا جسکی
ساتھ تمام مصالح امت وابستہ ہین یہہ وہ اعتراض ہے کہ اگر آپ تامل فرمائینگے تو معلوم
کرینگے کہ اصول اہل تشیع پر ہی وارد ہوتا ہے کیونکہ اگر خداوند کریم نے اپنی کتاب مین
مسئلہ خلافت کو کلیۃً یا جزئیۃً اور اوسکی شرائط کو بیان فرمایا ہے تو فرمائیے کسجگہ اور
کس سورۃ مین بیان فرمایا ہے اور اگر نہین فرمایا تو ترک واجب کیا کیونکہ اسکا بیان کرنا
مثل اور فروع واصول کے لطف تھا جو بزعم آپکے خداوند تعالے شانہ عن ذلک پر
واجب تھا تو ترک لطف فرمایا اور نیز اخبار تکمیل دین اور اتمام نعمت آپکے اصول پر کذب ہوا
اور ہمارے نزدیک جب اوسکا خود خداوند تعالے متکفل ہوگیا اور اوسکے ایقاع کا وعدہ
فرمایا تو بعد اوسکے پھر کسی بیان کی حاجت نرہی معہذا ہمارے نزدیک اور ہمارے اعتقاد
مین حق تعالے شانہ پر کوئی چیز واجب نہین اوسکی ذات پاک اس سے کہ کوئی چیز اوس پر
واجب ہو منزہ ومبرا ہے اور اوسکی شان یفعل ما یشاء ویحکم ما یرید ہے اور نیز مسئلہ خلافت
اصول مین سے ہی نہین ہے جسکا ثبوت کتاب اللہ ہی پر موقوف ومنحصر ہو تو ہمپر کوئی اعتراض
لازم نہین آتا **قولہ** حضرت مجیب نے جس وعدہ کا ذکر کیا ہے اوسمین غور وتامل سے کام
نہین لیا اور اصطلاحی ولغوی معنے مین تمیز نہین فرمائی اگر اس وعدہ کو ذکر فرمائینگے
تو اسکا جواب بہی تفصیل سے گذارش کیا جاویگا اجمالاً اسی قدر کافی ہے **اقول** ہماری
سمجھہ مین نہین آیا کہ خداوند کریم کے دو وعدہ ہین اصطلاحی ولغوی وعدہ اصطلاحی و
لغوی کیسا مفصل ارشاد فرمائین ہم اسکا ذکر مختصراً دلائل اثبات خلافت مین کر چکے
ہین اور تفصیلی جواب کے منتظر ہین **قال الفاضل المجیب** - قولہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے اوسکی مدت بیان فرمائی الخ **اقول** شاید اس مدت سے خلافت
تیس سالہ حضرت مجیب کی مراد ہوگی اگرچہ عقلاً کسی طرح اس حدیث کا رسول مقبول سے

جو عقل کل تہے صادر ہوا سمجھ مین نہین آتا کیونکہ تیس سالہ کی قید کی کوئی ضرورت معلوم
نہین ہوتی امت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس تیس سال مین ختم نہین ہوگئی کہ بعد
مین خلافت کی ضرورت نرہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دین ناقص نہین چھوڑا
کہ اس مدت مین کامل ہوگیا یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی ہمارے
فاضل مجیب نے اس حدیث کے مقدوح اور غیر معتبر ہونے کی جو علت بیان فرمائی
ہے عجیب و غریب ہی فرماتے ہین کہ قید تیس سالہ کی کوئی ضرورت معلوم نہین ہوتی
کیون حضرت بیان واقع اور اخبار نفس الامر مین ضرورت اور عدم ضرورت کو کیا دخل
جسطرح واقع ہونیوالا تہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بالقاء ربانی و وحی یزدانی
اوسکی خبر دیدی کہ خلافت علے منہاج النبوۃ اس زمانہ تک ممتد و متصل رہیگی اور بعد
اسکے منقطع ہو جائیگی پہر یہہ فرمانا کہ مدت کی قید بے ضرورت ہے عدم فہم مرام سے ناشی
ہے اسکے بعد یہہ اعتراض کہ اس مدت مین امت ختم نہین ہوگئی جو بعد مین خلافت کی ضرورت
نرہی بہت ہی زیادہ تعجب انگیز ہے ہم کب کہتے ہین کہ اس مدت مین امت ختم ہوگئی اور
ہمنے کب کہا ہے کہ خلافت نبوۃ کی ضرورت نہین رہی لیکن ہان یہہ ضرور کہتے ہین کہ
خداوند تعالے پر کوئی چیز واجب نہین اور اوسکو اختیار ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے جب اوس
سبحانہ تعالے نے چاہا خلافت علی منہاج النبوۃ رہی اور جب اوسنے چاہا منقطع ہوگئی اور
عجب نہین کہ یہہ قتل خلیفہ ثالث کی پاداش اور اوسکا وبال ہو پہر یہہ کہنا کہ امت ختم نہین
ہوئی یا ضرورت باقی نہین رہی سراسر لاطائل ہے۔ علاوہ ازین اگر ہم اپنے فاضل
مخاطب کے اصول کے لحاظ سے ضرورت کو دیکہتے ہین تو دوازدہ کی قید کی بہی کچہہ
ضرورت معلوم نہین ہوتی کیونکہ اولا جب اونکو تمکین نہ دی تو اونکا وجود و عدم برابر ہوگیا
اور تمکین دینا بہی ایک قسم کا لطف تہا جو واجب تہا اوسکو بہی ترک فرمایا اور نیز اکثر زمانہ
وجود امام سے بسبب غیبت کے خالی رہا تب ایسے امام کے جو محض عنقا صفت ہو جس تک

حدیث الخلافت بعدی ثلثون سنۃ کی تضعیف اور اوسکا جواب

کوئی نہ پہونچ سکے نہ اُوسکو کوئی دریافت کرسکے نہ وہ کسی کے ہاتھہ آسکے کیا ضرورت
پس ایسے شخص کو امام بنانا کیا اسوجہ سے ہے کہ امت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ختم ہوگئی یا اسوجہ
سے ہے کہ امامت کی ضرورت نہین رہے یا کسی اور وجہ سے ہے جسکا ادراک خارج از عقول تھے
پہر اگر واقعی وہ ایسی ہی ہے کہ اُوسکا درک عقل سے محال ہے تو بقول سامی عقلا کے
نزدیک ایسی امامت کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صادر ہونا جو عقل کل تہے محال معلوم
ہوتا ہے پہر اسکے بعد جو یہہ ارشاد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دین ناقص نہین
چہوڑا جو اس مدت مین کامل ہوگیا یہہ اُون دونو سے طرفہ تماشا ہے ہم کب کہتے ہین کہ معاذ اللہ
حضرت نے دین ناقص چہوڑا جسکی اس مدت مین تکمیل ہوئی ہم تو خود خلافت علی منہاج النبوۃ
کہتے ہین جسکے صاف یہہ معنے ہین کہ خلفا قدم بقدم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چلتے رہے اور
اُون قوانین کو جو حضرت نے بوحی ربانی ممہد فرمائے تہے اور اُون طرق کو جنپر حضرت شرائع
الٰہیہ کی بجا آوری مین چلتے تہے اپنا امام سمجہتے رہے معہذا باوجود اسکے کہ دین مین کوئی
کمی وکوتاہی باقی نہین رہی تہی اور بہمہ جہات تمام وکمال اُوسکا ہوچکا تہا یہہ وعدہائے
حقہ خداوندیہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درباب غلبہ دین اسلام وشیوع
شعائر ایمان اور فتح بلدان اور زوال خوف بالکلیہ اور حصول امن تام وغیرہ
ہوئی تہی اور ابہی تک حیز عدم مین تہی وہ سب خلفاء حقہ راشدہ کی سعی وکوشش
سے بر روئے کار آئی اور اُون وعدون کے حصول مین خلفاء راشدین رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کا جارحہ ہوئے اور وہ اونکی خدمات نمایان اور فتوحات بے پایان حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کیطرف ہی منسوب ہوئین اور گویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتہون
سے ظاہر ہوئین پہر بعد اسکے جب لوگون نے اس نعمت عظمے اور عنایت کبرے کی ناشکری
کی اور دو خلیفہ ظلما شہید کئے گئے اور اونپر خروج وبغاوت ہوئی تو خداوند تعالے نے بحکم
ذلک بما کسبت ایدیکم وان اللہ لیس بظلام للعبید بمقتضاء ذٰلک بان اللہ

لم یک مغیراً نعمۃ انعمہا علی قوم حتی یغیروا ما بانفسہم - اپنی اس نعمت کو
اوٹھا لیا چنانچہ اس مضمون کو بھی اشارۃً حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا اور
اہلسنت کی کتابون مین موجود ہے پس اس سے ظاہر ہوا کہ جب مہمات خلافت علی وجہ الکمال
اس خلافت کے زمانہ مین حاصل ہوئی تو یہی خلافت حقہ راشدہ تہی اور اس خلافت سے
مقصود سرانجام ان مہمات موعود کا تہا لیکن حضرات شیعہ کے اصول پر البتہ یہہ لازم آتا ہے
کہ دین ناقص تہا جسکی تکمیل کیواسطے امامت راشدہ مقرر ہوئی اور مکمل دین ہوا تہا جسکے واسطے
ایمہ مبعوث ہوئے اور اس سے بصراحۃ وبداہۃ لازم آتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم
النبین نہین ہین اور آپکا وصف ختم رسالت باطل ہے کیونکہ جو اوصاف خاصہ کہ نبی کے ہوتے
ہین مثل عصمت ونص وفضلیت وغیرہ کے جب ایمہ کے لئے ثابت کئے تو گویا ایمہ کی نبوت کی معنیً مدعی
ہوئے اگرچہ اطلاق اسم نبوت اور نزول وحی سے تحاشی کرتے ہین لیکن یہہ ایک محض
لغو بات ہے کیونکہ اصطلاحاً لفظ نبی کا جسپر جایا اطلاق کیا اور جسپر جایا نہ اطلاق کیا اس
اصطلاحی اطلاق سے نزاع نہین رفع ہو سکتا - اور نزول وحی کا انکار صراحۃً غلط ہے
جب محدثیۃ کے قائل ہین تو لا محالہ وہ مشتمل نزول وحی کے ثبوت کو ہے پہر اعتقاد افضلیت
ایمہ کا تمام انبیاء ورسل اولو العزم وغیر اولو العزم پر سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
باوجود اشتراک فی الاوصاف کے بداہۃً ثبوت نبوت ایمہ کو مستلزم ہے اور نیز انبیاء علیہم
السلام کا ایمہ کے مراتب پر حسد کرنا اور اونکی امامت کے انکار سے مصیبتون مین مبتلا ہونا اور
ایمہ کے واسطے جناب باری مین دعا کرکے مصائب سے رہائی پانا غایت تقرب جناب الٰہی کی دلیل ہے
جو درجہ نبوت سے کم نہین بلکہ کہین بڑہکر ہے - علاوہ ان سب باتون کے بڑی دلیل یہہ ہے
کہ ایمہ کا قول کتاب وسنت کا ناسخ اعتقاد کرتے ہین جو بداہۃً ایمہ کے ثبوت نبوت اور
حضرت کی ختم رسالت کے بطلان کو مقتضی ہے اور اس سے یہہ بہی ثابت ہوتا ہے
کہ دین ناقص تہا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین اوسکی تکمیل نہین ہوئی تہی

جو اوسمین نسخ و تبدیل کی ضرورت ہوئی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دین کو ناقص چھوڑا تھا
جسکی زمانہ ائمہ مین تکمیل ہوئی پس معلوم ہوتا ہی کہ بحکم آیت الیوم اکملت لکم دینکم تکمیل دین کا حضرت
کے زمانہ مین ہونا حضرات شیعہ نے اعتقاد کر رکہا ہی وہ اپنی اصول کی ناواقفی کے وجہ سے ہی وبس **قولہ**
معہذا خود حضرات اہلسنت یہہ حدیث بیان کر کے مشکل مین پڑ گئے اور اس مدت کی بعد کی خلافت
کی رشادت کو بہی قائل ہین چنانچہ شرح عقاید نسفی مین بعد ذکر اس حدیث کو شارح لکہتا ہی وہذا
مشکل لان اہل الحل والعقد من الامۃ قد کانوا متفقین علی خلافۃ الخلفاء
العباسیۃ وبعض المروانیۃ کعمر بن عبد العزیز مثلاً ولعل المراد ان الخلافۃ الکاملۃ
التی لا یشوبہا شئی من المخالفۃ ومیل عن المتابعۃ یکون ثلاثین سنۃ وبعدہا
قد یکون وقد لا یکون ۔ انتہی **اقول** یہہ ہمارے فاضل مجیب کی مناظرہ دانی ہی کہ فرماتی ہین
کہ اس حدیث کو بیان کر کے اہل سنت مشکل مین پڑ گئے حضرت کو یہہ ہی معلوم نہین کہ علماء اعتراض
کو اشکال اور مشکل سے تعبیر کیا ہی کرتے ہین آپکی احادیث پر صدہا اعتراضات وارد ہوتے ہین اور
محدثین اور شراح بیان کرتے ہین شرح نہج البلاغت مین جناب امیر کے اقوال سے مذہب پر کتنے اعتراضات
شارح لکہتا ہی اور با وجود اسکے یہہ کوئی نہین سمجہتا کہ ہم مشکل مین پڑ گئے اور نہین تو جلد اول بحار الانوار
باقر مجلسی کو ہی ملاحظہ فرمائین کہ صفحہ ۱۰ پر ایک روایت طویلہ امالی صدوق سے نقل کرتے ہین جسکے بعض
جملے یہہ ہین فلما اصبح قال لہ الملک ان مکانک لنزھۃ قال لیت لربنا بہیمۃ فلو کان
لربنا حمارا لرعیناہ فی ہذا الموضع فان ہذا الحشیش یضیع علامہ مجلسی
اسکی شرح لغات کی بعد لکہتے ہین وفی الخبر اشکال من ان ظاہرہ کون العابد قائلا بالجسم وہو ینافی
استحقاقہ للثواب مطلقا وظاہر الخبر کونہ مع ہذہ العقیدۃ الفاسدۃ مستحقا للثواب

۱۔ جب صبح ہوئی تو اوسکو ملک نے کہا کہ تیری جگہ تو نہایت سبز ہی کہنے لگا کاش ہمارے رب کا چوپایا ہوتا اگر ہمارے
رب کا گدہا ہوتا تو ہم اوسکو اسجگہ چراتے کیونکہ یہہ گہاس ضائع ہوتی ہی ۱۲ اس خبر مین اشکال ہی اس سبب سے کہ اسکا ظاہر
دلالت کرتا ہی کہ عابد جسم کا قائل تہا اور یہہ مطلقاً استحقاق ثواب کے منافی ہے اس حدیث کا ظاہر یہہ ہی کہ یہہ شخص
بسبب کمی عقل اور بیوقوفی کے باوجود اس عقیدہ فاسدہ کے ثواب کا مستحق ہے ۱۲

لعلہ عقلہ وبلا هیئتہ بعد اسکے علامہ مجلسی تاویل کرکے فرماتے ہین وعلی التقادیر لابد
امامن ارتکاب تکلف تام فی الکلام او التزام فساد بعض الاصول المقررۃ
فی الکلام اب اسکو غور وانصاف سے ملاحظہ فرمائین اور جو شق دل چاہے اختیار کرین
ہمارا تو یہین مدعا حاصل ہے۔ علاوہ ازین شارح نے وہین اسکا جواب بھی جو شارح کی رائے مین
معتمد تہا لکہہ دیا اور اشکال مرتفع ہو گیا **قولہ** آپکے پیر دستگیر صاحب غنیۃ الطالبین
مین صرف تیس پر ہی اکتفا نہین فرماتے اس حدیث کی مدت مختلف بیان کرکے
حضرت معاویہ کو بہی خلیفہ راشد فرماتے ہین **اقول** آپ عبارت غنیۃ الطالبین کا
مطلب یا غلط سمجہے یا مقصود ہو کہ وہی ہے اب ہم اصل عبارت نقل کرکے اپنا مدعا ثابت
کرتے ہین حضرت پیر دستگیر رحمۃ اللہ علیہ شروع فصل مین تحریر فرماتے ہین ولیعتقد[۱]
اہل السنۃ ان امۃ محمد خیر الامم اجمعین وافضلہم اہل القرن الذین
شاہدوہ وامنوا بہ وصدقوہ وبایعوہ وتابعوہ وقاتلوا بین یدیہ وفدوہ
بانفسہم واموالہم وعزروہ ونصروہ وافضل اہل القرن اہل الحدیبیۃ
الذین بایعوہ بیعۃ الرضوان فہم الف واربع مائۃ رجل وافضلہم اہل بدر وہم
ثلث مأۃ وثلاث عشر رجلا عدد اصحاب طالوت وافضلہم اربعون اہل دار
الخیزران الذین کملوا بعمر بن الخطاب وافضلہم العشرۃ الذین شہد لہم النبی
بالجنۃ وہم ابوبکر وعمر وعثمان وعلی وطلحۃ والزبیر وعبد الرحمن بن عوف

[۱] اہل سنت اعتقاد کرتے ہین کہ امت محمد کی تمام امتون سے بہتر ہے اور اون مین افضل اوس قرن والے ہین جنہون نے حضرت کو دیکہا اور آپ پر ایمان لائے اور تصدیق کی اور بیعت کی اور متابعت کی اور آپکے ساتہ لڑے اور اپنی جانون اور مالون کو آپ پر قربان کیا اور اونکی امداد واعانت کی اور اوس قرن والون مین افضل حدیبیہ والے ہین جنہون نے بیعت رضوان کی اور وہ چودہ سو مرد ہین اور اون مین افضل بدر والے ہین اور وہ تین سو تیرہ مرد ہین اصحاب طالوت کے گنتی کے برابر اور انمین افضل چالیس آدمی ہین دار خیزران والے جو عمر بن خطاب کے ساتہ پورے ہو گئے اور انمین افضل وہ دس ہین جنکے لئے نبی نے جنت کی شہادت دی اور وہ یہ ہین۔ ابوبکر رض۔ عمر رض۔ عثمان رض۔ علی رض۔ طلحہ رض۔ زبیر رض۔ عبد الرحمن بن عوف رض۔ سعد رض۔ سعید رض۔ ابو عبیدہ بن الجراح رض ۱۲

وسعدؓ وسعیدؓ وابو عبیدةؓ بن الجراح وافضل هؤلاء العشرة الابرار الخلفا
الراشدون الاربعة الاخیار وافضل الاربعة ابو بکرؓ ثم
عمرؓ ثم عثمانؓ ثم علیؓ رضی الله تعالیٰ عنهم وهؤلاء الاربعة الخلافة لنبی بعدنا
صلی الله علیه وسلم ثلثون سنة ولی منها ابو بکر سنتین وشیئا وعمر عشرا
وعثمانؓ اثنا عشر وعلی ستا ثم ولیها معویة تسع عشر سنة وکان قبل ذالک
ولاه عمرؓ الامارة علی اهل الشام عشرین سنة[۱] پھر اسکے بعد دو ورق آگے
بڑھکر تحریر فرماتی ہین۔ ثم خلافة معویة بن ابی سفیان ثابتة صحیحة
بعد موت علی وبعد خلع الحسن نفسه عن الخلافة وتسلیمها الی معویة لرای راه
الحسن ومصلحة عامة تحققت له وهی حقن دماء المسلمین وتحقیق قول
النبی فی الحسنؓ ابنی هذا سید یصلح الله تعالیٰ به بین فئتین عظیمتین فوجبت
امامته لعقد الحسنؓ له فسمی عام عام الجماعة لارتفاع الخلاف بین
الجمیع واتباع الکل لمعویةؓ لانه لم یکن هناک منازع ثالث
فی الخلافة وخلافة متهمد کورة[۲] فی قول النبیؐ وهو ما روی عن النبی[۳] انه قال تدور رحی

[۱] اوان عشرہ ابرار مین سے افضل چارون خلفا راشدین ہین اور ان چارون مین افضل ابو بکرؓ پھر عمرؓ پھر عثمانؓ پھر علیؓ ہین اور ان چارون کی خلافت بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تیس برس تہی جسمین سے ابو بکرؓ دو برس اور کچھ زیادہ متولی خلافت ہوئی اور عمرؓ دس برس اور عثمانؓ بارہ برس اور علیؓ چھہ برس پھر بعد اسکی معویہؓ انیس برس تک متولی ہوا اور اس سے پہلے اوسکو عمرؓ نے امارت شام پر متولی کیا تہا بیس برس ۱۲۔

[۲] پھر معویہ بن ابی سفیان کی خلافت بعد وفات علیؓ اور بعد جدا کرنے امام حسن رضؓ کے اپنی نفس کو خلافت سے اور سپرد کرنے خلافت کے امیر معویہ کو بسبب رائے کے جو حضرت حسنؓ نے سوچی اور بسبب تحقیق ارشاد نبی صلعم کے حسن رضؓ کے بارہ مین کہ یہہ میرا فرزند سردار ہے اللہ تعالیٰ اسکی سبب سے دو بڑی جماعتون مین اصلاح کریگا ثابت اور صحیح ہے پس اوسکی امامت امام حسن رضؓ کے عقد کرنے سے اوسکے لئے لازم ہوگئی پس اوسکے برس کا نام عام الجماعة رکہا گیا اسلئے کہ سب سے خلاف اوٹھ گیا اور سب معاویہ رضؓ کے تابع ہوگئے کیونکہ اوسوقت کوئی تیسرا شخص خلافت مین جھگڑا کرنے والا باقی نرہا اور اوسکی خلافت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قول مین مذکور ہے اور وہ وہ ہے جو حضرت سے مروی ہوا کہ اپنے فرمایا پینتیس یا چھتیس ۱۲۔

الاسلام خمسا وثلثين سنة او ستا وثلثين سنة او سبعا وثلثين والمراد بالرحی فی هذا الحدیث القوة فی الدین والخمس السنین الفاضلة عن الثلثین فهی من جملة خلافة معویة الی تمام تسعة عشر سنة و شهور لان الثلثین کملت بعلی رض کما بینا - اب اہل انصاف اس عبارت کو ملاحظ فرماوین اور دیکہین کہ ہمارے فاضل مجیب کا دعوے کہ حضرت پیر دستگیر رحمۃ اللہ علیہ نے امیر معویہ رض کو خلیفہ راشد فرمایا ہے غلط ہے یا صحیح مین کہتا ہون کہ ہمارے فاضل مجیب کا دعوے بالکل غلط ہے حضرت پیر دستگیر نے کسی جگہہ حضرت امیر معویہ کو خلفاء راشدین مین نہین شمار کیا اور کسی جگہ خلیفہ راشد نہین لکہا ہمارے فاضل مخاطب کو لفظ خلافت سے اشتباہ پڑ گیا اور وجہ اوسکی اول یہہ ہے کہ پہلی عبارت مین صرف خلفاء اربعہ ہی کو خلفاء راشدین لکہا ہے حضرت امیر معویہ کی خلافت کا بہی اگرچہ ذکر کیا ہے لیکن نہ اوس خلافت کو خلافت راشدہ لکہا اور نہ امیر معویہ کو خلیفہ راشد فرمایا تو اس سے معلوم ہوا کہ حضرت امیر معویہ کو خلیفہ راشد نہین لکہا دوسری یہہ کہ حدیث الخلافة بعدی ثلثون سنة ثم یکون ملکا کے موافق اوسکا مصداق خلافت خلفاء اربعہ کو ہے قرار دیا ہے اور ظاہر ہے کہ اس حدیث مین لفظ خلافت سے مراد خلافت نبوت ہے پہر اوسکے بعد جو خلافت امیر معویہ کو ذکر فرمایا اور اوس سے اوسکو خارج کیا تو معلوم ہوا کہ وہ داخل خلافت راشدہ نہین بلکہ خلافت بمعنے ملک و سلطنت ہے - تیسری یہہ کہ امیر معویہ کی خلافت کی نسبت لکہا کہ اوس کا ثبوت و صحت اوس وقت سے ہے جب سے حضرت امام حسن رض نے خلافت تفویض فرمائی تہی اور ظاہر ہے کہ پہلے اس سے اپنی اجتہادی خطا کیوجہ سے

سلہ سینتیس برس اسلام کی چکی چلیگی اور اس حدیث مین رحی سے مراد دین کی قوت ہے اور پانچ سال جو تیس سال سے زائد ہین وہ منجملہ خلافت معاویہ رض کے ہین - تیس برس اور کچہہ مہینے پورے ہونے تک کیونکہ تیس برس حضرت علی رض کے ساتہہ پورے ہوگئے چنانچہ ہم بیان کر چکے ہین ۱۲ -

جو بسبب طلب قصاص حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ واقع ہوئی تہی بغاۃ مین سے تھے جناب امام حسن رضہ نے خلافت تفویض فرماوی خلیفہ تھے لیکن ایسی حالت مین اونکو خلافت راشدہ نہین کہہ سکتے چوتہی یہہ کہ خلافت حضرت معویہؓ کو مصداق حدیث تدور رحی الاسلام کا قرار دیا اور اوسکی تفسیر مین لکہا کہ مراد رحی سے قوت اسلامی ہے اور ظاہر ہے کہ قوت وشوکت اسلامی بمقابلہ کفار کے غایت درجہ کو تہی کیونکہ امرا سب کا ایک شخص پر مجتمع تہا لیکن یہہ مستلزم اس امر کو نہین ہے کہ وہ خلافت علی منہاج النبوت بہی ہو غایت سے غایت یہہ ہے سبہی کہ سلطنتون مین عمدہ سلطنت ہو پس اس سے ثابت ہوا کہ خلافت امیر معویہ سے مراد خلافت راشدہ نہین چنانچہ محشی نے بہی اسکی تصریح کی ہے قولہ رضی اللہ عنہ اما خلافۃ معویۃ رضی اللہ عنہ الخ المراد منہ الامامۃ لا الخلافۃ التی کانت للخلفاء الراشدین الاربعۃ لانہا خلافۃ النبوۃ کما قالہ قاضی وغیرہ من المحدثین کما نقلہ الامام النووی مفصلاً فی شرح صحیح مسلم رہا یہہ کہ اطلاق لفظ خلافت یا خلیفہ کا امیر معویہ رضہ کے حق مین اول تو سلطنت بہی جبکہ واجب الاطاعت ہونے کی اہل سنت کے نزدیک خلافت مین داخل ہے چنانچہ خلافت مطلقہ کے نیچے دو نوعین ہین ایک خلافت خاصہ دوسری خلافت عامہ اور ظاہر ہے کہ خلافت عامہ ملک وسلطنت ہی تو اطلاق خلافت کا اسپر صحیح ہوا علاوہ ازین خلافت مطلقہ کے جو دو نوعین ایک خلافت نبوت اور دوسری امارت وسلطنت ہین اون دو نو نوعون مین تشکیک ہی اور ہر دو کلی مشکک ہین چنانچہ ظاہر ہے کہ باعتبار حصول قوت وشوکت وحصول مہمات خلافت واتباع سیر نبویہ علی وجہ الاکملیہ اور باعتبار ثوران عدم ثوران فتن کے بعض افراد خلافت خاصہ کے

سلہ اما خلافۃ معویہ الخ خلافت سے مراد امامت ہی نہ وہ خلافت جو چار ون خلفاء راشدین کو حاصل تہی کیونکہ وہ خلافت نبوت تہی جیسا محدثین مین سے قاضی وغیرہ نے کہا ہے چنانچہ امام نووی نے مفصل شرح مسلم مین نقل کیا ہے ۱۲۔

بہ نسبت بعض کے اکمل و کامل و ضعیف و قوی کا تفاوت رکہتے ہین خود خلفا مین فضیلت
علے ترتیب الخلافت واقع ہونا ثبوت مرتبہ تشکیک کی ایک بدیہی دلیل ہے امارت و سلطنت کے
مصدق مین اپنے افراد پر جسقدر تشکیک ہے تو وہ محتاج بیان نہین جو ایسی واضح اور ظاہر ہے
کہ اوسکے اثبات کی دلیل سے کچہہ ضرورت نہین اور ظاہر ہے کہ نوع ثانی کا فرد عالی
نوع اول کے فرد سافل کے ساتہہ بادی النظر مین ملحق و مشتبہ ہوگا کیونکہ درمیان
دونون فردون کے بجز ایک باریک حد فاصل کے کوئی واسطہ نہین ہے اسلئے کہ
خلافت کی بنیاد دو اصلون پر ہے اول اتباع سیرت نبویہ صلے اللہ علیہ وسلم
دوسری انتظام دافع اور سرانجام مہات لیکن محض خلافت کے لئے اصل اول کو
بہ نسبت اصل ثانی کے مزیت ہے کہ اول بمنزلہ موقوف علیہ کے ہے اور ثانی کو بہی فی الجملہ
مدخل ہے کیونکہ جو ایک مرتبہ حصول اجر و ثواب کا ہوتا وہ فوت ہوا اور رسول کے لئے
ایجاز وعدہائے خداوندی مین جارحہ نہ تہی۔ افراد عالیہ خلافت مین دونو اصلون کا
تحقق اکمل وجوہ سے ہوگا اور افراد سافلہ مین اصل اول علے وجہ الکمال ہوگی اور
اصل ثانی مین فی الجملہ نقصان ہوگا سلطنت کو خلافت نبوت سے اگر امتیاز ہے تو اصل
اول کی وجہ سے ہے کہ اوسمین مرتبہ کمال سے علے حسب المراتب انحطاط ہوگا اگرچہ اصل ثانی
علے وجہ الکمال پائی جائے پس جو افراد عالیہ سلطنت کے ہونگے عجب نہین کہ افراد سافلہ
خلافت نبوت سے اصل ثانی سے بڑہکر ہون لیکن اصل اول مین البتہ کمی ہوگی۔ تو جب باعتبار
احد الاصلین کے مزیت ہوئی اگرچہ باعتبار اصل آخر کے کمی ہو اور وہ کمی بہی ایسی بدیہی
اور بین کمی نہو جسکا امتیاز ہر شخص کر سکے تو لامحالہ بادی النظر مین ہر دو نوعین کی
افراد سافلہ و عالیہ مین ایک لحوق پایا گیا تو اگر باعتبار اسکے کسی نے قرب مجاورۃ
کی وجہ سے مجازاً افراد اعلے سلطنت پر ایسا لفظ اطلاق کر دیا جو موہم خلاف نبوت
کو ہو تو کیا بیجا کیا اور اوسپر کیا طعن ہے رہا یہہ کہ اگر آپ حضرت پیر دستگیر ہی کی اس

قول سے استدلال فرماتے ہین وخلافتہ مذکورۃ فی قول النبی صلے اللہ علیہ وسلم تو یہ
استدلال بالکل غلط ہے کیونکہ اسمین بلکہ کسی روایت سے اس خلافت کا خلافت نبوت ہونا
متحقق نہین ہوا پس آپکا یہہ فرمانا کہ حضرت پیر دستگیر رضہ نے امیر معویہ رض کو خلیفہ راشد فرمایا
ہے سراسر غلط اور کذب ہے علاوہ اسکے دوسرا کذب اور دہوکہ دہی یہہ ہے کہ تحریر فرماتی
ہین " اس حدیث کی مدت مختلف بیان کرکے تحریر فرماتے ہین " حالانکہ یہہ محض غلط ہے
کیونکہ لفظ اس کا مرجع یہہ ہے حدیث ثلثون سنہ ہے اور ظاہر ہے کہ اس حدیث مین اختلاف
حضرت پیر دستگیر رضہ نے کہین ذکر نہین فرمایا یہہ حدیث ہرگز اپنی مدت سے متجاوز نہین
اور وُہ حدیث جسمین زیادتی مذکور ہے اس سے جدا گانہ اور وُہ بالکل دوسری
حدیث ہے اوسکا مدلول وما صدق علیہ کچھہ اور ہی چیز ہے **قولہ** اور نیز اگر یہہ حدیث
صحیح ہو تو وہ دوازدہ خلیفے جنکی بشارت اکثر احادیث مین ہے کیسے ہونگے **اقول**
پہلے ہم اوُس حدیث کی الفاظ کو جو بشارت دوازدہ امام مین بطرق شتے وارد ہوئی ہے حضال
ابن بابویہ قمی سے نقل کرتے ہین بعد اوسکے اپنے فاضل مخاطب کو بتلائینگے کہ وُہ دوازدہ امام
کیسے تہے اول حدیث ابن مسعود رض کی ہے جو بواسطہ شعبی اور قیس ابن عبد اللہ اور جریر
ابن اشعث اور مسروق کی روایت کی گئی ہے وہ یہہ کہ عبد اللہ بن مسعود نے ایک سائل
کے جواب مین فرمایا۔ نعم عھد الینا نبینا صلے اللہ علیہ وآلہ ان یکون بعدہ اثنا عشر[1]
خلیفۃ بعدد نقباء بنے اسرائیل۔ دوسری روایت جابر بن عبد اللہ
رضے اللہ عنہ سے بواسطہ شعبی اور سماک بن حرب اور عامر بن سعد وغیرہ کے بالفاظ
مختلفہ وارد ہوئی ہے عن[2] جابر بن سمرۃ قال کنت مع ابی عند النبی صلی اللہ علیہ
وآلہ قال فسمعتہ یقول یکون بعدے اثنا عشر امیرا ثم

روایات بشارت دوازدہ امام

---

[1] ہان ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ہم سے عہد کیا ہے کہ بعد انکے بارہ خلیفہ ہونگے بنی اسرائیل کے نقیبون کی تعداد کے موافق ۱۲
[2] جابر بن سمرہ سے مروی ہے کہا مین اپنے باپ کیساتھہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس تہا پس مینے حضرت سے سنا فرماتے تہے میرے بعد بارہ امیر ہونگے ۱۲

اخفی صوتہ فقلت لابی ما الذی قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ قال کلھم من قریش
وعن الشعبی عن جابر بن سمرۃ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ لا یزال ھذا
الدین عزیزا منیعا ینصرون علے من ناواھم الی اثنی عشر قال ثم قال کلمۃ اصمتنیھا
الناس قال فقلت لابی او لابنی ما کلمۃ اصمتنیھا الناس قال کلھم من قریش
وعن جابر بن سمرۃ قال قال النبی صلے اللہ علیہ وآلہ لا یزال ھذہ الامۃ مستقیما امرھا
ظاھرۃ علے عدوھا حتی یمضی اثنا عشر خلیفۃ کلھم من قریش فاتیتہ فی منزلہ
قلت ثم یکون ماذا قال الھرج — وفی روایۃ عن جابر لا یزال ھذہ الامۃ صالحا
امرھا ظاھرۃ علے عدوھا — وفی روایۃ عن عامر بن سعد قال کتبت الی جابر بن
سمرۃ مع غلامی رافع اخبرنی بشی سمعتہ من رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ فکتب
سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ یقول جمعۃ عشیۃ رجم الاسلمی لا یزال الدین
قائما حتے تقوم الساعۃ ویکون علیکم اثنی عشر خلیفۃ کلھم من قریش تیسری روایت شرح برکلی سے
عن شرح البرکلی قال فی الکتاب ان ھذہ الامۃ فیھم اثنا عشر فاذا وفت عدتھم طغوا وبغوا وکان باسھم بینھم

سلہ پھر کچھ آہستہ فرمایا میں نے اپنے باپ سے پوچھا حضرت نے کیا فرمایا کہا سب قریش سے ہونگے جابر بن سمرہ سے مروی ہے کہا فرمایا
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہہ دین ہمیشہ غالب مضبوط اپنے مخالفوں پر فتحمند رہیگا بارہ خلیفوں تک پھر آپ نے ایک کلمہ فرمایا
جو لوگوں کی ہجوم نے مجکو سُننے نہ دیا تو میں نے اپنے باپ یا بیٹے سے پوچھا کونسا کلمہ ہے جو لوگوں نے مجکو سُننے نہ دیا کہا سب قریش سے ہونگے اور جابر بن
سمرہ سے مروی ہے کہا فرمایا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے یہہ امت ہمیشہ اپنے امر میں مستقیم اپنے دشمن پر غالب رہیگی یہانتک کہ بارہ خلیفہ گذر جائیں
جو سب قریش سے ہونگے پھر میں اپنے گھر پر حاضر ہو کر عرض کیا پھر کیا ہوگا فرمایا قتل۔ اور ایک روایت میں جابر سے ہے ہمیشہ اس امت کا
امر درست رہیگا اور اپنے دشمن پر غالب رہیگی اور ایک روایت میں عامر بن سعد سے ہے کہا میں نے جابر بن سمرہ کے پاس اپنی غلام رافع کے
ہاتھ لکھکر بھیجا کہ مجھکو کچھ بتلا جو تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہو پس انکے جواب میں لکھا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جمعہ
کے روز سنا جسکی شام کو اسلمی سنگسار ہوا فرماتے تھے ہمیشہ یہہ دین برپا رہیگا قیامت تک اور تم پر بارہ خلیفہ ہونگے سب کے سب قریش سے ہونگے
شرح برکلی سے ہے کتاب میں کہا ہے کہ اس امت میں بارہ خلیفہ ہیں جب انکی تعداد پوری ہو جائیگی تو سرکشی اور بغاوت کرینگے اور انکی لڑائی آپس میں ہوگی

چوتھی روایت عن ابی بحر قال کان ابو الخالد جار لی فسمعتہ یقول ویحلف علیہ ان ھذہ الامۃ لا تھلک حتی یکون فیھا اثنا عشر خلیفۃ کلھم یعمل بالھدی ودین الحق۔ پانچوین روایت عن سفیان بن بردبن مکحول انہ قیل لہ ان النبی صلی اللہ علیہ والہ قال یکون بعدی اثنا عشر خلیفۃ قال نعم وذکر لفظۃ اخری عن معمر عمن سمع وھب بن منبہ یقول یکون اثنا عشر خلیفۃ ثم یکون الھرج ثم یکون کذا۔ چھٹی روایت عن حمزہ البکالی عن کعب الاحبار قال فی الخلفاء ھم اثنی عشر اذا کان عند انقضائھم واتی طبقۃ صالحۃ عند اللہ فی العمر کذلک وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم وکذلک فعل اللہ ببنی اسرائیل ولیس بعزیز ان یجمع ھذہ الامۃ یوما ونصف یوم وان یوما عند ربک کالف سنۃ مما تعدون اور صحیح مسلم مین جسقدر روایتین درباب ائمہ اثناعشر وارد ہوئی ہین وہ تقریباً ان روایات مین سے بعض کے مطابق ہین لیکن غالباً ابوداؤد کی روایت مین لفظ کلھم یجتمع علیہ الامۃ

---

۵ ابی بحر سے مروی ہے کہا ابو خالد میرا ہمسایہ تہا مین اوس سے سُنا قسم کہا کر کہتا تہا کہ یہ امت ہلاک نہو گی جتک اوسمین بارہ خلیفہ ہونگے سب ہدایت اور دین حق پر عمل کرینگے۔ سفیان بن بردبن مکحول سے روایت ہے کہ اوس سے کسینے کہا کہ کیا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے بعد بارہ خلیفہ ہونگے کہا ہان۔ اور دوسرا لفظ ذکر کیا۔ معمر سے مروی ہے جسنے اوس سے جسنے وہب بن منبہ سے سنا کہتا تہا کہ وہ بارہ خلیفہ ہونگے پہر قتل ہوگا پہر یہہ ہوگا۔ حمزہ بکالی کعب احبار سے روایت کرتا ہے اوسنے اون کے حق مین کہا کہ وہ بارہ ہین اور جب اونکے گذرنے کا وقت قریب ہوگا اور طبقہ صالحہ عند اللہ آئیگا تو اونکی عمر مین زیادتی ہوگی اسی طرح وعدہ کیا ہے اللہ نے اون کسے جو ایمان لائے اور نیک کام کیے کہ اونکو ملک مین جانشین کریگا جسطرح جانشین کیا تہا پہلون کو اور اسی طرح اللہ نے بنی اسرائیل کے ساتہہ کیا اور اللہ پر کچہہ دشوار نہین کہ اس امت کو ایک دن یا آدہے دن مین جمع کردے اور ایک دن تیرے رب کے نزدیک مثل ہزار برس کے ہے تمہاری گنتی سے ۱۲۔

زیادہ وارد ہوا ہے ۔اب گذارش یہہ ہے کہ جس روایت مین تقیید خلافت کی ثلثون سنة کے ساتہہ وارد ہوئی ہے وہ خلافت خلافت نبوت ہی جو علے الاتصال اسقدر زمانہ تک ممتد رہیگی چنانچہ بعض روایات مین صریح خلافت نبوت وارد ہوا ہے اور نیز اس قسم کے الفاظ سے بہی ارشاد ہوا ہے اِنَّ ھذا الامر بدا نبوة ورحمة ثم خلافة ورحمة غرض اس قسم کی روایات سے صریح معلوم ہوتا ہے کہ یہہ خلافت جسکی مدت تیس سال ارشاد ہوئی ہے خلافت نبوت ورحمت ہے اور وہ روایت جو بشارت دوازدہ امام مین وارد ہوئی ہے وہ عام ہے اس سے کہ خلافت نبوت ہو یا ملک و سلطنت ہو علی الاتصال ہو یا بانقطاع کیونکہ جسقدر اوصاف دوازدہ ائمہ کی نسبت بیان ہوئے اون سب کا حاصل یہہ ہی کہ اوس خلافت کو قوت و شوکت ہوگی اور اوسمین اضطراب و تزلزل و وقوع فتن نہوگا وہ اپنے اعدا پر غالب رہیگی اور بمقابلہ اوسکے کفار مغلوب و منکوس ہونگے اور امت اوس پر مجتمع ہوگی اور یہہ اوصاف کچہہ خلافت خاصہ پر ہی منحصر نہین ہین بلکہ یہہ عوارض عامہ ہین جو خلافت کے دونون نوعون مین پائے جاسکتے ہین خلافت خاصہ بہی ان کے ساتہہ متصف ہوسکتی ہے اور امارت و سلطنت کو بہی ان صفات سے حظ و نصیب ہی پس اِن دونو روایتون مین کسی قسم کا تعارض نہین ہے ہان یہہ بات باقی رہ گئی کہ تمی کے بعض روایات مین جو یہہ الفاظ وارد ہوئے ہین کلہم یعمل بالہدے ودین الحق شاید ہمارے فاضل مجیب کو خلجان ہین ڈالین اور یہہ خیال فرمائین کہ یہہ وصف مستلزم خلافت خاصہ کو ہے لیکن یہہ زعم اگر ہو تو بالکل باطل ہی کیونکہ اس وصف مین بہی صریح مرتبہ تشکیک ہے اور اوسکی صدق مین اپنے افراد پر اولویت اور اشدیت کا فرق بدیہی ہے خلفاء راشدین بہی عاملین بالہدی ودین الحق ہین اور سلاطین مین سے اونکی افراد عالیہ اور افراد متوسطہ بہی عاملین بالہدی ودین الحق ہین لیکن ان مین اور اون مین باعتبار اس وصف کی امتیاز اور فرق ہے خلفاء

لہ یہہ امر شروع ہوا ہے نبوت اور رحمت پہر خلافت اور رحمت ۱۲—

راشدین مین اس وصف کا صدق اولے وراشد ہی اور سلاطین کے افراد عالیہ و متوسطہ مین اوس سی بعید اور ضعیف ہی لیکن صدق اس وصف کا گو فی الجملہ کم ہے تاہم پایا جاتا ہے بلکہ سلاطین جائرہ جو سلاطین کے افراد سافلہ ہین اونمین بہی فی الجملہ پایا جاویگا اگر وہ کفار کے ساتھ جہاد کرینگے جو باعث تقویت دین ہی لیکن اون افراد کا اس وصف کے ساتھ اتصاف ایسا قلیل ہوگا کہ گر اوسکو کان لم یکن اعتبار کرین تو کچھ مضایقہ نہین ہے غرض یہ وصف بہی مثل دوسری اوصاف کے جو ارض عامہ مین سے ہی خلافت نبوت اور امارت کو عام ہے اور یہ مستلزم خلافت خاصہ کو نہین پس جب یہ امر ثابت ہو گیا کہ وہ تعیین بتحدید خلافت خاصہ کے لئے ہی تہی اور یہ بشارت عام ہے تو دو نو حدیثون مین باہم کچھ تعارض و تناقض نہین رہا سکی توجیہات اور بہی ہوسکتی ہین لیکن بخوف تطویل اونکو ترک کرتے ہین اب مجھکو یہہ خیال ہی کہ حضرت ابن بابویہ قمی صاحب نے ان روایتون کو جو بشارت دوازدہ امام مین وارد ہوئی ہین اپنے مذہب کی تائید اور تقویت مین نقل کیا ہے اور اپنے روایات مذہب کی موافق سمجہا ہی چنانچہ اسکی بعد وہ روایتین نقل کی ہین جو اپنے رواتسے بشارت دوازدہ امام مین منقول ہوتی ہین اسلئے اون روایات کو بلا رد و انکار قبول کر لیا ہے ورنہ شیخ نے جسجگہ مخالفین کے روایات خصال مین نقل کی ہین وہ نقل کی بیان کردی ہے چنانچہ روایت رکعتین بعد صلوۃ العصر عن عبد اللہ بن الاسود عن ابیہ عن عائشہ بیان کرکے آخر مین لکہتے ہین قال مصنف ھذا الکتاب[٥١] مرادی بایراد ھذہ الاخبار الرد علی المخالفین لانہم لا یرون بعد الغداۃ وبعد العصر صلوۃ فاحببت ان ابین انہم خالفوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ فی قولہ وفعلہ پس جب اسجگہ بعد نقل روایات سکوت کیا بلکہ سکوت نہین اپنی روایات جو بشارت دوازدہ

روایات بشارت دوازده امام … مذہب شیخ صدوق …

[٥١] اس کتاب کا مصنف کہتا ہے کہ حدیثون کے ذکر کرنے سے میری غرض مخالفین پر رد کرنا ہے کیونکہ وہ بعد فجر اور بعد عصر کے نماز پڑہنا جائز نہین سمجہتے تو مینے چاہا کہ اس امر کو بیان کردون کہ انہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول و فعل مین خلاف کیا

امام مین تہین وارد کین تو معلوم ہوا کہ یہہ روایات شیخ کے نزدیک مقبول و معتمد ہین قطع نظر
اس سے اگر بالفرض شیخ قمی کے نزدیک یہہ روایات معتبر نہون تاہم حسب شہادت امام صادق
و امام کاظم معتبر و قابل قبول ہین کیونکہ ہم معنے اور مشابہ روایات اہل بیت کی ہین تفسیر عیاشی
مین منقول ہی قال الصادق فما جاءک فی روایۃ من بر او فاجر توافق القران فخذ بہ
وما جاءک فی روایۃ من بر او فاجر یخالف القران فلا تاخذ وقال الکاظم اذا جاءک
الحدیثان المختلفان فقسہما علی کتاب اللہ وعلی احادیثنا فان اشبہہما فہو
حق وان لم یشبہہما فہو باطل۔ ان دونون روایتون سے ثابت ہی کہ جو روایت موافق
کتاب اللہ اور مشابہ احادیث ائمہ ہو وہ حق اور واجب القبول ہی اور یہہ روایات منقولہ
صدوق بہی مشابہ اون روایات کے ہین جو ائمہ سی وارد ہوئی تو یہہ بہی واجب القبول ہونگی
اور بعض روایات مین اگرچہ رواۃ اہلسنت ہین اور بواسطہ رواۃ اہلسنت کے منقول ہوئی
ہین لیکن یہہ امر قادح فی الروایۃ نہوگا تو اب معلوم نہین کہ ان روایات کی موافق دوازدہ
امام کو ہمارے فاضل مخاطب کیا سمجہینگے اور ان روایات کے صدمہ سی مذہب کی بناء کی
انہدام سے صیانت کیونکر کرینگے۔ اور ان روایات سی مذہب تشیع کو چند وجوہ سے
صدمہ پہونچتا ہے۔ اول یہہ کہ ان روایات سی صریح ثابت ہوتا ہے کہ امت کو زمانہ
ائمہ اثنا عشر مین استقامت امر اور غلبہ علی الاعداء اور ظہور دین اور اصلاح امر میسر
ہوگا پس اگر اونکو ائمہ اثنا عشر حضرات شیعہ پر محمول کیا جاوی تو یہہ وعدہ اور اخبار
جہوٹ اور کذب ہوگا کیونکہ ائمہ کے زمانہ مین برعکس اسکی اضطراب امر اور غلبہ اعداء اور
اختفاء دین اور فساد امر حاصل ہوا ثقل اعظم کا نام و نشان تک صفحہ گیتی سی گویا محو ہوگیا ائمہ کی خود

ملہ امام صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو کچہ تیرے پاس کسی روایت مین کسی فاجر آدمی سے آوی جو قرآن کے موافق ہو
تو اسکو لے اور جو کچہ تیری پاس کسی روایت مین روانے فاجر کر آوے جو قرآن کے مخالف ہو تو اوسکو نہ لے۔ امام کاظم
نے فرمایا جب تیرے پاس دو متخالف حدیثین آئین تو اوسکو کتاب اللہ اور ہماری حدیثون سے مقابلہ کر اگر وہ اونکی مشابہ
ہون تو وہ حق ہے اور اگر اون کے مشابہ نہو وہ باطل ہے۔ ۱۲

جیسی حالت رہی وُہ محتاج بیان نہین دوسری یہہ کہ یہہ غلبہ جو تہا جو زمانہ ائمہ اثنا عشر
مین موعود ہے یہہ منحصر اوسی زمانہ تک ہی اوسکے بعد ہرج ومرج وفساد و ہلاکت ہی اگر بعد ائمہ
کے ہین تو حضرت عیسٰے ہین اور وُہ خود ائمہ سے کم درجہ ہین تو معلوم نہین کہ یہہ امامت جو ائمہ
اثنا عشر مین ہی منحصر اور ختم ہو چکی تہی کیا بعد اوسکے حسب ارشاد فاضل مجیب امت محمدی
صلی اللہ علیہ وسلم ختم ہو چکی کہ بعد ائمہ اثنا عشر کے پہر امامت کی ضرورت نہین رہی یا حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ اللہ دین ناقص چہوڑا تہا جو زمانہ ائمہ اثنا عشر مین مکمل ہو گیا
تیسری یہہ کہ یہہ زمانہ مصداق آیت شریفہ وعد اللہ الذین امنوا منکم کا ہی کہ خداوند
تعالے زمانہ بعض ائمہ مین انجاز وعد استخلاف وتمکین دین وازالہ خوف وحصول امن فرمائیگا
اور یہہ بہی جسقدر گلوگیر مذہب تشیع ہے کسی دانشمند پر پوشیدہ نہین **قولہ** ایسی حدیث مختلف
اور مضطرب ومسلمہ خود کو ہمارے سامنے پیش کرنا مجیب کی مناظرہ دانی کے کمال پر دال ہے
اقول ہم ابہی عرض کر چکے ہین کہ بشہادت امام صادق جو روایت کہ موافق قرآن
کے ہو گو کیسے ہی راوی سے ہو واجب القبول ہو گی پس جب ہم اس سے پہلے اشارہ
کر چکے تہے کہ یہہ خلافت کتاب اللہ سے ثابت ہی تو یہہ روایت جو موافق کتاب اللہ
کی ہوئی قابل قبول ہو گی رہا اختلاف واضطراب جو اس روایت کی صحت کو مانع ہو
اگر آپ ثابت فرماتے تو جواب بہی گذارش ہوتا البتہ یوہین بے دلیل دعوے کرنا ہمارے
فاضل مجیب کی کمال مناظرہ دانی پر دلیل ہے **قال الفاضل المجیب** - قولہ - اور
ایمات سے الخ آپکے علماء کی کلام اور صحابہ کے اقوال وافعال سے اوسکا اہم المہمات دینی
ہونا ثابت ہی یہہ تعجب ہی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکی تصریح کیون نفرمائی
مسائل روزہ ونماز وغسل و وضو وتیمم حتے کہ آداب بیت الخلاء وغیرہ وغیرہ تک تو صاف
مشرح ومفصل بیان فرمائے اس اہم مہمات کو بہی کیون چیستان و پہیلے کر دیا
کہ اشارہ وکنایہ مین ادا فرمایا کچہہ غور کیجئے اور انصاف فرمائیے - **یقول**

العبد الفقیر الی مولاہ الغنی جب اہلسنت کا اصل مذہب آپکو معلوم ہو چکا
کہ اونکے نزدیک خدا تعالے پر کوئی چیز واجب نہین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم اوسکی تبلیغ فرماتے ہین جو اونپر خدا تعالے کیطرف سی نازل ہوئی تو پہر یہہ
اعتراض بالکل بعید از عقل ہے علاوہ ازین جب خداوند کریم خود اوسکی ایقاع کا متکفل
ہو چکا تہا تو پہر کچہہ ضرورت باقی نہین رہی تہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوسکو اوس
ہیئت کذائی کے ساتہہ بیان فرماتے جسکو حضرات شیعہ پسند فرماتے ہین اور ممکن ہی کہ اگر تصریح
کے ساتہہ استخلاف افراد معینہ کا کیا جاتا اور اوسوقت بغاوت او ربلوہ اور قتل خلیفہ پیش آتا
عجب نہین کہ باعث نزول عذاب کا ہوتا پہلی امت کے سپرد کیا گیا اور اوصاف و عوارض
بتاکر بمنزلہ تصریح کے کر دیا گیا اور یہہ بہی ایک نوع کی تشریح و تفصیل ہے لیکن ہمارے
مجیب فرماتے ہین کہ جب یہہ مسئلہ اہم المہمات اور اصول و مقاصد دین مین سی تہا اور خداوند
تعالے پر واجب تہا کہ اوسکو بیان فرماوی باوجودیکہ اونے اونے فروع کو بیان فرمایا
اس اہم المہمات کو ہی کیون چیستان و پہیلی کر دیا کہ جو کتاب اللہ مین سے کہین بوجہی ہی
نہین جاتی ہمکو تو غور و انصاف کا حکم ہوتا ہے جو بسر و چشم ہے لیکن یہہ آپ بہی غور و
انصاف سی حصہ لیوین قال الفاضل المجیب قولہ۔ یہہ ہی امر باعث ہوا کہ اہل سنت مین
درباب نص و عدم نص اختلاف واقع ہوا پس یہہ دعوے کہ اہل سنت اس با
مین نص کے قایل نہین علے الاطلاق صحیح نہین چنانچہ ملاحظہ صواعق سی یہہ
امر معلوم ہو سکتا ہے۔ اقول۔ اگرچہ اس قول کے جواب مین گفتگو ہو سکتی ہی مگر چونکہ
چندان مفید نہین بنظر اختصار کچہہ عرض نہین کرتے مگر اسقدر ضرور گذارش ہے
کہ آپکے خاتم المحدثین تحفہ کے باب ہفتم عقیدہ پنجم مین فرماتے ہین۔ زیرا کہ خلفا
ثلثہ نزد اہل سنت نہ معصوم اند نہ منصوص علیہ و در افضلیت ہم بحث بسیار است الخ
پس اگر آپ کا یہہ قول صحیح ہے تو آپکے خاتم المحدثین کا یہہ دعوے علی الاطلاق صحیح نہو گا اور

بظاہر الفاظ مین کوئی قید معلوم نہین ہوتی افسوس کہ آپکے خاتم المحدثین نے صواعق کا ملاحظہ نہین فرمایا ورنہ ایسا دعوے جسکی آپ ہی تکذیب فرماتے ہین نہ فرماتے یقول العبد الفقیر اے مولاہ الغنی جناب میر صاحب گستاخی معاف تحفہ کی عبارت کے مطلب کو تو آپنے سمجھا ہی نہین تہا بندہ کی گذارش کو بہی قبول نفرمایا اور نہ سمجھا لیجئے اب پھر گذارش کیجاتی ہے مکرر تحفہ کا ملاحظہ فرمائین اور سمجھین مسئلہ منصوصیتہ امام جو فیما بین اہلسنت وشیعہ مختلف فیہا ہے اوسمین دیکھنا چاہئیے کہ محل نزاع کونسا امر کہ جسکو اہلسنت منع کرتے ہین اور شیعہ اوسکو تسلیم کرتے ہین چونکہ تحقق نزاع کے لئے ضرور ہے کہ وہ مسئلہ جسمین نزاع واقع ہورہی ہے باتحاد الاعتبارات فریقین کے نزدیک ماخوذ ہو تو اسلئے وہ نص کہ جسکا اشتراط حضرات شیعہ تسلیم فرماتے ہین اوسیکو حضرات اہلسنت منع کرتے ہین اور اگر یہ نہو بلکہ وہ نص جسکو شیعہ تسلیم کرتے ہین جدا ہوا ور جسکو اہلسنت تسلیم نہین کرتے ہین دوسری تو نزاع ہی متحقق نہوگی پس وہ نص جسکو حضرات شیعہ امامت کے لئے شرط قرار دیتے ہین یہہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بتصریح اسطرح استخلاف فرمایا کہ عام طور پر سبکو جمع کرکے اپنے ارشاد فرمایا ہو کہ اے لوگو فلان شخص کو تمہارے اوپر مین اپنا خلیفہ اور امام مقرر کرتا ہون میری بعد وہ میرا خلیفہ اور تمہارا امام ہے اوسکی اطاعت کیجو اور اوسپر ایمان لائیو اور اسکا اہلسنت انکار کرتی ہین اوسکی نسبت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا زیرا کہ خلفاء ثلثہ نزد اہل سنت نہ معصوم اند نہ منصوص علیہ یعنے منصوص علیہ بنص متنازعہ فیہ نہین ہین چنانچہ سیاق عبارت سے متبادر الی الفہم ہے اور یہہ مطلق انتفاء نص کو مستلزم نہین بلکہ جائز ہے دوسری قسم کے نص۔ جو مثل روز روشن واضح کردی کہ استخلاف کسطرح واقع ہونیوالا ہے بطور اخبار کے جو حال واقعہ پر دلالت کرے واقع ہو جن حضرات نے نص کو خاص پہلی صورت کے ساتھہ مختص سمجھا خلفاء کو غیر منصوصہ فرمایا اور یہہ باعتبار عرف قرب الی الفہم ہے اور جن

حضرات نے اخبارات اور بیانات واقعہ کے قدر مشترک کو ملحوظ فرمایا اور اوسکو بمنزلہ تنصیص
کے سمجہا اونہون نے منصوص کہا اور یہہ بہی باعتبار دلالت عقل صحیح اور قرین قیاس ہے
اور فی الحقیقت یہہ نزاع نہین ہے کیونکہ مرجع نفی واثبات کا امرین متغائرین ہین
فریق اول جسکی نفی کرتا ہے وُہ جدا ہی اور فریق ثانی جسکو ثابت کرتا ہے وُہ امر آخر ہے
بہر کیف اہل سنت مین سے کوئی شخص اس امر کا معترف نہین ہی کہ خلفاء منصوص اُوس نص
کے ساتہہ ہین جو متنازعہ فیہ درمیان اہلسنت وشیعہ ہی بلکہ بالاتفاق اُوس اعتبار سے
تمام اہلسنت خلفاء کو غیر منصوص اعتقاد کرتے ہین پس تحفہ مین جو شاہ صاحب رحمۃ اللہ
علیہ نے نفی منصوص علیہ ہونے کی کی ہے وُہ باعتبار اُوس نص کے ہی جو اہلسنت
وشیعہ مین متنازعہ فیہ ہے اور بندہ نے جو اثبات نص کا صواعق کے حوالہ سے کیا اُوہ
راجع اُوس نص کیطرف ہی جو متنازعہ فیہ نہین لیکن چونکہ ہمارے فاضل مجیب اپنی خوش
فہمی سے یہہ سمجہ گئے کہ تحفہ مین منصوصیت سی بالکل انکار ہے الٹی یہہ اعتراض فرمایا حالانکہ
ہمنے علے الاطلاق کی قید لگا کر متنبہ بہی کر دیا تہا لیکن تنبہ نہ ہوا اور اس سے یہہ بہی
ظاہر ہوا کہ سوال مین بہی جو منصوصیت سے انکار تہا وُہ علے الاطلاق تہا کیونکہ نص
آپکے نزدیک منحصر فی فرد واحد ہے اور جب اوسکی نفی کر دی تو کل منتفی ہوگئی پس
صاحب تحفہ کا دعوے صحیح ہے اور ہمنے اوسکی تکذیب ہرگز نہین کی افسوس کہ آپ نے
نہ تحفہ کا مطلب سمجہا اور نہ ہماری معروض مین تامل فرمایا۔ معلوم ہوتا ہی کہ آپکے نزدیک جبتک
بظاہر الفاظ مین کوئی قید نہ ہو اُوسوقت تک مضر نہین تعجب ہی کہ آپ تو بڑے مناظرہ دان
و متبحر ہو کر ایسی بات فرماتے ہین جسکی صدہا جگہ سے قرآن و حدیث مین تکذیب ہوتی ہے
فانہ بایعنی القوم الذین بایعوا ابا بکر الخ مین کسجگہ بظاہر الفاظ مین قید ہے جو اوسکو
الزامی قرار دیا اور بلفظ عندک مثلاً مقدر تجویز فرمایا قل کو نوا حجارۃ او حدیدا
مین بظاہر الفاظ مین کہان قید ہے علی ہذا القیاس بہت جگہ ایسی نظیرین موجود ہین لیکن

کچہہ تو فہم و انصاف سے کام لین قال الفاضل المجیب - قولہ - اور حدیث تمسک بالثقلین
اور قصد احراق کا ذکر عجب ہے سبحان اللہ - اپنے گہر کی تو خبر لیجئے - اقول - امور دینی مین
حدیث تمسک کا ذکر آپکو کیون عجب معلوم ہوتا ہے اگر آپ اس قول کو بہی کہ اہلسنت کے
نزدیک خلافت فروع دین سے ہے تسلیم کرلین اور اوسکو فروعی مسئلہ اور نہایت
خفیف سمجہین تب بہی حدیث تمسک کا ذکر ضروری ہے تعجب ہے کہ آپ کو کیون تعجب
آتا ہے **یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی** حدیث تمسک کا ذکر اسواسطے
عجب معلوم ہوتا ہے اور اسلئے تعجب آتا ہے کہ اوس حدیث کا ذکر بطور طعن و
تشنیع کے کیا گیا ہے اور طعن وہ کرسکتا ہے جو پہلے خود عامل بالحدیث ہو
اور حدیث پر جبتک عمل ہی نہین اور خود بہی اوس سے بمراحل بعید ہین تو اس
صورت مین بمقتضائے اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَکُمْ - کے ہر ذی عقل و شعور کو اوسکا
ذکر عجب معلوم ہوگا اور ایسے شخص کے ذکر سے تعجب کریگا زبانی دعوون سے تمسک
نہین ثابت ہوسکتا حضرات شیعہ نے تو مشائین اور زرارہ اور ابو بصیر وغیرہ کے
ساتہہ تمسک کیا ہے جنکے نام - اعمال ماسبق مین مذکور ہوچکی ہین اگر اسیکا نام تمسک
بالثقلین ہے تو ایسے تمسک کو سلام ہی ہمارے فاضل مجیب کی اس تحریر سے یہہ بہی
معلوم ہوا کہ آپکے نزدیک جو فروعی مسئلہ ہوتا ہے وہ نہایت خفیف ہوتا ہی حالانکہ
یہہ سراسر غلط ہے فروعیات کو خفیف ہونے کے کیا معنے **قولہ** آخر آپکے خلفاء ماموں
بہ تمسک تہے یا نہ تہے **اقول** خلفاء رضی اللہ عنہم بحکم حدیث نجوم مقتدا اور بموجب آیت
اطاعت اولوا الامر تہے اور مطاع اور اولوا الامر کو جس طرح تمسک کرنا چاہیئے کیا
قولہ اگر ہمنے یہہ سوال کیا کہ بعد وفات آنحضرت صلعم جو مقدمہ خلافت کا پیش
آیا آپکے خلفاء نے اس باب مین اہل بیت سے کیا تمسک کیا تو کون سے تعجب کا
محل ہے تعجب اور حیرت تو یہہ ہے کہ باوجود ادعائے کمال دینداری اس باب مین

تمسک ہوا در قصد احراق کیا **اقول** مقدمہ خلافت مین جسکا تعلق خصم اونکا تمسک سے ہو ... پاتے بعض ...
اوسیکا متبع ہے تو یہہ سوال کہ خلفا نے اس باب مین اہل بیت سے کیا تمسک کیا ہے محل عجب
پہر اگر ہمنے اسپر حضرات شیعہ کے تمسکات اہلبیت کے تمام جتلائے تو ناخوش ہونے کی کونسے بات ہے لیکن ہم اسی
مقدمہ مین جو بعد وفات سرور کائنات صلعم پیش آیا سوال کرتے ہین کہ جب یہہ حادثہ آیا
اور آپ اس دار فانی سے رخصت ہوئی تو اوسوقت تک حضرات شیعہ کا وجود ہوا تہا یا نہین ہوا تہا
اگر اسوقت تک اونکو خلعت وجود عطا ہوچکا تہا تو فرمائی کہ اوسوقت تک حضرات نے کب تمسک
بالثقلین فرمایا کیا اوسوقت تک آیت یَا اَیُّهَا النَّبِیُّ جَاهِدِ الْکُفَّارَ وَالْمُنَافِقِیْنَ
وَاغْلُظْ عَلَیْهِمْ نازل نہین ہوچکی تہی یا یہہ کہ نازل ہوکر پہر منسوخ ہوچکی تہی اور یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ
اٰمَنُوْا لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ کا حکم ہوسکتا ہی نہین رہا تہا اور اگر اونکا وجود ہی
نہین ہوا تہا تو پہر فرمایئے کہ انکا وجود کسوقت حادث ہوا ہے رہا قصد احراق بس اسکی بابت ہم پہلے
بہی گذارش کر چکے ہین اور اب بہی مختصر گذارش کرتے ہین کہ اولاً حضرات شیعہ نے نفس احراق کا
دعوی فرمایا چنانچہ آپکی شیخ محقق طوسی تجرید کے مطاعن صدیق مین تحریر فرماتے ہین وانہ بعث
الی بیت امیر المؤمنین علیہ السلام لما امتنع من البیعۃ فاضرم فیہ النار وفیہ
فاطمۃ وجماعۃ من بنی ہاشم اور علاوہ حضرت طوسی کے دوسری حضرات نے بہی یہہ دعوی فرمایا
پہر جب دیکہا کہ یہہ کاغذ کی ناؤ نہین بہتی اور منصفین کی غلطی پر متنبہ ہوئی تو پچہلون نے اوس دعوی
چہوڑکر قصد احراق کا دعوی کیا اور انہین سے ہماری فاضل مجیب ہی ہین اور تمسک اپنا اوس روایت کو
قرار دیا جو ازالۃ الخفا مین منقول ہے جسکی الفاظ یہہ ہین وایم اللہ ما ذاک بمانعی ان اجتمع ہولاء
النفر عندک ان آمرہم ان یحرق علیہم البیت اب عاقل ان الفاظ مین غور کرے اور حضرات ...

سلہ ای نبی کافرون اور منافقون سے جہاد کر اور انپر سختی کر ۔ سلہ ای ایمان والو دوستی نکرو اونسے جنپر خدا نے غصہ کیا
سلہ اور اوس نے امیر المؤمنین علیہ السلام کے گہر کیطرف جب اونہون نے بیعت سے انکار کیا بہیجا تو اوس مین
آگ لگادی حالانکہ اوسمین فاطمہ تہین اور بنی ہاشم کی جماعت بہی ۱۲ سلہ اور خدا کی قسم یہہ مجہکو کچہہ مانع
نہین ہے اگر یہہ جماعت تیرے پاس اکٹہی ہوگی اس گہر مین گہر جلانیکا اونپر حکم کروان ۱۲ - ا

دعوی کو دیکھیے کہ ان الفاظ سے ثابت ہوتا ہے یا نہیں ظاہر ہے کہ ان الفاظ سے ہرگز قصد احراق جسکی ہماری فاضل مجیب مدعی ہیں ثابت نہیں ہوتا کیونکہ قصد احراق ایک ایسی پختگی عزیمت کو مقتضی ہے جسمیں کچھہ شک و تردد نہو اور ظاہر ہے کہ اس روایت میں لفظ ما ذاک بالتی مذکور ہے جسکے معنے یہہ ہیں کہ یہہ مجکو روکنے والا نہیں ہے جو صریح عدم قصد پر دال ہے اور محض تخویف کو مثبت ہے اور نیز اسجگہ لفظ ان شرطیہ مستعمل ہے جو باعتبار اپنے اصل وضع کے امور مشکوکہ محتملہ کے واسطے مستعمل ہوتا ہے اور یہہ بداہتہً قصد و عزیمہ کی منافی ہے ۔ علاوہ ازین اس قسم کی عبارات عرف عام مین محض تہدید کیواسطے بولے جاتے ہین اور اس سے مقصود محض تنبیہ و تہدید ہوتی ہے اور ہرگز قصد ایقاع فعل نہیں ہوتا چنانچہ جناب امیرؑ نے حضرت ابن عباس کی نسبت جبکہ وہ بصرہ کا بیت المال لوٹ کر بزعم حضرات شیعہ مکہ آ بیٹھے تھے اور جناب امیرؑ نے اونکو ایک عتاب آمیز خط تحریر فرمایا جسکی نقل ہم نہج البلاغت سے اوپر کر چکے ہین اوسمین تحریر فرمایا ہے فاتق اللہ واردد الی ھولاء القوم اموالھم فانک ان لم تفعل ثم امکننی اللہ منک لاعذرن الی اللہ فیک ولاضربنک بسیفی الذی ما ضربت بہ احدا الا دخل النار اب ان الفاظ کو ملاحظ فرمایئے کہ یہہ الفاظ آپکی زعم کے موافق ابن عباس کے قتل کے مقصد پر دلالت کرتے ہین پھر ہم پوچھتے ہین اگر یہہ مقصد قتل ہے تو قتل کسی نفس مسلم کا الا باحدی ثلث النفس بالنفس والثیب الزانی والتارک لدینہ جائز ہے یا نہین علاوہ اسکے ابن عباس نے وہ اموال واپس کیے یا نہین اگر واپس کر دیے تو خود ابن عباس سے جو اسکے جواب مین تحریر کیا اور لکہا کہ بیت المال مین میرا حق اس سے زیادہ ہے اوسکے مخالف ہے اور نیز کہین واپس کرنا اموال کا ثابت بہی نہین ہوا اور اگر واپس نہین کیا تو پہر حضرت رضؓ کو کبہی قدرت ہوئی یا نہین اگر نہین ہوئی اور پہر اونکے ساتہہ کبہی نہین ملے تو شیعیان پاک مین کیونکر داخل ہوئے اس صورت مین تو شیعہ اور صحابہ کی اونکو بہی کافر و مرتد فرمایئے ورنہ کم سے کم بسبب عقیدہ محقق طوسی تجرید مین محاربوہ کفرۃ — فاسق تو ضرور ہے کبہی در رنہ ادر

مگر بسبب ایک امر کے تینون مین سے ان جابجا اور ثیب زانی اور مرتد ۱۲ ۔ اوسکے مخالف فاسق ہین اور اوسکی محارب کافر ۱۲ ۔

صحابہ نے بھی ایسا کیا مقصد رکھا ہے اور یہہ ترجیح بلا مرجح کیون ہے اور اگر قدرت ہوئی تو پھر جناب نے
اونکے ساتھہ کیا معاملہ فرمایا اپنا قصد پورا کیا یا نہین اور اپنی قسم مین بار ہوئی یا حانث مفصل
ارشاد ہو **قولہ** عجب نہین کہ آپکو بھی اسکا تعجب ہو ورنہ ضرور ہے کہ کچھہ جواب دیتے اور یہہ
بھی وجہ ہے کہ جب آپسے باایہمہ جودت طبع کچھہ جواب نہ بن سکا تو ناخوش ہوکر ہلا کر سینہ دبی گئے
اقول افسوس کہ آپنے ہماری گذارش کو نہ سمجھا ہمنے اجمالاً و مختصراً وہان بھی جواب دیا تھا
اور لکھا تھا کہ قصد امور طلبیہ مین سے ہے جس سے ظاہر معلوم ہوتا تھا کہ اوسکا ادراک مشوار ہے
اور جو الفاظ سے مفہوم ہوتا ہے وہ ہرگز ایقاع پر دلالت نہین کرتا۔ پس یہہ حضرت کی خوش
فہمی ہے کہ آپ تحریر فرماتے مین کہ کچھہ جواب نہ دیا اور کچھہ جواب نہ بن سکا۔ چنانچہ اس جواب مین
ہمنے اوسکو کسیقدر تفصیل کے ساتھہ عرض کیا ہے پس اگر آپ اب بھی نہ سمجھین تو اسمین فرمائیے
کہ ہمارا کیا قصور ہے۔ باقی الفاظ نا ملائم کا ہم جواب نہین دیتے۔ **قولہ** ہمنے بیشک آپنے
گھر کی خبر لی ہوئی ہے۔ آپکو اس سے کیا بالفرض ہم اپنے گھر کی خبر لین یا نہ لین مگر آپکے
گھر کی خیر نہین کیونکہ اگر آپکا گھر سلامت ہوتا تو اوسکے سلامتی ثابت کرکے اور اوس سوال کا
جواب دیکر ایسا تحریر فرماتے تو مضائقہ نہ تھا۔ **اقول** چونکہ یہہ عبارت محض خوش فہمی سے
ناشی ہے کہ آپنے میری تحریر کو سمجھا ہی نہین اور اسکا جواب خالی از ہزل و ظرافت نہوگا اسیلیے
ہم اس عبارت کے جواب مین سکوت کرتے ہین **قولہ** بفرض محال اگر آپکا یہہ وہم صحیح بھی ہو
تب بھی آپ ہم جیسے ہوگئے پھر طعن کے کیا معنی **اقول** یہہ حضرت کی مناظرہ دانی ہے
جو آپ فرماتے ہین کہ آپ ہم جیسے ہوگئے پھر طعن کے کیا معنے ورنہ فی الحقیقت جب ہماری گذارش کو
صحیح تسلیم کرلیا تو گویا اپنے آپکو غیر متمسک بالثقلین تسلیم کرلیا اور نیز بزعم خود ہمکو اور ہمارے
اکابر واعاظم کو بھی غیر متمسک سمجھہ رکھا تھا تو ہمارا آپ جیسا ہونا یہہ محض بزعم سامی ہے
اور طعن کا مدار زعم سامی پر نہین ہے تو یہہ فرمانا کہ پھر طعن کے کیا معنی بالکل لغو ہوا اور یہہ کہنا
کہ آپ ہم جیسے ہوگئے سراسر غیر مفید ہوا۔ علاوہ ازین یہہ طعن محض آپکے طعن کی تردید کیواسطے تھا

اللہم انا نعوذ بک من الحور بعد الکور **قولہ** او حضرات اہل سنت جو محض لکیر کے فقیر ہین او
بیدون دلیل اپنے اسلاف کے معتقد ہین یہہ بات کب گوارا کر سکتے ہین **اقول** بیشک
اہل سنت محض احکام خداوندی تعالے شانہ و سنن رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم و سیرت صحابہ
جنمین اہل بیت بہی شامل ہین و تابعین لہم باحسان کی لکیر کے فقیر ہین۔ نہ بجز کتاب اللہ انکے
پاس کوئی دلیل ہے اور نہ سوائے سنت رسول اللہ اونکے پاس کوئی حجت اپنے عقول کو تابع
او محکوم ان دونو کا کر رکہا ہے نہ حاکم بیہودہ کتاب و سنت کی خلاف یہہ بات کیونکر گوارا
کر سکتے ہین **قولہ** اسلیے مجبور تمسک کتاب اللہ و عترت رسول اللہ سے تبری و تحاشی کرتے ہین
اقول یہہ بہار ہے حضرت مجیب کا فرمانا سراسر خلاف واقع اور بداہۃً غلط ہے کتاب اللہ کے ساتہہ تمسک
حقیقۃً و مجازاً و نظماً و معنیً بفضل اللہ تعالے اہل سنت کا ہی حصہ ہے شہر شہر گانو گانو مین خدا تعالے کے
فضل سے علماء و حفاظ کلام مجید موجود ہین حضرات شیعہ چونکہ قرآن سے اور اوسکے جامعین سے
جنکو عند اللہ کمال قرب و منزلت ہے تبری و تحاشی کرتے ہین اسکی باداش مین جناب اونا کرم نے
اونکو اس نعمت سے محروم فرمایا اور باوجود مرد ہوکے اونکو کلام مجید یاد نہوا اور اپنا قرآن جو امام
پاس بکے بعد دیگرے چلا آیا وہ خود غار سر من رائے مین شیعیان پاک سے مخفی و مستتر ہے اور اسی پر
معانی کو بہی قیاس کر لیجیئے چنانچہ مفسرین شیعہ ہمیشہ خوشہ چین مفسرین و قراء اہلسنت رہے۔ ذرا
تفسیر مجمع البیان طبرسے کو ہی ملاخطہ فرما لیجیے آری۔ وللارض من کاس الکرام نصیب
عترت رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتہہ تمسک اگرچہ حضرات شیعہ اسکے مدعی ہین مگر فی الحقیقت
یہہ بہی اہل سنت کو ہی نصیب ہے ظاہر ہے کہ اہل سنت نے تمام عترت کو اعمام و عمات اور اونکی
اولاد کو اور تمام بنات و زوجات و احفاد کو اپنا معتقد او پیشوا اعتقاد کر رکہا ہے بخلاف حضرات
شیعہ کے کہ اونہون نے سوائے معدودی چند عترت کے سب کو خلعت کفر و فسوق کے ساتہہ
تشریف بخش رکہی ہے۔ پس فی الحقیقۃ قضیہ منعکس او معاملہ منقلب ہے کہ حضرات شیعہ مجبور ہوکر
کتاب اللہ اور عترت رسول اللہ ؐ سے تبری اور تحاشی کرتے ہین نہ اہلسنت حاشا تم حاشا کہ

قال الفاضل المجیب ۔ قولہ ۔ کیا مسلک کے یہہ ہی معنی ہین اگر کتاب اللہ کو جسکا حافظ خود خداوند حقیقی تعالے شانہ ہے محرف ادر بیاض عثمانی قرآنی قرار دین چنانچہ مسلمات شیعہ سے ہی ۔ اقول ۔ حضرت مجیب کے اس قولسے نہایت ہی تعجب ہی باوجود ادعای علم وفضل یہ دلیل ایسا لکہنا علما کی شان کے خلاف ہی آپنے محض صاحب منتہی الکلام وغیرہ کی تقلید فرمائی اور اپنے تحقیق سے کام نہ لیا کاش ۔ اونکی ہی کلام کو بغور دیکھا ہوتا مسلمات شیعہ سے تو شاید آپنے ہی نہین لکہا شیعونکی کتابین تو آپکو نہین ملتی کاش منتہی الکلام و تحفہ وغیرہ کو جسکے اعتماد و بھروسہ پر آپ جو آپ لکہنے بیٹھی ہین با معان نظر ملاحظہ فرماتے کتاب اللہ کی تعظیم و تکریم و تقدیم تمامی اہل ایمان ہی حاشا کرامین کچہہ بہی اختلاف ہو حضرات اہلسنت کا عجب حال ہے کہ کبھی تو صاحب منتہی الکلام فرماتے ہین کہ شیعون کے نزدیک بیاض عثمانی یعنی معاذ اللہ قرآن شریف سے کافی کلینی صحیح تر ہے اور دلیل یہہ بیان فرماتے ہین کہ زبان ثقات متشیعین سے سنا جاتا ہے کبھی صاحب تحفہ ادعا کرتے ہین کہ تاریخ ابن قتیبہ نزد شیعہ معتبر تر از قرآن ست ۔ اور کوئی دلیل تحریر نہین فرماتے ۔ یہہ علما حضرت اہلسنت نا حق اپنے نا خود شیعونکی نسبت ایسے افترا و اتہام اپنی طرف سے منسوب کرتے ہین اور کوئی دلیل و سند بیان نہین کرتے یا کرتے ہین تو محض سنی ہوئی بتلاتے ہین اور کچہہ نہین فرماتے ۔ حیف صد حیف ہماری حضرت مجیب نے بہی اونکی تقلید سے یہہ لکہا ہے اگر وہ ہی کسی کتب مناظرہ کو ملاحظہ فرماتے تو ایسا ہرگز نہ لکہتے **یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی** اس مبحث مین بوجوہ چند کلام ہے اول یہہ کہ یہہ مسئلہ بدیہیات اولیہ سے ہے چنانچہ ابہی واضح ہو جائیگا اور بدیہیات محتاج دلیل نہین ہوتی جسکو مذہب شیعہ کی کچہہ بہی واقفیت ہوگی وہ اس مسئلہ سے ضرور واقف ہوگا ۔ دوسری یہہ کہ ہمنے اس مسئلہ مین صاحب منتہی الکلام کی تقلید نہین کی بلکہ اپنی تحقیق پر اعتماد کیا ہے چنانچہ عنقریب گذارش ہوگا ۔ ہان اگر تعضادا استطرادا کوئی روایت صاحب منتہی الکلام وغیرہ سے نقل کرین تو مضائقہ نہین ہے ۔ لیکن یہہ مقتضی تقلید کو نہین ہے پس یہہ محض ہمارے مجیب کا وہم و گمان ہے وبس ۔ تیسری یہہ کہ

صاحب منتہی الکلام اور صاحب تحفہ رحمۃ اللہ علیہما کے اعتماد پر جواب لکھنا اگرچہ ہمارا فخر ہے۔ لیکن
یہہ بھی انشاء اللہ تعالے ہمارے فاضل مجیب پر واضح ہو جائیگا کہ ہمنے محض تقلیدی جواب لکھا ہے
یا اپنی تحقیق سے بھی کام لیا ہے۔ معہذا یہہ طعن تو اوسوقت زیبا تھا جبکہ آپکی مضامین و جوابات
آپکے خانہ زاد و نتیجہ طبیعت ہوتے اور جب آپ بھی محض ناقل اپنے بزرگونکے ہین اگر ہمنے
اپنی بزرگون سے نقل کیا ہو تو کیا محل طعن ہے۔ چوتھی یہہ کہ یہہ بحث قرآن کی تحریف و عدم
تحریف مین ہی یہہ ہماری فہم مین نہین آتا کہ ہماری فاضل مخاطب نے یہہ بیچدار الفاظ کیون تحریر
فرمائی (کتاب اللہ کی تعظیم و تکریم و تقدیم اجماعی اہل ایمان ہی۔ حاشا کہ اسمین کچھہ بھی اختلاف ہو)
بھلا تعظیم و تکریم و تقدیم کا کیا ذکر تھا اور اوسکے لکھنے سے کیا فائدہ صاف لکھنا چاہیے تھا اگر آپکی یہان
تحریف معتبر نہین اور بالاجماع باطل ہے تو لکھنا چاہیے تھا کہ کتاب اللہ کی عدم تحریف اجماعی اہل ایمان
ہی حاشا کہ اسمین کچھہ بھی اختلاف ہو۔ سوال از آسمان و جواب از ریسمان۔ کی مثل یہان صادق ہی
کہ گفتگو تحریف و عدم تحریف مین ہوا و ثبوت تعظیم و تکریم و تقدیم کا دیوین سبحان اللہ ہماری حضرت
فاضل مجیب پر خوش فہمی ختم ہے حالانکہ یہہ مستلزم عدم تحریف کو نہین کیونکہ جائز ہے کہ یہہ تعظیم
و تکریم علے وجہہ التقیہ واجب ہو یا اسوجہ سے ہو کہ اس باقیماندہ مین آخر اکثر اصلی ہے الحاق
تو کم ہے کیا انتساب سماویہ محرفہ کی تعظیم و تکریم اجماعی اہل ایمان نہین ہے کیا اونکی تحقیر و اہانت
اجماعی اہل ایمان ہے لیکن تعجب یہہ ہی کہ یہہ تعظیم و تکریم خلاف امام معصوم کے اہل ایمان کی کیونکر
اجماعی ہے امام معصوم تو آیت امۃ ھی اربی من امۃ سنکر تذلیل و اہانت کی طور پر قرآن
پھینک دیوین اور لایق اہانت سمجھین اور ہماری فاضل مجیب اوسکی تعظیم و تکریم کو اہل ایمان کے
اجماعی فرماوین معلوم نہین امام معصوم کو اہل ایمان مین سے سمجھتے ہین یا نہین اور اونکی مخالفت
خارق اجماع ہی یا نہین۔ مگر ہان آپ یہہ فرما سکتے ہین کہ میری مراد کتاب اللہ سے وہ کتاب اللہ
ہی جو سرداب سر من رائی مین امام معصوم کے پاس صندوق تقیہ مین محفوظ ہے۔ معہذا اسلمنا
کہ تعظیم و تکریم اجماعی ہونے سے مراد یہہ ہے کہ عدم تحریف اجماعی اہل ایمان ہے تو اس سے

معلوم ہوا کہ جو لوگ قائل تحریف کی ہوئی ہین وہ اجماع اہل ایمان سے خارج ہین اور اونپر تشنیع عنقریب امیر المومنین صادق آتا ہے ذرا اسکو یاد رکھیگا - اس صورت مین آپنے صدہا علما شیعہ متقدمین ومتاخرین کو بی ایمان بنا دیا شاباش آفرین باد - پانچوین صاحب منتہی الکلام او صاحب تحفہ نے بہی اس بارہ مین جو کچہہ تحریر فرمایا ہے بے دلیل نہین چنانچہ بندہ کی گذارش سے کیقدر واضح ہوجاۓگا - چہٹی یہہ کہ بندہ کے نسبت فرماتے مین کہ اگر وہ ہماری کسی کتب مناظرہ کو ملاحظہ فرماتے تو ایسا ہرگز نہ لکہتے معلوم نہین یہان کتب معتبرہ حدیث وتفسیر کے ذکر سے کیون اغماض اعراض فرمایا حالانکہ اسکا موقع ومحل کتب حدیث وتفسیر مین اس سے معلوم ہوسکتا ہے کہ کتب حدیث وتفسیر کا ذکر اسیواسطے نہین کیا کہ اونمین تحریف قرآن کا ذکر ہے اور روایات اوسکے ثبوت کے موجود ہین لیکن متکلمین نے جب دیکھا کہ خصم نے دبے گلوگیر ہواہے جس سے بدون انکار رہائی مشکل ہے اسلیے اونہون نے کہین انکار تحریف کر دیا اور روایات کو توجیہات لاطائلہ سے مسخ وتحریف فرمایا ورنہ بعض جگہ متکلمین نے خود تحریف کو تسلیم کیا بلکہ دعوی کیا چنانچہ ہم نقل کرینگے - **قوله** بہرحال جواب گذارش ہے یہہ جو کچہہ آپنے اس قول مین لکہا ہے محض دروغ بیفروغ ہے اگر آپکو دعوی ہی تو بسم اللہ کوئی دلیل لائیے یہہ آپنے کہان لکہا کہ یہہ مسلمات شیعہ سے ہے آپ اپنی دعوی مین اگر سچے ہین تو کوئی چہوٹی موٹی ہی دلیل بیان کیجیے اور جواب سنیے - **اقول** ای حضرت میر صاحب جو کچہہ بندہ نے عرض کیا ہے وہ حق اور مطابق نفس الامر اور واقع کے ہی اوسمین کذب کو دخل نہین ہی افسوس یہہ ہے کہ آپکو اپنی کتب حدیث وتفسیر کی خبر نہین ہی اگر آپ ان کتابون سے دیکہتے تو ممکن نہ تہا کہ آپ اس دعوی کا انکار فرماتے لیجیے چہوٹی موٹی نہین بلکہ ہم موٹی موٹے دلائل واضحہ پیشکش کرتے مین براہ عنایت ذرا متوجہ ہوکر سنین - احادیث متعددہ جو مختلف ائمہ سے مروی ہین اور اپنی کثرت کی وجہ سے گویا متواتر المعنے ہین اور درجہ قطعیہ کو پہونچ چکی ہین وہ بعبارت النص وقوع تحریف کو مثبت ہین اسوقت میرے سامنے صرف تفسیر صافی کہلی رکہی ہوئی ہے اوس سے بطور مشتے از خروارے وقطرہ از بحار نقل کرتا ہون محمد بن مرتضی المدعو محسن اپنی تفسیر کے مقدمات مین لکہتے ہین

المقدمة السادسة في بيان ما جاء في جمع القرآن وتحريفه وزيادته ونقصه[1]
وتأويل ذلك روى علي بن ابراهيم القمي في تفسيره باسناده عن ابي عبد الله عليه
السلام قال ان رسول الله صلى الله عليه وآله قال لعلي عليه السلام يا علي القرآن
خلف فراشي في الصحف والحرير والقراطيس فخذوه واجمعوه ولا تضيعوه
كما ضيعت اليهود التورية فانطلق علي عليه السلام فجمعه في ثوب اصفر ثم ختم
عليه في بيته وقال لا ارتدي حتى اجمعه قال كان الرجل ليأتيه فيخرج اليه بغير رداء
حتى جمعه وفي رواية ابي ذر الغفاري رضي الله عنه انه لما توفي رسول الله صلى الله عليه
وآله جمع علي عليه السلام القرآن وجاء به الى المهاجرين والانصار وعرضه عليهم لما
قد اوصاه بذلك رسول الله صلى الله عليه وآله فلما فتحه ابو بكر خرج في اول صفحة
فتحها فضائح القوم فوثب عمر وقال يا علي اردده فلا حاجة لنا فيه فاخذه علي
عليه السلام وانصرف ثم احضر زيد بن ثابت وكان قاريا للقرآن فقال له عمر ان
عليا جاءنا بالقرآن وفيه فضائح المهاجرين والانصار وقد اردنا ان تؤلف لنا
القرآن وتسقط منه ما كان فيه فضيحة وهتك للمهاجرين والانصار فاجابه
زيد الى ذلك ثم قال فان انا فرغت من القرآن على ما سألتم واظهر علي القرآن

---

[1] چھٹا مقدمہ اسکے تہذیب بیان مین کہ جو قرآن کے جمع اور تحریف و زیادتی اور نقصان کے باب مین آیا ہے اور اسکی تاویل مین علی بن ابراہیم قمی نے اپنی تفسیر مین اپنے اسناد کے ساتھ ابی عبد اللہ علیہ السلام سے روایت کی ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ نے علی علیہ السلام کو فرمایا ہے علی قرآن میری بچھونے کے پیچھے صحیفون اور ریشم اور کاغذ مین ہے اسکو تو ضائع نہ کیجو جیسے یہود نے توریت کو ضائع کر دیا پس شروع کرنے لگے اوسکو علی علیہ السلام نزدیکی مین یہانتک اور پھر مہر لگائی اپنے گہر مین اور کہا اسنے قسم ہے ہم نہین پہنونگا کہا اکے پاس کوئی شخص آتا تہا تو آپ اوسکی طرف بدون چادر کے نکلتے تہے یہانتک آپ اوسکو جمع کر چکے۔ اور ابو ذر غفاری سے روایت ہے جب رسول اللہ نے وفات پائی علی نے قرآن جمع کیا اور مہاجرین و انصار کے پاس لائی اور پیش کیا کیونکہ حضرت نے اونکو اسکی بعیت کی تہی جب ابو بکر نے اوسکو کہولا تو پہلی ہی صفحہ مین قوم کی فضائح ظاہر ہوئی تو عمر اوچھل پڑا اور کہا اے علی اسکو واپس لیجا ہمکو اسکی حاجت نہین پس پہر علی نے اوسکو لیا اور چلے آئے پہر زید بن ثابت کو بلایا اور وہ قاری قرآن تہا اوسکو عمر نے کہا کہ علی ہمارے پاس قرآن لایا تہا اور اوسمین مہاجرین و انصار کے فضائح تہی اور ہم چاہتے ہین کہ تو ہمارے لیے قرآن جمع کرے اور جسمین مہاجرین و انصار کی فضیحت اور ہتک ہے اوسمین سے ساقط کر دے زید نے اسکو قبول کیا پہر کہا کہ جب مین قرآن سے تمہارے سوال کے موافق فارغ ہوا اور علی نے جو قرآن جمع کیا ہے ظاہر کیا تو۔

الذی الفه الیسری قد بطل کل ما عملتم ثم قال عمر فما الحیلة قال زید انتم اعلم بالحیلة

فقال عمر ما الحیلة دون ان نقتله و نستریح منه فدبر فی قتله علی ید خالد بن الولید

فلم یقدر علی ذلک و قد مضی شرح ذلک فلما استخلف عمر سال علیا علیه السلام

ان یدفع الیهم القران فیحرفوه فیما بینهم فقال یا ابا الحسن ان کنت جئت به الی ابی بکر

فات به الینا حتی نجتمع علیه فقال علی علیه السلام هیهات لیس الی ذلک سبیل

انما جئت به الی ابی بکر لتقوم الحجة علیکم ولا تقولوا یوم القیمة انا کنا عن هذا غافلین

او تقولوا ما جئتنا به ان القران الذی عندی لا یمسه الا المطهرون والاوصیاء

من ولدی فقال عمر فهل وقت لاظهاره معلوم قال علی علیه السلام نعم اذا قام القائم

من ولدی یظهره و یحمل الناس علیه فتجری السنة به۔ ملتقطاً عاقل منصف ان دونوں روایتوں میں

تامل فرماوے کہ اگر حسب ارشاد مجیب لبیب قرآن موجود میں تحریف نہیں ہوئی تھی تو جناب امیرؑ کو اسقدر

سعی و کوشش و محنت و مشقت تنہا بلا شرکت اماموں کے اوسکے جمع کرنے میں اور حضرت صدیقؓ

کے پاس بغرض اتمام حجت لانے کی کیا ضرورت تھی اور اوسمیں فضائح مہاجرین و انصار نکلنا اوس سے بھی زیادہ

لغو و کذب و زور اور حضرت فاروقؓ کا رد کرنا اور زید بن ثابت کو بلا کر تحریف کا مشورہ کرنا اور اوسکے قتل کی

خالد کے ہاتھ سے تدبیر کرنا اور پھر اپنی خلافت کے زمانہ میں مکرر اس قصہ کا از سر نو چھیڑنا بالکل واہیات

اور خرافات ہے پس جنہوں نے یہہ روایت کی اور جو اسکے قائل ہوئے سب ہماری فاضل مجیب کے نزدیک

دائرہ ایمان سے شاید خارج ہونگے اور اگر یہہ روایت صحیح ہے تو ظاہر ہے کہ بعبارت النص مثبت وقوع تحریف ہے

۱؎ تو کیا تمہاری سب کارروائی باطل ہو جائیگی عمر نے کہا پھر اسکی تدبیر اور حیلہ کیا ہے زید نے کہا حیلہ کو تم زیادہ جانتے ہو عمر نے کہا بجز اسکے حیلہ کیا ہے کہ ہم اسکو قتل کریں اور راحت پائیں تو خالد کے ہاتھ سے علی کے قتل کی تدبیر کی لیکن اوسپر قدرت نہوئی اور اسکی شرح گذر چکی پس جب عمر خلیفہ ہوئے تو علی سے مانگا کہ قرآن انکو دیوی تاکہ وہ لوگ بھی باہم تحریف کریں پس کہا ای ابا الحسن اگر تو اوسکو ابو بکر کے پاس لایا تھا تو ہمارے پاس بھی لا تاکہ ہم اوسپر مجتمع ہوں علی نے فرمایا وہ بات دور گئی اوسکے طرف رستہ نہیں ہے ابو بکر کے پاس صرف اسلیے لایا تھا کہ تمپر حجت قائم ہو جائے اور قیامت کے دن یہہ نہ کہو کہ ہم اس سے غافل تھے یا کہو کہ تو اوسکو ہمارے پاس نہیں لایا تھا جو قرآن میرے پاس ہے اوسکو بجز پاکیزہ لوگوں کے اور میری اولاد میں سے اوصیا کے اور کوئی نہیں چھو سکتا عمر نے کہا تو کیا اوسکے ظاہر ہونے کا وقت معلوم ہے علی نے کہا ہاں جب میری اولاد میں سے قائم (مہدی) اوٹھیگا تو اوسکو ظاہر کریگا اور لوگوں کو اوسپر برانگیختہ کریگا تو وہی سنت جاری ہوگی

اور بالبداہتہ ہماری مجیب کے دعوی کے مکذب ہیں اور سنیے وفی الکافی عن محمد بن سلیمان عن بعض اصحابہ عن ابی الحسن علیہ السلام قال قلت لہ جعلت فداک انا نسمع الآیات فی القرآن لیس ھی عندنا کما نسمعھا ولا نحسن ان نقراھا کما بلغنا عنکم فھل ناثم فقال لا اقرؤا کما تعلمتم فسیجیئکم من یعلمکم اقول یعنی بہ صاحب الامر علیہ السلام وباسنادہ عن سالم بن سلمۃ قال قرأ رجل علی ابی عبد اللہ ع وانا استمع حروفا من القرآن لیس علی ما یقرأھا الناس فقال ابو عبد اللہ ع کف عن ھذہ القراءۃ اقرأ کما یقرء الناس حتی یقوم القائم فاذا قام قرأ کتاب اللہ تع علی حدہ واخرج المصحف الذی کتبہ علی علیہ السلام وقال اخرجہ علی علیہ السلام الی الناس حین فرغ منہ وکتبہ فقال لھم ھذا کتاب اللہ کما انزلہ اللہ علی محمد وقد جمعتہ بین اللوحین فقالوا ھو ذا عندنا مصحف جامع فیہ القرآن لا حاجۃ لنا فیہ فقال اما واللہ ما ترونہ بعد یومکم ھذا ابدا انما کان علی ان اخبرکم حین جمعتہ لتقرءوہ وباسنادہ عن البزنطی قال دفع الی ابو الحسن ع مصحفا وقال لا تنظر فیہ ففتحتہ وقرأت فیہ لم یکن الذین کفروا فوجدت فیھا اسم سبعین رجلا من قریش باسمائھم واسماء آبائھم قال فبعث الی ابعث الی بالمصحف وفی تفسیر العیاشی عن ابی جعفر ع قال

۱؎ کافی میں بسند محمد بن سلیمان اور اسکے بعض اصحاب کے ابو الحسن سے روایت ہے کہا میں نے آپکی خدمت میں عرض کیا میں آپ پر قربان ہوں ہم آیات قرآن سنتے ہیں جو ہمارے نزدیک اسطرح نہیں ہیں جسطرح ہم سنتے ہیں اور ہم اچھی طرح نہیں پڑھ سکتے جسطرح ہمکو تمسے پہونچا تو کیا ہم گنہگار ہوتے ہیں فرمایا نہیں تم پڑھو جسطرح تمنے سیکھا ہے پس عنقریب آئیگا جو تمکو سکھلائیگا ۔ اپنی سند کے ساتھ سالم بن سلمہ سے روایت کی ہے کہا ایک شخص نے ابو عبد اللہ ع پر چند حروف قرآن پڑھے جو لوگوں کے قراءت کے موافق نہیں تھے اور میں سن رہا تھا ابو عبد اللہ نے فرمایا تو اس قراءت سے باز رہ اور پڑھ جسطرح لوگ پڑھتے ہیں مہدی کے قائم ہونے تک پس جب قائم ہونگا کتاب اللہ کو اسکی حد پر پڑھیگا اور وہ مصحف جو علی نے لکھا تھا نکالا اور کہا علی نے اسکو جب وہ اسکے لکھنے سے فارغ ہوئی تھی لوگوں کی طرف نکالا تھا اور کہا تھا یہ اللہ کی کتاب ہے جسطرح اللہ نے محمد پر نازل کی ہے اور میں نے اسکو دو جلدوں میں جمع کی اونہوں نے کہا یہ ہمارے پاس مصحف جامع ہے جسمیں قرآن ہے ہمکو اسکی کچھ حاجت نہیں ہے فرمایا اللہ کی قسم اس دن کے بعد تم اسکو کبھی نہ دیکھوگے پھر میرے ذمہ تھا کہ جب میں نے جمع کیا تھا تمکو خبر کردوں تاکہ تم اسکو پڑھو اور اپنی اسناد کے ساتھ بزنطی سے روایت کی ہے کہا مجکو ابو الحسن نے مصحف دیا اور کہا کہ اسمیں نہ دیکھنا میں نے اسکو کھولا اور سورۂ لم یکن الذین کفروا پڑھی میں نے اسمیں ستر آدمیوں کی نام معہ انکے باپوں کے نام

لو لا انه زید فی کتاب الله ونقص ما خفی حقنا علی ذی حجی ولو قد قام قائمنا فنطق
صدقه القرآن وفیه عن ابی عبد الله علیه السلام قال لو قرء القرآن کما انزل لالفینا فیه
مسمین وفیه عنه ان فی القرآن ما مضی وما یحدث وما هو کائن کانت فیه اسماء
الرجال فالقیت وانما اسم الواحد منه فی وجوه لا تحصی یعرف ذلک الوصاة وفیه
عنه علیه السلام ان القرآن قد طرح منه آی کثیرة ولم یزد فیه الا حروف و
قد اخطات به الکتبة وتوهمها الرجال وروی الشیخ احمد بن ابی طالب الطبرسی طاب
ثراه فی کتاب الاحتجاج فی جملة احتجاج امیر المؤمنین علی جماعة من المهاجرین والانصار
ان طلحة قال له علیه السلام فی جملة مسائله عنه یا ابا الحسن شیء ارید ان اسالک عنه
رایتک خرجت بثوب مختوم فقلت ایها الناس انی لم ازل مشتغلا برسول الله
صلی الله علیه وآله بغسله وکفنه ودفنه ثم اشتغلت بکتاب الله حتی جمعته
فهذا کتاب الله عندی مجموعا لم یسقط عنی حرف واحد ولم ار ذلک الذی کتبت
والفت وقد رایت عمر بعث الیک ان ابعث به الی فابیت ان تفعل فدعا عمر الناس
فاذا شهد رجلان علی آیة کتبها وان لم یشهد علیها غیر رجل واحد ارجاها فلم
یکتب فقال عمر وانا اسمع انه قد قتل یوم الیمامة قوم کانوا یقرؤن قرآنا لا یقرؤه

لہ اگر کتاب اللہ مین زیادتے اور نقصان نکیا جاتا تو ہمارا حق کسی عقل والے پر پوشیدہ نرہتا اور اگر ہمارا قائم اوٹھکر کلام کریگا۔ تو اوسکے قرآن تصدیق کریگا۔ اور اوسمین ابو عبد اللہ علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا اگر قرآن پڑہا جاتا جسطرح نازل ہوا تو اوسمین ہم نام بنام ملتے اور اوسمین اونہی سے مروی ہے کہ قرآن مین جو کچہہ گذشتہ آئیندہ ہی موجود ہے اوسمین لوگونکی نام تہے پس گرا دئی گئی اور اوسمین ایک کا نام بہت وجہ پر ہے جسکو وصاة پہچانتے ہین اور اوسمین اونہی سے مروی ہے کہ قرآن مین سے بہت آیتین کم کی گئی ہین اور زیادتی صرف چند حروف کی ہوئی ہے اور لکہنے والون نے خطا کی ہے اور لوگون نے وہم کیا ہے شیخ احمد بن ابی طالب طبرسی نے اپنی کتاب احتجاج مین منجملہ احتجاج امیر المومنین علیہ السلام کے مہاجرین و انصار کی جماعت پر روایت کیا ہے کہ طلحہ نے منجملہ اپنی سوالات کے جناب امیر سے کہا اے ابو الحسن مین تجہسے کچہہ پوچہنا چاہتا ہون مینے تجکو دیکہا تہا کہ تو ایک مہر لگا ہوا کپڑا لیکر نکلا اور کہا اے لوگو مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کی تجہیز و تکفین مین مشغول رہا پہر کتاب اللہ مین یہانتک کہ مینے اوسکو جمع کیا پس یہ کتاب اللہ میرے پاس فراہم کی ہوئی ہے مین مجہسے ایک حرف بہی کم نہین ہوا اور مینے نہین دیکہا تہا جو تو نے لکہا تہا اور جمع کیا تہا اور مینے عمر کو دیکہا کہ تیرے پاس پیام بہیجا تہا کہ میرے پاس اوسکو بہیج تو تو نے بہیجنے سے انکار کیا پہر عمر نے لوگونکو بلایا پس جب دو آدمیون نے ایک آیت پر گواہی دی اوسکو لکہہ لیا اور جس آیت پر بجز ایک شخص کے گواہی ندی اوسکو چہوڑ دیا اور نہ لکہا پہر عمر نے کہا مین سنتا ہون کہ یمامہ کے دن قتل ہوئے

غیرهم فقد ذهب وقد جائت شاة الی صحیفة وکتاب یکتبون فاکلتها وذهب[1]
ما فیها والکاتب یومئذ عثمان وسمعت عمر واصحابه الذین الفوا ما کتبوا علی عهد
عمر وعلی عهد عثمان یقولون ان الاحزاب کانت تعدل سورة البقرة وان النور ستون
ومائة آیة والحجر تسعون ومائة آیة فما هذا وما یمنعك یرحمك الله ان تخرج کتاب الله
الی الناس وقد عهد عثمان حین اخذ ما الف عمر فجمع له الکتاب وحمل الناس علی قراءة
واحدة فمزق مصحف ابی ابن کعب وابن مسعود واحرقهما بالنار فقال له علی یا طلحة
ان کل آیة انزلها الله عز وجل علی محمد صلی الله علیه وآله عندی باملاء رسول
الله وخط یدی وتاویل کل آیة انزلها الله علی محمد صلی الله علیه وآله وکل
حلال وحرام او حد او حکم او شیٔ یحتاج الیه الامة الی یوم القیمة مکتوب باملاء
رسول الله وخط یدی حتی ارش الخدش قال طلحة کل شئے من صغیر او کبیر او خاص
او عام کان او یکون الی یوم القیمة فهو عندك مکتوب قال نعم وسوی ذلك ان
رسول الله صلی الله علیه وآله اسر الی فی مرضه مفتاح الف باب من العلم یفتح کل باب
الف باب ولو ان الامة منذ قبض رسول الله اتبعونی واطاعونی لاکلوا من فوقهم
ومن تحت ارجلهم وساق الحدیث الخ وقال فی احتجاجه علی الزندیق الذی جاء

---

[1] جنکے سوا کوئی قاری نہیا مشغول ہو چکے تھے تو قرآن جاتا رہا اور تحقیق صحیفہ کے طرف بکری آئی اسکو کہا گئی اور جو کچھ
اوسمین تہا جاتا رہا اور عثمان اوسوقت کاتب تہا اور مین عمر سے اور اوسکے اصحاب سے جنہون نے جمع کیا تہا جو کچھ کہ لکہا تہا عمر کے
زمانہ مین اور عثمان کے زمانہ مین سنا تہا کہ احزاب سورہ بقر کے برابر تہے اور نور ایک سو ساٹہ آیتین تہی اور حجر ایک سو نوے آیتین تہیں
تو یہ کیا ہی اور خدا تجہپر رحمت کری تجکو کون مانع ہی اس سے کہ تو کتاب اللہ کو لوگون کی طرف نکالی اور تحقیق عثمان نے قصد کیا ہے جبکہ لیا
جو کچھ عمر نے جمع کیا تہا پس اوسکے لیے مصحفون کو اکہٹا کیا اور لوگونکو ایک قرات پر برانگیختہ کیا ابی بن کعب و ابن مسعود کا
مصحف پہاڑ ڈالا اور آگ مین جلا دیا۔ اوسکو علی نے جواب دیا ای طلحہ تحقیق ہر آیت جو اللہ عز وجل نے محمد پر نازل کی میرے پاس ہے
رسول اللہ کی لکہوائی ہوئی اور میرے ہاتہ کی لکہی ہوئی اور ہر آیت کی تاویل جسکو اللہ تعالے نے محمد پر نازل کیا اور ہر ایک حلال یا حرام یا حد
یا حکم یا کوئی چیز جسکی قیامت تک امت محتاج ہو رسول اللہ کی لکہوائے ہوئے اور میرے ہاتہ کی لکہی ہوئی ہے یہانتک کہ خراش کا تاوان بہی
طلحہ نے کہا ہر ایک چہوٹی بڑی خاص یا عام گذشتہ یا آیندہ قیامت تک وہ تیرے پاس لکہی ہوئی ہے کہا ہان اور
اسکے سوا یہ کہ رسول اللہ نے اپنی مرض مین ہزار باب کے علم سے کنجیان پوشیدہ عطا فرمائین جن مین سے ہر باب ہزار باب کہولتا ہے
اور اگر امت جب سے رسول اللہ نے وفات پائی ہے میرا اتباع اور میری پیروی کرتے تو اپنی اوپر اور پانو کے نیچے سے کہاتے اور حدیث کو

الیہ مستدلا بآیٍ من القران متشابہ یحتاج الی التاویل وکان من سوالہ انی اجد اللہ قد شہر ہفوات انبیائہ[1] بقولہ وعصٰی آدم ربہ فغوٰی وتکذیبہ نوحاً لما قال ان ابنی من اھلی بقولہ انہ لیس من اھلک وبوصفہ ابراھیم بانہ عبد کوکبا مرۃ ومرۃ قمرا ومرۃ شمسا وبقولہ فی یوسف ولقد ھمت بہ وھم بھا لولا ان رای برھان ربہ وبتھجینہ موسیٰ حیث قال رب ارنی انظر الیک قال لن ترانی الآیہ وببعثہ الی داؤد جبرئیل ومیکائیل حیث تسوروا المحراب الی اخر القصۃ وبحبسہ یونس فی بطن الحوت حیث ذھب مغاضبا مذنبا واظہر خطا الانبیاء وذللہم ثم وری اسما من اغتر وافتتن خلقہ بضلٰی واضل وکنٰی عن اسمآئہم فی قولہ ویوم یعض الظالم علی یدیہ یقول یا لیتنی اتخذت مع الرسول سبیلا یا ویلتی لم اتخذ فلانا خلیلا لقد اضلنی عن الذکر بعد اذ جاءنی فمن ھذا الظالم الذی لم یذکر من اسمہ ما ذکر من اسماء الانبیاء۔ آخر سوال تک اسکا جواب نقل کیا جاتا ہے لیکن چونکہ سوال وجواب کی عبارتیں قدر حاجت سے زیادہ طول تہا اسلیے ملخصاً بحذف واسقاط نقل کیے گئے جواب کی عبارت جو مثبت مدعا ہے یہہ ہے۔ فقال امیر المؤمنین[2] واما ہفوات الانبیاء وما بینہ اللہ فی کتابہ ووقوع الکنایۃ عن اسمآء من اجترم اعظم مما اجترمتہ

---

[1] جو چند آیات متشابہات قرآنی کے ساتھ جو تاویل کے محتاج تہے۔ ستدل ہو کر آیا تہا فرمایا اور اوسکے سوال سے یہہ تہا کہ مین پاتا ہون اللہ نے انبیاء کے ہفوات مشہور کیے اپنی قول کے ساتھ (اور آدم نے اپنے پروردگار کی نافرمانی کی پس گمراہ ہوا) اور نوح کے تکذیب کے ساتھ جب اونسے کہا ای پروردگار میرا بیٹا میرے اہل سے ہے اپنے قول سے (وہ تیرے اہل سے نہین ہے) اور ابراہیم کے اس امر کے وصف کی ساتھ کہ اونسے کبہی ستارونکی پرستش کی اور کبہی چاند کی اور کبہی سورج کی اور اپنے قول کے ساتھہ یوسف کے معاملہ مین (تحقیق قصد کیا زلیخا نے یوسف کا اور یوسف نے زلیخا کا اگر وہ اپنے رب کی دلیل نہ دیکہتا) اور موسیٰ کی برائی کے ساتہہ جب کہا اے رب دکہلا مجکو دیکہون مین تیری طرف فرمایا ہرگز نہین دیکہہ سکیگا مجکو) اور جبرئیل میکائیل کو داؤد کیطرف بہیجنے کے ساتہہ جب وہ محراب پر چڑہ آئے آخر قصہ تک اور یونس کو مچہلی کے پیٹ مین قید کرنے کے ساتہہ جبکہ غصہ ناک گنہگار ہو کر چلا گیا۔ اور انبیا کی خطائین اور لغزشین ظاہر کین پہر توریہ کیا انکے نامون مین جنہون نے فریب دیا اور فتنہ مین ڈالا اوسکی خلقت کو پس گمراہ ہوا اور گمراہ کیا اور کنایتہً اونکے نامونکو ذکر کیا اپنے قول مین (جسدن کاٹیگا ظالم اپنے ہاتہونکو کہیگا ای کاش تہا مین رسول کے ساتہہ رستہ ای افسوس کاش نہ بناتا مین فلان شخص کو دوست تحقیق غافل کر دیا مجکو یاد سے بعد اسکے کہ آئی میرے پاس) پس یہہ ظالم کون ہے جسکا نام نہین ذکر کیا جسقدر انبیا کا نام ذکر کیا الخ [2] پس فرمایا امیر المؤمنین علیہ السلام نے لیکن انبیا کی ہفوات اور جو کچھہ

لہ الانبیاء ممن شهد الكتاب بظلمهم فان ذلك من ادل الدلائل على
حكمة الله الباهرة وقدرة القاهرة وعزة الظاهرة لانه علم ان براهين
انبيائه تكبر فی صدور امهم وان منهم من يتخذ بعضهم الها كالذی كان من
النصاری فی ابن مريم فذكرها دلالة على تخلفهم من الكمال الذی
تفرد به عز وجل الم تسمع الی قوله فی صفة عيسى حيث قال فيه وفی امه كانا
ياكلان الطعام يعنی ان من اكل الطعام كان له ثفل فهو بعيد مما ادعته
النصاری لابن مريم ولم يكن عن اسماء الانبياء تجبرا وتعززا بل تعريفا لاهل
الاستبصار وان الكناية عن اسماء ذوی الجرائر العظيمة من المنافقين فی
القران التی ليست من فعله تعالی وانها من فعل المغيرين والمبدلين الذين
جعلوا القران عضين واعتاضوا الدنيا من الدين وقد بين الله تعالی قصص
المغيرين بقوله الذين يكتبون الكتاب بايديهم ثم يقولون هذا من عند الله
ليشتروا به ثمنا قليلا وبقوله وان منهم لفريقا يلوون السنتهم بالكتاب وبقوله
اذ يبيتون ما لا يرضى من القول بعد فقد الرسول ما يقيمون به اود باطلهم
حسب ما فعلته اليهود والنصارى بعد فقد موسى وعيسى من تغيير التوراة والانجيل

لہ بنسبت دیگر انبیاء کے جرم کیا جنکے ظلم کی کتاب اللہ شاہد ہے تحقیق بیہ نہایت دلائل سے ہے اللہ کے روشن حکمت اور غالب قدرت پر کیونکہ اللہ جانتا تھا کہ اوسکے انبیاء کے دلائل دیکھے اونکے دلونمین بڑے ہو نگے اور اونمین سے بعض کو معبود بنا لینگے جیسے نصاریٰ سے ابن مریم کے بارہ مین ہوا پس انکو اسلیئے ذکر کیا تاکہ اونکی تخلف پر اوس کمال سے جسکے ساتھہ اللہ عزوجل منفرد ہی دلالت ہو کیا تو نے نہین سنا اوسکا قول عیسیٰ کے وصف مین اور انکی ماں کے بارہ مین فرمایا (دونو کہانا کہاتے تھے) یعنے جو کہا یگا اوسکا ثفل ہوگا اور جسکے ثفل ہوگا وہ بعید ہے اوس سے جو نصاریٰ نے ابن مریم مین دعوے کیا ہے اور انبیا کے اسماء سے براہ تکبر اور بڑائی کنایہ نہین کیا بلکہ اہل استبصار کے جتلانے کے واسطے۔ بڑے گنہگار منافقین کے ناموں سے کنایہ قران مین اللہ تعالیٰ کے قول سے نہین بلکہ یہہ تحریف وتبدیل کرنیوالونکے فعل سے ہی جنہون نے قرآن کو پارہ پارہ کیا اور عوض دین کے دنیا کو لیا اور اللہ تعالیٰ نے محرفین کے قصے بیان کردیئے اپنے قول کے ساتھہ۔ الذین یکتبون الکتاب بایدیہم ثم یقولون ہذا من عند اللہ الخ اور اپنی قول کے ساتھہ وان منہم لفریقا یلوون السنتہم بالکتاب۔ اور اپنے قول کے ساتھہ۔ اذ یبیتون ما لا یرضی من القول رسول کے وفات کے پیچھے جس سے اپنے باطل کے کجی کو سیدھا کرین جیسا کہ یہود ونصاریٰ نے بعد وفات موسیٰ اور عیسیٰ کے توراۃ اور انجیل کے تغیر ۱۲۔

وتحریف الکلم عن مواضعه وبقوله یریدون ان یطفوا نور الله بافواههم

ویابی الله الا ان یتم نوره یعنی انهم اثبتوا فی الکتاب ما لم یقله الله لیلبسوا

علی الخلیقة فاعمی الله علی قلوبهم حتی ترکوا فیه ما دل علی ما احدثوه فیه وحرفوه

منه وبین عن افکهم وتلبیسهم وکتمان ما علموه منه ولذلک قال لهم

لم تلبسون الحق بالباطل وتکتمون الحق وضرب مثلهم بقوله فاما الزبد

فیذهب جفاء واما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض فالزبد فی هذا الموضع کلام

الملحدین الذین اثبتوه فی القرآن فهو یضمحل ویبطل ویتلاشی عند التحصیل

والذی ینفع الناس منه فالتنزیل الحقیقی الذی لا یاتیه الباطل من بین یدیه

ولا من خلفه والقلوب تقبله والارض فی هذا الموضع هی محل العلم وقراره ولیس

یسوغ مع عموم التقیة التصریح باسماء المبدلین ولا الزیادة فی آیاته علی ما اثبتوه

من تلقائهم فی الکتاب لما فی ذلک من تقویة حجج اهل التعطیل والکفر والملل

المنحرفة عن قبلتنا وابطال هذا العلم الظاهر الذی قد استکان له الموافق

والمخالف بوقوع الاصطلاح علی الائتمار لهم والرضا بهم ولان اهل الباطل فی

القدیم والحدیث اکثر عددا من اهل الحق ولان الصبر علی ولاة الامر مفروض

اور کلمات کی تحریف اونکے مواضع سے کے اور اپنے قول کے ساتھ یریدون ان یطفئوا نور الله بافواههم ویابی الله الا ان یتم نوره یعنی جو کچھ الله تعالے نے نہیں فرمایا اونہون نے کتاب میں بڑھا دیا تاکہ مخلوق پر تلبیس کریں پس الله نے اونکے دلونکو اندھا کر دیا یہانتک کہ اوسمین چھوڑ دیا جو دلالت کرے اوسپر جو اونہون نے احداث کیا ہے اوسمین اور تحریف کیا ہے اور بیان کیا اونکی بہتان اور تلبیس کو اور اونکے چھپانے کو جو قرآن سے جانتے تھے اور اسیواسطے اونکو فرمایا کہ کیون حق کو باطل کے ساتھ ملاتے ہو اور حق کو چھپاتے ہو اور اونکی مثل بیان کی اپنے قول کے ساتھ۔ فاما الزبد فیذهب جفاء واما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض تو اسجگہ جھاگ ملحدین کا کلام ہے جسکو قرآن میں بڑھا دیا ہے سو وہ مضمحل اور باطل اور زائل ہو جاتیگی تحصیل کے وقت اور اوسمین سے جو لوگونکو نافع ہے وہ تنزیل حقیقی ہے جسکے سامنے سے باطل آسکتا ہے نہ پیچھے سے اور دل اوسکو قبول کرتے ہیں اور ارض اسجگہ محل علم اور قرار علم ہے اور باوجود عموم تقیہ کے تحریف کرنیوالونکی نام کی تصریح اور آیتونمیں زیادتی جو کچھ اونہون نے اپنی طرف سے زیادہ کیا ہے بیان کرنا جائز نہیں کیونکہ اسمین اہل تعطیل اور کفر اور ادیان مذہبونکی دلیلونکی جو ہمارے قبلہ سے پھری ہوئی ہیں تقویت ہے اور اس ظاہری علم کا ابطال ہے جسکو موافق و مخالف نے تسلیم کر لیا ہے اونکی فرمانبرداری اور اونکے ساتھ رضامندی پر اصطلاح واقع ہونے کے ساتھ۔ اور اسلیئے کہ اہل باطل ہمیشہ تعداد میں اہل حق سے زیادہ ہیں

لقول الله عز وجل لنبيه فاصبر كما صبر اولوا العزم من الرسل وايجابه مثل ذلك
على اوليائه واهل طاعته بقوله لقد كان لكم في رسول الله اسوة حسنة فحسبك
من هذا الجواب عن هذا الموضع ما سمعت فان شريعة التقية تحظر التصريح باكثر منه
ثم قال عليه السلام واما ما ذكرته من الخطاب الدال على تهجين النبي والازراء به
والتانيب له مع ما اظهره الله تبارك وتعالى في كتابه من تفضيله اياه على ساير انبيائه
فان الله عز وجل جعل لكل نبي عدوا من المشركين كما قال في كتابه وبحسب جلالة
منزلة نبينا صلى الله عليه وآله عند ربه كذلك عظم محنته بعدوه الذي عاد منه اليه
في حال شقاقه ونفاقه كل اذى ومشقة لدفع نبوته وتكذيبه اياه وسعيه في مكارهه
وتنقض كل ما ابرمه واجتهاده ومن مالاه على كفره وعناده ونفاقه والحاده في
ابطال دعواه وتغيير ملته ومخالفة سنته ولم ير شيئا ابلغ في تمام كيده من تنفيرهم
عن موالاة وصيه وايحاشهم منه وصدهم عنه واغرائهم بعداوته والقصد
لتغيير الكتاب الذي جاء به واسقاط ما فيه من فضل ذوي الفضل وكفر ذوي الكفر منه
وممن وافقه على ظلمه وبغيه وشركه ولقد علم الله ذلك منهم فقال ان الذين يلحدون
في آياتنا لا يخفون علينا وقال يريدون ان يبدلوا كلام الله ولقد حضروا الكتاب

ف چنانچہ اللہ تعالے نے اپنی نبی کو فرمایا (پس صبر کر جسطرح صبر کیا اولو العزم نے رسولون) اور اسیطرح اسکا جو ب ہوا دیا اپنا اہل طاعت پر بسبب قول اللہ تعالے (البتہ تحقیق تمہاری لئی رسول میں اچھی پیروی تھی) پس اس جواب سے اس موضع میں جو کچھہ تو نے سنا کافی ہے کیونکہ تقیہ کا شرع ہوتا اس سے زیادہ تصریح سے روکتا ہی پہر علیہ السلام نے فرمایا اور جو کچھہ تو نے اوس خطاب کا ذکر کیا جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مذمت اور منقصت اور سرزنش پر دلالت کرتا ہی باوجود اسکے جو ظاہر کیا اللہ تعالے نے اپنی کتاب میں اوسکے فضیلت سے تمام انبیا پر تحقیق اللہ عز وجل نے ہر نبی کے لیے مشرکین میں سے دشمن کیئے ہین جیسا اپنی کتاب میں فرمایا ہے اور ہماری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتبہ کو بزرگی کے موافق اللہ کے نزدیک اسیطرح اوسکی محنت کے بڑائی اوسکے دشمن کے ساتھہ جو اوس سے اسکی طرف پڑی ہے اسکی نفاق اور خلاف کے حال میں ہر تکلیف اور مشقت اوسکی نبوت کی دفع کرنے اور اوسکے جھٹلانے اور اوسکے برائیون میں کوشش کرنے اور اوسکے عقد کی ہوئی کے توڑنے سے اپنی کفر اور عناد اور نفاق اور بے دینی پر اسکے دعوے کے ابطال اور اوسکے ملت کی تغیر اور اوسکی سنت کے مخالفت اپنی مکر نے جو کر دیا اور کوئی اوسکے مکر کے پورا ہونے میں اوس سے اور جو اوسکی ظلم اور بغاوت اور شرک میں اوس سے موافق ہوئی وصی کے دوستی سے لوگونکو نفرت دلانے اور اوس سے متوحش کرنے اور روکنے اور اوسکی عداوت پر اونکو بہکانے اور اوسکے قرآن کے جسکو وہ لیکر آیا تہا بدل ڈالنے کا قصد کرنے اور اوسمین سے بزرگی والونکی بزرگی اور کفار کے کفر کو ساقط کرنے سے زیادہ نہیں دیکھی اور یہہ اللہ نے بھی اونسے معلوم کر لیا تہا پس فرمایا۔

كملا مشتملا على التاويل والتنزيل والمحكم والمتشابه والناسخ والمنسوخ
لم يسقط منه حرف الف ولا لام فلما وقفوا على ما بينه الله من اسماء اهل
الحق والباطل وان ذلك ان ظهر نقض ما عقدوه قالوا لا حاجة لنا فيه نحن مستغنون
عنه بما عندنا ولذلك قال فنبذوه وراء ظهورهم واشتروا به ثمنا قليلا
فبئس ما يشترون ثم دفعهم الاضطرار بورود المسائل عليهم مما لا يعلمون
تاويله الى جمعه وتاليفه وتضمينه من تلقائهم ما يقيمون به دعائم كفرهم فصرخ
مناديهم من كان عنده شيء من القرآن فليأتنا به ووكلوا تاليفه ونظمه
الى بعض من وافقهم على معاداة اولياء الله عليهم السلام فالفه على اختيارهم
وما يدل الناظر على اختلاف تمييزهم وافترائهم وتركوا منه ما قدروا انه لهم
وهو عليهم وزادوا فيه ما ظهر تناكره وتنافره وعلم الله ان ذلك يظهر ويبين
فقال ذلك مبلغهم من العلم وانكشف لاهل الاستبصار عوارهم وافترائهم
والذي بدئ في الكتاب من الازراء على النبي صلى الله عليه وسلم من فرية الملحدين
ولذلك قال يقولون منكرا من القول وزورا ويذكر جل ذكره لنبيه
صلى الله عليه وآله ما يحدثه عدوه في كتابه من بعده بقوله وما ارسلنا

ل تاویل اور تنزیل اور محکم اور متشابہ اور ناسخ اور منسوخ پر مشتمل جسمین سے ایک حرف الف اور لام بھی ساقط نہین ہوا تھا اونکے پاس حاضر کیا پس جب وہ جو اللہ نے
اہل حق اور باطل کو نام بنام بیان فرمایا واقف ہوئے اور سمجھے کہ اگر یہہ ظاہر ہوا تو جو کچھہ ہمنے باندھا ہے ٹوٹ جائیگا تو کہنے لگے کہ ہمکو اسکی کچھہ
حاجت نہین ہے اور سبب اسکے جو ہماری پاس ہے ہم اس سے بے پروا ہین اور اسیلئے فرمایا (پس پھینک دیا اوسکو اپنی پیٹھونکے پیچھے
اور لے اوسکے بدلے قیمت تھوڑی پس برا ہے جو کچھہ وہ خریدتے ہین) پھر اونکو وارد ہونے ایسی مسائل کے جنکی تاویل وہ نہین جانتے تھی –
قرآن کے جمع کرنے اور اکٹھا کرنے کیطرف اور اسمین بڑہانے کیطرف جس سے اپنی کفر کے ستون قائم کرسکین مضطر کیا پس اونکا منادی چلایا کہ
جس کے پاس قرآن مین کا کچھہ ہو وہ ہمارے پاس لے آوے اور اوسکی نظم و تالیف کو ایسی شخص کے سپرد کیا جو اولیاء اللہ کی دشمنی پر اونکا موافق تھا
پس ویسی قرآن کو جمع کیا اونکی اختیار کے موافق جو دلالت کرتا ہے اوسمین تامل کرنیوالے کو اونکی خلاف تمیز اور افترا پر اور چھوڑ دیا اوسمین سے جسکو نافع جانتا
تھا حالانکہ وہ اونکی لیے مضر تھا اور زیادہ کیا اوسمین جسکا دیکھنا اور تنافر ظاہر ہے اور اللہ نے جان لیا کہ یہہ ظاہر ہو جائیگا پس فرمایا (یہہ اونکی
پہنچنے کی جگہ ہے علم سے) اور کھل گیا اہل استبصار کے لیے اونکا عیب اور افترا اور جو کچھہ کتاب مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے منقصت کو
ظاہر کرنیوالا ملحدین کا افترا ہے اور اسیلئے فرمایا (کہتے ہین بری بات اور جھوٹ) اور اللہ تعالے اپنی نبی سے اوسکی بابت جو اوسکا دشمن
اوسکی کتاب مین اوسکے پیچھے پیدا کریگا اپنی اس قول کے ساتھہ ذکر فرماتا ہے – اور نہین بہیجا ہمنے – ۱۲ –

من قبلك من رسول ولا نبي الا اذا تمنى القى الشيطان في امنيته فينسخ الله
ما يلقي الشيطان ثم يحكم الله اياته يعني انه ما من نبي تمنى مفارقة ما يعانيه من
نفاق قومه وعقوقهم والانتقال عنهم الى دار الاقامة الا القى الشيطان المعرض
بعداوته عند فقده في الكتاب الذي انزل عليه ذمه والقدح فيه والطعن
عليه فينسخ الله ذلك من قلوب المؤمنين فلا يقبله ولا يصغي اليه غير قلوب المنافقين
والجاهلين ويحكم الله اياته بان يحمي اولياءه من الضلال والعدوان ومشايعة
اهل الكفر والطغيان الذين لم يرض الله ان يجعلهم كالانعام حتى قال بل هم اضل سبيلا
فافهم هذا واعمل به وقال ع في هذا الحديث بعد ان بين تاويل بعض المتشابهات
وانما جعل الله تبارك وتعالى في كتابه هذه الرموز التي لا يعلمها غيره وغير انبيائه و
حججه في ارضه لعلمه بما يحدثه في كتابه المبدلون من اسقاط اسماء حججه منه
وتلبيسهم ذلك على الامة ليعينوهم على باطلهم فاثبت فيه الرموز واعمى قلوبهم
وابصارهم لما عليهم في تركها وترك غيرها من الخطاب الدال على ما احدثوه
فيه وجعل اهل الكتاب المقيمين به والعاملين بظاهره وباطنه من شجرة اصلها

ف ترجمہ اور نہیں بھیجا ہم نے تجھ سے پہلے کوئی رسول اور نہ کوئی نبی مگر جب تمنا کرتا ہے ڈال دیتا ہے شیطان اوسکی آرزو میں پس منسوخ کرتا ہے اللہ اوسکو جو ڈالتا ہے
شیطان پھر محکم کرتا ہے اللہ اپنی آیات کو یعنے کوئی نبی نہیں ہے جو تمنا کرتا ہو مفارقت اوسکی جو رنج اوٹھاتا ہے اپنی
قوم کے نفاق اور اونکی نافرمانی سے اور چاہتا ہو آخرت کیطرف اونسے انتقال کرنا مگر ڈال دیتا ہے شیطان جو اوسکی
دشمنی سے تعرض کرنیوالا ہے اوسکی وفات کے وقت اوس کتاب میں جو اوسپر اوتری ہے اوسکی مذمت اور قدح اور
طعن کو پس اللہ تعالے اسکو مومنین کے دلوں میں منسوخ کرتا ہے وہ اسکو قبول نہیں کرتے اور منافقون اور جاہلون کے دلونکے
سوا اسی طرف توجہ نہیں ہوتی اور محکم فرماتا ہے اپنی آیات کو اسطرح کہ بچاتا ہے اپنے دوستونکو گمراہی اور زیادتی سے
اور اہل کفر و سرکشی کے موافقت سے جنکے لیے اللہ تعالے نے یہہ بھی پسند نکیا کہ اونکو مثل چوپایونکے کرے بلکہ فرمایا وہ اون سے بھی
زیادہ گمراہ ہیں) پس اسکو خوب سمجھ اور اسپر عمل کر اور فرمایا علیہ السلام نے اس حدیث میں بعد اسکے کہ بیان کیا بعض متشابہات
کی تاویل کو اور اللہ تبارک وتعالے نے اپنی کتاب میں یہہ رموز جنکو اسکے اور اسکے انبیا اور اسکی حجتوں کے سوا جو اسکی زمین میں
ہیں کوئی نہیں جانتا صرف اسلیئے کہین کہ وہ اوسکا واقف تھا جو تحریف کرنے والے اوسکی حجتونکی نام [illegible] کتاب سے
اور [illegible] اوسکو خلط کرکے امت کو [illegible] تاکہ اونکی باطل پر موافقت کرے پس اسلیئے اوسمیں رموز رکھدئیے اور انکے دلوں اور
آنکھونکو اندھا کردیا اسلیئے کہ اونپر اسکی اور اسکی غیر کے چھوڑنے میں خطاب سے ہے جو اونکی قرآن میں احداث کرنے پر دال ہے
اور کیا کتاب والے اوسکو قائم کرنے والے اوسکے ظاہر و باطن پر عمل کرنے والے اوس درخت سے [illegible] ثابت ہے ۔۔

ثابت[1] وفرعها في السماء توتي اكلها كل حين باذن ربها اي يظهر مثل هذا العلم

المحتمل في الوقت بعد الوقت وجعل اعدائها اهل الشجرة الملعونة الذين حاولوا

اطفاء نور الله بافواههم فابى الله الا ان يتم نوره ولو علم المنافقون لعنهم الله

ما عليهم من ترك هذه الآيات التي بينت لك تاويلها لاسقطوها مع ما اسقطوا

منه ولكن الله تبارك اسمه ماض حكمه بايجاب الحجة على خلقه كما قال فلله الحجة البالغة

اغشى ابصارهم وجعل على قلوبهم اكنة عن تامل ذلك فتركوه بحاله وحجبوا عن

تاكيد الملتبس بابطاله فالسعداء يتنبهون عليه والاشقياء يعمون عنه ومن لم

يجعل الله له نورا فما له من نور ثم ان الله جل ذكره بسعة رحمته ورافته بخلقه وعلمه

بما يحدثه المبدلون من تغيير كتابه قسم كلامه ثلثة اقسام فجعل قسما منه يعرفه

العالم والجاهل وقسما لا يعرفه الا من صفا ذهنه ولطف حسه وصح تمييزه ممن

شرح الله صدره للاسلام وقسما لا يعرفه الا الله وامناؤه والراسخون في العلم و

انما فعل ذلك لئلا يدعي اهل الباطل من المستولين على ميراث رسول الله صلى الله

عليه واله من علم الكتاب ما لم يجعله الله لهم وليقودهم الاضطرار الى الايتمام

---

[1] اور اوسکی شاخ آسمان مین ہے ہر وقت اپنا پہل دیتا ہے اپنے پروردگار کے حکم سے یعنی ظاہر ہوتا ہے یہہ علم محتمل وقتاً فوقتاً اور اوسکے دشمن شجرہ ملعونہ والونکو ٹہرایا جنہون نے اللہ کے نور کو اپنے مونہون سے بجہانے کا قصد کیا۔ پس اللہ نے نہ مانا بجز اسکے کہ اپنے نور کو پورا کرے اور اگر منافقین یعین اوس نقصان کو جو اون پر ان آیات کے چہوڑنے سے جنکے تیری لیے مین نے تاویل بیان کی ہے لازم آتا ہے جانتے تو اون کے ساتہہ جنکو قرآن مین سے نکال دیا ہے انکو بہی نکال ڈالتے لیکن اللہ تعالے کا حکم اپنی مخلوق پر حجت لازم کرنیکا جاری ہے چنانچہ فرمایا (اللہ کے لیے پوری حجت ہے) اونکی آنکہونکو اوسنے تاریک دیا اور اونکے دلونپر پردہ ڈال دیا اسمین تامل کرنے سے پس اسکو اپنی حال پر چہوڑ دیا اور اپنی ابطال کے ساتہہ ملتبس کے تاکید کرنے سے روکی گئے پس نیک بخت اوسپر متنبہ ہوتے ہین اور بدبخت اوس سے اندہے ہوتے ہین اور جسکے لئے خدا نے نور نہین کیا پس اوسکے لیے کچہہ نور نہین ہے۔ پہر اللہ تعالے نے بسبب وسعت رحمت اور اپنی مخلوق کے ساتہہ مہربانی کے اور بسبب جاننے کے اوسکو جو تحریف کرنیوالے احداث کرینگے اوسکی کتاب کے تغیر سے اپنی کلام کو تین قسم پر منقسم کیا ایک قسم اوسمین سے وہ کی جسکو عالم اور جاہل سمجہین اور ایک قسم وہ کہ جسکو بجز اوسکے جسکا ذہن صاف اور حس لطیف اور تمیز صحیح ہو اونمین سے جنکا اللہ نے اسلام کے لیے سینہ کہول دیا ہے نہین سمجہہ سکتا اور ایک قسم وہ ہے جسکو بجز اللہ تعالے اور اوسکے امانت دار اور راسخین فی العلم کے دوسرا کوئی نہین سمجہہ سکتا اور یہہ اسیلیے کیا تاکہ اہل باطل جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے میراث علم پر مستولی ہوگئے ہین اوسکا دعوی نکرین جسکو اللہ نے اونکے لیے نہین کیا ہے ۱۲ —

لمن والاه امرهم فاستكبروا عن طاعته تعززا وافتراء على الله عزوجل واغترارا [١]
بكثرة من ظاهرهم وعاونهم وعاند الله جل اسمه ورسوله فاما ما علمه الجاهل والعالم
من فضل رسول الله من كتاب الله فهو قول الله سبحانه من يطع الرسول فقد اطاع الله
وقوله ان الله وملائكته يصلون على النبي يا ايها الذين امنوا صلوا عليه
وسلموا تسليما ولهذه الاية ظاهر وباطن فالظاهر قوله صلوا عليه والباطن قوله
وسلموا تسليما اى سلموا لمن وصاه واستخلفه عليكم فضله وما عهد به اليه تسليما
هذا مما اخبرتك انه لا يعلم تاويله الا من لطف حسه وصفا ذهنه وصح تمييزه
وكذلك قوله سلام على ال يسين لان الله سمى النبي صلى الله عليه واله بهذا
الاسم حيث قال يس والقران الحكيم انك لمن المرسلين لعلمه بانهم يسقطون
قول سلام على محمد كما اسقطوا غيره وما زال رسول الله م يتالفهم ويقربهم ويجلسهم
عن يمينه وشماله حتى اذن الله عزوجل له في ابعادهم بقوله واهجرهم هجرا جميلا
وبقوله فما للذين كفروا قبلك مهطعين عن اليمين وعن الشمال عزين ايطمع
كل امرئ منهم ان يدخل جنة نعيم كلا انا خلقناهم مما يعلمون قال واما ظهورك

---

[١] اور تاکہ اونکو اپنی ولی امر کے فرمانبرداری کیطرف جسکی طاعت سے بسبب بڑائی کے اور اللہ تعالے پر افترا کرکے اور اپنی
مددگاروں اور معاونوں اور خدا ورسول کے دشمنوں کی کثرت پر دھوکہ کھا کے تکبر کیا ہے اضطرار کھینچی - لیکن وہ جسکو عالم اور
جاہل رسول اللہ کی فضیلت کتاب اللہ سے سمجھ سکے وہ قول اللہ سبحانہ من یطع الرسول فقد اطاع اللہ - اور قول ان اللہ
وملئکتہ یصلون علی النبی یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما ہے اور اس آیت کا ظاہر و باطن ہے پس ظاہر
قول صلوا علیہ ہے اور باطن قول وسلموا تسلیما ہے یعنے تسلیم کرو اوسکے لیے جسکو پیغمبر وصی اور خلیفہ بنایا ہے اوسکی بزرگی کو اور جو کچھ اوسکی
طرف عہد کیا ہے تسلیم کرنا اور یہ اوس قسم سے ہے جسکی میں نے تجکو خبر دی کہ اوسکی تاویل بجز اوسکے جسکا ذہن صاف
اور حس لطیف اور تمیز صحیح ہو نہیں جان سکتا - اور اسیطرح قول سلام علی آل یاسین کیونکہ اللہ تعالے نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ
کو اس نام کے ساتھ موسوم کیا ہے چنانچہ فرمایا یس والقرآن الحکیم انک لمن المرسلین اسلیے کہ وہ جانتا تھا کہ وہ سلام علی محمد
کو نکال دینگے جسطرح دوسرے اسموں کو نکال ڈالا اور ہمیشہ رسول اللہ اونکی تالیف کرتے رہے اور مقرب
بناتے رہے اور اپنے دہنے بائیں بٹھلاتے رہے یہانتک کہ اپنی قول کے ساتھ واہجرہم ہجرا جمیلا اور اپنے
اس قول سے فما للذین کفروا قبلک مہطعین عن الیمین وعن الشمال عزین ایطمع کل امرئ منہم ان یدخل جنۃ نعیم کلا
انا خلقناہم مما یعلمون - اونکے دور کرنے کا اذن فرمایا اور اس قول کے ۱۲

علی ما ذکر قوله فان خفتم الا تقسطوا فی الیتمی فانکحوا ما طاب لکم من النساء ولیس یشبه القسط فی الیتمی نکاح النساء ولا کل النساء ایتاما فهو مما قدمت ذکره من اسقاط المنافقین من القران وبین القول فی الیتمی وبین نکاح النساء من الخطاب والقصص اکثر من ثلث القران وهذا وما اشبهه مما ظهرت حوادث المنافقین فیه لاهل النظر والتامل ووجد المعطلون واهل الملل المخالفة للاسلام مساغا الی القدح فی القران ولو شرحت لک کل ما اسقط وحرف وبدل مما یجری هذا المجری لطال وظهر ما تحظر التقیة اظهاره من مناقب الاولیاء ومثالب الاعداء - انتہی یہانتک جسقدر روایات نقل کی گئیے اونسے اجمالا بدلالت مطابقی قرآن مجید مین بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تحریف کا واقع ہونا مختلف ائمہ کی شہادت سے ثابت ہوا اب اسکے بعد کچھہ روایات وہ بہی نقل کرون جن سے تفصیلی طور پر خاص خاص سورتون اور آیتون مین تحریف کا واقع ہونا ثابت ہوتا ہو اگرچہ بندہ کے پاس بحول اللہ وہ رسالہ بہی موجود ہے جسمین مفصل ہر ایک سورۃ کی تحریفات من اولہ الی آخرہ درج ہین بلکہ علاوہ معمولی سورتون کے دو سورتین ایک سورۃ النورین اور دوسری الولایہ جو تمامہ قرآن مین سے نکال ڈالی گئے اور ابن شہر آشوب نے کتاب المثالب مین لکھین ہین اوسمین تمامہا مذکور ہین اور ہم مفصل عرض کر سکتے ہین چنانچہ سورۃ النورین کا شروع اسطرح ہے بسم اللہ الرحمن الرحیم یا ایہا الذین امنوا امنوا بالنورین الذین انزلنا ہما یتلوان علیکم

تفصیلی طور پر سورتون اور آیتون مین تحریف کا واقع ہونا اور دو سورتون کا ساقط ہونا -

ملے بے ربط ہونے پر تیری اطلاع فان خفتم الا تقسطوا فی الیتمی فانکحوا ما طاب لکم من النساء اور قسط فی الیتامی عورتونکی نکاح سے شابہت نہین رکہتا اور نہ سب عورتین یتیم ہین پس وہ اس قسم سے ہے جسکو قرآن مین سے منافقین کے نکال دینے کا پہلے ذکر کر چکا ہون — اور درمیان یتامی کے باب مین قول کے اور درمیان نکاح عورتون کے خطاب اور قصص تہائی قرآن سے زیادہ ہے اور یہہ اور جو اسکے مشابہ ہی اوس قسم سے ہے جسمین منافقین کے احداثات اہل نظر اور تامل کے لیے ظاہر ہو گئی اور اہل باطل اور اسلام کے مخالف دین والون نے قرآن مین اعتراض کرنیکا رستہ پایا اور اگر مین تمام وہ بیان کرون جو نکالا گیا ہے اور تحریف و تبدیل کیا گیا اور جو اسکے قائم مقام ہے تو طول ہو اور جسکے اظہار کو دوستون کے مناقب اور دشمنون کے معائب سے تقیہ باز رکہتا ہے وہ ظاہر ہو جاوے - ۱۲ -

ابائی ولجد انکم عذاب یوم عظیم نورین بعضها من بعض وانا السمیع العلیم
ان الذین یوفون بعهد الله ورسوله فی الدلهم جنات نعیم والذین یکفرون من
بعد ما امنوا بنقضهم میثاقهم وما عاهدهم الرسول علیہ یقذفون فی الجحیم
ظلموا انفسهم وعصوا الوصی اولئک یسقون من حمیم الی الخر افا اورسورۃ
الولایۃ کے ابتدائی فقرات یہ ہین بسم الله الرحمن الرحیم یاایها الذین
امنوا امنوا بالنبی والولی الذین بعثناهما یهدیانکم الی صراط مستقیم نبی وولی
بعضهما من بعض وانا العلیم الخبیر الذین یوفون بعهد الله لهم جنات النعیم
الی اخر الهفوات لیکن چونکہ اندیشہ تطویل دامن گیر قلم ہے اسلیے صرف اسی قدر طویل پر
اکتفا کرتا ہون جو صاحب صافی نے اپنی تفسیر مین لکھا ہے اور جو روایات تفسیر صافی سے نقل
ہو چکی ہین مفسر صاحب بعد نقل روایات لکھتے ہین اقول[1] المستفاد من مجموع هذه الاخبار
وغیرها من الروایات من طریق اهل البیت علیهم السلام ان القران الذی
بین اظهرنا لیس بتمامه کما انزل علی محمدؐ بل منه ما هو خلاف ما انزل الله ومنه
ما هو مغیر محرف وانه قد حذف عنه اشیاء کثیرة منها اسم علیؑ علیه السلام فی
کثیر من المواضع ومنها لفظة ال محمدؐ غیر مرة ومنها اسماء المنافقین فی مواضعها ومنها
غیر ذلك وانه لیس ایضاً علی الترتیب المرضی عند الله وعند رسوله وبه قال علی
ابن ابراهیم قال فی تفسیره واما ما کان خلاف ما انزل الله فهو قوله تع کنتم خیر امة

[1] مین کہتا ہون کہ ان احادیث سے اور سوائی انکی اون روایات سے جو بطریق اہل بیت مروی ہین یہ
حاصل ہوتا ہے کہ جو قرآن ہمارے درمیان موجود ہے یہ پورا نہین جسطرح محمد پر نازل ہوا تھا بلکہ اسمین وہ ہے
جو مخالف ہے اوسکی جو اللہ نے نازل کیا اور اس مین تحریف تغیر کیا ہوا ہے اور اسمین سے بہت سی اشیاء نکالی گئی ہین
علی کا نام بہت جگہ سے نکالا گیا ۔ لفظ آل محمد چند جگہ سے اور منافقین کے نام اپنی جگہ سے نکالی گئی وغیرہ وغیرہ
اور یہ خدا ورسول کے پسندیدہ ترتیب پر نہین + علی بن ابراہیم نے اپنے تفسیر مین یہ کہا ہے اور لیکن جو
خلاف نزول کے ہے پس وہ قولہ تعالیٰ کنتم خیر امۃ ۱۲ ۔

اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنهون عن المنکر وتومنون بالله فقال
ابوعبدالله علیه السلام لقاری هذه الایة خیر امة تقتلون امیرالمومنین والحسین بن
علی فقیل له فکیف نزلت یا ابن رسول الله فقال انما نزلت خیر ائمة اخرجت للناس
الا تری مدح الله لهم فی اخر الایة تامرون بالمعروف وتنهون عن المنکر وتومنون بالله
ومثله انه قرئ علی ابی عبدالله الذین یقولون ربنا هب لنا من ازواجنا وذریاتنا
قرة اعین واجعلنا للمتقین اماما فقال ابوعبدالله علیه السلام لقد سالوا
الله عظیما ان یجعلهم للمتقین اماما فقیل له یا ابن رسول الله کیف نزلت فقال
انما نزلت واجعل لنا من المتقین اماما وقوله له معقبات من بین یدیه ومن خلفه
یحفظونه من امر الله فقال ابوعبدالله علیه السلام کیف یحفظ الشی من امر الله
وکیف یکون المعقب من بین یدیه فقیل له وکیف ذلک یا ابن رسول الله فقال انما
انزلت له معقبات من خلفه ورقیب من بین یدیه یحفظونه بامر الله ومثله
کثیر قال واما ما هو محذوف عنه فهو قوله لکن الله یشهد بما انزل الیک فی علی
کذا انزلت انزله بعلمه والملائکة یشهدون وقوله یا ایها الرسول بلغ ما انزل

ف اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنهون عن المنکر وتومنون بالله۔ ابوعبداللہ نے اس آیت کے پڑھنے والیکو فرمایا کہ امیرالمومنین کو اور حسین بن علی کو قتل کرو اور بہتر امت ہو کسینے عرض کیا تو پھر یہہ آیت کیونکر نازل ہوئی ای رسول اللہ کے فرزند فرمایا صرف اسطرح نازل ہوئی خیر ائمہ اخرجت للناس کیا تو نہین دیکھتا اللہ تعالے نے آخر آیت مین اونکی مدح کی ہے کہ بھلائی کا حکم کرتے ہو برائی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو اور اسکی مثل یہہ ہے کہ کسینے امام ابوعبداللہ کے روبرو پڑھا الذین یقولون ربنا ہب لنا من ازواجنا وذریاتنا قرة اعین واجعلنا للمتقین اماما۔ امام ابوعبداللہ نے فرمایا تحقیق بڑی امر کا سوال کیا یہہ کہ ہمکو متقیونکا امام بناوے عرض کیا گیا ای رسول اللہ کے فرزند تو یہہ آیت کیونکر نازل ہوئی فرمایا یہہ اسطرح نازل ہوئی ہے واجعل لنا من المتقین اماما۔ اور قول اللہ تعالے له معقبات من بین یدیه ومن خلفه یحفظونه من امر الله ابوعبداللہ نے فرمایا امر اللہ سے شی کی کیونکر حفاظت ہوتے ہے اور معقب سامنے کیونکر ہوتا ہے عرض کیا گیا ای رسول اللہ کے فرزند یہہ کیونکر ہے فرمایا یہہ اسطرح نازل ہوئی ہے۔ له معقبات من خلفه ورقیب من بین یدیه یحفظونه بامر الله اور مثل اسکی بہت ہے اور او سمین جو محذوف ہے وہ قول تعالے لکن الله یشهد بما انزل الیک فی علی۔ اسیطرح نازل ہوئی ہے اور قولہ تعالے یا ایہا الرسول بلغ ما انزل ۔۱۲۔

اليك من ربك في علي فان لم تفعل فما بلغت رسالته وقوله ان الذين كفروا
وظلموا آل محمد حقهم لم يكن الله ليغفر لهم وقوله وسيعلم الذين ظلموا آل محمد
حقهم اي منقلب ينقلبون وقوله ترى الذين ظلموا آل محمد حقهم في غمرات الموت ومثله
كثير نذكره في مواضعه قال واما التقديم والتاخير فان آية عدة النساء الناسخة
التي اربعة اشهر وعشر قدمت على المنسوخة التي هي سنة وكان يجب ان يقرأ المنسوخة
التي نزلت قبل ثم الناسخة التي بعد وقوله افمن كان على بينة من ربه ويتلوه شاهد
منه ومن قبله كتاب موسى اماما ورحمة وانما هو ويتلوه شاهد ومنه اماما
ورحمة ومن قبله كتاب موسى وقوله وما هي الا حيوتنا الدنيا نموت ونحيا و
انما هو نحيا ونموت لان الدهرية لم يقروا بالبعث بعد الموت وانما قالوا نحيى و
نموت فقدموا حرفا على حرف ومثله كثير قال واما الآيات التي هي في سورة وتمامها
في سورة اخرى فقول موسى تستبدلون الذي هو ادنى بالذي هو خير اهبطوا مصرا
فان لكم ما سألتم فقالوا يا موسى ان فيها قوما جبارين وانا لن ندخلها حتى
يخرجوا منها فان يخرجوا منها فانا داخلون ونصف الآية في سورة البقرة ونصفها

ــــــ

اليك من ربك في علي فان لم تفعل فما بلغت رسالته اور قوله تعالے ان الذين كفروا وظلموا آل محمد حقهم اي
منقلب ينقلبون اور قوله تعالے ترى الذين ظلموا آل محمد حقهم في غمرات الموت - اور مثل اسكی بہت ہی اوسکو اوسکی
جگہ ذکر کرینگے اور لیکن تقدیم اور تاخیر پس تحقیق عورتونکی عدت دس دن چار مہینے کے آیت جو ناسخہ ہی آیت منسوخہ
پر مقدم کی گئی ہے جسمین سال بہر عدت ہی اور واجب تہا کہ آیت منسوخہ جو پیشتر نازل ہوئی پہلی پڑہی جاے پہر
ناسخہ ہوئے جو پیچہی ہے اور قوله تعالے افمن كان على بينة من ربه ويتلوه شاهد منه ومن قبله كتاب موسى اماما
ورحمة اور حقیقت مین اسطرح ہے ويتلوه شاهد منه اماما ورحمة ومن قبله كتاب موسى اور قوله تعالے وما هي الا حيوتنا
الدنيا نموت ونحيي اور حقیقت مین اسطرح تہا نحيي ونموت - کیونکہ دہریون نے مرنیکے بعد اونہنی کا اقرار نہین کیا تہا
اور صرف وہ کہتے تہی کہ ہم زندہ رہینگے اور مرجائینگے پس ایک حرف کو دوسری حرف پر مقدم کردیا اور اسکی مثل بہت سے
فرمایا اور وہ آیتین جو خود ایک سورۃ مین واقع ہین اور اونکا تمتہ دوسری سورۃ مین ہی پس حضرت موسی کا قول
اتستبدلون الذي هو ادنى بالذي هو خير اهبطوا مصرا فان لكم ما سألتم اسکے جواب مین بنی اسرائیل نے کہا یا موسی
ان فيها قوما جبارين وانا لن ندخلها حتى يخرجوا منها فان يخرجوا منها فانا داخلون - آدہی آیت سورۂ بقرہ اور آدہی ۱۲ —

فی سورة المائدة وقوله اکتتبها فهی تملی علیه بکرة واصیلا فرد الله علیهم[۱]

وماکنت تتلوا من قبله من کتاب ولا تخطه بیمینک اذا لارتاب المبطلون

فنصف الایة فی سورة الفرقان ونصفها فی سورة العنکبوت ومثله کثیر انتهی

کلامه علاوہ ازین تفسیر آیات مین اس قسم کے بہت روایتین ذکر کی ہین تفسیر سورہ نحل مین ہے وفی الکافی[۲]

عنه (عن الصادق) انه قراء ان تکون ائمة هی ازکی من ائمتکم فقیل اما تقراءها

امة هی اربی من امة وما بیده فطرحها - سورۂ واقعہ مین ہے القمی عن الصادق انه قراء

وطلع منضود قال بعضه الی بعض وفی المجمع روت العامة عن علی انه قراء رجل عنده

وطلح منضود فقال ما شان الطلح انما هو وطلع کقوله ونخل طلعها هضیم فقیل له الا

تغیره فقال ان القران لا یهاج الیوم ولا یحرک ورواه عنه ابنه الحسن وقیس بن سعد

ورواه اصحابنا عن یعقوب قال قلت لابی عبد الله وطلح منضود قال لا وطلع منضود

علاوہ انکے صدہا روایات ہین جو اثبات تحریف وابطال مدعا مجیب پر اول دلیل ہین - اور جسقدر روایات

واحادیث ثبوت تحریف مین صاحب صافی نے بیان کی ہین اور ہم اوپر نقل کر آئے ہین - اگر اونپر تفصیلی تمام

بحث کیجاوے تو خوف تطویل دامنگیر ہے - بلکہ یہہ رسالہ شرح مطالب کو بھی متحمل نہین ہے اسلیے صرف

اسی قدر گذارش پر اکتفا کیجاتی ہے کہ روایات مذکورہ سے مثل روز روشن تحریف کا واقع ہونا اصول شیعہ

بتواتر قطعاً ثابت ہوا - اور فاضل مجیب کا دعوی کہ کتاب اللہ کی تعظیم وتکریم وتقدیم اجماعی اہل ایمان ہے

---

[۱] آیت سورہ مائدہ مین ہے اور قوله تعالے اکتتبها فهی تملی علیه بکرة واصیلا - پس اللہ تعالی نے اونپر رد کردیا وماکنت تتلو من قبله من کتاب ولا تخطه بیمینک اذا لارتاب المبطلون - آدھی آیت سورہ فرقان مین ہے اور آدھی سورہ عنکبوت مین ہے اور اس جیسا بہت ہے ۱۲۔

[۲] اور کافی مین امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے پڑھا - ان تکون ائمة ہی ازکی من ائمتکم - کسی نے عرض کیا کہ ہم تو اسطرح پڑھتے ہین - امة هی اربی من امة تو آپ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کرکے اوسکو ڈال دیا - قمی نے صادق ع سے روایت کیا ہے وطلع منضود - ایک دوسری کے طرف مائل - مجمع مین ہے عامہ نے علی سے روایت کی ہے کہ کسی شخص نے آپ کے سامنے پڑھا وطلح منضود آپ نے فرمایا طلح کا کیا حال ہے یہہ تو صرف وطلع ہے جیسا قوله تعالے ونخل طلعها هضیم کسی نے عرض کیا پھر آپ اسکو بدل نہین دیتے فرمایا اب قرآن ہلایا جاتا اور نہ جنبش دیا جاسکتا ہے اور اسکو آپ سے روایت کیا ہے آپکے فرزند حسن ع نے اور قیس بن سعد نے اور ہماری اصحاب نے اسکو یعقوب سے روایت کیا ہے کہ مینے ابو عبد اللہ سے کہا وطلح منضود فرمایا نہین وطلع منضود ۱۲

جس سے بقرینہ سیاق عبارت یہہ مراد ہے کہ عدم تحریف قرآن اجماعی اہل تشیع ہی باطل ہوا اور ظاہر ہے
کہ اجماع کا انعقاد کسی حکم پر جبتک کہ پہلے اوسپر کوئی دلیل شرعی قائم نہو اور اوسکے لیے کوئی
اصل نہو نہین ہوسکتا۔ اور جبکہ نقیض حکم پر دلائل قطعیہ قائم ہون تو اس صورت مین خلاف
دلائل قطعیہ کے انعقاد اجماع محال اور غلط ہے اگر اجماع ہوگا تو وہ ایسا ہوگا جیسا نصاری کا اجماع
اسپر کہ عیسی بن مریم ابن اللہ ہین۔ اور ہرگز یہہ اجماع دلائل شرعیہ سے نہسمجھا جائیگا اور اگر ان روایاتکو
جو عنوانات مختلفہ کے ساتھہ مختلف ائمہ سے مختلف رواۃ نے روایت کیا ہے کذب اور دروغ
اور افترا اور بہتان سمجھا جاوے تو یہہ کذب و افترا کسکی طرف منسوب ہوگا جناب ائمہ باوجود عصمت کے
بطور تقیہ جھوٹ فرما سکتے ہین لیکن ان روایات مین تقیہ کی گنجائش نہین بلکہ ان کا اظہار خلاف
تقیہ کے ہے کیونکہ مخالفین کے مخالف ہی تو ایسی حالت مین یہہ کذب ائمہ کیطرف کیونکر نسبت
کیا جائے اگر تقیہ کی گنجائش ہوتی تو حضرات شیعہ اس کذب و افترا سے اونہین کے پاک اسنونکو
ملوث فرماتے۔ اور رواۃ اگر ایک دو ہوتی یا ضعفا و مجاہیل و کذاب وضاع ہوتی تو البتہ مضایقہ
نہتھا کہ یہہ کذب اونہین کے نامہ اعمال مین سمجھا جاتا۔ لیکن جب ثقات و معتبرین کثیر العدد نے روایت
کی ہے علی الخصوص اونہین سے ثقۃ الاسلام محمد بن یعقوب الکلینی اور اونکے اوستاد علی بن
ابراہیم نے اپنے اساتذہ سے جو ثقات و معتبرین ہین تخریج کی ہے اور کوئی روایت معارض
انکی پائی نہین جاتی جسکی وجہ سے ان روایات کو دروغ سمجھا جاوے اور اگر ہے تو محمول تقیہ پر ہوسکتی ہے
تو ایسی صورت مین کذب رواۃ ہرگز قرین قیاس نہین بلکہ بداہۃً معلوم ہوتا ہے کہ انکی رواۃ عدول
و ثقات نے جیسا ائمہ سے سنا اوسیطرح روایت کردیا پس اگر آپ ان رواۃ کو جھوٹا جانتے ہین یہہ بھی
بعید از انصاف ہے اور کوئی تیسرا احتمال باقی نہین رہا جو جھوٹ کا رستہ ہو مگر یہہ کہ تمام رواۃ نے
عن آخرہم خلفاء ثلثہ رضی اللہ عنہم کے بغض و عداوت اور صحابہ کی مخالفت پر متفق ہوکر اپنی اسلام
مین یہہ رخنہ ڈالا اور یہہ افترا اور بہتان باندھا جس سے اپنے دین و ایمان کو اپنی ہاتھون آپ برباد
کردیا اور آیت شریفہ کا مضمون صادق آیا یخربون بیوتہم بایدیہم و ایدی المؤمنین فاعتبروا

یا اولی الابصار۔ اور اسکا قائل ہونا عین تسنن ہی - غرض روایات مذکورہ سے کلام مجید مین تحریف کا خلفاء و صحابہ کبار سے واقع ہونا متواتر المعنے ثابت ہوگیا اب اسکے بعد ہمکو کچھہ ضرورت نہین تھی کہ ہم اپنی فاضل مخاطب کے دعوے کے ابطال کے لئی یہہ ثابت کرین کہ اکابر واعاظم متشعین کا مذہب ہی کہ قرآن شریف مین تحریف ہوئی اور بعض متاخرین نے بہی تصریح کی ہے اور اسلیئی قرآن مجید کو اپنے مقابلہ مین قابل حجت واستدلال نہین سمجہا ہے کیونکہ جب ایک امر امہ سے متواتر المعنے ثابت ہو گیا اور اوسمین کسی قسم سے نہ تقیہ کو راہ ہے نہ تاویل کی گنجائش ہے تو ایسے امر کا انکار فی الحقیقت امامت ائمہ کا انکار ہے جسکو شاید ہماری فاضل مخاطب کفر والحاد اعتقاد فرماتے ہونگے لیکن چونکہ ہماری حضرت مخاطب کو اسطرف تعطش زائد الوصف ہی اور نہایت مبالغہ کے ساتھہ اسکا انکار ہے اسلیئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ نقل مذاہب بیان کرکے قوت وترجیح اصول وقواعد مسلمہ شیعیہ تحریر کرین پس اسکی لیے بہی زیادہ تکلف کی ضرورت نہین ہے اوسی تفسیر صافی کا مقدمہ سادسہ آخر سے ملاحظہ فرماوین وہ لکہتے ہین - واما[1] اعتقاد مشائخنا رحمہم اللہ فی ذلک فالظاہر من ثقۃ الاسلام محمد بن یعقوب الکلینی طاب ثراہ انہ کان یعتقد التحریف والنقصان فی القران لانہ روی روایات فی ہذا المعنی فی کتابہ الکافی ولم یتعرض لقدح فیہا مع انہ ذکر فی اول الکتاب انہ یثق بما رواہ فیہ وکذلک استاذہ علی بن ابراہیم القمی رہ فان تفسیرہ مملو منہ ولہ غلو فیہ وکذلک الشیخ احمد بن ابیطالب الطبرسی قدس سرہ فانہ ایضاً نسج علی منوالہما فی کتاب الاحتجاج اما الشیخ ابو علی الطبرسی فانہ قال فی مجمع البیان اما الزیادۃ

شیخ مفید مقصود ان سے تحریف قرآن ۱۲

---

[1] اور لیکن اس بارہ مین ہمارے مشائخ رحمہم اللہ کا اعتقاد پس ظاہر محمد بن یعقوب کلینی طاب ثراہ قرآن مین تحریف اور نقصان کا معتقد تہا کیونکہ اوسنی اس باب مین اپنی کتاب کافی مین بہت سی روایتین روایت کی ہین اور اونمین قدح سے تعرض نہین کیا باوجودیکہ اوسنی شروع کتاب مین ذکر کیا ہے کہ وہ ان روایتون پر جو اوسمین روایت کئی ہین اعتماد کرتا ہے اور اسیطرح اوسکا اوستاد علی بن ابراہیم قمی اوسکی تفسیر اس سے بہری ہوئی ہے اور اوسکو اس مین نہایت غلو ہی اور اسیطرح شیخ احمد بن ابیطالب طبرسی قدس سرہ نے اپنی کتاب احتجاج مین اونہی دونوکی منوال پر مشی کی لیکن شیخ ابو علی طبرسی پس اوسنے مجمع البیان مین کہا ہے ۱۲

فيه فمجمع على بطلانه واما النقصان فيه فقد روى جماعة من اصحابنا وقوم من حشوية
العامة ان في القرآن تغييرا ونقصانا والصحيح من مذهب اصحابنا خلافه وهو الذي
نصره المرتضى ره واستوفى الكلام فيه غاية الاستيفاء في جواب المسائل الطرابلسيات وذكر
في مواضع ان العلم بصحة نقل القرآن كالعلم بالبلدان والحوادث الكبار والوقائع
العظام والكتب المشهورة واشعار العرب المسطورة فان العناية اشتدت والدواعي
توفرت على نقله وحراسته وبلغت حدا لم يبلغه فيما ذكرناه لان القرآن معجز النبوة
وماخذ العلوم الشرعية والاحكام الدينية وعلماء المسلمين قد بلغوا في حفظه
وحمايته الغاية حتى عرفوا كل شيء اختلف فيه من اعرابه وقراءته وحروفه واياته فكيف يجوز
ان يكون مغيرا او منقوصا مع العناية الصادقة والضبط الشديد وقال ايضا
قدس الله روحه ان العلم بتفصيل القرآن وابعاضه في صحة نقله كالعلم بجملته وجرى
ذلك مجرى ما علم ضرورة من الكتب المصنفة ككتاب سيبويه والمزني فان اهل العناية
بهذا الشان يعلمون من تفصيلها ما يعلمونه من جملتها حتى لو ان مدخلا ادخل في كتاب
سيبويه بابا في النحو ليس من الكتاب لعرف وميز وعلم انه ملحق وليس من اصل الكتاب

---

[۱] کہ قرآن میں زیادتی کا باطل ہونا تو متفق علیہ ہے لیکن کمی کا ہونا پس ہماری اصحاب میں سے ایک جماعت نے اور حشویہ عامہ میں سے ایک قوم نے
روایت کیا ہے کہ قرآن میں تغیر اور کمی ہے اور صحیح یہ ہے کہ ہمارے اصحاب کا مذہب اسکے خلاف ہے اور اسکی نصرت سید مرتضیٰ نے کی ہے
اور جواب مسائل طرابلسیات میں کلام کو غایت درجہ استیفا پر پہنچایا ہے اور ذکر کیا ہے کہ قرآن کی نقل کی صحت کا علم مثل علم شہروں
اور بڑی بڑی حوادث اور وقائع اور مشہور کتابوں اور عرب کے لکھی ہوئی شعروں کی ہے پس تحقیق اوسکی نقل و حفاظت پر توجہ شدید اور دواعی
وافر ہیں اور اس حد کو پہنچ چکے ہیں کہ امور مذکورہ اس حد کو نہیں پہنچے کیونکہ قرآن نبوت کا معجزہ اور علوم شرعیہ اور احکام دینیہ کا
ماخذ ہے اور علماء اہل اسلام اوسکی حفظ و حمایت میں غایت درجہ کو پہنچ چکے یہانتک کہ اوسکی ہر ایک شی مختلف فیہ کو اعراب و قرأت
اور حروف اور آیات کو پہچان لیا تو باوجود اس سچی توجہ اور نہایت ضبط کی کیونکر ممکن ہے کہ بدلا ہوا یا کم کیا ہوا ہو۔ اور نیز مرتضیٰ
قدس روحہ نے فرمایا ہے کہ قرآن کے تفصیل و اجزا کا علم صحت نقل میں اوسکے مجموعہ کے برابر ہے اور یہ بمنزلہ اوسکے ہے جو کتب مصنفہ سے
بداہتہً معلوم ہے مثل سیبویہ اور مزنی کی کتاب کے کیونکہ اس فن کے توجہ والے جسقدر اوسکے جملے کو جانتے ہیں اوسیقدر اوسکی تفصیل
واقف ہیں یہانتک کہ اگر کوئی شخص نحو کا کوئی ایسا باب کتاب میں بڑھا دے جو اوس میں نہو تو صاف پہچانا جائیگا اور جدا ہوگا
اور معلوم ہوگا کہ یہ ملحق ہے اور اصل کتاب میں سے نہیں ہے ۔ ۱۲

وكذلك[1] القول في كتاب المزني ومعلوم ان العناية بنقل القرآن وضبطه اصدق من العناية لضبط كتاب سيبويه ودواوين الشعراء وذكر ايضا ان القرآن كان على عهد رسول الله مجموعا مولفا على ما هو عليه الآن واستدل على ذلك بان القرآن كان يدرس ويحفظ جميعه في ذلك الزمان حتى عين على جماعة من الصحابة في حفظهم له وانه كان يعرض على النبي ويتلى عليه وان جماعة من الصحابة مثل عبد الله بن مسعود وابي بن كعب وغيرهما ختموا القرآن على النبي عدة ختمات وكل ذلك يدل بادنى تامل على انه كان مجموعا مرتبا غير مبتور ولا مبثوث وذكر ان من خالف في ذلك من الامامية والحشوية لا يعتد بخلافهم فان الخلاف في ذلك مضاف الى قوم من اصحاب الحديث نقلوا اخبارا ضعيفة ظنوا صحتها لا يرجع بمثلها عن المعلوم المقطوع على صحته

اس سے پہلے کہ مین خود اس لغو تاویل کے جو بجا و ضد روایات صحیحہ کے فرمائی ہے تغلیط کرون مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جو اسکی تغلیط صاحب صافی نے کی ہے نقل کرون اور بعد اوسکے پہر گذارش کرونگا کہ اصول شیعہ کے موافق حق کیا ہے اور راجح کسکا قول ہے اب صرف مفسر صافی کی تحقیق سن لیجئے وہ فرماتے ہین۔ اقول[2] لقايل ان يقول كما ان الدواعي كانت متوفرة على نقل القرآن وحراسته من المؤمنين كذلك كانت متوفرة على تغييره من المنافقين المبدلين للوصية

---

[1] اور اسیطرح مزنی کی کتاب مین بہی کہا جا سکتا ہے اور معلوم ہے کہ قرآن کی نقل عرضتو جہ اور اوسکا ضبط سیبویہ کے کتاب و شعرا کے دیوانون کے ضبط سے زیادہ سچے ہین اور نیز ذکر کیا ہے کہ زمانہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مین اسکی موافق موجود مجموع تہا جیسا اب ہے اور اس پر اسطرح استدلال کیا ہے کہ اوس زمانہ مین تمام قرآن کے حفظ اور تدریس ہوتی تہی یہانتک کہ صحابہ مین سے ایک جماعت اوسکی حفظ کے لیے مقرر ہوئی اور حضرت صلعم پر پیش ہوتا تہا اور آپ پر پڑہا جاتا تہا اور صحابہ مین سے ایک جماعت نے مثل عبد اللہ بن مسعود رضہ اور ابی بن کعب رضہ وغیرہ نے بہت سے ختم آپکو سنائی اور یہ ادنی تامل کے ساتھ اسپر دلالت کرتا ہے کہ قرآن مجموع مرتب تہا پراگندہ نہ تہا اور بیان کیا ہے کہ اس باب مین جو لوگ امامیہ اور حشویہ مخالف ہوئی ہین اونکا خلاف معتبر نہین ہے کیونکہ اس بارہ مین خلاف محدثین مین سے ایک قوم کیطرف منسوب ہے جنہون نے صحیح سمجہکر ضعیف حدیثین نقل کے ہین اون جیسی روایات کے ساتھ ایسے امر سے نہین رجوع کیا جاتا جسکی صحت یقینی ہے ۱۲

[2] مین کہتا ہون کہ معترض کو گنجائش ہے کہ جیسے مومنین کیطرف سے قرآن کی نقل کے حفاظت پر دواعی وافر تہے اسیطرح منافقون وصیت کے بدلنے والون ۱۲۔

المغيرين للخلافة لتضمنه ما يضاد رايهم وهواهم والتغير فيه ان وقع فانما وقع قبل انتشاره في البلدان واستقراره على ما هو عليه الآن والضبط الشديد انما كان بعد ذلك فلا تنافي بينهما بل لقائل ان يقول انه ما تغير في نفسه وانما التغير في ما بهم اياه وتلفظهم به فانهم ما حرفوا الا عند نسخهم من الاصل وبقي الاصل على ما هو عليه عند اهله وهم العلماء به فما هو عند العلماء ليس بمحرف وانما المحرف ما اظهروه لاتباعهم واما كونه مجموعا في عهد النبي على ما هو عليه الآن فلم يثبت وكيف كان مجموعا وانما كان ينزل نجوما وكان لا يتم الا بتمام عمره واما درسه وختمه فانما كانوا يدرسون ويختمون ما كان عندهم منه لا تمامه — اسکے بعد شیخ صدوق اور شیخ طوسی کا مذہب ذکر کرکے اوسکا ابطال وتغلیط کرتا ہے اسلیے اوسکو بہی نقل کردون تاکہ ہمارے فاضل مجیب کے دل مین حسرت نرہ جاوے — وقال شيخنا الصدوق رئيس المحدثين محمد بن علي بن بابويه القمي طيب الله ثراه في اعتقاداته اعتقادنا ان القرآن الذي انزله الله على نبيه هو ما بين الدفتين وما في ايدي الناس ليس باكثر من ذلك قال ومن نسب الينا انا نقول انه

ل مخالفت کے اوٹہنی والون کے طرفسے قرآن کے تحریف پر وہ اسی واسطے تہی کیونکہ قرآن اونکی رائے اور خواہش کے مخالف کو متضمن تہا اور اگر اوسمین تحریف واقع ہوئی ہے تو شہرون مین پہیلنے اور جس ترتیب پر اب ہے اس پر مستقر ہونے سے پیشتر واقع ہوئی اور ضبط شدید بہی صرف اسکے بعد ہی تہا تو اسمین باہم کچہہ منافات نہین ہے بلکہ کہنے والا کہہ سکتا ہے کہ نفس قرآن مین کچہہ تغیر نہین ہوا تغیر صرف اونکے لکہنے مین اور پڑہنے مین ہوا ہے کیونکہ اونہون نے تحریف اصل سے نقل کرنے کے وقت اوسمین کی ہے اور اصل جیسا تہا ویسا ہی اوسکے اہل کے پاس موجود ہے اور وہ علماء ہین تو جو علماء کے پاس ہے وہ محرف نہین ہے محرف صرف وہ ہے جو اونہون نے اپنے اتباع کے لیے ظاہر کیا — اور اسکے موافق جیسا اب ہے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ کے عہد مین مجموع ہونا ثابت نہین ہوا اور اوسوقت کیونکر مجموع ہو سکتا ہے ٹکڑے ٹکڑے ہوکر نازل ہوتا تہا اور حضرت کی عمر شریف کے تمام ہونے پر تمام ہوا اور قرآن کا درس اور ختم صرف اوسیقدر کا تہا جسقدر اونکے پاس تہا نہ تمام کا۔

۲ اور ہمارے شیخ صدوق رئیس المحدثین طیب اللہ ثراہ نے اپنے اعتقادات مین کہا ہے ہمارا اعتقاد یہہ ہے کہ قرآن جو اللہ نے اپنے نبی پر نازل کیا وہی ہے جو دفتین مین اور لوگون کے ہاتہہ مین ہے اس سے زیادہ نہین اور جو ہماری طرف نسبت کرے کہ ہم قائل ہین ۱۲

الکثر من ذلک فهو کاذب وقال شیخ الطائفة محمد بن الحسن الطوسی رحمه الله
علیه فی تبیانه واما الکلام فی زیادته ونقصانه فمما لا یلیق به لان الزیادة
فیه مجمع علی بطلانه والنقصان منه فالظاهر ایضاً من مذهب المسلمین خلافه
وهو الالیق بالصحیح من مذهبنا وهو الذی نصره المرتضی ره وهو الظاهر فی الروایات
غیر انه رویت روایات کثیرة من جهة الخاصة والعامة بنقصان کثیر من آی القرآن ونقل
شیء منه من موضع الی موضع طریقها الآحاد التی لا توجب علماً فالاولی الاعراض
عنها وترک التشاغل بها لانه یمکن تاویلها ولو صحت لما کان ذلک طعناً علی ما
هو موجود بین الدفتین فان ذلک معلوم صحته لا یعترضه احد من
الامة ولا یدفعه وروایاتنا متناصرة بالحث علی قرائته والتمسک بما فیه
ورد ما یرد من اختلاف الاخبار فی الفروع الیه وعرضها علیه فما وافقه عمل
علیه وما خالفه یجتنب ولم یلتفت الیه وقد ورد عن النبی ص روایة لا یدفعها احد
انه قال انی مخلف فیکم الثقلین ما ان تمسکتم بهما لن تضلوا کتاب الله وعترتی
اهل بیتی وانهما لن یفترقا حتی یردا علی الحوض وهذا یدل علی انه موجود فی کل عصر

۱؎ ر قرآن اس سے زیادہ ہے وہ جھوٹا ہے اور شیخ طوسی محمد بن حسن رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے تبیان میں کہا ہے کہ
قرآن کے زیادتی و کمی میں کلام کرنا لائق نہیں کیونکہ زیادتی کا باطل ہونا اتفاقی ہے اور کمی ہونا بھی ظاہر تمام مسلمانوں کے
مذہب کے خلاف ہے اور یہی ہمارے صحیح مذہب کے لائق ہے اور اسکی مرتضےٰ نے بھی تائید کی ہے اور روایات سے بھی یہی ظاہر ہے
مگر یہہ کہ قرآن میں سے بہت سی آیتیں کم ہونے اور ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونے میں شیعہ اور غیر شیعہ کے طریقہ سے بہت سے
روایات مروی ہوئی ہیں انکا طریق احاد ہے جو مفید علم یقین کو نہیں ہو سکتا تو انسے اعراض کرنا اور انمیں مشغولی ترک
کرنا اولے ہے کیونکہ انکی تاویل ممکن ہے اور اگر یہہ روایات صحیح ہوں تو یہہ طعن اسپر نہیں ہے جو اب بین الدفتین موجود ہے
کیونکہ اسکی صحت یقینی ہے امت میں سے اسپر نہ کوئی اعتراض کرتا ہے نہ کوئی رد کرتا ہے اور ہماری روایتیں اسکی قرأت پر برانگیختہ
کرنے کی اور اسکے ساتھ تمسک کے اور فروعی اختلاف احادیث کے اسکی طرف لوٹانے کے اور اسپر پیش کرنے کی باہم تائید کرتے ہیں
چنانچہ جو حدیث اسکی موافق ہوگی اوسپر عمل ہوگا اور جو اسکے مخالف ہوگی اوس سے اجتناب ہوگا اور اوسکی طرف التفات نہوگا
اور تحقیق نبی ص سے روایت وارد ہوئی ہے جسکو کوئی رد نہیں کرتا (میں تم میں ثقلین کو بھی چھوڑتا ہوں اگر تم انکے ساتھ تمسک کروگے تو ہرگز گمراہ نہو گے
ایک قرآن دوسری میری عترت میری اہلبیت اور یہہ جدا نہونگی یہانتک کہ میرے پاس حوض پر آئینگی اور یہہ اسپر دال ہے کہ قرآن

لانه لا یجوز ان یامرنا بالتمسک بما لا نقدر علی التمسک به کما ان اهل البیت
ومن یجب اتباع قوله حاصل فی کل وقت واذا کان الموجود بیننا مجمعاً علی صحته
فینبغی ان یتشاغل بتفسیره وبیان معانیه وترک ماسواه یہانتک نقل کرکے علامہ صاحب
تفسیر صافی نے اسکی بھی تغلیط وتردید کردے اور فرمایا اقول[۲] یکفی فی وجوده فی کل عصر وجوده
جمیعاً کما انزل الله محفوظاً عند اهله ووجود ما احتجنا الیه من عندنا وان لم
نقدر علی الباقی کما ان الامام کذلک فان الثقلین سیان فی ذلک ولعل هذا
هو المراد من کلام الشیخ واما قوله ومن یجب اتباع قوله فالمراد به البصیر
بکلامهم فانه فی زمان غیبتهم قائم مقامهم لقولهم علیه السلام انظروا الی
من کان منکم قد روی حدیثنا ونظر فی حلالنا وحرامنا وعرف
احکامنا فاجعلوه بینکم حاکماً فانی قد جعلته علیکم حاکماً الحدیث انتهی کلامه
بندہ گذارش کرتا ہے کہ آپکے شیخ صدوق اور شیخ مرتضی اور طوسی نے جو اپنا مذہب عدم تحریف
قرآن قرار دیا ہے اور عدم تحریف کو راجح مذہب تشیع سے لکھا ہے باعتبار قواعد شرعیہ مسلمہ آپکے
بالکل غلط ہے قطع نظر اون دلائل سے جو کہ انکے مذہب کے بطلان مین صاحب صافی نے ذکر کی ہین
اور بھی بہت دلائل اسکے بطلان پر دلالت کرتے ہین یعنی جسقدر روایات صحاح وحسان وقوع
تحریف پر دلالت کرتے ہین اگرچہ ہر ایک اونمین سے خبر احاد اور ظنی ہے لیکن جب اوسکی قدر
مشترک کو دیکھا جاتا ہے کہ وہ مختلف کثیر التعداد رواۃ نے مختلف ائمہ سے روایت کیا ہے

---

[۱] کیونکہ ممکن نہین ہمکو ایسے چیز کے تمسک کا حکم کرین جسکی تمسک پر ہمکو قدرت نہو چنانچہ اہلبیت اور جسکی قول کا اتباع واجب ہی ہر وقت حاصل ہے اور جب موجود قرآن کے صحت متفق علیہ ہی تو اوسکی تفسیر اور بیان معانی مین مشغول ہونا اور اسکی ماسوا کو ترک کرنا لائق ہے۔ ۱۲

[۲] مین کہتا ہون کہ ہر زمانہ مین اوسکی وجود کی لیے تمامہ جیسا خدا نے نازل فرمایا اوسکی اہل کے پاس موجود ہونا اور ہمارے حاجت کے موافق ہمارے پاس موجود ہونا کافی ہے اگرچہ ہمکو باقی پر قدرت نہو چنانچہ امام بھی اسیطرح ہے کیونکہ ثقلین اس باب مین برابر ہین اور شاید کلام شیخ سے یہی مراد ہو۔ اور قول اونکا ومن یجب اتباع قوله۔ مراد اس سے اونکی کلام کا بصیر ہے کیونکہ وہ اونکی غیبت کے زمانہ مین موافق اونکے قول کے اونکی قائم مقام ہے۔ ہم مین سے جس نے ہماری حدیث روایت کی اور ہماری حلال اور حرام مین نظر کی اور ہماری احکام کو پہچانا اوسکو

تو یہہ متواتر المعنے ہو کر درجۂ قطعیہ کو پہونچ چکا ہے اور مثل ان روایات کے جنکو علمار طائفہ نے متواتر المعنے تسلیم کرلیا ہے ہو گیا ہے علامہ شہید ثانی نے معالم الاصول مین فرماتے ہین قد تکثر[ا] الاخبار فی الوقائع ویختلف لکن یشتمل کل واحد منها علی معنی مشترک بینها بجهة التضمن والالتزام فیحصل العلم بذلک القدر المشترک ویسمی المتواتر من جهة المعنی وذلک کوقائع امیر المؤمنین فی حروبه من قتله فی غزاة بدر کذا وفعله فی احد کذا الی غیر ذلک بانه یدل بالالتزام علی شجاعته وقد تواتر ذلک منه وان کان لا یبلغ شیٔ من تلک الجزئیات درجة القطع - شہید ثانی کی اس شہادت سے صریح مستفاد ہوتا ہے کہ اخبار کثیرہ میں معنے مشترک اگرچہ وہ بحیثیہ التضمن والالتزام مدلول روایات ہو تاہم متواتر المعنے ہو کر مفید قطعیہ کو ہوگا پس اگر روایات کثیرہ مین معنے مشترک مدلول روایات باعتبار مطابقہ ہوگا تو وہ ادنے یہہ ہے کہ متواتر اللفظ ہو ورنہ ادنے درجہ یہ ہے کہ متواتر المعنے ہوگا - اب اگر وقوع تحریف کی روایات کثیرہ کو متتبع کیا جاوے تو ہر ایک سلسلہ سند احاد سہی لیکن مجموعہ مفید تواتر کو ہے اور ثبوت وقائع امیر المومنین سے اسکا ثبوت بدرجہا زائد ہے تو وقوع تحریف کا تواتر بالا ولویت ثابت ہوا کیونکہ وقوع تحریف کے ثبوت پر قطع نظر اوسکے تواتر کے قرائن قاطعہ بھی دلالت کرتے ہین - ظاہر ہے کہ بعد انتقال جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بنا بر اصول مسلمہ تشیع تمام صحابہ اہلبیت سے منحرف ہو گئے اور اونکے حقوق غصب کر کے خود خلفا بن بیٹھے تو اس صورت مین اپنے ترویج خلافت کے لیے جسقدر کرین تھوڑا ہے پھر یہہ بھی ظاہر ہے کہ قرآن کے جمع و تالیف بطور خود اونہون نے ہی کرائی ہے اور اہلبیت مین سے کسیکو اوسمین شامل نہین کیا بلکہ جناب امیر نے اسی لیے اپنا قرآن علیحدہ جمع کیا تو ان قرائن سے صاف پایا جاتا ہے کہ اسکی جمع و تالیف کے وقت ضرور خرابی کی گئی ہوگی تو اس سے

[ا] واقعات مین کبھی احادیث کثیرہ ہوتے ہین اور باہم مختلف ہوتے ہین لیکن اونمین سے ہر ایک ایسی معنی پر جو باعتبار تضمن و التزام کے مشترک ہوتا ہے متضمن ہوتے ہین تو اس قدر مشترک کا یقین حاصل ہو جاتا ہے اور اسکا نام متواتر من جہۃ المعنی ہے اور یہ جیسا امیر المومنین کے حروب کے واقعات کہ جنگ بدر مین فلان فلان لڑنے والو نکو قتل کیا اور جنگ احد مین فلان کام کیا بغیر ذلک - تو یہہ التزاماً آپکی شجاعت پر دلالت کرتا ہے اور یہ متواتر ہے اگرچہ ان جزئیات مین سے کوئی بھی یقینی نہ ہو

ثابت ہوا کہ قرآن مین تحریف کا واقع ہونا متواتر اور یقینی ہے جسکا انکار آپ جانتے ہین کہ کیا حکم رکھتا ہے پس آپکے شیخ صدوق اور مرتضی اور طوسی نے جو اسکا انکار کیا وہ انکار متواتر اور قطعی کا ہے اور ہرگز قابل التفات اہل دین و دیانت من الشیعین نہین ہے بلکہ حق وہی ہے جو آپکے ثقۃ الاسلام کلینی اور اونکے استاد صاحب الامام نے فرمایا ہے۔ سلمنا کہ یہہ روایات احادہی سہی لیکن ہم کہتے ہین کہ جبکہ خبر واحد موئید بالقرائن ہو تو اوسوقت علی الاصح مفید علم یقین کو ہوتی ہے۔ اپنی شہید ثانی کی شہادت سنیے۔

وخبر الواحد[1] هو ما لم يبلغ حد التواتر سواء كثرت رواته او قلت وليس شانه افادة العلم بنفسه نعم قد يفيده بانضمام القرائن اليه ويزعم قوم انه لا يفيد وان انضمت اليه القرائن والاصح الاول۔ پس اگر اسکو متواتر نہ مانین تو بھی باوجود اخبار احاد ہونے کے بانضمام قرائن مفید قطع کو ہے تو بھی مثل متواتر کے ہوا اور اوسکا انکار مثل انکار متواترات کے سمجھا جائیگا۔ اور ہرگز قابل اعتبار نہوگا۔ دوسری یہہ کہ مرتضے کا انکار ایک ایسی غلطی سے ناشی ہے اور ایسی خطا پر مبنی ہے جس غلطی کو علماء طائفہ نے غلط تسلیم کرکے تصریح کی ہے وہ یہہ کہ سید مرتضی مدعی ہوا ہے کہ خبر واحد پر عمل جائز نہین ہے اور اپنے کمال دانشمندی سے قائل ہوا ہے کہ ہماری مسائل فقہیہ متواترات سے ثابت ہین حالانکہ سید کا یہہ خیال بالکل غلط اور پوچ تھا شہید ثانی نے معالم الاصول مین لکھا ہے قال العلامة[2] في النهاية اما الامامية فالاخباريون منهم لم يعولوا في اصول الدين وفروعه الا على اخبار الاحاد المروية عن الائمة والاصوليون منهم كابي جعفر الطوسي وغيره وافقوا على قبول خبر الواحد ولم ينكره سوى المرتضى واتباعه لشبهة حصلت

---

[1] اور خبر واحد وہ ہے جو حد تواتر تک نہ پہونچے خواہ راوی اوسکے بہت ہون یا تہوڑے اور یقین کا فائدہ دینا بنفسہ اوسکا کام نہین ہان اوسکے ساتھہ قرائن کے انضمام سے کبھی یقین کا فائدہ دیتی ہے اور ایک گروہ کہتا ہے کہ وہ باوجود شمول قرائن کے بھی یقین کا فائدہ نہین دیتے اور اول صحیح تر ہے ۱۲۔

[2] علامہ نے نہایہ مین کہا ہے کہ امامیہ مین سے اخباریون نے تو اپنے اصول اور فروع دین مین بجز اخبار احاد کے جو ائمہ سے مروی ہین اور کسی پر اعتماد نہین کیا اور اونمین سے اصولی مثل ابو جعفر طوسی کے خبر واحد کے قبول کرنے مین انکی موافق ہوگئے اور بجز مرتضی اور اوسکے اتباع کے اور کسیکی اسکا انکار نہین کیا اور یہہ بسبب ایک شبہ کے تھا جو اونکو پیش آیا تھا ۱۲۔

لهم[١] وقد حكى المحقق عن الشيخ سلوك هذا الطريق في الاحتجاج للعمل بالاخبار المروية
عن الائمة مقتصرا عليه فادعى الاجماع على ذلك اس سے صاف ثابت ہے کہ سید مرتضی کا
روایات اور اوسکے نسبت انکار صریح اوسکی غلطی ہے اور اگرچہ ہی اسکے تغلیط و تردید مین چار صفحہ
کی قدر صرف کیے ہین اور ظاہر ہے کہ ماخن فیہ مین بہی وقوع تحریف ہی انکار اوسیے غلطی سے
ناشی ہے کیونکہ جگہ جگہ اپنی دلیل مین اخبار کے ضعف و عدم اعتبار کو اپنا مستدل قرار دیتے ہین
اور یہہ نہین بیان کرتے کہ ان روایات مین کسوجہ سے ضعف ہے کوئی راوی فاسد المذہب یا کذب
وضاع درمیان سلسلہ سند کے واقع ہوا ہے یا کس وجہ سے ضعف ہے - اور عبارات منقولہ سے ظاہر ہے
کہ ابو علی طبرسی کا انکار اور محمد بن الحسن طوسی کے تردید اتباع وتقلید آپکے سید مرتضی کے ہے اور وہ ہی
بناء فاسد علی الفاسد کے قبیلہ سے ہے ابو علی طبرسی ہی فرماتے ہین وهو الذي نصره المرتضى اور
طوسی صاحب ہی فرماتے ہین وهو الذي نصره المرتضى ہے جو کچہہ دلائل ذکر کرتے ہین وہ قطع نظر اس سے
کہ معارض روایات قطعیہ کو ہین ایسی لچر اور لاطائل ہین کہ ادنے تامل بلکہ بدون فکر وتامل کے بداہۃ غلط
معلوم ہوتے ہین - چنانچہ مفسر صاحب صافی نے انکو دو جملون مین باطل کردیا ہے اور ان دلائل کو قطعیات
ویقینیات سمجہنا آپکے محققین کی خوش فہمی ہے - رہی آپکے صدوق صاحب قطع نظر اس سے کہ وہ
کلینی اور اونکی اوستاد وغیرہ کی تکذیب کررہے ہین اور انکو جہوٹا بنا رہے ہین دلیل کوئی نہین بیان فرماتے
بدون دلیل دعوی فرمارہے ہین دعوی بلا دلیل آپ ہی جانتے ہین مردود ہے پس بمقابلہ قائلین تحریف کے
جنکا دعوی مع بینہ وبرہان کے ہے بالکل لغو سمجہا جائیگا - اگر صدوق صاحب نے خلاف ائمہ اپنی غلطی سے
کوئی خاص عقیدہ اپنا کرلیا جسکی کوئی اصل نہین تو وہ کیونکر قابل اعتبار سمجہا جائیگا پہر اسپر طرفہ تماشا یہہ ہی
کہ یہہ ہی آپکے صدوق صاحب فضائل مین جمع کرنا جناب امیر کا کتاب اللہ کو روایت کرتے ہین ایک
بڑی طویل حدیث جو جناب امیر نے اخو الیہود کو خطاب کرکے فرمائی اوسمین حضرت کے وفات کے

---

١ اور محقق نے شیخ سے احتجاج مین اس رستہ پر چلنا ائمہ کی احادیث مرویہ پر عمل کرنے کے سبب اوسپر
اقتصار کرکے حکایت کیا ہے اور اسپر اجماع کا دعوی کیا ہے ۱۲ -

قصہ مین مذکور ہے حملت نفسی علی الصبر عند وفاتہ بلزوم الصمت والاشتغال بما امرنی من تجہیزہ و تغسیلہ و تحنیطہ و تکفینہ والصلوٰۃ علیہ و وضعہ فی حفرتہ و جمع کتاب اللہ وعہدہ الی خلقہ لا یشغلنی عن ذالک بادر دمعہ ولاهائج زفرۃ کوئی حضرت کے اولیا سے پوچھے کہ جب کتاب اللہ شائع ذائع تھی اور اوسمین اندیشہ تحریف نہ تھا تو آپنے کیون اسقدر عجلت کے ساتھہ جمع فرمایا اور علاوہ اسکے اگر وہ اسکے مطابق ہے تو اسقدر کیون ائمہ کے پاس صندوق تقیہ مین مخفی طور پر بند چلا آیا اور اگر اسکے مخالف ہے تو مصاف واضح ہو گیا کہ قرآن مین تحریف ہے جو صحابہ نے جمع کیا اور یا اوس مین حضرت امیر نے معاذ اللہ تحریف فرمائی جو خود جمع فرمایا۔ (۳) علاوہ اسکے وہ روایات جو وقوع تحریف پر دال ہین مثبت ہین اور منکرین تحریف کا دعوی محض نفی اور اول تو کوئی روایت اس مدعا کی مثبت پائی نہین جاتے اگر پائی جائیگی تو وہ بھی نافی ہو گی اور ظاہر ہے کہ مثبت نافی پر مقدم ہے تو اسلیے دعوی منکرین تحریف کا باطل ہوگا اور مثبتین کا ثابت (۴) ظاہر ہے کہ جسقدر روایات مثبت تحریف مروی ہوئی ہین اونمین احتمال تقیہ بالکل منتفی ہے کیونکہ اسوقت تحریف کیسیکا مذہب نہین تھا جسکی رعایت کے وجہ سے تقیۃً ائمہ نے ایسا ارشاد فرمایا ہو۔ اور وہ روایات کہ جنکا شیخ طوسی اپنے استدلال مین حوالہ دیتے ہین اور اون روایات پر اعتماد کر کے تحریف کو ساقط الاعتبار سمجھے ہین جو حث علی التلاوۃ پر دلالت کرتے ہین تو یہہ بھی غلط ہے کہ وہ اس موجود کے نسبت ہو بلکہ بشرط دستیابی اوس اصلی قرآن کی نسبت ہوگا جو خاص ائمہ ہی کے پاس ہے۔ سلمنا کہ وہ یہہ ہی قرآن مجید ہے جو اہل سنت کا قرآن ہے لیکن جائز ہے کہ اوسکے نسبت حث اور وعدہ حصول ثواب محض تقیہ کے طور پر ارشاد ہوا ہو کہ جب خلفا کے ساتھہ بیعت اور اونکی ساتھہ نشست و برخاست اور اونکی موافق خلاف واقع مسائل کا اظہار پایا جاتا ہے جسکے لیے حضرات کو بجز تقیہ کے اور کوئی مساغ نہین ہے تو مسئلہ تقیہ پر محمول ہونے کو کون مانع ہے۔ غرض حضرات شیعہ کا عجب حال ہے کہ اصول دین مین کوئی

ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وفات کے وقت مینے اپنے نفس کو سکوت کی لازم کرنے اور جسکا مجکو حکم فرمایا تھا (جنازہ تیار کرنے اور نہلانے اور خوشبو لگانے اور کفن پہنانے اور آپ پر نماز پڑھنے اور قبر مین رکھنے اور کتاب اللہ کے جمع کرنے اور خلق اللہ کیطرف اوسکی وصیت کرنے سے) اوسمین مشغول ہونے کی ساتھہ صبر پر برانگیختہ کیا کہ جس سے کوئی جلدی نکلنے والا آنسو اور ہیجان والا سانس روکنیوالا نہ تھا

کچھہ کہتا ہے کوئی کچھہ کہتا ہے۔ صحابہ کے ساتھہ حسد و عداوت کی وجہ سے پہلے کیسنی بے سوچی سمجھے
کچھہ فرمایا اور جب دوسرے حضرات نے دیکھا اور یہہ ابحاث اہلسنت مین گرفتار ہوکر خواب غفلت سے چونکی تو
حواس باختہ ہوکر اور تو کچھہ نسوجہا اپنے بزرگونکی تکذیب کرنے لگے اور یہ نسمجھے کہ اہلسنت کب پیچھا
چھوڑنے والے ہین۔ وَلَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ؎ کوئی آپکے شیوخ صدوق وسید
مرتضی وطوسی وطبرسی اور اونکی اتباع سے خصوصًا ہمارے فاضل مجیب سے دریافت کرے کہ حضرت
جب بعد انتقال جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہ مرتد ہوگئی تھے اور تمام صحابہ کو جنمین
خلفاء اور اونکی اولیاء واتباع جنکا معاذ اللہ ایمان سرے ہی سے نفاق آمیز تھا تو وہ کون لوگ تھی
جنکی عنایت قرآن مجید کے ضبط کی طرف شدید تھی اور وہ کونسی علماء مسلمین تھے جو اسکی حفظ وحمایت
مین غایت قصوی کو پونہچی ہوئے تھے اور وہ کون بزرگوار تھی جنہون نے یہانتک کوشش کی کہ قرآن
کے اختلاف اعراب وقراآت وحروف وآیات تک کی معرفت حاصل کی۔ خدا کے لیے بلارو ورعایت
فرمادین کہ یہہ لوگ کامل الایمان اور ارکان دین اسلام تھے یا کافر ومنافق اور یہہ لوگ اعاظم اہلسنت
تھے یا اکابر اہل تشیع اور یہہ حضرات وہی صحابہ وتابعین تھے جنکو تم کافر ومنافق کہتے یا کوئی
دوسرے جنہون نے ایسی فتنون مین قرآن کی اس درجہ حفظ وحمایت وضبط وصیانت فرمائی
پس اگر یہہ وہی لوگ ہین جنکو تم برا کہکر اپنے نامۂ اعمال روشن کرتے ہو تو خدا کے لیے ذرا تو سوچو
اور سمجھو اور اپنے صنیع سے باز آؤ اور یہہ جو طوسی صاحب روایات مثبت تحریف کی نسبت فرماتے ہین
لانہ یمکن تاویلہا۔ حضرت کے کمال تبحر پر دال ہے نفس دعوی امکان فرما کر چھوڑ گئی اور یہہ نصیب نہوا
کہ کوئی تاویل ان روایات کے بیان فرماتے جب ان روایات کے مخالف مدعی تھی تو واجب تھا
کہ ان روایات کی معقول تاویل کرتے سو خیر اب ہم اپنے فاضل مخاطب سے جو اونکی اس مسئلہ مین
مقلد ہین دریافت کرتے ہین کہ آپ ہی ان روایات کے بمثل مشہور اگر پدر نتواند پسر تمام کند
کچھہ فرمادین اور اس ندامت کا بار طوسی صاحب کی گردن سے اوتارین۔ اب رہا یہہ کہ طبرسی اور طوسی

؎ اگرچہ تم در برج برج حصین ہو گئے ۱۲

صاحب یہہ فرماتے ہین کہ زیادتی کا بطلان مجمع علیہ ہے۔ یہہ بہی روایات مذکورہ سے صریح غلط معلوم ہوتا ہے اور جب کلینی اور قمی نے اونکو تسلیم کرلیا ہے تو زیادتی اور نقصان دونوا اونکی نزدیک تسلیم ہوئے قطع نظر اس سی بالفرض اگر زیادتی کا بطلان مجمع علیہ ہے تو تحریف کچھہ زیادتی مین ہے تو منحصر نہین بلکہ نقصان بہی تحریف ہے تقدیم و تاخیر بہی تحریف ہے اس غلط بات سی کیا فائدہ حاصل ہوا اول خود غلط اور اگر صحیح ہو بہی تاہم مفید نہین ہان اس سے یہہ فائدہ ہوا کہ آپکے نزدیک نقصان ثابت ہے لیکن اوسکو اپنے اور حشویہ کے روایات ٹالنا چاہتی ہین۔ ہمکو بڑا افسوس اور نہایت حیرت ہے کہ علی بن ابراہیم قمی جیسا عالی مرتبہ شخص جو امام زمان کا مصاحب اور شاگرد ہو اور اوسکی تفسیر ماخوذ امام کے تفسیر سے ہو۔ اوسکی روایات کو اپنے وہمیات جہلہ سی باطل کرین سچ ہے الغریق یتشبث بکل حشیش۔ رجال شیعہ مین سب سے اول حمد و صلواۃ کے بعد لکہا ہے

ولعد فہذہ رسالۃ فی معرفۃ مشائخ الشیعۃ تغمدہم اللہ تعالی بالرحمۃ منہم الشیخ علی بن ابراہیم بن ہاشم صاحب الامام الحسن العسکری ذو الفضائل والاٰلاء وصاحب التفسیر الذی فی فضل اہل البیت المستخرج من تفسیر الامام المذکور انتہی [1]

پہر محمد بن یعقوب الکلینی بہی کچھہ مرتبہ مین کم نہین بلکہ زیادہ ہے غالباً اوسکی کتاب کافی امام زمان پر پڑہی جاچکی ہی اور بشہادت امام اوسکی تصویب و تصحیح ہوچکی ہے تو ایسی عدول و ثقات کے روایات کی تغلیط و تضعیف اور تردید و تزییف کرنا تشیع سے دست بردار ہونا ہے پس جن حضرات شیعہ نے تحریف قرآن کا خلاف اپنے مذہب راجح و منصور کے انکار کیا وہ حضرات تشیع سی خارج ہوئے اور اہلسنت مین شامل ہونا چاہا کیونکہ جن صحابہ ارکان اسلام کو برا کہنا اور بد اعتقاد کرنا جزو مذہب سمجھہ رکہا تہا اور جس پر مدار تشیع تہا اونکی خوبی اور عدالت و ثقاہت کے قائل ہوئی اور جنکو ارکان دین سمجہے تہے اور اونکی حق مین یہہ اعتقاد کرتے تہے کہ لولاہم لانقطعت اثار النبوۃ اونکی برائی کے گویا قائل ہوئی تو اسصورت مین تمام تشیع درہم و برہم ہوگیا چونکہ اسکے تفصیل مین

---

[1] بعد حمد و صلوۃ کے یہہ رسالہ مشائخ شیعہ کی معرفت مین ہی خدا اونکو اپنی رحمت کی ساتھہ ڈہانکے منجملہ اونکی شیخ علی بن ابراہیم بن ہاشم امام حسن عسکری کا یار بزرگیون والا ہے اور وہ صاحب تفسیر ہے فضل اہل بیت مین جو امام مذکور کی تفسیر سے اخذ کی گئی ہے ۱۲

طول ہے اسلیے اوسکو فہم اوکیا پر چہوڑ دیتے ہین - غرض اکابر شیعہ منکرین تحریف نے انکار تو کیا مگر یہہ سمجہکر
یہہ کلہا ہی اپنی ہے بانو نپر پڑتے ہی - ہماری اس تمام بحث سے یہہ بات ثابت ہوئی کہ کلام مجید میں
تحریف واقع ہونا بنا بر مذہب تشیع راجح اور منصور ہے اور جو لوگ اسکے قائل ہوتے ہین اونہون نے راجح
اور منصور کو اختیار کیا ہی بلکہ فی الحقیقت مذہب تشیع اونہہ ین نے اختیار کیا ہی اور جن لوگون نے اوس سے انکار کیا
وہ خلاف مذہب تشیع کے ہی اور وہ مجبور کر اس غلطی مین پڑے ہین جب راہ فرار تنگ دیکہا تو اسکو اختیار کیا
چنانچہ ہمارے فاضل مخاطب نے بہی چونکہ مذہب کے کتابین نہین دیکہی صرف مناظرہ کے کتابونپر موقوف
رہے اسلیے بے سوچے سمجہے اونکی تقلید فرمائی تو اس سے ثابت ہوا کہ جو عرض کیا تہا کہ قرآن کا محرف ہونا
مسلمات شیعہ سے ہے وہ بالکل حق اور مطابق واقع کے تہا - کیونکہ جب اکابر شیعہ نے مثل کلینی اور قمی
وغیرہ کے اسکو بر اصول مذہب خود تسلیم کرلیا تو اوسپر مسلمات شیعہ سے ہونا صادق آگیا اگر بعد بعض نے
اوسکو تسلیم نہ کیا ہو علی الخصوص جبکہ حضرت کا قول مستند دلائل قاطعہ شرعیہ کیطرف ہوا اور منکرین کا انکار
مخالف دلائل قاطعہ محض توہمات سے ناشی ہوا اور لغو اور لاطائل ہو تو اوسوقت اسکا مسلمات شیعہ کر
ہونا بالبداہت ثابت ہوگا - پس ہمارے مخاطب کا انکار صرف اسوجہ سے ہے کہ وہ اپنی مذہب
بہشا لنفضلہ تعالے واقفیت نہین رکہتے ورنہ تحریف قرآن کا مسلمات شیعہ سے ہونا بخوبی
ثابت اور وہ انکار کرنا سراسر باطل ہے اگر آپ اور آپکی صدوق ومرتضی یہہ چاہین کہ چند خرافات
... جن [illegible] کو بند کرین جو اکابر شیعہ نے اپنے دین مین ڈالی ہی تو [illegible] تحریر
خیال [illegible] ہے قیامت تک بہی ممکن نہین ہے درست طبیعت علاج [illegible]
طبیعت [illegible] علاج ہان سابقہ گذارش باقی رہگئی آپ یہہ فرماتے کہ اس بحث میں [illegible]
کیا یا [illegible] متقدمین کے روایات اور اونکی اقوال سے استدلال کیا ہی حالانکہ اونکی روایات و اقوال بمقابلہ بعض
متاخرین [illegible] کے حکم مین ہین اسلیے ہم اسوقت تسلیم کرین جبکہ متاخرین علما مین کسینی تحریف تسلیم کیا ہو تو بحمد
اللہ ہمارے پاس آپکے بعض متاخرین کے بہی تصریح موجود ہے ملاحظہ فرمائیے اور انصاف کیجیے
آپکے فیلسوف رسالہ بارقہ ضیغمیہ مین فرماتے ہین - چون این نظم قرآنے نظم عثمانیست پو شیعیان

احتجاج بان نشائید - اب اس حصہ کو ملاحظہ فرمایئے اور جو کچھہ مینے عرض کیا تھا اوس سے مطابق کر کے کسیقدر شکر بہی پائیگا اور لیجیئے آپکے قبلہ وکعبہ مجتہد العصر لکھنوی عماد الاسلام مین تحریر فرماتے ہین بعد ما
التنیا والتی مقتضے تلك الاخبار ان التحریف فی الجملۃ فی هذا القرآن الذی بین ایدینا
بحسب زیادۃ بعض الحروف ونقصانہ بل بحسب بعض الالفاظ وبحسب الترتیب
فی بعض المواضع قد وقع بحیث مما لا نشك فیہ مع تسلیم تلك الاخبار ثم اشتمال
لعقولنا فی هذا الزمان بحصول الجزم باحد الوجوہ المحتملۃ عند العقل لکیفیۃ
وقوع تلك التحریفات بعینہ فان الاحتمالات فیها کثیرۃ (الی ان قال) ومنها انہ معلوم
من حال النبی کما لا یخفے علی المتفحص الزکی ذی الحدس الصائب انہ مع کمال
رغبتہ علی تخلیفہ علیا کان فی غایۃ التقیۃ عن قومہ ولهذا عندی دلیل وامارات
لا تسع المقام ذکرها فیحتمل عند العقل ان النبی حفظا لبیضۃ الاسلام
الظاهری اودع القرآن النازل المشتمل علی نصوص اسماء الائمۃ واسماء المنافقین مثلا عند محارم
اسرارہ کعلی بامر اللہ لئلا یرتد القوم باسرهم لما علم من حالهم عدم احتمال ذلك اظهرهم لعدم ما علم المصلحۃ
فی اظهارہ ولما کانوا هم الباعثون للنبی علی ذلك کان الاسناد الیهم فی محلہ عن ارغام وغیرہ - اپنی قبلہ وکعبہ کے
تصریح وشہادت کو ملاحظہ فرماوین کہ آپکے قبلہ وکعبہ کس وثوق وعنا و ایقین واذعان کے ساتھہ ثبوت اور وقوع تحریف کی باتماد

ملہ چنانچہ جنین کے بعد مقتضی ان احادیث کا یہہ ہے کہ اس قرآنین جو ہمارے ہاتھون مین ہے باعتبار زیادتی اور کمی بعض حروف کے بلکہ باعتبار بعض الفاظ کے اور بعض مواقع مین باعتبار ترتیب کے - بالتحقیق تحریف اسطرح واقع ہوئی ہے جسمین بعد تسلیم ان روایات کے کچھہ شک نہین کیا جاتا - ان اس زمانہ مین ان تحریفات کے وقوع کے کیفیت کے لیے وجوہ محتملہ عند العقل مین سے کسی وجہ خاص کے یقین حاصل ہونے کی ہماری عقول کے مجال نہین کیونکہ اسمین بہت احتمالات ہین (یہانتک کہ کہا) منجملہ اونکے یہہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حال معلوم ہے چنانچہ متفحص زکی حدس صائب والے پر مخفی نہین ہے کہ آپ باوجود علی کے خلیفہ بنانے کی نسبت کمال رغبت کی اپنی قوم سے غایت درجہ تقیہ مین تھے اور میرے پاس اسکے لیے دلائل اور علامات ہین جنکے ذکر کی اس جگہ گنجایش نہین - پس عقل کے نزدیک محتمل ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ظاہری اسلام کے بیضہ کی حفاظت کے لیے اوتری ہوئی قرآن کو جو مثلا ائمہ اور منافقین کے نامونکی تصریح پر مشتمل تھا اپنے رازدارونکے پاس مثل علی کی اللہ کے حکم سے ودیعت رکھا ہو - تاکہ تمام قوم مرتد نہو جاوے سبب اونکے حال سے اسکا متحمل ہونا معلوم کرلیا تو بعدم اونکے اظہار مین مصلحت معلوم ہوئی اونپر ظاہر کیا - اور جبکہ

وتسلیم روایات مثبتہ تحریف معتقد اور قائل ہین - ہان اگر مجتہد المتشیعین کو شک وتردد ہی تو اس امر
مین ہے کہ وقوع تحریف کیونکر ہوا چنانچہ منجملہ محتملات کے آپکی حضرت مجتہد صاحب کے رائی
مین وقوع تحریف کا ایک یہہ بہی احتمال ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بامر خداوندی قرآن کو
دو طرح مرتب کیا ایک وہ جو تمام وکامل تہا اور اوسمین نصوص اسمار ائمہ واسمار منافقین درج تہی اسکو تو
اپنی محرم اسرار کے پاس صندوق تقیہ مین ودیعت رکہا اور دوسرا وہ کہ جسمین سے اسمار ائمہ اور اسمار منافقین خود
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بامر خداوندی نکالکر بقدر مصلحت عام لوگونین ظاہر فرمایا اس خیالسے
کہ کہین ایسا نہو کہ یہہ لوگ اپنے ظاہری ایمان نفاق آمیز سے بہی دست بردار ہو جاوین اور
اگرچہ یہہ مسخ وتحریف معاذ اللہ خود حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ہی فرمائی اور گو خداتعالے
کی حکم سے ہی کی - لیکن چونکہ اسکی سبب خلفا ہی تہے اسلیے تحریف کو اونکی طرف نسبت کرنا بجائی
خود ہے - سبحان اللہ واہ واہ - حضرت مجتہد العصر الحاضر نائب الامام الغائب نے کیا تحقیق
حق کی داد دی اس تنقیح مین کیا جواہر ٹانکی اور کیا موتی پروئی اونکے اولیا واتباع اسپر جسقدر
نازکرین بجا ہے اور جتنا فخر فرماوین زیبا - میری زبان وقلم مین طاقت نہین کہ اسکی تعریف وتوصیف
کرون اور نہ اسقدر گنجایش وقت ہی کہ حضرت مجتہد کی خوش فہمی اور کمالات علمی کو ظاہر کرون مگر
افسوس اسکا ہی کہ باوجود علو مرتبہ تحقیق یہہ صدوق المتشیعین کے شہادت کے موافق کاذب اور جہوٹے
اور ہمارے فاضل مخاطب کے مذاق کے موافق دائرہ ایمان سے خارج کیونکہ ہمارے فاضل مجیب کے
نزدیک اہل ایمان کا اجماع عدم تحریف پر ہے تو معلوم ہوا کہ جو لوگ تحریف کے قائل ہین وہ اہل ایمان
سے خارج ہین تو ثابت ہوا کہ مجتہد صاحب اور کلینی اور قمی وغیرہ جو اکابر اہل تشیع ہین وہ فاضل مجیب کے
شہادت کے موافق اہل ایمان ہین شمار نہین کیے جاتے - فے الواقع ہمارے فاضل مخاطب نے جو
یہہ مسئلہ تحریر فرمایا ہے "کتاب اللہ کی تعظیم وتکریم وتقدیم اجماعی اہل ایمان ہی حاشا کہ اسمین کچہہ بہی خلاف
ہو صحیح اور مطابق واقع اور نفس الامر کے ہی قضیہ جزئیہ - حق بر زبان جاری شود کا مصداق ہی
بیشک ہم بہی مانتے ہین کہ کتاب اللہ کی تعظیم وتکریم وتقدیم اجماعی اہل ایمان ہین جو لوگ اہل ایمان ہین

حاشا کہ اونمین کتاب اللہ کی نسبت کچھہ بہی اختلاف ہوا درجو لوگ اسمین اختلاف کرتے ہین
بیشک وہ اہل ایمان سے نہین جو قرآن کہ اب عند الناس موجود ہے جو اہلسنت کے بچے بچے
کی نوک زبان ہے بلا کم وکاست یہہ وہی قرآن ہی جو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا
اور بلا تقدیم وتاخیر اوسی ترتیب کے ساتھہ ہی جو ترتیب کہ لوح محفوظ مین ہے گو نزول مین باعتبار مصالح
تقدیم وتاخیر ہوئی - پس جو شخص یہہ کہے کہ اسمین کسی نوع کی تحریف ہوئی وہ جہوٹا بلکہ دایرہ ایمان سے
خارج ہے - الحمد للہ کہ یہہ مضمون جو ہمکو بحشم استدلال سے ثابت کرنا چاہیے تہا وہ فاضل مخاطب کے
اعتراف سی ثابت ہوگیا ہم اس عنایت کے شکر گذار ہین - رہا یہہ کہ ہماری فاضل مخاطب نے صاحب
منتہی الکلام وصاحب تحفہ اکرم اللہ نزلہما کی نسبت یہہ اعتراض نہایت طعن وتشنیع کے ساتھہ فرمایا تہا
کہ وہ بلا دلیل کافی کلینی اور تاریخ ابن قتیبہ کو شیعہ کے نزدیک قرآن سی زیادہ صحیح اور معتبر فرماتے ہین اور
کچھہ نہین شرماتے - پس اسکا جواب اگرچہ اہل فہم اس بحث سی سمجھہ گئے ہونگے لیکن مناسب معلوم
ہوتا ہے کہ مختصر سیقدر تصریح کیجاوے واضح ہو کہ صحت واعتماد کا مدار اسپر ہے کہ سلسلہ
سند کا اصل ماخذ تک معتمد اور قابل طمانیت ہو جسقدر اس سلسلہ سند مین وثوق زیادہ ہوگا اوسیقدر
متن مین صحت واعتماد زیادہ ہوگا یہانتک کہ اسکی بدولت درجہ قطعیہ کا بہی حاصل ہو سکتا ہے
اور جسقدر اسمین کمی اور کوتاہی ہوگی اوسیقدر متن مین عدم صحت واعتماد ہوگا - پس اب قرآن
شریف کے سلسلہ سند کو بنا بر اصول شیعہ ملاحظہ فرمایئے کہ اگرچہ اسکی طرف عنایت واہتمام شدید ہو
اور دواعی وافر ہون اور عموماً درس تدریس شایع ذایع ہوتا ہم قرن اول مین جو لوگ منتہی سلسلہ
سند کے ہتے اور جو لوگ بلا واسطہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اخذ کرنے والے تہے
اور جنکو ایسا غلبہ تہا کہ اونکی غلبہ کے مقابلہ مین کسیکو چون کرنیکی گنجائش نہ تہی اونہون ہی نے مجتمع ہوکر قرآن کو تالیف
وجمع کیا اور کسیکو اسمین شریک نکیا ہو موافق اون حالات کے کہ جو اہل تشیع اونکی نسبت بیان کرتے ہین اونکی جمع وتالیف
ہر ذی عقل کے نزدیک ہرگز قابل اعتبار ولایق اطمینان کے نہین سمجھی جاتی یہہ ہی وجہ ہے کہ شیعہ اونکی روایات کو جو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سی روایت کرتے ہین صحیح نہین سمجہتے - اگر اونکی نقل قابل اعتبار کے ہے - تو کیا وجہ ہے کہ قرآن مین

اونکی نقل و روایت کو صحیح اعتبار کر لیا اور حدیث مین صحیح کیون نہین تسلیم کرتے حالانکہ قرآن احق بالاعتبار تہا۔ اور یہہ اوس صورت مین ہے جبکہ یہہ تسلیم کیا جاوے کہ ائمہ نے تقیہ کے لباس مین ہمیشہ اس قرآن کے مدح وثنا فرمائی ہو اور کبہی اسکی تحریف کے نسبت کچہہ نفرمایا ہو سب باعتبار فساد سند کے قابل تسلیم صحت نہین۔ لیکن علاوہ خرابی سند کے جب یہہ بہی اوسکی ساتہہ منضم کیا جاوے کہ ائمہ ہمیشہ اپنے اپنے زمانہ مین اسکو محرف فرماتے رہے اور اپنے شیعیان خاص کو اس راز مخفی پر متنبہ کرتے رہے تو اس حالت مین یہہ قرآن اصول تشیع پر ہرگز قابل اعتماد نہین ہوسکتا اور نہ اسکی صحت تسلیم کیجا سکتی ہے یہہ قرآن مثل اون احادیث کے ہوگا جو بواسطہ ان صحابہ کے مروی ہون اور ائمہ نے اونکی تکذیب کی ہو جیسا شیعہ کے نزدیک اوسکا اعتبار نہوگا اسیطرح قرآن کا بہی اعتبار نہین کیا جائیگا۔ اسکی بعد کافی وغیرہ کتب معتبرہ قوم کو لیجیے اور اونکی سلسلہ سند کو خوب تک ملاحظہ فرمائیے اوسمین کوئی شخص ایسا نہین ملیگا جو مثل رواۃ کتاب اللہ کے غیر معتمد ہوگا جسقدر رواۃ ہین وہ سب ثقہ وعدول امامیہ ہین تو اس اعتبار سے دیکہیے کہ کلینی کی صحت کسدرجہ کو ہوگی ظاہر ہے کہ قرآن کی صحت سے بدرجہا زیادہ ہوگی علاوہ اسکی قرآن کے نسبت جیسا ائمہ کی تکذیب مروی ہے بجائی اوسکی کلینی کے نسبت جو اقدم الاصول الاربعہ ہے ائمہ سے اوسکی تصویب وتصحیح مروی ہے چنانچہ امام زمان پر غالبا پیش ہوچکی اور اونکے ملاحظہ سے گذر چکی تو اسکا صحت واعتماد درجہ قصوی کو پہونچ گیا تو اس وجہ سے قرآن صحت واعتبار مین اور کلینی اور تاریخ ابن قتیبہ کے اعتبار مین زمین وآسمان کا فرق ہوا۔ حضرات شیعہ قرآن کی نسبت بیباکانہ کہدیتے ہین۔ این قرآن نظم عثمانیست احتجاج بآن بر شیعیان نشاید۔ آجتک کسینے کلینی کی نسبت بہی ایسا کلمہ فرمایا ہے۔ حسب تحریر مفسر معانی ابو علی طبرسی کی تصریحات سی معلوم ہوتا ہے کہ کتاب سیبویہ اور کتاب مزنی اور دواوین شعراء سب کے سب قطعی ہین اوسمین کسی قسم کے تحریف والحاق نہین ہوا تو مثل انکی کتاب کافی کلینی وغیرہ کتب مشہورہ کی صحت نقل بہی مثل علم بالبلدان اور وقائع عظام کے متواتر وقطعی ہوگی اور قطعا ویقینا کسی قسم کے

تحریف والحاق کا اشتباہ انمین ہرگز نہین ۔چنانچہ صاحب فوائد مدینہ نے اسکی تصریح فرمائی ہی
اور بالفرض اگر قرآنمین تحریف یقینی نہین توظنی اور احتمالے تو ہی تو اس صورت مین آپ ہی
انصاف سی فرمایئی ۔کہ قرآن کی صحت اور اوسپر اعتماد زیادہ ہونا چاہیے یا کتاب کافی کلینی
وغیرہ پر۔ افسوس کہ آپکو اپنی کتابونکی نصوص اور اپنے علما کی تصریحات کی ہی واقفیت نہین
پہر اوسپر جوش وخروش یہہ کہ علما اہلسنت پر طعن کرنیکو آمادہ ہوتے ہین بس اس ہما ری گذارش سی سمجھہ لیا ہوگا
کہ صاحب منتہی الکلام اور تحفہ رحمۃ اللہ علیہما نے جو کچھہ تحریر فرمایا ہے کہ کتاب کافی کلینی
یا تاریخ ابن قتیبہ یا نہج البلاغت وغیرہ شیعہ کے نزدیک کتاب اللہ سی زیادہ صحیح در معتمد ہین وہ
مطابق واقع کے ہی اور بلا دلیل نہین ہی لیکن صرف اوسکو بدیہی سمجھکر دلیل سے تعرض نہین کیا
بس اوسپر ہماری فاضل مخاطب کا اعتراض آپکی خوش فہمی اور حیا وشرم ایمانے سی ناشی ہے الحمد للہ
کہ ہم اپنے دعوے مین سچے ہوئی اور تحریف کا مسلمات شیعہ سی ہونا بدلائل واضح ثابت ہوا اب جواب
سننے کے منتظر ہین۔ **قولہ** اور اگر آپکے علمائے کتاب اللہ کا محرف ہونا اسلیے ہماری طرف
منسوب کیا ہے کہ ہماری بعض روایتونمین وقوع تحریف تغییر قرآن وارد ہی تو سینی روایات مذہبی
چہ کسے امر کا لازم ہونا اور شی ہے اور تصریح اس مذہب والونکی اس لازم امر پر اور چیز ہے۔ ان
روایات تحریف سے غایۃ الامر اسکا لزوم ثابت ہوگا نہ تصریح اور ان دونومین بڑا فرق ہے۔ چنانچہ
حضرت شاہ ولی اللہ صاحب والد ماجد صاحب تحفہ نے کتاب حجۃ اللہ البالغہ مین تصریح
کی ہے کہ لازم مذہب مذہب نہین اور لازم کی نسبت ملزوم کے قائل کو جبکہ اوسنی اس لازم کے برخلاف تصریح کی ہو
جائز نہین ہے اس کتاب کی یہہ عبارت ہے ۔فان قیل یلزم من الاختلاف فی کونہ
سبحانہ فی جہۃ ان یکون حادثا قلنا لازم المذہب لیس بمذہب لان المجسمۃ جازمون
بانہ تعالی فی جہۃ وجازمون بانہ قدیم ازلی لیس بحادث فلا یجوز ان ینسب الی
مذہب من یصرح بخلافہ وان کان لازما لقولہ۔ اور ائمہ اہلسنت نے بہی یہہ ہی
لکہا ہے کہ لازم مذہب مذہب نہین ہے۔ پس جب آپکے علماکے قول سے یہہ ثابت ہوگیا

کہ لازم مذہب مذہب نہین تو آپکا یہہ کہنا کہ مسلمات شیعہ سے ہی غلط محض ہوا۔ **اقول** سبحان اللہ ہمارے فاضل مخاطب نے کیا روشن اور واضح اور کسقدر مضبوط اور قوی دلیل بیان فرمائی ہی۔ کہان ہین اہل انصاف اور کدہر ہین اہل عدل داد کہ ذرا اس دلیل پر ہماری فاضل مجیب کو داد دیوین اور شاباش کہین اگرچہ بفضلہ آپکے تمام اس تحریر کے تقریبًا یہہ ہی کیفیت ہے مگر یہہ ایسی دلیل ہے کہ شاید ایسی دوسرے کوئی ہوگی جسنے بالکل آپکے علم و فہم کی قلعی کہولدی اور آپکے علمی اور انصافی دعونکا بخیہ اودہیڑ دیا۔ افسوس کہ یہہ دلیل صدوق المتشیعین اور مرتضی و طبرسی و طوسی وغیرہ صاحبانکو نہ سوجہی ورنہ شدت فرح سے عجب نہین کہ شادی مرگ کا قصہ پیش آتا اس ایک نکتہ مین ہزارہا اشکالات حل ہوگئی صدہا اعتراضات دفع ہوگئی جب کسے خصم نے کوئی آیت یا روایت ہمسکے ہہٹ کہدیا کہ یہہ قابل احتجاج نہین کیونکہ لازم مذہب ہے اور لازم مذہب اور مذہب مین بڑا فرق ہی۔ یہہ تو سب کچھہ مگر ابتک ہمارے فہم مین نہین آیا کہ مذہب کسکا نام ہے اور کس جانور کو کہتے ہین کیا مذہب وہ نہین ہے جو خدا تعالے نے اپنی کتاب مین ارشاد فرمایا کیا مذہب اوسکو نہین کہتے جسکی رسول ﷺ نے تصریح کی کیا مذہب اوسکا نام نہین جو ائمہ سے یکی بعد دیگرے بتواتر غیر محتمل تاویل ثابت ہوا اگر یہہ عین مذہب نہین ہے اور لازم مذہب ہی تو کیا عین مذہب وہ ہی جو خاص ابو ابجاروا اور ابو بصیر کے زبان و قلم سے نکلا ہو یا کیا عین مذہب وہ ہی جو خاص صدوق اور طوسی وغیرہ نے ایجاد فرمایا ہو۔ پہر اسپر طرفہ تماشا یہہ ہے کہ روایات کی مدلول مطابقی کو روایات کا لازم سمجھتے ہین اور روایات کے مذہبی ہونا تسلیم کرتے ہین۔ اور یہہ امر اطفال مدرسہ پر بہی مخفی نہوگا کہ مدلول مطابقی بلکہ تضمنی تک لازم نہین ہوا کرتا پس روایات کو مذہبی کہنا اور اونکی مدلول مطابقی کو لازم تصور کرنا ایک ایسی بدیہی غلطی ہے جس سے شاید فارسی خوانون کو بہی شرم آئے اور ادنے طلباء کو بہی عار و ننگ ہو اور افسوس کہ ہماری فاضل مجیب کا مایہ افتخار و ناز یہی۔ **مصرع** ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔ پس یہہ تقریر سراسر مہمل و لغو ہے اور یہہ استدلال بالکل مزخرف ہی اگرچہ اسکی ابطال کے واسطے

عین مذہب اور لازم مذہب کی تحقیق ۱

کسی دلیل کی حاجت نہ تہی کیونکہ خود بداہتہً باطل ہے لیکن تاہم مزید اطمینان کے لیے ہم اسکا
بطلان دلائل واضح سے بہی ثابت کرتے ہین - اولاً یہہ کہ عین مذہب عموماً اہل اسلام کا وہی ہی
جو حکم کتاب اللہ اور احادیث رسول اللہ سے قطعاً یا ظناً بروایت صحیحہ ثابت ہو اور خصوصاً شیعہ کے
نزدیک جو حکم اس طریق کے ساتہہ ائمہ سے بہی ثابت ہو وہ بہی عین مذہب ہی پس جو حکم رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم یا ائمہ سے بسند معتبرہ یا کتاب اللہ سے ثابت ہوگا وہ عین مذہب ہوگا - علماء
واکابر مذہب کو اگر اسمین دخل ہی تو اسیقدر ہے کہ یہہ سلسلہ سند جسکی واسطہ سے یہہ حکم ہم تک پہنچا ہی
قابل اعتماد ہی یا نہین یا یہہ کہ کسی دوسرے حکم کے سبب سے جو بہ نسبت اسکی قوی ہے یہہ حکم
مأول اور مصروف عن الظاہر یا ساقط ہے کہ نہین یا یہہ کہ باشتراک علۃ اس سے اور جزئیات کیا کیا
پیدا ہوتے ہین بجز ان چند باتون کے علماء مذہب کو نصوص روایات مذہب کے تغیر و تبدل اور مذہب
اور غیر مذہب ہونے مین کچہہ دخل نہین ہے - پس یہہ کہنا کہ روایات کا مدلول لازم مذہب ہوتا ہی
سراسر غلط اور لغو ہے جب کوئی روایت باعتبار اپنے سلسلہ سند کے صحیح ہی اور کسی دوسری
قوی وجہ سے مصروف عن الظاہر نہین ہے تو وہ عین مذہب ہے خواہ اوسکی نسبت کوئی تصریح کرے
یا نکرے بلکہ اگر اوسکی خلاف کوئی تصریح کرے وہ باطل اور غیر مسموع ہے بلکہ اگر اوسکا ثبوت بالقطع ہی
تو اوسکا خلاف بلا دلیل الحاد و زندقہ ہوگا اور جب کوئی روایت کسی وجہ سے مصروف عن الظاہر
ہوگئی تو اوسکا ظاہری مدلول نہ مذہب ہے نہ لازم مذہب بلکہ اوسکا محمل بعید مذہب ہوگا
اب ہم کہتے ہین کہ تحریف قرآن ائمہ سے بروایات صحیحہ متصلہ متواتر المعنے ثابت ہوا ہے اور علماء
واکابر اہل تشیع نے اون روایات کو معتمد اور صحیح تسلیم کر کے وقوع تحریف
کو تسلیم کر لیا ہے - اور جن بعض علماء نے وقوع تحریف کا انکار کیا ہے اونکی پاس کوئی
دلیل شرعی نہین ہے جسکو اپنے دعوی کے اثبات کے لیے اپنا مستدل قرار دین اونکی انکار کی بنا
شکنجہ انفار اہل حق مین مبتلا اور گرفتار ہو کر محض توہمات و تخیلات پر ہے اونکی پاس کوئی دلیل
ایسی نہین کہ جسکی وجہ سے ان روایات کو مصروف عن الظاہر تسلیم کیا جاوے اور انکو ہرگز

گنجائش نہین ہی کہ ان روایات کا خلاف ظاہر کوئی محمل بیان کر سکین پس جب ان روایات کے نہ تغلیط و تضعیف کر سکتے ہین اور نہ کسی دوسرے محمل خلاف ظاہر پر محمول کر سکتے ہین نہ کوئی حجت شرعیہ اونکی پاس موجود ہے تو ایسی حالت مین ان روایات سی کسیطرح عدول ممکن نہین ہے اور یہہ روایات عین مذہب ہونگی نہ لازم مذہب۔ ثانیاً یہہ کہ اہل اسلام کو عموماً جو کچھہ کتاب اللہ مین یا احادیث رسول اللہ صلعم مین وارد ہوا اور شیعہ کو خصوصاً علاوہ اسکی جو کچھہ کہ اقوال ائمہ سے ثابت ہوا اوسکی صحت وحقیت کا اعتقاد و اعتراف واجب و متحتم ہی اور جو کچھہ خدا تعالے اور رسول اور ائمہ نے خبر دی اوسکی تصدیق واجب ہے اور انکار ہرگز جائز نہین کیونکہ اوسمین کذب کو دخل نہین جب ائمہ نے بتواتر وقوع تحریف کی خبر دی پس وہ خبر یا مطابق واقع کے ہی یا نہین اگر مطابق واقع کے نہین ہے تو امام معصوم کے کلام مین کذب لازم آیا اور یہہ محال ہے تو ثابت ہوا کہ مطابق واقع کے ہوگی تو اوسکا اعتراف لحقیت اور اعتقاد وقوع واجب ہوا خواہ وہ مذہب ہے یا لازم مذہب ہی۔ ثالثاً یہہ کہ اگر آپ کا فرمانا صحیح ہی اور مدلول روایات لازم مذہب ہے مذہب نہین اور لازم مذہب موجب طعن و مواخذہ نہین ہوتا تو آپکے قبلہ وکعبہ مولوی دلدار علی نے عماد الاسلام مین بڑی سخت غلطی کہائے کہ وقوع تحریف کو بنا بر اقتضاء روایات کے یقینی بیان فرماکر اوسکے محتملات کے بیان کی طرف متوجہ ہوئے جب وقوع تحریف لازم مذہب ہو کر قابل اعتبار ہی نہین رہتا تو اوسکے یقینی ہونے کے کیا معنے اور اوسکی محتملات بیان کرنے کی کیا ضرورت غالباً مجتہد صاحب کو یہہ خبر نہوگی کہ مدلول روایات لازم مذہب ہوتا ہے یا یہہ نجانتے ہونگے کہ لازم مذہب قابل التفات و بیان تاویلات نہین ہوتا۔ بہرکیف یہہ برہان نفس ہمارے فاضل مجیب ہی کا حصہ ہوگا جو اہلسنت کے دلائل کے مسخ و تحریف کرنے ہی حاصل کیا ہے اس کے شیعہ مین سے کسیکو غالباً یہہ دلیل جو اولیات مین سی ہے حاصل نہوئی ہوگی۔ رابعاً اگر اس قاعدہ کو عموماً جاری کیا جاوے تو صدہا اعتراضات اہل تشیع کی اس قاعدہ کے موافق بہی باعتراف سامی لغو اور مہمل ہو جائنگی۔ بلکہ ہر ملحد و زندیق مدعی

اسلام ہوکر تمام عملیات و اعتقادیات کا انکار کرسکتا ہے۔ اور جب کوئی حکم شرعی عملی یا اعتقادی
آپ اوسپر لازم کرین۔ یا کسی شارع کی خبر کی تصدیق کرادین وہ کہہ سکتا ہے کہ یہہ لازم مذہب ہے
مذہب نہین پس اسکا جواب آپ اوسکو کچہہ نہ دیسکینگی اور بجز اسکے کہ اپنا سا مونہہ لیکر چپ
ہوجاوین اور کچہہ جواب نہ آویگا۔ خاصاً ہمارے فاضل مجیب نے جو یہہ جملہ تحریر فرمایا ہے (ان روایات
تحریف سے غایۃ الامر اسکا لزوم ثابت ہوگا نہ تصریح) اگرچہ یہہ تمام دلیل ہے عجب العجاب ہے۔ لیکن
خاصکر یہہ جملہ تو عجب اضحوکۂ روزگار ہے کیونکہ جو امر روایات کا مدلول مطابقی بعبارۃ النص ہو
اوسکی نسبت یہہ کہنا کہ یہہ ان روایات سے بصراحت مستفاد نہین عجب طرفہ تماشا ہے یہہ کلمہ سوائے
ہمارے فاضل مجیب یا اونکے اولیاء کے اور کس کے شایان شان ہوسکتا ہے۔ اگرچہ اسجگہ
بہت کچہہ لکہنے کی گنجایش بہی اور دل چاہتا تہا لیکن چونکہ ایسی فاحش غلطی ہے جسپر حاجت استدلال کے
بہی نہین اور خوف تطویل سے بہی مانع ہے اسلیے صرف اسی قدر قلیل پر اکتفا کرتا ہون اور اپنے
فاضل مخاطب کو متنبہ کرتا ہون کہ حضرت بے شک یہہ قاعدہ صحیح ہے کہ لازم مذہب عین مذہب
نہین اور حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے جو مثال تحریر فرمائی وہ اپنے ممثل لہ کے مطابق ہے
کہ مجسمہ کا عین مذہب یہہ ہے کہ خدا تعالے جہت مین ہے اور یہہ اگرچہ مستلزم حدوث کو ہے
اور اوسکو لازم یہہ امر ہے کہ خدا تعالے شانہ حادث ہو لیکن اس حدوث کو محض اس استلزام
کی وجہ سے اونکا عین مذہب نہین کہہ سکتے۔ ہان اگر مجسمہ مثلاً قرآن شریف کے قائل ہون
اور بفرض محال اوسمین کوئی آیت ایسی ہو جسکا مدلول مطابقی حدوث باری ہو اور کسی دلیل سے مصروف عن الظاہر بہی نہو تو یہہ اونکا عین مذہب
کہکر اونپر لازم کیا جاسکتا ہے اور پہر اوسکے جواب مین یہہ عذر کرین کہ یہہ عین مذہب نہین بلکہ
لازم مذہب ہے تو یہہ عذر ہرگز مسموع نہوگا۔ بخلاف ما نحن فیہ کے کہ تحریف قرآن لازم مذہب نہین
بلکہ عین مذہب ہے کیونکہ اگر یہہ لازم مذہب ہو تو اسکے لیے ملزوم بہی ہونا چاہیے جو عین مذہب ہو
اور وہ بجز روایات کے جنکا مدلول مطابقی تحریف قرآن ہے اور کوئی ملزومیت کو صالح نہین اور ظاہر ہے
کہ مدلول مطابقی لازم ہوسکتا ہے اور نہ دال ملزوم ہوسکتا ہے پس اسجگہ نہ لازم متحقق ہے

نہ ملزوم ہے نہ لزوم ہان اگر ہماری فاضل مخاطب اپنے خوش فہمی سے یہہ فرماوین کہ روایات
عبارت نقص الفاظ سے ہی اور معانی نہ الفاظ کے لیے عین ہے نہ جزء بلکہ مباین ہے تو بواسطہ
وضع کے لازم ہوئی تو حضرت کے ہمہ دانی سے کچھہ عجب نہین اور جب لزوم اور لازم و ملزوم
منتفی ہوئے تو ہمارے فاضل مخاطب کا دعوی بالکل لغو ہوگیا اور ثابت ہوا کہ تحریف قرآن
اصول شیعہ پر عین مذہب ہے پس جو بندہ نے دعوی کیا تہا کہ تحریف قرآن مسلمات شیعہ سے
ہی بخوبی ثابت ہوا والحمد للہ علی ذلک **قولہ** اور نیز اگر یہہ ہی بات ہی کہ ایسی روایات کا
وارد ہونا اس امر کا مستلزم ہی تو آپکے نزدیک بہی کتاب اللہ کا محرف ہونا مسلم ہی کیونکہ ان روایات
مین اہل حق ہی متفرد نہین ایسی روایتین تحریف و تغییر و حذف و اسقاط و تبدیل کلمہ بکلمہ و حرفی بحرفی
اہلسنت کی کتابونمین بہی مروی ہین اگر اسکی تفصیل آپ چاہین تو استقصار الافحام و منتہی الکلام
مین ملاحظہ فرماوین **اقول** یہان تو ہمارے فاضل مخاطب نے انصاف کا خون ہی کر ڈالا
اور ذرا شرم و حیا کو کار نفرمایا اور یہہ ہی کیا کرین جب انکے اسلاف ہی اسی راہ سے گیے ہین تو انہونے
جیسا انکو پایا انہین کے قدم بقدم یہہ بہی چلتے ہین۔ پس یہنی کہ یہہ محض آپکی اور آپکے ان
اسلاف کی خوش فہمی ہے جنہون نے اہلسنت کیطرف اس کذب و افترا کو نسبت کیا ہے
حالانکہ یہہ بداہۃً باطل ہی کیونکہ قاطبۃً جمیع اہلسنت متفق ہین کہ اصل ماخذ دین کتاب اللہ و احادیث
رسول اللہ ہی اور عین مذہب وہ ہی جو انسے ثابت ہوا اور اجماع و قیاس سو اوسکی حجیت بہی اسیوجہ
سے ہے کہ اونکی استناد بہی کتاب و سنت کیطرف ہے۔ اکابر دین مین سے کسیکا قول اگر معتبر
ہی تو اوسیوقت معتبر ہے جبکہ اوسکا استناد کتاب و سنت کی طرف ہو اور اگر معلوم ہو کہ یہہ
مستند نہین ہے تو وہ نہ عین مذہب ہے نہ لازم مذہب ہی پہر ظاہر ہے کہ تحریف قرآن
اگر واقع ہوئے تو بعد وفات جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کے واقع ہوئی
ہوگی سو اوسکی خبر خداوند تعالے نے اپنی کتاب مین نہین دی بلکہ یہہ ارشاد فرمایا وانا لہ لحافظون[1]

[1] اور بالتحقیق ہم اسکے لیے البتہ نگہبان ہین ۱۲

اور فرمایا وانه لکتاب عزیز لا یاتیه الباطل من بین یدیه ولا من خلفه تنزیل من
حکیم حمید حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے احادیث مین کہین اسکی اطلاع نہین فرمائی اگر
اسکی تصدیق کیجاوے تو کیونکر کیجاوے اگر آپ یہہ اعتراض فرماوین کہ صحابہ کے اقوال سے ثابت
ہو سکتا ہے تو ہم عرض کرتے ہین کہ اول ہم صحت روایت کو تسلیم نہین کرتے سلمنا لیکن یہہ
معارض ہے آیتین وانا له لحافظون اور لا یاتیه الباطل سے اور شیعہ اپنی روایات کو معارضہ آیتین کے
باطل نہین کرسکتے کیونکہ اسکا جواب خود مفسر صافی نے دیدیا ہے اور یہہ جھگڑا چکا دیا ہے وہ
فرماتے ہین کہ اصل قرآن جو تمامہ جناب امیر نے جمع کیا تھا اور ائمہ کے پاس تھے بعد دیگرے
چلا آیا مکمل ہے اوسمین نہ کسی قسم کی تحریف ہوئی نہ امکان لیکن یہہ قرآن جو عام مشہور ہے اسمین
تحریف ہوئی تو گویا صحابہ نے اپنی کتابت مین تحریف کی نہ اصل قرآن مین۔ قطع نظر اس سے
قرآن مجید کا ثبوت جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے لیکر آجتک ہر زمانہ اور ہر قرن
مین نقلا عدول وثقات اس کثرت سے مروی ہوتا چلا آیا ہے کہ اوسکے کسی کلام یا کلمہ یا حرف
یا حرکت وسکون مین شک وتردد کو گنجایش نہین اسمین اعلی درجہ کا تواتر متحقق ہے غرض اسکی
حروف وحرکات وسکنات تک وہی ہین جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے صادر
ہوئی۔ پس اسکی مخالف کسی صحابی سے کوئی قول منقول ہو بہی تو وہ بفرض تسلیم صحت اسکا معارضہ
نہین کرسکتا۔ اور نیز اگر بالفرض کسے صحابی سے مروی ہو تو ممکن ہے کہ غلطی ہوئی ہو ہم کب
کہتے ہین کہ صحابہ معصوم ہین چنانچہ قرآات شاذہ وغیر مشہورہ اسکی شاہد ہین۔ پس اہلسنت کے نزدیک
تحریف کا مسلم ہونا تو ایک طرف اہلسنت کے اصول وقواعد کے موافق تحریف کا شایبہ
اور واہمہ بہی خارج از امکان ہے۔ حضرات شیعہ کو جب کچہہ چارہ نہین ملتا تو اسیطرح دلکی حسرت
نکالتے ہین۔ کہ کذبا وافترا تحریف کو اہلسنت کے ذمہ لگاتے ہین کبرت کلمة تخرج من افواههم ان
یقولون الا کذبا یہہ تو جواب اجمالا تہا اور تفصیلا آپنے تفصیل احادیث وروایات کے ملاحظہ فرمایئے گا

قوله گذشتنی نمونہ خروارسے دو تین یہان بہی لکہے جاتے ہین۔ فمنها مانے

الدر المنثور للسیوطی اخرج ابو عبید و ابن الفرلیس و ابن الانبار فی المصاحف عن ابن عمر
قال لا یقولن احد کم قد اخذت القران کلہ ما یدریہ ما کلہ قد ذہب منہ قران کثیر و لکن
یقل قد اخذت ما ظہر منہ انتہی ۔ دیکہیے آپکے جناب ابن عمر صاحب قرآن مین نقصان
کثیر کے وقوع کے قائل ہین اور نہایت شفقت اور نصیحت سے اور آدمیونکو دعوی اخذ تمام قرآن سے
منع فرماتے ہین انکی شان مین یہی فرمایئے کہ کتاب اللہ کو جسکا حافظ خود خداوند حقیقی تعالی شانہ
ہی محرف کہتے ہین ۔ **اقول** جناب میر صاحب گستاخی معاف آپ پر اور آپکی اون بزرگونپر
جنہون نے یہہ روایت اور اس قسم کی دوسری روایتین ثبوت تحریف مین پیش کی ہین عیاذًا علم و فہم کا
خاتمہ ہوچکا ہی افسوس کہ آپ یہہ بہی خیال نہین فرماتے کہ جس مطلب کے ثبوت مین تم روایت
پیش کرتے ہین قطع نظر اوسکی صحت نقل و عدم صحت کے اوسکی کچہہ بہی دلالت مدعا پر
ہی نہین یہہ روایت جو جناب سامی نے نقل فرمائی ہے اسمین وقوع تحریف پر نہ دلالت مطابقی
ہی نہ تضمنا نہ التزاماً نہ اشارۃً نہ دلالۃً نہ اقتضاءً ۔ کسیطرح بہی اس سے وقوع تحریف مفہوم نہین ہوتا
حضرات کی کمال ہی خوش فہمی ہے کہ اس سے وقوع تحریف سمجہتے ہین ۔ اسمین قد ذہب منہ
قرآن کثیر واقع ہے جسکو آپ تحریف پر دال سمجہتے ہین حالانکہ یہہ تحریف پر ہرگز دلالت نہین کرتا
کیا ذہب کے معنے یہہ ہین کہ صحابہ نے ناقص کر دیا سبحان اللہ اس فہم پر آفرین ہے پہر اوسپر
دعوی کیا کیا کچہہ ۔ اب سنیئے کہ تمام اہلسنت کا فرقہ اسپر متفق ہین اور اجماع رکہتے ہین کہ یہ قرآن
جو اہلسنت کے پاس موجود ہی اور جسکو حفظ کرتے ہین حرف بحرف وہی قرآن ہے جو حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی زبان مبارک سے صادر ہوا اور اوسی ترتیب کے ساتہہ ہے جس ترتیب کے ساتہہ لوح محفوظ
مین ہے ۔ اسمین جسقدر آیات کی کمی و بیشی ہوئی وہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے
زمانہ مین واقع ہی جسقدر نازل ہوتی گئی بیشی ہوتی گئی اور جسقدر منسوخ ہوئی یا بہلائی گئی وہ کمی ہوگئی یہانتک
آخر مین یہہ ہی قرآن جو اہلسنت کے پاس بقرارۃ سبعہ مروی ہی مکمل باقی رہگیا بعد اوسکے نہ اسمین کچہہ تغیر و تبدل ہوا نہ کمی و
بیشی ہوئی یا ورنہ یہہ ممکن کہ اسمین کوئی شخص کسی قسم کا تغیر و تبدل و نسخ تحریف کرسکے اہلسنت کے

روایات اہل سنت [illegible] تحریف [illegible]

نزدیک یہہ امر مجملہ محالات وممتنعات کی ہے - اور اہلسنت کے نزدیک نسخ تین طرح پر کتاب اللہ
مین واقع ہوا ہے ایک تو یہہ کہ حکم منسوخ ہوگیا ہے اور تلاوت باقی رہگئی دوسری یہہ کہ تلاوت الفاظ
منسوخ ہوگئی اور حکم باقی ہے - جیسی آیت الرجم - تیسری یہہ کہ لفظ اور حکم دونو منسوخ ہوگئے
پس ہمارے فاضل مخاطب نے جو روایت حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سی نقل فرمائی اوسکے
ظاہر معنے یہہ ہین - کہ بہت سا قرآن جو نازل ہوا تہا وہ منسوخ ہوگیا اور جاتا رہا تو کوئی یون
نہ کہے کہ مین سب قرآن منزل پر حاوی ہوگیا کیونکہ منسوخ شدہ اس سے خارج رہیگا اور اسکی ہرگز
یہہ معنے نہین ہو سکتی کہ بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے یا کسی نے اسمین سی کم کر دیا
یہہ حضرت مجیب اور اونکی علماء متکلمین کی خوش فہمی ہے - **قولہ** اور سنیے آپکے علامہ سیوطی
اتقان مین فرماتے ہین قال ابو عبید حدثنا اسمعیل بن جعفر عن المبارک
بن فضالہ عن عاصم بن ابی النجود عن زر بن حبیش قال قال لی ابی بن کعب کاین تعد
سورۃ الاحزاب قلت اثنین وسبعین آیۃ قال ان کانت لتعدل سورۃ البقرۃ وان
کنا لنقرأ فیہا آیۃ الرجم قال اذا زنیا الشیخ والشیخۃ فارجموہما البتۃ نکالا من اللہ
واللہ عزیز حکیم - دیکہئے اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ سورہ احزاب سورہ بقر کے برابر تہی
اور اب بہتّر ۷۲ آیتون سی زیادہ نہین ہے **اقول** اس روایت کا حال بہی مثل
سابقہ روایات کے ہے اسمین کہین تحریف کے ثبوت کا نام و نشان بہی نہین یہہ ثابت
نہین ہوتا کہ یہہ کمی بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے یا کسی شخص نے کی سو اس قسم
روایات سے یہہ مدعا کسی طرح مفہوم نہین ہوتا بلکہ اس روایت مین جو کم ہونا وارد ہوا ہے اوسکا محمل
وہی نسخ ہے جو عرض کیا گیا اس سے تحریف سمجہنا حضرت کے اور حضرات کے اسلاف کی خوش
فہمی کی دلیل ہے **قولہ** اور راغب اصفہانی محاضرات مین لکہتی ہین وقالت عائشۃ
کانت الاحزاب تقرأ فی زمن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مائتی آیۃ فلما کتب
عثمان المصاحف لم یقدر الا علی ما ثبت وکان فیہا آیۃ الرجم **اقول** یہہ روایت صریح

آپکے مدعا کے مخالف ہی مگر افسوس آپکو اتنی بھی فہم نہین کہ یہہ سمجھہ سکین کہ یہہ ہماری مدعا کے
موافق ہے یا مخالف یہہ عبارت فلما کتب عثمان المصاحف لم یقدروا الاعلی ما ثبت صریح
دال ہے کہ جب باوجود تلاش و تتبع کے اس سے زیادہ پر قدرت نہوئی تو معلوم ہوا کہ خداوند تعالی نے
اوسکو منسوخ فرما دیا اور بھلا دیا اور دلوں سے محو کر دیا ہے تعجب ہی کہ ہمارے فاضل مجیب با اینہمہ ادعائے
انصاف و علم تحریف صحابہ کی سمجھتے ہین **قوله** آپکے علامہ سیوطی اپنی تفسیر مین تحریر فرماتے ہین
اخرج ابن مردویہ عن ابن مسعود قال کنا نقرا علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ان علیا مولی المومنین وان لم تفعل
فما بلغت رسالته واللہ یعصمک من الناس اور مرزا محمد بن معتمد خان بدخشانی جنکو فاضل رشید
اپنے ایضاح لطافۃ المقال مین عظماء اہلسنت سے فرماتے ہین کتاب مفتاح النجا مین کہ آپ کے
خاتم المتکلمین ازالۃ العین مین اوس سے احتجاج کرتے ہین یہہ لکھتے ہین۔ واخرج ای ابن مردویہ
عن زر عن عبد اللہ قال کنا نقراء علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا ایہا
الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ان علیا مولی المومنین وان لم تفعل فما بلغت
رسالته واللہ یعصمک من الناس اور بہت ایسی روایتین آپکے کتب معتبرہ مین منقول ہین بخوف
طوالت نہین لکھتے۔ **اقول** اس روایت کا حال بھی مثل روایات سابقہ کے ہے اسمین
بھی کہین وقوع تحریف پر کسیطرح دلالت نہین بلکہ اسمین یہہ بھی نہین پایا جاتا کہ یہہ الفاظ ان
علیا مولی المومنین قرآن ہی کے الفاظ ہین اور خدا کی طرف سے نازل ہوئی۔ ہم سنی کراولاً اس روایت
کی صحت مسلم نہین رکھتا لیکن اسکا حاصل صرف اتنا ہے کہ ہم اسطرح پڑھا کرتے تھی اور یہہ
کچھہ ضرور نہین کہ جو کچھہ وہ پڑھتی ہون وہ قرآن مین داخل ہو بلکہ ممکن ہے کہ یہہ الفاظ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور تفسیر کے فرمائے ہون اور ابن مسعود یہہ سمجھکر کہ یہہ قرآن مین داخل
ہین تلاوت کرتے رہی ہون رہا یہ کہ اصل قرآن مین تھی لیکن منسوخ ہو گئی۔ معہذا ان روایات
سے کسیطرح ثابت نہین ہوتا کہ یہہ الفاظ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک

داخل قرآن تہی اور بعد وفات آپکے جامعین قرآن نے نکال ڈالے اور جب تک یہہ نہ ثابت ہو
تحریف کا ثبوت خیال محال ہے **قولہ** اگر ان ہی دو تین روایتون کے نتایج پر بحث کرین
تو طول ہو جائیگا اور پہلے ہی کسیقدر طول ہو گیا ہے لہذا اور وقت پر منحصر رکہتے ہین **اقول**
اگر دوسرا وقت جسپر نتائج روایات پر بحث کو منحصر رکہا ہے یہہ ہی وقت ہی تو ہم منتظر ہین **قولہ**
ای حضرت شیعہ کی روایتون مین تو صرف کمی ہے وارد ہوگی آپکے یہان علاوہ ایسی روایتون کے
جو متضمن کمی نقصان کثیر کے ہین قرآن مجید و فرقان حمید جو فصاحت و بلاغت مین معجزہ ہے
اوسکو اغلاط پر بہی مشتمل ہی چنانچہ معالم التنزیل مین تحت آیت کریمہ لکن الراسخون فی العلم
منہم والمومنون یومنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک والمقیمین الصلوۃ لکہا ہے
واختلفوا فی وجہ انتصابہ فحکی عن عایشۃ وابان بن عثمان انہ غلط من الکاتب
ینبغی ان یصلح ویکتب والمقیمون الصلوۃ وکذلک قولہ تعالی فی سورۃ المائدۃ
ان الذین امنوا والذین ھادوا والصابئون وقولہ تعالی ان ھذان لساحران قالوا ذلک
خطاء من الکاتب وقال عثمان رض فی المصحف لحنا وستقیمہ العرب بالسنتہا فقیل لہ الا تغیرہ فقال
دعوہ فانہ لا یحل حراما ولا یحرم حلالا انتہی مافی التنزیل اب غور فرمایئے کہ وہ قرآن جو فصاحت
مین بلاغت مین معجزہ ہے اور جسکی شان مین فاتوا بسورۃ من مثلہ حق تعالے فرماتا ہے آپکے
یہہ حضرات خصوصا حضرت خلیفہ ثالث اسمین لحن وستقیمہ العرب فرماتے ہین البتہ تمسک کے یہہ
ہی معنی ہین۔ **اقول** ای حضرت آپ اپنی روایات سے صرف کمی کو ہی کیون تسلیم کرتے ہین
زیادتی کو کیون نہین قبول کرتے آپکے طوسی اور طبرسی صاحب نے جو زیادتی کو مجمع علیہ باطل
فرمایا ہے غلط ہی روایات سے کمی ہی ثابت نہین بلکہ زیادتی اور تغیر تبدل اور تقدیم و تاخیر گویا ہر قسم
کی تحریف ثابت ہی پہر تعجب ہے کہ آپ صرف کمی کو ہی تسلیم فرماتے ہین کیا آپنے روایت مین
لولا زید فی القرآن ونقص نہین ملاحظہ فرمایا اور علاوہ اسکی بہت سی روایات مین پہر طرفہ تماشا
یہہ ہی کہ اپنی کمی کو جو کمی تحریفی ہے اہلسنت کی کمی کے ساتھ جو نسخی ہین خلط ملط فرماتے ہین

تاکہ اس حیلہ سے اور اس پیرایہ سے اپنا عیب پوشیدہ رہے پس واضح رہے کہ جو کمی اہلسنت کے
روایات سے ثابت ہوتی ہے اسکے ساتھہ اوس کمی کو یہہ ربط نہین کہ جو آپکی روایات کا مدلول ہے کیونکہ
اہلسنت کے روایات کا مدلول وہ کمی ہے جو خدا تعالے نے کی اور آپکی روایات کا مدلول وہ کمی ہے
جو صحابہ نے بعد حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے قرآن مین دیدہ دانستہ کی ہے۔ فاین ہذا من ذاک
علاوہ اسکے باوجود اس فرق و مبالغہ کے بہر حسب قدر کمی روایات سامی سے مفہوم ہوتی ہے بہ نسبت اوسکی
وہ کمی بہت کم ہے جو روایات اہل سنت سے ثابت ہوتی ہے اگر آپکو تردد ہو کلینی مین ملاحظہ فرمالیوین ہم
بسبب اختصار کے نقل روایات سے غرض نہین ہوتے۔ رہا یہہ اعتراض کہ ہماری روایات کے بموجب
باوجود معتبر ہونے کے قرآن شریف اغلاط پر بہی مشتمل ہے چنانچہ لفظ المقیمین اور الصابئون اور
ان ہذان غلط تسلیم کرلیے گئے سو جواب اسکا یہہ ہے کہ اول تو یہہ روایت ہی معتبر نہین چنانچہ
[illegible] عن عائشہ [illegible] بن عثمان بصیغہ تمریض خود اسکے ضعف پر دلالت کرتا ہے دوسری یہہ کہ
[illegible] یہہ روایت [illegible] قرآن کے [illegible] اور اوسکی صحت تواتر قطعی ثابت ہے تو بمقابلہ اوسکی
[illegible] قوت کی [illegible] روایت [illegible] ہی تاہم معتبر نہین ہوسکتی تیسری یہہ کہ یہہ تغلیط اگر ہے
تو صرف باعتبار قواعد [illegible] کے ہے اور جب ہم صحابہ اور تمام ائمہ عربیہ نے اسکو صحیح تسلیم کرلیا
اور اسکی صحت کی توجیہات بیان کردی تو یہہ قول خود ضعیف اور شاذ ہوگیا چنانچہ وہ عبارت جو معالم
مین اسکے بعد مین مذکور ہے اور ہمارے فاضل مخاطب نے ترک فرمائی ہے وہ اسپر صریح دلیل ہے
اور وہ عبارت یہہ ہے وعامۃ الصحابۃ واہل العلم علی انہ صحیح۔ چوتہی یہہ کہ اگر حضرت عائشہ کو
یہہ روایت نہ پہونچی ہو اور اونہوں نے اس اعراب کو ظاہرا خلاف ظاہر دیکہہ کر اپنی رائی اور
اجتہاد سے [illegible] یہہ فرمایا ہو کہ یہہ کاتب کی خطا ہے اور اس تخطیہ مین اونکی رائی نے خطا کی ہو
تو ہم [illegible] اپنی رائی اور اجتہاد مین خطا سے معصوم [illegible] ہیت۔ پانچوین یہہ
[illegible] حضرت [illegible] اللہ عنہا نے جو انہیں کاتبونکی خطا کے نسبت ارشاد فرمایا اوس خطا سے
غلطی [illegible] یہہ نہ تہا غلط ہے بلکہ مراد اس تخطیہ سے یہہ ہے کہ قرآت

مختلفہ مین سے صرف اولے اختیار کرکے اوسپر تمام امت کو جمع کرتے اور باقی الفاظ کو جنکی اجازت
ابتداے نزول مین بطور تیسیر تہا اونکو ترک کر دیتے۔ حاصل یہہ کہ ترک اقتصار علی الاولے مین کاتبون نے
خطا کی۔ چہٹی یہہ کہ ظاہر ہے کہ باعتبار قواعد عربیہ کے اگرچہ والمقیمین والصابئون اور ان ہذان صحیح ہین
اور اسکی صحت مین کچہہ کلام نہین لیکن ان کی صحت بتوجیہہ و تاویل ہے اور المقیمون والصابئون
اور ان ہذین بدون تاویل کے صحیح ہے اور باعتبار قواعد عربیہ کے اولے ہے تو ممکن ہی
کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بطریق مجاز اور اتساع فی الاخبار کے خلاف اولے اور
خلاف ظاہر پر خطا کا اطلاق کر دیا ہو۔ اب اوسکا جواب سنیئے جو روایت آپنے حضرت عثمان کی
نقل فرمائی ہے جسکا مدلول یہہ ہے کہ وہ فرماتے ہین کہ قرآن مین لحن ہی اول تو ہم اس روایت
کی صحت کو نہین تسلیم کرتے نہ عقلاً نہ نقلاً۔ امّا نقلاً پس اسوجہ سے کہ یحیی بن یعمر اور عکرمہ نے
اس روایت کو حضرت عثمانؓ سے روایت کیا ہے اور دونو نے نہ حضرت عثمانؓ کو دیکہا
اور نہ اونسے کچہہ سنا ہے تو یہہ روایت قابل اعتبار و اعتماد کے نہ ہے و امّا عقلاً پس اسلیے کہ صریح
عقل دلالت کرتی ہے کہ جب حضرت عثمانؓ قرآن کی جمع و تالیف کے متکفل ہوئی اور اونہون نے
صحابہ کو جمع کرکے اس مہم کا سرانجام کیا تو اوسمین اونہونے کوئی لفظ ایسا جو لحن و خطا ہو اور
موجب قدح اور اعتراض کا ہو ہرگز باقی نہ چہوڑا ہوگا۔ اور کیونکر عقل سلیم تسلیم اور باور کرسکتی ہے
کہ ایسی غلط الفاظ کہ جنمین کسی قسم کا فساد حاصل ہو دیدہ دانستہ قرآن مین باقی رکہین بروئے
عقل ہرگز ممکن نہین۔ پس معلوم ہوا کہ یہہ روایت بالکل غلط ہے دوسری جب قرآن کے
تمام حروف و حرکات کا منزل من اللہ ہونا ثابت ہے تو اگر یہہ روایت صحیح ہو بہی تاہم متواتر کا
معارضہ نہین کرسکتے اور ساقط الاعتبار ہی تیسری اس روایت کا محمل بالکل واضح اور صاف ہے
کہ جسمین نہ کچہہ شک و شبہ رہتا ہے نہ کوئی اعتراض و قدح وہہ کہ اگر یہہ روایت صحیح ہو اور حضرت
عثمان رضی اللہ عنہ نے یہہ فرمایا ہو تو اسکے معنے یہہ ہین کہ فی المصحف لحناً فی تلاوتہا
یعنی بعض جگہ رسم الخط اس طرح پر ہے کہ اگر اوسکو پڑہنے والا اوسیطرح پڑہی جسطرح کہ لکہا

رسم الخط کے لکھا ہوا ہے تو وہ غلط ہوگا اور تلاوت مین لحن واقع ہوگا تو حاصل یہہ ہوا کہ مصحف
مین باعتبار رسم الخط کے ایسی الفاظ واقع ہین جنکی تلاوت مین اگر اسیطرح پڑہا جاوے جسطرح
لکہی ہین تو لحن واقع ہوتا ہے - چنانچہ لااذبحنہ اور لااوضعوا اور من نبائی المرسلین وغیر ذلک
اور ظاہر ہے کہ اگر یہہ الفاظ بدون معرفہ رسم الخط اسیطرح تلاوت کیجاوین جسطرح کہ لکہی ہوئی ہین تو معنے
بالکل متغیر ہوجاوینگے - اور ایجاب نفی ہوجائیگا - اور کلمات مین ایسی حروف کی زیادتی ہوگی جو اوسمین
کسیطرح داخل نہین ہے اور تلاوت غلط ہوگی - پس اسکے معنے یہہ نہین کہ الفاظ قرآنی یا اوسکے
رسم الخط مین بہی غلطی اور لحن ہے - پس یہہ حضرات شیعہ کی خوش فہمی ہے کہ ایسی روایات کو بے سوچے
سمجہی نقل کردیتے ہین پہر علاوہ اسکی دین و دیانت کی یہہ کیفیت ہے کہ روایات کے نقل مین حضرت کشمیری
صاحب شہ ہہ وغیرہ نے اس روایت کے الفاظ کو مسخ و تحریف کرکے اپنی اعتراض کے
تقویت اور تائید کی غرض سے کچہہ سے کچہہ بنادیا ہے اور ہماری فاضل مخاطب نے بہی اونہین کی
تقلید فرمائی اور خوشی سے اونہین الفاظ کو جو کشمیری صاحب نے تحریف کیے تہے بڑے نازو فخر
کے ساتہہ نقل کردیا - حالانکہ وہ سراسر غلط ہین اب مین عرض کرتا ہون کہ اصل کیونکر تہی اور پہر حضرات
نے انہین مسخ و تحریف فرماکر اپنے مدعا کے موافق کیونکر بنایا - اصل الفاظ یہہ تہے وقال عثمان
ان فی المصحف لحنا وستقیمہ العرب بالسنتہا اسمین لفظ ستقیمہ صیغہ مضارع کا ہے
باب افعال اقام یقیم سے اور اوسپر حرف سین استقبال قریب کے لیے داخل ہے اور ہائی ضمیر آخر مین ملحق ہے
جو راجع اسی لاالحن ہے جسکے معنے یہہ ہین کہ عرب اوسکو اپنے زبانون کے ساتہہ تلاوت مین سیدہا
اور ٹہیک کر لینگے چنانچہ بعض روایات مین ان العرب ستعربہا بالسنتہا مروی ہے اور
بعض روایات مین تقیمہا وارد ہے چنانچہ شیخ ابوعمرو عثمان بن سعید بن عثمان المقری رحمہ نے
اپنے کتاب رسم الخط مین یہہ روایات نقل کے ہین پہر اوسکو حضرت مرزا کشمیری صاحب وغیرہ
اور ہمارے فاضل مخاطب نے مسخ و تحریف فرماکر اسطرح بنایا کہ حرف سین اصلی جز وہ
کیا اور حرف تا علامت مضارع کو حذف فرمایا اور ہائے ضمیر کو تائی تانیث سے بدلکر لفظ

یعنی روایت مین کمی بیشی اور الفاظ مین رد و بدل کرنا دیانت ہوئی -

سقیمہ مادہ سقم باب سقم یسقم سے صیغہ اسم فاعل یا صفت شبہ کا بنایا جسکے معنے یہہ ہوئے کہ قرآن مین عرب کے الفاظ سقیمہ یعنے ضعیف اور مرجوح اور غلط داخل ہین پھر اب دیکھیے کہ اعتراض کو کسقدر تقویت اور تائید ہو گئی۔ پس آپ کے اس دین و دیانت پر صد آفرین ہے ہم کچھہ نہین کہتے خدا تعالے آپ صاحبونکو اسکی جزا موفور عطا فرماوے ویرحم اللہ عبدا قال آمینا۔ پس ہمنے خوب غور کیا اور تیرہ سو برس سے غور کرتے چلے آتے ہین نہ کہین لحن قرآن مین ہے اور نہ سقیمہ العرب ہے۔ یہہ حضرات کی فہم کی خوبی ہے یا حضرت کے عنایات کا ثمرہ ہے کہ روایت ہین جسکی وجہ سے ایجاد و اختراع کیا گیا۔ لیکن حضرات شیعہ کے نزدیک بعد مروی انکی روایات کے جو ائمہ سے مروی ہوئی اور جو عقیدہ قطع کو ہین جنکو اکابر شیعہ نے تسلیم کرکے وقوع تحریف کا اعتقاد کر لیا ہے قرآن مین کمی و بیشی اور تغیر و تبدل اور تصحیف و تحریف بہت کچھہ ہوئی ہے پس مسک باالقرآن فی الحقیقت ہمہ کا ہی نہین اور تمسک کے یہہ معنے ہین وہ نہین **قولہ** غرضکہ اوراسی قسم کی روایتین درمنثور و اتقان وغیرہ مین ہین جو وہمین ارادہ تہا کہ جو کچھہ انکے جواب آپکے علما نے دئیے ہین وہ نقل کرکے انکی کیفیت بہی لکھی جائے مگر بخوف اطناب نہین لکھتے پہر دیکھا جائیگا۔ **اقول** یہہ جب کبھی آپکا دل چاہے دیکھہ لیجیئے ہم ہر طرح حاضر ہین نہ تحریر سے انکار ہے نہ تقریر سے دریغ مصرع ہمین میدان ہمین چوگان ہمین گو **قولہ** آپکے خلیفہ ثالث نے اسی پر اکتفا نہین فرمایا کہ غلطی ہی ٹھہرایا بلکہ کتاب اللہ کو جسکی تعظیم و احترام ضروری ہے جلوایا پہڑوایا سے علے اختلاف الروایتین **اقول** پہلی کسی دلیل شرعی سے یہہ تو ثابت کیجیئے کہ مطلق جلوانا یا پہڑانا اہانت اور خلاف تعظیم و احترام ہے جبتک آپ یہہ ثابت نفرماوینگی اوسوقت تک آپکا اعتراض ہی لغو ہے اور لائق التفات نہین لیجیئے ہم آپسے کیا بلکہ علماء اثنا عشریہ سے استفتا کرتے ہین جواب تحریر فرماوین کیا فرماتے ہین علماء امامیہ اثنا عشریہ اس صورت مین کہ ایک شخص نے ایسی حالت مین کہ اوسکے نزدیک قرآن شریف مین کلمات تفسیری بہی لکھی ہوئی تہے اصل قرآن کو اونسے جدا کرکے جمع و تالیف کیا اور یہہ جمع و تالیف کے اوسکی نسخ کو اطراف و اکناف عالم مین شائع کیا اور اوسکو موافقین و مخالفین سنے

بلا اعتراض صحیح قرآن تسلیم کرلیا پہر اوس شخص نے اِس خوف سے کہ وہ قرآن جو بمنزلہ مسودہ کے تہا اور جسمین کلمات تفسیر درج تہی مبادا ظاہر ہوکر باعث اختلافات و نزاع کا ہو اوسکو جلوادیا یا پارہ پارہ کروادیا تو یہہ شخص ماجور ہے یا آثم اگر آثم ہے تو کس گناہ کا مرتکب ہوا بیّنوا بالدلائل الشرعیہ توجروا اور نہین تو اسی مختصر سوال کا جواب دیدیجے اگر کوئی شخص بلا قصد اہانت قرآن شریف کو اپنی رائے مین کوئی مصلحت شرعی سمجھکر جلوائے یا پہڑوائے تو جائز ہے یا حرام حضرت پیر صاحب حسب شہادت آپکے امام کلینی کے۔ امام صادق ؑ نے تو یہانتک اہانت کی کہ ہاتہ سے پہینک دیا[1] تفسیر سورۂ نحل مین مفسر صافی روایت نقل کی ہے وفی الکافی عن القمی عنہ (عن الصادق) انہ قراء ان تکون ائمۃ ھی ازکی من ائمتکم فقیل انا نقرأھا امۃ ھی اربی من امۃ فقال وما اربی من امۃ وما بیدہ فطرحہا ہم اسکو پہلے امامیہ ہی سے استفسار کرتے ہین کہ اگر کوئی شخص اسطرح قرآن کی اہانت کرے تو جائز ہے یا حرام

قولہ یہہ جواب فرماتے ہین کہ بیاض عثمانی قرار دین آپکے خاتم المتکلمین کے عادت ہین چونکہ تمسخر ہی بطور سخریہ اوہنون نے ایسا فرمایا ہے۔ افسوس کہ آپنے اونکی عبارت مین تامل نہین فرمایا معاذ اللہ کہ کسی اہل حق نے قرآن شریف کو اس لقب ناملائم سے ملقب کیا ہو۔ یہہ محض کذب و افترا ہے۔ اور اگر آپ اسباب مین کوئی سند لاسکتے ہین تو لائیے۔ **اقول** جب وقوع تحریف بروایات صحیحہ و باعتراف اکابر شیعہ ہم ثابت کرچکے تو ظاہر ہے کہ یہہ وقوع تحریف جمع و تالیف حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مین ہے واقع ہوا ہوگا کیونکہ وہ جمع و تالیف جو اول شیخین کے زمانہ مین ہوئی تہی اوسکا خلاصہ بہی ایہی کیا گیا چنانچہ جامع القرآن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا لقب ہوگیا تو اسکو اگر شیعہ محرف عثمانی اور بیاض عثمانی کہین تو کیا بعید ہے۔ یہہ لفظ نہہی اسکا مدلول تو بصریح روایات سے ثابت ہوتا ہے اور اگر تتبع کیا جاوے تو انشاء اللہ شیعہ کی تصریحات مین یہہ لقب بہی نکلیگا علاوہ ازین

---

[1] کافی مین قمی سے روایت ہے کہ امام صادق ؑ نے (بایں الفاظ) ان تکون ائمۃ ہی ازکی من ائمتکم پڑہا کسینے عرض کیا کہ ہم تو اسکو امۃ ہی اربی من امۃ پڑہتے ہین فرمایا او اربی من امۃ کیا ہے اور اپنے ہاتہ سے اشارہ کیا اور اوسکو ڈالدیا۔ ۱۲

ہمنے ماسبق مین ارغام سے عبارت کتاب بارقہ ضیغمیہ کے نقل کے ہے اوس سے صریح یہہ لقب نا ملائم نہین ثابت ہوتا تو کیا ثابت ہوتا ہے چون نظم این قرآن نظم عثمانیست الخ نظم عثمانی اور بیاض عثمانی مین کیا فرق ہے۔ افسوس کہ آپ اپنے علمار کی کتابونکو دیکھتے نہین جو آپ کو اپنے مذہب کا حال معلوم ہو۔ پس ہمنے دلائل سے ثابت کر دیا اور آپکا کذب و افترا کہنا محض کذب ہوا **قولہ** اب آپ انصاف فرماوین کہ کیا کتاب اللہ سے تمسک کے یہہ ہی معنے ہین کہ جسکا حافظ خود خدا حقیقی تعالے شانہ ہو اوسکو محرف و غلط و سقیمۃ العرب فرمائین اور اوسکو جلائین یا جو کتاب اللہ کی نسبت ایسا کہین اور بجائے تعظیم و احترام جلائین اونکو دین مین پیشوا و مقتدا سمجھین **اقول** حسب ارشاد ہمنے تو انصاف سے عرض کر دیا کہ غلط ہونے کا الزام خوش فہمی ہے اور محرف ہونیکی الزام کذب و افترا اور سقیمۃ العرب ہونے کا الزام حضرات کے خیانت نہین بلکہ دین و دیانت ہی۔ لیکن تمسک کے یہہ معنی کہ کتاب اللہ کو محرف فرماوین اور اوسمین تحریف اعتقاد دین اور موافق اصول کے قرآن مین تحریف کا واقع ہونا یقینی ہو اور تمسک کے یہہ معنے ہین کہ کتاب اللہ کو ناخوش ہو کر بطریق اہانت کے پھینک دیوین۔ اور تمسک کے یہہ معنی ہین کہ ایسے لوگونکو جو قرآن کے غلطیونکا اور تحریفات کا عتقاد کرین یا تحریف کی شہادت دیوین یا قرآن کو اہانت کے ساتھ پھینکین اور خلاف تعظیم و احترام اوسکی اہانت کرین اونکو مقتدا اور پیشوا واجب الاطاعت بمنزلہ انبیا بلکہ انبیا سے افضل سمجھین ع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا **قال الفاضل المجیب** ـ قولہ۔ کیا تمسک کے یہہ ہی معنی ہین کہ (نعوذ باللہ توبہ توبہ) آل رسول کی بنات طیبات کو بلکہ اونکی شرمگاہونکو مغصوب اعدا ٹھہراوین۔ چنانچہ کافی کلینی سے صاحب تحفہ و منتہی الکلام و آیات بینات نے روایت نقل کی ہے **اقول**۔ صاحب تحفہ وغیرہ نے اول فرج غصبت منا نقل کی ہے مگر ہمارے حضرت مجیب نے اپنی طرف سے بلکہ انکی شرمگاہونکو الخ زیادہ کر دیا کمال ہی تو یہ ہین فرمایا شرم و حیا سے خوب کام لیا۔ حضرت وہ عبارت بعینہ نقل فرماوین جسکا ترجمہ خود بدولت نے بلکہ اونکی شرمگاہونکو فرمایا ہے۔ معاملہ دینی مین ایسی تصرف کرنے سے انحضرات کو خوف خدا نہین۔ اہل علم وغیرہ کو شرم و حیا نہین **یقول العبد الفقیر الی مولاہ**

جب آپکے امام کلینی نے اول فرج غصبت منا مات طیبات کے بابت روایت کیا ہے تو اگر نقلاً ہمنے
بلکہ اونکی شرمگاہونکو الخ لکھدیا تو کیا غضب ہوا اول فرج غصبت منا کا اگر یہہ ہے بعینہ مطلب نہین
تو آپ ہی فرماوین کہ اسکے سوا اوسکا کیا مطلب ہے کیا لفظ فرج سے مراد شرمگاہ نہین ہے
یا غصبت سے مغصوب ہونا سمجھہ مین نہین آتا۔ ہان ہماری یہہ تو خطا ضرور ہے کہ ہمنے لفظ فرج کا
ترجمہ شرمگاہ کیا ہے اور لفظ فرج عضو مخصوص کے لیے صریح ہے اور شرمگاہ کنایہ لطیف معلوم ہوتا ہے
کہ آپکو اسوقت پسند آتا اور صحیح معلوم ہوتا جب کوئی شخص آپکے امام کلینی کے اس فحش کا ترجمہ ویسے ہی
صریح اور فحش الفاظ مین معاذ اللہ کرتا۔ ہمکو نہایت افسوس ہے کہ خطا تو آپکے امام کے اور جہلائین ہمپر
خلاف شان اہل علم سے شرم و حیا تو آپکے امام کلینی نفرماوین اور عتاب ہو ہمپر اگر یہہ الفاظ بمقتضاے
آپکے دین و ایمان و حیا و شرم کی بیحیائی سے ناشی اور مستقبح ہین تو اپنے حضرت کلینی کے روح
پرفتوح کو جھلواتین سنایئے یا ہو اونکے اساتذہ بزرگواہین جن سے اونہون نے یہہ فحش و بیحیائی کے
بات اخذ کی ہے اونکو کچہہ کہیے ہم تو محض ناقل مضمون ہین کہ الزاماً خدمت مین پیشکش کیا تو ہمپر
یہہ آپکا تب غصہ کیون نکالا جاتا ہے ہان اگر ہمنے نقل مین خطا کی ہو اور اپنی طرفسے تراش کر
لکھدیا ہو تو اوسوقت البتہ ہم مقصور وار تھے۔ پس معلوم نہین کہ آپ ہمپر کیون جہلاتے ہین۔ ہمنے کیا
بیجا تصرف کیا تھا جو آپکو یون بےطرح جوش آگیا۔ اگر ہمنے اپنی طرفسے کوئی تصرف کیا تھا
تو پہلے ثابت کرنا چاہیے تھا اصل روایت کلینی سے نقل فرماتے اور لکھتے کہ اس روایت کے نسبت
یہہ زیادتے ہے اور نقل مضمون مین یہہ ناجائز تصرف ہے اور بدون اسکے یونہین بے دلیل شور وغل مچانا
اہل عقل و خرد کا تو کام نہین ہے۔ اوسپر طرفہ ماجرا یہہ ہے لکھتے ہین کہ صاحب تحفہ وغیرہ نے
اول فرج غصبت منا نقل کی ہے جس ہی بظاہر الزام صاحب تحفہ کیطرف عاید کیا ہے اور یہہ
نہین فرماتے کہ صاحب تحفہ وغیرہ نے کہانسے نقل کی ہے اصل موجد اس فحش و بیحیائی کا کون ہے
یہہ آپکی دیانت کا مقتضا ہے۔ معہذا یہہ جو سوال فرمایا کہ (حضرت وہ عبارت بعینہ نقل فرماوین
جسکا ترجمہ خود بدولت نے بلکہ اونکی شرمگاہونکو فرمایا ہے) اسکا جواب یہہ ہے کہ بندہ کی عبارت کو

بنور ملاحظہ فرماوین - اوسمین کہان لکہا ہے کہ یہہ ترجمہ ہے جسکی واسطہ تطابق لفظی شرط ہے جسکو
آپ تلاش فرماتے ہین - حیف ہے کہ آپکو اتنی ہی خبر نہین ہے کہ یہہ ترجمہ نہین ہے بلکہ نقل مضمون
اور حکایت بالمعنے ہے جسکے لیے صرف اتحاد مطلب شرط ہے وبس معلوم نہین جناب نے اسکا
ترجمہ ہونا کس قرینہ سے سمجہا - باقی رہا خدا کا خوف اور اہل علم سے شرم وحیا تو البتہ حضرات شیعہ کو
حاصل ہے کہ سقیفۃ العرب مسخ کرکے اپنے مطلب کے لیے سقیفۃ العرب بنالیا اور اپنی مدعا کے موافق
روایت مین تصرف کرلیا البتہ معاملات دینی مین خدا کا خوف اور اہل علم سے شرم وحیا تو یہہ ہے ہوئی
اسیطرح آپکے شریف رضی نے نہج البلاغت مین جابجا جناب امیرؑ کی کلام کا ستیاناس کیا
اور اوسکو مسخ وتحریف کرڈالا جس سے شراح کا بہی ناک مین دم آگیا اور بے اظہار کیے انکو بہی بچتے
بن نہ پڑا چنانچہ ہم ابحاث سابقہ مین بطور مشتی نمونہ خروار عرض کرائی ہین البتہ خدا کا خوف واہل
علم سے شرم وحیا تو اسکا نام ہے اور اسکی بہت نظیرین ہین جوکسیقدر حافظہ مین ہین مگر خوف
تطویل رخصت نہین دیتا - **قولہ** بہرحال حضرت مجیب کی غرض اس سے نکاح ام کلثوم ہے
اگر اس امر کی تحقیق کہ نکاح خلیفہ ثانی حضرت ام کلثوم سے ہوا یا نہین - اور اگر ہوا تو ام کلثوم بنت
حضرت زہرا علیہا السلام سے ہوا یا کس ام کلثوم سے بیچاری تو بہت ہی طول ہو اور
بباعث بیماری اور عدیم الفرصتی اس قدر طویل بحث چہیڑ نہین سکتے اور نیز پہلے ہی اس تحریر مین طول
ہوگیا - اگر حضرت مجیب کو شوق ہو تو جواب آیات بینات و لہب المیزان وتحفہ الاثنا عشریہ وغیرہ
مین ملاحظہ فرمالین **اقول** جناب میر صاحب گستاخی معاف جب آپکو ضروری دینی مسائل
کی تحقیقات کی نسبت اسقدر گریز واغماض ہے تو پہلے ہی اس بحث کو کیون چہیڑا تہا اور یہہ
جو شروع جواب مین ارشاد ہوا تہا کہ (اگر غور فرمائیے تو یہہ اعلی درجہ کی عبادت ہے) یہہ صرف زبانی
ہماری ہی واسطہ تہا اور اتامرون الناس بالبر کے حکم مین تہا - اگر آپ ایسی مریض عدیم
الفرصت تہی تو آپنے سوال ہی کیون لکہا - شاید آپکو یہہ خیال ہوگا کہ خصم کب دست بگریبان ہوتا ہے
اور کب یہہ روز سیاہ نظر آئیگا - اب جب موقع آیا تو یون عذر وحیل وگریز واغماض ہونے لگا

آپکا خصم آپکی ایسی ایک نہ سنیگا جبتک آپ جواب صاف ندینگے وہ آپکا گلوگیر ہی رہیگا سبحان اللہ جواب آیات بینات پر آپ ٹالتے ہین **شعر** سوال بوسہ کو مالا جواب چنین ابروہی + براۃ عاشقان بر شاخ آہو اسکو کہتے ہین + حضرت سوال تو آپ سے ہے آپ جواب دیجیے اگر جواب آیات بینات ہین یہہ بحث ہے تو آپ دہین سے دیکھ بہال کر جواب دیجیے آپکے خصم کو کچھہ حاجت نہین کہ وہ یہہ کتابین دیکھتا پہرتی - حیلہ خوف تطویل بالکل لغو ہے - جہان آپنے چار ورق کے جواب مین چھہ جز تحریر فرمائی او اسکے لیے آپکو بیماری اور عدیم الفرصتی مانع نہوئی تو اس مسئلہ کے لیے بہی ایک دو جز کا کچھہ مضائقہ نہ تہا - مگر شاید عجب نہین کہ اس مسئلہ کی ہی خوف سے بیماری لاحق حال ہوئی ہو اور جاڑا اجڑہ آیا ہو کیونکہ یہہ مسئلہ ایسی ہی ٹہیری کہیر ہی اگر یہہ ہے تو ہم ہی حظ معافی لکھہ دینگے اور معذور سمجھینگے مگر تشریح - **قولہ** مگر یہان صرف اسیقدر لکھا جاتا ہے کہ جسطرح اہلسنت ثابت کرتے ہین کہ یہہ نکاح ہوا اسیطرح شیعہ انکی کتب سے ثابت کرتے ہین کہ یہہ نکاح ام کلثوم بنت زہرا سے نہین ہوا - اور یہہ نکاح ہی باکراہ ہوا جو غصب سے مراد ہے صرف فرق الفاظ ہی چنانچہ دو تین روایتین اس قسم کی لکہی جاتے ہین صواعق محرقہ ابن حجر مین ہے صح عن عمر انہ خطب ام کلثوم من علی فاعتل بصغرہا وبانہ اعدہا لابن اخیہ جعفر فقال انہ ما اردت الباءۃ ولکن سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول کل سبب ونسب منقطع یوم القیمۃ ما خلا سببی ونسبی - فتح الباری شرح صحیح بخاری مین لکہا ہے ان علیا لما خطب عمر نکاح ابنتہ بعمر واستعذر بصغرہا لم یکن یقبل منہ ذلک العذر حتی الجاہ الخ غور فرمائیے کہ لفظ الجاہ آپکی کتاب مین موجود ہے غصب اور اس لفظ مین صرف تنازع لفظی ہے رہا کتاب ہمت الاسرار مین ہے ام کلثوم دختر ابو بکر بود مادرش اسماء بنت عمیس کہ اول زن جعفر طیار بود باز بنکاح ابو بکر در آمدہ از ابو بکر پسری عبد الرحمن نام و یک دختر ام کلثوم زائیدہ بعد ازان بنکاح علی بن ابی طالب در آمد ام کلثوم ہمراہ مادر در آمدہ عمر بن خطاب با ام کلثوم دختر ابو بکر نکاح کرد - انتہی - پس جسطرح اہلسنت یہہ نکاح ثابت کرتے ہین - شیعہ

اسیطرح اونکی کتابونسی اس ام کلثوم کا وہ نکاح ثابت کرتے ہین کہ یہہ نکاح ام کلثوم بنت ابوبکر سی ہوا اور چونکہ وہ دامن عاطفت جناب امیر علیہ السلام مین پلی ہتی فرط ربط و اتحاد سی وہ جناب امیر کی ہی بیٹی مشہور ہتی اور اس کا نکاح ہی جناب امیر کو منظور نہ ہتا۔ چنانچہ روایت مذکور کی ثابت ہی **اقول** دانشمندان روزگار ناظرین رسالہ ہماری فاضل مجیب کے اس جواب کی تقریر کی اونکی حواس باختگی اور حیرانی و پریشانی سمجہ گئی ہونگے کہ کیسی گرداب اعتراض مین ڈبکیان کہا رہی ہین اور یہہ ہاتہ پانو ولٹی سیدہی مار رہے ہین لیکن ولات حین مناص۔ اب لیجیئے ہم اس بحث کو چہیڑتے ہین اور تمام پہلوؤنپر جو ہماری فاضل مخاطب نے اسجگہ ذکر کیئے ہین بحث کرتے ہین۔ اول ہماری فاضل مجیب نے یہہ دعوی کیا کہ یہہ نکاح حضرت ام کلثوم بنت زہرا رضی اللہ عنہا سی نہین ہوا۔ دوسرا دعوے یہہ کیا کہ یہہ نکاح ام کلثوم بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ تیسرا یہہ دعوے کیا کہ یہہ نکاح بہی بالکراہ ہوا۔ پہر ان تینون دعوونکی ثبوت کے لیے تین روایتین ذکر فرمائی۔ ہم حیران ہین کہ پہلی روایت جو ہمارے فاضل مخاطب نے ذکر فرمائی وہ کیون ذکر فرمائی اوس سے کس دعوی کا اثبات منظور سامی ہے نہ پہلے دعوی کے ثبوت سی اوسکو تعلق نہ دوسری دعوی کچہہ ربط نہ تیسرے دعوی سے مس بلکہ صریح نقیض دعوے اول پر دال ہے کیونکہ حضرت فاروق رضی اللہ عنہ نے جو خواستگاری کی علت بیان فرمائی وہ یہہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ساتہہ پیوند ہوتا جو قابل انقطاع نہین ہے منظر تہا جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ ام کلثوم حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کی دختر تہین کیونکہ اگر یہہ ام کلثوم دختر حضرت صدیق رض ہوتی تو پہر اس علت کے ساتہہ خواستگاری کے کچہہ معنے نہین یہہ پیوند اور خویشگی اسی لیے ہتی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتہہ رشتۂ نسبت منعقد ہو جاوے۔ جو بنت صدیق رض نہین بلکہ بنت علی رض مین ہی جو بطن حضرت زہرا سے ہو منعقد تہا تو اس سی صاف معلوم ہوا کہ یہہ روایت مثبت نقیض دعوی اول ہے اور مبطل عین دعوی ثانی و ثالث بس ہماری فاضل مجیب کی خوش فہمی قابل داد ہی۔ کہ وہ اس روایت کو اپنے مفید مطلب

اور مثبت مدعا سمجھکر سب سے پہلے خصم کے مقابلہ مین پیش کرتے ہین اور اتنا نہین سمجھہ سکتے کہ
یہہ روایت ہمارے مدعا کو مفید ہے یا مضر لیکن ہمکو کچھہ شکایت نہین واقعی یہہ اعتراض ایسا دار
عضال اور عقدہ غیر قابل انحلال ہے کہ اسکو سنکر جسقدر اوسان حضرات کی خطا ہون بجا ہے
اور جسقدر حواس پریشان ہون زیبا ۔ پہر ایک اور طرفہ تماشا یہہ کہ تحریر فرماتے ہین کہ (جسطرح اہلسنت
اس نکاح کو ثابت کرتے ہین اسیطرح شیعہ اونکی کتابونسے ثابت کرتے ہین کہ بنت زہرا سے
نہین ہوا) جو حضرت کی کمال مناظرہ دانی اور فہم پر دال ہے کوئی حضرت مخاطب سے پوچھے کہ حضرت
اونکی کتابونکی کیون قید لگائی گئی ہی اپنی کتابونکی ذکر سے اور اونمین ثابت ہونے ہونے
سے کیون پہلوتہی فرمایا یہہ امر تو ظاہر ہے کہ حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کے فضائل و محامد
اہلسنت کے نزدیک کچھہ اس نکاح ہی پر منحصر نہین ۔ حضرت رض کو جو علو مرتبہ اسلام مین ہے
اگر یہہ نکاح نہوتا تو بہی وہ مرتبہ حاصل تہا ۔ لیکن چونکہ حضرات اہل تشیع کو اونکے فضائل سے انکار ہے
اور بلکہ دائرہ ایمان سے بہی خارج سمجہتے ہین اور کہتے ہین کہ جناب امیر کے اور اونکی باہم کمال عداوت تہی تو
اس امر کی ابطال کے لیے اہلسنت الزاماً شیعہ کی کتابون سے یہہ روایت نقل کرکے اونکو جہوٹا
کرتے ہین تو اگر بفرض محال اہلسنت کی کتابونمین یہہ نکاح ام کلثوم بنت زہرا سے ثابت نہو
بلکہ ام کلثوم بنت صدیق رض سے تو حضرات شیعہ کے اوپر یہی یہہ الزام جو بموجب اونکی روایات کے اونپر
چسپان ہوتا ہے صرف اتنا کہنے سے کہ یہہ نکاح اہلسنت کی کتابونمین ثابت نہین ہے کیونکر اوٹھہ
سکتا ہے حالانکہ یہہ بہی غلط ہے کہ اہلسنت کی کتابونسے یہہ ثابت نہین چنانچہ ہم عرض کرینگے
پس اس الزام کے ہماری فاضل مجیب نے جسقدر جوابات تحریر فرمائے ہیں اور روایات لکہی وہ سب لغو اور بے سود
ہین اور حضرت کی کمال مناظرہ دانی اور خوش فہمی پر دال ہین اگر بالکل سکوت کرتے اور کچھہ بہی
نہ لکہتے تو یہہ نسبت اسکی آپکے لیے بہت بہتر تہا کیونکہ کچھہ پردہ پوشی رہتی اب لیجیے ہم اسکا
ثبوت اہلسنت و اہل تشیع کی کتابون سے کرتے ہین ۔ اول اہل سنت کی کتب معتبرہ سے
مختصراً ثبوت سنیے ۔ صحیح بخاری صفحہ ۴۰۳ مین مذکور ہے ۔ حدثنا

عبدان[1] انا عبد الله انا یونس عن ابن شہاب قال ثعلبۃ بن ابی مالک ان عمر بن
الخطاب قسم مروطا بین نساء من نساء المدینۃ فبقی مرط جید فقال لہ بعض
من عندہ یا امیر المومنین اعط ھذا ابنۃ رسول اللہ التی عندک یریدون
ام کلثوم بنت علی فقال عمر ام سلیط احق و ام سلیط من نساء الانصار
ممن بایع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال عمر فانہا کانت تزفر لنا القرب
یوم احد اور عینی اسکے حاشیہ پر یہ کوہے[2] قال الکرمانی ام کلثوم بنت فاطمۃ
بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولدت فی حیاۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم خطبہا عمر الی علی فقال انا ابعثہا الیک فان رضیت فقد زوجتکہا
فبعثہا الیہ ببرد وقال لہا قولی ھذا البرد الذی قلت لک فقالت ذلک
لعمر فقال لہا قولی قد رضیت رضی اللہ عنک ووضع یدہ علی ساقہا فکشفہا
فقالت اتفعل ھذا لولا انک امیر المؤمنین لکسرت انفک ثم جاءت اباہا
فقالت بعثتنی الی شیخ سوء واخبرتہ فقال لہا یا بنیۃ انہ زوجک سنن نسائی
مین صفحہ ۳۲۲ پر ہے[3] ووضعت جنازۃ ام کلثوم بنت علی امراۃ عمر بن الخطاب وابن

---

[1] ثعلبہ بن ابی مالک نے کہا کہ عمر بن خطاب نے مدینہ کی عورتوں کو چادرین تقسیم کیں ایک عمدہ چادر بچ گئی تو پاس والوں مین سے کسی نے کہا یا امیر المؤمنین اسکو ام کلثوم بنت علی کو دیدو یعنی کہا کہ یہ چادر رسول اللہ کی دختر کو جو تیری پاس ہے دیدو۔ عمر نے کہا کہ ام سلیط زیادہ مستحق ہے اور ام سلیط انصار کی عورتوں مین سے تھی جسنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی عمر نے کہا کیونکہ وہ جنگ احد کے دن ہماری مشکین بہر بہر کر لاتی تھی

[2] کرمانی نے کہا کہ ام کلثوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دختر فاطمہ کی بیٹی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مین پیدا ہوئی عمر نے اسکی منگنی کا علی کے پاس پیام بھیجا تو علی نے فرمایا مین اسکو تیری پاس بھیجونگا اگر تیری رضا ہوئی تو مین تیری ساتھ اسکا نکاح کر دیا۔ پہر ام کلثوم کو ایک چادر دیکر عمر کے پاس بھیجا اور اوسکو کہا کہ تو کہیو کہ یہ وہ چادر ہے جسکا مینے تجہہ سے ذکر کیا تہا ام کلثوم نے وہی عمر سے کہا عمر نے اوسکو کہا کہ کہہ مین راضی ہوا خدا تجہسے راضی ہو اور اپنا ہاتہہ ام کلثوم کی ساق پر رکہا اور اوسکو کہولا ام کلثوم نے کہا تو کیا یہ کرتا ہے اگر تو امیر المومنین نہوتا تو مین تیری ناک توڑ ڈالتی۔ پہر اپنے باپ کے پاس آئی اور کہا مجہکو آپنے بڑی بڈہی کے پاس بہیجا تہا اور حقیقت حال کی خبر دی۔ علی نے کہا بیٹیا وہ تیرا شوہر ہے۔

[3] ام کلثوم بنت علی زوجہ عمر کا اور اوسکے فرزند جسکو زید کہتے تھے جنازہ یک بار کہا گیا۔

لہا یقال العزید وضعا جمیعا والامام یومئذ سعید ابن العاص وفی الناس
ابن عمر وابوہریرۃ وابوسعید وابوقتادۃ فوضع الغلام مما یلی الامام۔ علاوہ انکے
خاتم المتکلمین مولانا مولوی حیدر علی رحمۃ اللہ علیہ نے حیدر و اثنین نواقض مولانا محمد حسینی سے روی
نقل کی ہے۔ ہم بھی منتہی الکلام سے تیمناً للفائدہ نقل کرتے ہیں۔ عن عقبۃ بن عامر
رضی اللہ عنہ قال خطب عمر الی علی ابنتہ من فاطمۃ واکثر ترددہ الیہ
فقال علی یا امیر المؤمنین ما عندی الا صغیرۃ فقال عمر ما یحملنی
علی کثرۃ ترددی الیک الا انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم یقول کل حسب ونسب وسبب وصہر منقطع یوم القیمۃ
الا حسبی ونسبی وسببی وصہری فقام علی رضی اللہ عنہ فامر
بابنتہ من فاطمۃ فزینت وبعث بہا الی عمر رضی اللہ عنہ فلما راہا
قام الیہا فاجلسہا فی حجرہ وقبلہا ودعا لہا فلما قامت اخذ بساقہا
وقال لہا قولی لابیک قد رضیت فلما جاءت الجاریۃ الی ابیہا قال لہا
ما قال لک امیر المؤمنین قالت لما رانی قام الی فاجلسنی فی حجرہ وقبلنی

---

١ اور امام اوس روز سعید بن العاص تہا۔ اور لوگوں میں ابن عمر اور ابوہریرہ اور ابوسعید اور ابوقتادہ بھی تھے پس لڑکے کو امام کے متصل رکہا ١٢۔

٢ عقبہ بن عامر سے روایت ہے کہا عمر نے علی کو اونکی دختر کے جو بطن فاطمہ سے تہین منگنی کا پیام دیا اور بکثرت آمد و رفت رکہی علی نے کہا اے امیر المؤمنین بجز ایک صغیرہ کے میرے پاس اور کوئی نہین عمر نے کہا آپکے پاس (اس معاملہ مین) بکثرت آمد و رفت کا اور کوئی باعث نہین ہے مگر صرف یہ ہے کہ مینے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تہے تمام رشتے ٹوٹ جاینگے اور دامادی تعلق منقطع ہوجائینگے مگر میرا رشتہ اور ناتا اور دامادی تعلق۔ پس علی رضی اللہ عنہ اوٹہے اور اپنی دختر کی نسبت جو فاطمہ سے تہین حکم فرمایا اونکو آراستہ کیا گیا اور عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بہیجا جب عمر نے اوسکو دیکہا اوٹہ کہڑے ہوئے اور اوسکو اپنی گود مین بٹہلایا اور دعا دی جب وہ اوٹہی تو اوسکی پنڈلی پکڑی اور اوسکو کہا کہ اپنے باپ سے کہیو مین راضی ہوگیا جب چہوکری اپنے باپ کے پاس آئی۔ پوچہا کہ امیر المومنین نے تجہسے کیا کہا۔ کہا جب مجکو دیکہا اوٹہ کہڑا ہوا اور اپنی گود مین بٹہلایا اور پیار کیا ١٢

ودعا لي فلما قمت اخذ بساقي وقال لي قولي لابيك قد رضيت فانكحها
اياه فولدت زيد بن عمر فعاش حتى كان رجلا ثم مات [۲] دوسری روایت
خطب عمر الى علي رضي الله عنهما ابنته ام كلثوم وامها فاطمة ابنة رسول
الله صلى الله عليه وسلم فقال له علي ان علي فيه اني في هذا الشان امرا حتى
استاذنهم فاتى ولد فاطمة فذكر ذلك لهم فقالوا زوجه فدعا
ام كلثوم وهي يومئذ صبية فقال انطلقي الى امير المؤمنين فقولي له ان
ابي يقرئك السلام ويقول لك انا قد قضينا حاجتك التي طلبت فاخذها
وضمها اليه وقال اني خطبتها الى ابيها فزوجنيها فقيل يا امير المؤمنين
تريد اليها صبية صغيرة فقال اني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم و
ذكر الحديث بمثل ما تقدم ابن سمان کی روایت [۳] ان عمر قال لعلي اني احب
ان يكون عندي عضو من اعضاء رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال له
علي ما عندي الا ام كلثوم وهي صغيرة فقال ان تعش تكبر فقال ان لها
امير بني معي قال نعم فرجع الى اهله وقعد عمر ينتظر ما يرد عليه فقال

---

[۱] اور دعا دی اور جب مین اوٹھی تو میری پنڈلی پکڑی اور کہا اپنی باپ سے کہنا مین راضی ہوگیا۔ پس علی نے اوسکا نکاح عمرؓ کی ساتھ کر دیا پھر (اوس سے) زید بن عمرؓ پیدا ہوا اور زندہ رہا یہانتک کہ جوان ہوگیا پھر مر گیا۔۱۲ [۲] عمرؓ نے علی رضی اللہ عنہ کو اونکی بیٹی کی (جنکی والدہ فاطمہؓ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تہین) منگنی کا پیام دیا۔ علی نے کہا کہ اس امر مین میرے ساتھہ اور بہی امیر مین جبتک اونسی اذن نہ لون (کچھہ نہین کہہ سکتا) حضرت فاطمہ کے بیٹونکی پاس آئے اور اونسے یہہ ذکر کیا اونہون نے کہا نکاح کر دیجیے ام کلثوم جو اوسوقت لڑکی تہی بلایا اور کہا کہ امیر المومنین کے پاس جا اور اوسکو کہہ کہ میرا باپ تجکو سلام کہتا ہی اور کہتا ہے کہ ہمنے تیری حاجت جو تو نے چاہی تہی پوری کر دی پس اسکو لیا اور اپنے گلے لگایا اور کہا کہ مینی اسکی والد کو اسکی منگنی کا پیام دیا تہا اونسی اسکا میری ساتھہ نکاح کر دیا کسی نے کہا ای امیر المومنین تمکو اسکی طرف رغبت ہی حالانکہ یہہ چھوٹی لڑکی ہی کہا مینی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہی اور مثل گذشتہ حدیث کے آخر حدیث تک ذکر کیا۔۱۲ [۳] عمرؓ نے علی سے کہا کہ مین چاہتا ہون میرے پاس کوئی لخت جگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہو علی نے کہا کہ میرے پاس تو بجز ام کلثوم کے دوسرا نہین اور وہ چھوٹی ہی کہا اگر جیتی رہی تو بڑی ہو جاویگی حضرت علی نے کہا کہ اسکی معاملہ مین میرے ساتھہ دو اور بہی امیر مین حضرت عمرؓ نے کہا اچہا علی اپنی گہر لوٹ آئے اور عمرؓ منتظر بیٹھے رہے کہ کیا جواب ملتا ہے۔۱۲

علیؑ ادعوا الحسن و الحسین فجاءا فدخلا وقعدا بین یدیہ فحمد اللہ واثنی
علیہ ثم قال لهما ان عمر خطب الی اختکما فقلت له ان لها معی امیرین
وانی کرهت ان ازوجها الا باذنکما و امرکما فسکت الحسین وتکلم
الحسن فحمد اللہ واثنی علیہ ثم قال یا ابتاہ من بعد عمر صحب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم و توفی عنه وهو راض ثم ولی الخلافۃ فعدل
قال صدقت ولکنی کرهت ان اقطع امرا دونکما بلفظه علاوہ اسکے
وہ روایت ہے جو فاضل مخاطب نے ہی صواعق ابن حجر سے نقل کی علاوہ اسکے ابن عبد البر نے استیعاب
مین اثنار ترجمہ ام کلثوم مین روایت کی ہے ان عمر بن الخطاب خطب الی علیؑ بنتہ ام کلثوم
فذکر صغرها فقیل له ردک فعاوده فقال له علی ابعث بها الیک فان رضیت
فهی امرأتک فارسل بها الیه فکشف عن ساقها فقالت مه واللہ لولا انک
امیر المومنین للطمت عینک علاوہ اسکے شیخ شہاب الدین ابن حجر عسقلانی نے اپنی کتاب
اصابہ فی معرفۃ الصحابہ مین بیان کیا ہے ام کلثوم بنت علی بن ابی طالب الهاشمیۃ
امها فاطمۃ بنت النبی صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم وقال ابن ابی عمر المقدسی
حدثنی سفیان عن عمر عن محمد بن علیؑ ان عمر خطب الی علی ابنتہ ام کلثوم

سلہ کہا حسن اور حسین کو بلاؤ وہ اندر آئے اور سامنے بیٹھ گئے پس آپ نے خدا کی حمد و ثنا کی پہر فرمایا کہ عمر نے مجکو تمہاری بہن کی منگنی کا پیام دیا ہے مینے اوسکو کہا کہ اسکے معاملہ مین میرے ساتھ دو اور بہی امیر ہین اور مین نہین چاہتا کہ بغیر تمسے مشورہ کئے اسکا نکاح کر دون حسین چپکے رہے اور حسن بولے اور خدا کی حمد و ثنا کہکر کہا ای باپ عمر کے بعد کون ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شرف صحبت پایا اور آپ اوس سے راضی وفات پا گئے پہر تو لی خلافت ہوا اور انصاف کیا کہا تو نے ٹہیک کہا لیکن مین نے بدون تمہارے اس امر مین قطع فیصلہ کو پسند نکیا ۱۲ ۔ سلہ تحقیق عمر بن خطاب نے علی کو اونکی دختر ام کلثوم کی منگنی کا پیام دیا۔ آپ نے اوسکی صغر سنی کا ذکر کیا کسی نے کہا کہ آپکی درخواست کو لوٹا دیا اونہون نے پہر بکرر درخواست کی۔ علی نے کہا کہ اوسکو مین آپ کے پاس بہیجونگا اگر آپکی رضا ہو لی تو وہ آپکی زوجہ ہے۔ پہر اوسکو آپکے پاس بہیجا عمر نے اوسکی پنڈلی کہولی ام کلثوم نے کہا ہون خدا کی قسم اگر تو امیر المومنین نہوتا تو مین تیری آنکھ پر طمانچہ مارتی ۱۲ ۔ سلہ ام کلثوم ہاشمیہ علی بن ابی طالب کی بیٹی اور اسکی والدہ فاطمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی ہین۔ ابن ابی عمر مقدسی نے کہا کہ سفیان نے بروایت عمر کے محمد بن علی سے مجسے بیان کیا کہ عمر نے علی کو اونکی بیٹی ام کلثوم کے

فذكر له صغرها فقيل له انه ردك فعاوده فقال له علي ابعث بها اليك فان
رضيت فهي امرأتك فارسل اليه فكشف عن ساقها فقالت مه لولا انك امير المؤمنين
للطمت عينك وقال ابن وهب عن عبد الرحمن بن زيد بن اسلم عن ابيه
عن جده تزوج عمر ام كلثوم على مهر اربعين الفا وقال الزبير ولدت لعمر
ابنيه زيد ورقية وماتت ام كلثوم وولدها في يوم واحد اصيب زيد
في حرب كانت بين بني عدي فخرج ليصلح بينهم فشج رجل ولا يعرف في
الظلمة فعاش اياما وكانت امه مريضة فماتا في يوم واحد وذكر ابو بشر
الدولابي في الذرية الطاهرة من طريق ابن اسحاق عن الحسن بن علي قال لما
تأيمت ام كلثوم بنت علي من عمر دخل عليها حسن وحسين فقالا لها امكنت
عليها لينكحنك بعض ابنائه ولئن اردت ان تصيبين مالا عظيما لتصيبنه
فدخل علي كرم الله وجهه فحمد الله واثنى عليه وقال اي بنية ان الله قد
جعل امرك بيدك فانا احب ان تجعليه بيدي فقالت يا ابت اني امرأة ارغب
فيما يرغب فيه النساء واحب ان اصيب من الدنيا فقال هذا من عمل هذين

سلہ بگنی کا پیام دیا آپنے اوسکی کم عمری بیان کی کسینے کہا آپکی درخواست کو پہیر دیا اونہون نے پہر درخواست کی علی نے
اونکو کہا کہ مین اوسکو آپکے پاس بہیجونگا اگر آپ کی مرضی ہوئی تو وہ آپکی زوجہ ہے پہر اوسکو بہیجا آپنے اوسکی پنڈلی کہولی
اوسنے کہا ہون اگر تو امیر المومنین ہوتا تو تیری آنکہہ پر طمانچہ مارتے۔ ابن وہب نے روایۃ عن زید بن اسلم عن ابیہ عن جدہ
کہا کہ عمر نے ام کلثوم کے ساتہہ چالیس ہزار مہر پر نکاح کیا۔ زبیر نے کہا کہ وہ عمر کے دو بچے زید اور رقیہ جنی اور ام کلثوم
اور زید اوسکا بیٹا ایک دن مرے زید کو بنی عدی کے ایک خانہ جنگی مین جسکی مصالحت کی واسطے باہر آیا تہا ایک صدمہ
پہنچ گیا کسینے نادانستہ اندہیری مین سر پہوڑ دیا چند روز زندہ رہا اوسکی والدہ بہی بیمار تہے دونو ایک روز فوت
ہوئی۔ ابو بشر دولابی نے ذریت طاہرہ مین ابن اسحق کے طریق سے حسن بن علی سے ذکر کیا جبکہ ام کلثوم بنت علی
عمر سے بیوہ ہوگئی تو حسن و حسین اوسکے پاس آئے اور کہا کہ اگر علی کو اختیار دیگی تو وہ اپنی فرزندون (بہتیجی) مین کسی کے
ساتہہ تیرا نکاح کر دیگی۔ اور اگر تو بڑا مال و دولت حاصل کرنا چاہتی ہے تو حاصل کر سکتی ہے۔ پہر علی کرم اللہ وجہہ
اندر آئے اور خدا کی حمد و ثنا کہی اور کہا بیٹا خدا نے تیری کام کا تجکو اختیار دیا ہے اور مین چاہتا ہون تو مجکو دیدی
اوسنے کہا ای باپ مین ایک عورت ہون اسمین رغبت کرتی ہون جسمین عورتین رغبت کیا کرتی ہین اور مین چاہتی ہون

[illegible]

ثم قام يقول والله لا اكلم واحدا منهما او تفعلين فاخذ ابنا بها وسالاها
فعلته فقال انی قد زوجتك من عون بن جعفر فما لبث عون ان هلك
فرجع اليها علی رضی الله عنه فقال يا بنية اجعلی امرك بيدی ففعلت فزوجها
اخوه محمد ثم مات عنها فزوجها اخوه عبد الله بن جعفر فماتت عنده و
ذكر ابن سعد نحوه وقال فی اخره فكانت تقول انی لاستحیی من اسما بنت عميس
مات ولداها عندنا فخوف على الثالث قال فهلكت عنده ولم تلد لاحد منهم
وذكر ابن سعد عن انس بن عياض عن جعفر عن محمد عن ابيه ان عمر خطب ام كلثوم
الى علی فقال انما حبست بناتی على بنی جعفر فقال زوجنيها فوالله ما على ظهر
الارض رجل يرصد من كرامتها ما ارصد قال قد فعلت فجاء عمر الى المهاجرين
فقال رفئونی فرفئوه فقالوا بمن تزوجت قال بنت علی سمعت عن النبی صلى الله
عليه وآله وسلم يقول كل صهر ونسب وسبب منقطع يوم القيامة الا صهری
ونسبی وسببی وكان لی به عليه السلام النسب والسبب فاحببت هذا
ايضا ومن طريق عطاء الخراسانی ان عمر امهرها اربعين الفا واخرج بسند صحيح

ك خدا کی قسم مین انمین ایک سے بہی نہ بولونگا جبتک تو یہہ نکریگی پہر تو دونون نے اوسکی کپڑی پکڑ لیی اور اوس سے سوال کیا تو
اوسنے قبول کیا علی نے کہا کہ بیٹی تیرا نکاح عون بن جعفر کے ساہتہ کردیا عون چند روز بعد مرگیا پہر علی اوسکے پاس آئے اور کہا بیٹا اپنا اختیار
مجکو دیدو اوسنے دیدیا پہر اوسکا نکاح عون کے بہائی محمد سے کردیا وہ بہی مرگیا پہر اوسکا نکاح محمد کے بہائی عبد اللہ بن جعفر
سے کردیا اور اوسکے پاس مرگئی اور ابن سعد نے اسکے قریب قریب ذکر کیا اور اسکے آخر مین کہا کہ وہ کہا کرتے تہے کہ مجکو
اسما بنت عمیس سے شرم آتی ہے کہ اوسکے دو فرزند ہماری پاس فوت ہوگئے اور تیسرے پر ہمکو خوف ہے کہا پس وہ اوسکے
پاس آپ مرگئی اور اونمین سے کسی سے نہ جنی اور ابن سعد نے بروایت انس بن عیاض عن جعفر عن محمد عن ابیہ
ذکر کیا کہ عمر نے ام کلثوم کے منگنی کی علی سے درخواست کی اونہون نے کہا کہ مین اپنی لڑکیونکو جعفر کے بیٹونکے واسطے
روک رکہا ہے عمر نے کہا مجسے بیاہ دو واللہ جسقدر مین اسکی بندگی کا منتظر ہون کوئی شخص زمین کی پیٹہ پر امیدوار
نہوگا علی نے کہا مینے بیاہ دیا عمر مہاجرین کے پاس آئے اور کہا کہ مجکو نکاح کی مبارکباد دو پوچہا کس کے ساہتہ نکاح کیا کہا
علی کی بیٹی کے مینے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے فرماتے تہے کہ ہر سلاقہ دامادی اور ناتا رشتہ قیامت کے دن منقطع
ہوجائیگا مگر میرا علاقہ دامادی اور رشتہ ناتا اور مجکو حضرت علیہ السلام سے رشتہ اور وسطہ تو تہا مین نے چاہا کہ یہہ بہی ہو
عطا خراسانی کے طریق سے ہے کہ عمر نے اوسکا چالیس ہزار مہر باندہا تہا اور سند صحیح کے ساہتہ تخریج کی ہے ۱۲

ان ابن عمر صلے علی ام کلثوم وابنہا زید فجعلہ مما یلیہ وکبر اربعا وساق بسند[1]
اخوان سعید بن العاص ھو الذی امہم علیہا انتہی بلفظہ۔ علاوہ ازین اسد الغابہ مین
ترجمہ ام کلثوم مین ہے۔ ام کلثوم بنت علی بن ابی طالب امہا فاطمۃ بنت رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وآلہ وسلم، ولدت قبل وفات رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ خطبہا عمر بن
الخطاب الی ابیہا علی رضی اللہ عنہم فقال انہا صغیرۃ فقال عمر زوجنیہا یا ابا الحسن
فانی ارصد من کرامتہا مالا یرصد بہ احد فقال لہ علی انا ابعثہا الیک فان
رضیتہا فقد زوجتکہا فبعثہا الیہ ببرد فقال لہا قولی ھذا البرد الذی
قلت لک فقالت ذلک لعمر فقال قولی لہ قد رضیت رضی اللہ عنک ووضع
یدہ علیہا فقالت تفعل ھذا لولا انک امیر المومنین لکسرت انفک ثم جاءت
اباھا فاخبرتہ الخبر وقالت لہ بعثتنی الی شیخ سوء قال یا بنیۃ انہ زوجک فجاء
عمر فجلس الی المہاجرین فی الروضۃ وکان یجلس فیہا المہاجرون الاولون فقال
رفئونی قالوا بماذا یا امیر المومنین قال تزوجت ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہ سمعت
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول کل سبب ونسب وصہر ینقطع یوم القیمۃ

---

[1] ابن عمر نے ام کلثوم اور اوسکی فرزند زید پر نماز پڑہی اور اوسکو اپنے متصل رکہا اور چار تکبیرین پڑہی تہ اور دوسری سند سے بیان کیا کہ سعید بن العاص امام ہوا تہا۔ ام کلثوم علی بن ابی طالب کی بیٹی اور اوسکی والدہ فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے پیشتر پیدا ہوئی عمر بن خطاب نے اوسکی منگنی کا اوسکے باپ کو پیام دیا اونہی کہا وہ صغیر سن ہے عمر نے کہا ای ابا الحسن میری ساتہہ اوسکی شادی کر دی کیونکہ جسقدر مین اوسکی بزرگی کا امیدوار ہون کوئی شخص امیدوار نہوگا علی نے کہا مین اسکو تیری پاس بہیجونگا اگر تیری رضا ہوئی تو مین تیری ساتہہ اوسکا نکاح کردونگا پہر اوسکو ایک چادر دیکر بہیجا اور اوسکو کہا کہ کہنا یہہ چادر ہے جو مین نے تجہسے کہی تہی اوسنی عمر سے یہہ ہی کہا عمر نے کہا اوس سے کہنا میں راضی ہوا خدا تعالے تجہسے راضی ہو اور اپنا ہاتہہ اوسپر رکہا اوسنے کہا تو ایسا کام کرتا ہے اگر تو امیر المومنین نہوتا تو مین تیرے ناک توڑ ڈالتی پہر اپنی باپ کے پاس آکر ساری خبر بیان کی اور کہا کہ تو نے مجہکو بری بڈہی کے پاس بہیجا تہا کہا بیٹیا وہ تیرا شوہر ہے پہر عمر مہاجرین کے پاس آکر روضہ مین بیٹہہ گئے اور اوسمین مہاجرین اولین بیٹہا کرتے تہے اونسے کہا مجہکو نکاح کی مبارکباد دو۔ کہا ای امیر المومنین کسکے ساتہہ کہا مینے ام کلثوم بنت علی کے ساتہہ نکاح کیا ہے مین نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا تہا فرماتے تہے ہر واسطہ اور قرابت اور دامادی تعلق قیامت کی روز منقطع ہوگا۔ ۱۲

اِلّا سببی ونسبی وصہری وکان لہ علیہ الصلوۃ والسلام النسب والسبب فاردت ان یجمع الیہ الصہر فزوجہ وتزوجہا علی اربعین الفا فولدت لہ زید بن عمر الاکبر ورقیۃ وتوفیت ام کلثوم وابنہا زید فی وقت واحد وکان زید قد اصیب فی حرب کان بین بنی عدی خرج لیصلح بینہم فضربہ رجل منہم فی الظلمۃ فشجہ وصرعہ فعاش ایاما ثم مات ہو وامہ وصلی علیہما عبد اللہ بن عمر وحسین بن علی رضی اللہ عنہم اجمعین ولما قتل عنہا عمر تزوجہا عون بن جعفر انتہی ملتقطا۔ نقلا عن ازالۃ الغین۔ بعینہ فضل ان روایات اور نصوص وتصریحات کے اس نکاح ثبوت مین اہلسنت کے نزدیک کچہہ خفا باقی نرہا لیکن چونکہ کابرۃ وعنادا شیعیان حضرت کشمیری حبہا نرہبہ آپ اس سے منکر ہین اسلیے اجمالاً اسقدر اور اسلیے کہی دیتے ہین کہ علاوہ انکی اور محدثین اہلسنت نے بطرق شتی اس روایت کے نقل وتخریج کی ہے اگر مفصلاً اوسکو لکہا جاوے تو اندیشہ تطویل ہے اتنا اوسعلوم رہے کہ محدث ابو صالح نے اور حافظ محمد عبد العزیز بن اخضر اور ابو نعیم نے کتاب معرفۃ الصحابہ مین اور طبرانی نے کبیر مین اور دارقطنی وطبرانی نے اوسط مین اور بیہقی نے اور دارقطنی نے بطور سلسلۃ الذہب کے امام صادق سے امام حسین تک اور دارقطنی نے اور طرق مختلفہ سے اس روایت تخریجات کی ہین ترجمہ روایات خاتم المتکلمین مولانا مولوی حیدر علی رحمۃ اللہ علیہ نے تمام روایات کا ازالۃ الغین مین بتفصیل فرمایا ہے جس شخص کو دیکہنے کا شوق ہو ازالۃ الغین جلد اول کے آخر کو مطالعہ کرے اگرچہ اسکے اثبات کے لیے اور بہی نقول ہمارے پاس موجود ہین لیکن چونکہ جسقدر نقل کر دیا ہی اہل انصاف کے لیے کافی ووافی ہے اور زیادہ کی حاجت نہین اسلیے اسی پر اکتفا کرتے ہین۔ اب اسکا ثبوت

۱؎ بجز صہری واسطہ اور قرابت اور دامادی کے اور نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے ساتہہ واسطے اور قرابت تو تہی ہین چاہا کہ دامادی کا تعلق بہی جمع ہو جاوے پہر مہاجرین نے اوسکو مبارکباد دی اور چالیس ہزار مہر پر نکاح کیا تہا زید بن عمر کلان اور رقیہ پیدا ہوئی اور ام کلثوم اور اوسکی فرزند زید نے ایک وقت مین وفات پائی اور زید کو بنی عدی کے خانہ جنگی مین زخم پہنچ گیا تہا باہم صلح کرانے کی واسطے نکلا تہا اونہین مین سے کسی شخص نے اندہیری مین مارا جس سے سر پہٹ گیا پہر چند روز جیا پہر مرگیا وہ اور اوسکی والدہ اور ان پر عبد اللہ بن عمر اور حسین بن علی نے نماز پڑہی اور جب عمر مقتول ہوئی تو پہر عون بن جعفر کے نکاح مین آئی۔ ۱۲

اہل تشیع کے کتابوں سے سنیے - اول تو یہہ ہے جو کلینی نے روایت کی ہے بشرطیکہ غصبت سے
مراد نکاح بغیر رضا ہم تسلیم کر لین اور اسمین بپاس خاطر محب لبیب کچھہ چون وچرا نکرین ورنہ
حقیقۃً غصب فرج سے نکاح مراد کہنا صحیح نہین ہے بلکہ وآیات کے بھی خلاف ہے جیسا ہم آیندہ عرض کرینگے
اور سنیے - آپکے حضرت شہید ثالث مجالس المومنین اثناء ذکر عباس رضی اللہ عنہ مین تحریر
فرماتے ہین - در کتاب استیعاب وغیرہ آن مسطور است کہ چون عمر بن الخطاب جہت ترویج خلافت
فاسدہ خود تزویج ام کلثوم دختر مطہر حضرت امیر نمود آنحضرت جہت اقامت حجت مکرر اظہار
اباء و امتناع نمود عمر عباس را نزد خود طلبید و سوگند خورد - گفت اگر تو علی را راضی نسازی آنچہ
در دفع او ممکن باشد خواہم کرد و منصب سقایہ حج و زمزم از تو خواہم گرفت عباس ملاحظہ نمود اگر
این نسبت واقع نشود آن فظ غلیظ مرتکب چنان امور ناصواب خواہد شد از حضرت امیر التماس
والحاح نمود کہ ولایت نکاح آن مطہرہ مظلومہ باو تفویض فرماید چون مبالغہ عباس در آن باب از حد
گذشت آنحضرت از روی اکراہ ساکت شد تا آنکہ عباس ارتکاب تزویج از پیش خود نمود و جہت
اطفاء نائرہ فتنہ او را با آن منافق ظاہر الاسلام عقد فرمود و ظاہرا بواسطہ این وکالت فضول
و امتثال آن حضرت امیر عباس را مانند دیگر یاران فدائی خود راسخ در محبت و اخلاص نمیدانست
و لہذا چنانکہ سابقاً در احوال سید الشہداء مذکور شد آنحضرت از عباس و عقیل بخلیفین جافیین تعبیر فرمود
اور بعینہ یہی آپکے شہید ثالث قاضی نور اللہ شوستری مجالس المومنین اثناء ترجمہ محمد بن جعفر طیار
مین تحریر فرماتے ہین - و محمد بن جعفر بعد از وفات عمر بن الخطاب بشرف مصاہرت امیر المومنین علیہ السلام
مشرف گشتہ ام کلثوم را کہ با عدم کفارت از روی اکراہ در حبالہ عمر بود تزویج نمود - اور سنیئے صاحب
تاریخ حبیب السیر خاتمہ ذکر فاروق رض پر جسجگہ انکی ازواج و اولاد کا ذکر کیا ہے لکھا ہے - پنجم
ام کلثوم بنت امیر المومنین علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ و از وی پسری و دختری تولد نمودند
پسر زید نام داشت و دختر رقیہ و از ایشان عقب نماند چنانچہ در مقصد اقصی مذکور است زید را
عبد الملک بن مروان زہر داد - اور سنیئے آیات بینات سے نقلاً لکھتے ہین (۱) قاضی شوستری نے

مجالس المومنین مین لکہا ہے - اگر نبی دختر بعثمان داد ولی دختر بعمر فرستاد و (۲) ابوالقاسم
قمی شارح شرائع اس قول کی شرح مین یجوز نکاح العربیۃ بالعجمی[1] والہاشمیۃ
بغیر الہاشمی لکہتا ہی زوج علی بنتہ ام کلثوم من عمر[2] (۳)
مجالس المومنین مین ابو الحسن علی بن اسمعیل سے نقل کیا ہے - او را از چند امر پرسیدند کہ از انجملہ
شدہ نکاح خلیفہ ثانی ست جوابہ داد کہ دادن دختر بعمر کہ جناب امیر المومنین را اتفاق افتاد
باین جہت بود کہ اظہار شہادتین سے نمود و زبان اقرار بفضیلت رسول می کشود و دران باب غلظت
و فظاظت او نیز مسطور بود (۵) تہذیب مین ہے عن[3] محمد بن احمد بن یحیی
عن جعفر بن محمد القمی عن القداح عن جعفر عن ابیہ علیہم السلام
قال ماتت ام کلثوم بنت علی علیہ السلام وابنہا زید بن عمر بن الخطاب فی
ساعۃ واحدۃ ولا یدری ایہما ہلک قبل فلم یورث احدہما من الاخر وصلی
علیہما جمیعا (٦) قول مرتضی کا شافی اور تنزیہ الانبیا مین - فاما[4] نکاحہ فقد ذکرنا فی
کتاب الشافی الجواب عن ہذا الباب مشروحا و بینا انہ علیہ السلام ما اجاب
عمر الی نکاح ابنتہ الا بعد توعد و تہدد و مراجعۃ و منازعۃ و کلام طویل مأثور
اشفق معہ من سوء الحال و ظہور ما لا یزال یخفیہ (۸) مصائب النواصب مین قاضی
شوستری نے لکہا ہے کہ محدثین کا اقرار ہے کہ یہہ نکاح جبر و اکراہ سے ہوا - انتہی چونکہ عمر چوتہا

---

[1] نکاح عربی عورت کا عجمی مرد کے ساتہہ اور ہاشمی عورت کا غیر ہاشمی مرد کے ساتہہ جائز ہے ۱۲ [2] حضرت علی نے اپنی دختر ام کلثوم کو عمر کے ساتہہ بیاہ دیا - ۱۲ [3] امام محمد باقر سے روایت ہی کہ ام کلثوم بنت علی علیہ السلام اور اوسکا فرزند زید بن عمر ایک وقت مین فوت ہوئی اور یہہ نہ معلوم ہوا کہ کون انمین سے پہلے فوت ہوا اسلیے ایک دوسرے کا وارث نہوا اور دونو پر اکہٹی نماز پڑہی گئی ۱۲ [4] لیکن حضرت کا نکاح کر دینا پس اس بات کی بابت شرح جواب ہمنے کتاب شافی مین ذکر کیا ہے اور بیان کیا ہے کہ علی علیہ السلام نے اپنے بیٹی کے نکاح کو عمر کے ساتہہ قبول نہین کیا مگر ڈرانے اور دہمکانے اور جہگڑے اور لمبی گفتگو کے بعد جسمین بری [illegible] اور اسکی ظاہر ہوجانے کا جسکو ہمیشہ چہپاتے تہے خوف ہوا - ۱۲

ثبوت اصل کتاب سے اور ساتوان اوپر نقل کرچکے تہے اسلیے یہان ترک کردیا۔ غرضکہ اگر تتبع کیا جاوے تو اور بہی بہت طرف سے اسکا ثبوت ہوسکتا ہے لیکن صاحب عقل و دین کے واسطے یہہ بہی کافی ہے۔ اب بعد ان نصوص و تصریحات کے جو فریقین کے کتب معتبرہ اور علماء معتمدین کے اقوال سے نقل ہوئی کوئی شخص جسکو ذراسی عقل اور تہوڑا سا دین واہب العطیات کی طرف سے ملا ہو اس امر کا انکار نہین کرسکتا کہ یہہ نکاح ام کلثوم بنت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ہوا اور یہہ دعوے نہین کرسکتا ہے کہ یہہ نکاح ام کلثوم بنت صدیق سے منعقد ہوا کیونکہ روایات مذکورہ صریح دلالت کرتی ہین کہ علماء فریقین کے نزدیک مسلم ہے کہ یہہ نکاح ام کلثوم بنت علی جو حضرت زہرا کے بطن مبارک سے تولد ہوئین منعقد ہوا روایات اہلسنت مین تو صریح مذکور ہے حاجت بیان نہین اور روایات شیعہ مین بہی گویا تصریح ہے قاضی صاحب شوستری نے بعد عمر رض کی محمد بن جعفر سے مصاہرت بیان کی اور ظاہر ہے کہ یہہ مصاہرت بسبب تزویج ام کلثوم بنت فاطمہ تہی نہ بسبب تزوج ام کلثوم بنت صدیق کے ابو القاسم قمی نے ام کلثوم کے ہاشمیہ ہونے کی شہادت دی اور تسلیم کرلیا اور یہہ اسیوقت ممکن ہے جبکہ ام کلثوم بنت فاطمہ ہون اگر یہہ ام کلثوم بنت صدیق ہو تو ہر ایک احمق بہی سمجہہ سکتا ہے کہ وہ ہاشمیہ ہونگی اور اسیطرح باقی نصوص بہی اسیطرف راجع ہین غرضکہ ان نصوص و تصریحات سے بخوبی ثابت ہے کہ یہہ نکاح حضرت ام کلثوم بنت فاطمہ رض سے ہوا۔ اگرچہ اسکی بعد کچہہ ضرورت نہ تہی کہ ہم اسکی ابطال کیطرف اور بہی متوجہ ہون۔ لیکن اسلیے کہ ناظرین رسالہ حضرات شیعہ کے دین و دیانت فہم و فراست اور عقل و کیاست علم و فضیلت کا بخوبی اندازہ فرمالین اور معلوم کرلین کہ یہہ حضرات ہمیشہ نئی نئی تراش و خراش مذہب فرماتے رہتے ہین اور آئے دن ایک نئی گہڑت ہوتی رہتی ہے تہوڑی سی اور بہی اسکی توضیح کرتے ہین پس جب واضح ہو کہ تتبع قاصر احقر سے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ جواب اور یہہ توجیہ جو ہمارے فاضل مجیب نے فرمائی ہے۔ قاضی شوستری کے زمانہ تک بلکہ اوسکی بعد کشمیری صاحب صاحب نزہہ تک بہی ایجاد نہوئی تہی۔ کہ اونہون نے اس جواب و توجیہہ کو اختیار بلکہ ذکر بہی

نے فرمایا معلوم ہوتا ہی کہ یہہ ایجاد و اختراع حال کا ہی - اول متقدمین مین بعض علماء اعلام
مثل شیخ مفید کی اس نکاح کے وجود ہی سے انکار کیا اور فرمایا کہ جس روایت مین یہہ مروی ہے
وہ روایت زبیر بن بکار کی طریق سے ہے اور وہ مبغض امیرالمومنین ہے اور قابل اعتبار کے
نہین - پہر جب دیکہا کہ انکار ایسی خبر کا جو بمنزلہ متواتر کے ہے پیش نہین جاتا اور ماہتاب ہشت
خاک سے نہین چہپ سکتا تو دوسرے راہ چلی بعضون نے جناب امیر کے معجزہ اور کرامت
پر مٹا لا کہ آپنے وقد بجوان ہے ایک جنیہ بلا کر اور متشکل بشکل ام کلثوم کرکے بہیجدی تہی اور وہ جنیہ
حضرت عمر کے پاس رہی کسی نے تقیہ کی پناہ پکڑی کسینے حضرت کے صبر و سکوت کا نتیجہ کہا
کسینے بنات لوط کو شبہ بہ قرار دیا کسینے بنات طیبات حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے
مماثل بتلایا - کوئی سبب ظاہری کلمہ گوئی عمر کے اوسکو جائز اور مباح کہتا ہے اور کوئی بوجہ
نفاق و کفر باطنی کے اوسکو مثل اکل میتہ و لحم الخنزیر کے اضطرار آ بحق جناب امیر ثابت کرتا ہے
غرض کوئی مستانہ وار کچہہ نغمہ سرائی کر رہا ہے کسیکا کچہہ ترانہ ہے - لیکن کوئی اس لجۂ مصیبت
ساحل خلاص پر نہ پہونچا - اور کسیکو اس ورطہ ہلاکت سے راہ نجات نسوجہی تمام تاویلات مہمل اور
ساری تسویلات لغو و لاطائل جب کوئی توجیہہ گرہ کشا نہوئی - اور دیکہا کہ خصم گلوگیر سے رہائی
محال ہے تو اسلیں پچہلون نے ایک نیا لباس بدلا - اور نرالی توجیہہ نکالی اور اوسکو مایہ الافتخار
سمجہا حالانکہ وہ بہ نسبت توجیہات سابقہ کے بہی زیادہ لغو اور پوچ ہے اور یہہ مردود ہی بہت ہی
اول ہر چہ روایات فریقین کے اسکی مکذب ہین روایات سے صاف ثابت ہی کہ یہہ نکاح ام کلثوم
بنت فاطمہ رض سے ہوا - اگر یہہ نکاح فی الواقع ام کلثوم بنت صدیق رض سے ہوا تہا تو آپکے علمانے
کیون زبان سے نکالا اور آجتک یہہ لغو توجیہات کیون کرتے رہے - اجی حضرت اگر واقعی
یہہ نکاح بنت صدیق رض سے ہوا ہوتا تو آپکے اکابر تو ایک عالم کو سر پر اوٹہا لیتی اور برخلاف اسکے
اپنی عجز کے معترف ہین - دوسری یہہ کہ عمر بن خطاب رض بزعم شیعہ دشمن اہلبیت رض اور اونکی تذلیل
و توہین کے درپے تہے چنانچہ اہلبیت کے گہر کو جلا دیا اور طرح طرح کی اہانت کی - جسکا

[illegible]

مابین خارج از حد امکان ہے پس مقصود اس نکاح سے یا اہلبیت کو ایذا رسانی تہی چنانچہ تعلقات باہمی سے حسب روایات شیعہ ظاہر و باہر ہے۔ یا مقصود ترویج خلافت تہی کہ اس بضعۃ الرسول جگر گوشہ بتول کو عقد ازدواج میں لینے سے وجاہت خواص و عوام مین ہو جائیگی چنانچہ قاضی صاحب شوستری نے اس امر کی تصریح فرمائی اور نہایت بدیہی ہے کہ یہہ دونوں امر جبتک ام کلثوم بنت فاطمہ رض تسلیم نکیجاوین حاصل شدنی نہین۔ تیسرے یہہ کہ یہہ محض جہوٹ اور افترا ہے کہ ام کلثوم بنت صدیق رض حضرت امیر المومنین کی بیٹی بسبب ربیبہ ہونے کے مشہور تہی جبتک اسکی شہرت کو دلائل معتبرہ سے ثابت نفرماوین لائق التفات نہین بلکہ یہہ ممکن نہین کیونکہ بعد نزول آیت ادعوھم لاٰبائھم ھو اقسط عند اللہ۔ غیر باپ کے طرف نسبت کرنا ممنوع ہو چکا تہا۔ اور نیز ام کلثوم بنت علی کے ساتہہ التباس واشتباہ کو یہہ اطلاق مستلزم تہا اسلیے ہرگز یہہ اطلاق صحیح نہین ہو سکتا ورنہ تو لازم آتا ہے کہ محمد بن ابی بکر پر بہی محمد بن علی ابن ابی طالب کا اطلاق کیا جاوے کیونکہ جیسی ام کلثوم حضرت کے ربیبہ تہی ایسی ہی محمد بن ابی بکر بہی آپکے ربیب تہے بلکہ محمد بن ابی بکر کو بہ نسبت ام کلثوم کے بہت زیادہ خصوصیت تہی۔ حسب روایات شیعہ اپنے حقیقی باپ سے زیادہ حضرت کو سمجہتے تہے ہمیشہ حضرت کے رفیق و غمگسار رہے۔ حضرت بہی بکمال شفقت محمد بن ابی بکر کو ولد ناصح سے یاد فرماتے ہین۔ چنانچہ نہج البلاغت مین یاد آتا ہے کہ مروی ہے۔ چوتہی یہہ کہ اگر بفرض محال روایات مین ام کلثوم بنت علی سے ام کلثوم بنت صدیق ہی مراد ہون تاہم صحیح نہین کیونکہ ظاہر ہے کہ یہہ اطلاق مجازاً ہے اور متفق علیہ مسئلہ ہے کہ عدول عن الحقیقۃ جبتک حقیقت متعذرہ نہو اور قرینہ صارفہ عن الحقیقۃ قائم نہو اوسوقت تک معنی مجازی صحیح نہین ہو سکتے۔ ما نحن فیہ مین ہرگز معنی حقیقی متعذر نہین بلکہ معنے مجازی متعذر ہین۔ چنانچہ ہم عنقریب بیان کرینگے اور قرینہ صارفہ عن الحقیقۃ بہی مفقود ہے کوئی قرینہ لفظی یا عقلی ایسا نہین ہے جو حمل علی الحقیقۃ سے مانع ہو بلکہ صریح قرائن حمل علی الحقیقت کو مستلزم ہو رہی۔ چنانچہ علت ترویج خلافت بیان کرنا اور بعد انتقال

فاروق رض کے محمد بن جعفر کے ساتھہ عقد واقع ہونا۔ عدم کفائت کا ہونا۔ حضرت ۲ کے فعل کے ساتھہ
کہ آپنے اپنی دختر بطہور ذی النورین کو دی تہی مماثلت بیان کرنا۔ ہاشمیہ ہونا۔ یہہ سب قرائن
مستلزم اسکو ہین کہ یہہ ام کلثوم جناب امیر کی صلبی دختر نہین اور بنت صدیق جو آپکے ربیبہ تہین
نہین تہے۔ پانچوین اس تاویل و تسویل کی گہڑنے اور تراشنے والونکو یہہ بہی نہ سوجہا۔ کہ اتنا
سمجہین کہ یہہ نکاح ام کلثوم بنت صدیق سے ممکن ہے یا نہین اور تاریخ ولادت دونو ام کلثوم
بنت علی مرتضی اور ام کلثوم بنت ابوبکر صدیق کو دیکہین۔ سچ ہے دروغ گو را حافظہ نباشد۔ بہلا جیسے
اب اس عقدہ کو ہم کہولتے ہین۔ اور حضرات کے اس توجیہ کو ہباء منثور کرتے ہین اور خاک مین
ملاتے ہین اب چاہیے کہ کسی نئی تاویل تراشی کی فکر فرماوین پس واضح ہو کہ یہہ نکاح متنازع فیہ
ام کلثوم بنت صدیق سے ممکن نہین کیونکہ جب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تہی اسوقت
تک یہہ ام کلثوم پیدا نہین ہوئی تہے اور حمل مین تہی تو ابتداء خلافت فاروق مین پیدا ہوئی
چنانچہ ابن حجر عسقلانی تقریب التہذیب مین تحریر فرماتے ہین ام کلثوم بنت ابی بکر
الصدیق توفی ابوها وهی حمل من الثانیه۔ اور روایت سابقہ سے یہہ بہی واضح ہے
کہ بعد نکاح کے حضرت فاروق رض سے ایک لڑکا زید بعد ایک لڑکی رقیہ تولد ہوئی۔ اور مدت خلافت
حضرت فاروق تقریبا دس سال ہے۔ اب اہل عقل و خرد کے غور فرمانے کا مقام ہے کہ
حضرت فاروق ایسی صغیرہ سے جو انکی ابتداء زمانہ خلافت مین ہوئی ہو نکاح کرین اور یہہ اس
لیکر نو دس سال کے عرصہ تک وہ بالغہ بہی ہو جائے اور دو بچے بہی پیدا ہو جاوین عقل باور کرتی ہے
سبحانک ہذا بہتان عظیم۔ اور ام کلثوم بنت فاطمہ رض بہی اگرچہ صغیرہ تہین۔ لیکن بہ نسبت اس ام کلثوم
کی کئی سال بڑے تہین کیونکہ انکی پیدایش زمانہ حیات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین ہوئی
تہی چنانچہ ہم روایات سابقہ مین نقل کر آئی ہین ولدت قبل وفاة رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم تو متعین محقق ہوا کہ یہہ نکاح ام کلثوم بنت فاطمہ رض سے ہوا اور ہماری فاضل

۱۵ ام کلثوم بنت ابی بکر صدیق یہہ حمل مین تہین اسکے باپ نے وفات پائی طبقہ ثانیہ سے ہین
۲ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے پہلے پیدا ہوئی ۱۲

مجیب کا دعوی کہ یہہ نکاح ام کلثوم بنت صدیق سے ہوا باطل ہوگیا۔ پہر ہماری فاضل مخاطب نے
ایک روایت ایک مجہول الاسم کی المسمی کتاب ہمت السعداء سے جو یہہ لکہی کہ وہ ام کلثوم کہ جسکے ساتہ
عقد نکاح فاروق ہوا وہ بنت صدیق تہی محض کذب اور سراسر غلط ہے اگر بالفرض اوس کتاب مین
ہم اس عبارت کو صحیح تسلیم کرلین اور الحاقی نہ کہین تاہم بمقابلہ اون روایات کے جو کتب معتبرہ
مشہورہ فریقین سے نقل کیگئی اسکو غلط سمجہا جائیگا۔ اور اسکی کذب و دروغ ہونے پر دوسری
دلیل یہہ ہی کہ اس روایت مین لکہا ہے۔ باز نکاح ابوبکر درآمد از ابوبکر پسری عبدالرحمن نام
ویک دختر ام کلثوم زائید۔ حالانکہ یہہ باتفاق فریقین سراسر غلط ہے عبدالرحمن بن ابی بکر
ہرگز بطن اسماء بنت عمیس سے نہین ہے بلکہ محمد بن ابی بکر اسماء بنت عمیس کے بطن سے پیدا ہوا
اور عبدالرحمن بن ابی بکر حضرت عائشہ رض کے حقیقی بہائی ام رومان کے بطن سے تہے پس
اگر یہہ عبارات الحاقی نہین ہین اور اصل مصنف کی ہی ہین تو جسکو اتنی بہی خبر نہین کہ ابوبکر کا
فرزند اسماء بنت عمیس کے بطن سے عبدالرحمن تہا یا محمد جو اونے طلبہ علوم پر بہی پوشیدہ نہین
اوسکا کلام بے شک ہماری فاضل مخاطب کے ہی نزدیک بمقابلہ روایات معتبرہ صحیحہ و اقوال علماء
مستند قابل التفات ہوگا۔ پس حضرات پر خدا کا خوف اور اہل علم سے حیا و شرم ختم ہے۔ مین
یقیناً جانتا ہون کہ یہہ امر کہ ابوبکر صدیق کے فرزند اسماء بنت عمیس کے بطن سے عبدالرحمن تہے یا محمد
ہماری فاضل مخاطب پر بہی باوجود ادعاء تبحر مخفی نہوگا اور نہین تو نہج البلاغت اور اوسکی شروح
ہی سے یہہ امر ثابت ہے کہ محمد بن ابی بکر اسماء بنت عمیس کے بطن سے تہی اور جناب
امیر کی ربیب تہی لیکن تعجب ہے کہ روایت کے نقل کے وقت عقل و فہم کو کیون جواب دیدیا تہا
ہوش و حواس کو کہان رخصت کردیا تہا کہ اسکی نقل کے وقت کچہہ خبر نرہی انا پ شناپ
مہملات کو نقل کردیا فی الواقع یہہ اس اعتراض کے عویص اور حجر الاصم ہونے کا نتیجہ ہے وبس
پس ایسی مہملات و خرافات سے بحمد اللہ اہل سنت فریب نہین کہاتے۔ الحاصل یہہ نکاح
ام کلثوم بنت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتہہ ہوا ہے نہ ام کلثوم بنت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

ہمت السعداء کی روایت کی تنقید

یا کسی دوسری ام کلثوم کے ساتھہ جیسا شیعیان وقت کا زعم ہے اور عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ
کے ساتھہ ہوا ہے نہ کسی دوسری عمر یا عمرو کے ساتھہ جیسا شاید مجبور ہو کر شیعیان آئندہ دعوی کرنے
لگین کیونکہ اول تو متقدمین اور متاخرین علمار شیعہ نے اسکو قبول اور تسلیم فرمالیا ہے چنانچہ
روایات سابقہ سے واضح ہوچکا نہین صرف تسلیم ہی نہین کیا بلکہ فقہار شیعہ نے اس سے
استنباط مسائل بھی فرمایا ہے۔ چنانچہ ابوالقاسم قمی شارح شرائع کی تصریح سے واضح ہے۔ پھر یہہ
ام کلثوم بنت فاطمہ حضرت امام حسن حسین زینب الکبرے رضی اللہ عنہم سے حسب تصریح
صاحب الہامیہ چھوٹی ہین اور سنہ ۹ ہجری مین تقریباً پیدا ہوئین تو ابتدا خلافت فاروقی مین انکی
عمر تقریباً پانچ سال کے ہوگی کیونکہ دو برس اور پانچ چھہ ماہ خلافت صدیقی کے بھی گذرے اور
صاحب الہامیہ نے جو بعض روایات سے ثابت کیا کہ نکاح کے وقت حضرت عمر کا سن ساٹھہ برس کا
تھا کچھہ قابل اعتبار نہین کیونکہ اوسی روایت سے یہہ بھی ثابت ہی کہ ام کلثوم کے عمر چار سالہ تھی
اور ظاہر ہے کہ حضرت عمر کی عمر تریسٹھہ ۶۳ سال سے متجاوز نہین تو وفات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے وقت
ام کلثوم سات سالہ ہوئین اور اونکے بطن مبارک سے دو بچے بھی تولد ہوئی ایک زید دوسرے
رقیہ تو کیا کوئی عاقل تجویز کرسکتا ہے کہ سات سال عمر تک دو بچے کسی لڑکی کے پیدا ہو جائین
اصل یہہ ہے کہ واقفان سیر جانتے ہین کہ بزرگونکی تولد اور وفات اور سن عمر وغیرہ مین اختلاف
کثیر ہے کوئی امر ایسا نہین الا ماشاء اللہ جسمین اختلاف نہو۔ خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی عمر کو ۵۹
سال بھی لکھا ہے۔ تو کوئی شخص قطعی طور پر کسی امر کے سن کہ معتبر نہین سمجھہ سکتا علی الخصوص
ایسی حالت مین جبکہ بداہت عقل صراحۃً اوسکی تکذیب کرتے ہو اور قرینہ قاطعہ اوسکی کذب ہونے پر
قائم ہو۔ قطع نظر اس سے ہم تسلیماً کہتے ہین کہ یہہ روایت صحیح ہے اور اسکی وجہ صحت یہہ ہے
کہ عموماً عرب مین شائع ہے کہ احاد کے کسرات مین مشہور کو ساقط کر دیتے ہین اور عشرات
کی کسرات مین احاد کو گرا دیتے ہین۔ خاصکر جبکہ تعین کسر معلوم نہو تو اس روایت مین بھی
چونکہ سال نکاح علی التعیین معلوم نہین لیکن پچاس اور ساٹھہ کے تقریباً مابین واقع ہوا ہے

اصلی کی سرات کو حذف کر دیا اور عشرہ اطلاق کر دیا نقل روایت مین رسالہ الہامیہ کے یہہ الفاظ مین چھٹی روایت وہی کتاب المودہ مذکور مین یون ہے ان عمر بن الخطاب لما خطب ام کلثوم واعتذر علی بصغرھا فقال عمر مالے حاجۃ الی النساء لکن ابتغی الوسیلۃ الی محمد علیہ السلام وھو یقول کل سبب ونسب ینقطع بالموت الا سببی ونسبی فزوجہا علی ایاہ بمھر اربعین الف درھم فساق ذلک کلہ عمر وھی ابنۃ اربع سنین ومابین الاربع والخمس وعمر ستین سنین فاجلسہا عمر الی جنبہ فرفع میزرھا ومسح یدہ علی راسہا فجردساقہا فرفعت یدھا وکادت ان تلطمہ وقالت لولا انک امیر المؤمنین للطمت علی خدک فقال عمر دعوھا فانہا ھاشمیۃ قرشیۃ - علاوہ ازین اس روایت کے صریح الفاظ کا مدلول یعنے وسیلہ کا طلبگار ہونا روایت کل سبب الخ بیان کرنا حضرت علی سے خواستگار ہونا - ہاشمیہ قرشیہ اوسکو کہنا یہہ سب اوسکی بنت فاطمہ ہونے کو مستلزم ہین اور بنت صدیق ہونے کو منافی - پہر یہہ نکاح ام کلثوم بنت صدیق رضی اللہ عنہ سے ہونا ممکن نہین کیونکہ اول تو یہہ ابتداء خلافت فاروقی مین تولد ہوئی اتنے زمانہ مین اسکا بالغہ ہونا اور دو بچے پیدا ہونا محالات عادی سے ہے پہر عمر کو اسکی خواستگاری کی کچھہ حاجت نہ تہی - اہلبیت صدیق سے عداوت نہ تہے کہ اوسکی تذلیل و توہین مد نظر ہو - بلکہ اگر حضرت عمرؓ موافق ہمارے اعتقاد کے خلیفہ راشد تہے اونکی غرض اس نکاح سے رسولؐ کے ساتہہ پیوندگی ہے تہے چنانچہ ہماری روایات سے ثابت ہے اور اگر حسب مزعوم شیعہ دشمن اہلبیت تہے تو بہی اونکی غرض اسی ام کلثوم سے متعلق ہے کیونکہ اوسیکے غصب مین تذلیل اہلبیت ہے نہ بنت ابوبکر مین - اور اگر بفرض محال یہہ ام کلثوم

ف ۱ عمر بن خطاب نے جب ام کلثوم کی خواستگاری کی اور علی نے اوسکی صغر کا عذر کیا تو عمر نے کہا کہ مجکو عورتونکی طرف رغبت نہین مین محمد علیہ السلام کی طرف وسیلہ چاہتا ہون اور وہ فرماتا ہے ہر واسطہ اور رشتہ موت سے منقطع ہو جائیگا مگر میرا واسطہ اور رشتہ تو علی نے چالیس ہزار درہم مہر پر اوسکا نکاح عمر کو ساتہہ کر دیا - عمر نے یہہ سب بہیجدیا اور ام کلثوم چار سال کی اور عمر کی عمر ساٹہہ برس تہی تو عمر نے اوسکو اپنی پہلو مین بٹہایا اور اوسکی ازار کو اوٹہایا اور اوسکی سر پر اپنا ہاتہہ رکہا اور اوسکی پنڈلی کہولی اوسنی ہاتہہ اوٹہایا اور قریب تہی کہ عمر کے طمانچہ مارے او کہا کہ اگر تو

بنت صدیق ہوتے تو حضرت امیر سے اسکی خواستگاری کے کیا معنی تہی ہمت السعداء کے
روایت سے جسکو علماء شیعہ نے معتمد سمجہکر اپنا مستدل قرار دی ہ کہا ہے ثابت ہے کہ حقیقی
بہائے ام کلثوم کا عبد الرحمن بن ابی بکر تہا تو ظاہر ہے کہ وہ ولی ام کلثوم کا ہوا
نہ حضرت امیر اور عبد الرحمن بن ابی بکر لاریب موالین خلفاء مین سے تہا اگر عمر
اوسکی خواستگاری فرماتے تو حضرت امیر کا اوسمین کچہہ دخل نہ تہا نکاح بولایت عبد الرحمن
بلا وقت اور بدون کشاکشی کے ہوجاتا پس ای حضرات ذرا ہوش مین آو عقل کے ناخن لو اور
جب اہل حق کے مقابلہ مین قدم رکہو اور سمجہہ لو کہ اس قسم کے الہامات الہام نہین ۔ بلکہ
محض وسوسہ شیطانی ہین ۔ معہذا یہہ کچہہ ام کلثوم ہے پر تو منحصر نہین بلکہ لفظ کافی کلینی صاف
دال ہین کہ یہہ غصب معاذ اللہ توبہ توبہ بہت سی فروج دشمنان اہلبیت پر واقع ہوا وہ اس کو
اول فرج غصبت منا فرماتے ہین اور اولیت اوسیوقت متحقق ہوگی جبکہ پہر بہی یہہ سانحہ
ہوش ربا واقع ہوا ہو ۔ غالباً اس سے آپکے امام کلینی کی مراد یہہ ہوگی جو حضرات ائمہ اپنی
بنات اور اخوات کو معاذ اللہ نواصب کو دیتے تہے چنانچہ حضرت سکینہ مصعب بن زبیر کے
نکاح مین تہی بیان بہی فرمائی کہ سکینہ کوئی اور سکینہ تہی ۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم
اب تیسری روایت کی کیفیت بہی سن لیجیئے کہ جو ہمارے فاضل مخاطب نے فتح الباری شرح
بخاری سے نقل کی ہے کہ اصل اوس روایت کو قاضی نور اللہ شوستری نے ابن حجر
متاخر یعنے مکی سے اپنے مصائب مین نقل کیا ہے جسکا ترجمہ خاتم المتکلمین مولانا مولوی
حیدر علی رحمۃ اللہ علیہ نے ازالۃ الغین مین اسطرح کیا ہے باآنکہ معارض سنت مانچہ ذکر کردہ اند
آنرا بسیاری از اہلسنت از جملہ ایشان ابن حجر متاخر ست در کتاب خود گفتہ کہ چون علی
علیہ السلام اباکرد آخرا نکاح ابنۃ خود از برائی عمر وصغر او را عذر ساخت وعذر او را عمر قبول نمود
تا آنکہ ملجا ساخت علی را باآنکہ ام کلثوم را بیارا و بنماید پس او را نزد عمر فرستاد وچون عمر او را دید
اخذ کرد وضم نمود او را بخود و بوسید او را وبعد از آن ابن حجر عذر خواست در آنچہ عمر کردہ بود

از ضم وتقبیل پیش از وقوع عقد تحلیل یا نکہ ام کلثوم بنا بر صغر بحدی رسیده بود که بسبب شهوت
شود تا حرام شود ضم وتقبیل واگر صغر او رانمے بود پدر او رانمے فرستاد - بعد قاضی شوستری
کی اس روایت کو آپکے علامہ کشمیری نے نزہہ مین ابن حجر سے نقل کیا ہے اور مطلق ابن حجر
لکھا ہے نہ عسقلانی لکھا نہ مکی لکھا نہ کسی کتاب کا حوالہ دیا - چہارم آنکہ معارض ست بروایاتیکہ
اہلسنت درباره نکاح حضرت ام کلثوم ذکر کرده اند از انجملہ ابن عبد البر در کتاب استیعاب
دراثنا ترجمہ ام کلثوم روایت کرده از عمر بن الخطاب خطب الی علی ابنتہ ام کلثوم
فذکر صغرها فقیل له ردک فعاوده فقال له علی ابعث بها الیک فان رضیت
فهی امراتک فارسل بها الیه فکشف عن ساقها فقالت مه لولا انک امیر المومنین
للطمت عینک انتهی وابن حجر چنین روایت کرده ان علیا لما ابی عن النکاح ابنته بعمر
واستعذر بصغرها لم یکن یقبل منه ذلک العذر حتے الجاه ان یوبها اباه
فارسلها الیه فلما راها عمر اخذها وضمها الیه وقبلها بعد شوستری اور کشمیری کی
اس روایت کے ایک حصہ کو ہمارے فاضل مجیب نے نقل کیا اور فتح الباری شرح صحیح بخاری
کی طرف اس روایت کے تخریج کو نسبت کیا جو علامہ ابن حجر عسقلانی کی تصنیف ہے پس اول تو
یہہ روایت اون روایات کے مخالف ہی جو موافق جمہور کے ابن حجر اصابہ مین بیان کی ہین چنانچہ
ہم اوپر نقل کر چکے ہین - پہر ہمکو یہہ معلوم نہین کہ اس روایت کی نقل مین شوستری صاحب
سچے ہین کہ یہہ روایت موافق اونکی ابن حجر متاخر مکی کی ہے یا ہمارے فاضل مجیب سچے مین
کہ یہہ روایت اونکی فرمانے کے موافق ابن حجر عسقلانی کی فتح الباری شرح صحیح بخاری مین ہی
چونکہ بوجوہ مذکوره ہمکو اس روایت کے صحت نقل مین کلام ہے اسلیے ہم اپنے فاضل مجیب سے
دریافت کرتے ہین کہ فتح الباری مین یہہ روایت کس جگہ مذکور ہے تاکہ ہم اسکی صحت نقل سے
مطلع ہون فتح الباری کو یہانتک اسکے مواقع مین تتبع کیا گیا ہمکو دستیاب نہین ہوئی اور اگر
بفرض محال فتح الباری مین یہہ روایت ہو تاہم چونکہ یہہ روایت مخالف جمہور محدثین مثل

صاحب استیعاب و شیخ ابن الہمام و دارقطنی و بیہقی و شریف موسوی اور طبرانی نے غیرہ کی ہے بلکہ خود عسقلانی کی روایت کے بھی مخالف ہیں کہ تمام تحقیقات جہابذۂ محدثین کے صراحۃً رضا و خوشنودی پر دال ہیں اسلیے قابل اعتبار و احتجاج کے نہین ہو سکتے اور بالفرض اگر اسکو بھی تسلیم کرین تو حسب قاعدہ الحدیث یفسر بعضہ بعضاً اسکے یہہ معنے ہین کہ حضرت فاروق نے اس معاملہ مین اپنے زیادت الحاح والتماس و سالت اور کثرت مراجعت و معاودت و مراودت سے جیسا کہ اکثر شیوہ و معمول شرفا ہے جناب مرتضوی کو ملجا و مضطر کیا نہ یہہ کہ جبر و اکراہ و تعدی اور عدوان و غصب کے طور پر کیا ہو یا قتل کے دہمکی یا عباس کے سقایت و زمزم کے غصب کی دہمکی سے مکرہ اور مضطر کیا ہو معاذ اللہ من سوء الفہم۔ پس اسجگہ لفظ الجاء سے مراد بجز کثرت الحاح والتماس کے اور کچہہ نہین ہو سکتا چنانچہ اور روایات سے بہی اسکی تائید ہوتی ہے کہ فاروق کو اسکے طرف کمال شغف تہا اور ایسی حالت مین کہ ناکح معمر ہو اور مخطوبہ نہایت صغیرہ ہو اور اسکو کسے اپنے قریب کے لیے تجویز کر رکہا ہو تو ایسی حالات کیوقت جسقدر الحاح والتماس و طلب و مسالت مرد کیطرف سے ہو اور عذر و انکار اولیاء مخطوبہ کی طرف سے ہو بجائی خود ہے۔ علاوہ ازین ہمارے مخاطب لبیب نے اس روایت مین یہہ دیانت فرمائی ہے کہ اس روایت کو اپنے مطلب کے موافق حتی الجاہ تک نقل کیا اور مابعد کے الفاظ کو جو مدعا کے خلاف تہے حذف فرمایا اور الخ لکہکر ٹال دیا نہین بلکہ یہہ بہی فرمایا غور فرمایئے الجاہ آپکی کتاب مین موجود ہے عضبت اور اس لفظ مین صرف تنازع لفظی ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ آپکی نزدیک اسکی یہہ معنی ہین کہ زبردستی ہیٹی چہین لے۔ جس سے بادی النظر مین دیکہنے والا یہہ سمجہے کہ اس الجاء و اکراہ کے غایت نکاح ہے چنانچہ ہماری مخاطب لبیب نے اسی مدعا کے ثبوت کے لیے اس روایت کو اسجگہ نقل کیا ہے حالانکہ یہہ محض غلط اور فریب دہی ہے بلکہ غایۃ الجاء و اکراہ جو عبارت لاحقہ سے مفہوم ہوتی ہے وہ صرف دیکہلانا حضرت ام کلثوم کا تہا چنانچہ حتی الجاہ ان یرہا اسپر دال ہے اور ظاہر ہے کہ نکاح کی لیے بروایات مسلمہ فریقین دیکہنا مخطوبہ بالغہ کا بہی جائز بلکہ مندوب ہے یہہ جیسا کہ

صغیرہ ہو کہ صغیرہ کا جسکی عمر چہہ برس سال کی ہو علی الخصوص ایسی حالت مین کہ عرب کے رسم وعادت کے
خلاف ہو دیکہنا یا دکہلانا مستلزم کسی محذور کو نہین ہے پس اس سے ثابت ہوا کہ اگر بالفرض
یہہ روایت صحیح ہو بہی تاہم مفید مدعا مجیب نہین ہے کیونکہ مدعا اثبات الجا واکراہ درباب
نکاح ام کلثوم بنت صدیق ہے اور اس روایت سے کسیطرح اس ام کلثوم کا بنت صدیق ہونا
ہرگز مفہوم نہین ہوتا تو ام کلثوم بنت صدیق کے نکاح کی نسبت الجا واکراہ کیونکر پایہ ثبوت کو
پہونچیگا۔ کیونکہ اوسکی نکاح کی نسبت الجا واکراہ تو فرع اوسکی وجود کی ہے جب روایت
مین اوسکی وجود کا ثبوت ہی نہین تو اوسکی نکاح کی نسبت الجا واکراہ کا دعوی کرنا ذوی العقول کا
کام نہین ہے۔ رہا یہہ کہ مذہب شیعہ مین اگرچہ روایات سے یہہ امر ثابت ہے کہ نکاح ام کلثوم
بنت فاطمہ سے بجبر واکراہ ہوا چنانچہ روایت کلینی اول فرج غصبت منا سے یہہ امر
واضح ہے اور قاضی شوستری وغیرہ کی تصریحات اسپر دال ہین۔ لیکن یہہ امر سراسر لغو اور
لاطائل ہے۔ کیونکہ جناب امیر جو اس جبر واکراہ واہانت وتذلیل کے متحمل ہوئی دو حال سے
خالی نہین یا یہہ کہ یہہ صبر وسکوت بوجہ وصیت کے تہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
وصیت فرمائے تہی کہ میرے بعد خلفا جور جو کچہہ احداثات وابتداعات کرین ہرگز چون وچرا
نکرنا اور جسقدر توہین وتذلیل ثقلین کرین صبر وتحمل کو ہاتہہ سے ندینا۔ اور یا اسوجہ سے
تہا کہ آپکے یار ومددگار تہے آپکو یہہ خوف تہا کہ اگر برو گئی سو گئے مبادا جان ہی جائے اسلیے
آپنے ان کفریات کو جہیلا اور اون مین شریک رہے لیکن دونو توجیہین ایسی خرافات وپوچ ہین
جنکا بطلان ہر ایک ذی خرد ونظر بداہتہ مین سمجہہ سکتا ہے احتمال اول بالکل غلط اور خلاف
اصول شیعہ ہے کیونکہ باتفاق تمام اثنا عشریہ لطف خدا پر عقلاً واجب اور خلاف لطف
قطعاً حرام اور قبیح۔ پس اگر یہہ وصیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بحکم خداوند تعالے
شانہ فرمائی تو معاذ اللہ خدا تعالے اور اوسکا رسول آمر بالقبیح ہوئی۔ کیونکہ امام عام اور
نائب رسول کو یہہ وصیت کرنا کہ بعد حضرت ؐ کے کفار وفجار کے ہم پیالہ وہم نوالہ ہین

[illegible]

کسیکو راہ ہدایت کیطرف دعوت نکرین بلکہ تقیہ کے پردہ مین عوام کو جہوٹے اور غلط مسئلہ بتلا کر
راہ حق سے گمراہ کرین اہل کفر و نفاق و بغض و شقاق اگرچہ دین کو برباد کرین بعت شریعت کو بدلین حلال کو
حرام کرین مثلاً متعہ کو جسکی متعدد دفعہ کرنے سے ہر ایک دفعہ مین عوام کالانعام قضاء شہوت
بہیمی بہی کرین اور بتدریج ائمہ کے مراتب پر بہی فائز ہون اور اوسکی غسل کے پانی سے جسقدر
قطرات ٹپکین اونسی فرشتے پیدا ہون۔ ایسی نعمت بے پایان کو حرام کرین۔ حقوق کو چہینین
بنات طیبات کو غصب کرین دم نہ مارین چون و چرا نکرین۔ سراسر خلاف لطف اور نہایت قبیح
اور حرام ہے اور خلاف اوس غرض کے ہے جسکے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئی
اور کتاب نازل ہوئی اور جہاد کا حکم سنایا گیا اور اگر غرض اس سے حفظ اور بقاء ظاہری ایمان تہی
اور اس وجہ سے اسکو مستحسن سمجہا گیا تو یہہ بہی بالکل واہیات ہے کہ نفاق کا بقا اور اوسکا حفظ
اور اوسکی حمایت خداوند کریم کو اور اوسکی رسول کو اسدرجہ مہتم بالشان ہو کہ اوسکی مقابلہ مین اوسکا
دین حنیف برباد ہو جاوے اور اوسکی کتاب خراب ہو اور اہلبیت نبوی ذلیل و خوار ہون۔ پہر بہی
اوس نفاق کا بقا مدنظر رہے نعوذ باللہ من ذلک اور جب یہہ اشد قبیح اور محرم ہی تو حق تعالے
شانہ کیطرف ایسی قبائح و شنائع کا ارجاد ہونا امر محال و ممتنع ہے۔ احتمال ثانی بہی بالکل غلط
اور باطل ہے۔ کیونکہ اگر تمام صحابہ الا معدودی آپکے دشمن تہی تو جنگ جمل و صفین کے وقت مین
آپکے ہمراہ ہو کر ہزارہا صحابہ نے جان بازیان کین وہ کہانسے پیدا ہو گئی تہے پہلے کیون دشمن تہے
اور اب کیون دوست ہو گئے۔ بلکہ اگر تامل کیا جاوے تو اب زیادہ اسباب عداوت تہی آپ اپنی
امارت مین خواہشات نفسانیہ سے ضرور روکتی ہونگی جسپر مدار ناخوشی کا ہے اسیواسطے آپ نے
ارشاد فرمایا تہا وانا لکم وزیرا خیر لکم صفحہ ۱۸۱ - کذا فی نہج البلاغت - تو جب
اسوقت آپکے ہمراہ ہوئی اور آپ پر اپنی جانونکی فدا کرنے تک دریغ نکیا تو کیا اوسوقت ہمراہ
نہوتے - بی یار و انصار ہونا تو اوسوقت ہوتا کہ آپ منازعت فرماتے اور کوئی آپکے ہمراہ
نہوتا - علاوہ ازین یار و مددگار کے آپکو کیا ضرورت تہے - آپکو معلوم تہا کہ یہہ لوگ میرے قتل و

املاک پر تو قادر نہو سکینگے اور مقابلہ آپکے شجاعت کو کس کی طاقت تہی کہ سامنے آسکے۔ پس
یا خوف آبرو ہوتا ہے سو وہ جا چکی تہی اور یا خوف جان وہ جانے والی نہ تہے پہر معلوم نہین ایسی
حالت مین اوس لغو وصیت سے کیا فائدہ اور آپکو یار و مددگار کی کیا ضرورت۔ تعجب تو یہہ ہے کہ بمقابلہ
امیر معویہ کی نہ وصیت یاد آئی نہ شیعیان مخلصین کے نہونے کا اوسوقت خیال آیا حالانکہ امیر
معویہ کیطرف سے اوس تعدی کا عشر عشیر بہی ظہور مین نہین آیا کہ جو خلفاء سے عموماً ظاہر ہوئی
پہر اگر وصیت کو مختص زمانہ خلفاء ثلثہ پر سمجہا جاوے تو ترجیح بلا مرجح بلکہ ترجیح مرجوح کی لازم آوے اور
مابہ الفرق کوئی نہ نکلی۔ معہذا ان دونو تاویلونکو اوسوقت صحیح سمجہا جا سکتا ہے۔ جبکہ جناب
امیر سے کبہی منازعت نہ کی ہوا ور ہرگز چون وچرا نفرمایا ہو۔ لیکن روایات مختلفہ سے ثابت ہوتا،
کہ آپ ذرا ذراسی بات پر تلوار میان سے نکالنے پر آدہ ہو گئے ذرا ذراسی بات مین آپ نے
تخویف و تہدید فرمائی اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ نہ آپکو وصیت کے گئیے نہ آپ عاجز و
بیچارہ تہے۔ چند روایتین لکہون جن سے یہہ مدعا پایہ ثبوت کو پہنچے۔ پہلی روایت قتل ابوبکر
اشجع کی ہے کہ خاتم المتکلمین مولانا مولوی حیدر علی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد القلوب دیلمی سے نقل
کی ہے۔ چونکہ عبارت طویل تہی اسلیے اوسکا اختصار کرکے اسطرح لکہا ہے ابوبکر اشجع بن مزاحم
را متولی صدقات کہ مضافات مدینہ و ضیاع فدک بود گردانید۔ کان شجاعا[ا] وکان لہ اخ قتلہ علی
بن ابیطالب فی وقعۃ ھوازن وثقیف فلما خرج الرجل من المدینۃ جعل اول قصدہ
ضیعۃ من ضیاع اھل البیت فجاء بغتۃ واحتوی علیھا وعلی صدقات کانت لعلی
یفترس علی اھلھا وکان الرجل زندیقا منافقا فارسل اھل قریۃ الی امیر المومنین

[ا] - اور یہہ شجاع تہا۔ اور اسکے ایک بہائے کو علی بن ابیطالب نے جنگ ہوازن اور
ثقیف مین قتل کیا تہا جب یہہ شخص مدینہ سے نکلا۔ پہلا قصد یہہ کیا کہ اہل بیت کے جاگیر اور علی کے
صدقات کو اچانک آکر ضبط کرلیا۔ اور رعایا پر ظلم کرنے لگا۔ گانو والون نے پیام بہیجکر
حضرت کو۔ ۱۲ –

برسول يعلمونه ما فرط من الرجل فدعا علي عليه السلام بدابته وتعمم بعمامة[1] سوداء وتقلد بسيفين ومعه الحسن وعمار بن ياسر والفضل بن عباس وعبد الله بن جعفر وعبد الله بن عباس حتى وافى القرية فانزل عظيم القرية في مسجد يعرف بمسجدهم ووجه امير المؤمنين بالحسين يسأله المسير اليه فسار الحسين فقال اجب امير المؤمنين فقال ومن امير المؤمنين فقال علي بن ابي طالب فقال امير المؤمنين ابو بكر خليفة بالمدينة فقال الحسين اجب علي بن ابي طالب فقال انا سلطان وهو من العوام والحاجة له فليصر هو الي قال الحسين ويلك ايكون مثل والدي من العوام ومثلك يكون سلطانا فقال اجل فان والدك لم يدخل في بيعة ابي بكر الا كرها وبايعناه طائعين فصار الحسين فاعلمه فالتفت الى عمار فقال يا ابا اليقظان سر اليه واسأله ان يصير الي لانه من اهل الضلال لانحن مثل بيت الله يؤتى ولا يأتي فصار اليه عمار وقال مرحبا يا اخا ثقيف ما الذي اقدمك على مثل امير المؤمنين في صيارته فصر اليه وافصح عن حجتك فانتهر عمارا واخشن له في الكلام وكان عمار شديد الغضب فوضع حمائل سيفه في عنقه ومد يده الى

---

[1] اوسکی زیادتیون پر مطلع کیا علی نے اپنی سواری منگائی اور سیاہ عمامہ باندھا اور دو تلوارین حمائل کین اور حسین اور عمار بن یاسر اور فضل بن عباس اور عبد اللہ بن جعفر اور عبد اللہ بن عباس ہمرکاب ہوئی یہانتک کہ گانو مین پہنچ اور گانو کی چودہری نے اپنی مسجد مین اوتارا امیر المومنین نے حسین کو بہیجکر اوسکو بلایا کہا امیر المومنین کی خدمت مین حاضر ہو اوسنے کہا کون امیر المومنین کہا علی بن ابی طالب اوسنے کہا امیر المومنین خلیفہ ابو بکر مدینہ مین ہین حسین نے کہا علی بن ابی طالب کیخدمت مین حاضر ہو اوسنے کہا مین حاکم ہون اور وہ عوام مین سے ہے اور اوسکو حاجت ہی وہ خود میرے پاس چلکر آئی حسین نے کہا تیرا ناس ہو کیا میری والد جیسی عوام مین سے ہونگی اور تجھہ جیسی حاکم اوسنے کہا بیشک کیونکہ تیرا باپ ابو بکر کی بیعت مین باکراہ داخل ہوا ہی اور ہمنے برضا اوسکی بیعت کی ہی حسین (واپس) چلے گئے اور جناب امیر کو (حقیقت حال کی) خبر دی۔ آپنے عمار کیطرف متوجہ ہوکر فرمایا ای ابا الیقظان تو اوسکی طرف جا اور اوس سے کہہ کہ تو میرے پاس چلکر آوی کیونکہ وہ گمراہو مین سے ہی اور ہم بیت اللہ کی مانند مین جسکی پاس آتے ہین اور وہ کسیکی پاس نہین جاتا۔ عمار اوسکی پاس گئے اور کہا مرحبا ای ثقفی امیر المومنین جیسے شخص کیخدمت مین حاضر ہونے سی تجکو کیا چیز (مانع) ہوئی آ تو اونکی طرف چل اور اپنی حجت کو ظاہر کر اوسنے عمار کو جہڑکا اور بدکلامی سے پیش آیا عمار بہی تیز مزاج تہا اپنی تلوار کا پرتلا گردن مین لٹکایا اور تلوار کیطرف ہاتھہ بڑہایا۔ ۱۲

السيف فقيل لامير المومنين الحق عمارا فوجه بالجميع وقال لهم لا تهابوه فصير[1]
واليه وكان مع الرجل ثلثون فارسا من جياد قومه قالوا له ويلك هذا علي بن ابي طالب
قاتلك والله وقتل اصحابك عنده دون النطفة فسقط القوم جزعا من امير المومنين
فصب الاشجع الى امير المومنين على حروجهه سحبا فقال دعوه ولا تعجلوا فقال ويلك
بما استحللت اخذ اموال اهل البيت فقال وانت بما استحللت قتل هذا الخلق
في كل حق وباطل وان مرضاة صاحبي احب الي من اتباع موافقتك فقال اما اعرف من
نفسي اليك ذنبا الا قتل اخيك وليس بمثل هذا الطلب الثارات فقبحك الله
وترحك فقال له الاشجع بل قبحك الله وتر عمرك فان حسد الخلفاء لا يزال
بك حتى يوردك موارد الهلكة فغضب الفضل ورمى عنقه عن جسده فاجتمع
اصحابه على الفضل فسل امير المومنين سيفه فلما نظر القوم الى بريق عينيه ولمعان
ذي الفقار رموا اسلحتهم وقالوا الطاعة فقال انصرفوا براس صاحبكم الاصغر
الى صاحبكم الاكبر فانصرفوا والقوا راسه بين يدي ابي بكر فجمع المهاجرين
والانصار فقال اخاكم اتقي اطاع الله ورسوله واولي الامر منكم فقالت تصدقات

[1] لے کسیننی امیر المومنین سے عرض کیا کہ عمار کے پاس پہنچیں آپ سب سمیت متوجہ ہوگئے اور فرمایا اوسکو کہہ ڈرو نہیں پس اپنی تلوار کو چلایا اور اوسکی ساتھہ (بہی) اوسکی قوم کے عمدہ اور چیدہ لوگونمین سے تیس سوار تہے اونہوں نے اوسکو کہا تیرا ناس ہو یہ علی بن ابی طالب (آپہنچا) خدا کی قسم تجکو اور تیرے ساتھیونکو نطفون تک قتل کرڈالیگا۔ پس ساری قوم امیر المومنین سے ڈرکر گرپڑی اور اشجع کو مونہہ کے بل گھسیٹ کر امیر المومنین کے پاس لائے آپ نے فرمایا چھوڑ دو اور جلدی نکرو۔ اور پوچھا تیرا ناس ہو کس وجہ تونے اہلبیت کے اموال یعنی کو حلال کرلیا اوسنے کہا اور تونے کس سبب سے حق و ناحق اس مخلوق کا قتل حلال کرلیا اور بالتحقیق مجکو میرے سردار کی رضا تیری موافقت کے پیروی سے پسندیدہ تر ہے فرمایا مین بجز تیرے بہائی کی قتل کے اور کوئی تیرا گناہ خیال نہیں کرتا اور (ظاہر ہے) کہ اس جیسی مطالبہ کا عوض نہین ہوتا۔ پس تیرا خدا برا کرے اور تجکو آزردہ کرے اشجع نے کہا بلکہ خدا تیرا برا کرے اور تیری عمر کاٹے بالتحقیق خلفاء کا حسد ہمیشہ تیری ساتھہ رہیگا یہانتک تجکو ہلاکت کے گہاٹ پر اوتاریگا۔ فضل غصہ ہوا اور اوسکی جسم سے اوسکی گردن اڑادی پہر تو اوسکے ساتھی فضل پر اکٹھے ہوگئے پس امیر المومنین نے اپنی تلوار نکالی پہر جب آپکی آنکھونکی دمک اور ذو الفقار کی چمک قوم نے دیکھی اپنی ہتیار پہینکدئے اور طاعت پکارنے لگے فرمایا جاؤ اپنی چھوٹے سردار کا سر بڑے سردار کے پاس لیجاؤ۔ وہ گئے اور اوسکا سر ابو بکر کے آگے ڈالدیا

المدینة وما یلیها فغار عنه[ل] علي بن ابي طالب فقتله اخبث قتلة ومثل به اخبث مثلة
فلیخرج الیه شجعانکم واستعدوا له من رباط الخیل والسلاح فکست القوم ملیا
کان الطیر علی رؤسهم فقال اخرس انتم ام ذو السن فالتفت الیه رجل من الاعراب
یقال له الحجاج بن السجن فقال ان سرت سرنا معك ثم قام اخر فقال الا تعلم الی من
توجهنا والله ان لقاء ملك الموت اسهل من لقائه فقال اذا ذکر لکم علي دارت
اعینکم واخذتکم سکرة الموت اهکذا یقال لمثلي فالتفت الیه عمر فقال لیس لها
الا خالد فقال ابو بکر یا ابا سلیمان انت الیوم سیف من سیوف الله فصر الیه في
کثیف من قومك فانه قتل لیثا وکهفا وضیغما من شیعتنا وسله ان یدخل الحضرة
فقد عفونا وان نابذك الحرب فجئنا به اسیرا فخرج خالد في خمسمائة من ابطال
قومه فنظر الفضل واخبر امیر المؤمنین فقال لو کانوا صنادید قریش وقبائل حنین
وفرسان هوازن لما استوحشت الا من ضلالتهم فقال خالد ما هذه الویة
التي قد بدت منك لا تفرق بین کلمة مجتمعة ولا تضرم نارا بعد الخمود
فانك ان فعلت وجدت عنه غیر محمود فقال تهددني یا خالد بمثلك وبابن

ل مدینہ اور اوسکی متعلقات پر حاکم بنا دیا تہا پس علی بن ابی طالب اوس سے متعرض ہوا اور اوسکو بہت بری موت مارا اور بہت بری طرح مثلہ کیا
بگاڑی پس تم مین سے بہادر اوسکی طرف نکلو اور گہوڑون اور ہتہیارون سے اوسکے لیے مستعد ہو جاؤ (یہہ سنکر) قوم دیر تک ایسی چپ ہو رہی
گویا اونکے سرون پر چڑیاں ہین ابو بکر نے کہا کیا تم گونگے ہو۔ یا زبانون والے تو ایک بدوی شخص جسکو حجاج بن سکین کہتے تہے متوجہ ہوا
اور کہنے لگا اگر تو چلیگا تو ہم بہی تیری ساتہہ چلینگے پہر دوسرا اوٹہا اور کہنے لگا کیا تو نہین جانتا کہ ہمکو تو کسکی طرف بہیجتا ہے
خدا کی قسم اوسکی ملنے کے بہ نسبت ملک الموت کا ملنا سہل تر ہے ابو بکر نے کہا کہ جب علی کا تمسے مذکور ہوتا ہے تو تمہاری آنکہیں
پہر جاتی ہین اور تمکو موت کا نشہ چڑہ جاتا ہے کیا میری جیسی کو ایسا ہی جواب دیتے ہین پہر عمر اوسکی طرف متوجہ ہوا اور بولا اس شخص کے لیے
بجز خالد کے اور کوئی نہین ہے پس کہا اے ابا سلیمان تو آج اللہ کے تلوارون مین کے ایک تلوار ہے تو اپنی قوم کا گران لشکر لیکر
اوسکی طرف جا اوسنے ہماری شیعہ مین کے ایک شیر کو مار ڈالا اور اوسکو کہہ کر حاضر حضور ہو جائے ہمنے قصور معاف کیا اور اگر تجہسے لڑے
تو تو اوسکو قید کرکے ہمارے پاس لے آ۔ تو خالد اپنی قوم کے پانسو بہادر لیکر نکلا فضل نے دیکہکر امیر المومنین کو اطلاع دی فرمایا
اگر قریش کے سردار اور حنین کے قبیلے اور ہوازن کے شہسوار بہی ہونگے تو مین نہین گہبراتا بجز اونکی گمراہی کے خالد نے کہا یہہ کیا
حرکت تہی جو تجہسے ظاہر ہوئی کلمہ مجتمع مین تفریق نہ ڈال۔ اور بجہی ہوئی آگ نہ بہڑکا اگر تو ایسا کریگا تو اسکا انجام ناپسندیدہ ہوگا

ابی قحافہ فمثلک من یحمل مثلی اسیرا لحسبنی مالک بن نویرۃ قتلتہ وانکحت امرأتہ انی لا اعرف قاتلی واطلب منیتی صباحا ومساءً ولو اردت ذلک لقتلتک فی فناء ہذا المسجد فغضب خالد فسل امیر المؤمنین علی خالد وخفق علیہ فلما نظر الی بریق عینیہ وبریق ذی الفقار نظر الی الموت عیانا وقال یا ابا الحسن لم یرد ہذا فضربہ امیر المؤمنین بقعار سن ذی الفقار علی ظہرہ فنکسہ عن دابتہ فقام رجل یقال لہ المثنی بن الصباح وکان عاقلا فقال واللہ ما جئناک لعداوۃ بیننا و بینک انت اسد اللہ فی ارضہ وسیف نقمتہ علی اعدائہ ونحن اتباع مامورون واطواع لا نخالفون فاستحیی امیر المؤمنین ونزل الجمیع ونزل امیر المؤمنین یمازح خالدا وخالد لما بہ الم الضربۃ ساکت فقال ویلک یا خالد ما اطوعک للخائنین الناکثین فقد ترکت الحق بعد معرفتہ وجئتنی لتحملنی علی ابن ابی قحافۃ اسیرا بعد معرفتک انی قاتل عمرو بن عبد ود ومرحب وقالع باب خیبر وانی لمستحیی منکم ومن قلۃ عقولکم او تزعم انہ قد خفی علی ما تقدم بہ الیک صاحبک حین اخرجک الی وانت تذکرہ ما کان منی الی معد یکرب والی صدرہ بن سلمۃ

[ا] اور ابن ابی قحافہ سے وہ کیا ہے تیری جیسا ہم جیسی کو قید کر کے لیجائیگا کیا مجکو بھی مالک بن نویرہ سمجھا کہ اوسکو مار ڈالا اور اوسکی عورت سے نکاح کر لیا بالتحقیق مین اپنی قاتل کو پہچانتا ہون اور صبح شام اپنی موت کا طلبگار ہون اور اگر تو ایسا قصد کریگا تو مین تجکو اس مسجد کے صحن مین قتل کر ڈالتا اسپر خالد کو غصہ آگیا تو آپنے بھی خالد پر تلوار کھینچ لی اور تیز نگاہ سے دیکھا خالد نے جب آنکھون کے دمک اور ذو الفقار کی چمک دیکھی تو موت کو ظاہر دیکھ لیا اور کہنے لگا ہمارا یہہ قصد نہین تو آپنے خالد کی پشت پر ذو الفقار کے نوک کے پیٹہ مار کر سواری سے اوسکو اوندھا گرا دیا ایک شخص مثنی بن صباح نام جو دانشمند تہا اوٹہا اور کہنے لگا کہ خدا کی قسم ہم تیری پاس باہمی عداوت کیوجہ سے نہین آئی تو اللہ کا شیر ہی اوسکی زمین مین اور اوسکی انتقام کی تلوار ہے اوسکی دشمنون پر اور ہم تابع محکوم اور مطیع غیر مخالف مین امیر المؤمنین کو حیا آگئی اور سب اوتری اور امیر المؤمنین بہی خالد سے دل لگی کرتے اوترے اور خالد بسبب الم ضرب کے چپ تہا بس فرمایا ای خالد تجپر افسوس ہے کس چیز نے تجکو امانت مین خیانت کرنے والون اور عہد کے توڑنے والون کا مطیع بنا دیا اور تو نے جان بوجہکر حق چھوڑ دیا۔ اور مجکو عمرو بن عبدود اور مرحب کا قتل کرنیوالا اور باب خیبر کا اوکہاڑنیوالا جاننے کے بعد بہی میری پاس آیا تا کہ مجکو ابن ابی قحافہ کے پاس قیدی بناکر لیجاوی اور مجکو تمسے اور تمہاری بیعقلی سے شرم آتی ہے کیا تجکو یہہ گمان ہے کہ تیری روانہ کرنے کے وقت جو تجسے تیرے سردار نے گفتگو کی تہی مجہپر مخفی ہے اور تو اوسکو

المخزومی فقال لہ ابن ابی قحافۃ انما کان ذلک من دعاء النبی وھو الآن اقل من ذلک فقال خالد یا ابا الحسن اعرف ما تقول وما عدلت العرب عنک الا ھربا من سیفک وما دعاھم الی بیعۃ ابی بکر الا استسہالا بجانبہ ولین عریکتہ واخذھم الاموال فوق استحقاقھم الی آخر الروایۃ۔ اس روایت سے مثل روز روشن روشن ہی کہ وصیت کا دعوے جو حضرات شیعہ فرماتے ہین محض ڈھکوسلہ ہے اور انکار واکراہ صرف بناوٹ اور گھڑت ہے اگر وصیت ہوتی تو اس ذرا سے معاملہ مین خلاف وصیت نفرماتے اور مخالف حکم تلوار نیام سے نہ کھینچتے تعجب ہے کہ غصب امامت پر جرأن کی غصب بنات پر غیرت و حمیت کو اصول شیعہ پر جوش نہ آوے دین برباد ہوا کیا کبھی سر نہ ہلاوین اور جوش آوے تو اس تھوڑی سی بات پر۔ اہل عقل غصب امامت اور غصب بنات کو اس سے مقابلہ فرماوین اور اسمین سکوت اور ادہین تلوار کشی کو دیکھین اور انصاف سے فرماوین کہ شیعہ اپنے دعوی مین سچے ہین یا نہین۔ علاوہ ازین اس روایت سے اور بہی چند فواید حاصل ہوئی جنکو ملخصا مختصرا لکہتا ہون (۱) ظاہر ہے کہ اشجع بن مراحم مظہر اسلام اور کلمہ گو تہا۔ اگر چہ اوسکے دلمین کفر ونفاق ہو تو باعتبار ظاہر شریعت کے اوسپر احکام اسلام کے جاری ہونگی تو اوسکا قتل مستوجب قصاص ہے۔ پس اگر ہمارے فاضل مخاطب اوسکے ظاہری اسلام کا اعتبار فرماوین تو اوسکی دم کو مستحق قصاص کا سمجھین اور فضل بن عباس پر قصاص لازم فرماوین اور جناب امیر کی حمایت اور اعانت کو جو فضل بن عباس کی قربانی ناجائز اور حرام قرار دین اور اگر باطنی کفر کا اعتبار کرین اور اسوجہ سے اوسکا دم مباح اور ہدر سمجھین تو پہر اسکا فکر فرماوین کہ حضرت ام کلثوم کے جواز نکاح کی علت حضرت فاروق رضی کا

لہ یاد دلاتا اونسے کہا یہ صرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دعا کی بدولت تہا۔ اور اب وہ اس سے کمتر ہے خالد نے کہا ای ابا الحسن سمجہ تو کیا کہتا ہے عرب بجز تیری تلوار کے خوف کے تجہسے اور کسی سبب سے منحرف نہین ہوئے اور بیعت ابی بکر کیطرف بجز اوسکی سہولت جانب اور نرمی طبیعت اور استحقاق سے زیادہ مال حاصل کرنے کے اور کوئے ۔ داعی نہین ہوا۔ ۱۲

ظاہری اسلام جو آپ اور آپکے اسلاف بیان فرماتے ہین وہ سراسر غلط ہے جب ظاہری
اسلام کا اعتبار ہی نہین تو پھر اوسکے وجہ سے منافق کے ساتھہ فاطمہ کے جگر گوشہ کا عقد
نکاح کیونکر صحیح اور مباح ہوسکتا ہے (۲) تمام صحابہ چھوٹے سے لیکر بڑے تک جناب
امیر سے ایسا ڈرتے تھے جیسا موت سے اور آپکے مقابلہ کو موت کا مقابلہ سمجھتے تھے۔ پس ایسے
لوگونکی اطاعت کے لیے خدا تعالے کا ایسے شجاع کو حکم کرنا سراسر خلاف عقل سلیم ہے۔۔
اور جناب امیر کا ایسی لوگوسے جو آپ سے اسقدر خائف وہراسان ہون تقیہ کرنا ہرگز عقل تسلیم
نہین کرتی اور ایسے لوگ حضرت امیر سے بجبر واکراہ معاذ اللہ اونکی بلکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی جگر گوشہ کو غصب کرین ہرگز فہم مین نہین آتا۔ جب لوگ آپسے اس قدر ڈرتے تھے
تو یہہ سب باتین لغو اور باطل ہین (۳) تمام اصحاب مہاجرین وانصار وغیرہ خلیفہ اول کی
جناب امیر کے مقابلہ مین اطاعت نکرتے تھے کیونکہ مقابلہ کی طاقت نہ رکھتے تھے اور جب جناب
امیر کے مقابلہ کے لیے دعوت کیجاتی تھی تو اونکی آنکھین بدل جاتی تھی اور سکرۃ الموت کی حالت
پیش آجاتی تھی اور جواب دیدیتے تھے کہ کیا تم نہین جانتے کہ ہمکو کس کے مقابلہ مین بھیجتے ہو
یہہ وہ شخص ہے جسکی مقابلہ کی بنسبت موت کے مونہہ مین جانا آسان ہے۔ جب خلیفہ اول
کی ساتھہ اصحاب کی یہہ حالت تھی تو قطعاً ویقیناً اگر جناب امیر خلافت کے بارہ مین منازعت فرماتے
اور آپکے ساتھہ مقابلہ پیش آتا۔ تو سب صحابہ خلیفہ اول کو اکیلا چھوڑ کر اور جناب امیر کے حوالہ کرکے
بھاگ جاتے۔ اگرچہ یہہ خوف لوگونمین پہلے سے بھی راسخ تھا لیکن بعد اس واقعہ کے تو
مشاہدہ ہوگیا کہ صحابہ مین سے کوئی شخص مقابلہ کے قابل نہ سمجھا گیا اور سوا خالد کے کسی شخص نے
اس کام کے لیے اجابت نہ کی اور خالد معہ اپنے پانسو رفقا و کے جب سامنے جناب امیر کی گئی
اور بات چیت کی پہلے اس سے کہ لڑائی کی نوبت آوے صرف آنکھون کی اور ذوالفقار کی
چمک دیکھکر حواس باختہ ہوگئی اور عجز والحاح کرنے لگے باوجودیکہ جناب امیر نے حضرت
خالد کو مارا بھی تاہم اونپر ایسا رعب اور خوف غالب ہوا کہ بجز سکوت اور عاجزی کے

اور اطاعت و نیاز کے کچھہ بن آیا (۴) اس روایت سے یہہ بہی ثابت ہے کہ جناب امیر کو
معلوم تہا کہ یہہ لوگ نہ مجکو قتل کر سکتے ہین اور نہ قتل پر قادر ہین - بلکہ آپ جانتے تہے کہ
آپکا قاتل کوئی اور شخص ہے جبکہ یہہ حالت ہو اوسپر کوئی کسطرح جبر و اکراہ کر سکتا ہے (۵)
جناب امیر کو وہ باتین بہی معلوم ہو جاتی تہی جو صحابہ باہم کرتے تہے چنانچہ جو گفتگو خالد اور حضرت
صدیق کی ہوئی تہی آپنے اوسکو ظاہر فرما دیا (دوسری روایت) حدیث بساط جو کتاب امامت
راوستانی سے صاحب ارغام نے نقل کی ہے ہم اوسکو بیان ارغام سے نقل کرتے ہین

روایت میکند ابن بابویہ بسند خود از سلمان فارسی کہ گفت نشستہ بودم نزد سید و مولا خود امیر المومنین
در آن وقت کہ مردمان بیعت بعمر بن خطاب کردہ بودند و در خدمت آنحضرت حسین و محمد بن حنفیہ
و محمد بن ابی بکر و عمار بن یاسر و مقداد بن اسود نیز بودند و از ہر در سخنان میگذشت امام
حسن متوجہ پدر بزرگوار شد و گفت یا امیر المومنین حضرت سلیمان بن داؤد را عجب
سلطنتی دادہ بود آیا از آن سلطنت عطیہ بوصی او رسیدہ باشد شاہ سریر ولایت تبسم فرمود و گفت
آن ہمو دیکہ دانہ خشک را در زمین سرسبز میگرداند و بان قادریکہ آدم را از خاک تیرہ آفریدہ قسم کہ
آنچہ پدر ترا دادہ ہیچیک از اولیا و اوصیا ما صنبہ ندادہ و بعد ازین ہیچکس باین کرامت فائز نخواہد شد
پس امام حسن و حضار التماس نمودند کہ یا امیر المومنین میخواہیم کہ شما از آنچہ واہب عطیات بشما موہبت
نمودہ مشاہدہ کنیم و معاینہ ببینیم تا موجب ازدیاد ایمان و باعث تقویت علم و ایقان گردد
سید اوصیا علیہ السلام فرمود کہ حبا و کرامۃ یعنی چنان کنم کہ شما میخواہید و چیزی از چیزہا کہ
حضرت عزت بمن کرامت نمودہ بر شما ظاہر میسازم پس برخاستہ دو رکعت نماز کرد و کلمہ چند
بر زبان معجز بیان گذرانید کہ ہیچیک از حضار فہم آن نتوانست کرد و از انجا بمیان خانہ آمدہ دست
مبارک بجانب مغرب دراز کرد و بعد از لمحہ دست را بزیر آورد و بر کف دست مبارکش پارچہ
ابری دیدیم آنرا گذاشتہ بار دیگر دست دراز کرد پارچہ دیگر بروی پیش دیدیم سلمان گوید لا الہ الا اللہ

وان محمد رسول اللہ وانک وصی نبی کریم من شک فیک ہلک و من تمسک بک سلک سبیل النجاۃ

یعنی گواهی میدهیم که خدا یکیست و محمد رسول برگزیده است و تو وصی و خلیفهٔ برگزیدهٔ هر که شک آرد
در وصایت و خلافت تو هلاک شود و هر که بعروة الوثقای محبت تو چنگ زند نجات یابد پس دیدیم
که آن دو ابر چون دو قائمه پهن شدند و در پهلوی یکدگر قرار گرفتند چنانچه گوئی یک جزو اند
از آن هر یک بوی مشک اذفر بدماغ اهل ایمان میرسید پس فرمود که برخیزید و بر این بساط
بنشینید همه برخاسته بر یک ابر نشستیم و آنحضرت تنها بر یک ابر دیگر پس کلمه چند تکلم فرمود که هیچکس
نفهمید پس اشاره با بر کرد که بجانب مغرب روانه شو بادی در زیر آن دو ابر در آمده و ابرها را باهستگی
تمام برداشته بر هوا برد و ما درین وقت چون بآنحضرت نگاه کردیم دیدیم که جامه زرد پوشیده و تاجی
از یاقوت سرخ بر سر دارد و نعلین که بند آن از یاقوت ابلق بود در پا کرده و انگشتری بازمرد سفید براق
که روشنی آن چشم را خیره میساخت در انگشت دارد و بر کرسی از نور نشسته امام حسن علیه السلام بآنحضرت
گفتند که ای پدر بزرگوار همه مخلوقات سلیمان را بجهت انگشتری اطاعت نمودند و شما را بچه سبب منقاد اند
فرمود یا ولدی انا وجه الله وانا عین الله وانا لسان الله الناطق وانا ولی الله
انا نور الله الذی لا یطفی وانا باب الله الذی یؤتی وانا حجة الله علی عباده وانا
کنز الله فی ارضه وانا قسیم الجنة والنار وانا سد ذی القرنین وانا جبلتهما له
یعنی ای نور دیده من وجه الله و عین الله و لسان الله و ولی الله منم و آن نوریکه فرو ننشیند منم و آن
دریکه از آن در بخدا توان رسید منم و حجت خدا بر خلق منم و گنج خدا در زمین منم و قسمت کننده بهشت
و دوزخ منم و سدیکه ذو القرنین بسته منم و دو قرن را برای اسکندر قرار داده بودم که بآن مشهور شده بود
میخواهی که خاتم سلیمان بتو بنمایم دست در بغل کرده انگشتری برآورد از طلای احمر نگینش بود از یاقوت
سرخ فرمود ای فرزند من این خاتم سلیمان است نامهای ما است که درو نقش کرده اند سلیمان گوید
که تعجب حضار زیاده شد بحدیکه گویا اورا نمی شناختند پس فرمود اینها از مثل من عجب نیست بخدا
سوگند که بنمایم امروز بشما آنچه پیش ازین شما ندیده باشید پس امام حسن گفت آرزوی ما آنست
که سد ذو القرنین را بما نمائی پس آنحضرت باد را امر فرمود که ما را بآنطرف که حسن میخواهد ببر و مقابل آن

ازباد آوازی چون آواز رعد بما رسیده ومارا بر داشته بهوا برد وامیرالمومنین علیه السلام بران کرسی نشسته از پی ما می آمد تا ما را بکوه بلند رسانید درختی عظیم بر آن کوه بود خشک شده برگهایش ریخته یکی از ما گفت یا امیرالمومنین این درخت را چه رسیده که او راتش ریخته آنحضرت فرمود که از وی بپرسید تا حال خود بگوید امام حسن پیشی نمود واز درخت سوال کرد الا ایتها الشجرة یعنی چه شده است ترا ای درخت که سبزی از تو رفته وبرگت ریخته جواب نداد امیرالمومنین فرمود اجبهم باذن الله ایتها الشجرة واخبرهم بخیر - ای درخت بفرمان الهی جواب ایشان بگو سلمان گوید بخدا قسم که درخت متکلم شد وگفت - لبیک لبیک یا وصی رسول الله وخلیفته من بعده حقا وخطاب با امام حسن کرد که هر شب وقت سحر پدرت به نزد من مے آمد ودو رکعت نماز گذارده به تسبیح وتقدیس حق تعالی مشغول مے شد ومی رفت وآمدن ورفتنش بر کرسی نور میان ابر سفید می بود که از آن بوی مشک اذفر بمشام میرسید ومن از استشمام روح بوح افزای آنحضرت وآن نور سر سبز وبا طراوت می بودم واکنون چهار شب شده که تشریف ارزانی نفرموده از مفارقت پدرت است که حالم بدین مرتبه رسیده واگر از ایشان استدعا کنی که بلطف خود ازین مهجور دور ندارد آمدن او مرا بحال خود باز می آرد پس شاه ولایت بنزد آن درخت رفته دو رکعت نماز گذارده دست مبارک بر آن درخت مالید سلمان گوید که بخدا قسم که آن درخت که مشتاق نزد برخاست فی الفور سبز شده وبرگ آورده میوه بیرون کرد پس آنحضرت بر کرسی خود قرار گرفت ما را برداشته بلند شد بحدیکه دنیا - تمامی در نظر ما سبزی می نمود در هوا نوشته دیدیم سرا او در زیر قرص آفتاب ودپائی در قعر محیط ویک دست در مشرق ودیگری در مغرب از علی علیه السلام پرسیدیم که این کیست فرمود بحکم خدا من او را درین موضع نصب کرده ام وبتاریکی شب وروشنائی روز موکل ساخته وچنین خواهد بود تا روز قیامت پس باد ما را بنزد یاجوج برد وآنحضرت علیه السلام با ابر خطاب نمود اهبطی تحت هذا الجبل - یعنے ای ابر در زیر کوه فرود آ واو آن کوه بلند ظلمانی گویا شبی بود سیاه بوی ودو اینجا بمشام میرسید یاجوج را دیدیم واز کثرت ایشان تعجب نمودیم وایشان را سه صنف دیدیم که یکی طول ایشان بیست گز وعرض ده گز - وصنفی طول صد گز وعرض هفتاد گز وصنفی یک گوش را

محاف دو دیگر پرواز میکردند یکی از حال آنها پرسید حضرت علیه السلام فرمود حاکم این جمع محصور منم و همه در حکم من اند پس بیا و حرفی گفت با و مارا بر پشت بکوه قاف رسانید کوهی دیدیم چون یاقوت سرخ که محیط بهمه دنیا بود و فرشته بشکل آدم بر روی موکل چون آن فرشته را چشم بر ما افتاد گفت السلام علیک یا امیر المومنین پس رخصت طلب کرد که مطلب خود را عرض کند آنحضرت فرمود که رخصت زیارت برادرت و مصاحبت میخواهی برو رخصت دادم پس فرشته بسم الله الرحمن الرحیم گفته راهی شد بعد از آن درختی دیدیم چون درخت اول همان طرین سوال و جواب واقع شد درخت گفت ثلث اول شب علی علیه السلام نزد من می آمد و پس از نماز و تسبیح و تقدیس راهی سوار شده میرفت و من سبز و خرم بودم چهل روز است که فیض قدوم از من گرفته و تنم گداخته و الحال فرو ریخته از مفارقت اوست و امام حسن التماس نمود حضرت دست مبارک بر کشید درخت گفت اشهد ان لا اله الا الله و ان محمدا رسول الله و انک امیر المؤمنین فی الامة المبارکة الطیبة وصی رسول رب العلمین من تمسک بک نجی و من تخلف عنک هوی۔ پس آن سبز و خرم شد و طراوت یافت و ما در زیر آن ساعتی آرام گرفته پرسیدیم که یا امیر المومنین آن فرشته کجا رفت فرمود که دیروز بر چهل ظلمت که عبور نمودیم فرشته که بر آن موکل ست رخصت زیارت این فرشته طلبیده بود امروز این رفت که تدارک آن نماید یکی از یاران گفت که مگر ملائکه همه باذن شما از محل و مکان خود حرکت میکنند فرمود بخدای که آسمانها را بے ستون آفریده که هیچ یک قدرت ندارد که بے رخصت من از جای خود حرکت نماید و اگر بے اذن من بقدر نفسی حرکت نماید حضرت رب العزت ببرق غضب خود آنرا بسوزد و بعد از من فرزندم حسن و بعد از و حسین و بعد از و نه کس از اولاد او که نهم ایشان قائم آل محمد ست صلی الله علیه و علیهم این حال دارند و هیچ ملکی از ملائکه مقربین را حد نباشد که یک نفس بے اراده ایشان برآرد یکی نام فرشته کوه که موکل قاف ست پرسید فرمود برتائیل من گفتم یا امیر المومنین نه ما دیروز در خدمت شما بسر بردیم کدام وقت نزول اجلال دران کوه شده بود فرمود چشم خود را پوشانید پوشانیدیم امر بکشودن کرد کشودیم خود را در مملکتی دیگر یافتیم

گفتیم این هذا الشی عجاب فرمود ملک الموت در قبضه اقتدار من است که شما را طاقت اطلاع بر آن نیست
و هنوز این بین مخلوقم چون مخلوقات دیگر و مرا اکل و شرب و خواب و نکاح مانند دیگران و اگر اندکی از آنچه
من میدانم بدانید دلهای شما تاب شنیدن آن ندارد و بدانید که اسم اعظم حق تعالی هفتاد و سه حرف است
نزد آصف بن برخیا که تخت بلقیس را بیک چشم زدن آورد و نزد سلیمان یک حرف بود و نزد من هفتاد
و دو حرف و یک طرف علم غیب است که مخصوص ذات اوست و لا حول و لا قوة الا بالله العلی العظیم ایشان شناخت
هر که مرا شناخت و منکر شد هر که مرا منکر شد پس آن ابر را امر فرمود که ما را بباغی رساند که در سبزی و خوشی
با روضه بهشت برابری نماید و در آنجا جوانی را در میان دو قبر مشغول دیدیم گفتیم یا امیرالمومنین این
جوان کیست فرمود برادرم صالح نبی است و این دو قبر از پدر و مادر اوست و چون چشم صالح بر
امیرالمومنین افتاد بیتابانه پیش آمد و سینه بی کینه آنحضرت را بوسید و گریه کنان بشکوه در آمد آنحضرت
او را تسلی میداد و پرسیدیم که صالح چرا میگرید فرمود که از وی بپرسید امام حسن فرمود ایها العبد الصالح چه
چیز ترا میگریاند فرمود که پدرت هر روز وقت طلوع صبح نزد من می آمد و با هم نماز میکردیم و باعث
نشاط و عیش من بود در عبادت و امروز ده روز است که تشریف نیاورده چون او را دیدم طاقتم
نماند گفتم یا امیرالمومنین این عجب است ما هر روز در صبح در خدمت شما بسر میبریم چگونه بی اطلاع
اینجا آمده با حضرت صالح نماز میکنی فرمود که اگر خواهید سلیمان را زیارت کنید گفتیم یا امیرالمومنین
ما را آرزوی آنست شاه ولایت برخاسته روانه شد در خدمتش به بستانی رسیدیم که کسی مانند آن نشنیده
و ندیده آبهای جاری و مرغان خوش الحان و فواکه بسیار چون آن مرغان را چشم بر آنحضرت
افتاد دور او را فرو گرفتند و بر میپریدند و طواف میکردند و در میان بهشت تختی از فیروزه دیدیم
جوانی بر و خوابیده دستهای خود بر سینه نهاده و دو مار بالای سر و پائین پای او قرار گرفته چون
ماران آنحضرت را دیدند در قدم او غلطیدند گفتیم یا امیرالمومنین این جوان کیست فرمود سلیمان انگشتری
را انگشت خود بر آورده در انگشت او کرد و گفت قم باذن الله الذی یحیی العظام وهی رمیم فی الحال سلیمان
علیه السلام برخاست و گفت اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شریک له و ان محمدا عبده

ورسوله ارسله بالهدی ودین الحق لیظهره علی الدین کله ولو کره المشرکون
واشهد انک وصی رسول الله الهادی المهدی الذی سالت الله بمحبته ومحبة اهل بیته
ما آتانی الملک. یعنی گواهی میدهم که خدا سزاوار پرستش یکیست و او را شریکی نیست و بدرستیکه
محمد بنده او و فرستادهٔ اوست فرستاد او را به پیغمبری و راهنمائی و اظهار کردن دین حق و هر دینی که غیر دین اوست
باطل باشد و دین او ناسخ دینها باشد اگرچه مشرکان این معنی کراهت داشته باشند و گواهی میدهم
که تو وصی و جانشین رسول الله و توئی راه نماینده و راه یافته که بوسیله تو سوال کردم من از حق تعالی
محبت تو و محبت اهلبیت تو و من حق تعالی آنچه داده از ملک و بادشاهی مثل آن بهیچ یک از اولاد
آدم نداده بود اگر محبت تو شفیع نمی ساختم آن سلطنت و بزرگی بمن عطا نمی فرمود پس ما
آن سر در نزد سلیمان علیه السلام نشست بپابوس آن پیغمبر مشرف شدیم پس سلیمان را وداع نموده بر خاست
و سلیمان بحال خود برگشت و ما پرسیدیم که یا امیر المؤمنین شما را علمی بانچه در پس کوه قاف هست فرمود
که خلاق عالم و موجد بنی آدم چهل عالم در عقب کوه قاف آفریده هر عالمی چهل برابر دنیا باشد و علم من
بما ورای کوه همچو پست بحال این دنیا و آنچه در این دنیاست بعد رسول خدا صلی الله علیه وآله وسلم
نگاهدارنده آن عالمها منم و همچنین بعد از من اولاد من حافظ شریعت نبوی و وارث علم مصطفی
خواهند بود تا روز قیامت و من داناترم براهها که در آسمانهاست از راهها که در زمین هست و مائیم اسم
مکنون و اسم مخزون الهی و مائیم اسماء حسنی که چون خدا را بان اسماء بخوانند و مائیم صاحب آن
نامها که بر عرش و کرسی نوشته است و مائیم قسمت کننده بهشت و دوزخ و از ما تعلیم گرفته اند ملائکه
آسمانها تسبیح و تقدیس و تهلیل و تکبیر و توحید الهی و مائیم آن کلماتی که چون آدم علیه السلام را
تلقین نمود توبه اش قبول شد و من میدانم این امور عجیبه و اسرار عجیبه را ببرکت اسم اعظم
که اگر به برگ زیتون بآن حرفی بنویسند و در آتش اندازند نسوزد و مرا دانش میل بمردگی کنند
و هر کجاست روشنی روز از نامهای نامی ماست و اسامی ما را چون بر آسمان نقش کردند بی ستون
استقامت یافت و زمین بآن منقش گشته مسطح شد و چون بر باد خواندند در حرکت آمد

وبر برق نوشتند لمعان شد و بر رعد رقم نمودند خاشع شد و بر جبهه اسرافیل نقش کردند متکلم بکلام سبّوح
قدّوس ربّ الملائکة والروح گردید و چون کلام معجز نظامش باین مقام رسید فرمود چشمهای
خود را بپوشید پوشیدیم باز گفت بگشائید بگشادیم و خود در شهری دیدیم مشتمل بر بازارهای معمور
و قصرهای رفیع مردمش در نهایت بلندی قامت و کمال استقامت هر یکی چون نخلی پس فرمود
که این گروه از بقیه قوم عاد اند که هنوز در کفر و ضلالت و ظلم و جهالت گرفتار اند و ایمان برب ارباب
و روز حساب ندارند و شهر ایشان از شهرهای مشرق بود من بامر خالق بیچون قلع و قمع اینها نموده
باین مکان شان نقل نمودم تا شما را در اینجا ببینید و شما بر آن مطلع گشتید و من داعیه دارم که باین گروه
مقابله نمایم پس آن قوم را بوحدانیت خدا و رسالت محمد مصطفی صلی الله علیه وسلم و ولایت خود دعوت
نمود ایشان ابا نمودند و بسیاری را بکشت و چون خوف ما را مشاهده نمود نزد ما آمده دست مبارک را
بر سینه ما مالید خوف از ما زائل شد بار دیگر باواز بلند ایشان را باسلام خواند ایمان نیاوردند برق و صاعقه
ظاهر شد و چیزی چند میخواند که ما نفهمیدیم و ما را چنان مشاهده می شد که این برقی و رعد و صاعقه از دهن آنحضرت
برمی آمد و چندان صداهای هولناک پدید آمد که گفتیم البته آسمان بر زمین آمده کوهها از هم
فرو می ریزد تا آنکه یک متنفس از ایشان نماند و چون از مجادله آن قوم فارغ شد و آن رعد و برق
برطرف شد استدعا نمودیم که یا امیرالمومنین ما را بوطن باز رسان که زیاده برین طاقت مشاهده این
امور نداریم آن ابر را طلبید بر آن سوار شدیم و آن حضرت متکلم بکلامی شد باد ما را بهوا برده
بجای رسانید که دنیا بقدر درهمی معاینه میکردیم و بعد لمحه خود را در خانه امیرالمومنین دیدیم از همان
مکان که مسافر شده بودیم و چون فرود آمدیم نشستیم بانگ موذن شنیدیم که اذان ظهری میگفت
یا اول صبح بود از طلوع آفتاب راهی شده بودیم که در پنج ساعت پنجاه ساله راه را طی نمودیم
چون ما را متعجب دید فرمود بخدائی که نفس من بید قدرت اوست که اگر خواهم شما را در طرفة العین
در همه آسمانها و زمینها بگردانیم و بر آن قادرم و این قدرت عظیمه باذن خالق بریه و از برکت
خیر الخلیقه یافته ام و منم ولی و وصی آنحضرت صلعم در حین حیات و در زمان رحلت و لیکن

اکثر مردان نے دانند سلمان گفت لعن اللہ من غصب حقک وحدک واعرض عنک وضاعف العذاب الالیم ۔ انتہے بلفظہ ۔ ای حضرات شیعہ اس حدیث کو پڑھو اور جناب امیر و دیگر ائمہ کی محامد و مناقب کو جو اس روایت سی ثابت ہوتے ہین دیکھو کہ حضرت کا مرتبہ کیسا عالی ہے آپکے اختیارات کس قدر وسیع ہین آپکی قوت و شوکت کس درجہ بڑھی ہے ابر آپکا مطیع ہوا آپکی لونڈی تمام ملائکہ آپکے چاکر و خدمتگار ہیں آپ آب حیات سی بہتر اسم اعظم آپکا سکہ انگشتری سلیمان آپکے ہاتھہ مین ابنیا آپکے والہ و شیدا ابنیا ذنکی آپ عقدہ کشا رعد کی کڑک آپکی زبان مین بجلی کی چمک دہان مین ۔ ہر چیز آپکو معلوم تمام عالم آپکی نگہبانی مین ہے یاجوج و ماجوج آپ کے قبضہ اقتدار مین ۔ کفار فجار کو ایک لمحہ مین خاک سیاہ کر دین ۔ ذو الفقار آپکی اہل نفاق و کفر کو ایک دم مین تباہ کر دے ۔ قوم عاد کو جو قوت و شجاعت مین لاثانی تھے ایک دم مین نیست و نابود کر دیا ۔ پس ایسے شخص کی نسبت یہہ کہنا کہ اونہون نے چند منافقین سے ڈر کر یہانتک تقیہ کیا کہ دین بھی تباہ ہو گیا ۔ اور وہ اونکی بیٹی بھی چھین لیگئی اور اونکی زوجہ کو یہانتک مارا کہ حمل بھی ساقط ہوا اور وہ اوسمین رحلت کر گئی بلکہ خود اونکی موافق مسائل خلاف حق بیان کرنے لگا ۔ اور لوگونکو اونکی گمراہی پر اور معین اور مددگار ہو گیا اور صدہا اسی قسم کے باتین جو کہتے ہین ۔ نعوذ باللہ من تلک الکفریات ۔ امیر خسرو کے اہل بلکہ مجنونون اور دیوانونکی بڑ سی زیادہ وقعت نہین رکھتے اور یہہ کہنا کہ خداوند تعالے نے بمقابلہ چندی اوباش منافقین کے وصیت کی تھی کہ ہرگز ہرگز ان لوگونکی سامنی سانس بھی نہ نکالیو ۔ چون تک نکیجو ۔ جو کچھہ چاہین کرین صبر و سکوت کے جبل المتین کو ہاتھہ سے نہ دیجو ۔ خدا تعالے کی خدائی پر تشنیع بلکہ خوف کا دہبہ لگاتا ہے کہ ان لوگونسی شیعیان پاک کا خدا بھی ڈرتا تھا نعوذ باللہ من ذلک ۔ اسقدر گذارش سے عقلا پر ہماری استدلال و ثبوت مدعا کی کیفیت کھل چکی ہے اور نقل روایت طویلہ مین ہمارا وقت گرانمایہ بہت صرف ہو چکا ہی اسلیے اس روایت کے نسبت ہم اس سے زیادہ نہین لکھہ سکتی مگر اتنا بھی واضح رہے کہ حسب تصریح صاحب ارغام یہہ روایت جیسا عالم محقق فاضل مدقق اردستانی نے

اپنی کتاب امامت مین بیان کی ہے اور اوسکی معتبر ہونے کا اقرار کیا ہے - صاحب شیخ محقق اور مولف معجزات مرتضوی نے بہی نقل کیا ہے (تیسری روایت) صاحب آیات بینات نے کشف الغمہ سے نقل کی ہے - روایت ست از محمد بن خالد ضبی کہ روزی عمر بن الخطاب در اثنا ر خطبہ از حاضران سوال کرد کہ اگر من خواہم کہ شما را از معلومات دینیہ و معتقدات یقینیہ واحکام شریعت محمدیہ صرف نمائیم و گوئیم کہ از معتقدات برگردید و رجوع نمائید بقواعد کہ در زمان جاہلیت بود شما با من چہ خواہید کرد آیا تابع من در آن خواہید شد یا مخالف من مردمان ہمہ خاموش شدند و ہیچکس جواب نگفت عمر دیگر بار ہمین سخن را اعادہ کرد از ہیچکس جوابے نشنید پس دیگر بار ہمین معاملہ اعادہ کرد شاہ ولایت فرمود کہ ہر گاہ از تو این حالت مشاہدہ گردد و ترا از دین مصطفی منحرف یا بیم تائب دیگر طلب کنیم و اگر توبہ کنی توبہ ترا قبول کنیم و اگر نکنی ترا گردن زنیم عمر چون این سخن از شاہ اولیا شنید گفت در دین ما مردان ہستند کہ اگر منحرف شویم ما را بطریق مستقیم مقیم و ثابت دارند - انتہے ملخصہ اس روایت کے مضمون کو پڑہکر سوچین کہ جب جناب امیر خلفاء کی ساتہہ یہانتک صاف گوئی فرماتے ہتے اور اونکی زبانی یا توبہ اونکی قتل کے مستعدی ظاہر فرماتے تہی تو اگر معاذ اللہ وہ دین کی تخریب کرتے بنات کو غصب کرتے تو آپ کیون چپکی بیٹہی رہتے (چوتہی روایت) صاحب آیات بینات نے حیات القلوب ملا باقر مجلسی سے ملخصاً و مختصراً نقل کی ہے علی بن ابراہیم از پدر خود روایت کردہ ست کہ گفت روزی با عمر بن خطاب براہی میرفتیم ناگاہ نعرہ ابلہ در راہ یافتیم و صدای از سینہ او شنیدہ شد مانند کسی کہ از ترس بیہوش شود گفتم چہ میشود ترا ای عمر گفت مگر نمی بینی شیر بیشہ شجاعت را و معدن کرم و فتوت را و کشندہ طاغیان و باغیان و زنندہ شمشیر را و مسلمہ را صاحب تدبیر را چون نظر کردم دیدم علی بن ابی طالب را دیدم (الی قولہ) تا این ساعت ترس او از دل من بدر نرفتہ ست ہر گاہ او را مے بینم چنین ہراسان میشوم - اس روایت کو ملاحظہ کیجیے جب جناب عمرؓ کی جناب امیرؓ کو دیکہکر یہ حالت ہوتی تہی کہ شدت خوف و ہیبت سے حواس باختہ ہو جاتے تہے لرزہ ہونے لگتا تہا

توکیونکر قیاس مین آسکتا ہے کہ معاذ اللہ ایسا بزدل ایسے شیر بیشہ شجاعت کی دختر نیک اختر کو غضب کر لیجاوے اور وہ چپ ہو رہے او چون وچرا نکرے (پانچوین روایت) قطب راوندی نے خرایج وجرائح مین روایت کی ہے۔[ل] منہا ما روی عن سلمان الفارسی رض قال ان علیاً بلغہ عن عمر ذکر شیعتہ فاستقبلہ فی بعض طرق بساتین المدینۃ وفی ید علی قوس فقال یا عمر بلغنی عنک ذکر شیعتی فقال اربع علی ضلعک فقال انک لہا ھنا ثم رمی بالقوس علی الارض فاذا ھو ثعبان کالبعیر فاغرا فاہ وقد اقبل نحو عمر لیبتلعہ فصاح عمر اللہ اللہ یا ابا الحسن لا عدت بعد ھا فی شئ وجعل یتضرع الیہ فضرب بیدہ الی الثعبان فعادت القوس کما کانت فمضی عمر الی بیتہ مرعوبا قال سلمان فلما کان اللیل دعانی علیؑ فقال سر الی عمر فانہ حمل الیہ من ناحیۃ المشرق مال ولم یعلم بہ احد وقد عزم ان یحتبسہ فقل لہ یقول لک علی اخرج ما حمل الیک من المشرق ففرقہ علی من ھو لھم ولا تحبسہ فافضحک قال سلمان فمضیت الیہ وادیت الیہ الرسالۃ فقال اخبرنی امر صاحبک من این علم بہ فقلت وھل یخفی علیہ مثل ھذا وقال یا سلمان اقبل منی ما اقول لک ما علی الا ساحر وانی لمشفق منہ والصواب ان تفارقہ وتصیر فی جملتنا فقلت بئس ما قلت لکن علی ورث من اسرار النبوۃ ما قد رایت منہ وعندہ

ل معجزہ معجزات جناب امیر کے یہ ہے جو سلمان فارسی سے مروی ہے کہ جناب علی کو خبر پہونچی کہ عمر آپکے شیعہ کا ذکر کرتا ہے مدینہ کے باغونکی بعض سڑکون میں عمر آپکے سامنے آگیا اور علی کے ہاتھ میں کمان تھی فرمایا ای عمر میرے شیعہ کے تذکرہ کی کیفیت مجکو پہونچی ہے اوسنے کہا ذرا اپنی کجی پر نرمی کر علی نے فرمایا (ہان) تو یہان ہے اور اپنی کمان کو زمین پر پھینکدیا ایکایک وہ ایک اژدہا ہوگئی اپنا منہ کہولکر عمر کی طرف اوسکو نگلنے کے واسطے متوجہ ہوئی عمر چلایا ای خدا ای ابالحسن مین پہر کبھی کسی امر مین ایسا نہ کرونگا اور عاجزی کرنے لگا آپنے اژدہا پر ہاتھ مارا تو وہ جیسی پہلے کمان تھی ویسا ہی ہوگیا عمر اپنے گہر خوف زدہ چلا گیا سلمان نے کہا جب رات ہوئی امیر المومنین نے مجکو بلا کر فرمایا کہ عمر کے پاس جا مشرق کی طرف سے اوسکے پاس مال آیا ہے اور کسیکو اوسکی خبر نہین اور اوسکا قصد ہے کہ وہ مال روک رکہے پس اوسکو کہہ کہ علی تجکو کہتا ہے کہ جو مال مشرق کیطرف سے تیرے پاس آیا ہے اوسکو نکال اور مستحقون پر بانٹ دی اور روک مت (ورنہ) مین تجکو فضیحت کرونگا۔ سلمان کہتا ہے مین اوسکے پاس گیا اور پیام پہنچایا عمر نے کہا کہ مجکو اپنے یار کے امر کی خبر دے کہ اوسنے اسکو کہانسے جانا مینے کہا کیا اوس سے ایسی بات مخفی رہسکتی ہے۔ پہر کہا۔ ای سلمان جو مین تجسے کہتا ہون مان لے علی صرف جادوگر ہے اور مین اوس سے ڈرتا ہوں اور بہتر یہہ ہے کہ تو بہی اوس سے جدا ہوجائے اور ہم مین شمار کیا جاوے مین نے کہا تو نے برا کہا لیکن علی نبوت کے اسرار کا وارث ہے جو تو دیکہہ چکا ہے اور اوسکے پاس۔ ۱۲

اکثر مما[1] رایت منه قال ارجع الیه فقل له السمع والطاعة لامرك فرجعت الے علی فقال احدثك ماجرى بينكما فقلت انت اعلم به منی فتکلم بکل ماجرى بيننا ثم قال رعب الثعبان فی قلبه الی ان یموت انتهی بلفظه ہمارے فاضل مخاطب اس روایت کو خرائج وجرائح اپنے قطب الاقطاب کے صفحہ نمبر ۲۰ و ۲۱ پر بغور ملاحظہ فرماکر فرماوین کہ مدلول اس حدیث کا پہلے واقع ہوا ہے یا مدلول حدیث شریف اول فرج غصبت کا اگر یہہ قصہ اژدہا پہلے واقع ہوا ہے تو پہر کیا کسی عاقل کے سمجہہ مین نہین آتا کہ جو شخص کسی کے شیعیان پاک کا بے ادبی سے نام لینے پر ایسا بڑا معجزہ دیکھہ چکا ہو - اور مرنے تک اوسکے دلمین دہشت باقی ہو اور شیعونکی اسقدر حمایت اور اعانت دیکھہ چکا ہو - بیٹی کے غصب کا تو کیا ذکر وہ لونڈی کا بہی نام لے سکے اور اگر بفرض محال نام لے بہی تو اوسوقت بہی ایک معجزہ دکھا کر اوسکو ڈرا سکتے تہے اور اگر غصب فرج پہلے ہوا تہا تو کیا جو شیعون کے نام لینے پر کیا وہ غصب دختر پر نہین کیا جاسکتا تہا کیا غصب دختر شیعونکی صرف نام لینے سے بہی کم درجہ ہے ای حضرات تمکو تمہاری تشیع کی قسم ہے ذرا تو اپنی دین وایمان اور عقل و انصاف سے فرماؤ ہمارے نزدیک تو آپ صاحب ہر دو اپنی مذہب کے اس سے بہتر دوسری کوئی توجیہہ نہین فرماسکتے کہ جناب امیر جو عالم ما کان وما یکون تہے آپکو ام کلثوم کے طینت سے معلوم ہوگیا تہا کہ ام کلثوم زمرہ نواصب مین سے ہے کہ بعدمین معتقد صحت خلافت عمر ہوجاویگی تو حسب آیہ الخبیثات للخبیثین اوسکو بخوشی ورضا عمر کو دیدیا ع کند ہمجنس با ہمجنس پرواز ای حضرات مدعیان ولا و تمسک جہان تم صدہا سادات حسنیہ و حسینیہ کو کافر و فاسق و ناصبی کہتے ہو اگر ایک بیچاری ام کلثوم کو جو آیت تطہیر مین بہی داخل نہین ہے بلکہ اوسکا صحابیہ ہونا زیادہ باعث بدگوئی ہے برا بہلا کہدو گے تو مین یقیناً کہہ سکتا ہون کہ تمہاری اصول مذہب کے بہی خلاف نہوگا

---

[1] جو تونے دیکھا ہے اس سے بہی زیادہ ہے اوسنے کہا تو اوسکے پاس واپس جا اور کہہ کہ تیرے حکم کا مین مطیع ہون پہر مین علی کے پاس آیا اوسنے کہا جو تمہاری باہم باتین ہوئین مین تجھسے بیان کرون مین نے کہا کہ آپ اونکو مجھسے زیادہ جانتے ہین - پہر ساری سب باتین بتلادی - پہر فرمایا - کہ مرنے تک اژدہا کی دہشت اوسکے دلمین رہیگی ۱۲

بلکہ پورا مطابق ہوگا اور اہلسنت کے بھی کسیقدر اس طعن سے زبان بند ہی ہو جائیگی (چھٹی روایت)
صاحب آیات بینات نے کتاب عماد الاسلام جناب قبلہ وکعبہ شیعیان مولوی دلدار علی سے نقل کی ہے
چنانچہ جسقدر الفاظ کا ترجمہ کیا ہے اوسکو ہم ملخصًا لکھکر اصل عبارت بتمامہا نقل کرتے ہین کتب
امامیہ مین لکھا ہوا ہے کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے بحکم الہی اپنے اور علی کے دروازہ کے سوا سب
دروازہ مسجد سے بند کرنے کا حکم دیا۔ حضرت عباس کی درخواست دروازہ کے نسبت تو نامنظور ہوئی
مگر پرنالہ کی درخواست منظور ہوئی اور خود حضرت نے پرنالہ لگا دیا عمر فاروقؓ کے عہد خلافت مین تین سال تک
جاری رہا ایک روز اوسکا پانی عمر کے کپڑون پر گرا اونہون نے اوسکو اوکھڑوا دیا اور حکم دیا۔ کہ اگر
کوئی اسکو لگائیگا تو اوسکی گردن مارونگا۔ حضرت عباس نے حضرت علی کے پاس جاکر شکایت کی اور
اپنی مصیبت سنائی اونہون نے فرمایا کہ تم اپنے گھر مین آرام سے بیٹھو دیکھو مین کیا کرتا ہون

ثم نادی[1] یا قنبر علی بذی الفقار فتقلده ثم خرج الی المسجد والناس حوله وقال
یا قنبر اصعد ورد المیزاب الی مکانه فصعد قنبر فرده الی موضعه قال علی و
حق صاحب هذا القبر والمنبر لئن قلعه قالع لاضربن عنقه وعنق الآمر له بذلك
ولاصلبنهما فی الشمس حتی یتقددا فبلغ ذلك عمر بن الخطاب فنهض ودخل
المسجد ونظر الی المیزاب وهو فی موضعه فقال لا یغضب احد ابا الحسن فیما
فعله ونكفر عنه عن الیمین فلما كان من الغد مضی علی بن ابیطالب الی عمه العباس فقال له
كیف اصبحت یا عم قال بافضل النعم مادمت لی یا ابن اخی فقال له یا عم طب نفسك
وقر عینا فوالله لو خاصمنی اهل الارض فی المیزاب لخصمتهم ثم لقتلتهم بحول الله وقوته

[1] پھر قنبر کو پکارا کہ ذوالفقار لے آ اوسکو حمائل کیا پھر جانب مسجد نکلا اور لوگ آپکے گرد اگرد تھے اور کہا اے قنبر چڑھ اور پرنالہ اپنی جگہ پر لگا قنبر چڑھ گیا
اور اوسکو اوسی جگہ دیا۔ علی نے کہا اس قبر اور منبر والے کے حق کی قسم اگر کسی نے اسکو اوکھاڑا تو مین اوسکی اور اوسکے حکم کرنے والے کی گردن مارونگا
اور اوسکو دھوپ مین سولی چڑھاؤنگا یہانتک کہ تمام ہو جاوین یہہ خبر عمر بن خطاب کو پہنچی تو اوٹھا اور مسجد مین آیا اور پرنالہ کو اوسکی جگہ دیکھا کہا کہ کوئی غصہ
علی کو اوسکے کام مین نہ دلاوے اور ہم اپنی قسم کا کفارہ دیدینگے دوسرے دن فجر کو علی اپنے چچا عباس کے پاس گئے۔ اور پوچھا اے چچا کیا حال ہے۔ کہا
بھتیجے جبتک تو میرا ہے عمدہ گذرتی ہے فرمایا اے چچا خوش رہو اور ٹھنڈی آنکھین رکھو کہ خدا کی قسم اگر پرنالہ کے معاملہ مین تمام زمین والے مجھسے

ولا یبالک صنیم ولا غم فقام العباس فقبل بن عینیه وقال یا ابن اخی ماخاب من انت ناصرہ فکان ھذا فعل عمر بالعباس عم رسول اللہ وقد قال فی غیر موطن وصیۃ منہ فی عمہ ان عمی العباس بقیۃ الآباء والاجداد فاحفظونی فیہ کل فی کنفی وانا فی کنف عمی العباس فمن اذاہ فقد اذانی ومن عاداہ فقد عادانی فسلمہ سلمی وحربہ حربی وقد اذاہ عمر فی ثلث مواطن ظاھرۃ غیر خفیۃ منھا قصۃ المیزاب ولولا خوفہ من علی علیہ السلام لم یترکہ علی حالہ انتہی۔ خدا کے لیے اس روایت کو ذرا انصاف وفہم کو مستعار ہی لیکر ملاحظہ فرماوین اور جناب امیر کی کیفیت صبر وسکوت وعجز وبیچارگی ودرماندگی کو اس روایت کی عینک مین دیکھین اور خیال کرین کہ خدا تعالے کی وصیت کی بجا آوری اوسکے بندگان مقربین ومعصوم ایسی طرح ہی کرتے ہین۔ جیسا کہ جناب امیر نے فرمائی۔ کیا جناب سرور کائنات کے حکم کی تعمیل یون ہی ہوتی ہے۔ جسکا حضرت امیر پر اونکے اہل تشیع اتہام لگاتے ہین۔ افسوس۔ کوئی شخص ان حضرات انصاف دشمنوں کے دوستوں سی پوچھے کہ کیا امامت کا چھین جانا بنات کا غصب ہونا حضرت عباس کے پرنالہ کے برابر ہی نہتا۔ جو باجماع جمہور طائفہ ناقص الایمان ہین۔ حالانکہ قاضی صاحب شوستری شرم وحیا کو بالائی طاق رکھکر فرماتے ہین کہ امامت کا چھین جانا ہزار فروج کے غصب سے بہی زیادہ ہے تو موافق آپکے قاضی صاحب کے فیصلہ کے پرنالہ عباس کا معاملہ ہزارہا فروج کے غصب سے بہی بڑہکر ہوگیا کیونکہ امامت سے بہی بڑہکر ہوا۔ وہل ہذا الا سفسطۃ صراح۔ پس جب جناب امیر نے ایسی ذرا ذرا

سا اور جسکو ذرا ظلم اور غصہ نہ پہنچی کا عباس اوٹہا اور آپکی پیشانی چومی اور کہا اے بہتیجے جسکا تو مددگار ہوگا وہ خسارہ مین نہین ہے تو عباس عم رسول اللہ کے ساتھ عمر کا یہ فعل تہا۔ اور اپنے چچا کے باب مین اپنی وصیت کے بہت مواقع مین فرمایا کہ میرا چچا عباس آبا واجداد کا بقیہ ہے اوسکے باب مین میری رعایت کرو ہر ایک میری حمایت مین ہے اور مین اپنے چچا عباس کے حمایت مین ہین جسنے اوسکو ایذا دی اوسنے مجکو ایذا پہنچائی اور جسنے اوس سے عداوت کی اوسنے مجسے دشمنی کی اوسکی صلح میری صلح ہے اور اوسکی لڑائی میرے لڑائی ہے اور اوسکو عمر نے تین مواقع مین ظاہر غیر خفی ایذا پہنچائی منجملہ اونکے پرنالہ کا معاملہ تہا اگر اوسکو علی ع کا خوف نہوتا تو پرنالہ کو اوسکی حالت پر نچھوڑتا ۔۱۲۔

معاملہ مین ہنگامہ قتل و قتال سے بھی دریغ نکیا ہو تو غصب بنات کے معاملہ مین۔ بردی عقل صاف
کیونکر باور کیا جا سکتا ہے کہ آپنے صبر و سکوت فرمایا ہوگا۔ تعجب یہہ ہے کہ غصب بنات
بھی کرین تو کون اور عاجز و بیچارے بھی ہون تو کس کے مقابلہ مین جو جناب امیر سے ایسا ڈرتے
تھے کہ آپکے زبانی تہدید او ظاہری دہمکی سے ڈر جاتے تھے اور اپنے ارادہ سے باز رہتے تھے ایسے
لوگ حضرت امیر سے خلافت غصب کرین یا بنات چھینین مگر ہان شاید خدا تعالے نے
یہہ فرمایا ہوگا کہ ناموس امامت و بنات کے غصب پر بولنا اور سنزاب وغیرہ کے معاملہ مین اپنے
قوت و شجاعت کے جوہر دکھلانا۔ اور سبب کیسے حکمت عامضہ کی خدا کے نزدیک غصب خلافت
و غصب بنات سے پرنالہ کا اوکھاڑنا اقبح ہوگا جسکے ادراک سے ہماری عقول قاصر ہین نعوذ باللہ من ذالک
توان دلایل واضحہ سے واضح ہوا کہ جبر و اکراہ کا دعوی بالکل لغو اور سراسر باطل ہے نہ خدا کی طرف سے
وصیت تھی کہ دین کی بربادی اور اہلبیت کی اہانت و تذلیل چپکے دیکھنا اور سر نہ ہلانا نہ آپ
بیچارہ اور بے یار و انصار تھے نہ آپ کو یار و انصار کی ضرورت تھی والحمد للہ علی ذالک لیکن جسقدر
ماسبق مین اس نکاح کی نسبت گذارش ہوا ہے وہ علی سبیل التنزل و التسلیم تھا ورنہ فی الحقیقت بندہ
نے جو کچھ عرض کیا تھا اوس سے نکاح ہرگز مراد نہ تھا۔ کیونکہ بندہ نے الزاماً یہہ عرض کیا تھا) کیا تمک
کے یہی معنی ہین کہ نعوذ باللہ توبہ توبہ آل رسول کی بنات کو بلکہ اونکی شرمگاہون کو مغصوب علاوہ کر دین
اس عبارت سے صریح ظاہر ہے کہ بندہ نے غصب کا الزام لگایا ہے پس اسسے یہہ کہنا کہ مراد
غصب سے نکاح ہے سراسر تحریف ہے۔ ثبوت غصب تو روایت کلینی وغیرہ سے واضح ہے۔ بلکہ
بعبارۃ النص ثابت ہے وہ روایت کرتے ہین۔ ہی اول فرج غصبنا۔ پہر اوسکو نکاح پر محمول
کرنا بوجوہ باطل ہے اول تو یہہ کہ لفظ غصب فرج سے نکاح خلاف ظاہر و لیسنا اعراض
عن الحقیقۃ و صیرورۃ الی المجاز ہے جو بلا تعذر حقیقت جائز نہین اور اسجگہ حقیقت متعذرہ نہین ہے
بلکہ قرائن داعی الی الحقیقت ہین غصب ایسے شخص کیطرف منسوب ہے جس نے پہلے اس سے
وہ کام کیے جو اس سے بدرجہا زیادہ تھے کیونکہ سرگروہ دشمنان اہلبیت تہا۔ اوسنے بعد

وفات سرور کائنات صلعم کے دو معصومونکو قتل کیا مہبط وحی خانۂ اہلبیت کو جلایا اہلبیت کے ذلت واہانت
مین کوئی دقیقہ نچھوڑا۔ جسکی یہہ حالت ہو اور اوسکی طرف غصب بنات روایات مین منسوب ہو تو عقل
سلیم کیطرف ہرگز یہہ متطرق نہین ہوتا کہ اوسنے بجبر نکاح کیا ہوگا۔ جب وہ ایسا خلیع العذار ہیکہ جس نے پہلے
ایسی ناشائستہ حرکات کیٔ ہون اوسکو کیا ضرورت ہیکہ وہ نکاح کے جہگڑے کو خریدے نکاح کی نسبت
بدون نکاح کے غصب مین تذلیل اہلبیت زیادہ متصور ہی پس اوسنے ظاہرًا اصول شیعہ پر وہی کیا ہوگا
جو باعث تذلیل اہلبیت زیادہ ہو تو اس سے صاف ثابت ہوا کہ غصب اپنے معنی حقیقی پر ہی محمول ہے
دوسری یہہ کہ اگر تسلیم کیا جاوے کہ مراد غصب سے نکاح بلا رضا ہی۔ تاہم مفید مدعا نہین کیونکہ حسب
تصریح فقہاے قوم نکاح مومنہ کا دشمن اہلبیت سے قطعًا حرام بلکہ اشد محرم ہے پس جبکہ اونکے مومنہ کا نکاح
اونکے دشمن اہلبیت کے ساتہہ حرام ہو تو جگر گوشہ بتول کا نکاح سرآمد دشمنان اہلبیت اور سر دفتر منافقین
علی زعوم الشیعہ کے ساتہہ کیونکر جائز ہوگا۔ پس جب یہہ نکاح جائز نہوا اور حرام ہوا تو غصب از نکاح مین
صرف منازع لفظی ہی رہگیا۔ اور اگر تقیہ اور جبر واکراہ کا عذر فرماوین تو وہ عنقریب ایسا زیر و زبر ہوچکا ہی
کہ اوسکی اصلاح فاضل مجیب سے بعد رجعت ہی محال ہے ولن یصلح العطار ما افسد الدھر تیسری
صاحب نزہہ نے اپنی دانست مین تحریر فرمایا ہے۔ کہ نکاحیکہ بغیر طیب خاطر باشد اصلا مستلزم زنا نیست
چہ تجویز تزویج در مقام ضرورت و اضطرار از باب رخصت ست چنانچہ تجویز تناول میتہ در حال مخمصہ و اضطرار
قائلین تقیہ میگویند کہ شارع فعلی راکہ بطریق تقیہ واقع شود قائم مقام مامور بہ قرار داد۔ پس بجا آوردن
آن امتثال امر الٰہی ست و این معنی مقتضی اجر ست پس وقوع زنا لازم نیاید چنانچہ ہرگاہ جابری
شخصی را در طلاق دادن زوجہ اش اجبار نماید در عرف میگویند غصبت زوجتہ۔ حضرت کشمیری
صاحب نے جبر واکراہ و ضرورت و اضطرار کی نسبت جو کچہہ تحریر فرمایا اوسکا قلع و قمع واجبی ہم کر چکے
ہین لیکن حضرت کشمیری اور اونکے مقلدین سے اسقدر استفسار باقی ہے کہ کیون حضرت جب
جبر واکراہ و ضرورت و اضطرار کی ٹہری اور مثل میتہ اور لحم خنزیر کی حالت مخمصہ مین ہوئی۔ تو جو کچہہ
بجبر واقع ہوگا وہ مباح ہوگا اور جو کچہہ از راہ اکراہ دبجبا واقع ہوگا وہ عین امتثال حکم خداوندی ہوگا

تو پہر چاہیے لفظ غصب کو اوسکے معنے حقیقی سے پہیر کر معنی مجازی پر محمول نکرین بلکہ معنی حقیقی پر محمول کرنے سے اور زیادہ غاصب کی برائی پر دال ہوگا اور اہلبیت نبوت پر کسی قسم کا الزام لازم نہوگا کیونکہ دونو صورتو مین اہلبیت سے توجو کچہہ ہوا وہ بحالت مخمصہ تقیہ کے پردہ مین ہوا جو امتثال امر خداوندی ہے خواہ نکاح بلا رضا ہوا تو اور غصب ہوا تو لیکن غاصب کے حق مین اگر نکاح بجبر تسلیم کیا جاوے تو ایک معصیت اکراہ کی ہی ہوگی وبس۔ کیونکہ بعد نکاح تحقق زنا مفقود ہے۔ اور اگر غصب اپنے معنی پر محمول ہوگا تو بحق غاصب ایک برائی مثل غصب کے ہوگی اور دوسری زنا کی کہ اوسکے حق مین لامحالہ یہہ زنا ہوگا۔ معلوم نہین کہ اس لفظ کو اوسکے معنے حقیقی سے کیون پہیرتے ہین اور معنی مجازی پر بلا ضرورت داعیہ اور بدون قرینہ کیون محمول کرتے ہین۔ واجب ہی کہ اس لفظ کو اوسکے معنے حقیقی سے مصروف نکرین اور معنے مجازی کا ارتکاب نفرماوین۔ رہا یہہ کہ آپکے حضرت کشمیری صاحب جو یہہ نظیر پیش فرماتے ہین کہ اگر کوئی جابر بجبر واکراہ کسی کی زوجہ کو اوس سے طلاق دلوائی تو عرف مین کہتے ہین غصبت زوجتہ محض مغلطہ ہی کیونکہ اول تو امر عرف مین ہی کلام ہی جبتک کسی دلیل سے ثابت نکیا جاوے بعد اوسکے یہہ نظیر اپنی ممثل لہ کی ہی مطابق نہین اور نہ اسکا غصب ہونا ممثل لہ کے غصب ہونیکو مستلزم ہے کیونکہ طلاق باکراہ دلوانا گویا ایک شخص کے مملوک شی کو اوسکی قبض و تصرف سے بلا جواز شرعی بجبر نکالنا ہے۔ جسپر غصب صادق آتا ہے اور ماتحن فیہ مین یہہ معنے مفقود ہین کیونکہ نکاح بالجبر کی صورت مین کسیکی مملوک و متصرف کو اوسکی قبضہ سے نہین نکالا تو نکاح بالجبر کی مماثل نہوا۔ اچہا ہمنے مانا کہ یہہ دونو برابر سہی لیکن پہر یہہ دعوی آپکی حضرت کشمیری کا غلط ہے کیونکہ اس عبارت سے نکاح اوسوقت مستفاد ہوسکتا ہے جبکہ غصب کے نسبت نفس عورت کیطرف جاوے اور جب اوسکی نسبت عورت کی فرج کیطرف کرکے زیادہ تشنیع و تقبیح کیجاوے تو اوسوقت تاویل نکاح بالجبر کے مسلم نہین بلکہ اوسوقت بسبب اسکی غصب کا فرج پہہ وقوع بیان کرکے غایت درجہ قبح وشناعت مین پونہچایا گیا ہے غصب حقیقی ہی مراد ہوگا تو اس سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ اس سے ہرگز مراد نکاح بالجبر نہین

بلکہ غضب حقیقی مراد ہے۔ مگر حضرت کشمیری صاحب نے اپنی خوش فہمی سے اس قید کو نہین سمجھا
یا تجاہل فرمایا ہو۔ غرض بہر کیف غضب خواہ حقیقی معنے پر محمول ہو یا مجازی معنے پر وقوع حرام
مین اصول شیعہ پر کچھہ کلام نہین ہر طرح حرام ہونا حضرات کا پیچھا نہین چھوڑتا۔ **قولہ** بالفرض
اگر ام کلثوم بنت زہرا کا نکاح ہوا تب بھی کیا قباحت لازم آتی ہی یہہ ظاہر ہے کہ یہہ نکاح
بخوشی نہین ہوا۔ **اقول** جب فریقین کے کتب معتبرہ اور روایات معتمدہ سے ثابت ہے کہ یہہ نکاح
ام کلثوم بنت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ہی ہوا ہے تو بالفرض کے کیا معنی یہہ امر فرضی تو نہین ہے
یہہ تو واقعی اور تحقیقی ہی پھر لفظ بالفرض کہنا محض دہوکہ دہی ہے۔ اور جب آپنے اس نکاح کو
تسلیم کرلیا تو قباحت یہہ لازم آتی ہے کہ تمام اصول و فروع شیعہ برباد ہوئی جاتے ہین کیونکہ
حسب روایات شیعہ جناب امیر المجاہد مضطر نہین ہوسکتے تھی تو لامحالہ یہہ نکاح بخوشی ہوا اور اس سے
جیسی کچھہ صاعقہ شرربار خرمن مذہب امامیہ پر واقع ہوتی ہے کسی ذی خرد پر مخفی نہین کیونکہ اگر حضرت فاروق
اسکی لیے اہل اور لائق تھے تو بھی مذہب تشیع کی خرابی اور اگر لائق نہین تھے تاہم مذہب تشیع کی بربادی
اور اگر باینہمہ پھر بھی بناخوشی و ناراضی یہہ نکاح واقع ہوا تاہم مذہب تشیع کی تباہی پس ہماری
فاضل مجیب کا یہہ کہنا تب بھی کیا قباحت لازم آتی نا واقفی یا تجاہل سے ناشی ہے ورنہ جب حسب روایات
شیعہ نکاح صحیح ہوا تو یہہ کہنا کہ کیا قباحت لازم آتی سراسر فریب ہے **قولہ** چنانچہ شرح صحیح بخاری [illegible]
اقول ہم سابقاً عرض کرچکے ہین کہ آپکے قاضی صاحب شوستری نے اس روایت کو ابن
حجر [illegible] نسبت کیا ہے جو ابن حجر مکی ہے اور آپکے کشمیری صاحب نے نزہہ مین اس روایت کو
[illegible] طرف منسوب کیا ہے تو بظاہر ہماری فاضل مجیب کے خوش فہمی معلوم ہوتی ہے
[illegible] سے لیتے ہین یہہ سمجھکر کہ ابن حجر مطلق لکھا ہے تو عسقلانی ہی مراد ہوگا
[illegible] فتح الباری کی طرف کذباً و افتراءً نسبت فرمادیا حالانکہ وقت اطلاق کے
[illegible] فتح الباری کے طرف ممنوع بلکہ متبادر مطلق ابن حجر کی یہی امر کے ذکر کرنے
[illegible] صحابہ ہو کتاب اصابہ ہے اور اسمین یہہ روایات بطرق متنوعہ موجود ہین

لیکن اس روایت کا کہین نشان بہی نہین بلکہ اسکی مخالف ثابت ہوتا ہے - اور اگر بالفرض یہہ روایت
فتح الباری مین ہو بہی تو آپکے قاضی صاحب کا ابن حجر متاخر یعنے مکی کیطرف نسبت کرنا کذب
وغلط ہوگا قطع نظر اس سے کہ قاضی صاحب نے فقط متاخر لکہا ہے اور قرینہ بہی دال ہے کہ مراد ابن حجر سے
ابن حجر مکی ہے وہ یہہ کہ قاضی صاحب بعد نقل روایت کے فرماتے ہین جسکا حاصل یہہ ہے کہ بعد
اس روایت کے ابن حجر نے عمر کے ضم وتقبیل کیطرف سے جو عقد وتحلیل سے پہلے واقع ہوئی یہہ عذر
کیا ہے کہ ام کلثوم بسبب صغر سنی کے اسدرجہ کو نہین پہونچی تہی کہ مشتہاۃ ہو کہ اوسکی ضم وتقبیل
حرام ہو اور اگر وہ صغیرہ نہو تی تو حضرت علی اوسکو کیون بہیجتے - اور یہہ عبارت صواعق ابن حجر مکی مین
مذکور ہے وتقبیلہ وضمہ لہا علی جہۃ الاکرام لانہا لصغرہا لم تبلغ حدا تشتہی حتی یحرم ولولا
صغرہا لما بعث بہا ابوہا کذلک - مگر اس روایت کا جسکا قاضی صاحب دعوی فرماتے ہین وہان
کہین پتا و نشان نہین پس معلوم ہوتا ہے کہ یہہ قاضی صاحب کی اوسی غلطی یا مغالطہ کی تصحیب
و تقلید ہوتے چلی آئے ہے مگر ہماری فاضل مخاطب نے اوسپر یہہ اور طرہ لگایا کہ فتح الباری شرح
صحیح بخاری کے طرف نسبت کردیا جو ابن حجر عسقلانی کی ہے پہر اگر بالفرض یہہ روایت کسی
ابن حجر نے اپنی کسی کتاب مین نقل کی ہو تاہم جب معارض روایات جمہور محدثین کے ہے قابل
اعتبار کے نہین ہو سکتی اور اگر اعتبار ہی تسلیم کرلین تو فاضل مجیب کا یہہ ارشاد کہ "بآواز بلند
پکار رہی ہے" غیر مسلم ہے بلکہ بقاعدہ الحدیث یفسر بعضہ بعضا بانضمام دیگر روایات اس روایت
مین انجاہ کے یہہ معنے ہونگے کہ کثرت الحاح وسالت اور نہایت تردد ومراجعت فرمائے اور ظاہر ہے
کہ یہہ معنی عین مناقض دعوے سامی ہے اب لیجیے جو روایات کہ ان معنے پر دال مین صواعق
محرقہ کے باب حادی عشر مین مروی ہین وفی روایۃ ان عمر[۲] صعد المنبر فقال ایہا
الناس انہ واللہ ما حملنی علی الالحاح علی علی فی ابنتہ الا انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ

---

[۱] اور اوسکا ضم وتقبیل کرنا تعظیم کے طور پر تہا کیونکہ وہ بسبب اپنی صغر سنی کے حد شہوت کو نہ پونہچی تہی کہ حرام ہوتی اور اگر
اوسکی کم سنی نہوتی تو اوسکا باپ اوسکو اسطرح نہ بہیجتا - ۱۲ [۲] اور ایک روایت مین ہے کہ عمر منبر پر چڑہے اور کہا اے لوگو واللہ
علی سے اونکی دختر کے معاملہ مین الحاح کرنے پر مجہ کو کسی چیز نے مجبور نہین کیا مگر یہہ کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ۱۲

یقول کل سبب وصهر ینقطع الا سببی وصهری وانہما یاتیان یوم القیمہ فتشفعان لصاحبہما وفی روایۃ لما اکثر تردده علی اعتل بصغرہا فقال ما حملنی علی کثرۃ ترددی الیک الا انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول کل حسب ونسب وصهر الخ

ان روایات سے کثرت الحاح ومراجعت اور نہایت تردد ومسالت بداہۃً ثابت ہی پس روایت ما نحن فیہ مین جو لفظ الجاء واقع ہے وہ یہی اسی معنے پر محمول ہوگا علی اصول اہل حق کیونکہ نہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فاسق وفاجر وظالم اور غاصب تہی اور نہ جناب امیر رضی اللہ عنہ مظلوم مقہور وحیران ومغلوب تہے تو لا محالہ مطابق اصول اہل حق کے ان معنی پر حمل کرنا لازم ہوگا۔ اور فاضل مجیب کا دعوی غلط ہوا۔ وہو المطلوب **قولہ** اور غصب کے معنے یہہ ہین نہ کچہہ اور **اقول** یہہ معنے غصب کے صرف حضرت کا ہی اختراع ہے جبتک آپ کسی نقل سے اسکو ثابت نفرماوینگے اوسوقت تک یہہ دعوے قابل سماعت نہین اور بالفرض تکلف اگر یہہ معنی ہون بہی تو حصر سراسر غلط ہے جو حضرت کے خوبی فہم سے پیدا ہوا ہے اگر آپکے نزدیک یہہ صحیح تہا تو کسی دلیل سے تو ثابت فرمایا ہوتا **قولہ** خلیفہ ثانی مسلمان کلمہ گو تہی احکام اسلام اونپر جاری تہے نکاح شرعی ہوا۔ **اقول** اس جواب کا مطلب یہہ ہے کہ بوجہ ظاہری اسلام خلیفہ فاروق یہہ نکاح ازروی شرع کے جائز ہوا لیکن معلوم ہوتا ہے کہ حضرت کو اپنے مسایل فقہیہ تک کے بہی خبر نہین ہے اور خبر کیونکر ہو مناظرہ کی چند کتابین دیکہکر تو مجتہد بن بیٹہی مسائل فقہیہ کی خبر ہو تو کیونکر ہو۔ اجی جناب میر صاحب یہہ اجتہاد آپنے غلط فرمایا اور اسمین آپنے خطا کی آپ اپنی کتابونکا ملاحظہ فرمائیے آپکے یہان صحت نکاح کے واسطے صرف ظاہری اسلام وکلمہ گوئی ہرگز مفید نہین ہے بلکہ عموماً کتب فقہیہ مین نواصب

لہ فرماتے ہیر واسطہ اور دامادی تعلق قطع ہو جائیگا مگر میرا واسطہ اور دامادی تعلق کہ وہ قیامت مین اپنے اور اپنے تعلق والے کے سفارش کرینگی اور ایک روایت مین ہے کہ جب عمر علی کے پاس (اس معاملہ مین) بکثرت آئے گئے آپنے اوسکی صغر سنی کا عذر کیا۔ عمر نے فرمایا۔ کہ مجہکو بکثرت آمدرفت پر بجز اسکے کسینی برانگیختہ نہین کیا کہ مینی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تہی کل حسب اور نسب دامادی تعلق الخ ۱۲—

وخوارج کے ساتھ مومنہ کا نکاح صراحتہً ناجائز لکھا ہے سا سوقت من لایحضر حاضر ہے او سمین یہہ
روایت موجود ہے ۔ وروی[۱] الحسن بن محبوب عن سلیمان الحمار عن ابی عبد اللہ
علیہ السلام قال لاینبغی للرجل المسلم منکم ان یتزوج الناصبیۃ ولا یزوج
ابنتہ ناصبیا و یطرحہا عندہ قال مصنف ھذا الکتاب رحمۃ اللہ من نصب
حربا لآل محمد علیہم السلام فلا نصیب لھم فی الاسلام فلذلک حرم نکاحہم
وقال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ صنفان من امتی لا نصیب لھم فی الاسلام الناصب
لاھل بیتی الخ اس روایت سی حرمت نکاح نواصب ہی نہین ثابت ہوئی بلکہ اس سے
یہہ بھی ثابت ہوا کہ نواصب کا ظاہری اسلام اور زبانی کلمہ گوئی ہرگز قابل اعتبار نہین اور جو
بعض شیعہ مثل فاضل مخاطب شکنجہ ابحاث مین گرفتار ہو کر ظاہری اسلام کو اعتبار کرتے مین
سراسر غلط ہے نکاح تو ایک طرف رہا نواصب کا توجھوٹا تک بھی نجس ہے من لایحضر مین ہے
[۲] ولا یجوز الوضوء بسور الیھودی والنصرانی وولد الزنا والمشرک وکل من خالف
الاسلام واشد من ذلک سور الناصب استبصار مین ہے وبھذا الاسناد عن
محمد بن یعقوب عن احمد بن ادریس بن محمد بن احمد بن یحیی عن ایوب
بن نوح عن الوشاء عمن ذکرہ عن ابی عبد اللہ علیہ السلام انہ کرہ
سور ولد الزنا والیھودی والنصرانی والمشرک وکل من خالف الاسلام وکان
اشد ذلک عندہ سور الناصب پس جب نواصب کے جھوٹے کا یہہ حال ہے تو اونکا

---

[۱] امام ابی عبد اللہ سے مروی ہے فرمایا ہم مین سے مسلمان شخص کو لائق نہین کہ ناصبیہ کے ساتھ شادی کرے اور اپنی بیٹی کا ناصبی کے ساتھ نکاح کرے اور اسکو اوسکی پاس ڈال دی مصنف کتاب کہتا ہے جو آل محمد علیہ السلام کے ساتھ لڑائی قائم کرے اونکے لیے اسلام مین کچھ حصہ نہین اسلیے اونکا نکاح حرام ہوا اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا ۔ میرے امت مین دو قسم کے لوگ ہین جنکو اسلام مین کچھ حصہ نہین ایک تو میری اہلبیت کے ساتھ دشمنی رکھنے والا ۔ الخ ۔ ۱۲ ۔

[۲] یہودی اور نصرانی اور ولد الزنا اور مشرک اور ہر مخالف اسلام کے جھوٹے کے ساتھ وضو جائز نہین ہے اور اس سے بھی سخت تر ناصبی کا جھوٹا ہے امام ابی عبد اللہ سے مروی ہے اونھون نے ولد الزنا اور یہودی اور نصرانی اور مشرک اور ہر مخالف اسلام کے جھوٹے کو مکروہ سمجھا اور سب سے سخت تر آپکے نزدیک ناصبی کا جھوٹا تھا ۔ ۱۲ ۔

نکاح کیا کچھہ ہوگا - علی الخصوص ایسے شخص کا نکاح جو بزعم شیعہ دشمنان اہلبیت کا سرگروہ فاسق و معصوم ہو کہ ایسی شخص کو شیعہ نجس العین اعتقاد کرتے ہین اور اوسکی عدم طیب ولادت کا حکم کرتے ہین چنانچہ خاتم المتکلمین مولانا مولوی حیدر علی رحمۃ اللہ علیہ نے معانی الاخبار صدوق سے عدم طیب ولادت کے نسبت یہہ روایت نقل کی ہے حدثنا علی بن احمد بن موسی رضی اللہ عنہ قال حدثنا محمد بن ابی عبد اللہ الکوفی عن موسی بن عمران النخعی عن عمہ الحسین بن یزید النوفلی عن علی بن ابی حمزۃ عن ابی بصیر قال سالتہ عما روی عن النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم قال ان ولد الزنا شر الثلاثۃ قال علیہ السلام عنی بہ انہ شر من تقدمہ وممن تلاہ "۱"
قطعا ناجائز اور حرام ہوگا - اور جب اوسنے مومنہ کے نکاح کا یہہ حال ہو تو قدوہ مومنات بضعۂ سرور موجودات جگر گوشۂ بتول کا نکاح تو دین و ایمان سے دست برداری ہوگی اسیواسطے حسب تصریح خاتم المتکلمین بعض روایات مین وارد ہوا ہے کہ جو شخص اپنی دختر کا ایسی لوگونکی ساتہہ نکاح کری وہ دشمن دین و ایمان ہے اور ملت و شریعت کے بیخ کو قطع کرتا ہے اور اگر آپکے نزدیک ظاہری اسلام اور زبانی کلمہ گوئی اجرا احکام اسلام کیلیے کافی ہے تو پہر آپ ذرا اپنی قبلہ و کعبہ سید محمد صاحب نشتر المطاعن سے پوچہیں کہ حضرت آپ جو تحفہ کے اس قول کے جواب مین کہ "اگر توقف ابوبکر در استیفاء قصاص مالک بن نویرہ قادح در خلافت او باشد توقف حضرت امیر در استیفاء قصاص عثمان بطریق اولی قادح باشد" یہہ ارشاد فرماتے ہین "خلاصہ جواب از طرف شیعیان آنست کہ عثمان نزد ایشان جائز القتل بود و لہذا اخذ قصاص او واجب نباشد" اسکے کیا معنے ہین جب ظاہری کلمہ گوئی پر احکام اسلام جاری ہین اور اونکا مومنات کی ساتہہ نکاح صحیح ہے تو پہر آپکا یہہ فرمانا کہ وہ جائز القتل ہین اور اونکا دم ہدر ہی بالکل غلط اور مخالف

"۱" یعنی مین نے اوس سے پوچہا اوس حدیث سے جو نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے مروی ہے فرمایا ولد الزنا تینوں میں بدتر ہے علیہ السلام نے فرمایا اس سے مراد یہہ ہی کہ اپنی سے پہلے اور پچہلے سے بدتر ہے

شریعت ہی پہر معلوم نہین آپکے قبلہ آپکے اس اعتراض کا کیا جواب دینگی ظاہر تو یہہ ہے اگر حیا کو
کام فرمائینگی تو اپنے خلاف واقع بیانی کا اعتراف کرین گے اور اگر اونسی نہ پوچہین تو یہہ سوال ہماری مجیب کا
خود اونکی نفس کے طرف راجع ہے اور وہ اسکے جواب دہ ہونگی **قولہ** جناب سرورکائنات کا
حال ملاحظہ فرمائیے کہ حضرت زینب دختر رسول خدا مسلمان ہوگئی تہین اور اونکا شوہر ابوالعاص کافر
تہا انمین مفارقت نکرواسکی اور اس باب مین جو آپکی علماء نے تاویل کی ہے اوسکو یہہ روایت
باطل کرتی ہے ستاریخ خمیس مین حضرت ام المومنین عائشہ سے منقول ہے۔ قالت کان
الاسلام فرق بین زینب و ابی العاص الا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
لا یقدر ان یفرق بینہما وکان مغلوبا بمکۃ جب یہہ بات ثابت ہوئی تو یہان کیا حرج ہے
اقول ہماری فاضل مجیب کے ہمپر تو طعن بیحیائی اور بے شرمی کی نسبت ہوتی ہی تہے
لیکن یہان تو خود بدولت نے شرم وحیا کا پردہ اوٹہا کر دین و دیانت کو طاق مین بٹہا کر خاتم
النبیین سید المرسلین کے عصمت بلکہ نبوت ہی پر قلم نسخ پہیر دیا اور برخلاف نصوص فریقین
آپنے اس نکاح کے عدم جواز کو تسلیم فرمایا۔ تو معاذ اللہ آپکے قول کے موافق خاتم النبیین مرتکب
حرام کے ہوئی۔ کیونکہ اپنی بیٹی مومنہ کا باختیار خود بلا جبر و اکراہ کافر کے ساتہہ نکاح کیا حالانکہ
وہ بقول آپکی ناجائز تہا۔ اور اگر یہہ مراد ہے کہ وقت عقد کے دختر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کافرہ تہے اور بعد مین ایمان لائی چنانچہ آپکا یہہ قول کہ حضرت زینب دختر رسول اللہ مسلمان
ہوگئی تہے اسپر دلالت کرتا ہے کہ وہ پہلے سی مسلمان نہ تہی اور بعد مین مسلمان ہوگئی ہے تہے
یہہ بہی آپکے دین وایمان کے مقتضی سے ناشی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دختر کو
بلا دلیل کافرہ کہین۔ واقعی اہلبیت نبوت کے ساتہہ آپکی زعم مین ولا و محبت اور تمسک اسیکا
نام ہے آپ تفریق کا ذکر ابہی کیون فرماتے ہین۔ پہلے تو نفس عقد کے نسبت فرماوین کہ وہ بجبر
ہوا یا برضا اور جائز ہوا یا حرام۔ اگر یہہ نکاح بجبر ہوا اور باوجودیکہ حرام تہا لیکن کفار مکہ نے
بجبر و اکراہ یہہ نکاح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کرایا تو البتہ آپکا مقیس علیہ ہو سکتا ہے لیکن

اس صورت مین اول آپ پہر دوبارہ اسکا ثبوت دیوین اور انشاء اللہ قیامت تک بہی نہ دے سکینگے البتہ اوسکی حضرت کے حق مین حجت
تقیہ کا فتوی دیوین پہر دوسرے مسئلہ کا ثبوت دیجئے اور اگر برضا ہوا اور حرام تہا جیسا کہ آپکی کلام سے ثابت ہوتا ہے کہ مسلمہ کا
نکاح کافر کے ساتھ حرام ہے" تو پہر آپ ہی خیال فرما لیجیے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دشمن
کیسی فعل کے مرتکب ہوئے اور اگر نکاح برضا ہوا اور جائز تہا چنانچہ واقعی اور نفس الامر ایسا ہی ہے
تو پہر انکا اوسکو ذکر کرنا اور مقیس علیہ قرار دینا سراسر خوش فہمی ہے - لیجیے ہم اسکی جواز کو آپکی
کتابونسے ثابت کرتے ہین - پس واضح ہو کہ ابتداء اسلام مین جبتک تحریم نکاح مومنہ کی مشرک
کے ساتھ نازل نہین ہوئی تہی اوسوقت اہل شرک و اہل ایمان مین یہہ نکاح جائز و حلال تہا اسیواسطے
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب کا نکاح ابو العاص سے کر دیا تہا چنانچہ
اسکی حلت شرائع سابقہ مین بہی تہی - تفسیر مجمع البیان مین فاضل طبرسی تحت آیت شریفہ و قصہ
سورہ ہود قال یا قوم ھؤلاء بناتی ھن اطہر لکم لکہتے ہین [1] وکان یجوز فی شرعہ تزویج
المؤمنۃ من الکافر وکذا کان ایضا فی مبدء الاسلام وقد زوج النبی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم بنتہ من ابی العاص بن الربیع قبل ان یسلم ثم نسخ ذلک پہر دوسرے
جگہ سورہ حجر مین تحت آیت کریمہ ھؤلاء بناتی ان کنتم فاعلین [2] لکہتے ہین وقولہ ان کنتم
فاعلین کنایۃ عن النکاح ای ان کنتم متزوجین وقیل انما قال ذلک
للروساء الذین یکفون اتباعہم وقد کان یجوز تزویج المومنۃ من الکافر
یومئذ وقد کان ذلک ایضا فی شریعتنا ثم حرم اور نیز فاضل کاشانی خلاصۃ المنہج مین پہلے
آیت کے تفسیر مین لکہتے ہین - گفت لوط اے گروہ من اینہا دختران من اند ایشانرا بخواہید
کہ ایشان پاکیزہ اند مر شمارا تزویج دختران بشرط ایمان بودہ یا در شریعت او تزویج مومنات

---

[1] اور اوسکی شرع مین مومنہ کا نکاح کافر کے ساتھ جائز تہا اور ایسیطرح شروع اسلام مین بہی تہا اور حضرت نے اپنی دختر کا نکاح ابو العاص سے پہلے اس سے کہ مسلمان ہو کر دیا تہا پہر منسوخ ہو گیا - ۱۲

[2] قولہ ان کنتم فاعلین نکاح سے کنایہ ہے یعنی اگر تم نکاح کرنے والے ہو اور بعض کہتے ہین کہ یہہ سردارونکو کہا جو اپنی اتباع کو روک سکتے ہین اور اوسوقت مومنہ کا نکاح کافر کے ساتھ جائز تہا اور پہلے ہماری شریعت مین بہی تہا پہر حرام ہو گیا - ۱۲

بکفار جائز بودہ چنانکہ در بدایت اسلام حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دختری از دختران
خود بعتبہ داد و دختر دیگر را بابو العاص و بعد ازان این حکم منسوخ شد۔ انتہی علی ما فی ازالۃ الغین
اور جب یہہ جسکے بعد ہوا از زمانہ حیات جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم مین منسوخ ہو چکا اور یہہ نکاح متنازعہ فیہ
بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واقع ہوا تو غیر منسوخ کو منسوخ پر قیاس کرنا اور حرام و حلال کو یکسان
و مساوی سمجھنا مخترعات مجتہدین و متکلمین شیعہ کی قوت قدسیہ یا محدثیہ کو زیبا ہے اور روایات
اہل سنت سے ثابت ہے [illegible] وائل مین نکاح مومنہ کا کافر کے ساتہہ مبدا اسلام مین جائز تہا بعد اوسکے
منسوخ ہوا چنانچہ [illegible] من احادیث مملو مین شرح مصابیح سے ایک روایت جو حضرت ام المومنین
عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے ازالۃ الغین سے نقل کرتے ہین عن عائشۃ[1] لما بعث
اہل مکۃ فی فداء اسرائہم حین غلب النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوم بدر فقتل
بعضہم واسر بعضہم وطلب منہم الفداء بعثت زینب بنت النبی صلی اللہ علیہ وسلم
من خدیجۃ فی فداء زوجہا ابی العاص بن الربیع بن عبد شمس القرشی بمال
وہو کان من جملۃ اسراء بدر وکان تزویج الکافر بالمسلمۃ جائزا فنسخ بقولہ تعالی
ولا تنکحوا المشرکین حتی یومنوا الخ۔ پس ثابت ہوا کہ بموجب روایات فریقین کے
نکاح حضرت زینب کا قبل نسخ کے ہوا کہ اوسوقت مین جائز اور حلال تہا اب بیان شاید بعض
ادن لوگونکو جنکو حالات شریعت سے پوری واقفیت نہین یہہ شبہ واقع ہو اور وہ یہہ اعتراض کرین
کہ یہ مانا قبل نسخ کے جائز اور حلال تہا لیکن بعد نسخ کے تو حرام ہوا تو اوسوقت تفریق کی
ضرورت ہوئی اور ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بسبب مغلوبیت کے تفریق نکر سکے
پس اسکا جواب یہہ ہے کہ اول تو ہم یہہ تسلیم نہین کرتے کہ تحریم کا نزول تفریق سے پہلے ہے

---

[1] عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے دن فتح پائی اور بعض کفار کو قتل کیا اور بعض کو قید کر لائے اور اونسے فدیہ طلب کیا تو جب اہل مکہ نے فدیہ بہیجا تو زینب نے بہی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دختر بطن خدیجہ سے تہی اپنے شوہر ابو العاص بن الربیع بن عبد شمس قرشی کے فدیہ مین جو منجملہ قیدیون کے تہا مال بہیجا اور کافر کا نکاح مسلمہ کے ساتہہ جائز تہا قولہ تعالی ولا تنکحوا المشرکین حتی یومنوا کے ساتہہ منسوخ ہوا ۱۲

بلکہ جائز ہے کہ بعد تفریق کے آیت تحریم کا نزول ہوا ہو - دوسرا جواب بطور حل وتحقیق کے یہہ ہی
کہ واقفان نزول احکام پر مخفی نہین ہے کہ جو احکام اول مشروع تھے اور بعد مشروعیت کے منسوخ
ہوئی اونکی نسخ کے یہہ معنے ہین کہ بعد نسخ کے ان افعال کا کرنا بشرطیکہ اونمین اہل اسلام کے
اختیار کو دخل ہو غیر مشروع ہے اور جو کچھہ کہ نسخ سے پیشتر ہو چکا اور اوسکی فسخ ورفع مین مسلمانونکو
کچھہ دخل نہین وہ حکم نسخ مین داخل نہوگا - اور ظاہر ہے کہ عقد نکاح اگرچہ باختیار اولیا وعورت ہی
لیکن فسخ نکاح مین عورت یا اوسکی اولیا کو بحکم شریعت کچھہ دخل نہین تو فے الحقیقت اوسپر نسخ
وارد ہی نہین ہوا جو اوسکو حرام اور غیر مشروع سمجھا جاوے - اور ضرورت تفریق کی واقع ہو -
کیونکہ ولا تنکحوا المشرکین سے ممانعت عقد نکاح جدید کی ثابت ہوتی ہے نہ فسخ نکاح منعقدہ سابق
پر دال ہے تو تحریم اسپر وارد ہی نہین اور حکم ناسخ اسکو شامل ہی نہین - پس تاریخ خمیس سے
جو روایت نقل فرمائی ہے وہ فریقین کے روایات صحیحہ معتمدہ کی مخالف ہی اور قابل احتجاج کے نہین
بلکہ خود ام المومنین عائشہ رض کی روایت جو شارح مصابیح نے نقل کی ہے وہ اسکی خلاف ہے
اور ممکن ہی کہ تاریخ خمیس کے روایت مین کان الاسلام فرقا محمول استحباب پر ہو بدین معنے
کہ بہتر اور مستحسن یہہ تہا کہ نکاح کو فسخ کراکر حضرت زینب کا نکاح کسے مسلمان سے کرتے کیونکہ اسلام نے
باہم اہل اسلام وکفار مین ایک قسم کی تفریق کردی تہی - لیکن چونکہ فسخ باختیار مرد ہے اسلیئے آپکو
قدرت نہ تہی اور شاید موجب کشاکشی اور فتنہ کا ہوتا - لیکن آپ مغلوب تہی ایسی حالت مین
صرف استحباب کے لیے فتنہ برپا کرنا مناسب ومصلحت نہ تہا اور چونکہ تحریم کا نزول جب تک
نہین ہوا تہا یہہ نکاح بہی حرام نہین ہوا تہا تو اس توجیہہ کے موافق تمام روایات مجتمع ہوگئی اور
بحمد اللہ تعارض مرتفع اور استدلال فاضل مستدل باطل ہوا معہذا اہا بالفرض سلمنا کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم مکہ مین مغلوب تہے اور بوجہ مغلوبیت کے تفریق بزعم آپکے واجب نہی
لیکن یہہ قصہ مقیس علیہ نکاح ام کلثوم نہین ہو سکتا ہے - کیونکہ ہم پیشتر بروایات معتبرہ
ثابت کرچکے ہین کہ مغلوبیت جناب امیر کا قائل ہونا ہی غلط اور باطل ہے - غرضکہ اس قصہ کو

بیان ذکر کرنا حضرات شیعہ کے عموماً اور فاضل مخاطب کے خصوصاً کمال خوش فہمی اور دانشمندی ہے
ہان اگر اس نکاح کو متفق علیہ قرار دیتے کہ جو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی دونو صاحبزادیون
زینب ورقیہ کا نکاح یکی بعد دیگرے عثمان ذی النورین کے ساتھ فرمایا اور وہان بہی غصب کے
قائل ہوتے اور حضرت کے مغلوبیت اور تقیہ کا دعوے کرکے ثابت کرتے تو البتہ مضائقہ نہ تہا۔
چنانچہ قاضی صاحب شوستری نے مجالس مین اسکو ابن ابی الحدید نے فرمایا اگر بنی دختر بعثمان داد ولی دختر
بعمر فرستاد۔ اور اسکو ذکر کرکے اپنے استدلال کے بیخ آپ اپنے ہاتہون کاٹ ڈالی کیا معنے کہ
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا فعل تو نہ تقیہ سے تہا نہ مغلوبی و درماندگی و جبر و اکراہ سے تہا تو یہہ
فعل انکاح بطیب خاطر و جواز شرعی ہوا تہا تو ولی کا فعل انکاح بہی ایسا ہی برضا و خوشی
و جواز شرعی بلا جبر و اکراہ ہوا وہو المدعی۔ **قولہ** معاذ اللہ اگر یہہ بہی فرض کرین جو حضرت نجیب
یا حضرت مجیب کے میر مہدی صاحب آیات بینات مین فرماتے مین تب بہی تمسک کو اس سی کیا
نسبت مثلاً اگر کوئی یہہ حجت پیش کرے کہ کیا اہلسنت کے رسول اللہ سی تمسک کرنے کے
یہہ بہی معنے مین کہ انکی بیٹی کو زوجہ کافر اس حالین قرار دین جبکہ اسلام نے جدائی کر دی تہی
تو حضرت کیا جواب دینگی **اقول** سبحان اللہ اہلبیت بنوت جنکی شان مین آیت تطہیر نازل ہوئی ہی
اوسکی دشمنو نکو صریح زنا اور فحش اور بیحیائی کی تہمت سے ملوث و متہم فرما مین اور پہر بہی تمسک
مین رخنہ نہ پڑے یہہ تمسک حضرات شیعہ کا ہے تمسک ہے اور اہلسنت کے تمسک پر جو
نکاح ابو العاص کے ساتھ معارضہ کیا بحمد اللہ اہلسنت کو مؤنت جواب کی کچہہ حاجت نہین کیونکہ
یہہ قصہ مشترک الالزام ہے پس اسکا جواب جو کچہہ علماء شیعہ نے دیکر فیصلہ کیا ہے چنانچہ اوسکی
نقول بحوالہ مجمع البیان و خلاصۃ المنہج ماسبق مین مذکور ہو چکی مین وہی جواب اہلسنت کیطرف سی قبول
فرماوین کہ اسکا وقوع قبل نسخ کے تہا اور یہہ الزام جو شیعہ پر بابت غصب و فحش کے لگایا گیا ہی
یہہ بعد نسخ و تحریم کے ہے پس اسکی شرمندگی و خجالت رفع کرنے کی لیے قصہ نکاح زینب ذکر کرنا
حضرات کے کمال تبحر علمی پر دال ہے جب دیکہا کہ راہ نجات جہات ستہ سی مسدود ہے۔

اور طریق گریز و فرار ہر چہار طرف سے تنگ ہے تو بطور ابلہ فریبی کے ایک روایت اہل حق کیطرف سے ذکر
کردی تا کہ ناواقف سمجھین کہ حضرت میر صاحب قبلہ نے بھی بہت بڑا الزام دیا۔ **قولہ**
انبیاء و اوصیا و اہلبیت پر جو ظلم و ستم ہوئے اونکا بیان کرنا تمسک کے برخلاف نہین ہے ونہ
جو ذلت و رسوائی و بیعزتی ظاہری کربلا و شام وغیرہ مین ذریت رسول کی ہوئی انکا بیان
کرنا تمسک کے برخلاف ہو پہر حضرات اہلسنت ان وقائع کو کیون اپنی کتب مین تحریر فرماتے ہین
اقول یہہ تو آپ اوسوقت فرمائین کہ اگر ہم آپ پر تاریخی واقعات کے بیان کی نسبت
الزام دیتے ہون۔ بیان واقعات تاریخی مین تو جو حالت ہوتی ہے نقل کیجاتی ہے۔ یہان
تو الزام یہہ ہے کہ اہل بیت نبوت کی نسبت جنکی ولا و تمسک کے آپ زبانی مدعی ہین اپنی کتب
دین و ایمان مین امام معصوم کے زبانی فرماتے ہین کہ امام معصوم نے فرض کرو کہ نکاح جائز کی نسبت
فرمایا اول فرج غصب ہوا کوئی باحیا اسکو جائز کہیگا معاذ اللہ کوئی مسلمان اسکو تجویز نہین
کرسکتا ہے۔ اول تو یہہ امر واقع اور نفس الامر کے خلاف دوسری امام معصوم پر فحش گوئی کی
تہمت تیسری جگر گوشہ بتول رض کے دشمنونکی نسبت سے خباثت و فعل حرام کا الزام۔ تعجب ہے کہ آپ
اسکو تمسک کے برخلاف نہین خیال فرماتے معلوم نہین کہ تمسک کس چیز کا نام رکھہ رکھا ہے
معلوم ہوتا ہے کہ محرم مین نام بنام ہر ایک کے ذلت و رسوائی بیان کرکے واویلا کرنیکا نام تمسک و ولا
رکھا ہے حالانکہ اگر کسی ادنے شخص پر بھی کبھی کوئی مصیبت و ذلت اوسکی اہل کے نسبت پیش
آتی ہے تو بعد اوسکے کبھی اوسکا نام تک بھی نہین لیتا چہ جائیکہ اوسکا سالانہ ماتم کرے
اور یہہ حضرات محب اہل بیت ہر سال اہلبیت کی ذلت کی تجدید کرتے ہین اور ہر سال اپنی عمر
پہیرا مین اونکو ذلیل و رسوا کرتے ہین سب پہر غیر مذہب کے لوگ بھی خندہ زنان ہین فی الواقع
یہہ حضرات محب اہلبیت نہین بلکہ دشمن اہلبیت ہوئی۔ ہم نے معتبر ذریعہ سے سنا ہے کہ
محرم مین دار المومنین لکھنو کے اندر خصوصاً حضرت مجتہد صاحب کے امام باڑہ مین ڈہونیر
کجاوے بندہوا کر اونپر سیاہ پوش عورتین سوار کیجاتے ہین اور وہ زنان اہلبیت کے نقل ہوتی ہے

اور مجلصین اون اونٹون پیٹ لپیٹ کر دے تے چلاتے ہین اور ایک ایک کا نام لیکر وحشتی ہین مبلاتے ہین غرض کیا کچھہ طوفان بے تمیزی ہے جو وہان نہین ہوتا پس اسکا نام تمسک ہے اور یہہ کچھہ ولاء و محبت ہی - علاوہ ازین اہلسنت نے سوائی بیان تاریخی حالات کے اور وہ بھی بقدر ضرورت نرم الفاظ مین حاشا کہ کہین اہلبیت کے شان مین کوئی فحش و تشنیع لفظ لکہا ہو یا حرام کا الزام اہلبیت کی نسبت لگایا ہو یہہ صرف کام مدعیان ولاء و تمسک کا ہے وبس **قوله** ان تمسک کے برخلاف یہہ ہی ہے کہ حضرت عباس جنکو حضرت مجیب نے اہلبیت متمسک بہین داخل فرمایا ہی حضرت خلیفہ اول کے شان مین اعز لک اللہ بغیر امک - فرماوین - اور پہر وہ خلیفہ رسول و امام برحق رہین کنز العمال ملاحظہ فرماہئی **اقول** ای اہل خرد و انصاف خدارا ذرا تو ہماری اور ہماری فاضل مجیب کے اس قول کو دیکہین اور اس سے انکی مناظرہ دانی بلکہ ہمہ دانی کا اندازہ کرین - اول تو خود ان الفاظ کی ترکیب لفظی ہے انکی غلط ہونے پر دال ہے لفظ - بغیر امک کو ماقبل سے کچھہ تعلق و ربط نہین اور یہہ کلام اس موجودہ عبارت مین ہے جو ہماری مجیب لبیب نے نقل کی ہے اصل کتاب ہمکو دستیاب نہین ہوئی کہ اس عبارت کے غلط اور صحیح ہونے پر مطلع ہوتے دوسری یہہ کہ شاید یہہ کلمہ اپنے اُفر کیحالت مین کہا ہو - تیسری یہہ کہ ہم کب کہتے ہین کہ حضرت عباس معصوم ہین - اگر بالفرض اونہون نے یہہ کلمہ فرمایا ہو خطا کی - چوتہے یہہ کہ اگر حضرت عباس نے یہہ کلمہ فرمایا تو اس سے خلیفہ اول کے خلیفہ رسول اور امام برحق ہونے مین کیا قدح اور کیا نقصان - اسکو ہماری مجیب لبیب نے کسی دلیل سے ثابت نفرمایا جواب سپر بحث کیجاتی یہان اسیقدر کافی ہے کہ یہہ لفظ اگر حضرت عباس سے صادر ہوا تو اونکی خطا تہی تو یہہ خلیفہ اول کی خلافت و امامت مین کیونکر قادح ہوسکتا ہے - پانچوین یہہ تمسک کے برخلاف نہین ہان تمسک کے برخلاف یہہ ہے کہ حسب تصریح علماء شیعہ جناب فاطمہ رض بضعۃ الرسول صلعم جناب امیر رض کی نسبت مانند جنین پردہ نشین رحم و مانند خائنین درخانہ گریختہ وغیرہ الفاظ شنیعہ فرما دین اور سب اونکو بہی خلیفہ معصوم اعتقاد کرین **قوله** یہی طرح

وریدہ دہنی نہین کرتے بپاس شرم وحیا ترجمہ ہی نہین کرتے صرف عبارت نقل کر دی کنز العمال
مین آپ دیکہہ لین ہم سمجہین یا آپ سمجہین۔ **اقول** ظاہر ہے کہ اصل وریدہ دہنے تو آپکے
ثقۃ الاسلام کلینی کی اور اونکی اساتذہ کرام وغیرہ کی ہے جو واضع اور ناقل اس فحش اور بیحیائی
اور وریدہ دہنی کے ہین۔ پہر یہہ کہنا کہ ہم آپکی طرح وریدہ دہنی نہین کرتے سراسر بیجا ہے بلکہ یہہ
کہنا چاہیے کہ ہم اپنے محدثین کیطرح وریدہ دہنے نہین کرتے۔ ہمنے تو صرف مضمون روایت
اپنی زبان مین ایسے الفاظ مین جو بہ نسبت اصل کے کنایہ اور فحش سے خالی تہے نقل کیا اسکو آپ
خواہ وریدہ دہنے سمجہین یا فحش و بیحیائی فرمائین لیکن یاد رہی اگر یہہ وریدہ دہنی
اور فحش و بیحیائی ہوگی تو جو آپکے محدثین نے فرمایا وہ بہ نسبت اسکی چہار چند وریدہ دہنی اور
فحش و بیحیائی ہوگی۔ ہمکو وریدہ دہنی حضرات شیعہ کے ساتہہ کیا نسبت ہو سکتی ہے کہ وریدہ
دہنی آپکا جزو مذہب ہے۔ چنانچہ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے ؎ دشنام بمذہبی کہ عبادت باشد
مذہب معلوم و اہل مذہب معلوم۔ خود آپنے جو کچہہ نقل فرمایا وہ باعتراف آپکی اوس سے زیادہ شنیع ہے
جو ہمنے نقل کیا۔ اور ظاہر ہے کہ ترجمہ کرنیکو فحش ہونی ہونے مین کچہہ دخل نہین ہے بلکہ ترجمہ
کنایات مین کرنے سے شناعت رفع ہو سکتی ہے تو آپنے یہ نسبت ہماری زیادہ وریدہ دہنی
فرمائی۔ اور یہہ کہنا کہ ہم سمجہین یا آپ سمجہین بالکل غلط ہے کیونکہ باقرار آپکے جب آپنے
باوجود فارسی خوان ہونے کے سمجہہ لیا تو اسکی سمجہنے والی ہزارہا آدمی نکلینگے ایسی لغویات تو نہ
اسکی شناعت رفع نہین ہو سکتی اور نہ آپ وریدہ دہنی اور فحش و بیحیائی کے الزام سے
محفوظ رہ سکتے ہین **قولہ** اگرچہ ایسی عبارت کا نقل کرنا ہی ہم تہذیب کے خلاف سمجہتے ہین
مگر چونکہ آپنے لفظ شرمگاہ وغیرہ لکہکر جواب چاہا اور کچہہ شرم وحیا کو دخل نہ دیا مجبور ہمکو بہی یہہ
عبارت نقل کرنی پڑی۔ **اقول** ہماری طرف سے بہی یہہ ہی عذر قبول فرما لیجیے اور سمجہہ لیجیے
کہ ہم بہی ایسی عبارت کے لکہنے کو تہذیب کے خلاف سمجہتے ہین اسیواسطے ہمنے ترجمہ لفظ کنایہ
مین کیا تہا مگر چونکہ آپکے محدثین نے لفظ شنیع فرج لکہا اور کچہہ شرم وحیا کو دخل نہ دیا مجبور ہمکو

الزانادہ حدیث نقل کرنے پڑی **قولہ** اب آپ موازنہ فرمادین کہ لفظ فرج شنیع ہی یا نظر ایک
اقول ای حضرات ناظرین اوراق اس آخر کے جملہ مین حضرت مجیب نے جو تہذیب و شائستگی کو
کارفرمایا کیا اسیکا نام تہذیب ہے کیا ہماری مجیب اسوقت اذا خاصم فجر کے مصداق
نہین پہر اگر ہماری قلم سے کوئی ایسا لفظ نکلجائیگا تو ہمکو بہی معذور سمجہکر لا یحب اللہ الجہر
بالسوء من القول الا من ظلم کا مصداق قرار دینگی پس اس سے زیادہ اسکی جواب مین ہم کچہہ نہین
عرض کرسکتی کہ ہمکو اس موازنہ کی نوبت بہلا کیونکر پہنچ سکتی ہے اور ہم لفظ فسیح اور نظر ایک
مین کیونکر موازنہ کرسکتے ہین ہمارے نزدیک تو متعہ تک حرام ہے مگر ہان لفظ فرج اور نظر ایک
مین آپنے خود ہی موازنہ کیا ہوگا کیونکہ حسب تصریح آپکی امام سیزدہم باقر مجلسی کے حق الیقین
مین لف حریر مین حرمت احتمالی ہے حق الیقین کے صفحہ ۳۳۵ - پر یہہ عبارت ملاحظہ فرمائیے
و حرمت وطی محارم بالف ذکر بحریر بنا بر احتمالی ملکہ عدم قول بحریر مطلق اور اسمین آپکی علامہ مجلسی
صاحب نے جس احتمال پر حرمت کو ثابت قرار دیا ہے اوسکو آپ ہی خوب سمجہتی ہونگی عجب نہین کہ
یہہ حرمت بسبب کہل جانے حریر کے ذکر سے ہو یا بسبب رقیق ہونے کپڑے کے احتمال
وصول حرارت فرج بسوی ذکر مقتضی حرمت ہو یا احتمال علوق کے وجہ سے یہہ حرمت ہو۔ بہرکیف
یہہ حرمت کچہہ قطعی نہین بلکہ صرف احتمالی ہے جسکی رعایت علی الخصوص وقت رفع احتمالات
ضروری نہولی تو موازنہ بخوبی ہوسکتا ہے ۔ استغفر اللہ ربی و اتوب الیہ ۔ اچہا ہمنے آپکی حکم کی
تعمیل کی ۔ اور لفظ فرج اور نظر ایک کو میزان کیا ۔ بیشک لفظ نظر ایک شنیع اور قبیح ہے لیکن
اس سے آپکا مدعا حاصل نہین ہوسکتا ۔ کیونکہ ایک تو لفظ شنیع و فحش امام معصوم کی زبان سے
بحق زنان اہلبیت صادر ہوا اور ایک لفظ شنیع غیر معصوم کے زبان سے کسی شخص کے
نسبت جو خارج اہلبیت سے ہو نکلے بلکہ بروایات شیعہ کے ناقص الایمان ولد الزنا سے بحق کسی
منافق دشمن اہلبیت بلکہ دشمن دین اسلام کے صادر ہو ۔ اگرچہ یہہ لفظ فی حد ذاتہ زیادہ شنیع ہو
لیکن اہل خرد سمجہہ سکتی مین کہ کونسا لفظ ہر دو نو موقعون پر زیادہ شنیع و قبیح ہوگا **قولہ**

اقول اور نیز وہان نکاح باکرہ مراد ہے اور یہہ مقام ملاحظہ فرمایئے کہ کس موقع پر کہا گیا ہے
اگر یہہ نکاح ناجائز و حرام تہا جیسا کہ روایات شیعہ سے ثابت ہوتا ہے تو اسکی قباحت و شناعت
کسی شخص پر اہل اسلام سے پوشیدہ نہین۔ اور اگر یہہ نکاح جائز اور حلال تہا تو اور بہی زیادہ قبیح
و تشنیع ان الفاظ مین ادا کرنا ہوگا کیونکہ حلال کو حرام کے پیرایہ مین ادا کرنا اور حرام بہی وہ حرام
جو سراسر بیحیائی اور فحش ہو غایت درجہ قباحت و شناعت مین ہوگا آپکو بہی شاید معلوم ہوگا
کہ حرام کو حلال اور حلال کو حرام کہنا کفر ہے کہ مستلزم انکار قطعیات ہے۔ پس اس سے زیادہ اور کیا
قباحت و شناعت ہوگی کہ یہہ محبان اہلبیت ائمہ کی جناب مین علاوہ فحش گوئی اور بیحیائی کے
کلمہ کفر کا صدور بہی ائمہ معصومین کی طرف نسبت فرماتے ہین۔ پس ولاء و تمسک اسیکا نام ہے
بہلا یہہ ولاء و تمسک اہلسنت سے کب ہو سکتا ہے۔ اعاذنا اللہ من ذلک۔ اور اب اس موقع کو
جو آپ الزاماً فرماتے ہین ہمکو دیکہنے کی ضرورت نہی۔ اور اوسکی نقل مین خود جناب نے پہلو تہی و اغماض
فرمایا شاید اوسکی وجہ یہہ ہو کہ چندان موافق مدعا نہ تہا یا یہہ کہ آپنے بہی نقل در نقل کیا ہوگا اور یہین
کچہہ ہوگا آپنے محض اپنی ظن و تخمین سے موقع کا بے موقع ذکر کر دیا اور آپکو بہی خبر نہو لی کہ یہہ لفظ
کس موقع پر صادر ہوا پس اگر اسکے موقع کو نقل فرماتے اور پوری روایت لکہتے تو ہم بہی البتہ دیکہتے
قال الفاضل المجیب قولہ۔ کیا تمسک اسیکا نام ہے کہ بیحیائی و بیلحاظی اونکی جناب
پاک (حاشا جنابہم عن ذلک) کیطرف نسبت کرین۔ **اقول**۔ شاید پہلے بہی قول کو مکرر لکہا ہے
معہذا چونکہ اسکی تفصیل کچہہ نہین لکہی ہم بہی جواب نہین دیتے اور قول سابق کا جواب گذر چکا
یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی یہہ مکرر نہین ہے بلکہ تعمیم بعد تخصیص ہے
آپ کو کیا خبر ہو آپنے چند کتابین مناظرہ کے ملاحظہ فرمائی اور وہ بہی اپنے علماء کی۔ آپ
اور نہین تو اپنے مولائی مجلسی کے ہی کتابین ملاحظہ فرمایئے ان مواقع مین جہان خلفاء کی
ظلم و ستم اور اہلبیت کی مظلومی و صبر بیان فرماتے ہین کیا کچہہ بیحیائی اور بیلحاظی ادنکی
دشمنو انکی طرف نسبت نہین کرتے ہماری زبان و قلم مین اوسکی تفصیل کی طاقت نہین اوسکی

تفصیل آپکو آپکے علمار کی تصانیف سے اگر آپ چاہین تو مل سکتی ہے قال الفاضل المجیب
قولہ - کیا شک کے یہہ معنے ہین کہ حضرت عباس عم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جیسا بیہ کو
معاذ اللہ ولد الزنا اور ناقص الایمان اور دین و دنیا و آخرت مین اونکو نہ کہین چنانچہ آیات بینات
مولوی مہدی علی صاحب سلمہ نے کتب معتبر شیعہ سے ثابت فرمایا ہے و سے ندا القیاس
اقول - آپکے مولوی مہدی صاحب نہایت ہی علم و دیانت والے ہین چنانچہ آپکی قول
آئینہ مین انکا مایہ علم و تدین آپکو بھی معلوم ہو جائیگا - آنحضرت سے نہایت ہی تعجب ہی
کہ باوجود ادعای علم و فضل و تحقیق ایسی روایتین نقل کرتے ہین اگر ایسی روائین ہون بھی تب
بھی چونکہ ہمارا مذہب انہین اور کسی نے حضرت عباس کے جرح و قدح بالتصریح نہین کی ہمپر یہہ
اعتراض لازم نہین آتا کیونکہ ہم پہلے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کے قول سے ثابت کرچکے
ہین کہ لازم مذہب مذہب نہین ہے - یقول العبد الفقیر الے مولاہ الغنی
دانشمندان روزگار کو صلای عام ہے کہ ہماری فاضل مجیب کی خوبی اور متانت کو ملاحظہ
فرماوین اور آپکی کمال علمی اور تبحر کو دیکھین - ہمکو اسمین بوجوہ چند کلام ہے اول یہہ کہ ان روایات کے
وجود مین - اگر گاد رشک و تردد کے کیا معنے اگر یہہ روایات ہین تو شک کیا اور نہین ہین تو صاف
کہنا چاہیے کہ اہلسنت کا افترا ہے جب آپ ایسی مناظر و متبحر ہو کر شک و تردد فرمائین تو البتہ
موجب تعجب اور مزید حیرت ہے شاید عوام متشیعین سے اسکا اخفا منظر ہے - دوسری یہہ
جو آپ فرماتے ہین کہ حضرت عباس کے جرح و قدح بالتصریح کسی نے نہین کے یہہ بھی غلط ہی
قطع نظر اوس سے کہ جو الزامات بہ نسبت دشمنان جناب بقیہ ابرار رسول اللہ کے پہلے روایات
علما رشیعہ سے بیان ہو چکی ہین اور سنیے آپکے قاضی صاحب شوستری مجالس المومنین ورق
نمبر ۹۳ پر فرماتے ہین - در کتاب کامل بہائی از امام محمد باقر روایت نمودہ کہ حضرت امیر
فرمایا می کہ خلافت در دست غاصبان بود و اما لفتہ واللہ لوکان حمزۃ و جعفر حیین
ما طمع فیہا ابوبکر و بکر ولکن ابتلیت بجلیفین جافیین عقیل والعباس - اب تو آپکو بالتصریح

جرح وقدح کا یقین ہوا تھا اور سنیئے اپنی کتاب مجالس مین ایک ورق بعد جو یہہ عبارت
لکھی ہے درکتاب استیعاب وغیرآن مسطورست کہ چون عمر بن الخطاب جہت ترویج خلافت
فاسدہ خود تزویج ام کلثوم دختر مطہر حضرت امیر نمود - اور اسکی نقل ہم بھی اوپر کر آئی ہین اسکے
آخر مین مذکور ہے وظاہرا بواسطہ این وکالت فضول واشال آنحضرت امیر عباس را مانند دیگر یاران فدائی
خود راسخ در محبت واخلاص نمیدانست - اس روایت سے صاف ثابت ہے - کہ حضرت عباس نے
جناب امیر کے لخت جگر کو صرف اپنے طمع نفسانی کے وجہ سے کہ مبادا زمزم وسقایہ حج کا
منصب ہاتھہ سے جاتا رہے بزعم شیعہ سرگروہ نواصب اعدای اہلبیت کے حوالہ کر دیا کہ جسپر
وہ حلال نہ تھے اسیواسطے جناب امیر عباس کو محبت واخلاص مین راسخ نہین سمجھتے تھے بلکہ
اونکی محبت نفاق آمیز تھے اور شاید عجب نہین کہ عباس نے جناب امیر سے اوس ذلیل ترین کا
عوض لیا ہو کہ جو ابو طالب وغیرہ نے اپنی باپ سے عباس کے بارہ مین جھگڑہ کرکے کہا تھا
کہ یہہ ہمارا غلام ہے کیونکہ ہماری والدہ کے لونڈی سے ہے تو نے بے اجازت مقاربت کی ہے - آخر
بسعی وسفارش قریش کے اس امر پر فیصلہ قرار پایا کہ جس مجلس مین ابو طالب وغیرہ عبد المطلب کے بیٹے
موجود ہون عباس کو وہان بار نہ ملی اور اسپر ابو طالب وغیرہ نے اپنی باپ سے ایک عہدنامہ
لکھوایا چنانچہ اب تک ائمہ کے پاس محفوظ ومصئون چلا آتا ہے تو جب عباس کو اونہون نے
ذلیل وخوار کیا عباس نے اوسکا عوض یہان آکر لیا - تیسری یہہ جو آپ فرماتے ہین کہ یہہ
لازم مذہب ہے اور ہمارا مذہب نہین یہہ ایک ایسی بات ہی کہ جس پر ہر شخص جسکو تھوڑا سے بھی
وقوف ہوگا قہقہہ لگائیگا - یہہ آپکی خوب توجیہات آئی کہ جسمین راہ فرار جہات ستہ سے مسدود
دیکھا جھٹ فرما دیا کہ یہہ ہمارا مذہب نہین بلکہ لازم مذہب ہی - لیکن اگر آپ یہہ خیال فرماوین
کہ ایسے خرافات سے شکنجہ الزام سے نجات پائین یہہ محال ہے افسوس کہ آپ ایسی الزام کی مصیبت مین
حواس باختہ ہوئی کہ آپ مذہب کو بھی بھول گئے کہ مذہب کیا ہوتا ہے جناب میر صاحب
مذہب کا اطلاق شرعیات پر ہوتا ہے اور یہہ قصہ قصص وحکایات مین ہے جو حال واقعہ کی حکایت

کررہا ہے اسکو مذہب اور لازم مذہب ہونے سے کیا تعلق جب یہہ امر بروایت صحیحہ ثابت ہے
کہ جو عباس کے ولادت کے بابت حضرات شیعہ روایت کرتے ہین تو یہہ قصہ مطابق واقع کے ہوا
اور معاذ اللہ ولد الزنا ہونا عباس کا آپکی روایت سے ثابت ہوگیا خواہ آپ مذہب سمجہین یا نہ
سمجہین پس مقابلہ اسکی یہہ کہنا کہ یہہ ہمارا مذہب نہین بلکہ لازم مذہب ہے سراسر لغو وبیہودہ ہے
نہین بلکہ غیر مفید ہی ہے اگر آپ امور واقعیہ کو اپنا مذہب قرار ندیوین تو اسمین کسیکو کیا دخل
لیکن الزام تو امور واقعیہ سے دیا جاویگا **قولہ** اور بعہذا حضرت عباس ہماری نزدیک
معصوم نہین **اقول** بندہ نے یہہ اعتراض کیا تہا کہ تمکے یہہ معنے ہین کہ حضرت
عباس عم رسول اللہ صلعم وصنو ابیہ کو ولد الزنا اور ناقص الایمان اعتقاد کرین اور اسکا یہہ جواب ارشاد ہوا
کہ حضرت عباس ہماری نزدیک معصوم نہین تو اس سے ثابت ہوا کہ آپنے اعتراض کو تسلیم کرلیا
اور آپکے نزدیک حضرت عباس معاذ اللہ ولد الزنا ہین جو آپکی مذہب مین نجس العین ہے اور کبہی جنت
مین داخل نہوگا اور ناقص الایمان ہین ۔ پس سبحان اللہ اہلبیت نبوی کے ساتہہ تمسک اور حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے ابار کا آداب یہہ ہی ہوتا ہے جس شخص کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم صنو ابیہ
اور بقیہ آبائی فرماوین اور اسکو آپ ولد الزنا اور ناقص الایمان اعتقاد کرین پس ولاء اہلبیت اور سلام
آپ پر ختم ہوچکا ۔ **قولہ** سبحان اللہ آپکو بڑا آداب آباء رسول اللہ کا ہے آپکو ایسی امور سے
شرم چاہئیے ۔ **اقول** ہمکو جسقدر بقیہ آبار رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ادب ہے
وہ ہماری روایات مذہب سے واضح ہے کہ مخالفین بہی ہماری مذہب کے کوئی طعن نکرسکی لیکن
بڑا آداب آبار رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا حضرات شیعہ کو ہے کہ آپکی چچا کو معاذ اللہ توبہ توبہ
ولد الزنا اور ناقص الایمان فرماوین اور شرم وحیا کو دخل ندین دنیا و آخرت مین اندہا کہین اور قہر
خدا ورسول سے نہ شرماوین پہر اولٹا الزام ہمکو دین اور فرماوین کہ آپکو ایسی امور سے شرم چاہیئے آپکو تو
اپنے علماء ومحدثین جو آپکی مذہب کے ستون ہین اونکو فرمائیے ۔ کہ آپکو ایسے امور سے شرم
وحیا چاہئے اور ہمنے تو مثل مشہور نقل کفر کفر نباشد ۔ الزاماً نقل کردیا ۔ پہر آپہی ہی نے اپنی قول

سابق مین آئے اساطین کے اقتدار فرماکر دین و ایمان شرم و حیا کو خیرباد کہکر حضرت عباسؓ کی
نسبت اس خبث کو تسلیم کرلیا۔ باانہمہ حیا و شرم کے لیے ہمکو کہا جاتا ہے کہ آپکو ایسے امور سے
شرم چاہیے گویا جو ہمکو آپکی خدمت مین عرض کرنا چاہیے تھا وہ اپنی آپ ہی کہدیا **قولہ** فسق سے
کفر کا مرتبہ بہت زیادہ ہے۔ علامہ سیوطی کا خدا بھلا کرے جنکی بدولت آپ بھی ہمارے سامنے امور مین گفتگو
کرنے والے ہوگئے۔ **اقول** خدا کے لیے کوئی ہمارے فاضل مجیب کے بہتگی حواس دیکھے۔ کیون حضرت
کیا حال ہے یہہ جعفر زٹلی کے مہملات اور امیر خسرو کے انمل کیون صادر ہونے لگے ان جملونکا بعینہ یہہ مصداق ہے
بیت چہ خوش گفتست سعدی در زلیخا۔ الا یا ایہا الساقی ادر کاسا وناولہا۔ کیا کفر کہان کا
فسق کہا علامہ سیوطی کہا انکی بدولت ہمارا آپ کے مقابلہ مین گفتگو کرنا۔ ہوش مین آئیے سنبھلیے
بندہ کی ایک ہی تحریر مین اور وہ بہی وہ تحریر جو صرف آپکو شکنجہ ایجاش مین کہینچنے کے لیے
بمنزلہ جال کے تہی ایسے ہوش و حواس رخصت ہوئی ایک ہی ٹکر نہ سہہ سکے پہر وہ سپہ
جوش و خروش اور یہہ دعوے۔ **قولہ** رہا ولد الزنا کا اعتراض سو یہہ بہی ہمپر نہین ہوسکتا
کیونکہ مذہب کے مسلمات پر اعتراض ہوا کرتا ہے ہمارے نزدیک یہہ ہرگز زنا نہین حاشا و کلا کیونکہ شوہر کو
اپنی زوجہ کے تمام مال پر ولایت حاصل ہے اور جواری مملوکات زوجہ پر تصرف بالوطی وغیرہ
جائز ہے کما ورد فی حدیث المعصومین ورواہ شیخ الطائفہ فی
التہذیب۔ آپکے میر مہدی صاحب پر نہایت افسوس ہے کہ کنیز زادگی کی روایت تو بڑے
زور سے لکھی اور حدیث تہذیب کا ذکر تک نکیا۔ دیانت کے یہہ ہی معنے مین کنیز زادہ ہونا کچھہ عیب
نہین۔ **اقول** اے اہل علم و انصاف ہمارے فاضل مجیب کے صدر قول کو ملاحظہ فرماوین باوجود
آپ ہی کمال تہذیب در نہایت شائستگی مین لیکن آخر جواب سے لاجواب ہوکر گالی گلوچ پر جو شیوہ
بازاریان ہے آگئے اور شرم و حیا اور تہذیب و شائستگی کو بالائے طاق رکہکر سب و شتم
پر اوتر آئے۔ اسکے جواب مین ہم بجز صبر و سکوت کے کچھہ نہین کہتے ہان اتنا ضرور کہتے مین کہ اگر یہہ
اعتراض آپکے نزدیک ولد الزنا کا ہے۔ تو اصل معترض اور بانی اعتراض آپکے علماء اکابر ہین

جنہون نے بکمال بشاشت اپنی کتب دین وایمان مین اس کفر کو نقل کیا ہے پس آپ اونکو
جو کچھ چاہیے سمجھیے - اور جن القاب سے چاہیے ملقب کیجیے - آپکو اختیار ہے ہم کچھ نہین کہتے
ہم تو محض ناقل ہین - آپنے خیال کیا تہا کہ میری چالاکیون کو کون سمجھیگا اسلیے ہمنے
متنبہ کردیا اگر پہر ایسی تحریر کی تو انشاء اللہ آپ پر واضح ہوجائیگا کہ ہم اس باب مین بہی
کیا کچھ ہین - گو آپ اپنے زعم مین ہمسے باعتبار مشق سور و قدیم کر اس باب مین بڑہے ہوئی ہون
اگر آپکو اس لفظ سے یہہ مقصود تہا - تو یون لکہتے (رہا عباس کے ولد الزنا ہونے کا اعتراض)
پیشتر بہی آپنے ایک جگہہ اپنی اس چالاکی کا استعمال فرمایا - مگر ہمنے وہان اجمالی جواب پر
ٹال دیا اور انتقام نہین لیا - لیکن اسجگہ آپکو خبردار کرنا ضرور ہوا تاکہ آپ یہہ نہ سمجہین کہ ہماری
چالاکی کوئی نہین سمجہتا - بعد اسکے ہم اصل روایت کلینی کو منتہی الکلام سے نقل کرکے اسکا ترجمہ
کو زیر زبر کرینگی - ابو جعفر کلینی بسند معتبر روایت کردہ است از امام صادق علیہ السلام کہ نفیلہ
مادر عباس کنیز مادر زبیر بن عبد المطلب بود ابوطالب و عبد اللہ بود و عبد المطلب با او مقاربت نمود
و عباس از وبہم رسید پس زبیر با عبد المطلب دعوی کرد کہ این کنیز از مادر ما بما میراث رسیدہ است تو با جفت
او با او مقاربت کردہ و این فرزندی کہ بہم رسیدہ است بندہ ماست پس عبد المطلب اکابر قریش را
بشفاعت بنزد وی فرستاد تا آنکہ زبیر راضی شد کہ دست از عباس بردارد بشرطیکہ نامہ نوشتہ شود
از عباس و فرزندان او در مجلسی کہ ما و فرزندان ما نشستہ باشند در مجلس نشینند و در ہیچ امری با ما
شریک نشوند و حصہ نبرند پس باین مضمون نامہ نوشتند و اکابر قریش مہر کردند و این نامہ نزد ائمہ
علیہم السلام بودہ است حضرت صادق علیہ السلام آن نامہ را برای جواب داؤد بن علی
عباسی ظاہر گردانید - ظاہر ہے کہ روایت کلینی کی نہی اور شہادت ملای مجلسی بسند معتبر
مروی ہوئی ہے تو اس روایت کی تکذیب ممکن نہین باقی رہی اسکی تاویل توجیہہ سو اوسکی
کیفیت یہہ ہے کہ اس روایت سے چند فوائد حاصل ہوئے - اول تو یہہ کہ عباس نفیلہ لونڈی
زوجہ عبد المطلب کے پیٹ سے تہے - دوسری یہہ کہ زبیر بن عبد المطلب نے دعوی کیا کہ یہہ لونڈی بچہ

ہمارا غلام ہے۔ کیونکہ ہمارے والدہ کی میراث سی ہمکو ملا ہے۔ تیسری یہہ کہ اوس لونڈی کیساتہہ بدون اجازت اوسکی مالکہ و مولاۃ کے مقاربت کی تہی جو صریح زنا ہے اوس سے یہہ پیدا ہوا۔ چوتہی عبد المطلب نے ان دعوونکی نسبت انکار نہین کیا کہ مینی مقاربت بلا اجازت نہین کی تہی بلکہ باجازت مقاربت کیمے اور یہہ بچہ غلام نہین ہو سکتا آزاد ہے بلکہ برعکس اسکے اکابر قریش کے شفاعت کرانیکے زبیر کو راضی کیا جو صریح دلیل اس امر کی ہے کہ عبد المطلب نے زبیر کے دعوون کو تسلیم کر لیا تہا پانچوین زبیر نے اپنی رضا کے وقت یہہ شرطین کی کہ اس شرط پر مین اسکی غلامی سے دست بردار ہوتا ہون۔ کہ یہہ اور اسکی اولاد ہمارے اور ہماری اولاد کے ساتہہ جس مجلس مین ہم بیٹہین نہ بیٹہی اور کسی امر مین ہمارا شریک نہو اور حصہ نہ لیوی اور یہہ سب شرطین عبد المطلب نے قبول و تسلیم کی۔ جو بداہتہً مثبت مدعا ہے۔ چہٹی یہہ کہ ان شرایط کی بابت ایک دستاویز لکہی گئی اور اکابر قریش کے اوسپر مہرین ہوئی اور وہ دستاویز ائمہ کے پاس موجود ہے بلکہ امام صادق ؑ نے داود بن علی عباسی کے جواب کے لیے اوسکو ظاہر فرمایا تہا۔ فاضل مجیب نے اس روایت کی توجیہہ یہہ فرمائی کہ اعتراض مسلمات مذہب پر ہوتا ہے اور مدلول روایت کا وطی بجاریۃ الزوجہ ہے جو ہماری مذہب مین ہرگز زنا نہین کیونکہ زوج کو اپنی زوجہ کے تمام مال پر ولایت حاصل ہے اور جواری مملوکات زوجہ مین بتصرف بالوطی وغیرہ جائز ہے چنانچہ روایت شیخ الطایفہ نے التہذیب باب سیر وال ہی لیکن یہہ تاویل بہت وجوہ سے محل بحث ہے۔ اول یہہ کہ اگر یہہ وطی جائز تہی تو زبیر کا دعوی کرنا کہ مقاربت بلا اذن واقع ہوئی۔ اور عباس ہمارا غلام ہے غلط اور عبد المطلب کا اوسکو تسلیم کرنا اور بسفارش اکابر قریش زبیر کو راضی کرنا اور عہد نامہ لکہنا کہ عباس اور اوسکی اولاد ہماری مجلس مین برابر نہ بیٹہی جو صریح غلام ہونے اور ولد الزنا ہونے کی تسلیم ہے پوچ اور خرافات ہوگا۔ جب عبد المطلب نے اس یہہ کو تسلیم کر لیا تو گویا عباس کے غلام ہو نیکو تسلیم کیا اور غلام ہونے کے بجز اسکی کوئی صورت نہین کہ وطی حرام ہو۔ کیونکہ وطی حلال ہوتی تو ولد حر ہوتا چنانچہ انکی کتب فقہ مین مصرح ہے۔ تو یہہ کہنا کہ یہہ وطی جائز اور حلال تہی سراسر غلط اور بیہودہ ہے اور اوسکا منشا یہہ

کہ اصل روایت کے مطلب ہی کو نہین سمجھا۔ دوسری یہہ کہ یہہ سراسر غلط اور خلاف مذہب ہی کہ زوج کو جواری مملوکات زوجہ پر تصرف بالوطی وغیرہ جائز ہے۔ کیونکہ بروی مذہب حلال ہونا جاریہ کا تین قسم مین منحصر ہے اول عقد نکاح اور یہہ دوسرے شخص کی کنیز کے ساتھہ مخصوص ہے دوسری کنیز کا مالک ہونا تیسرے کسی شخص کا اپنی کنیز کو کسی کے لیے مباح، حلال کرنا اسوقت ہماری پاس جامع عباسی موجود ہے اوس سے ملخصاً نقل کرتے ہین۔ "مطلب دوم دربیان نکاح کنیز وآن ہرسہ قسمست۔ قسم اول عقد وآن مخصوص کنیز غیرست۔ قسم دوم مالک شدن کنیز۔ قسم سوم اباحت وتحلیل ست وآن چنین ست کہ شخصی بدیگری دخول کردن حلال کند واین قسم از خواص فرقہ ناجیہ اثنا عشریہ ست" اور اسکی آخر مین لکھا ہے۔ "وفرزندیکہ ازین کنیز بہم رسد اگر پدر آزاد باشد وصاحب کنیز شرط نکردہ باشد کہ فرزند او بندہ باشد از اوست"۔ اب ہم دیکھتے ہین کہ نفیلہ اور عباس مین یہہ تینون امر مفقود ہین۔ نہ عبد المطلب کے مملوک تھی نہ عقد نکاح واقع ہوا نہ مالکہ نے اجازت دی چنانچہ صریح زبیر نے کہا کہ تو بے اجازت او با دمقاربت کردہ پس ہماری فاضل مجیب کا یہہ کہنا کہ جواری زوجہ پر تصرف بالوطی مطلقاً جائز ہی سراسر غلط ہوا کیونکہ مملوکات غیر کے حلت بجز عقد یا تحلیل کے نہین ہو سکتی خواہ وہ زوجہ ہو یا غیر زوجہ۔ ہان من لایحضر کی روایت سی صرف یہہ معلوم ہوتا ہے کہ زوج کو اپنی زوجہ کی مال پر یہہ ولایت ہی کہ بدون اوسکے اجازت کے زوجہ کو اوسمین تصرف جائز نہین نہ یہہ کہ زوج کو اوسمین مالکانہ تصرف جائز ہو یہہ ہرگز صحیح نہین ہو سکتا۔ من لایحضر کے باب حق الزوج علی المرأۃ مین ہے وروی[1] الحسن بن محبوب عن عبد اللہ بن سنان عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال لیس للمرأۃ مع زوجہا امر فی عتق ولا صدقۃ ولا تدبیر ولا ہبۃ ولا نذر فی مالہا الا باذن زوجہا الا فی حج او زکوۃ او بر والدیہا او صلۃ قرابتہا اور اسقدر ولایت حاصل ہونا

---

[1] امام ابی عبد اللہ سے مروی ہے فرمایا کہ عورت کو بدون اجازت اپنی شوہر کے اوسکی سامنے اپنے مال مین عتق مین اور صدقہ مین اور تدبیر کرنے مین اور ہبہ مین اور نذر مین اختیار نہین۔ ہان مگر حج یا زکوۃ یا اپنے والدین کے ساتھہ سلوک یا اپنے اہل قرابت کے ساتھہ سلوک مین (اختیار ہے) ۱۲

اور امر ہے اور تصرف مالکانہ دوسرا امر ہے - تیسری یہہ کہ بالفرض اگر یہہ مسئلہ مذہب ہوا اور اہل مذہب کے
نزدیک معتبر سمجھا گیا ہو تاہم غلط اور خلاف نصوص قاطعہ کے ہے - کیونکہ خداوند کریم جل وعلا شانہ
نے اپنی کتاب مجید مین دو جگہ ارشاد فرمایا - جسکا حاصل یہہ ہے کہ جو لوگ اپنی فروج کے محافظت
کرتے ہین ماسوای اپنے ازواج اور اپنے مملوکات کے وہ فلاح یافتہ اور قابل مدح ہین اور جو
سوای اسکے کوئی محل طلب کرین پس وہی ہین حد سے تجاوز کرنے والے آیات سورہ مومنون
اور سورہ معارج مین مذکور ہین - اس سے صاف معلوم ہوا کہ وطی سوائے اپنی ازواج یا اپنی جواری
مملوکہ کے حرام ہے اور ظاہر ہے کہ جواری مملوکات زوجہ اسکے اپنی مملوکات نہین ہین نہ اپنی زوجات
ہین پس جو شخص ایسی طلب کرے وہ حد حلال سے متجاوز ہے اور داخل وعید - فمن ابتغی وراء
ذلک فاولئک هم العادون[۱] - ہے - پس عبد المطلب کی وطی حسب ارشاد خداوندی حد
حلال سے متجاوز ہوئی اور حرام واقع ہوئی پھر جو اس سے ولد پیدا ہوگا اوسکو دیکھنا چاہیئے کہ کیسا ہوگا
شاید فاضل مجیب اسکا یہہ جواب دین کہ یہہ آیات ہمارا مذہب نہین - بلکہ لازم مذہب ہے اور لازم مذہب سے
مذہب پر اعتراض نہین ہو سکتا - چوتھی یہہ کہ اگر فی الواقع روایت تہذیب مین یہہ مضمون ہو تو ردی
اور غالباً نہوگا - کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو ضرور اس موقع پر اوسکو نقل فرماتے - جب مولوی مہدی علی
سلمہ پر بابت عدم ذکر روایت کے اعتراض کرتے ہین اور خود ہی اوسکو نقل نہین فرماتے تو معلوم
ہوتا ہے شاید یہہ زبانی باتین ہین - تو یہان فاضل مجیب اپنا قاعدہ کیون بھول گئے ہم بھی کہتے
ہین کہ مدلول روایت تہذیب کا آپکا مذہب نہین ہے بلکہ لازم مذہب ہے آپ پہلے اسکا مذہب
ہونا ثابت کرتے جب ہمارے سامنے گفتگو کرتے اور آپکی تو کیا حقیقت ہے آپکے ملای مجلسی سے یہہ
مرحلہ طے نہوا اور حواس باختہ ہو کر حدیث کی تضعیف اور غرابت ثابت کرنے لگے - حالانکہ خود ہی اوس
حدیث کے سلسلہ سند کو سند معتبر فرماتے تھے آپ فرماتے ہین - این حدیث بسیار غریب است
وچون عبد المطلب از اوصیا بود نباید کہ ازوی حرامی صادر شدہ باشد پس محتمل کہ عبد المطلب

۱؎ جو لوگ اسکے سوا ڈھونڈتے ہین - وہی حد سے گذرنے والے ہین ۱۲

بولایت تقویم بر خود نموده باشد یا مادر زبیر کنیز را بوی بخشیده باشد و زبیر از آن خبر نداشته باشد وعلی ای حال خطا بر زبیر وارد ون آسان تر ست از نسبت دادن بعبد المطلب۔ انتہی آپکو مولائی مجلسی نے اتنا حیا کو کار فرمایا کہ وہ احتمال جو جناب سامی نے خلاف مذہب خود بیان کیا کہ متعلق مملوکات زوجہ پر تصرف بالوطی وغیرہ زوج کو جائز ہی نہین ذکر فرمایا بلکہ دو احتمال ذکر فرمائی۔ کہ محتمل ہے کہ بواسطہ اپنی ولایت کے اوس لونڈی کو بطو قیمت کے لیکر تصرف کیا ہو یا مادر زبیر نے اوسکو بخشدیا ہو۔ اور وہ روایت جو ہم کلینی سے اوپر ذکر کر آئی ہین صریح اسکی مکذب ہی کیا معنے کہ اگر ایسا معاملہ ہوتا تو عبد المطلب کیون چپکے رہتے اور کیون زبیر کے دعوی کے تردید مین اسکو پیش نکرتے اور کیون اون شرائط کو جو عباس کی غلامی اور اونکی ولد الزنا ہونے پر دلالت کرتے ہین تسلیم کر لیتے کوئی شخص جسکو تہوڑی سی بہی غیرت ہو وہ اپنی اولاد کی اونے تذلیل وتحقیر سویہ نہین چاہتا اور نہین روا رکہہ سکتا۔ چہ جائیکہ عبد المطلب جیسا شریف وعالی ہمہ ایسی خواری کو اپنی اولاد حرکیواسطے تسلیم کرلے۔ رہا غرابت حدیث کا دعوی سو یہہ بالکل لغو ہی کیونکہ باجماع محدثین وخبار یین روایات کلینی کی قطعی الصدور ہین اور اصولاً وفروعاً اونسی استدلال کیا جاتا ہی۔ پس اوسکی غرابت کا حکم محض تحکم ہی اور دعوی وصایت عبد المطلب یہہ اور بہی بہیج بر پوچ ہے۔ افسوس کہ وصایت کے اطلاع ابنا رعبد المطلب کو نہوئی۔ اگر زبیر کو اپنی باپ کی وصایت کے خبر نہوتی تو خبر چندان استبعاد نہین۔ تعجب یہہ ہی کہ ابو طالب کو جو وصی وصی تہا اور عبد اللہ تو بہی خبر نہوئی۔ ورنہ ضرور زبیر کو اوسکی دعوی سے روکتے اور عبد المطلب کے اکابر قریش کے پاس شفاعت کے لیے فرزند ارجمند کیکر متین در بدر خوار وذلیل ہونے کی توبت نہ آتی۔ پس یہہ روایت تمام توجیہات کے قاطع اور تمام تاویلات وتسویلات کے بیخ کن ہے قطع نظر اس سے اگر بالفرض یہہ روایت آپکی امام ثقۃ الاسلام کلینی یا اونکی اساتذہ کرام کا کذب وافترا ہو یا بفرض محال حسب دعوی ملای مجلسی مادر زبیر نے اپنی لونڈی اپنے زوج کو بخشدی تہی یا مباح کردی تہی یا عبد المطلب نے بولایت خود اپنی اوپر اوسکی قیمت کرلی تہے یا حسب دعوی مجیب لبیب مطلقاً

زوج کو جواری مملوکات زوجہ پر تصرف وطی وغیرہ یعنے لواطت جائز ہو۔ تاہم اور روایات کو جو بطور قاعدہ کلیہ کے عدم طیب ولادت عباس عقیل بلکہ بہت سی بنی ہاشم وعلویین بلکہ سادات فاطمیین بلکہ انبیاء ومرسلین پر بنا بر اصول امامیہ دلالت کرتے ہین کیونکر رفع کرینگی اور اس ورطہ سی کیونکر نجات پائینگی۔ قاعدہ کلیہ یہہ ہے کہ ملاے مجلسی اور صدوق نے بزعم خود احادیث ائمہ سے ثابت کیا ہے کہ اہلبیت کی عداوت اوس شخص کے عدم طیب ولادت کو مستلزم ہے چنانچہ خاتم المتکلمین رحمۃ اللہ علیہ نے روایات ذیل اس مدعا کے ثبوت کے لیے نقل کی ہین شیخ صدوق نے علل الشرائع مین امام صادق سے روایت کی ہے قال[۱] قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من احبنا اھل البیت فلیحمد اللہ علی اول النعم قیل وما اول النعم قال طیب الولادۃ ولا یحبنا الا مومن طابت ولادتہ اور شیخ طبرسی نے احتجاج مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کی فرمود یا علی دوست نمیدارد ترا مگر کسیکہ ولادتش نیکو و پاکیزہ باشد و دشمن نمیدارد ترا مگر کسیکہ ولادتش خبیث باشد فی المحاسن عن عبد اللہ بن الصلت عن ابن عدنۃ عن انس بن مالک[۲] ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کان ذات یوم جالسا علی باب الدار ومعہ علی بن ابیطالب اذ اقبل شیخ فسلم علی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ثم انصرف فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یا علی اتعرف الشیخ فقال لہ علی ما اعرفہ فقال ھذا ابلیس فقال لہ علی لو علمت یا رسول اللہ لضربتہ بالسیف فخلصت امتک منہ قال فانصرف ابلیس الی علی فقال لہ ظلمتنی یا ابا الحسن اما سمعت

[۱] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص ہم اہلبیت کو محبوب جانے چاہیئے کی سب سی پہلے نعمت پر خدا کی حمد کرے کسی نے عرض کیا کہ سب سے پہلے نعمت کیا فرمایا ولادت کی پاکیزگی اور ہمکو بجز اوس مومن کے جسکی ولادت پاکیزہ ہو محبوب نہین جانتا ۱۲۔

[۲] انس بن مالک سی روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ گھر کے دروازہ پر بیٹھے تھے اور انکے ساتھ علی تھے یکایک ایک بڈھا آیا اور رسول اللہ پر سلام کیا اور چلا گیا رسول اللہ نے علی سے پوچھا اس بڈھے کو پہچانتے ہو کہا مین نہین پہچانتا فرمایا یہہ ابلیس ہے علی نے کہا یا رسول اللہ اگر مین جانتا تو تلوار سے مار ڈالتا اور آپکی امت اس سے چھوٹ جاتی تو ابلیس علی کی طرف پھر آیا اور کہنے لگا اے ابو الحسن تو نے مجھپر ظلم کیا ۱۲۔

حاشیہ: ضرور ہے کہ تمام سادات اہلسنت مذکورہ کا [illegible]

قول الله عز وجل وشارکهم فی الاموال والاولاد فوالله ما شرکت احدا احبك فی امه ویزید ذلك بیانا ـ وتفسیر ما روی صدوق فی العیون عن علی بن ابیطالب قال کنت جالسا عند باب الکعبة واذا شیخ محدودب قد سقط حاجباه علی عینیه من شدة الکبر فی یده عکازه وعلی راسه برنس احمر وعلیه مدرعة من الشعر فدنا الی النبی صلی الله علیه وسلم مسندا ظهرا بالکعبة فقال یا رسول الله ادع لی بالمغفرة فقال النبی صلی الله علیه وسلم خاب سعیك یا شیخ وضل عملك فلما ولی الشیخ قال لی یا ابا الحسن اتعرفه قلت اللهم لا قال ذاك اللعین ابلیس قال علی علیه السلام فعدوت خلفه حتی لحقته وصرعته الی الارض وجلست علی صدره ووضعت یدی فی حلقه لاخنقه فقال لا تفعل یا ابا الحسن فانی من المنظرین الی یوم الوقت المعلوم والله یا علی انی لاحبك وما ابغضك احد الا شرکت اباه فی امه فصار ولد زنا فضحکت وخلیت سبیله انتهی ـ اور ملا باقر مجلسی نے حلیة المتقین مین امام صادق سے روایت کی ہے کہ جناب فرمود دشمن ما اہل بیت نیست مگر کسیکه ولد الزنا باشد یا مادرش در حیض باو حامله شده باشد اور نیز دوسری حدیث مین امام صادق سے روایت کی ہے کہ راوی پرسید بچه چیز میتوان دانست که کسی شریک شیطان شده است فرمود ہر که ما را دوست میدارد شیطان در او شریک

۱؎ کیا تو نے اللہ عز وجل کا قول نہین سنا ـ وشارکهم فی الاموال والاولاد خدا کی قسم جو تجھکو محبوب رکھتا ہے مین اوسکی ماں مین شریک نہین ہوا ـ صدوق نے عیون مین علی رضہ سے روایت کیا ہے فرمایا مین کعبہ کے دروازہ کے پاس بیٹھا تھا ناگاہ ایک بڈھا کوزہ پشت جسکی پلکین بڑہاپے سے آنکھون پر گر پڑے تھین اوسکے ہاتھ مین ایک لٹھیا تھے اور اوسکے سر پر سرخ کلاہ تھی اور اوسپر اون کی کملی تھی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس کعبہ کے ساتھہ پیٹھ کا سہارا لگائی ہوئی آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ میرے لیے مغفرت کے دعا کیجیے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ای شیخ تیری سعی ناکامیاب اور تیرا عمل بیکار ہے جب اوسنے پیٹھ پہیری مجھکو فرمایا ای ابا الحسن تو اسکو پہچانتا ہے عرض کیا نہین فرمایا یہ ابلیس لعین ہے علی نے کہا مین اوسکے پیچھے دوڑا تاکہ اوسکا گلا گھونٹ ڈالون اوسنے کہا ایسا مکر ای ابا الحسن کیونکہ مین قیامت تک مہلت دیا گیا ہون خدا کی قسم ای علی مین تجھکو دوست رکھتا ہون اور جو تجھسے بغض رکھتا ہے ـ مین اوسکے باپ کا اوسکی ماں مین شریک ہوتا ہون ـ اور وہ ولد الزنا ہوتا ہے مین نے ہنسکر اوسکو چھوڑ دیا ـ ۱۲ ـ

نشدہ است دہر کہ دشمن ما ست شیطان در و شریک ست - علاوہ انکی اور بہت اس قسم کے
روایات ہین جو اس مدعا پر دال ہین جنکی نسبت حسب تصریح خاتم المتکلمین اکابر امامیہ نے
شہرت بلکہ تواتر کا دعوی کیا ہے پس ان احادیث سے صریح ثابت ہوا کہ جو شخص جناب امیر
و دیگر ائمہ کی محبت سے بے بہرہ ہے اور مبغض اہلبیت ہے ولد الحرام اور نطفہ شیطان ہے
اب ہم اصول شیعہ پر مبغض اہلبیت ہونا عباس رضی اللہ عنہ کا ثابت کرتے ہین - اول
قاضی نور اللہ شوستری نے مجالس المومنین مین درباب غصب ام کلثوم صریح ظلم
و حق تلفی اور اس غصب مین معاونت خلیفہ ثانی کے ساتھ عباس کیطرف منسوب کیے ہین اور آخر
مین لکھتے ہین - کہ ظاہرا بواسطہ وکالت فضولی و امثال آن حضرت امیر عباس را مانند دیگر
یاران فدائی خود راسخ در محبت و اخلاص ندانست وبہذا چنانکہ سابقا در احوال سید الشہدا
مذکور شد آنحضرت علیہ السلام از عباس و عقیل بکلیتین جافیین و تعبیر فرمودہ اند - اور ظاہر ہے
کہ جو شخص رعایت اہلبیت نبوی ترک کرے اور اہل جور کیطرف مائل ہوا اور غصب ام کلثوم
مین غاصبونکا شریک اور معاون ہوا اوسکی ناصبیت اور عداوت اہلبیت مین کیا شک و شبہ ہے
پس اوسکی ولادت کے بارہ مین حضرات شیعہ جو کچھ فرما رہے ہین ہم سابق مین نقل کر آئے ہین
دوسری روایت ثقۃ الاسلام کے ہے جسکا ترجمہ حیات القلوب مین کیا ہے اوسکو ہم خاتم
المتکلمین سے نقل کرتے ہین - سدیر از حضرت امام محمد باقر العلوم پرسید کہ کجا بود عزت و کثرت و شوکت
بنی ہاشم کہ حضرت امیر المومنین بعد از حضرت رسالت صلے اللہ علیہ وسلم از ابوبکر و عمر و سائر
منافقان مغلوب گردید - حضرت فرمود کہ از بنی ہاشم کہ ماندہ بود جعفر و حمزہ کہ در غایت ایمان
و یقین و از سابقین اولین بودند بعالم بقا رحلت کردہ بودند و دو مرد ضعیف الیقین ذلیل النفس
تازہ مسلمان شدہ ماندہ بودند عباس و عقیل و ایشانرا در جنگ بدر اسیر کردند و آزاد کردند ایمان چنین
قوی نبود از بخدا سوگند کہ اگر حمزہ و جعفر حاضر مے بودند در ان فتنہ ابوبکر و عمر یارای آن ندا شتند
کہ حق امیر المومنین را غصب کنند و اگر سعی میکردند ہر آئینہ ایشانرا می کشتند - انتہی اس روایت سے

واضح ہے کہ عباس و عقیل مطیع نفس امارہ دنیاوی طمع کے وجہ سے خلفاء کی کاسہ لیسوں مین شریک ہوئی اسیواسطے جناب امیر نے اونکو محبت و اخلاص مین راسخ نہین سمجھا اور بعد وفات جناب سرور کائنات کے جب عباس نے آپسے خلافت پر بیعت کرنا چاہا تو اوسپر اعتبار نکیا اور بیعت قبول نکی ۔ پس واضح ہو کہ یہہ تمام اوصاف مقدسہ جو حضرت عباس عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و صنوابیہ کے نسبت جنکی نسبت آپ نقیۃ آبائی فرماوین اور فرماوین کہ عباس کے ایذا میری ہی ایذا ہے اور وہ میرے باپ کی جگہہ ہے اور اوسکی تعظیم و توقیر کرو بیان کیی جاتی ہین آپکی نصب و عداوت اہلبیت نبوت پر واضح دلیل ہے اور جب نصب و عداوت ثابت ہوئی تو مدلول اون روایات کا جو متواتر المعنی ہین اور قاعدہ کلیہ کے اثبات مین ہم ابہی بیان کر آئے ہین ۔ معاذ اللہ آپ صادق آیا اور نصب انبیاء و مرسلین بہی باصول شیعہ پر ثابت کرتے مگر عجلت وقت اور قصد اختصار مانع ہے اور غالباً بعض روایات شروع رسالہ مین نقل ہو بہی چکی ہین اسوقت ہم اوسکی تفصیل سے معذور ہین **قولہ** دنیا اور آخرت مین اندھا ہونا جو لکہا ہے اسپر بہی کمال حیف ہے آپسکی ہنسی و مطائبہ کو بعوض اسکی ارشاد سمجہہ گئے ہین **اقول** اگر یہہ جواب آپ اپنے علماء سے نقل فرماتے ہین تو واضح ہو کہ آپکے علماء نے صرف جواب دہی سے جان بچانے کے واسطے اسکو تمسخر اور مطائبہ فرماکر ٹال دیا ہے افسوس کہ آپ اوسکو واقعی سمجہہ گئی اور اگر ایجاد بندہ ہے تو بہی غلط ہے منشا اوسکا یہہ ہے کہ نہ اپنی کتابونکی خبر اور نہ خصم کے کتابونکی واقفیت ہے ۔ یا یہہ کہ خبر ہوگی لیکن جواب کے خوف سے اوسکو ہنسی مذاق کہہ دیا افسوس کہ یہہ جواب پہلے سے آپکو نہ سوجہا ورنہ بہت کام آتا ۔ لیجیے ہم آپکو مطلع کرتے ہین کہ یہہ ہزل و مطائبہ نہین بلکہ سراسر واقعی ہے سبحان اللہ حضرت تو آیت کا شان نزول بیان فرماوین اور آپ اسکو ہنسی تمسخر مین اڑاوین سمجہنا لیکن کیا جیسا آپ ائمہ بطور تقیہ جہوٹ بولنا درست فرماتے ہین تو کیا ہنسی مطائبہ مین بہی ائمہ کو جہوٹ بولنا روا ہے ۔ لیجیے ہم اسکے ثبوت مین عبارت منتہی الکلام کی نقل کرتے ہین ۔ خاتم المتکلمین مولانا مولوی حیدر علی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین وانگہ باین

دلیل قناعت نکنی وکوشش بمدلول آن مکابرة ومجادلہ نہ نہی ودلایل دیگر بر اصداقامت وناصبیت این بزرگان پیش خود دارم از انجملہ روایت اسناد کلینی ست از حضرت سید الساجدین امام زین العابدین کہ در حق عبد اللہ وپدرش عباس این آیت نازل شدہ ومن کان فی ھذہ اعمی فھو فی الاخرۃ اعمی واضل سبیلا یعنی ہر کہ در دنیا کور ست وراہ حق را نمی بیند پس او در آخرت کور ست از دیدن راہ بہشت وگمراہ ترست انتہی ترجمہ الآیۃ الکریمہ علی لسان صاحب حیات القلوب پس اگر مراد از کوری این پدر وپسر معاذ اللہ ترک رفاقت مرتضوی ومیل بہ بنای خلفا د یعنے ناصبیت باشد فذلک عین المدعا واگر چیز دیگر باشد مثل انکار توحید یا نبوت ومعاد یا فسق وفجور پس واجبست کہ اہل خصوصیت بتقریر وتحریر آن بپردازند ودر مقام مناظرہ اظہار آن سازند۔ انتہی۔ اہل عقل وانصاف اس عبارت کا ملاحظہ فرماوین اور دیکھین کہ یہہ بیان شان نزول بطور سنی ومطایبہ کے ہی یا واقعی اور نفس الامر ہے اگر واقعی ہے اور روایات شیعہ سے ثابت ہے تو پہر ہماری فاضل مجیب کا اسکو مطایبہ سمجہنا کیا اسی وجہ سے ہے کہ جواب کی بلا سے نجات پا جاوین یا کسی دوسری وجہ سے افسوس کہ آپ ہر ہر سے جواب لکہنے بیٹہے لاحول ولاقوۃ الا باللہ قال الفاضل المجیب۔ قولہ۔ اب دانشمند فرماوین کہ اہلسنت نے تمسک بالثقلین کیا ہے یا حضرات شیعہ نے۔ اقول۔ آپنے اہلسنت کا کچہہ تمسک ذکر نہین فرمایا کہ موازنہ کیا جاتا محض دعوی لسانی ہے۔ چند روایتین شیعہ کی جو بزعم خود خلاف تمسک سمجہین نقل کردی جنکا جواب گذرچکا موازنہ کیونکر کیا جاوے کس سے کیا جاوے اگر کچہہ اپنا تمسک تحریر فرماتے تو البتہ موازنہ ہوتا یقول العبد الفقیر الی مولاہ۔ افسوس کہ آپ اپنے سوال ہی کو بہول گئے کہ اوسمین کیا مضمون لکہا تہا بعد اوس کے بندہ کے تجویز بہی مطلب نہ سمجہی جو آپ موازنہ پر معترض ہوئی۔ اب اپنے سوال کو ملاحظہ فرمائیے کہ آپنے معاملہ عقد خلافت وقصد احراق کے تمسک کا طعن کیا تہا۔ کمترین نے بہی بجواب اوسکی چند روایات جو مستلزم عدم تمسک شیعہ کی تہی ذکر کر کے متنبہ کیا کہ جب ہمارا عدم تمسک یہہ ہے جو آپنے ذکر فرمایا۔ اور آپکا عدم تمسک یہہ ہے۔ جو ہم عرض کرتے اور قاعدہ ہے تعرف الاشیاء باضدادہا

۹

تو اب سب ہماری اور اپنے تمسک مین موازنہ فرمالین پس ظاہر ہے کہ اسکو واسطے ہمکو اپنے تمسکات بیان کرنے کی ضرورت نہ تہی اگر آپ مطلب سمجہتے تو موازنہ کے لیے ہماری تمسکات کے طالب نہوتے اور جوابات تو جیسی کچہہ آپنے تحریر فرمائی اونکی حالت اہل عقل و انصاف پر بخوبی روشن ہے اور عجب نہین کہ کبہی اپنے دل مین آپ ہی انصاف کرتے ہونگے **قوله** آپکی طرح ہم ہی عرض کرتے ہین کہ کیا تمسک کے یہہ ہی معنے ہین کہ کتاب اللہ کو محرف اور غلط بتلاوین اور اوسکو جلائین اور یاتہہ بڑہائین اور رسول اللہ کی بیٹی کو زوجہ کا فر کہین درحالیکہ اسلام نے دمین جدائی ڈال دی تہی اور اہلبیت کے گہر جلانے کی دہمکی دین۔ اور جنکو حضرت عباس عم رسول خدا صنو ابیہ غرک اللہ بنظر اک فرمائین اونکو خلیفہ رسول و امام برحق قرار دین الے غیر ذلک۔ **اقول** بحول اللہ وقوتہ ہم ان مطاعن کا بخوبی ابطال و استیصال بحاث سابقہ مین کرچکے ہین حاجت تکرار و اعادہ نہین ہے **قال الفاضل المجیب**

قوله۔ باینہمہ جناب مخاطب کے تقریر سے معلوم ہوتا ہے کہ اونکی نزدیک صرف قصد احراق ثابت ہے الحمد اللہ جن حضرات شیعہ نے وقوع احراق فرمایا ہے وہ جناب مخاطب کے نزدیک معتبر نہین ورنہ اسکو موقع طعن مین بیان فرماتے۔ اقول کیا جناب مجیب ہمکو ہی مثل حضرات اہل سنت تصور فرماتے ہین کہ دعوی بلا دلیل پیش کرین یا اپنے ہی مسلمات سے مخالف کو الزام دین۔ ہمارا یہہ شیوہ نہین ہم مقبولہ فریقین یا مقبولہ خصم سے الزام دیتے ہین اسلیے حالہ کتاب ہی گذارش ہوا تہا مگر جناب نے اوس سے اغماض و اعراض مصلحتاً فرمایا۔ **یقول العبد الفقیر الے مولاہ الغنے**۔ معاذ اللہ ہم آپکو ہرگز مثل حضرات اہلسنت کے تصور نہین کرتے[1] **وما یستوی الاعمی والبصیر ولا الظلمات ولا النور ولا الظل ولا الحرور وما یستوی الاحیاء ولا الاموات** لیکن یہہ تو فرمائیے کہ آپنے ہماری کس عبارت سے سمجہا ہے کہ ہم آپکو مثل اہل سنت کے تصور کرتے ہین خدا کے لیئے کہین تو نشان کرنے ہم نے تو صریح یہہ لکہا تہا کہ بعض حضرات شیعہ نے دعوی وقوع احراق کا کیا ہے جسکی جواب سے جناب نے مصلحتاً اعراض و اغماض فرمایا۔ پس اگر

[1] نہ اندہا اور بینا اور نہ اندہیرے اور ...ا روشنی اور نہ سایہ اور گرمی برابر ہین اور نہ زندے اور مردے برابر ہین ۱۲

انکا دعوی غلط اور کذب ہے چنانچہ آپکی تحریر سے ثابت ہوتا ہے تو آپکو چاہیی تہا کہ یہہ فرماتے
کہ کیا ہمکو بہی مثل حضرات علماء شیعہ کے تصور فرماتے ہین الخ اور آپکی دعاوی اور دلائل اور استدلالات
والزامات کا حال آپکی تحریر سے خود اہل علم و انصاف پر واضح ہے کچہہ ہماری کہنے کی یہہ ضرورت
نہین ہے اور خود یہہ ہے دعوی آپکی اس قول مین آپکی دعوی کا مکذب ہے۔ **قولہ** مفید سوال کے
کس عبارت سی یہہ بات آپنے سمجہی **اقول** جناب یہہ امر میرے گذارش یہہ ظاہر تہا
مگر افسوس کہ آپ اردو کی سہل عبارت تو انکو نہین سمجہتے میرا خلاصہ گذارش یہہ تہا کہ یہہ موقع طعن کا
تہا اور ایسی موقع مین حتے الامکان کوتاہی نہین کیجاتی جو امر زیادہ باعث طعن ہو اسکو
ترک کرکے خفیف کو نہین، ذکر کیا جاتا ہے جب آپنے قصد احراق محل طعن مین بیان فرمایا
حالانکہ آپکے بعض علماء مدعی وقوع نفس احراق کے ہین اور وقوع نفس احراق کو جو باعث
طعن اشد تہا ترک کیا تو معلوم ہوا کہ اگر آپکے نزدیک معتبر ہوتا تو ضرور آپ اوسکو ذکر کرتے
اس سے معلوم ہوا کہ وہ آپکی نزدیک چندان قابل اعتبار نہین۔ **قال الفاضل المجیب**
قولہ۔ باقی رہا قصد احراق جو امور قلبیہ سی ہے اوسکا مفصل جواب تحقیقی اپنے موقع پر دیا جائیگا
یہان کہ محل اجمال ہے اسیقدر کافی ہے۔ اقول۔ اور کس بات کا آپنے جواب عطا فرمایا کہ اوسکی
نسبت باقی رہا الخ فرماتے ہین آپنے شروع ہی سے وہ چال اختیار کی ہے کہ جو امور ہمنے
دریافت کئی ہتی بزعم خود ہم پر ہی منقلب کردیئی اور اس سے آپکی غرض صرف اصلی جواب سے
پہلوتہی کرنا ہے **یقول العبد الفقیر الے مولاہ الغنے** ہم شروع رسالہ مین
گذارش کر چکے ہین کہ آپ محض سائل نہین ہے بلکہ مدعی بہی تہے اور آپنے اپنے دعوی کو
بلا دلیل ذکر فرمایا تہا تو ہمنے آپسے آپکے دعوی کی نسبت دلیل طلب کی اور آپکے سوال کا
اجمالی جواب دیکر آپکو متنبہ کردیا کہ آپ جواب کے اوسوقت مستحق ہونگے جبکہ اپنے دعوی کو
بدلائل ثابت کرین گے۔ چنانچہ اس تحریر مین بزعم خود آپنے اپنی مدعا کو بدلائل ثابت کیا
گو باعتبار واقع کے ثابت نہوا ہو۔ پس ہمنے بہی اپنے اس رسالہ مین آپکے سوال کا جواب

کسیقدر بسط و تفصیل کے ساتھ گذارش کیا پھر آپکا یہہ فرمانا کہ اس سے آپکی اصلی غرض صرف جواب سے
پہلوتہی کرنا ہے محض دعوی بے دلیل اور غلط ہوا اور نیز باوجود عدم استحقاق جواب کے یہہ اجمالی
طرز اسلیے بھی اختیار کیا تہا کہ آپکو انظار و ابحاث مین پھنسانے کے لیے ایک جال تہا
سو بحول اللہ و قوتہ حسب مدعا آپ ایسی ابحاث کے جالمین پھنسی ہین کہ قیامت تک مخلصی محال ہے
قولہ معہذا سوال مین قصد احراق بھی ذکر ہوا ہے اور حوالہ کتاب بھی درج ہے مناسب تہا
کہ اسکا جواب تحقیقی یا الزامی تحریر ہوتا ورنہ اسقدر تعرض کے بھی کیا حاجت تہی جسطرح اصلی سوال کے
جواب مین سکوت اختیار فرمائی یہان بھی خاموش رہتے **اقول** افسوس کہ بندہ کی گذارش
فہم شریف مین نہ آئی بندہ نے جو عرض کیا تہا کہ قصد امور قلبیہ سے ہے یہہ ہے آپکے سوال کا اجمالی
جواب تہا اور حاصل اسکا یہہ تہا کہ آپنے قصد احراق کا دعوی فرمایا اور جو روایت کہ آپ نے
ذکر فرمائی اوسکی یہہ عبارت ہے۔ وایم اللہ ما ذاک بمانعی[1] ان اجتمع ہولاء النفر
عندک ان امرہم ان یحرق علیہم البیت اور ان الفاظ سے قصد احراق ثابت نہین ہوتا
بلکہ محض تہدید بصراحۃ معلوم ہوتی ہے کیونکہ عرف مین ایسی کلمات ایسے مواقع مین محض تہدیدا
کہتے ہین تو دلیل مثبت مدعا نہین ہوئی اور دعوے ثابت نہوا۔ آپنے بجز اس ایک روایت کے
اور کوئی قرینہ بھی بیان نفرمایا تہا جو مثبت تصمیم عزم ہو پس ایسے پوچ استدلال کے بیخ کنی اور قطع
عرق کیواسطے یہہ ایک جملہ بھی کافی تہا۔ بشرطیکہ فہم سے کام لیتے۔ چونکہ اب آپ اوسکی
تفصیل کے طالب ہین اور یہہ موقع بھی اوسکی تفصیل کا ہے۔ اسلیئے ہم اوسکی تفصیل کیلیے
بھی حاضر ہین لیجیے ذرا متوجہ ہوکر سنیئے۔ واقفان مناظرہ مذہبی فریقین پر مخفی نہین ہے
حسب عادت قدیمہ خود کہ ہمیشہ مذہب مین نئے نئے تراش و خراش کرتے رہتے ہین
شیعہ کے اس مسئلہ مین بھی رنگ برنگ کے اقوال ہے اول وقوع احراق کا دعوی ہوا
چنانچہ علامہ طوسی نے تجرید مین اور ملا باقر مجلسی اور بعض متاخرین نے بھی لکھا۔ اور بعض علماے جنہین سے

---

[1] اور اللہ کی قسم اگر یہہ لوگ تیری پاس مجتمع ہونگے تو یہہ مجکو اس سے مانع نہوگا کہ مین انپر گھر جلانے کا حکم کردن۔ ۱۲

ہماری فاضل مجیب بھی مین جب اس دعویٰ کی غلطی پر متنبہ ہوئی تو اوس دعویٰ کا انکار کیا اور قصد
احراق کا دعوی کیا - پھر جب بعضے علماء نے تناقض کی ابحاث اہلسنت مین گرفتار ہوئی تو اونہون نے
اسکو تہدید و تخویف پر محمول فرمایا - چونکہ وقوع احراق کی نسبت ہماری فاضل مجیب کا دعوی نہین
بلکہ بعض علماء نے خود تکذیب فرمائی اسلیے ہم اوسکی تردید کیطرف متوجہ نہین ہوتی - اور ابطال
دعوی قصد احراق کیطرف عنان توجہ منعطف کرتے ہین - پس واضح ہو کہ قصد احراق سے مراد
تصمیم عزم احراق ہے کہ معاذ اللہ مقصود دلی یہہ تھا کہ خانہ اہلبیت کو جلا دین اور مجرد
تخویف و تہدید مد نظر نہین تھے - لیکن دعوی تصمیم عزم احراق بھی بوجوہ چند باطل ہے
اول یہہ کہ جو روایت کہ ازالۃ الخفا سے اس مدعا کے ثبوت مین نقل کی ہے وہ ہرگز اسکو مثبت
نہین اور اوس سے استدلال صحیح نہین کیونکہ اوسمین احتمال مجرد تہدید تخویف کا بھی بلکہ غالب
سیاق کلام سے مفہوم ہوتا ہے تو استدلال تصمیم عزم احراق پر باطل ہوا - دوسری یہہ کہ ان الفاظ
مین جو روایت منقولہ مین موجود ہین قسم عدم مانعیۃ بیعۃ پر واقع ہے نہ احراق پر اور حاصل ترجمہ اس
جملہ کا اسطرح ہے کہ خدا کی قسم یہہ میرا مانع نہین ہے امر احراق سے - تو اس جملہ سے یہہ بھی
نہین ثابت ہوتا کہ حضرت فاروق نے فرمایا ہو کہ اگر مجتمع ہوئی تو مین گھر جلا دونگا بلکہ یہہ کہا ہے
کہ اگر مجتمع ہوئی تو مجکو یہہ امر احراق بیت سے مانع نہو گا اور اس سے تصمیم عزم احراق پر
استدلال کرنا سراسر بیجا ہے - تیسری یہہ کہ جناب امیر نے بھی قصد میزاب مین جسکی روایت
ہم ابھی اوپر بیان کر آئے ہین - پرنالہ لگوانے کے واسطے جب آپ تشریف لائی تو تلوار خلاف
عادت شریفہ گلی مین ڈالی ہوئی آئے اور فرمایا لئن قلعہ قالع لاضربن عنقہ وعنق الآمر بہ
اور نیز حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی قبر کے اوکھاڑنے کے بارہ مین جیسا کہ علل الشرائع
مین آپکے صدوق نے روایت کی جناب امیر نے قتل وقتال کا ارادہ فرمایا حالانکہ سل سیوف
قطعاً بحکم خدا و رسول آپ پر حرام تھا تو اگر اوسکو بھی مجرد تخویف و تہدید پر محمول فرماتے
تو ہماری طرف سے بھی یہہ ہی فرماوین - اور اگر جناب امیر کی تصمیم عزم قتل وقتال کے

قائل ہوتے ہیں تو آپکی عصمت بلکہ امامت وخلافت سے ہاتھ دھو بیٹھیں نبش قبر فاطمی کی روایت
ملخصاً جو خاتم المتکلمین نے علل الشرائع سے ترجمۃً نقل کی ہے ہم بھی اوسکو نقل کرتے ہیں ذرکہ
خلیفۂ ثانی را خبر وفات حضرت زہرا رسانیدند او بکمال جزع و فزع ہمراہ صدیق بتقریب
تعزیت نزد امیر المومنینؑ حاضر شد و شکایت شروع کرد وگفت نطلبیدن ما را بر جنازۂ فاطمی
از ان قبیل ست کہ در غسل آنحضرت ما را دخل ندادی و بحسن تسلیم کردی کہ ابوبکر گفت کہ ہرا با منبر
پیغمبر چہ کارست اینہمہ دلیل کدورت و غبار ہست حضرت امیر فرمود اگر قسم شرعی یاد کنم تصدیق
خواہید کرد گفتند بلی ۔ پس بمسجد مقدس داخل شد وگفت کہ دو امر اول از ان بود کہ پیغمبر
صلی اللہ علیہ وسلم در غسل فاطمہ زہرا و بارۂ نماز جنازہ و ما یتعلق بہ وصیت کردہ بودند کہ اجانب را
مدخل ندہی و حاشا کہ آن کلمہ پیغمبر را نخود و تم تسلیم کردہ باشم بلکہ چون الف و اللتین بجناب مصطفوی
زائد الصف داشت حتےٰ کہ در عین نماز بر دوش مبارکش سوار میشد و در اثنای خطبہ او اسن مقدس
میکشید بر آمدن ابوبکر بالائی منبر آن سرور بروی شاق آمد فاروق این کلمات طیبات را از جہالت
دانست و صلاح او بر نبش قبر فاطمی برای ادائی نماز جنازہ قرار گرفت پس صحبت منجر بکلفت
گردید و نوبت باشتداد غیظ و غضب رسید و قریب بود کہ ذوالفقار از نیام برآید و مقاتلۂ عظیم و صحابۂ
کرام واقع شود زیرا کہ امیر المومنین قسم شرعی یاد نمود کہ بر این تقدیر سر فاروق برانم و دش بردارم
بلکہ قبل از نیل مطلب وی را زندہ نگذارم پس مہاجرین و انصار بہیئت مجموعی در صلاح افتادند
و بہ ارادہ فاروق تن برضا ندادند ۔ انتہی ملخصہ ۔ تعجب ہے کہ جناب قالع باب خیبر قاتل قوم
عاد ۔ بعد احراق بیت اور اسقاط محسن اور ضرب اسواط بصفۃ الرسول سید کائنات اور افتراء
تہمت زنا کے وقت آپ مامور بصبر و سکوت ہوں اور سل سیف کے مامور نہوں اور نماز جنازہ
کیواسطے نبش قبر پر مامور بجہاد ہوں ۔ ع این خیالست و محالست و جنون ۔ پس ظاہر ہے کہ یہہ
سب قصہ تعدی تراشیدہ ہے اور ہرگز آپکا قصد مخالف وصیت قتل و قتال کا نہوگا ۔ جو بھی یہہ
کہ صاحب عماد الاسلام بھلا بھی اسکو مجرد تخویف پر حمل کیا وہ تحریر فرماتے ہیں چنانچہ

خاتم المتکلمین نے نقل فرمایا ہے مقتضے تلک المرویات ھو ان عمر ہم تبعتہ قصد احراق
بیت فاطمۃ واتی بالحطب وجمعہ علی بابہ لا انہ وقع منہ الاحراق فلعل کان غرضہ
مجرد التخویف - پس جب آپکے علماء نے خود تسلیم فرمالیا کہ فاروق کا یہہ فعل محض غرض تخویف سے تھا
تو آپکا انکار اونکی ایسی تکذیب ہے جیسی عین احراق کے - پانچوین حسب تصریح خاتم المتکلمین در
ازالۃ الغین کلام ابوجعفر بن قبہ و نقیب متشیعین سے ہویدا ہے کہ قرن اول کے شروع مین
تمام مہاجرین و انصار خلفاء کے ظاہری زہد و ورع اور عدل و داد اور دنیا سے نفرت کلی
کی وجہ سے اونکی حقیقت خلافت کے معتقد ہوئی تہی اور رفتہ رفتہ متاخرین کو اور زیادہ اطمینان
حاصل ہوگیا اور ظاہر ہے کہ خلفاء کو بہی ان امور کا پاس ہوگا اور خیال کرتے ہونگے کہ ایسا کوئی
فعل ہمسے صادر نہو جو باعث سوء ظن ہو بلکہ جہانتک ہوسکے لوگونکو حسن ظن اور خلوص عقیدت کے
دام مین پہناوین تو ایسی حالت مین علی الخصوص قریب زمانہ وفات سرور کائنات علیہ افضل
الصلوات کے کیونکر ممکن ہے کہ احراق یا قصد احراق اہلبیت کیا ہو اور اگر بالفرض اینسی یہہ
فعل صادر ہوا ہو تو انکی ابوجعفر وغیرہ کا فرمانا محض کذب ہوگا - چہٹی طرفہ تر یہہ ہے کہ خود علماء
شیعہ مین سے طبرسی نے مطابق روایت باقر مجلسی کے احتجاج مین روایت کی جسکا مضمون
یہہ ہے - کہ چون خلیفہ ثانی آواز بلند گفت کہ گر امیر المومنین از خانہ خود بیرون نیاید خانہ او را
خواہم سوخت صحابہ از شنیدن این قول متغیر شدند و انکار شدید کردند خلیفہ ثانی گفت شما
گمان بردید کہ من چنین خواہم کرد حالانکہ مقصود من تہدید بود نہ چیز دیگر پس جناب سید تقوی
بواسطہ شخص پیام بسوی عمر فرستاد کہ من برای گرد آوردن آیات قرآنی در خانہ نشستہ ام
و مشغول تالیف گردیدہ ام و بر زبانم سوگند جاری شدہ کہ تا ازین امر فارغ نشوم از خانہ پای خود
بیرون نگذارم و باموری دیگر نپردازم - قطع نظر اس سے کہ فاروق نے اسکی نسبت یہہ فرمایا
کہ میرا یہہ قول مجرد تہدید کی غرض سے تہا - جسپر صحابہ ساکت ہوگئے - اس روایت سے
یہہ فائدہ حاصل ہوا کہ صحابہ نے مجرد اس قول (خواہم سوخت) سنی کے انکار شدید کیا اور موافقت فاروق کے

نہیں کی بلکہ اور برہم ہوگئی توکیونکر ممکن ہے کہ اون صحابہ نے جو بمجرد اس قول کے متغیر ہوگئی تہی اور
انکار شدید کیا تہا گہر جلانے کے واسطے سامان احراق جمع کرنے دیا ہو اور عقل سرسری بہی تسلیم نہیں کر سکتی
کہ وہ بہتانات جو حضرات شیعہ دشمنان خلفا کیطرف منسوب فرماتے ہین مثل ضرب دشمنان سیدہ
و اسقاط محسن و تہمت فاحشہ وغیرہ خرافات کو ایسی صحابہ جان نثارون نے بلا رد و انکار منظور کیا ہوگا
سنا تو ہین علی بن ابراہیم قمی استاد کلینی کی تفسیر مین مروی ہے۔ حدثنی[1] ابی عن صفوان
بن یحیی عن ابی الجارود عن عمران بن میثم عن مالک بن ضمرة عن ابی ذر رحمہ
اللہ قال لما نزلت ہذہ الایة یوم تبیض وجوہ وتسود وجوہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم ترد امتی یوم القیمة علی خمس رایات فرایة مع عجل ہذہ الامة اسألہم ما فعلتم
بالثقلین من بعدی فیقولون اما الاکبر فحرقناہ ونبذناہ وراء ظہورنا واما الاصغر
فعادیناہ وابغضناہ وظلمناہ فاقول ردوا النار ظماء مظمئین مسودة وجوہکم ثم ترد علی
رایة فرعون ہذہ الامة فاقول لہم ما فعلتم بالثقلین من بعدی فیقولون اما الاکبر
فحرفناہ ومزقناہ وخالفناہ واما الاصغر فعادیناہ وقاتلناہ فاقول ردوا النار
ظماء مظمئین مسودة وجوہکم ثم یرد علی رایة مع سامری ہذہ الامة فاقول لہم
ما فعلتم بالثقلین من بعدی فیقولون اما الاکبر فعصیناہ وترکناہ واما الاصغر
فخذلناہ وضیعناہ فاقول ردوا النار ظماء مظمئین مسودة وجوہکم ثم یرد علی رایة

[1] ابوذر سے روایت ہے کہا جب یہہ آیت یوم تبیض وجوہ وتسود وجوہ نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن میری امت میرے پاس پانچ جہنڈوں کے ساتہ ہوکر آئیگی۔ ایک جہنڈا تو اس امت کے بچہڑے کے ساتہ ہوگا مین انسے پوچہونگا کہ تم نے میرے بعد ثقلین کے ساتہ کیا کیا وہ کہینگے کہ بڑی کو تو ہمنے پہاڑ ڈالا اور اوسکو پس پشت ڈال دیا اور چہوٹے کے ساتہ ہمنے دشمنی کی اور اوس سے بغض رکہا اور اوسپر ظلم کیا مین کہونگا پیاسے کالے مونہہ آگ مین جاؤ۔ پہر میرے پاس اس امت کے فرعون کا جہنڈا آئیگا مین انکو کہونگا کہ تم نے میرے بعد ثقلین کے ساتہ کیا کیا وہ کہینگے بڑی کو تو ہمنے پہاڑا اور اوسکی مخالفت کی اور چہوٹے کے ساتہ دشمنی کی اور اوس سے لڑے قتل کیا۔ مین کہونگا پیاسے جاؤ آگ مین تمہارے کالے مونہہ پہر ایک جہنڈا امت کے سامری کے ساتہ میرے پاس آئیگا مین کہونگا کہ تم نے میرے بعد ثقلین کے ساتہ کیا کیا کہینگے بڑی کی نافرمانی کی اور چہوڑ دیا اور چہوٹے کو ضائع کیا مین کہونگا جاؤ پیاسے آگ مین تمہارے کالے مونہہ

ذی الثدیہ مع اول الخوارج واخرهم واسالهم ما فعلتم بالثقلین من بعدی فیقولون اما الاکبر فخرقناه وبرئنا منه واما الاصغر فقاتلنا وقتلنا ه فاقول ردوا النار ظماء مظمئین مسودة وجوهکم ثم ترد علی رایة مع امام المتقین وسید المرسلین وقائد الغر المحجلین وصی رسول رب العالمین فاقول لها ذا فعلتم بالثقلین من بعدی فیقولون اما الاکبر فاتبعناه واطعناه واما الاصغر فاحببناه وواليناه ووازرناه ونصرناه حتی اهریقت فیهم دماءنا فاقول ردوا الجنة رواء مرویین مبیضة وجوهکم ثم تلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یوم تبیض وجوه وتسود وجوه الی قوله ففی رحمة اللہ هم فیها خالدون انتهی نقلا عن تفسیر الصافی۔ اہل عقل وانصاف اس روایت کو ملاحظہ فرماویں اور مدعیان تشیع کے دلار محبت میں صدق کو ملاحظہ کریں کہ میدان محشر میں بھی رسول خدا کے سامنے جھوٹ بولنے سے نہ چوکی اور اگر احراق بیت کا قصہ یا قصہ احراق کا معاملہ صحیح ہے اور علاوہ اسکے دوسری تہمتیں جو خلفاء وصحابہ کے ذمہ لگاتے ہیں تو کیا یہہ قول (واما الاصغر فاحببناه ووالیناه ووازرناه ونصرناه حتی اهریقت فیهم دماءنا) صحیح اور مطابق واقع کے ہوسکتا ہے۔ کیا یہہ ہی موالات اور نصرت تہی کہ یہہ گھر جلانیکا ارادہ کریں ہیزم وغیرہ دروازہ پر جمع کریں اور ضرب تازیانہ یا لکہ یا دنبالہ شمشیر یا کاروسی علی اختلاف روایاتہم اسقاط محسن کراویں بلکہ قتل و معصومین کا کریں اور علی ہووس اسنا بر اتہام فاحشہ کا نسبت

ا؎ پہر ذو الثدیہ کا جہنڈا تمام خوارج کے ساتہ میرے پاس آئیگا میں پوچہونگا تم نے میرے بعد ثقلین کے ساتہ کیا کیا کہینگے بڑے کو تو ہم نے پہاڑا اور اوس سے بری ہوئے اور چہوٹے سے لڑے اور اوسکو قتل کیا میں کہونگا جاؤ پیاسے آگ میں تمہارے کالے منہ پہر ایک جہنڈا پرہیزگار دنکے امام سبہوانکے سردار روشن پیشانی اور اتہہ پانو والونکے سرگروہ رسول اللہ کے وصی کے ساتہ میرے پاس آئیگا میں کہونگا تم نے میرے بعد ثقلین کے ساتہ کیا کیا کہینگے بڑے کی پیروی اور اطاعت کی اور چہوٹے کے ساتہ محبت و موالات کی۔ اور مدد و معاونت کی۔ یہانتک کراوینں ہمارے خون بہے میں کہونگا۔ جنت میں چلے جاؤ سیراب تمہارے روشن چہرے پہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پڑہا۔ یوم تبیض وجوه وتسود وجوه۔ سے ففی رحمة اللہ هم فیها خالدون تک ۱۲

بد نشان سیدہ کرین اور یہہ مدعین نصرت و موالات چپکے بیٹھے دیکہین اور دم نمارین اور سانس نہ نکالین اور یہہ سوال کچہ جانشینان پاک ہی سے نہین کیا جائیگا بلکہ خود جناب جو صاحب رائے ہین وہ بہی اسمین شامل ہونگی اور خود حضرت امیر بہی جو اب وہ ہونگے تو یہہ کذب اصول شیعہ پر جناب امیر کیطرف بہی منسوب ہوگا اور سوال وارد ہوگا کہ اتباع و اطاعت قرآن کی اور محبت و موالات اہلبیت سرور انام کی یہی ہے کہ جو قت عمر فاروق نے گہر جلایا یا جلانے کا سامان مہیا کیا چون و چرا نہ کی سو در ما وجود ادعاء شجاعت کے جسکا بیان خارج امکان ہے بمقابلہ اہلبیت کے اہانت کرنیوالونکو کچہ نہ کہا پس اس سے زیادہ عداوت و دشمنی اہلبیت کیساتہہ اور کیا ہو سکتی ہے۔ لیکن حیرت و تعجب کا مقام ہے کہ جب حضرت سرور کائنات نے تمام وقایع آتیہ بیان فرما دیئے تہی اور تمام حالات واقعہ حوادث و دواہی کی خبر دیدی تہی اور فرما دیا تہا کہ صبر و سکوت کرنا اور ہرگز چون و چرا نکرنا۔ پس اس سوال کے کیا معنے کہ تمنے ثقلین کے ساتہہ کیا کیا۔ اور اگر کسی نہج سے یہہ سوال صحیح ہو بہی تو یہہ جواب لغو ہے جواب صحیح یہہ ہے کہ ہمنے آپکے ارشاد کے موافق صبر و سکوت کیا چون و چرا نہ کی ظلم و ستم ہوا کئے کبہی دم نہ مارا ثقلین العیاذ باللہ خراب و خوار ہو گئے سنہ ہلایا بہرکیف یہہ سوال و جواب مصنوعی غلط ہو یا صحیح ہمکو کچہ بحث نہین ہمارا مدعا جو کچہ ہے وہ اس سے ثابت ہے مگر اسقدر گذارش اور باقی ہے کہ تفسیر صافی کی دوسری روایت جو اس روایت سے کچہہ اوپر مذکور ہے اس امر کو مقتضی ہے کہ ظلم پر سکوت کرنے والے بہی ظالمون کے ساتہہ گرفتار عذاب ہوتے ہین

قال ابو جعفرؑ اوحی اللہ الی شعیب النبیؑ انی معذب من قومک مائۃ الف اربعین الفا من شرارہم و ستین الفا من خیارہم فقال یارب ھولاء الاشرار فما بال الاخیار فاوحی

ابو جعفرؑ نے کہا کہ شعیب نبی کیطرف خدا نے وحی بہیجی کہ مین تیرے قوم کے برون مین سے ایک لاکہہ چالیس ہزار کو عذاب کرونگا اور نیکون مین سے ساٹہہ ہزار کو۔ عرض کیا اے پروردگار یہہ تو برے ہین بہلا نیکون کا کیا حال ہے) اللہ نے اسکی طرف وحی کی ۔۱۲۔

اللہ عز وجل الیہ انہم واھنوا اھل المعاصی ولم یغضبوا الغضب تو اس سے اونکا حال قیاس
کرنا چاہیے جنہون نے ایسے سخت ظلمون پر سکوت کیا اور مداہنت کی اور غضبناک نہوئے حالانکہ
اونکو اونسے چہین بر جہین ہونے مین کام نکلتا تہا کہ اونکا کیا حال ہوگا شاید اصول شیعہ پر منافق
اس روایت کے مدلول کے وہ خیار بہی اون اشرار کے ساتہہ معذب ہونگے بیت شادم کہ
از رقیبان دامن کشان گذشتی ۔ گو مشت خاک ما ہم برباد رفتہ باشد ۔ آٹہوین خود علامہ
کنتوری نے بجواب حضرت خاتم المحدثین کے ۔ حضرت فاروق کے اس ل کا مجرد تخویف پر
محمول ہونا تسلیم کر لیا ہے وہ لکہتے ہین ۔ اما انچہ گفتہ اگر مراد ایشان از قصد تخویف وتہدید نسبت بزبان
گفتن اینکہ من خواہم سوخت الخ ۔ پس ما میگوئیم کہ فے الواقع مراد علمای شیعہ از قصد احراق
بیت نبوت کہ بروایات اہلسنت ثابت میکنند ہمین ست واگر این قول او بر قصد او دلالت نکند
لازم آید کہ در قول خود کاذب بودہ باشد ۔ اور اگر ہمارے فاضل مجیب کو یہہ خیال ہو کہ آخر عبارت کنتوری
کی اور نیز عبارت سابقہ صریح دلالت کرتی ہے کہ وہ درپے اثبات قصد تحریق کے ہین تو اس
تناقض کے دفع کا آپ ہی فکر فرما دین ۔ جو آپکی مفتی صاحب کی عبارت مین واقع ہے
کہ کہین مدعی اثبات قصد احراق ہین اور کہین مجرد تخویف پر محمول ہونا تسلیم فرماتے ہین ۔ اور
عجب نہین کہ منشا اسکا یہہ ہو کہ حضرت مفتی صاحب کو درمیان قصد تحریق اور قصد تخویف کی تمیز
نہوئی ہوگی کہ جسکی وجہ سے یہہ التباس و اختلاط کلام مین واقع ہوا **قولہ** معلوم نہین کہ قصد کو
امور قلبیہ کہنے سے آپکا کیا مطلب ہے بظاہر تو وہی مطلب ہوگا کہ جو آپکے خاتم المحدثین نے تحفہ مین
فرمایا ہے قصد امور قلبیہ سے بے شک ہے مگر جبکہ اسباب و سامان قصد کے ظاہر ہون
تو بے شک کہہ سکتے ہین کہ اس کام کے کرنے پر آمادہ ہے **اقول** فعل کے کرنے پر
آمادگی دو طرح پر ہوتی ہے یا بطور تصمیم عزم کے یا بطور مجرد تہدید و تخویف کے چونکہ
بظاہر ان دونو مین کچہہ فرق نہین اور اسیواسطے بعض علمای شیعہ پر ملتبس ہوگئی ۔ اور ان

لہ کہ انہون نے گنہگارون کی ساتہہ اہانت کی ۔ اور میرے غصہ کے سبب وہ غصہ نہوئی ۔ ۱۲ ۔

دونوں فرق باعتبار ارادہ فاعل کے ہے اسلیے مناسب ہے کہ ہم اول ان دونوں فرق تبلا دیں اور اوسکے بعد اپنے فاضل مجیب کے اس قول کا جواب دیوین پس واضح ہو کہ قصد علی الفعل ارادۂ جزمی ہے جو اوس فعل کے کرنے سے متعلق ہو اور قصد تخویف وتہدید یہہ ہے کہ فی حد ذاتہ فعل کا کرنا مقصود نہو صرف بظاہر القاء خوف کے لیے اوس فعل کے اسباب وسامان کو اس صورت میں ظاہر کیا جاوے جس سے بظاہر عزم بالجزم مترشح ہوتا ہو کیونکہ اگر اوس سے یہہ امر متحقق نہوگا تو مقصود جو تخویف وتہدید سے ہے ہرگز برآمد نہوگا - بلکہ امور مہمہ میں تہدید وتخویف کی نسبت جائز ہے کہ ہی تو یہ دور دیک فراہمی سامان بہ نسبت اصل قصد کے زیادہ ہو پس ظاہر سامان سے ان دونوں تمیز کرنا جیسا کہ حضرات شیعہ کرتے ہیں چنانچہ علامہ کنتوری نے بھی تحفہ کے جواب میں لکھا ہے - واما آنچہ گفتہ اند کہ قصد از امور قلبیہ است کہ بران غیر خدائی تعالے دیگرے مطلع نمی تواند شد پس مدفوع است بانکہ امارت وعلامات ودلیل قصد می باشد اور بتقلید انکی غالبا ہمارے فاضل مجیب بھی بدون سوچے سمجھے یہہ بھی ترانہ فرماتے ہیں اسکی دلیل ہے - کہ حضرات کو ان دونوں تمیز نہین ہوگی - اصل سوال میں تحریر فرماتے ہیں - (اور بیعت لینے کے لیے گھر جلانے کی دہمکی دی) اور بعد اسکی قصد احراق روایت ازالۃ الخفا سے ثابت کرتے ہیں - اس سے صریح معلوم ہوتا ہے کہ آپکو دہمکی اور قصد احراق میں تفرقہ وامتیاز حاصل نہیں دیت ان حالات فاعل کے اور لیاقت وقابلیت مفعول کے نفی الجملہ قرینہ ہوسکتی ہے مثلاً ایسے افعال کے عدد میں کہ اونکا فاعل سفاک وبیباک ہو اور اتباع شرع سے مطلق بے بہرہ ہو اور محل بھی لائق کشتنی وسوختنی ہو تو ایسی جگہ غالب احتمال تصمیم عزم کا ہوسکتا ہے لیکن جبتک وقوع فعل نہ ہو چکی ہرگز استدلال نہیں کیا جاسکتا کہ مقصود فی حد ذاتہ قصد قتل واحراق ہی پس جب یہہ امر طے ہوگیا تو اب فاضل مجیب اور اونکی مفتی صاحب کا یہہ فرمانا کہ سامان واسباب کے جمع کرنے سے اور ہیزم وآتش کے لانے سے معلوم ہوا کہ فاروق احراق بیت اہلبیت کا عزم بالجزم رکھتے تھے غلط ہوا - کسی شخص کو اوسکی قتل کے نسبت کہنا اور

تلوار گلے مین ڈالکر نکلنا بلکہ تلوار میان سے کہینچنا تک وال عزم اور قصد پر نہین ہوسکتی۔ خود جناب
امیر کا قصہ میزاب پہر جوش و خروش اور قتل کی دہمکی اور تلوار گلے مین ڈالکر باہر آنا خود اسپر صریح
دلیل ہے بشرطیکہ حضرات شیعہ اسکو مجرد تہدید پر محمول فرادین اسیطرح نبش قبر فاطمی پر
ارادہ قتل وقتال کرنا اور دست بقبضۂ شمشیر ہونا بہی غالبًا اسی قسم سے ہوگا اور اگر حضرات
شیعہ سبکو تہدید پر محمول نفرماوین اور عزم بالجزم سمجہین تو چونکہ آپ امور سبکو ثابت تہے
آپکی عصمت بلکہ امامت و خلافت کو سنبہالین۔ آپکو یاد ہوگا جبکہ آپکے ابن عباس بصرہ کا
بیت المال لوٹ کر مکہ آبیٹہے اور جناب امیر نے اونکو ایک عتاب نامہ تحریر فرمایا جو نہج البلاغت
مین منقول ہے اور غالبًا ہم اوسکی نقل اوپر کر آئے ہین۔ اوسمین اونکو جناب امیر نے قسم کہاکر
کیا لکہا تہا کیا واقعی اوس سے انکا عزم بالجزم ثابت ہوتا ہے یا نہین۔ غالبًا وہ روایت
بہی آپکے حافظہ سے نہ نکلی ہوگی جو ہم اوپر بیان کر آئے ہین جو اصل روایت مجلسی اور قطب
راوندی کی ہے اور مواعظ حسنیہ مین بہی مذکور ہے اگر آپکو فراموش ہوگئی ہو ہم آپکو یاد دلاتے
ہین کہ جناب امام حسین نے قنبر سے فرمایا کہ مجہکو معلوم ہوا ہے کہ چند مشکین عسل کی جو یمن سے آئی ہین
تیری حفاظت مین ہین اور مجہکو ایک مہمان کی نانخورش کی ضرورت ہے تہوڑا مجہکو اوسمین سے
دیدے چنانچہ ایک مشک کا موہنہ کہولکر بقدر حاجت لیا تقسیم کے وقت جب حضرت نے
مشکونکا ملاحظہ فرمایا تو معلوم ہوا کہ ایک مشک مین کم ہے قنبر سے دریافت کیا اوسنے عرض کیا کہ حضرت
امام حسین ریحان رسول الثقلین کو ایک مہمان کے لیے ضرورت پیش آئی تہی اونہون نے
تہوڑا سا شہد لیا ہے سنتے ہی حکم دیا۔ بلاؤ جب حاضر ہوئے تو نہایت تیزی و خشونت غیظ
غضب کے ساتہ درہ جو آپکے ہاتہ مین تہا جناب امام کے مارنے کیواسطے اوٹہایا۔ یہانتک جناب
امام حسین نے نہایت عاجزی سے آپکے غصہ فرو کرنے کے واسطے حق جعفر کے کو یاد دلایا
اور آپکا غصہ فرو ہوا تو معلوم نہین یہہ قرائن یعنے غیظ و غضب کرنا درہ کا مارنے کے واسطے
اوٹہانا اودہر قبل القسمت مال بیت اللہ مین تصرف کرنا اودہر جناب امیر کو حقانیت کا جوش ہونا

مستلزم قصد ضرب واہانت ہین یا نہین اگر نہین مین تو مدعا ثابت ہے اور اگر ہین تو قطع نظر توہین
امام کے غلط ہے کیونکہ آخر مین خود جناب امیر نے ارشاد فرمایا اگر مین نہ دیکھا ہوتا کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم تیری دانتونکو بوسہ دیتے تھے تو مین یقیناً تجھکو مارتا تو نے مسلمانو نسے
پہلے کیون نفع اوٹھایا اس سے صریح معلوم ہوا کہ آپکا قصد ہرگز ضرب کا نہ تھا بلکہ صرف تہدید
وتخویف مدنظر سامی تھی کیونکہ آپکو یاد تھا کہ حضرت دندان مبارک صاحبزادہ کو بوسہ دیتے تھے
تو ایسی حالت مین عزم بالجزم مارنے کا کیونکر کر سکتے تھے۔ علاوہ ازین خود رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے متخلفین جماعت کے لیے وعید احراق فرمایا جو متفق علیہ فریقین ہے
اور یقیناً وہ محمول اوپر تہدید وتخویف کی ہے کیونکہ کوئی شخص علماء مین سے تارک جماعت کے
لیے وجوب احراق کا قائل نہین ہوا اور اگر وجود روایت مین شک وشبہ ہو تو اپنے مجتہد
سابق کی تصانیف مثل مواعظ حسنیہ ملاحظہ فرمایئے۔ **قولہ** پس جبکہ خلیفہ ثانی نے
قسم یاد کی ہو اور سامان احراق مثل آتش وہیزم وغیرہ بھی مہیا کیے گئے ہون۔ جیسا کہ کتب معتبرہ
اہلسنت سے ثابت ہے تو اب اسمین کیا شک رہا کیونکہ ہر آدمی جانتا ہے کہ جب کوئی شخص
آگ لکڑی وغیرہ کسی مکان پر لیجاوے اور اوس کے مالک سے بقسم کہے کہ اس گہر کو جلا دونگا۔ تو
ضرور ثابت ہوگا کہ یہہ شخص اس گہر کے جلانیکا قصد رکھتا ہے **اقول** اگر اصل سوال ہی مین
آپ ان امور کا ذکر فرماتے تو البتہ بندہ کا اجمالی جواب دیتا اور یہہ کہنا کہ قصد امور قلبیہ سے ہے
مورد طعن ہوتا اور جب آپنے یہہ امور اوسوقت ذکر فرمائی ہے ہی نہین تھے اور صرف روایت
ازالۃ الخفا پر اکتفا فرمایا تھا اور یہہ بھی تقلید علامہ کنتوری وغیرہ فرمایا ہے تو پھر ایمائے جواب
کیون محل طعن ہے۔ رہا ثبوت ان امور کا کہ آگ وہیزم وغیرہ کا لیجانا بہ سامان ہوتا جسکے
ذکر سے کسی مصلحت کے سبب اغماض فرمایا۔ تعجب ہے کہ استدلال فرمائین اور ایک امر کی اثبات کے
درپے ہون اور اثبات کے وقت بیان ہی نہ فرماوین۔ بہلا اگر یہہ امور آگ وغیرہ کا لیجانا کتب
معتبرہ اہلسنت سے بزعم سامی ثابت ہے تو آپنے اوسکو ذکر کیون نہین فرمایا جو ہدایت آپکی

ازالۃ الخفا سے نقل کی اوسمین تو یہہ امور اشارۃً وکنایۃً بہی مذکور نہین اسکی ذکر مین چندان طول بہی
نہین تہی اور اگر نے الجملہ تطویل بہی ہو تو زوائد واجب الحذف والاسقاط ہوا کرتے ہین نہ بعض
مقاصد ابحاث اور موقوف علیہ دعاوی - پہر اس بحث پر یہہ فرمانا کہ اب اسمین کیا شک رہا عجائب
افادات سے ہے آپکو بے شک شک نرہا ہوگا - لیکن اہل عقل ودانش کا شک تو ایسی خرافات سے
کیونکر رفع ہو سکتا ہے اور اگر بالفرض اہلسنت کی کسی کتاب مین بروایات ضعیفہ واہیہ پایا بہی جاوے
تو اسکا جواب قول سابق کے جوابات سے بخوبی ظاہر وباہر ہے - کہ اصول شیعہ پر بہی یہہ امور قصد احراق
پر دال نہین ہو سکتی - اچہا بالفرض محال ہمنے تسلیم کیا کہ یہہ امور قصد احراق پر دال ہین بلکہ
مثل قضیہ شرطیہ لزومیہ ان کانت الشمس طالعۃ فالنہار موجود مستلزم عزم بالجزم احراق کو ہین اور فی الواقع
حضرت فاروق کا قصد صمیم احراق بیت تہا اور تمام اعوان وانصار انکی شریک ومعاون تہے
لیکن ہم پوچہتے ہین کہ اگر یہہ عزم صمیم تہا تو اسکو کون مانع ہوا اور حسب مذاق فاضل مجیب ودیگر
بعض اکابر شیعہ جو عدم وقوع احراق کے قائل ہین - احراق کیون وقوع مین نہین آیا صحابہ
کلہم اجمعین الا معدودی فاروق کے حامی ومددگار ہونگی اور جناب امیر وجناب سیدہ وبلکہ تمام بنی
ہاشم شاید مامور بالسکوت ہونگی - اونہون کچہہ چون وچرا نفرمائی اور اگر چون وچرا کرنے والی ہوتے
تو معاملہ خلافت مین جو حسب ارشاد جناب قاضی صاحب شوستری اغتصاب ہزار فروج
مومنات سے بہی زیادہ قبیح تہا چون وچرا کرتے خداوند تعالے کیطرف سے بہی کوئی امداد غیبی
نہین پہونچے جو اس سے مانع ہوتے جب باوجود تسلط تام اور عزم صمیم اور موجودگی سامان
اور عدم موانع کے وقوع احراق نہ پایا گیا تو معلوم ہوا کہ مقصود احراق بیت نہ تہا بلکہ مقصود
مجرد تخویف وتہدید تہے جو حاصل ہوگئی - شاید شیعہ اسکا یہہ جواب دیوین کہ یہہ قصد معلق بالشرط
تہا جو اجتماع ہے حاصل یہہ کہ اگر یہہ اجتماع باقی رہا تو بیشک گہر جلا دونگا اور وجود
معلق کے لیے وجود معلق بہ کا ضرور ہے اور وہ نہ پایا گیا تو بقاعدہ اذا فات الشرط
فات المشروط - وجود معلق ومشروط کا بہی جو احراق بیت ہے نہ پایا گیا ہم اسکی

[illegible]

جواب مین کہتے ہین کہ یہہ جواب بعینہ ہماری مدعا کو مثبت ہے کیونکہ اس سے بصراحۃ ثابت ہوا کہ فی حد ذاتہ مقصود اصلی تفریق اجتماع تہے اور یہہ ایعاد بالاحراق محض اوس مقصود کی تحصیل کا آلہ اور واسطہ تہا اور نفس حد ذاتہ مقصود نہ تہا۔ کیونکہ ظاہر ہے کہ حصول مقصود یعنی تفریق بدون تہدید و تخویف کے ممکن نہ تہا پس بمثل مشہور ہمان آش در کاسہ۔ وہی تخویف و تہدید کے طور پر ایعاد بالاحراق محصول رہا اور یہہ دعوی کہ احراق بیت مقصود تہا غلط ہوا۔ رہا قسم کہا کر کہنا سو اسکی نسبت ہم عرض کر چکے کہ اول تو یہہ حضرات کی خوش فہمی ہے کہ اوس قسم کو فعل کے تاکید بجا آوری پر سمجہی ہوئے ہین حالانکہ وہ قسم عدم مانعیۃ پر ہے حاصل یہہ کہ فاروق نے قسم کہا کر اس روایت منقولہ مین یہہ نہین فرمایا کہ مین گہر جلا دونگا بلکہ یہہ فرمایا خدا کی قسم اگر یہہ جماعت تمہارے پاس مجتمع ہوئی تو یہہ مجہکو امر بالاحراق سے مانع نہوگی۔ پس اہل انصاف سمجہہ سکتے ہین کہ اسمین نہ احراق پر قسم ہے نہ قصد احراق ہے۔ اور اگر کسی روایت مین احراق ہی پر قسم مروی ہو اگرچہ ہمکو بالفعل اوس سے کچہہ بحث نہین کیونکہ گفتگو اوسمین ہے جو روایت فاضل مجیب نے اپنے استدلال مین تحریر فرمائی ہے تاہم ہماری مدعا کے مخالف نہین کیونکہ ہم کہہ چکے ہین کہ تہدیدات بظاہر قصد کی بنسبت زیادہ تختگی اور جد کے ساتہہ ظاہر کیجاتی ہین۔ اور اگر قسم کے ذکر سے ایما یہہ ہے کہ درصورت عدم قصد کے کذب لازم آوے چنانچہ آگے حضرت لکہنوی نے بہی غالبًا یہہ فرماکر اپنا تبحر علمی ظاہر فرمایا۔ پس ہم کہتے ہین کہ اول تو گو لفظًا یہہ اخبار ہو لیکن حقیقۃً اخبار نہین بلکہ انشاء تہدید و تخویف مقصود ہے تو اوسکو صدق اور کذب سے کچہہ علاقہ ہی نہین۔ کیونکہ نہ وہ حکایت نہ اوسکے لیے کوئی محکی عنہ نہ اوسکو تطابق و عدم تطابق سے کچہہ واسطہ تو اوسکو اول اپنی خوش فہمی سے خبر تسلیم کر لیا۔ پہر آپ ہی اوسپر اعتراض کر دیا اور یہہ صریح تباہر قاًعلی الفاسد ہے۔ علاوہ ازین اگر یہہ کذب ہو تو وہ قسمین جو ہم جناب امیر کے اوپر بیان کر چکے ہین اور وہ تہدیدات جو جناب امیر نے فرمائی ہین۔ بلکہ وہ تہدید جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے متخلفین عن الجماعۃ کے بارہ مین فرمائی ہین وہ سب کذب ہونگی پس جو اونکا

قولہ جواب آپ دیوین وہی جواب آپ اور آپکے علامہ کنتوری اسکی طرف سے قبول فرماوین
یہہ جواب تحریر فرماتے مین کہ جواب تحقیقی اپنے موقع پر دیا جائیگا یہان کہ محل اجمال ہے اسیقدر
کافی ہے اس سے سخت حیرت ہی کہ آپنے اجمالی ہی کونسا جواب دیا جسکو کافی سمجھتے ہین اور
موقع کونسا ہوگا سوال تو اب کیا جاتا ہے آپ اسکو جواب تحقیقی کا موقع نہین سمجھتے اور صرف
اسقدر لکھکر کہ جو امور سلبیہ سے ہے شاید اسکو اجمالی جواب تصور فرماتے ہین سبحان اللہ
جواب وہی اسکو کہتے ہین- **اقول** منشا اس حیرت کا یہہ ہے کہ آپنے اپنی فہم سے کام
نہین لیا اگر فہم سے کام لیتے تو یہہ حیرت نفرماتے بظاہر ایک چھوٹا سا لفظ دیکھکر خیال
کرلیا کہ یہہ کیا جواب ہوسکتا ہے حالانکہ یہہ خیال غلط ہے ایک لفظ بہت مضامین مفصلہ کا
اجمال ہوسکتا ہے یہہ لفظ بظاہر گو چھوٹا سا تھا لیکن اگر آپ تامل فرماتے تو آپکی استدلال
کی استیصال کے واسطے کافی تھا چنانچہ بجواب اوسکی آخر آپکو جدید دعوی کے ضرورت پڑی اور آپنے
فراہمی سامان مثل آتش و ہیزم وغیرہ کا دعوی کیا اور اوسکی اثبات سے پہلو تہی کیا اگر وہ جواب
ایسا ہی ناکافی تھا تو اوسکی لیے اس جدید دعوی کی کیا ضرورت تھی- باقی رہا اجمال یہ اجمال
کا ہی وہ مقام تھا کہ اول آپنے آپکی دعوونکی نسبت جواب طلب تھا اور وہ تفصیل کا موقع
نہ تھا اب آپنے ہی اپنی دعاوی کو بزعم خود بدلائل ثابت کیا تو اب ہماری لیے بہی تفصیل کا
موقع آیا اور اگرچہ تحریر طویل ہوگئی تھی تاہم تطویل کا کچھہ اندیشہ نکیا اور مفصلاً اوسکا جواب
خدمت مین پیش کردیا سو اس تفصیل سے آپ اوس اجمال کو سمجھہ لیجئیگا- آپکی حیرت انشاء اللہ تعالےٰ
رفع ہوجائیگی اور معلوم ہوجائیگا کہ یہہ جواب محل اجمال مین کافی ہے **قال الفاضل المجیب**
قولہ- اور جو صاحب ہدایۃ الشیعہ سلمہ اللہ تعالے و دام برکاتہ کی نسبت تعصب و مخالفت
روایات بخاری و مسلم ذکر فرمایا ہے سو اوسکی نسبت اسقدر گذارش ہے کہ کلام مخالف کو
اگر نظر انصاف سی نہین دیکھا جاتا تو گو کتنی ہی حق کیون نہو تاہم تعصب محض و مختل ہی
نظر آیا کرتے ہے- **اقول** یعنی صاحب ہدایۃ الشیعہ کی نسبت یہہ لکھا تھا اسمین ہدایۃ الشیعہ

لکھا ہے شاید الف غلطی سے رہ گیا ہو اور قرینہ بہی یہی چاہتا ہے کیونکہ آپکی نسبت سلمہ اللہ
و ادام برکاتہم لکھا ہے حضرت مجیب کی غرض بہی صاحب ہدایۃ الشیعہ سے ہی ہے کیونکہ
سنا ہی ہدیۃ الشیعہ والے تو انتقال فرما گئے اور یہہ حضرت زندہ و سالم ہین خیر اینمین سے کوئی
صاحب ہون ہر دو صاحب کی نسبت یہہ اعتراض ہے ہدیۃ الشیعہ والے کی اغلاط و کذبات
تو تحفۃ الاشعریہ اسکی جواب این درج ہین اگر چاہین تو حضرت مجیب ملاحظہ فرمالین۔ اور ہدایۃ الشیعہ
والے حضرت کی اگر ایسی باتین لکھی جائین تو یہہ تحریر بجائی خود اوسکا جواب اور رسالہ ہو جائیگا
مگر حضرت مجیب کے ارشاد کی تعمیل مین کچھہ گذارش ہوتا ہے یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی
چونکہ اس قول مین کوئی امر قابل جواب نہین اسلیے اسکے جواب مین کچھہ نہین تحریر ہوتا ہے
قال الفاضل المجیب۔ قولہ۔ کلام مخالف کو الخ یہہ فرمانا نفس الامر مین بجا و درست ہے
مگر اس موقع پر یہہ ارشاد بجائی خود نہین بلکہ یون مناسب ہے کہ جب تعصب و اپنے مذہب کے پیچ
انسان پر غالب ہوتی ہے تو گو کوئی امر اوسکی نہایت ہی کتب معتبرہ مذہبی مین کیون نہ مذکور ہو
اگر ذرا بہی اپنے مذہب کے مخالف پاتا ہے تو صاف انکار کر جاتا ہے یا ایسی گول مول بات کہتا ہے
کہ اسکی مذہب کے مؤید ہو یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی بیشک اس قول مین
بندہ کا اس امر کو متعلق لکھنا بجائی خود نہین تہا بلکہ جو بندہ کو لکھنا چاہیے تہا وہ بندہ نے
لکھا اور جو بوداپنی تحقیقات مذہبی کے جناب کو شایان تہا وہ آپ نے تحریر فرمایا قال الفاضل
المجیب۔ قولہ۔ اور اگر اس بابمین کچھہ استعداد ہے تو اون امور کو تحریر فرماکر خدام مولانا
و ادام برکاتہم کے پاس بہیجدین اور قدرت خداوندی کا تماشا مشاہدہ فرماوین۔ اقول۔ اگر سب
امور کو لکھا جاوی تو بجائی خود یہہ جواب ایک رسالہ ہو جائیگی مگر ارشاد کی تعمیل مین صرف ایک ہی
روایت عرض کرتے ہین اور قدرت خداوندی کے تماشے کے منتظر ہین یقول العبد
الفقیر الی مولاہ الغنی۔ لیجیے ہم ہی حاضر ہین۔ قولہ قدرت خداوندی
کا کام حق کو چہپانا نہین اقول آپ اور یہہ فرمائین بڑی عجیب جناب کے قدرت

خداوندی کا یہہ ہی کام ہے کہ حق کو چھپاوی اصول مذہب ثقلین ہین ثقل اعظم آپکا اسوقت
تک چھپا ہوا ہے ثقل اصغر گویا ہمیشہ مختفی پوشیدہ جزئیات مسائل مین سدا تقیہ رہا
وصیت نامہ آجتک چھپا ہوا ہے اور ظاہر ہے کہ یہہ اختفا و پوشیدگی خداوند تعالے کی
قدرت بلکہ اوسکی حکم سے ہوگی تو پہر آپکا یہہ فرمانا کہ قدرت خداوندی کا کام حق کو چھپانا نہین
البتہ تعجب انگیز ہے اور اوسپر طرفہ تماشا یہہ ہے کہ باوجود ان پوشیدگیونکی پہر ہی لطف
خداوند تعالے پر واجب ہے سبحانہ و تعالے عن ذلک **قولہ** اور نیز حضرت عجیب قدرت
خداوندی تو کیا دکہائینگے مگر دیکہیے کیا سحر سامری کر دکہائینگے - **اقول** گو مین اپنی تحریر
سابق مین اپنے نسبت مدعی نہین تہا لیکن جب مجیب لبیب نے مجہی کو خطاب کیا تو مین بہی
کچہہ کچہہ قدرت خداوندی کا تماشا دکہلانے کے واسطے حاضر ہون پہر زمانہ قدیم سے
دستور ہے حق کے ساتہہ یہہ ہی سلوک ہوا کیا ہے بیشک آپ بہی قاعدہ قدیمہ کے موافق
اوسکو سحر سمجہنگے شعبدہ فرمائینگے کہانتک کہینگے جو کچہہ حق کی نسبت پہلے کہا گیا ہے
وہی آپ بہی فرمائینگے اسکی ہمکو شکایت نہین جب انبیا و رسل کے ساتہہ ایسا ہوا ہے تو
مین تو ایک بندہ گنہگار خطاکار ہون - **قولہ** رسالہ ہدایۃ الشیعہ مین سوال دوم کے جواب
واقعہ صفحہ ۳۱ مین آپکے مولانا یہہ تحریر فرماتے ہین - اور سقیفہ انصار اسبات پر مجتمع ہونے
ہی کہ ایک امیر انصار مین ہو اور ایک مہاجرین مین اور حدیث الائمۃ من قریش کا اونکو کچہہ خیال
نہین رہا تہا کیونکہ وہ معصوم نہین تہے کہ نسیان و سہو او نپر نہو سکی اور فی الحقیقت ہو
سی تو معصوم ہی مامون نہین اور علم ما کان و مایکون ہی اونکو نہ تہا تا کہ عیب کیا جاوی
کہ یہہ مسئلہ اونکو معلوم کیون نہ تہا اگر معلوم ہی نہو تو بہی کچہہ ہرج نہین جب شیخین وہان
تشریف لیگئی اور اس حدیث کو پیش کیا اوس سے اونکا وہ ارادہ فسخ ہوگیا اور سب نے
ابوبکر کے ہاتہہ پر بیعت کرے انتہی بقدر الحاجۃ - اگر آپ اسکو بخاری کی روایت کے مطابق
کرسکتے ہین تو آپکی سمجہیے ہم بہی قدرت خداوندی کے تماشی موعود کے منتظر ہین **اقول**

جناب میر صاحب گستاخی معاف - کیا یہہ ہی وہ اغلاط و کذبات ہین جو آپنے اور آپکے
ہم مذہبون نے ہدیۃ الشیعہ اور ہدایۃ الشیعہ سے تتبع فرماکر نکالا ہین افسوس کہ آپ صاحب جلیس اور
سہل عبارت اردو بھی نہین سمجھہ سکتے کیا اسی پر قدرت خداوندی کے مشاہدہ کے منتظر
ہین - اجی حضرت پہلے تو آپنے اس قول مین اور بخاری کی روایت مین معارضہ ثابت
کیا ہوتا - اوسکے بعد آپ جواب کے منتظر ہوئی ہوتے - اولاً ہم اسی کو تسلیم نہین کرتے کہ اس
عبارت مین اور روایت بخاری مین تعارض ہے اگرچہ ہمکو اس نفی پر دلیل لانے کی حاجت نہین
اور یہہ منع ہی کافی ہے آپکا ذمہ ہے کہ آپ دلیل سے معارضہ ثابت فرماوین لیکن تاہم
تبرعاً گذارش کرتا ہون کہ یہہ معارضہ اس دلیل سے باطل ہے کہ یہہ قضیہ کلیہ اوس فرد کو
شامل نہین جسکو روایت بخاری متضمن ہے تو یہہ معارضہ منتفی ہوا تفصیل اس اجمال کی
یہہ ہے کہ عبارت مذکورہ سے یہہ نہین سمجھا جاتا ہے یہہ مضمون مستنبط ہوتا ہے کہ بعد وفات سرور کائنات کے
معاملۂ خلافت مین جماعت انصار کیطرف سے جہگڑا اوٹھا اور اونہون نے یہہ چاہا کہ ایک امیر
ہم مین سے بھی ہو اوسپر شیخین سقیفہ مین جو انکا اجتماع تہا تشریف لیگئے اور حدیث
الائمۃ من قریش کو پیش کیا اوس سے اونکا وہ ارادہ فسخ ہوگیا - اور اون سبنے ابو بکر کے ہاتہہ پر
بیعت کرلے - اگر جناب کے فہم شریف مین نہ آوی تو کسی منصف اردو خوان سے آپ
دریافت فرمالیجے کہ اس عبارت کے سیاق سے لفظ (سبنے) سے کون مراد ہین
آیا تمام افراد بنی آدم مراد ہین یا تمام صحابہ مہاجرین و انصار و طلقا اور جملہ مومنین
و مومنات مراد ہین - یا تمام حاضرین سقیفہ مراد ہین یا تمام انصار حاضرین سقیفہ مراد ہین
سیاق عبارت ان محتملات مین سے کونسی احتمال کے تعین کرتا ہے - پہر اگر کوئی شخص
بہی آپکو یہہ لکہے کہ اس عبارت سے احتمال اول یا ثانی مفہوم ہوتا ہے تو آپ ہم سے دست
وگریبان ہون - یونہین خوش فہمی سے اپنی آپ خلاف سیاق ایک محتمل اپنی
ذہن مین متعین کرلیا اور اوسپر اعتراض کردیا فہم و فراست دین و دیانت اسیکا تو نام ہے

جناب من سوق عبارت صریح دال ہے کہ جو لوگ بر سر مخالفت تھے اونہون نے حدیث
الائمة من قریش سنکر مخالفت کو ترک کیا اور سب نے بیعت کر لے باغایت یہہ مفر ہو سکتی
ہے کہ تمام حاضرین سقیفہ نے بیعت کر لے مخالفین نے اپنی مخالفت سے دست بردار ہو کر بیعت کی
تو جب اونہون نے بیعت کر لی تو موافقین جنکو کسی قسم سے مخالفت تھی ہی نہین اونہون نے
بالاولے بیعت کی ہوگی وبس اور حاشا کہ اس عبارت سے بیعت کرنا تمام صحابہ کا مفہوم ہوتا ہو
یا کوئی اہلسنت سے اس امر کا قائل ہو کہ سقیفہ مین تمام صحابہ نے بیعت کی تھی پس محض حضرت کے
خوش فہمی تھی کہ جو باعث اعتراض کے اس عبارت پر ہوئی اور نظیر اوس حسد کی ہے
جو اپنی زبان سے مذہبی پیچ اور تعصب کے بابت فرمایا تھا۔ رہا یہہ سوال کہ جب یہہ بیعت
عامہ نہین ہوئی تھی تو اس بیعت سے تحقق خلافت کیونکر صحیح ہوا سو اسکا جواب یہہ ہے
کہ اگرچہ بیعت عامہ نہین ہوئی تھی۔ لیکن حضرت صدیق کے احقیة بالخلافة مین صحابہ مین سے
کسی شخص کو تامل و انکار نہین تھا باتفاق کلہم اجمعون کسون حضرت کے استحقاق خلافت
کے قائل تھے تو اگرچہ بیعت واقع نہین ہوئی لیکن جب کسی کو استحقاق مین تردد نہ تھا تو
اونکا سکوت بمنزلہ بیعت و قبول کے ہوگیا۔ چنانچہ جب بعد اوسکی بیعت عامہ واقع ہوئی تو سب نے
بقول راجح بیعت کر لے۔ چنانچہ ہم اس مضمون کو مطاوی ابحاث گذشتہ مین بتفصیل تمام
بیان کر آئے ہین۔ علاوہ اس امر کا تو فیصلہ خود جناب مشکل کشاہی فرما گئے اور فرما گئے
کہ انعقاد خلافت کے لیے جمیع اہل حل و عقد کا ہونا کچھہ ضرور نہین چنانچہ نہج البلاغت
کی مواقع مختلفہ مین مذکور ہے اور اسکو ہی ہم سابق مین مفصل بیان کر آئے ہین۔ تو اس سے
ثابت ہوا کہ جب بعض اہل حل و عقد نے بیعت کر لے خلافت منعقد ہوگئی اور حاضر و غائب سب
ہوگئی۔ پس جو اس سے پہرے وہ حسب ارشاد جناب امیر سبیل المومنین سے منحرف ہوا
اور مستوجب القتال و مستحق دخول جہنم ہے پس یوم سقیفہ بعض کا بیعت کرنا انعقاد
خلافت کے واسطے کافی ہوا۔ دوسری یہہ سلمنا بظاہر تعارض واقع ہے لیکن یہہ تعارض

مدفوع ہے کیونکہ یہہ اطلاق مجازی ہے من قبیل اطلاق الکل علی الاکثر جو شائع مستفیض ہے۔ اور ظاہر ہے
کہ ایسے مواقع مین جہان حقیقت متعذرہ ہو کلام مجاز پر محمول ہوتی ہے مِن غیر نکیر اسجگہ ایک
روایت گذارش ہے تفسیر صافی نے قمی اوستاد ابو جعفر کلینی سے نقل کی ہے عن ابی جعفر قال
قال امیر المؤمنین بعد وفات رسول اللہ فی المسجد والناس مجتمعون بصوت
عال الذین کفروا وصدوا عن سبیل اللہ اضل اعمالهم فقال قال له ابن عباس
یا ابا الحسن لم قلت ما قلت قال قرأت شیا من القران قال لقد قلته لامر
قال نعم ان اللہ یقول فی کتابه وما اتٰکم الرسول فخذوه وما نهٰکم عنه فانتهوا
فتشهد علی رسول اللہ انه استخلف ابا بکر قال ما سمعت رسول اللہ اوصی الا الیک
قال فهلا بایعتنی قال اجتمع الناس علی ابی بکر فکنت منهم فقال امیر المؤمنین
کما اجتمع اهل العجل علی العجل ههنا فتنتم ومثلکم کمثل الذی استوقد نارا فلما اضاءت
ما حوله ذهب اللہ بنورهم الآیہ اس روایت مین ابن عباس کے جواب مین یہہ الفاظ
ہین۔ قال اجتمع الناس علی ابی بکر فکنت منهم ۔ اسمین قطع نظر اس سے کہ جمع معرف
باللام مفید عموم کو ہوتے ہے یا نہین ہوتے سیاق کلام سے مفہوم ہوتا ہے کہ بعض
ناس مراد ہین کیونکہ بعض چند آدمیونکا اجتماع خصوصاً ایک ایسے امر پر جو خلاف رسول
کے ہو داعی اس امر کو نہین کہ ایک مومن کامل الایمان اونکا اتباع کرکے رسول کے مخالفت کرے

لہ ابی جعفر سے مروی ہے کہا امیر المؤمنین نے بعد وفات رسول اللہؐ کے مسجد مین جبکہ لوگ مجتمع تہے بلند آواز سے پڑہا
(جنہون نے کفر کیا اور اللہ کے راہ سے روکا اونکی اعمال برباد کردئی) ابن عباس نے پوچہا ای ابا الحسن جو کچہہ تو نے پڑہا تہا کیون پڑہا
کہا قرآن مین سے مین نے کچہہ پڑہا تہا ابن عباس نے کہا بتحقیق کسی وجہ سے تو آپنے پڑہا تہا۔ کہا ہان۔ اللہ تعالے اپنی کتاب مین
فرماتا ہے (تمہارے پاس جو کچہہ رسول لایا اسکو لو۔ اور جس سے اوسنے منع کیا اوس سے باز رہو) پہر کیا تو رسول اللہ پر شہادت دیتا ہے
کہ ابوبکر کو خلیفہ بنایا۔ کہا رسول اللہ نے تو مینے بجز آپکی وصیت کے نہین سنا۔ کہا پہر کیون مجسے بیعت نہ کی۔ کہا کہ لوگ ابوبکر
پر اکٹہے ہوگئے تہے مین بہی اونمین تہا۔ امیر المومنین نے فرمایا جیسی کہ گوسالہ پرست گوسالہ پر اکٹہے ہوگئے تہے یہین تم فتنہ مین پڑے
اور تمہاری مثل اوس شخص کی مانند ہے جس نے آگ روشن کی جب اوسنے اپنے گرداگرد کو روشن کیا تو اللہ نے اونکا نور کہو دیا۔ ۱۲

یہ اوسی وقت متحقق ہو جبکہ جمیع افراد صنفیہ ایک امر پر مجتمع ہون یا اکثر اور اکثر یا س مرتبہ
مین ہو کہ باقی بہ نسبت اونکی حکم مین عدم اور کالعدم ہین کے ہون - تو ایسی حالت مین بھی اطلاق
کل پر کیا جا سکتا ہے اور اوس کل کا تحقق ابضمن کثیرین کے ہوگا تو معلوم ہوا کہ ابن عباسؓ نے
اپنے جواب مین اجتمع الناس سے جمیع ناس مراد لیے ہین جنکا تحقق بضمن اکثر ہے علاوہ
اسکے یہہ اطلاق ایسا شائع ہے کہ اسکی صدہا نظیرین دستیاب ہو سکتی ہین - تیسری یہہ
کہ ہمنے مانا کہ اس عبارت کے اس جملہ مین لفظ (سب) سے تمام صحابہ ہی مراد ہین تاہم
ہم کہتے ہین کہ بخاری کی روایت سے اس عبارت کو ہرگز تعارض نہین ہے کیونکہ آپ نے
رسائل منطق مین دیکھا ہوگا کہ تحقق تناقض کے لیے منجملہ وحدات کے ایک اتحاد زمانہ کے
بھی شرط ہے اگر دو حکم باعتبار ازمنہ مختلفہ کے متعارض ہونگے تو اونہین کوئی منطقی
تعارض و تناقض نہین کہیگا - پس ہم کہتے ہین کہ عبارت ہدایۃ الشیعہ مین یہہ جملہ (اور سبنے ابو بکر
کے ہاتھہ پر بیعت کر لے) جو مذکور ہے اوسکے معنے یہہ ہین کہ انجام کار رفتہ رفتہ سبنے بیعت کر لی
جو حاضرین تھے اونہون نے اوسیوقت بیعت کر لے و جو غائبین تھے اونہون نے
پیچھے بیعت کی - اس جملہ مین یہہ کہان مذکور ہے کہ سب حاضرین اور غائبین نے اوسیوقت
بیعت کر لے یہہ ہرگز اس سے ثابت نہین ہوتا - اسکا حاصل بس اسیقدر ہے کہ سب سے بیعت
متحقق ہو گئے پس غلطی یہانسے واقع ہوئی کہ قید وقت سے اپنی طرف سے [illegible]
اوسمین بڑہا دی - تو اس صورت مین کچھہ تعارض درمیان حدیث بخاری [illegible] کے
باقی نرہا - چوتھی یہہ کہ ممکن ہے کہ عبارت ہدایۃ الشیعہ کا مدار اون روایتون پر ہو جو [illegible]
تمام سنی مجموعہ جلسون مین اول سقیفہ بنی ساعدہ [illegible] بیعت خاصہ [illegible]
بیعت عامہ واقع ہونے پر وارد ہوئی جسمین جناب امیر بھی شامل تھے - [illegible]
ثانیہ جو اگلے ہی روز دوسرے دفعہ مسجد مین بیعت اوسکے متصل واقع ہوئی [illegible] سے
ہوئی کہ اونکا تحقق ایک ہی وقت مین واقع ہوا - اور سب صحابہ سے [illegible]

بیعت کی- تو اس صورت مین عبارت ہدایۃ الشیعہ کے اگرچہ معارض روایت بخاری کی ہو
لیکن دوسری روایات صحیحہ کے جو ثبت واقع ہوئی ہین موافق ہوئی اور معارضہ روایت
بخاری سے اسوقت مین جبکہ اور روایات کے موافق ہے کچھہ اعتراض نہین ہوسکتا- رہا یہہ
کہ پہر یہہ روایات معارض روایت بخاری کے ہوئی تو بحمد اللہ تعالے ہم ان روایات کو مع
وجوہ تطبیق کے گذشتہ ابحاث مین بیان کر آئی ہین- پانچوین سلمنا کہ اس لفظ سے جو ہدایۃ الشیعہ
مین مذکور ہے تمام مسلمان مراد ہین اور یہہ لفظ بخاری کی روایت کے مخالف ہے لیکن جب آپکے
اکابر علماء نے بہی سب مسلمانونکا بیعت کرنا ابوبکر کے ساتھہ تسلیم کرلیا باوجودیکہ آپ کے
اصول مذہب اور نصوص روایات کے صریح مخالف ہے تو پہر آپ ہدایۃ الشیعہ کے تخالف کو
کس منہہ سے کہہ سکتے ہین آیات بینات صفحہ ۴۸ پر لکہا ہے- رہا یہہ امر کہ سب مسلمانون نے جو
اوسوقت تہے ابوبکر صدیق کی بیعت کی باقرار علماء شیعہ ثابت ہے جیسا کہ شریف مرتضی کے
قول سے ظاہر ہے جو بحار الانوار کے مجلد فتن مین منقول ہے اور جسکا ترجمہ مجتہد صاحب نے
بایں الفاظ کیا ہے جمیع مسلمانان با ابوبکر بیعت کردند و اظہار رضا و خوشنودی باو و سکون
و طمینان بسوی او نمودند و گفتند کہ مخالف او بدعت کنندہ و خارج اسلام ست- پس
جب آپکی علماء نے باوجود منافی ہونے مذہب کے سب مومنین کے بیعت کرنیکو تسلیم کرلیا
تو اگر اہلسنت نے ایسا کیا تو کیا بعید ہے کہ اونکا عین مذہب ہے اور تخالف کا جواب
جو آپ دیوین وہی ہماری طرف سے قبول فرمادین- چہٹی بطور تسخر کے آپکے اہل قاعدہ کے
موافق ہم یہہ بہی کہہ سکتے ہین کہ الزام اپنی مسلمات مذہب سے ہوا کرتا ہے اور بخاری کی
روایت ہمارا لازمہ مذہب ہے نہ عین مذہب نہین- پس اوس تعارض کا الزام ہدایۃ الشیعہ
کی عبارت پر نہین ہوسکتا- قال الفاضل المجیب- قولہ- یہہ امر محال
کیا جناب قاضی نور اللہ شوستری کا تعصب و تخالف اس سے کچھہ کم ہے جو انہون
نے بجواب آیت فانزل اللہ سکینتہ علیہ کے فرمایا اور اوسکی نسبت بکمال افتخار فرمایا ہی

کہ چون این سخن را گوش ناصبان شنید باعث حیرت ایشان گردید و حیلہ خلاصی ازان جانب ایشان نرسید اور صاحب تغلیب المکائد نے اپنی کتاب مین اسپر بڑا ناز کیا ہی قاضی صاحب فرماتے ہین آنچہ کاشف صحت بیان مذکور تواند بود آنست کہ مقدمان مارضوان اللہ علیہ افادہ فرمودہ اند کہ خدا تعالے در ہیچ جا یکی از اہل ایمان با حضرت پیغمبر بودہ اند انزال سکینہ نمودہ الا آنکہ نزول آنرا شامل جمیع ایشان داشتہ انتہی منقول از آیات بینات - اب اس عبارت سے ملاحظہ فرمایئے کہ قاضی صاحب نے کیسی افتخار کے ساتھہ تعصب مین آکر کیسا بے اصل دعوی مخالف قرآن شریف کی فرمایا ہے اور واضح رہے کہ اسمین میر قاضی صاحب ہی کیطرف تعصب و تخالف کا الزام نہین بلکہ قاضی صاحب نے بوفور کرم اپنی بزرگونکو بہی اسمین شریک فرمایا ہے - فاعتبروا یا اولی الایمان -
اقول - سبحان اللہ جناب قاضی صاحب نور اللہ مرقدہ کے دعوی کو اس سے کیا نسبت - اسمین اوسمین زمین آسمان کا فرق ہے کہان وہ امر واقعی اور کہان یہہ گول مول بات جو بالکل بخاری وغیرہ کے مخالف ہے - اس ایک ہی روایت سے آپکو میر مہدی صاحب کا مایہ علم وتدین بخوبی واضح ہے اور وہ یہہ ہی مقام ہے کہ جسکا ہم سابق مین وعدہ کر آئے ہین ان حضرات پر تو کچھہ افسوس نہین کیونکہ وہ ایک اہل علم سے ہین مدت تک سرکاری نوکری مین توغل رہا اور علم کیطرف توجہ نرہی - مگر حضرت مجیب لبیب پر نہایت تعجب ہے کہ باوجود دعوی علم وفضل اس عبارت مندرجہ آیات بینات کو غور سے ملاحظہ نفرمایا - اور اپنی علم وفہم سے کام نلیا - میر مہدی صاحب کے چلتی چپڑی باتونمین آگئے - یہہ تو فارسی عبارت ہے اسجگہ حضرت میر مہدی صاحب کی وہ چالاکی و دیانت جو عبائر عربیہ کے ترجمہ مین فرماتے ہین ہندی وفارسی خوان کے سامنی ہی پیش نجائیگی - حضرت جوش تعصب اسکو کہتے ہین اور ہٹ دہرمی وحق پوشی اسکا نام ہے - کہ ایک ایسا بے سروپا دعوی کیا کہ جو عبارت اپنی دعوی کے ثبوت مین نقل فرمائی اوسمین اوسکا نشان تک نہین ہے بلکہ اسکا کذب ہے آپ قیاس کر سکتے ہین کہ جو حوالے ان حضرات نے اور کتابون کے دیئے ہین انہین کیا

کچھہ تصرف کیا ہوگا۔ اگرچہ آپکا دعوی تعصب و تخالف کا نسبت جناب قاضی صاحب نور اللہ مرقدہ کی اسی عبارت سے جو آپنے نقل فرمائی رد و باطل ہے۔ تعجب و افسوس ہے کہ آپنے عبارت نقل کرتے وقت اسکے الفاظ کے معنے سمجھنے پر توجہ نفرمائی۔ اور محض جوش تعصب مین آکر اپنے دعوی کے مخالف عبارت نقل کردی یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی یہہ عبارت بطور توطیہ و تمہید کے لکھی گئی ہے۔ اسمین جسقدر آپنے لن ترانیان فرمائی مین انکی حقیقت قول آئندہ مین بخوبی منکشف ہوجائیگی۔ اسواسطے ہمکو کچھہ مناسب نہین معلوم ہوتا کہ اس کے جواب مین تطویل لاطائل اور تضیع اوقات لاحاصل کرین ہماری میر مہدی صاحب کی چالاکی اور دیانت اور ہٹ دہرمی وحق پوشی و جوش تعصب اور پایہ علم و تدین۔ اور ہمارا جوش تعصب اور مطلب عبارت کو نہ سمجھنا اور آپکا اور آپکے قاضی صاحب کا صدق دعوی اور علم و انصاف اور اس دعوی کا موافق یا مخالف کتاب اللہ کے ہونا سب کچھہ در ضمن ہوجائیگا۔ **قولہ** مگر توضیح الکلام ہم آیات بینات کے ہی عبارت منقولہ لکھتے ہین اور حضرت مجیب اور نیز اور دیکھنے والوں سے انصاف کے خواہان ہین بعد نقل عبارت تقریر میر مہدی صاحب کی نقل کرکے اوسکا جواب گذارش کرتے ہین۔ وہو ہذہ آنچہ کاشف صحت بیان مذکور تواند بود آنست کہ مقدمان مشائخ ما رضوان اللہ علیہم افادہ فرمودہ اند کہ خدای تعالے ہرگز در ہیچ جائی کہ یکی از اہل ایمان با حضرت پیغمبر بودہ اند انزال سکینہ نہ نمود الا آنکہ نزول آنرا شامل جمیع ایشان داشتہ چنانچہ در بعضی آیات فرمودہ

ویوم حنین اذ اعجبتکم کثرتکم فلم تغن عنکم شیئا وضاقت علیکم الارض بما رحبت ثم ولیتم مدبرین ثم انزل اللہ سکینتہ علی رسولہ وعلی المومنین ودر آیت دیگر گفتہ فانزل اللہ سکینتہ علی رسولہ وعلی المومنین وچون با آنحضرت غیر از ابو بکر در غار نبود لاجرم خدای تعالے آنحضرت را در نزول سکینہ منفرد ساخت واو را بان مخصوص گردانید ہو بکر را بشرکت نداد وگفت فانزل اللہ سکینتہ علیہ وایدہ بجنود لم تروہا پس اگر

ابوبکر مومن می بود بایستی کہ خدای تعالے درین آیت او را جاری مجری مومنان می نمود در
عموم سکینہ داخل می فرمود۔ اسلئے قولہ بنا براین نزول سکینہ مخصوص او شدہ باشد و ابوبکر
بواسطہ عدم ایمان از فضیلت سکینہ محروم ماندہ باشد۔ والیضاً نص قرآنی ابا دارد ازانکہ در آیت
غار سکینہ بغیر رسول باشد۔ جناب قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی یہہ عبارت ہی جو آیات بینات
والے نے اپنے رسالہ مین نقل کی ہے۔ آپکے مہدی صاحب جو اسکا خلاصہ تحریر فرماتے
ہین اسکو ملاحظہ فرمائیے۔ اور انصاف سے کہیے کہ کونسے الفاظ عبارت مذکورہ کے انکی خلاصہ
والا لت کرتی ہے آپکے مہدی صاحب فرماتے ہین۔ خلاصہ اس ساری تقریر کا یہہ ہے کہ خدا نے
جہان تسلی مومنین پر نازل کی ہے تو وہان اول رسول پر نازل کی اور بعدہ مومنین پر کسی جگہ
فقط مومنین پر تسلی نازل نہین کی تو کیونکر ممکن ہے کہ غار مین پیغمبر صاحب کو چھوڑ کر فقط
ابوبکر پر تسلی نازل کی ہو۔ پس اس آیت سے ابوبکر کا عدم ایمان ثابت ہوا اسلیے کہ اگر وہ
باایمان ہوتے تو بشمول پیغمبر کے ضرور خدا انپر بھی تسلی نازل کرتا انتہی بقدر الحاجۃ۔
حضرت مجیب اور اور حضرات للہ انصاف فرماوین اور بتلائین کہ یہہ خلاصہ کن لفظونسے اس
عبارت کے نکلتا ہے کہ خدا نے جہان تسلی مومنین پر نازل کی ہے تو وہان اول رسول پر
نازل کی ہے اور بعدہ مومنین پر۔ الخ۔ عبارت تو یہہ ہے کہ خدا تعالے ہرگز در ہیچ جائی
کہ یکی از اہل ایمان با حضرت پیغمبر بودہ باشد انزال سکینہ نہ نمود الا آنکہ نزول آنرا شامل جمیع ایشان
داشتہ الخ۔ اسکا مطلب یہہ ہے کہ خداوند تعالے نے کبھی کسی ایسی جگہ کہ اہل ایمان سے بھی
کوئی شخص حضرت پیغمبر کے ہمراہ ہوئی ہین تسلی نازل نہین فرمائی۔ مگر یہہ اوسکو نزول کو
سبکو شامل رکھا ہی چنانچہ جناب قاضی صاحب نے جو آیتین لکھی مین وہ اسی مطلب پر دال
ہین سیہہ کہان ہے جہان خدا نے تسلے مومنین پہ نازل کی تو وہان اول رسول پہ
نازل کی اور بعدہ مومنین پر۔ **اقول** خلاصہ اس ساری تطویل لاطائل اور طومار
لاحاصل کا یہہ ہے۔ کہ مولانا سید مہدی علی صاحب سلمہ نے جو خلاصہ کہ عبارت قاضی صاحب کا

بیان کیا ہے اوسمین اونہون نے لکہا ہے - خلاصہ اس ساری تقریر کا یہہ ہے کہ خدا نے
جہان کہین تسکین مومنین پر نازل کی ہے تو وہان اول رسول پہ نازل کی اور بعدہ مومنین پہ
تو یہہ جو اونہون نے لکہا ہے - کہ اول رسول پر اور بعدہ مومنین پر یہہ غلط ہے - اور اسیکو
چالاکی قرار دیا ہے اور اسیکو جوش تعصب ٹہرایا ہے اور اسیکو بے دیانتی اور ہٹ دہرمی اور
حق پوشی وغیرہ سے تعبیر کیا ہے - اب ہم انصاف سے خواہان ہین کہ للہ ذرا متوجہ ہوکر دیکہین
اور فرمائین کہ سید مہدی علی نے یہہ امر واقع اور نفس الامر کے موافق لکہا یا مخالف اور یہہ
اونکی چالاکی اور بد دیانتی اور حق پوشی یا اونکی متانت اور دیانت اور حق گوئی - اصل
یہہ ہے کہ ہماری فاضل مجیب نے یہہ خوب سمجہ لیا تہا کہ اصل اعتراض تو جناب قاضی صاحب
سے رفع نہین ہوسکتا تو ایسی ہی جوش و خروش اور گمیڈر بہپکیون کا منہ نکالو - پس
اب اسکا جواب سنیی - اول ہم اپنی فاضل مجیب ہی کو منصف مقرر کرتے ہین کہ جہان
رسول اور مومنین پر سب پر سکینہ نازل ہوا تو وہان سبکے سب استحقاق نزول سکینہ مین
برابر تہے اور سب کے اوپر بالاصالۃ اور بالاستقلال سکینہ نازل ہوا یا یہہ کہ نزول سکینہ کا رسول
پر اولاً اور بالذات ہے اور مومنین پر ثانیاً و بالعرض ہے - اگر امر ثانی ہے تو عین مدعا ہے
اور آپکا دعویٰ بالا سر اسر بیجا اور اگر اول ہے تو بداہتہً باطل ہے کیونکہ تشریف خداوندی مین جب
رسول اور مومنین سب شامل ہوئی تو ظاہر ہے کہ مومنین کو وہ تشریف بواسطہ رسول کے ہوگی
کہ رسول کو وہ تشریف اول حاصل ہوگی اور مومنین کو پیچہے اور اگر مومنین کو بہی بالذات
حاصل ہو تو مساوات لازم آوے - دوسری یہہ کہ ہم کہتے ہین کہ یہہ اولیت و ثانویت خود نظم قرآنی
سے بہی مفہوم ہوتی ہے کیونکہ ظاہر ہے کہ آیت مذکورہ مین - علی رسولہ وعلی المومنین - واقع
ہی اور اسمین اول تو رسول کہ جو بالاتفاق افضل اور احق ہے مقدم ہے دوسری یہہ کہ رسول کو اپنے
ضمیر کیطرف مضاف فرمایا جو کمال خصوصیت اور تشریف پہ دال ہے - تیسری یہہ کہ سکینہ کو
بہی اپنی ضمیر کی طرف مضاف فرمایا اور رسول کو بہی اپنے ضمیر کیطرف مضاف کیا

جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اپنے خاص تشریف اولاً اپنے خاص رسول ہی کے واسطے ہے اور اسمین کوئی اوسکا شریک نہین ہے - چوتھی یہہ کہ تاخیر مومنین کے باوجود اعادہ لفظ جار کے دال تبعیت پر ہے غرض اس مجموعہ سے صاف سمجہہ مین آتا ہے کہ نزول سکینہ کا اولاً رسول پر ہے اور ثانیاً مومنین پر جیسا کہ صلوٰۃ مین بہی یہہ ہی امر معہود ہے - تیسری یہہ کہ اس عبارت مین جو آپکے قاضی صاحب نے تحریر فرمائی ہے لکہا ہے - کہ یکی از اہل ایمان با حضرت پیغمبر بودہ اند - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نزول سکینہ کا مومنین پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مصاحبت ہی مین ہوا ہے کہ لفظ با جو مصاحبت کے واسطے ہے اسپر دال ہے اور ظاہر ہے کہ جب رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے مصاحبت مین یہہ تشریف و تکریم حاصل ہوئی ہے تو بواسطہ برکات مصاحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حاصل ہوئی ہوگی تو حق یہہ ہے کہ اول رسول کو حاصل ہوئی اور بعد اوسکے بالتبع مومنین بہی اوسمین شامل ہون چوتہی یہہ کہ اگر بلیہ اولیت و ثانویت عبارت قاضی صاحب سے مفہوم نہین ہوتی اور یہہ واقعی صحیح ہے تو اس سی کیا اعتراض کو تقویت ہوئی اور کیا بد دیانتی اور حق پوشی اور جوش تعصب ہوا جسپر آپنے یہہ غل شور مچا رکہا ہے اور اگر قطع نظر اولیت و ثانویت کے یہہ اعتراض اس پر ہے کہ خدا تعالے نے جہان تسلی مومنین پر نازل فرمائی - تو وہان رسول اور مومنین پر سب پر تسلی نازل فرمائی - اور حاصل اعتراض یہہ ہی کہ نزول تسلی کا مومنین پر شمول تسلی کو جو باہم استلزام بیان کیا گیا ہی یہہ غلط ہے - اور قاضی صاحب کی عبارت سے ثابت نہین تو یہہ خود آپکی ہی خوش فہمی ہے کہ قاضی صاحب کی عبارت نہین سمجہی نو ستر صاحب کی عبارت سی بخوبی یہہ مضمون ثابت ہی وہ فرماتے ہین - خدای تعالے ہرگز نہ سیم جائی کہ یکی از اہل ایمان با حضرت پیغمبر بودہ اند انزال سکینہ نہ نمود - الا آنکہ نزول آنرا شامل جمیع ایشان داشتہ - حاصل اسکا یہہ ہے کہ جس جگہ خدا تعالے نے سکینہ نازل فرمایا اور حضرت کے ساتہہ ایک ہی اہل ایمان سی تہا تو وہان نزول سکینہ مین سب کو شامل فرمایا - تو اس سے صریح ثابت ہوتا ہی

کہ اون مواضع مذکورہ مین نزول تسلی مومنین پر مستلزم شمول تسلی کو ہی - بلکہ ایک دوسرا قضیہ بھی ثابت ہوتا ہے وہ یہہ کہ اون مواقع مین نزول تسلی رسول پر مستلزم شمول کو ہے اور حاصل دونو قضیونکا یہہ ہوا کہ نزول تسلی مومنین پر مستلزم نزول تسلی کو رسول پر ہے - اور نزول تسلی رسول پر مستلزم نزول کو ہی مومنین پر اور دلیل ان قضایا کے ثبوت کے یہہ ہے کہ اون مواقع مین اگر مثلاً قضیہ اولے صادق نہ آوے یعنے نزول تسلی کا مومنین پر ہو اور رسول پر نہو تو صریح شمول باطل ہوگا اور اصل دعوی قاضی صاحب کے مخالف ہوگا کیونکہ قاضی صاحب کا تو دعوی درمیان نزول اور شمول کے اون مواقع مین تلازم کا ہے درمیان انفراد ہو گیا اور یہہ امر بہی ظاہر ہے کہ خداتعالے نے جہان تسلی مومنین پر نازل فرمائی وہ ایسا ہی موقع ہے کہ رسول بہی وہان موجود ہے اور کوئی موقع ایسا یاد نہین آتا - کہ نزول سکینہ کا مومنین پر اوس موقع مین بیان فرمایا ہو اور رسول مومنین کے ساتہہ نہو تو اس سے ثابت ہے کہ جہان تسلی مومنین پر نازل فرمائی تو وہان رسول پر بہی نازل فرمائی یہہ صحیح خلاصہ ہی اسکو قاضی صاحب کے عبارت سی ثابت ہونے مین کسی قسم کا تردد نہین ہے اور یہہ مضمون جو قاضی صاحب کی عبارت سے ثابت ہے صریح غلط ہے - غرضکہ قاضی صاحب کی اس عبارت کی غلط اور مخالف قرآن ہونے مین کچھہ شک و شبہہ نہین ہو سکتا ہی کیونکہ اسقدر مطلب کو تو اب بہی تسلیم فرماتے مین - چنانچہ آپنے تحریر فرمایا ہے کہ اسکا مطلب یہہ ہے خداوند تعالے نے کبہی کسی ایسی جگہہ کہ اہل ایمان سی بہی کوئی شخص حضرت پیغمبر کے ہمراہ ہو ایمان تسلی نازل نہین فرمائی مگر یہہ کہ اوسکی نزول کو سب کے شامل کہا ہے انتہی تو ہم بہ تبعیت آپکی تسلیم کی پوچھتے مین کہ یہہ جو دو موقع ابتداء سورہ فتح مین مذکور ہین - هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ السَّكِينَةَ فِي قُلُوبِ الْمُؤْمِنِينَ لِيَزْدَادُوا إِيمَانًا مَعَ إِيمَانِهِمْ اور لَقَدْ رَضِيَ اللهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنْزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ کہ جنمین خاص تسلی

---

[1] وہی ہے جسنی اوتاری تسکین بیچ دلون ایمان والونکی تو کر بڑہ جاوین ایمان مین ساتہہ ایمان اپنے کے [2] تحقیق راضی ہوا اللہ

مومنین پر بیان فرمائی ہے - اور رسول کو اُسمین شامل نہین کیا ان دونو موقعونمین آپکے قاضی صاحب کا
یہہ قول جائیکہ کہ یکے از اہل ایمان با حضرت پیغمبر بودہ اند صادق آتا ہے یا نہین اور ظاہر ہے
کہ ان دونو موقعون مین صحابہ مصاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہین اور نزول سکینہ کا بھی
اسجگہ ہے اور آپکے قاضی صاحب ایسے مواقع مین شمول کو واجب اور اوکد فرماتے ہین - تو
اب دیکھنا چاہیئے کہ موافق قول آپکے قاضی صاحب کے شمول سکینہ کا رسول اور مومنین سب کو ہے یا
مخالف قول قاضی کے انفراد ہے قرآن شریف کھولکر جو دیکھتے ہین تو اسمین تو مخالف دعوی
قاضی صاحب انفراد مومنین کا تسلی کے ساتھ معلوم ہوتا ہے اور قرآن قاضی صاحب
کی تکذیب کرتا ہے یا یون کہو کہ قاضی صاحب اپنے قول مین قرآن کی تکذیب فرماتے ہین
تو ثابت ہوا کہ حسب تحریر سامی ہی قاضی صاحب کا دعوی غلط اور مخالف قرآن کے ہے
جو انہون نے جوش تعصب مین آکر بدون اسکے کہ قرآن کو دیکھین لکھدیا اب آپ چاہتے ہین کہ
چند خرافات سے اس الزام کو اونکے لوح جبین تحریر سے محو کرین تو بھلا یہہ کب ممکن ہے قولہ
بلکہ جناب قاضی صاحب علیہ الرحمتہ تو یہہ فرماتے ہین کہ جہان رسول پر تسلی نازل کی ہے
اور مومنین بھی رسول کے ساتھ ہوئی ہین تو مومنین کو بھی ہین تسلی مین شامل کر لیا ہے
نہ کہ صرف رسول پر ہی نازل فرمائی ہو اور مومنین کا ذکر نکیا ہو اور آیت غار مین یہہ نہین ہے
بلکہ رسول کا ہی ذکر فرماکر اللہ جل شانہ خاموش ہوگیا اقول حضرت مجیب اور اونکے
ہم مذہب اور اہل انصاف للہ انصاف فرمائین اور بتلائین کہ اگر وہ خلاصہ جو میر مہدی صاحب
سلمہ نے لکہا تہا غلط تہا جیسا کہ ہماری فاضل مجیب دعوی کر آئے ہین تو یہہ جو ہمارے
فاضل مجیب نے قاضی صاحب کی عبارت کا مطلب لکہا ہے اوس عبارت کے کن لفظون سے
نکلتا ہے کہ خداتعالے نے جناب رسول پر تسلی نازل کی ہے اور وہان مومنین بھی ساتھ
ہین تو مومنین کو بھی شامل کر لیا جو الزام کہ آپ سید مہدی علی صاحب سلمہ کو دیتے ہین
اوسی الزام کے خود آپ مستحق ہوئی - اگر یہہ مطلب جو آپنے قاضی صاحب کی عبارت کا

بیان فرمایا ہے صحیح ہے اور عبارت کے الفاظ سے پیدا ہوتا ہی تو وہ مطلب کہ جو سید مہدی
صاحب سلمہ نے بطور خلاصہ کے لکہا ہے صحیح ہوگا۔ نہایت افسوس و تعجب ہے کہ سید مہدی علی
صاحب سلمہ کو تو آپ مطعون کرین اور خود آپ اُسے قسم کے معنے بیان فرمائین اور اہل علم سے
کچھ نہ شرمائین اگر یہہ سید مہدی کی چالاکی اور جوش تعصب اور ہٹ دھرمی اور حق پوشی
تہی تو جو کچھ جناب نے قاضی صاحب کی عبارت کے بیان مضمون کے بارہ میں ارشاد فرمایا
وہ جناب کی بہی چالاکی اور جوش تعصب اور ہٹ دہرمی اور حق پوشی ہوگی سوا اس کے اور بعد اوسکے
قاضی صاحب کی عبارت غلط کی غلط رہے۔ قاضی صاحب کی عبارت سے تین امر مستفاد
ہیں۔ اول اوس موقع کا ہونا کہ جس مین رسول کے ساتھ مومنین بہی ہون دوسرا نزول
سکینہ کا بلا بیان و تعیین منزل علیہ کے۔ تیسرا شمول سکینہ کا رسول کو اور مومنین کو سبکو
پس منزل علیہ سکینہ کا جیسا رسول ہے ویسی ہی مومنین بہی ہین چنانچہ لفظ شمول سے یہی سمجھ
میں آتا ہے تو جب ہر دو منزل علیہم ہوئی تو اگر انکا منزل علیہم کہنا اور یہہ کہنا
کہ جس جگہ مومنین پر تسلی نازل فرمائی وہان رسول پر بہی نازل فرمائی صحیح ہے تو رسول کا
منزل علیہم کہنا اور یہہ کہنا کہ یہان رسول پر بہی نازل کی وہان مومنین پر نازل کی صحیح ہوگا اور اگر وہ
غلط ہے تو یہہ بہی غلط ہوگا۔ رہا کذب اور تعارض عبارت شوستری صاحب کا قرآن سے وہ ظاہر ہے
کہ ہر دو امرین اولین ہر دو آیات سورہ فتح مین موجود ہین اور شمول نہین پایا جاتا۔ نزول سکینہ کا
صریح مذکور ہی حاضر ہونا مومنین کا حضرت کے ساتھ سیاق عبارت سے بالبداہتہ مفہوم ہوتا ہے
اور عدم شمول بہی صریح ثابت ہے پس اس سے زیادہ کذب اور قرآن کے ساتھ صریح
تناقض کیا ہو سکتا ہے۔ اور نیز یہہ بہی جناب کو رسائل منطق سے معلوم ہوگا کہ قضیہ موجبہ
کلیہ کے صدق کے لیئے واجب ہے کہ تمام موادین صدق ہو جب اوسکا صدق متحقق
ہوگا اور اوسکے کذب کے لیئے یہہ کچھ ضرور نہیں کہ جمیع موادین کذب متحقق ہو اور ثبوت
اوسکا ... بلکہ ایک بہی تقدیر پر اگر کذب ہو جائیگا۔ تو قضیہ کاذب ہوگا۔ پس یہہ

قضیہ کلیہ جو آپکے قاضی صاحب نے تحریر فرمایا ہے ہرگز وہ صحیح جا الخ چونکہ اونکے نزدیک اسکی
یہہ ہے دو مواد تھے کہ جہان اسکا تحقق تھا اسلیے اونہون نے حکم کلی فرمادیا اور یہہ اونکو
معلوم ہوا کہ اسکی جزئیات اور بہی ہین جہان یہہ حکم متحقق نہین ہے اگر کلیہ حکم کیا جاویگا
تو کاذب ہوگا - اور معلوم کیونکر ہو اگر کچھہ قرآن سے تعلق ہو تو معلوم ہو کہ قرآن شریف
مین ذکر نزول سکینہ کا کہان کہان پر ہے پس اس موقع پر آیت غار کا ذکر کرنا بجائے خود نہین
قولہ اور جیسا کہ جناب باری عز اسمہ نے اور جگہ فرمایا ہے فَاَنْزَلَ اللّٰہُ سَکِیْنَتَہٗ عَلٰی
رَسُوْلِہٖ وَعَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ - یہان بہی اگر سوای رسول کے کسی اور کو نزول سکینہ مین شامل
کرنا منظور ہوتا تو فرماتا - کہ علیہ وعلی صاحبہ یا علیہما وغیرہ - اور جبکہ حق تعالے نے ایسا
نہین فرمایا تو جناب قاضی صاحب کا اعتراض نہایت درست وصحیح ہے **اقول**
اول خطا آپکے قاضی صاحب اور انکے اتباع کے یہہ تھے کہ اوس قضیہ کو جو پہلے مذکور ہوا
ہرگز درست صحیح جا الخ - کلیہ تسلیم کرلیا حالانکہ اوسکا کلیہ ہونا سراسر غلط تھا - دوسری خطا
یہہ ہوئی - کہ اوس قضیہ کو ایک محتمل مین متعین لکہا اور یہہ معنے بیان کیئے - کہ خدا تعالے نے
جہان رسول پر تسلی نازل کی اور وہان مومنین سے بہی کوئی ہمراہ تہا - تو وہان اوسکی نزول کو
سبکو شامل فرمایا حالانکہ یہہ تعیین غلط تہے کیونکہ اوس سے یہہ بہی ثابت ہوتا ہے کہ خدا نے
جہان تسلی مومنین پر نازل فرمائی اور وہان رسول بہی تہے تو وہان اوسکی نزول کو
سب کے شامل کیا تیسری غلطی یہہ ہوئے کہ آیت غار مین اول تو اپنی خوش فہمی سے
یہہ سمجھہ لیا کہ فانزل اللہ سکینتہ علیہ کے ضمیر حضرت کیطرف راجع ہے اور پہر اس فاسد
بنا پر یہہ مقدمہ فاسدہ متفرع کیا کہ اگر کوئی رسول کے ہمراہ اہل ایمان سے ہوتا تو اوسکو
بہی شامل نزول ضرور کیا جاتا اور جب یہہ نہین کیا گیا تو ثابت ہوا کہ کوئی مومنین سے
آپکے ہمراہ نہین تہا تو معلوم ہوا کہ ابوبکر صدیق مومنین سے نہین تہے اور یہہ بالکل غلط
اور بناء فاسد علی الفاسد ہے - آپکا خصم یہہ کہتا ہے کہ آیت غار مین خدا تعالے نے نزول

سکینہ کا ذکر فرمایا اوسکا منزل علیہ صرف ابوبکر صدیق رض ہے اور یہہ اوس تسہیل سے جیسکہ
خداوند تعالے نے سورہ فتح مین ارشاد فرمایا ھو الذی انزل السکینۃ فی قلوب المومنین
اور فانزل السکینۃ علیہم اور وہان نزول کو مومنین کے ساتھہ مخصوص فرمایا ہے
اور اونکے ساتہہ رسول کا ذکر نہین کیا ایساہی آیت غار مین بہی رسول کا ذکر نہین کیا اور سکینہ کو
مخصوص یار غار کے ساتہہ فرمایا - قطع نظر اس سے ہم بہی ایک قاعدہ کلیہ بمقابلہ قاعدہ
کلیہ آپکے قاضی صاحب کے لکہتے ہین - اور اہل انصاف سے انصاف کے خواہان ہین - وہی ہذہ
خداوند تعالے ہر جائیکہ نزول سکینہ بر رسول بیان فرمود ہرگز در ہیچ جا نزول آنرا
بر رسول بیان نہ فرمود - مگر آنکہ منزل علیہ یعنے رسول را بلفظ رسولہ کہ دال بر کمال بندگی
و تعظیم و نہایت علو و تکریم ست تعبیر فرمود لیکن جائیکہ نزول سکینہ بر مومنین بیان
فرمود گاہی انہارا بلفظ مومنین تعبیر فرمود چنانچہ و علی المومنین و فی قلوب المومنین -
و گاہی بر ضمیر اکتفا فرمود - چنانچہ فانزل السکینۃ علیہم ارشاد شد پس اگر در آیت غار
بیان نزول سکینہ بر رسول منظور خداوندی بودی بر ضمیر اکتفا نرفتی بلکہ بلفظ رسولہ تعبیر
شدی لیکن چون مقصود بیان نزول سکینہ بر ابوبکر صدیق بود و در آن گنجائش ضمیر
ہم بود لہذا بر ضمیر اکتفا رفت - خدا کے لیے ذرا انصاف کی آنکہین کہولکر دیکہین
کہ یہہ قاعدہ صحیح ہے یا وہ قاعدہ جو آپکے قاضی صاحب نے خلاف کتاب اللہ ایجاد
فرمایا ہے - بعد اسکی مثل آپکے قاضی صاحب کے ہم بہی کہہ سکتے ہین - و چون این سخن
گوش ناصبیان خواہند شنید باعث حیرت ایشان خواہد گردید و در حیلہ خلاصی از آن جان
ایشان لب خواہد رسید - تو اب فرمائیے کہ ہمارا اعتراض صحیح و درست ہے یا آپ کے
قاضی صاحب کا - **قولہ** اور شیعون نے یہہ امر مدلل بدلائل قاطع ثابت کر دیا ہے
کہ علیہ کی ضمیر رسول ہی کی طرف پہرتی ہے نہ کسی غیر کے - **اقول** سبحان اللہ
آجتک حضرات شیعہ سے اپنا اصول مذہب تو دلائل قاطعہ سے ثابت ہو ہی نہین سکا

جو موقوف دلائل قاطعہ پر ہے اور مرجع ضمیر کا تو کیا دلائل قاطعہ سے ثابت کرینگے امامت کا
اصول دین مین سے ہونا دلائل قاطعہ سے ثابت کرین ائمہ کی عصمت اور انکی انبیا پر تفضیلت وغیرہ یہ
سب اصول دین مین سے ہین کسی پر کوئی دلیل قطعی بیان کی ہے۔ مگر یہہ ایسا دعوی ہے
جیسا کہ آپکے سید مرتضی کا کہ وہ فروعات فقہ کی نسبت بھی مدعی ہین کہ وہ قطعیات سے
ثابت ہین۔ حالانکہ جمہور علماء شیعہ نے انکے تکذیب کی ہے ایسا ہی آپ بھی دلائل قاطعہ سے
ثبوت کے مدعی ہین۔ پس ایسے لغو دعوونکا جواب جنپر کوئی دلیل قائم نہو بجز سکوت کے
اور کچھ نہین۔ قولہ پس جناب قاضی صاحب نور اللہ مرقدہ کا یہہ دعوے کہ چون
این سخن راگوش ناصبان شنید۔ الخ۔ نہایت ہی سچا اور بہت ہی ٹھیک ہے ورنہ
شیعوں کا دعوی اتنی مدت کا بدون جواب باقی نرہ جاتا۔ اگر حضرت مجیب کا حوصلہ ہے
تو اب جواب دین اقول جناب میر صاحب ایسے مہملات وخرافات کے جواب مین کسی
عاقل کو بھی تردد نہین ہو سکتا چہ جائیکہ اہل سنت کو حیرانی ہو۔ ہان اگر جملہ باعث
حیرت ایشان گردید سے مراد لیجاوئے کہ اہل سنت کو اس معنے کر حیرت ہی کہ یہہ بات
بھی کیا اس قابل ہے کہ عقلاء کے زبان سے نکلے اور کیا اس لایق ہے کہ اسپر ناز وافتخار
کیا جائے تو البتہ بجا ہے پھر بعد اسکے جو جملہ بطور دلیل کے تحریر فرمایا ہے ورنہ شیعون کا
یہہ دعوی الخ۔ اس قابل ہے کہ اہل عقل وانصاف اسپر آفرین کہین شاید یہہ بھی اونھیں
دلائل قاطعہ سے ہے جنکا ذکر اوپر فرمایا تہا حضرت اگر یہہ دعوی بالفرض بے جواب
باقی ہو تو کیا یہہ کچھ مستبعد ہے کہ بدیہی غلط اور واہی ہونیکی وجہ سے اسپر التفات نکیا ہو
رہا یہہ کہ ہماری فاضل مجیب اب ہم سے جواب کے خواہان ہین سو بحمد اللہ ہم اسکا
ابطال اس بحث مین بخوبی کر چکے اگر ہمت وجرات ہے تو جواب دیدین اور اگر اس سے
تسلی خاطر نہو اور ہی ہوس ہو تو اور بھی لیجیے وہ یہہ کہ قطع نظر اسکے غلط اور خلاف واقع اور
مخالف قرآن ہونیکی یہہ دعوی بالکل غلط اور بے دلیل ہے اور [illegible]

کیونکہ اگر بالفرض ہم اپنے مجیب کے خاطر سے تسلیم کرلین کہ اس عبارت کا مطلب یہہ ہی ہے
کہ جب خدا نے رسول پر نازل کی اور وہان مومنین سے بھی کوئی ہمراہ تھا تو سب کے شامل
کی اور حضرت کو منفرد نہین کیا اور یہہ سوائے دو جگہ کے واقع نہین ہوا تو اس سے یہہ نتیجہ
نکالنا کہ خداوند تعالے پر یہہ قاعدہ واجب ہوگیا اور کہین اسکے خلاف نہین فرمائیگا سراسر لغو
اور خرافات ہے کیونکہ اسکے لزوم پر کوئی دلیل عقلی یا نقلی نہین دلالت کرتی یہہ محض جناب قاضی صاحب
کے وساوس و تخیلات ہین جو مادہ سوداوی سے ناشی ہوئی ہین اگر کوئی دلیل اسپر دلالت کرتی
ہی تو اول اسکے لزوم پر قاضی صاحب ہی بیان فرماتے خیر انہوں نے نہیں بیان فرمائی تو آپ
اگر کچھ حوصلہ ہے تو آپ ثابت کیجیے۔ اور کوئی دلیل لائی اور یون ہی ایک دعوی بلا دلیل
پر افتخار و ناز فرمانا شان عقلا نہین ہے اور عجب ہے کہ ہم تسلیم کرلین کہ جو مطلب ہماری
مجیب صاحب نے اپنے قاضی صاحب کی عبارت سے ایجاد فرمایا ہے صحیح ہی ورنہ فی الحقیقت یہ ہی
غلط ہے چنانچہ ہم ابحاث گزشتہ میں اسکے بطلان کو بخوبی ثابت کرائی ہین پس جسطرح دل چاہے
ہمسے گفتگو کرلین ہم ہر طرح تحریراً تقریراً حاضر ہین **قولہ** انکا یہ فرمانا کہ تعصب مین آکر
کیسا بے اصل دعوی مخالف قرآن شریف کے فرمایا ہے بجائے خود نہین۔ بلکہ آپ نے
جوش تعصب مین آکر ایسا لکھا ہے اور اس سے بڑھکر جوش تعصب اور کیا ہوگا کہ بدون سمجھے عبارت
نقل کردی **اقول** اہل عقل و انصاف سمجھ سکتے ہین کہ آپکے قاضی صاحب نے جوش
تعصب میں آکر مخالف قرآن شریف کے دعوی کیا یا ہمنے جوش تعصب سے اس دعوی کے
نسبت ایسا کہا اور یہہ بھی معلوم کر سکتے ہین کہ ہمنے بدون سمجھے عبارت نقل کی ہے یا آپنے
بے سمجھے عبارت کی توجیہہ فرمائی۔ ہم کچھ نہین کہتے بجز اسکے کہ کسیکی سامنے اہل انصاف مین سے
یہہ عبارت رکھہ دیجے اور تماشا دیکھ لیجیے **قولہ** حضرت قاضی صاحب ہرگز جوش تعصب
میں نہیں آئے اور نہ بے اصل دعوی معاذ اللہ مخالف قرآن شریف فرمایا۔ بلکہ ایک امر واقعی مدلل
بآیات قرانی بیان کیا ہے آپکا جناب قاضی صاحب کی نسبت ایسا فرمانا دعوی بے دلیل ہے

اگر آپ اس اپنی دعوی مین سچے ہین تو بسم اللہ کوئی دلیل لائیے حضرت قاضی صاحب علیہ الرحمۃ
کی اس دعوے کو رد فرمائیے۔ اور کوئی آیت قرآنی یا حدیث اپنی ہی کتب معتبرہ سے ایسی
نقل فرمائیے کہ جہان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اللہ جل شانہٗ تسلی نازل فرمائی ہو
اور رسول کے ہمراہ مومنین بھی ہون تو فقط رسول ہی پر نازل فرمائی ہو اور مومنین کو شامل
نفرمایا ہو۔ اقول ہم بدلائل ثابت کر چکے ہین کہ آپکے قاضی صاحب کا دعوی خلاف
واقع مخالف قرآن محض جوش تعصب سے تراشی ہے اور اسکو بخوبی رد کر دیا ہے آپ ملاحظہ
فرمائین ابطال کے واسطے یہہ کچھہ ضرور نہین کہ ایک ہی طرح پر کیا جاوے۔ ہان جب آپ
اس دعوی کو واقعی اور مدلل بآیات قرآنی تصور فرماتے ہین تو امید ہے کہ ہماری دعوی کو
بھی واقعی اور مدلل بآیات قرآنی سمجھینگے اور اگر آپکو اوسمین کلام ہو تو بسم اللہ کوئی دلیل لائیے
اور ثابت کیجے کہ خدا تعالے نے کہین رسول پر سکینہ نازل کی ہو اور لفظ رسولہ سے تعبیر نفرمایا
ہو اور صرف ضمیر پر اکتفا فرمایا ہو قولہ یہہ حضرات اہلسنت کی ہی جرأت ہے کہ بے اصل
دعوی کرتے ہین اور فخر فرماتے ہین کمال دلیری اور بے باکی یہہ ہے کہ جو عبارت سندا نقل کرتے
ہین اوسکا خلاصہ مضمون اپنی طبیعت سے مخالف عبارت منقولہ کے تراشتے ہین اور صفحا زور
فتحا اس اپنی ہی تراشی ہوئی مضمون کو رد کرتے ہین نہ خدا اور رسول سے ڈرتے ہین نہ اسکی
شرم کرتے ہین کہ دیکھنے والا جسکو خدا نے کچھہ بھی عقل عطا فرمائی ہوگی کیا کہیگا یہہ حال ہی
ان حضرات کا فاعتبروا یا اولی الایمان۔ آپکے مہدی صاحب نے جو اس خلاصہ کے رد مین
لکہا ہے چونکہ خلاصہ ہی صحیح نہین کیا تو سب بنا رفاسد علی الفاسد ہے اقول ایسے
کذبات اور خرافات کا جواب بس یہہ ہے کہ بقول شاعر ع دروغی را جزا باشد دروغی
ہم کہین کہ آپ سچ فرماتے ہین۔ باقی آپکے مہذب کلمات کا جواب ہم کچھہ نہین دیتے
قال الفاضل المجیب۔ قولہ۔ قولہ ہماری مقالہ مین جو عبارت تحریر فرما دین الخ جناب
مخاطب کا اس سے مقصود صرف اسقدر معلوم ہوتا ہے کہ وہ جانتے ہین حضرات شیعہ کی

کتب نایاب ہین بڑے بڑے شہرونمین بہی دستیاب نہین ہوتی اور اگر کہین حضرات شیعہ کے
ہان ہین تو اہلسنت کو وہانتک دسترس اور اونکا حصول ممکن نہین چنانچہ ایک شخص حضرات شیعہ
مین سے میری ہی عنایت فرما ہین اگر مین یا کوئی اہلسنت جسپر احتمال مناظرہ دانی کا ہو
اونکے مذہب کی کتاب اونسے طلب کرتا ہے تو مونہہ چرا جاتے ہین - حالانکہ ہماری نسیم کے
کتابین اونکی استعمال مین رہتی ہین تو جناب مخاطب نے خیال کیا کہ نہ اصل کتاب ہاتھہ آئیگی
نہ استدلال صحیح تصور ہوگا اور بلا دقت میدان مناظرہ ہاتھہ آئیگا اسلیے در اسیع رأی ہی ہو
کہ آپنے تحریر فرمایا کہ تحفہ وغیرہ مین بعض حوالے درست نہین تو اس سے معلوم ہوا کہ بعض
حوالے بلکہ اکثر درست ہین تو جسوقت استدلال مین وہ حوالے مذکور ہون جو درست نہین اونکے
نسبت صاف کہنا چاہیے کہ یہہ حوالہ درست نہین کیونکہ جو عبارت کسی کتاب سے نقل ہوگی
تو بحوالہ اسی کتاب کے نقل ہوگی ہان اصل کتاب سے اوسکا اثبات اوسوقت ضروری ہوگا جسوقت
آپ صاف انکار فرماوینگے - اور یہہ کہینگے کہ یہہ روایت ہماری یہان نہین ہے - اقول
حضرت مجیب نے جو کچھہ اس قول مین فرمایا ہے عام اہلسنت یہہ ہی بے اصل دعوی کرتے ہین
اگر یہہ بات درست ہوتی کہ کتب شیعہ نایاب ہین تو آپکی خاتم المحدثین اور خاتم المتکلمین نے جو
حوالے نقل فرمائی ہین وہ کہانسے نقل فرمائی ہین - بلکہ واقعی امر یہہ ہے کہ اہلسنت ہماری
کتابونکا دیکھنا اور خریدنا اور اپنے گہر مین رکہنا گناہ سمجھتے ہین ورنہ ہر قسم کی کتب شیعہ چہپکر
شائع ہوگئی ہین اگر جناب مجیب کو شوق کتب بینی کا ہے تو ارشاد فرمائین کہ فہرست کتب
مع نشان مقام وغیرہ ارسال خدمت ہو قیمت بہیجکر طلب فرماوین اور اپنے اس بے اصل دعوی سے
باز آئین - یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی - اگرچہ اس قول مین کوئی امر
قابل بحث وجواب نہ تہا تاہم اسقدر گذارش ضرور ہے کہ اگر آپکی کتب معتبرہ نایاب نہین ہین اور
ہر جگہ ملتی ہین اور چہپکر شائع ہوگئی ہین تو یہہ فرمائیے کہ قطع نظر دیگر کتابونکے آپکا قرآن جو جناب
امیر نے تالیف وجمع فرمایا اور ائمہ کے پاس یکے بعد دیگرے متوارث چلا آیا - اور آخر کو

غائب ہین راوی ہین امام زمان کے ساتھہ مختفی ہوا کوئی دفعہ کسیوقت چھپکر شائع ہوا ہے یا یہہ محض
جھوٹے دہکو سلے ہین نہ کوئی قرآن علاوہ موجود کے جمع و تالیف ہوا نہ ائمہ کے پاس متوارث
اگر غائب ہین راوی ہین مختفی ہوا علاوہ ازین اصول اربعہ کتنی دفعہ چھپکر شائع ہوچکی ہین پس
اسی سے شیوع کتب معلوم ہوجائیگا۔ ہند مین کلینی ابہی صرف نولکشور نے چھاپی ہے تہذیب
استبصار من لایحضرہ ہماری دانست مین ہندوستان مین توچھپی نہین ایران کی ہمکو خبر نہین پس جب
اصول کا یہہ حال ہے نوادر علوم کی کتابونکا کیا حال ہوگا۔ اور اگر چند کتابین جو جوابات اہلسنت مین
تالیف ہوئی اور چھپ گئے تو انکی شیوع سے یہہ نہین کہا جاسکتا کہ کتب مذہبیہ کا شیوع ہے
اور نیز اگر اہلسنت مین سے دوچار کو کسی وجہ سے آپکی کتابین بہم پہونچ گئی تو یہہ بہی دلیل
شیوع کی نہین ہوسکتی۔ آپکی کتابون کے دیکہنے کا شوق اُسوقت تک ہی جبتک کہ آپ سے
مناظرہ ہے سو اسکی لئے کسیقدر کتابین جمع بہی کی ہین اور کسیقدر جمع کرنیکا ارادہ بہی ہے بشرطیکہ
آپنے یہہ سلسلہ جاری رکہا پس اس عنایت کا شکر گذار ہون جو رسالہ فہرست کی بابت تحریر فرمایا
اور گذارش کرتا ہون کہ اگر سطیع جعفری اور ملک الکتاب بحسانی کے علاوہ کوئی اور فہرست ہو تو البتہ
عنایت فرمادین۔ متاخرین کے تصانیف مین سو آپکے قبلہ و کعبہ مجتہد صاحب کے عماد الاسلام
و ذوالفقار و حسام وغیرہ کا خیال ہے اور کتب متقدمین سے رسائل فضل بن شاذان و نسخہ سلیم
بن قیس ہلالی وغیرہ دیکھنے کو دل چاہتا ہے اگر آپکو یہہ سلسلہ جاری رکہنا منظور ہو ورنہ کچھہ ضرورت
نہین کیونکہ اپنے مذہب کے صحت اور آپکے مذہب کے فساد مین کچھہ شک و شبہہ نہین ہے جو کسی
امر کی تحقیق کے ضرورت ہو۔ **قولہ** یہہ حکایت جو لکھی ہے شاید صحیح ہو مگر یہہ کیا ضرور ہے
کہ وہ اسی غرض سے جو حضرت مجیب سمجھی مین ندیتی ہون شاید کوئی اور غرض ہو۔ جیسا کہ اسی
شہر مین ایک سید صاحب ہین اور انکی پاس دو ایک کتب احادیث ہین وہ ہمکو بہی گہر لیجانیکو
نہین دیتے اور یہہ عذر کرتے ہین کہ میری چند کتابین نہایت عمدہ جو شوق سے خریدی تہین
بعض حضرات لیگئے اور پہر واپس ندین جب سے مین نے عہد کرلیا ہے کہ خواہ کوئی مانگے مین کتاب

ہرگز نہ دونگا ہان میرے مکان پر اگر جو شخص حاہے خواہ سنی ہو خواہ شیعہ مطالعہ کرے یا عبارت نقل کرلیجائے
بلکہ حقہ پانی وغیرہ کی خدمت کرونگا تو کیون نہین جائز ہے کہ وہ صاحب بہی جنکا ذکر حضرت مجیب نے
کیا ہے اس خیال یا مثل اسکی کسی اور سبب سے نہ دیتے ہون - **اقول** چونکہ اس حوالے تحریرین
ایک کتاب ہی جو ہمکو اپنے عنایت فرما سے ملی بہت مدد پہونچی لہذا اسکو ہم کمال شکر گذاری کے
ساتہہ لکہتے ہین اور اسیواسطے ہم اپنے فاضل مجیب کے احتمالات کا جواب جو بمقتضاء ع فکر ہر کس
بقدر ہمت اوست + ناشی ہوئی ہین ہم کچہہ جواب نہین لکہتے **قوله** معہذا فن مناظرہ کی
اصول مین یہہ داخل نہین کہ اپنی کتاب بہی مخالف کو دینی لازم ہے مخالف کا فرض ہے
کہ جسطرح ممکن ہو خود یہہ سامان بہم پہونچاوے **اقول** بہت درست ہے ہم بہی اسکا انکار نہین
کرتے - لیکن یہہ جب ہے کہ تحقیق حق مد نظر نہو اور جب تحقیق حق منظور ہو جیسا کہ آپ بہی مدعی ہین
تو پہر یہہ غلط ہے چنانچہ ظاہر ہے **قوله** میری اصلی غرض جو حضرت سمجہتے ہین وہ ہرگز
نہ تہی بلکہ صرف مطلب یہہ تہا کہ اگر حوالہ غلط تحریر ہو تو اوسکی رد و بدل مین وقت ضایع ہو **اقول**
اگر حوالہ غلط تحریر ہو تو رد و بدل کیا اصل کتاب مین جب نہ پایا تو کہدیا کہ یہہ حوالہ غلط ہے
خصم یا اوسکو ثابت کریگا ورنہ غلطی تسلیم کریگا لیکن تغلیط بہی یا صرف اجمالی طور پر ہوتی ہی
کہ بدون اصل کتاب کے مطابق کیے قرائن پر لحاظ کرکے تغلیط کردی اور یہہ تغلیط ایسی ہے
کہ اسمین خود رد و بدل کی گنجایش ہے یا یہہ کہ قطعی طور پر ہوتی ہے کہ اصل کتاب سے خوب
مطابق کرکے جب نہ پایا تو تغلیط کردی چنانچہ تمنے لفظ سقیفة العرب کے تغلیط کی ہے تو البتہ
تغلیط قابل اعتبار ہے اور اسمین رد و بدل کچہہ نہین ہوسکتا ہے **قوله** میدان مناظرہ
بفضل الٰہی ہر طرح ہمارے ہاتہہ ہے خواہ آپ تحفہ وغیرہ سے عبارت نقل فرمائی خواہ خود
دیکہکر لکہی **اقول** باطلست آنچہ مدعی گوید - **قوله** معہذا ہم منصف ہین آپکا یہہ
فرمانا کہ جسوقت استدلال مین حوالے مذکور ہون جو درست نہین - الخ - بہت درست ہے
اور ہم بسر و چشم قبول کرتے ہین بلکہ اس لکہنے سے یہہ ہی غرض تہی کہ آپ اس امر کا اقرار کرلین

اقول - ع - عمرت دراز باد کہ این ہم غنیمت ست - برادر منصف مزاج یہی ہی اگر آدمی ہزار جگہ اپنے مذہب کے سبب سے حق پوشی اور ہٹ دہرمی کرے اور ایک جگہ حق قبول کرے - تو اوسکو منصف نہین کہا جا سکتا - بہرکیف واجبی امر کی تسلیم مین ہمکو کچھہ چون وچرا نہین ہے،

قال الفاضل المجیب قولہ - قول صاحب تحفہ وغیرہ کے حوالہ درست نہین - الخ جن حضرات کے تحقیقات کے اعتماد پر جناب مخاطب کو باین طمطراق افتخار و ناز ہے وہ تحقیقات عند التحقیق خود غلط ہین - **اقول** - اسکے جواب مین نہایت ادب سے کہا چاہیہ ہی - قولہ ہم بھی عرض کرتے ہین چنانچہ جناب قاضی صاحب نور اللہ مرقدہ کی نسبت دعوی تعصب و تخالف قرآن شریف کے بیان مین کیسقدر سابق مین بیان ہوچکا ہے اگر حضرت مجیب کچھہ بھی انصاف فرمائینگے تو سمجھہ جائینگے کہ جن تحقیقات کو ہماری حضرت بصد افتخار و ناز بہدیدا تحریر فرماتے ہین وہ تحقیقات بھی واقعہ مین بجای خود نہین اور ہماری علماء کرام رضوان اللہ علیہم نے جو تحریر فرمایا نہایت بجا و درست ہی - اب اس تحقیق کا حال بھی جو مجیب نے بصد ناز لکھی ہے ظاہر ہوجاتا ہے انصاف شرط ہے **یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی** قاضی نور اللہ صاحب کی تخالف کا حال محقق ہوچکا باقی تحقیقات کا حال بھی معلوم ہوجائیگا اور یہہ کیا اصول مذہب کے تحقیقات کا حال معلوم ہوچکا مگر افسوس اسکا ہے کہ ہماری فاضل مجیب صرف ہمکو ہی فرماتے ہین کہ تحقیقات علماء کو بنظر انصاف دیکھین اور خود بدولت اسپر عمل نہین فرماتے - ہمنے تو حکم سامی کی تعمیل کی - اور دعا یہہ ہے کہ خداوند تعالے آپکو بھی توفیق عطا فرماوی - **قال الفاضل المجیب** - قولہ مشتی نمونہ خروار ہدیۃ نذر ہین خاتم المحدثین رحمۃ اللہ علیہ نے تحفہ مین عبارت نہج البلاغت سی جو حضرت ابوبکر کی مدح مین جناب امیر نے فرمائی ہے استدلال کر کے علماء شیعہ کیطرف سی جواب نقل کیئے ہین منجملہ اونکی فرمایا ہے - عمدہ این توجیہات نزد ایشان آنست کہ آنجناب گاہ گاہ اوصاف و مدائح شیخین - الخ - اسکے جواب مین علامہ کنتوری نے لکھا ہے کہ این ادعا کذب محض ست احتیاج این توجیہات شیعہ را وقتی می افتاد کہ کتب شیعہ

بجای لفظ فلان لفظ ابوبکر موجود می بود چون لفظ ابوبکر در کتب شیعہ موجود نیست ایشان را احتیاج بہیچ یک
از توجیہات نیست - اقول - حضرت آپکے خاتم المحدثین اس مقام پر ابتدا ہی سے راہ خلاف واقع
کو چلی ہین اور دعوی کیا ہے کہ ہم نہج البلاغت سے نقل کرتے ہین اور جو عبارت نقل کی ہی اوسین اپنی
طرف سے بجای للہ بلاد فلان للہ بلاد ابی بکر نقل کیا ہے حالانکہ کتاب مذکور مین بلکہ کسی روایت شیعہ مین
بجای لفظ فلان لفظ ابی بکر نہین ہے طرفہ یہہ کہ پہر خود اقرار کرتے ہین کہ نہج البلاغت مین لفظ
فلان ہے لیکن سید علیہ الرحمۃ نے تحریف کیا ہے چنانچہ تحفہ کی عبارت بجنسہ نقل کرتے ہین وہو ہذہ
ومنہا ما اوردہ الرضی ایضًا فی نہج البلاغۃ عن امیر المومنین انہ قال للہ بلاد ابی بکر
فلقد قوم الاود وداوی العمد واقام السنۃ وخلف البدعۃ ذہب نقی الثوب قلیل
العیب اصاب خیرہا وسبق شرہا ادی الی اللہ طاعتہ واتقاہ بحقہ رحل وترکہم
فی طرق متشعبۃ لایہتدی فیہا الضال ویستیقن المہتدی - درین عبارت جناب امیر
صاحب نہج البلاغت کہ شریف رضی ست برای حفظ مذہب خود تصرف کردہ لفظ ابوبکر را حذف
نمودہ وبجای او لفظ فلان آوردہ تا اہلسنت تمسک نتوانند نمود الخ - ہم کہتے ہین کہ اگر آپکے خاتم المحدثین
سچے تہے تو پہلی لفظ فلان نہج البلاغت سے نقل کرتے اور لفظ فلان کی تحریف با بی بکر کرتے پہر
جو چاہتے فرماتے اب اونکی تحریف تو خود اونکی ہی زبان سے ثابت ہوگئی - جناب سید علیہ الرحمۃ
کی تحریف پس حسب آداب مناظرہ اگر کسی کتاب شیعہ سے اس روایت مین لفظ ابی بکر نقل کرتے
اور پہر نقل جناب سید علیہ الرحمۃ اسی کتاب سے ثابت کرتے اوسوقت البتہ تحریف جناب سید ثابت
ہو سکتی واذ لیس فلیس - اور چونکہ حضرت خاتم المحدثین مدعی تحریف ہین تو اونکو اثبات اپنے دعوی کا
لازم تہا اور ہمکو محض منع کافی ہے کما تقرر فی علم المناظرہ - یقول العبد الفقیر الی مولاہ
الغنی - اہل دانش وانصاف سے التماس ہے کہ للہ ذرا متوجہ ہو کر اس بحث کو سنین اور علامہ
دہلوی اور اونکے اولیاء وتوابع کا مرتبہ علم ودیانت وانصاف ملاحظہ فرمائین - کہ اول حضرت دہلوی نے
بقدر تبحر علمی اور تدین تمام فرمایا اور بعد اوسکے اونکے تابع معتقد نے کیسا دیانت وانصاف کا خون کیا ہے مین

ہمنے اون علماء شیعہ کی تحقیقات کے تغلیط مین جنہون نے تحفہ کے جوابات لکھے ہین بطور تمثیل علامہ کنتوری کے تحقیق پیش کی تہی جس سے حوالہ کا بہی غلط ہونا ثابت تہا خلاصہ اوسکا یہہ تہا کہ جو جوابات خطبہ للہ بلاد فلان کی شیعہ کیطرف سے تحفہ مین نقل ہوئی ہین اونمین صاحب تحفہ رحمۃ اللہ علیہ نے لکہا ہے عمدہ آن توجیہات نزد ایشان آنست کہ آنجناب گاہ گاہ او صاف ومدائح شیخین بنا بر استجلاب قلوب ناس الخ اسکی جواب مین علامہ کنتوری نے تحریر فرمایا کہ آین ادعا کذب محض ست الخ اب اس دعوی حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت کنتوری صاحب کے جواب سے صاف واضح ہے کہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ مدعی ہین کہ یہہ توجیہات حضرات شیعہ کرتے ہین اور علامہ کنتوری اس حوالہ کی تکذیب کرتے ہین اور فرماتے ہین کہ شاہ صاحب کا یہہ دعوی اور یہہ حوالہ کذب محض ہے نہ شیعہ نے یہہ توجیہات کی اور نہ اونکو ان توجیہات کی حاجت اور کہین فرماتے ہین - ان ہذا الا افک مبین ازین ناصبی باید پرسید کہ کدام شارح اما یہ گفتہ کہ مراد ابوبکر ست یا عمر اور کہین فرماتے ہین ثبت العرش ثم انقش - اول این معنے یا ثبات باید رسانید - کہ مراد از لفظ فلان درین کلام ابوبکر ست بعد از آن باین اوصاف اثبات نفس بوبکر باید نمود - اور کسی قول کے جواب مین لکہتے ہین ہیچیک از امامیہ این توجیہ نکردہ - غرضکہ اس تمام بحث سے واضح ہے کہ علامہ کنتوری نہایت غلو کے ساتھ حضرت خاتم المحدثین رحمۃ اللہ علیہ کے حوالونکی تغلیط و تکذیب فرمارہے ہین کہ یہہ امور جو صاحب تحفہ شیعہ کے طرف منسوب کرتے ہین محض کذب و دروغ ہے - ہمنے اوسپر آیات بینات سے نقلا عن زالۃ الغین عرض کیا کہ حضرات شیعہ کی تحقیقات کا حال یہہ ہے کہ رجما بالغیب حوالونکا انکار کرتے ہین حالانکہ وہ سب امور اونکی کتب معتبرہ مین موجود ہین چنانچہ وہ سب امور جنکا انکار بڑی شدومد سے آپکے علامہ کنتوری صاحب فرمارہے تہے وہ سب فاضل شہیر کمال الدین ابن میثم بحرانی کی شرح مین موجود ہین - پس اس سے صریح ثابت ہوا کہ شاہ صاحب اپنی حوالونمین سچے تہے اور آپکی علامہ کنتوری اونکی تکذیب مین کاذب - اب ہم اہل انصاف کو

اونکی انصاف کی قسم دیکر پوچہتے ہین۔ ہماری فاضل مجیب کے تمام تقریر متعلقہ کو ملاحظ کرکے
فرماوین کہ اونہون نے اپنے علامہ کنتوری کیطرف سے کیا جواب دیا اور اس الزام کو اون سے
کیونکر رفع کیا اور کیونکر ثابت کیا کہ حضرت شاہ صاحب کا ان امور کو شیعہ کی طرف منسوب
کرنا کذب ہی فرمایا تو یہہ فرمایا کہ علامہ ابن میثم کا اپنی شرح مین یہہ امور ذکر کرنا بطور تنزل
بلکہ بطور استہزاو تمسخر کے ہے معلوم نہین کہ حضرت مجیب کا یہہ فرمانا بطور تمسخر ہے یا واقعی
اجی حضرت میر صاحب آپنے تو اپنے تمام دین کو ہی تمسخر بنا دیا اور دائرہ بحث کا اپنی اوپر
تنگ کردیا۔ آپکے خصم نے آپسے ہی سیکہہ کر آپکے اور جہات ستہ کو مسدود کردیا ائمہ سی
جو کچہہ روایت کرتے ہین۔ غالباً سب تمسخر ہے خم غدیر کا خطبہ اور تمام وصیتین سب تمسخر کو محتمل ہین
ہم ہمیشہ آیت وَلَا تَتَّخِذُوا اٰیٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا کے معنے سوچا کرتے تہے سو آج آپکی بدولت
یہہ عقدہ حل ہوا۔ اور خوب سمجہہ مین آگیا کہ دین کے ساتہہ استہزا اسطرح ہوتا ہی مگر تعجب یہہ ہے
کہ علامہ کنتوری کو یہہ توجیہہ نسوجہی اور اونسے عام طور پر انکار کردیا کہ چون ابو بکر در کتب شیعہ موجود
نیست۔ اگر اونکو یہہ توجیہہ سوجہتے تو صاف انکار نفرماتے اور یہہ روسیاہ جو آج اونکو اور
اونکی اتباع کو دیکہنا پڑا دیکہنا نصیب نہوتا۔ بہرکیف جب یہہ امور کتب شیعہ مین موجود ہین
خواہ بطور تمسخر و استہزا ہین یا واقعی تو اب حضرت شاہ صاحب کا اونکو شیعہ کیطرف منسوب
کرنا صحیح ہوا اور علامہ کنتوری کی تکذیب اونہین کیطرف اولٹی پہرے اور تمسخر و استہزا سے
بجز تمسخر اپنے کے کچہہ سود ندیا رہا یہہ امر کہ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دعوی کیا ہی
کہ علامہ رضی نے اس خطبہ مین تحریف کی ہی کہ لفظ ابو بکر کا تہا اوسکی جگہ لفظ فلان بنا دیا ہے
اگرچہ یہہ ما نحن فیہ سے علیحدہ تہا کیونکہ ہمارا مقصود صرف حوالہ کے تکذیب کی بابت بحث تہی
نہ بابت اثبات تحریف لیکن چونکہ فاضل مجیب نے اپنا مخلص سمجہکر اسکو چہیڑا ہے تو اسکا
بہی ثبوت لیجیے۔ علامہ متبحر ابن میثم کے اقرار سے ثابت ہی کہ ان اوصاف کا موصوف
اور ان مدائح کا ممدوح ابو بکر ہین یا عمر اور ظاہر ہے کہ یہہ تعریف و توصیف جناب امیر نے

مجمع عام مین فرمائے تھے کہ جہان صدہا آدمی تفضیل شیخین کے معتقد تھے تو ایسے موقع مین نام سے
کنایہ کرنا فہم مین نہین آتا - کیونکہ ایسے موقع مین اگر برا کہتے تو تقیۃً نام سے کنایہ کرنے کی
ضرورت ہوتی اور جب مدح وثنا فرمارہے ہین تو نام سے کنایہ کرنے کی کیا ضرورت ہر شخص
جسکو تہوڑی سے بہی کلام کی فہم ہوگی اور ذوق سلیم ہوگا وہ سمجھ لیگا کہ ایسے موقع تعریف مین جہان
کسیکی اسقدر مبالغہ سے تعریف کرنے مقصود ہو اور ایسے لوگون مین جہان نام لینے مین کسی
قسم کا خوف نہو بلکہ نام لینے سے زیادہ مطلب برآری ہوتی ہو استجلاب قلوب زیادہ حاصل
ہوتا ہو تو ایسے وقت ممدوح کے نام سے لفظ فلان کے ساتھہ کنایہ کرنا تمام کلام کو سراسر
لغو اور مہمل کردیگا - اور بہت ابن جگہ بہی مدح وتعریف فرمائی چنانچہ ابن میثم نے اپنی کبیر
شرح مین لکہا ہے - ولعمری ان مکانہما فی الاسلام لعظیم الخ چنانچہ
ہم سابق مین بیان کرآئے ہین - تو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جناب امیر نے بیشک ممدوح کا
نام لیکر توصیف فرمائی ہے ہان پیچہے اسمین تصرف ہوا ہے - اب رہا یہہ کہ کسنے تصرف
کیا سو احتمال یہہ بہی ہے کہ یہہ شیخ رضی سے اوپر ہوا ہو - اور غالب یہہ ہے کہ یہہ کام حضرت رضی کا
ہی - کیونکہ اس بزرگ نے بہت خطبون مین تصرف کیا ہے اور چالاکی فرمائی ہے چنانچہ
ابن میثم نے تنگ ہوکر کہین اوسکو خبط سے تعبیر کیا ہے اور کہا ہذا خبط عجیب من
السید کہین اونکی عادت فرمائی پس جب عموماً آپکے سید رضی صاحب کی یہہ عادت ہی
تو ایسے موقع مین جو خاص اونکے مذہب کے لیے وبال اور نکال ہے کیون چوکے ہونگے
تو غالب بلکہ قریب یقین کے یہہ ہی ہے کہ یہہ تصرف اور تحریف آپکے سید رضی صاحب کا
ہی کام ہے اور حضرت علامہ دہلوی کا تحریر فرمانا کہ شریف رضی نے تصرف کیا ہے صحیح ہے
رہا یہہ کہ حضرت شاہ صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کیطرف آپ تحریف کا الزام لگاتے ہین
سو یہہ آپکے اور آپکے اون اکابر کے جنہون نے یہہ اعتراض کیا ہے کمال ہی خوش
فہمی اور دانشمندی ہے کیونکہ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کلام مرتضوی کے

نقل کے بعد صاف طور پر فرمایا ہے کہ اس عبارت مین لفظ فلان کی جگہ لفظ ابو بکر تہا مگر شریف رضی نے
تحریف کرکے بجائی لفظ ابو بکر کے لفظ فلان لکہدیا تاکہ امر مبہم ہوجائے اسسے استدلال نہوسکے تو
اس سے صریح معلوم ہوتا ہے کہ اس خطبہ کی عبارت مین لفظ ابو بکر نہین ہے۔ لیکن لفظ
ابو بکر بجای لفظ فلان کے اسلیے لکہدیا ہے کہ اکابر امامیہ نے شروح نہج البلاغت
مین ابوبکر صدیق کے نام کو ترجیح دی ہے پس جو شخص کہ خود بصراحۃ کہتا ہی کہ اس خطبہ مین
لفظ فلان ہے لیکن ہمنے لفظ ابو بکر جو بیان شروح سے راجح ہے بطور الزام شیعہ اور
مناسبت باب کے لکہہ دیا ہے تو اسکو تحریف کہنا البتہ انکا اور انکے اکابر کا ہی کام ہے متعہدا
جب دلائل سے یہہ بہی ثابت ہی کہ علامہ رضی نے اسمین تحریف فرمائی ہے اور اصل خطبہ مین
یا لفظ ابوبکر ہوگا یا عمر اور محض شراح کے اقوال سے ترجیح ابوبکر کے نام کو ثابت ہوتی ہے
تو جب تصریح اس امر کی کہ بجاوی کہ رضی نے لفظ فلان نقل کیا اور اصل خطبہ مین باعتماد
اسکی کہ ثابت ہوچکا ہے کہ اصل لفظ ابوبکر ہی یا عمر بعض شراح کی ترجیح کی وجہ سے ابوبکر کا
لفظ لکہدیا جاوی تو اسکو کوئی عاقل تحریف نہین کہیگا۔ علامہ کنتوری نے بجواب اس قول
کی حیا کو کار فرمایا۔ اور دعوی تحریف کا حضرت شاہ صاحب کی طرف نسبت نہین کیا
لیکن انکی خوش فہمی یہہ ہے کہ وہ اس قول مین تناقض شاہ صاحب کی طرف نسبت کرتے
ہین۔ یہہ بہی سراسر لغو ہے اسی جواب سے اسکا بہی استیصال ہوجاتا ہے ہمکو بیان و تطویل
کی حاجت نہین۔ **قولہ** لیکن با اینہمہ ہم انکی اس قول کے تکذیب انکی ایک بڑی عالم
کی کتاب سے ثابت کئی دیتے ہین۔ صاحب جامع الاصول ابن اثیر کہ معتبرین علمائے اہلسنت سے
ہین کتاب نہایہ مین لکہتے ہین و منہ حدیث علی للہ بلاد فلان لقد قوم الاود الخ
اگر اسی کتاب اہلسنت مین بجائی لفظ فلان کے لفظ ابو بکر ہوتا تو ابن اثیر کیون لکہتے کہ حدیث
علی مین بلاد فلان ہے بلکہ لکہتے کہ بلاد ابوبکر ہے جیسے جای کتب شیعہ **اقول** واضح ہو
کہ علماء اہلسنت نے حل لغات حدیث مین مختلف طور پر کتابین لکہی ہین۔ چنانچہ بعض نے خاص

احادیث بخاری کے حل لغات مین کتاب لکھی اور بعض نے خاص صحیح مسلم کے متعلق اور
بعض نے دونو صحیحین کے لغات کو لیا اور بعض نے لغات صحاح ستہ کو جمع کیا۔ اور بعض
مصنفین نے بلا امتیاز صحاح و ضعاف و روایات اہل وفاق و خلاف کی متعلق لغت حدیث کو
لیا چنانچہ صاحب نہایہ نے بھی التزام روایات صحیحہ نہین کیا اسیواسطے بہت روایات ضعاف
و اہل خلاف کو متضمن ہے۔ پس نہایہ کی نقل سے استدلال صحیح نہین ہے اور اگر ایسے
کتب لغات سے استدلال صحیح ہو تو بہت سی روایات مناقض مذہب شیعہ و موافق مذہب اہل حق
کتاب مجمع البحرین مین موجود ہین اونسے بھی استدلال صحیح ہوگا اور اونکا یہہ جواب دینا کہ یہہ
کتاب لغت کی ہے اور صحت و عدم صحت روایات سے اسکو تعلق نہین تو اسلیے
استدلال صحیح نہین صحیح نہوگا۔ چنانچہ بعض روایات بطور نمونہ منتہی الکلام مین خاتم المحدثین نے
ذکر فرمائی ہین۔ اور چونکہ ان امور کے ایراد اہلسنت کی طرفسے نہین ہے تو اونکا عذر قابل قبول
ہوگا اور انکا استدلال احادیث مجمع البحرین سے بمثل خود کردہ را درمانی نیست صحیح و معتبر
سمجھا جائیگا **قوله** پس جناب مفتی صاحب کا یہہ فرمانا کہ در کتب شیعہ لفظ ابوبکر نیست
نہایت صحیح و درست ہے اور آپکے خاتم المحدثین کا دعوی تحریف محض خلاف ثابت ہوا
الحمد للہ علی ذلک اور جب ثابت ہوا کہ لفظ ابوبکر کتب شیعہ مین نہین ہے تو ان
توجیہات کی شیعونکو ضرورت نہین **اقول** جناب میر صاحب یہہ آپکی اور آپکے
علامہ کنتوری کی فاحش غلطی ہے۔ کیونکہ یہہ کہنا کہ در کتب شیعہ لفظ ابوبکر نیست اس سے
کیا مراد ہے اگر یہہ مراد ہے کہ کتب شیعہ مین بطور بیان مراد کی لفظ ابوبکر نہین تو صریح کذب ہے
کیونکہ علامہ ابن میثم نے جب لکھا ہے تو اوسکا اپنی شرح مین لکھنا صریح اسکا مکذب ہے کیونکہ
وہ عالم شیعی امامی اثنا عشری ہے اور علامہ کنتوری کی جہل یا تجاہل کا اسقدر ہمکو افسوس
نہین ہے کہ اسمین احتمال ہے علامہ نے شرح ابن میثم نہ دیکھی ہوگی مگر تعجب تو یہہ ہے
کہ ہمارے فاضل مجیب باوجودیکہ معلوم کر چکے کہ شروح ابن میثم کبیر و صغیر مین یہہ لفظ موجود ہے

پہر فرماتے ہین کہ علامہ کستوری کا لکہنا کہ در کتب شیعہ لفظ ابوبکر نیست صحیح اور درست ہی اوکمال
دین ودیانت وحیا وشرم سے کام لیتے ہین۔ اور اگر لفظ کتب سی روایات مراد ہے یا یعنی
کہ اس کلام جناب امیر کی مرویات مین کہین بجای لفظ فلان کے لفظ ابوبکر مروی نہین ہے
چنانچہ اس احتمال کے ثبوت پر عبارت سابقہ علامہ کستوری کے دلالت کرتے ہی احتیاج این
توجیہات شیعہ را وقتی مے افتاد کہ در کتب شیعہ بجای لفظ فلان لفظ ابوبکر موجود می بود اس جملہ سی
مفہوم ہوتا ہے کہ اس روایت مین لفظ فلان کی جگہ لفظ ابوبکر کے موجود ہونے کا انکار ہی تو یہ
اوس سے بہی زیادہ پوچ اور خرافات ہی کیونکہ یہ کہنا کہ ہمکو ان توجیہات کی ضرورت جب ہوتی
کہ ہماری روایات مین جو اس کلام جناب امیر کی نقل کے متعلق ہین بجای لفظ فلان کے لفظ
ابوبکر ہوتا اور جب لفظ ابوبکر ہماری روایات مین نہین ہے تو ہمکو ان توجیہات کی کچہہ ضرورت
نہین سراسر غلط ہے جسکو تہوڑی سی بہی فہم ہو وہ اس فاحش غلطی کو معلوم کر سکتا ہی
اسلیے کہ اگر بالفرض علماء شیعہ مین سے کوئی شخص نہ لکہی نہ بطور مراد کے اور نہ بطور روایت کے
کہ لفظ فلان سی ابوبکر و عمر مراد ہین یا کسی روایت مین بجای فلان کے ابوبکر مراد ہے اور جسقدر اوصاف
مذکور ہوئی ہین وہ بہیئت مجموعی سوای شیخین رضی اللہ عنہم کے کسی پر صادق نہین آتی اور نہ
بروی عقل سلیم کوئی شخص سوای ابوبکر و عمر کے ممدوح اس مدح کا ہو سکتا ہے تو اس صورت مین
اگرچہ کسی نے لفظ ابوبکر زبان سے نہ نکالا ہو تا ہم توجیہات کے وجوب سی آپ بری الذمہ نہین
ہو سکتے اور شیعہ پر واجب ہی کہ اس الزام کو جو اس عبارت سی ناشی ہو توجیہات کرکے مذہب کے رخنہ
کو بند کرین چہ جائیکہ علماء نے تصریح فرمائی ہو کہ لفظ فلان سی مراد ابوبکر ہے یا عمر تو جب اکابر علماء
شیعہ نے تصریح کردی کہ موصوف ان اوصاف کے حضرت ابوبکر ہین یا عمر اور وہ اوصاف مساوق
و مستلزم حقیت خلافت موصوف کو ہین تو آپ ہی فرمائیے کہ کوئی عاقل کہہ سکتا ہے کہ شیعہ
کو اس کلام کی توجیہات کے حاجت نہین اگرچہ علماء نے تعیین مبہم فرمائی ہو اور احتیاج
اوسی وقت ہے کہ جب روایت مین لفظ ابوبکر بجای لفظ فلان کے ہو وھل ھذا الا مکابرۃ و عناد

افسوس کہ آپکو اور آپکے علامہ کنتوری صاحب کو یہہ بہی خبر نہین کہ شیعہ کو اس کلام کی توجیہات کے جب اوسوقت بہی ضرورت ہے جبکہ کسی طور پر بہی کتب شیعہ مین لفظ ابوبکر موجود نہو تو اوسوقت احتیاج توجیہات بالاولی ہوگی جبکہ اکابر علمار شیعہ مین سے کسی نے بہی تصریح کردی ہوگی کہ لفظ فلان سے مراد ابوبکر ہین یا عمر بس بہر تقدیر علامہ کنتوری کے یہہ تحریر غلط ہی بہرا اوسپر جناب کا اوسکی تصحیح و تائید کرنا اور بہی بیجا۔ کاش آپ ذرا بہی فہم و انصاف سے کام لیتے قال الفاضل المجیب۔ قولہ۔ بجواب اسکی صاحب آیات بینات سلمہ فرماتے ہین کہ یہہ جواب علامہ کنتوری کا غلط ہے اور جو اونہون نے نسبت خاتم المحدثین کے فرمایا ہے (کہ این ادعا کذب محض ست) وہی ہم علامہ مجیب کی نسبت کہتے ہین۔ کہ این جواب کذب محض ست۔ اقول۔ صاحب آیات بینات مین یہہ لیاقت کہان کہ علمار کے کلام کا جواب لکہہ سکین وہ بیچاری تو عبارات فارسی سمجہنے سے بہی قاصر ہین۔ ہان اہلسنت کی صحبت مین رہکر آپکے خاتم المتکلمین وغیرہ کی کتب بہی دیکہین اور بدون اسکے کہ اپنے عقل و علم سے کام لین یا اپنے شکوک دفع ہام علمار کرام یا اونکی کلام سے رفع کرین سنی ہوگئی اور چونکہ توفیق ایزدی اونسے پہلے ہی سلب ہوچکی تہی۔ اب سنی بہی نرہی سید احمد خانصاحب کے صحبت و تقلید سے نیچری ہوگئی اور انکی حق مین از این سو رانده و ازآنسو مانده مثل صادق ہوگئی ایسے مذبذب متلون مزاج کے بات کا کیا ٹہکانا یہہ جو کچہہ آیات بینات مین لکہا ہے سب تحفہ و ازالۃ الغین وغیرہ کا ترجمہ کیا ہے ورنہ اونکی لیاقت تو جناب قاضی صاحب علیہ الرحمۃ کی نقل عبارت مین یقین ہے کہ آپ پر بہی ظاہر ہوگئی ہوگی۔

یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی۔ حضرت میر صاحب سید مہدی علی سلمہ کی نسبت جسقدر آپ برائی فرماتین وہ سب اوس قبیل سے ہی جیسا کہ یہود نے عبد اللہ بن سلام کے نسبت بعد اونکی اسلام لانے کے بطور ہجو کے کہا تہا کہ شرنا و ابن شرنا تو یہہ آپکا سید مہدی علی صاحب سلمہ کی نسبت برا کہنا نہ کچہہ قابل اعتبار ہی اور نہ محل شکایت اگر اسوقت جو آپکے علمار عصر مین توفیق خداوندی اونکی رہبر ہو اور عار کو نار پر اختیار کرین

[illegible]

اور اہل حق کے گروہ مین داخل ہوجاوین توآپ اونکی نسبت بہی ایسا ہی فرماوینگی بلکہ اگر توفیق
موفق حقیقی آپکی رہبری و دستگیری فرماوی اور آپ کو بانکشاف حق ورطۂ سنی کالکر ساحل
نجات و فلاح پر پونہچا وی اور آپ سنی ہوجاوین تو اور شیعہ آپ کی نسبت بہی بعینہ وہی فرمانگی
کہ جو آپ سید مہدی صاحب کی نسبت فرمارہی ہین بلکہ مع شی زائد - رہا اونکی لیاقت و استعداد
علمی اور فہم سو مین بحلف کہہ سکتا ہون کہ آپکے نسبت تو بہت زیادہ ہے اور سلامتی فہم تو
یقیناً آپکے کنتوری اور شوستری وغیرہ سبسے زیادہ ہی تعجب یہہ ہے کہ اول آپ فرماتے ہین
کہ وہ بیچارہ ہی تو فارسی عبارت سمجہنے سے ہی قاصر ہین - اور پہر آپ ہی تحریر فرماتے ہین
کہ اہلسنت کی صحبت مین رہکر آپکے خاتم المتکلمین کے کتابین دیکہی - جب اونکا یہہ حال ہے
کہ فارسی عبارت سمجہنے سے ہی قاصر ہین تو خاتم المتکلمین کے کتابین جنکی فارسی بہی فارسی
سلیس نہین - بلکہ کسیقدر دقیق ہے کیونکر دیکہہ سکتی ہین اور اگر اہلسنت کے فیض صحبت سی
اونہون نے یہہ ملکہ حاصل کرلیا ہے تو پہر یہہ الزام بیجا ہے اول ہر کوئی امی ہوتا ہے پہر
اہل علم سے کسب علوم کیا کرتا ہی تو اگر اونہون نے اہلسنت کی صحبت مین رہکر ملکہ حاصل
کیا ہو تو کیا محل طعن ہے - اور ہم سابق مین بجواب عبارت قاضی صاحب واضح طور پر
بیان کرآئی ہین کہ عبارت فہمی کی لیاقت آپکو زیادہ ہے یا اونکو اوس سے واضح ہی کہ سخن
فہمی کا سلیقہ جناب کو نفا ہی نہین - اور یہہ جو لکہا کہ آیات بینات مین جو کچہہ لکہا ہے
سب تحفہ اور ازالۃ الغین وغیرہ کا ترجمہ ہے سو یہہ کچہہ نئی بات نہین ہمیشہ آپ اور آپکے
اسلاف یہہ ہی لاطائل دعوی فرماتے رہے چنانچہ تحفہ کی نسبت فرماتے ہین کہ صواقع کا
ترجمہ ہے کوئی صاحب فرماتے ہین کہ صواقع سے مسروق ہے اگر ہم بہی ایسی ہی خرافات
زبان سی نکالین تو کہہ سکتی ہین کہ تالیفات کنتوری و جائسی شوستری و مجلسی کے کتابونکا ترجمہ
ہی اگر اخذ مضامین کو تالیفات مین سرقہ کہا جائے یا ترجمہ قرار دیا جاوی تو متاخرین کے تمام
کتابین متقدمین کے کتابونکا ترجمہ ہونگی خود آپکی یہہ تحریر جسکا مین جواب لکہہ رہا ہون نزہۃ وغیرہ کا

ترجمہ ہوگا ولم یعل یا احد لیکن جب نہ خدا کا خوف ہو نہ اہل علم سے کچھہ حیا و شرم ہو پھر جو دل چاہی فرمائیں۔ اور شکوک و اوہام کو علمار کرام سے رفع کرنیکی نسبت جو ارقام فرمایا تھا۔ نہایت تعجب ہی آپکے علمار کرام تو خود ہی اپنے اصول مذہب مین مبتلا اوہام مین نہین مینی غلط کیا بلکہ یقیناً باطل سمجھتی ہین اور بجز اعتراف کے چارہ نہین دیکھتی و لکن اختار و االنار علی العار اور یہہ جو کچھہ مین نے عرض کیا ہے حاشا کہ تمسخر اور ہزل کے طور پر ہو جو کچھہ عرض کیا ہی واقعی ہے اگر اسین کچھہ شک و شبہ ہو تو سینی کہ اسی خطبہ کے بابت آپکی نقیب ابو جعفر اوستاد فاضل مدائنی بالکل اوردست مشغل ہین چنانچہ خاتم المتکلمین نے ازالۃ الغین مین لکھا ہی دربن مقام اہل حق را بشارتیہا دیگر ہست بہر حرفی از آن تصریح میکنیم کہ نقیب ابو جعفر اوستاد فاضل مدائنی کہ در کلام و فراست ید طولیٰ دارد و در اثبات مثالب خلفار راشدین جد سعی و کوشش بجائے آرد درین مقام علم برآستان انداختہ و نقلدہ برشتہ نواختہ زیراکہ مدائنی در شرح خود بعد از عبارتیکہ کستوری با برآن درین قول مکتفی شدہ میگوید کہ نقیب گفتم کہ تعریض بجانب وقتی درست می شود کہ مدح شخص ماضی مطابق نفس الامر بود و ہیچ شکی و ترددی بسوی آن نگردد و چون جناب امیر باین اوصاف معترف شود غایت مدح خواہد بود کہ بالا تر از آن نباشد نقیب سر گریبان فرو بردہ و بعد از تامل گفت کہ راست میگوئی۔ انتہی کستوری چون این مطلب را باعث رسوائی مذہب خود دانستہ ندکر آن نپرداختہ انتہی بلفظہ الشریف عاقل میری گذارش کے تصدیق فاضل مدائنی کی کلام سے بخوبی کر سکتا ہے اور معلوم کر سکتا ہی کہ اصول تشیع پر جب اصول مذہب سی شکوک و اعتراضات رفع نہین ہو سکتے تو بیچارہ علما کیا کر سکتی ہین آخر فاضل مدائنی کے شبہ کا جواب اونکی اوستاد سے بجز تسلیم کے کچھہ بن نہ آیا اگر توفیق خداوندی دونو اوستاد و تلمیذ کے رہبر ہوتے تو ذرا آگے ہی فکر فرماتے کہ جب یہہ بات مسلم ہے کہ جناب امیر نے یہہ تعریف فرمائی اور اس تعریف سی بالاتر کوئی تعریف نہین ہو سکتی کیونکہ بمصادق و مثبت خلافت اشدہ ممدوح کو ہے تو پھر کیون ہم ایسے

تو تو نکو برخلاف ارشاد جناب امیر کے بدتر از کفار اعتقاد کرین اور کیون راہ مستقیم کو چھوڑ
نکرین اور کسواسطے بادیہ ضلالت مین پریشان پہرین لیکن توفیق دستگیر ہولی اور آگہی
نسوچا پیچ ہے ۔ کذلک یطبع اللہ علے قلوب الذین لا یعلمون ۔
اور جو کچھہ آپنے سید مہدی نے علے سکہ تجربت کی بابت لکھا اول تو اسکا آپ ثبوت دیجیے
ہماری نزدیک اسکا کچہہ ثبوت نہین اور یہہ محض دعوے بے اصل ہے دوسری یہہ کہ سید
احمد خانصاحب کے دو اصول ہین اول متعلق دنیا کے جو اونکی اصلی غرض ہے ۔ دوسرے
متعلق دین و اعتقادات کے ۔ جو اصل کہ اونکی متعلق دنیا کے ہے وہ تو یہہ ہے کہ اس
زمانہ مین اہل اسلام باعتبار مال و دولت اور دنیاوی عزت و حرمت کے دوسرے قوموں سے
نہایت گری ہوئی اور پستی کے حالت مین ہین جو ہر مسلمان کے نزدیک قابل افسوس ہے
اور دنیاوی عزت و حرمت کا حصول بدون اسکی ممکن نہین کہ یا مال و دولت ہو یا مناصب
جلیلہ پر فائز ہو اور نہایت بدیہی ہے کہ مناصب جلیلہ کا حصول قطعاً علوم دنیاوی کے
حصول پر اسوقت مین باسباب ظاہر موقوف ہے اور حصول مال بہی یا حرفت و صناعت سے
ہے یا تجارت و زراعت سے اور انکی تحصیل بہی آل کار تحصیل علوم دنیاویہ پر موقوف ہوتی ہے
تو اسلیے سید احمد خانصاحب کے راے مین نہایت جوش و خروش کے ساتہہ مسلمانونکی بہبودی
کے لیے یہہ قرار پایا کہ علوم دنیاویہ کو ترقی دیجاوے ۔ چنانچہ اسی بنا پر اونہون نے مدرسۃ العلوم
کہولا اور اوسمین اونہون نے وہ تعلیم جو آجکل دنیاوی حیثیت سے اعلی درجہ کی تعلیم سمجہی جاتی ہے
جاری کی اور اسیطرح سول سروس کے محرک سلسلہ ہولی اور سید احمد خانصاحب کے اس راے
کی ہزارہا مسلمان خواہان اسلام کی دنیاوی ترقی کے جوش کی آگ اونکی دلونمین مشتعل
ہتی مدد معاون ہوگئی اور اونکی گروہ مین داخل ہوگئی ۔ اب ہم اس امر سے قطع نظر کرکے
کہ بحیثیت دین کے تحصیل دنیا مین اسقدر کوشش و انہماک کرنا اور دنیا کو دین سے زیادہ مہتم
بالشان سمجہنا اور تحصیل دنیا کو تحصیل دین پر مقدم کرنا بجا ہے یا بیجا دیکہتے ہین تو کوئی

شخص اسوقت اس امر مین مخالف نظر نہین آتا کہ وہ بنظر اسباب ظاہری ان وسائل کو دنیاوی ترقی مسلمانون کا عمدہ ذریعہ نہ خیال کرتا ہوگا یہی وجہ ہے کہ صدہا اہل اسلام جو دنیاوی ترقی کے خواہان تھے اونکے حامی ہوگئی اور ہزارہا روپیہ فراہم ہوگیا لیکن اس سے نہ وہ کافر ہوئی اور نہ ملحد اور اگر آپکے نزدیک دنیا کی تحصیل کے اسباب مین کوشش کرنا باعث کفر ہو تو آپنے انگریزی ملازمت اختیار کر رکھی ہے جو تحصیل دنیا کا ایک ذریعہ ہی اور علاوہ اسکی ہزارہا خواص وعوام شیعہ اس مین مبتلا ہین۔ اور بہت سے سید احمد خانصاحب کی ہی خوبین مین داخل ہونگی مین یقین کرتا ہون کہ آپ انکو اس وجہ ہرگز دائرہ اسلام سے خارج نہ سمجہتی ہونگی۔ اور اونکی دوسری اصل جو متعلق دین واعتقادات کی ہے اوسکی نسبت جسقدر ہمنے خبرین سنی اور اونکی اعتقادات کی نسبت تحریرات لوگونکی دیکہی کہ سید احمد خانصاحب ضروریات دین کے منکر ہین اگر یہہ صحیح ہین تو بیشک یہہ مخالف اصول اسلام ہے لیکن ہم یقین کرتے ہین کہ جسقدر لوگ سید احمد خانصاحب کے معتقد اور اونسی گرویدہ ہوتے ہین اکثر اونکی دنیاوی اصل کے وجہ سی ہوتی ہین اور ہرگز اعتقادات مین اونکی پیرو نہین ہوتی۔ لیکن عرف مین عام طور پر بلا امتیاز وتفرقہ کے ہر کسیکو جو مدرسۃ العلوم کا حامی ہو گو وہ اعتقادات مین تابع سید احمد خانصاحب کے ہو یا ہو سبکو نیچری کہدیتے ہین تو کیا بعید ہے کہ مہدی علی صاحب سلمہ بہی صرف اصل اول دنیاوی کیوجہ سے اونکی معاون ہون اور اونکی اعتقادات کے تابع نہون۔ اگر آپ کو اس امر کا یقین ہے کہ سید مہدی علیصاحب کے اعتقادات بہی سید احمد خانصاحب جیسی ہوگئی ہین۔ تو آپ کسی دلیل سے ثابت کیجے۔ قطع نظر اس سے ہمنے مانا کہ وہ اعتقادات مین بہی سید احمد خانصاحب کے تابع ہوگئی۔ اور قطعی طور پر وہ نیچری ہوگئی تو یہہ کتاب آیات بینات تو اونہون نے نیچری ہونے سی پیشتر تالیف فرمائی تہی یہہ کیون ساقط الاعتبار ہوگئی۔ اور اگر بالفرض نیچری ہونے کے بعد ہی لکہتی تو بہی جب اونہون نے اہل حق کے

نزدیک حق لکھا ہے تو اونکی تلون مزاجی اور تذبذب سے امر حق کیون بے ٹھکانہ ہوگیا
یہہ حضرت کی مناظرہ دانی اور خوش فہمی ہی نہین بلکہ جواب دینے سے اغماض و گریز ہے
قولہ ہان آپکے خاتم المتکلمین نے ازالۃ الغین مین یہہ لکھا ہے اسکا جواب گذارش ہو تاہی
اس قول کے جواب مین صرف یہہ ہی کہہ سکتے ہین کہ جو آیات بینات والے نے حضرت علامہ علیہ الرحمۃ
کی نسبت لکھا ہے وہ اونکی ہی نسبت درست ہی **اقول** - بیت تو کاری زمین را
نکو ساختی - کہ با آسمان نیز پرداختی - حضرت کا ادعائی علم یہانتک پونہچا کہ سید مہدی
علی کے جواب سے آپکو استنکاف ہوا اور خاتم المتکلمین کی تحریر کی غنیمت سے آپ جواب دیے پر
کمر باندہین چہ خوش ستعداد کا وہ حال اور دعوی یہہ کچھ خیریت اچھا جواب دیکر کسکی نام سے دیجیے
معلوم ہو جائیگا - کہ آپکے حضرت علامہ سچے ہین یا ہماری سید مہدی علی سلمہ **قال
الفاضل المجیب** - قولہ - اور ثبوت اسکا یہہ ہے کہ کمال الدین ابن میثم بحرانی نے شرح
نہج البلاغت مین لکھا ہے ان ارادتہ لابی بکر اشبہ من ارادتہ عمر الخ - اقول -
آپکے خاتم المتکلمین و صاحب آیات بینات کی خوش فہمی پر کمال تعجب ہی کہ جو عبارت مصدقہ قول
جناب مفتی صاحب اعلاء اللہ مقامہ کی ہے اوسیکو مکذب اونکی قول کا ٹہراتے ہین یہہ عبارت
تو نہایت صاف اور صریح اس بات مین ہی کہ حدیث علی مین لفظ فلان ہے لیکن ارادہ لفظ فلان
سے کس کو کیا ہے آیا ابو بکر مراد ہے یا عمر مراد ہے جیساکہ ابن ابی الحدید سے نقل کیا ہے یا کوئی شخص
دیگر مراد ہے جیساکہ ابتدا مین قطب راوندی علیہ الرحمۃ سے نقل کیا ہے - پس غرض فاضل ابن میثم
علیہ الرحمۃ کے اول نقل کرنے قول قطب راوندی سے یہہ ہے اولا لانسلم کہ ابو بکر و عمر مراد ہی
اور ثانیًا علی التنزل اگر ابو بکر یا عمر مراد ہے تو ابو بکر مراد لینا بہتر ہے عمر کے مراد لینے سے
اور وجہ اسکی بیان کی ہے پس یہہ الزامًا ابن ابی الحدید کے رد کیلیے ہی نہ یہہ کہ واقعی شارح
اس قول کے قائل ہین - **یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی** ای
اہل انصاف و دانش خدارا ہماری فاضل مجیب کے اس جواب کو دیکھو اور اس بحث کو ذرا سمجھ

ہوکر سنو۔ سب سے پہلے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ علامہ ابن میثم کی شرح کبیر وصغیر سے پوری عبارتیں نقل کروں اور بعد اسکے گذارش کروں کہ فاضل مجیب نے اسکے موافق فرمایا ہے یا مخالف اور اہل عقل خود ہی سمجھ لینگے علامہ ابن میثم اس خطبہ کی شرح کے متعلق اپنی شرح کبیر میں فرماتے ہیں جو مطبوعہ ایران ہے۔ اقول الاود العوج والعمد مرض وهو الشداخ داخل سنام البعير من الحمل ونحوه مع صحة ظاهره وقوله لله بلاد فلان لفظ يقال في معرض المدح كقولهم لله دره ولله ابوه واصله ان العرب اذا اراد مدح شئ وتعظيمه نسبوه الى الله تعالى بهذا اللفظ وروى لله بلاء فلان هي عمله الحسن في سبيل الله۔ والمنقول ان المراد بفلان عمر وعن القطب الراوندي انه انما اراد بعض اصحابه في زمن رسول الله ممن مات قبل وقوع الفتن وانتشارها وقال ابن ابي الحديد ان ظاهر الاوصاف المذكورة في الكلام يدل على انه اراد رجلا ولي امر الخلافة قبله لقوله قوّم الاود وداوى العمد ولم يرد عثمان لوقوع الفتنة وتشعبها بسببه ولا ابا بكر لقصر مدة خلافته وبعد عهده عن الفتن فكان الاظهر انه اراد عمر۔ واقول ارادته لابي بكر اشبه من ارادته لعمر لما ذكره في خلافة عمر وذمها في خطبتها المعروفة بالشقشقية كما سبقت الاشارة اليه وقد وصفه بامور احدها

ل۱ میں کہتا ہوں اَوَد کجی ہے اور عمد اونٹ کی کوہان کے اندر ایک بیماری ہوتی ہے جو بوجھ وغیرہ سے پیدا ہو جاتی ہے اور ظاہر صحیح سے معلوم ہوتا ہے جسکو شداخ کہتے ہیں اور قولہ للہ بلاد فلان یہ لفظ مدح کے وقع میں بولا جاتا ہے جیسا بولتے ہیں للہ درہ اور للہ ابوہ اور اسکی اصل یہ ہے کہ عرب جب کسی شی کی تعریف اور تعظیم کا ارادہ کرتے ہیں تو اوسکو خدا کیطرف اس لفظ کے ساتھ نسبت کرتے ہیں اور بعض روایات میں للہ بلاء فلان مروی ہے اور بلا سے ممدوح کے نیک کام خدا کے راہ میں مراد ہیں منقول یہ ہے کہ لفظ فلان سے عمر مراد ہیں اور قطب راوندی سے منقول ہے کہ لفظ فلان کو حضرت نے اپنی بعض اصحاب کو مراد رکہا ہے رسول اللہ کے زمانہ میں جو فتنوں کے واقع ہونے اور پھیلنے سے پہلے فوت ہو چکا تہا۔ اور ابن ابی الحدید نے کہا کہ جو اوصاف کلام میں ذکر کئے ہیں ایسے پر دلالت کرتے ہیں کہ مراد ایسا شخص ہے جو حضرت سے پہلے امر خلافت کا متولی ہوا بسبب انکے قول قوم الاود اور داوی العمد کے اور عثمان کا تو اوسکی فتنوں میں پڑنے اور اوسکے باعث سے فتنہ پھیلنے کے سبب ارادہ نہیں کیا اور ابوبکر کو بھی اوسکی مدت خلافت کی کوتاہی اور فتنوں کی اوسکے عہد خلافت سے بعید ہونے کے سبب ارادہ نہیں کیا تو بہت ظاہر یہی ہے کہ عمر کو مراد رکہا اور میں کہتا ہوں حضرت کا ابوبکر کو مراد رکہنا بہ نسبت عمر کے ارادہ کے زیادہ مشابہ ہے بسبب ان امور کے جنکا واقع ہونا عمر کے خلافت میں اور مذمت کرنا خلافت کا انکی سبب سے اپنی اوس خطبہ

تقويمه للاود وهو كناية عن تقويمه لاعوجاج الخلق عن سبيل الله الى الاستقامة
فيها الثاني مداواة للعمد واستعار لفظ العمد للامراض النفسانية باعتبار استلزامها
للاذى كالعمد ووصف المداواة لمعالجة تلك الامراض بالمواعظة البالغة والزواجر
القارعة القولية والفعلية الثالث اقامة السنة ولزومها الرابع تخليفه للفتنة اى موته قبلها
ووجه كون ذلك له حالة هو اعتبار عدم وقوعها بسببها وفي زمنه لحسن تدبيره الخامس
ذهابه نقي الثوب واستعار لفظ الثوب لعرضه وبقاءه لسلامته عن دنس المذام السادس
قلة عيوبه السابع اصابة خيرها وسبق شرها والضمير في الموضعين ليشبه ان يرجع الى المعهود
مما هو فيه من الخلافة اى اصاب ما فيها من الخير المطلوب وهو العدل واقامة دين الله
الذى به يكون الثواب الجزيل في الآخرة والشرف الجليل في الدنيا وسبق شرها اى مات
قبل وقوع الفتنة فيها وسفك الدماء لاجلها الثامن اداءه الى الله طاعته التاسع تقاه
ربه اى ادى حقه خوفا من عقوبته العاشر رحيله الى الآخرة تاركا الناس بعد في طرق
متشعبة من الجهالات لا يهتدى فيها من ضل عن سبيل الله ولا يستيقن المهتدى
في سبيل الله انه على سبيله لاختلاف طرق الضلال وكثرة المخالف له اليها والوارد في

لے اور اسکی تحقیق یہ کہ اسکا چند امور کے ساتھ وصف فرمایا ہے (۱) اسکا کجی کو سیدھا کرنا اور یہ اسکی مخلوق کی کجی کو سیدھا کرنے اور اسکو استقامت اور راستی کی طرف پھیر لینے سے کنایہ ہے (۲) اوسکا بیماری کا علاج کرنا اور لفظ عمد کو چونکہ وہ مثل عمد کے تکلیف کو مستلزم ہے نفسانی بیماریوں کے لیے استعارہ کیا اور بسبب معالجہ کرنے ان امراض کے مواعظ بالغہ اور زواجر قارعہ قولیہ اور فعلیہ کے ساتھ اوسکو بیان کیا (۳) اوسکا سنت کو قائم کرنا اور اوسکو لازم پکڑنا۔ (۴) اوسکا فتنہ کو بھی چھوڑنا یعنے اوس سے پہلے مرنا اور اس امر کے اوسکے لیے مع ہو کی وجہ وہ فتنونکی نہ واقع ہونے کے سبب سے ہے یہی بسبب اسکی اوسکے زمانہ مین بسبب اوسکی حسن تدبیر کے (۵) اوسکا پاک دامن جانا لفظ ثوب کو اوسکی آبرو کے لیے اور اوسکے پاک صاف ہونے کو مذمتونکی میل کچیل سے سلامتی کے لیے استعارہ کیا (۶) اوسکا کم عیب ہونا (۷) اوسکا خلافت کی بھلائی کو پانا اور اوسکی برائی سے گذر جانا اور ضمیر دو نو جگہ مشابہ یہ ہے کہ خلافت کیطرف جو معہود ہے راجع ہے یعنے جو کچھ خلافت مین خیر مطلوب ہے اوسکو پایا اور وہ انصاف اور اللہ کے دین کا قائم کرنا ہے جسکی سبب آخرت مین ثواب عظیم اور دنیا مین بڑی بزرگی حاصل ہوتی ہے اور خلافت کے برائی سے گذر گیا یعنی خلافت مین فتنہ کے واقع ہونے اور اوسکے سبب خونریزی سے پیشتر وفات پاگیا (۸) اوسکا اللہ کی بندگی کو ادا کرنا (۹) اوسکا تقوی کرنا اللہ سے اوسکی حق کے ساتھ (۱۰) اوسکا لوگونکو جہالت کی پیچ در پیچ رستونمین چھوڑ کر آخرت کیطرف کوچ کرنا جنمین جو شخص کہ اللہ کے رستہ سے گمراہ ہو راہ نہ پا سکے اور خدا کے رستہ کا راہ یاب یقین نکر سکے کہ وہ خدا کے رستہ پر ہے گمراہی کے رستونکی اختلاف اور ان رستونکی طرف

قوله وتركهم [1] للحال واعلم ان الشيعة قد اوردوا ههنا سؤالا فقالوا ان هذه المدائح
التي ذكرها عليه السلام في حق احد الرجلين تنافي ما اجمعنا عليه من تخطئتهم واخذهما
منصب الخلافة فاما ان لا يكون الكلام من كلامه عليه السلام او ان يكون
اجماعنا خطاء ثم اجابوا من وجهين احدهما لا نسلم التنافي المذكور فانه جاز ان يكون
ذلك المدح منه عليه السلام على وجه استصلاح من يعتقد صحة خلافة الشيخين
واستجلاب قلوبهم بمثل هذا الكلام - الثاني انه جاز ان يكون مدحه ذلك لاحدهما
في معرض توبيخ عثمان بوقوع الفتنة في خلافته واضطراب الامر عليه واستبداده
بيت مال المسلمين هو وبنو ابيه حتى كان ذلك سببا لثوران المسلمين من الامصار
اليه وقتلهم ونبه على ذلك بقوله وخلف الفتنة وذهب نقي الثوب قليل العيب اصاب
خيرها وسبق شرها وقوله وتركهم في طرق متشعبة اه فان مفهوم ذلك ان الوالي بعد
هذا الموصوف متصف باضداد هذه الصفات والله اعلم - انتهى بلفظه یہ تو حضرت
ابن میثم نے اپنی شرح کبیر میں تحریر فرمایا ہے اب شرح مختصر کی عبارت بھی سن لیجیے [2] اقول
يقال لله بلاء فلان كما يقال لله دره ولله ابوه وهي كلمة مدح قيل اراد به مدح عمر

---

[1] قول وترکہم میں حالیہ ہے - اور جان کہ شیعہ نے اسجگہ سوال وارد کیا ہے کہتے ہیں کہ یہہ مدح جو حضرت علیہ السلام نے دو شخصوں
(ابو بکر یا عمر) کے حق میں فرمائی ہے اوسکی مخالف ہے جسپر ہم نے اونکو خطا کیطرف نسبت کرنے اور منصب خلافت کے لیہہ لینے میں
اجماع کیا ہے تو یا تو یہہ کلام حضرت علیہ السلام کے کلام نہیں یا یہہ کہ ہمارا اجماع باطل ہے پھر اسکا اونہوں نے دو طرح پر جواب دیا ہے
ایک تو یہہ کہ ہم مخالفت مذکورہ تسلیم نہیں کرتے کیونکہ جائز ہے کہ یہہ مدح حضرت علیہ السلام سے اس جیسی کلام کے ساتھہ معتقدین
صحت خلافت شیخین سے صلح جوئی اور اونکے دلونکے کہینچنے کے طور پر صادر ہوئی ہو - دوسری یہہ کہ اوسکی یہہ توصیف ایک
اون دونوں کی نسبت عثمان کے توبیخ کے مقام میں ہو بسبب واقع ہونے فتنونکی اوسکی خلافت میں اور مضطرب ہونے امر کے اوسپر
اور بسبب مستبد ہونے اوسکی اور اوسکے باپ کے اولاد کے بیت المال کو یہانتک کہ یہہ اوسکی طرف شہروں سے مسلمانونکی برانگیختگی
اور اوسکی قتل کا سبب ہوا اور اسپر متنبہ کیا اپنے اس قول سے وخلف الفتنة وذهب نقي الثوب قليل العيب اصاب خيرها
وسبق شرها اور اس قول سے - وتركهم في طرق متشعبة الخ - بالتحقيق اسکا مفہوم مخالف یہہ ہے کہ اس موصوف کے بعد
جو خلیفہ ہے وہ ان صفات کے اضداد کے ساتھہ متصف ہے واللہ اعلم - ۱۲ -

[2] میں کہتا ہوں بولتے ہیں لله بلاء فلان جسطرح کہتے ہیں لله دره اور لله ابوه اور یہہ مدح کا کلمہ ہے کہا گیا ہے کہ حضرت نے اس سے عمر کے
مدح کا ارادہ کیا ہے ۱۲ -

وقیل بعض الصحابة ممن جاهد فی دین الله والاود الاعوجاج والعمد مرض یاخذ الابل فی سنمها وهو مستعار لاٰمراض القلوب ومداواتها بالزواجر القولیة والفعلیة ونفاقه به کنایة عن طهارته من المطاعن والضمیر فی خیرها وشرها للخلافة وان لم یجر ذکرها لکونها معهودة او للفتن مذکورها والطرق المتشعبة طرق الفتنة انتهی بلفظه اب ہم بعد نقل عبارات علامہ ابن میثم بحرانی اہل انصاف سے امید کرتے ہین کہ خدا کے لیے تہوڑی سی تکلیف گوارا فرماکر تحفہ اثنا عشریہ کے اوس مقسم کو جو اس خطبہ کے متعلق ہے جسکی یہہ عبارت مذکورہ شرح ہی ملاحظہ فرماوین اور بعد اوسکے اوسکا جواب جو کچہہ علامہ کنتوری نے تحریر فرمایا ہے بغور دیکہین اور فرماوین کہ علامہ موصوف کا جواب صحیح ہے یا غلط۔ اسکا بیان مفصل تو مقتضی تطویل کو ہی مگر ہم مختصر واسطی رفع انتظار سامعین کے اسکو لکہتے ہین تاکہ علامہ کنتوری کا پایہ علم وتدین اور حضرت مجیب کا مبلغ فہم وانصاف واضح ہو جاوی مگر مناسب معلوم ہوتا ہی اول خلاصہ مطالب اس خطبہ کا نہایت اختصار کیساتھ بیان کرون۔ پس واضح ہو کہ ابن میثم کی اس شرح سے چند امور حاصل ہوی۔ (۱) تعیین مبہم لفظ فلان مین چند اقوال نقل کیے۔ اول سب سے یہہ لکہا کہ منقول یہہ ہے کہ لفظ فلان سے مراد عمر ہے اور ظاہر یہہ ہے کہ جب مطلق منقول ہوا بیان کیا ہے تو یہہ مراد ہوا تو منقول اصل مصنف شریف رضی جامع نہج البلاغت سے ہے۔ چنانچہ علامہ کنتوری نے مفتاح الکنوز المخفیہ سے جو حاشیہ منہیہ تحفہ اثناعشریہ کا شاہ صاحب علیہ الرحمۃ سے نقل کیا ہے کہ شارح ابن ابی الحدید کہتا ہے کہ فخار کہتا تہا کہ مین نے اوس نسخہ مین جو بخط رضی تہا۔ لفظ فلان کے نیچے عمر لکہا ہوا دیکہا۔ علامہ کنتوری کی عبارت یہہ ہے ۔ ونیز این قول او منقول ست بانچہ خود در حاشیہ آن از شرح ابن ابی الحدید کہ از جملہ قائلین بخلافت اصحاب

۱ے اور کہا گیا ہے کہ بعض صحابہ کو جنہون نے اللہ کے دین مین جہاد کیا تہا ارادہ کیا ہے اود اور کجی ہے اور عمد بیماری ہے جو اونٹونکی کوہانونمین پیدا ہوجاتی ہے اور دونکی بیماریونکی لیے مستعار ہی اور انکا علاج قولی اور فعلی زواجر کے ساتہہ ہی اور کپڑے کی صفائی ستہرائی اوسکی مطاعن سے پاک دامنی سے کنایہ ہے اور ضمیر خیرہا اور شرہا مین خلافت کیطرف ہی اگرچہ اوسکا ذکر نہین آیا بسبب اسکی معین ہونے یا اوسکی ذکر کے مقدم ہونے کی اور پراگندہ رستہ فتنونکی رستے ہین۔ ۱۲

ثلثہ ست نقل کردہ وبندہ عبارتہ وفلان المکنی عنہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ و
قد وجدت النسخۃ التی بخط الرضی ابی الحسن جامع نہج البلاغۃ وتحت
فلان عمر حدثنی بذلک فخار بن معد الموسوی الادیب الشاعر وسالت
عنہ النقیب ابا جعفر یحیی بن ابی زید العلوی فقال لی ھو عمر فقلت لہ اثنی
علیہ امیر المومنین ہذا الثناء فقال نعم واین قول ابن ابی الحدید کہ متضمن آنست کہ فخار
بن معد موسوی باو روایت کرد کہ در نسخہ نہج البلاغت کہ بخط سید رضی بود تحت لفظ فلان لفظ عمر بود
اگرچہ قول ناصبی را کہ متضمن بودن لفظ ابی بکر ست نقض میکند لیکن تصحیح میکند مذہب او را کہ مدح
عمر باشد۔ انتہی بقدر الحاجۃ۔ تو اس سے صاف معلوم ہوا کہ ابن میثم نے جو مطلق منقول ہونا لفظ فلان
۔ وعمر لکھا ہے تو شاید منقول اصل مصنف سے مراد ہے یا یہہ کہ یہہ منقول علماء مذہب ہے۔ یا منقول ائمہ
سے ہے بہر کیف کسی سے منقول ہو۔ علامہ کے نزدیک یہہ نقل قابل اعتماد و وثوق ہے۔ دوسرا
قول قطب راوندی کا نقل کیا اور فرمایا کہ منقول قطب راوندی سے یہہ ہے کہ مراد لفظ فلان سے
بعض اصحاب ہین جو حضرت کے زمانہ مین وقوع فتن سے پہلے وفات پا گئے۔ اور یہہ
قول شارح ابن میثم کے نزدیک قابل اعتماد نہین چنانچہ ہم اسکو ثابت کرینگے تیسرا قول ابن
ابی الحدید کا نقل کیا اور فرمایا کہ ابن ابی الحدید رح نے فرمایا ہے کہ کلام جناب امیر
مین اوصاف عشرہ مذکورہ ظاہر طور پر دلالت کرتے ہین کہ حضرت کے مراد مدح ایسے شخص کے
[illegible] جو حضرت سے پہلے ولی امر خلافت ہوا کیونکہ تقویم اعوجاج اور مداواۃ امراض بدون خلافت
متصور نہین اور وہ تین شخص ہین۔ ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ۔ لیکن عثمان مراد نہین ہوسکتے کیونکہ
اونکی سبب سے تشعب وانتشار فتن ہوا اور وہ فتنہ مین واقع ہوئی لہذا ابوبکر مراد نہین ہوسکتے کیونکہ

لہ اور لفظ فلان کا مکنی عنہ عمرؓ بن خطاب ہے اور پایا مین نے نسخہ ابو الحسن رضی جامع نہج البلاغت کی خط کا اور لفظ
فلان کے نیچے لفظ عمر تہا حدیث کی مجھسے فخار بن معد موسوی ادیب شاعر نے اور ابو جعفر یحیے بن ابی زید علوی نقیب سے
مین نے اسکو پوچہا تو اونسے مجھکو کہا کہ وہ عمر ہے مین نے اوسکو کہا کہ امیر المومنین نے اسقدر اوسکی ثنا کی اوس نے
کہا ہان۔ ۱۲

اونکی مدت خلافت بہت تہوڑی تہی اور اونکا زمانہ فتن سے بعید تہا تو اظہر یہہ ہی کہ مراد عمر ابن
(۲) علامہ ابن میثم کے نزدیک یہہ تو مسلم تہا کہ موصوف ان اوصاف کا وہ شخص ہے جو حضرت
امیر سے پہلی والی امر خلافت ہوا جیسا کہ ابن ابی الحدید لکہتا ہی اور یہہ بہی فیما بین شارح ابن میثم
اور ابن ابی الحدید کے متفق علیہ ہی کہ عثمان مراد نہین ہے اور یہہ بہی باہم متفق علیہ ہی کہ اس شخص
ممدوح ان مدائح عالیہ کے ہین لیکن تعیین مین اختلاف ہی کہ دونوں مین سے کون مراد ہین ابن ابی الحدید
کہتا ہے اظہر یہہ ہی کہ عمر مراد ہین کیونکہ صدیق بسبب قصر مدت اور بعد عن الفتن کے مراد نہین ہو سکتی
شارح ابن میثم نے اوسکی جواب مین فرمایا کہ مین کہتا ہوں۔ جناب امیرؑ کا ادن اوصاف کے لیے
ابوبکر کو ارادہ فرمانا بہ نسبت عمر کے اشبہ بحق ہے کیونکہ جناب امیر نے خطبہ شقشقیہ مین اون
امور کے جو خلافت عمرؓ مین واقع ہوئی مذمت کی ہے تو پہر ان اوصاف عالیہ کے مصداق
وہ خلافت و خلیفہ نہین ہو سکتی۔ اس سے یہہ بہی معلوم ہوا کہ خطبہ شقشقیہ مین خلافت
صدیقی کی نسبت ایسی مذمت نہین فرمائی جو معارض ان اوصاف کے ہو۔ پس ابن میثم کے
اس تقریر سے واضح ہوا کہ جو قطب الاقطاب شیعہ نے منصوبہ گہڑا تہا وہ اوسکی نزدیک قابل
اعتبار نہین اور اوسکی نزدیک صحیح یہہ ہے کہ لفظ فلان سی خلیفہ مراد ہے اور خلفا مین بہی
صالح خلیفہ صدیقؓ مراد ہین (۳) بعد تعیین مبہم کے علامہ موصوف نے اوصاف عشرہ کو
ایک ایک کرکے گنا اور بشرح و بسط سبکو بیان کیا۔ (۴) شرح اوصاف مین اس امر کو
واشگاف کردیا کہ موصوف ان صفات کا بجز خلیفہ کے دوسرا کوئی شخص موصوف ان
صفات کا نہین ہو سکتا۔ کیونکہ بعض اوصاف کے مطلب کو اسطرح بیان کیا کہ جنکا مصداق
خلیفہ ہی ہو سکی۔ اول قوم الاود کے معنی کو بیان کیا کہ ھو کنایۃ عن تقویمہ لاعوجاج الخلق
عن سبیل اللہ الی الاستقامۃ فیہا یعنے تقویم اود کے کنایہ ہی خلق کے کجی کو خدا کے
راہ سی سیدہا کرنا اور راستی کیطرف لانا اور ظاہر ہے کہ یہہ مخصوص خلیفہ ہی کے ساتھ ہے
دوسرا وصف مداوات امراض نفسانیہ کے مواعظ بالغہ اور زواجر قارعہ قولیہ فعلیہ کے ساتھ

یہہ بہی امام ہی کے ساتہہ مختص ہے۔ تیسرا سنت کا خلق مین قائم کرنا اور خود بہی اوسپر عمل کرنا
خلیفہ ہی کا کام ہے۔ چوتہا اوسکی حسن تدبیر سے فتن کا واقع نہونا امیر کا ہی منصب ہے ساتوان
وصف اصابتہ خیرہا وسبق شرہا شارح کہتا ہے کہ دونو ضمیرین خیرہا اور شرہا مین خلافت کیطرف
راجع ہین اور اصاب خیرہا سے مراد یہہ ہے کہ اوسنے حاصل کیا اوس چیز کو جو خلافت مین مقصود ہے
یعنے اوسنے عدل وانصاف کیا اور خدا تعالے کے دین کو قائم کیا جسکے سبب سے ثواب جزیل آخرت مین
اور شرف جلیل دنیا مین حاصل ہوتا ہی اور سبق شرہا سے مراد یہہ ہے کہ پہلے اس سے کہ خلافت مین
فتن واقع ہون اور خلافت کیوجہ سے خون ریزی ہو فوت ہو گیا یعنے اوسکی خلافت مین کوئی
فتنہ نہین ہوا اور خلافت ظلم وعدوان سے پاک صاف رہی۔ اب بعد اس شرح وبسط کے
ایسا کون شخص ہے جسکو اس مین تامل ہوگا کہ علامہ ابن میثم کے نزدیک صحیح یہہ ہی ہے۔ کہ
موصوف ان اوصاف کا وہ شخص ہے جو جناب امیر سے پہلے متولی امر خلافت ہوا اور کس کو یہہ تصریحات
دیکھکر اسمین شک باقی رہیگا کہ ابن میثم کے نزدیک قطب راوندی کا قول غلط ہی شرح اوصاف
مذکورہ سے مثل آفتاب روشن ہوگیا کہ ابن میثم کی رای مین لفظ فلان مراد احد من الشیخین رض سے ہی
اور قطب راوندی کا قول ہرگز قابل اعتبار کے نہین (۵) بعد شرح اوصاف کے جب ابن میثم
نے سمجہا کہ موصوف ان صفات کا لامحالہ احد الخلیفتین قرار پاے اور اونکی ان اوصاف کے
ساتہہ موصوف ہونے سے مذہب تشیع درہم وبرہم ہوا جاتا ہے تو اسنے اسکو سوال وجواب کے
پیرایہ مین اوس مضمون کو ادا کیا اور کہا کہ اسجگہ شیعہ نے سوال وارد کیا ہے وہ یہہ کہ یہہ تعریف
وتوصیف جو جناب امیر نے ابوبکر یا عمر کے فرمائی ہے ہماری اوس اجماع کے مخالف ہی
جو کہ ہمنے اونکی نسبت غصب خلافت اور تخطیہ مین منعقد کر رکہا ہی۔ پس یا تو یہہ کلام جناب
امیر کا کلام نہین ہے یا ہمارا اجماع واتفاق غلطی اور خطا پر ہے اسکے بعد اسکے جواب نقل
کئے۔ لیکن چونکہ شارح کی رای مین قابل اعتبار نہتے اسلئے اونکو شیعہ ہی کیطرف منسوب کرکے
اور شیعہ کی گردن پر دہر کر فرمایا کہ شیعہ نے اسکے دو جواب دیے ہین پہلا جواب تو یہہ ہی کہ جناب

کہ جناب امیر نے یہہ تعریف و توصیف معتقدین صحت خلافت شیخین کے اصلاح اور اونکی قلوب کو اپنی طرف کہینچنے کے غرض سے فرمائی ہو دوسرا جواب یہہ ہے کہ جائز ہے کہ یہہ شرح توبیخ عثمان کے غرض سے بطور تعریض بیان فرمائے ہو کہ اونکی ایام خلافت مین فتنے اوٹہی حاصل یہہ ہوا کہ جو شخص موصوف بہذہ الصفات کے بعد متولی خلافت ہوا وہ ان صفات کی اضداد کے ساتہہ متصف ہے اہل علم و دانش و عقل و انصاف ان جوابون کو معلوم کرسکتے ہین کہ غلط ہین یا صحیح وانکی شبہ رفع ہوسکتا ہے یا نہین افسوس کہ ہمکو اختصار مد نظر ہے اور خوف تطویل دامنگیر ورنہ ہم ان جوابون کے اور انکی قائلین کے بدلائل قلعی اہولتے۔ بہرکیف اگر فہیم ہو تو اس سوال و جواب سے ہی یہہ بات ثابت ہے کہ شارح بحرانی کے نزدیک یہہ مدح مخصوص احد الخلیفتین کے ساتہہ ہے اور اس سے یہہ ہی ثابت ہوا کہ یہہ سوال ہی امامیہ بلکہ اثناعشریہ کیطرفسے ہے اور جواب ہی اونہین کیطرفسے ہے کیونکہ قاعدہ ہے جب مطلق شیعہ بولا جائیگا تو اوس سے فرقہ اثناعشریہ مراد علی الخصوص جبکہ اطلاق کرنیوالا خود شیعی ثکلوۃ کا ہے تو اوسوقت قطعًا لفظ شیعہ کے اطلاق سے اثناعشریہ مراد ہونگی تو اس سے بخوبی ثابت ہوا کہ احد الخلیفتین کا ممدوح جناب امیر بایین اوصاف عشرہ عالیہ ہونا اور اعتراض وارد ہونا اور جوابات کا دیا جانا یہہ سب مذہب امامیہ اثناعشریہ پر ہے۔ جبکہ ناظرین خطبہ کی شرح جو ابن میثم نے فرمائی ہے دیکہہ چکی اور اوسکی شرح الشرح جو بطور بیان مطالب ہمنے گذارش کی تہی وہ ہی ملاحظہ فرما چکی تو اب ہتوڑی سی گذارش یہہ ہی سن لیجیے کہ شاہ عبد العزیز صاحب تحفہ اثناعشریہ سو نے اسکی نسبت جو کچہہ تحریر فرمایا مختصرا اوسکو ہی ملاحظہ فرمائیے اور اوسکی جواب مین علامہ کنتوری نے جو کچہہ زبان درازی اور ہٹ دہرمی اور حق پوشی جوش عناد و تعصب مین فرمائی اوسکو ہی ذرا توجہ فرما کر دیکہیے بعد اوسکی لله انصاف سے فرمائین کہ علامہ کنتوری کا فرمانا حق و صواب ہے یا محض حق پوشی و معاداۃ اصحاب ہے علامہ موصوف بجواب تحفہ فرماتے ہین (قولہ) و ہمچنین شارحین نہج البلاغت از امامیہ

در تعیین فلان اختلاف کرده اند بعضی گفته اند که مراد ابوبکر ست و بعضے گفته اند عمر الخ (قولنا) ان ہذا الا افک مبین ازین ناصبی باید پرسید که کدام شارح امامیه گفته که مراد ابوبکر یا عمر ست وحال آنکه قبل از ابن ابی الحدید غیر از قطب راوندی کسی بشرح این کتاب شریف نپرداخته چنانچه ابن ابی الحدید در اول شرح خود گفته ولم یشرح هذا الکتاب قبلی فیما اعلم الا واحد وهو سعید بن هبة الله بن الحسن فقیه المعروف بالقطب الراوندی وکان من فقهاء الامامیة انتهی الخ ناظرین اس عبارت کو جو کستوری نے لکھی ذرا شرح ابن میثم کی عبارت سے مطابق کریں اور پھر کستوری صاحب کے دین و دیانت کا تماشا دیکھیں اور علامہ کستوری نے جو عبارت کہ لفظ حالانکہ سے لکھی ہے اوسکا مطلب تو اولیاء دولت ہی سمجھے ہونگی کہ اونکی علامہ یہہ کیا بے تکی فرمانے لگی (قوله) درین عبارت سراسر بشارت ابوبکر است به وصف موصوف نموده الخ - (قولنا) ثبت العرش ثم انقش اول این معنی باثبات باید رسانید که مراد از لفظ فلان درین کلام ابوبکر ست بعد از آن باین اوصاف اثبات فضل ابوبکر باید نمود (قوله) عمده توجیهات نزد ایشان ہمنست که آنجناب گاه گاه اوصاف دہائح شیخین بنا بر استجلاب قلوب ناس و استمالت رعایائی خود که خیلے معتقد حسن سیرت شیخین وانتظام امور دین در عہد ایشان بودند میفرمود (قولنا) این ادعا کذب محض ست احتیاج این توجیهات شیعه را وقتی مے افتاد که در کتب شیعه بجای لفظ فلان لفظ ابوبکر موجود می بود وچون لفظ ابوبکر در کتب شیعه موجود نیست ایشانرا احتیاج هیچ یک از توجیهات نیست پس آنچه ناصبی بعد تقریر این توجیهات از ہذیانات خود سر کرده از جهت ابتناء آن بر فاسد از قبیل بناء الفاسد علی الفاسد باشد (قوله) وبعضی از امامیه چنین گفته که غرض حضرت امیر توبیخ عثمان و تعریض برو بود که بر سیرت شیخین نرفت و فتنه و فساد در زمان او بسیار واقع شد (قولنا هیچ یک از امامیه این توجیه نکرده مگر ابن ابی الحدید در شرح این کلام این مقاله را بطرف جارودیه که از فرق زیدیه ست نسبت داده چنانچه

لغتہ ولما الجارودیۃ من الزیدیۃ فیقولون انہ کلام قالہ فی امر عثمان اخرجہ مخرج الذم لہ و
النقص لاعمالہ - الخ - اب اہل دانش و انصاف سے اتنی التماس ہے کہ حضرت کنتوری
صاحب کے ان اقوال کو شرح ابن ہیثم سے ملا کر دیکھین پھر اگر خود حضرت کنتوری کا بھی
فرمانا محض کذب اور افک مبین ہو تو انکی دیانت و انصاف پر فاتحہ خیر پڑہین - بعد اسکی
جو کچھہ ہمارے فاضل مجیب نے انصاف کے آنکھونپر پٹی باندہ کر علامہ کنتوری کے اقوال کاذبہ
کی تصدیق کی ہے اسکی کیفیت ملاحظہ ہو اول فرماتے ہین کہ عبارت ابن ہیثم کی مصدق
قول مفتی صاحب کی بھی اور اس سے صاف و صریح معلوم ہوتا ہے کہ حدیث علی مین لفظ فلان ہے
حضرت مجیب جواب تو لکہنے بیٹھے مگر یہہ خبر نہین کہ کس اعتراض کا جواب دے رہے ہین اور کس
دلیل کو باطل کر رہے ہین یہہ کس نے کہا ہے کہ یہہ دلیل اس امر کے ثبوت کیلیے ہے کہ حدیث
مین بجائے لفظ فلان کے لفظ ابو بکر ہے پس آپ بھی اپنے علامہ کنتوری کیطرح بے تکی
فرمانے لگے اور اگر یہہ اسکی بھی دلیل ہے تو بانضمام اس کے ہے کہ جب فاضل متبحر کے نزدیک
اشتباہ بحث یہہ ہوا کہ لفظ فلان سے مراد ابو بکر ہین اور ظاہر ہے کہ جناب امیر جیسا فصیح و
بلیغ ہرگز ایسی عبارت مبہم نہین کہہ سکتا کہ اسکو آپکے قطب الاقطاب جیسے دین و دیانت
والے غیر محمل پر محمول کرین اور مقصود سے بعید لیجاوین تو اس صورت مین مجیب کے
کلام جواب کی صلاحیت نہین رکھتے - دوسری خطا یہہ کہ فرماتے ہین کہ لیکن ارادہ لفظ
فلان سے کس کو کیا ہے آیا ابو بکر مراد ہے یا عمر مراد ہے - جیسا کہ ابن ابی الحدید نے
نقل کیا ہے - ہرگز ابن ابی الحدید سے ابن ہیثم نے نقل نہین کیا ہے کہ ابو بکر مراد ہے یا عمر
بلکہ یہہ نقل کیا ہے کہ وہ کہتا ہے کہ مراد خلیفہ ہے لیکن عثمان مراد نہین ہو سکتا اور ابو بکر
بھی مراد نہین ہو سکتے تو عمر مراد ہونگے - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپنے بھی مثل اپنے علامہ
کنتوری کی شرح ابن ہیثم کو ملاحظہ نہین کیا - تیسری غلطی یہہ ہے کہ فرماتے ہین
یا کوئی شخص دیگر مراد ہے جیسا کہ ابتدا مین قطب راوندی سے نقل کیا ہے یہہ بھی محض کذب ہے

ہرگز ابتدا مین قطب راوندی کا قول نقل نہین کیا بلکہ اول اونہی لکھا ہے والمنقول ان المراد
بفلان عمر اس سے ہی معلوم ہوتا ہے کہ آپنے شرح ابن میثم کو نہین دیکھا اور اگر ابتدا اضافی
مراد ہے تو قطع نظر اس سے کہ مفید نہین عبارت لاحقہ کی مخالف ہے۔ چوتھی خطا یہ ہے
کہ فرماتے ہین کہ غرض ابن میثم کی اول نقل کرنے قول قطب راوندی سے یہہ ہے کہ اولاً مسلم
کہ ابو بکر و عمر مراد ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپکی نزدیک اولیہ اور ابتدا حقیقی مراد ہے
نہ اضافی حالانکہ یہہ محض دروغ ہے چنانچہ ہم عرض کر چکے کہ قطب راوندی کا قول ابن میثم نے
ابتدا مین نقل نہین کیا۔ علاوہ ازین صرف نقل اقوال سے یہہ غرض پیدا نہین ہوسکتی جبتک
کہ کوئی دلیل دلالت نکرے اور دلیل مین جب نظر کیا جاتا ہے تو اوسکی خلاف پر دلالت کرتے
ہیں اور ہوید ہے کہ قول ابن ابی الحدید کا صحیح ہے اور قول قطب راوندی غلط کیونکہ قول
ابن ابی الحدید ایکی مستحکم دلیل کے ساتھ ذکر کیا ہے جسکا رفع ہونا محال ہے وہ یہہ کہ اوصاف
مذکورہ صاف دال ہین کہ موصوف ان صفات کا کوئی ایسا شخص ہے جو جناب امیر سے
پیشتر متولی امر خلافت ہوا اور یہہ امر اوصاف سے ایسا صاف واضح ہے کہ ہر شخص جسکو ذرا سی
بھی فہم ہوگی سمجھ لیگا کہ سوائے خلیفہ کے کوئی دوسرا شخص موصوف ان صفات کا نہین
ہوسکتا چنانچہ ہماری شرح اوصاف سے بخوبی ثابت ہے اور قول قطب راوندی کا اسدرجہ
ابہام و اہمال مین ہے کہ کوئی عاقل اوسکو قبول و تسلیم نہین کرسکتا اول تو خود اوصاف ہی
اوس سے ابا کرتے ہین پھر کوئی وجہ نہین کہ جناب امیر اوسکو بطور کنایہ بیان فرماوین اور نہ
ایسا شخص جو ایسے اوصاف کے ساتھ متصف ہو اسقدر گمنام ہوسکتا ہے کہ اوسکو کوئی نجانے
اور آپکے قطب صاحب بھی بس اسیقدر فرماوین کہ کوئی شخص صحابہ مین سے تھا جو قبل
وقوع فتن وفات پاگیا۔ اس سے تو بہتر یہہ تھا کہ آپکے قطب الاقطاب و غوث الاغواث
آپکے صحابہ مقبولین مین سے مثل مقداد و عمار و ابوذر وغیرہ کے کسیکا نام فرما دیتے اور ہم
ثابت کر چکے ہین کہ ابن میثم کے نزدیک قطب راوندی کا قول قابل اعتبار نہین۔ پس ایسے

پہلے قول کو بلا دلیل دوسرے اقوال مدللہ کا مبطل سمجھنا ہماری فاضل مجیب ہی کی شایان
شان ہے۔ معہذا اگر اول بیان کرنا کسی قول کا دلیل اس امر پر ہو کہ اقوال لاحقہ باطل ہین
تو سب سے اول ابن میثم نے لکہا ہے والمنقول ان المراد بفلان عمر۔ تو حسب قاعدہ مسلمہ
مجیب کے لازم آتا ہے کہ یہہ قول اس غرض سے ابن میثم نے اول بیان کیا ہو کہ تغلیط و تکذیب
قطب راوندی کی فرماوی اور فی الواقع ایسا ہی ہے کہ مقصود تکذیب راوندی ہے کیونکہ
بعد اوسکی پہلے قول کا موید ابن ابی الحدید سے نقل کیا تو قطع نظر اس سے کہ اول بیان
کیا تہا کہ مراد لفظ فلان سے عمر ہے جو مبطل قول راوندی ہتا اوسکی موید دوسرا قول ابن
ابی الحدید کا نقل کیا تو دو نقلین اسپر متفق ہوگئیں کہ مراد عمر ہے اور قطب راوندی کا قول قطعاً
باطل ہوا۔ پانچوین خطا یہہ ہے کہ اعتراف کیا ہے کہ ابوبکر یا عمر کا مراد ہونا علی سبیل التنزل ہے
حالانکہ کوئی قرینہ اسکے تنزلی ہونے پر دلالت نہین کرتا بلکہ سابق مین کوئی قول جو اس
امر پر دلالت کرتا ہو کہ مراد ابوبکر ہی نہین ہے بلکہ اقوال سابقہ یا اس امر پر دال ہین کہ مراد
عمر ہین اور یا اسپر دلالت کرتے ہین کہ رجل من الصحابہ مراد ہے دو قول امر اول پر دال ہین اور
ایک قطب راوندی کا قول امر ثانی پر پس یہہ کہنا کہ ابن میثم نے علی سبیل التنزل کہا ہے
سراسر غلط ہے۔ چہٹی خطا یہہ ہے کہ فرماتے ہین کہ ابن میثم نے یہہ قول الزاماً ابن ابی الحدید
کی رد کی لئے لکہا ہے نہ یہہ کہ واقعی شارح اس قول کے قائل ہین۔ کیونکہ جیسا اس قول سے
ابطال قول ابن ابی الحدید ہوا اوس سے زیادہ تردید قول آپکے قطب الاقطاب کی ہوئی
جو بزعم جناب شارح کے پسندیدہ تہا اسلیے کہ جو خرابی و مصیبت کہ مذہب تشیع پر عمر کے
مراد ہونے سے واقع ہوتی ہے وہ ہی مصیبت و خرابی ابوبکر کی مراد ہونے سے واقع ہوگی اور وہ
مثل مشہور صادق آگئی۔ فر من المطر و وقف تحت المیزاب تو یہہ عجب الزام ہے
کہ جو الزام ابن ابی الحدید کو دیا تہا وہ اپنے سر پر لے لیا اگر بالفرض ابن ابی الحدید
کو الزام دینا تہا تو راوندی کے قول کے دلیل کے ساتہہ تائید کرتے لیکن اوسکو درجہ اہمال کے

نکالتے علاوہ ازین اگر شارح نے یہہ قول محض الزاما فرمایا ہے اور خود اسکا قائل نہین ہے
تو پہر شرح اوصاف مین کیون اون معنے کو ملحوظ رکہا اور کیون اوسکی ہی موافق شرح کی
اور اشارہ شرح مین راوندی کے قول کے طرف کیون اشارہ تک بہی نکیا پہر بعد اوسکے
جو سوال لکہا وہ بہی اسی قول کے موافق لکہا اور جو جوابات دیئے وہ بہی اسی قول مطابق
تو اس سے صاف معلوم ہوا کہ شارح کے نزدیک راوندی کا قول تو قطعاً غلط ہے پس
مراد لفظ فلان سے کوئی خلیفہ ہے اور وہ شارح کے نزدیک راجح یہہ ہے کہ ابوبکر ہے قطع
نظر اس سے ابن میثم نے اپنے مختصر شرح مین جو شرح کبیر کے بعد ۶۸۱ھ مین تالیف کی
ابن ابی الحدید کے اور اپنے قول کو ترک کردیا اور صرف یہہ لکہا قیل اراد بہ عمر وقیل بعض
الصحابہ ممن جاہد فی دین اللہ اور اسمین بہی پہلے اوسی قول کو ذکر کیا جو موافق ابن ابی الحدید
کے تہا تو اس سے صاف معلوم ہوا کہ باعتبار نقل کے ابن ابی الحدید کا قول نہایت قوی ہے
لیکن عقل کے راہ سے راجح یہہ ہے کہ مراد ابوبکر ہون جسکو شرح کبیر مین بعد نقل قول ابن ابی الحدید
ذکر کیا لیکن چونکہ قوت نقل کو رجحان ہے اسلیے مختصر مین اوسکو ترک کردیا اور ابن ابی الحدید
کے قول کو مختصراً ذکر کیا سو یہہ کہنا کہ شارح نے یہہ قول الزاما فرمایا ہے نہ یہہ کہ خود اسکا
قائل ہو سراسر خرافات ہے سیاق عبارت صریح اسکی مکذب ہے افسوس کہ علامہ کنتوری نے
تو شرح ابن میثم کو نہ دیکہا تہا ہمارے مجیب نے بہی تو نہ دیکہا **قولہ** اور دلیل اسکی یہہ ہے
کہ جو وجہ عدم تطبیق فلان بر عمر بیان کی ہے وہ ابوبکر پر بہی صادق ہے یعنے حضرت امیر نے
خطبہ شقشقیہ مین اگر عمر کی مذمت کی ہے تو ابوبکر کی بہی مذمت کی ہے۔ **اقول**
ابن میثم نے جو وجہ عدم تطبیق فلان کی بیان کی ہے اور اسکو وجہ ترجیح ابوبکر قرار دی ہے اگر بالفرض
وہ عمر پر بہی صادق آتی ہے تو وہ وجہ باطل ہے اور وہ ہرگز وجہ ترجیح کے نہین ہوسکتی
اور جب وہ باطل ہوئی اسلئے وجہ ترجیح نہین ہوسکتی تو اوسکا الزام ہونا بہی باطل ہوا کیونکہ
جو دلیل فی نفسہ باطل ہو وہ کیا الزام کی صلاحیت رکہہ سکتی ہے پہر اوسکی نسبت ہماری

فاضل کا یہہ فرمانا کہ یہہ الزام ابن ابی الحدید کے روکی لینی ہے اور اوس کے غلط ہونے کو
اوسکی الزام ہونے کی دلیل قرار دینا حضرت کے کمال ہی خوش فہمی پر دلالت کرتا ہے علاوہ
ازین خطبہ شقشقیہ کے دیکھنے سے واضح ہے کہ خطبہ شقشقیہ مین ابوبکر صدیق رض کے اون امور کے
نسبت جو خلافت مین واقع ہوئی مذمت مذکور نہین ہے اور عمر فاروق رض کی نسبت ایسی امور کی
شکایت سروی ہے تہوڑی سے عبارت خطبہ شقشقیہ کی بہی ملاحظہ ہو۔ ومن خطبة له
عليه السلام وهي المعروفة بالشقشقية والمقمصة اما والله لقد تقمصها فلان[ا]
وانه ليعلم ان محلي منها محل القطب من الرحى ينحدر عني السيل ولا يرقى الي
الطير فسدلت دونها ثوبا وطويت عنها كشحا وطفقت ارتاي بين ان اصول بيد جذاء
او اصبر على طخية عمياء يهرم فيها الكبير ويشيب فيها الصغير ويكدح فيها مومن حتى يلقى ربه فرايت
ان الصبر على هاتا احجى فصبرت وفي العين قذى وفي الحلق شجى ارى تراثي نهبا
حتى مضى الاول لسبيله فادلى بها الى فلان بعده ثم تمثل بقول الاعشى شتان ما يومي
على كورها ويوم حيان اخي جابر فيا عجبا بينا هو يستقيلها في حياته اذ عقدها لاخر بعد وفاته
لشد ما تشطرا ضرعيها فصيرها في حوزة خشناء يغلظ كلمها ويخشن مسها ويكثر العثار فيها والاعتذار
منها فصاحبها كراكب الصعبة ان اشنق لها خرم وان اسلس لها تقحم فمني الناس لعمر الله
بخبط وشماس وتلون واعتراض فصبرت على طول المدة وشدة المحنة انتهى بقدر الحاجة

[ا] خدا کی قسم بتحقیق فلان شخص نے بند خلافت کا قمیص مین لیا اور وہ خوب جانتا تہا کہ میرا مرتبہ خلافت مین وہ ہی جو کلی کا چکی مین ہے (یعنے مین مرکز خلافت ہون) مجہسے دریا بہتے ہین اور مجہہ تک کوئی پرندہ نہین اوڑ سکتا پہر مینے خلافت کے درمیان مین پردہ چہوڑ دیا اور اوس سے پہلو تہی کی۔ اس باب مین متامل تہا کہ یا تو بغیر عصو دست کے حملہ کرون یا ایسی اندہیری کے پر جسمین بڑی عمر والا بڈہا ہو جاتا ہے اور بچہ بڈہا ہو جاتا ہے صبر کرون۔ آخر یہہ راے قرار پائی کہ صبر اس پر قرین عقل ہے پس مینے صبر کیا حالانکہ آنکہہ مین تنکا اور حلق مین غم کے گرفتگی تہی کہ اپنی میراث کو لٹتا دیکہتا تہا یہانتک کہ پہلے نے اپنے راہ لی اور اوسکو اپنی بعد فلان کیطرف ڈال گیا پہر اعشی کا قول پڑہا۔ بڑا فرق ہے اوسدن مین جسمین اونٹنی کے کوہان پر ہون اور اوسدن جسمین جابر کے بہائی حیان کا ندیم ہون پس ای ہوکو تعجب ہے کہ وہ اپنی زندگی مین خلافت سے استعفا دیتا تہا اچانک اپنے مرنے کے بعد دوسری کے لیے اوسکی گرہ بندی کر گیا۔ سخت مصیبت مین جسکا زخم کہرا ہے اور مس کہردرا ہے اور لغزش اور اوس سے عذر بہت ہی خلافت کے پاکو نکا حصہ لیسنا نہایت دشوار ہوا ہے خلافت کا صاحب مثل سانڈنی زور اونٹنی کے سوار کے ہی اگر مہار کہینچے تو ناک پہٹ جاتی ہاور ڈہیلی چہوڑ دی تو ز ہو مین گرن . . . . رب اور اختلاف اور بے رہی مین مبتلا ہو گی۔ آخر مینے مدت کی درازی و محنت کی

——— عاقل اس عبارت مین تامل فرماوے کہ ابن میثم نے جو لکہا ہے اقول ارادتہ لابی بکر اشبہ من ارادتہ لعمر لما ذکرہ فی خلافۃ عمر و ذمہا بہ فی خطبتہا المعروفۃ بالشقشقیہ۔ اس عبارت سے کیسا صاف واضح ہے اوسکی نسبت فرماتے ہین کہ غلیظ الکلم خشن المس ہے اور اوسمین بکثرت لغزش ہے اور اوسکی وجہ سے لوگ خبط اور شماس اور تلون اور اعتراض مین مبتلا ہو گئے اور خلافت صدیقی کے اندر کوئی برائی اور قباحت ذکر نہین فرمائی اور اسی کیطرف ابن میثم نے اشارہ کیا ہے اور فرمایا کما سبقت الاشارۃ الیہا افسوس کہ نہ آپ نے شرح ابن میثم کو ملاحظہ فرمایا اور نہ خطبہ شقشقیہ کو دیکہا اور یون ہی آپ کچہہ سے کچہہ فرمانے لگے مگر آپ فرمادین گے۔ کہ مین تو فارسی خوان تہا مین خطبہ شقشقیہ کو جسمین لغات وحشیہ غیر مانوسہ بہری ہوئی ہین اور شرح ابن میثم کو جو بزبان عربی ہے کیونکر دیکہہ سکتا تہا پس آپکا بطور اٹکل کی فرمانا کہ اگر عمر کے مذمت اوسمین ہے تو ابوبکر کے بہی ہے اس بنا پر ہے کہ نہ آپنے شرح ابن میثم کو دیکہا اور نہ نہج البلاغت کہولکر دو چار سطرین خطبہ شقشقیہ کے پڑہی سو اسکو بہی آپنے دیانت و انصاف کرکے مدین درج فرمایئےگا زیادہ تو کیا عرض کرون۔ **قولہ** بلکہ بنظر دقیق مرشدہی کہ یہہ کلام بمقام استہزا و تمسخر مین ہے کہ عمر تو نہین میرے نزدیک تو ابوبکر اس سے مراد ہے کیونکہ عمر کے خطبہ شقشقیہ مین حضرت نے مذمت فرمائی ہے گویا تتمہ اسکا یہہ ہے کہ اگر ابوبکر کے وہان بہی مدح کے ہے تو یہان بہی مدح کی ہے

اقول جب مین دیانت اور فہم و انصاف کا یہ حال ہے تو جو چاہین فرمائین نہ کتاب کو دیکہین نہ سیاق و سباق عبارت کو ملاحظہ فرمائین خدا کے لئے کوئی شخص اہل انصاف سے ہمارے فاضل مجیب کے اس جواب کو عبارت نہج البلاغت سے مطابق کرکے دیکہے اور حضرت کو اونکی فہم و انصاف و دیانت کی داد دیوے۔ جن حضرات کی نظر دقیق کی یہہ کیفیت ہو جسکو اپنا مرشد اور ہادی بنا رکہا ہے تو وای بر حال اوس نظر کے جو کہ محض سرسری ہوگی تعجب آتا ہے کہ اگر ابن میثم کو ابن ابی الحدید کے ساتہہ استہزا و تمسخر منظور تہا تو اوسکی قول مین سے

عثمان کو کیون اختیار نکیا بلکہ اگر عمر کے مراد لینے کا استہزار کرنا مقصود تھا تو بمقابلہ اوسکے امیر معٰویہ کو ذکر کیا ہوتا کہ میرے نزدیک عمر تو مراد نہین کیونکہ خطبہ شقشقیہ مین انکی مدت کی ہے امیر معٰویہ مراد ہین تو استہزا نہایت درست ہوتا اور جب ابوبکرؓ بہ نسبت عمرؓ کے تمہارے نزدیک بھی بہتر ہین کہ بزعم شیعہ جو تکالیف و مصائب کہ اہلبیت کو خلافتین اولیین مین عمرؓ کے ہاتھ سے پہنچی ابوبکرؓ کے ہاتھ سے اوسکا عشر عشیر بھی نہین پہنچا تو ایسی حالتمین ابوبکرؓ کی مراد ہونے کو استہزا و تمسخر پر محمول کرنا سراسر خلاف عقل سلیم ہے۔ علاوہ ازین واضح رہے کہ شارح ابن میثم نے اپنے شرح کے ابتدا مین وعدہ موکد با یمان غلاظ یاد کیا ہے کہ اس شرح مین بجز حق لکھے کچھہ نہ لکھونگا تو کیا وہ وعدہ یہان فراموش ہوگیا کہ خلاف حق ابوبکر کے مدح کے قائل ہوگئے۔ اور کہانتک تمسخر اور استہزا سمجھیگا۔ شارح ابن میثم نے دوسری جگہ نقل کیا ہے کہ جناب امیر نے جناب شیخین کے نسبت بجواب خط امیر معٰویہ کے تحریر فرمایا۔ ولعمری ان مکانہما فی الاسلام لعظیم وان المصاب بہما فی الاسلام لجراح شدید۔ گویا یہہ تمام حصہ شرح ان دو جملونکی ہے چنانچہ ہم پہلے عرض کرچکے ہین پس اگر یہان تمسخر و استہزا ابن ابی الحدید کی ساتھہ ہے تو وہان کس کے ساتھہ تمسخر فرمایا جو ایسی جامع تعریف فرمائی اور نیز کہین رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سمع و بصر سے تشبیہ دی گئی کہین نوحؑ و ابراہیمؑ مماثل کیے گئے تو کیا یہہ سب آپکی روایات تمسخر اور استہزا ہی ہین۔ حضرت میر صاحب یہہ تمسخر اور استہزا نہین ہے بلکہ خود آپ مصداق اس آیت شریفہ کے ہین اتخذتموھم سخریا حتی انسوکم ذکری خدا تعالےٰ آپکی دیدہ بصیرت کہولدے اور آپ پر حقیقت الامر منکشف اور واضح فرمادی تو آپکو معلوم ہو کہ یہہ واقعی مدح ہے یا تمسخر اور ہر خوارج جسقدر اوصاف و محامد جناب امیر رضی اللہ عنہ کے نسبت مروی ہوئی ہین اسیطرح خرافات دلائل سے باطل کرتے ہین اور تمسخر و استہزا مین اوڑاتے ہین اور ہر آپ حضرات ہین کہ شیخین کے محامد و فضائل کو تمسخر اور استہزا پر محمول فرماتے ہین ہمارے نزدیک وہ بھی جہوٹے ہین اور آپ بھی اپنے دعوی مین سچے نہین

پس راہ نجات اور صراط مستقیم وہی ہے جو افراط و تفریط کے درمیان ہو اور وہ بحمد اللہ اہلسنت کا
طریق قویم ہے اللھم علیہ احیننی وعلیہ امتنی وفی زمرتہم احشرنی یوم یبعثون
قولہ خصوصًا ابن ابی الحدید کے مقابلہ میں کہ وہ قائل خطبہ شقشقیہ کا ہے اور کہتا ہے
کہ وہ بے شک کلام حضرت امیر علیہ السلام ہے اول سے آخر تک اور اوسمین مذمت ثلثہ موجود ہے
ایک جگہ مذمت کرنا اور دوسری جگہ اسکی مدح کرنا صریح تناقض ہے اور بمقابلہ ابن ابی الحدید الزاما
بہت ٹھیک ہے۔ **اقول** اگر شارح ابن میثم کا یہہ مقصود تھا کہ ابن ابی الحدید کو الزام
دیویں تو صریح کہنا چاہیے تھا کہ یہہ غلط ہے اور مخالف خطبہ شقشقیہ کے ہے جسکو ابن ابی الحدید
نے کلام جناب امیر کا تسلیم کر رکھا ہے اور نیز واجب تھا کہ ابن ابی الحدید کی دلیل کا جو اسنے وہ کے
مراد ہونی میں بیان کی ہے اول جواب دیتا جب اوسکو باطل نہیں کیا اور اوسکی دلیل کا جواب
نہیں دیا بلکہ بیان اوصاف میں اوسکی موافق اون اوصاف کا مصداق خلیفہ کو قرار دیا
تو اسکو کیونکر الزام پر محمول کیا جا سکتا ہے علی الخصوص جبکہ یہہ الزام خود کذب و دروغ ہو
اور مبنی اوس الزام کا ایسی دلیل پر ہو جو اوسنے بیان نہ کی ہو غرض کسیطرح پر اسکا الزام
ہونا ٹھیک نہیں ہے اور نہ تمسخر اور استہزا ہونا اور اگر ابن ابی الحدید کے لیے یہہ الزام ہے تو اوس
قول کو آپ کیا کرینگے جو سب سے اول نقل کیا ہے والمنقول ان المراد بفلان عمر اور نیز مختصر شرح
مین تو بجز دو لفظ قولونگی اور کچھہ لکھا ہے نہین اور نہین ہی اول اوسیکو ذکر کیا جو آپکے قاعدہ کے
موافق قطب راوندی کے قول کے ابطال کے واسطے مقدم کیا گیا ہے لکھا ہے قیل اراد بہ مدح عمر
تو یہان نہ تمسخر ہے نہ الزام ہے یہان تو صریح اول مین بیان کیا کہ اس لفظ سے عمر مراد ہین
پس یہہ صریح اوسکے الزام ہونے کو مکذب ہے اور یہہ انہ تمسخر و استہزا ہونیکو باطل کرتا ہے
قولہ اور اگر شارح علیہ الرحمۃ اسکے قائل ہی ہون تب بھی کچھہ حرج نہین بطور رحمۃ اللہ علی
القباس الاول ہونگی اشارہ ہی کافی ہے اسکی تفصیل ہم نہین لکھتے۔ **اقول** ای حضرت
میر صاحب افسوس کہ آپنے تو خلفاء ثلثہ رضی اللہ عنہم کی عداوت مین فہم و انصاف

دین وایمان کو خیرباد کہکر رخصت کردیا - بہلا کچھہ تو عقل وفہم وایمان وانصاف سے کام لیا ہوتا اگر شارح اس امر کی واقعیۃ کے قائل ہون تو کیا بیجا. صاف جو مشابہ کمالات نبوت کے ہین بلکہ چشمہ نبوت سے ہی فائض ہوئی ہین - جنکو اندر پائی جاتے ہین بروی عقل وایمان کے مصداق مثل ستبعبن - رحمۃ اللہ علی النباش الاول ہوسکتا ہے کیا جو شخص کہ خلق اللہ کے کجی راستی پر لاوے اور اونکی امراض نفسانیہ کا علاج کرکے اونکو ہلاکت دائمی سے نجات دیوے سنت کو قائم کرے اپنی حسن تدبیر سے فتنہ کو نہ اوٹہنے دے برآمیونکی چرک سے نقی الثوب سلیم العرض دنیا سے رخصت ہوا ہو قلیل العیب ہو - خلافت کی نیر مطلوب کو جو عدل واقامت دین سے جس سے مستحق ثواب جزیل کا آخرت مین اور شرف جلیل کا دنیا مین ہوتا ہے بیخ و بنج چکا ہو - خلافت کے شر سے محفوظ رہا ہو - خدا کی اطاعت بجالایا ہو - اور تقوی کا مرتبہ حاصل کیا ہو اوسکی بعد لوگونکا یہہ حال ہوا ہو کہ جاہلتونکی شاخ درشاخ راہون مین ایسی پریشان ہون کہ نہ گمراہ راہ یاب ہوسکی اور نہ راہ یاب کو اپنی راہ یافتگی کا یقین ہوسکی تو ایسی شخص کے نسبت کوئی ایماندار کہہ سکتا ہے کہ وہ مصداق اس قبیح مثل کا ہے - ذرا تو انصاف کی آنکھین کہولو - الٰہ العالمین تو انکی آنکھین کہولدے اور انکو ہدایت فرما - الک فریب عجیب - پہر بفرض محال اگر یہہ کفر صحیح ہو تو اوس قول کے نسبت جو آپکے بزرگون ہی سے ابن ہیثم نے ابتدا مین نقل کیا ہے اور فرمایا ہے والمنقول ان المراد بفلان عمر اور مختصر مین فرمایا ہے قیل اراد بہ مدح عمر کیا فرمائیگا وہان تو نہ الزام ہے نہ تمسخر ہے غرض اس عبارت کو الزام یا تمسخر پر محمول کرنا مصداق مثل الغریق یتشبث بکل حشیش کا ہے اور اس سے واضح ہے کہ حضرت اسجگہ ایسے بردمات مین گرفتار ہین کہ مفر ومخلص نہین سوجہتا ناچار بے ڈہنگی ہاتہہ پانو مارتے ہین قال الفاضل المجیب - قولہ - بلکہ بعینہ اس جواب کو الخ - اقول - ہان بعض شیعہ سے نقل کیا ہے لیکن امامیہ کو اس جواب کی حاجت نہین جیسا کہ جناب مفتی صاحب علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے اسلیے کہ اونکی کتب مین اس روایت مین ابوبکر یا عمر موجود نہین بلکہ لفظ فلان ہے پس لانسلم کہ

ابوبکر و عمر مراد ہون کیون نہین جائز ہے کہ شخص دیگر مراد ہون اور علی التنزل اگر ابوبکر یا عمر ہی مراد ہون تو محمول علی وجہ ستصلاح جیسا کہ قول شارح علیہ الرحمۃ جاز ان یکون الخ۔ اس جواب کی تنزلی ہونے پر آواز بلند پکار رہا ہے پس تنزلی جواب کو تحقیقی یا اصلی جواب سمجھنا آپکی خاتم المتکلمین یا صاحب آیات بینات کی خوش فہمی ہے یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی جناب میر صاحب یہہ جو آپ فرماتے ہین کہ بعض شیعہ سے نقل کیا ہے یہہ محض آپکا کذب و افترا ہی ہرگز اونکا کوئی ایسا لفظ نہین ہے جو تبعیض پر دال ہو بلکہ الفاظ صاف اس امر پر دال ہین کہ یہہ سوال و جواب تمام اون شیعہ کی طرف سی ہے جو شیخین کی برائی کے قائل ہین کیونکہ اس عبارت ہین واعلم ان الشیعۃ اوردوا ہہنا سوالا فقالوا ان ہذہ المادح التی ذکرہا علیہ السلام فی حق احدی الرجلین تنافی ما اجمعنا علیہ من تخطئتہم واخذہما منصب الخلافۃ فاما ان لا یکون الکلام من کلامہ علیہ السلام او اینکون اجماعنا خطأ ثم اجابوا من وجہین لفظ ما اجمعنا علیہ او اینکون اجماعنا خطأ صریح دلالت کرتا ہے کہ یہہ سوال تمام شیعہ کیطرف سی ہے جو شیخین کے تخطیہ کے اجماع مین شامل مین مطلق شیعہ کا اجماع بیان کرنا دلیل صریح اوسکی عموم و شمول کی ہے پس یہہ آپکی اور آپکے کستوری صاحب وغیرہ کی خوش فہمی ہے کہ اس سے بعض شیعہ سوای اپنی مراد لیتے ہین اور گبرو وار اہل حق سے فرار کرکے اس اجماع سی جو مبنای اصول مذہب ہے دست بردار ہوتے ہین فاعتبروا یا اولی الابصار علاوہ ازین اس سوال کا مبنی اول وہ ہے جو کہ اولا ابن میثم نے لکھا ہے۔ والمنقول ان المراد بفلان عمر دوسرا وہ ہے کہ جو لکھا ہے اقول ارادتہ لابی بکر اشبہ من ارادتہ لعمر تیسری وہ ہے جو کہ شرح

ف ۱ اور جانا کہ بیشک شیعہ نے سوال وارد کیا ہی کہتی مین کہ یہہ مدح جو حضرت علیہ السلام دو شخصون ابوبکر و عمر مین سی ایک کے حق مین فرمائی ہے اوسکی مخالف ہے جسپر ہمنی انکو خطا کیطرف نسبت کرنے اور منصب خلافت چہین لینے سی اجماع کیا ہی پس یا تو یہہ کلام حضرت علیہ کا کلام نہین ہی یا یہہ کہ ہمارا اجماع باطل ہے۔ پہر اسکا اونہون نے دو طرح پر جواب دیا ہے ۱۲۔

اوصاف مذکورہ مین اوصاف کی محامل کو ایسی شخص مین منحصر او متعین کیا کہ غیر خلیفہ کا احتمال
قطع ہوگیا اور یہہ تینون امور ظاہری کہ بناے اعتراض بعض شیعہ غیر امامیہ پر نہین ہے بلکہ ابن
میثم نے یا اپنا مسلم بیان کیا ہے یا اپنی اکابر امامیہ سی نقل کیا ہے قطع نظر اس سے آپ ہی
کی اکابر یہہ فرماگئی کہ مطلق لفظ شیعہ سی امامیہ اور اثنا عشریہ مراد ہوتے ہین بلکہ اگر آپ تتبع فرمائنگی
تو یہہ بہی ثابت ہو جائیگا آپکے اکابر تصریح فرماگئی ہین کہ سواے امامیہ کے اور کوئی شیعہ ہی
نہین - چنانچہ ان ہی آپکے حضرت علامہ کنتوری کی نسبت ہماری خاتم المتکلمین رحمۃ اللہ علیہ
نے فرمایا ہے کنتوری در سیف ناصری و آنچہ در آرایش بچند ورق در مقابلہ رشید العلماء دیہ
کردہ ثابت نمودہ باشد کہ غیر اثنا عشریہ حقیقۃ شیعہ نیستند و اطلاق لفظ شیعہ بر آنہا مجاز است
پس جب لفظ شیعہ سی عند الاطلاق امامیہ ہی مراد ہوتی ہین ماسوا امامیہ کے بعض طوائف شیعہ سی کوئی طائفہ
عند الامامیہ شیعہ نہین تو اسجگہ اگر شیعہ مطلق ہو یا بعض شیعہ ہو تو لامحالہ مراد اوس سے
امامیہ ہونگی اور آپکا اور آپکی کنتوری صاحب کا فرمانا کہ بعض شیعہ سی ماسواے امامیہ مراد ہین سراسر
لغو اور باطل ہوگا اور علامہ کنتوری کا فرمانا کہ امامیہ کو اس جواب کی حاجت نہین غلط ہوگا ہمنے اگر
سلمنا شیعہ غیر امامیہ مراد ہین لیکن یہہ کہنا کہ یہہ توجیہات بعض شیعہ غیر امامیہ کے ہین
فرع اس امر کے ہی کہ یہہ روایت اونکی کتابون مین موجود ہو اور جبتک یہہ ثابت نکرین اسوقت تک
اس توجیہ کو بعض شیعہ مجہول کیطرف نسبت کرنا بالکل بیسود ہے اور علامہ رضی کا نہج البلاغت
مین لکہنا ان فرق پر حجت نہین ہے اور یہہ کہنا کہ امامیہ کو ان توجیہات کی اوسوقت حاجت
ہی جبکہ اونکی روایت مین لفظ ابوبکر یا عمر ہو آپکی اور آپکے علامہ کنتوری کی غلطی ہے اگر بالفرض
آنکی روایت مین لفظ ابوبکر یا عمر بجائی فلان نہو اور آپکے اکابر علماء ہی نے تصریح کی ہو یا صرف
وہ اوصاف ہی تعیین مبہم پر اسطرح دال ہون کہ عرق ابہام و شرکت کی قطع ہوگئی ہو تو تب
ہی یہہ کہنا کہ ہمکو احتیاج جواب نہین محض جواب سی پہلوتہی اور غلط سمجہا جائیگا طرفہ
تماشا یہہ ہے کہ علامہ کنتوری نے توجیہ استصلاح ناس و استجلاب قلوب کو بہی کذب ہی قرار دیا ہے

جیسا کہ توجیہ توبیخ عثمان کی نسبت انکار کیا ہے لیکن ہمارے فاضل مجیب توجیہ باصطلاح
کہ شیعہ امامیہ کیطرف سے ہوئی کی معترف ہیں اور فرماتے ہین کہ اگر علی التنزل ابوبکر یا عمر مراد ہون تو محمول علی
وجہ الاستصلاح کا جیسا کہ قول شارح جاذب کون اس جواب کے تنزلی ہونے پر آواز بلند
پکار رہا ہے ہمنے مانا تنزلی سہی لیکن علامہ کنتوری کا یہہ فرمانا۔ کہ این ادعا کذب محض ست باعتراف
سامی کذب محض ہوا۔ رہا اس جواب کے تنزلی ہونے کی نسبت اول آپ تمام عبارت ابن میثم
دیکھیے اور پہر کسی عاقل منصف سے دریافت بہی کیجے اوسکے بعد کچھہ فرمایے **قال الفاضل
المجیب** ۔ قولہ۔ بعد اسکے صاحب تحفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین۔ وبعض از امامیہ چنین گفتہ اند
کہ غرض حضرت امیر رضی اللہ عنہ توبیخ عثمان وتعریض برا و بود۔ اسکے جواب مین علامہ کنتوری
فرماتے ہین۔ ہیچیک از امامیہ این توجیہ نکردہ الخ بجواب اسکے صاحب آیات بینات سلمہ فرماتے ہین
لیکن یہہ جواب علامہ کنتوری کا مثل پہلے جواب کے غلط ہے اور اسکو بہی ابن میثم نے نقل کیا ہے
اقول۔ اگر غرض یہہ ہے کہ امامیہ سے نقل کیا ہے تو محض دروغ بے فروغ ہے شرح ابن میثم
موجود وکثیر الوجود ہے کہین لفظ امامیہ کا نام ونشان نہین ہان بعض شیعہ سے نقل کیا ہے کل شیعہ
اسکے قائل نہین ہین یہی کہ قول قطب راوندی خود پہلے نقل کر چکے ہین اور یہہ ضرور نہین کہ شیعہ سے
مراد امامیہ ہی ہون امامیہ اخص شیعہ ہین **یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی**
یہہ ہی غرض ہے کہ شیعہ سے نقل کیا ہے جسمین امامیہ بہی داخل بلکہ حسب ادعائی طائفہ فرد کامل ہین
اور یہہ دروغ نہین ہے دروغ یہہ ہے جو آپ فرماتے ہین کہ ہان بعض شیعہ سے نقل کیا ہے
شرح ابن میثم موجود شیعہ مین کثیر الوجود ہے اوسمین کہین لفظ بعض کا نام ونشان بہی نہین
جبکہ ثم اجابوا کے ضمیر اون شیعہ کیطرف عائد ہے جو ماقبل مین مذکور ہین اور جو تخطیہ شیخین کے
اجماع مین شامل ہین اور جنکے مذہب پر سوال وارد ہوتا ہے تو مجیب بہی وہ ہی ہوئی اور اون سب مین
بیش وست بزعم خود امامیہ اثنا عشریہ ہین جو عند الاطلاق مراد ہوتے ہین تو سوال اور جواب مین
انکی شرکت سب سے پہلے ہوگی۔ علے الخصوص جبکہ آپکے علما نے تصریح کی ہو کہ لفظ فلان سے

ابوبکر یا عمر مراد ہین اور یہہ امر خود بدیہی ہے کہ ایک قطب راوندی کا ایک قول مین منفرد
ہونا ہرگز اس امر پر دلیل نہین ہو سکتا کہ تمام فرقہ امامیہ سے کوئی اسکا قائل نہو۔ پس یہہ کہنا
کہ یہہ ضرور نہین کہ شیعہ سے مراد امامیہ ہی ہون بالکل واہیات ہے بلکہ لامحالہ لفظ شیعہ سے
اس جگہ مراد امامیہ ہونگے **قولہ** اور نیز یہہ توجیہ علی التنزل ہے نہ علی التحقیق اور یہہ بات
ظاہر ہے کہ تنزل و تقدیر پر جواب کسی فرقہ کیطرف سے دیے جاتے ہین کوئی اونکو اصلی جواب
اس فرقہ کا نہین کہہ سکتا اگر بالفرض شیعہ سے امامیہ ہی مراد ہون تب بھی یہہ اصلی جواب
نہین ہے اسلئے علامہ علیہ الرحمۃ کا یہہ فرمانا کہ ہیچیک از امامیہ این توجیہ نکردہ بالکل صحیح و درست ہے
اقول اقوال سابقہ مین اس جواب کے تحقیقی ہونے کا اثبات اور تنزلی ہونے کا ابطال
ہم بیان کر چکے ہین قطع نظر اوس سے کوئی قرینہ عبارت مین اوسکے تنزلی ہونے پر دلالت نہین
کرتا پس اوسکی نسبت تنزلی ہونے کا دعوی بالکل غلط اور بے دلیل ہے اور اگر بالفرض یہہ جواب
تنزلی ہو تو بھی علامہ کنتوری کا یہہ فرمانا کہ ہیچیک از امامیہ این توجیہ نکردہ بالکل کذب و دروغ
ہے کیونکہ یہہ محض اس توجیہ کے وجود سے انکار ہے حالانکہ اوسکا وجود علی سبیل التنزل مسلم ہے
تو مطلق یہہ کہنا کہ ہیچیک از امامیہ این توجیہ نکردہ دروغ ہوا۔ جو آپ فرماتے ہین اگر یہہ بھی
مدعا تھا تو آپکے علامہ یہہ فرماتے ہیچیک از امامیہ این توجیہ نکردہ الا ابن میثم کہ علی التنزل
بیان کردہ مطلق انکار سے مستفاد ہوتا ہے کہ یہہ توجیہ نہ علی التحقیق نہ علی التنزل بیان ہی نہین ہوئی بالجملہ
ثابت ہوا کہ شیعہ سے امامیہ ہی مراد ہین اور یہہ جواب تنزلی نہین اور اسکی نسبت علامہ کنتوری
کا انکار سراسر غلط اور کذب ہے۔ **قولہ** یہہ بھی واضح رای عالی ہو کہ شارح ابن میثم علیہ الرحمۃ
حکیم مشرب ہین اور بطور محاکمہ اقوال مختلفہ عام شیعوں کی بلکہ اپنے دانست مین جو اعتراض
وارد ہوتا دیکھتے ہین لکھکر اور فرض کرکے اپنی سمجھہ کے موافق اسکا جواب لکھتے ہین یہہ آپکے
خاتم المتکلمین کی سمجھہ کی خوبی ہے کہ اونکو اصلی تحقیقی جواب سمجھہ کر الزاما نقل کرتے ہین
اقول۔ ظاہر اس عبارت سے مقصود اثبات عدم توثیق ابن میثم نظر ہے

اور یہہ ثابت کرناہی کہ وہ رطب و یابس اقوال مختلفہ عام شیعونکی نقل کرتے ہین اور اپنی روایت
مین جو اعتراض وارد ہوتا دیکھتے ہین اوسکو فرضاً یعنے کذباً و افتراءً شیعہ کیطرف منسوب
کرتے ہین اور اپنی سمجھہ کے موافق اوسکا جواب لکھتے ہین تو ایسے اقوال اور ایسے شخص کے اقوال
الزاماً نقل کرنا اور اصلی تحقیقی سمجھنا خاتم المتکلمین کے سمجھہ کی خوبی ہے تو ابن میثم کی نسبت
یہہ دعوی محض کذب ہے کیونکہ جو علماء امامیہ نے ابن میثم اور اونکی شرح کی نسبت مناقب و محامد
بیان کیے ہین اونکی خلاف ہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ مجیب لبیب کے نزدیک سب کذب و دروغ
ہی ابن میثم کے علو مرتبہ کے تو یہہ حالت ہی کہ آپکے قاضی نور اللہ شوستری نے مجالس المومنین مین
اسکی تبحر اور حکمت پر آپکے خواجہ خواجگان نصیر الدین طوسی کی شہادت بیان کی ہے اور
شرح کی حالت یہہ ہی کہ شارح نے اپنے شرح کے خطبہ مین خدا کے ساتھہ عہد ہوثق کیا ہی[1]
کہ سوائے حق کے کچھہ نہ لکھونگا اور باطل کیطرف ہرگز میلان نکرونگا اور یہہ اسلیے کہا ہوگا کہ دیکھا
عموماً علماء شیعہ تعصب مین اکثر نصرت حق چھوڑ دیتے ہین اور اوسکی عبارت یہہ ہے وشرعت[1]
فی ذلک بعد ان عاهدت الله سبحانه الی لا انصر فیه مذهبا غیر الحق ولا ارتکب
هوی لمراعاة احد من الخلق اور اگر آپ تتبع فرماوینگی تو معلوم کرینگی کہ آپکے بعض علماء نے
اپنی فہرست علما مین یہہ ہی لکھا ہے[2] ومنہم الشیخ الحسن المیثم بن علی بن میثم البحرانی
مصنف شرح نہج البلاغة وتحقیق ان یکتب بالذهب علی الاحداق لا بالحبر علی
الاوراق پس جس مصنف کا یہہ مرتبہ ہو اور مصنف کی یہہ حالت ہو اوسکی عدم توثیق کوئی کیونکر
بیان کرسکتا ہے۔ حضرت مجیب کی اس تقریر سے اہل انصاف ملاحظہ فرماوینگے کہ شکنجہ
ابحاث اہل حق مین بیانا تنگ تنگ آئی کہ راہ فرار جہات ستہ سے مسدود پاکر اپنی معتمد علماء کے

---

[1] اور مین نے اس شرح کو شروع کیا بعد اسکے کہ خدا سے عہد باندہا کہ بجز مذہب حق کسی اور مذہب کی مدد نکرونگا اور خلق مین سے
کسیکی رعایت کیوجہہ سے خواہش نفسانی کو اختیار نکرونگا ۔۱۲ [2] منجملہ اونکی شیخ حسن میثم بن علی بن
میثم بحرانی شرح نہج البلاغت کا مصنف ہے اور وہ لکھونکی ڈیلو پر سونے کے ساتھہ لکھنے کے لائق ہی
نہ کاغذون پر سیاہی سے ۔۱۲

عدم توثیق ثابت کرنے لگی اور اونکو حاطب اللیل قرار دینے لگے۔ تو جو امر ایسے شخص کے اعتراف
سے ثابت ہوگا اور جو اقوال ایسے مستند شخص کے ایسی موثق اور معتمد کتاب مین درج ہونگے
اہل حق اونسے الزام دینے مین کیون دریغ کرینگے۔ اور ایسے معتمدہ نقول سے کیونکر الزام تام
ہو سکتا ہے الزام اون ہی امور سے ثابت و تام ہوتا ہے کہ جنکی نسبت خصم اعتراف کرے
اور اوسکی لئے مضر اور اہل حق کے لیے مفید ہو اور یہان بحمد اللہ ایسا ہی ہے کہ شارح ابن میثم
کے نزدیک لفظ فلان سے مراد یا ابوبکر ہے چنانچہ اوسکی عبارت سے صاف واضح ہوا اور یہہ بھی
اوسکی عبارت سے ہویدا ہے کہ اوسکے نزدیک قول راوندی پسندیدہ نہین اور نہ اوسکی طرف
اوسکو میلان ہے تو اس صورت مین ہمارا الزام بحول اللہ وقوتہ تام ہے اور آپکا اور آپکے کنتوری
صاحب کا انکار ناواقفی ہے یا عناد۔ **قولہ** یہہ بھی سبب ہے کہ شارح علیہ الرحمہ نے
واعلم ان الشیعۃ قد اوردوا ہہنا سوالا الخ مین بطور مجاکمہ فرض و تسلیم قول نقل کرکے
اسکی جواب لکھی ہین ورنہ آپ ہی فرمائیے کہ اگر اس سے مراد شیعہ امامیہ ہین اور شارح کی تحقیق
ہے تو کونسی شیعہ نے فلان سے ابوبکر یا عمر یا ان دونو مین سے ایک مراد لیکر یہہ توجیہین کین
ہین آخر جو شارح علیہ الرحمۃ لکھتے ہین تو کسی کتاب سے لکھتے ہین یا یونہی خیالی گھوڑے
دوڑاتے ہین اور شرح نہج البلاغت بھی موجود ہین اگر یہہ قول شارح کا تحقیقی ہو تو چاہیے
کہ اور کتابونمین بھی یہہ توجیہین مذکور ہون ورنہ زبانی دعوے کون سنتا ہے **اقول** اگر یہہ
ہمارے فاضل مجیب کے رای مین محاکمہ ہے گو علی سبیل الفرض و التسلیم ہی سہی تاہم محاکمہ کی لئے ضرور ہے
کہ حکم ایک شخص ثالث ہو یا بمعنی کہ ایک مدعا کی نسبت ایک شخص و اوسکی صحت پر مستدل ہو اور دوسرا
کوئی شخص اوسکا نقض و ابطال کرے۔ تیسرا شخص اون دونو خصمین مین قول فیصل لکھکر
حکم ہو سکتا ہے اسیطرح ما نحن فیہ مین بھی ہمارے مجیب پر لازم ہے کہ اول ایک مدعا قرار دین
اور بعد اوسکی اوسپر خصمین تجویز فرمائین پھر اون دونو خصمین کے لیے شارح ابن میثم کو حکم
قرار دیکر فرمائین کہ اوسکا یہہ قول فیصل اس نزاع مین وارد ہے جب ہم یہان غور کرتے ہین

تو واضح ہوتا ہی کہ اول شارح ابن میثم نے بطور نقل کے بیان کیا کہ لفظ فلان سے عمرؓ مراد ہی
پھر راوندی سے نقل کیا کہ ایک شخص مجہول الاسم والمسمی صحابہ مین سے مراد ہے پھر ابن ابی الحدید سے
نقل کیا کہ وہ شخص مراد ہے جو کہ خلیفہ ہو چکا ہے لیکن بوجہ معلوم ابو بکرؓ و عثمانؓ مطعونین تو عمرؓ
مراد ہونگے پھر اپنے رائے کہ بہ نسبت عمر کے ابو بکر کا مراد ہونا اشبہ بحق ہے ظاہر کیے بعد اسکی
شرح اوصاف بیان کر کے شیعہ کیطرف سے اعتراض اس بنا پر نقل کیا کہ لفظ فلان سے مراد
ابو بکر یا عمر ہون پھر اون ہی کیطرف سے دو جواب نقل کیئے تو اب فرمایئے کہ محاکمہ شارح نے
کیا کیا۔ اور خصمین کون کون ہین۔ اور قول فصیل کونسا قول ہے جو شارح نے لکھا ہی
اگر یہہ ہی دونو جواب قول فصیل ہین تو قطع نظر اس سے کہ فیصل اپنی طرف سے ہی ہوتا ہے
تمام الزامات کذب و دروغ کے جو خاتم المحدثین کی طرف نسبت کرتے تہے وہ سب آپکی اعتراضات فرضی
کذب و دروغ ہو گئی ۔ غرض اس قول کی نسبت جو شارح نے نقل کیا ہے محاکمہ فرضی و تسلیم
کہنا سراسر غلط اور ناواقفی ہے ۔ اب رہا ہمسے یہہ سوال کہ اگر یہہ بطور فرض و تسلیم محاکمہ نہین ہے
اور واقعی نقل ہے تو بتاؤ کہ یہہ کہانسے منقول ہے اور کس شیعہ نے لکھا اور کس کتاب مین مذکور ہی
کیونکہ اگر تحقیقی ہے تو لامحالہ یہہ تو جیہین کتابون مین مذکور ہونگی ورنہ زبانی دعوی کون سنتا ہی
سو اہل علم و انصاف سمجھہ سکتے ہین کہ اس سوال کا ہمسے کیا موقع تہا نقل تو آپکے ابن میثم
فرمائین اور آپ سوال ہم سے کرین سبحان اللہ حضرت میر صاحب فراموش کیے باتین کیجیے
ہمکو اس سے کیا غرض کہ آپکے فاضل متبحر حکیم نے سچ کہا یا کہ جھوٹ بول دیا جیسا وسنے ایک
امر کو نقل کیا ۔ پس ہماری بہی حجت ہو چکا خواہ سفی الواقع کسی سے منقول ہو یا نہوا ور کسی شیعہ نے
لکھا ہو یا نہ لکھا اور کسی کتاب مین مذکور ہو یا نہو ہماری حجت ہر طرح تمام ہے بلکہ اگر آپ کا
اور آپکے کستوری کا فرمانا صحیح ہے اور فی الواقع کسینے نہین لکھا تو یہہ آپکے فاضل متبحر
حکیم پر دوسرا دروغ گوئی کا الزام ہوا کہ خلاف واقع اپنے بزرگون پر افترا باندہتے ہین اور
اونکی طرف وہ امور منسوب کرتے ہین جو اونہون نے فرمائی نہین لیکن یہہ طریقہ کچہہ نیا نہین

بلکہ قدیم سے علماء شیعہ کا یہہ ہی وتیرہ چلا آیا ہے متقدمین شیعہ ائمہ ع پر افترا باندہ چکے ہین اور ائمہ نے
اونکی تضلیل و تکذیب فرمائی ہے تو اگر شارح ایسا کیا ہو تو کچہہ خلاف قوم کے نہین کیا۔ بہرکیف
شارح کا لکہنا ہماری لیے ثبوت مدعاین کامل حجت ہے کیونکہ جب ایسے بڑے معتقد ار شیعہ
امامیہ اثنا عشریہ نے ایک امر کو بطور نقل کے بیان کیا یا خود اپنی رائے سے بیان کیا تو وہ خصم
کی لیے حجت ہو گیا پس اوسکی نسبت آپکا یہہ فرمانا کہ یہہ خیالی گہوڑی دوڑائی ہین اور زبانی دعوی
کون سنتا ہے ابن میثم کے خلاف شان ہے۔ لیکن آپ جسقدر چاہین اوسپر تبرا پڑہین جتنی
چاہین گالیا دین اب الزام اوٹہنا محال ہے۔ علاوہ ازین مین کہتا ہون کہ کیا ضرور ہے
اگر یہہ تحقیق ہو تو کتابون ہی مذکور ہو۔ بلکہ ہو سکتا ہے کہ اون علماء امامیہ نے جو معاصرین
ابن میثم تہے درس تدریس یا بحث و گفتگو کے وقت یہہ اعتراضات کیے ہون اور یہہ توجیہات
زبانی کی ہون۔ اور ابن میثم نے بطور نقل کے اونسے اپنی شرح مین درج کر دیا ہو اور کیا ضرور ہے
کہ اگر یہہ اعتراضات و توجیہات شروح مین مذکور ہون تو ہم یا آپ تک اونکی مطالعہ کی نوبت
آوے آخر فاضل مدائنی نے اپنی شرح مین جو کچہہ لکہا ہے اور اپنے نقیب ابو جعفر سے نقل کیا ہے
اوس سے ہی یہہ ہی مدعا تقریبا ثابت ہوتا ہے چنانچہ عبارت فاضل مدائنی کی ہم قریب نقل
کرائی ہین۔ اور علاوہ اسکی اور بہی شروح و تراجم اسکی ہین اگر آپ کو تصدیق ابن میثم کی منظور ہو۔ تو
اونکو تلاش و تتبع کیجیے ورنہ آپکو اختیار ہے ہماری لیے بس ہماری الزام کی تکمیل کے واسطے صرف
ابن میثم کا لکہہ دینا ہی کافی ہے قطع نظر اس سے ہمکو سخت تعجب و حیرت ہے کہ آپ ابن میثم کے
قول کو جو شیعہ کی طرف نسبت کیا ہے مسے پوچہتے ہین اور قطب راوندی کے اوس قول کو
جو آپکے نزدیک صحیح و مسلم ہے آنکہین کہولکر نہین دیکہتے کہ اوسین کیسا ابہام و اہمال ہے کہ جسکا کچہہ
انتہا نہین وہ فرماتے ہین کہ مراد ایک رجل صحابہ سے ہے جسکا نہ کچہہ نام ہے نہ نشان ہے
اب ہم اوسکی نسبت پوچہتے ہین کہ یہہ شخص ممدوح کون ہے جسکی ایسی صفات کاملہ جناب امیر نے
بیان فرمائی ظاہر ہے کہ ایسا شخص مجہول نہین ہو سکتا جسکو کوئی نہ جانتا ہو پس اگر کوئی

شخص معلوم ہے تو متعین کرکے بتلائیے یا اپنے قطب الاقطاب سے دریافت کیجیے ورنہ صاف معلوم ہوگا کہ آپکے قطب الاقطاب نے الزام کے خوف سے عقلی گھوڑی دوڑائی ہوگی تو ایسی زبانی باتین جب آپکی ہم مذہب اور متبع ہی نہین سنتی تو ہم کب سنین گے **قال الفاضل المجیب**

قولہ - اور اسی بحث مین صاحب تحفہ فرماتے ہین وہذہ اشارۃ مین انہج البلاغت از امامیہ در تعیین فلان اختلاف کردہ اند بعضے گفتہ اند کہ مراد ابوبکر ست وبعضی گفتہ اند عمر ست اسکا جواب مین علامہ کنتوری چہلا کر فرماتے ہین - ان ہذا لافک مبین - ازین ناصبی باید پرسید کہ کدام شارح امامیہ گفتہ کہ مراد ابوبکر یا عمر ست - بجواب اسکی صاحب آیات بینات سمہ نقلاً عن خاتم المتکلمین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین - سبحانک ہذا بہتان عظیم - زیرا کہ مراد ازین شراح امامیہ مثل بحرانی مستقد ہے - اقول - آپکے خاتم المحدثین کے اس قول نے فیصلہ ہی کردیا کہ کتب شیعہ مین اس روایت مین بجنسہٖ لفظ فلان ابوبکر نہین ہان اسکی مرادی معنے مین بتقدیر تسلیم وتنزل احتمال ابوبکر یا عمر کا لکھا ہے پس جناب مفتی صاحب نے انکار نہین کیا مگر لفظ ابوبکر بجای لفظ فلان ہونے کا کتب شیعہ مین اسکا انکار نہین کیا کہ معنی مرادی احتمالی مین بھی ملی تقدیر تنزل ابوبکر یا عمر نہین ہے

یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی - سخت حیرت اور نہایت تعجب ہے کہ آپ ایسی سلیس اور سہل عبارتو نمین ایسی فاحش غلطیان کرتے ہین - ای اہل سمجھ و فہم انصاف وعدل خدا کے لیے ذرا ہمارے مجیب لبیب کی اس تقریر کو ملاحظہ فرماوین جس سے صاف معلوم ہو جائیگا کہ نہ عبارت تحفہ کا مطلب سمجھے اور نہ کنتوری کے مدعا تک رسائی ہوئی نہ ذرا اللہ العین کا مضمون ذہن عالی مین آیا - یا یہہ کہ مضمون سمجھ گئے ہین لیکن اپنے دیانت وانصاف کے ہاتھ سے لاچار ہین بمقتضا اسکے ایسے خرافات باتین نہ فرماوین تو کیا کرین دیانت وانصاف کا ثبوت آخر کس دلیل سے ہو - اس قول مین اول خطای فاحش یہہ ہے کہ فرماتے ہین خاتم المتکلمین کے اس قول نے فیصلہ کردیا کیونکہ تسلیم کرلیا کہ کتب شیعہ مین اس روایت مین لفظ فلان ہے اور لفظ ابوبکر نہین ہان بطور مرادی معنی کے تنزلاً احتمال ابوبکر لکھا ہے حالانکہ کسی نے نہ صاحب تحفہ نے

نصاحب ازالۃ الغین نے اس امر کا دعوی کیا کہ کتب شیعہ مین اس روایت مین بجای لفظ فلان لفظ
ابوبکر یا عمر مذکور ہے چنانچہ صاحب تحفہ نے بعد دعوی تحریف نسبت شریف رضی کے شراح کے
تعیین یعنے مرادی کو قرینہ اور دلیل ثبوت تحریف پر قرار دیا ہے چنانچہ علامہ دہلوی قدس سرہ
العزیز تحفہ مین فرماتے ہین - و درین عبارت جناب امیر صاحب نہج البلاغت کہ شریف رضی نسبت
برای حفظ مذہب خود تصرفے کردہ لفظ ابوبکر را حذف نمودہ و بجای او لفظ فلان آوردہ تا اہل سنت
تمسک نتوانند نمود لیکن کرامت حضرت امیر آنست کہ اوصاف مذکورہ صریح تعیین مبہم میکنند
چنانچہ بیان خواہد شد و لہذا شارحین نہج البلاغت از امامیہ در تعیین لفظ فلان
اختلاف کردہ اند بعضی گفتہ اند مراد ابوبکر ست و بعضی گفتہ عمر الخ - اس عبارت سی صاف
واضح طور پہ معلوم ہوتا ہی کہ دعوی تحریف کے لیے دو دلیلین ذکر فرمائی اول یہہ کہ اوصاف
مذکورہ تعیین مبہم کرتے ہین دوسری یہہ کہ شراح نے بطور بیان مراد کے ابوبکر یا عمر کو
بیان کیا ہی اور یہہ دعوی ہرگز نہین کیا کہ کتب شیعہ مین اس روایت مین بجای لفظ فلان کے
لفظ ابوبکر ہے جب آپنے عمر وغیرہ سی مرادی ہونے کو تسلیم کرلیا تو گویا خصم کی دلیل کو قبول
کرلیا اور دعوی ثابت مان لیا اور فیصلہ ہوگیا بشرطیکہ فیصلہ ہو جانے سی آپکی یہہ ہی مراد ہو
اور اگر فیصلہ ہو جانے سے رفع الزام مراد ہو تو وہ قیامت تک بہی ممکن نہین آخر آپ کے علامہ
کنتوری ایسی ہی بردمات مین گرفتار ہوکر سرے ہی سے انکار کرنا شروع کردیا کہ نہ
ہمارے شارحین نے لفظ فلان سے ابوبکر یا عمر مراد لی ہے نہ تعیین احد ہما مین اختلاف کیا ہے
نہ یہہ توجیہات مذکورہ جو اس امر پر مبنی ہین کہ علمار امامیہ نے لفظ فلان سی ابوبکر یا عمر کا مراد
ہونا تسلیم کرلیا ہے علمار امامیہ مین سی کسینے بیان کیے ہین حالانکہ علامہ کنتوری کا یہہ فرمانا محض
غلط اور کذب تہا اور یہہ توجیہات ابن میثم نے نقل کے ہین اور اگر بفرض محال اسکو تسلیم
کیا جاوے کہ یہہ نقل نہین بلکہ بحرانی نے اپنی طرف سی لکہا ہے تو بہی چونکہ بحرانی فضلاء بحرین
امامیہ سی ہے اوسیکا لکہنا ثبوت الزام اور انکار کنتوری کے بطلان کے لئے کافی ہوگیا

دوسری خطا وہی قدیم خطا ہے۔ کہ اسکو تنزلی فرما رہے ہین حالانکہ اس دعوی کے ثبوت کے لیے کوئی دلیل ہے نہ کوئی قرینہ ہے بلکہ قطعی قرائن اوسکی خلاف پر قائم ہین چنانچہ ہم پہلے عرض کر چکے ہین۔ تیسری خطا غایت فاحش اور قبیح یہہ ہے کہ فرماتے ہین کہ مفتی صاحب نے انکار نہین کیا ہے مگر بلفظ ابوبکر بجای لفظ فلان ہونے کا کتب شیعہ مین اور اسکا انکار نہین کیا کہ تعنے مرادی احتمالی مین بھی تقدیر تنزل ابوبکر یا عمر نہین ہے۔ اور یہہ سراسر کذب و دروغ و خلاف واقع ہے اور مصداق مصرعہ چہ دلاور ست الخ۔ کاہی تحفہ کی عبارت موجود ہے اوسکو دیکھیے پھر اوسپر علامہ کنتوری کی عبارت ملاحظہ کیجیے۔ آپکی کنتوری صاحب تحفہ کا قول نقل کرکے فرماتے ہین قولہ۔ ولہٰذا شارحین نہج البلاغت از امامیہ در تعیین فلان اختلاف کردہ اند بعضی گفتہ اند کہ مراد ابوبکرست وبعضی گفتہ اند عمر الخ۔ قولنا ان ہذا الا افک مبین۔ ازین ناصبی باید پرسید کہ کدام شارح امامیہ گفتہ کہ مراد ابوبکر یا عمرست حال آنکہ قبل از ابن ابی الحدید غیر از قطب راوندی کسی بشرح این کتاب شریف نپرداختہ چنانچہ ابن ابی الحدید در اول شرح خود گفتہ و لم یشرح ہذا الکتاب قبلی فیما اعلمہ الا واحد وھو سعید بن ھبۃ اللہ بن الحسن الفقیہ المعروف بالقطب الراوندی وکان من فقہاء الامامیۃ انتہی ونیز ابن ابی الحدید در شرح این کلام آنحضرت بعد دعوی اینکہ گفتہ۔ فاما الراوندی فانہ قال فی الشرح انہ علیہ السلام مدح بعض اصحابہ بحسن السیرۃ وان الفتنۃ ھی التی وقعت بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الاختیار والاثرۃ۔ جس شخص کو ذرا بھی عبارت سمجھنے کی تمیز ہوگی وہ تحفہ کی عبارت سے سمجھ سکتا ھی کہ علامہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس قول مین فرمایا ہے کہ شارحین نہج البلاغت کا امامیہ مین سی باہم اختلاف ہے بعض کہتے مین لفظ فلان سی مراد ابوبکر ہے اور بعض کہتے ہین کہ مراد عمر ھی۔ پس اس قول مین بصراحۃً اس امر کی نسبت دعوی ہے کہ کتب شیعہ مین لفظ فلان سے بطور مراد کے یا ابوبکر یا عمر مذکور ہین۔ بجواب اسکی علامہ کنتوری نے اس دعوی کی تکذیب کی اور فرمایا۔ ان ہذا الا افک مبین یعنے یہہ دعوی ظاہر بہتان ہے

اس ناصبی سے پوچھنا چاہیے کہ کونسی شارح امامیہ نے کہا ہے کہ مراد ابوبکرؓ ہے یا عمرؓ۔ تو اس عبارت سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ لفظ فلان سے ابوبکرؓ یا عمرؓ مراد ہونے کی تکذیب ہی اور تحفہ کی عبارت مین نہ اس امر کا دعوی کیا کہ کتب شیعہ مین بجائی لفظ فلان کے لفظ ابوبکرؓ یا عمرؓ اس روایت مین موجود ہے اور نہ علامہ کنتوری کی تکذیب اسکی طرف راجع ہی بس آپکا یہہ فرمانا کہ مفتی صاحب نے انکار نہین کیا مگر لفظ ابوبکر بجائی لفظ فلان ہونے کا کتب شیعہ مین الخ سراسر دروغ بیفروغ ہے کسی ایماندار اہل شرم وحیا کا یہہ کام نہین کہ ایسا صریح دروغ بمقابلہ خصم پیش کرے لیکن چونکہ آپکو خوف خدا اور اہل علم سے شرم وحیا غایت درجہ کو ہے کہ کسی کو ایسی نہین ہوسکتی اسلیے آپ جو چاہین کرین جو کچھہ چاہین فرمائین۔ **قال الفاضل المجیب**۔ قولہ۔ زیرا کہ مراد ازین الخ۔ اقول۔ آپکے خاتم المتکلمین کے یہہ تقریر کیا ملمع کار ہے بظاہر معلوم ہوتا ہی کہ علاوہ اس شارح علیہ الرحمۃ کی اور شراح امامیہ نے بہی یہہ توجیہ کی ہوگی معاملہ دینے مین ایسی تقریرین کرنے اہل دیانت کا کام نہین اگر خاتم المتکلمین نے نہایت چہان بین کی اور بہت سی کتب کے اوراق گردانی فرمائے تب اونکو اس شرح مین یہہ توجیہات علی سبیل التسلیم والتنزل ہاتہ لگین اول تو ان توجیہات کو جو بتقدیر تسلیم و تنزل کے گئی ہین اور وہ بہی عام شیعہ کے ہین شرح مین لفظ امامیہ کا نام ونشان تک نہین ہے الزاماً بمقابلہ خصم پیش کرنا کمال دانائی ہے اور اوسپر لفظ شل زیادہ کرنا اور طرہ ہے۔ **یقول العبد الفقیر الے مولاہ الغنی**۔ اول بجواب حضرت علامہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے آپکے کنتوری نے اسکا صاف انکار کردیا تہا سو اونکا انکار کچھہ پیش نگیا۔ اور وہ اپنے اس انکار کے سزا پاچکی جو اہل شرم وحیا کے لیے بہت کچھہ ہے تو اونکی سلب کلی کے مقابلہ مین اوسکی نقیض ایجاب جزئی ثابت کی گیئے۔ بلکہ ثابت ہوا کہ اونکا انکار محض قصور تتبع سے یا عناد سے ناشی تہا اب آپنی اسکا انکار فرمایا کہ سوائی بجرالنے کے اور کسی شارح نے نہین لکہا ہی۔ حضرت خاتم المتکلمین سنے

لفظ مثل کا کذبا خلاف دیانت بڑہایا افسوس کہ آپکو علامہ کنتوری کا حال دیکھکر عبرت نہوئی اور علامہ کنتوری کے طرح بے تحقیق انکار کردیا۔ اول نہج البلاغت کی تمام شروح وتراجم ملاحظ فرمائیے اوسکے بعد اگر انکار فرماوینگے تو قابل جواب ہوگا مین یقیناً کہہ سکتا ہون کہ آپ نے جمیع شروح وتراجم نہج البلاغت کے ملاحظہ نہین فرمائی ہونگی اسلیے عرض کرتاہون معاملہ دینی مین ایسی تقریرین کرنا اہل دیانت کا کام نہین ہے۔ علاوہ ازین اس بحث مین جو عبارت کہ حضرت خاتم المتکلمین نے فاضل مدائنی کے شرح کی نقل کی ہے اوس سے صاف واضح ہے کہ وہ اور اوسکا استاد نقیب ابوجعفر بہی اس امر کے قائل ہین کہ مراد لفظ فلان سے ابوبکر یا عمر ہین مدائنی کہتا ہے کہ نقیب گفت ستم کہ تعریض بحاضر وقتی درست میشود کہ مدح شخص ماضی مطابق نفس الامر بود و اینچ شکی وتردی پیرامون آن نگردد چون جناب امیر باین اوصاف معترف شود غایت مدح خواہد بود کہ بالاتر ازان نباشد نقیب سر بگریبان فرو برده بعد تامل گفت راست میگوئی۔ انتہی۔ اگرچہ اس عبارت مین بصراحۃ نام ابوبکر یا عمر کا نہین ہے لیکن چونکہ اس اعتراض کا مدار اس کلام کے تعریض ہونے پر ہے اور ظاہر ہے کہ تعریض جناب ذی النورین کو ہوگی اور یہہ بہی بدیہی ہے کہ اونکو تعریض بجز ذکر محاسن احد الخلیفتین سابقین کی نہین ہوسکتی تو ثابت ہوا کہ اصل کلام بیان محامد احد الشیخین کو متضمن ہے اور حاصل اسکا وہی ہے جو بحرانی نے اپنی جواب ثانی مین نقل کیا ہے۔ الثانی انہ جاز ان یکون مدحہ ذلک لاحدہما فی معرض توبیخ عثمان الخ اور نیز خود حضرت خاتم المتکلمین رحمۃ اللہ علیہ نے اس قول کے آخر مین تصریح لکہا ہے واز کلمات دیگر شارحین ومترجمین این کتاب از امامیہ ہم ترجیح صدیق بحی آید کما لایخفی علی المتتبعین لیکن چونکہ علامہ کنتوری کی تکذیب بحرانی کی نقل سے بخوبی ہوچکی تہی اور شارحین سے نقل کے حاجت نہوئی۔ معہذا کیا یہہ خاتم المتکلمین کا لفظ مثل لکہنا آپکے اور آپکی علامہ کنتوری کی تقریرات سے بہی زیادہ خلاف دیانت ہے

کہ بداہتہ کذب اور دروغ دعوے فرماتے ہین کہین کہتے ہین کہ کسی شارح نے لفظ فلان سے ابوبکر
یا عمر کو مراد نہین لیا کہین کہتے ہین کہ یہہ اوصاف کسینے ابوبکر یا عمر پر محمول نہین کیے کہین فرماتے ہین
کہ یہہ توجیہات واعتراض کسی عالم امامیہ نے نہین کیے پہر اسپر فاضل مجیب حاشیہ چڑہاتے
ہین کہ مفتی صاحب نے بجائے لفظ فلان کے ابوبکر یا عمر مراد ہونیکے سوای اور کسی امر کا انکار
نہین کیا حالانکہ آپکا اور آپکے علامہ کینتوری کا فرمانا بداہتہ خلاف واقع ہے پہر تعجب ہی
کہ باینہمہ ادعای انصاف یہہ تقریرین خلاف دیانت نہین معلوم ہوتین آرمی۔ ع۔
وعین الرضا عن کل عیب کلیلۃ۔ رہا توجیہات کا بتقدیر تسلیم وتنزل ہونا اور عام شیعہ
کے تبرہ سے پاک ہونا سو اسکا جواب بہی پہلے اسی ہم گذارش کرچکے ہین حاجت اعادہ نہین **قولہ**
سعید ابنی خاتم المتکلمین کے اس قول کا بہی جواب یعنی قولہ زیرا کہ الخ۔ اقول کلام ابوبکر
یا عمر کے تعیین حتمی مین ہے اور وہ ہرگز شرح ابن میثم علیہ الرحمۃ موجود نہین ہے بلکہ پہلی معلوم
ہوچکا ہی کہ بحرانی علیہ الرحمۃ نے اول قول قطب راوندی علیہ الرحمۃ بیان کیا ہی۔ تاکہ
معلوم ہو کہ مراد ابوبکر و عمر نہین ہے اسکے بعد قول ابن ابی الحدید نقل کیا ہی کہ وہ بعض وجوہ کی
حضرت عمر کو ترجیح دیتا ہی نہ یہہ کہ تعیین حتمی کرتا ہے پہر علی التنزل بطور فرض وتسلیم قول مخالف
یعنی ابن ابی الحدید فرماتے ہین کہ درصورت ان ہردو کے مراد ہونیکی بعض وجوہ سے حضرت
ابوبکر ترجیح رکہتے ہین بشرطیکہ اسکو استہزا نہ سمجہا جاوی پس اسکو تعیین حتمی ابوبکر یا عمر
قرار دینا کمال ہی دانائی ہے **اقول** جناب میر صاحب مین بجانب کہہ سکتا ہون
کہ یہہ آپکی تحریر چونکہ اول سے آخر تک ایسی ہی خرافات اور واہیات سے بہری ہوئی ہے
ہرگز اس قابل نہین تہے کہ کوئی اہل علم اسکے جواب مین قلم اوٹہاتا مگر ہمکو اپنی حضرت ظلہ
کے ارشاد اور پاس خاطر عنایت فرمای بندہ منشی عنایت احمد صاحب گنگوہی تسلیم نے ہمیانہ
مجبور کردیا اور بجز امتثال کے کچہہ ہمکو چارہ نہین ہوسکا ناچار قلم اوٹہانا پڑا اسکے انصاف
اسی کا نام ہتہ کیا دیانت اسیکو کہتے ہیں کہ بدون شرح ابن میثم دیکہنے کے آپکی عبارت

توجیہات بلکہ تحریفات بلکہ تکذیب فرمارہے ہین شارح ابن ہیثم نے اول مین قول قطب راوندی کا
اپنی شرح مین کہان لکہا ہے سب سے اول قول جو لکہا ہے یہہ ہے والمنقول ان المراد بفلان
عمر جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہہ تعین حتمی ہے اور بموجب انکی قاعدہ کے دلالت
کرتا ہے کہ قطب راوندی کا قول قابل اعتبار کے نہین اوسکی بعد اوسکی تائید ابن ابی الحدید
سی کی کہ وہ بہی اس امر کا قائل ہے کہ مراد لفظ فلان سے حضرت عمر ہین اوسکی بعد اپنی رائے ظاہر کی
جو قطب راوندی کے قول کے سراسر مکذب ہے اور کہا کہ مین کہتا ہون کہ ابوبکر کا مراد ہونا بہ نسبت
عمر کے زیادہ مشابہ حق معلوم ہوتا ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ قولین اولین جو حضرت
عمر کی مراد ہونے پر دال ہین وہ بہی چندان بعید عن الحق نہین صرف اشبہ اور مشابہ حق ہونیکا
فرق ہے جو مدلول افعل التفضیل کا ہے کیونکہ ظاہر ہے کہ مدح احدہما مستلزم مدح آخر کو ہی لفظ
فلان سے اگر کسیکو شیخین مین سے مراد تسلیم کرلو تو دوسری کی مدح اورحقیت بالاستلزام ثابت ہوجائیگی
لیکن قطب راوندی کے قول کی سراسر تکذیب ہی پس جو کچھہ بہ نسبت مراد ہونی احد الشیخین کے
بیان کیا ہے وہ جزما یقینی ہے خصوصاً اوصاف مذکورہ کے جو شرح کی ہے اوسین احتمال
یا تاویل کی گنجایش ہے باقی نہین چہوڑی شرح اوصاف مین صاف ثابت کردیا کہ مراد
ان سے کوئی خلیفہ ہے۔ اچھا بفرض محال ہمنے تسلیم کیا کہ تعین حتمی نہین ہے لیکن شارح نے
کسی طور پر آخر تعین کو بیان تو کیا ہے پس علامہ کنتوری کا اوسکی نسبت مطلقاً انکار کرنا
اونکی فاحش غلطی ہے یا نہین پس ایسی پوچ باتون سے اگر آپ چاہین کہ اہل حق کا استدلال
اوٹہہ جاوے یا آپکی علامہ کنتوری کے جان الزام سے چہوٹ جائی تو یہہ ہرگز ممکن نہین
بلکہ جسقدر آپ اسکی حمایت فرمائنگی اوسیقدر الزامات زیادہ ہوتے جائنگی چنانچہ آپ اس بحث
مین دیکہہ ہی چکے اب بہی اگر کچھہ علم و فہم وحیا و شرم ہے تو سمجھہ جائی ورنہ آپکو اختیار ہے
وما علینا الا البلاغ۔ **قوله** سعید اہم کہتے ہین کہ اگر شارح بحرانی علیہ الرحمۃ
نی یہہ توجیہات بدون فرض وتسلیم تحقیقی ہے کی ہون اور اونکی نزدیک یہہ اصلی ہی

جواب ہون اور جناب مفتی صاحب علیہ الرحمہ نے اس شرح کو ملاحظہ نفرمایا ہو تو کونسی عیب و نقص کی بات ہی یہہ کیا ضرور ہے کہ ہر عالم کی کتاب اور اوسکی تحقیق ہمیشہ مد نظر ہی آپکی خاتم المتکلمین نے ازالۃ الغین مین محض اپنی اس توہم سے کہ جناب مفتی صاحب نے اس شرح کو نہین دیکھا کیا زبان درازی اور ہرزہ درائی کی ہے وہ شور و غل مچایا ہے کہ زمانہ کو سر پر اوٹھا لیا ہے حالانکہ ایک کتاب کا ندیکھنا یا بروقت تحریر اسکی مضامین کا یاد نرہنا کچھہ ہرگز بات نہین محض اس توہم سے انکو پایہ تصنیف و تالیف سے گراتے ہین اور صاحب تحفہ کی خبر نہین لیتے کہ اور کتب تو ایک طرف اپنی والد ماجد کی ہی کتاب ملاحظہ نہین فرمائی کتابیں بھی کونسی جنکا اور دنکو خود حوالہ دیتے ہین کہ اگر کوئی ان مضامین کو دیکھنا چاہی تو اوس کتابین دیکھی چنانچہ کئی جگہ اسی تحریر مین انکی یہہ بات ثابت کی گئی ہے۔ اور نیز اکثر صحابہ بلکہ حضرت خلیفہ ثانی جنکو کتاب اللہ دانی کا یہہ دعوی تہا کہ بمقابلہ حکم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حسبنا کتاب اللہ فرمایا قرآن شریف کی آیت جسمین آنحضرت کے موت کا ذکر ہی نجانتی ہون اور بعد بیان کرنے خلیفہ اول کے کہین کہ گویا آج ہی سنی ہے اونکی شان مین کچھہ چون وچرا نکرین اور سند خلافت و امامت بے تکلف و یدین۔ ان ہذا الاشئی عجاب اور یہہ حال اکثر کتب مین موجود ہی اگر حضرت مجیب کو شک ہو تو مدارج النبوت جلد دوم صفحہ ۵۱۱ مطبوعہ مطبع فخر المطابع ہے مطالعہ فرماوین چونکہ عبارت طویل ہے اسلیے ہم نہین لکھتے اور خلافت کا اہم بہام وین ہو ناہی اسی مقام مین لکھا ہے **اقول** حضرت فاضل مجیب کے سمند فہم و انصاف نے یہان بہی ٹہوکر کہائی اور ایسی ٹہوکر کہائی کہ منہہ کے بل آیا۔ حضرت پہلی منشاء اعتراض سمجھیے بلکہ اول عبارت تحفہ دیکھیے پہر اپنے مفتی صاحب کا جواب بغور ملاحظہ فرمائیے پہر خاتم المتکلمین کے اعتراض کو بنظر تامل سوچیے اوسکی بعد جواب دیجیے۔ اول حضرت علامہ دہلوی قدس سرہ العزیز نے تحفہ مین فرمایا کہ امامیہ شراح نہج البلاغت نے لفظ فلان سے جو نہج البلاغت مین بطور تحریف واقع ہی تعیین مراد مین

اختلاف کیا ہے بعضے کہتے ہین کہ مراد ابوبکر ہے اور بعضے کہتے ہین کہ اس سے مراد عمر ہے اسپر
محقق علامہ کستوری فرماتے ہین کہ یہہ سراسر جھوٹ ہی کسی شارح امامیہ نے مراد ہونا لفظ فلان سے
ابوبکر یا عمر کا بیان نہین کیا وہذہ عبارتہ ۔ ان ہذا الا افک مبین ۔ ازین ناصبی باید پرسید
کہ کدام شارح امامیہ گفتہ کہ مراد ابوبکر یا عمر ست الخ اسپر حضرت خاتم المتکلمین رحمۃ اللہ علیہ نے
علامہ کستوری کی تکذیب فرمائی اور باین عبارت فرمایا ۔ قولہ ان ہذا الا افک مبین ۔ اقول
سبحانک ہذا بہتان عظیم ۔ زیرا کہ مراد ازین شراح امامیہ مثل بحرانی مستند ولیکن چون
این بے نصیب کتب مذکورہ ندیدہ میگوید کہ کدام شارح امامیہ گفتہ کہ مراد ابوبکر یا عمر ست
اینک عبارت رئیس الحکما والمتبحرین کمال الدین مذکور بگوش خود بشنو و خاک ذلت بر خود
بریزد از مسند تکلم و تصنیف برخیز حیث قال الخ ۔ اسیطرح اور چند جگہ آپکے مفتی صاحب نے خضرت
خاتم المحدثین کے اس بحث مین تکذیب کی اور اپنا تبحر جتایا اور حضرت خاتم المتکلمین نے
اوسکے جواب مین آپکے مفتی صاحب کی تکذیب فرمائی اور ابن میثم کی عبارات نقل کرکے
اونکی دعوے تبحر کو توڑا ۔ اب بعد اس تقریر کے آپ اپنی جواب کو مطابق کیجیے اور خیال فرمائیے
کہ آپکی جواب اور ان عبارات کو اس سے کیا ربط اور کیا مناسبت ہی تفصیل اسکی یہہ ہے کہ آپ
اسکی جواب مین فرماتے ہین کہ اگر بحرانی کی نزدیک یہہ توجیہات تحقیقی اور اصلی جواب ہون
گویا اونکی نزدیک بدون تنزل و استہزا کے ممدوح ان اوصاف عالیہ کے اور مراد لفظ فلان
سے حضرت ابوبکر رض یا عمر رض ہی ہون اور فی الواقع مفتی صاحب نے شرح ابن میثم نہ دیکھی ہو
تو کونسی عیب اور نقص کی بات ہی ایک کتاب کا نہ دیکھنا یا بروقت تحریر اوسکی مضامین کا
یاد نہ رہنا کچھہ بڑی بات نہین کیا ضرور ہے کہ ہر عالم کی کتاب اور سکی تحقیق ہمیشہ مد نظر رہے لیکن
ہم کب کہتے ہین کہ شرح ابن میثم کا نہ دیکھنا کچھہ عیب او نقص کی بات ہی اور ہمنے اور ہمارے
خاتم المتکلمین رحمۃ اللہ علیہ نے کب کہا ہی ایک کتاب کا نہ دیکھنا یا اوسکی مضامین کا بروقت
تحریر یاد نہ رہنا کچھہ بڑی بات ہے اور ہمنے کب دعوی کیا ہے کہ ہر ایک عالم کی کتاب

اور اوسکی تحقیق ہمیشہ مدنظر رہنا ضرور ہے ہمارا اور ہمارے خاتم المتکلمین رحمۃ اللہ علیہ کا اعتراض
تو یہہ ہے کہ اگر مفتی صاحب نے شرح ابن میثم نہین دیکھی تہی یا آپکو یہہ مضامین یاد نہین رہے تہے
تو یہہ زبان درازی اور ہرزہ درائی کیون فرمائی کہ کہین فرماتے ہین ۔ ان ہذا الا افک مبین
لزین ناصبی بایدپرسید کہ کدام امامیہ گفتہ کہ مراد ابوبکر یا عمر ست۔ کہین لکہتے ہین این ادعا
کذب محض ست کہین فرماتے ہین ۔ ثبت الدار ثم النقش ۔ اول اینمعنے باثبات باید رسانید
کہ مراد از لفظ فلان درین کلام ابوبکر ست الخ ۔ اور کیون ایسا واویلا کیا کہ زمانہ کو سر پر اوٹھا لیا
جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مفتی صاحب نے تمام شروح نہج البلاغت کا ملاحظہ فرمایا ہے
اور تمام شروح کے مضامین اور تمام شراح کی تحقیقات ضبط اور محفوظ ہین اگر آپ نہین
جانتے تہے تو لفظ فلان سے شیخین کے مراد ہونے کا انکار اور علماء امامیہ کی توجیہات کرنے
کا انکار کس بنا پر کیا اونکو تو دعوی تمام شروح کے دیکہنے اور تمام مضامین کے مستحضر ہونے
کا ہے ۔ اگر باوجود اس نجاننے کی وہ سمجہتے ہوتے کہ مین نہین جانتا ہون تو اس شد و مد سے تکذیب
انکار نکرتے بلکہ یہہ کہتے کہ مین نے سوای ابن ابی الحدید کے دوسری شرح نہین دیکہی یا تمام شروح نہین دیکہی
ہا مین اس دعوی کی تصدیق و تکذیب کی نسبت کچہہ نہین کہہ سکتا یا یہ کہ تمام شروح دیکہی
تہی مگر اس موقع کے مضامین مجکو یاد نہین رہی الے غیر ذلک اور اسمین چندان نقص
و عیب نہ تہا اگرچہ اسقدر تو اسمین بہی خلل تہا کہ جب کتاب تصنیف فرمانے بیٹہے اور خصم
کو جواب دینے کا ارادہ کیا تو کیا مشکل ہے کہ شروح نہج البلاغت کے اس موقع خاص کو
دیکہین خصوصاً ایسا امر کہ جسپر بطلان مذہب کا مدار ہو اور بقول آپ کے بعض شروح بہی
جنمین یہہ توجیہات مذکور ہون نایاب نہون تو بڑی افسوس کی بات ہے کہ کتاب کہولکر دیکہہ
لین اور یون ہی دعوی فرمائین جس سے معلوم ہو کہ انکا علم تمام شروح کے مضامین کو حاوی
ہے پس واضح رہے کہ نہ آپکی مفتی صاحب نے اپنے نجاننے کا اظہار کیا اور نہ اعتراض عدم
علم پر ہے بلکہ محل اعتراض مفتی صاحب کا دعوی تبحر ہے کہ باوجود نہ جاننے کے اپنا علم

وتحرکذبا وافترا وجعلا ہی ہین اسپر آپکا یہہ جواب دینا کہ نہ جاننا کچھہ عیب کی بات نہین اور
نہ محفوظ رہنا کچھہ بڑی بات ہے یہہ ایسا جواب ہی کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ اپنی
مفتی صاحب کی عبارت کو بہی نہین سمجہے ورنہ اتنا تو سمجہتے کہ اعتراض اسے نجاننا ثابت ہوتا ہی
یا جاننا اور ازالۃ الغین کی عبارت کو بہی نہین سمجہے اور نہ اس جواب کو اوسنی کچھہ ربط و تعلق ہی
علاوہ ازین اس تقدیر پر کہ بحرانی نے جو کچھہ تحریر فرمایا وہ تحقیقی اور واقعی ہو اور اونکی نزدیک
یہہ جواب اصلی جواب ہون اور مفتی صاحب نے شرح ابن میثم کو ملاحظہ نفرمایا ہو یا اوسکی
مضامین اونکو یاد نرہی ہون حسب بیان علامہ ابن میثم یہہ اعتراض ان الممادح التی ذکرها
علیہ السلام فی حق احد الرجلین ینافی ما اجمعنا علیہ من تخطیہم واخذہما منصب
الخلافۃ فاما ان لایکون الکلام من کلامہ علیہ السلام او یکون اجماعنا خطأ
وارد ہوتا ہی اور علامہ بحرانی نے خود جواب شیعہ سی نقل کیے ہین وہ جواب بداہۃ معلوم ہوتا ہے
کہ ہرگز صلاحیت رفع اعتراض کے نہین رکہتی چنانچہ حضرت صاحب تحفہ رحمۃ اللہ علیہ نے
دلائل سے اس امر کو ثابت کر دیا ہے تو اب فرماہی کہ ہر دو امور مندرجہ اعتراض مین سی کسکو
جنت یار فرمائیگا کہ یا آپکا اجماع خطا پر ہے یا یہہ کلام جناب امیر کا کلام نہین ہے اور
شریف رضی نے من تلقاء النفس کذبا بڑہا دیا لیکن یہہ تو ونکسے ہے کہ شریف رضی تو دیدہ
ودانستہ ایسی کلام کو جو صریح مدح شیخین پر دلالت کرے اپنی خلاف مذہب کیون بڑہاتا ایسا
احتمال موبدات مذہب مین تو ہو سکتا ہی اور منافیات مذہب مین یہہ امر بالکل مفقود ہی نادانستگی
کا عذر غیر مسموع علی الخصوص حاشیہ پر بخط الرضی لکہا ہوا ملگیا کہ لفظ فلان کے نیچے عمر
لکہا تہا تو شریف رضی کے بڑہا لی اور اس کلام کے جناب امیر کی کلام ہونے کا تو
احتمال باطل ہوا تو ثابت و متعین ہوا کہ آپکا اجماع خطا پر واقع ہے۔ وہو المطلوب۔ اگرچہ اس
گذارش سی آپکی معارضات بہی باطل ہوگئی ہتے لیکن ذرا تفصیل سے سنیے کہ اول معارضہ
جنابنے حضرت صاحب تحفہ قدس سرہ العزیز کی نسبت اپنی والد ماجد کی تصنیفات ندیکہنے کے

بارہ مین فرمایا اور فرمایا کہ ہم کئی جگہ اس تحریر مین یہہ امر ثابت کر چکے ہین۔ پس اسکا جواب
تو یہہ ہے کہ یہہ محض جناب کی خوش فہمی ہے کہ آپنے اپنی عادت کے موافق عبارت
ازالۃ الخفا کے مطلب سمجھنے مین غلطی کی تہی چنانچہ جس جگہ اس تحریر مین آپنے یہہ دعوی
فرمایا ہے وہین ہم ہی بخوبی اوسکو باطل کر آئے ہین حاجت اعادہ نہین ہے۔ دوسرا اعتراضنہ
آپنے حضرت خلیفہ فاروق رضی اللہ عنہ کے نسبت آیت قرآنی متضمن موت آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم یاد نرہنی کی بابت فرمایا اسکا جواب یہہ ہے کہ اول نسیان کسکی نزدیک
محل اعتراض نہین یاد آتا ہے کہ بعض شیعہ نے نسیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
پر بہی جائز رکہا ہے۔ خود جناب امیر شیطان لعین کے مہلت یافتہ ہونیکو بہولی ہوئی
تہی اور ابلیس کی تلقین سے متنبہ ہوئی۔ اور نہ خاتم المتکلمین کا اعتراض نسیان کر بابت ہی
پس جب نسیان منافی نبوت نہین تو مناقض خلافت کیونکر ہو سکتا ہے۔ معہذا حضرت
فاروق رضی اللہ عنہ کا نسیان بوجہ صدمہ ہوش ربا وفات سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم
کے پیش آیا تہا۔ مگر آپکی مفتی صاحب پر کیا مصیبت پڑی اور اونکو کیا صدمہ پیش آیا
جس سے اونکی ہوش و حواس سلب ہو گئی اور باختہ حواس ہوکر یہہ غفلت طاری ہوئی اور نسیان
پیش آیا اگر حضرت علامہ دہلوی قدس سرہ العزیز کے اعتراضات کا صدمہ و مصیبت ہی
اور اہکا دار عضال ہونا اسکا باعث ہی تو ہم ہی آپکی مفتی صاحب کو معذور سمجہتے ہین علاوہ ازین
اس موقع مین کہ جو جناب مفتی صاحب کو پیش آیا اور دوسری مواقع مین کہ جس جگہ کتب کا
نہ دیکہنا یا مضامین کا یاد نرہنا کچہہ عیب یا نقص کا باعث نہین سمجہا جاتا بون بعید ہے
وہ یہہ کہ جس جگہ کتب کا نہ دیکہنا یا وقت تحریر مضامین کا یاد نرہنا معیوب نہین سمجہا
جاتا وہ موقع ہے کہ جہان فیما بینہما تعلق بعید ہو کہ اس سے اون مضامین کیطرف
انسباق ذہن کا کم ہو اور انتقال فکر کا اوہر سے اودہر نا در ہو ایسی مواقع مین اگر
وقت تحریر مضامین یاد نرہے یا کتاب کو نہ دیکہی تو معذور سمجہا جا سکتا ہی اور یہہ موقع جو

آپکے مفتی صاحب کو پیش آیا کہ خصم نے اپنی ثبوت دعوی مین ایک کتاب کے خاص موقع کو
مستدل قرار دیا اور اوس کتاب کے شروح کے مضامین متعلقہ کو اپنی دعوی کی تائید مین
بیان کیا تو اگر کوئی شخص اوس خصم کے جواب مین بدون اسکے کہ شروح دیکھے اور اونکی طرف
مراجعت کرے اور خصم کے دعوی کا صدق یا کذب کتب سے مقابلہ کرکے معلوم کرے۔ صاف
انکار کردے اور لکھے کہ کسی کتاب مین اسکا نام ونشان نہین اور یہہ دعوی محض کذب و دروغ
ہے۔ حالانکہ خود یہہ انکار و تکذیب محض کذب و دروغ ہو۔ تو ہرگز وہ معذور نہ سمجھا جائیگا اور کبھی
ملامت سے نہ بچیگا پھر اگر کوئی اوسکے اتباع مین سے اوسکی حمایت کرے اور عذر کرے کہ آپ نے
کتاب نہین دیکھی تھی اور آپکو یاد نہین رہا تھا۔ تو یہہ کسی عاقل کے نزدیک قابل التفات
نہوگا بلکہ مصداق مثل مشہور عذر گناہ بدتر از گناہ کا سمجھا جائیگا کیونکہ اس موقع مین
بوجہ غایت اتصال و قرب تعلق فیما بینہما اوسپر واجب تھا کہ شروح کی طرف مراجعت
کرے اور اس دعوی کے صدق و کذب کو کتب سے مقابلہ کرکے دیکھے تو اوسنے ترک
واجب کیا اور اپنی مذہب کی حمایت مین صریح مرتکب کذب وخیانت کا ہوا تو ایسی
موقع مین جسقدر ملامت کیجاوے بجا ہے اور جسقدر گرفت کیجاوے زیبا۔ پس ہماری فاضل کا
بحمایت اپنی مفتی صاحب کے فرمانا کہ اگر اونہون نے کتاب نہ دیکھی ہو یا مضامین یاد نہی
ہون تو کیا عیب و نقص کی بات ہے۔ سراسر واہیات ہے بلکہ ہم کہہ سکتی ہین کہ یہہ سراسر
عیب اور نقص اور خیانت و کذب اور مرتبہ تصنیف کے بالکل مخالف ہے۔ رہا خلافت
کی اہم المہمات ہونیکا جو آپ اشارہ فرماتے ہین سو یہہ وہ غلطی ہے جو ابحاث سابقہ مین
آپکو پیش آچکی اور بتفصیل تمام اسکی نسبت ہم گذارش خدمت کرچکی ہین۔ **قال الفاضل**
المجیب۔ قولہ۔ یہہ ایک بحث کا حال ہے جس سے علماء شیعہ کا پایہ علم اور تدین
بخوبی معلوم ہو سکتا ہے حالانکہ اس بحث کی غلطیونکا استیفا نہین کیا گیا۔ **اقول**۔
ہان یہہ ایک بحث کا حال ہے جس سے علماء سنیہ کا پایہ علم و دیانت و فہم و فراست

وعقل وکیاست بخوبی معلوم ہوسکتا ہے حالانکہ اس بحث کی غلطیونکا بھی استیفا نہین کیا گیا
یقول العبد الفقیر لربہ ٖ ولاہ الغنے - بحول اللہ تعالے وقوتہ اہلسنت کا پایۂ
علم ودیانت وفہم وفراست ایسا ظاہر ہوا ہے ہرگز کسی پر مخفی نہین رہ سکتا یہ ہی جماعت مصداق
ید اللہ علی الجماعۃ وغضب اللہ علی من خالفہا کے ہے - ان علماء شیعہ کا
پایۂ علم ودیانت وفہم وفراست قابل تماشا ہے کہ جنکی اکابر مذہب اونکی زعم مین ہمیشہ تقیہ
کی پردی مین مختفی رہے ہے اور مذہب کو دائما صندوق تقیہ مین بند رکھا سو بحمد اللہ فریقین کے علم
ودیانت اور فہم وفراست کی حالت اسی بحث سے بخوبی معلوم ہوسکتی ہے بشرطیکہ
انصاف کا چشمہ چشم بصیرت پر لگا کر دیکھا جاوے **قولہ** اگر کسیقدر اس بحث کی
مفصل جواب مین بیان ہوا ہے کہ علاوہ خلاف واقع بیان کرنے وغیرہ کے علم
وفضل کا مرتبہ بھی بدرجہ کمال حاصل کیا ہے - یہانتک کہ جو باتین کہ درس خوان وسبان
کو معلوم مین انہی بھی کمال مہارت بہم پہونچائی ہے - جیسا کہ للہ بلاد فلان کو بدروغ از
قسم دروغ فرماتے ہین حالانکہ کتب نحویہ ولغویہ مین تصریح ہے کہ للہ درہ وللہ ابوہ وللہ بلادہ
مثل اوسکے کلمات تعجب سے ہے قسم سے اسکو کیا علاقہ - اور جواب تنزلی وتقدیری کو اصلی
سمجھتے ہین فیا للعجب اس علم وفضل پر کوئی صاحب خاتم المحدثین اور کوئی صاحب خاتم
المتکلمین کا خطاب اپنی اہل نحلہ سے پاتا ہے ان ہذا لشیٔ عجاب **اقول** اہل انصاف
برائے خدا ذرا اس بحث کو جو ہمارے فاضل مجیب نے بصد ناز وافتخار تحریر فرمائی ہے نہین
اور حضرات علماء شیعہ کا مرتبہ علم وفضل ملاحظہ فرمائین کہ واقعی جو باتین کہ اطفال مدرسہ کو معلوم
ہونگی حضرات اونمین غلطان وپیچان ہوتے ہین اور اونسے بھی واقف نہین یعنی غلط کہا
بلکہ اونمین کمال مہارت بہم پہونچائی ہے - آپ اعتراض فرماتے ہین اور ظاہر یہ ہے
کہ آپ اپنے علماء سے نقل فرماتے ہونگے - کیونکہ آپ تو فرما چکے ہین کہ مین محض فارسی خوان
ہون - آپکو کتب نحویہ ولغویہ سے اور تحقیق للہ بلاد وغیرہ سے کیا تعلق اور نیز اس قول کے شروع عبارت متن سے بھی

اسطرح ایما ہی لکہتے ہین ۔ اس بحث کے جواب مین مفصل بیان ہوا ہے تو ہمکو یہہ کہنا چاہیے
کہ فاضل مجیب نقلاً اپنی علما سے اعتراض نقل کرتے ہین کہ علماء اہلسنت نے لعہ بلاو فلان کو
بیہ روغ قسم دروغ فرمایا ہے حالانکہ یہہ کلمہ تعجب کا ہے ۔ اب اسکا جواب سنیے کہ یہہ آپکے علما
کا محض کذب اور افترا اور بہتان ہے ہرگز علماء اہلسنت نے لعہ بلاو فلان کو بہ حسب تصریح
فاضل بحرالعلوم کلمہ مدح کا ہے قسم نہین فرمایا ہے صواعق اور تحفہ اور ازالة الخفاء میری نظر سے
بہی گذری ہین اور غالباً تحفہ کی نسبت یہہ اعتراض ہوگا اسلیے مین عبارت ان کتابونکی نقل کرکے
اپنے فاضل کو اور انکے علماء مجتہدین کے پیہ اور تابین ہے کہ قسم دیکر پوچہتا ہون فرمائین تو سہی کہ ان
عبارتون مین کہان لکہا ہے کہ لعہ بلاو فلان کلمہ قسم ہے خواجہ نصر اللہ رحمة اللہ علیہ صواعق مین
نسبت بقول پہر رہ کے بعد اول جواب وکان منه علی وجه استصلاح من یخیفه صحة
خلافة الشیخین کے ضمن مین فرماتے ہین فانه اثبت للامام المعصوم انه کذب عشر کذبات
صراح موکدة وحلف عشر حلفات کاذبة من غیر الجاء ضرورة داعیة الیه فان استصلاحهم
واستجلاب قلوبهم تحصل بغیر الکذب والیمین الکاذب اور دوسری جگہ لکہتے ہین
فانه شیخ المهنة فی خلافة عثمان کان محصلو ما لکل احد غیر مخفی حتی خفی علی
الناس القم وانه حلف عشر حلفات کاذبة الی ان قال وان اومن المیب لایرتکب
الکذب والیمین الکاذب لانه یحصل بالصدق فضلا عن الاکاذیب لا یمان
الکاذبة حضرت علامہ دہلوی قدس سرہ العزیز تحفہ مین توجیہ اول کے ضمن مین فرماتے ہین
لکن بر عاقل منصف پوشیدہ نیست کہ دہ دروغ موکد بقسم را نسبت بجناب معصومی نمودن
کہ برای غرض سہل ونما ضیفے ولداری چند کس الخ پہر فرماتے ہین کہ کدام ضرورت بجی اینہمہ
تاکیدات وسبالغات وایمان علاط شدہ بود ۔ پس یہہ عبارتین ہین اسمین کہان لکہا ہے
کہ لعہ بلاو فلان کلمہ قسم ہے حضرات شیعہ کی یہہ عادت ہے کہ اپنی خوش فہمی سے ایک غلط
مضمون تراش لیا اور اوسپر اعتراض کرنے لگے بمقتضا اپنے کمال فضل وعلم کے

اسجگہ یہہ سمجھہ لیا کہ لعبد بلاؤ فلان کے معنی قسم کے لکھے ہین اور اسکے سوا حق والیمانشہ وغیرہ دیا
ایسا ہی ہو کہ شاید یہہ بھی کمال تبحر اور ہمہ دانی سے یہہ سوال کرینگے کہ اگر لعبد بلاؤ فلان کے معنی قسم کے نہین لکھے تو پہر یہہ قسم کہانسے
پیدا ہوئی اور کونسا حرف قسم کا عبارت مین موجود ہے جسکے معنے قسم کے خواجہ نصر اللہ اور علماء دہلوی نے لکھے
پس اسکا جواب یہی ہے کہ نحو اور نیز چہوٹے رسائل مین لکھا ہے کہ قسم مقدر مثل ملفوظ کی ہوتی ہے چنانچہ خیالی کا قول جو حاشیہ مین ہے
و تقدیر القسم کالملفوظ لیس پس اسی طرح لعبد بلاؤ فلان کلام مدح کا ہے بعد اوسکے لفظ لقد قسم مقدر پر دال ہے
اور اوسکا جواب واقع ہے یہہ مغنی اللبیب مین لکھا ہے وقال عمرو (زمخشری) فے نحو
ولقد علمتم الذین اعتدوا منکم قد فے الجملة الفعلیة المجاب بہا القسم مثل
ان واللام فی الجملة الاسمیة المجاب بہا القسم فی افادة التوکید دوسری جگہ
لام تاکید کے بیان مین لکھا ہے وبعضہم المتصرف المعروف بانہ نحو ولقد کانوا عاہدوا
اللہ من قبل لقد کان فی یوسف واخوتہ آیات والمشہور ان ہذہ لام القسم
بیضاوی مین لکھا ہے ولقد علمتم الذین اعتدوا منکم فی السبت اللام موطئة للقسم
اسپر محشی عبد الحکیم لکھتا ہی ای موطئة ومعینة للقسم المحذوف وقرینة علیہ تو ان
عبارات سے معلوم ہوا کہ یہان قسم مقدر ہے اور تقدیر عبارت اسطرح ہے - لعبد بلاؤ فلان
واللہ لقد قوم الاود وداوی العمد الخ ای حضرت میر صاحب آپکی محنت نے ہمپر یہہ اعتراض کرکے
اپنی علم وفضل کے آپ ہی ویل ہمسنز ردی پہر اوسپر آپکا اسکو بارز اعتبار کرکے ساتہ
ہمارے نواب مین لکھنا اور بیا طرہ یہہ ایک چہوٹی سی بحث ہی جس سے پایۂ علم وفضل آپکا اور شیعہ
ودانا اہلسنت کا بخوبی معلوم ہو سکتا ہے اور یہہ بہی معلوم ہو سکتا ہے کہ علمائے اہل سنت
خطاب خاتم المحدثین اور خاتم المتکلمین کے لائق ہین یا علمائے شیعہ جنکو چہوٹے چہوٹے مسائل نحو مین
بہی کمال مہارت ہے خطاب مجتہد اور علم الہدیٰ اور صدوق کے لائق ہین ہمارا ابن
ہیثم کے جواب کو بمنزلہ قسم تقدیری کہنا ایسی خطا فاحش ہے کہ جسکو تہوڑی سی عقل وانصاف
ہو وہ بہی اسکو سمجہہ سکتا ہے اور اگر فاضل مجیب شرح ابن ہیثم ملاحظہ فرمائینگے تو خود اپنی

اس خطا پر متنبہ ہو جائنگی قال الفاضل المجیب قولہ۔ اگر تامل کیا جاوی تو جوابات تحفہ ایسی غلطیو نسے پر ہین پس اب انصاف سے فرمائیے کہ تحفہ زیادہ عدم اعتماد کے قابل ہے یا اوسکی جوابات معتمد علیہ جناب مخاطب۔ اقول آپنے جوابات تحفہ کب دیکھی کہ تامل فرماتے اگر آپ انکو دیکھتے اور کچھہ تامل و انصاف سے کام لیتے تو آپکو کالشمس فی نصف النہار روشن ہو جاتا کہ صاحب تحفہ کی بہت ہی کم ایسے قول ہونگی جو غلطی و خلاف واقع گوئی سے خالی ہون اور جاننا کہ جوابات تحفہ مین غلطی ہو یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی ایسی خرافات و کذب کے جواب مین بجز اسکی کہ ہم سکوت کرین۔ یا ہم بہی جہوٹ بولین کہ آپ ہیچ کہتے ہین اور کچھہ جواب نہین دیسکتی قولہ اگر آپکا یہہ فرمانا صحیح ہوتا تو اب تک کوئی صاحب تو آپ صاحبونین سے مرد میدان ہوتا اور اونکا جواب لکہتا۔ اقول جب وہ اس قابل ہی نہین کہ اہل علم اونکی جواب کیطرف متوجہ ہون تو ہمارا اصل استدلال ابطال مذہب شیعہ پر تہا بجائی خود باقی رہا پہر ہمکو اونکی جواب لکھنی کے اور ناحق تضییع اوقات کی کچھہ ضرورت نہین ہے علاوہ اسکی ہمارے بہی ایسی کتابین ہین جنکا علماء شیعہ نے جواب نہین لکہا تو ہم بہی کہہ سکتے ہین کہ اگر اونمین غلطی ہوتی تو آپ صاحبونمین سے کوئی تو مرد میدان ہوتا اور اونکا جواب لکہتا۔ قولہ آپکے خاتم المتکلمین کی یہہ جرات نہ ہوئی مگر ہان خال خال جہان کہین اونکو اپنے سمجہہ کے موافق قلت تدبر و تفکر سے جائے انگشت معلوم ہوئی اس قول کو نقل کرکے بہت کچھہ شور و غل مچایا۔ مگر اہل فہم و انصاف جانتے ہین کہ فضول تہا۔ چنانچہ اسی بحث سے جسکو آپنے بڑی ناز و افتخار سے ہدیۃ لکہا تہا معلوم ہوگیا اقول ہماری خاتم المتکلمین رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصانیف مین جواب استقلال آپکی بعض تحریرات کے جواب مین فرمائے تبعاً و استطراداً حسب محل و موقع جوابات تحفہ وغیرہ کے بخوبی قلعی کہول دی ہے جس سے صاف واضح ہے کہ یہہ جوابات قابل التفات طلبہ علوم بہی نہین ہین چہ جائیکہ علما مقصدی جواب ہون چنانچہ

قولہ واسطے ہر اہل انصاف و فہم جانتے ہین اور سمجھتے ہین اسی بحث سے جو ابہی گذر چکی بخوبی تنبیہ آپ ہی انصاف فرماوین کہ جب آپنے تحفہ کے اجوبہ ملاحظہ ہی نہین فرمائیے تو آپ کیونکر اونکی استماد و عدم اعتماد کی بابت کچھہ کہہ سکتے ہین **اقول** یہہ اپکا خیال و زعم بالکل غلط ہے جسکی کچھہ اصل نہین **قولہ** جاننے والے پہ کہنے والے جانتے ہین کہ کون اعتماد کے قابل ہے **اقول** بیشک اسپر ہمارا بہی صاد ہے **قال الفاضل المجیب** - قولہ - شیعونکی بعض فرضی کتابین گھڑ لین جناب مخاطب کی تحریر سے تو اونکا مادہ علمی اسقدر معلوم نہین ہوتا کہ اپنے مذہب کی تمام کتب یا تمام کتب مشہورہ پر عبور اور اونکی واقفیت ہو - **اقول** - اس اپکی تشخیص پر ہم بہی صاد کرتے ہین مین اپنی کم علمی ہیچمدانی شروع ہی مین عرض کر چکا ہون **یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی** چونکہ اسجگہ فاضل مجیب نے جو ہماری جواب کے عبارت نقل کی ہے اوسمین خلط واقع ہوتا ہے مبادا ناظرین اقوال کو تعیین اقوال مین تردد و اشتباہ واقع ہو اسلیے نظر احتیاط عرض کرتے ہین کہ اسجگہ جو لفظ قولہ ہماری فاضل مجیب کی کلام مین واقع ہے یہہ قول ہماری تحریر مین کا ہی اور ضمیر اسکی راجع بطرف فاضل مخاطب ہی اور بعد اسکی عبارت شیعونکی بعض فرضی کتابین گھڑ لین اصل سوال فاضل مخاطب کا جملہ ہے جسکا جواب ہمنے لکہا ہے اور کہا ہی جناب مخاطب کے تحریر سے الخ پس ناظرین یہہ خیال فرماوین کہ قولہ کے قائل فاضل مجیب مین اور ضمیر ہماری طرف راجع ہے اور عبارت شیعونکی بعض فرضی الخ ہماری عبارت ہی جیسا کہ ان سے مستفاد ہوتا ہے فلیتنبہ - سابق مین ہماری فاضل مخاطب نے ہمارے قولہ کو اپنے قولہ کے ساتھہ ملا کر بتکرار قولہ قولہ کرکے لکہا تھا معلوم ہوتا ہے کہ شاید ایک لفظ قولہ سہوا کاتب سے ترک ہو گیا ہوگا یا عمداً اگر یہہ مستقیح سمجھکر چھوڑ دیا ہو گا - تعجب ہی کہ باوجود ہیچمدانی اگر یہہ کسر نفس کے طور پر نہین ہے تو اپنے اصول و فروع مین بلا تقلید مرتبہ حق الیقین کا کیونکر پیدا کر لیا معلوم ہوتا ہے کہ اصل ادعائی ہمہ دانی ہے اور یہہ محض تواضع -

قولہ لیکن اگر گستاخی معاف ہو تو بصد ادب اسقدر گذارش ہے کہ بندہ تو تمام کتب یا تمام کتب مشہورہ پر عبور نہین رکہتا اور واقف نہین مگر جناب با اینہمہ ادعای علم و فضل اصل مسئلہ متنازعٔ فیہ سی ہی آگاہ نہین چنانچہ امامت کو مسائل فروعیہ سی بیان کرلینے مین ازالۃ الغین کیجواضرورت ہوئی۔ اس مسئلہ کو آپکی کتب احادیث وغیرہ حتی کہ کتب عقائد مین اہم المہمات لکہا ہے مگر آپ اسکو اہم المہمات نہین جانتے یہہ محض کتب کلامیہ و عقاید و احادیث وغیرہ پر عبور نہونے کاہی سبب معلوم ہوتا ہے ورنہ شاید جہاو کا دعوی تو آپکو ہی نہو **اقول** حضرت نی دریافت فرمایا تہا کہ مسئلہ امامت اہل سنت کے نزدیک اصول دین سی ہے یا فروع سی بندہ نے بجواب اوسکی عرض کیا کہ اہلسنت کے نزدیک مسئلہ امامت فروع مین سی ہے اور اوسکی ثبوت مین حوالہ خاتم المتکلمین کے عبارت کا جو اسوقت سامنی موجود تہی لکہنا کافی سمجہا پس اسپر جناب کا فرمانا کہ اصل مسئلہ متنازعہ فیہا سی آگاہی نہین آپ ہی انصاف سے فرمادین کیونکر صحیح ہوسکتا ہے اگر آپ کسی مسئلہ مین اوسکی ثبوت کے وقت حوالہ اپنی مجتہد العصر یا مفتی کنتوری صاحب کا دیوین اور مسئلہ بہی صحیح فرمادین تو کوئی دعوی کرسکتا ہے کہ آپ اس مسئلہ سی آگاہ نہین حاشا وکلا۔ اور بالفرض اگر مین شرح عقاید کا حوالہ دیتا توبہی آپ یہہ ہی اعتراض فرماسکتی ہی جبتک کہ تمام کتب عقاید و احادیث وغیرہ کی فہرست نکہی جاتی حالانکہ کوئی شخص تمام حوالونکو جمع نہین کرتا۔ ظاہر ہے کہ حوالہ سے مقصود یہہ ہوتا ہے کہ مسئلہ کی صحت کی نسبت طمانیت ہوجاوے اور یہہ بمجرد نقل قول کسی معتبر عالم کے حاصل ہوسکتا ہے علی الخصوص جبکہ مسئلہ ہی مسائل فروعی مین سے ہو اور یہہ امر حضرت خاتم المتکلمین کے طرف حوالہ سے بخوبی حاصل ہے پس اوسکی نسبت جناب کا عدم آگاہی فرمانا عدم آگاہی قانون انصاف سی ہے۔ اگرچہ یہہ بات مسلم اور صحیح ہی کہ بندہ کو تمام کتب کلامیہ و احادیث وغیرہ پر عبور نہین ہے اور نہ بندہ کو دعوی جہتا دہی مگر تعجب یہہ ہی کہ آپکی جناب مفتی صاحب نے خلاف واقع دعوی فرمایا کہ شروح نہج البلاغتہ یا

مین کہین یہہ توجیہات مذکور نہین اور جناب نے اوسکی نسبت عذر فرمایا کہ کیا ضرور ہے کہ ہر
عالم کی کتاب اور اوسکی تحقیق ہمیشہ مدنظر رہے ہر ایک کتاب کا نہ دیکھنا یا ہر وقت تحریر اوسکے
مضامین کا یاد نہ رہنا کچھہ بڑے بات نہین اور کچھہ عیب و نقص کی بات نہین کہ اگر ایک
کتاب کو نہ دیکھا ہو یا اوسکے مضامین یاد نہ رہے ہون - پس جب آپکے نزدیک شرح
نہج البلاغت کی نہ دیکھنے سے آپکی مفتی صاحب کے تبحر مین کچھہ فرق نہ آیا اور انکی کذب
کیطرف سے یہہ عذر بارد فرمایا اور بسر و چشم قبول کر لیا تو ہمنے ایسا کیا قصور کیا تھا
کہ باوجودیکہ مسئلہ صحیح عرض کیا اور حوالہ بھی صحیح دیا لیکن ہان تمام حوالونکو جمع نہین کیا
اسکو ہماری کتب عقاید و احادیث وغیرہ پر عدم عبور کا سبب قرار دیا اور عدم آگاہی
اور ناواقفیت سمجھا - آپ ہی انصاف سے کہیں کس قاعدہ کے موافق یہہ فیصلہ فرمایا آپکی مفتی صاحب
باوجود خطا کے بھی متبحر ہی رہین اور ہم بے خطا ناواقف و ناوان سمجھے جائین یہہ صریح ہٹ
دہرمی اور حق پوشی نہین تو کیا ہے - انصاف تو اسکو مقتضی ہے کہ اگر ہمکو آپ صرف اس
وجہ سے مطعون کرتے ہین کہ ہمکو کتب احادیث و کلام وغیرہ پر عبور نہین یا وقت تحریر
مضامین یاد نہ رہے تو اپنی مفتی صاحب کو بھی اگر دو چند نہین تو ہماری برابر تو مطعون و ملام
بنائیے - رہا ہم الملہمات کا ذکر کرنا یہہ وہ خوش فہمی ہے جو بہت جگہ اس تحریر مین آپنے
ظاہر فرمائی ہے کہ ہم گنتے گنتے تھک گئے - اور اسکا جواب مفصل سابقاً مذکور ہو چکا ہے -
قال الفاضل المجیب - قولہ اگر دعوی ہے اور اجازت ہو تو بندہ معیار امتحان
سے اس امر کی بخوبی آزمائش کر سکتا ہے - اقول - بندہ کو ہرگز دعوی نہین ہے مین کیا
اور میرا دعوی کیا جاہل و ظالم و ناقص ہیچ میرز و ہیچمدان اقل الخلیقہ بل لاشی فی الحقیقۃ
ہون اور اسکی جواب مین بجز اسکی کہ جناب نے اپنی بلند حوصلگی و عالی ظرفی ظاہر فرمائی ہے
کیا عرض کرون اگر غرور و تکبر معیوب و ممنوع نہوتا تو شاید بخیال اسکی کہ التکبر مع المتکبر
صدقہ یہہ شعر عرض کیا جاتا - بیت خوش بود گر محک تجربہ آید بمیان + تا سیہ روی شود ہر کہ درو غش باشد

یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی اگرچہ ہمنے بعض مضامین چہانٹ کہی تہی
کہ گذارش خدمت اقدس کرینگے لیکن جب جناب نے ترک دعوی مین اسقدر عجز و انکسار فرمایا - گو
کسی طور سہی تو اب انسانیت سے بعید معلوم ہوتا ہی کہ ہم کچہہ اس عنوان خاص سے لکہین اور فی الحقیقت
یہہ تمام تحریرات ہی محک امتحان ہین اس سے سب کچہہ واضح ہو چکا ہے - رہا بندہ کی نسبت
جو جناب نے بلند حوصلگی و عالی ظرفی طنز و تعریض کے طور پر اور تکبر صراحۃً تحریر فرمایا - گویا
اپنی ہی حال کا نقشہ کہینچا ہے کیونکہ بندہ تو محض سائل ہی ہے پس قال الفاضل المجیب
قولہ - معہذا بعض کتب بعض ازمنہ مین مشہور ہوتے ہین اور وہی بعض ازمنہ مین مفقود و مستور ہوتے ہین
اقول - آپنے یہہ مضمون ازالۃ الغین سے نقل تو کر دیا مگر ذرا غواص طبع کو بحر تفکر مین غوطہ
نفرمایا کہ بالفرض اگر یہہ آپکا قول تسلیم ہی کر لیا جاوے تاہم وہ کتب گو بعض ازمنہ مین مفقود
و مستور و متداول نہون مگر السنہ علماء و کتب رجال مین تو ضرور مذکور ہونگی ورنہ انکی سند کیونکر
جائز ہوگی - آپکے خاتم المتکلمین جو ازالۃ الغین مین فرماتے ہین کہ مخفی نیست کہ بسا باشد کہ
کتابے در زمانے شہرت می یابد و بعد زمانی شہرتش از صفحۂ کائنات محو گردد و منعکس بالعکس
الخ - چونکہ یہہ محض دعوی لسانی تہا اسکی مثال پر قادر نہوئے - اور دوسری صورت جو منعکس بعضی
از کتابہا الخ - بیان فرمائی اور جو اسکی مثال کتاب سیف المسلول کی دی بے شک یہہ
ممکن ہے مگر کتاب سیف المسلول موجود اور علماء کی زبان پر مذکور اسکی مصنف کا حال
معلوم ہے اسیطرح اگر کوئی کتاب معراج السالکین ہوتی تو ضرور وہ بہی موجود اور علما
کی زبان پر مذکور ہوتی اسکی مصنف یا مولف کا حال معلوم ہوتا گو وہ متداول نہوتے اور اگر
ایسا نہو تو ہر شخص ایک ایسی کتاب کا حوالہ دیکر جو اصل مین تصنیف یا تالیف ہی نہ ہوئی ہو
کہہ سکتا ہے کہ بعض کتب بعض ازمنہ مین مشہور ہوتی ہین اور وہی بعض ازمنہ مین مفقود
و مستور فرمائیے آپ اسکا کیا جواب دینگے - ایسی کتاب کا حوالہ جو اس زمانہ مین مفقود و مستور ہو
اور اس مذہب والون کے رجال مین بہی کہین اسکا ذکر نہو نہ اسکی مصنف کا نام

مفصل نہ اوسکی تصنیف وتالیف کا زمانہ مشرح بمقابلہ خصم بیان کیا جاوے تو محض لغو ہوگا۔
یقول العبد الفقیر الے مولاہ الغنی ۔ اگرچہ کتب غیر متداولہ مفقودہ مستورہ کی
مثال طلب کرنا ایسا ہی جیسا کوئی غیر معلوم ومجہول کی مثال طلب کرے مگر ہم اپنی حضرت
فاضل مجیب کو مثال ہی سے سمجھاتے ہین سینئے کہ آپکی بلکہ فریقین کی کتب رجال و فہرست مصنفین
وعلما مین بعض علما کثیر التصانیف کی نسبت تحریر ہے کہ صدہا مجلدات انکی تصانیف ہین چنانچہ
ابن شہر اشوب نے معالم العلما مین فضل بن شاذان کی نسبت لکھا ہے ولہ مائۃ وستون
مصنفا اور نیز طوسی ابن شہر اشوب نے عبداللہ بن احمد بن ابی زید الانباری کے حالمین
لکھا ہے لہ مائۃ ونیف وعشرون کتابا محمد بن مسعود عیاشی کی نسبت لکھا ہے کتبہ
یزید علی مائتی مصنف محمد بن علی بن بابویہ القمی کے حالمین لکھا ہے لہ نحو
من ثلثمائۃ مصنف علی ہذا القیاس اور بہت سی علما کی نسبت اسیطرح درج ہے لیکن
اگر تتبع وتلاش کیجاوے تو بجز چند کتابونکی جو بہ نسبت کل کے بہت قلیل المقدار ہونگی کسیکا
کہین پتہ ونشان نہین ملیگا تو انکی نسبت بہی کہا جا سکتا ہے کہ اگر یہہ کوئی کتابین ہوتین
تو موجود اور علما کی زبان پہ مذکور ہوتین اور ایسی ہی کتابین ہین کہ جنکی مصنفین کا حال
کچھہ معلوم نہین چنانچہ معالم العلما کے آخر مین آپنے ملاحظہ فرمایا ہوگا اور یہہ بہی ہر ایک
پر واضح ہے کہ جامع فہرست علما کو اول تو استیعاب واستیفا کتب مصنفہ بیان کرنا مقصود
نہین ہوتا تہوڑی سی کتابین بطور نمونہ درج کردیتے ہین اور اگر استیعاب ہوتا بہی ہے تو اپنی علم
ووقفیت کے موافق ہے اور ظاہر ہے کہ کچھہ ضرور نہین کہ انکا علم ہر ایک شخص کے تمام مصنفات
کو حاوی وشامل ہو آپنے معالم مین ملاحظہ فرمایا ہوگا کہ اول مین لکھا ہے وان کانت الکتب
لا تعد ولا تحد وآخر مین لکھا ہے تم الفہرست والکتب غیر منحصرۃ اس سے صاف
معلوم ہوتا ہے کہ انکو استیفا مقصود نہین ۔ علاوہ ازین چند کتب ورسائل بندہ کے
پاس بہی مذہب شیعہ کے مصنفہ علما شیعہ موجود ہین آپ انکا ہی حال تلاش کر دیکہین

اور تتبع کرکے فرماوین کہ وہ کس کس کے کتابین و رسائل ہین۔ اوصاف الاشراف کتاب
الاشراف۔ حجۃ الکاملہ۔ نوادر الاثر۔ مختصر العویص اگر ہر ایک کتاب کے واسطے ضرور ہے کہ اوسکا
حال اور اوسکی مصنف کا حال اور زمانہ تصنیف مفصل و مشرح معلوم ہوا کرے تو انکا حال بہی
اسی طرح تفصیل کے ساتھہ معلوم ہوگا۔ رہا صحت انتشہاد کی نسبت جو کچھہ تحریر فرمایا ہی
سو مانحن فیہ مین ہمارے سند کی صحت کا مدار کچھہ مجاج السالکین ہی پر نہین ہے بلکہ اور بہی بعض
معتبر کتابونسے ثابت ہے چنانچہ ہم آئندہ اوسکو نقل کرینگے اسیواسطے حضرت علامہ دہلوی صاحب
تحفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اقتصار مجاج السالکین ہی پر نہین فرمایا ہے پس جبکہ یہہ روایت
دوسری معتبر کتابونمین بہی موجود ہے تو اگر بالفرض مجاج السالکین مفقود و مستور ہوا اور اوس سے
استدلال صحیح نہو تاہم ہماری استدلال کے صحت مین روایت رضا جناب بتول رضی اللہ عنہا شیخین رضی اللہ عنہما
کے ساتھہ کچھہ کلام نہین ہوسکتی۔ غرض کتب کی نسبت آپکا یہہ دعوی فرمانا کہ جو کتاب تصنیف ہوئی
ضرور ہے کہ اوسکا اور اوسکی مصنف کا حال اور زمانہ تصنیف معلوم ہو خلاف بداہت ہے بہت ایسی کتابین
تصنیف ہوئی جو بعد مین مفقود ہوگئین اور بہت سی ایسی کتابین ہین کہ جنکی مصنفین کا کچھہ حال
معلوم نہین۔ اکثر کتابین جو گذشتہ قرون مین زیر درس تہین اسوقت انکا نام و نشان
بہی نہین قاعدہ ہے جب ایک چیز کا تداول کم ہوجاتا ہے تو رفتہ رفتہ وہ شی ہی اول شکل معدوم
کی ہوتی ہے اور پہر حقیقۃ معدوم ہوجاتی ہے۔ آپکو معلوم ہوگا کہ اقلیدس کے بعض مقالون کا
کہین پتا و نشان نہین مصنفات افلاطون و ارسطاطالیس وغیرہ کا اسوقت کہین نام و نشان
باقی ہے اچہا انکو رہنے دو صحف ابراہیم علیہ السلام کا کہین عالم مین وجود ہے توریت
و انجیل و زبور اصل کہین پائی جاتے ہین۔ علی ہذا القیاس صدہا بلکہ ہزارہا ایسی کتابین
ہونگی جو ایک زمانہ مین مشہور تہے اور بعد اوسکی مفقود ہوگئی اس جگہ غرض ان کے بیان سے صرف یہہ ہی
کہ یہہ کچھہ لازم نہین کہ اگر ایک شی کا وجود ایک زمانہ مین ہو تو بعد اوسکی بہی اوسکا وجود
باقی رہے۔ جیسا کہ ان کتب سماوی کا وجود خارجی مفقود ہوگیا ہی ممکن ہے کہ بعض کتب

یسی ہون کہ اونکا وجود خارجی اور علمی دونو جانتے ہین اور کوئی دلیل عقلی یا نقلی اسکی استحالہ
پر قائم نہین وہن اوعی فصلیہ البیان اور محجاج السالکین تو اوس جنس سے نہین کہ جسکا وجود
مطلق نرہا ہو۔ آخر حضرت علامہ کابلی رح نے صواقع مین اوس سے استشہاد کیا حکیم
مخدوم سلامت علیخان نے اوسکی وجود کی شہادت دی اسکی وجود کی دلیل کافی ہے۔ رہا
اسکو اہلسنت کا افترا سمجھنا اور انکار کرنا اور یہہ کہنا کہ اپنی نفع کے لیے گھڑی ہوگی اور چونکہ
اس باب مین اہلسنت متہم ہین ایسی اونکی شہادت قابل قبول نہین سو اسکا جواب ہم عنقریب
بیان کرین گے۔ قال الفاضل المجیب قولہ پس یہہ ہی اپنی قدماء کی بھروسہ پر جنہون نے
بنای نام تحفہ کے جوابات لکھی ہین لکھا گیا ہے۔ اقول۔ حضرت اسیطرح آپنی ہی اپنی قدماء
کی بھروسہ پر بلکہ بعینہ وہی مضمون نقل کردیا ہے یقول العبد الفقیر اصلحہ مولاہ الغنی
اس قول مین شید بنای نام تحریر جوابات کے وقت ملحوظ خاطر نہین ہوئی مطلق قدماء سمجھکر
معارضہ فرمایا پس یہہ معارضہ ہمپر وارد نہین ہوسکتا قولہ جناب من قدماء کی ہی بھروسہ
پر معاملات دینی مین گفتگو ہوا کرتے ہی اپنی رای کا دخل کم ہوتا ہے اقول
چونکہ آپنے اپنی عقل و فہم کے زمام کو اپنے قدماء کے اہواء کی سپرد کیا ہے اور اپنی عقل کو دخل
نہین دیتے اسیواسطے صراط مستقیم سے منحرف اور جماعت سے ایک طرف ہوگئی ہین ہمنے
بحول اللہ و قوتہ اپنا امام کتاب اللہ کو قرار دی رکھا ہے اور احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
پر مدار کار ہے اوسکی خلاف کسیکی نہین مانتے جو اوسکی موافق ہو وہ علی الراس والعین سمجھتی ہین
ایسی حبل المتین اسلام کو محکم پکڑی ہوئی ہین۔ حضرات کے کتاب اللہ جب امام غائب
غار سی لیکر برآمد ہونگی تب شاید کچھہ معمول بہا ہو تو ہو ورنہ ابتک تو صرف ہشام مین و زرارہ و بکیر
وابوبصیر وغیرہ کی ربقہ تقلید زیب جید بلکہ اقرب من حبل الورید ہے قولہ مگر ہم مین اور
آپ مین اسقدر فرق ہے کہ گو آپکی قدما بلا دلیل ہے کوئی دعوی کیون نکرین بدون سوچی
سمجھی اپنے عقل و علم سے کام لیے محض تقلید آپ تسلیم کرلیتے ہین چنانچہ ازالۃ العین سے

آپنے یہہ مضمون نقل کردیا اور جو مثال آپکے خاتم المتکلمین نے وہان لکھی ہے اوسکو اوس کتاب متنازعہ فیہ کو مطابق نکیا بدون تامل اونکا مضمون تسلیم کرلیا۔ آیات بینات سی جو عبارت متعلق آیت غار آپنی نقل کے ذرا نہ سمجہا کہ یہہ عبارت بہی دعوی کو ثابت کرتی ہے یا نہین جو میر مہدی صاحب نے لکہا اسکو بسر و چشم قبول کرلیا اور یہہ وثوق بہم پہونچایا کہ ہماری مقابلہ مین بہی نقل کردیا۔ اور ہم اس قسم کی تقلید نہین کرتے بلکہ اصول مین تقلید جائز ہی نہین جانتے ہان مدلل قول کو بیشک تسلیم کرتے مین گو اوسکی تمام مقدمات من کل الوجوہ اپنی نظر سے نہ گذری ہون۔ **اقول** گذشتہ ابحاث سی اہل فہم و انصاف پر واضح و روشن ہے کہ مدار کی تقلید بی سوچے سمجہی اور بدون اپنے فہم سی کام لیہی آپ کرتے ہین یا ہم کرتے ہین۔ فروع کو تو بہلا رہنی دیجیے آپ تو اصول مین آنکہین عقل و فہم کی بند کرکے تقلید فرماتے ہین۔ امامت کیے اصول دین ہونے پر کونسی دلیل قطعی قائم ہی جس سے آپ اسکا اصول دین سے ہونا ثابت فرماتے ہین مسئلہ رجعت پر کونسی دلیل قطعی قائم ہے جس سے وجوب اعتقاد ثابت فرماتے ہین محض تقلید پر بے سوچے سمجہی اور اپنے عقل سے کام لیئی مدار کار ہے اور یہہ جو فرماتے ہین کہ مدلل قول کو تسلیم کرتے ہین۔ پس یہہ محض دعوی لسانی ہے ورنہ قطب راوندی کے قول پر جو اسنے بعد بلا و فلان کے بارہ مین لکہا ہے کہ اس سے مراد ایک شخص صحابہ مین سی ہے جو وقوع فتن سی پہلے وفات پاگیا کونسی دلیل قائم ہے جو آپ نے برخلاف ابن میثم وغیرہ اوسکو بے سوچے بسر و چشم قبول کرلیا کیا مدلل قول ایسی ہی ہوتے ہین جیسا آپکے قطب راوندی کا قول ہے اور مدلل اقوال کے تسلیم ایسی ہی ہوتی ہے جیسا کہ جناب نے اپنے قطب الاقطاب کے قول کو تسلیم فرمایا پہر طرفہ تماشا یہہ ہے کہ فرماتے ہین گو اوسکی تمام مقدمات من کل الوجوہ اپنے نظر سی نگذری ہون خیال کرنا چاہیے کہ جب تمام مقدمات اوسکی من کل الوجوہ نظر سی نہین گذری تو اوسکا مدلل ہونا آپکی نزدیک کیونکر ثابت ہوا بجز اسکی آپنے تقلیدا اوسکو مدلل خیال کرلیا ہو اور کوئی صورت نہین ورنہ جب موقوف علیہ ہی پورے طور پر

انکی نظر سے نہین گذرا تو آپکے نزدیک اسکا مدلل ہونا کیونکر ثابت ہوا **قوله** اور تحفہ کے جواب جب آپنے دیکھے ہی نہین تو آپکا یہہ کہنا کہ برای نام لکہی ہین کیونکر صحیح ہو۔ اگر آپ ان جوابونکو دیکہین اور کچہہ بہی عقل و انصاف سی کام لین تو خود بول اوٹہین کہ واقعی یہہ جواب لاجواب ہین۔

اقول اگر عقل و انصاف سی کام لینا اسیکا نام ہے جیسا کہ جناب نے کام لیا کہ بدیہیات کا انکار کر دیا اور خلاف بداہتہ دعوی کیا کہین فرمایا کہ ابن ہیثم کے توجیہات تمسخر پر مبنی ہین کہین تنزل پر نازل کیا کہین دعوی کیا کہ فلان و فلان کو علماء اہلسنت قسم کہتے ہین الی غیر ذالک من الاکاذیب تو ایسی عقل اور ایسا انصاف جناب کو اور جناب کے اہل مذہب کو ہی مبارک رہی اور اگر واقعی عقل و انصاف مراد ہے تو اوسکی رو سی آپ تو کیا خود اون جوابات کے مصنفین بہی اونکی نسبت ایسا دعوی مونہہ سی نہین نکال سکتے پس دعوی محض اس قول کے قبیلہ سی ہے حبک الشی یعمی و یصم **قال الفاضل المجیب** قوله سو انکی کیفیت ذرا ملاحظہ ہو خاتم المحدثین علامہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تحفہ مین حدیث محجاج السالکین سی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی رضا کی نسبت حضرت ابوبکر رضہ کے ساتھہ معاملہ فدک مین استدلال فرمایا ہے اوسکی جواب مین طعن الرماح مین لکہا ہے و تا حال نام کتاب محجاج السالکین بگوش کسی از شیعیان نرسیدہ فضلاء عن کونہ مشہوراچہ مستبعد ست کہ نام کتاب را خود بہ دروغ ساختہ باشد انتہی ملخصا اور علامہ کنتوری نے اس سے بہی بلند پروازی فرمائی اور صاحب تحفہ کی وضع کرنے پر قرینہ ہی جما دیا وہ یہہ کہ باب سیوم مین علماء و کتب شیعہ کا ذکر کیا ہے اس کتاب اور اسکی مصنف کا ذکر نہین کیا۔ انتہی نقلاً عن ازالۃ الغین۔ بجواب اسکی مولانا حیدر علی رحمۃ اللہ علیہ ازالۃ الغین مین فرماتے ہین این کتاب یعنے محجاج السالکین خود در صواعق و سیف المسلول وماندہ آن مذکور ست و ہم نزد حکیم مخدوم یعنے سلامت علی خان مرحوم بود و از تصنیفات طبرسی کہ بہ عماد الدین و امین الدین شہرت دارد محسوب معدود پس جہالت احد ہما مبنی بر عصبیت و جہل ست نکیف

دعوی جہالت کلا ہما انتہی بقدر الحاجۃ ۔ اقول ۔ افسوس کہ آپنے یہان بہی عقل و انصاف سے
کام نہ لیا علامہ علیہ الرحمۃ کے نسبت بلند پروازی تو طنزاً تحریر فرمائی مگر اوسکی جواب مین کچہہ
بہی نہ لکہا ۔ آپ غور فرماوین کہ جب آپکی خاتم المحدثین نے اپنا تبحر جتانی کے لیے کتب علماء شیعہ کا
حال لکہا ہے تو جس کتاب سے شیعونکی بہت بڑی دعوی کو اپنے زعم مین باطل کرنا چاہتے
ہین اگر کہین کچہہ بہی نشان اس کتاب یا اسکی مصنف و مولف کا پاتی تو ضرور اسکا بہی
ذکر کرتے ۔ یہہ ذکر نکرنا اسبات پر قوی قرینہ ہے کہ اس نام کے کوئی کتاب کتب شیعہ مین
نہین ہے اور نہ اسکا مصنف کوئی مشہور شخص ہے ۔ یقول العبد الفقیر الی مولاہ
الغنی ۔ فی الحقیقۃ یہہ افسوس جناب ہی کے حال کیطرف عائد ہے کیونکہ اس بحث
مین بہی انشاء اللہ تعالے عنقریب واضح ہو جائیگا کہ عقل و انصاف سے ہم نے کام
نہین لیا یا کہ ملازمان جناب والا نے ۔ رہا یہہ کہ آپکی علامہ کا جواب تو خود ظاہر ہے آپکی علامہ کا
دعوی اوسوقت صحیح ہو جبکہ یہہ امر ثابت ہو کہ علامہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو تحفہ مین استیفا کتب
مقصود ہو بلکہ اوسکی دیکہنے سے یہانتک معلوم ہوتا ہے کہ جن کتابونسے تحفہ مین استدلال
فرمایا ہے بیان کتب مین اونکا بہی استیفا نہین فرمایا غالباً جناب کو بہی معلوم ہوگا کہ
خود نہج البلاغت کا جسکی عبارات سے جابجا استدلال فرماتے ہین بیان کتب مین ذکر نہین
فرمایا تو اب اسکی نسبت بہی اعتراض فرمائیے کہ جس کتاب سے شیعونکی بہت بڑی بڑے
دعوونکو باطل کرنا چاہتے ہین اگر کہین کچہہ بہی نشان اس کتاب یا اوسکی مولف کا
پاتی تو ضرور اسکا بہی ذکر کرتے یہہ ذکر نکرنا اسبات پر قرینہ قوی ہے کہ اس نام کی کوئی
کتاب کتب شیعہ مین نہین ہے اور نہ اسکا مصنف کوئی شخص مشہور ہے علی ہذا القیاس
اور بہت کتابین جنکی روایات سے استدلال کیا ہے اور اونکا مذکور نہین ۔ پس خدا کے
لیے ذرا انصاف سے فرمائیے کہ عقل و انصاف سے کام لینا اسیکا نام ہے شاید عقل و انصاف
سے اپنی عقل و انصاف مراد ہوگی یعنے ہماری عقل و انصاف سے کام نہین لیا سو یہہ بہی

عین عقل و انصاف ہی سے کام لیتا ہے - **قولہ** آپ کے خاتم المتکلمین نے جو کچھ ازالۃ العین
مین اس بابمین لکہا ہے اور آپنے اوسکو نقل کیا ہے اسکی جواب مین ہم صرف نفحات الریاحین
کی خاتمہ مین جو کچھہ لکہا ہے بتغییر یسیر نقل کرتے ہین اور وہ الفاظ جو مخاطب کے طبع نازک
پر گران گذرین نہین لکہتے بلکہ بجائے اونکی الفاظ ملائم لکہتے ہین حضرت مجیب سی انصاف کی
امید ہے وہو ہذہ - ہرگاہ بروایت بخاری و مسلم کہ اصح الکتب و مجمع علیہ اہلسنت ہین کہ
بقول شاہ صاحب یہہ دونو کتابین مخدوم طوائف انام و جمیع علماء اسلام مین اور شہرت
و تلقی بالقبول مین بدرجہ علیا پونہچی ہین حتی کہ جامع الاصول مین نقل ہے کہ صحیح بخاری کو بخاری سے
بلا واسطہ نوّے ہزار علما و فضلاء نے سنا ہے اور ماہرین کتب رجال پر انکی فضائل ہوش ربا
مخفی نہین غضبناک ہونا جناب سیدہ کا مقدمہ فدک مین حضرت ابو بکر پر اور پہر نہ کلام
کرنا اونسی تمام عمر ثابت ہوا تو اب علماء اہل سنت نے ناچار ہو کی حرکتین مذبوحی کین چنانچہ
خود شاہ صاحب بہ تقلید خواجہ کابلی بخلاف روایت بخاری و مسلم بمقتضای الغریق یتشبث
بکل حشیش در پے رضاء جناب سیدہ ہو کی روایات موضوعہ و حکایات مصنوعہ مدارج النبوۃ
و کتاب الوفا بیہقی و شرح مشکوۃ و ریاض النضرۃ و فصل الخطاب و کتاب الموافقہ ابن سمان
سی ہوئی حالانکہ ان سب کتابونمین صرف دو روایتین ہین کہ اوزاعی و شعبی سی نقل ہوئی ہین
یہہ دونو روایتین شعبی طرز لعی کی باوصف کہ روایات صحاح مکذب انکی ہین مرسل ہین کمافی تشیید
المطاعن - ثانیا کذبا و افترا کتب اہل حق سی اثبات رضا چاہا اور استشہاد مین عبارت
منہاج السالکین محض بتقلید کابلی پیش کی اور حکیم سلامت علی بنارسی کہ خلاف واقع گوئی مین شاہ صاحب
سی بہی بلند مرتبہ رکہتے ہین اونہون نے تخمینا منہاج السالکین کو مع تفسیر مجمع البیان
و احتجاج کی تصنیف عماد الدین طبرسی کے بیان کیا یہہ محض خبط و غلط ہے بلکہ دلیل
اختلال دماغ حکیم صاحب موصوف ہے کیونکہ مجمع البیان اور احتجاج یقینا عماد الدین
طبرسی کے نہین بلکہ مجمع البیان تصنیف ابو علی فضل بن حسن بن فضل طبرسی کی ہے اور

احتجاج تصنیف ابو منصور احمد بن علی بن ابی طالب طبرسی کی ہے کہ حکیم صاحب نے
ان دو کتابونکو کہ تالیف شخصین مختلفین کے ہین شخص ثالث کیطرف منسوب کیا یعنی طرف
عماد الدین طبرسی کے اور عماد الدین طبرسی علماء مصنفین شیعہ مین کوئی نہین البتہ ایک عماد الدین مصنف کتاب بشارة المصطفی
مشاہیر علماء شیعہ سے ہین وہ طبرسی نہین بلکہ طبری ہین - پس یہان حکیم صاحب نے تشخیص
مین کمال غلطی ہوئی کہ دو کتابونکو جو دو شخص مختلف کے ہین تصنیف ایک شخص مفروض کے
بیان کرتے ہین مگر حکیم صاحب یہہ عذر پیش کر سکتے ہین کہ مین نے یہہ کتاب واسطے
تسلی اپنے بیٹونکی لکھی ہے اس سے یہہ غرض نہین کہ علماء فریقین اسکو دیکھین بعد اسکی جب مولوی
حیدر علی نے علم تکلم بمقابلہ اہل حق بلند کیا تو مقام اثبات کتاب مجاج السالکین و نسبت
آن بمصنف و توثیق مصنف مین مدعی اسکی ہوئی کہ یہہ کتاب صاحب صواقع یعنے خواجہ
نصر اللہ کابلی کے پیش نظر ہے اور شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی نے عبارت اوسکی بلا
وساطت نقل کی اور حکیم سلامت علی کے ملاحظہ سے گذری یہہ محض دعوی لسانیہ قابل التفات
وجواب نہین - اور نیز مولوی حیدر علی نے ازالة الغین مین مجاج السالکین کو منسوب بطرف
عماد الدین کر کے اسقدر اور زیادہ کیا کہ یہہ عماد الدین معروف بامین الدین طبرسی ہے - وہل
ہذا الا کذب صراح وبہتان بواح - بالجملہ اول امین الدین طبرسی صاحب مجمع البیان
ہرگز مشہور بعماد الدین طبرسی نہین - ثانیاً کتاب مجاج السالکین تصنیف اونکی نہین کسی نے
وہماً والتباساً بھی اونکی طرف منسوب نہین کی - چہ خوش - خواجہ کابلی و محدث دہلوی کو تو
ہرگز یہہ میسر نہوا کہ نسبت کتاب ونام مصنف و توثیق ثابت کرتے اب حکیم صاحب
و مولوی حیدر علی صاحب بعد خرابی بصرہ چاہتے ہین کہ چند خرافات سے توثیق کتاب ثابت
ہو جاتی اور یہہ نہین سوچتے کہ ایسے امور سے سوای ثبوت عجز و عدم تدین کچھہ فائدہ نہین
انتہے بقدر الحاجة - اب حضرت مجیب لبیب کی خدمت اقدس مین بصد ادب عرض ہے
کہ براے خدا ورسول انصاف فرماوین - کہ کیا حسب آداب مناظرہ کسی کتاب کے توثیق کا ثبوت

اسیطرح ہوا کرتا ہے ہمکو خاتم المتکلمین جو انہی اور اپنے اہل نحلہ کے زعم مین فن مناظرہ مین ید طولے رکہتے تہے اور بقول آپکے مہدی صاحب کے شیعہ بیچاری تو اونکے نام سے کانپتی ہین ایسے بڑے فاضل اجل اور متکلم بے بدل کا یہہ لکہنا کہ این کتاب یعنے مجاج السالکین خود در صواعق و سیف مسلول و مانند آن مذکور ست و ہم از حکیم صاحب مخدوم یعنے سلاست علیخان مرحوم کمال ہی عجز و ضعف پر دال ہے اور ان کتب مذکورہ سے شہادت لانا شہادۃ النصب علے ذنبہ سے کم نہین۔ **اقول** افسوس کہ یہان بہی آپنے عقل و فہم سے کام نہ لیا اور ہماری عبارت کو کہ محض اردو ہی تہی نہ سمجہا کاش اتنا ہی سمجہہ لیتے کہ منشا اعتراض کیا ہے اسلیے ضرور ہوا کہ مکرر نقل عبارت معروضہ سابقہ مخصاً اعتراض کے تقریر کرون اوسکے بعد اہل دانش دیکہیں کہ حضرت مجیب کے جواب کو اوس اعتراض سے کیا ربط و تعلق ہے۔ بندہ نے عرض کیا تہا کہ علامہ دہلوی قدس سرہ العزیز نے درباب رضا حضرت فاطمہ رضہا حدیث منہاج السالکین سے استدلال کیا تہا بجواب اوسکے طعن الرماح مین لکہا کہ وتا حال نام کتاب منہاج السالکین بگوش کسے از شیعیان نرسیدہ۔ چہ مستبعد ست کہ نام کتاب را خود ش بدروغ ساختہ باشد مخصاً اور علامہ کنتوری نے باب سیوم مین یہ ذکر کرنے کو قرینہ وضع کا قرار دیا اسپر مولوی حیدر علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔ و این کتاب یعنی منہاج السالکین خود در صواعق و سیف مسلول و مانند آن مذکور ست الخ اس سے صاف ثابت ہی کہ صاحب طعن الرماح نے جو یہہ اعتراض کیا ہی کہ اس کتاب کا نام خود صاحب تحفہ کا مصنوع ہی اور یہہ روایت حضرت علامہ دہلوی کی بنائی ہوئی ہے یہہ صریح کذب ہی کیونکہ جب صواعق اور سیف مسلول مین اس کتاب کا نام اور اس روایت کا حوالہ اس کتاب کی طرف نسبت موجود ہی تو صاحب تحفہ رحمۃ اللہ علیہ کیطرف کذب و وضع کی نسبت کرنا محض کذب و دروغ ہی اب رہا یہہ کہ اگر اپنی اس دعوی کو کاذب تسلیم کرین اور فرما دین کہ یہہ وضع و افترا صاحب تحفہ قدس سرہ نے نہی صاحب صواعق کا ہوگا۔ بہرکیف اسکا جواب اہل سنت کی ہی ذمہ ہے سو اسکا جواب یہہ ہی کہ قرینہ قطعیہ قائم ہے کہ اہلسنت کو اس وضع و افترا کی کچہہ ضرورت نہین کہ نام کتاب بطور خود گہڑین کیونکہ

عبارت تحفہ سے واضح ہے کہ اس روایت کا وجود کچھ منہاج السالکین پر ہی منحصر نہین بلکہ اور بہی معتبر کتابونمین مروی ہے چنانچہ ہم نقل کرینگے۔ پس جبکہ یہہ روایت اور بہی بعض معتبر کتابونمین مذکور ہے تو عقل سلیم کیونکر تسلیم کرتی ہے کہ باوجود پائی جانے روایت کے معتبر کتابونمین انکو ترک کرین اور وضعی نام کتاب کا تراش کر روایت کو اوسکی طرف نسبت کرین۔ یہہ روایت فاضل متبحر کمال الدین میثم بن علی بن میثم بحرانی نے اپنی شرح کبیر نہج البلاغت مسمی بمصباح السالکین مین۔ جسکے خطبہ مین خدا تعالے سے عہد کیا ہی کہ حق سے مراعاۃً لاحدٍ تجاوز نہین کرونگا اور ہرگز باطل کیطرف میل نہین کرونگا نقل کی ہے ہم اصل شرح مطبوعہ ایران سے نقل کرتے ہین۔ وروی انہ لما سمع کلامہا حمد اللہ واثنی علیہ وصلے علی رسولہ ثم قال یا خیرۃ النسآء وابنۃ خیر الاباء واللہ ما عدوت رای رسول اللہ ص ولا عملت الا بامرہ وان الرائد لا یکذب اہلہ وقد قلت فابلغت واغلظت فاہجرت فغفر اللہ لنا ولک اما بعد فقد دفعت آلۃ رسول اللہ ص ودابتہ وحذاہ الی علیؑ واما ما سوے ذلک فانی سمعت رسول اللہ ص یقول انا معاشر الانبیاء لا نورث ذہبا ولا فضۃ ولا ارضا ولا عقارا ولا دارا ولکنا نورث الایمان والحکمۃ والعلم والسنۃ وقد عملت بما امرنی ونصحت فقالت ان رسول اللہ ص قد وہبہا لی قال فمن یشہد بذلک فجاء علی بن ابیطالب وام ایمن فشہدا لہا

لہ اور روایت ہی کہ ابوبکر نے جب فاطمہ کا کلام سنا خدا کی حمد و ثنا کہی اور رسول پر درود پڑہا پہر کہا ای عورتونمین سب سے بہتر اور باپونمین سے بہتر باپ کے بیٹی خدا کی قسم مین نے رسول اللہ کے رای سے تجاوز نہین کیا اور نہ بجز اونکے حکم کے کوئی کام کیا۔ اور بالتحقیق رائد اپنے اہل کے ساتھ جہوٹ نہین بولتا۔
خدا تعالی ہمکو اور تجہکو بخشے۔ اما بعد پس تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہتیار اور سواری اور نعلین مین نے علی کو دیدی اور ماسوا اسکے مین نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تہے۔ ہم انبیاء کی جماعت سونے اور چاندی اور زمین اور جائداد مین کسیکو اپنا وارث نہین چہوڑتے لیکن ہم ایمان اور حکمت اور علم و سنت وراثت مین چہوڑتے مین اور جو کچہہ مجکو حکم فرمایا تہا مین نے اوسپر عمل کیا اور خیر خواہی کی۔ فاطمہؓ نے کہا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ مجکو ہبہ کردیا تہا ابوبکر نے کہا کہ اسکا کون گواہ ہے۔ تو علی بن ابیطالب اور ام ایمن آئی اور اسکی گواہی دی۔ ۱۲

بذالك فجاء عمر بن الخطاب وعبد الرحمن بن عوف فشهدا ان رسول الله ؐ تقسمها
فقال ابو بكر صدقت يا ابنة رسول الله وصدق علي وصدقت ام ايمن وصدق
عمر وصدق عبد الرحمن وذلك ان لك ما لابيك كان رسول الله ؐ ياخذ من فدك
قوتكم ويقسم الباقي ويحمل منه في سبيل الله ولك علي الله ان اصنع بها كما كان
يصنع فرضيت بذلك واخذت العهد عليه به فكان ياخذ غلتها فيدفع اليهم
منها ما يكفيهم ثم فعلت الخلفاء بعده كذلك الى ان ولي معوية فاقطع مروان
ثلثها بعد الحسن ؓ ثم خلصت له في خلافته وتداولها اولاده الى ان انتهت
الى عمر بن عبد العزيز فردها في خلافته على اولاد فاطمة ؓ قالت الشيعة فكانت
اول ظلامة ردها وقالت السنة بل استخلصها في ملكه ثم وهبها لهم ثم اخذت
منهم بعده الى ان انقضت دولة بني امية فردها عليهم ابو العباس السفاح ثم
قبضها المنصور فردها ابنه المهدي ثم قبضها ولداه موسى وهرون فلم يزل في ايدي
بني العباس الى زمن المامون فردها اليهم وبقيت الى عهد المتوكل فاقطعها
عبد الله بن عمر البازيار وروي انه كان فيها احدى عشرة نخلة غرسها رسول الله

سلہ پہر عمر بن خطاب اور عبد الرحمن بن عوف آئے اور گواہی دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسکو تقسیم فرماتے تہے ابوبکر نے کہا
ای رسول اللہ کے دختر تو نے بہی سچ کہا اور علی اور ام ایمن نے بہی سچ بولا اور عمر اور عبد الرحمن بہی سچے ہین اور یہہ اسطرح کہ
تیرے پدر بزرگوار کے چیز تیری ہی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فدک مین سے تمہارا قوت لیکر باقیماندہ تقسیم کرتے تہے
اور خدا کے راہ مین اوسمین سے سوار کرتے تہے اور مین تجہسے عہد کرتا ہون کہ مین اوسمین ویسیطرح کرونگا جسطرح رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرتے تہے اسپر فاطمہ راضی ہوگئی۔ اور ابوبکر سے اسکا عہد کرا لیا تو ابوبکر فدک کے آمدنی سے
جس قدر اونکی حاجت کو کافی ہو۔ اونکو دیتے تہے پہر اوسکے بعد خلفا اسیطرح کرتے رہے یہانتک کہ معویہ متولی خلافت
ہوا اونسنے بعد حسن کے اوسمین سے تہائی مروان کو جاگیر کے طور پر دیدیا پہر اوسکی خلافت مین اوسکا خالصہ
ہوگیا پہر اوسکی اولاد مین بعد دیگری بٹتی رہے یہانتک کہ عمر بن عبد العزیز کی نوبت پونہچی اونسنے اپنی خلافت
مین اوسکو اولاد فاطمہ پر لوٹا دیا اسپر شیعہ تو کہتے مین کہ یہہ اول ظلم ہے جسکو اونسنے لوٹا یا اور اہل سنت کہتے ہین
یہہ نہیں بلکہ خالصہ کرکے اونکو بخش دیا۔ پہر لوگونکے بعد اونسے لے لیا گیا یہانتک کہ بنی امیہ کا زمانہ سلطنت گذر گیا
پہر ابو العباس سفاح نے اونپہر لوٹا دیا پہر منصور نے اوسپر قبضہ کرلیا پہر مہدی اوسکے بیٹے نے لوٹا دیا پہر اوسکے دونو بیٹون
موسی اور ہارون نے اوسپر قبضہ کرلیا پہر سلاطین عباسیہ کے قبضہ مین رہا مامون کے زمانہ تک اور متوکل کے زمانہ تک وہ باغ
فدک کا بنجر رہا اونہونے عبد اللہ بن عمر بازیار کو جاگیر مین دیدیا اور روایت کرتے ہین کہ وہ کہجور کے گیارہ درخت تہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ۱۲

بیده فکانت بنو فاطمة یهدون ثمرها الی الحجاج فیصلونهم عن ذلک بمال
جلیل فبعث الیه ابن زیاد رجلا فصرمها وعاد الی البصرة ففلج وفی هذه القصة
خبط کثیر بین الشیعة ومخالفیهم ولکل من الفریقین کلام طویل ولنرجع الی المتن انتهی
بلفظه الحمد للہ تعالے کہ فاضل متبحر کی روایت سے جو ایسے کتاب مین روایت کی ہے
جسمین خدا تعالے سے عہد کرتا ہے کہ ولا ارتکب هوی لمراعاة احد من الخلق رضا جناب
فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا ثابت ہوئی اب فرمایئے کہ آپ اور آپکے صاحب نفحات الریاحین
یہہ جو تحریر فرماتے ہین کہ کذبا و افترا کتب اہل حق سے اثبات رضا چاہا کیا یہہ محض کذب
اور حق پوشی نہین ہے تو کیا ہے - غرض اس تقریر سے بخوبی یہہ امر ثابت ہے کہ بحول اللہ
وقوته اہل حق کو حدیث کے وضع کرنے کی اور نام کتاب تراشنے کی کچھہ ضرورت نہین
رہا یہہ کہ جو صاحب نفحات الریاحین نے جو یہہ اعتراض فرمایا (کہ محتاج کے تصنیف کو
منسوب کرنا [illegible] عماد الدین طبرسی کے بشمول مجمع البیان و احتجاج کے خبط و خلط و ضلال
و[illegible] ہے کیونکہ مجمع البیان ابو علی فضل بن حسن بن فضل طبرسی کے ہے اور احتجاج ابو
منصور احمد بن علی ابن ابی طالب الطبرسی کے ہے اور انمین سے کوئی عماد الدین نہین
[illegible] مجمع البیان [illegible] امین الدین ہے اور احتجاج ہرگز منسوب بامین الدین
[illegible] احتجاج [illegible] امین ابو علی طبرسی کے نہین بلکہ ابو منصور طبرسی کی ہے
[illegible] علی طبرسی [illegible] عماد الدین نہین) پس بجواب اسکے گذارش ہے
[illegible] کسی [illegible] ہے جیسا اوقات ایک نام کی کتابین شخصین مصنفین
[illegible] مین [illegible] ہے کہ احتجاج امین الدین ابو علی طبرسی کے بھی ہو اور ابو منصور طبرسی

[illegible] فاطمہ سے ہوئی تھے اور بنی فاطمہ اسکا پھل حجاج کے پاس بطور ہدیہ کے بھیجتے تھے اور وہ بمقابلہ اسکی اونکی
[illegible] مال سے سلوک کرتے تھے تو ابن زیاد نے کسیکو وہان بھیجکر اسکو کٹوا دیا اور بصرہ مین واپس آیا تو اسکو
[illegible] اور اس قصہ مین شیعہ اور اونکے مخالفین مین نہایت خبط ہے اور فریقین مین ہر ایک کے
[illegible] طویل ہے لیکن ہم متن کے طرف رجوع کرتے ہین - ۱۲ -

طبرسی کی بہی اسمین کیا استحالہ ہی - علاوہ ازین اگر یہہ خبط اور خلط اور اختلال دماغ ہے تو آپ
ہی کے اکابر کا ہے جنہون نے علما مصنفین کے فہرست لکھی کسینے احتجاج کو احمد بن
ابی طالب کے طرف منسوب کردیا ہے اور کسی نے ابو علی طبرسی کیطرف منسوب کیا ہی مگر اب
تعجب ہی کہ آپ اپنی کتابونکا ملاحظہ نہین فرماتے - اور بدون دیکہے اور تلاش کیے انکار فرماتے
ہین اسوقت ہمارے پاس تراجم علما مین سے مجموعہ معالم العلما ابن شہر آشوب
معہ رسالتین کے کہ ایک غالبا ابن داوٗد کا ہے اور دوسرا سید ابن طاوس کا ہی موجود ہے
اب انکی اختلافات کی کیفیت سنیے جس سے خبط اور خلط بلکہ اختلال دماغ کے پوری پوری
تصدیق ہوجاوے معالم العلما مین ابن شہر آشوب لکہتے ہین شیخ احمد بن ابی طالب[۱]
له الکافی فی الفقہ حسن الاحتجاج - مفاخر الطالبیہ تاریخ الائمہ -
فضائل الزہرا - تو یہہ بزرگ احتجاج کو احمد بن ابی طالب طبرسی کے طرف منسوب
کرتے ہین اب سنیے سید ابن طاوس اپنے رجال مین ابو علی طبرسی کے حال مین لکہتے ہین
ومنہم الشیخ ابو علی فضل بن الحسن بن ابی الفضل الطبرسی المفسر الماہر مصنف[۲]
مجمع البیان والجوامع والجمع والکافی وکتاب الاحتجاج وکتاب مکارم الاخلاق ہین بندگی نے
ان دو توکتابون یعنے کافی اور احتجاج کو جنکو ابن شہر آشوب نے احمد بن ابی طالب
کی تصنیفات بیان کی تہین - ابو علی کے تالیف بیان کیا - آگے علامہ مجلسی نے جلد اول
بحار مین صفحہ ۱۲ پر صاف لکہا ہے کتاب الاحتجاج ونسب ہذا ایضا[۳] -
الی ابی علی وہو خطاء بل ہو تالیف ابی منصور احمد بن علی بن ابی طالب الطبرسی
غرض اس سے ہمکو یہہ ثابت کرنا تہا کہ علماء شیعہ نے احتجاج کو ابو علی طبرسی کے طرف

---

[۱] میرا شیخ احمد بن ابی طالب اوسکی یہہ کتابین ہین - کافی فقہ مین حسن الاحتجاج - مفاخر الطالبیہ - تاریخ ائمہ - فضائل زہرا
[۲] منجملہ انکی شیخ ابو علی فضل بن حسن بن فضل طبرسی مفسر ماہر مصنف مجمع البیان اور جوامع اور جمع اور کافی اور کتاب
احتجاج اور کتاب مکارم الاخلاق کا ہے ۱۲ [۳] کتاب الاحتجاج اور یہہ ابو علی کیطرف بہی منسوب ہی اور یہہ
خطا ہی بلکہ یہہ ابو منصور احمد بن علی بن ابی طالب طبرسی کی تالیف ہی - ۱۲ -

منسوب کیا ہے تو اگر یہہ اختلال دماغ ہے تو آپکے علما کا ہے نہ حکیم سلامت علی خان مرحوم کا اور لیجیے آپکے ابن شہر آشوب نے بیان ابو علی طبرسی مین لکھا ہے کہ شیخی ابو علی الطبرسی ہے اسکی تصانیف ہیں له مجمع البیان فی معانی القرآن حسن الکلام الشاف من کتاب الکشاف النور المبین الفائق حسن اعلام الوری با علام الہدی الاداب الدینیه للخزانة المعینیه تو انہون نے اعلام الوری کو ابو علی طبرسی کیطرف منسوب کیا ہی اور سید ابن ابن طاوس نے اپنی رجال مین لکھا ہے۔ ومنهم الشیخ الفقیه ابو منصور محمد الطبری صاحب کتاب اعلام الوری وغیرہ من المولفات علی هذا القیاس ان حضرات کے باہم جسقدر اختلافات ہین وہ ایسی نہین جو واقف پر مخفی ہون۔ رہا یہہ کہ امین الدین ابو علی طبرسی ملقب بعماد الدین ہین یا نہین۔ چونکہ ہماری پاس اسوقت صرف مختصر تین رسالہ ہین بنجمد اونکی ایک رسالہ مین لقب امین الدین لکھا ہے۔ اور دو رسالونمین کچہہ لقب نہین لکھا۔ بلکہ ایک رسالہ مین امین الدین کے جد کو کنیت کی طور پر ابو الفضل لکھا ہے تو ہم اسکی نسبت کچہہ نہین کہہ سکتی کہ ملقب بعماد الدین ہے یا نہین اور فاضل مجیب اور صاحب نفحات الریاحین کے تبحر کا حال تو صاف و اضح ہے تو اونکا انکار اس بابین قابل اعتماد کے نہین ہوسکتا۔ پس جبکہ یہہ بات ثابت ہوچکی کہ روایت رضا فاطمی کتب معتبرہ شیعہ سی ثابت و متحقق ہے اور اہل سنت کو اس روایت کی وضع کرنے اور کتاب کا نام تراشنی کے کچہہ ضرورت نہ تہی تو اس سی صاف عقل سلیم باور کرسکتی ہے کہ یہہ کتاب فی الحقیقت علما تشیع کے کتابونمین سی ہے پہر اگر حکیم سلامت علی خان مرحوم نے اس کتاب مجاج السالکین کو بشمول مجمع البیان و احتجاج ابو علی طبرسی کیطرف منسوب کردیا تو اسکی امتناع پر کون سے دلیل قائم ہے جو اسکو مانع ہو علی الخصوص جبکہ یہہ بہی ثابت ہوگیا ہو کہ احتجاج و مجمع بہی اوسکی طرف منسوب ہے اور صاحب نفحات الریاحین نے جو یہہ دعوی کیا کہ مولوی حیدر علی رحمه الله مدعی ہین

کہ شاہ عبد العزیز قدس سرہ نے مجاج السالکین کی عبارت بلاوساطت نقل کے ازالۃ الغین
کی عبارت اس بحث کے ضمن مین ہمارے پیش نظر نہین ظاہر یہہ ہے کہ مولوی حیدر علی نے
یہہ دعوی کہین نہین کیا یعنی اسلمنا کہ اس نام کی کوئی کتاب اہل تشیع مین نہین اور علی سبیل
التنزل والتسلیم ہمنے قبول کیا کہ حکیم سلامت علی نے غلط لکہا اور مولوی حیدر علی صاحب
رحمۃ اللہ علیہ نے بہی اس وجہ سے کہ حکیم سلامت کے قول پہ اعتماد کرلیا خطا کی تو بہی
ہم کہتے ہین کہ یہہ وضع وافترا اہلسنت کا نہین ہو سکتا بلکہ اس صورت مین اسکی تاویل
جو قریب الفہم ہے یہہ ہے کہ کچہہ بعید نہین اصل کتاب صواعق مین یہہ لفظ مصباح السالکین
ہوگا کیونکہ ظاہر ہے کہ اسکی قریب المعنی وہ روایت ہے جو ہمنے مصباح السالکین شرح
کبیر نہج البلاغت مصنفہ ابن میثم بحرانی سے نقل کی ہے اور غلطی کاتب سے لفظ مصباح
مین حروف صاد اور ب کی جگہ لفظ مجاج حا اور جیم کے ساتہہ لکہا گیا ہو اور ظاہر ہے
کہ سیف المسلول مین یہہ روایت صواعق سے لیگئی ہے اور تحفہ مین بہی صواعق سے لے گئی ہے
اسلیے وہ غلطی کاتب برابر چلی آئی ہو دوسرا قرینہ اسپر یہہ ہے کہ سیف المسلول کا جو نسخہ ہمارے
پاس مطبوعہ دہلی موجود ہے اوسمین منہاج السالکین لکہا ہے اور یہہ قطعاً غلط ہے کیونکہ اول
تو یہہ ماخوذ صواعق سے ہے اور اوسمین مجاج السالکین ہے دوسری یہہ کہ حضرت خاتم المتکلمین
مولانا مولوی حیدر علی رحمۃ اللہ علیہ نے بہی لکہا ہے کہ سیف المسلول مین مجاج السالکین مذکور ہے
تو معلوم ہوا کہ یہہ یقیناً سہو کاتب ہے اسیطرح اگر صواعق کے نسخہ مین ناسخ کی غلطی ہوئی ہو
اور بجای مصباح السالکین مجاج لکہدیا ہو تو کچہہ بعید نہین اور مصباح السالکین شرح
کبیر ابن میثم بحرانی کا نام ہے جو نہج البلاغت پر ہے اور باینہمہ صواعق مین وہ روایت
روایت بالمعنے ہوگی کہ جسمین تطابق الفاظ شرط نہین اور یہہ توجیہ علی التنزل والتسلیم ہمنے
اسلیے کی کہ ہمارے پاس اوسکی ثبوت کی ایسا ذریعہ کوئی نہین کہ جس سے اوسکی خصم کو تسلیم
کرادین ورنہ قرائن سے تو ہر عاقل کو یقین حاصل ہو سکتا ہے کہ بیشک یہہ کتاب علما تشیع کے

کتب معتبرہ مین سے ہی اور کچھہ عجب نہین کہ امین الدین طبرسی کی تصنیفات سے ہو کیونکہ اوسکی تفسیر مجمع البیان کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ علمار شیعہ مین سے بہت زیادہ متعصب نہین ہی تو کچھہ بعید نہین ہے کہ اوسنے یہہ روایت نقل کی ہو۔ غرض بہرکیف شیعہ مین اس نام کی کوئی کتاب ہو یا نہو صاحب طعن الرماح کا یہہ فرمانا چہ مستبعد ست کہ این کتاب را خود ش بدروغ ساختہ باشد اور علامہ کنتوری کا اسکی تائید وتقویت کرنا سراسر لغو ولاطائل ہے۔ اور جب علمار تشیع کے معتبر کتاب سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا راضی ہونا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ساتھہ معاملہ فدک مین ثابت ہوگیا تو یہہ طعن جو باب مطاعن مین شیعہ کا مایہ الافتخار رہتا ساقط ہوا اب ہمکو کچھہ ضرورت نہین رہے کہ ہم بخاری کی حدیث کی بابت کچھہ کلام کرین۔ مگر تنشیطا للسامعین دوچار لفظ اوسکی بابت بہی گذارش کرتے ہین کہ حدیث بخاری مین لفظ فوجدت فاطمۃ کی نسبت اول ہم یہہ ہی تسلیم نہین کرتے کہ فے التحقیق اسکی معنے غضب کے ہین بلکہ معنی غمت یا ندمت کی ہین کہ اپنے سوال فدک سے جو خلاف حق تہا جب آپکو معلوم ہوا کہ یہہ سوال بیجا تہا تو آپکو غم لاحق ہوا جیسا کہ مقربین بارگاہ خداوندی کا حال ہوتا ہے کہ ترک عزیمۃ پر بہی اونکو غم اور ملال لاحق ہوتا ہے حضرت قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ سیف المسلول مین فرماتے ہین وجواب نزد فقیر آنست کہ در صحیح بخاری در قصہ طلب میراث باین عبارت واقع شدہ است فوجدت ولم تتکلم حتی ماتت وجدت لفظی ست مشترک در چند معنی بمعنی غضبت وندمت اغتمت آمدہ کذا فے نہایۃ الجزری واینجا وجدت را اصل راوی بمعنے ندمت یا بمعنی غمت استعمال کردہ بعضی رواۃ فرع کہ روایت حدیث بالمعنی کردند وجدت را بمعنی غضبت فہمیدہ ہمان قسم یاد داشتہ ولفظ غضبت روایت کردہ ومعنی الحدیث در حقیقت آنست کہ چون فاطمہ جواب ابوبکر شنید وباستماع حدیث پیغمبر دریافت کرد کہ سوال میراث خلاف شرع واقع شدہ است کشید در سوال کردن خود میراث را غمگین شد کہ این فعل

چرا از من ظہور شد - انتہی بقدر الحاجۃ - سلمنا کہ وجدت بمعنی غضبت کے ہی لیکن ہم کہتے
ہین کہ وعید من اغضبہا فقد اغضبنی مین داخل نہین ہے کیونکہ اغضاب کے معنے یہہ
ہین کہ کوئی شخص صرف بغرض اپنی ہوا ر نفسانی کے ایسی حرکت کرے جس سے غرض
اور مقصود حضرت سیدہؑ کو ناخوش کرنا ہو تو یہہ محل وعید ہو نہ یہہ کہ شارع کے حکم سے کوئی
فعل واقع ہو اور اتفاقًا بحکم بشریت جناب سیدہؑ ناراض ہو جاوین تو یہہ داخل وعید نہین
جناب امیرؓ کے ساتہہ چند بار ایسی معاملات غیظ و غضب کے پیش آئی منجملہ اونکی ایک وہ کہ
ناخوش ہوکر آپ مسجد مین جا لیٹے تہے اور حضرتؐ تشریف لائی اور جناب سیدہ سے پوچہا
این ابن عمک آپنے فرمایا غاضبنی فخرج ولم یقل عندی خود حضرت تشریف لیگئی
دیکہا مسجد مین لیٹی ہوئے ہین آپنے قم یا باتراب فرماکر اوٹہایا منجملہ اونکی ایک وہ کہ
جناب امیر نے ابوجہل کے بیٹی سے شادی کرنا چاہا تہا اوسپر حضرت سیدہ ناخوش ہوگئیں
اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک نوبت شکایت پہنچی اور آپنے اوسکی یعنت فرمائی منجملہ
اونکی ایک وہ کہ ایک لونڈی حضرت جعفر طیار نے بہیجی تہے اور جناب سیدہ نے
جناب امیر کا سر مبارک اوسکی کنار مین دیکہکر کسقدر غیظ و غضب فرمایا کہ جناب امیر کے
قسمونکو کہ کوئی امر واقع نہین ہوا سچا نجانا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاکر
شکایت فرمائی منجملہ اونکی ایک وہ کہ جب خلفاء نے جور کرنا اہل بیت پر بزعم شیعہ
شروع کیا اور جناب امیر نے بحکم خدا تعالے و بوصیت رسول صلعم صبر و سکوت فرمایا تو جناب
سیدہؑ یہانتک ناخوش ہوئین کہ کلمات ستہجنہ بحق جناب امیر مثل جنین پردہ نشین و خائین و رجانہ
گریختہ فرمائی حالانکہ حکم جناب رسالتؐ ہو چکا تہا - یا فاطمۃ لا تعصی علیا فان غضب
غضبلت بغضبا اور یہہ واقعہ قریب وفات جناب سیدہ کے ہی پس اگر حکم
من اغضبہا فقد اغضبنی کلیہ ہے تو یہہ واقعات بہی داخل عموم حکم ہوکر وعید
مین شمار ہونگی - اور اگر کلیہ نہین تو طعن ہے سراسر پوچ ہے تو اس صورت مین جبکہ

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک کام موافق حکم شرع کیا اور اوسپر جناب سیدہ ناخوش ہوئین
تو صدیق اکبر پر کوئی طعن اور وعید عاید نہوگا۔ لیکن البتہ جناب سیدہ کیطرف فی الجملہ
اعتراض ہے تو اسکے لیے بعض علما نے یہہ جواب دیا ہے کہ آخر جناب سیدہ
معصوم نہین اور نفس رکہتی نہین اور کبہی بے اختیار صفات نفسانی ظاہر ہو جاتے ہین
آخر جناب امام حسین رض باوجود عصمت اپنے بڑے بہائی پر درباب صلح ناخوش ہوئی اور ظاہر ہے
کہ حق ایک ہی جانب تہا تو اگر جناب سیدہ حضرت ابوبکر سے ناخوش ہوئی ہون
تو کچہہ تعجب نہین۔ لیکن یہہ جواب علمار محققین اہل سنت کے نزدیک ضعیف ہے کیونکہ
جب دوسری توجیہ ہسکی جس سے طہارت و نظافت دامن جناب سیدہ کے اس الزام سے
ہو سکتی ہے تو کیا ضرور ہے کہ اس توجیہ کو اختیار کیا جاوے اور وہ یہہ کہ وجدت کے
معنی غضب یا مذمت کے معنی سمجہے جاوین۔ اسکے بعد گذارش ہے کہ جملہ لم تتکلم اگر آپکے
نزدیک عام ہے کہ بعد اس قصہ کے مطلق کلام نہین کی تو غلط ہے کیونکہ احادیث علل
الشرائع و بحار وغیرہ اسکی مکذب ہین جنکو خاتم المتکلمین نے ازالۃ الغین مین نقل کیا ہے
چنانچہ ایک روایت ہم بہی ازالۃ الغین سے نقل کرتے ہین۔ ہرگاہ فاطمہ زہرا علیہا السلام
در آخر عمر بیمار شد شیخین برائے عیادت آمدند و خواستند کہ پروانگی حاصل شود تا درخانہ
درآیند آنجناب اذن ندا و ابوبکر بعد ازین عہد کرد بخدا کہ زیر سقف خانہ نہ آرامد تا داخل شود
و در رضا او کوشد پس تمام شب در صقیع بسر برد ہیچ چیز برا و سایہ وار نبود پس عمر آمد
نزد علی و گفت تو میدانی کہ ابوبکر مردی پیر ست و رقت قلبی دارد و مصاحب یار غار
پیغمبر ست صلی اللہ علیہ وسلم بالیقین چند بار آمدیم و خواستیم کہ نزد بتول زہرا حاضر شویم
و در رضا او کوشیم اگر توانی درین امر کوشش امیر المومنین فرمود مطمئن باشید کہ من درین امر
ساعی بلیغ بتقدیم میرسانم پس بخانہ در آمد و گفت ای دختر پیغمبر این دو کس را دیدی
کہ بار بار می آیند و لب معذرت می کشایند و مرا تکلیف دادہ اند کہ اجازت برای شان حاصل کنم

فاطمہ فرمود کہ بخدا اجازت نخواہم داد ونہ کلام با آنہا خواہم کرد تا آنکہ پدر بزرگوار را ملاقات کنم
و در وقت شکایت ایشان باز نمایم امیرالمومنین گفت کہ من ضامن شدہ ام کہ ایشان را در خانہ
داخل کنم فرمود کہ اگر این ضمان اتفاق افتادہ پس خانہ خانہ تست و زنان محکوم اند بلکہ
مردان خود را پیروی کنند من مخالفت تو در ہیچ چیز نخواہم کرد پس پروانگی بدہ ہر کرا
خواہی امیرالمومنین بیرون آمد و شیخین را پروانگی داد ہر گاہ جناب فاطمہ زہرا را دیدند سلام کردند
روی از ایشان باز گردانید و گفت ای علی پردہ بر افگن و پرستاران را فرمود تا روی آنجناب را
بسوی دیوار گردانیدند ابوبکر چون این حال مشاہدہ نمود عرض کرد ای دختر رسول خدا باعث
آمدن ما نیست کہ خوشنودی ترا طلب کنیم و از غیظ و غضب تو خود را باز کشیم سوال ما ہمین است
کہ ببخشی و از زلات ما بگذری فرمود ہیچ کلمہ با شما نخواہم گفت تا آنکہ بخدمت پیغمبر خدا حاضر شوم
و معاملات شمارا شرح دہم باز شیخین معذرت و پوزش را اعادہ کردند و عفو و صفح را درخواستند
بعد ازین فاطمہ زہرا سوی علی رضی اللہ عنہ التفات نمود و گفت کہ من حرفی با این ہر دو کس
نخواہم زد تا آنکہ چیزی سوال کنیم کہ ایشان از رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شنیدہ اند
اگر تصدیق خواہند کرد پس ہرچہ در رای من خواہد آمد بر آن عمل خواہم نمود شیخین خدا را یاد کردند
و گفتند بے تکلف بپرس از سخن حق تجاوز نخواہیم کرد و بصدق و صفا گواہی خواہیم داد
فرمود قسم میدہم شمارا بخدا یاد میکنید یا نہ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شمارا
وقت نصف شب بسبب امری کہ حادث شدہ از جانب علی طلبیدہ بود گفتند بخدا یاد میداریم
باز گفت قسم میدہم شمارا کہ از پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شنیدہ اید یا نہ کہ میفرمود فاطمہ
پارہ از من است و من از ویم ہر کہ او را ایذا میدہد مرا اذیت میرساند ہر کہ مرا در رنج مے آرد
بالیقین خدا را در غضب مے آرد و ہر کہ بایذا او کوشد بعد از موت مثل شخصی است کہ ایذا دہد
او را در زندگی من و ہر کہ او را رنج دہد در حیات من ہست مثل کسی کہ ایذا دہد او را بعد از
مردن من گفتند بخدا از حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قطعاً و یقیناً شنیدہ ایم فرمود

الحمد للّٰہ بازگفت کہ خدایا من ترا گواہ میگیرم وای حضار گواہ باشید کہ این دوکس مرا ہم در
حیات وہم وقت وفات رنج دادہ اند کلام بایشان نخواہم کرد ہیچ تا آنکہ بلقاء خدا رسم شکایت
از شما نمایم وافعال واعمال شما یک یک بگویم پس ابو بکر بویل وشور گریست انتہی یہہ روایت
علل الشرائع کی ہے جو حضرت خاتم المتکلمین نے ازالۃ الغین مین فارسی مین نقل فرمائی ہے
اور اسیطرح اور روایتین مین جو اسکی ہم معنے طعن الرماح سے نقل کیے گئے انسے صاف واضح
ہی کہ جناب سیدہ نے باوجود مکرر اسکے عہد وپیمان کے اور قسم شرعی کی کہ مین ہرگز انسے کلام
نہ کرونگی شیخین کے ساتھہ کلام کی تو دعوی عموم باطل ہوا اور علی الاطلاق کلام سے انکار
کرنا لغو ہوا پس حضرات شیعہ کو اب بجز اسکی چارہ نہین کہ جملہ لم تتکلم کو مقید کرین اور فرمائین
کہ بعد لم تتکلم لفظ رضا وغیرہ مقدر رہے اور معنے یہہ کہ شیخین کے ساتھہ رضا وخوشنودی سے
وقت وفات تک کلام نہین کی قطع نظر اس سے کہ باوجود سعی وسفارش جناب امیر کے
اگر جناب سیدہ شیخین سے راضی نہوئین تو مخالفت امر جناب امیر کے جو امام برحق تھے
لازم آئی اور نیز اوسکی مخالف ہوا۔ کہ سن زوجہ مطیعہ شما ام ومن مخالفت تو در ہیچ چیز نخواہم
کرد۔ جیسا کہ روایت بحار وعلل الشرائع مین مذکور ہے اہل حق بہی یہہ ہی فرماتے مین
کہ جملہ لم تتکلم مقید ہے بقید فی امر فدک او فی ذلک المال۔ اور معنے یہہ کہ ابو بکر کے
ساتھہ معاملہ فدک اور اوسکی مطالبہ کی نسبت وقت وفات تک پہر کلام نہین کی کیونکہ جناب سیدہ
پر حقیقت اس امر کی واضح ہوگئی تہی کہ انبیاء کی میراث مالی نہین ہوتی اور یہہ ہی وجہ ہوئی
کہ جناب امیر نے اپنی خلافت کے عہد مین اوس جاگیر کو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ورثہ
مین تقسیم نہین فرمائی اور نہ بنی فاطمہ کے حوالہ کی بلکہ اوسیطرح کرتے رہی جسطرح خلفاء
سابقین کے زمانہ مین ہوا کرتا تہا۔ چنانچہ علامہ بحرانی صاف شہادت دیرہا ہے
ثم فعلت الخلفا بعدہ کذلک الی ان ولی معویۃ فاقطع ثلثہا مروان اس سے
صاف معلوم ہوتا ہے کہ جناب امیر کے زمانہ خلافت مین بہی مغصوب رہی اور آپ بہی

اوسمین اوسی طرح کرتے رہی جسطرح خلفاء سابقین کرتے تہی یہانتک عمر بن عبد العزیز
رحمۃ اللہ علیہ نے بنی فاطمہ پر رد کردیا جسکی نسبت حضرات شیعہ فرماتے ہین جسکو ابن میثم
نقل کرتا ہے قالت الشیعہ فکانت اول ظلامۃ ردھا تو اگر فدک مغضوب تہا
اور خلفاء غاصب تہی تو جناب امیر معصوم بہی اس فعل مین اونکی شریک ہین پس اگر
خلفا کا کوئی فعل موافق فعل معصوم کے واقع ہوا تو اوس فعل کی نسبت اونپر طعن کرنا
درحقیقت امام معصوم پر طعن ہے اور یہہ کہنا کہ خلفاء مرتکب غصب حق اور جور اور فاعل حرام
ہوئی گویا امام معصوم کے نسبت کہنا ہی بلکہ دو امام معصوم کے نسبت ہی کیونکہ جناب امام حسن نے
اس جور وظلم کو اہلبیت سی اپنی زمانہ خلافت مین نہ لوٹایا پس جب امامین معصومین کہ موافق
خلفاء کے فعل ہوئی تو وہ کیونکر محل طعن ہو سکتی ہین۔ پس اس سے ثابت ہوا کہ معاملہ فدک مین
حقیت خلفاء کے جانب تہی جو جناب سیدہ و پر بعد سننی حدیث نحن معاشر الانبیاء کے
واضح ہو گئی تہی کہ پہر آپنے اوس معاملہ مین لب کشائی نفرمائی اور ائمہ مین سی بہی کسینی
اوسکا پہر نام نہین لیا۔ پس روایت بخاری سے خلیفہ صدیق رضی اللہ عنہ کے طعن مین استدلال کرنا
حضرت مجیب اور اونکی حضرت صاحب نفحات الریاحین کے فہم کی خوبی ہے پہر اسپر
طرہ یہہ ہے کہ بمقتضائی کمال فضل وعلم و شرم وحیا کے فرماتے ہین کہ اہل سنت نے ناچار
ہو کے مذبوحی حرکتین کین اور مصداق مثل مشہور الغریق یتشبث بکل حشیش کے ہوئی اور کذبا
وافترا کتب شیعہ سی اثبات رضا جناب سیدہ چاہا۔ حالانکہ بحول اللہ وقوتہ اس بارہ مین
اہلسنت پر کوئی الزام وارد نہین ہوسکتا اور نہ استدلال شیعہ کا اسجگہ صحیح ہوسکتا ہے
اور جب اونکی علامہ ابن میثم نے لکہدیا کہ جناب سیدہ راضی ہوگئین تو یہہ کہنا کہ کذبا وافترا
اثبات رضا چاہا کذب وافترا کو اپنی علامہ فاضل متبحر ابن میثم کے طرف منسوب کرنا ہے
اب اس علامہ ابن میثم کی شہادت پر دیکہی کیسی کچہہ حرکتین مذبوحی فرمائینگی بلکہ اہل حق کو
شرم دہ ہو کہ ابن میثم نے تو بعد تحریر روایت گویا فیصلہ ہی کردیا اور فرمایا وفی ھذ، لقصہ

خبط کثیر من الشیعۃ ومخالفیہم ۔ تو علامہ بحرانی نے اعتراف فرمایا کہ اولین و آخرین شیعہ معاملہ فدک
مین مبتلا خبط کثیر ہین ۔ اور اہلسنت کے خبط کا دعوی پس محض بلا دلیل ہے اگر حوصلہ ہو تو ثابت کیجیے
وقد تقرران اقرار العقلاء حجۃ علی انفسہم فقط والحمد للہ علی وضوح الحق **قولہ** آپنے ہی عقل کو
دخل نہ دیا اور باوجود دعوے علم مناظرہ والی ایسی ثبوت کو کہ اوس سے سکوت بدرجہا بہتر ہے فخریہ تہدیداً
ہمارے سامنی پیش کیا **اقول** حضرت کی خوش فہمی کا ہمارے پاس کوئی علاج نہین جب
عبارت کے مطلب کو نہ سمجہین تو ہم فارغ الذمہ ہین افسوس کہ باینہمہ ادعا مناظرہ والی
مطلب عبارت کو تو خود نہ سمجہین اور الٹا الزام ہمکو دین **قولہ** غور فرمائی کہ میری وہ
عرض جو سابق مین گذارش ہوئی کہ آپ بدون دلیل اپنے علماء کے دعوی لسانی کو تسلیم
کر لیتے مین درست ہے کہ نہین **اقول** جسقدر ابحاث پہلے گذر چکی ہین اونسے بخوبی واضح
ہے ۔ اور اہل نصفت و ذکاء و دانش وہی بخوبی سمجہہ سکتے ہین کہ اپنے علماء کے دعوے
لسانی کو بلا دلیل آپ تسلیم فرما لیتے ہین یا ہم ہر ایک بحث مین جسکا دل چاہے دیکہہ لیوے
قولہ تسلیم ہی نہین کرتے بلکہ اوسکی مقدمات پر نظر نہ کر کے فخریہ بلکہ بطور دہمکی بمقابلہ
خصم پیش کر لیتے ہین افسوس و حیف ہے کبہی تو عقل و انصاف سے کام لیا کیجے **اقول**
یہہ حیف و افسوس عقل و انصاف سے کام نہ لینے کی نسبت حضرت مجیب ہی کے عائد حال ہے
کہ آپکو اپنے علماء کے تقلید مین حق و باطل مین تمیز نہ ہی چنانچہ ہر ایک بحث سے واضح ہے
ہم کیا کہین اہل فہم و انصاف خود دیکہہ لیوین **قولہ** آپکی خاتم المتکلمین کا یہہ فرمانا
وار تصنیفات طبری کہ بعماد الدین و امین الدین شہرت دارد محجوب و معدود ۔ دعوی زبانی
ہے اور بدون دلیل دعوی قابل اصغا نہین جواب تو درکنار ۔ دعوی بے دلیل قبول
خود نہین ۔ چنانچہ جناب بہی اسی تحریر مین فرماتے ہین کہ دعوی بلا دلیل کیواسطے تو محض
لانسلم ہے جواب ہے بلکہ لانسلم کے بہی حاجت نہین کیونکہ دعوی بلا دلیل خود ہی غیر مقبول ہے
انتہی بقدر الحاجۃ ۔ پہر تعجب ہے کہ ثبات توثیق کتاب محجاج السالکین میں جناب نے بڑے فخر و ناز سے

خاتم المتکلمین کے کلام نقل فرمائی اس اپنے قول کا بہی پاس نکیا یا یاد نرہا **اقول** ہمارا دعوے
اثبات رضاء جناب سیدہ رضی اللہ عنہا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ساتہہ معاملہ فدک مین
روایات شیعہ سے تہا اور ظاہر ہے کہ وہ موقوف مجاج السالکین کے ثبوت توثیق پر نہین اور
نہ ہمکو اوسکی اثبات توثیق کی حاجت کیونکہ جب وہ روایت دوسری کتب معتمدہ شیعہ مین
وارد ہے تو ہمارا مدعا ثابت ہی اور جب ہمارا مدعا دوسری کتب سے بہی ثابت ہی اور مجاج السالکین
پر ہی موقوف نہین تو اوس روایت کے وضع کرنیکا اور نام کتاب کے تراشنے کا الزام خود
ہبا منثور ہوگیا کیونکہ بداہت عقل شاہد ہے کہ ہمکو کتاب کا نام بنانے کی ضرورت اوسوقت
ہوتی جبکہ ہمارا اثبات مدعا اوسی پر منحصر و موقوف ہوتا تو ایسی وقت مین احتمال تہا
کہ شاید نام کتاب از خود تراش لیا ہو لیکن جب یہہ احتمال ہی باطل ہوگیا تو ہمکو اوسکی
اثبات کی ضرورت کیا باقی رہے اور اوسکی اثبات کے واسطے اسیقدر کہنا کافی ہی کہ حکیم
سلامت علیخان مرحوم کے پاس تہی اور عماد الدین و امین الدین طبرسی کی تصنیفات
سے ہے اگر بالفرض یہہ ثبوت ضعیف ہو تو ہمارے مدعا کو اس سے کیا ضرر پہونچ سکتا ہی
اسیواسطے ہمنے نقل عبارت خاتم المتکلمین صرف آپکے صاحب طعن الرماح کی ابطال
دعوے کے واسطے کی تہی کہ وہ اس روایت کو حضرت علامہ دہلوی قدس سرہ کے وضع و افترا
فرماتے تہے نہ ثبوت توثیق مین کہ اوسکی ہمکو حاجت کیا اور بطلان دعوی صاحب طعن الرماح
بخوبی واضح ہے۔ پہر جناب کا یہہ فرمانا۔ ”تعجب ہے۔ کہ اثبات کتاب مجلاح السالکین
مین جو آپنے بڑی فخر و ناز سے خاتم المتکلمین کے کلام نقل فرمائی اس اپنے قول کا بہی
پاس نرہا یا یاد نرہا۔ محض حضرت مجیب کے خوش فہمی و انصاف سے ناشی ہے **قولہ**
عجب نہین کہ صواقع و سیف مسلول کو ہماری ہی کتابین سمجہے ہون۔ **اقول**
سبحان اللہ حضرات کے خیالات اور دعوونکی یہہ کیفیت ہے کہ جو کتابین ہماری روزمرہ
استعمال مین ہین اونکی نسبت فرماتے ہین کہ شاید ہماری کتابین سمجہے ہون کوئی

حضرت سے پوچھے ہے کہ یہہ آپنے کیونکر سمجھا یہہ کوئی اجتہادی مسئلہ تو ہے نہین کہ آپنے اجتہاد
سے پیدا کیا ہو مانا اگر آپ محدث ہونے کے مدعی ہونگے تو البتہ فرشتہ کی زبانی جسکی
صورت نظر نہ آئی ہوگی معلوم ہوا ہوگا - مگر یہہ کیا اگر آپ اپنے علمار کی فہرستون کو
جو علمار شیعہ کے بیان مین لکہین ہین ملاحظہ فرماوینگے تو معلوم ہوگا کہ آپکی علمار کو مصنفین
اہلسنت و شیعہ مین تمیز نہین ہے اور علمار اہلسنت کو اپنے علمار مین معدود کیا ہے
قال الفاضل المجیب - قولہ قیاس کن زگلستان من بہار مرا - اقول جس
غرض سے آپنے یہہ مصرع زیب تحریر فرمایا ہے بے شک آپکی ہی حال کے نہایت چسپان
ہے ہم بہی صاد کرتے ہین یقول العبد الفقیر الے مولاہ الغنی عاقلان
خود میدانند - قال الفاضل المجیب قولہ - اگر ایسی غلطیونکا استیفا کیاجاوے
تو ایک کتاب ضخیم تیار ہو - اقول سبحان اللہ کونسی غلطی آپنے ثابت کی یقول
العبد الفقیر الے مولاہ الغنی - جب آدمی عقل و انصاف سے کام نہ لے
تو جو مونہہ مین آوے کہے مثل مشہور زبان لے اگی نہ کوانہ کہا تہا - لیکن اگر شرم
وحیا کی نظر سے دیکہین اور عقل و انصاف سے کام لین اور اوسوقت یہہ فرماوین تو البتہ مضائقہ
نہین قولہ مقام استدلال مین ایک ایسی کتاب کا جو مثل عنقا معلوم الاسم مجہول
الجسم ہے اور معلوم الاسم بہی آپکی ہی علمار کے نزدیک ہے حوالہ دینا اور جب خصم انکار کرے
تو اوسکی توثیق کے ثبوت مین یہہ کہنا کہ یہہ کتاب ہماری فلان عالم کے پاس تہی اور ہماری
فلان کتاب مین اسکا نام درج ہے اور بے دلیل کسی عالم خصم کیطرف نسبت کرنا
اسیکا نام غلطی ہے تعجب ہے کہ حسب مثل مشہور ہندی الٹا چور کوتوال کو ڈنڈے
اپنی غلطی ہمارے ذمہ لگاتے ہین اور فرماتے ہین کہ اگر ایسی غلطیونکا استیفا کیا جاوے
تو ایک کتاب ضخیم تیار ہو - ع این کار از تو آید و مردان چنین کنند - اقول
حضرت یہہ کتاب عنقا صفت سہی لیکن ہم گذارش کرچکے کہ اسکا مجہول ہونا ہماری

استدلال کو کچھہ مضر نہین ہے اور آپکا یہہ فرمانا کہ جب خصم انکار کرے تو اسکی توثیق کے ثبوت
مین یہہ کہنا کہ یہہ کتاب الخ محض خوش فہمی سامی سے ناشی ہے فی الحقیقت انکا جواب
تو یہہ ہے کہ یہہ ہی روایت ابن ہیثم بحرانی نے شرح کبیر نہج البلاغت مین نقل کی ہے
پس یہہ اس امر کا ابطال ہے جو آپکے صاحب طعن الرماح نے اپنی غلطی سے دعوی
کیا ہے کہ چہ مستبعد ست کہ نام کتاب خود ش بدروغ ساختہ باشد - اور وضع و افترا کو علامہ
دہلوی قدس سرہ العزیز کی طرف نسبت کیا ہے کیونکہ جب اس کتاب سے استشہاد کتب متقدمین
موجود ہے تو یہہ کہنا کہ یہہ نام علامہ دہلوی رحمۃ اللہ نے وضع کیا ہے غلطی ہے کہ نہین چنانچہ
اسی غلطی کے ثبوت مین ہمنے یہہ عبارت نقل کی تہی - اب ہم آپ ہی سے دریافت کرتے
ہین انصاف سے فرمائین جب یہہ اس کتاب کا نام صواقع وغیرہ مین مذکور ہی تو صاحب
طعن الرماح کا افترا کو حضرت علامہ دہلوی رح کی طرف نسبت کرنا اور علامہ کنتوری کا اوسکی
تائید مین قرینہ قائم کرنا کہ جب باب سوم مین اسکا ذکر نہین کیا تو معلوم ہوا کہ خود اپنے
ساختہ پرداختہ ہے دونو یعنے علامہ کنتوری کے اور صاحب طعن الرماح کی خطا ہے کہ
نہین افسوس کہ آپنے یا میری گذارش کو سمجہا نہین یا سمجہکر دانستہ اغماض فرمایا کہ اصل
اعتراض کیطرف اشارہ تک نکیا اور بیفائدہ جوش وخروش فرمایا پس ہم بحول اللہ وقوتہ
آپکی ہی غلطی آپکی ذمہ لگاتے ہین اپنے غلطی آپکی ذمہ نہین لگاتی - لیکن آپ ذرا فہم وعقل سے
کام لیجے خصم کی مدعا کو سمجہیے اور ناحق واویلا نفرمائیے - اس سے صاف ثابت ہو کہ ہمنے
جو عرض کیا تہا کہ اگر ایسی غلطیونکا استیفا کیا جاوے تو ایک کتاب ضخیم تیار ہو صحیح تہا
اوہ ہندی کی مثل جو تحریر فرمائی اوسکا جواب ہم کیا لکہین اہل دانش وانصاف سمجہتی
ہین کہ وہ جناب ہی کے حسب حال ہے اور نیز اوسکا جواب خالی از ہزل وظرافت نہوگا
اسلیے ترک کرتے مین **قولہ** ہان جیسی غلطین ہمنے ثابت کی ہین اگر ایسے
اغلاط کا استیفا کیا جاوے تو ضرور ایک کتاب ضخیم تیار ہو چنانچہ آپکی جواب مین کسیقدر تحریر مین

اور صفحہ کے صفحہ اور ورق کے ورق اسی باب مین لکھی گئی ہین اگر ہمارے حضرت مجیب کو
شوق ہو تو اجوبہ تحفہ لاحظہ فرماوین **اقول** جسقدر غلطیان آپنے بزعم خود تحریر
فرمائی ہین منجملہ اُنہین اغلاط کے ہونگی جنہین صفحات و اوراق لکھے گئے ہین - پس اُن کا
حال تو ناظرین اوراق اہلِ فہم و انصاف پر بخوبی واضح ہے اور باقی کو بھی ان ہی پر
قیاس کر لینا چاہیئے پس جبکہ ان جوابات کا یہ حال ہو تو اصل اغلاط بھی بجائے خود
قائم رہین اور علاوہ اُن کے غلط جوابون کے غلطیان اور مزید بران ہوگئین - پس جسقدر
غلطیان جناب نے ثابت کین گویا وہ اپنی غلطیان ثابت کین اور اپنی ہی غلطیون کی
بابت کتاب ضخیم تیار ہونا بیان کیا اور یہ ہی ہمنے گذارش کیا تھا **قولہ** ارادہ تھا
کہ کم سے کم پچاس ساٹھ ایسی غلطیین حضرت خاتم المحدثین کے ہدیۃً نذر کرین
چنانچہ کسیقدر ذہن مین انتخاب بھی کر لی تھین مگر اس تحریر مین طول ہوگیا اور ہماری تنگی
اور عدیم الفرصتی نے مجبور کر دیا اسلیئے اور وقت پر منحصر رکھتے ہین **اقول** ہمکو بھی
خیال تھا کہ کچھہ غلطیان صاحب حسب تشیید و علامہ کنتوری و شہید ثالث و صدوق وغیرہ کے
آخر مین پیش کرینگے اور ہماری حافظہ مین موجود ہین مگر خیال کیا کہ یہ تمام رسالہ حضرات کے
اُن خوش فہمیون کی اور اغلاط کی تصویر کھینچ رہا ہے جو اصول مذہب شیعہ کے لیئے
بیخ کن ہین تو اب کیا ضرور ہے کہ اور اُن کی خطاؤن کا اظہار کیا جاوے اور اگر اُنکی غلطیان
خصم نے تسلیم بھی کر لین تو مذہب کو اس سے کچھہ بہت بڑا صدمہ نہین پہنچ سکتا ہے اسلیئے
ہمنے اُن ہی ضمنی غلطیون پر اکتفا کر کے قلم کو روک دیا اور پیشتر بھی صرف آپ کی
تحریک ہی کی وجہ سے ہمنے گذارش کر دیا تھا اگر آپ اپنے سوال مین اس قصہ کو نہ چھیڑتے
تو شاید ہم بھی کچھہ نہ لکھتے اور جسقدر جناب نے غلطیان تحریر فرمائی تھین اُن کی کیفیت
بخوبی واضح کر دی گئی کہ وہ ہماری غلطیان نہ تھین بلکہ حضرات کی خوش فہمیان
تھین اہلِ عقل و انصاف بغور دیکھ لین **قولہ** اگر حضرت نے یہ سلسلہ جاری رکھا

تو پھر کبھی دیکھا جاویگا انشاء اللہ تعالیٰ باقی و صحبتش باقی **اقول** نہ ہم اِس سلسلہ کے بادی ہین اور نہ ہمکو اِس کے جاری رکھنے سے انکار آپنے یا آپکے شفیق نے یہ قصہ شروع کیا ہی۔ جبتک آپکا اور انکا دل چاہے جاری رکھیئے اور جب دل چاہے ختم کردیجئے۔ ہم ماموریحض ہین اور ہر طرح حاضر ہین تحریراً تقریراً جس طرح دل چاہے سلجھہ لیجئے اور فیصلہ کرلیجئے **قال الفاضل المجیب** قولہ۔ بنابران اسقدر قلیل پر اکتفاکرکے تفصیل کو دوسرے وقت پر منحصر کرتا ہون فقط والسلام علی من اتبع الہدیٰ **اقول**۔ جسقدر قلیل پر آپنے اکتفا فرمائی اُسیقدر ہم بھی جواب گذارش کرچکے۔ اگر آپ تفصیل سے لکھینگے تو ہم بھی جواب مفصل کو حاضر ہین والسلام علی من اتبع الہدی **یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی** جسقدر آپنے ہماری جواب مین تحریر فرمایا وہ سب ہم آپ ہی پر منقلب کرچکے اور واضح کرچکے کہ محض اوہام باطلہ و خیالات لاطائلہ تھی پس عقل و انصاف سے کام لیجئے تعصب و نفسانیت کو چھوڑ دیئے۔ اور ابطال حق پر نہ آمادہ ہوجیئے۔ و صراطِ مستقیم اختیار فرمائیے۔ وما علینا الا البلاغ والحمد للہ اولاً و اٰخراً دائماً سرمداً وصلے اللہ علی سیدنا محمد و اٰلہ و اصحابہ و ازواجہ و اشیاعہ و احبابہ اجمعین۔

اسکے بعد ہمارے فاضل مجیب نے دو تحریرین بعنوان جواب مولوی پیر محمد خان صاحب سہارنپوری ہین ملحق کی ہین۔ پہلی تحریرین بجز شکوہ و شکایت طعن و تشنیع کے کسی بحث سے تعرض نہین فرمایا بلکہ لکھا کہ غیبت و تقیہ کی بحث بے محل چھڑ گئے اُس کے جواب کی چندان حاجت نہین۔ اور دوسری تحریر مین حدیث بخاری سے جو متضمن تاخیر بیعت تا شش ماہ ہے اور قصد احراق سے تعرض کیا جس کا مفصل جواب اس تحریر کے مواضع متعددہ مین موجود ہی اسکے تکرار و اعادہ کی حاجت نہین۔ اور علاوہ اِس کے جیسا کہ حضرات شیعہ کی خدا و رسول پر افترا و بہتان باندھنے کی عادت ہی اسی عادت قدیمہ کے

موافق کذبا وافترا، بحوالہ معالم التنزیل تفسیر سورہ یٰسین ایک نبی پر انبیاء سے بت پرستی کا بہتان باندہا وہل ہذا الا کذب صراح وبہتان بواح۔ اول تو یہہ ہی مسلم نہیں کہ ترویج دین کے نیت سے بت پرستی کرنا جائز ہے آپ فریقین مین کسیکی نزدیک ثابت فرماوین کہ اس غرض سے کفار کی عبادت خانو مین جانا اور اونکی عبادتو مین شریک ہونا جائز ہو دوسرے یاد آتا ہے کہ مجمع البیان مین ہے کہ انبیاء کو تو تقیہ تک ہی جائز نہین۔ علاوہ ازین تفسیر معالم التنزیل مین ہرگز کسی نبی کے نسبت یہہ نہین لکہا ہے تفسیر معالم التنزیل کتاب نادر الوجود نہین ہر جگہ دستیاب ہو سکتی ہے جسکا دل چاہے حضرت مجیب کا انکی اکابر کے افترا کا جن سے فاضل مجیب نے نقل فرمایا ہے تماشا دیکہہ لیوے۔

اب ہم اوسکا جواب گذارش کرتے ہین جو مولوی پیر محمد خانصاحب کے پہلی تحریر کے ضمن مین ہمکو خطاب کرکے فرمایا ہے۔

قولہ حضرت مجیب مخاطب کی خدمت اقدس مین بصد ادب گذارش ہے کہ آپنے اصلی سوال کا جواب عطا نفرمایا اور زائد گفتگو فرما کر بحث مین طول دیا۔ میرے کسی قول کا جواب ندیا شرائط کی دلائل جو آپنے دریافت فرمائی بجا کیا۔ مگر مین نے سوال مین عرض کیا تہا کہ اپنے اصول خلافت جو لکہین مدلل لکہین اسکا جواب کچہہ ہی تحریر نہوا مینے گذارش کیا تہا کہ اہلسنت خلافت خلفاء ثلاثہ اپنے اصول موضوعہ سے ہی ثابت نہین کر سکتے غور فرمایئے کہ یہہ کتنا بڑا دعوی ہے مگر آپنے کچہہ ہی جواب ندیا۔ **اقول** چونکہ وہ محل آپکے اصلی سوال کے جواب کا نہ تہا اسلیے ہمنے تفصیلاً عرض نہین کیا تہا اور مجملاً وہ ہی موجود تہا۔ کاش آپ تامل کے نظر سے ملاحظہ فرماتی۔ اور زائد گفتگو کی بنا خود جناب کے زائد گفتگو ہوئی تہی اپنے علاوہ سوال کے جب زائد امور کو چہیڑا تو اوسپر بندہ نے ہی مختصراً عرض کیا اگر آپ زائد گفتگو نہ فرماتی تو بندہ ہی عرض نہ کرتا۔ اور اپکا فرمانا

کہ میری کسی قول کا جواب ندیا انصاف سامی سے بعید معلوم ہوتا ہے اسکی جواب مین
بجز اسکے کہ ہم بہی جہوٹ بولین اور کہین کہ آپنے صحیح فرمایا اور کوئی ہم جواب نہین دیسکتے
جس سے آپ خوش ہو جائین - ثبوت خلافت خلفاء ثلثہ رضی اللہ عنہ اس تحریر مین
بخوبی مفصلاً تحقیقاً والزاماً عرض کر دیا گیا ہے انصاف کی نظر سے ملاحظہ ہو۔ **قولہ**
اب یہہ عرض ہے کہ اگر آپکو اس بحث مین طول دینا منظور ہے تو بسم اللہ ہم بہی حاضر مین
مگر شرط یہہ ہے کہ جسطرح ہمنے آپکی ہر قول کا جواب لکہا ہے اسیطرح آپ بہی ہمارے
ہر قول کا جواب تحریر فرماوین اور جو کچہہ لکہین مدلل ہو اور اگر طوالت منظور نہین تو صرف
میرے سوال سابق کا جواب مفصل عطا ہو **اقول** اگرچہ ہمکو تطویل مدنظر نہ تہی لیکن فرمایش
سامی کے موافق آپکی ہر قول کا جواب لکہا ہے اور جو کچہہ عرض کیا ہے مدلل عرض کیا ہی
چنانچہ جناب پر انشاء اللہ تعالے بعد معائنہ واضح ہو جائیگا **قولہ** ہمنے شرائط ثلثہ
آپکی ہی کتب معتبرہ سے ثابت کر دین اگر یہہ معقول ہون تو فرماییٔے کہ ان شرائط سے شروط
کون سعید ہے اور اگر معقول نہین تو انکو بدلائل رد فرمائیے اور زاید باتونکو نہ چہیڑیئے ہم
بحث کو نہایت ہی مختصر کرتے ہین **اقول** یہہ شرائط ثلثہ کا ثبوت صرف بزعم سامی
ہی ہے وبس اور فی الحقیقت انکا کچہہ ثبوت نہین چنانچہ جو دلائل جنابنے ثبوت شرائط ثلثہ مین تحریر
فرمائی تہی انکو ہم بدلائل رد فرما چکے آپکو اختیار ہی چاہی بحث کو مختصر فرما دین یا طول
دین نہ ہمکو آپکی تطویل کا کچہہ خوف ہے اور نہ اختصار کے خواہش چنانچہ جناب کو اس تحریر سے واضح
ہو جائیگا۔ **قولہ** اگر آپکو اس تحریر کا جواب لکہنا منظور نہ ہو تو ہمکو کچہہ شکایت نہین۔
اقول اگر آپ ناخوش نہون اور میری تعلی وتکبر پر محمول نفرماوین تو مین واقعی بلا انفساً سنت
عرض کرتا ہون کہ آپکی یہہ تحریر ہرگز قابل جواب والتفات نہ تہی اور میرا ہرگز دل نہ چاہتا تہا کہ اسکی جواب مین
قلم اوٹہاؤن اور اپنا تضیع اوقات گرامی کردن ابتدا سیوسطی ماہ ذیقعدہ ۱۳۰۳ھ تک اسکی تحریر مین تعلل کرتا رہا آخر جب جناب ستے
نے بلا وجہ میرا کوئی عذر قبول نہوا تو بکرہ ۲ وسط ذیقعدہ ۱۳۰۳ھ سے بالالتزام جواب لکہنا شروع کیا - ذیقعدہ سے پیشتر بہی چند اجزا

متفرق طور پر تحریر کر چکا تھا مگر وسط ذیقعد سے لازم متمم کر کے آج کہ چہار دہم جمادی الاولی ۱۳۰۱ھ بحول اللہ و قوتہٖ اسکو ختم کر دیا آئندہ بھی مجکو ترک و تحریر مین کچھ دخل نہین ہے اگر آپنے اسکے جواب پر قلم اٹھایا اور مجکو اُس کی تردید کا ایما ہو بشرط زندگی انشاء اللہ تعالی مین قطعاً اُس کا جواب لکھون گا ورنہ مین عرض کر ہی چکا ہون کہ ایسے خرافات و مہملات کے جواب مین قلم اٹھانے کو مین سراسر تضیع اوقات تصور کرتا ہون **قولہ** صرف آپ خلافت خلفاء ثلثہ اپنی ہی اصول سے بدون اختلاف ثابت فرما دیجے **اقول** بحول اللہ و قوتہٖ ہم خلافت خلفاء ثلثہ کو آپکے بھی اصول پر ثابت کر چکے ہین آپ اُس کو عقل و انصاف کی نظر سے ملاحظہ فرما وین اور آپکو معلوم ہی کہ ہمارے نزدیک مسئلہ امامت فروع مین سے ہی پھر ہم سے یہ کہنا کہ خلافت بلا اختلاف ثابت فرما دیجے خلاف عقل ہے کیونکہ غایت مافی الباب وقوع اختلاف اگر ہوگا تو موجب عدم قطع کو ہوگا اور یہ خود فروع مین ضرور نہین بلکہ فروع کے ثبوت مین صرف ظن کافی ہے۔ باانیہمہ ہمنے بلا اختلاف خلفاء ثلثہ کے خلافت کو آپکی اصول پر ثابت کر دیا ہی اور واضح رہی کہ اختلاف منفی سے وہ اختلاف مراد ہی جو ناشی عن دلیل ہو ورنہ سفسطیات کا انتفاء تو نبوت بلکہ الٰہیات مین بھی ممکن نہین **قولہ** غور فرمایئے کہ ہم کہانتک وسعت دیتے ہین یہ بھی اس صورت مین ہی کہ آپکو بحث منظور ہو ورنہ آپکی مرضی **اقول** اگر جناب کو وسعت ہی پسند خاطر ہی تو لیجے ہم بھی وسعت دیتے ہین کہ آپ زائد باتونکو ترک فرمایئے اور صرف امامت کا اصول ہی سے ہونا کسی دلیل قطعی سے ثابت فرمایئے یا امام کے لیے صرف عصمت ہی ثابت کر دیجے شرائط ثلثہ تو آپ کیا ثابت فرمائین گے۔ اور اگر آپ تحریر کے تطویل سی گھبراتے ہون اور بیماری و عدیم الفرصتی سی مجبور ہون تو ہم آپکو ایک عمدہ تدبیر بتلاتے ہین کہ آپ ہمکو تحریر فرما وین ہم حاضر خدمت ہونگے اور بہت جلد فیصلہ ہو جائیگا اور یہ بھی ہم وعدہ کرتے ہین کہ انشاء اللہ تعالی ہم آپکو کسی قسم کی تکلیف نہ دین گے اور یہ

اس صورت مین ہی کہ آپکو یا آپکے شفیق کو بحث منظور ہو ورنہ آپکی مرضی ہمکو کوئی شکایت نہین ہی یہ صرف اسی لئے عرض کیا ہی کہ آپکی تحریر سے مترشح ہوتا ہی کہ اہل سنت کی نسبت آپکے دماغ مین یہ سمایا ہوا ہی کہ میری تحریر و تقریر کے مقابلہ مین مخالفین مین سے کسی کو مجال دم زدن نہین پس اگر فی الواقع آپکو یہ خیال ہو اور اہل سنت کی نسبت آپ خیال کرتے ہون کہ وہ اپنی اصول کو ثابت نہین کر سکتے تو آپ دیکھ لیجئے ورنہ آپکو اختیار ہی

قولہ آخر مین بصد نیاز یہ ہی گذارش ہی کہ اگر اس تحریر مین غلطی و سہو ہوا ہو تو بنظر اصلاح ملاحظہ فرماوین کیونکہ مجھ جیسا جاہل و نادان ہرگز اس لایق نہین کہ اس بحث مین جو علماء اعلام کا کام ہی کچھ لکھے محض اپنے شفیق دلی کی خاطر سے کچھ لکھا گیا

اقول یہ جو کچھ تحریر ہوا محض تواضع و ہضم نفس پر مبنی ہی ورنہ اپنی تحریر بمقابلہ خصم ہرگز کوئی شخص اصلاح کے لئے نہیں پیش کرتا۔ اصلاح کے لئے اپنی اساتذہ کی خدمت مین پیش کیا جاتا ہی پھر جو کچھ ہمارا منصب تھا اُس کے موافق ہمنے حکم کی تعمیل کی اور جو کچھ نظر سرسری مین باتین قابل اصلاح آئین بصد ادب عرض کر دی۔

قولہ یہ بھی عرض ہی کہ اگر کوئی کلمہ ناگوار طبع مبارک لکھا گیا ہو تو عنداللہ معاف فرماوین میری غرض آپکو یا کسی کو رنج پہنچانے کی ہرگز نہین ہی خداوند تعالی علیم ہے مگر آپ جانتے ہین کہ مباحثہ مذہبی مین احقاق حق و ابطال باطل کے لئے ایسے الفاظ بولے اور لکھے جاتے ہین جو ناگوار طبع مخاطب ہون۔ والسلام خیر ختام۔ سراپا عیب فرزند حسین عفی عنہ۔ ۲۷ محرم الحرام۔ مطابق ۶ نومبر ۱۸۸۵ عیسوی

اقول یہ جو کچھ تحریر فرمایا محض عنایات و الطاف اور کرم و اخلاق سامی ہی ہر چند بندہ نے بھی التزام کیا تھا کہ کوئی کلمہ ثقیل جو ناگوار طبع سامی ہو حتی الوسع تحریر نکرونگا تاہم اگر زلت قلم سے کوئی کلمہ جو ناگوار طبع سامی لکھا گیا ہو تو مد معاف فرماوین کہ میرا قصد بھی ہرگز رنج رسانی کا نہین ہے خداوند تعالی مجکو اور آپکو معاف فرماوے

اور توفیق خیر کی عطا کرے - واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین وصلی اللہ علی سیدنا محمد والہ واصحابہ وازواجہ واحبابہ اجمعین

قالہ بفمہ ورقمہ بقلمہ کثیر الخطایا والعصیان

کثیر الذنوب والآثام **خلیل احمد**

وفقہ اللہ للتزود لغد عند اقامتہ

فی بہاولنور صانہ

اللہ عن الفتن

والشرور

رابع عشر شہر جمادی الاولی سنۃ الف وثلثمایۃ واربع من ہجرۃ سید الثقلین صلی اللہ علیہ وسلم

انتباہ

اثنائے تحریر رسالہ ہذا مین حضرت مجیب مخاطب کا رسالہ مسمے حسن المقال جو بجواب انجام مولفہ مکرمی مہربی حی عنایت احمد صاحب سلمہ قدوسی گنگوہی کے تالیف ہوا ہے بعض احباب کے ذریعہ سے میرے پاس پہونچا اوسکی دیکھنے سی حضرت مجیب کا پایہ علم وفضل اور مرتبہ انصاف اوربہی بخوبی معلوم ہوگیا - چونکہ مسائل خلافیہ کی اکثر بحثین کلی جلی ہین اور ایک بڑے مسئلہ کی بحث کے ضمن مین بہت سی چہوٹے اور بڑے مسائل مین گفتگو آجاتی ہے اور یہہ رسالہ ہدایات الرشید بہت سی مسائل خلافیہ کے بحثون کو شامل ہے جو تفصیل اوسمین لکھے گئے ہین - لہذا حسن المقال کے اکثر اور بڑی بڑی بحثونکی جوابات تو اس رسالہ ہدایات الرشید مین آگئے ہین - لیکن حسن المقال کے وہ بعض بحثین جنکا کوئی قریب تعلق اس

رسالہ کے بحثون کے ساتھہ نہ تہا اونکا جواب اس رسالہ مین نہ تہا۔ ارادہ یہہ تہا
کہ خاتمہ رسالہ پر حسن المقال کے اون بحثونکا جنکا رسالہ ہدایات مین جواب نہین لکہا
گیا ہے بطور ضمیمہ جواب لکہونگا اسیواسطے اثناء ابحاث رسالہ ہذا مین اونکی تردید
کیطرف ایما اور اونکی ضمنی ذکر کا بہی اتفاق نہین ہوا۔ بعد ختم رسالہ ہدایات معلوم ہوا
کہ جامع بین المعقول والمنقول حاوی فروع واصول حافظ کلام اللہ جناب مولانا
مولوی مشتاق احمد صاحب دام اللہ فیوضہم ساکن قصبہ انبہٹہ ضلع
سہارنپور نزیل لدہیانہ جو میرے بڑے مہربان ومخلص ہین اوسکا جواب جو غالبا مسمی
بتحصیل المنال باصلاح حسن المقال ہے تحریر فرمارہے ہین۔ لہذا اس خیال سے
کہ تحصیل المنال حسن المقال کے جواب مین کافی اور اوسکی تردید سے مستغنی ہوگا۔ اور نیز
بجائے خود یہہ رسالہ ہدایات بہی کسیقدر طویل ہوگیا تہا بندہ نے اپنا ارادہ اوسکی
تردید کی بابت جو بطور ضمیمہ تحریر کرنے کا تہا ملتوی کردیا۔ ہان حضرت مجیب نے
حسن المقال کے خاتمہ پر جو عبرتین لکہکر اپنی کمال تقدس اور تدین پر شہادت
دی ہے اوسکی نسبت اسقدر گذارش ہے کہ دل چاہتا تہا کہ ہم بہی چند عبرت انگیز
واقعات جو اولین وآخرین ان حضرات کو پیش آئے مستقل طور پر ہدیہ ناظرین کرین
چنانچہ ابہی مولانا مولوی سید زین العابدین مظلوم کے قتل اور شہید ہونے کے
بعد جو واقعہ بعض اعیان ملتان کے یہان پیش آیا تقریبًا اوسیکا نمونہ ہے جیسا بعض
ائمہ رضوان اللہ علیہم کے اعدا کو پیش آچکا ہے۔ لیکن اہل دین ودیانت کے
نزدیک واقعات عبرت انگیز عبرت حاصل کرنے کے لیے ہوتے ہین نہ شماتت
کے لیے ابلیے ہم نے اسکو شعبہ نفسانیت سمجہکر محض خداوند تعالے کے خوف سے
ترک کردیا اور اسپر قلم نہین اوٹہایا۔ سبحانک وبحمدک اشہد ان لا الٰہ الا
انت استغفرک واتوب الیک اللہم اغفرلی ما قدمت وما اخرت وما اسررت

وما اعلنت وما انت اعلم به منی انت المقدم وانت المؤخر لا الہ الا انت

تصدیق

از جناب قدسی ماب فیض نصاب قدوۃ الواصلین زبدۃ العارفین عارج معارج اسرار ولایت ناہج مناہج انوار ہدایت آموزگار تلقین و تعلیم مرشد صراط مستقیم پیشوائے اصحاب طریقت مقتدائے ارباب حقیقت گرم رفتار منازل ملت و دین قافلہ سالار مراحل حق الیقین مجاز شناس حقیقت دان خلوت پسند جلوت بیان جرعہ نوش وحدت الوجود و التجرید شیخنا شیخ غلام فرید صاحب سلمہ اللہ اللطیف سجادہ نشین چاچڑان شریف دامت برکاتہ

یہ کتاب جو مولوی صاحب فاضل کامل مولوی خلیل احمد صاحب نے رد فرقہ ضالہ مضلہ شیعہ رافضیہ مین تصنیف فرمائی ہے نہایت مضامین عالیہ سے مملو ہے اور مطابق ملت قدسیہ اہل سنت وجماعت کے ہے مین بعد مطالعہ اس کتاب کے تصدیق کرتا ہون کہ جو جو مولوی صاحب نے لکھا ہے فی الاصل صحیح اور درست ہے۔ والسلام علی من اتبع الہدیٰ۔

العبد

خاکپائے فقرا غلام فرید چشتی حنفی عفی عنہ بقلم خود

تقریظ دلپذیر و تحریر بے نظیر بصنعتیکہ از ہر فقرہ اش سنہ ۱۳۰۶ ہجری معلی
ہویدا میشود چکیدہ قلم یاقوت رقم ناظم رنگین خیال ناثر عدیم المثال
سیاح بحر نکتہ دانی سیاح اقلیم بیان و معانی اسوۃ الکاتبین مولوی
عزیز الدین صاحب خوشنویس حضور سرکار ابد قرار والی ریاست بہاولپور خلد اللہ ملکہ

۱۳۰۶

هُوَ الْعَزِيزُ الْغَنِيُّ الْمَاجِدُ

حبذا کہ این کتاب کمال * بافضل قادر بیہمال * و بعنایت عامہ سید الانام و صاحب
الحسام و القلم * و بعزت چہار یار و آل امجاد اہل جود و کرم * چہ کتابیکہ ہر حرفش مہذب *
و چہ کلامیکہ معانی او مفصل و مہذب * پر از مدح و خوبی چہار یار * در توصیف
آل مبارک و اطہار * از ہر نقطہ او مہر بر دل شیعیان * یا ہر الف او تیر در دل حاسدان *
بجہت امامیہ تیر عقیدہ * و خوارج از جبر رنجیدہ * پی رافضیان ناوک
حزین * بلکہ تفنگ درد از بہر ہر بیدین * منشور شہادت * یا توقیع رحمانیت *
زیب دہ مجلس عالمان ذوی العقول * و تیرگی افزای دل کافہ حاسدان نامعقول *
باطل ساز یکسر مذہب ناحق * الحق مشاہدہ قدرت حق * تیر ادب بجگر دشمنان
بی ادب * و در سینہ بدمنش حسام تعب * دران رد اہل التشیع * بدلائل خوب
و بی شنیع * جابجا عبارتش فصیح بوجہ احسن * و بخصم محجب زہی جواب دندان
شکن * داغ دل اہل نفاق * گلزار معانی اہل مذاق * کلید خیالات عقل *

مبسوط از ثقات نقل + روایات او مستند از کتب امامیہ + چہار زیب دہ انجمن مقلدان
مذہب حنفیہ + جہان آرا نسخہ رنگین + نکتہ نادر دل شیرین + منشور سخن + رفع
بدظن + سبحان اللہ چہ کلامیست بے بدل کہ از دید و شنید بعید + و نام نامی آن
کلام ہدایات الرشید + از تالیف منیف عالم صحیفہ ربانی + امام ائمہ و حافظ
کلام یزدانی + رکن و حامی دین خدا و رسول + راست گو عالم معقول و منقول +
وحید الدہر شریعت پناہ + مستند و طریقت آگاہ + قاری با ادب و حاجی
حرمین شریفین + مقبول و معزز بخالق دارین + سلالہ فقہای مبارک خصال +
و سید المحدثین بے مثال + جناب قدس مآب مولنا مولوی خلیل احمد صاحب +
عالم اہل دین دام بالفیوض والمواہب + حسب ارشاد و امداد جناب معلی القاب
قدسی نژاد والا نہاد + قدوہ دودمان نبی و زبدہ خاندان علی سید صاحب دا د
منہل خاندان سیادت + ثمرہ دودمان نجابت + منبع فیض ندیم سلطان +
افضل الناس سبب امن و امان + اخلاص کیش و محسن من + مراد جہان و صدق زدہ
زمن + زہی فرمان بر چار یار رسول + وخہی آن مطیع آل رسول مقبول +
سید غلام مرتضی شاہ صاحب بلی ریب و شک مظہر جود + شکر او یکی از یک
بہیچ وجہ نتوانم نمود + زیادہ جزاہ اللہ فی الدارین خیرا + واز قصور و ریب
المنون نگہدارد وی را + بمطبع قدوسی طراز طبع گرفتہ + و بسعی محمد
عبد القدوس رونق یافتہ + حلیہ اتمام پوشیدہ پسند دل دانا گردید + در
دیدہ احباب بیقین سرمہ نور کشید + التماس بجناب والا طبعان ستودہ آئین +
بصد عجز و ہزار نیاز از نیاز مند عقیدت گزین + واحقر العباد نیاز آگین
عزیز الدین عفی عنہ میرود + کہ باینچنین سیاق طرز کلام بے محاورہ میشود + اگر
بنگہی خطای و عیبی فہم نمایند + از راہ والا منشی و آگہی دست معاف فرمایند +

ایضاً اردو

بسنا و زبان خلیل احمد	تصنیف جو کی کتاب در	سال وسکا سروش نے بتایا	کہہ خوب چھپی کتاب تاریخ ۱۳۰۶ھ

تقریظ للحبر النحریر المتبحر وحید العصر فرید الدہر عمدۃ السالکین اقوم المسالک مولوی عبد المالک خلف الرشید لمولانا المولوی محمد عالم رضا ساکن قریہ کھوڑی قریۃ من قریٰ گجرات فنجاب مدرس مدرسۃ العلوم بہا ولفور صانہ اللہ تعالی عن الشرور والفتور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی لا ندید لہ ولا ضدید فی انعم علینا بالمبین المجید الکبیر بالوعد والمنذر بالوعید وارسل خلیلہ الا حمد وحبیبہ المحمد المحمود الحمید ذا البراہین القاطعۃ والحجج الساطعۃ ہدی لکل شقی وسعید وبعد ففی ہذا الزمان قد شاعت فی الاقوال البعض اہل البطلان من اہل التشیع التشنیع علینا واجلبوا بخیلہم ورجلہم علینا وتوقدوا الاضغان فدعوا واندفعوا عن الحق لذعاً وما کان لہم ان لا لسانہم ہذا حتی ذاع طعنہم فی العیان وشاع طعنہم الی القوم من امرہ حکم وطاعنہم للامام الہمام والبر الطمطام والفاضل القمقام الجامع لعلوم النقلیۃ وحاوی الفنون العقلیۃ مولانا المحدث الفقیہ الادیب وحضرتنا الحاج النظیر الاریب المولوی خلیل احمد المکنی بابی ابراہیم لا زالت شموس فیوضہ بازغۃ بفضل اللہ الرحمن الرحیم بتحریرہم وازالۃ شکہم وارتیابہم حتی قام فی امتثال امرہ کالرئیس بالعزم الرئیس من ازالۃ قام الشریفۃ کانت مشتملا لتدریس فاد حض حججہم باقوالہم وبراہینہم ہذا مقالہم لعمری کتاب ما صنف مثلہ لحد وقد اصلح بہ ما فی تذکرۃ لمن یخشی فمن شاء اتخذ الی ربہ سبیلا وقد ہتف تفہیماً بحسن الخطاب وقال بجہرۃ اصبت خیراً مورخاً لاختتام الکتاب لیغنی بہما المغلولین عن الغلۃ واشتفی تلک الحصاد المعتل بمرزاتہ وجدت تاریخ انطباع ہدایات الرشید من کتاب

تاریخ	اللہ المبین الی لا زالت بحمینا تابید اتہ کتب مثبتہ	منظوم

کتاب ترید بردّ الروافض لعلامہ لف من یستمعی ہو ما انفاہ الاکمل ہو دی	کسبت قطع المفتن خلیل الرب امین کثمر الی ما الطبن	کتاب مجید ہدیۃ ناہم فصیح بلیغ اریب الادیب وقاہ دافواہ خصم سعیا	مفید بشیر لاہل لعطف شریف باخلاقہ ذو المنن بنوع عجیب ووجہ احسن

برسر کذب و حجت شیعہ + قلم سنی ست گرز گران + گوئیا ساختہ ہمین خلیل + بہر نمرود ہاں جدا زبتان + صولت یک شجاع سنی کرد + قتل افواج رفض بے پایان +
سال اتمام بے سر اعدا است + فوج ایران شیعہ شد ویران +
۱۳۰۶ھ

قد احتج فیه بنص صریح | فمن یرتغب عن نصوص مکین | یدع الرشاد ویبل عوالضلال | ویسعی الجهل ویلقی الغبن

یا ظهار حق معانی الکتاب | کاذهار دهر باعلی الغصن | ویلطالب الحق انظر الیه | دع الجهل اغراء الونی والوهن

سیشفیك من کل داء الشکوك | کما کل العقاقیر یشفی البدن | وینهاك عن کل فحش ومنکر | ویهدیك حقا ویقضی المنن انتهی

ایضاً — بتاریخہ قال عبد الملک کتاب الخلیل لعبد واحن — فارسی

جناب مولوی صاحب مکرم | ادیب و فاضل مقبول و زاہد | خلیل احمد کہ او رانیست ثانی | باخلاق و باوصاف محامد

مرتب کرد در رد روافض | کتابی را به برہان و شواہد | درو فش جملہ در سلک سطورش | درخشان است چون سل و فراید

چو تحریرش بعالم گشت رائج | متاع خصم او گردید کاسد | مخالف ہرچہ بر پا ساخت الزام | نمودہ بر مخالف جملہ عاید

زہی تاریخ طبعش گفت مالک | ہدایات الرشید از بہر معاند

قطعہ تاریخ از طبع قادر نقاد ماہر الکمال فاضل بے بدل عدیم المثال ادیب یگانہ جناب سید محمد زمان شاہ صاحب قصوری خیر پوری متخلص بہ ناز تلمیذ حضرت مسعود

جناب مولوی صاحب معظم | شفیق و مہربان سنیان ہے | غنیمت ہے وجود انکا جہان مین | وجود انکا جہان مین مثل جان ہے

وحید العصر ہین علم و شرف مین | فضیلت مین نظیر انکا کہان ہے | ہدایات الرشید ان کا رسالہ | بہت عمدہ دلائل کا بیان ہے

جواب اسمین عجب بد دل شکن ہین | کہ شیعہ طعن سے کوتہ زبان ہے | برائے دوستان ہے مثل گل کی | بمثل خار بہر دشمنان ہے

جزاہ اللہ فی الدارین خیرا | کہ ممنون آپکا سارا جہان ہے | نیازی نے لکھا بحث کی رو سے | کلام دلپذیر عاقلان ہے

تقریظ منظوم کتاب مستطاب منجانب معصیت ملبوس حافظ محمد عبد القدوس قدسی غفر اللہ لہ ولوالدیہ واحسن الیہما والیہ۔ مالک مطبع قدوسی۔ و اخبار صحیفہ قدسی دہلی

زبان خامہ وقف حمد حق ہے | مگر ہیبت سے اسکا سینہ شق ہے | مداد تیز مین گو ہے روانی | ہوئی جاتی ہے تو بھی پانی پانی

ہون کی اسکی ڈر سے چشم تر ہے | چمن مین کانپتی شاخ شجر ہے | بہی جاتے ہین دریا ہوکے پانی | سمندر بھول بیٹھا ہے روانی

یکسان ہے قربت ہو کہ دوری | برابر ہے اسے فصل حضوری | اسی کے ڈر سے کاہیدہ ہوا کاہ | ہوا چلتی ہے تب نکلے اللہ اللہ

وہ بیچون دھوپ ہے چھاؤن ہے بندی | بگولے کر رہے ہین کوچہ گردی | تپ کر بھاڑ مین کہتا ہے دانہ | الٰہی مجکو دوزخ سے بچانا

ہمت کر دل بنار خسار کا خال | رخ گلگون مین آخر آگیا بال | نفس بھی دمبدم زیر و زبر ہے | کمر باندھے ہوئے ہو ہر دم کمر ہے

اسیکے حکم مین چلتی ہین تارے | حباب اسکی سمجھتے ہین اشارے | زمین و آسمان سب اسکے منقاد | ملک جن و بشر حور و پری زاد

طبیعت ہے جو مضمون کی حامی | مجھے یاد آگئے دو شعر جامی | زبام آسمان تا مرکز خاک | اگر صد رہ بیائے وہم و ادراک

فرود آیند یا بالا شتابند | ز حکمش ذرہ بیرون نیابند | سحاب رزق اسکا سب پہ برسا | نہ ترسا تک کبھی روٹی کو ترسا

حکیم جلد اسکے ہات مین ہے | سکت اللہ ہی کی ذات مین ہے | خدا کی کبریائی کی نہین تھا | وہی ہوگا وہی ہے اور وہی تھا

جو اقدسی نے کی کچھ حمد باری | تو اب نعت نبی کی آئی باری | ہوا ہے نعت کا یکس طرح آہنگ | کہ ہے طرز بیان کا اور ہی رنگ

طبیعت خود بخود ہے کس کی جویان | سمند فکر کیون ہوتا ہے پویان | مگر ذکر شہ ختم رسل ہے | شروع نعت ہادی سبل ہے

خدا ابن عبد اللہ کیسا ہین | رسول اللہ ختم الانبیا ہین | وہ ہین تعلیم معنی کے شہنشاہ | صراط مستقیم ان کی گزرگاہ